گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلد اول گلستان باختر کے سرورق پر مندرج ہے ناظرین ملاحظہ فرمائینگے۔ اب اس جلد دویم مین شاہزادہ رفیع البخت کا مقابلہ سکندر رستم خو سے جنگجو عین گرمی جنگ مین بیچ سے اوٹھا لیگیا تھا اور دھاوا کرنا سہراب سردار زلزال کا قلعہ جبل الحدید پر اور اسوقت پہونچنا رفیع البخت کا۔ اس عنوان سے جلد کو آغاز کیا ہے۔ بعدازان زلزال بن خلخال بن صلصال کا دربار سارق بن نقاس مین پہونچنا اور آنا ترکش ناوک انداز و سرہنگ سنگبار و سرفیل سنگبار کا برای بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغربی۔ روانگی لشکر اسلام بسمت بہارستان مغرب۔ پہونچنا ترکش تیر انداز و ترکش ناوک انداز و اعجاز سنگبار و صنم سنگبار کا بجمعیت چار لاکھ سپاہ کے اور زخمی ہونا شاہزادہ رفیع البخت و سکندر کا و بربادی قلعہ جبل الحدید اور تباہی دونون شہزادیون کی پھر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا ذکر و داستان جمعیت عنوان بربادی بہارستان مغرب کی۔ اسکی بعد پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ مین اور سرداران کا مسحور سحر ہونا تعلیم اسم اعظم صاحبقران عالیشان کو اور اسلام لانا سکندر دیرہ نشین کا پھر بامان وزیر سنجاب شاہ مغربی کا بھاگ کر جانا سارقیہ مین اور حالات بیان کرنا سارق ملعون سے۔ روانہ کرنا سارق کا ایک عیار و عیار بچی کو برای گرفتاری سرداران لشکر اسلام۔ اسکے بعد وہ داستانین نہایت دلچسپ رنگین بیان کیگئی ہین جنکے دیکھنے سے تعلق ہے آخر مین داستان نقاش صورت کش و غلطان و درگوش و طوفان دریا موج اور کوچ کرنا صاحبقران کا طرف طلسم ارژنگ اسی داستان پر جلد کو ختم کیا ہے۔ چنانچہ فی الحال

جلد دویم

حسب الحکم عالیجناب معلے القاب سرآمد تاجران عالی وقار قدر شناس علم و فن مرجع کاملان سخن جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور وغیرہ از تصنیفات شیخ تصدق حسین داستانگوی بتنظیم و تصحیح مولوی محمد اسمعیل ملازم قدیم مطبع بزبان اردو مین بعبارت سلیس و نثر نفیس بار اول در ۱۹۰۶ع

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے تیئس پچ کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا عمدہ تر ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر اُردو	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہے جسکو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امراو سلاطین کے دربارون مین داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہوجاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جسکی قیمت درج ذیل ہے -	
(۱) نوشیروان نامہ جلد اول دفتر اول -	عہ/ پ
(۲) ″ جلد دوم ″	عہ پ
(۳) ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم -	للعہ/ پ
(۴) ہومان نامہ ″	عہ/ پ
(۵) کوچک باختر - دفتر دوم -	عہ/ پ
(۶) بالا باختر - دفتر سوم -	عہ/ پ
(۷) ایرج نامہ جلد اول دفتر چہارم -	عہ/ پ
(۸) ″ جلد دوم ″	عہ/ پ
(۹) طلسم ہوشربا جلد اول - دفتر پنجم -	عہ/ پ
(۱۰) ″ جلد دوم - ″	عہ پ
(۱۱) ″ جلد سوم ″	عہ پ
(۱۲) ″ جلد چہارم ″	سے/
(۱۳) جلد پنجم کا حصہ اول - دفتر پنجم -	عہ/
(۱۴) ″ حصہ دوم	عہ/

نام کتاب	قیمت
(۱۵) طلسم ہوشربا جلد ششم دفتر پنجم -	سے/
(۱۶) ″ جلد ہفتم	سے/
(۱۷) بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول -	عہ/ پ
(۱۸) ″ حصہ دوم -	عہ/ پ
(۱۹) صندلی نامہ دفتر ششم -	عہ پ
(۲۰) تورجنامہ جلد اول دفتر ہفتم -	سے پ
(۲۱) ″ جلد دوم -	صہ/ پ
(۲۲) لعل نامہ جلد اول دفتر ہشتم -	عہ/ پ
(۲۳) ″ جلد دوم -	عہ/ پ
(۲۴) دفتر آفتاب شجاعت جلد اول -	للعہ پ
(۲۵) ″ جلد دوم -	للعہ/ پ
(۲۶) ″ جلد سوم -	للعہ/ پ
(۲۷) ″ جلد چہارم	عہ/ پ
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر -	سے/ پ
(۲) ″ جلد دوم - ″	سے/ پ
(۳) ″ جلد سوم	للعہ/ پ
ایضاً - کامل یکمشت ہر سہ جلد کے لیے -	لعہ پ
طلسم ہفت پیکر - مصنفہ منشی احمد حسین صاحب قمر - جلد اول	عہ/ پ
(۲) ″ جلد دوم -	عہ/ پ
(۳) ″ جلد سوم -	سے/ پ
طلسم خیال سکندری - جلد اول مصنفہ منشی احمد حسین قمر -	عہ/ پ
ایضاً جلد دوم - ″	عہ/ پ
ایضاً جلد سوم - ″	عہ/ پ
پھول والون کی سیر - مطبوعہ خیر -	۶/ پ

فہرست گلستان باختر جلد دوم

گلستان باختر

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد پنجم حصہ دوم دفتر آفتاب شجاعت سے ملتا ہے جسکا تسلسل بطور خلاصہ جلد اول گلستان باختر کے سرورق پر مندرج ہے ناظرین ملاحظہ فرمائینگے - اب اس جلد دویم مین شاہزادہ رفیع البخت کا مقابلہ سکندر رستم خو سے جنکو عین گرمی جنگ مین بنجہ اوٹھا لیگیا تھا اور دھاوا کرنا سہراب سردار زلزال کا قلعہ جبل الحدید پر اور اُسوقت پہونچنا رفیع البخت کا - اس عنوان سے جلد کو آغاز کیا ہے - بعد ازان زلزال بن خلخال بن صلصال کا دربار ساریق بن بقا مین پہونچنا اور آنا ترکش ناوک انداز و سرہنگ سنگبار و رستم فیل سنگبار کا برای بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغربی - روانگی لشکر اسلام بسمت بہارستان مغرب - پہونچنا سرکش تیرانداز و ترکش ناوک انداز و احجار سنگبار و اصنام سنگبار کا بجمعیت چار لاکھ سپاہ کے اور زخمی ہونا شاہزادہ رفیع البخت و سکندر کا و بربادی قلعہ جبل الحدید اور تباہی دونون شہزادیون کی پھر شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا ذکر و داستان مصیبت عنوان بربادی بہارستان مغرب کی - اسکی بعد پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ مین اور سردار و نکا مسحور سحر ہونا تعلیم اسم اعظم صاحبقران عالیشان کو اور سلام لانا سکندر ویرہ نشین کا پھر ہامان وزیر سنجاب شاہ مغربی کا بھاگ کر جانا ساریقیہ مین اور حالات بیان کرنا ساریق ملعون سے - روانہ کرنا ساریق کا ایک عیار و عیاریکی کو برای گرفتاری سرداران لشکر اسلام - اسکے بعد وہ داستانین نہایت دلچسپ رنگین بیان کیگئی ہین جو دیکھنے سے تعلق ہین آخر مین داستان نقاش صورت کش و غلطان در در گوش و طوفان دریا موج اور کوچ کرنا صاحبقران کا طرف طلسم زلزلہ کے اسی داستان پر جلد کو ختم کیا ہے - چنانچہ فی الحال

جلد دویم

حسب الحکم عالیجناب معلے القاب سرآمد تاجران عالی وقار قدر شناس علم و فن مرجع کاملان سخن جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع منشی نولکشور لکھنؤ و کانپور و لاہور وغیرہ از تصنیفات شیخ تصدق حسین داستانگوی بنظر و تصحیح مولوی محمد اسمعیل ملازم قدیم مطبع زبان اردو مین بعبارت سلیس و نثر نفیس بار اول در ۱۹۰۱ء

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفے و منقبت علی مرتضے علیہ التحیۃ والثنا عرض کرتا ہو اول کو مین شیخ تصدق حسین کہ بلطف خداوند عالم و عالیان حسب الحکم رئیس والا تبار ملک التجار ولی نعمت صاحب جاہ و حشمت جناب منشی پراگ نراین صاحب دوسری جلد دفتر گلستان باختر کی آغاز ہوئی اب مصنفین ہیچمدان نے یہ روش اختیار کی ہی کہ ایک دفتر کے سلسلہ مین جتنی جلدین لکھی جائین انکے پہلی جلدین دیباچہ لبسیط ہو اور باقی جلدون مین مختصر اُس ارادہ کی ابتدا بھی جلد دوم سے کی جاتی ہی چونکہ اب مین پیر کہن سال ہو چکا ہون اور طاقتین جواب دے چکی ہین یہ بھی امید نہین کہ جو کتاب شروع کی ہی وہ خاتمہ کو پہونچ سکیگی لہذا ناظرین باتمکین کی خدمت مین ملتمس ہون کہ اُس چراغ سحری کی جھلملاتی ہوئی روشنی کو اپنے نور کی نظر سے دیکھین اور شعاعون کی بیدلی کو نظر انداز کرکے اسکا الزام صبح پیری کی ہوائے برخلاف کو لگائین اور ہر سہو و نسیان کو دامن عفو سے چھپائین اور نظر انداز فرمائین ؂

ساقی نامہ

ساقی ساقی ادھر نظر کر
اک جام پلا دے اور بھر کر
دل گرم کرے یہ گرم پانی
پیری کو ہے حسرت جوانی
اس وقت یہی ہے شراب کا لطف
ہر صبح کو آفتاب کا لطف
لذت جو ملے مرے دہن کو
تازہ کرون قصۂ کہن کو
تحریر جو ذکر عاشقان ہو
آویزۂ گوش مہوشان ہو
دلچسپ ہو اسقدر فسانہ
ہوئے ہر نغمہ کش ترانہ
تحریر کرون جو رزم کا ڈھنگ
ہو پیش نظر مرقع جنگ
ہر صورت تیغ تیز بن جائین
نقطے سپرون کی شکل بن جائین
نیزون کی طرح الف علم ہون
ہر دائرے مثل قوس خم ہون
اعراب ہون اس طرح سے تحریر
لشکر پہ ہو جیسے بارش تیر
جو دال ہو صورت تبر ہو
جو واؤ ہو گرز کا د سپر ہو
سطرین سیدھی کھچی ہوئی ہون
جس طرح صفین کھچی ہوئی ہون

موزون واقعات خیالی و پرچہ نویسان سوانح بیمثالی سلسلۂ جنبان تسلسل ناتمام رشتہ ہائے شکستہ کے جوڑنے کا

یون انضمام کرتے ہین ✿ بیا بشنو ای ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + ناظرین والا تمکین کی یاد
دہانی کے واسطے پہلے اُن سلسلون کو بیان کیا جاتا ہی جو اختتام جلد اول مین ناتمام چھوٹے ہین تاکہ ہر داستان کی اصل
سمجھنے مین آسانی ہو بادشاہ اسلام کا حال یہانتک تحریر ہوا ہی کہ ابتک ہنوز لشکر روشن بخت مین قیام پذیر ہین اور
ایران جانے کا ارادہ اس انتظار مین ملتوی ہی کہ سب شاہزادے جمع ہون تو جانب ملک ایران کوچ ہو
جیسے کہ خواجہ خضران جانب بہارستان مغرب روانہ ہوے ہین اُس وقت سے کوئی خبر نہین آئی ہی بادشاہ
کو تشویش ہی اور شاہزادہ سہراب ثانی جو بارادہ مدد سکندر و ملاقات رفیع البخت بادشاہ کے حکم سے گئے
ہین اُنکا حال ہنوز ظاہر نہین ہوا ہی کہ کس مقام پر پہونچے اور کیا معاملات پیش آئے اور شاہزادہ سکندر رستم خو سوار
قدرت بنے ہوئے میدان مین تیغ کھینچ کھڑے ہین اور رفیع البخت کو نیچہ لیگیا ہی اس نیچہ کا حال تو بعد کو ظاہر
ہوگا اول حال سکندر رستم خو کا سنئے کہ انکو رفیع البخت کے جانے کا نہایت صدمہ ہوا ایک تو حسرت مقابلہ
باقی رہگئی اور دوسرے یہ تشویش پیدا ہوئی کہ خدا جانے دشمن لیگیا ہی یا دوست نتیجہ کیا نکلتا ہی یہان ناموس
رفیع البخت کا بے یار و مددگار ہی اور زلزال بن خلخال ملکہ کا مدعی ہو رہا ہی سردار اسکے ہی قید مین ہین
مگر بظاہر رہا نہین کر سکتے یہ اسی سوچ مین پریشان ہوکر بیٹھے اور لشکر رفیع البخت کے لوگ اپنے آقا
کے فراق مین پریشان و حیران میدان سے پھر کر داخل ہوے عقب قلعہ دار نے جلدی سے پل کھنچوالیا
خندق پانی سے لبریز کرادی ہاتھے کا منوالا کر ٹک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑھاؤ سب چیزین تیار
کرلین توپین جلدی جلدی بھڑ پر چڑھادین کہ مبادا یہ نقابدار قلعہ پر دھاوا کرے زلزال ضرور اغوا کریگا
اور ملکہ کی خواہش ظاہر کریگا ادھر ملکہ سمن اندام سبز پوش کو جو خبر ہوئی کہ شاہزادے کو مقابلے
کی حالت مین نیچہ لیگیا یہ دھک سے ہو گئی کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہی ✿ غم صیاد و فکر باغبان ہی + دو عملے
مین ہمارا آشیان ہی + ادھر تو انکی فکر ہی ادھر اپنا خیال ہی دلفریب بھی سکوت کے عالم مین ہی دہان کی تو یہ
حالت ہی اور یہان سوار قدرت جو میدان سے پھر کر بارگاہ سنجاب مین تشریف لائے ہین تو دنگل پر جیت
بیٹھے ہین سنجاب مغرلی تخت پر بیٹھا ہی داہنے جانب اسکے ملک طرطوس جبالی بیٹھا ہی بائین جانب
محیطر و شمشغیر دونون وزیر تخت کے دونون گوشون پر متمکن ہین سردارون سے بارگاہ مملو ہی مین چار سو
سردار سنجاب کے جسمے مین ایک ایک دیو صورت اور فیل مست ہی کوئی دو سو سردار ملک طرطوس جبالی
کے ہین چالیس سردار زلزال کے ہین یہ سبکے سب بیٹھے اکڑ رہے ہین اور سوار قدرت کی تعریفین ہو رہی ہین
کہ اگر یہ تشریف نہ لاتے تو رفیع البخت سے کون مقابلہ کر سکتا تھا اور اگر اسکو نیچہ نہ لیجاتا تو گھمٹ پڑھ گرز ہی
کے چلنے مین معلوم ہوگئی تھی کہ کون کتنا ہی رفیع البخت کے حق مین بہتر ہوا کہ انکو نیچہ لیگیا ورنہ آج
گرفتار ہوکے آجاتے جب سلسلہ تعریف کا قطع ہوا تو زلزال بن خلخال نے کہا کہ ای سوار قدرت آپکو
تو معلوم ہی کہ ملکہ کی شادی میرے ساتھ ہو چکی ہی اور یہ لوگ در اندازی مین ملکہ کو میرے قبضہ مین نہین
آنے دیتے ہین اور تو کسی کی کیا مجال تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا مگر رفیع البخت سے مین مجبور ہوا
کہ جب لڑا پست ہوا اب رفیع البخت قلعہ مین موجود نہین ہی اور ملکہ قلعہ مین ہی یا تو مجھے اجازت دیجیے
کہ کل صبح کو مین قلعہ پر دھاوا کرکے قلعہ کو سر کرون یا آپ اہل قلعہ سے ملکہ کو چھین کے میرے سپرد کر دیجیے
تو مین اپنی زندگی بھر آپکا ممنون رہونگا سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ ای زلزال مین تو اس ننگ
کو کبھی گوارا نکرونگا کہ خانہ بے مکین کو جاکے لوٹون ایسے جس قلعہ کا افسر موجود نہو اسپر چڑھائی کرجاؤن ہان
اگر رفیع البخت یہان موجود ہوتا تو مین اُس سے لڑکے ملکہ کو چھین لیتا اور تجھے مین منع نہین کرتا

اگر تیری غیرت اس بات کو قبول کرتی ہو تو دھاوا کر مجھے ان جھگڑون سے کوئی تعلق نہین مین دو کامون پر خداوند
کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہون ایک تو یہ کہ رفیع البخت کو گرفتار کر کے لیجا کر خداوند کے سپرد کرون دوسری
یہ کہ اگر ناہید خداوند سے منحرف ہو تو اسے معزول کر کے ملکہ سطرطوس جبالی کو بحکم قدرت بٹھا دون اور
سنجاب شاہ کو بھی مع رفیع البخت اسیر کر کے خداوند کے پاس پہونچا دون زلزال نے کہا کہ بس مجھے تمہارا ہی
خیال تھا کہ میرا دھاوا کرنا آپ کے خلاف نہو ورنہ مین خود ملکہ کو اہل قلعہ سے چھین سکتا ہون اور دھاوا
کرنے مین مجھے شرم بھی نہین اسلیے کہ مین اپنی ناموس کے واسطے لڑتا ہون دوسرے کی ناموس پر نہین نظر
ڈالتا ہون اگر اہل قلعہ مجھی کو دیدین تو مین دھاوا ہرگز نکرون اسلیے کہ مجھے ملکہ سے کام ہے قلعہ سے کوئی تعلق
نہین ہے یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی اور
خبر اہل قلعہ کو ہوئی اور کہ زلزال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل صبح کو وہ دھاوا کریگا عنقائے
قلعہ دار نے اور اچھی طرح قلعہ کو آراستہ کیا اور ملکہ کے اطمینان کے واسطے کہلا بھیجا کہ حضور کسی طرح
کا اندیشہ نکرین جبتک غلام کے دم مین دم باقی ہے اس وقت تک کیا مجال ہے کسی کی کہ اندر قلعہ کے قدم
رکھ سکے اور آپ دعا کرین کہ اس وقت آپکو لگی ہوئی ہے جو دعا دل سے ہوتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے
کیا عجب ہے کہ کوئی مدد غیبی ہو کہ ایسا آپ لوگون کے واسطے اکثر ہوا ہے ملکہ یہ سنکے چپ ہو رہی ادھر عنقائے
قلعہ دار سے نہایت خوش ہوئی یہان سوار قدرت یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو کو بہت ناگوار گذرا کہ اس
بے حمیت نے طبل جنگ بجوا دیا ہے خیر صبح کو دیکھا جائیگا کوئی تدبیر اسکی گوشمالی کی سوچ کے نکالی جائیگی لیکن
نہیب مغربی وغیرہ جو میرے قید مین ہین ایسا نہو نکل جائین کہ یہ مقدمہ ناموس کا ہے تو تیری بدنامی ہوگی کہ اگر
قید شدید مین نہوتے تو یہ نوبت نہ پہونچتی یہ خیال کر کے قبل از وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور سنجاب شاہ
مغربی و طرطوس جبال سے ارشاد کیا کہ مجھکو خداوند نے یاد کیا ہے مین جاتا ہون ذرا قیدیون کا انتظام
کردون تو خداوند کے پاس جاؤن بالفعل میرا یہان کوئی کام بھی نہین ہے کہ لڑائی موقوف ہے اور اہل قلعہ کے
لیے زلزال کافی ہے علاوہ اسکے مجھسے اس جنگ سے کوئی تعلق بھی نہین ہے شاید میرے واپس آنے مین
دیر ہو تو آپ لوگ پریشان نہون یہ فرما کے مع پرندہ قدرت اٹھ کے روانہ ہوئے اور اپنی بارگاہ مین آ کے
سیارہ کوچک سے کہا کہ گھڑی بھر رات رہے سے تم ایک مرکب لیکر صحرا کی طرف چلے جانا اور وہ جو لباس
بردار صاحب یعنی شاہزادہ علم شاہ رومی کا مجھکو ترکے مین ملا ہے وہ بھی لیتے جانا کہ مین نقاب ابیر پوش
بنکے زلزال سے لڑونگا اور گھوڑا وہ لیجانا جو آج کل میری سواری مین نہین ہے سیارہ کوچک نے خوش
کی کہ بہت خوب اور کہا کہ آپنے تو ہم عیارون کے بھی کان کاٹے کیا خوب تدبیر نکالی ہے بعد اسکے سوار قدرت
بنے ہوے اس خیمہ مین آئے جہان نہیب مغربی اور صمصام مغربی وغیرہ رفقائے شاہزادہ رفیع البخت
بنام قید تھے دیکھا کہ یہ لوگ نہایت برہم بیٹھے ہین سوار قدرت نے فرمایا کہ تم سب کیون پریشان ہو اس وقت
سردست فیل زور نے عرض کی کہ اے نقاب دار نامدار آپنے جو برتاؤ اپنے قیدیون سے کیا ہے وہ آج تک
کسی نے نکیا ہوگا کہ تمام سامان راحت ہر وقت وہ مہیا رہتے ہین جو ہر وقت گھر مین بھی نہین ملتی ہین آپکے
یہان قید کاٹتے کو ہین گویا مہمان ہین اسکا شکریہ جسقدر ادا کیا جاوے کم ہے لیکن آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ساری
لڑائی دو شخصون کی وجہ سے ہے ایک ملکہ تہمینہ دوسری شاہزادہ رفیع البخت کے سبب سے اور آپ بھی شاہزادہ
کی گرفتاری کے واسطے آئے ہین ملکہ سے کوئی بحث نہین شاہزادہ یہان موجود ہے اور ہم لوگ آپکے قیدی
ہین اب ملکہ کا معاون کون ہے جسوقت ہمنے خبر طبل جنگ سنی ہے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ زلزال دھاوا کرنے کو ہے

تو ہمارا ارادہ ہوا تھا کہ یہاں سے قلعہ کی جانب چلے جائین لیکن یہ شرم ہی کہ جنھنے ہمارے ساتھ یہ احسان کیا کہ
ہمکو اسیر غل و زنجیر مین نہ کیا ہم اسکے حلقۂ اطاعت سے کیونکر قدم باہر نکالین لہذا یا تو قبل اسکے کہ زلزال قلعہ پر
دھاوا کرے آپ ہمین قتل کر ڈالین اور یا اجازت دین کہ جسوقت زلزال دھاوا کرے اُس وقت ہم جاکر سد
راہ ہون لقابدا نے فرمایا کہ تم لوگ آرام سے بیٹھو خداوند کو ظلم نہین پسند ہی مین تو جس کام پر معین ہوا ہون وہ ابھی
ختم نہین ہوا اس سے دوسرے کام مین دخل نہین دیسکتا لیکن اتنا معلوم ہو گیا کہ غیب سے مدد ہوگی کوئی نہ کوئی
فرشتۂ قدرت اسکی گوشمالی کے واسطے پیدا ہوگا اور اگر ایسا نہوا اور زلزال برلب خندق پہونچ جاے اُس وقت تمکو
اختیار ہی کہ جاکر زلزال سے جس طرح چاہنا پیش آنا لیکن جبتک زلزال دروازۂ قلعہ تک نہ پہونچ لے اُسوقت تک
انتظار کرنا مستعد نے کہا کہ ہم اس سے زیادہ بھی انتظار کر سکتے ہین لیکن جسوقت زلزال قلعہ سے پھر لگا اُسوقت
ضرور اُس سے لڑکر قلعہ کو چھین لینگے بعد اسکے شاہزادہ سکندر رستم خو ملکہ تصویر برق جمال کے خیمہ مین آئے
نقاب چہرے سے دور کی اور کہا کہ اے ملکہ آج ہم کچھ رات رہے سے جائینگے اور کل دوپہر تک واپس
آجائینگے تم تشویش نکرنا ملکہ نے کہا کہ یہ تو بتاؤ کہ بعد تمھارے یہان کیا ہونا ہی زلزال طبل جنگ بجوا چکا ہی تم دوپہر بعد
آنے کو کہتے ہو اور ملکہ کا کوئی مددگار نہین نہ ظاہر بظاہر تم مدد کر سکتے ہو بھالی اور ملازم اُسکے تمھاری تعینات مین اور
ربیع البخت مفقود الخبر ہی یہ کیسی عزیز داری ہی کہ کچھ پاس قرابت نہین پہلے رفیع البخت کے رفیقوں کو
گرفتار کیا پھر انھین سے مقابلہ بھی کیا اور یہ بھی کہتے ہو کہ وہ رشتے مین میرے چچا ہوتے ہین اور سن مین بھی بڑے
ہین اب اُنکے ناموس پر تباہی آیا چاہتی ہی اور تم چلے سکندر رستم خو نے ہنس کے فرمایا کہ تم ان باتون کو نہین جانتی
ہو ہم لوگ آپس مین اسی طرح لڑا کرتے ہین لیکن جب وقت آجاتا ہی تو ایک دوسرے پر جان فدا کرنے کو موجود
ہوجاتا ہی مین جو کچھ رات رہے سے جاونگا تو اسی واسطے کہ لباس و ہیئت تبدیل کرکے زلزال کو اُسکے ارادہ
سے باز رکھون اور ملکہ کی حفاظت کرون یہ سُنکے اُسکو اطمینان ہوا غرضکہ شاہزادہ نے ملکہ کے ساتھ خاصہ
تناول فرمایا اور آرام کیا کچھ رات تھی کہ سیارہ کوچک نے آکے جگا دیا اور کہا کہ آپ درست ہوکے تشریف
لائیے مین لباس و مرکب لیکر فلان صحرا کی طرف چلتا ہون فرمایا بہتر ہی غرضکہ سیارہ کوچک اُدھر روانہ ہوا اور
شاہزادہ سکندر رستم خو دو گھڑی رات رہے نارنجی پوش بنکر خیمہ سے نکلے اور پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوگئے یہان
صبح ہوئی زلزال ملعون اپنے گینڈے پر سوار ہوا کوئی بارہ سو سوار ساتھ تھے اور طرف قلعہ کے روانہ
ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچا اور نظر اہل قلعہ کی پڑی اُنھون نے توپین مارنا شروع کین اُدھر
زلزال نے گینڈے کو جھوک مارکے آگے بڑھایا داہنے ہاتھ مین گرز بائین ہاتھ مین سپر سنبھالی اور قلعہ
کی طرف چلا ساتھ زلزال کے بارہ سو سوارون نے گھوڑے ڈال دیے قلعہ پر سے گولہ برسنے لگا توپخانہ
رعد آواز نوازش مین آیا زمین ہلنے لگی صحرا دھوان دھوان ہوگیا اس تاریکی مین گولے مانند تیر شہاب کے برس
رہے تھے کوئی سات سو سوار ہمراہیان زلزال سے اُڑ گئے اور پانچ سو سوار واپس آئے قدم اُنکے
جم نہ سکے لیکن زلزال گولون کو خالی دیتا ہوا گرز سے روکتا ہوا برلب خندق جا پہونچا جسوقت اہل قلعہ نے
اپنے خیال کے موافق ایک ایک ذرہ زمین کا اُڑا دیا تو ہاتھ کو روکا کچھ دیر مین دھوان منتشر ہوا تو دیکھا کہ صحرا
مین لاشین پڑی ہوئی ہین کسیکا ہاتھ اُڑ گیا ہی کسیکی ٹانگ ندارد ہی کسیکا سر اُڑ گیا ہی عجیب عجیب ہیئت
سے لشکر زلزال کے لوگ پڑے ہوے ہین لیکن زلزال برلب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہی کہ اے
عنقاے قلعہ دار اگر ملکہ کو سوار کر کے بھیج دے تو مین قلعہ مین نہ آؤنگا مجھے قلعہ سے سروکار نہین مین صرف
ملکہ کو لینے آیا ہون عنقاے قلعہ دار نے آواز دی کہ او بے ادب اب نام ملکہ کا زبان پر جاری نکر اسلیے

کہ اب ملکہ ناموس شاہزادہ رفیع البخت ہے تجھے شرم نہیں آتی کہ حاکم قلعہ موجود نہیں اور تو نے قلعہ پر چڑھائی کی
ہے زلزال نے کہا کہ شادی ملکہ کی میرے ساتھ ہوئی اور ناموس رفیع البخت کی بن گئی تو تجھے فریب دیتا ہے
ہنوز سخن اسکا ناتمام تھا اہل قلعہ پریشان تھے نہیب مغربی وغیرہ غصہ کے سبب سے کانپ رہے تھے
اور پرندہ قدرت عیار سے کہہ رہے تھے کہ جس وقت زلزال کا قدم دروازہ قلعہ پر پہونچا اُس وقت ہم
یہاں نہ ٹھیرینگے کہ یہی وعدہ سوار قدرت سے ہوا تھا پرندہ قدرت کہہ رہا تھا کہ نہ گھبراؤ وہ وقت قریب ہے
کہ یہ اپنی سزا کو پہونچے اُدھر ملکہ بال سر کے کھولے ہوئے دست بدعا تھی کہ خداوندا میری عزت کا تو ہی
نگہبان ہے اس کافر کے ہاتھ سے مجھے بچانا کہ وارث میرا یہاں موجود نہیں ہے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے
بگولہ گرد کا نمودار ہوا اور آتے آتے شق ہوا تو دیکھا کہ ایک نقابدار ببرپوش گھوڑا مارے چلا آتا ہے نقابدار
نے دہن سے نعرہ کیا کہ باش وقرساق خبردار وہوشیار باش کہ منم نقابدار ببرپوش کہ لذارم کہ از دست من
زندہ وسلامت بدر روی زلزال نے کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تجھے امور سلاطین میں کیا دخل ہے جا ہٹ
جا ورنہ مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہے لا حربہ اپنا زلزال نے کہا کہ تیری
قضا تجھکو لے کے آئی ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں منم زلزال بن خلخال بن صلصال یہ کہکر نیزہ سنکے
نقابدار ببرپوش پر مارا نقابدار نے ترچھے ہوکے بغل کشادہ کردی اور نیزے کو بغل میں داب کے توڑ ڈالا
زلزال نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ نقابدار اوندھے منھ عیال مرکب
آرہا نقابدار نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا زین سے اٹھا لیا اور آواز دی کہ اے عنقائے قلعہ دار اس مجرم
رفیع البخت کو لیجا عنقائے قلعہ دار خوشی خوشی قلعہ سے باہر آیا اور زلزال کو قید کرکے لیگیا نقابدار
جانب صحرا روانہ ہوگیا ہمراہیان زلزال نے یہ خبر بجناب شاہ مغربی کو دی کہ زلزال لب خندق
تک جا پہونچا تھا کہ ایک نقابدار ببرپوش پیدا ہوا اور اُسنے زلزال کو باندھ کے اہل قلعہ کے حوالے
کردیا یہ سنکر سب حیران ہوئے کہ یہ ببرپوش کون ہے اور کہاں سے آگیا لیکن بہمن اژدر گیر اک ہنرور
ہے کہ اُسنے اژدہے کو مارا تھا اور یہ بھی ہمراہیان زلزال میں سے ہے اسکو جوش آیا اور کہنے لگا کہ آج میں طبل
جنگ بجواؤنگا اور کل صبح کو دھاوا کرونگا مجھے بھی دیکھنا ہے کہ وہ نقابدار ببرپوش کیسا ہے اُدھر طرطوس
شاہ جبالی نے افسوس ظاہر کیا کہ آج سوار قدرت تشریف نہ رکھتے تھے ورنہ اس نقابدار ببرپوش
سے سمجھ لیتے خیر کل دیکھا جائیگا یہی ذکر تھا کہ سوار قدرت مع پرندہ قدرت آکے پہونچے اور قبل
اسکے کہ کوئی اسیری زلزال کا حال بیان کرے خود ارشاد کیا کہ آج زلزال اسیر ہوگیا مجھسے خداوند نے
بیان کیا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ کل اور ایک شخص اسیر ہوگا جتنے مغرور ہیں اُنکا یہی انجام ہوگا یہ سُنکے سب سردار
جنکو اپنے اوپر ناز تھا تھرا گئے اور توبہ توبہ کرنے لگے کہ خداوند کو غرور کسیکا پسند نہیں ہے اور اس بات پر
اور بھی تعجب ہوا کہ ملک سارلقیہ کئی روز کے راہ پر ہے سوار قدرت اُس وقت تک سارلقیہ میں تھے
جب زلزال اسیر ہوا ہے اور اسوقت یہاں موجود ہیں یہ اتنے دنوں کی راہ اسقدر جلد کیونکر طے ہوئی گیا طے ارض
ہوگیا یا خداوند نے نقابدار کو وہاں سے اٹھا کر اپنے دست قدرت کو دراز کرکے پہونچا دیا غرضکہ
جو فعل خداوند کا ہے عقل سے بعید ہے وہاں عنقائے قلعہ دار نے زلزال کو قید سخت میں مبتلا کیا اور
جاکر تمام کیفیت ملکہ سے بیان کی ملکہ بھی متعجب ہوئی کہ یہ ببرپوش کون شخص ہے ہاں سوار قدرت
کی نسبت تو شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد کیا تھا کہ یہ شخص ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہے کسی مصلحت
سے نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے ہے ورنہ قیدیوں کو آرام دینے کی کیا ضرورت تھی خیال اُسکے حریفانہ

ہمین مین غرضکہ کچھ ہو شکر کی جا ہی خدا کرے یہ ببر پوش بھی کوئی عزیز یار رفیق اُنکا ہو اسکی ہمدردی سے تو یہی
پایا جاتا ہی کہ ضرور عزیز قریب ہی اور عزیز نہین ہی تو عزیزون سے بڑھکر کہ اسوقت اُنکی عزت کی حفاظت
کر رہا ہی ای عنقاے قلعہ دار اب اگر نقابدار ببر پوش کو دیکھ لینا تو اسکی دعوت ہماری جانب سے کرنا
اور ذرا دریافت کرنا کہ آپ کون صاحب ہین جب شام ہوئی تو بہمن اژدر گیر نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر مشتہر
ہوئی کہ کل پھر قلعہ پر دھاوا ہونے والا ہی زلزال کے رفیق نے اپنے آقا کے چھڑانے کا ارادہ کیا ہی
عنقاے قلعہ دار نے بھی نقارہ رزمی بجوادیا سوار قدرت نے آج پھر وہی انتظام کیا کہ پچھلے سے آٹھ
کے صحرا کو نکل گئے جب صبح ہوئی اور بہمن اژدر گیر نے قلعہ پر دھاوا کیا تو عنقاے قلعہ دار نے زلزال
کو لاکے فصیل قلعہ پر بٹھا دیا اور کہا کہ اپنے باپ کو منع کر کہ ادھر نہ آئے زلزال ہر چند چلاتا ہی مگر آواز زلزال
کی توپون کی گڑگڑاہٹ مین کسے سنائی دیتی ہی بہمن گوپون کو روکتا ہوا چلا جاتا ہی جب دیکھا اہل قلعہ نے
کہ بہمن لب خندق پر آ پہونچا ہی انھون نے زلزال کو جانتے جانا شروع کیے کہ دیکھ تیرا باپ تیرے منع
کرنے کو بھی نہین مانتا زلزال نے کہا کہ بھی اسمین میرا کیا قصور ہی اب عنقاے قلعہ دار نے یہ ارادہ
کیا کہ اگر یہ قلعہ کا پھاٹک توڑکر اندر آنے لگے تو زلزال کو قتل کر ڈالین کہ یکایک صحرا سے وہی بگولہ
گرد کا اٹھا اور نقابدار ببر پوش پیدا ہوا بہمن کو ڈانٹا کہ او ملعون کہان جاتا ہی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا
کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا آج سنجاب شاہ مغربی اور طرطوس جبالی بھی تماشا دیکھنے آئے تھے
بہمن نے جو نقابدار کو اپنی طرف آتے دیکھا تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے نقابدار پر مارا نقابدار نے
تیر کو تلوار سے قلم کیا اور مثل آفت ناگہانی کے سر پر بہمن کے آپہونچا بہمن نے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا لنگر شمشیر سے رد کرکے کوڑا مارا کہ بہمن تڑپ کے گوشہ زین سے زمین پر گرا نقابدار نے مرکب سے
کود کر مشکین اُسکی باندھلین اور عنقاے قلعہ دار کو آواز دی عنقاے قلعہ دار قلعہ سے باہر آیا بہمن
کو تو قلعہ مین بھیج دیا اور نقابدار سے عرض کی کہ ہماری ملکہ نے آپ کی دعوت کی ہی اور یہ فرمایا ہی کہ اگر کسی
مصلحت سے آپنے روپوشی اختیار کی ہی تو ہمسے کیا پردہ ہی جب آپ ایسے ہمدرد ہین کہ ہماری طرف سے جانبازیان
کر رہے ہین تو ضرور کوئی عزیز شاہزادہ رفیع البخت کے ہین اگر آپ بزرگ ہین تو میری تسلیم مع دعوت قبول ہو
اگر خرد ہو تو مین دعا دیتی ہون کہ خدا اقبال و جاہ مین ترقی دے فرمایا کہ ای عنقاے قلعہ دار کہدینا کہ مین لایق اسکے
نہین ہون کہ آپ مجھے تسلیم کہین بلکہ میری تسلیم قبول ہو اور دعوت کا یہ وقت نہین ہی جسوقت شاہزادہ
رفیع البخت تشریف لائینگے اسوقت دیکھا جائیگا عنقاے قلعہ دار نے عرض کی کہ اتنی دیر توقف فرمائیے
کہ ملکہ سے جواب منگالون ورنہ آپ تو تشریف لیجائیے گا مجھپر عتاب آئیگا مہتر سرچیل سے کہا کہ جو کچھ نقابدار
دلاور ارشاد فرماتے ہین یہ کہ آ سرچیل عیار جانب قلعہ روانہ ہوا اور ملکہ سے عرض کی کہ نقابدار یہ تو نہین
بتلاتے کہ مین عزیز ہون یا دوست لیکن اتنا ارشاد کیا کہ مین قابل سلام نہین ہون بلکہ میری تسلیم ملکہ سے کہدو
ملکہ نے فرمایا کہ معلوم ہوگیا کہ رشتہ مین چھوٹا ہی جو اسنے یہ جواب دیا ضرور یہ کوئی عزیز اُنکا ہی جا ای سرچیل
کہدینا کہ ملکہ تمہین سر کی قسم دیتی ہین اور فرماتی ہین کہ اندر قلعہ کے آؤ مجھے کچھ کہنا ہی سنجاب شاہ مغربی اور
طرطوس جبالی تو بعد گرفتار ہونے بہمن کے میدان سے پھر گئے تھے نقابدار دروازہ قلعہ پر کھڑے ہوے
عنقاے قلعہ دار سے باتین کر رہے تھے کہ سرچیل نے آکر ملکہ کا پیام دیا نقابدار ببر پوش یعنی سکندر حشم
قسم سے مجبور ہوکر اندر قلعہ کے تشریف لیگئے ملکہ نے نقابدار کو پردہ کے پاس بلایا اور فرمایا کہ ای نقابدار
تمہین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی سچ بتادو کہ تم کون ہو مجھے تمپر اسی شخص کا شبہہ ہی جو سوار قدرت بن کے

آیا تھا دور وزر سے تم دکھائی دیے تو سوار قدرت نہ معلوم ہوا فرمایا کہ بیشک مین وہی شخص ہون اُس وقت رفیع البخت
موجود نہ تھے اگر مین یہ تدبیر نہ کرتا تو تمھاری حفاظت کیونکر ہوتی ملکہ نے فرمایا کہ اسقدر تو تمکو رفیع البخت کی عزت
کا پاس ہی اور پھر ظاہر مین دشمن بنے ہوئے ہو دشمن کے شریک ہوئے یہانتک کہ میرے بھائیون کو گرفتار کر لیجیے
خود رفیع البخت سے مقابلہ کیا یہ سنکے سکندر رستم خو ہنسے اور فرمایا کہ ان باتون کو تم نہین سمجھتی ہو یہ جھگڑے
خاندانی مدت سے چلے آتے ہین مگر یہ ممکن نہین ہی کہ ہمارے سامنے دوسرا آزار رسانی کر سکے رفیع البخت
کی عزت ہماری عزت ہی ہماری عزت رفیع البخت کی عزت ہی ملکہ نے کہا کہ ہمارے سر کی قسم اب آپس مین
نہ لڑنا وہ وقت ہی کہ دشمنون کو زک دیجائے پس آپ تم بھی یہین رہو سکندر نے کہا کہ ابھی میرا ٹھہرنا مناسب
وقت نہین ہی تمھارے بھائی وغیرہ میری قید مین ہین پھر اُنکا رہا کرنا دشوار ہوگا ملکہ نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ
طرطوس شاہ کی دختر پر عاشق ہو اور تم بھی اُسپر عاشق ہو آج ملکہ کو ہمین بھیج دو کہ ذرا ہملا اور اُنکا دو دن
کا دل بہلے اور ہم بھی دیکھین کہ تمھاری معشوقہ کیسی ہی سکندر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی شب کو مین بھیج دونگا
غرضکہ بعد اسکے ملکہ نے شاہزادہ کو کھانا کھلا کے رخصت کیا سکندر رستم خو قلعہ سے نکلکر صحرا کی طرف روانہ
ہوگئے وہان عیار مرکب و لباس نارنجی لیے ہوئے منتظر تھا جو وقت شاہزادہ سکندر رستم خو ہو پہنچے تو سارا
واقعہ سیارہ کو چک سے بیان کیا سیارہ نے عرض کی کہ اے شہریار آپ پردہ فاش کیا چاہتے ہین آج کفار
ضرور بدگمان ہوگئے ہونگے فرمایا کچھ پروا نہین دیکھا جائیگا غرضکہ لباس و مرکب تبدیل کرکے اپنے لشکر مین
آئے اور اپنے بارہ سو سوارون سے کہا کہ آج شب کو جب سیاہی پردہ پوش عالم ہوجاے تو ملکہ کو ان قیدیون
سمیت قلعہ مین پہونچا دینا اور وہان سے آکر نہیب مغربی سے ارشاد کیا کہ آج شب کو مین تمھین تمھارے قلعہ
مین بھیج دونگا بلکہ اپنے ناموس کو بھی تمھارے سپرد کرتا ہون ملکہ کو اپنی بہن کے پاس پہونچا دینا
اور کل اگر کوئی دھاوا کرے تو قلعہ کے باہر نکل کے مقابلہ ہرگز نہ کرنا اپنے کو ظاہر کرنا جب حریف قلعہ مین آجاے
اُسوقت اختیار ہی ان باتون پر یہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ شخص ضرور کوئی عزیز قریب رفیع البخت کا ہی جبھی تو
میرے ہاتھ سے نیزہ نکالا ہی تو شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ ڈھنگ ہمارے خاندان کا معلوم ہوتا ہی اگر دشمن ہوتا
تو ہمین اس راحت سے کیون رکھتا یا ملکہ کی حفاظت سے اسکو کیا بحث تھی ان لوگون نے شکریہ ادا کیا اب
شاہزادہ سکندر ملکہ تصویر برق جمال کے خیمہ مین تشریف لائے ملکہ نے کہا کہ آج تو تم قلعہ مین بھی گئے تھے
تجلی کو بھی دیکھا یا نہین فرمایا کہ جبتک رفیع البخت خود سامنے نکرینگے مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین ملکہ کو دیکھ لون
اور تمکو انھون نے بلایا ہی آج شب کو مین تمھین قلعہ مین بھیج دونگا ملکہ نے کہا جو تمھاری خوشی مجھے امید کب
انکار ہو سکتا ہی لیکن جس وقت دربار سنجاب مین تشریف لائے تو ملک طرطوس جابلی نے کہا کہ اے
سوار قدرت آپ دور وزر سے تشریف لے جاتے مین اور یہان نقابدار ببرپوش نے قیامت برپا کر رکھی
ہی آج آپ خداوند کی خدمت مین نہ تشریف لیجائیے گا ورنہ ملک سنجاب کے لوگون کو شک گذرے گا
کہ آپ ہی ببرپوش بن کے آتے ہین چونکہ یہ لوگ بداعتقاد ہو رہے ہین اُنسے بعید نہین ہی کہ یہ بات
آپکے منہ تک آئے اور علاوہ اسکے یہ بات تو ظاہر ہی کہ اگر آپ ہوتے تو اتنی بھی مجال تھی نقابدار
ببرپوش کی کہ وہ زلزال اور بہمن کو اسیر کر لیجاتا اگر اُسنے اُن دونون کو اسیر کیا تھا تو خود آپ کے
ہاتھ سے گرفتار ہوتا یہ سنکے سوار قدرت نے کہا کہ مجھے یہ سب باتین خداوند نے بیان کر دی
تھین اور کہا تھا کہ مین ان بداعتقاد بندون پر اپنا غضب نازل کرونگا اور مین تو خود ہی کل نہ جاتا اگر نقابدار
ببرپوش نہ آیا تو یہان کے لوگ اور بھی یقین کرینگے کہ سوار قدرت ہی ببرپوش بن کے آتے تھے

یہ خیال نکرینگے کہ اب جو ببر پوش نہین آیا تو ہیبت سوار قدرت سے گریزان ہوا یہ سن کے اہل دربار تھرآگئے
اور اپنے خیالات اُنھون نے بدل دیے اور کہا کہ واقع مین ہم لوگون کو ایسے شکوک اپنی بداعتقادی کی وجہ
سے گذرے تھے مگر اب توبہ کرتے ہین کہ کبھی ایسا خیال نکرینگے اب سوار قدرت ہمارے قصور کو خداوند
سے عفو کرادیجئے تاکہ اب وہ غضب اپنا نازل نکرین اور ہم سب محفوظ رہین سوار قدرت نے کہا کہ اب تو
خدمت خداوند مین نجاونگا کہ مجھے حکم نہین ہے جو ہونے کا ہو اہی لیکن سفارش تمھاری کردونگا اور وہ سفارش
خداوند تک پہونچ جائیگی لوگون نے اسکو بھی غنیمت جانا جب شام ہوئی تو محیط روشن ضمیر نے کہا کہ آج مین پھر
طبل جنگ بجواتا ہون سوار قدرت نے کہا کہ تمکو اختیار ہے لیکن مین اس معاملہ مین اُس وقت تک دخل
ندونگا جبتک رفیع البخت نہ آئینگے مجھے خداوند کا جتنا حکم ہے اُسی قدر بجا لاونگا اگر ببر پوش خود مجھے
ٹوکے گا یا لشکر بیخبر قدرت سے مبارز طلب کریگا تو مجھے لڑنے سے عذر و انکار نہوگا محیط روشنضمیر نے کہا
کہ آپکا اس وقت پر موجود رہنا ہی کافی ہے یقین ہے کہ آپ کے رعب سے ببر پوش خود ہی نہ آئیگا اور دل مین
محیط روشنضمیر کے یہ خیال پختہ ہوگیا تھا کہ ببر پوش یہی آتے ہین اور پردہ نقاب مین کوئی اسرار ہے یہ
قیدیون کو آرام سے رکھنا علت سے خالی نہین ہے غرضکہ محیط روشنضمیر نے نقارہ رزمی بجوادیا جب عنقاے
قلعہ دار کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا اب تو عنقاے قلعہ دار کو بھی اطمینان ہے کہ ببر پوش مدد
مدد کو آئینگے اور شام ہوتے ہی لا زمان سکندر رستم خو نے پوشیدہ طور پر انتظام کیا اور ملکہ تصویر برق جمال
کو محافہ مین سوار کرکے مع نہیب مغربی و صمصام مغربی و ہشام مغربی و مقام مغربی و سرمست فیل زور
و قیصر تیغ زن بغیر روشنی ساتھ لیے ہوئے اُسی پردۂ شب مین جا کر قلعہ مین پہونچا آئے عنقاے قلعہ دار
نہایت خوش ہوا جب محافہ ملکہ تصویر برق جمال دروازۂ محل پر پہونچا خود ملکہ سمن اندام کو خبر ہوئی یہ دروازے
تک استقبال کو آئی اور ملکہ تصویر برق جمال کو باعزاز تمام لیگئی اور نہایت خوش ہوئی کہ واقع مین عشق
نقابدار کا اس عورت سے بیجا نہین ہے اسکو برق جمال جو کہتے ہین تو بہت بجا کہتے ہین کہ چہرہ اسقدر روشن
ہے کہ نگاہ قایم نہین ہوتی اور یہ جو اس عزیز روپوش پر عاشق ہے اسکا حال نہین معلوم کہ کیسا ہے جب نقاب
ہٹیگی تو معلوم ہوگا لیکن یقین ہے کہ نیروزہ سے حسین ہوگا اسلیے کہ رفیع البخت ہی کا تو عزیز ہے اور انھنے
کمسن بھی ہے بلحاظ ملکہ تصویر نازک خیال و برق جمال کے سمن اندام نے اپنے بھائیون کو ابھی اندر
نہین بلایا صرف سُن لیا کہ سب رہا ہوکے آگئے چونکہ تصویر برق جمال کو سکندر نے کہا تھا اپنے
حسب و نسب اور درجہ قرابت سے آگاہ کردیا تھا کہ رفیع البخت رشتہ مین میرے چچا ہوتے ہین اُسی
بنا پر ملکہ تصویر برق جمال سمن اندام سبز پوش سے بہت جھک کے ملی سلام مین سبقت کی سمن اندام
نے اشفاق بزرگانہ کی شان دکھائی اپنی مسہری کے پاس اسکی مسہری بھی بچھوائی بلکہ دونون ایک ہی جگہ
لیٹین جب کھانے پینے سے فراغ حاصل ہوچکا تو ملکہ سمن اندام سبز پوش نے تصویر برق جمال سے پوچھا
کہ سچ بتاؤ نام اس شخص کا کیا ہے جو سوار قدرت بنا ہوا ہے تصویر برق جمال نے کہا مجھے معلوم تو سب کچھ
ہے مگر اس خوف سے بتا نہین سکتی کہ مبادا اُنکے خلاف مزاج ہو ملکہ سمن اندام نے کہا کہ تمھین اُنھین کے سر کی
قسم بتادو مین کیا اُنسے کہنے بیٹھون گی اس وقت بپاس قسم تصویر برق جمال نے ڈرتے ڈرتے
بیان کیا کہ نام اُنکا سلطان جنگجو یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو ہے اور رشتے مین رفیع البخت کے
بھتیجے ہوتے ہین ایک بھائی کی اولاد وہ ہین ایک کی اولاد یہ ہین باہم چشمک بھی رہتی ہے اور ایک دوسرے کا
شیدا بھی ہے یہ سنکے سمن اندام نہایت خوش ہوئی اور تصویر برق جمال کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ

کہ اب خدا شاہزادہ رفیع البخت کو جلد لائے تو مین آپس مین جنگ نہونے دونگی اب یہ لوگ تو انتظار صبح مین بیٹھے

چند کلمے داستان نصرت نشان زینت تاج و تخت شاہزادہ رفیع البخت کے بیان کیے جاتے ہین کہ انکو مقابلہ سکندر رستم خو مین نہیج لیگیا تھا

نہج لیجا کے اک صحرا مین اُتار دیا دیکھا رفیع البخت نے کہ اک دیو مہیب بھیانک پہاڑ سا ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہوا ہے فرمایا کہ تو مجھے کیون اُٹھا لایا ہی اُسنے عرض کی کہ مین مبتلاے مصیبت ہون آپ سے داد چاہتا ہون مین رہنے والا ملک تمکین کا ہون دیو تمکین میرا نام ہی اور مذہب ابلیس پرستی رکھتا ہون میرے ملک سے سرحد ملک زرین کی ملی ہی بادشاہ وہان کا دیو زرین بال ہی اُسنے چڑھائی کی اور مجھسے لڑا مین نے شکست کھائی ملک چھن گیا خود بھاگ کر جان بچائی کوہ و صحرا کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا یہ فکر تھی کہ کون ایسا حامی و مددگار اپنا پیدا کرون جو اُس دیو سے میرا ملک مجھکو دلادے جسوقت گذر میرا شہر سنجابیہ مین ہوا تو مین نے دیکھا اگر زاتنے اتنے بڑے ہین کہ دیو بھی اتنا بھاری حربہ نہین باندھ سکتے گرز کیا جل رہے ہین گویا پہاڑ پر پہاڑ گر رہا ہی مجھے خیال ہوا کہ آپ سے زیادہ کون زبردست ہوگا مین آپکو اُٹھا لایا پہلے مین نے نقابدار کے لانے کا قصد کیا تھا لیکن اُسسے مین نے کچھ بدمزاج سا پایا اس وجہ سے نہین لایا شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ مین ایک شرط سے تیرا شریک ہوتا ہون وہ یہ کہ تو دین اسلام قبول کر اور دین ابلیس پرستی کو ترک کر دیو نے کہا کہ جسوقت آپ فتحیاب ہوکر میرا ملک مجھکو دلادینگے اُسوقت مجھے مذہب اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر و انکار نہوگا یون تو مجھے خود ہی نام ابلیس سے نفرت ہو گئی ہی کہ بروقت مقابلہ مین نے ابلیس کو بہت پکارا مگر اُسنے میری مدد نہ کی اور حریف نے میرے ایک مرتبہ بھی نام ابلیس نہین لیا تھا اور پھر وہ مجھپر غالب ہوا تو معلوم ہوا کہ نام ابلیس مین کوئی تاثیر نہین ہی شاہزادہ رفیع البخت نے فرمایا کہ اب دیر نکر مجھکو اُس ملک پر لیچل جہان دیو زرین بال رہتا ہو تاکہ تیرا ملک تجھکو دلا کر پھر یہان سے شہر سنجابیہ کو واپس جاؤن اسلیے کہ وہان ناموس میرا قلعہ مین ہی رفقا اسیر ہو چکے مین ایسا نہو کہ زلزال ملعون قلعہ پر دھاوا کرے ہر چند کہ ہر شخص کا حافظ حقیقی خدا ہی لیکن مقتضاے بشریت سے پریشانی ضرور ہوتی ہی یہ سنکر دیو تمکین نے کہا کہ مین اپنے لشکر ریختہ کو جمع کرون یہ کہکر دیو چلا گیا اور اک پہاڑی پر کھڑے ہوکے چلایا قریب بارہ سو دیوون کے جمع ہو گئے اب دیو تمکین ان سبکو لیے ہوے خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کے حاضر ہوا اور ہمراہ اپنے شاہزادے کو لیکر طرف شہر تمکین کے روانہ ہوا جسوقت قریب شہر پہونچا لشکر کو اُتارا اور خیمہ برپا کیا رفیع البخت خیمہ مین تشریف لائے اور دیو تمکین سے کہا کہ ایک نامہ میری جانب سے دیو زرین بال کو لکھ بھیجو مضمون نامہ یہ ہو کہ اے دیو زرین بال آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جسکو دیو کش کہتے ہین میرے خاندان مین جتنے گذرے ہین اور جتنے موجود ہین سب دیو کش ہین تمام قاف کو میرے ہی بزرگون نے اسلام آباد کیا اور سرکشان قاف کو پست کر کے اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا نام بلرصاحبقران بن صاحبقران یعنے شاہزادہ رفیع البخت نوجوان ہی چونکہ تونے بہ جبر ملک دیو تمکین کا چھین لیا ہی اور وہ مجھسے جا کے فریادی ہوا لہذا مین اسلیے آیا ہون کہ ملک اُسکا اُسے دلا دون اگر تو خیریت اپنی چاہتا ہی تو شہر تمکین کو خالی کر دے ورنہ آمادہ جنگ ہو بحکم شاہزادہ رفیع البخت دیو تمکین نے اِس مضمون کا نامہ دیوون کی زبان مین تحریر کر کے اپنے اک دیو کو دیا کہ لیجا کر دیو زرین بال کو دیدے اور جواب نامہ کا اُس سے لا جسوقت دیو نامہ لیکر شہر تمکین مین پہونچا ادھر

دیو زرین بال کو ہوئی کہ حاکم سابق اس شہر کا کسیکو مدد کے واسطے لایا ہی اور نامہ بہ اسکا آیا ہی دیو زرین بال
ہنسا اور کہا کہ بلاؤ قاصد نے سامنے جاکر نامہ دیو زرین بال کو دیا دیو زرین بال نے نامہ کو پڑھا اور
پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا چونکہ دیو زرین بال کو اپنے دست و بازو کے قوت پر بہت کچھ بھروسا تھا
اور نام آدم زاد سنکر اور بھی یہ ہنسا کہ آدمزاد اور مجھسے مقابلہ کرے قاصد تو اوس طرف روانہ ہوا اور
دیو زرین بال فوج لیکر قلعہ کے باہر آیا خیمہ برپا کیا ساتھ اوسکے چالیس ہزار دیو تھے اور دیو تمکین کے ہمراہ
صرف بارہ تیرہ سو دیو تھے دیو زرین بال نے حقارت کی نظروں سے دیو تمکین کی طرف دیکھا اور خیمہ
مین جاکر بیٹھا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی آواز نقارہ کی گرجی خبر شاہزادہ
رفیع البخت کو ہوئی پہلے نامہ کا جواب جنگ پہونچا پھر آواز طبل گوش زد ہوئی دونون لشکرون مین تیاریان
جنگ کی ہونے لگین یہان بھی دیوون نے نقارے بجانا شروع کیے جب صبح ہوئی تو اوس طرف سے دیو
زرین بال اپنے چالیس ہزار دیوون کو لیکر میدان مین آیا ادھر دیو تمکین شاہزادہ رفیع البخت
کو لیے ہوے اپنے بارہ سو دیوون سے میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا دیو زرین بال پکارا کہ او دیو تمکین
جب شرم تمہین آتی نہین تو کہنے کے نہین آتی ہین تو جو اس آدمزاد نحیف البنیاد کو لیکر آیا ہی تو سوا اسکے کہ یہ
لقمہ چرب کسی دیو کے حلق کا ہی اور تیرے واسطے ذلت و خواری ہی کل جنگ مین تو بھاگ کے نکل گیا ابکی
تجھے بھی گرفتار کرکے قتل کر ڈالونگا دیو تمکین نے کہا کہ بھیج کسی دیو کو یا خود میدان مین آ تو معلوم ہو جائے
کہ لقمہ چرب ہی یا سخت ہی دیو زرین بال نے کہا کہ اس سے لڑنا میری حقارت ہی یہ کہکر دیو سنبل کو میدان
رزم مین بھیجا اور کہا کہ اگر یہ آدمزاد تیرے سامنے آئے تو اسے کھا لینا اور اگر کوئی دیو نکلے تو مقابلہ کرنا
دیو سنبل میدان مین آیا اور اپنا دہن کھولکر جماہی لی اور رفیع البخت سے کہا کہ خداوند ابلیس نے
تیری قبر میرے شکم کو قرار دیا ہی اور تیری قسمت مین زندہ درگور ہونا تھا میرے منہ مین کو دیڑ دانت بھی
نہ لگاؤنگا یونہین نگل جاؤنگا شاہزادہ رفیع البخت ایک دیو کی گردن پر سوار ہوکر سامنے دیو سنبل کے آئے
اور فرمایا کہ او ملعون ہوشیار ہو جا مین لقمہ نرم نہین ہون بلکہ لقمہ سخت ہون لا حربہ اپنا دیو سنبل نے کہا کہ مجھ حربہ
کیا اوٹھاؤنگا اسلیے کہ حکم میرے سردار کا نہین ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ بازو رفیع البخت کا پکڑ کے حلق مین
ڈال لون رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا جو مانند خرطوم فیل کے تھا پکڑ لیا اب دیو اپنی طرف کھینچتا ہی یہ اپنی طرف
کھینچتے ہین اسی کشاکش مین آخرش رفیع البخت نے ذرا سا ہاتھ آگے بڑھا کے جھٹکا جو مارا ہاتھ دیو سنبل کا شانے سے
اکھڑ کے رفیع البخت کے ہاتھ مین آگیا اور دیو سنبل ایک چیخ مار کر گرا اور تعب سے بیہوش ہو گیا یہ قوت
رفیع البخت کی دیکھکر دیو تھرا گئے اور دیو زرین بال نے گرز اپنا سنبھالا اور پکارا کہ بیشک مقابلہ کرنا تجھسے
ہر دیو کا کام نہین ہی مجھے معلوم ہوا کہ تو بغیر میری ضرب کے پست نہو گا یہ کہتا ہوا قریب شاہزادہ رفیع البخت
کے آیا اور وہی گرز گران سنگ سر پر رفیع البخت کے مارا رفیع البخت نے پیترا کاٹ کے ضرب کو خالی
دیا گرز جو زمین پر گرا خاک اوڑی طبقہ ہل گیا ہاتھ تک سب گرز زمین مین دھنس گیا دیو پکارا کہ افسوس کو نسبت تیرا
پکر کرا ہو گیا کھانے کے کام کا نرہا یہان رفیع البخت نے پہلو پر جاکے آواز دی کہ او ملعون کیا بکتا ہی مین صحیح و
سالم موجود ہون یہ کہکر شاخ سر دیو زرین بال کے ہاتھ ڈال دیا دیو نے چاہا کہ اسے شاخ سر اوٹھا لیوے
رفیع البخت نے لنگر قایم کیا دیو نے دیکھا کہ شاخ نہین چھوٹتی تب گرز کو ہاتھ سے چھوڑ کر رفیع البخت
سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی رفیع البخت نے کچھ دیر تو خالیان دیدیے کے دیو کو تھکایا جب دیو تھک
گیا تھا رفیع البخت بغل سے نکل کے لپٹ پر اکسے لات جمانے تھے پھر دیو بلٹتا تھا یہانتک کہ ہار

لاتون کے پیو کو ادھموا کر دیا اب جولات پڑتی ہے تو دیو چیخ اٹھتا ہے مگر رفیع البخت بڑھا ہو نہین پاتا آخر شاہزادہ رفیع البخت نے ایسا اڑنگا لگایا کہ دیو تھک تو چکا ہی تھا گر پڑا رفیع البخت سینے پر دیو کے جا بیٹھے تلوار کھینچکر گلے پر رکھدی دیو نے آواز امان دی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے دیو زرین بال نے کہا کہ قبول ہے اور لعنت ہے ابلیس پر تلبیس پر مین نے اپنے دل مین بہت اس ملعون کو یاد کیا مگر اسنے مدد نہ کی شاہزادے نے سینہ دیو سے اتر کر کلمہ تلقین فرمایا دیو از سر صدق مسلمان ہوا رفیع البخت نے دیو تمکین کو بلا کر دیو زرین بال اور دیو تمکین کو گلے ملوایا اور فرمایا کہ آیندہ سے تم دونون ایک ہو کے رہو یہ اپنے ملک مین سلطنت کرے تم اپنے ملک مین حکومت کرو خبردار آپس مین اب نہ لڑنا دونون دیوون نے بسر و چشم قبول کیا اول دیو تمکین شاہزادہ رفیع البخت کو اپنے ملک مین لایا اور سیر کرائی بعد اسکے دیو زرین بال منت کر کے شہر زرین مین لیگیا دیکھا رفیع البخت نے کہ دیو اس ملک کے نہایت حسین ہین پریان بہت خوبصورت ہین پہاڑیان سنگ ستارہ کی ہین انھین کو تراش کے قلعہ کی صورت بنایا ہے اور زمین پر جو شعاع آفتاب پڑتی ہے تو ستارے سے چمکتے ہین رفیع البخت نے اس مقام کو نہایت پسند کیا اور ایک روز رہکر خوب سیر کی دوسرے روز فرمایا کہ اب مجھے ملک سنجابیہ مین پہونچا دو دیو زرین بال نے اپنی گردن پر سوار کیا اور طرف شہر سنجابیہ کے روانہ ہوا جسوقت صحراے ملک سنجابیہ مین پہونچ گئے تو شاہزادہ رفیع البخت نے کہا کہ اے دیو زرین بال اگر تو ہیئت اصلی سے چلیگا تو آدمزاد تیری صورت دیکھکر ڈرینگے لہذا اب تو مرکب بن جا دیو زرین بال مرکب بن گیا رفیع البخت اس مرکب پر بیٹھے ہوے تلبیہ جبل الحدید کی طرف روانہ ہو گئے لیکن

اب چند کلمے داستان دھاوا کرنا سہراب دار زلزال کا قلعہ جبل الحدید پر اور بند و بست پہونچنا رفیع البخت کا و باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل آغاز داستان

نکل ہی جائینگے ارمان گو مشکل سے نکلینگے
جو کانٹے ہوگئے ہیں سوکھ وہ مشکل سے نکلینگے
نگاوٹ سے نہیں کچھ کم حسینوں کی رکاوٹ بھی
قیامت تک نہ یہ قیدی چہ بابل سے نکلینگے
غم دیوانۂ الفت از خود کھلائیگا جنون
ذہن ہر پھیر کے آجائینگے جس منزل سے نکلینگے
فلک برگشتہ قسمت برخلاف و صید حسینوں کا
ابھی ایسے بہت سے کام اس بسمل سے نکلینگے
دیا ہو کام رو تو نے جنکو پردہ داری کا
ترے وحشی نشان ڈھونڈینگے جس منزل سے نکلینگے
جناب زر و بلا ان بھلائے میں کچھ لیسے

فغان بنکر زبان سے نا وہ بنکر لے سے نکلینگے
نہ یون ہل جائے سوز الفت دل سے نکلینگے
الجھ جائینگے وہ قابو سے نہ لیکن لیے سے نکلینگے
بہت آسان ہے شکوہ لبوں تک لاتے لاتے جانکا
گریبان پھاڑ کر لیلی اد محمل سے نکلینگے
فراق انکا ہمارے حق میں وحشت خیز سامان ہے
جو کام آسان تھے اب وہ بھی بڑی مشکل سے نکلینگے
جہان ہے لطف جینے کا وہیں ہے زندگی بھی
بھلا وہ ہاتھ دل لینے کو کیا محمل سے نکلینگے
ادھر ارمان بیٹھے ہین ادھر ہر ہاتھ قاتل کا
لگائے جائینگے جب یار کی محفل سے نکلینگے

ترے چھپنے ہیں سے انداز کیا اس نے نکلینگے
لپکیگی آگ جب لیلی دا محمل سے نکلینگے
ڈبویا دین و دنیا کو عشق نے زہر جبینوں کے
ہوئے رسوا جہان اگر ہجی بھی مشکل سے نکلینگے
یہ مین رہ جنون کے پھیر پرکار کی گردش
نکل جائینگے صحرا کو جو اس محفل سے نکلینگے
بٹھایا ہی اٹھا کر لاؤ مین آج تو دل نے
جو نکلینگے پھر کر کوچۂ قاتل سے نکلینگے
یہان کانٹو نہین الجھیگا گریبان مین جگر مین
کشاکش مین مین بنا وکیل بڑی مشکل سے نکلینگے
شعر بیا تنگیو ای ہمدم داستان +

کہ باز آمدم بر سر داستان یہان طبل جنگ بج چکا ہے انتظار صبح ہے آج یہ بھی اطمینان ہے کہ سوار قدرت یہین موجود ہین صبح کو مقابلہ ارمنہ پوش انکی ہیبت سے نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو زک پائیگا قلعہ فتح ہو جائیگا جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ مغربی اور طوس شاہ جبالی اور محیط رو تنقیم اپنی اپنی فوجین لیکر

سلانے قلعو جبل الحدید کنانے اور سہراب نے محیط سے اجازت مانگی اور دو ہزار آدمی لیکر جانب قلعہ نند نور روانہ ہوا شاہزادہ سکندر رستم جو
سواد قدرت بنے ہوئے موجود تھے یہ اطمینان تھا کہ یہ ملعون قلعہ مین جائیگا تو گرفتار ہوجائیگا مگر خدا کرے کوئی مدد غیبی آجائے تو بہتر
ہو ادھر عنقائے قلعہ دار فیل بند دروازے پر بیٹھا تھا دوربین اُسکے ہاتھ مین تھی ہنوز سہراب سنبلی نے دھاوا نہ کیا تھا
کہ جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور آتے ہی شق ہوا دیکھا تو شاہزادہ رفیع البخت اک مرکب زرین دم
زرین عیال پر سوار چلے آتے ہین اہل قلعہ نے تو نقارۂ شادمانی پر چوب لگائی دروازہ قلعہ کا کھول دیا لشکر قلعہ
کے باہر آیا تو مین بھیڑ سے گاڑ دی گیلین سہراب سنبلی آمد رفیع البخت سے مایوس ہوا کہ اب قلعہ کا سر ہونا
بغیر مدد سواد قدرت کے ناممکن ہے لیکن رفیع البخت نے آتے ہی آواز دی کہ او کج نا ہنجار ادھر آ کہان جاتا
ہے سہراب سنبلی نے کہا کہ کیا تو ہی دو روز سے نقابدار ببر پوش بن کے آتا تھا فرمایا کہ نہین نقابدار ببر پوش
سے آگاہ نہین کہ وہ کون تھے آج وہ نہین آئے تو مین تیری گوشمالی کے واسطے موجود ہون سہراب سنبلی نے
ارہ پشت نہنگ کا وار کیا شاہزادہ رفیع البخت نے ارہ تلوار سے قلم کرکے جو ہاتھ سر کا مارا تو تلوار خود
پر جھکی تھی یا لکب و مرکب کو چورنگ کرتی ہوئی شکم توسن سے نکل گئی سہراب سنبلی مارا گیا چونکہ اہل قلعہ بھی آگئے تھے
کسی کی جرأت نہوئی کہ رفیع البخت پر حملہ کرسکے رفیع البخت نے نقابدار نارنجی پوش کی طرف دیکھ
کے آواز دی کہ اے نقابدار عالی مقدار مجھے معلوم ہوگیا کہ تو بھی بسا بہادر ہے لیکن اسوقت مین تجھسے نقاب بلند
نکروانگا کہ ابھی چلا آتا ہون ہان بعد اس وقت کے طبل جنگ بجیگا تو تجھسے کوئی عذر و انکار نہوگا یہ فرما کر شاہزادہ
رفیع البخت قلعہ مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ جو سردار اسیر ہوگئے تھے وہ سب موجود مین ان لوگون نے
جو رفیع البخت کو دیکھا ملازمت حاصل کی شاہزادہ کو تعجب ہوا کہ یہ لوگ میرے استقبال کو کیون نہ آئے
اور انکی رہائی کس سبب سے ہوئی لیکن کچھ دریافت نہین کیا نہ انھی کچھ بیان کیا تھا کہ شاہزادہ محل مین داخل
ہوا یہان عجیب معرکہ دیکھا کہ پاس آفتاب کے اک ماہتاب اور جلوہ گر ہے شاہزادہ نے ملکہ سمن اندام
سے متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ ملکہ کون ہے کیا تمھاری چھوٹی بہن ہے ملکہ نے ہنسکے کہا کہ ہان رفیع البخت نے فرمایا کہ مین
اس سے پہلے تو نہ سنا تھا نہ دیکھا تھا کہ کوئی اور بہن بھی تمھاری ہے ملکہ نے کہا کہ بہن نہین متحیر ہوکر پوچھا کہ
تصویر برق جمال نے ادب سے خردون کی طرح سلام کیا شاہزادہ نے دعا تو دی لیکن سمجھ مین نہ آیا کہ
اسنے کیون سلام کیا اور سمن اندام نے متحیر ہو کیون کہا فرمایا کہ اے ملکہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کہ یہ کون
ہے ملکہ نے فرمایا کہ یہ دختر ہے ملک طرطوس جبالی کی اور معشوقہ ہے نقابدار نارنجی پوش کی جب آپ کو
پہنچ لیگیا ہے تو نقابدار نے پوشیدہ طور پر ہماری مدد کی ببر پوش بن بنکے آیا پہلے زلزال کو اسیر کرکے
عنقائے قلعہ دار کے حوالے کردیا بعد اسکے بہمن اژدر گیر کو اسیر کیا اسکے بعد مجھے تسلیم کہلا بھیجی چونکہ
حالات نقابدار کے مجھکو برجیل عیار کی زبانی معلوم ہوچکے تھے مین نے نقابدار سے کہا کہ ملکہ کو آج نہین
بھیج دو کہ تنہا میرا جی گھبراتا ہے نقابدار نے ملکہ کو بھی بھیجدیا اور ساتھ ملکہ کے میرے بھائیون اور ملازمونکو
بھی قلعہ مین بھیجدیا لیکن یہ تاکید کردی تھی کہ یہ راز فاش نہونے پائے تم اپنے کو ابھی ظاہر نکرنا جب
کوئی سرکش اندر قلعہ کے آجائے اور مدد غیبی نہو اس وقت اختیار ہے تو خدا کا شکر ہے کہ یہ راز ابھی تک
فاش نہین ہوا اور تم آگئے اگر سہراب سنبلی قلعہ مین آجاتا تو ضرور ظاہر ہوجاتا یہ سنکے رفیع البخت
نے فرمایا کہ مجھکو نقابدار نے ممنون کیا مگر اتنو مجھے بھی نقابدار پر شک ہوتا ہے کہ کوئی عزیز میر لشکر اسلام سے ہے آگیا ہو
وہ مجھے کسی مصلحت سے پردہ کیے ہوئے ہے غالباً اس ملکہ کو نام معلوم ہوگا کہ یہ جسکی معشوقہ ہے رفیع البخت
نے ملکہ سے فرمایا کہ بی بی تمھارے عاشق کا کیا نام ہے ملکہ نے تو شرما کے گردن جھکا لی مگر سمن اندام سبز پوش نے

کہا کہ کوئی سکندر رستم خو تمھارے عزیزون مین ہی فرمایا ہان وہ رشتہ مین میرے بھتیجے ہوتے ہین ملکہ نے کہا
کہ یہ سوار قدرت وہی حضرت ہین رفیع البخت نہایت خوش ہوے کہ ہم تنہا تھے ایک قوت بازو گیا
لیکن ساتھ ہی یہ خیال گذرا کہ اہر رفیع البخت اسنے مجھکو تمام سردارون کی نظر سے گرا دیا ابھی تک کسی نے
مجھسے مقابلہ کیا اور نہ زیر ہوا اور اسنے آتے ہی سبکو سر میدان باندہ لیا ہے اب یہ سردار اسے مانینگے یا مجھے مانینگے
یہ خیال شاہزادہ رفیع البخت کو پیدا ہو گیا ادھر سنجاب شاہ مغربی اور طرطوش شاہ جبالی وغیرہ جو میدان
سے پھر کر داخل بارگاہ ہوے تو محیط رو شنضیم نے سوار قدرت کی طرف دیکھکر کہا کہ آپ اس معاملہ مین دخل ہی
نہین دیتے آج ببر پوش آپ کی ہیبت سے نہین آیا تو خود رفیع البخت آگئے لہذا اتنا تو کیجیے کہ زلزال کو رہا
کر دیجیے فرمایا کہ اس شرط سے کہ پھر زلزال قلعہ پر جانے کا ارادہ نکرے جب یہ ظاہر ہو گیا کہ زلزال رفیع البخت
سے لڑ نہین سکتا تو کیون مقابلہ کرتا ہے مجھے خداوند کا حکم نہین کہ مین ملکہ کو اس سے چھین کے زلزال کے سپرد
کردون زلزال کا لے آنا کچھ دشوار نہین ہے اگر اس وقت مین چلا جاؤن تو میرے خوف سے یقین ہے کہ اسیوقت
رفیع البخت زلزال کو رہا کر دیگا لیکن اگر پھر زلزال نے مقابلہ کیا تو مجھے شرمندگی ہوگی اب تم زلزال کو
لیکر خدمت مین خداوند کے جاؤ اور انسے عرض حال کرو اگر خداوند کو رحم آئیگا تو وہین بیٹھے بیٹھے ملکہ کو منگا دینگے ابھی کل
کی بات ہے کہ خداوند نے اپنی محبوبہ ملکہ تصویر برق جمال کو اور تمام قیدیون کو اپنے پاس بلا لیا جب کام آسانی
سے نکلے تو جھگڑا کرنے سے کیا فائدہ ہے یہ سنکے طرطوس جبالی نے کہا کہ کیا آج نذر میری قبول ہو گئی سوار
قدرت نے کہا کہ بیشک نذر قبول ہو گئی سنجاب شاہ مغربی وغیرہ سبکے سب تعریفین ساریق بن بقا کی
کرنے لگے اور انھون نے بھی رہائی زلزال کے بارہ مین نقابدار سے سعی کی نقابدار مجبور ہو کے جانب قلعہ
جبل الحدید روانہ ہوے وہان خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی کہ نقابدار نارنجی پوش آتے ہین رفیع البخت
واسطے استقبال کے آئے اور اندر قلعہ کے لیگئے جا کے عمدہ پر بٹھایا آپ بھی بیٹھے سب سردار جمع ہوے
اور ہر ایک تعریفین نقابدار کی کرنے لگا کہ ہمین یہ راحت دی اور یہ راحت دی قید کیا تھی کہ میان کی تھی سکندر رستم خو
دل مین مسکرا رہے تھے رفیع البخت برابر ہی تو بیٹھے تھے پس اکمرتبہ نقاب جلدی سے کھینچ لی اور کہا اے
مرد عزیز کیا یہ حرکت تھی کہ یہان آئے بھی تو دشمن کے شریک ہو کر اور ہمسے روپوشی اختیار کی سکندر رستم خو
مسکرانے لگے اور کہا کہ ابھی پردہ میرا فاش نکرو مین اس زلزال کے تعاقب مین شہر سمرقند سے یہانتک آیا
تو اس صورت سے آنا ہوا کہ اس سے ظاہر بظاہر لڑ نہ سکا جب تمھین نیچا لگیا تو مین نے نقابدار ببر پوش
بنکے زلزال کو اسیر کیا اور تمھارے قلعہ دار کے سپرد کر دیا رفیع البخت نے سامان دعوت مہیا ہونے کا
حکم دیا سکندر نے کہا کہ اس تواضع کو رہنے دو مجھے زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہین ہے مین اسلیے آیا ہون
کہ زلزال اور اسکے سردار کو جو یہان قید ہین رہا کر دو مین نے محیط رو شنضیم کو ایسا سمجھا دیا ہے کہ وہ زلزال
کو لیے ہوے یہان سے جانب ساریقیہ روانہ ہو جائیگا رفیع البخت نے کہا کہ ابھی اور اسیوقت حکم دیا
کہ لاؤ زلزال کو داروغہ زندان زلزال کو لیے ہوے حاضر ہوا نقابدار نارنجی پوش نے زلزال کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ مین نے تجھے اس خطرہ پر رہا کرا دیا ہے کہ اب زبان سے نام ملکہ کا نہ لینا اور نہ ایک دم ملک
سنجابیہ مین قیام کرنا زلزال نے جانا کہ جان بچی لاکھون پائے ہتکڑیان بیڑیان کھلتے ہی نقابدار کو سلام کر کے
بھاگا رفیع البخت سکندر کا ہاتھ پکڑے ہوے اندر محل کے لے گئے ملکہ نے لباس نارنجی دیکھکر پہچان لیا کہ یہ
وہی نارنجی پوش ہے سکندر نے ملکہ کو سلام کیا سمن اندام نے دعا دی تصویر برق جمال نے رفیع البخت کو سلام
کیا سب ایک جگہ بیٹھے سمن اندام نے کہا کہ اے سکندر تمھین ہماری جان کی قسم ہے کہ اب آپس مین نہ لڑنا

اگر لڑنا ہی تو ان گنہگار سے ملیے لڑے دستکاندر نے ہنس کے فرمایا کہ اب مقدرت بھی لڑنے کی نہیں ہی میرے انکے
زور آزمایش نہیں ہوئے تھے نہ اس ملک میں کوئی پہلوان دکھائی دیا کہ ہاتھ پاؤن کا درد بر طرف ہوتا اسوجہ
سے انھین سے زور کر لیا اگر ابھی خوشی نہیں ہی تو آیندہ ایسا نہوگا یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے ہر چند ملکہ نے
روکا فرمایا کہ اب زیادہ ٹھہرنا میرا مناسب نہیں ہی یہ فرما کے بند نقاب درست کیے اور قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر کی
جانب روانہ ہوئے وہان زلزال پہلے پہونچا اور اسیوقت اسنے سامان کوچ کر دیا سنجاب شاہ مغربی نے
کہا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے بھی خدمت خداوند مین لیتے جاؤ یہ کہکر ایک نوشتہ دیا جسکا مضمون دربار
سارقیق بن لقا مین معلوم ہوگا اور کہا کہ زبانی بھی سفارش کر دینا زلزال تو اتنی جلدی بھاگا کہ اسنے لقا بدار
قدرت کے واپس آنے کا بھی انتظار نکیا لیکن جسوقت سوار قدرت مع پرندہ قدرت قلعہ سے واپس
ہوکر دربار سنجاب شاہ مغربی مین آئے اور دنگل شولت پر تمکن ہوئے تو ان معاملات سے مہتر نسیم
مغربی عیار سنجاب شاہ کو شک پیدا ہوا کہ یہ سوار قدرت بھی ایسے ہی کچھ معلوم ہوتے مین جیسے رفیع البخت
ہین آخر دشمن سے نہ لڑنا کیا معنے سنجاب شاہ اس خوف مین کچھ نہین کہتا ہی کہ ایسا نہو یہ مجھکو پیغمبری سے
معزول کر کے طرطوس شاہ جبالی کو پیغمبر بنا دین اور طرطوس شاہ جبالی بھی ڈرتا ہی کہ یہ مقرب خداوند مین
ہمارا ابر خلاف ہو جائین ادھر سوار قدرت کو بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اب رنگ یہان کا بیڈھب ہی ایسا نہو
حال کھلجائے یہ سوچ کے سنجاب شاہ مغربی سے کہا کہ مین نے تمام حالات سے خداوند کو اطلاع دی ہی
اور ہنوز کوئی حکم جدید نہین نافذ ہوا ہی لہذا مین شکار پر جاتا ہون اور جسوقت مجھے کوئی حکم تازہ پہونچیگا اسکی
تعمیل کی کوشش کرونگا سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ جو آپ مناسب جانین آپ تو مجھ نا چیز کے حق مین
جبرئیل قدرت ہین لقا بدار تو اسی وقت مع پرندہ قدرت اپنے بارہ سو سوارون کو لیکر جانب صحرا روانہ
ہوگئے اور یہان شب کے وقت نسیم مغربی ہیئت تبدیل کر کے داخل قلعہ جبل الحدید ہوا اور قلعہ مین پھر کر تمام
حالات اسنے دریافت کیئے فکر یہ کی تھی کہ اگر قابو پاؤن تو ایک دو کو گرفتار بھی کر کے نکلون مگر قابو نہ پایا اپنی
جان بچانے چلا آیا صبح کو سنجاب شاہ مغربی سے تخلیہ مین عرض کی کہ یہ سوار قدرت نہ تھا بلکہ شکل رفیع البخت
کے یہ بھی کوئی شخص اولاد حمزہ اول سے ہی مجھے بعض باتون پر شک تھا وہ قلعہ مین جانے سے رفع ہوگیا ضرور
یہ سوار قدرت رفیع البخت کا عزیز ہی اور اس سے بھی زک پہونچنے کا خوف ہی ملکہ طرطوس جبالی کی دختر
جو خداوند کے واسطے تجویز کی گئی تھین اور سوار قدرت کی سپردگی مین تھین وہ قلعہ مین آپ کی دختر کے ساتھ
موجود ہین اور باہم ٹہری مجتمع ہین اور سرداران رفیع البخت جو آپ سے برگشتہ ہوکر اسکے شریک ہوگئے
تھے جنکو سوار قدرت نے گرفتار کیا تھا اور کہا تھا کہ خداوند نے سبکو اپنے پاس بلا لیا وہ سب بھی قلعہ مین
موجود ہین یہ سنکے سنجاب شاہ مغربی کے ہوش اڑ گئے اور کہا کہ اگر ممکن ہو تو جا کر رفیع البخت کو مع
ملکہ گرفتار کرلا جب مین اپنی آنکھ سے دیکھونگا تو یقین آئیگا اسکے بعد سوار قدرت کو بھی گرفتار کرلانا نسیم
مغربی نے کہا کہ اسکا یہان سے چلے جانا ازحد اچھا ہوا ورنہ وہ پرندہ قدرت بلاے بد ہی اسپر عیاری کا چلنا
دشواری سے خالی تھا اب صحرا مین وہ جلدی دھوکا کھائیگا غرضکہ جب شام ہوئی تو نسیم مغربی جانب قلعہ جبل الحدید
روانہ ہوا سلسلہ اسکے پہونچنے کا یہ تھا کہ بی بی عنقا سے قلعدار کی نسیم مغربی کی بہن تھی یہ اسسے دیکھنے کو
جایا کرتا تھا پہلے ظاہر ظاہر جاتا تھا اور اب پوشیدہ طور پر جاتا تھا اسی ذریعہ سے نسیم مغربی نے تمام حالات قلعہ کے
دریافت کرکے سنجاب شاہ سے بیان کیے تھے آج بھی یہ مکار اپنی بہن کے یہان آیا کچھ دیر یہان قیام کیا اسکے بعد
رخصت ہوکے جو مکان سے نکلا تو ہیئت ایک فقیر کی بنا کر دروازہ محل پر پہونچا صدا لگائی ایک کنیز کچھ دینے کے

واسطے دروازے پر آئی اس سے کہا کہ مین پیاسا بھی ہون کنیز پانی لینے کی غرض سے اندر گئی نسیم مغربی نے
یہان دوا مہذ دیر پھیلا یا کہ جب وہ کنیز پانی لیکے آئی تو کہا کہ یہ تمکڑا اردلی کا تو بھی کھالے فقیر کی دعا سے
کبھی بھوکی نرہیگی اُسنے خوشی خوشی لیکے کھالیا جیسے کہ رفیع البخت نے یہان آکر باغ کو سیراب کیا تھا
اُس وقت سے اعتقاد لوگون کے فقیرون کی طرف سے بہت بڑھ گئے تھے خصوصاً عورتون کے کوئی سائل
کسی دروازے سے خالی نہ پھرتا تھا وہ کنیز ٹکڑا اردلی کا کھاتے ہی بیہوش ہوگئی نسیم مغربی نے اُسے برہنہ
کرکے کسی گوشہ مین چھپا دیا اور آپ اُسکی صورت بن کے اندر محل کے داخل ہوا کام کاج مین مصروف ہوا
قضائے کار در اتفاقات روزگار کہ ملکہ سویرے سے آرام کرنے کی عادی تھی اور رفیع البخت رات گئے
دربار برخاست کرکے آتے تھے ملکہ جاکے مسہری پر لیٹ رہی روشنی کم کردی گئی باری دارین بھی رخصت
ہوگئین صرف ایک عورت رہگئی اُسکو پیشاب معلوم ہوا اُٹھ کے گئی بس اسکو موقع غنیمت ہاتھ آیا جاکر ملکہ کو
بیہوش کیا اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کو کمرے کا دوسرا دروازہ کھول کے لے نکلا چونکہ یہ ملعون پوشیدہ
راستون سے قلعہ کے خوب آگاہ تھا ملکہ کو لیے ہوئے صاف نکلا چلا گیا جب اُسنے قلعہ کے باہر قدم نکالا تو وہ
راہ ترک کردی کہ مبادا لوگ آگاہ ہوجائین اور میری تلاش مین آئین تو مجکو پائین یہ خیال کرکے صحرا کی طرف
روانہ ہوا یہان جو شاہزادہ رفیع البخت دربار برخاست کرکے محل مین تشریف لائے تو ملکہ کو مسہری پر نہ پایا
پوچھا کہ ملکہ کہان ہین کہا تصویر برق جمال کے کمرہ مین ہین اتو خواصین پریشان ہوئین عرض کی کہ ملکہ تو آرام
کر رہی تھین بس رفیع البخت پریشان ہوگئے تلاش ہونے لگی خواجہ خضران کو اطلاع ہوئی اُنھون نے
آکر ہمیزا عیار کا بچانا اور رفیع البخت کو آگاہ کیا رفیع البخت اسی وقت لشت مرکب پر بیٹھ کر بتلاش
عیار مکار روانہ ہوئے اس قلعہ سے تین راستے شہر سنجابیہ کو گئے تھے ایک طرف رفیع البخت روانہ
ہوئے ایک جانب سرمست فیل زور چلا ایک طرف خواجہ خضران اور مہتر سر خیل چل کھڑے
ہوئے لیکن نسیم مغربی نے تو پہلے ہی عاقبت اندیشی کرکے ان راستون کو چھوڑ دیا تھا اور یہ سمجھ
کہا کہ قلعہ عشرت قزاق کی طرف سے چلا جاتا تھا قضائے کار اُس طرف سے عشرت قزاق
آتا تھا اور ادھر سے نسیم مغربی پشتارہ بدوش جاتا تھا نظر جو عشرت قزاق کی پڑی کہ ایک شخص کوئی گٹھری
لیے جاتا ہے سمجھا کہ اسمین کچھ مال ہوگا کہا رکھ دے نسیم مغربی نے جواب دیا کہ اے عشرت قزاق مین تجھے خوب
پہچانتا ہون تو بھی مجھے پہچان لے کہ مین کون ہون اور درازدستی نکر ورنہ پچھتائیگا بادشاہ نے ہمیشہ تیرے
ساتھ رعایت کی ہے اور یہ جگہ تیرے رہنے کو مرحمت فرمائی ہے مناسب ہے کہ تو بادشاہ کے کام مین دراندازی نہ
اس پشتارے مین مال نہین ہے عشرت قزاق نے بسبب تاریکی ہونے سے نسیم مغربی کو نہ پہچانا
کہا کہ پشتارہ رکھ دے مین کھول کے دیکھ لون نسیم مغربی نے ہرچند کہا کہ ایسا نہ کو کوئی اور شخص آجائے
تو نہ پشتارہ میرے ہاتھ آئیگا نہ تجھکو فائدہ ہوگا لیکن اُن باتون پر عشرت قزاق اور مشکوک ہوا ایک
بھی نہ سُنی اور پشتارہ کھول ڈالا ملکہ کو نہ دیکھا تھا کہ گرد اُڑی اور نعرہ ہوا کہ باش اے ناعیار
کہان لیے جاتا ہے ملکہ کو کہ مین آپہونچا عیار نے کہا کہ تجھے کیا فائدہ ہوا محنت میری برباد ہوئی یہ کہتا ہوا اپنی
جان بچا کے یہ تو جانب سنجابیہ روانہ ہوگیا اور یہان رفیع البخت آپہونچے عشرت قزاق نے کہا کہ تو
کون ہے فرمایا مین اس پشتارہ کا مالک ہون عشرت قزاق نے کہا کہ مالک اسکا بادشاہ ہے کہ اُسکی دختر
اسمین ہے تو کون ہے فرمایا مین اسکا شوہر ہون عشرت قزاق نے کہا کہ شاید تو اسکو کسی فریب سے لیگیا تھا
ورنہ بادشاہ اپنے عیار سے کیون چھروا منگاتا مین کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو نامعبر سے ایسی گستاخی کرے

رہ گئے عشرت قزاق نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دست پکڑ کے کھینچ لیا اور دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کے بند میں ڈالکر جو زور کیا تو زمین سے اُٹھا لیا عشرت قزاق نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان اُسنے قبول کیا شاہزادے نے اُسکو آہستہ سے چھوڑ دیا عشرت قزاق از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور اک آہ سرد کھینچی فرمایا کہ تیرے آہ کرنے کا کیا سبب ہی عرض کی کہ مین لیلاے چنگ نواز پر عاشق تھا وہ بھی میری دلدادہ تھی نہ برا کرے دیو قنطاق کا کہ وہ لیلا کو مجھسے چھین لیگیا چونکہ دیو زبردست ہی میرا قابو نہین چلتا اسوجہ سے مین فراق لیلاے چنگ نواز مین رویا کرتا ہون رفیع البخت کو رحم آیا کہا مین تیری معشوقہ کو بھی تجھسے ملادونگا عشرت قزاق نہایت خوش ہوا اور شاہزادے کو قلعہ مین لایا رفیع البخت نے ملکہ کو ہوشیار کرکے اک مکان مین بٹھایا اور ساری روداد بیان کی ملکہ سنکر خدا بجا لائی کہ اگر مین رہا ہوجاتی اور باپ کا سامنا ہوتا تو سوا خود کشی کے کوئی چارہ کار نہ تھا عشرت قزاق نے خدمت ملکہ کے واسطے اپنی مان بہنون کو حاضر کیا جب صبح ہوئی تو شاہزادہ ہمراہ عشرت قزاق کے روانہ ہوا قلعہ سے کوس بھر کے فاصلے پر اک گنبد تھا کہ وہی مسکن دیو قنطاق کا تھا اور دیو نے لیلاے چنگ نواز کو بھی لیجاکے اسی جگہ رکھا تھا جس وقت رفیع البخت قریب گنبد پہونچے تو دیکھا کہ لیلاے چنگ نواز بیرون گنبد اک چبوترے پر بیٹھی ہوئی چنگ نوازی کر رہی ہی دونون آنکھون سے لیلاے چنگ نواز کے آنسو جاری ہین نظر جو اسکی عشرت قزاق پر پڑی چنگ نوازی موقوف کی اور پکاری کہ او ناعاقبت اندیش کیون میرے قریب چلا آتا ہی یہ وقت دیو کے آنے کا ہی اگر وہ آجائیگا تو تجھے کھا جائیگا یہ ذراسی امید بھی جاتی رہیگی آس ٹوٹ جائیگی ہر چند کہ زندگی مین بھی تجھسے ملنے کی امید نہین ہی لیکن کبھی کبھی دور ہی سے سہی تجھے دیکھ تو لیتی ہون عشرت قزاق نے کہا کہ ای محبوب دلفروز اب زمانہ جدائی گذر گیا مین تیرے لینے کو آیا ہون ہمراہ میرے وہ شخص ہی جو دیوکش ہی لیلاے چنگ نواز نے کہا کہ اپنے ساتھ اور بیگناہ کی جان بھی لے گا ارے کہین انسان بھی دیو پر غالب آسکتا ہی اس شخص کو بھی سمجھا کے پھیر لیجا رفیع البخت نے فرمایا کہ نہ گھبرا دیکھنا تیرے سامنے مین دیو کی کیا حالت کرتا ہون یہی کہ رہے تھے کہ ہوا ے تند چلی اور اک لکۂ ابر نمودار ہوا دیکھا کہ دیو اُڑتا چلا آتا ہی نظر والدکی جوان دونون آدمیون پر پڑی پکارا کہ او قزاق آج یہ کس شخص کو اپنے ہمراہ لایا ہی یہ تجھسے زیادہ فربہ ہی گوشت اسکا نہایت بامزہ ہوگا تجھے تو اپنی معشوقہ کے خاطر سے مین نے چھوڑ دیا ورنہ مدت کا لقمہ کر جاتا لیکن اس شخص کو نچھوڑونگا یہ کہکر زمین پر اُترا اور رفیع البخت کی طرف بڑھا رفیع البخت دیو کی طرف بڑھے دیو نے ہاتھ بڑھا کر قصد کیا کہ رفیع البخت کو اُٹھا کر منہ مین ڈال لون رفیع البخت نے ہاتھ دیو کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ سامنے آرہا دیو نے دیکھا کہ یہ نہایت زبردست ہی جھپٹ کے چاہا کہ شانون پر اُٹھالون رفیع البخت نے ہاتھ چھوڑ کر شاخین سر دیو کی پکڑ لین زور ہونے لگے رفیع البخت نے ایسا بل دیا کہ دیو بے تاب ہو کر سامنے رفیع البخت کے چت گرا رفیع البخت نے دونون پانون شانون مین جماکر جو شاخون کو بل دیا تو دیو کی گردن مڑ گئی بس پانون جماکے جھٹکا مارا کہ دھڑ سے سر کھینچکر سامنے لیلاے چنگ نواز کے ڈال دیا لاشِ دیو کی پھڑکنے لگی اور تھوڑی دیر مین دم دم ہوگیا لیلاے چنگ نواز قدمون پر گر پڑی عشرت قزاق نے ہاتھ چوم لیے اب اندر گنبد کے آئے جو کچھ مال و اسباب دیو کا تھا وہ قبضہ مین کیا اور وہان سے مع لیلاے چنگ نواز جانب قلعہ روانہ ہوگئے کوئی پہر دن چڑھا ہوگا کہ قلعہ مین آپہونچے عشرت قزاق نے لیلاے چنگ نواز کو خدمت ملکہ کے واسطے معین کیا ملکہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ مالک قلعہ کی معشوقہ ہی اور دیو کے قید سے رہا ہوکے آگئی ہی نہایت

حرمت فرمائی لیکن حال نسیم مغربی کا سنیے کہ یہ جو سر پر پاؤں رکھ کے بھاگا تو جاکر سنجاب شاہ مغربی سے
اطلاع کی کہ مین نے عیاری کرکے ملکہ کو قبضہ مین کیا تھا لیکن عشرت قزاق نے نشارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
وہ بھی ہنوز نشارہ لیکے جانے نہ پایا تھا کہ اک سوار پیدا ہوا اور عشرت قزاق سے اسنے چھین لینے کا
قصد کیا دونون مین جنگ ہونے لگی مین نے دور سے دیکھا کہ عشرت قزاق زیر ہوکر مطیع ہوا اور بعد اسکے
دونون عشرت قزاق کے قلعہ مین چلے گئے پہلے مین سمجھتا تھا کہ یہ سوار رفیع البخت ہی تلاش ملکہ مین
نکلا ہوگا لیکن اب وہ خیال میرا برطرف ہوگیا اسلیے کہ اگر وہ سوار رفیع البخت ہوتا تو اپنے قلعہ کی
طرف جاتا عشرت قزاق کے قلعہ مین ملکہ کو کیون لیجاتا یہ سن کے سنجاب شاہ مغربی کو نہایت غصہ آیا
کہ اب ہم ایسے ہوگئے کہ ایک قزاق نے سر اٹھایا ہی بس اسیوقت اسنے تیاری لشکر کا حکم دیا جب فوج
لشکر تیار ہوگیا تو خود سنجاب شاہ مغربی مع لشکر جانب قلعہ روانہ ہوا اُس وقت یہان مہتر سمر جیل
ومہتر خضران موجود تھے یہ ملکہ کو تلاش کرتے ہوے یہانتک آ گئے تھے کہ اگر عیار سنجاب
نشارہ لیکر یہان پہونچ گیا ہو تو ہم بھی عیاری کرین اور پھر ملکہ کو لے جائین جس وقت یہان یہ خبر وحشت اثر سنی
تو پلٹ کر قلعہ جبل الحدید کی طرف چلے کہ اہل قلعہ کو اطلاع دین اور رفیع البخت کو آگاہ کرین راستے مین
سرمست فیل زور کو صحرا کی خاک چھانتے دیکھا خواجہ خضران نے سرمست سے کہا کہ یہان کسے دھونڈھ
رہے ہو اگر ملکہ کی تلاش ہی تو عشرت قزاق کے قلعہ پر حملہ کرو کہ ملکہ وہین ہی راستے مین کسی شخص نے ملکہ کو
عیار سے چھین لیا اب وہ بھی عشرت قزاق کے قلعہ مین ہی بس یہ سننا تھا کہ سرمست فیل زور
نے قلعہ قزاق کی طرف رخ کیا اور چل کھڑا ہوا مہتر سمر جیل اور خواجہ خضران قلعہ جبل الحدید مین گئے
نہیب مغربی وغیرہ رفقاے رفیع البخت کو بھی اس حال پرملال سے آگاہ کیا یہ سب بھی پشت مرکب پر
بیٹھ بیٹھ کے جانب قلعہ قزاق روانہ ہوے لیکن سب سے پہلے سرمست فیل زور قریب قلعہ پہونچا
نگہبانون نے عشرت قزاق کو اطلاع دی کہ سرمست فیل زور بڑے زور شور سے آتا ہی عشرت
قزاق نے شاہزادہ رفیع البخت کو آگاہ کیا کہ پیچھے رفقا آپ کے آتے ہین رفیع البخت نے کہا
کہ اے عشرت قزاق انھین آگاہ نکرنا کہ رفیع البخت قلعہ مین موجود ہین مین نقابدار بنکر ان سبکی تماشہ بینی
کرونگا یہ لوگ کیسی قوت وجرات رکھتے ہین تم فصیل قلعہ پر جاکے منع کرو اور کہو کہ پلٹ جاؤ ورنہ نقابدار
اطلس پوش کے ہاتھ سے ذلیل ہوگے اب ملکہ کا نام نہ لو کہ اسکو نقابدار نے پسند کرلیا ہی عشرت قزاق
فصیل قلعہ پر آیا اور رفیع البخت نے جلدی سے لباس اطلسی زیب جسم کرکے مرکب طلب کیا اودھر
سرمست جو سامنے قلعہ کے پہونچا آواز دی کہ او قزاق لا ملکہ کو ہمارے سپرد کر ورنہ ایک دم مین قلعہ
کو برباد کر دونگا نہین جانتا کہ یہ ملکہ کسکا ناموس ہی عشرت قزاق ہنسا اور کہا کیون شامتین آئی ہین پلٹ
جاؤ ورنہ نقابدار اطلس پوش کے ہاتھ سے بہت ذلیل ہوگا سرمست نے کہا کہ نقابدار کہان ہی کہدو
اُس سے کہ اپنے ہاتھون آپنی قضا نہ بلاے اسنے مین دروازہ قلعہ کا کھلا اور نقابدار اطلس پوش
نمودار ہوا سرمست سے کہا کہ تو کیون آیا ہی سرمست نے کہا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ ملکہ کو
عیار سے چھین کر اپنے قبضہ مین کیا تو نہین جانتا کہ ملکہ ناموس کس شہریار کی ہی جو صاحبقران ہو صاحبقران
ہی اور ہین کن قیرون کلاہ جو قلعہ جبل الحدید مین رہتے مین اور دختر اس شخص کی ہی جو بارہ لاکھ کی فوج کا
افسر ہی ایک دم مین قلعہ پامال ہو جائیگا اور اس قزاق کو بھی شامتون نے گھیرا ہی جو یہ تیرا شریک ہوا ابھی یہ
حرمت ہے گی ملکہ کو میرے سپرد کر [illegible] رفیع البخت یعنی نقابدار نے کہا کہ تجھے ملکہ کا کیا دعوی ہی سرمست نے کہا

کر مین ملکہ کا کوکا ہون اور رفیق ہون رفیع البخت کا نقابدار نے غصہ دلانے کو کہا کہ ابتو ملکہ ہمارے پسند آگئی تم تو بھی چلا آ کہ مین تیری بھی عزت کرونگا تو بھی رشتہ مین سالا ہوا بس یہ سنا تھا کہ سرمست کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی جھپٹ کے تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے سرمست کو ایک ہی زور مین اُٹھا لیا اور لیے ہوئے قلعہ مین چلے گئے جس وقت سرمست کو ہاتھ سے چھوڑا تو اسنے خودکشی کا قصد کیا رفیع البخت نے ہاتھ پکڑ کر نقاب چہرہ سے اُٹھائی اور کہا کہ ای سرمست میں ہی تو ہون تو کسی غیر کے ہاتھ سے نہین زیر ہوا ہی سرمست نے عرض کی کہ ای شہریار اس سے کیا حاصل فرمایا کہ تمکو سکندر نے آکے زیر کر لیا تھا اور میری اطاعت تم سب نے بغیر لڑے بھڑے اختیار کر لی تھی تمکو میرے زور کا حال کیونکر معلوم ہوتا کہ مین کیسا ہون سرمست ہنسنے لگا اور عرض کی کہ مین پہلے سے آپکو ایسا ہی سمجھے ہوئے تھا اتنے مین عشرت قزاق نے آکے عرض کی کہ ای شہریار ابتو صحرا فوجون سے بھر گیا سنجاب شاہ بھی مع کل لشکر آگیا ہی اور طرطوس شاہ جبالی بھی چار لاکھ سوارون سے موجود ہی اور ملکہ کے بھائی اور آپکا رفیق قیصر تیغزن یہ سب چلے آتے مین آپ کس کس سے لڑینگے فرمایا نہ گھبراؤ مین سبکو اسی قلعہ مین باندہ باندہ کے لیے آتا ہون یہ فرما کر سرمست سے کہا کہ تم بھی تماشا دیکھے رہو کہ مین کیونکر ان سب سے تنہا مقابلہ کرتا ہون سرمست بھی چہرہ پر نقاب ڈال کے فصیل قلعہ پر آ کے بیٹھا اور رفیع البخت پھر نقاب کے بند باندہ کر قلعہ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک جانب نہیب مغزلی ایک طرف صمصام مغزلی وغیرہ تمام سالے اور رفیق انکے مع لشکر موجود ہین اور ایک جانب طرطوس شاہ جبالی مع چار ہزار سوارون کے صف آرا ہی ایک سمت سنجاب شاہ مغزلی اپنے پہلوانان نامی وگرامی کو لیے ہوئے موجود ہی سنجاب شاہ نے چاہا تھا کہ قلعہ پر دھاوا کرون کہ ہامان دانشور نے منع کیا اور کہا کہ ابھی تو رفیقان رفیع البخت بھی لڑنے کو موجود ہین پہلے انکی جنگ کا تماشا دیکھیے کہ کیا ہوتا ہی اسکے بعد دیکھا جائیگا سنجاب شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن نہیب مغزلی نے نہیب دی کہ او نقابدار تو کہان سے آیا ہی اور کیا ملت و مذہب رکھتا ہی کہ تجھکو پرائے ناموس پر تصرف کرلے مین نہ خوف خدا ہی نہ شرم دنیا نقابدار نے جواب دیا کہ اب ملکہ ہماری ہی راضی ہی یہ سودا رضامندی کا ہوتا ہی تمکو شرم نہین آتی کہ اپنے بہنوئی سے لڑنے آئے ہو بس یہ سُن کے نہیب مغزلی آگ ہوگیا گرز کڑا کر لیو دا یا گلا لیا اور قصد کیا کہ نیزے پر نقابدار کو اُٹھا لون نقابدار نے بغل کشادہ کر دی اور نیزہ نہیب مغزلی کا بغل مین دابکے بازو کا خم دیکر توڑ ڈالا نہیب مغزلی نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا اور پکارا کہ شگاڈ زوری دکھاتا ہی نقابدار نے بھی گریبان نہیب مغزلی کا پکڑا زور ہونے لگے ہر چند رفیع البخت نے چاہا کہ اسے اُٹھا لون ممکن نہوا آخر دونون نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوئے رفیع البخت کو یہ کوشش تھی کہ کسی طرح نہیب مغزلی کو جلد اسیر کرون اُتنا وقت نہ گذرے جو سکندر کے مقابلہ مین صرف ہوا تھا مگر ممکن نہوا آخر شام ہوگئی اور مقابلہ اول سے بھی کوئی گھڑی بھر زیادہ گذرنے کے بعد نہیب مغزلی زیر ہوا نقابدار اُسے اپنے ہاتھ پر بلند کیے ہوئے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ مین چلا گیا صمصام مغزلی نے آج اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا عشرت قزاق نے قلعہ مین بھی کوس حربی بجوا دیا مبارکبادیان جنگ کی ہونے لگین لیکن رفیع البخت جو نہیب مغزلی کو لیے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے تو سامنے ملکہ کے لیجا کے نہیب مغزلی کو چھوڑا اور نقاب چہرہ سے اُٹھا دی کہ ایسا نہو یہ بھی خودکشی کا قصد کرے نہیب مغزلی دل مین کہتا ہی کہ یہ کیا آفت ہی کہ جو نقاب چہرہ پر

ڈال لیتا ہو وہ زیر دست ہوجاتا ہے اسمین کچھ اسرار ضرور ہے جب رفیع البخت نے نقاب چہرہ سے اٹھادی
تو نہیب مغربی نے وہی شکایت کی رفیع البخت نے وہی جواب اسکو بھی دیا جو سمہ سنت کو دیا تھا
نہیب مغربی خاموش ہو رہا جب صبح ہوئی تو پھر نقابدار بنکر رفیع البخت قلعہ سے نکلے صمصام مغربی
نے آکر سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی رفیع البخت نے نیزہ ہاتھ سے صمصام مغربی کے نکال دیا تلوار
چلی رفیع البخت نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی دوپہر میں صمصام مغربی کو زیر کیا پھر قمقام مغربی آیا
دوپہر مین وہ بھی زیر ہوا رفیع البخت اپنے دل مین زور سمہ سنت کے قائل ہوئے کہ اسنے دن بھر مین ان تینون
بھائیون کو زیر کیا تھا اور مجھسے دن بھر مین وہی زیر ہوے قلعہ مین جاکر ان دونون پر بھی اپنے کو ظاہر
کر دیا وہان ہشام مغربی نے پھر طبل جنگ بجوادیا صبح کو نقابدار سے سامنا کیا آج رفیع البخت
نے ہشام مغربی اور قیصر سیفغزن کو اسیر کیا اور میدان سے پھر گیا جب قلعہ جبل الحدید کے سردار
اسیر ہو چکے تو سنجاب شاہ مغربی نے طبل جنگ بجوادیا خبر رفیع البخت کو ہوئی فرمایا کچھ پروا نہین
کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی لیکن طرطوس شاہ جبالی نے اپنے عیار کو تلاش مین سوار قدرت
کے روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایک نقابدار نے عافیت تنگ کر رکھی ہے آپ جلد تشریف لائیے عیارون
نے جاکر ہر چند تلاش کیا مگر سوار قدرت کو نپایا اور آکر عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے سوار قدرت کو خدا
نے بلا لیا صحرا مین نقابدار سبز پوش البتہ مصروف صید و شکار ہے اور نارنجی پوش کا کہین پتا بھی
نہین یہ سنکے طرطوس شاہ جبالی کو یہ سوچ پیدا ہوا کہ ایسا نہو خداوند مجھسے بھی ناراض ہو گئے
ہون اور مثل سنجاب شاہ کے مجھپر بھی غضب نازل کرین الغرض جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ
مغربی مع لشکر میدان مین آیا طرطوس شاہ بھی ہمراہ تھا دونون فوجین ایک ہو گئی تھین اس طرف
دروازہ قلعہ کا کھلا نقابدار اطلس پوش میدان مین آیا سنجاب شاہ نے زرتاش فیل ہیبت
کو حکم دیا کہ جاکر باندھ لا اس نقابدار کو زرتاش فیل ہیبت میدان مین آیا اور للکارا کہ او نقابدار
بدکردار تو نے شاہون اور شہریارون سے بگڑی الجھائی اور پیمبر قدرت کی دختر کو زبردستی چھین لیا بہتر ہوگا
اگر تو ملکہ کو سوار کرکے بھیجدے ورنہ تیرے مقابلے کو اس وقت سولہ لاکھ کا لشکر موجود ہے جسمین ایک
ایک پہلوان رستم وقت و سہراب زمانہ ہے رفیع البخت نے فرمایا کہ سنجاب شاہ کو سمجھادے کہ پلٹ جاے
ورنہ مین اکیلا اس سولہ لاکھ کے لشکر کو پامال کر دونگا اور سنجاب شاہ کی سلطنت الٹ دونگا زرتاش
نے کہا کہ بس زیادہ زبان درازی نکر زبانی جنگ سے تلوار کی جنگ بہتر ہے جس سے معاملہ یکسو ہو فرمایا کہ مین
تیری خدمتگذاری کو موجود ہون لا حربہ اپنا زرتاش نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزہ کو نیزے پر کاٹا
طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی قریب چالیس طعنون کے خالی ہو گئی کہ رفیع البخت نے نیزہ
زرتاش کے ہاتھ سے نکال دیا پس دنیا اسکی نگاہون مین تیرہ و تار ہو گئی زرتاش للکارا کہ او سرکش غضب
کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے نکال دیا جسکو اس فن مین ید طولے حاصل تھا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی
خلول بازی گرز بازی حال بازی تیغ بازی راستبازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر زرتاش نے
تلوار کھینچ لی اور رفیع البخت پر حملہ کیا رفیع البخت نے وار تلوار کا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا زرتاش
نے سپر بلند کی تلوار سے سپر قلم ہوئی زرتاش نے سر نیچے جھکایا تلوار گردن مرکب پر پڑی گردن مرکب
قلم ہوئی مرکب نے مثل مرکب آتشبازی کے چرخ مارا زرتاش تھمکر علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر نقابدار

کی طرف چلا کہ اسکے مرکب کو بھی قتل کر ڈالون رفیع البخت نے جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا گھوڑے سے کود پڑے
زرتاش تلوار پٹک کر لپٹ پڑا نقابدار بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب
شام نقابدار نے لنگر زرتاش کا توڑا اور باندھنے لیے چلا گیا جس وقت قلعہ مین داخل ہوئے نہیب مغربی
وغیرہ نے تعریف کی اور کہا کہ یہ سردار نہایت زبردست تھا مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ اتنی جلد اسکو گرفتار کرینگے
رفیع البخت نے زرتاش کو سامنے نہیب مغربی وغیرہ کے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ ان سب نے میری اطاعت
اختیار کی ہی تو کیا کہتا ہی زرتاش نے دیکھا کہ فرزندان سنجاب اسکے مطیع ہوئے اور بہری اسنے سبکو زیر
کیا اب اطاعت سے انکار کرنا خلاف انصاف بھی ہی عرض کی کہ جو آپ کے ذہن مین آئے وہ کیجئے رفیع البخت
نے کلمہ تلقین فرمایا زرتاش از سر صدق مسلمان ہوا وہان سنجاب شاہ مغربی نے پھر طبل جنگ بجوا دیا صبح
کو لشکر میدان مین آیا رفیع البخت پھر تنہا قلعہ سے نکلے اور منتظر ہوئے کہ دیکھئے آج کون نکلتا ہی ادھر سکندر
رستم نے صحرا مین پہونچتے ہی لباس تبدیل کر دیا تھا نقابدار سبز پوش بنے پھر رہے تھے پرندہ قدرت لینے
سیارہ کوچک کو دریافت حال کے واسطے روانہ فرما دیا تھا کہ اگر کوئی وقت سخت پیش آئے تو پھر رفیع البخت
کی مدد کرون جب انکو یہ خبر پہونچی کہ ملکہ کو کسی شخص نے چھین لیا رفیع البخت مفقود الخبر ہین سرداران رفیع البخت
کو اک نقابدار نے اسیر کیا اور سنجاب شاہ سے جنگ ہی تو سکندر سمجھ گئے کہ یہ نقابدار خود رفیع البخت
ہی دوسرے کی یہ مجال نہین ہی کہ ان سردار نکو اس طرح زیر کرے آج انھون نے بھی تہیہ کر لیا کہ چل کر
چند سردار اپنے قبضہ مین بھی کرنا چاہیے ورنہ رفیع البخت سبکو زیر کر کے مطیع کریگا الحاصل جب صبح ہوئی
تو جانب قلعہ روانہ ہوئے یہان سنجاب شاہ مغربی فوج لیکر میدان مین آیا ہی ہنوز رفیع البخت قلعہ سے
نہین نکلے ہین کہ المست دیوانہ چوب دست پکڑ کے قلعہ کی طرف چلا اور للکارا کہ او نقابدار آج نہین نکلتا چھپ کے
بیٹھ رہا اور نہ مین خود آتا ہون رفیع البخت جلدی سے بند نقاب درست کر کے قلعہ کے باہر آئے انھون
نے ابھی خندق کے پل کو نہین چھوڑا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور نقابدار سبز پوش پیدا ہوا
نقابدار سبز پوش نے آتے ہی للکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی کہ مین تیری گوشمالی کو آگیا خبردار قلعہ
کی طرف قدم نہ بڑھانا المست دیوانہ سبز پوش کی طرف پلٹا اور چوب دست اٹھا کے چلایا کہ او سبز پوش
اس طرح پہلے تو نے زلزال کو پریشان کیا تھا اب پھر دراندازی ہونے کو آیا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو
کہ تو زندہ یہانسے پھر کے جاوے یہ کہتا ہوا قریب پہونچا اور چوب دست ماری نقابدار نے دونون ہاتھ بڑھا کر
چوب دست کو پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ چھین لون دیوانے نے چوب کو چھوڑا تو جلنے لگے مرکب تگ و دو کی تاب
نہ لا سکے بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کئے اور دست و گریبان ہوئے نقابدار سبز پوش نے دیوانے کو
خوب تھکایا پینترے کاٹ کاٹ کے زور دیوانے کا توڑا جب دیکھا دیوانے نے کہ یہ نقابدار پر قابو
نہین چلتا تو اسنے چکیت ماری کہ زندہ نوچ کر لے گیا نقابدار نے منھ پر دیوانے کے تھپڑ مارا اب جب
دیوانہ چکیت لگانے کا قصد کرتا ہی نقابدار تھپڑ اٹھاتے ہین دیوانہ دانت نکوس کے رہجاتا ہی بڑی
دیر تک کشتی رہی آخر قریب شام نقابدار نے لنگر دیوانے کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر دے مارا
اور عیار کے حوالے کیا دن کمر ہو گیا تھا سنجاب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا
نقابدار سبز پوش صحرا کی طرف چلا گیا اور اطلس پوش قلعہ مین داخل ہوا لیکن رفیع البخت کو آج المست
کا اسیر ہو جانیکا رنج ہوا کہ سردار اچھا تھا مگر یہ سبز پوش کی قسمت کا تھا میری تقدیر کا نہ تھا ملکہ نے
کہا کہ یہ سبز پوش تو وہی معلوم ہوتا ہی جسنے زلزال کے پنجہ سے مجھے چھڑا دیا تھا رفیع البخت نے فرمایا

کہ مجھے بھی اس ببر پوش پر سکندر کا گمان ہوتا ہے اتنے بڑے لشکر کے چیدہ ست کو ضرب کے وقت
ہاتھوں سے گرفت کر لینا آسان امر نہیں ہے غرضکہ پھر طبل بجا اور صبح کو سنجاب شاہ میدان
میں آیا رفیع البخت نقابدار بھی قلعہ سے نکلے ساتھ ہی صحرا سے گرد اڑی اور نقابدار ببر پوش
پیدا ہوا اسنے بھی آکر فوج کے پرے جمائے لیکن صرف ایک ہزار سوار نقابدار کے ساتھ تھے لشکر
سنجاب شاہ سے محراب کماں کش نکلا اور مبارز طلب ہوا ہنوز اطلس پوش ارادہ ہی کر رہا تھا کہ
ببر پوش مرکب کو اٹھا کر سامنے آگیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے
محراب کے نکال دیا محراب نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پکڑی دو پہر کی کشتی میں اسکو بھی باندھ
لیا لشکر سنجاب شاہ سے فتح مغزن نکلا نقابدار اطلس پوش نے اس سے مقابلہ کیا اور دوپہر کی کشتی
میں زیر کر لیا شام کو پھر لشکر پلٹ گئے اور صبح کو پھر میدان آرائی ہوئی آج بھی دن بھر میں باری باری
چند سردار ببر پوش نے گرفتار کیے اور چند اطلس پوش نے یہ معرکہ دیکھکر ہامان دانشور نے کہا
کہ اگر اسی طرح جنگ رہی تو یہ دونوں نقابدار لشکر کا خاتمہ کر دینگے اس سے بہتر یہ ہے کہ اسوقت آپ
اتنی بڑی جمعیت رکھتے ہیں کسی سردار کو واسطے مقابلہ کے نہ بھیجیے جب وہ زیر یا گرفتار ہو اس وقت یورش
کر دیجیے اور گھیر کر ان دونوں نقابداروں کو گرفتار کر لیجیے سنجاب شاہ نے اس رائے کو پسند کیا
لیکن نجم اختر شناس کو اپنے علم کے ذریعہ سے آگاہی تھی کہ یہ نقابدار کون ہے اور انجام کیا ہونے والا
ہے اس نے فرزند کو منع کر دیا تھا کہ نقابداروں سے مقابلہ نہ کرنا کوکب روشن چشم اپنے قصر
میں خاموش کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھا کرتا تھا اور اسنے قصد مقابلہ نہ کیا لیکن جب دفعۃً نقابدار
اطلس پوش قلعہ کے باہر آیا اور ببر پوش صحرا سے نمودار ہوا تو سنجاب شاہ نے تمغاج زرہ پوش
کو سلطنت اپنے بلایا اور اس سے کہا کہ اگر نوبت کشتی کی آئے تو نقاب نوچ لینا تاکہ یہ معلوم ہو جائے
کہ یہ نقابدار کون ہے تمغاج نے کہا بہت خوب اور میدان میں آکر مبارز طلب ہوا تمغاج سردار زبردست
تھا رفیع البخت کی نظر و جہرہ چڑھا ہوا تھا جیسے ہی اسنے مبارز طلب کیا رفیع البخت سامنے
تمغاج کے آگئے سکندر نے دل میں کہا کہ اسنے بڑی چالاکی کی خیر ابھی عنتر دلکش بہت بڑا سردار
باقی ہے دیکھا جائیگا یہاں تمغاج نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعن چلنے لگیں مرکب
اشاروں پر پھر رہے تھے سنانوں سے سنانیں لڑ رہی تھیں جھٹکے چل رہے تھے کوئی شتر طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزہ کو نیزہ پر مارا اور اپنے نیزے سے نیزہ حریف کو پیچیدہ کر کے خبردار
کہکے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمغاج کے نکل گیا بس دنیا نگاہوں میں تمغاج کے تیرہ و تار ہو گئی تمغاج
نے دوڑ کر گرز اپنا لیا اور سر پر چرخ دیکر سر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے کمر گرز میں ہاتھ ڈال دیا اور
جھٹکا مارا کہ تمغاج جھونک میں سامنے آرہا مگر گرز رسنے چھوڑا غرض لیے جھٹکے چلے کہ مرکب لنگور
کی تاب نہ لاسکے چاروں ہاتھ پاؤں پھیلا کے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے دامن زرہ گردانے اور مصروف
کشتی ہوئے رفیع البخت تمغاج کے ارادہ سے بے خبر تھے بس تمغاج نے زور کر کے ہاتھ
بند نقابدار پر ڈال دیا اور کہا کہ کیا تو عورت ہے جو منہ چھپائے ہوئے ہے یہ کہکر جھٹکا مارا کہ نقاب نوچ لی
نقاب ہٹتے ہی ظاہر ہو گیا کہ یہ شخص رفیع البخت ہے اور اہل قلعہ نے دیکھا حال کھل گیا اب پوشیدہ
رہنا اچھا نہیں ہے بس دروازہ قلعہ کا کھولکر نہیب مغربی صمصام مغربی قمقام مغربی ہشام مغربی
سرمست فیل زور قیصر مغربی عنترت قزاق اور تانہ سلطان رفیع البخت مثل زرتاش فیل مست

فخر تیغ زن وغیرہ کے سب نکل آئے اور اب لشکر بھی انکا آکر شریک ہو گیا قلعہ جبل الحدید تک یہ خبر پہونچ گئی
وہان صرف عنقاے قلعہ دار اپنی فوج قلعہ گیر سے تو مقیم رہا کہ یہ محافظ قلعہ ہے باقی تمام سردار مع فوج آکر
شریک ہوے بارگاہ برپا کی پردے بجاے کوطڑے سب اٹھو کی لاکھ کا لشکر رفیع البخت کی طرف بھی نظر
آنے لگا رفیع البخت اور تمغلاج مین کشتی ہو رہی تھی زور کشمکش کے ہو رہے تھے نقابدار سبز پوش غور سے
دیکھ رہے تھے تمام دن کشتی ہی رات کو بھی جدا ہوے دونون جانب سے روشنی آگئی تمام رات بھی کشتی مین
بسر ہوئی دوسرا دن ہوا جب بھی علٰحدہ ہوے نوبت تیسرے دن قریب شام رفیع البخت نے لنگر تمغلاج
کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکین عیار کے حوالے کیا تمغلاج کے اسیر ہونے
سے بجلیہ مغربی کے جی چھوٹ گئے طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا رفیع البخت اپنی بارگاہ
مین آئے نقابدار جانب صحرا روانہ ہو گئے رفیع البخت تین روز کے تھکے ہوے تھے خاصہ نوش فرما کے
سو رہے لیکن چیک جہانی عیار طرطوس شاہ نے آکر خبر دی کہ دختر نیک اختر آپ کی قلعہ جبل الحدید
مین موجود ہین بالفعل یہ لوگ یہان مین کسی سردار کو قلعہ پر بھیج دینگے طرطوس شاہ کو یہ سن کے نہایت
غصہ آیا پس اسنے عنقاے کوہ پیکر سے کہا کہ تو جاکر قلعہ پر دھاوا کر دے اگر رفیع البخت کو معلوم
ہوگا تو ہم یہان سد راہ ہونگے اور مدد کے واسطے نہ جانے دینگے یہ سنکر عنقاے کوہ پیکر اسیوقت
چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب قلعہ جبل الحدید روانہ ہو گیا بجلیہ مغربی کا ارادہ تھا کہ آج طبل جنگ بجواسکے کہ ادہر
طرطوس شاہ جہانی نے نوبری نقارہ رزمی بجوا دیا خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی وہان بھی کوس حربی نوازش
مین آیا دونون طرف چھڑ گیا یاد جنگ کی ہونے لگین ادہر نقابدار سبز پوش جو صحرا مین ہو گئے اپنے قیدیون کو
سامنے طلب کیا اور نقاب اپنے چہرہ سے اٹھا دی فرمایا کہ مین نے تمکو کیونکر زیر کیا المست دیوانہ اور محراب
کمان کش نے کہا کہ جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا کہ اب تمھین میری اطاعت مین کیا عذر ہے دونون
نے عرض کیا کہ تابعداری ہم بندہ ہین شاہزادہ سکندر نے ان دونون کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا المست دیوانہ اور
محراب کمان کش نے عرض کی کہ فوج آپ کے پاس بہت کم ہے اگر ہمارا اعتبار ہو تو ہم جاکر لشکر کو بھی اپنے لے
آئین کہ اب رنگ دگرگون ہو گیا ہے یقین ہے کہ جس دن عنتر دیوکش سے سامنا ہوا اور عنتر مارا گیا یا اسیر
ہوا میدان جنگ مغلوبہ ہو جائیگی اسلیے کہ اب تمغلاج زرہ پوش اور عنتر دیوکش پر دار و مدار سلطنت
ہے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ مین تمکو منع نہین کرتا لیکن مجھے فوج و سپاہ کا بھروسا نہین ہے مین اپنے زور
بازو اور مدد خدا کو مقدم جانتا ہون یہ سنکے دونون سردار جانب لشکر روانہ ہو گئے جب لشکر مین آئے تو اپنی فوج
کو لیکر بعید نیم شب مین جانب صحرا نکل گئے آراستہ ہو کر قلعہ جبل الحدید کی طرف پہونچ گئے یہان لشکر عنقاے کوہ پیکر
کا اترا ہوا تھا اور عنقاے کوہ پیکر نے طبل جنگ بجوا دیا تھا ادہر عنقاے قلعہ دار نے بھی کوس حربی بجوایا
تھا تیاری جنگ کی ہو رہی تھی محراب کمان کش حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے لشکر مین عنقاے کوہ پیکر
کے پاس پہونچا کہ آپ ادہر کس لیے آئے ہین عنقاے دیو پیکر نے بیان کیا کہ دختر طرطوس شاہ اس
قلعہ مین ہے اُسکے لینے کو آیا ہون چونکہ یہ اپنے آقا کو پہچان چکے تھے اور اسکی زبانی مختصر حالات سے
واقف ہو گئے تھے محراب کمان کش اور المست دیوانہ دونون چلے آئے جب تھوڑی رات باقی رہی تو آکر
لشکر پر عنقاے دیو پیکر کے شبخون مارا اور لوگون کو قتل کرنا شروع کیا غل جو مچا تو عنقاے دیو پیکر خیمہ سے
باہر آیا یہ دونون تو شبخون مار کر نکلے ہوے صحرا کی طرف چلے گئے لیکن لشکر عنقاے دیو پیکر مین رات بھر
تلوار چلی صبح کو ایک دوسرے نے پہچانا نہایت افسوس کیا چالیس ہزار سوارون مین سے آدھے رہ گئے

آپس مین لڑکر آدھے سوار قتل ہوگئے عنقاے دیوپیکر کو نہایت غصہ آیا اور سمجھ گیا کہ یہ فعل انھین دونون
کا ہی جو رات کو آئے تھے معلوم ہوتا ہی کہ یہ زیر ہو کر دشمن کے شریک ہو گئے عنقاے دیوپیکر نے قلعہ پر
دھاوا کردیا اُدھر المست دیوانہ اور محراب کمانکش جو شبخون مار کر چلے تو خدمت مین نقابدار ببر پوش
کے پہونچ گئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح کا واقعہ پیش آیا شب کو تو ہم شبخون مار کر چلے آئے لیکن
صبح کو قلعہ پر ضرور دھاوا ہوگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ مین جاکر قلعہ کی خبر لیتا ہون تم لشکر سنجاب کی
طرف جاؤ اور جو پہلوان لشکر سنجاب شاہ مغربی سے برائے مقابلہ آئے اُس سے مقابلہ کرنا رفیع البخت
کو نہ نکلنے دینا یہ سنکے المست دیوانہ اور محراب کمانکش تو جانب قلعہ قزاق روانہ ہوئے اور خود
سکندر رستم خو جانب قلعہ ہبل بحدید روانہ ہوگئے وہان عنقاے دیوپیکر نے دھاوا کردیا تھا اور
عنقاے قلعہ دار نے قلعہ کا انتظام کرکے توپین مارنا شروع کردی تھین زمین تھرا رہی تھی آسمان لرز
رہا تھا تمام صحرا دھوان دھار تھا لیکن عنقاے دیوپیکر برابر گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا یہانتک کہ لب
خندق جا پہونچا اور آواز دی کہ اے عنقاے قلعہ دار تو اب بھی ملکہ کو سوار کر کے بھیجدے تو مین چلا
جاؤن ورنہ قلعہ مین گھس کر تمام قلعہ کو تاراج کردونگا عنقاے قلعہ دار نے گالیان دیکر کہا او مردود کیا بکتا
ہی ملکہ ناموس مین داخل ہو چکی ہی اُس شخص کے جو رستم وقت ہی بس خبردار اب زبان سے ملکہ کا نام نہ لینا
اُدھر ملکہ کو جو معلوم ہوا کہ سردار میرے باپ کا میرے لینے کو آیا ہی تو اُسنے بال کھول دیے اور دعا کرنے
لگی یہان عنقاے دیوپیکر نے مرکب کو اشارہ کیا کہ اُڑکر لپٹ دیوار پر قائم ہوا اہل قلعہ نے ملنے کا متوالا
کرکے کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ تمام حربے دیوار سے پھینکے لیکن عنقاے دیوپیکر نے سب
حربون کو خالی دیکر قصد کیا تھا کہ گرز مار کر پھاٹک قلعہ کا توڑدے کہ جانب صحرا سے بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور دل
گرد سے نقابدار ببر پوش نمودار ہوا نقابدار نے آتے ہی للکارا کہ ہاش او گبر کہان جاتا ہی ادھر آ کہ مین تیری
خدمتگذاری کو پہونچا عنقاے دیوپیکر نے کہا کہ او ببر پوش مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا یہ کہکر پلٹا
اور سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی قلعہ پر دھاوا کرتے ہوئے کہ مالک قلعہ موجود
نہین ہی عنقاے دیوپیکر نے کہا کہ المامور معذور مین اپنے بادشاہ کا تابع فرمان ہون جو اُسنے حکم دیا
اسکی تعمیل پر آمادہ ہو گیا اب تو درانداز ہوتا ہی تجھے قتل کرکے قلعہ کا رخ کرونگا یہ کہکر خبردار خبردار کہکر نیزہ
مارا نقابدار ببر پوش نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا عنقاے دیوپیکر نے تلوار کو علم کیا اور نقابدار پر پر
پڑا نقابدار نے کئی وار اسکے رد کرکے کلائی پکڑ یا جھٹکہ ڈال دیا اور مڑوڑ کے ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر
زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اُٹھا لیا اور فرمایا کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم مین عنقاے
دیوپیکر نے اطاعت اختیار کی شاہزادہ نے عنقا کو آہستہ سے چھوڑدیا او کلمہ تلقین فرماکر مسلمان کیا اور ساتھ
لیکر لشکر سنجاب کی طرف روانہ ہوئے وہان صبح سے میدان رزم و پیکار گرم تھا فوجین آراستہ تھین عنتر دیوکش
اجازت سنجاب شاہ قطروس شاہ سے لیکر میدان مین آیا جیسے ہی مبارز طلب ہوا المست دیوانہ اسکے
مقابلہ کو آیا کئی ضرب کی رد و بدل مین المست زخمی ہوا محراب کمانکش نکلا یہ بھی زخمی ہوا رفیع البخت
کے لشکر سے قیصر تیغ زن نکلا یہ بھی زخمی ہوا تھے کہ خود رفیع البخت مقابلے کو آئے نیزہ رفیع البخت
نے عنتر کے ہاتھ سے نکال دیا لیکن جب نوبت شمشیر زنی کی آئی تو مرکب رفیع البخت نے سکندری کھائی
دو سم [illegible] گرا [illegible] دوبارہ آیا رفیع البخت نے دو دستانہ وار تیغہ جھکا کر سر سے نکل گیا
سنجاب شاہ نے کہا کہ [illegible] عنتر نے جواب دیا کہ یہ شیوہ بہادرون کا نہین ہی کہ زخمی پر ہاتھ

اُٹھا مین لیجاؤ اس زخمی کو لوگ آئے اور رفیع البخت کو لے گئے عنتر نے پھر مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اسکے مقابلہ کو
نکلنے نپایا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم جو نقابدار ببر پوش بنے ہوئے
نمودار ہوئے اور آواز دی کہ او عنتر دیوکش مین آپہونچا لیکن طرطوس شاہ نے جو دیکھا کہ ببر پوش کے
ہمراہ عنقاے دیو پیکر ہے اسنے آواز دی کہ تجھے تو مین نے قلعہ پر ملکہ کے لینے کو بھیجا تھا تو نقابدار
کے ساتھ کیون آیا ہی عنقاے دیو پیکر نے کہا کہ اے بادشاہ مین بروقت مقابلہ اس نقابدار عالی تبار
سے زیر ہوا مین نے اطاعت اسکی اختیار کی اور نقابدار سے کہا کہ اب آپ پہلے میرے مقابلہ کا
تماشا دیکھے نقابدار نے کہا کہ یہ تیرا ہمسر نہین ہی کیا فائدہ کہ مثل اور سردارون کے تو بھی زخمی ہو یہ فرما کر عنقاے
دیو پیکر کو روکا اور اپ مرکب کو جولان کر کے عنتر کے سامنے ہو گئے عنتر نے وہی شمشیر خون آلودہ اسکے
سر پر لگائی نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار ایٹ پڑی بس جلدی سے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ تلوار
چھین لون ممکن نہوا عنتر نے کہا کہ او ببر پوش تونے یہ برقع بیجا ئی منہ پر ڈال لیا اور اپنے کو رستم وقت سمجھ لیا
تو میرے ہاتھ سے تلوار چھینتا ہی مین وہ شخص ہون جسنے چار دیوان سرکش کو مار کر دیوکش کا خطاب پایا ہی
انسان ضعیف البنیان کیا طاقت رکھتا ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکے بس یہ سنتے ہی سکندر کو غیظ آگیا فرمایا
کہ تو اگر دیوکش ہی تو مین بھی دیوکش ہون تونے معمولی دیوون کو مارا ہوگا مین نے سرکشان قاف کو پست
کیا ہی دیو تہمتن نے میری اطاعت اختیار کی جسکا گرز جو بیس سو من کا ہی یہ فرما کر اپنے لشکر کی طرف دیکھا
اور فرمایا کہ لاؤ تو گرز دیو تہمتن کا لوگ اسی وقت آرابہ کھینچے ہوئے سامنے لائے گرز کو دیکھکر عنتر کے
ہوش اُڑ گئے ساتھ ہی شیطان نے بہکایا کہ مبادا گرز کھوکھلا بنا ہوا ہو بھلا انسان مین اتنی قوت کہان
کہ اُس گرز کو اُٹھا سکے چہ جائیکہ اس سے ضرب لگانا عنتر نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوگا ظاہر ہی ہو جائیگا
تو گرز کیا دکھاتا ہی کچھ بازوون کی طاقت دکھا سکندر رستم نے ایک ہاتھ سے کلائی تھامی دوسرے
ہاتھ کو گردن مین ڈالکر جو کھینچا تو عنتر عیال مرکب پر آ رہا بس اُسنے بھی سنبھل کر سکندر کو اپنی طرف
کھینچا اسی کشمکش مین مرکب تو چارون ہاتھ پاؤن پھیلا کے بیٹھ گئے دونون دیوکش زمین پر کود پڑے
اور مصروف تلاش ہوئے زور کشمکش کے ہونے لگے چلنے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین تمام گریبان
زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے بکھر گئین اور سر بند نخ گئے شام تک کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا شام کو دونون
جانب سے روشنی آگئی اور ایک ایک کاسہ شیر آب آیا جو دونون دیوون نے پیا اور پھر سرگرم تلاش ہوئے
یہانتک کہ صبح ہو گئی پھر جدا نہوے اور دیکھا تو دونون اسی طرح مصروف کشتی ہین نہ انکی سانس پھولی ہی
نہ اُنکا دم آیا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی کشتی شروع ہوئی ہی یہ دن بھی اسی طرح تمام ہو گیا اور مطلب نہ حاصل
ہوا پھر شام ہو گئی چونکہ سرداران سنجاب مغربی اور خود بادشاہ عنتر دیوکش کے زور سے آگاہ تھے
کہ یہ وہ سردار ہی جسنے اکثر سرداران سارق بن لقا سے مقابلے کیے ہین اور تہمتنون کو زیر کیا ہی کبھی کسی سے
پست نہین ہوا ہی کچھ دنون حیثیہ قزاقی کرتا رہا آخر سنجاب شاہ نے شکستین کھاتے کھاتے منت و سماجت کر کے
اُسکو ملازم کر لیا اور تمام فوج پر حسب معاہدہ افسر کر دیا دار و مدار جنگ اس سردار پر ہی چہار جانب ڈنگل اسد
گریبان بھی ہوئی ہین سردار تماشاے جنگ دیکھ رہے ہین اس طرف شاہزادہ رفیع البخت نے بھی
تیسرے روز اکھیڑ ڈنگل پر قیام فرمایا ہی زخم سر پر پٹی بندھی ہوئی ہی مگر اب زخم مندمل ہوتا چلا ہی یہ دن بھی
تمام ہوا اور فیصلہ جنگ نہوا چوتھا روز نمودار ہوا اب عنتر کی یہ حالت ہی کہ ہر مرتبہ غصہ کر کے زور کرتا ہی
چاہتا ہی کہ نقابدار کو اٹھا لون نقابدار دم لگے سہارے پر پاؤن تنے تھے ہنا کر پھر بنگر قائم کر لیتا ہی لیکن

قدم نہیں ہٹتا اور دم لقا بدر کا قائم ہی لیکن عنطر کی سانس پھولنے لگی ہی کہانتک گذارش کیا جائے کہ جو تھا روز بھی
گذر کر شام قریب ہی کہ عنطر نے جھنجھلا کر نقاب نوچ لی اور کہا کہ تو کون بلا ہی کہ ابتک تیری سانس اُسی طرح قائم ہی
آجتک کوئی پہلوان مجھسے چار روز نہیں لڑا نقاب کھنچتے ہی اک آفتاب نمودار ہوا کہ حسن و جمال شاہزادہ سکندر
رستم خو کا دیکھکر وجد کرنے لگے اور رفیع البخت نے کہا کہ ای برادر اب ہم سے پردہ کرنے کی کیا وجہ لیکن سکندر کو جو غصہ
آیا کہ اپنے پردہ میرا فاش کر دیا بس دونوں بازو عنطر کے پکڑ کر جو زور کیا گیارہ قدم دوڑا لے گئے اور جھٹکا
مارا کہ دونوں گھٹنے عنطر کے زمین سے مل گئے بس وہین سے جو زور کیا تو پہلے زور مین تا کمر اور دوسرے
زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار مین عنطر نے کہا
کہ قبول کیا مین نے ضرور آپکا دین برحق ہی مین نے ہر چند ساریق کو لکارا اور فکر بارے کہ آپ سے زیر
ہون ممکن نہوا سنجاب شاہ تو طبل بازگشت بجواکر نہایت ملول و غمگین پلٹ گیا اور شاہزادہ رفیع البخت
سکندر کو ساتھ لیے ہوے انکے سرداروں سمیت داخل قلعہ ہوے سنجاب شاہ نے آج طبل
جنگ بجوایا اور ہامان و دانشور سے مشورت کی کہ اب کیا کرنا چاہیے ہامان دانشور نے کہا کہ جیسے
پہلوان پر زور مدار تھا وہ زیر ہو کر انکے سامنے مطیع ہو گیا اب جو سردار ہین وہ ایسے نہین ہین جو مثل عنطر کے ہون اور خداوندی بابا
سے مدد آنا اتنی جلد ممکن نہین ہی اور رفیع البخت خود ملک سنجاب پر لشکر کشی کریگا لہذا بہتر یہ ہی کہ اب سلسلہ جنگ موقوف رکھیے
جس وقت رفیع البخت لشکر کشی کریگا تو دیکھا جائیگا لیکن سرداران طرطوس شاہ کے دلون مین ابھی ولولے
بھرے ہوے تھے اُنھون نے کہا کہ کیا رفیع البخت لوہے کا بنا ہوا ہی تلوار کی دھار کے سامنے
سب برابر مین کشتی کا تو آخری وقت ہی ابتدا تو نیزہ و شمشیر سے ہوتی ہی سنجاب شاہ نے کہا کہ وہ وقت
بھی آیا ہی چاہتا ہی چھیڑ کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ تو اپنی حفاظت کے انتظام مین مصروف ہوے مین لیکن
شاہزادہ رفیع البخت کا حال سنیئے کہ جسوقت یہ قلعہ مین داخل ہوے تو تمغاج زرہ پوش کو سامنے
طلب کیا اور فرمایا کہ مین نے تجھے کیونکر زیر کیا تمغاج زرہ پوش نے کہا کہ جس طرح مردان عالم مردون کو زیر
کرتے ہین فرمایا کہ پھر اطاعت مین کیا عذر ہی تمغاج نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم غرضکہ تمغاج مسلمان ہوا اب
شاہزادہ رفیع البخت نے سنجاب شاہ کے فرزندون سے فرمایا کہ تم جا کر اپنے قلعہ مین قیام کرو اسلیے کہ ہان
بھاوج ہماری اکیلی ہی ایسا نہو کہ طرطوس شاہ کسی عیار یا سردار کو بھیجے فرزندان سنجاب مع لشکر اُسی وقت
اپنے قلعہ مین آئے اور صبح کو رفیع البخت بھی مع سکندر رستم خو و باقی سرداران نامی و گرامی کو لیکر قلعہ
جبل الحدید مین آ کر رونق افروز ہوے کئی روز طبل جنگ کا انتظار کیا جب سنجاب شاہ مغربی نے نقارہ
نہ بجوایا تو شاہزادہ رفیع البخت نے اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سنجاب شاہ دیکھا تو نے قدرت
خلاق عالم کو کہ مین تن تنہا کس حال خراب سے تمہارے ملک مین آیا تھا رفتہ رفتہ اُسنے مجھے کس مرتبہ
اعلےٰ کو پہونچایا جن سردارون پر تمھین بھروسا تھا وہ سب زیر ہو ہو کے میرے مطیع ہو گئے حتے کہ
تمھارے فرزندون نے سب سے پہلے اطاعت اختیار کی لہذا تمکو بھی چاہیے کہ پہچانو خالق حقیقی کو کہ جسنے
سبکو پیدا کیا ہی اور جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا اور ساریق ایسے بہت تیرے گمراہ غول بادیہ ضلالت
پیدا بھی ہوے اور فنا بھی ہو گئے اگر تم دین اسلام کو اختیار کرو تو مین تمھاری طرف سے سینہ سپر ہونے کو موجود
ہون اور ساریق ملعون تمھارا کچھ نہین کر سکتا اور تمھارا ملک و مال تمکو مبارک مین تمھارے ملک و مال کا
خواہان نہین ہون خداوند عالم نے مجھے سبھی کچھ دیا ہی اور اگر محبت سے ساریق بن بلقا کے دست بردار
نہو گے تو یہ یاد رکھو کہ ایک روز وہ آنے والا ہی کہ یا تو تم گرفتار ہو کر مثل مجرمون کے میرے سامنے آؤ گے

یا راہ فرار اختیار کرنا پڑے گی اور ساریق بھی تمسے بمحبت نہ پیش آئیگا یہ نامہ رفیع البخت نے رکھوا دیا اور
فرمایا کہ میرے سرداروں میں سے کوئی جائے اور جواب باثواب اس نامہ کا سنجاب شاہ سے لائے ہنوز یہ
سخن ناتمام تھا کہ نہیب مغربی اپنے دنگل سے اٹھا اور عرض کی کہ اس خدمت کو میں بہت اچھی طرح بجا لاؤنگا یہ
کہکر نامہ سر سے باندھا اور پانچ سو سوار ساتھ لیکر بارگاہ سنجاب شاہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر سنجاب شاہ
کو پہونچی کہ ایکا بڑا فرزند برسم ایلچی گری آتا ہے سنجاب شاہ نے تمام سرداروں کو واسطے استقبال کے
روانہ کیا لوگ گئے اور استقبال کرکے لائے نہیب مغربی آکر دنگل پر بیٹھا سنجاب شاہ نے کہا کہ ای
فرزند مجھے تیری طرف سے یہ امید نہ تھی سنجاب کا یہ کلام سنکر نہیب مغربی نے کہا کہ جو حد اطاعت کی تھی
وہ میں نے ختم کردی کہ میری بہن کی شادی اس شخص کے ساتھ کی کہ کوئی رضامند نہ تھا لیکن میں نے سرتابی کی
جب قدرتی رخنہ پڑگیا تو پھر میں بھی درانداز ہوا بعد اسکے میں نے دین اسلام کو مذہب برحق سمجھکر اختیار کیا
پھر کیونکر رفیع البخت کا ساتھ نہ دیتا اور اپنی بہن کو اک کافر کے حوالے کردیتا اور میں آپ کو بھی ہدایت کرتا
ہوں کہ اسی دین کو اختیار کیجیے اور محبت ساریق کو دل سے دور کیجیے کہ انجام بخیر ہو ورنہ جس طرح ایک
دن مسلمانوں کے ہاتھ سے لقا کو بھاگتے پناہ نہ ملتی تھی وہی دن ساریق کے واسطے بھی آنے والا ہے اگر آپ نے
اطاعت رفیع البخت کی اختیار کرلینگے تو وہ ہمیشہ آپ سے سرنگوں رہینگے اور آپ کے ملک و مال
سے انکو کچھ سروکار نہیں ہے اور اگر لڑیئے گا تو ملک و مال سب چھن جائیگا دیکھا آپ نے کہ جن سرداران
پر آپ کو بھروسا تھا انھیں کس آن بان سے زیر کیا اور مطیع اپنا بنایا سنجاب گردن جھکاے باتیں فرزند
کی سنا کیا جب سلسلۂ کلام قطع ہوا تو سنجاب شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا اور نامہ طلب کیا نہیب
مغربی نے آداب نامہ اداکرکے نامہ دیا سنجاب شاہ نے پڑھا مضمون نامہ سنکر تمام سرداران کفار
برہم ہوگئے اور کہنے لگے کہ ای بادشاہ اگر تونے دین قدیم سے اپنی روگردانی کرکے اطاعت اس خداپرست
کی اختیار کی تو ہمکو اپنا محکوم تصور نکرنا اور طرطوس شاہ خیالی نے بھی کہا کہ اگر تمکو اس خداپرست کا
مطیع ہونا ہے تو سلطنت سنجابیہ اور پیغمبری سے ہاتھ اٹھاؤ میں خداپرستوں سے لڑونگا جب سنجاب نے
دیکھا کہ سب مجھسے برخلاف ہوے جاتے ہیں تو اسنے پشت نامہ پر جواب میں لفظ جنگ تحریر کردیا نہیب
مغربی کو نہایت ملال ہوا اور کہا کہ خیر اسکا نتیجہ جیسا کچھ ہوگا ظہور میں آہی جائیگا یہ کہکر جواب نامہ کا لیکر رخصت ہوا اور شاہزادہ
رفیع البخت سے تمام کیفیت بیان کی شاہزادے کو عیاروں کے ذریعہ سے تمام حالات پیشتر ہی معلوم ہوچکے تھے
انھنے زنبق پرآذرین کی وہاں طرطوس شاہ خیالی نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی انھوں نے
پیش خیمہ اپنا طرف ملک سنجابیہ کے روانہ کیا اور خود بھی مع لشکر کوچ کرکے قریب ملک سنجابیہ کے بہت شان و
شوکت سے آکر خیمہ زن ہوے اور انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں
تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی لشکر و درستی
میدان لشکر طرطوس شاہ خیالی سے ابرہہ خرس پیشانی میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے
آواز دی کہ جسکو دعواے مردی و مردانگی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تمغاج زرہ پوش نے
مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے رفیع البخت کے آکر اجازت طلب کی رفیع البخت نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ حقیقی
نگہبان ہو تمغاج بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے ابرہہ خرس پیشانی کے آیا اور کہا کہ تجھے میدان میں نکلتے
ہوے شرم نہیں نہ آئی کیا تو ہم لوگوں سے زیادہ زبردست ہے جو نکلا ہے ابرہہ نے کہا کہ ای غرور نے تمہارے
تمکو ذلیل کیا کہ یا تو پیغمبر قدرت کے سپہ سالار تھے یا لشکر خدا پرستاں میں زیر ہوکے شامل ہوے تمغاج

زرہ پوش نے کہا کہ اجتو تو بغیر قدرت کی طرف سے لڑنے آیا ہو اور انکساری ظاہر کرتا ہو دیکھون تجھے کیا سرفرازی
حاصل ہوتی ہو لا حربہ اپنا یہ سنکے ابرہہ نے ساطور مارا تمغاج زرہ پوش نے وار اسکا سپر پر روکا سپر قلم ہوئی
ساطور گردن مرکب پر گرا مرکب تمغاج کا مارا گیا تمغاج نے زین خالی کیا اور دوڑ کر مرکب ابرہہ کو ٹکر دیا ابرہہ
نے پھر ساطور مارا تمغاج دستہ ساطور سے لپٹ گیا اور کشتی ہونے لگی دوپہر مین تمغاج نے لنگر ابرہہ کا توڑ کر
سر سے بلند کرکے زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھ کر آواز دی کہ کیا کہتا ہے مذہب سچے بارہ مین اسنے کہا کہ ہزار جانین ہون
تو نام پر خداوند سارلیق کے نثار مین بس یہ سُننا تھا کہ تمغاج نے دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا اور
میدان سے آکر رکاب سعادت انتساب کو شاہزادہ رفیع البخت کی بوسہ دیا بعد ابرہہ کے لشکر سنجاب شاہ
سے ببران ببر پوش نکلا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے عنتر زرہ پوش سکندر سے اجازت لیکر اسکے
مقابلہ کو گیا ببران نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا عنتر نے ارہ کو اسکے تلوار سے قلم کیا ببران نے تلوار کھینچ
کھینچ مارا عنتر نے خالی دیا اور تلوار ماری ببران نے سپر بلند کی لیکن سپر قلم ہوئی ببران نے نیزہ کو کھینچا تلوار
گردن مرکب پر آئی مرکب ببران کا مارا گیا ببران جست کرکے پشت مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر مرکب عنتر
کی طرف چلا تھا کہ عنتر بھی گھوڑے سے کود پڑا ببران نے آتے ہی تلوار ماری عنتر زرہ پوش نے کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے اپنے دوپہر مین ببران کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور ہدایت دین اسلام
کی ببران نے قبول نہ کیا عنتر نے ببران کو چیر کے پھینک دیا تمام کفار تھرا گئے اور عنتر نے آکر بارگاہ
شاہزادہ سکندر رستم خو کی حاصل کی شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بج گیا دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ گئے
اور پھر طبل جنگ بجا جب صبح کو دونون لشکر عدہ گاہ مصاف مین پہونچے اور صفین آراستہ ہوچکین تو آج پھر لشکر
طرطوس شاہ خیالی سے ارژنگ فولاد بدن میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اسکے مقابلہ کو قیصر مغربی
نکلا خوب تلوار چلی آخر ارژنگ ہاتھ سے قیصر کے مارا گیا پھر زنگ آہن کلاہ نکلا اسکو نہیب مغربی نے تہ تیغ کیا
آج دن بھر کی میدان داری مین بائیس سرداران لشکر کفار مارے گئے اب تیسرا روز ہے آج طرطوس شاہ
خیالی نے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر سنجاب شاہ سے کہا کہ مین خالی بادشاہ نہین ہون بلکہ
مین نے ان سرداروں کو زیر کرکے مطیع کیا تھا اب آپ میری لڑائی کا تماشا دیکھیے سنجاب شاہ نے کہا
کہ آپکو اختیار ہے جائیے خداوند سارلیق آپکا بھی حافظ و نگہبان ہے طرطوس شاہ خیالی میدان مین آیا اور پکارا
کہ اے سکندر رستم خو و رفیع البخت جن سرداروں کو تمنے زیر کیا ہے انکو زیر کرنا بڑے کمال کی بات
نہین ہے جس طرح عنتر کو چار روز مین تمنے زیر کیا ہے اسی طرح مین نے بھی زیر کیا تھا اگر دعواے مردانگی جری
ہے تو خود میرے مقابلہ کو نکلو کسی سردار کو نہ بھیجو نہیب مغربی نے چاہا تھا کہ اجازت طلب کرون کہ شاہزادہ
سکندر رستم خو نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے طرطوس شاہ خیالی کے آکر آواز دی کہ اگر تمنے عنتر کو
زیر کیا ہوگا تو پانچ روز سے کم مین نہ زیر کیا ہوگا لاؤ حربہ اپنا کہ مین بھی مشتاق ہون طرطوس شاہ خیالی نے
نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر سکندر کے وار کیا سکندر رستم خو نے نیزے کو نیزے پر لیا تھا رد و بدل ہونے لگی
طرطوس شاہ خیالی بھی زبردستان روزگار سے تھا کئی جھٹکے سنبھال لیگیا بس ایک مقام پر سکندر رستم خو
نے سنان کو سنان سے الجھا کر جو جھٹکا مارا تو تین جگہ سے ڈانڈ نیزے کی ٹوٹ گئی طرطوس شاہ نے نیزہ کو ہاتھ سے
پھینک کر تلوار کھینچ لی اور سکندر پر وار کیا سکندر رستم خو نے وار دستکار کرکے اپنا وار کیا دیر تک رد و بدل
ہی آخر مرکب طرطوس شاہ کا مارا گیا طرطوس شاہ مرکب سکندر کو لوٹنے کی غرض سے چلا تھا کہ سکندر نے
بھی زین خالی کیا اور طرطوس شاہ کو ارجنگ دست و گریبان ہو گیا کشتی ہونے لگی پانچ شبانہ روز کشتی رہی آخر

پانچوین دن سکندر نے لنگر اسکا توڑ کر سر سے بلند کیا تھا کہ سنجاب شاہ نے لشکر کو اشارہ کر دیا کہ مارو اس خدا پرست
کو غضب کیا اسنے طرطوس شاہ کو زیر کر لیا چودہ لاکھ سوار و پیدل دوڑ پڑے اُدھر رفیع البخت
مع فوج آپڑے تلوار چلنے لگی سکندر نے ایک ہاتھ پر تو طرطوس شاہ کو بجائے سپر لیا اور دوسرے
ہاتھ سے تلوار کھینچی جنگ مغلوبہ ہو گئی رفیع البخت و سکندر کی فوج ملا کر کوئی ڈھائی لاکھ کا مجمع تھا
اور سنجاب شاہ کے ساتھ مع فوج طرطوس شاہ چودہ لاکھ تھی سنجاب شاہ پکار رہا تھا کہ تم اتنے ہو کر اگر یورش
کرو تو یہ سب پامال ہو جائیں آج فیصلہ جنگ کر لو کہ معاملہ یکسو ہو جائے سرداران لشکر کفار جانیں لڑا رہے تھے
اُدھر شاہزادہ رفیع البخت نے اپنے رفقا کو آواز دی کہ آج ہم بھی بغیر اس قصہ کو فیصل کیے ہوئے ہرگز قدم
پیچھے نہ ہٹائینگے اگر علم ہمارا ملک سنجابیہ مین نصب ہو گا اب سرداران لشکر اسلام نے بھی قدم جما دیے اور لڑنا شروع
کر دیا اور شاہزادہ رفیع البخت نے تخت سنجاب شاہ کا رُخ کیا اور اس دریا بے لشکر کو چیرتے ہوئے
چلے سکندر رستم خو پانچ روز کے تھکے ہوئے تھے مگر ایک ہاتھ پر طرطوس شاہ جبالی کو اُٹھائے ہوئے
تھے اور دوسرے ہاتھ مین تلوار کھینچے ہوئے تھے جو اُسپر حملہ کرتا تھا طرطوس شاہ کو سامنے کر دیتے تھے
اسی طرح لڑتے چلے جاتے تھے سرداران لشکر اسلام سرداران کفار کو ٹوک ٹوک کے قتل کر رہے تھے عین
گرمی جنگ مین آصف شاہ مغزلی اور گستہم جبالی سے سامنا ہوا گستہم نے تلوار ماری نہیب مغزلی نے وار
اسکا لشت شمشیر سے رد کر کے اپنا وار کیا کہ گستہم کے دو ٹکڑے ہو گئے سرمست فیل زور سے اور عقاب
بلند کمان سے سامنا ہوا سرخاب نے تیر مارا سرمست نے ناوک کو شمشیر سے قلم کر کے مرکب کو جولان کیا
اور نیزے پر سرخاب کو اُٹھا لیا الست دیوانہ سے اور مہلال بلند بالا سے مقابلہ ہوا مہلال نے چوب دست
ماری الست دیوانہ نے چوب اسکی اپنی چوب پر روک کے جو وار چوب دست گران کا کیا تو مہلال پرا ٹھا ہو کے رہگیا
قیصر تیغ زن سے اور فرہاد تیر زن سے سامنا ہوا فرہاد نے تیر مارا قیصر نے تیر کو قلم کیا اور تلوار کمر گاہ پر ماری
کہ فرہاد کے دو ٹکڑے ہوئے تمغاج زرہ پوش سے سیلاب دریا دل سے سامنا ہوا سیلاب نے تلوار
ماری تمغاج نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سیلاب کے مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے عنقا
کوہ پیکر نے ولد اسکا گُلہ گرز پر روک کر جو گرز مارا تو سر زمین سے ملا دیا عنتر دیو کش کو دو سرداروں نے
آکر گھیر لیا ایک نے داہنی جانب سے تلوار ماری ایک نے بائین جانب سے عنتر نے دونوں ہاتھ
بلند کر کے کلائیاں دونوں کی مروڑ کر تلوارین چھین کے پھینک دین اور گریبان پکڑ کے دونوں کو ٹکرا دیا
کہ مغز سر پاش پاش ہو گئے تمام دن تلوار چلی اور اس قدر لوگ طرفین کے مارے گئے کہ زمین صحرا کی
لالہ گون ہو گئی سبزے نے رنگ لالہ کو یہی کا پیدا کیا کشتون کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگے ہوئے
تھے کوتل گھوڑے سواروں کے دوڑتے پھرتے تھے اسلحہ زمین پر پھیلا ہوا تھا اُسی حالت مین رفیع البخت
لڑتے ہوئے قریب علمدار لشکر طرطوس شاہ کے ہوئے علم کو قلم کیا اور علمدار کو مارا اُدھر سکندر رستم خو
نے دوڑ کر علم لشکر سنجاب شاہ کا قلم کر دیا اور تخت سنجاب شاہ کی طرف بڑھے مگر یہ کسقدر فاصلہ پر تھے
اور رفیع البخت قریب تھے بس سامنے تخت سنجاب کے پہونچکر آواز دی کہ اے سنجاب شاہ اس وقت کی
کیا خبر تھی سنجاب شاہ نے گرز کر تلوار ماری رفیع البخت نے کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے سنجاب شاہ کو
اُٹھا لیا مگر غضب کا زنجیر کمر ٹوٹی اور سنجاب شاہ گر کے بھاگا تمام لشکر کفار کے قدم اُٹھ گئے رفیع البخت
کے پاس اتنی فوج نہ تھی کہ اس فوج گریختہ کا محاصرہ کر سکے کچھ دور تعاقب کیا آخر پلٹ آئے رفیع البخت
نے شہر سنجابیہ پر قبضہ کر لیا نشان اپنا ایوان شاہی پر نصب کیا سکندر نے طرطوس شاہ جبالی کو

کو ہاتھ سے زمین پر چھوڑا اور فرمایا کہ اے طرطوس شاہ مین تمکو آگاہ کرتا ہون کہ مین ہی سوار قدرت بنکر آیا تھا اور دختر تمہاری میرے ناموس مین داخل ہو لی قلعہ مین موجود ہے اور مین نے تمکو سر میدان زیر بھی کیا اور جتنی دیر جنگ قائم رہی ایک ہاتھ پر بلند کیے ہوے مقابلہ کرتا رہا اب تمکو میری اطاعت مین کیا عذر ہے طرطوس شاہ نے کہا اے بہادر تو رستم وقت ہے تیری غلامی مین بادشاہی سے زیادہ لطف ہے سکندر رستم خو نے کلمہ تلقین فرمایا اور طرطوس شاہ کو مسلمان کیا سکندر رستم خو طرطوس شاہ کو ہمراہ لیے ہوے قلعہ جبل الحدید مین آئے اور ملکہ کو اسکے باپ کے سامنے کیا ملکہ نے سلام کیا طرطوس شاہ نے دختر کا سر سینے سے لگایا اب سکندر تو قلعہ مین مقیم مین اور ربیع البخت شہر سنجابیہ کے بت خانہ گرواکر تعمیر مساجد مین مصروف ہین اور سنجاب شاہ بھاگ کر قلعہ پہاڑ مین مقیم ہوا ہے انکو اس حال مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان زلزال بن خلخال بن صلصال کا پہونچنا دربار ساریق بن بقا مین اور کچھ مختصر حالات دربار ساریق بن بقا اور آنا ترکش ناوک انداز اور سرہنگ سنگ بار اور سرفیل سنگ بار کا براے بربادی ملک سنجابیہ و گرفتاری سنجاب شاہ مغربی و باقی حالات متعلق داستان ہذا۔ مخمس برآغاز داستان

اس گلی کے آگے بتخانہ برہمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ بلبل نشیمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
کوے جانان دیکھ پاے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہتِ گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیون شکل دشمن چھوڑ دے
کس طرح سر تیغ یار بے تیغ افگن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خوش آدائی کی جو لہر آئے تجھے ای بحر حسن
خود نمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

مجھے نہین پرواے مال و دولتِ عالم نہین
یادگار اسکا بھی اس رشک پری سے کم نہین
گر دے ہین خواہان نقد جان سے بھی لب ہم نہین
خاتم جم ہو جو اپنے پاس رہنے غم نہین
تجھے پرشانی کا جو چھلا ہے سو رہزن چھوڑ دے

وحشیان رہتے ہین تجھے زلفِ پرشان کے عبث
پیش چشم اندھیر ہین گردون گردان کے عبث
داغ تو کھاتا ہے عشق روے جانان کے عبث
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجران کے عبث
بس دل ناداں خیال روے روشن چھوڑ دے

مدتون سے کشمکش مین ہون کر اب خوفِ خدا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا
دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے رہا
کرکے بسمل مجکو اب ای صید افگن چھوڑ دے

دفعتہً ہو جائے سب گلشن آسے بیت الحزن
ہو بجائے ہمصفیرون کے ابھی سب انجمن

خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ میں اس گل کے گر دیکھے چھڑی مرغ چمن
ہے یقین اے باغباں شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اسکے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اترنے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
اک قیامت جان ہو موت ابھی گھر دیکھ لے
گردن ایسی اس بت میکش کی ہے گر دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہے کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے
کوئی شل پانوں شل سر کوئی گردش میں ہے
شش کو کوشش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش میں ہے
پائے آسایش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ ہو نبرد آوروں سے بجانوں سے جو ہو
کام تیروں سے نہ نکلے ان کمانوں سے جو ہو
نامور ہو جائیں ہمیں بے نشانوں سے جو ہو
پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اسکی نرگسی آنکھوں پر آجائے نہ پیار
صاف دکھلاتی ہے یہ نرگس کے غنچوں کی بہار
اونچی ہوتی ہی نہیں نظریں سکے کوئی ہزار
اس پری کی شرمگیں آنکھیں ہیں کیونکر ہوں دوچار
دیکھکر مجھکو نہ کیوں پلکوں کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلانے میں کیا کیا گنبد دوار نے
کیا ستایا ہے کسیکے عشق کے آزار نے
تنگ کر رکھا ہے تجھکو اس دل بیمار نے
اندنوں چھوڑا مرے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اسے روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہے پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر
قصد رکھتا ہے فلک کا یہ بھی مانند نظر
راست بازی آگئی حصہ میں اسکے سر بسر
ہوگیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

ہے روانی میں ہماری اشکباری کا اثر
بیقراری میں ہے دل کی بیقراری کا اثر
چال میں گلگوں کے ہے باد بہاری کا اثر
ہوگیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

جو صبر کی بات ہو کب ماننے میں عقلمند
ہے بہت نازک کہیں دلکو نہ پہونچے کچھ گزند
گھٹ کے یوں رہنا نہ اسکا آئیگا مجھکو پسند
میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظربازی کو روزن چھوڑ دے

کیوں انہیں کرتا ہے تو اے بے ہنر جراح بند
رہ نہیں سکتے میں دم بھر ایسے در جراح بند
رخنہ پڑ جائیگا یہ سینے اگر جراح بند
میرے سینہ کے نہ سب ناسور کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظربازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا پہلے کچھ وحشی کے دم بھرنے لگا
دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
منتیں کر کر کے سر کو پاؤں پر دھرنے لگا
جب میں چاک اپنے گریباں کی طرح کرنے لگا
قیس چلایا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ مینا کار کو +
اک غضب آزاری آئی اس غریب زار کو

دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو ہے　　رحم آئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو

دوست مجھکو ذبح کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

پاس نے موزون کیے سرو قد بالا کے وصف　　وصف نرگس کے مین چشم شوخ دل بے پردا کے وصف

ہر جگہ باندھے مین گلزار رخ زیبا کے وصف　　یک قلم لکھے ہین ناسخ اس گل رعنا کے وصف

جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

ہے بزم سخن طوطی خوشنوا ہے بدین زمزمہ شد ترنم سرا ہے کہ جب زلزال کو قید سے رہائی حاصل ہوئی اور یہ بھاگ کر طرف ملک سارلقیہ کے روانہ ہوا کوچ بکوچ منزل بہ منزل جب قریب شہر پہونچا تو ہرکارون نے ساریق بن بقا سے اطلاع کی کہ یا خداوند نعمت زلزال بن صلصال کہ جسکو آپنے نامہ لکھکر طرف بہارستان مغرب کے روانہ کیا تھا وہ ہاتھ سے خدا پرستون کے زحمت اٹھاتے ہوئے آپ کی طرف آتا ہے ساریق نے اپنے اہل دربار سے پوچھا کہ یہ کس عزت کا شخص ہے اسکے باپ دادا کو میرے خداوند لقا بے بقا نے توقیر دی تھی جو لوگ پرانے تھے انھون نے بیان کیا کہ دادا اسکا بادشاہ ترکستان تھا اور خان اعظم کے لقب سے ملقب تھا اسکی بہت بڑی عزت ہے ساریق بن لقا نے نہنگ خون آشام اور پلنگ اخون آشام گوزن گاؤ سوار ہندکش ملتین کامران جوشن پوش وغیرہ کو برائے استقبال روانہ کیا یہ تمام سرداران زبردست گئے اور زلزال بن صلصال کو لیکر حضور مین ساریق بن بقا کے حاضر ہوئے زلزال نے سلام تو کیا مگر سجدہ نہ کیا اس وقت ساریق نے کہا کہ اس بندہ نے ابھی ہماری قدرت کا تماشا نہین دیکھا ہے اسے لیجاؤ اور گلستان محویت کی سیر کراؤ اس وقت یہ خود ہی سجدہ کریگا اور ہماری قدرت وجلالت کا قائل ہوجائیگا یہ سنکر سنخگان بن سنخگان اپنے مقام سے اٹھا اور زلزال کو ساتھ لیکر چلا جسوقت گلستان محویت مین پہونچا تو دیکھا زلزال نے کہ اک باغ بہشت آئین ہے کہ درخت زمرد کے نصب ہین گلہائے بوقلمون کھلے ہوئے ہین جو غنچہ چٹکتا ہے وہ آواز یا خداوند ساریق کی دیتا ہے طائر بزبان بے زبانی نام ساریق بن بقا کا لیتے ہین یہ سامان دیکھکر زلزال کا دل برگشتہ ہوا اور اسنے ساریق کو سجدہ کیا لیکن یہ تمام سامان اک ساحر نے درست کیا ہے کہ نام اسکا محو جادو ہے یہ سب کارخانہ اسی کے سحر کا ہے جسوقت سنخگان ان مقامات کی سیر کرا کے زلزال کو واپس لایا تو اسنے ساریق کی نہایت حمد وثنا کی اور سجدہ بھی کیا اس وقت دربار ساریق کا پہلوانان گرامی سے مملو تھا ایک طرف نہنگ خون آشام و پلنگ خون آشام خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو کامران جوشن پوش حیران گردن کش ببران دراز دست ہندیہ مردم در وغیرہ قریب سات آٹھ سو سرداران کے بیٹھے تھے اور دوسری صف مین سہمان تیرانداز قہرو مین شگاف ہیبت فیل پیکر مہران مہر طلعت گوزن گاؤ سوار لہراسپ گردوار جاماسپ گرد گردان گردن کش اخرس بن خرس روئین تن اصنام سنگ انداز احجار سنگ انداز اعور زرہ پوش مغرور مردم در تہمور مردم وغیرہ قریب نو سو سرداران زبردست کے لئے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے جھوم رہے تھے زلزال کی آنکھیں کھل گئین ساریق نے کہا کہ ای زلزال تونے غور کیا کہ مین ایسا شخص ہون جسکو خداوند نے عہدہ پیمبری بے طلب عنایت کیا اور اسپنے پیمبر پر شل غضب کے مجھکو بھیجا یہ بات تیری ہمین ناگوار ہوئی اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ تو شکست کھا کر آخر ہمارے ہی دامن مین پناہ لینے کو آیا اب جو کچھ تکلیف گزری اسے بیان کر زلزال نے کہا کہ وہ شخص جو فقیر بنکر آیا تھا وہ تو بڑا سرکش ہے اور صاحبقران ثالث کا فرزند ہے پہلی مرتبہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوا دوبارہ اسنے مجکو تماش زمین سے اٹھا کر اچھال دیا اگر حمید جادو نجیبہ بنکر مجھے نہ اٹھا لاتے

تو قیامت برپا ہوتی بالاسے ہوا مین ہاتھ سے رفیع البخت کے چوٹ لگ ہو جاتا رفیع البخت سنجاب کی دختر کو لیگیا حالانکہ
سنجاب شاہ نے شادی اُسکی میرے ساتھ کردی تھی فرزندان سنجاب شاہ اُسکے شریک ہوگئے ساریق نے
سخن قطع کرکے کہا کہ ہمنے بادشاہ شہر جبالی کو تمھاری مدد کے واسطے روانہ کیا تھا آسیب ہمنے نہایت زبردست
پیدا کیا ہو وہ شاید تمھارے سامنے بہارستان مغرب مین نہین پہونچا ورنہ رفیع البخت اُسکے ہاتھ سے ضرور
پست ہوتا زلزال نے کہا کہ وہ میرے سامنے پہونچ گیا تھا بلکہ اُسکے ساتھ ایک نقابدار نارنجی پوش تھا وہ
کہتا تھا کہ مین سوار قدرت ہون اُسنے بڑے بڑے کام کیے رفیع البخت سے مقابلہ کیا اُس مقابلہ مین رفیع
کو نیچا لیگیا بعد رفیع البخت کے گم ہوجانے کے مین نے قلعہ پر دھاوا کیا تھا ایک نقابدار ببرپوش آیا اُسنے
مجھے اسیر کرکے قلعہ مین قید کردیا جبتک رفیع البخت نہ آیا اُس وقت تک ببرپوش اُسکی طرف سے
لڑتا رہا جب رفیع البخت آیا تو سنجاب شاہ کے کہنے سے اُسی سوار قدرت نے مجھکو رہا کرایا سوار
قدرت کا ایسا خوف تھا کہ رفیع البخت بھی اُسکا کہنا مانتا تھا لیکن اُس سوار قدرت نے میری معشوقہ مجھے
نہ دلوائی بلکہ بادشاہ شہر خیال نے اپنی دختر سوار قدرت کے سپرد کی کہ یہ تحفہ ہمارا خداوند کی خدمت مین بھیج
دو سوار قدرت نے کہا کہ ملکہ کو خداوند نے منگا لیا فرشتگان مقرب آکے لے گئے یہ سنکے ساریق کے
کان کھڑے ہوئے کہا کہ مین نے سوار قدرت کو ہرگز نہین بھیجا تھا نہ ملکہ مجھ تک آئی اسمین بھی کچھ فریب معلوم
ہوتا ہی آخر مین زلزال نے عرضی سنجاب شاہ مغربی کی پیش کی ساریق نے اُس عرضی کو پڑھا مضمون عرضی
یہ تھا کہ یا خداوند مجھپر عتاب نازل ہونے کا کیا سبب ہے مین نے تو اس وقت تک کوئی قصور نہین کیا ہی میرے
حالات آپ کو زبانی زلزال خان بن خلخال کے معلوم ہوجاینگے مین نے فرزند و دختر سب سے ہاتھ اٹھایا
آپ انکا دشمن ہوا اسکو اپنا دشمن بنایا لیکن آپکی محبت سے اس وقت تک ہاتھ نہین اُٹھایا اب مجھپر وقت تنگ
ہی لہذا ازراہ کرم خداوندی میرے قصور فرضی کو عفو کرکے کسی کو بڑے مدد روانہ فرمائیے یہ مضمون دیکھکر عرضی
ساریق نے پھاڑ ڈالی اور کہا کہ اب یہ پیمبری کے لایق تو کیا بادشاہی کے لایق بھی نہین رہا جب ہمنے اُسکو
دختر حسینہ جمیلہ عنایت کی تھی تو کیا اسلیے دی تھی کہ یہ ہمارے سرکش بندون کے حوالے کردے کیون نہ اُسکو
ہماری نذر کیا اور پھر لکھتا ہی کہ قصور فرضی کو معاف کیجئے کیا دراصل یہ خطا ہی اور ہم عادل نہین ہین بلکہ اُسکے نزدیک
ظالم ہین لہذا ای ترکش ناوک انداز او سرکش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور اعجاز سنگ انداز
تم جاؤ اور بہارستان مغرب کو تاراج کرکے سنجاب شاہ کو گرفتار کرلاؤ اگر وہ کچھ عذر و معذرت کرے
تو بیڑیا لگا اور باندھ کے لے آنا اور پسر بدیع الملک سے ملکہ کو بھی چھین کے لیتے آنا کہ اسے خداوند
نے اپنے واسطے پیدا کیا تھا ہم اُسکے شکم مین خود نور قدرت اُتارینگے اور اُسکے بطن سے اپنا پیمبر پیدا کرکے
اسکو ملک سنجابیہ مین بھیجینگے یہ حکم پاکر سرکش و ترکش و اصنام و اعجاز ایک ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ
لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوگئے انکو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور یہان سے چند کلمے داستان لشکر اسلام کے تحریر ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جب انتظار مین رفیع البخت اور سہراب و سکندر کے بادشاہ کو کئی مہینے کا عرصہ گذرا
تو ظل سبحانی نے صاحبقران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ اب اس مقام پر بیٹھے رہنے سے کیا حاصل ہی میری
رائے مین بہارستان مغرب کی طرف کوچ کرنا چاہیے سنا ہی کہ کفار کا بہت کچھ جوش و خروش ہی صرف تین شاہزادے
گئے ہوے ہین اور وہ بھی نہایت بے سامانی کے ساتھ ایسا نہو کہ وہ کسی بلا مین گرفتار ہوگئے ہون تو کوئی

رہا کرنے والا بھی نہیں ہے اگرچہ خضران بن عمر ثانی چند عیارون کو لیکر روانہ ہو گئے ہین لیکن کچھ ایسا ہی سبب ہے کہ
اس وقت تک واپس نہ آئے صاحبقران حق شدہ یعنے عادل کیوان شکوہ نے عرض کی کہ اے ظل اللہ کی
جناب ہے ضرور تشریف لے چلئے مین نے سنا ہے کہ ساریق نے بھی مثل لقا کے سامان خداوندی فراہم
کیا ہے اور جس وقت اسکے نامبر سے جنگ شروع ہوگئی تو ساریق کی جانب سے بھی قسم کی تومد ہوگی پس یہ
رائے قرار پاتے ہی حکم کوچ ہوا لشکر تیار ہونے لگے اور معدول بن عدیل عادی اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لشکر
جانب بہارستان مغرب روانہ ہو گئے بعد انکے تمام سردار یکے بعد دیگرے چل کھڑے ہوئے
آخر مین سواری بادشاہ اسلام کی مع صاحبقران بہارستان مغرب کی طرف روانہ ہوگئی انکو بھی راہ مین چھوڑیے

اور اب چند کلمے داستان شوکت بیان زیب اورنگ جہان بانی و کشورستانی شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کے بیان ہوتے ہین

کہ یہ بھی بعد روانہ ہونے شاہزادہ سکندر رستم خو کے برائے مدد سکندر اور تلاش شاہزادہ رفیع البخت
روانہ ہوئے تھے پہلے شہر سمرقند مین پہونچے افغان بن طول سمرقندی نے انکو بھی مہمان کیا اور
بعد دعوت و مدارات حال شاہزادہ سکندر رستم خو کا بیان کیا سہراب بھی کوچ کرکے جانب بہارستان
مغرب روانہ ہوئے چونکہ معلوم ہوگیا تھا کہ سکندر رستم خو نے کسیکو برائے راہبری بھی ہمراہ نہ لیا تھا
لہذا انھون نے بھی تکیہ ذات پروردگار پر کیا اور جانب بہارستان مغرب چل کھڑے ہوئے بعد
طے مراحل و قطع منازل یہ بھی اسی سہ راہے پر پہونچے جہان سکندر پہونچے تھے یہان سے ایک راہ سیدھی
بہارستان مغرب کو گئی تھی اور ایک راہ شہر خیال کو اور ایک راہ شہر عرفانیہ کو گئی تھی عرفان
کج کلاہ یہان کا بادشاہ ہے اور یہ بھی ساریق پرست ہے سہراب سہ راہے پر پہونچ کے پریشان ہوئے
کہ کس طرف جاؤن آیندہ و روندہ کے انتظار مین دیر ہوتی تھی یہ بھی ایک راستے پر چل کھڑے ہوئے
جاتے جاتے ایک مقام پر چند آہو نظر آئے سہراب نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے تمام آہو متفرق ہو گئے
ایک آہو باقی رہگیا اب آگے آگے تو آہو ہے اور پیچھے پیچھے آہو کے سہراب گھوڑا مارے چلا جاتا ہے
یہانتک کہ لشکر بہت دور رہگیا آپ یکہ و تنہا تعاقب مین آہو کے اتنی دور آگئے کہ دن تھوڑا سا باقی رہگیا
یکایک ایک چاردیواری نظر آئی آہو جست کرکے اندر اس چاردیواری کے گرا ساتھ ہی انھون نے بھی گھوڑے
کو سلام مرکب بھی اڑکر دیوار کو پھاندا اور اندر باغ کے پہونچا آہو سنبھلنے نہ پایا تھا کہ سہراب نے حلقۂ کمند مار کر
آہو کو پکڑ لیا اور اسی مقام پر ذبح کر ڈالا یہ باغ ملکہ شعلان سرخ پوش کا تھا ملکہ اپنی سہیلیون کو ساتھ
لیے ہوئے ٹہل رہی تھی کہ یکایک پہلے آہو آکے گرا ساتھ ہی ایک شخص مرکب پر سوار تعاقب مین آ
پہونچا اور اسنے آہو کو ذبح کر ڈالا ملکہ کو یہ فعل نہایت ناگوار گذرا اسنے غصہ مین حبشنون اور ترک سوارون
کو حکم دیا کہ گرفتار کرو اس شخص گستاخ کو کہ یہ میرے باغ مین دیوار پھاند کے آیا اور کس بیدردی سے
اسنے آہو کو ذبح کیا یہ حکم پاتے ہی حبشنین اور ترک سوارنیان تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑین سہراب نے
جو ان عورتون کو اپنی طرف آتے دیکھا کوڑا سنبھالا جسنے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا رد کرکے کوڑا مارا
جسپر کوڑا پڑ گیا وہ تڑپنے لگی کوئی ادھر پھڑک رہی تھی اور کوئی ادھر تڑپ رہی تھی اب وہ عورتین بھاگین ملکہ
تو شعلہ مزاج ہے اسکو نہایت غصہ آیا کہا کہ تیری قضائین آگئی ہین تو میرے ہی ہاتھ سے اس گستاخی کی سزا
پائیگا یہ کہکے تلوار کھینچکر سہراب پر چلی نظر جو سہراب کی شعلان سرخ پوش پر پڑی تاب و تواں مین فرق

آگیا آواز دی کہ او ظالم تلوار سے پہلے تو تو نے شمشیر غضب سے ہلاک کر ڈالا یہ جو ٹھی ہوئی تیوریان جگر کو فگار کر گئین
اشوق سے قتل کر ڈال تیرے ہاتھ سے قتل ہونا زندہ رہنے سے بہتر ہی یہ کہکر گردن جھکا دی لعلان یا تو
غصہ مین چلی تھی یا اس حرکت پر سہراب کے ٹھہر گئی کہ جو گردن جھکائے دیتا ہی اسپر تلوار کیا لگاؤن کہا کہ کیا خوب
اتنوبہ رنگ لایا مجھے تو بڑا فعلیا معلوم ہوتا ہی لے ٹھنڈا ٹھنڈا میرے باغ سے چلا جا کیا مجھے بدنام کریگا
سہراب نے کہا کہ اب کیا بغیر تمکو لیے ہوئے یہان سے جاؤنگا ملکہ نے کہا کہ یہ مرحرا اپنی مجھکو اچھا نہین
معلوم ہوتا ہی خیریت اسی مین ہی کہ چلا جا ورنہ سوا جان جانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا مین ایسی ویسی نہین ہون
اُس شخص کی دختر ہون جسکا نام عرفان کج کلاہ ہی خود بھی زبردست ہی اور بڑے بڑے سرداران نامی
وگرامی اسکے ملازم ہین ایسے ویسے لوگون کے لیے تو مجھ ایسی عورتین کافی ہین مجھکو نازک اندام نہ سمجھ مین تیغ اجل
ہون کہ دوہری ہوجاتی ہون اور پھر ایسا کس ہی کہ جب چھوڑ دیا تو زخم کا اثر بھی جسم مین نرہا سہراب نے کہا کہ سپاہی
مزاج ایسی ہی عورت کو پسند کرتے ہین کہ اگر وقت پڑے تو وہ اپنی عزت تو دشمن کے ہاتھ سے بچائے
اب اتنی گفتگو مین ملکہ کی نظر بھی چہرہ پر سہراب بن رستم کے پڑی اتنوبہ بھی دل مین پشیمان ہوئی کہ اگر
یہ قتل ہوجاتا تو خود مجھے بھی افسوس رہتا خیر غنیمت ہوا کہ بچ گیا کہا ای شخص اگر تو کہین دور سے آیا ہی
تو خیر آج تو میرا مہمان ہی کل چلا جانا تو جا کر اپنے شہر مین بدنام کریگا کہ ایسے کے گھر پہونچے تھے جو ایک رات
مہمان بھی نکر سکا مین اگر مرد ہوتی تو اچھی طرح تیری دعوت کرتی اور جبتک تو میرے شہر مین رہتا اُس وقت تک
تمام ملک کی سیر کراتی مگر کیا کرون کہ عورت ہون ظاہر بظاہر تیرے مہمان کرنے مین میری بدنامی ہی
لوگ کہینگے کہ ملکہ بدکار ہوگئی ہی سہراب نے بھی غنیمت جانا کہ ایک رات تو اسکے مہمان رہو پھر دیکھا جائیگا
غرض کہ ملکہ وہان سے پھری ایوان مین آئی انھون نے گھوڑے کو دانہ آتار کے چھوڑ دیا وہ تو چرنے لگا یہ
ہمراہ ملکہ کے ایوان ملکہ مین تشریف لائے جہان ملکہ بیٹھی اسی کے برابر یہ بھی بیٹھ گئے اور عورتون نے جو
انکو خوب دیکھا دل مین پس گئین کہ اگر ملکہ نے اسکی طرف رغبت نہ کی تو ہم اظہار عشق کرینگے شاید یہ ظالم
قبول کرے سہراب آتے ہی ملکہ کے پہلو مین بیٹھ گیا ملکہ نے کہا کیون صاحب یہ بے تکلفی مین دیکھتی ہون
کچھ تمہارے دماغ مین خلل بھی ہی فرمایا ہان آپکے خلل بھی پیدا ہوگیا یعنے تمہاری محبت نے مجنون کر دیا اب
سہیلیان انکی حرکتون پر مسکرا رہی ہین ملکہ اپنی کنیزون پر خفا ہو کر بات کو ٹال رہی ہی مگر دل اسکا بھی سہراب
کی طرف میلان کیے ہوئے ہی عورت ہونے کے سبب اظہار عشق نہین کر سکتی حسب الحکم ملکہ لعلان سرخپوش
سامان دعوت مہیا ہوا آہو کے کباب لگائے گئے اور لاکے رکھے گئے دسترخوان چنا گیا ملکہ نے سہراب
سے کہا کہ نان نمک قبول کیجیے فرمایا کہ مین بغیر تمہارے ہرگز نکھاؤنگا ملکہ نے کہا کہ مجھے ابھی بھوک نہین ہی
فرمایا کہ بہتر یہ کہکے ایک نوالہ بنایا اور کہا کہ ہمارے سر کی قسم کھالو یہ کہکے منہ سے لگا دیا ملکہ نے کہا ای شخص تو
بہت پریشان کرتا ہی مین تیرے ساتھ کھانا کھائے لیتی ہون مجھے پریشان نکر یہ کہکے نوالہ کھالیا اور دسترخوان پر
آ بیٹھی ساتھ کھانے لگی جب کھانے سے فراغت ہوئی تو گائنین حاضر ہوئین گانا ہونے لگا۔ غزل

ہمارے دل کی تڑپ کا جو امتحان ہوگا
کوئی گرے ہی گا حسن ہی جب کنوان ہوگا
ہمیسے کہتی ہی غم قلیل بڑھ بڑھ کے
تمھین بتاؤ کہ اب کسکا امتحان ہوگا
ادا مین قتل کرینگی جلا ئینگی ٹھوکر

نہ پھر زمین ہی ہوگی نہ آسمان ہوگا
یقین ہی ضد سے اسے باغبان جاریگا
تمھارا نام بھی آگر وہ بے نشان ہوگا
چمن مین جسکو سب لوگ کہتے ہین
قیامت آئیگی وہ شوخ جب جوان ہوگا

ذقن مین دلکو پھنسائیگا سبزہ رخ یار
جو باغ مین کہین بلبل کا آشیان ہوگا
دل و جگر کو کیے ابرو و غمزہ نے فگار
وہ آہ بلبل ناشاد کا رضوان ہوگا
بتا دے یار کہ جلوہ کہان رہیگا ترا

مکان دل مرا ہوگا کہ لامکان ہوگا
ہمین ہی اُنسے محبت تو اُنکو بھی ہوگی
یہ خاکسار کسی گرد کاروان ہوگا
کوئی قبل ہمین اُسکی جو ادا ہوگی
نہ اُسکے شعر مین الطافہ شائگان ہوگا

ملے گا چین سے سونا نہ بعد مردن بھی
اخر یقین ہی برابر یہان وہان ہوگا
وہ آئینگا مرے گھر بھی تو غیر کے ہمراہ
جو غنچہ کے منہ تو جھک کر وہ بت گمان ہوگا

مرا مزار اگر زیر آسمان ہوگا
عدم کو لوگ چلین مین بھی چلنے والا ہی
مجھے جلائیگا جب یار مہربان ہوگا
کلام ورس کا ہر عیب سے مبرا ہے

دوپہر تک گانے بجانے کی صحبت رہی بعد دوپہر کے صحبت برخاست ہوئی ملکہ نے آرام فرمایا شاہزادہ بھی سو رہا صبح کو منہ ہاتھ دھونے سے فراغ حاصل ہوا اور کھانا بھی کھا چکے تو ملکہ نے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہی اور نام کیا ہی کس خاندان سے ہین فرمایا کہ مجھکو سہراب بن رستم ثانی کہتے ہین اولاد صاحبقران سے ہون جنھون نے چارون سمت مین اسلام کا ڈنکا بجایا سیکڑون کافرون کی خداوندیان بگاڑدین ملکہ نے کہا کہ ای ہی تم خدا پرست ہو فرمایا تمھارا کیا مذہب ہی ملکہ نے کہا کہ باپ اُس شخص کا نام ہمیر ہی سارلیق بن لیقا کا یہان سب سارلیق پرست ہین تم خدا کے لیے یہان سے جاؤ مجھے معلوم ہوا کہ طبیعت مین تمھارے جھگڑا اور فساد ہی تم مار ڈالے جاؤگے اور ہمارا تمھارا ساتھ ہو نہین سکتا اسلیے کہ مذہب ہمارا اور ہی اور تمھارا اور ہی اس اختلاف مذہب مین لڑائی ہوگی میرے باپ کے یہان بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی ہین تم اب جلد یہان سے چلے جاؤ سہراب نے دل مین کہا کہ اب چلے ہی جانا مناسب ہی اگر اسے بھی کچھ محبت ہی تو حال کھل جائیگا فرمایا کہ اچھا ای ملکہ خدا حافظ یہ کہکر اُٹھے اور مرکب پر اپنے سوار ہو کر چلے تھے کہ ملکہ بیتاب ہو کے آگے بڑھی اور فرمایا کہ ای مہمان تیرا پھر بھی کبھی اس طرف آنا ہوگا سہراب نے کہا دیکھا جائیگا ملکہ نے قسم دی کہ بہت جلد آنا سہراب مرکب کو اُڑا کر روانہ ہوگئے یہان مالکہ کا دل سن سے ہوگیا آکر سہری پر درد سر کا بہانہ کر کے لیٹ رہی دل مین کہتی تھی کہ مین نے کیون ایسی بے اعتنائی کی کہ وہ چلا گیا خود کردہ را علاجے نیست اب زندگی بھر پچھتانا ہوگا ای خدا سنا دیدہ اگر تو برحق ہی تو مجھے پھر اُس شہریار سے ملا دے مین تیری پرستش اختیار کرونگی ملکہ تو یہ نیت کر کے پڑی اسکا حال پھر بیان ہوگا لیکن اول حال شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی کا سنیے کہ جس وقت یہ باغ سے نکلکر چلے تو یہ خیال ہوا کہ ذرا دربار عرفان شاہ کی سیر کرنا چاہیے کہ کیسے کیسے پہلوان اسکے یہان ہین یہ سوچکر شہر کے طرف چلے دیکھا کہ کچھ سامان شکار روانہ ہو رہا ہی اُن لوگون سے دریافت کیا کہ یہ سامان کسکا ہی اُنھون نے بیان کیا کہ عرفان کج کلاہ بادشاہ شہر عرفانیہ واسطے صید و شکار کے جانے والا ہی سہراب نے دل مین کہا کہ یہ خوب ہوا اب شکار ہی پر کوئی صورت ملاقات کی نکل آئیگی اتنے مین سواری عرفان کج کلاہ کی نمودار ہوئی دیکھا عرفان کج کلاہ نے کہ ایک شخص سپاہی وضع سامنے کھڑا ہی پوچھا تو کون ہی کس ملک کا رہنے والا ہی فرمایا کہ نام میرا مکرم تیغزن ہی کچھ زمانے تک مین نے پیشہ قزاقی کیا جب اسکو برا سمجھا تو مین نے ترک کر دیا اور سپہگری کو ذریعہ معاش کر دانا تلاش روزگار مین اسطرف بھی چلا آیا عرفان کج کلاہ نے کہا کہ ہماری نوکری کروگے سہراب نے کہا کہ مین مرد کی نوکری کرتا ہون اگر تم مرد ہو تو مجھے نوکر رکھو عرفان کج کلاہ نے کہا کہ مردی و نامردی کا حال کیونکر معلوم ہو سہراب نے کہا کہ بہت سے موقع ایسے آپڑتے ہین جنمین امتحان ہو جاتا ہی عرفان کج کلاہ کے ساتھیون نے کہا کہ کچھ اِس شخص کو سنک سی معلوم ہوتی ہی عرفان کجکلاہ نے کہا کہ یہ تو صحیح ہی مگر تیور اسکے کڑے ہین آدمی سخت معلوم ہوتا ہی سہراب نے کہا کہ یہ لوگ جو اپکے ساتھ ہین کچھ اُنمین مادہ جرأت و بہادری کا ہی عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سب میرے رفیقان جان نثار ہین سہراب نے کہا کہ زبانی یا در اصل یہ سنکے اُنمین سے ایک شخص آگے بڑھا اور بولا کہ تو کچھ دیوانہ تو

نہین ہو گیا ہی اپنے سامنے کسیکو موجود ہی نہین جانتا ہے مین موجود ہون سہراب نے کہا کہ حملہ کر تو مزا دیکھ کہ کیا
ہوتا ہی اُسنے تلوار ماری سہراب نے بند دست پکڑ کے سامنے کھینچ لیا اور کمربند پکڑ کے اُٹھا لیا اور پھر چھوڑ
دیا وہ تو ضعیف ہوا لیکن عرفان شاہ نے کہا کہ بیٹے تمکو نوکر رکھ لیا بیشک تم بہادر ہو غرضکہ سہراب
عرفان کج کلاہ کے ساتھ ہو لیے اور جانب صحرا روانہ ہوے رستے مین سہراب نے کہا کہ یہان
کوئی مسکن شیرون کا بھی ہی عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اکثر شیر ادھر نکل آتے ہین یہی باتین کر رہے تھے
کہ اک غول آہوون کا نظر آیا عرفان کج کلاہ نے تیر مارا ایک آہو گرا باقی آہوون کے پیچھے گھوڑا ڈالا سب
رفیق بھی ساتھ تھے سہراب بھی ہمراہ تھے عرفان نے دوسرا تیر مارا کہ اور ایک آہو گرا عرفان کج کلاہ
مرکب سے کودا اور آہو کو ذبح کرنے لگا قضاے کار برابر جھاڑی مین شیر سو رہا تھا اُسنے جھاڑی سے
نکل کے عرفان کج کلاہ کو دبا لیا جتنے رفیق تھے تھر تھر کانپنے لگے سہراب نے ڈانٹا کہ او کتے
کیا کرتا ہی ادھر آ دو ہاتھ ہمسے سامنا کر شیر کو غیظ آیا عرفان کج کلاہ کو چھوڑ کر سہراب پر آپڑا اور طمانچہ مارا
سہراب نے کلائی اسکی پکڑ لی شیر نے دوسرے ہاتھ سے طمانچہ مارنے کا قصد کیا سہراب نے دوسری
کلائی پکڑ لی شیر نے منہ مارنے کا قصد کیا سہراب نے جھٹکا دیا کہ تڑاق سے دونون کلائیان شیر کی
ٹوٹ گئین سہراب نے ہاتھ سے جھٹک دیا عرفان کج کلاہ نے جو یہ جرأت سہراب کی دیکھی جانبخش
کا خطاب دیا اور وہان سے پلٹ کے اپنے شہر مین آیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ اک شخص نووارد نے بادشاہ
کو پنجہ شیر سے بچایا اور کلائیان مروڑ کر شیر کو مار ڈالا یہان بادشاہ نے انکے رہنے کے واسطے مکان
عمدہ عنایت کیا اسباب راحت فراہم ہوا شاہزادہ کو یاد ملکہ لعلان سرخپوش کی بیچین کیے ہوے
تھی ایک روز یہ دربار مین عرفان کج کلاہ کے بیٹھے ہوے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہر
اسلوبیہ سے سلیب کشتی گیر آیا ہی اور امیدوار باریابی ہی عرفان شاہ نے بلا لیا اور اک دنگل سلیب
کشتی گیر کے واسطے بھجوا دیا سلیب کشتی گیر آکے دنگل پر بیٹھا اور خط منشور اسنے عرفان شاہ کے
ہاتھ مین دیا اور کہا کہ یا تو کسی پہلوان کو مجھسے لڑوا دیجیے یا اس فرمان پر مہر کر دیجیے کہ ہمارے یہان کوئی پہلوان
لایق تیرے مقابلہ کے نہین ہی عرفان شاہ کو یہ بھی لکھتے ہوے شرم آئی کہ میرے یہان کوئی
پہلوان لایق نہین اور اگر خیال کیا تو کوئی کشتی گیر ایسا نہ پایا جسکو سلیب کشتی گیر سے لڑواتا یہ اسی فکر و
تردد مین تھا کہ فرزند عرفان شاہ معروف کج کلاہ آیا باپ کو سلام کرکے بیٹھ گیا بادشاہ کو متردد پا کر عرض کی
کہ حضور کو اس وقت کیا فکر ہی عرفان شاہ نے وہ فرمان اپنے فرزند کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ ای فرزند
یہ پہلوان شہر اسلوبیہ سے آیا ہی اور کشتی مانگتا ہی تمکو زر کشتی وغیرہ کا زیادہ ذوق ہی اگر کوئی پہلوان
تمھاری نظر مین ہو تو اس سے لڑوا کر تماشا دیکھو معروف کج کلاہ نے کہا کہ میرا شاگرد رشید ضمیم
کشتی گیر موجود ہی وہ اس سے لڑیگا بادشاہ نے سلیب کشتی گیر سے کہدیا کہ آج ہی کے روز
دنگل ہوگا تم بھی اکھاڑا بنواؤ اور زور کیا کرو مین شہر مین ڈھنڈورا پٹواتا ہون تاکہ خلق اللہ جمع ہو کر کشتی کا
تماشا دیکھے سلیب کشتی گیر رخصت ہوا بادشاہ کی طرف سے اُسکے رہنے کو مکان ملا اسکی خوراک
کے واسطے پچاس روپیہ روزانہ معین ہوے اُدھر معروف کج کلاہ نے اپنے اکھاڑے پر پٹھون کو جمع
کیا اور ضمیم کشتی گیر نے سبکو زور دلوا دلوا کر ضمیم کو تیار کرنا شروع کیا بادشاہ نے نافے شہر مین اک مقام
تجویز کر کے اکھاڑا بنوایا شہر مین منادی نے ندا کی کہ فلان روز بادشاہ کے پہلوان سے اور شہر اسلوبیہ کے
پہلوان سے کشتی ہوگی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے جو لوگ کشتی کے شوقین تھے اُنکے دل مین کھلبلی

پیدا ہوئی کہ کسی طرح روز معین آئے تو چلکر تماشا کشتی کا دیکھیں چنانچہ جب وہ روز آیا تو خلقت آکے جمع ہوئی
سواری بادشاہ کی بھی آئی چونکہ ملکہ کو بھی ان باتون سے زیادہ دلچسپی تھی یہ اپنے باغ مین عورتون کو لڑوایا کرتی تھی
اور تماشا دیکھا کرتی تھی بادشاہ نے اپنی دختر کے واسطے بھی سامان کیا اور دختر پاس کہلا بھیجا کہ اگر تماشہ
کشتی کا دیکھنا ہو تو آؤ مین نے سامان تمھارے بیٹھنے کا درست کرا دیا ہے ہر چند کہ ملکہ لعلان سرخپوش اپنے حال
مین بھی اسکا دل نہ چاہتا تھا کہ باغ سے کہین جاؤن آنکھین شاہزادہ سہراب ثانی کو ڈھونڈھ رہی تھین
مگر اپنے باپ کے خیال سے جانا قبول کیا سواری ملکہ کی بھی آئی اور اکھاڑے کے ایک جانب جہان
چلمنین وغیرہ پڑی تھین ملکہ محافہ سے اُتر کے بیٹھی اب سلیب کشتی گیر اپنے شاگردون کو لیے ہوے
آیا اور ایک جانب بیٹھا ایسے خوبصورت اسکے ہاتھ پاؤن تھے کہ لوگون کی نظر پڑتی تھی ساتھ ہی معروف
کج کلاہ صمیم کشتی گیر کو لیے ہوے اکھاڑے پر پہونچا ملکہ چلمنون سے سب تماشا دیکھ رہی ہے اب
وہ وقت آیا کہ سلیب کشتی گیر دنگل مین اُترا اور خم مارکر اُسنے آواز دی کہ اے بادشاہ جسکو آپنے میرے
مقابلہ کے واسطے تجویز کیا ہو اُسے بھیجے بادشاہ نے معروف کی طرف دیکھا معروف شاہ کج کلاہ نے اپنے
شاگرد کی طرف اشارہ کیا وہ سلام کرکے دوپٹہ پھینک کر اکھاڑے مین اُترا نظر سہراب کی جو سلیب
کشتی گیر اور صمیم کشتی گیر پر پڑی بے تکلف کہہ بیٹھے کہ یہ کیا لڑ سکیگا اس طرح کہا کہ یہ آواز سب نے
سنی معروف کج کلاہ سمجھا کہ یہ اشارہ سلیب کشتی گیر کی طرف ہے کہ وہ صمیم سے کیا لڑ سکیگا اور
سلیب کشتی گیر یہ سمجھا کہ صمیم کو کہا ہے بات ٹل گئی لیکن ملکہ کے کان مین جو یہ آواز پہونچی اسنے کان
کھڑے کیے کہ یہ تو اُسی ظالم کی آواز معلوم ہوتی ہے چلمن سے گھبرا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا دیکھا
تو اک دنگل پر آپ تنے ہوے بیٹھے ہین یہ دیکھا ملکہ شکر خدا بجا لائی اور دل مین قایل ہوئی کہ خداے
نادیدہ بیشک برحق ہے کہ اُسنے بہت جلد یہ صورت پھر دکھائی یہ ظالم یہانتک کیونکر پہونچ گیا اب یہ تو چلمن سے
ٹکٹکی باندھے ہوے سہراب کی طرف دیکھ رہی ہے اور وہان سلیب کشتی گیر اور صمیم کشتی گیر سے ہاتھ
ملا پہر بھر تک زور ہوتے رہے بعد پہر بھر کے صمیم کشتی گیر کا دم چھوٹنے لگا اور اپنے کو بچا بچا کے لڑنے لگا
دوپہر کے اندر سلیب کشتی گیر نے لنگر صمیم کا توڑ لیا اور سر سے بلند کرکے اکھاڑے مین چت لٹا
دیا اُدھر تو صمیم کشتی گیر زیر ہوا ادھر سہراب نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ کیا لڑ سکیگا بس یہ کلمہ معروف
کج کلاہ کے خلاف گذرا ایک تو اسکو اپنے شاگرد کے زیر ہو جانے کا ملال تھا طرہ اسپر یہ ہوا کہ سہراب
نے بھی مذمت کی بس معروف کج کلاہ نے کہا کہ ایسی بات تم اُسکو کہنا چاہیے جو اپنے بازوؤن مین بھی طاقت
رکھتا ہو تم اس سے لڑوگے فرمایا کہ ہان مین لڑونگا سلیب کشتی گیر نے کہا کہ آؤ پھر دیر کیا ہے فرمایا آج
اگر تو زیر ہوا تو یہ عذر کریگا کہ مین ایک سے لڑ کر تھک چکا تھا کل مجھسے لڑنا سلیب نے کہا بہتر وہ تو
اپنے شاگردون سمیت چلا گیا دنگل برخاست ہوا ملکہ سوار ہو کر باغ کی جانب روانہ ہوئی دل مین
کہتی تھی کہ دیکھیے اسکے وہ لوگ کیا کرتے ہین نہین معلوم کس طرح میرے باپ کے دربار مین پہونچ
گیا تھا اب یہ سوجھی کہ پہلوان سے لڑون وہ اتنا زبردست پہلوان افسوس کہ یہ اپنے کو ذلیل کرائیگا
اور دربار سے نکالا جائیگا بھائی سے میرے اُلجھ بیٹھا ادھر عرفان کج کلاہ نے سمجھایا کہ تم مرد سپاہی
پیشہ ہو پہلوانون سے کیون اُلجھتے ہو یہ کام دوسرا ہے سہراب نے کہا کہ سپاہی وہی ہے جو کسی بات مین
عاجز نہو آپ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے مین موجود ہون اور سلطنت کا نام بدنام ہو کہ کوئی پہلوان اسکے مقابلہ کا
نہ نکلا یہ ننگ و عار بھی مجھسے گوارا نہوگی غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو پھر پہلے دن کی طرح لوگ جمع ہوے

اکھاڑا اگور اگیا آج تو ملکہ منیا بیجی کے دعائین مانگتی ہوئی آئی ہے کہ خدا اس جاہل کو اس پہلوان پر فتحیاب کرے
یہ بھی کس سے الجھ بیٹھا معروف کج کلاہ بھی اپنے شاگردون سمیت آیا بادشاہ کی سواری بھی آئی آخر مین سلیب کشتی گیر
سو سوا سو پٹھون کو ساتھ لیے ہوئے اکھاڑے مین آیا اور بادشاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے مین
اترا اور خم مارکر آواز دی کہ ای مکرم تیغزن یہ تیغزنی نہو یہ کشتی ہے آؤ دیکھون تو کہ تم کیسے پہلوان ہو سہراب
پہلے سے چٹ لنگوٹ کسے بیٹھے تھے جلسے ہی دوپٹہ آب روان کا دور کیا اور اکھاڑے مین آ اترے
دیکھنے والے دست و پا کی خوبصورتی دیکھکر پھڑک گئے کہ کتنا حسین پہلوان ہے ادھر ملکہ تو دلدادہ بھی
ہو چکی تھی اور بلک بلک کے دعائین مانگنے لگی سہراب نے سلیب کشتی گیر سے ہاتھ ملایا داؤن پیچ
ہونے لگے دستیان زبردستیون کے ساتھ بندھنے لگین دیکھنے والے وجد کر رہے تھے کہ دونون پہلوان
زبردست ہین تمام دن کشتی ہوتی رہی شام کو بھی علحدہ نہوسے روشنی آ گئی ملکہ بھی چلمن سے دیکھ رہی
تھی رات بھی اسی طرح بسر ہوئی دوسرے دن دوپہر گزر کر سہراب نے لنگر سلیب کشتی گیر کا توڑا
اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا سلیب کا زیر ہونا تھا کہ اک غل ہوا کہ
واہ واہ کس پہلوان کو زیر کیا ہے ملکہ نے دل مین شکر کیا اور افواج کے نام سے بازو بند اپنا چلمن کے
باہر پھینکا دل مین یہ خیال کیا کہ کوئی نشانی تو ہماری اس ظالم پاس بطور یادگار کے رہے ایسا نہو یہ رخصت کی
لے اور یہان سے پھر کہین چل دے عرفان شاہ نے خلعت منگا کے دیا لیکن معروف کج کلاہ کو
جوش آیا اسنے کہا کہ مجھسے بھی لڑو گے سہراب نے کہا کہ عالم مین جسکا جی چاہے مجھسے لڑے تم کیا ہو تو
ہے مجھے رستم سے بھی انکار نہین ہے بادشاہ نے فرزند کو منع کیا کہ کوئی بھی اپنے ملازم سے لڑتا ہے معروف
کج کلاہ نے کہا کہ ملازم جبتک رہے گا نہین مانے گا کیونکر آپ دیکھیے گا لوگون نے سہراب سے شاہزادہ
کیا کہ تم انکار کرو شاہزادے سے نہ لڑو فرمایا کہ مین مرد کی نوکری کرتا ہون نامرد کی نوکری نہین کرتا ہون
اتنے اہل شہر مین اک غوغا ہو گیا کہ شاہزادہ سے اور اس شخص نووارد سے کشتی ہوگی پھر اکھاڑے
کی درستی ہوئی ملکہ جو آج اپنے باغ مین گئی تو نہایت پریشان تھی اسکی عیارہ بچی نے کہا کہ ای ملکہ عالم
دشمن آپ کے اسقدر پریشان کیون ہین ملکہ نے فرمایا کہ تجھسے پردہ کس بات کا ہے تو نے اس شخص کو پہچان
تو لیا ہوگا جس سے کشتی ہوئی تھی فتانہ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو آپکے باغ مین آیا تھا ملکہ نے فرمایا کہ ہان وہی
ہے تو اتنا کر کہ میری طرف سے جا کے اسکو سمجھا دے کہ او ظالم کیون میرے بھائی سے لڑتا ہے اگر وہ تجھسے
زیر ہی ہو گیا اور اسے کد آ پڑی تو مروا ڈالیگا اسوقت باپ اسکا چار لاکھ سوارون کا حاکم ہے کیسے کیسے سردار اور
تیغزن اسکے محکوم ہین اس جہالت سے کیا فائدہ ہے فتانہ اسی وقت روانہ ہوئی اور صورت فقیرنی کی بنکر مکان
پر سہراب کے آئی سوال کیا سہراب نے اسکو بلا لیا اور کہا کہ تو کسکے نام پر مانگتی ہے اسنے کہا کہ خدا وحد
ساریق کے نام پر فرمایا کہ خدا ہے برحق کے نام پر مانگا کر ساریق کیا مسخرہ ہے ملازمین نے کچھ خیال نہین کیا اسلیے
کہ ڈرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہ شخص جنونی ہے فقیرنی نے کہا کہ خدا برحق کے نام پر مانگنے پر بہت کچھ ملتا ہے فرمایا
کہ ہان اسنے کہا کہ پھر علحدہ چلیے تو بتاؤن شاہزادہ سہراب اسکے ساتھ ہو سے اسنے علحدہ جا کر رقعہ شوقیہ
و نصیحت آمیز ملکہ کا دیا اور زبانی پیام بھی کہدیا سہراب نے جواب مین تحریر کر دیا کہ مجھے تو تمہارے باپ کے یہان
کوئی بھی اتنا معلوم نہین ہوتا کہ مجھسے اٹک سکے اکوان نیزہ باز جو سپہ سالار ہے یہ کچھ معلوم ہوتا ہے اسکے بعد
اسے بھی دیکھ بھال لونگا تم تماشا دیکھے جاؤ ان معاملات مین دخل ندو فتانہ جواب لیکر رخصت ہوئی
اور ملکہ سے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ یہ ظالم ماننے والا نہین ہے خیر دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے یہان جب صبح ہوئی

تو پھر اکھاڑے پر اُسی طرح کا مجمع ہوا عالم عالم جمع ہوا سواری بادشاہ کی آئی ملکہ بھی آکے چلمن کی آڑ مین بیٹھی معروف
کجکلاہ اکھاڑے مین اُترا اور سہراب کی طرف دیکھکر جمہار اسلیب کُشتی گیر نے کہا کہ اسکی حقیقت کیا ہے
یہ کیا آپ سے لڑیگا سہراب نے کہا کہ تم تماشا دیکھو کہ ہوتا کیا ہے غرضکہ یہ بھی اکھاڑے مین اُترے ہاتھ
ملتے ہی زور ہونے لگے تمام دن کشتی رہی رات کو بھی جدا نہوے دوسرا دن ہوا پھر دیکھا کہ اُسی طرح لڑ رہے
ہین بادشاہ نے کہا کہ دونون بہادر برابر ہی کے معلوم ہوتے ہین اب لڑنا بیکار ہے سہراب نے کہا کہ جب لڑے
تو زیر و زبر ہو جانے دیجیے آج مین انھین بھی نیچا دکھا دونگا معروف نے کہا کہ تو مجھے کیا نیچا دکھائیگا مین تین
روز تک دم نہین لیتا ہون فرمایا کہ تین روز مُردون سے لڑے ہوگے کسی زندہ سے سامنا نہ پڑا ہوگا
جب تین پہر دن تمام ہوا تو عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اتنا تو معلوم ہو گیا کہ اسکی کشتی مین وقت زیادہ صرف
ہوا اگر میرا فرزند بھی پہلوان اسلوبہ سے لڑتا تو زیر کر لیتا سہراب نے آواز دی کہ مین رعایت بھی کر رہا
ہون معروف نے کہا کہ تم رعایت تم رو اب سہراب نے قوت کے ساتھ پیچ باندھنا شروع کیے
کہ معروف کج کلاہ کو توڑ کرنا دشوار ہو گیا قریب شام سہراب نے لنگر توڑا سر سے بلند کر کے
زمین پر آہستہ سے چھوڑ دیا چت نہین کیا اس حرکت پر بادشاہ بھی خوش ہوا اور معروف کج کلاہ
نے بھی سر خم کیا اور ممنون ہوا کہ اسنے ذلیل نہین کیا ورنہ جب زیر کر لیا تو چت کرنا کیا دشوار تھا اب تو معروف
بھی شاگرد ہوا اور سلیب کُشتی گیر تو پہلے سے مطیع ہو چکا تھا اب روز اکھاڑے پر مجمع رہتا ہے زور ہوا
کرے مین بادشاہ نہایت خوش ہے کہ ایک بھلا شخص میرے ملک مین آیا ہے کہ اسکی وجہ سے سلطنت کو زور
ہو گیا کوئی سرکش جلدی حوصلہ نکریگا ایک روز معروف کجکلاہ اکوان نیزہ باز کی صحبت مین
بیٹھا تھا کچھ ذکر اس کشتی کا نکلا اکوان نے کہا کہ بابا کشتی کا تو آخری درجہ ہے سلطنت کی قوت ہم لوگون
سے ہے جو تلوار کی دھار سے سامنا کرتے ہین جی داری کا حال تلوار کی جنگ مین کھلتا ہے معروف خاموش
ہو رہا لیکن یہ کلام اکوان کا معروف کے خلاف گذرا جب یہ سہراب کی صحبت مین آیا تو کہا کہ آج ہمارے
استاد اول سے اور ہم سے آپکی بابت بحث ہو گئی وہ کہتے ہین سپہ گری اور شے ہے کشتی اور شے ہے فرمایا کہ مین
سپہ گری کو کشتی سے زیادہ جانتا ہون تم جاکر بادشاہ سے کہو میرے اور اکوان کے مقابلہ ہو جائے معروف
شاہ نے عرفان کج کلاہ سے بیان کیا عرفان کج کلاہ نے کہا کہ اس سے کیا فائدہ کہ دو مین سے ایک
رہجائے اکوان سالار لشکر ہے اور یہ شخص بھی بہادر اور زبردست ہے جو مارا جائیگا مجھے صدمہ ہوگا معروف
شاہ نے عرض کی کہ یہ تو صحیح ہے لیکن مثل مشہور ہے کہ دو تلوارین ایک نیام مین نہین رہتی مین زیر و زبر ہو جانے
دیجیے ایک حاکم ایک محکوم ہو جائیگا غرضکہ معروف کج کلاہ نے اکوان سے پیام دیا کہ مکرم تیغزن
آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہین پھر ڈھنڈھورا پٹا اور میدان تیار ہوا عرفان شاہ سہراب کو اپنے
ہمراہ لیے ہوئے آیا اور اکوان چند سوارون کو ساتھ لیکر آیا زیر دیوار باغ پر مقابلہ قرار پایا وہان ملکہ کو
معلوم ہوا کہ اب وہ ظالم سپہ سالار سے اُلجھا ہے آج زیر دیوار باغ تلوار چلیگی ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اسکو یقین ہو گیا کہ آج اس شخص نے اپنی جان دی اکوان وہ شخص ہے جو چار لاکھ سوارون پر حاکم ہے
سلطنت کی محافظت کا ذمہ دار ہے یہان اکوان نے کہا اے مکرم تیغزن آؤ انھون نے کہا کہ مین موجود
ہون یہ بھی نیزہ پکڑ کے سامنے اکوان کے پہونچے اکوان نے نیزہ کو گردش دیکر سینہ پر وار کیا
سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا نیزہ بازی ہونے لگی دونون نیزون کو اس طرح گردش تھی کہ ایک ہالہ
بندھ گیا تھا ملکہ بھی بالاخانہ سے تماشا دیکھ رہی تھی قریب نشتر اسی طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مرتبہ

سہراب نے نیزہ اکوان کے ہاتھ سے نکال دیا اکوان نہایت شرمندہ ہوا اسکو اپنی نیزہ بازی پر بہت گھمنڈ
تھا اب اکوان نے تلوار کھینچ لی اور بادشاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ اسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا اب مین
اس بدنامی کو مٹاؤنگا کوئی رعایت نکرونگا اگر یہ میرے ہاتھ سے مارا جاے تو شکایت نہو سہراب نے کہا کہ مرنا
برحق ہے جو پیدا ہوا ہے وہ نابید ضرور ہوگا لیکن یہ کسی کے اختیار مین نہین جو تجھسے ہوسکے قصور نکر اکوان برس
پڑا سہراب نے وار رد کرنا شروع کیے لڑتے لڑتے ایسی تھپکی ماری کہ تلوار اکوان کی قبضہ سے نکلکر
دور جا پڑی اور ہاتھین جرکانہ آیا بس اکوان نے گھوڑے سے کود کے رکاب چوم لی اور کہا کہ ای بہادر
واقع مین تیرا مثل و نظیر نہین ہے بیشک تو توت سلطنت ہے عرفان شاہ نہایت خوش ہوا اور اپنے ساتھ
لیے ہوے بارگاہ مین آیا اکوان نے فنون سپہ گری مین شاگردی اختیار کی ایک روز سہراب بارگاہ مین
بیٹھا ہے کہ عرفان شاہ نے سہراب کی طرف دیکھکر ایک ٹھنڈی سانس بھری سہراب نے کہا کہ
اس وقت دم سرد بھرنے کا کیا سبب ہے عرفان شاہ نے کہا کہ یہ بات کہنے کے قابل نہین ہے فرمایا مین ایسے
شخص کی نوکری نہین کرتا جو اپنا راز دل چھپاے بادشاہ نے کہا کہ مین تمسے بیان کرکے کیا کرون اگر تمکو
بھی ہاتھ سے کھودون تو بیان کرون سہراب نے کہا کہ نہ بیان کیجیے گا تو مین جب بھی چلا جاؤنگا اس سے بیان ہی
کردیجیے عرفان شاہ نے کہا کہ ایک سردار میرا نہایت منچلا تھا تمہاری دلیری دیکھکر اسوقت اسکی صورت
میری نظرون کے سامنے پھر گئی اگر وہ بھی موجود ہوتا تو اسوقت میرے دربار مین ایک کے بدلے دو ہوتے
سہراب نے کہا کہ وہ کیا ہوا اور نام اسکا کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ میرے شہر سے جنوب کی جانب
ایک تالاب ہے آٹھوین روز اسمین کشتیان نمودار ہوتی ہین رات بھر صحبت رقص و سرود گرم رہتی ہے صبح کو
کشتیان غرق ہو جاتی ہین میرے سردار نے یہ کرشمہ دیکھکر اس صحبت مین جانے کا قصد کیا وہان سے
ایک زنگی آیا اور اس سردار کو باندھکے لیے چلا گیا بعد اسکے اور بہت سے پہلوانون نے جا کر اس زنگی
سے مقابلہ کیا سب اسیر تیغ تقدیر ہو گئے آخر اس زنگی نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتے
ہو تو اپنے افران فوج کو منع کردو کہ میری طرف آنے کا قصد نکرین ورنہ سلطنت الٹ دونگا ابھی تک تو جتنے
آکر درانداز ہونا چاہا اسکو مین نے گرفتار کرلیا آیندہ یہ ہوگا کہ مین تمہاری عافیت تنگ کردونگا اس روز سے
مین نے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی اس تالاب کی طرف نجاے نام اس سردار کا شغاد شیر دل تھا یہ سنکر
سہراب نے کہا کہ خدا حافظ مین تو جاتا ہون مین نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مین مرد کی نوکری کرتا ہون آپ اس زنگی
سے ڈر کے بیٹھ رہے یقین ہے کہ مجھے بھی جانے کو منع کیجیے گا اور مین جاؤنگا ضرور لہذا آپ اس سے کہلا بھیجیگا
کہ مجھے اپنے یہان سے مکرم تیغزن کو چھڑا دیا تاکہ شاید مین اسیر ہو جاؤن تو آپ پر آنچ نہ آے عرفان بجلا
نے کہا کہ ای مکرم تیغزن اگر تم بھی اسیر ہوے تو مین بھی لشکر کشی کردونگا یا تو تالاب تک کو مین نے کھدوا کے
پھنکوا دیا اور یا خود بھی اسیر ہو جاؤنگا کیونکہ سلطنت کرنے سے تو مرجانا بہتر ہے سہراب نے کہا کہ مین اس
زنگی سے ضرور لڑونگا یہ بتائیے کہ وہ محفل کس روز آراستہ ہوتی ہے عرفان شاہ نے کہا کہ کل شام کو
کشتیان تالاب مین نمودار ہونگی سہراب نے کہا کہ کل ہم جائینگے جب دوسرا دن ہوا تو شاہزادہ سہراب تنہا
سوار ہوکر تالاب کی طرف روانہ ہوے یہ خبر ملکہ کو ہوئی کہ اب اس جاہل نے تالاب پر جانیکا قصد کیا ہے
اپنے پاؤن سے ڈوبنے کو جاتا ہے ملکہ نہایت پریشان ہوئی کہ اب اسکا زندہ پلٹنا نہایت دشوار ہے اسکا
تو ہونی کے مارے عجیب حال ہوا جاتا ہے لیکن حال شاہزادہ سہراب بن رستم کا سنیے کہ یہ جو قریب تالاب کے
پہونچے شام ہو چکی تھی چاندنی دھوپ کی طرح کھلی ہوئی تھی دیکھا کہ کشتیان پانی پر ابھرنا شروع ہوئین ہر کشتی پر

مجمع حسینان دہر جہنیان ہی شاہزادہ سہراب نے یہین سے آواز دی کہ ہم آتے ہین جسکو پردہ کرنا ہو وہ پردہ کرلے
اس حرکت پر جو لوگ ہمراہ گئے تھے وہ ہنس پڑے کہ لو اور سنو جلتے ہین تو پردہ پکارتے ہوے جاتے ہین
ادھر ان پریزادون نے جو دیکھا آواز دی کہ آج پھر کوئی در انداز ہونے کو آیا ہے اور ہماری محفل برہم کیا چاہتا
ہے پس یہ کہنا تھا کہ اُسی تالاب مین سے اک زنگی سیہ فام نمودار ہوا آلات حرب و ضرب سے آراستہ تھا آتے ہی للکارا
کہ تجھے کسنے بھیجا ہے فرمایا خدا نے زنگی نے کہا خدا نے نہین قضا نے تجھے بھیجا ہے یہ کہکر زنگی قریب آیا اور تلوار
ماری سہراب نے وار اُسکا رد کرکے اپنا وار کیا زنگی نے ضرب انکی اپنے سر پر روکی تلوار نے اثر بھی نکیا
زنگی نے کلائی پکڑی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا زمین سے اُٹھا لیا اور لیے ہوے تالاب مین چلا گیا
جو لوگ ساتھ آئے تھے اُنھون نے جا کر عرفان شاہ سے یہ ماجرا بیان کیا عرفان شاہ کو نہایت افسوس
ہوا معروف کج کلاہ نے کہا لشکر ہمارا تیار ہو یا تو ہمنے اس تالاب ہی کو مٹا دیا یا اپنی بھی جان دی آج کے
تیسرے روز ہم بھی جائینگے لشکر تیار ہونے لگا اور معروف کج کلاہ اپنی بہن سے ملنے کو باغ مین گیا اور سارا
ماجرا اسیری مکرم تیغ زن کا بیان کرکے کہا کہ ایسا صدمہ مکرم تیغ زن کے گرفتار ہونے کا ہے کہ یا تو مین نے
اُس تالاب ہی کو مٹا دیا یا خود ہی اسیر ہوا یہ سنکے ملکہ گلے مین ہاتھ ڈالکر رونے لگی جتنی دل کی بھڑاس تھی
بھائی کو رخصت کرکے نکال لی دعا کرتی تھی کہ خداوندا تو اُنکو کسی صورت سے اُس قید سے رہا کر نہین
معلوم وہ زنگی موا کون ہے جسپر نہ تلوار اثر کرتی ہے نہ برچھی یقین ہے کہ یہ بھی اسیر ہو جائیگا ملکہ کا کھانا پینا ترک
ہو گیا ہے ہر وقت منھ لپیٹے پڑی رہتی ہے لیکن حال شاہزادہ سہراب ثانی کا گزارش کیا جاتا ہے کہ جس وقت
زنگی انکو لیے ہوے اپنے مقام پر پہونچا تو قید کر دیا جب صبح ہوئی اور صحبت برخاست ہوئی دلربا پری قصر مین
آکر بیٹھی گبران جادو سامنے دلربا پری کے آیا اور کہا کہ ای دلربا تیری خاطر سے مین نے تیرے دنون تک
صبر کیا اب وصل میرا قبول کر مین نے پرستان سے لاکر تجھکو اس مقام پر رکھا اور تیری ہی دلجوئی کے
واسطے جان اپنی معرض خطر مین ڈالی کہ آٹھوین دن کی صحبت تالاب سحر معین کی بادشاہ شہر عرفانیہ سے
عداوت مول لی اُسکے سردارون کو لا لا کر قید کیا یہ سنکر دلربا پری نے کہا کہ اسکا جواب مین تجھے آج کے
تیسرے دن دونگی لیکن جس قدر قیدی تیرے یہان ہین اُن سبکو میرے پاس بھجوا دے کہ مین اُن سے
کچھ باتین کرلون گبران جادو نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہین قیدیون کو تو اسنے دلربا پری کے پاس بھجوا
دیا اور آپ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہو گیا واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ یہ زنگی دراصل ساحر ہے نام اسکا
گبران جادو ہے یہ پردہ قاف کی سیر کو گیا تھا وہان اسنے دلربا پری کو دیکھا عاشق ہو گیا بزور سحر گرفتار کرلایا
اور اس مقام پر اندر تالاب کے کچھ مکانات تعمیر کرائے راستہ پر اُن مکانون کے تالاب سحر قایم کیا کہ اگر کوئی آنے کا
قصد کرے تو آنہ سکے دلربا پری سے جسوقت طالب وصل ہوا تو دلربا پری نے چالیس دن کی مہلت طلب کی
اور دعا مین مصروف ہوئی ایک روز خواب مین دیکھا کہ اک بزرگ فرماتے ہین کہ ایک شخص اولاد جعفر ان
سے آیگا وہی باعث رہائی تیرا ہوگا دلربا پری نے اُسی خواب کے موافق خواہش کی کہ آٹھوین روز بیون تالاب
جلسہ رقص و سرود ہوا کرے کہ میرا دل بہلے گبران جادو نے قبول کیا اور اپنی حفاظت کا یہ انتظام کیا کہ آپ
تیغہ قتل اپنا تیار کیا کہ اگر وہ تیغہ دستیاب نہو تو مین مرنہ سکون اور اُس تیغہ کا محافظ اک شخص کو قرار دیا
کہ نام اُسکا سر شار جادو ہے کوہ ابیض پر سر شار جادو قیام پذیر ہے سر شار جادو بہن پر گبران جادو
کی عاشق ہے نام اسکی بہن کا صہبائے ساغر چشم ہے آج جب گبران جادو نے پھر خواہش وصل ظاہر
کی تو دلربا پری نے قیدیون کو اسی غرض سے اپنے سامنے طلب کیا کہ انکے حالات دریافت کر دل

شاید انمین وہ شخص بھی قید ہوکے آیا ہو تو اسکی رہائی کی کوئی سبیل نکالون جسوقت تمام قیدی سامنے دلربا پری
کے آئے تو اسنے صورت دیکھتے ہی زلفین چلیپا اور خال وخط ابراہیمی سے پہچان لیا اسلیئے کہ دلربا پری نے
پردۂ قافمین اولاد امیر کو دیکھا تھا اور اچھی طرح ان نشانیون سے واقف تھی سب قیدیون کو تو اسنے پھر زندان
مین بھجوا دیا اور سہراب کو سامنے دیا تخلیہ کرکے کہا کہ ای شہریار آپ اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ کیجیے
مین دوست ہون دشمن نہین ہون فرمایا کہ مجھے سہراب بن رستم کہتے ہین دلربا پری نے اپنا خواب بیان کیا
اور عرض کی کہ مین آپکی رہائی کی فکر کرتی ہون آپ میری رہائی کی کوشش کیجیے گا ورنہ میری جان وآبرو دونون لٹ
بن جائیگی یہ باتین گبران جادو سحر غایب کیے ہوئے سن رہا تھا بس یہ ملعون اندر آیا اور بولا کہ ای دلربا مجھے
معلوم ہوا کہ تو میری تشنہ خون ہے اور نہ مجھے جس شخص کا خوف تھا وہ سامری و جمشید کے صدقے سے میرے
قابو مین آگیا اگر اسے مین نے قتل کر ڈالا تو پھر مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اب مین پہلے اسکے قتل سے فراغت
کرکے اپنا اطمینان کرلون اسکے بعد تجھے بھی سمجھونگا مین چاہتا تھا کہ تو بخوشی مجھے قبول کرے اگر نہین
مانتی ہے تو جبر سے ہوگا یہ کہکر دوسرے روز سہراب کو لیکر تالاب کے باہر آیا اور زیر تیغ بٹھلایا یہ وہ دن تھا
کہ معروف کجکلاہ مع لشکر یورش کرکے آرہا تھا دیکھا معروف نے کہ مکرم تیغزن کو زنگی تہ تیغ کیا چاہتا ہے
بس یہ بیتاب ہوگیا اور زنگی کو برا بھلا کہنا شروع کیا زنگی نے بڑے نفس ہاتھ بلند ہی کیا تھا کہ پنجہ گرا اور سہراب
کو اٹھا لیگیا زنگی تو متحیر ہوکے رہگیا اور معروف کجکلاہ نہایت خوش ہوا اور اسنے اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ جسکے
پکڑنے کو ہم جاتے تھے وہ رہا ہوگیا اب کیا ضرورت ہے لیکن زنگی نے آواز دی کہ عرفان کجکلاہ سے
کہدینا کہ مین چاہتا تھا کہ تجھسے چھیڑ چھاڑ نہو اسلیئے کہ مین تمھارے ملک مین رہتا ہون مگر معلوم ہوا کہ تم مجھے
آرام سے بیٹھنے نہ دوگے اب یا مین اس ملک مین رہونگا یا تمھین رہوگے مین کل آؤنگا ہوشیار رہنا
یہ کہکر گبران جادو پلٹ گیا اور اسنے چالیس ہزار شیاطین سحر کی فوج رات بھر مین تیار کی اور صبح کو
تالاب سے نکلکر جانب شہر عرفانیہ روانہ ہوا یہ خبر عرفان کجکلاہ کو ہوئی کہ زنگی چالیس ہزار سوار ساتھ لیے
ہوئے مقابلہ کو آیا ہے عرفان کجکلاہ نے اپنی فوج کو حکم دیا یہان سے بھی سرداران لشکر فوج کو لیکر بیرون
شہر آئے بارگاہ برپا کی ادھر زنگی نے خیمہ برپا کر لیا اور طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب لگی و
تیاری جنگ ہونے لگی لیکن ہیبت گبران زنگی کی چھائی ہوئی تھی کہ افسران فوج تھرا رہے تھے کہ دیکھیے صبح
کو کیا ہوتا ہے نہ اس ملعون پر حربہ کارگر ہوتا ہے علاوہ روئین تن ہونے کے شہزور بھی ایسا ہے کہ مکرم تیغزن
سے زبردست کو اٹھاے لیے چلا گیا یہان تو عجب کھلبلی ہے اور وہان ملکہ کو پہلے تو یہ مژدہ جانفزا ملا کہ
مکرم تیغزن یعنے سہراب کو زنگی بارادہ قتل لایا تھا لیکن آہنین پنجہ لیگیا ملکہ نے سجدہ شکر کیا لیکن جب یہ
خبر پہونچی کہ زنگی نے میرے باپ کے ملک پر فوج کشی کی ہے تو پھر یہ پریشان ہوئی اور دعا کرنے لگی لیکن
حال شاہزادہ سہراب ثانی کا سنیے کہ جس وقت آنکھ انکی کھلی تو اپنے کو کوہ پر پایا سامنے اپنے چندک
بن تندک دیو کو دیکھا اور اک شخص ساحر وضع کو سامنے کھڑے دیکھا دونون نے سلام کیا سہراب نے
چندک کو تو پہچان لیا اور فرمایا کہ ای چندک تو نے بڑا کام کیا لیکن اس ساحر کو پوچھا کہ یہ کون شخص ہے چندک
نے عرض کی کہ یہ ساحر ہے نام اسکا سرشار جادو ہے یہ بیٹھا رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کاش مین ساحر نہوتا اور
غلامان صاحبقران سے ہوتا تو مطلب دلی میرا بر آتا یہ سنکر مین اسکے پاس آیا اور مین نے پوچھا کہ مطلب
تیرا کیا ہے اسنے بیان کیا کہ مین بہن پر گبران جادو کے عاشق ہون گبران جادو ساحر زبردست ہے اور وہ خود
بھی اپنی بہن پر فریفتہ ہے میرے ساتھ اسکی شادی کیون کرنے لگا میرے پاس تیغہ قتل گبران موجود ہے مگر تیغہ

میرے ہاتھ سے کام نہ دیگا یہ اُس شخص کے ہاتھ سے کام دیگا جو اولاد صاحبقران زمان سے ہو یہ بات سنکر
مین نے اُس سے کہا کہ اگر مطلب دل تیرا بر آئے تو تو غلامی اولاد صاحبقران کی اختیار کریگا اسنے قبول
کیا مین اسی تلاش مین چلا تھا کہ آپکو تیغ دیکھا اُٹھالایا فرمایا کہ لاؤ وہ تیغہ کہان ہے سرشار جادو نے تیغہ حاضر
کیا شاہزادے نے چندک سے کہا کہ کہین سے مرکب لا چندک نے عرض کی کہ مین مرکب بنتا ہون یہ
کہکر غلطان ماری اور صورت اپنی مرکب کی بنائی شاہزادے نے شب وہین بسر کی تھی صبح کو تیغہ کمر سے لگایا
اور پشت مرکب پر بیٹھکر بتلاش گبران جادو روانہ ہوئے جسوقت قریب شہر عرفانیہ ہونچے تو دیکھا کہ ایک
طرف عرفان کجکلاہ کی فوج آراستہ ہے دوسری جانب گبران زنگی چالیس ہزار زنگیون سے آمادہ نبرد
ہے پس انھون نے مرکب کو اشارہ کیا اور نعرہ کیا کہ باش او زنگی بچہ یہین آ سونچا گبران ہنسا اور کہا کہ تو تو
رہا ہو گیا تھا مگر معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہی ہاتھ سے ہے جو پھر تجھے گھیر کر لے آئی اُدھر معروف
کجکلاہ اور اکوان نیزہ باز اور سلیب کشتی گیر وغیرہ نے جو انکو آتے ہوئے دیکھا نہایت خوش ہوئے
معروف کجکلاہ نے کہا کہ ای برادر اب ہماری جنگ کا تماشا دیکھو سہراب نے کہا کہ تمھارے پاس اسکی
قضا کا سامان نہین ہے مین اسکی جان کا ملک الموت بن کے آیا ہون یہ فرما کر سامنے گبران کے پہونچے
گبران نے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا اُسی شمشیر نے گرش پر روکا اور اپنا وار کیا گبران نے حسب
عادت سر سامنے کر دیا تلوار سر پر پڑتے ہی زمین پر پہونچ گئی مع مرکب گبران کے چار ٹکڑے ہوئے
بس اسکا مرنا تھا کہ قیامت کبرےٰ برپا ہوئی صدائین گیر و دار کی آنے لگین آتشباری و برف باری ہونے لگی
جب لاش گبران کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من گبران جادو بود حیف مردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش گبران کی زمین
پر پڑی ہوئی ہے اور وہ فوج جو گبران کے ساتھ تھی وہ کاغذ کے پتلے بنے ہوئے ہوا سے اُڑتے پھرتے
ہین معروف کجکلاہ اور اکوان نیزہ باز وغیرہ نے آکر ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ پہلے کیا تھا جو تم اسیر ہو گئے
فرمایا کو دھوکا کھا گئے اب فرمایا کہ تالاب کی طرف چلو معروف کجکلاہ اور چند سرداران مخصوص مثل
سلیب کشتی گیر وغیرہ کے ساتھ ہوئے جس مقام پر تالاب تھا وہان آکے دیکھا تو تالاب کا نشان بھی نہین ہے
ہان کچھ مکان بنے ہوئے ہین سہراب اندر اُس مکان کے داخل ہوئے دلربا پری سے اشارہ کیا
کہ تم جاؤ پھر کبھی ملاقات ہو جائیگی یہ موقع تمھارے ٹھہرنے کا نہین ہے دلربا تو دعائین دیتی ہوئی اُڑکر جانب
قاف روانہ ہوئی سہراب نے جاکر قیدیون کو رہا کیا ان قیدیون مین کئی سردار عرفان کجکلاہ کے تھے
وہ اپنے شاہزادے سے ملے خوش ہوئے چند نازنینین جنکو قبل دلربا پری کے گبران نے لاکر رکھا تھا وہ
بھی تھین انکو سرداران سہراب نے حصہ بانٹ کر لیا اب سرشار جادو آیا سہراب نے صہبائے سلغ چشم کو
اُسکے سپرد کیا اور وہان سے پھرے دیو چندک نے اک مرکب ڈھونڈھ کے شاہزادے کی سواری کے
واسطے لا دیا اور یہ بھی جانب پردہ قاف روانہ ہو گیا سہراب بن رستم ثانی خوشی خوشی سبکو ساتھ لیے ہوئے
شہر عرفانیہ مین تشریف لائے عرفان کجکلاہ کو نہایت خوشی ہوئی شغاد شیر دل نے بادشاہ کی ملازمت
حاصل کی بادشاہ نے احسانات مکرم تیغزن کے شغاد شیر دل سے بھی بیان کیے اور کہا کہ یہ شخص زور
سلطنت ہے اسنے ہمکو بھی رہا کیا چونکہ شغاد بھی منچلا ہے سہراب کے دونون کا عاشق ہو گیا وہان ملکہ کو خبر
ہوئی کہ شاہزادہ سہراب نے آکر گبران جادو کو مارا اور تمام سرداران بادشاہ کو جو اُسکی قید مین تھے رہا کیا
ملکہ نے قتالہ سے کہا کوئی ایسی تدبیر نکال کہ صورت اُس ظالم کی دیکھنے مین آئے مغنانہ نے کہا کہ اب

گبران کے مرنے کا جلسۂ خوشی منعقد کر کے بادشاہ کی مع افسران فوج دعوت کیجیے تو یقین ہے کہ وہ بھی بادشاہ کے ہمراہ ضرور آئینگے ملکہ کو یہ رائے پسند کی اور اُسی وقت اک عرضی اپنے باپ کو لکھی کہ مین نے جلسہ کیا ہے حضور تشریف لائین اور دعوت کنیز کی قبول فرمائین اگرچہ یہ بھی آپ ہی کا ہے لیکن اس کنیز کی خوشی ہو جائیگی جس وقت یہ عرضی ملکہ کی عرفان کجکلاہ کو پہونچی نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ہم ضرور آئینگے یہان ملکہ نے جشن کا سامان کیا باغ سے لیکر شہر عرفانیہ تک دورویہ قمقمے روشنی کے لگائے گئے باغ مین ہر درخت مین قندیلین آویزان کی گئین درختون کے تنے تمامی سے منڈھے گئے قصر کی تیاری تو بیان سے باہر ہے جب شام ہوئی تو عرفان کجکلاہ اپنے سرداران نامی کو ساتھ لیکر روانہ ہوا معروف کجکلاہ ملکہ کے بھائی نے تمام انتظام کیا تھا جس وقت سواری بادشاہ کی باغ مین اُتری تو پہلے ملکہ بادشاہ کے استقبال کو دروازے تک آئی بعد اسکے پردہ ہوا اور بزم آراستہ کی گئی سب سردار بھی داخل باغ ہوئے صدر مین بادشاہ بیٹھا پس پردہ ملکہ بیٹھی داہنی جانب سرداران لشکر بیٹھے بائین جانب اولاد و عزیز بادشاہ کے بیٹھے معروف کجکلاہ نے اپنی صف مین سہراب کو جگہ دی ملکہ پردہ سے دیکھ رہی تھی جب وقت خاصہ کا آیا تو دسترخوان بچھا سبنے کھانا کھایا کھانے پینے سے فراغ حاصل ہونے کے بعد طائفے حاضر ہوے اور مجرا کرنے لگے ایک پری جمال نے بصد خوش الحانی یہ غزل گانا شروع کی

غزل

دل جبسے محو زلف گرہ گیر ہوگیا
کوچہ مین یار کے مین زمین گیر ہوگیا
مکتوب یار کا خط تقدیر ہوگیا
یہ طوق ہوگیا تو وہ زنجیر ہوگیا
ترچھی نظر نے مار آتار تری اسے
تھا آدمی پر اب تو یہ تصویر ہوگیا
جوہر کھائے پنے جو بیری کے ضعف نے
آخر کو خود مٹی ہوئی تقدیر ہوگیا
قاتل نے میری لاش پھرائی گلی گلی
پامال گردش فلک پیر ہوگیا
ایسا بٹھا دیا اسے اشکون کے جوش نے
آخر کو خود مین یار کی تصویر ہوگیا
دشمنی کی اپنی آپ نے خفت تو دیکھیے
خود میرا خواب ہی مجھے تعبیر ہوگیا
سیدھی کسیطرح نہین ہوتی نگاہ یار
تجھسے بلند اے فلک پیر ہوگیا
حسن و رنج کا بڑھ گیا سبزہ کی وجہ سے
برہم مزاج عاشق دلگیر ہوگیا
حاسد تمام بنگئے پروانے بزم مین
یہ شہر لکھنو مجھے کشمیر ہوگیا
دیوانہ تھا کہ بستۂ زنجیر ہوگیا
یہ محو دید زلف گرہ گیر ہوگیا
سمجھے امڈ اُدھر سے جو تحریر ہو چکا
مجھکو دیے فلک نے جوانی مین ایسے رنج
ہو چہ خون عاشق دلگیر ہوگیا
اس ترک چشم کا کوئی دیکھے تو بانکپن
جھک جھک کے قد خم شمشیر ہوگیا
باغ جہان سے ایسی لگی مجھ شگفتگی
مرنے پہ بھی مین شہر مین تشہیر ہوگیا
مین جسکو دیکھتا ہون وہ عاشق ہے یار کا
پہلو مین دل گری ہوئی تعمیر ہوگیا
ایسا جنون نے مجھکو کیا زار و ناتوان
اک تار زلف پاؤن کی زنجیر ہوگیا
مرنے کے بعد ہو گئی مٹی مری عزیز
برگشتہ ہوکے وہ مری تقدیر ہوگیا
رتبہ ملا شہید کا بسمل بھی ہم ہوئے
خط مصحف جمال کی تفسیر ہوگیا
قوس قزح کو توڑ گیا میرا تیر آہ
روشن جو میرا شعلۂ تقریر ہوگیا
گھبرا دہ جلاب سے مجھے ہو جاتی شفا
اس طرح ضعف پاؤن کی زنجیر ہوگیا
آنکھون کا حلقہ حلقۂ زنجیر ہوگیا
برسون سے عشق ہے خم ابرو و زلف کا
پیری نہ آنے پائی کہ مین پیر ہوگیا
خاموش مجھکو دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ
سرمہ کا خط کھنچا تو وہ شمشیر ہوگیا
ایسا ملایا مجھکو تصور نے خاک مین
پہلو مین دل بھی غنچۂ تصویر ہوگیا
نیرنگ یہ دکھائے مقدر کے پھیر نے
عالم فریب حسن جہانگیر ہوگیا
نازک وہ تھا تو مجھکو کیا غم نے ناتوان
مجنون کی اک مٹی ہوئی تصویر ہوگیا
دیکھا تھا شب کو وصل سحر کو وہ آ ملے
رہنا کسی کے کوچہ مین اکسیر ہوگیا
میرے دل ضعیف مین جو آبلہ پڑا
ہوتا تھا جو وہ بس دم تکبیر ہوگیا
تونے جو اپنے پاس بٹھایا رقیب کو
گردون کے پار نالۂ شبگیر ہوگیا
اسدرجہ سرد مہری محبوب بڑھ گئی
ہر یاس نفس حضرت تبشیر ہوگیا

تمام رات جلسۂ رقص و سرود گرم رہا صبح کو بھی ملکہ نے ہٹ کی اور سبکو جانے نہ دیا اور سامان دعوت مہیا کیا

بسنے کھانا کھایا اب پھر ناچ شروع ہونے کو ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ شہر اسلوبیہ سے اہرمن دیو پیکر سردار چالیس
ہزار سوار سے کنارہ پر شہر آباد کئے ہوئے بادشاہ شہر اسلوبیہ اسلوب شاہ شیر چشم کی طرف سے آیا ہی
عرفان شاہ نے اکوان نیزہ باز کو بڑے استقبال بھیجا اور اہرمن کو اسی جلسہ طرب مین بلا لیا کیونکہ عرفان شاہ
اسلوب شاہ کو خراج دیتا تھا اور شادی ملکہ کی بہت دنونسے محبوب شاہ بن اسلوب شاہ کے ساتھ ٹھہری ہوئی تھی جونہی
اہرمن سامنے آیا بادشاہ نے نہایت عزت کے ساتھ اسکو بٹھایا اور خیریت پوچھی اہرمن نے فرمان اسلوب شاہ
شیر چشم کا ہاتھ مین عرفان شاہ کے دیا اور کنار سہرا بندھی ہوئی سامنے رکھدی عرفان شاہ نے اسکو پڑھا لکھا تھا
کہ ای برادر اب وہ زمانہ آیا کہ باغ امیدمین بہار آئی کشت تمنا سرسبز ہوئی یعنی فرزند دلبند محبوب شیر چشم جوان ہوا اور
یقین ہی کہ تمھاری دختر بھی اب قابل شادی کے ہوگئی ہوگی اور زمانہ کچھ انقلاب دکھانے والا ہی کہ بیک ساعت
بیک لحظہ بیک دم + دگرگون بشود احوال عالم + خداوند سامریق کا فرمان آیا ہی کہ یہان سے بہارستان مغرب
کی طرف جاؤ ہمارا پیمبر کلان کچھ ہمسے برگشتہ و بد اعتقاد ہوگیا ہی اسے اسیر کرکے ہمارے پاس بھیجدو
ہمنے تمکو اسکا قائم مقام معین کیا اور یہ ظاہر ہی کہ مین ساٹھ لاکھ کی فوج رکھتا ہون اور رسنجاب شاہ
بارہ لاکھ کی فوج پر حکمران ہی نہین معلوم جنگ کا کیا نتیجہ ہو لہذا مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہی کہ گھر کو
آباد کرین کہ بعد ہمارے چراغ سلطنت روشن رہے یہ کنار اپنے فرزند کی مین بھیجتا ہون اسکے ساتھ ملکہ کو
دولھن بنا کے ہمراہ اہرمن دیو پیکر کے ہمارے پاس روانہ کردو بعد اسکے ہم ملک سنجابیہ پر جانے کی
تیاری کرین سلطنت یہان کی اپنے فرزند کے سپرد کرین یہ مضمون جو عرفان شاہ نے پکارکے پڑھا سہراب
کے دل پر تیر لگا کہ ہمارے سامنے اور خواہش ملکہ کی بس وہ فرمان اسلوب شاہ کا عرفان شاہ کے
ہاتھ سے چھینکر چاک کرڈالا اور اہرمن دیو پیکر کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمھارے بادشاہ کو ذرا بھی تمیز
و تہذیب نہین یہ کونسا طریقہ ہی کہ نہ برات نہ نوشاہ ایک آدمی کو بھیج دیا کہ جا کے ملکہ کو لے آؤ کیا عرفان شاہ
کج کلاہ کے دوادے رہے ہین جو اس بیعزتی کو گوارا کرین یا محتاج ہین اور جہیز نہین دیسکتے ہین جو اس طرح
ملکہ کو رخصت کردین اس حرکت پر سہراب کی عرفان شاہ خوش بھی ہوا اور ڈرا بھی کہ غضب کیا اپنے
ایسا نہو کچھ اہرمن سے جھگڑا ہو جائے تو اس دیو پیکر سے کون لڑسکیگا ادھر ملکہ پردے مین بیٹھی
ہوئی سب کہ تماشے دیکھ رہی تھی اسکا تو دل دھڑ دھڑ کرنے لگا اور اہرمن کی آنکھین غصہ سے سرخ
ہوگئین عرفان شاہ کی طرف دیکھکر کہا کہ ملازمین کو شاہون کے معاملات مین کیا دخل ہی معلوم ہوا
نہ اپکا رعب آپکے ملازمین پر بالکل نہین ہی جو ایسی گستاخیان کرتے ہین عرفان شاہ کچھ عذر کرنے
بڑھا نقف الجیش ٹال لینے والا تھا کہ اتنے مین سہراب نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی تمھارے یہان نمک حرام بھرے
ہوئے ہین جو مالک کی ذلت گوارا کرجاتے ہین ہم کبھی اپنے بادشاہ کی رکاکت کو گوارا نکرینگے اہرمن نے کہا کہ کچھ
تیری شامتین تو نہین آئی ہین دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دونگا یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا سہراب
اسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا جیسے ہی اہرمن دیو پیکر قریب آیا اور اسنے ہاتھ سہراب کی طرف بڑھایا کہ گردن
پکڑکے دبادون سہراب نے اسکا ہاتھ بائین ہاتھ سے پکڑکر اپنی طرف کھینچا اور داہنا ہاتھ گردن پر اہرمن کے
رکھکر دبایا کہ اہرمن سامنے جھک گیا پس سہراب نے دونون ہاتھوں سے سر اسکا پکڑا اور دونون پاؤن
شانون مین لگا کر جو جھٹکا دیا دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش پھڑکنے لگی عرفان شاہ کا چہرہ فق ہوگیا کہ غضب
کیا اسنے اب اسلوب شاہ سے خواہ مخواہ جنگ ہوگی لیکن معروف کج کلاہ نے آکر ہاتھ چوم لیے اور
کہا آفرین شاباش استاد شہزادے جوانی کی یہ حالت کردیا آپ ہی کا کام تھا ملازمین سے کہا کہ لاش

اسکی باہر باغ کے پھینکسوا دو اور اسکے ہمراہیون سے کہدینا کہ اُٹھا لیجاؤ اسکو اسی وقت ملازمین نے لاش اہرمن
دیو پیکر کی باہر باغ کے پھینکدی اور ہمراہیان اہرمن سے کہدیا کہ اسنے گستاخی کی تھی اسکی یہ سزا اسکو
دی گئی ہی اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ ایسے بے ادبون کو بھی کسی شاہ و شہریار کے دربار مین نہ بھیجنا
ورنہ یہی انجام ہوگا وہ لوگ لاش اہرمن کی اُٹھا کر روتے پیٹتے ہوے شہر اسلوبیہ کی جانب روانہ ہوے
جسوقت شہر مین پہونچے تو لاش کو لیجا کے سامنے بادشاہ کے رکھدیا اسلوب شاہ نے کہا کہ ارے
یہ اسکی حالت کس نے بنائی اُن لوگون نے بیان کیا کہ کوئی مرد سپاہی نیا نیا شہر عرفانیہ مین آیا ہوا ہی اسنے
کئی کارنمایان کیے ہین سلیب کشتی گیر آپکے خاص کا پہلوان خط فتنہ ریز شہر کرا منتہ کیا تھا پہلے اسیکو
زیر کر کے مطیع بنایا پھر کیران جادو کو مارا عرفان شاہ کے سپہ سالار کو جنگ مغلوبہ مین زیر کیا آج یہ حرکت
کی کہ آپکے پہلوان کو مارا اسلوب شاہ شیر چشم نے کہا کہ کس بات پر تکرار ہوئی لوگون نے سب حال
بیان کیا پس اسلوب شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ اسی وقت لشکر ہمارا تیار ہو عرفان شاہ کے یہان
کوئی سردار زبردست تو تھا نہین ایک پہلوان جو سنجلا آگیا تو اب وہ اپنی حقیقت کو بھول گیا کہ ملک
کو یون بھیجتے اسے شرم آئی کیا وہ میرے برابر کا تھا کہ مین اسکے یہان برات لیکر جاتا اک باجگزار کو اپنے
برابر کا بناتا دیکھو تو کس ذلت سے اسکی دختر کو لاتا ہون اور کیا حال کرتا ہون عرفان شاہ کا اور محبوب
شیر چشم کا بسبب غصہ کے سرخ ہوگیا غرضکہ سات لاکھ فوج اسی روز تیار ہوگئی اسلوب شاہ
مع محبوب شیر چشم اور جملہ سرداران نامی و گرامی کو ساتھ لیکر سات لاکھ کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا
یہ خبر ہرکارون نے عرفان شاہ کجکلاہ کو دی کہ بادشاہ شہر اسلوبیہ بارادۂ رزم و پیکار آتا ہی یہ سنکر
عرفان شاہ نہایت پریشان ہوا اور اپنے فرزند سے کہا کہ یہ شخص سنجلا بہت ہی اور آپ ہی کی ذات کی
ساری لڑائی ہی اگر اسلوب شاہ اسکو پا گیا تو بوٹیان اُڑا ڈالیگا اور زندہ نچھوڑیگا کہ اسکی وجہ سے بہت بڑی
توہین اُسکی ہوئی ہی کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اسکو یہان سے ٹال دو پھر ہم اسلوب شاہ سے کسی نہ کسی طرح صلح
کر لینگے یا جنگ ہی ہوگی تو کچھ پروا نہین ہی ہمارے یہان بھی بہت سے سردار اور چار لاکھ جان نثار موجود ہین
کہانتک اسلوب شاہ لڑیگا یہ اپنی موجودگی مین اسکو مقابلہ نہ کرنے دیگا نعت اسکی جان جائیگی
یہ سنکے معروف کجکلاہ نے کہا کہ مین پہلے تو سمجھاتا ہون اگر اسنے مانا فہو المراد ورنہ اسے بیہوش کر کے
پھینکوا ڈالینگے اور اسلوب شاہ سے کہدینگے کہ اک بیرونی شخص یہان آگیا تھا اسنے یہ حرکت کی معاف کیجیے
یہ فعل ہمارا نہ تھا یقین ہی کہ اسلوب شاہ کے دل سے یہ ملال دور ہو جائیگا اسلیے کہ اسکو اک رشتہ بھی
تو قائم کرنا ہی بادشاہ نے اس رائے کو فرزند کے پسند کیا معروف کجکلاہ خدمت مین شاہزادہ سہراب ثانی
کے آیا اور عرض کی کہ ای برادر آپکو ہم اپنا استاد بنا چکے آپکی عزت اور حفاظت ہمپر واجب ہوئی سنا ہی
کہ اسلوب شاہ نے لشکر کشی کی ہی اور یہ جنگ گویا آپ ہی کی ذات کی ہی فوج اس بادشاہ کے ساتھ بہت
ہی اور اُسکے یہان سردار بھی بڑے بڑے نامی و گرامی ہین لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ اب
ٹل جایئے ہم اسلوب شاہ سے سمجھ لینگے یہ سنکر آپ ہنسے اور فرمایا کہ مین کثرت لشکر سے خوف نہین
کرتا تم اسے آنے تو دو مجھے بھی دیکھنا ہی کہ اسکے ساتھ کیسے کیسے پہلوان ہین یہ جو سردار اُسنے بھیجا تھا
یہ تو کچھ نہ تھا معروف کجکلاہ نے دیکھا کہ یہ ماننے والے نہین ہین اسنے اپنے عیار سے کہدیا کہ آج
دن کو کھانے مین بیہوشی دیکر قید کر لینا اور چھپا ڈالنا اور مشہور یہ کر دینا کہ مکرم متغزن نے نوکری چھوڑ
دی اپنے وطن کو چلا گیا چنانچہ جب کھانے کا وقت آیا تو عیار مکار معروف کجکلاہ مہتر ددر روندہ نے

اُسکو بیہوشی آمیز کھانا کھلاکے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کرکے قلعہ عرفانیہ کے ایک برج مین قید کردیا اب
معروف کج کلاہ نے فوج کو شہر کے باہر نکالکر سرحد پر قائم کیا بارگاہ برپا کردی دوسرے روز صبح کو یہ خیمہ
سے نکلکر ٹہل رہا تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
دیماے گرد در زمین پیچیدہ و زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا دیکھا کہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے ارا
ہوا کو دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم سیاہ و زنگاری نشانہ ساتھ لاکھ سوار کا پیدا ہوئے
بعد سرو زیر اُنکے تعریف ساریق بن لقا کے بعد صفت سنجاب شاہ مغربی کی اور اُسکے بعد نام اسلوب شاہ
شیر چشم کا تحریر تھا اور معرکہ شیر کا مع شمشیر بنا ہوا تھا اسلوب شاہ نے مع لشکر آکر سامنے لشکر عرفان شاہ کے
بارگاہ برپا کی اور نقارہ رزمی بجوا دیا اُدھر عرفان شاہ نے بھی کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکروں مین تیاریان
جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار مین آگئے بعد
آراستگی صفوف قتال و جدال و درستی میدان جنگ لشکر اسلوب شاہ سے تہمتن شیر شکار میدان مین آیا اور بعد
سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور روم کو آراستہ کرکے پکارا کہ ای پہلوانان شہر عرفانیہ جسکو دعواے مردی و
مردانگی ہو وہ آوے میرے مقابلہ کو اُدھر عرفان شاہ نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا فرزین شترلب اپنے
صف سے نکلا یہ بھی تینتیس ہزار جوانون کا افسر اور پہلوان زبردست تھا ہو سامنے تخت عرفان شاہ کے آکر اجازت
حرب لی اور مقابلہ کو تہمتن شیر شکار کے آیا تہمتن نے نیزہ مارا فرزین نے نیزے کو نیزے پر لگا تھا
طعنین چلنے لگین چند ہی طعنین چلی ہونگی کہ تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے فرزین کے نکالا فرزین نے تلوار ماری
تہمتن نے وار اُسکا رد کرکے جو تلوار ماری فرزین زخمی ہوا لوگ اُسے لے گئے بعد اُسکے صمیم کشتی گیر
نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا سلیب کشتی گیر بھی زخمی ہوا اب اکوان نیزہ باز عرفان شاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی اکوان ایک تو یونہی فن نیزہ بازی کو خوب جانتا تھا دوسرے
سہراب کی تعلیم نے اُسکو اور بھی مشاق کردیا تھا چند ہی طعن مین اکوان نے نیزہ ہاتھ سے تہمتن شیر شکار کے
نکال دیا لشکر عرفان شاہ سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی اور تہمتن کی نگاہوں مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اپنے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور سر پر کیوان نیزہ باز کے وار کیا اکوان نے وار تہمتن کا رد کرکے جو ہاتھ تیغ آبدار
کا مارا تہمتن کو زخمی کیا لوگ اُسکو بھی میدان سے پھیر لے گئے اب لشکر اسلوب شاہ سے کیوان زرین علم
نکلا پہلے نیزہ بازی ہوئی اکوان نے نیزہ کو کیوان کے ہاتھ سے بھی نکال دیا لیکن تلوار کی جنگ مین ہاتھ سے
کیوان کے زخمی ہوا جب سالار لشکر عرفان شاہ زخمی ہوا تو معروف شاہ کجکلاہ نے رخ میدان کارزار کا
کیا بعد گفتگو سب بار نیزہ بازی ہوئی معروف کجکلاہ نے بھی نیزہ کیوان کے ہاتھ سے نکال دیا نوبت
شمشیر زنی کی ہو بھی کیوان ہاتھ سے معروف کجکلاہ کے زخمی ہوا بعد اسکے گرگین زحل پیشانی مقابلے
کو آیا یہ ہاتھ سے معروف کجکلاہ کے مارا گیا شام ہو چکی تھی طبل باز گشت بجکر دونون لشکر میدان
سے پھر کے اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے عرفان شاہ نے دیکھا کہ رنگ لڑائی کا بے طور ہے اگر معروف
بھی زخمی ہوگیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گا بس اُسنے قلعہ دار شہر عرفانیہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم قلعہ کا انتظام درست
رکھنا مبادا کوئی افتاد پیش آئے تو ہمین پناہ لینے کی جگہ تو ملے یہان جب دوسرا دن ہوا تو پھر فوجین میدان
مین صف آرا ہوئین لشکر اسلوب شاہ سے صرصر جوشن پوش نکلا اور مبارز طلب ہوا یہان سے تیغ زن
نکلا دونوں مین دیر تک رد و بدل ہوئی آخر مین تیغ زن ہاتھ سے صرصر کے مارا گیا مرد
بلند کمان نکلا یہ بھی زخمی ہوا اسی طرح دوپہر کی میدان داری مین سات سردار عرفان شاہ کے مارے گئے

اور چار زخمی ہوے پھر معروف کج کلاہ نے باپ سے اپنے اجازت لی اور میدان مین آکر صرصر جوشن پوش
کو زخمی کیا بعد اسکے سہیم بلند ترکیب نکلا یہ بھی ہاتھ سے معروف کے مارا گیا سہام بلند بالا نکلا یہ بھی مارا گیا پھر بھری
میدانداری مین معروف نے بھی کئی سردار زخمی کیے اور کئی کو جان سے مارا آخر محبوب شیر چشم کو
غصہ آیا اور اسنے اپنا مرکب نکالا سامنے تخت اسلوب شاہ کے آکر عرض کی کہ اپنا کام اپنے سے خوب
ہوتا ہے مجھے اجازت دیجیے تو جاکر معاملہ یکسو کرون اسلوب شاہ نے اجازت دی محبوب شیر چشم
میدان مین آیا اور کہا کہ ای معروف کج کلاہ تو اکیلا کہانتک لڑیگا اول تو میرے ہی ہاتھ سے تیرا سالم
بچنا دشوار ہے علاوہ اسکے اتنی فوج فراوان تیرے پاس کہان کہ تو تاب مقابلہ لاسکے معروف کج کلاہ نے
کہا کہ ای محبوب شیر چشم فرض کرلو کہ مین مارا بھی جاؤنگا تو اس دنیا کی زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ مین مثل
فقیرون کے ملکہ کو سوار کرکے بھیج دیتا محبوب شیر چشم نے کہا کہ تم ملکہ کو اس طرح نہ بھیجو ابتو مین آگیا
ہون جس طرح تم کہوگے اسی طرح بیاہ کے لیجاؤنگا لیکن اس شخص کو باندھ کے ہمارے حوالے کردو
جسنے ہمارے بادشاہ کو چاک کیا تھا ہم اسی طرح اسکا جگر چاک کرینگے یہ سنکے معروف کج کلاہ نے کہا کہ وہ
اک پردیسی شخص تھا اس طرف بھی آنکلا تھا چند روز یہان رہا اسکے بعد نہین معلوم کہان چلا گیا اگر تمکو اس سے
خصومت ہے تو ڈھونڈھ لو اور ہمارے یہان اگر وہ موجود بھی ہوتا تو ہرگز نہ دیتے یہ کونسا انصاف ہے کہ وہ تو
ہماری طرف سے جانبازی کرے اور ہم اسکے ساتھ یہ سلوک کرین کہ اسکو باندھ کے دشمن کے حوالے کردین
اور نہ اب ملکہ کی شادی تمہارے ساتھ کرینگے اسلیے کہ ہمارے تمہارے اب وہ صفائی نہین رہی یہ سنکے
محبوب شیر چشم کو غصہ آیا کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم جان سے بیزار ہو خیر اُدھر یہ اپنا اور دیکھو تماشا اس سرکشی کا
کہ کیا ہوتا ہے معروف کج کلاہ نے کہا کہ یہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ حریف پر پیشدستی نہ کیا کرو محبوب شیر چشم
نے کہا کہ میرے استاد کی نصیحت ہے کہ جہانتک ہو سکے پہلے اپنا وار کرلو کہ دل کی دل مین نہ رہجاے معروف شاہ
نے کہا کہ پھر دیر کیا ہے محبوب شیر چشم نے نیزہ مارا معروف کج کلاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور بند باندھا
محبوب شیر چشم نے اس بند کو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھا معروف نے اس بند کو بھی آسانی سے
کھول لیا چونکہ شاہزادہ سہراب ثانی کی تعلیم نے اسکو برق کر دیا ہے چند ہی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ معروف
نے نیزہ ہاتھ سے محبوب شیر چشم کے نکال دیا محبوب شیر چشم نے تلوار ماری معروف نے سپر بلند کی
تلوار لنگر دار تھی سپر کٹی جلدی سے معروف نے سر نیچے کھینچا تلوار سپر کو قلم کرکے گردن مرکب پر پڑی کہ گردن
اسکی قلم ہوئی اور مرکب نے چرخ مارا معروف جلدی سے مرکب پر سے کود کر علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر چلا کہ
اسکے گھوڑے کو بھی ذبح کر ڈالوں محبوب شیر چشم بھی گھوڑے سے کود پڑا اور معروف کی طرف چلا معروف
نے تلوار ماری محبوب نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے دونون کی کشتی مین آدھا دن وہ بھی تمام ہوگیا شام
قریب آگئی عرفان شاہ خوش تھا کہ میرا فرزند تو کشتی مین کم نہین ہے اگر اسنے فرزند اسلوب شاہ کو زیر کر لیا
تو گویا جنگ سر کر لی لیکن قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ پاؤن معروف کا موشخانہ مین جاکر پھنسا اوپر سے
محبوب شیر چشم نے زور کیا معروف سنبھل نہ سکا پاؤن پھنسی پر سے اکھڑ گیا بس چہرہ معروف کا زرد
ہو گیا بدن مین تھرتھری پڑ گئی محبوب شیر چشم نے کہا یہ کیا حالت ہے معروف نے کہا کہ پاؤن میرا ٹوٹ گیا
بس محبوب شیر چشم معروف کو چھوڑ کے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ اب اپنا علاج کرلو پھر لڑنا لوگ آکر معروف
کج کلاہ کو پالکی مین ڈالکر اٹھا لے گئے اور محبوب شیر چشم طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
عرفان شاہ نے دیکھا کہ سرداران نامی زخمی ہین اب کوئی میدان داری کے لائق نہین ہے بس پلٹاتے ہی کو

مع لشکر گریز کر کے قلعہ عرفانیہ مین مقیم ہوا دارا ے قلعہ دار نے پہلے سے انتظام قلعہ کا کر رکھا تھا خندق پر از
آب کر دی اور پل تختہ ڈلوا دیا تھا دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تھا تو پین بھر بھر کر چڑھی ہوئی تیار تھین گولہ انداز توپون
پر مسلط تھے ماٹے کا ستوالا کر ڈک کا پولا بارود کی ہانڈی جیل کا کڑاہ سب چیزین درست تھین یہان جو صبح ہوئی
تو اسلوب شاہ کو خبر ہو گئی کہ عرفان کجکلاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہی بس اسنے اپنے فرزند سے کہا کہ اب
مہلت نہ دو ایسا نہو کہ کوئی دوسرا فرمان خداوندی عتاب آمیز نازل ہو کہ تم ابتک بہارستان مغرب کی طرف
نہین گئے محبوب شیر چشم نے کہا کہ یہ فعل شان مردانگی کے خلاف ہی اسلیے کہ معروف کج کلاہ زخمی ہی
اگر وہ اچھا ہونے کے بعد بھی مقابلہ نکرے اُس وقت دھاوا کرنا غیر مناسب نہوگا اس وقت تو کچھ اچھا
نہین اسلوب شاہ نے کہا کہ اگر تمکو حجاب آتا ہی تو مین کسی دوسرے سردار کو حکم دیتا ہون اب قلعہ کا لے لینا
کوئی زیادہ دشوار بات نہین ہی جواب دیا کہ آپ اپنے فعل کے مختار ہین مین تو دھاوا نکرونگا اسلوب شاہ
مع لشکر کوچ کر کے قریب قلعہ آیا اور طبل جنگ بجوا دیا جبراہل قلعہ کو ہوئی دارا ے قلعہ دار نے بھی
کوس حربی بجوا دیا لیکن معروف کج کلاہ نہایت پریشان ہوا اور عرفان کجکلاہ بھی متردد ہوا کہ اب کیا کرنا
چاہیے معروف نے کہا کہ مین محبوب شیر چشم کو نامہ لکھکر مہلت طلب کرتا ہون یقین ہی کہ وہ مہلت دینے
مین دریغ نکریگا عرفان شاہ نے کہا کہ ای فرزند اگر اُسکو اپنی آن بان کا خیال ہوتا تو نقارہ جنگ ہی
کیون بجواتا معروف نے کہا کہ خیر حجت تو تمام کر دینا چاہیے ممکن ہی کہ یہ فعل کسی دوسرے سردار کا ہو عرفان شاہ
خاموش ہو رہا معروف نے نامہ تحریر کیا اور ایک قاصد کے ہاتھ طرف لشکر اسلوب شاہ کے روانہ کیا جس وقت
قاصد دروازہ بارگاہ پر پہونچا اطلاع کرائی اسلوب شاہ نے بلا لیا قاصد نے نامہ پیش کیا اسلوب شاہ نے
نامہ پڑھا اور جواب مین تحریر کیا کہ ہمکو بہارستان مغرب پر جانا ہی اتنی فرصت نہین کہ تمکو مہلت دین اگر
تم لڑنے کے قابل نہین ہو تو ملک کو ہمارے سپرد کر دو ہم چلے جائین یہ جواب نامہ کا جو معروف کو پہونچا تو نہایت
رنجیدہ ہوا اور باپ سے اپنے کہا کہ مکرم تیغ زن کو اب محبوس رکھنا اچھا نہین ہی اسلیے کہ وہ بھی لڑ کر اپنا حوصلہ
تو پورا کریگا اور اگر اسلوب شاہ قلعہ پر قبضہ پا گیا تو مکرم تیغ زن کو قیدی حالت مین پائیگا چونکہ کوفت
اُٹھائے ہوے ہی اور دشمن ہو رہا ہی یقیناً بدسلوکی کریگا دوستی اُسکے حق مین دشمنی ہو جائیگی اور وہ ایسا حلوا
بھی نہین ہی کہ کوئی اُسکو کھا لیگا پس معروف کج کلاہ سوار ہو کر اُس حجرہ کے پاس آیا جہان سہراب قید
تھے معروف نے وہ حجرہ کھلوایا جس وقت سہراب نے معروف کو دیکھا کہا ای معروف کج کلاہ تمہارے
یہان جانبازیون کا یہی صلہ ہوتا ہی جو میرے ساتھ کیا گیا ہی مین نے کونسی بُرائی کی تھی جسکے عوض مین تمنے
مجھکو قید کیا ہی معروف کج کلاہ نے کہا کہ ای برادر بعضی نیکی بدی معلوم ہوتی ہی ہمنے تمہاری جان بچانے کی غرض
سے تمکو قید کر لیا تھا کہ اگر تم اپنے اختیار مین ہوگے تو مقابلہ حریف کو ضرور جاؤ گے باز نہ آؤ گے لیکن بدقبالی
نے منھ دکھایا کہ بہت سے سردار مقابلہ اسلوب شاہ مین مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے چنانچہ
مین بھی فرزند اسلوب شاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا اب وہ مہلت نہین دیتا طبل جنگ بجوا چکا ہی صبح کو قلعہ پر دھاوا
ہو جائیگا آج مجھکو یہ خیال ہوا کہ اگر تمکو اس طرح قید رکھا گیا اور اسلوب شاہ کی فتح ہوئی تو تمہاری دل
کی دل ہی مین رہجائیگی اور وہ تمہارا دشمن جانی ہی زندہ ہی تو نچھوڑیگا اس سے جب مرنا ٹھہرا تو ہاتھ پاؤن
چلا کے مرنا قید ہو کے بے بسی کی موت سے بہتر ہی یہ سنکے سہراب نے کہا کہ افسوس تمنے بڑی جہالت کی کوئی
ایسی بھی حرکت کرتا ہی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا تو مین شکار کے بہانے یہان سے نکل جاتا اور وقت جنگ آکر شریک
ہوتا خیر گذشتہ را صلوٰۃ اب بھی سمجھ نہین گیا ہی کیا حقیقت ہی اُسکی کہ میری موجودگی مین کوئی قلعہ کے اندر قدم

رکھ سکے معروف شاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو سہراب نے کہا کہ آہنگرون کی کیا ضرورت ہے یہ قید ایسی نہین ہے
جسے مین توڑ نہ سکون صرف وقت کا منتظر تھا یہ فرما کر ہاتھ کی ہتھکڑیون کو بیڑیون مین ڈالکر جو زور کیا قید کو مانند تار
عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینک دیا اور ساتھ معروف شاہ کے پاس عرفان کجکلاہ کے آئے اور فرمایا کہ
آپنے غضب کیا کہ مجھے ایسے وقت مین قید کرکے مجبور کر دیا سپاہی اسی دن کے واسطے نوکر رکھے جاتے ہین آپکو
یاد نہین کہ مین نے پہلے ہی دن کہدیا تھا کہ مین مرد ہون اور مرد کی نوکری کرتا ہون آپنے اپنی مردانگی تو دکھائی کہ
زبردست حریف سے مقابلہ کیا لیکن میری جرأت و مردانگی کو برباد کر دیا خیر ہرچہ گذشت گذشت آئندہ
خیال رکھیگا عرفان شاہ نے کہا کہ بیشک غلطی ہوئی بعد اسکے سہراب شفاخانہ مین آئے سب زخمیون کی
حالت دیکھی استفسار مزاج کیا اور ہر ایک سے شکایت کی کہ اگر بادشاہ کی عقل پر پتھر پڑ گئے تھے تو تم لوگون کو
کیا ہوا تھا کہ تمنے بھی مجھے رہا نکر دیا ہر ایک نے کہا کہ ہم مجبور تھے کہ خلاف بادشاہ نتھے علاوہ اسکے یہ خیال
تھا کہ ستارۂ اقبال بادشاہ کا بدی پر ہے فرمایا کہ جسکی تیغ اُسکی دیگ سارا اقبال فوج کی قوت ہے یہ تو پہلے ہی سے
معلوم تھا کہ حریف کے ساتھ زبردست سردار ہین یہ تو یہان انتظار صبح مین بیٹھے ہین لیکن محبوب شیر حشم
نے یہ خیال کیا کہ اگر مین لشکر مین موجود رہا تو میری جرأت و سپہگری مین داغ لگ جائیگا یہ سوچکر بہانہ شکار یہ تو
رات ہی کو صحرا کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنے ملازمین سے کہدیا کہ اگر والا جاہ مجھے پوچھین تو کہدینا کہ وہ
شکار کو گئے ہین شام تک آ جائینگے الغرض جب صبح ہوئی تو اسلوب شاہ نے اپنے سردارون کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تم مین سے ایسا کون ہے کہ قلعہ عرفانیہ پر جائے یہ سنکے درید مردم در اُٹھ کھڑا ہوا اور بارہ ہزار
سوار اپنے ساتھ لیکر طرف قلعہ عرفانیہ کے روانہ ہوا یہان صبح ہوتے ہی سہراب نے سلحہ تن پر آراستہ کیے
دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مین آکر خیمہ زن ہوے ایک لاکھ سوار بھی قلعہ کے باہر
آ گئے اور چند قدم آگے بڑھ کر صفین جما کر کھڑے ہو گئے جسوقت درید مردم در سامنے قلعہ کے آیا
تو دیکھا اسنے کہ ایک جوان حسین لاکھ جوانون سے آگے قلعہ کے صف آرا ہے دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا ہے
توپین گرا دی گئی ہین سردارانِ زنجی فصیل قلعہ پر بیٹھے ہوئے ہین پس اسنے اک سوار کو بادشاہ کے پاس
روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ قلعہ سے ایک شخص لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے باہر آیا ہے اور سر میدان مقابلہ
کرنے کو موجود ہے لوگ بیان کرتے ہین کہ یہ وہی شخص ہے جسنے اہرمن دیو پیکر کو مارا ہے مین مقابلہ کرتا ہون
لیکن جنگ و سردار و آپ بھی لشکر کو لیکر آ جایئے جسوقت سوار نے جا کر اسلوب شاہ کو آگاہ کیا تو وہ بھی
سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چل کھڑا ہوا یہان درید مردم در میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار
نیزہ زمین پر گاڑا دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ ای جوان آ اِدھر مجھسے سامنا کر تیرے بڑے وعدہ دور شہرے
ہین مین بھی تو دیکھون کہ تو کیسا بہادر ہے یہ سنتے ہی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا اور درید کی طرف چلے
درید نے بھی سپر سنبھالی اور بارادہ تگاورزنی چلا وسط میدان مین آکر تگاور چلی سپر سے سپر لڑی چنگاریان
سپرون سے اُڑین پانچ قدم مرکب درید کا پسپا ہوا اور مرکب سہراب اسی جگہ قائم رہا دیکھنے والون نے
دیکھ لیا اور اندازہ کر لیا کہ دونون مین کتنا فرق ہے درید نے نیزہ مارا سہراب نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا اور
تیسری طعن مین نیزہ ہاتھ سے درید کے نکال دیا اکیلا نیزہ باز اُچھل پڑا معروف کج کلاہ نے
بھی تعریف کی درید نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس فن کو تو خوب جانتا ہے یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور سر پر
سہراب کے وار کیا سہراب نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا مع رکیب مرکب
چار ٹکڑے ہوے قلعہ سے صدا واہ واہ کی بلند ہوئی اسلوب شاہ بھی مع لشکر آ پہونچا تھا اسنے

بڑے جوان کو اس طرح دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ٹھہر گیا کہ اتنا بڑا کاٹ اسکی تلوار مین ہی اسنے پھر اپنے لشکر کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ کون ہی جو اس سرکش سے انتقام لے یہ سُنکے ترید تبرزن مقابلہ کو آیا اور تبر کا وار کیا سہراب نے
تبر کی شاخ حیات کو قلم کرکے ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمر پر مارا اُٹھا سکنے بھی دو ٹکڑے ہوئے خلاصہ یہ کہ دوپہر کی میدانداری
مین بیس سرداروں کو جان سے مارا اور کئی کو زخمی کیا جب یہ حالت اسلوب شاہ نے دیکھی تو اپنے لشکر کو آواز دی
کہ یہ آدمی نہین کوئی بلا ہی ایک ایک کرکے تو یہ لشکر کا خاتمہ کردیگا اسے گھیر کے مار دو بس یہ سننا تھا کہ سات لاکھ سوار
یورش کرکے چلے ادھر سے انکے ایک لاکھ جوان آپڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی اہل قلعہ نے جو یہ
حالت دیکھی جن سرداروں کے زخم اندمال پا چلے تھے سب کے سب پٹیان باندھ باندھ کے گھوڑوں پر سوار ہو
کے اور فوج لیکر قلعہ سے نکل پڑے اور شریک جنگ ہوئے خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اور تلوار
چلنے لگی ہر طرف سے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی یکایک صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آیا
ہی کہ یکایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے سے شغاد شیر دل چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا دیکھا اسنے
کہ لشکر بادشاہ سے اور لشکر حریف سے جنگ ہو رہی ہی یہ بھی آکر شریک جنگ ہوا یہ جو وقت قید سے
رہا ہوا ہی تو عرفان شاہ سے اجازت لیکر اپنے مکان چلا گیا تھا وہان اسنے خبر پائی کہ بادشاہ پر غنیم کی
چڑھائی ہی اور تمام سردار مع ولیعہد زخمی ہو چکے ہین تو یہ چالیس ہزار سوار سے آکر شریک جنگ ہوا اُدھر
محبوب شیر چشم جو بہانہ شکار ٹل گیا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ قلعہ سے ایک شخص نے نکلکر بہت سے
پہلوانان شہر اسلوبیہ کو مارا یہ وہی شخص ہی جسنے اہرمن کو مارا تھا پس محبوب شیر چشم بھی چل کھڑا ہوا اُس
طرف سے لشکر شاہزادہ سہراب بن رستم کا اپنے آقا کی تلاش مین چلا آتا تھا جس وقت شہر عرفانیہ
مین پہونچا تو یہان ہنگامۂ جدال گرم دیکھا اور آواز نعرۂ سہراب کی سُنی یہ سب بھی آپڑے اور شریک جنگ ہوگئے
ساکنان شہر عرفانیہ حیران تھے کہ چالیس ہزار سر خوش کہان سے آئے اور کسکی وجہ سے شریک جنگ ہوئے
ہین لیکن شاہزادہ سہراب اپنے لشکر کے آجانے سے نہایت خوش ہوئے کوئی پہر بھر کا ال ایسی تلوار چلی
کہ سم مرکبوں کے غرق خون ہوگئے اور کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار نظر آنے لگے ہر طرف کشتوں کے
تڑپنے کا تماشا تھا قضا دامن پھیلائے ہوئے متاع جان لوٹتی پھرتی تھی کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بادل
سروں کے چھائے ہوئے تھے بارش خون کی ہو رہی تھی اولے سروں کے برس رہے تھے اسقدر خون اُڑا
تھا کہ دامن سپہر سرخی کے رنگین ہو گئے تھے اسی اثنا مین جانب صحرا سے گرد اُڑی اور محبوب شیر
چشم چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا اور لشکر عرفان کجکلاہ پر گرا دیکھا اسنے کہ ایک جوان حسین لڑتا
ہوا تخت اسلوب شاہ کے قریب پہونچ گیا ہی بس اسنے وہین سے نعرہ کیا کہ اے مرد میدان ابھی تخت
بادشاہ کی طرف نہ جا کہ مین صحیح و سالم موجود ہون آ مجھسے سامنا کر کہ مجھے تیرے مقابلہ کا اشتیاق تھا
اگر مین یہ جانتا کہ تو قلعے کے باہر نکلکر مقابلہ کریگا تو مین ہرگز کہین نہ جاتا مین تو اپنے کو بدنامی سے بچانے کے
واسطے ٹل گیا تھا سہراب نے کہا کہ مین تیری خدمتگزاری کو موجود ہون یہ فرما کر باگ موڑی اور طرف
محبوب شیر چشم کے چلے اُس طرف سے یہ دریائے لشکر کو چیرتے چلے جاتے ہین اور اُس طرف سے
محبوب شیر چشم کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگاتا ہوا چلا آتا ہی راستے مین سامنا ہوا محبوب شیر چشم نے
کہا لا ضرب بہادری کی فرمایا پیشدستی ہمارا شیوہ نہین ہی محبوب شیر چشم خشم آلودہ ہو کر تلوار ماری سہراب نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑکر جو زور کیا تو قاش زین سے اُٹھا لیا ہر چند
محبوب شیر چشم نے تڑپ تڑپ کے لنگر مارے کچھ نہ ہوا شاہزادہ نے فرمایا کہ کیا کہتا ہی کہان پھینکون

محبوب شیر چشم نے کہا کہ اپنے قدموں کے سوا دور نہ پھینکیگا میں بہادر کا غلام ہوں قابو پرستی میرا شیوہ نہیں سہراب
نے مسکراکے آہستہ سے پشت مرکب پر بٹھا دیا اسلوب شاہ فرزند کے زیر ہوتے ہی بد دل ہو گیا تھا جیسے ہی سہراب
نے اسکو چھوڑ دیا جلدی سے اسلوب شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوے اور اپنی اپنی
فرودگاہ کی طرف چلے لیکن محبوب شیر چشم ہمراہ رکاب ہوا سہراب نے کہا کہ تو اپنے لشکر میں کیوں نہیں جاتا اسنے
کہا کہ اب میں آپ کو چھوڑ کے کہاں جاؤنگا فرمایا کہ میں تو تیرے باپ کا ملازم ہوں عرفان کجکلاہ تیرے باپ
باپ کا خراج گزار ہے اور میں اسکا سپہ سالار ہوں محبوب شیر چشم نے کہا کہ آپ میرے مالک ہیں ملازم آپکو
کون کہ سکتا ہے بڑے بیوقوف ہیں شہر عرفانیہ والے کہ انہوں نے آپکو ابتک نہ پہچانا صاحبقران کو سنا تھا
اور آپ کو دیکھا ہمارے صاحبقران آپ ہی ہیں یہ کہتا ہوا دامن سے لپٹا ہوا چلا عرفان کجکلاہ سہراب
پر سے زر نثار کرتا ہوا آیا تو چالیس ہزار سرجوشوں نے آکر سہراب کو گھیر لیا اور سیارہ ثانی نے آکر
رکاب کو بوسہ دیا گوشۂ زین تھام لیا یہ دیکھکر عرفان شاہ نے کہا کہ یہ سرجوش کہاں سے آئے ہیں اور کسکے
ملازم ہیں سہراب نے تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن اُن سب نے کہا کہ یہ آقا ہمارے ہیں راستے میں آہو
کے تعاقب میں جاکر ہمسے جدا ہو گئے تھے یہاں آکر ہمنے انکو پایا یہ سُن کے عرفان شاہ کے کان کھڑے
ہوے اور اب یہ سمجھا کہ یہ شخص تو خود شاہ و شہریار معلوم ہوتا ہے اب دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کس مقام کا
فرمانروا ہے اور نام اسکا کیا ہے غرضکہ جسوقت عرفان شاہ کجکلاہ اپنی بارگاہ میں پہونچا تو تخت پر بیٹھا چتر گردش
میں آیا تمام سردار ڈنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوے شاہزادہ سہراب ثانی اپنے ڈنگل پر بیٹھے اور برابر اپنے
ایک ڈنگل پر محبوب شیر چشم کو جگہ دی اُس وقت عرفان شاہ نے کہا کہ اے مکرم تیغزن اب آپ اپنا
نام اصلی ظاہر فرمایئے کہ آپ گل کس بوستان کے ہیں چراغ کس شبستان کے ہیں یہ تو معلوم ہو گیا کہ آپ خود
فرمانروا ہیں اس طرف راستہ بھول کر آنکلے آپنے جان بچائی سلطنت بچائی بات رکھی ہم آپ کے ممنون
احسان ہوے لیکن اس وقت تک نام اصلی تک معلوم نہیں یہ سنکر شاہزادہ سہراب ثانی نے ارشاد فرمایا کہ
اے عرفان شاہ آگاہ ہو کہ نام اصلی میرا سہراب بن رستم ثانی ہے میں پوتا ایرج نوجوان کا اور پرپوتا شاہزادہ خاور
سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ہوں جسنے لقا کی فوج بے پایاں پر اٹھائیس شبخون مارے
اور دختر لقا سے عقد کیا جسکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوے اور میں بھی انشاءاللہ لشکر ساریق بن لقا
کا وہی حال کرونگا جو قاسم نے کیا تھا عرفان شاہ نے کہا کہ آپتو ہر طرح لائق پرستش ہیں کہ سلسلہ قرابت بڑے
خداوند سے رکھتے ہیں سہراب نے کہا اے عرفان شاہ اس خر ناشخص کو خداوند کہتے ہو خداوندی کی بھی یہ شان ہے
کہ بندوں کے ہاتھ سے بھاگتا پھرے آخرکار صاحبقران اول نے گرفتار کر کے لقا کو قتل بھی کر ڈالا اگر خداوند
ہوتا تو قتل ہوتا لقا ایک بادشاہ تھا ایسی زور حکومت سے خداوند بن بیٹھا تھا ساحروں نے عجائبات سحر سے لوگوں
کو برگشتہ کرکے لقا کا مطیع بنادیا تھا تم ساریق کے پیرو بن کے بیٹھے ہو تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو مطیعان لقا
کا ہوا تھا یہ سنتے تمام اہل دربار مع عرفان شاہ لقا اور ساریق کی طرف سے بداعتقاد ہوکر برگشتہ ہوگئے اور کہا
کہ بیشک آپ سچ کہتے ہیں خدا وہی ہے جسے آپ خدا کہتے ہیں ساریق بھی مثل ہمارے انسان ہے جو آپ کے
دین میں آئے وہ بچ سکے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے محبوب
شیر چشم بھی مسلمان ہوا اور اسنے عرض کی کہ اے شہریار میں جاتا ہوں اور اپنے باپ کو بھی مسلمان کرتا ہوں فرمایا
جاؤ مگر ایسا نہو کہ اس نیکی کا عوض بدی پاؤ باپ تمہارا تمکو قید نکرے عرض کی کہ راہ اسلام میں قید ہونے میں بھی
فخر حاصل ہوتا ہے یہ کہکے رخصت ہوا ادھر اسلوب شاہ کو ہوئی کہ فرزند آتا ہے اسنے سرداروں کو استقبال کے

لیے روانہ کیا جب محبوب شیر چشم سامنے اپنے باپ کے پہونچا شاہزادہ سہراب ثانی کی بجد ثنا و صفت کی اور
عرض کی کہ مین نے تو دین مبین اسلام کو قبول کیا اگر آپ انجام بخیر ہونا چاہتے ہین تو آپ بھی اسی دین
مبین کو اختیار کیجیے یہ سنکر اسلوب شاہ نے کہا کہ اے فرزند حقیقت مین ساریق بھی شغل لقا کے گدھا معلوم
ہوتا ہے آپ ہی سنجاب شاہ کو اپنا پیمبر بنایا اور آپ ہی اب اسکے مٹانے کے واسطے فوجین بھیج رہا ہے
اگر یہ خداوند ہوتا تو موت زیست کا مالک ہوتا مین سے روح سنجاب قبض کر لیتا ہزارون کا خون
کراتا ایک شخص کے لیے یہ تو عاجزی کا فعل ہے مین نے لعنت کی ساریق پر مجھے خدمت مین
اس شہریار کے لیجلو مین تو اس وقت سے اسکا بندہ بے دام ہو گیا ہون جب اسنے مجھے زیر کر کے
چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا جسکے ساتھ اسقدر دشمنی کی جاے وہ ایسی رعایت کرے مین خدمت مین اس
شہریار عالی وقار کے چلتا ہون یہ کہکر مع سردارون سالم و زخمی خدمت مین شاہزادہ سہراب بن رستم
کے روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ کو پہونچی کہ اسلوب شاہ آتا ہے شاہزادہ نے تمام سردارون کو واسطے
استقبال کے بھیجا اور عرفان جگلاہ سے کہا کہ تمھین بھی پیشوائی کے واسطے جانا چاہیے اسلیے کہ تم اسکے
باجگذار تھے عرفان شاہ جگلاہ اسی وقت روانہ ہوا اور بعزت تمام اسلوب شاہ کو لیکر بارگاہ مین آیا
تخت پر جگہ دینا چاہی اسلوب شاہ نے کہا کہ ابھی تو مین اس شہریار کا مجرم ہون لایق تخت پر بیٹھنے کے
نہین ہون میرے قصور کو عفو فرمایے مین نہ جانتا تھا کہ آپ نور نگاہ رستم ثانی اور نبیرۂ رستم اول ہین یہ
لطف و کرم دشمنون پر سوا آپ کے خاندان کے دوسرے مین نہین ہے مین بدل مذہب آپکا قبول
کرتا ہون اور لعنت ہین نے ساریق بن لقا ملعون پر مجھکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایے شاہزادہ نے اسلوب شاہ
کو بھی اسکے سردارون سمیت مسلمان کیا اور اپنے ہاتھ سے تاج پہنایا تخت پر بٹھایا دونون بادشاہ
گلے ملے اور دونون طرف کے سردار بھی آپس مین بغلگیر ہوے کئی روز جشن خوشی رہا روز آخر
محبوب شیر چشم نے عرض کی کہ مین نے تو آج سے ملکہ کو اپنی پیر و مرشد سمجھ لیا اور جس طرح ایک بھائی
اسکا معروف جگلاہ ہے اسی طرح دوسرا بھائی مین ہون اب حضور کو اختیار ہے کہ چاہے اپنے ساتھ ملکہ کا عقد
کرین چاہے کسی دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ دیدین مجھے کوئی سروکار نہین ہے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا اے
محبوب شیر چشم اگر تم ملکہ کو بہن نہ کہہ بیٹھتے تو مین تمھارے ساتھ عقد کر دیتا مگر تم نے گالی چڑھا کر مجبور
کر دیا غرضکہ جب یہان کے انتظام سے فراغت ہوئی بتخانے تڑوا کر مسجدین بنوائین اور سکہ نام پر بادشاہ
اسلام کے جاری کر لیا تب کوچ کر کے شہر اسلوبیہ مین آئے اس شہر کو بھی اسلام آباد کیا اور یہان سے
کوچ کر کے دونون بادشاہون سمیت جانب گلستان باختر روانہ ہوے وزراے سلطنت کو
انتظام کے لیے چھوڑا چار لاکھ کی فوج شہر اسلوبیہ سے ساتھ لی اور دو لاکھ شہر عرفانیہ سے باقی فوج
انتظام ملک کے واسطے چھوڑ دی اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمے داستان مصیبت بربادی بہارستان نغر کے پہونچنا سرکش تیرانداز اور نرکش ناوک انداز اور اجار سنگ بار اور اصنام سنگ بار کا چار لاکھ کی جمعیت سے زخمی ہونا فیع ریخت و سکندریکا برباد ہونا قلعہ جبل الحدید کا اور تباہ ہونا دونون شاہزادون کا اور باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین دشت مین گہ جانب کہسار ہین
اے گریبان چند تیرے تار ہین کب یہان دست جنون بیکار ہین
اپنے ہاتھون درپے آزار ہین

عشق مین اس ابروے خمدار کے ہون قرین مین منزل دشوار کے
مر گیا گر ہجر مین اس یار کے درد و غم رنج و الم مجھ زار کے
بس یہی دو چار ماتم دار ہین

گو نہین راحت مکان دہر مین گل ہین لیکن بوستان دہر مین
کھینچتے ہین ہم بتان دہر مین آبرو ہے عاشقان دہر مین
آپ کے آگے ذلیل و خوار ہین +

مین گلون کے باغ مین روشن چراغ جلتے ہین لالے کے دل سے سینے داغ
چرخ پر ہر مہ کا ہو نجم آب و باغ کون شعلہ رو چلا ہر سوے باغ
جو نشان شمع روشن خار ہین

آہ آتشبار کی سوزش یہ ہے عشق کے آزار کی سوزش یہ ہے
ہان دل بیمار کی سوزش یہ ہے داغ ہجر یار کی سوزش یہ ہے
شمع سے جلتے لگن کے تار ہین

ہر جگہ دست طلب پھیلا نہین صاف کہدیتے ہین کچھ پروا نہین
در میخانہ کبھی دیکھا نہین ہمکو اے ساقی تری پروا نہین
ہم نئے الفت سے ہان سرشار ہین

عشق ابرو کا نہ منہ سے نام لو + ہان نہ ان تیغون کا ہرگز دم بھرو
اک اشارے مین جگر پر ہو نکی جو کیون دل عاشق نہ ٹکڑے ٹکڑے ہو
تیغے بیمار و خمدار ہین +

کیون نہ میرے نام کا مالا جپین کیون نہ میرا منہ سے ہر دم نام لین
ساتھ میرا کیون نہ یہ وحشت مین دین قیس و فرہاد حزین اس عشق مین
دل سے میرے غاشیہ بردار ہین

ہم بچارا کونسا صحرا نہ پوچھ کس قدر رہی حال وحشت کا نہ پوچھ
ہمکو ہے کیا آج کل سودا نہ پوچھ اے جنون کچھ حال دست و پا نہ پوچھ
دشت مین درکار خود ہشیار ہین

ایک ہین جنس فنا شاہ و گدا اس سرا مین اب نہین مسکن ہوا
ہر جرس کی رات دن آتی صدا غافلو اٹھو چلو سنبھلے ہو کیا
رہرو ملک عدم تیار ہین

موسم گل آرزوے یار ہین چشم نرگس جستجوے یار مین
عالم گلشن ہے کوے یار مین انتظار رفتگوے یار مین
بلبلین کھوے ہین سب منقار مین

زلف کا پہلے تو سودا ہو گیا	پھر لبوں کی یاد نے چپ کر دیا
دل میں ہے درد اب مژہ کے عشق کا	اے مسیحا پوچھتا ہے حال کیا

تیری آنکھوں کی قسم بیمار ہیں

اسکو اندیشہ نہیں پرویز کچھ	مرنے سے ڈرتا نہیں پرویز کچھ
یاس کو دھڑکا نہیں پرویز کچھ	خوف برزخ کا نہیں پرویز کچھ

ہم غلام حیدر کرار ہیں

بیا بشنو ای ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ سنجاب شاہ مغزلی بھاگ کر قلعہ بہار میں پناہ گزین ہوا ہے اور شاہزادہ رفیع البخت انتظام شہر سنجابیہ میں مصروف ہیں شاہزادہ سکندر رستم جو قلعہ جبل الحدید میں تشریف فرما ہیں جس وقت رفیع البخت انتظام شہر سے فارغ ہو چکے تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ بہار کے روانہ ہوے یہ خبر سنجاب شاہ مغزلی کو پہونچی کہ رفیع البخت قلعہ کی طرف آتے ہیں سنجاب شاہ نے قلعہ کی درستی کا حکم دیا اور فصیل قلعہ پر آکے دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی اور شاہزادہ رفیع البخت چالیس ہزار سوار سے سامنے قلعہ کے پہونچکر خیمہ زن ہوئے اور نقارہ رزمی بجوادیا قلعہ پر بھی نقارہ بجا تمام رات تیاری جنگ ہوا کی سپیدہ سحری نمودار ہوا تو شاہزادہ نے اٹھکر فریضۂ سحری کو ادا کیا اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کر تن تنہا قلعہ کی طرف چلے لوگوں نے ساتھ چلنے کا قصد کیا رفیع البخت نے منع کیا ہمراہیان رفیع البخت تو پرا جما کے کھڑے رہے اور خود شاہزادہ گرز ہاتھ میں لیکر دامن زرہ گردان کر مرکب پر سوار ہوا اور جانب قلعہ روانہ ہوا ادھر نگہبان قلعہ ہوا کو فیل بند دروازے پر بیٹھا دوربین لگا کر دیکھنے لگا دیکھا کہ رفیع البخت تنہا آتا ہے پس اسنے گولہ اندازوں کو حکم فیر کرنیکا دیا اور آگاہ کر دیا کہ یہ سوار آتا ہے نشانہ باندھ کے گولے مارنا شروع کردو کوئی گولہ تو قضا کا لگ ہی جائیگا گولہ اندازوں نے شست باندھ کے گولے مارنا شروع کیے اس طرح گولہ اندازوں نے تاک تاک کے گولہ باری کی کہ ان کے دیکھنے والے حیران تھے رفیع البخت گولوں کو رد کرتے ہوے چلے جو داہنے جانب آیا گرز سے رد کیا جو بائیں جانب آیا اسے سپر پر روکا یہانتک کہ جب گولہ اندازوں نے یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے خاک کا ذرہ ذرہ اڑا دیا اسوقت ہاتھ کو اپنے روکا دھواں ہوا سے منتشر ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ رفیع البخت زیر دیوار قلعہ کھڑے ہوے نعرے کر رہے ہیں کہ اے قلعہ دار اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو سنجاب شاہ کو بھیج دے ورنہ اندر قلعہ کے آکر تمام قلعہ کو تاخت و تاراج کر دونگا اس وقت قلعہ پر سے سامنے کا تسلا کڑک کا بولا تیل کا کڑاہ بارود کی ہانڈی سب چیزیں پھینکی گئیں مگر کسی چیز نے اثر نکیا رفیع البخت نے ان سب چیزوں کو رد کر کے خندق پھاندنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار ظاہر ہوے رفیع البخت نے خیال کیا کہ اس گرد کا انتظار کر لینا چاہیے ادھر آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ ناوک انداز پیدا ہوے آگے آگے انکے دو سرکش پہلوان زبردست تیر کمان لیے ہوے پھریروں پر علموں کے تعریف سادلیق بن لقا کی تحریر تھی نمودار ہوئے ان ناوک اندازوں کو معلوم ہوا کہ وہ شخص یہی ہے جو سرفتنہ بہار مغرب ہے اور سنجاب شاہ اسکے خوف سے قلعہ بند ہوا ہے پس ان دونوں نے کمانیں دوش سے لیں اور ترکشوں سے تیر کھینچے تیر انکے نیزوں کے برابر تھے خود وہ دیوان سرکش تھے انھوں نے رفیع البخت کو تاک کر برابر سے تیر سر کیے ساتھ ہی لگے

دولاکھ کمانین کڑکین اور اس کثرت سے تیر آئے کہ زمین پر سایہ ہوگیا رفیع البخت نے تیر بہت سے قلم کیے
لیکن کئی تیر لگ ہی گئے دونون پاؤن اور ہاتھ زخمی ہوئے رفیع البخت نے مرکب کو رانون مین مسلا اور
اتنی مہلت نہ دی کہ دوبارہ یہ تیرون کو سر کرسکتے تلوار کھینچکر جا پڑے اور ناوک اندازون کو قتل کرنا شروع کیا
یہ دیکھکر سنجاب شاہ نہایت خوش ہوا کہ خداوند نے کیا وقت پر کمک بھیجی ہے لشکر رفیع البخت کے چالیس ہزار
سوار گھوڑے دوڑا کر چلے کہ شریک جنگ ہون مالک دولاکھ مین گھرا ہوا ہے ناوک اندازون نے
انپر بھی باڑھ تیرون کی ماری بیس ہزار کے قریب گر گئے تیس ہزار آکر ناوک اندازون پر گرے تلوار چلنے
لگی یہ خبر لاہور تیزگام نے جاکر سرداران رفیع البخت کو دی کہ ملک ساریقیہ سے دولاکھ ناوک انداز آئے
ہین شاہزادہ زخمی ہوا اور لشکر مین گھرا ہوا ہے یہ سنتے ہی نہیب مغزلی قمقام مغزلی صمصام مغزلی ہشام مغزلی
قیصر تیغزن سرمست فیل زور یہ سب کے سب مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کے روانہ ہوئے اور تعاقب مین انکے
فوج بھی چل کھڑی ہوئی اُدھر مہتر سرخیل نے جاکر قلعہ جبل الحدید مین شاہزادہ سکندر رستم خو سے اطلاع
کی کہ اے شہریار غضب ہوا جلد تشریف لے چلیے ناوک اندازون نے شاہزادہ رفیع البخت کو گھیر لیا ہے دولاکھ
کا یورش ہے اور شاہزادہ کے ساتھ چالیس ہزار سوار تھے جسمین سے اب بارہ تیرہ ہزار باقی رہگئے ہونگے
باقی سب قتل ہوگئے یہ سنتے ہی شاہزادہ جنگجو رستم خو جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوئے بعد انکے
جانے کے انکے سردار مثل عنطر دیو کش اور غنقاے کوہ پیکر اور محراب کمان کش کے جلدی جلدی
مرکبون پر سوار ہوہو کے روانہ ہوئے لیکن المست دیوانہ اور تمغاج زرہ پوش شکار کو گئے ہوئے تھے
یہ اس حالت سے بیخبر تھے باقی کل سردار چل کھڑے ہوئے اُدھر سنجاب مغزلی بھی مع لشکر قلعہ بہار سے
نکلا اور ناوک اندازون کا شریک ہوا باقیماندہ فوج بھی رفیع البخت کی کام آگئی اب انپر حلقہاے کمند
پڑنے لگے یہ برابر حلقون کو کمند کے تلوار سے کاٹتے جاتے ہین اور لڑتے جاتے ہین کہ اک مرتبہ شہر سنجابیہ کی
جانب سے گرد اُٹھی اور سات آٹھ سرداران نامی رفیع البخت کے نمودار ہوئے پشت پر انکے ایک لاکھ
سوار تھے جیسے ہی ناوک اندازون نے دیکھا کہ کمک اس خداپرست کی آئی ہے پچاس ہزار کا غول پرے
جما کر کھڑا ہوا اور باڑھ ماری پچیس ہزار سوار پھر کام آگئے زمین پر گر کے تڑپنے لگے اور سرداران رفیع البخت
بھی پہونچنے نپائے تھے کہ زخمی ہوگئے لیکن اُسی حالت زخمداری مین پچھتر ہزار سوار سے آکر گرے اور جنگ
کرنے لگے جس طرف شاہزادہ رفیع البخت غرق خون لڑ رہے تھے یہ بھی اسی طرف حملہ کرکے پہونچ گئے اور
شاہزادہ کو حلقے مین سے لیا پھر جنگ اچھی طرح ہونے لگی اب گیارہ بارہ لاکھ کا یورش ہے اور ادھر صرف [illegible]
ہین یا چند سردار ہین تھوڑے ہی عرصہ مین اور پچیس ہزار کام آگئے اگرچہ فوج رفیع البخت اور سکندر
کی بھی قریب سات لاکھ کے ہوگئی تھی لیکن سب متفرق تھی جو لوگ خبر پاتے جاتے ہین دوڑتے جاتے ہین
لیکن قریب پہونچنے بھی نہین پاتے ہین کہ آدھے رہجاتے ہین عرصہ خداپرستون پر تنگ ہے کہ اکمرتبہ پھر گرد
اُڑی اور نعرہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہوا دیکھا سکندر نے کہ رفیع البخت نرغہ مین گھرے ہوئے
لڑ رہے ہین پس پین سے نعرہ کیا کہ ہان اے کافران بیحیا مین آپہونچا نعرہ کی آواز سنتے ہی ناوک انداز اُدھر
پلٹ پڑے اور تیر برسانا شروع کیے سکندر نے گھوڑے کو سرپٹ ڈالدیا سینے کو سپر سے بچایا اور تیرون
کو قلم کرنا شروع کیا ہمراہیان رفیع البخت کو وقت غنیمت ملا یہ بھی یورش کرکے چلے کہ ناوک انداز سکندر
کی طرف متوجہ تھے ہمراہیان سکندر سے بارہ ہزار سوار کام آگئے اور سرداران سکندر بھی زخمی
ہوئے لیکن یہ سب کے سب آگے جو گرتے ہین تو ایسی تلوار برسائی کہ ناوک اندازون کے

بھی چھوڑ دیے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے اب دولاکھ آدمیون کے قریب اہل اسلام سے بیچ
مین اور تیرہ لاکھ کفار مین خوب تلوار چل رہی ہے لیکن سکندر اور ہمراہیان سکندر نے آتے ہی ناوک اندازون
کا سنہار کر دیا کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے قریب بیس ہزار کے ناوک اندازون مین سے
بھی کام آچکے ہین کہ یکایک پھر گرد اڑی اور احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز دو لاکھ سنگ اندازون
سے نمودار ہوے اور انکو معلوم ہوا کہ جنگ ہو رہی ہے بس یہ لشکر سکندر رستم خو کے عقب سے آئے اور
انھون نے باڑھ پتھرون کی ماری سنسناہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور پتھر برسنے لگے کسیکا شانہ ٹوٹا کسیکا سر
پھٹا جسپر ایک پتھر بھی پڑگیا وہ بیکار ہو گیا اب شاہزادہ سکندر نے سنگ اندازون کی طرف رخ کیا
اور گھوڑے کو اڑا کے اِن کے غول پر آ پڑے ناوک اندازون نے مہلت پائی انھون نے تیر برسانا
شروع کیے اب لشکر سکندر کا بیچ مین سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے آگیا ادھر پلٹتے ہین تو ادھر
سے پتھر برستے ہین ادھر پلٹتے ہین تو تیر برستے ہین کسی طرف امان نہین ہے اس وقت افسران فوج نے داہنی
اور بائین جانب رخ کیا اور دونون لشکرون کے پیچھے ہو کر نکلے اس اثنا مین آفتاب غروب ہو گیا
لشکر سنجاب شاہ مین رن جھنا مین روشن ہوگئین یہ لشکر بے سرو سامان بھی تھا شام ہوتے ہی جسکا جدھر
منھ اٹھا نکلا سوا چلا گیا سکندر اور رفیع البخت اسقدر زخمی ہوے کہ بیہوش ہو گئے گھوڑے انکو بھی
لے نکلے کفار نے نقارہ فتح بجایا اور خیمہ برپا کیا رات آرام سے گزاری جب صبح ہوئی تو سنجاب شاہ کی
بارگاہ مین سب جمع ہوے چونکہ ابھی یہ چارون سردار تازہ وارد تھے آتے ہی اتنی بڑی مہم سر کی سنجاب شاہ
خوف کے مارے ہر قسم کی خاطر و مدارات مین مصروف ہے ابھی کسی نے کچھ نکہا بلکہ یہ پوچھا کہ دشمن کہان
ہین اور وہ دونون شاہزادیان کس مقام پر ہین سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ قلعہ جبل الحدید مین ہین
احجار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز نے ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز
سے کہا کہ تم یہان کا انتظام کرو اور ہم بربادی قلعہ کے واسطے جاتے ہین اور شاہزادیون کو گرفتار کر کے
لاتے ہین یہ کہکر یہ دونون تو اپنی فوج کو ساتھ لیکر طرف قلعہ جبل الحدید کے روانہ ہوے اور یہان
ترکش ناوک انداز اور سرکش ناوک انداز نے پہلے تو کشتون مین سکندر و رفیع البخت کو تلاش
کیا جب نہ پایا تو کہا خیر دیکھا جائیگا اب انکی زندگی موت سے بدتر ہے اسلیے کہ بد سمت دریا مین فوج تباہ
ہوگئی خود زخمی ہو کر خدا جانے کہان روان دوان ہو گئے جتنے دنون مین وہ اچھے ہونگے اتنے دنون مین
سنجاب شاہ اور دونون شہزادیون کو لیکر خدمت خداوند مین پہونچ جائینگے غرضکہ جب کشتون کے
دفن سے فراغ حاصل ہوا تو ترکش ناوک انداز نے سنجاب شاہ کو پیام ساریق کا دیا اور کہا کہ آپکے
بارے مین یہ حکم خداوند ساریق کا ہے کہ گرفتار کر کے لانا عزت سے نہ لانا اور جسکو لائق انتظام دیکھنا
اُسکو حاکم کر کے چلے آنا ہم جسکو مناسب جانینگے اپنا پیر بنا کر بھیج دینگے یہ سنکے سنجاب شاہ نہایت
پریشان ہوا کہا کہ میرا کیا قصور ہے تم لوگون نے دیکھا کہ مین خود اس خدا پرست کے ہاتھ سے کیسا تباہ ہوا لیکن
اطاعت اُسکی اختیار نہین کی اور خداوند کی پرستش سے منھ نہین موڑا ترکش ناوک انداز نے
کہا کہ یہ عذر خداوند کے سامنے پیش کر دیجیے گا وہ چاہیگا معاف کریگا چاہیگا نہ بخشیگا ہم جتنا حکم پاکر آئے
ہین اُسکی تعمیل ضرور کرینگے سنجاب شاہ نے ہراسان ہو کر نجم اختر شناس کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا
کہ اگر مین ایسا جانتا تو رفیع البخت کی اطاعت اور پرستش خداے برحق کی اختیار کر لیتا افسوس کہ دنیا
اور عقبےٰ دونون خراب ہوئین نجم اختر شناس نے بھی اشارے مین سمجھایا کہ آپ نظر پروردگار حقیقی پر

رکھیے وہ مدد کرنیوالا ہے لیکن عہد اپنے ثابت ہیگا ترکش ناوک انداز نے سنجاب شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیا اور سر ترکش ناوک انداز سے کہا کہ مین تو اسے لیکر خداوند کی طرف چلتا ہون سنگ انداز شاہزادیون کے لینے کو قلعہ کی طرف گئے ہوئے ہین تم ملک سنجابیہ کا انتظام کر وزرائے سلطنت کو انتظام ملک سپرد کرکے ہمراہ سنگ اندازون کے آنا یہ کہکر ترکش تیرانداز تو جانب ملک ساریقیہ مع قید گلسنجا شاہ مغربی روانہ ہوا اور ترکش تیرانداز نے نجم اختر شناس اور ہامان دانشور کو اُنکے عہدے پر رہنے دیا اور بادشاہ کی جگہ تصویر ساریق کی نصب کردی اور اب یہ بھی ذبیح ایلخت اور سکندر کی فکر کرنے لگا کہ جہان کہین پتا لگتے تو اُنکو بھی اسیر کرکے خدمت مین خداوند کے روانہ کیا جائے ہرکارے اسکے ہر جانب تلاش کرتے پھرتے ہین لیکن +

اب چند کلمے داستان سنگ اندازون کے سنیے

کہ جسوقت اجحار سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز سامنے قلعہ جبل الحدید کے پہونچے تو انھون نے خیمہ برپا کیا ان ظالمون کو دیکھتے ہی عنقائے قلعہ دار نے جلدی سے قلعہ کا انتظام درست کیا خندق پانی سے بھروا دی پل تختہ اٹھوا لیا توپین پھاٹک پر چڑھا دین اور گولہ اندازون توپون پر مسلط ہوگئے یہان اصنام سنگ انداز اور اجحار سنگ انداز نے ایک نامہ تحریر کرکے عنقائے قلعہ دار کو بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے عنقائے قلعہ دار تو اپنے خداوند کو بھول گیا اور اطاعت ایک ایلچی خداپرست کی تو نے اختیار کی یہ نہ سمجھا کہ ایسا نہو غضب خداوند نازل ہو آخر وہ وقت آگیا جن لوگون سے بہارستان مغرب بھر اریا تھا ہم چار آدمیون نے آتے ہی اُنکو کیسا تباہ کردیا کہ پتا بھی نہین معلوم ہوتا کہ وہ خود کیا ہوئے اور رفیق اُنکے کہان گئے یہ سوا قدرت خداوند کے اور کیا ہے لہذا تجھکو لائق و لازم یہ ہے کہ دونون شاہزادیون کو لیکر حاضر ہو اور اس دین جدید کو ترک کرکے توبہ کر تو شاید خداوند خطا تیری عفو کردین ورنہ ہم قلعہ مین گھس کے شاہزادیون کو بھی لیجائینگے اور قلعہ کو اس طرح تاخت و تاراج کردینگے کہ پتا بھی تو نہ معلوم ہوگا کہ کبھی قلعہ اس پہاڑ پر تھا بھی یا نہین جسوقت نامہ دار سنگ اندازون کا سامنے قلعہ کے پہونچا تو اُسنے نامہ تیر مین باندھکر قلعہ مین پھینکا عنقائے قلعہ دار نے نامہ کو پڑھا نامہ لیے ہوئے خدمت مین ملکہ سمن اندام سبز لوش کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے ملکہ عالم اب وہ وقت آگیا کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوا چاہتا ہے آپ کو اگر اپنی جان و آبرو بچانا ہے تو نقابین چہرون پر ڈالکر قلعہ سے نکل جائیے اور شاہزادون کو تلاش کیجیے یا کسی سے پتا پوچھکر ملک روشن بخت کی راہ لیجیے کہ وہان اُنکے تمام عزیز مع بادشاہ لشکر اسلام اور صاحبقران زمان موجود مین یہان کی تباہی کا حال بیان کیجیے گا وہ لوگ آپ کو عزت و حرمت سے رکھینگے اور یقین ہے کہ یہان آکر اُنکا کامل انتظام کرینگے قلعہ کے چور دروازے سے مین اس طرح آپ کو نکال دونگا کہ کسی پر ظاہر ہوگا یہ ایک راہ مخفی ایسی ہے جس سے سوا میرے کوئی آگاہ نہین ہے اب سوا اسکے کوئی چارہ کار نہین معلوم ہوتا ہے یہ سنکے ملکہ رونے لگی اور فلک کو دیکھا عنقائے قلعہ دار بھی رو دیا کہ افسوس یہ پروردہ ناز و نعمت اور یہ تباہی ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ بہن کیون رو رہی ہو یہ وقت استقلال کا ہے سنا ہے کہ خاصان خدا ہی پر مصیبت بھی زیادہ نازل ہوتی ہے جب وہ وقت نہین رہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا زندہ تو ہمین کوئی کیا پاسکتا ہے اگر پائے گا تو مردہ پائیگا عالم مین نام رہجائے گا اور انجام بھی درست ہوگا جلد دو مرکب منگواؤ اور تبدیل لباس کرو نقاب کے اندر کا حال کون جانسکتا ہے کہ عورتین ہین یا مرد

ہین غرضکہ اُسی وقت دو مرکب آئے دونون شاہزادیون نے مردانے لباس پہنے چہرون پر نقابین ڈالین
اور گھوڑون پر سوار ہوکر چور دروازے سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہان عنقا نے قلعہ دار نے
جواب تحریر کیا کہ ہمکو معلوم ہوا کہ ساریق لقا سے بھی زیادہ ظالم ہی اسکا دوست ہمیشہ خراب دشمن ہمیشہ شاد
سنجاب شاہ نے اُسکی اطاعت کا دم بھرکے کیا پھل پایا جو اور کوئی امید کرے اگر بادشاہ ہمارا خدا پرست
ہوجاتا تو آج اس طرح گرفتار ہوکے کبھی نہ جاسکتا تمام اہل اسلام جانین دیتے مگر سنجاب شاہ کو ضرور
رہا کرتے مین جنت کا راستہ چھوڑکر جہنم کی طرف کبھی نہ جاؤنگا مرنا ایک دن ضرور ہی اگر قضا آگئی تو بچ نہین
سکتے اور اگر وقت قضا کا ابھی نہین ہی تو روئے نگشا بھی کوئی میلا نہین کرسکتا شاہزادیون کو تیرے سپرد کرکے نمکحرام
اپنے کو مشہور کرین دنیا کی بھی لعنتی اُٹھائین اور عاقبت بھی بگاڑین یہ ننگ و عار کوئی سپاہی ہیشہ کبھی گوارا
نکریگا جو تجھسے ہوسکے قصور نکر جبتک ہماری دم مین دم باقی ہی تجھے قلعہ مین قدم بھی تو نہ رکھنے دینگے اور جب
ہم نہونگے کوئی اور مددگار پیدا ہوجائیگا تم لوگ شاہزادیون کو پا نہین سکتے اب یہ خدا پرست ہوئین
اور اُنھون نے اپنے خالق حقیقی کو پہچانا اب خالق اُنکا نگہبان ہی یہ جواب تحریر کرکے اور نامہ تیر مین باندھکر
پھینک دیا نامہ دار جواب نامہ کا لیتے ہوئے اصنام سنگ نداز اور احجار سنگ انداز کے پاس
آیا جب ان دونون نے نامہ پڑھا تو بہت غیظ آیا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرچی خبر عنقا سے قلعہ دار کو ہوئی اسنے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا اب یہ تو انتظار
صبح مین مصروف انتظام جنگ ہوتے ہین جب صبح ہوگی تو دیکھا جائیگا کہ کیا ہوا لیکن اول حال ملکہ
سمن اندام اور تصویر برق جمال کا سنئے کہ یہ دونون جو قلعہ سے نکلکر چلی ہین تو اُنھون نے ایک
سمت کو گھوڑے اُٹھا دیئے نہ تو راستے سے واقف نہ راہبر ساتھ شب تاریک جنگل کا سناٹا اگرچہ تصویر
برق جمال شیر دل عورت تھی لیکن پھر بھی بسبب ناتجربہ کاری اور عورت ہونے کے سناٹا صحرا کا دیکھکر رونگٹے
کھڑے ہوتے تھے اور سمن اندام سبز پوش کا تو چادون خون خوف سے خشک ہوا جاتا تھا وہ ہوا کا
سناٹا پتون کی کھڑکھڑاہٹ درندون کی ہیبت ناک آوازین دل دہلائے دیتی تھین کیا تقدیر
کی گردش اور زمانہ کا انقلاب پیش آیا تھا جان و آبرو کا خوف اُس صحرا مین لیے جاتا تھا جاتے جاتے
صبح ہوگئی تو سامنے اک قلعہ دکھائی دیا اگرچہ سمن اندام یہ جانتی تھی کہ ابھی سرحد بہارستان
مغرب کی باقی ہی اور یہ کوئی ملازم میرے باپ ہی کا اک قلعہ کا حاکم ہوگا زمانے کے انقلاب اور گردش
تقدیر سے یہ امید نہ تھی کہ اپنا نوکر بھی باآشتی پیش آئیگا کیونکہ یہ خبر مشہور ہوچکی تھی کہ سنجاب شاہ
گرفتار ہوگیا ہی ہر ایک صوبہ دار قلعہ دار اپنے اپنے مقام پر خود مختار بن بیٹھا تھا اب ان شاہزادیون
پر بھوک اور پیاس کا غلبہ ہی اور آنکھون مین نیند کا خمار بھی ہی گھوڑے سے رات بھر کی رہروی سے
تھک چکی ہین یہ پریشان ہین کہ کیا کرین اور کہان جائین اک درخت کے نیچے دونون نے گھوڑون کو
روکا ملکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ بہن زین پوش بچھاکے بیٹھو گھوڑون کو چھوڑدو کہ یہ بھی چرلین
ہم تم بھی ذرا دم لے لین اسکے بعد دیکھا جائیگا یہان سے کسی اور شہر مین چلکر سرا وغیرہ مین قیام
کرینگے کہ تھکان مٹے تو پتا ملک روشن بخت کا دریافت کرکے عملداری ساریق سے باہر قدم
نکالین دونون شاہزادیان گھوڑون سے اتر پڑین اور زین پوش بچھاکے بیٹھ گئین گھوڑون کو چھوڑ
دیا کہ چرنے لگے ملکہ سمن اندام کو تو گھوڑے سے اُترتے ہی رات بھر کی زحمت سے بخار آگیا
لیکن تصویر برق جمال بسبب عادی ہونے کے زیادہ پریشان نہ تھی لیکن سمن اندام کی حالت

اس قابل نرہی تھی کہ یہ گھوڑے کی سواری مین سفر کر سکتی یہ حال دیکھکر تصویر برق جمال نہایت مضطر ہوئی اور رونے لگی نہ تو یہ بن پڑتا تھا کہ ملکہ کو چھوڑکے قلعہ مین جاکر سواری کا بندوبست کرتی کہ یہان کون حفاظت کرنے والا تھا جو بیٹھا تھا اور نہ ٹھہرتے بنتا تھا ایسی پریشانی کے عالم مین تھی اور سمن اندام شدت تپ سے بیہوش پڑی ہوئی تھی اول حال کچھ اس قلعہ کا بھی سن لیجیے کہ یہ قلعہ بہمن زہر مار خوار کا ہے سنجاب شاہ مغربی کی طرف سے بہمن اس مقام کا حاکم اور محافظ سرحد ہے فصیل قلعہ پر ٹہل رہا تھا کہ اسنے دیکھا دو نقابدار آکر ایک درخت کے نیچے ٹھہرے ہین اور ملک سنجابیہ کی طرف سے چلے آتے ہین اسنے اپنے عیار کو بلا کے اس سے کہا کہ جاکے ان دونون نقابداروں سے دریافت کر کہ تم کہان سے آتے ہو اگر یہ شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہون تو انکو بلا لا نیا حال ملک سنجابیہ کا دریافت کرنا ہے میں نے سنا ہے کہ وہان کوئی خدا پرست فقیر بن کے آیا ہوا ہے اور اب اسنے ایسا عروج پکڑا ہے کہ بمیر قدرت اسکے ہاتھ سے عاجز ہے بلکہ کچھ ایسی بداقبالی آئی ہوئی ہے کہ خداوندگی ناراض ہوگئے ہین اور انھون نے ناوک اندازون اور سنگ اندازون کو تباہی شہر سنجابیہ کے واسطے بھیجا ہے عیار اسکا پرندہ لے ہر قلعہ سے نکلکر پاس ان شاہزادیون کے آیا اور اسنے پوچھا کہ ای نقابدار تم کہان سے آئے ہو اگر شہر سنجابیہ کے حال سے واقف ہو تو ہمسے بیان کر دیا قلعہ مین چلو کہ حاکم قلعہ کو کچھ حال شہر سنجابیہ کا تمسے دریافت کرنا ہے یہ سنکے بلکہ تصویر برق جمال نے کہا کہ ہم واقع مین شہر سنجابیہ ہی سے آتے ہین اور ملک ساریقیہ کو جا رہینگے اور تجھسے کیا بیان کرین چل تیرے مالک ہی کے سامنے کہدینگے ہمین ایکدن اور ایک رات قیام کرنا بھی منظور ہے کہ دوسرا نقابدار بیمار ہوگیا ہے ہر چند ملکہ نے آواز بنا کے بات کی مگر عورت کی آواز مرد سے کہان مشابہ ہو سکتی ہے عیار سمجھ گیا کہ اس حجاب مین کچھ اسرار ضرور ہے یہ مرد نہین بلکہ عورتین ہین اور عورتین بھی خاندان شاہی کی معلوم ہوتی ہین عیار نے کہا کہ مین جاکر نقابدار بیمار کے واسطے سواری لاتا ہون آپ نہ گھبرائین علاج نقابدار کا اچھی طرح کرین جس وقت صحت ہولے اس وقت کوچ کیجیے گا یہ سنکے ان دونون شاہزادیون کو گونہ تسلی ہوئی اور پرندہ لے ہر خدمت مین بہمن زہرمار خوار کی آیا اور کہا کہ ای شہریار یہ دونون نقابدار مجھے عورت معلوم ہوتے ہین سواری میرے ساتھ کیجیے تو ایک نقابدار بیمار ہے اسے سوار کرکے قلعہ مین لے آؤن قرینہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ شہر سنجابیہ تباہ ہوگیا یہ عورتین خاندان شاہی کی تباہی کی حالت مین روپوشی کرکے نکلی ہین انسے پتا بھی اچھی طرح معلوم ہوجائیگا اور اگر پسند آئین تو انھین بھی اپنے تصرف مین لاسیے اسلیے کہ سنجاب شاہ کا اب خوف نہین رہا کہ وہ عتاب خداوندی مین گرفتار ہے اور کوئی آپکا کیا کر سکتا ہے اور کسکو معلوم ہے کہ کون تباہ ہوکے کدھر گیا چونکہ بہمن زہر مار خوار آدمی شوقین ہے اسنے باشتیاق دید اور وصال اسی وقت سواری منگاکر ساتھ کی عیار پالکی لیکر خدمت مین نقابدار کے آیا اور عرض کی کہ یہ پالکی حاضر ہے سمن اندام اس وقت تک بے حال سو رہی تھی عیار نے اٹھانے کا قصد کیا کہ پالکی مین سوار کرو ان نقابدار دیگر یعنے ملکہ تصویر برق جمال نے منع کیا غرض یہ تھی کہ نامحرم کا ہاتھ نہ لگے عیار نے سبب پوچھا نقابدار نے کہا کہ یہ شخص بدمزاج نسبت ہے مین اسے سوار کیے دیتا ہون یہ کہکر سمن اندام کو اٹھاکر پالکی مین ڈالا آپ گھوڑے پر سوار ہوئی عیار نے دوسرے گھوڑے کو لیا اور جانب قلعہ روانہ ہوئی جسوقت قلعہ مین پہونچی تو بہمن زہرمار خوار نے کہا کہ ای نقابدار آپ قلعہ کے برج مین رہنا پسند کرتے ہین یا شہر کے اندر کوئی مکان آپ کے رہنے کو دیا جائے تصویر برق جمال نے خیال کیا کہ شہر مین رہنا برا ہے ایسا ہو کہ راز فاش ہو کہا کہ ہمین برج مین رہنا پسند ہے کہ یہ بلند مقام ہے ہوا بھی یہان کی اچھی ہوگی علاوہ اسکے ہوا سے صحرا مریض کے لیے بہت مفید ہے بہمن نے قلعہ

کے برج شمالی مین انکو جگہ دی سامان راحت مہیا کردیا اسی عیار کو خدمت کے لیے معین کیا کہ اگر یہ عورتین ہین اور حسین
مین تو معلوم ہوجائیگا ملکہ تصویر برق جمال نے دل مین شکر خدا کیا کہ وہ پریشانی تو دفع ہوئی اب یہان ایک یہی
خوف ہی کہ راز نہ افشا ہو ذرا طبیعت سمن اندام کی سنبھل جائے تو کسی دوسری سواری کا بند و بست کرکے
یہان سے بھی کوچ کرین دو ایک دن کی احتیاط زیادہ دشوار نہین ہی اور مقام بھی تنہائی کا ہی جب یہ آرام سے
بیٹھ چکین تو عیار نے کھانا لا کے رکھا اور کہا کہ منہ ہاتھ دھو کے کچھ نوش کیجیے ملکہ تصویر برق جمال نے
کہا کہ تم چلے جاؤ تو ہم منہ دھوئین اسلیے کہ اگر تجھکو صورت دکھانا ہوتی تو نقاب چہرہ پر کیون ڈالے عیار وہان سے
ہٹ گیا لیکن اسکو فکر تھی کہ کسی طرح انکو بیحجاب دیکھنا چاہیے لیکن آج اسنے قابو نہ پایا مگر قرینے سے
خیال اسکا پختہ ہوتا جاتا ہی کہ یہ مرد نہین عورتین ہین یہان تخلیہ کرنے کے بعد دونون شہزادیون نے
باری باری منہ ہاتھ دھویا کھانے پینے سے فراغ حاصل کیا اب سمن اندام سے تصویر برق جمال
نے کہا کہ تم زیادہ پریشان ہو ذرا سو رہو تو بہتر ہی سمن اندام نے کہا کہ جس حال مین مین ہون اُسی حال مین
تم ہو تمھین کب راحت نصیب ہوئی تم بھی سوؤ تو مین بھی سوؤن تصویر برق جمال نے جواب دیا کہ یہ کبھی نکرنا
ایسا نہو کہ سونے کی حالت مین کوئی نقاب ہٹا کے صورت دیکھ لے اور راز فاش ہونے سے دوسری مصیبت
پیش آئے مردون کی نیتین خراب ہوتی ہین جس آبرو کی حفاظت کو یہ جفائین اور صعوبتین گوارا کی ہین پھر اسکی
حفاظت دشوار ہوجائیگی یہان تو کوئی اپنا نظر ہی نہین آتا اور یہ عیار جو موا آیا کرتا ہی یہ پردہ دری کی
فکر ہی مین ہی یہ سنکے سمن اندام کا دل اور بھی دھڑکنے لگا لیٹی تو مگر خوف کے مارے نیند نہ آئی بعد کچھ دیر
کے اٹھ بیٹھی اور کہا کہ بہن اب تم سو رہو تصویر برق جمال دوسری احتیاط یہ کی کہ اندر سے سب دروازون
کی کنجیان لگا دین اور سو رہی قریب شام آنکھ کھلی دونون نے نمازین پڑھین اب کچھ کسل بر طرف ہوا کہ شام کو
پھر عیار خوان کھانے کا لیکر حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ دونون صاحب خاصہ سے فراغت کر رکھین کہ حاکم
قلعہ آنے والا ہی اُسے حالات شہر سنجابیہ کے دریافت کرنا ہی یہ کہکے عیار چلا گیا ان دونون نے فریضہ
مغرب و عشا کو پہلے ادا کیا اور کھانا کھا پی کے بیٹھ رہے اتنے مین بہمن زہر مار خوار آیا اور قریب بدولت
کے بیٹھ گیا ملکہ تصویر برق جمال شنجرفی لباس پہنے تھی اور ملکہ سمن اندام آسمانی لباس زیب جسم
کیے تھی بہمن نے شنجرفی پوش کی طرف خطاب کرکے کہا کہ ہان اب حالات شہر سنجابیہ کے بیان کیجیے
شنجرفی پوش نے تمام واقعات بیان کیے بہمن زہر مار خوار نے کہا کہ دختر بادشاہ کہان ہی شنجرفی پوش
نے کہا کہ وہ رفیع البخت کے قلعہ مین تھی جسوقت ہم شہر سنجابیہ سے نکلے ہین اُسوقت تک تو وہ وہین تھی
اب نہین معلوم کہ کیا حالت گذری بہمن زہر مار خوار نے کہا کہ بادشاہ شہر جبال کی دختر کو بھی تو کوئی
خدا پرست سوار قدرت بن کے لے گیا تھا وہ کہان گئی مین نے سنا ہی کہ وہ ایسی حسین تھی کہ اسکے باپ
نے اُسے نذر خداوند کے واسطے رکھا تھا اور شادی اُسکی نہین کی تھی یہ سنکے دل ملکہ کا تھرایا کہ بات
تے کی تھی اور خود ہی جواب دیتا تھا کہا کہ وہ بھی اُسی قلعہ مین تھی جو ایک ملکہ پر گذری ہوگی وہی دوسری پر گذری
ہوگی اور یہ بہمن زہر مار خوار وہ اس شخص کی دختر ہی جو علاوہ بادشاہ ہونے کے پہلوان زبردست ہی اور
ملکہ خود بھی سپہگری کے فن مین طاق و مشاق ہی اُسپر کوئی قابو نہین پاسکتا جبتک وہ خود نہ مطیع ہو یہ اس
قدرت ہی میں طاقت تھی کہ ملکہ کو زیر کر لیا تھا اور تجھے اسکی خوبصورتی کے ذکر سے کیا کام گو اس وقت
زمانہ اُن لوگون سے ناموافق ہو رہا ہی مگر پھر بھی اس تباہی کی حالت مین بھی اگر اُنکو معلوم ہوجائے
کہ قلعہ دار زہر مار خوار اس خیال کا آدمی ہی تو سرداران سنجاب شاہ اور سرداران ملک طوس جبالی

اور یہ رفیع البخت اور سکندر اور اُنکے تمام عزیز تجھے قلعہ مین رہنا دشوار کردین اور تجھے دختر سنجاب کا نام لیتے شرم
نہین آتی کہ وہ تیری آقازادی ہے تو یہی ہے کہ آسکے آپ کا ادنے ملازم ہے بہمن نے کہا کہ اے نقابدار سنجاب شاہ
اسیر ہوگیا اور معتوب درگاہ خداوند ہوا اب وہ اک غلام سے بھی بدتر ہے اور مین اسی طرح حکومت کر رہا ہون
اب اگر سنجاب شاہ کی دختر میرے تصرف مین آئے تو سنجاب شاہ کے لیے جائے فخر ہے کہ وہ اب بادشاہ
نہین رہا لیکن دختر اسکی بادشاہ کی بی بی کہلائیگی یہ باتین سنکے ملکہ سمن اندام تو عرق عرق ہوگئی اور اسنے فلک کو
دیکھا کہ کیا تیری گردش ہے کہ اک ادنے ملازم ہمارا ہماری نسبت یہ کہہ رہا ہے اور ملکہ تصویر برق جمال کو
ایسا غصہ آیا کہ اسکا جی چاہا کہ تلوار مار بیٹھون مگر ضبط سے کام لیا اور یہ ارادہ کیا کہ اب ایک دم اس قلعہ
مین ٹھہرنا نہ چاہیے کہ جان و آبرو کا خطرہ ہے جس وقت بہمن اُٹھ کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو
اُسنے عیار سے اسنے کہا کہ یہ دونون نقابدار ضرور عورتین ہین اور اپنی جان بچا کر ملک سنجابیہ سے بھاگی ہین
کیونکہ انکی آواز بتاتی ہے کہ یہ مرد نہین اور تنخریٔ پوش کا برا ماننا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہی دونون وہ
شہزادیان ہین جنکو مین نے پوچھا تھا آج جس طرح ممکن ہو اس بات کو دریافت کرکے مجھ سے کہہ تو کل مین
نقابین انکے چہرون کی بجبر دور کردون عیار نے کہا کہ صبح کو مین آپ سے کہہ دونگا یہ کہکر عیار وہان سے
پلٹا اور صورت فقیرنی کی بناکر آیا یہان بعد جانے بہمن زہرمار خوار کے سمن اندام نے کہا کہ بہن خدا کے
واسطے اب یہان سے نکلو یہ راز فاش ہوا چاہتا ہے تصویر برق جمال نے کہا کہ صبح ہوتے دو مرکب طلب کرکے
شکار کے بہانے سے نکلینگے اور چلے جلینگے اتنے مین اک فقیرنی نے آکر سوال کیا سمن اندام نے جو کچھ کھانا
بچا رکھا تھا اسکو دیدیا فقیرنی نے ہزارون دعائین دین اور عرض کی کہ مجھے سوجھتا کم ہے اگر حکم ہو تو رات بھر کے
لیے یہین پڑ رہون یہ تو عورت کی صورت کو ترس گئی تھین کہا کیا مضائقہ ہے ذرا دل ہی بہلیگا فقیرنی مسہری
کے پاس آکے فرش پر لیٹ رہی دونون شاہزادیان دروازے بند کرکے لیٹ کے سو رہین جب نفیر
خواب بلند ہوئی تو پرندہ بے پر اپنے مقام سے اٹھا اور تھوڑی تھوڑی بیہوشی سنگھا کر اسنے بند نقاب کھولے
تو دیکھا کہ دو آفتاب حشر جلوہ گر ہین عیار کو سکتہ ہو گیا اور دیر تک محویت کے عالم مین دیکھا کیا چونکہ دروازہ
صحرا کی طرف کا کھلا ہوا تھا کہ اس طرف سے کسیکے آنے کا خوف نہ تھا اور ہوا فرحت افزا ساتھ آرہی تھی تھوڑی ہی
دیر مین اثر بیہوشی کا برطرف ہوگیا عیار یہ سوچ رہا تھا کہ اگر زمین سے ایک مجھے ملجاتی تو زندگی کا لطف
حاصل ہوجاتا مگر بہمن زہرمار خوار کا ہمکو دینا پسند کریگا یہ اسی سوچ مین تھا کہ تصویر برق جمال کو چھینک
آئی بس جلدی سے پرندہ بے پر پھر لیٹ رہا وہان ملکہ نے منھ پر جو ہاتھ پھیرا تو بند نقاب کے کھلے
ہوے پائے بس یہ سمجھ گئی کہ راز فاش ہوا اور یہ کام سوا اُس فقیرنی کے دوسرے کا نہین ہے اب جو غور کیا دیکھا
کہ سمن اندام کی نقاب کے بند بھی کھلے ہوئے ہین بس یہ تڑپ کے اپنی جگہ سے اٹھی دیکھا کہ فقیرنی زمین پر
پڑی خراٹے لے رہی ہے تصویر برق جمال نے اک لات ماری اور کہا کہ او بلا سچ بتا تو کون ہے پرندہ بے پر
لات کھاکے تڑپ گیا اور اٹھ بیٹھا ملکہ نے ایک لات اور ماری اسنے اٹھ کے بھاگنے کا قصد کیا ملکہ نے
ہاتھ پکڑ لیا چونکہ تصویر برق جمال نہایت شہ زور ہے ہرچند عیار نے ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا اور ملکہ نے چھاتی پر گھٹنا
رکھ لیا اور کہا کہ جلد بتا تو کون ہے اور تو نے کیون بند نقاب کھولے جب دیکھا عیار نے کہ نہ بتاؤنگا تو یہ مار ہی ڈالیگی
اُس وقت بولا کہ مین عیار ہون اور حکم بہمن سے مین نے یہ گستاخی کی بس تصویر برق جمال نے کہا کہ
اے سمن اندام اٹھو اور چلنے کی تیاری کرو ورنہ قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائیگا سمن اندام اُٹھ بیٹھی دونون
نے بند نقاب درست کیے آلات حرب تن پر آراستہ کرکے عیار سے کہا کہ چلکر تیار بے گھوڑے ہمکو

ہوے ورنہ تیرا تو خاتمہ ہو جائیگا بعد کو جو کچھ ہو یہ کہکے جوکان عیار کے زور سے پکڑے یہ تو توبہ کرنے لگا اور عرض کی کہ ابھی مین گھوڑے آپکے اصطبل سے کھلوائے دیتا ہون ملکہ نے ہاتھ اسکا مضبوط پکڑا اور کہا کہ چل عیار وہان سے چلا اصطبل مین آیا دونون شاہزادیون نے گھوڑون پر ساز بھی اسی عیار سے کسوایا اور قلعہ کے دروازے کی طرف چلین عیار کی جان نچوڑی کہ الہٰی اب یہ جا کر حاکم قلعہ سے کہدے جسوقت دونون نقابدار دروازہ قلعہ پر پہونچے نگہبانون نے کہا کہ یہ کونسا وقت قلعہ سے باہر جانے کا ہے تصویر برق جمال نے عیار کے کان مروڑے اور کہا ہمارے نکلنے کی سبیل کر عیار نے نگہبانون سے کہا کہ یہ مسافر ہین انکا ہرج ہوگا جانے دو آج کل رات کا سفر مسافر کے واسطے اچھا ہے کہ گرمی کی شدت ہے نگہبانون نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا دونون شاہزادیان قلعہ سے نکلکر ایک جانب چل کھڑی ہوئین اور دور آکر عیار کی جان چھوڑی عیار سر پر پانون رکھ کے بھاگا دل مین کہتا تھا کہ کیا مردمار عورت ہے جلدی سے قلعہ مین آتے ہی خوابگاہ مین بہمن زہرمار خوار کے گیا اور جگا کر کہا کہ غضب ہوا مین نے عیاری کر کے بند نقاب کھول کے دیکھا وہ دونون نقابدار دو عورتین ہین کہ جنکا حسن مین مثل و نظیر نہین ہے مین ایسا محو ہوا کہ وہ ہوشیار ہو گئین اور مجھکو دیکھ لیا مین نے بھاگنا چاہا جان نچوڑی آخر اصطبل سے گھوڑے لیے اور قلعہ سے نکل گئین لیکن وہ ایسی اختیار کی ہے کہ دریا ملیگا جلد چلیے بس یہ سنتے ہی زہرمار خوار جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھ کے قلعہ سے نکلا اور جانب صحرا اسی پتہ پر روانہ ہوا جو عیار نے بیان کیا تھا بعد اسکے عیار اور چند سوارون کو لیکر چلا کہ مبادا کوئی ضرورت پیش آئے آگے آگے دونون شاہزادیان گھوڑون پر سوار چلی جاتی تھین پیچھے پیچھے بہمن گھوڑا مارے چلا آتا تھا کہ راستے مین دریا حائل ہوا یہ دونون شاہزادیان ٹھہر گئین اور دیکھنے لگین کہ اگر کوئی پل ہو تو اسپر سے ہو کے نکل چلین یا کوئی بجرا کشتی وغیرہ ہو تو دریا عبور کرین یہ اسی تردد مین تھین اور صبح ہو چکی تھی کہ گرد اڑی اور بہمن زہرمار خوار نمودار ہوا نقابدارون کو دیکھکر آواز دی کہ تم مجھسے بچ کے جا نہین سکتین ہوا ئیلیے کہ خداوند سارق نے یہ نعمت میرے لیے گھر بیٹھے بھیجی معلوم ہوا کہ تم میری ہی قسمت کی ہو ابھی یہ انکار ہے جب چند دن ساتھ ہوگا اور رسم دنیا ادا ہوگی تو دل ملجائیگا بس یہ سنتا تھا کہ ملکہ تصویر برجمال کو غصہ آگیا کہا او نمکحرام کیا تو نے مجبور سمجھ لیا ہے ارے مین وہ عورت ہون کہ فنون سپہگری سے بخوبی آگاہ ہون اور خدا نے میرے بازوون مین قوت بھی عنایت کی ہے اور یہ شوق بھی اسی سبب سے ہوا تھا کہ گر کوئی وقت آپڑے تو اپنی عزت کی نگہبانی کر سکون اور آبرو بچا سکون ہان یہ نازنین ایسی نہین ہے تو جس وقت تک میرے دم مین دم ہے تو اسکی طرف بھی نظر اٹھا کے نہین دیکھ سکتا ہے بہمن زہرمار خوار یہ سنکے ہنسا اور پکارا کہ جان من معشوقون کی صفت قتال ہی ہوتی ہے مین کیا خوش نصیب ہون کہ دو معشوق ملے ایک قتال اور ایک نازک اندام بے بس گر عورت سمجھتا ہے تو میرے ساتھ چلو ورنہ باندھ کے لیجاؤنگا قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ یہان تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور ملکہ تلوار کھینچے کھڑی تھی و بہمن زہرمار خوار کبھی منت کرتا تھا کبھی دھمکیان دیتا تھا کہ اس طرف سے لشکر سہراب بن رستم ثانی کا چلا آتا تھا شاہزادہ شکار کھیلتا ہوا لشکر سے آگے بڑھ آیا تھا اک آہو کے تعاقب مین گھوڑا اڑا لا تھا آہو اس مقام پر آکر ان سوارون کو دیکھکر جھجکا بس رکنا تھا کہ سنسناتا ہوا پیدا ہوا اور دم پر تیر پڑا کہ سینے کو مع دل سمیت توڑتا ہوا نکلا چلا گیا آہو اچھل کے گرا ساتھ ہی سہراب بھی قضا کی طرح پہونچا اور مرکب سے کود کر آہو کو ذبح کیا ذبح کے وقت تکبیر بلند آواز سے کہی کہ یہ آواز ملکہ سیمین اندام نے سنی سمجھ گئی کہ یہ کوئی مرد مسلمان ضرور ہے ادھر بہمن زہرمار خوار نے دیکھا کہ اک شخص غیر آگیا ہے ایسا نہو یہ قصہ بنائے اور ایک نازنین کو لینے کا قصد کرے آدمی منچلا اور سپاہی وضع معلوم ہوتا ہے بس

اسنے آنکھ بچا کر حلقہاے کمند ملکہ پر کھینچکے گرفتار کرکے لیجاؤن تصویر برق جمال ہمین نے تلوار سے ایک حلقہ کو کاٹا اور
باقی حلقون کو خالی دیکر بہمن پر تلوار ماری بہمن نے کلائی پر ہاتھ ڈالی دیا اور چاہا کہ کھینچ لون ممکن نہوا ادعر ملکہ نے
ہاتھ چھڑانا چاہا بہمن بھی زبردست تھا ہاتھ نچھوٹا اب جھٹکے چلنے لگے یہانتک کہ انہین جھٹکون مین بند
نقاب کے ٹوٹے اور ہوا سے نقاب الٹ گئی نظر جو بہمن کے چہرہ پر ملکہ کی پڑی بیخود ہو گیا کہا کہ اب مین تجھے
کب چھوڑتا ہون وہان سہراب نے جو آہو ذبح کرکے فرصت پائی اور دیکھا کہ اک نقابدار سے لڑائی ہو رہی
ہو آگے بڑھ آئے کہ تماشا دیکھئے کون غالب ہوتا ہی کون مغلوب ہوتا ہی جنگ کس بات کی ہی جو حق پر ہو
اسکی شرکت بھی کیجئے یہان دیکھا تو نقاب کا بند ٹوٹا ہوا ہی چہرہ عورت کا نظر آرہا ہی ملکہ کہتی ہی کہ او نمکحرام دیکھ تجھ
بجلی نہ گری کہ تو میرا ہاتھ پکڑے ہوے ہی مین ناموس ہون اس شخص کی جو صاحبقران اوسط کہلاتا ہی اگرچہ
تو میرا کچھ بنا نہین سکتا لیکن یہ کیا کم ہی کہ گردش تقدیر سے مین تیرے سامنے بے پردہ ہون جس وقت مین
اپنے شوہر کے سامنے جاونگی اور وہ سرگذشت میری پوچھیگا تو یہ حال سن کے اسکے قلب پر کیا گذریگی اور مجھسے
کیونکر بیان ہوسکیگا خدا پرستون نے خداوندیان تو لنکا ڈھی ہین تو کیا چیز ہی قلعہ کا نشان نہ تھی تو باقی نرہیگا
بہمن نے کہا کہ خدا پرستون نے بہتون کی عورتون پر قبضہ کیا ہی آج ہی تو اسکے عوض کا موقع ملا ہی ملکہ نے کہا
کہ خدا پرستون نے کسی کے ناموس پر کبھی نظر نہین ڈالی زن شوہردار کو بدنظر سے بھی نہین دیکھا تیری آنکھین
پھوٹ جائینگی یہ باتین جو سہراب نے سنین اور نام صاحبقران اوسط کا آیا کان اسکے کھڑے ہوے تاب
ضبط نہوسکی قریب آئے اور بہمن کو ڈانٹا کہ چھوڑ دے ہاتھ اس عورت کا تجھے عورت سے مقابلہ کرتے
شرم نہین آتی اور مجھسے کچھ بنا بھی نہین سکتا مین دیر سے دیکھ رہا ہون کہ زور ہو رہے ہین جتنا تو اسکو کھینچ لاتا
ہی اتنا ہی وہ عورت تجھے کھینچ لیجاتی ہی اور وہ اپنے کو ناموس غیر بتا رہی ہی اور تو اس سے اظہار محبت
کر رہا ہی جا دور ہو میرے سامنے سے ورنہ اتنے کوڑے مارونگا کہ کھال گرادونگا بہمن اپنے غرور مین تھا بولا کیا
بکتا ہی تجھے شاہون کے معاملات مین کیا بحث جب ہمین پسند آگئی تو ہماری معشوقہ ہی کسیکا ناموس کیسا بس
یہ سننا تھا کہ سہراب نے کوڑا مارا کوڑا کھاتے ہی بہمن بلبلا گیا جلدی سے ہاتھ ملکہ کا چھوڑدیا ملکہ نے تلوار
مارنے کا قصد کیا تھا کہ سہراب نے منع کیا اور کہا کہ مین اسکو سزاے معقول دیتا ہون بہمن نے سہراب
کی طرف پلٹ کے تلوار ماری سہراب نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ
کے زمین سے اٹھا لیا اور زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا سہراب نے کمند سے مشکین اسکی باندھ کے
درخت سے باندھ دیا اور کوڑے لے کے کھڑا ہو گیا اتنے کوڑے مارے کہ بہمن بیہوش ہو گیا جو دو اک سوار
ساتھ بہمن زہرمار خوار کے آئے ہوے تھے وہ قلعہ کی طرف بھاگے ہوے گئے اور بہرام بن بہمن سے
اطلاع کی کہ باپ کو تمہارے اک سرخپوش نے درخت سے باندھ دیا ہی اور کوڑے مار رہا ہی بہرام چونکہ
سلیم الطبع اور نیک طبیعت ہی بہمن کے حرکات سے نفرت کرتا ہی اسنے کہا کہ یہ گمراہی اور بدافعالی کا ثمرہ ہی
مگر حقوق پدری کا خیال کرکے فوج کو ساتھ لیکر بغرض رہائی بہمن قلعہ سے نکلا اور چلا یہان سہراب نے ملکہ
سے کہا کہ اب تم اپنا حال بیان کرو کہ کون ہو اور یہانتک کیونکر آئین اور صاحبقران اوسط کون شخص ہی
ملکہ نے کہا کہ اے شخص تو ہمارا محسن ہی بس اتنا احسان اور کر کہ ہمین راستہ ملک روشن بخت کا بتادے
ہمنے سنا ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام وہان رونق افروز ہین تو بھی مسلمان ہی اس سے اپنی حاجت بھی بیان کی
ورنہ یہ بھی نہ پوچھتے اتنی رازپوشی کر یہ تو رسوائی ہو چکی اب گر تجھے اپنے حالات مفصل بیان کرتی تو کہین تو بھی
مثل بہمن کے درپے عزت نہو وقت ہی ایسا تھا کہ میرا کچھ بنا نہین سکتا تھا تو بیشک اسیر کرے گا سہراب نے

کہا کہ بادشاہ اسلام پاس کس غرض سے جاؤ گی ملکہ نے کہا کہ اب ہمارا گھر تو اجڑ گیا سوا وہاں کے ہمارا اور کہاں
ٹھکانا ہے اگر خدا بچھڑے ہوؤں سے کبھی ملا سکا تو خیر ورنہ زندگی تو موت سے بدتر ہو رہی تھی ہی سمن اندام
سے ضبط نہو سکا کہا ای شخص تو نے آہو کو ذبح کرتے وقت تکبیر کہی اس سے مجھے معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہے تجھے
قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ ہمارے ساتھ دغا نکرنا لے ہم بیان کیے دیتے ہیں نام میرا سمن اندام سبز پوش
ہے میں دختر ہوں سنجاب شاہ مغربی کی اور یہ نازک اندام شیر دل مرد خصال عورت دختر ملک طرطوس
جبالی کی ہے اور ناموس ہے سکندر رستم خو کی اور میری جان آبرو کا مالک صاحبقران بن صاحبقران
رفیع البخت نوجوان ہے یہ سنکے سہراب نے کہا کہ پھر یہ تباہی کیونکر آگئی ملکہ نے سب حال مفصل بیان کیا اتنے
میں لشکر بھی سہراب کا آگیا شاہزادہ نے جلدی سے خیمہ برپا کرا کے دونوں شاہزادیوں سے کہا کہ اب
اس خیمہ میں بیٹھو اگر تم سکندر و رفیع البخت کی منظور نظر ہو تو ہماری بھی کوئی ہو کبھی تمنے ان دونوں کی
زبانی نام سہراب کا بھی سنا تھا یہ نام سنکے دونوں شاہزادیوں کو اطمینان ہوا اور خیمہ میں داخل ہوئیں میں
سہراب نے اپنی خیمہ میں اپنی معشوقہ ملکہ لعلان سبز پوش کو بھی بھیج دیا لشکر کو خیمہ کی حفاظت کے واسطے
معین کیا اور بہمن کو قید کر لیا اتنے میں گرد اڑی اور ہر کاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ بہرام بن بہمن اپنے
باپ کو رہا کرنے کی غرض سے آتا ہے فرمایا آنے دو کچھ پروا نہیں ہے اور مرکب کو جھپٹا کر آگے بڑھ گئے اتنے میں
سامنے سے بہرام نمودار ہوا سہراب نے نقاب سرخ چہرہ پر ڈال لی ہے جب نظر بہرام کی نقاب دار یاقوت
پوش یعنے سہراب بن رستم پر پڑی تو للکارا کہ ای سرخ پوش اگر تو عورت ہے تو میں تجھسے مقابلہ کرنا نہیں چاہتا
بجنسہ یہ کہتا ہوں کہ میرے باپ کو رہا کر دے جیسی حرکت اسنے کی تھی اسکی سزا پائی آئندہ سے میں معذور
ہوں لیکن اگر مرد ہے تو آ مجھسے سامنا کر یہ سنکر سہراب کو تعجب ہوا کہ ایسے بد سرشت کا پسر اور ایسا نیک طینت
فرمایا کہ ای بہرام ایسے باپ سے کنارہ کشی بہتر ہے تجھے اسکی رہائی کے واسطے آتے ہوئے شرم بھی نہ آئی اور میں
مرد ہوں تو مجھسے سامنا کر اگر غالب آئیگا تو اپنے باپ کو رہا کر لیجانا اور اگر مغلوب ہوا تو جبتک تو دین
اسلام نہ قبول کریگا رہا نہ کرونگا بلکہ زندہ نچھوڑونگا یہ سنکے بہرام نے کہا کہ اگر میرے بازوؤں میں خداوند
سامری نے طاقت دی ہے تو غالب آؤنگا لے ہوشیار ہو جا یہ کہکر بہرام نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر
سہراب کے وار کیا سہراب بن رستم نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور چند ہی طعن میں نیزہ ہاتھ سے بہرام کے نکال دیا
بہرام نے تعریف کی اور تلوار کمر سے کھینچی سہراب نے بھی تلوار کھینچی وار چلنے لگے دو تین ضربوں کی رد و بدل میں
مرکب بہرام کا مارا گیا بہرام مرکب سہراب کی طرف چلا کہ اسے بھی پیدل کر دوں ممکن نہوا اسلیے کہ شاہزادہ نے
بھی یہ خالی کیا بہرام نے لپٹ کے تلوار ماری سہراب نے کلائی پکڑ لی اسنے تلوار چھوڑ کے گریبان میں
ہاتھ ڈال دیا کشتی ہونے لگی پہر بھر کی کشتی میں سہراب نے لنگر بہرام کا توڑا اور سر سے بلند کر کے آواز دی
کہ کہو کیا کہتا ہے بہرام نے کہا کہ ای نقاب دار تیرا مثل نہیں ہے تا زندہ ایم بندہ ایم شاہزادہ نے آہستہ سے چھوڑ دیا
بہرام نے عرض کی کہ ای شہریار دین وعدہ وفائی کو موجود ہوں مجھے کلمہ تلقین فرمایئے سہراب نے کلمہ پڑھایا
بہرام از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ اس دین مبین کو اختیار
کرے ورنہ جہاں چاہے چلا جائے سبنے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جو آپکا دین وہ ہمارا دین اب سہراب
نے بہمن کو طلب کیا جسوقت بہمن سامنے آیا اور فرزند کو اپنے دیکھا کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو بھی زیر ہوا
بہرام نے کہا کہ او بیشک بہمن نے کہا کہ افسوس کہاں اس ظالم نے آ کے دراندازی کی ہے سہراب نے کہا
کہ ابھی دماغ کا تیرے خلل برطرف نہیں ہوا ہے بہمن نے کہا کہ عشق لگانا سودا ایسا نہیں ہوتا جو پھر جائے اس وقت

بہرام نے کہا کہ آپکو شرم نہین آتی کہ زیر ہوے کوڑے کھائے اور پھر وہی باتین آپ کرتے ہین اس شہریار نے جا تیغ آ
بسعر دت کو کام دیا دوسرا ہوتا تو قتل کر ڈالتا اب بہتر یہ ہے کہ اپنے افعال سے توبہ کیجیے اور دین خدا پرستی اختیار
کیجیے بہمن نے دیکھا کہ اب بیٹا بھی دشمن ہوا چاہتا ہے اور بغیر مسلمان ہوے یہان نہین بچتی ہے مجبور ہو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا
سہراب نے بہمن کو خلعت دیکے رخصت کیا یہ تو جانب قلعہ روانہ ہوا لیکن بہرام نے عرض کی کہ اے شہریار
گو یہ میرا باپ ہے مگر مجھے اسکے اسلام لانے کا اعتبار نہین اسلیئے کہ مین اسکی حرکات سے خوب واقف ہون فرمایا
کہ خیر دیکھا جائیگا وہان ملکہ لعلان سرخ پوش نے جو دو نازنینین اور دیکھین اسکو بدگمانی ہوئی غصہ سے سرخ
ہو گئی اور آتش رشک مشتعل ہوئی مگر ضبط سے کام لیا جب شاہزادہ سہراب ثانی دربار برخاست
کر چکے تو خیمہ مین تشریف لے گئے پہنچتے کہدیا کہ مین آتا ہون یہ دونون آگاہ ہو چکی تھین کہ یہ سہراب بن رستم رفیع البخت
کا بھتیجا اور سکندر کا بھائی ہے اس سے پردہ کیسا شاہزادہ نے آتے ہی پوچھا کہ کوئی تکلیف تو نہین ہے ان
دونون نے جواب دیا کہ ہم بہت راحت سے ہین سہراب نے سنانے کی غرض سے کہا کہ مین جو کہتا تھا وہ نہین ہون
اگر یہ بہانہ نکرتا تو تم میرے دام مین کیونکر پھنستین جسوقت بند نقاب تمہارا مقابلے کی حالت مین ٹوٹا ہے تو مین
صورت دیکھکر عاشق ہو گیا اور فریب دہی کر کے تمکو قبضہ مین کیا یہ سُن کے سمن اندام تو تھر تھر کانپنے لگی اور
تصویر برق جمال نے کہا کہ جو ملنا ہے وہ دشمن آبرو ملتا ہے کیا تقدیر ہے مگر جسوقت سکندر و رفیع البخت
کو معلوم ہوگا تو جو حال ہمنے بہمن کا کیا ہے وہی حال تمہارا ہوگا سہراب مسکرا رہا ہے اور یہ دونون شاہزادیان
پریشان ہو رہی ہین نام سکندر و رفیع البخت کا سُنکے لعلان سرخپوش کے خیالات برطرف ہوے
اب اپنے بھی پھیرا کہ پہلے تو خوشی خوشی چلی آئین اب ایک ہچشم کو جو دیکھا تو پاکدامن بنی گئین تصویر
برق جمال کو غصہ آیا اور کہا کہ جس طرح تم انکے پاس آئی ہو اسی طرح سکو جانتی ہو سمجھ نہ ہر زن زن ست
نہ مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + ملکہ لعلان سرخپوش نے آخر کو اطمینان دلایا کہ ہمسے شیشہ نکلنے
کا ہے اس وجہ سے یہ ہنستے ہین اور ستاتے ہین سہراب بن رستم یہی ہین اب تم اطمینان رکھو بعد اسکے شاہزادہ
سہراب بن رستم دوسرے روز کوچ کر کے طرف ملک سنجابیہ آگے روانہ ہوے اور شام کو پھر مقام کیا ادہر
بہمن زہر مار خوار جو قلعہ مین گیا انسنے اپنے پرندہ بے پر عیار سے کہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکال کہ وہ قتال عالم
جو مجھسے لڑی تھی وہ میرے قبضہ مین آجائے پرندہ بے پر نے کہا کہ مین جا کر کوشش کرتا ہون اگر ملتی
ہے تو بیہوش کر کے لیے آتا ہون یہ کہکر پرندہ بے پر جامہ عیاری تن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا اور
بہمن نے کہدیا کہ رات کو آپ بھی تھوڑی سی فوج لیکر آجائیگا کہ ملکہ کے لانے مین دشواری ہو بہمن بہنگام
رات کو پوشیدہ طور پر چند سواروں کو ساتھ لیکر تعاقب مین لشکر سہراب کے روانہ ہوا یہ خبر بہرام کو ہوئی
کہ آج تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر والد آپ کے کہین گئے ہین کچھ باتین عیار سے ہوئی تھین یہ سنکے بہرام
سمجھ گیا کہ یہ ملکہ کی فکر مین گئے ہین پس یہ بھی قلعہ سے تنہا نکلکر روانہ ہوا جس مقام پر شاہزادہ سہراب نے
قیام فرمایا تھا وہ جگہ با نصا تھی خیمہ ملکہ کے قریب چند درخت لگے ہوے تھے پرندہ بے پر عیار وہان چھپکے سے
بیٹھ رہا جب نصف شب گذر گئی اور سب محو خواب ہوئے تو یہ عیار پشت خیمہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا
اور ملکہ تصویر برق جمال کو بیہوش کر کے لے نکلا اس طرف سے یہ پشتارہ بدوش جاتا تھا اور ادھر
سے بہرام آتا تھا بہرام نے ڈانٹا کہ کون ہے عیار نے اپنے مالک کا فرزند جانکر راز بیان کر دیا بہرام نے
کہا کہ کیا تو نے دین اسلام نہین اختیار کیا پرندہ نے کہا کہ حسب مصلحت وقت کے موافق جان بچانے کی غرض
سے آپ کے والد ماجد نے کلمہ پڑھ لیا تھا اسی طرح مین نے بھی اسلام اختیار کیا تھا نہ وہ در اصل مسلمان

ہوے ہین نہ مین مسلمان ہوا ہون یہ سنکے بہرام نے کہا کہ دیے لستارہ مجھے بدنام کرائیگا غضب کیا تو نے
کہ ملکہ کو پھر لے آیا اتنے مین ہمن بھی آ پہونچا فرزند کو برا بھلا کہنے لگا بہرام نے کہا کہ کافر باپ کی اطاعت
واجب نہین ہمن نے کہا کہ مجھے تو کافر کہتا ہے ایسی نالائق اولاد کا زندہ رہنا اچھا نہین جو باپ کے عیش مین خلل انداز
ہو یہ کہکر تلوار بہرام کو ماری بہرام نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا ہمن کو قلم کر کے تلوار جگرگاہ تک
اتر آئی پیومندہ بے پرلت ستارہ بھڑک کے بھاگنے پر تھا کہ بہرام نے تیر بالشت بر پڑا کہ سینہ توڑ کے پار ہو
گیا اب بہرام حیران تھا کہ ملکہ کو کیونکر ہوشیار کرا کے بھجوا دون کہ ہوا سے اثر بیہوشی برطرف ہوا اور ملکہ
ہوشیار ہوئی تو اپنے کو صحرا مین پایا قریب اپنے اک لاش پڑی دیکھی اور ایک شخص کو سرہانے
کھڑے دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے کہین مین خواب پریشان تو نہین دیکھ رہی ہون یہ سوچ کے آنکھین بند
کر لین وہان پاریدارین جو ہوشیار ہوئین اور ملکہ کو نہ پایا قنات چاک دیکھی شور کرنے لگین کہ ملکہ کو کوئی لیگیا
جلدی سے محافظون نے جا کر شاہزادہ سہراب بن رستم کو اطلاع دی کہ ملکہ کو کوئی لیگیا بس یہ سن کے
شاہزادہ پریشان ہوا اسپارہ ثانی سے کہا کہ تو نے یہ کیسی حفاظت کی جہان سے بنے ملکہ کو پیدا کر ورنہ مین
سکندر کو کیا منہ دکھاؤنگا ستارہ آیا اور پتا ایجان کر نشان قدم دیکھتا ہوا چلا اور شاہزادہ سہراب بھی
گھوڑے پر سوار ہو کے چل کھڑے ہوے کبھی گھوڑا دوڑا کے ادھر نکل گئے کبھی ادھر دیکھا کہ اک
مقام پر کوئی سوار کھڑا ہے آواز دی کہ کون بہرام نے آواز پہچانی اور عرض کی کہ ای شہریار آپکا گنہگار جلد ادھر
تشریف لایئے سہراب نے اس پریشانی مین آواز نہین پہچانی تھی قریب آئے تو بہرام کو دیکھا اور ملکہ تصویر برق
جمال کو پہچانا پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے بہرام نے لاش اپنے باپ کی اور اسکے عیاری کی دکھائی اور سارا ماجرا
بیان کیا شاہزادہ سہراب بن رستم نے آفرین کی ملکہ کو خیمہ مین بھجوا دیا اور آپ پلٹ کے پھر قلعہ مین
آئے اور بہرام کو تخت نشین اور خراج معاف کر کے وہان سے کوچ کر کے طرف گلستان باختر
کے ہنسی خوشی روانہ ہوئے

چند کلمے داستان شوکت بیان زیب ورنگ جہانبانی گوہر تاج کشورستانی سلطان عالی مقام یعنی بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران ذی احتشام کے بیان کیے جاتے ہین اس طرح کہ پہونچنا لشکر اسلام کا بیابان سکندریہ مین اور گرفتار سحر ہونا سرداران اسلام کا تعلیم اسم اعظم ہونا صاحبقران عالیشان کو مسلمان ہونا سکندریہ نشین کا باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس مع آغاز داستان

نگاہ آنکھ سے ای یار ماہرو نکلے
تری تلاش مین جو جائے چارسو نکلے
کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے
ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے
کہ پردہ کعبہ کا الٹون وہان بھی تو نکلے

سنا ہے لوگون سے سودے کی ہے سرشت کو
خدا ہی رکھیگا پوشیدہ راز الفت کو
خود اپنی آنکھ سے دیکھینگے اسکی صورت کو
وہ آگئے ہین جو گھر امتحان وحشت کو
خدا نکردہ کہین جیب مین رفو نکلے

تجھی کو دیکھوں دم نزع آہ بھرتے وقت ۔ توہی ہو پیش نظر جان سے گزرتے وقت
توہی ہو سامنے تربت مین بھی اترتے وقت ۔ یہی ہے خواہش دل ہر گھڑی کہ مرتے وقت

تڑپ تڑپ کے یہ دم تیرے روبرو نکلے

یہ آرزو ہے کہ رہو ترا مرے در پر ۔ جبین جبین پہ ہو ابرو ہو یار ابرو پر
کہان نصیب جو پہلو ہو تیرا پہلو پر ۔ مچل کے سر تو کبھی رکھ دے میرے زانو پر

کہ کچھ تو اس ترے بیکس کی آرزو نکلے

ذرا کمک مری اے خالق صمد کرنا ۔ کوئی عدو ہو اگر راہ مین تو رد کرنا
کچھ اسکے ساتھ ہی اے آہ تو بھی کد کرنا ۔ چلا ہون اُس طرف اے جذب دل مدد کرنا

کہ گھر سے وہ بھی ذرا بہر جستجو نکلے

بجا ہے غصہ مرا اپنے قلب مضطر پر ۔ یہ لایا چاہتا ہے مفت کی بلا سر پر
کہین یہ راز نہ کھل جائے میرے دلبر پر ۔ خدا سے حور کی خواہش ہے یار کے در پر

ستم ہی ہو اگر اسدم وہ تند خو نکلے

جمال اپنا دکھائیگا کون بت آکر ۔ دلون کو کردیا بسمل سمجھون کے تڑپا کر
اذان کے پردے مین کہتے ہین نا بتلا کر ۔ حرم مین کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر

طواف کرنے کو زہاد بے وضو نکلے

فراق دوست مین جی کھونے والونکو دینا ۔ غم و ملال مین خوش ہونے والون کو دینا
ضرور اشکون سے منھ دھونے والونکو دینا ۔ ذرا ذرا سا سبھی رونے والون کو دینا

جو میری آنکھ سے دل کا کبھی لہو نکلے

فریب کھل گئے حضرت کے سب خدائی پر ۔ غرور تھا بس اسی زہد کی کمائی پر
ہنسے تھے یاس کی تم طاعت ریائی پر ۔ تمھین تو ناز تھا ثواب پارسائی پر

تمھارے گھر سے تو کرکے کئی سبو نکلے

سے بزم سخن طوطی خوشنوا بدین زمزمہ غدنر نغمہ سرا ہو کہ راوی بیان کرتا ہے کہ بادشاہ اسلام نے مہینہ بھر سے زیادہ انتظار کیا مگر نہ رفیع البخت پلٹ کے آئے نہ کوئی خبر ملی بلکہ جو برائے مدد یا دریافت حال کو گیا وہ بھی واپس نہ آیا ظل اللہ نہایت پریشان ہوئے صاحبقران سے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کی رائے ہو تو چلکے بہارستان مغرب ہی کی سیر کیجئے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کفار نے بہت قوت پکڑی ہے صاحبقران نے بھی بادشاہ کی رائے سے اتفاق کیا اور کوچ کرکے روانہ ہوئے اور جاتے جاتے اک مقام پر پہونچ کے قیام کیا کہ نام اس مقام کا بیابان سکندریہ ہے حاکم بیابان کا سکندر دیرہ نشین ہے یہ شخص نہایت مغرور اور ساحر زبردست ہے لوگ اس مقام کے سکندر دیرہ نشین کو پیشوائے دین اپنا سمجھتے ہین جسقدر کفار ہین سب اسکو مانتے ہین جب یہ خبر سکندر دیرہ نشین کو پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام تشریف لاتے ہین ہراول لشکر معدول بن عدیل بن پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر آگیا ہے اور سنا گیا ہے کہ اس مقام پر بادشاہ اسلام تین چار روز قیام بھی فرمائینگے کہ بہار اس صحرا کی دلچسپ ہے یہ سنکے سکندر دیرہ نشین اپنے دیرہ سے نکلکر تماشا آمد سردارانِ اسلام کا دیکھنے کو اک پہاڑی پر آیا اور اپنے چیلون کو لیکر مقیم ہوا کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست

مگر گرد تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا
اسقدر گرد اڑی تھی کہ ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ دفعتاً ایک
ہوانے مار گرد کو گردنے مارا ہوا کو دل گرد سے بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر پھریرے پر
تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی علم بردار ہاتھوں پر لیے ہوئے تھے بارہ سو فیل جنگی جھومتے
ہوئے نمودار ہوئے تمام صحرا انکی بن معلوم ہوتا تھا عقب میں ان فیلان جنگی کے بارہ لاکھ سوار و پیدل تھے
سکندر دیرہ نشین سمجھا کہ کل لشکر اسلام ایک ہی مرتبہ آگیا بعد اس لشکر کے گذرجانے کے سواری
دارائے ہند طلحہ بن لندھور کی نمودار ہوئی سکندر سمجھا کہ صاحبقران یہی ہیں لیکن ہرکاروں نے آکر
بیان کیا کہ یہ شخص سالار لشکر میمنہ طلحہ بن لندھور ہے یہ خاص اسکی فوج ہے ابھی فوج صاحبقران
نہیں آئی ہے اس وقت سکندر کی آنکھیں کھل گئیں دل میں کہا کہ اللہ اکبر کل فوج کتنی ہوگی جب ایک
سردار کی فوج اتنی بڑی ہے یہ لوگ اپنے خیمے برپا کر رہے تھے کہ پھر گرد اڑی اور اسی ہزار نیزہ بازوں
سے مملوک بن مالک پہونچے سکندر نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے عرض کی کہ یہ میسرہ
فوج کا سردار ہے گو فوج جاہ و حشم اسکے ساتھ کم ہے لیکن مرتبہ میں طلحہ کا ہمپایہ ہے اسکے بعد پھر گرد اڑی اور گردن
بہرام جنگی بیٹا بہرام گرد بن خاقان چین کا کئی لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور جانب دست راست
خیمہ زن ہوا ہرکاروں نے آکر بیان کیا کہ یہ شخص پسر خواندہ صاحبقران اول ہے سب لوگ اسکا ادب
اولاد صاحبقران کی طرح کرتے ہیں بعد اسکے ہرمزنگ بن مرزبان خراسانی بھی اسی جاہ و حشم سے آکر
جانب دست چپ خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور قران فیل زور رفیق شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ ایک
لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اسکے بعد بہلول شیر دل رفیق شاہزادہ بدیع الملک مالک قلعہ
اسکندریہ نہایت جاہ و تجمل سے آکر خیمہ زن ہوا پھر گرد اڑی اور تہمتن گرد رفیق شاہزادہ فتح بخت
آکے فوج قران کی سمت ٹھہرا اس لشکر کی آمد میں شام ہوگئی جو سردار آتا تھا سکندر دیرہ نشین جانتا تھا
کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں جب آمد لشکر موقوف ہوئی اور شام ہوگئی تو سکندر دیرہ نشین اپنے
مقام پر آیا لیکن ہوش پرواز کر گئے تھے کہ بھلا ان لوگوں سے کون لڑسکتا ہے جنکے ساتھ اتنی بڑی جمعیت
ہے اور ہر سردار رستم وقت و اسفندیار زمان ہے رات بھر اسکو نیند نہیں آئی جب دوسرا دن ہوا تو پھر سکندر
دیرہ نشین اشتیاق میں آکر اسی پہاڑی پر بیٹھا جس طرف سے فوج اسلام آرہی تھی دیکھا سکندر
نے کہ ایک گرد غلیظ بلند ہوا کہ زمین و آسمان کو ایک کردیا یہ سمجھا کہ اب صاحبقران کی سواری آتی ہے
لیکن جب دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ علمہائے سرخ کے پھریرے اڑتے ہوئے ہر ایک پر
کلمۂ طیبہ مرقوم فوج کے جوان بھی سرخپوش یہ معلوم ہوا کہ صحرا میں لالہ کھلا ہوا ہے دریافت کرنے سے
معلوم ہوا کہ یہ فوج صاحبقران اوسط شاہزادہ سکندر رستم خو کی ہے نظیر پریزاد سالار سکندر
کا اس فوج دریا موج کا سپہ سالار ہے اسنے آتے ہی بارگاہ یاقوت نگار برپا کی لشکر اترنے لگا دوپہر کامل سکندر
کا لشکر آیا کیا کوئی سردار ایک لاکھ سے کوئی دو لاکھ سے کوئی تین لاکھ سے آکر پہونچا کوئی ایسا نہ تھا جسکے
ساتھ چالیس ہزار سے کم کی فوج ہو دوپہر بعد جو گرد اڑی تو فوج شاہزادہ سہراب ثانی کی آنا شروع ہوئی
اسکے بعد محتشم بن ہاشم تیغ زن کی سواری نہایت جاہ و تجمل کے ساتھ آئی آج ان تین سرداروں کے
لشکروں کی آمد میں دن تمام ہوگیا جب تیسرا دن ہوا تو پھر فوجیں آنے لگیں شاہزادہ جمہور تاکی کئی لاکھ
سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچے انکے بعد شاہزادہ بہارستان مغرب فریبرز بن فرامرز

عاد مغربی سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچے انکے بعد شاہزادہ بلقیس بن قمہور دلاور آئے
بعد انکے شاہزادہ داراب ثانی بہت بڑی فوج سے پہونچے پھر گرد اڑی اور مظفر بن غضنفر پہونچے
بعد انکے شاہزادہ وحید الملک آئے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ پہونچے جب چوتھا دن ہوا تو پہر دن چڑھے
تک تو دفقا آیا کیے انکے بعد لشکر شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد کا آنا شروع ہوا عادیون کے لشکر
کو دیکھکر ہراسکے ہوش اڑے ہوئے تھے بہرام عاد سپہ سالار تھا جالوس عاد اور سالوس عاد وغیرہ کئی لاکھ
عادیون سے پہونچے سیلاب شاہ بادشاہ لشکر تھا اسکے بعد زنگیون کی فوج آنے لگی تین پہر کامل انکی
فوج آیا کی آخر مین سواری شہنشاہ صف شکن کی آئی کہانتک بیان کیا جائے آٹھ روز تک برابر فوجین
آیا کین تمام بیابان اسکندریہ فوجون سے مملو ہو گیا سکندر دیرہ نشین کے ہوش اڑے ہوئے تھے
کیا جاہ و حشم بادشاہ لشکر اسلام کا ہر اگر دوسرا شخص انکے مقام پر ہوتا تو خدا کو بھولکر خود خداوند بنجاتا ایک
عالم مطیع و منقاد ہو رہا ہے روز نہم تمام سردار برائے پیشوائی روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام اور
صاحبقران عالی مقام کی نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ نمودار ہوئی آصف طلعت اور شہنشاہ
گوہر کلاہ پایہ تخت بادشاہ کو پکڑے ہوئے تھے اور آگے آگے تخت کے ڈنکا بجتا ہوا نقیب بولتا
ہوا چتر سر پر گردش کرتا ہوا نظر سکندر دیرہ نشین کی جو صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ
پر پڑی اسنے دریافت کیا کہ یہ نوجوان کون ہے لوگون نے کہا کہ صاحبقران ربع یہی ہین سکندر کو تعجب ہوا
کہ اس سن مین یہ صاحبقران ہوئے ہین بادشاہ اسلام آتے ہی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سکندر
دیرے مین آیا رات کو تو سو رہا جب صبح ہوئی تو اسنے اک نامہ لکھا کہ اے پشت و پناہ دین اسلام نے
اس مقام پر کسکی اجازت سے قیام فرمایا ہے کیا اس مقام کے حاکم بھی آپ ہی تھے اور کبتک قیام فرمانے
کا قصد ہے قاصد یہ نامہ سکندر دیرہ نشین کا لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوا اور نامہ پیش کیا
بادشاہ اسلام نے اس نامہ کو پڑھا اور صاحبقران کو دیدیا صاحبقران جو مضمون نامہ سے آگاہ
ہوئے تو نہایت غصہ آیا صمصام ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ جواب اسکا تحریر کرو کہ ہمکو خداوند عالم
نے اسلیے پیدا کیا ہے کہ ہر زمین کو خار و خس سے پاک کرکے گل و ریاحین بونے پھرین ہم خدا کے حکم سے
ربع مسکون کے حاکم ہین اور خطاب صاحبقرانی سے مخاطب ہین ہم اور کسی سے اجازت مانگین خبردار
آئندہ ایسی بے ادبانہ باتین نکرنا ورنہ سزا پاؤگے یہ جواب جسوقت صمصام ذوالیدین نے تحریر
کیا تو اہل دربار پر رعب صاحبقران طاری ہوا بعض نے اپنے مقام پر کہا کہ یہ خاندانی غصہ اور
جلالت ہے مگر متانت کے ساتھ قاصد کو خلعت دیکر رخصت ہوا جسوقت ایلچی سکندر دیرہ نشین کا جواب لیکر
پہونچا تو سکندر نے پوچھا کہ تجھسے صاحبقران کس طرح پیش آئے اسنے بہت تعریف کی اور خلعت
دکھایا سکندر دیرہ نشین نے کبھی ایسا خلعت کاہیکو دیکھا تھا متحیر ہوا اور اسکو دربار مین حاضر ہونے
کا شوق پیدا ہوا زبانی کہلا بھیجا کہ اگر خلاف مزاج نہو تو مین بھی حاضر دربار ہون فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم
شوق سے آؤ سکندر جانب بارگاہ آسمان جاہ روانہ ہوا جب یہ خبر صاحبقران حق پژوہ کو ہوئی کہ سکندر
آتا ہے صاحبقران نے لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا سردار گئے اور سکندر کو استقبال
کرکے لائے جسوقت سکندر نے دربار مین قدم رکھا تو اسپر ایسا رعب طاری ہوا کہ ہاتھ پانون
کانپنے لگے جس بارگاہ مین کئی ہزار سردار بیٹھے ہون اسکے عز و وقار کا کیا پوچھنا ہے جو مقام سکندر کے لیے
تجویز ہوا تھا وہان بیٹھنے کی اجازت ہوئی سکندر سلام کرکے بیٹھ گیا صاحبقران عالی شان

نے جام عنایت فرمایا سکندر نے جام لیا اور سلام کیا جب شراب الصالحین اسکی حلق سے اُتری تو اسکو
تعجب ہوا کہ شراب تو تلخ ہوتی ہے یہ کیسی خوش مزہ شراب ہے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ اے
سکندر دیرہ نشین مین نے سنا ہے کہ تمکو یہان کے لوگ اپنا پیشوا جانتے ہین عرض کی کہ حضور نے سچ
سنا ہے ایسا ہی ہے فرمایا کچھ صفت تو اس دین کی بیان کر جسکا تو پابند ہے سکندر نے عرض کی کہ اصل بیان کرون
یا ظاہری معاملات پر خیال کر کے عرض کرون فرمایا باطن و ظاہر دونون بیان کر سکندر نے عرض کی
کہ ظاہر مین تو مین بت پرست ہون بلکہ دو سو خداوندون کا ماننے والا اور عالم اس دین و مذہب
کا ہون بلکہ لوگ مجھکو بھی مثل اُنھین خداوندون کے شمار مین لاتے ہین لیکن اصل یہ ہے کہ مین لامذہب
ہون کوئی دین میرا نہین ہے مین نے اسوقت تک کسی دین کو برحق نہ پایا جن لوگون کو خداوند مشہور کیا
ہے وہ سب فانی تھے فنا ہو گئے یہ کیسی خداوندی کہ خود ہی مٹ گئے لیکن یہ فکر مجھے ضرور ہے کہ جو مذہب
حق ہو اُسے اختیار کرون فرمایا کہ جو یندہ یابندہ اگر تجھے تلاش دین برحق ہے تو راہ پر آ ہی جائیگا سکندر
دیرہ نشین نے کہا کہ مین ظاہری دلیلون کو تسلیم نہین کرتا میرے پاس ہر سوال کا جواب عقلی موجود
ہے اگر کوئی بات خلاف عقل ظہور مین آئے تو اُسے تسلیم کرونگا بشرطیکہ سحر سے نہو علم سحر کو مین بھی
خوب جانتا ہون فرمایا کہ اس وقت بھی تجھے کوئی اسم سحر یاد ہے سکندر دیرہ نشین نے جو خیال کیا تو
کوئی اسم یاد نہ تھا کہا بیشک اس وقت مجھے کوئی سحر یاد نہین آتا یہ صفت مین نے آپکی بارگاہ کی سنی تھی
جسطرح طلسم کی لوح تیار کی جاتی ہے اسی طرح یہ بارگاہ بھی تیار کی گئی ہوگی فرمایا کہ یہ برکت اسماء الہی
کی ہے کہ اسماء سحر تاثیر نہین کرتے سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ اسماے سحر مین یہ ہوتا ہے کہ کسی اسم
مین زیادہ تاثیر کسی مین کم ہوتی ہے ممکن ہے کہ اسماء سحر سے زیادہ ان اسماء مین تاثیر ہو جنھین آپ اسماء
الہی کہتے ہین مین اُسے بھی ایک قسم سحر کی کہونگا ہان اگر آپ دو شرطین میری پوری کردین تو مین ایمان
لاتا ہون پہلی شرط یہ ہے کہ یہان اک درخت صنوبر ہے اُسپر ایک فاختہ آکر بیٹھا کرتی ہے جو شخص اُسے
شکار کرنا چاہتا ہے اور تیر لگاتا ہے تو فاختہ دم بھرتی ہے اگر تیر پڑ گیا تو فاختہ زمین پر گر کے جلنے لگتی ہے
اور اسقدر دھوان پیدا ہوتا ہے کہ زمانہ تیرہ و تار ہو جاتا ہے جب روشنی ہوتی ہے تو تیر لگانے والا غائب
ہو جاتا ہے فاختہ پھر اپنے مقام پر آکے بیٹھ جاتی ہے اور اگر تیر خطا کرتا ہے تو دہن سے فاختہ کے شعلہ نکل کے
اُس شخص پر گرتا ہے دونون دھوان بن کے اُڑ جاتے ہین اور نظرون سے غائب ہو جاتے ہین اگر یہ
راز مجھ پر فاش ہو جاے تو مین دوسری شرط بیان کرون جسوقت دونون شرطین میری پوری ہو جائینگی
اُس وقت ایمان لاؤنگا فرمایا کہ مین چلونگا اور اُس فاختہ کو ضرور نشانہ کرونگا سکندر دیرہ نشین نے
عرض کی کہ مین کل صبح کو حاضر ہونگا اور آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا یہ کہکر رخصت ہوا واضح رہے ناظرین
با تمکین ہو کہ یہ کرشمہ اسی سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہے اور یہ وحشی کے پردہ مین دشمنی پر آمادہ ہوا ہے
جب دوسرا دن ہوا تو سکندر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ تشریف لے چلیے صاحبقران سکندر
کے ساتھ ہوئے اور چلے تمام سرداران اسلام بھی ہمراہ تھے سکندر سبکو اپنے ہمراہ لیے ہوے
اُس مقام پر آیا جہان وہ درخت صنوبر لگا ہوا تھا دیکھا کہ ایک فاختہ پھولی ہوئی بیٹھی ہے سکندر نے
کہا کہ وہ فاختہ یہی ہے یہ سنکے صاحبقران چاہتے تھے کہ کمان شانے سے اُتار کر ایک تیر جوڑین
مقبول بن مقبل وفادار نے عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو مین اسکو گرا دون حضور کیون تکلیف
فرمائین تا کہ سکندر کو بھی معلوم ہو کہ غلامان صاحبقران بھی کیسے کیسے ہین صاحبقران نے

نے فرمایا کہ بہتر اس وقت قبیل بن مقبل وفادار نے تیر ترکش سے کھینچکر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے آواز دی کہ ای سکندر
دیرہ نشین بتاؤ تیر فاختہ کے کس مقام پر پڑے سکندر نے کہا کہ تیر کا پڑجانا ہی دشوار ہی اور اگر تم بڑے قادر
انداز ہو تو فاختہ کی منقار پر تیر پڑے قبیل نے کہا کہ پہلو کی طرف سے یا سامنے سے سکندر نے کہا کہ سامنے
سے اس طرح کہ زبان فاختہ کی چھِد جاے قبیل نے نشانہ باندھ کے تیر کو سر کیا دیکھا سبنے کہ تیر کا پیکان منقار پر پڑا
فاختہ نے دم بھر تیر حلق کو توڑ کے پار نکل گیا فاختہ گری اور دھوان بنکر قبیل پر آئی قبیل دھوئین مین چھپ
گئے پھر جو دھوان ہوا سے منتشر ہوا تو قبیل کو نپایا اس وقت گردن بہرام کو غصہ آیا انھون نے اس
فاختہ کو تیر مارا انکی بھی وہی حالت ہوئی ہر تیر مین فاختہ گرجاتی ہی اور دھوان نکلکے اپنے صیاد کو غائب کردیتی ہی
اور پھر شاخ درخت پر آبیٹھتی تھی خلاصہ یہ کہ اسی طرح سے سرداران اسلام سے غائب ہوگئے صاحبقران نے منع فرمایا
کہ اب کوئی تیر نہ لگائے ہم خود اس فاختہ کو شکار کرینگے یہ کہکر چاہتے تھے کہ کمان کو دوش سے اور تیر کو ترکش
سے لیکر فاختہ کو نشانہ بنائین ادھر سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ آپ صاحبقران زمانہ ہین اگر یہ مشکل حل
ہوگی تو آپ ہی سے ہوگی کہ آپ صاحب اسم اعظم بھی ہونگے یہ ارادہ جو عیار نے دیکھا آکر عرض کی کہ ای
شہریار ابھی تک آپ کو اسم اعظم کسی ذریعہ سے نہین پہونچا ہی بدیع الملک نے آپ کے ساتھ اتنی کمی کی
کہ اسم اعظم تعلیم نہین فرمایا یہ کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی آپ آج اپنے خاندانی طریقہ کے موافق دعا کیجیے اور غیب
سے مدد طلب کیجیے کل کے دن دیکھا جائیگا یقین ہی کہ پروردگار عالم آپ کی مدد کریگا اسوقت فاختہ کو تیر
لگانا سراسر خلاف عقل ہی جو حالت اور سردارون کی ہوئی ہی یہی حال آپکا بھی ہوگا یہ سنکے صاحبقران نے
رائے اپنے عیار کی پسند فرمائی اور سکندر کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو تم پھر آنا کل مین اس
فاختہ کو نشانہ تیر قضا کرونگا سکندر نے عرض کی کہ بہتر سکندر تو دل مین خوش اپنے دیرہ کیطرف روانہ ہوا کہ کل
صاحبقران کو اسیر کیا اور گویا چراغ اسلام کو گل کیا لیکن صاحبقران اپنے رفقا کے غم مین نہایت پریشان
واپس آئے بارگاہ کی برپا کرائی اور وضو کرکے بیٹھے وظیفہ مغرب و عشا کو ادا کیا بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر
مصروف دعا ہوئے تھوڑی دیر مین غنودگی طاری ہوئی عالم رویا مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف لائے ہین اور
فرماتے ہین کہ ای عادل کیوان شکوہ یہ سارا کرشمہ سکندر دیرہ نشین کے سحر کا ہی اسنے خود اس قمری کو درخت
صنوبر پر بٹھایا ہی اور اسکو سحر بند کیا ہی جو پیکان قضا اس قمری کا ہی جبتک وہ دستیاب نہوگا اس وقت
تک قمری کا مرنا غیر ممکن ہی عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ پھر وہ پیکان کیونکر دستیاب ہو ان مرد بزرگ نے
ارشاد فرمایا کہ بیابان سے قریب جانب شمال ایک درہ کوہ ہی اندر درہ کے پیکان لٹکا ہوا ہی اور محافظ درہ کوہ کے
چند بطین ہین اگر کوئی شخص اندر درہ کوہ کے جانے کا قصد کرتا ہی تو بطین آسکے لپٹ جاتی ہین اور اسے نوچ نوچ
کے کھاجاتی ہین اور اگر بطون کو کوئی مار ڈالے تو بطون کی حیات کا ایک گلدستہ سکندر نے اپنے پاس رکھ چھوڑا
ہی فوراً سکندر کو خبر ہوجائیگی کہ کوئی شخص پیکان لینے کو وہان گیا ہی اگر وہ پیکان دستیاب ہو تو فاختہ مرسکتی ہی بغیر اسکے
ناممکن ہی یہ فرما کر وہ مرد بزرگ نظرون سے پوشیدہ ہوگئے نصف شب گذرنے کے بعد عادل کیوان شکوہ
کی آنکھ کھل گئی عبادت خانے سے باہر تشریف لائے عیارون کا مہتر طیفور بادیہ گرد برائے حفاظت صاحبقران اپنے
عیارون کو لیے ہوئے موجود تھا جبسے خواجہ خضران بہارستان مغرب کی طرف گئے تھے اس وقت سے تمام
عیار مہتر طیفور کے ماتحت تھے عیار نے جو اپنے آقا کو خوش دیکھا عرض کی کہ کیا بشارت ہوئی صاحبقران نے
خواب اپنا بیان فرمایا اور مرکب طلب کیا طیفور نے عرض کی کہ ای شہریار یہ کام آپکا نہین ہی اگر آپ بطون
کو ہلاک کرینگے تو سکندر کو خبر ہوجائیگی اور یون جائیے گا تو بطین سد راہ ہونگی آپ تشریف رکھیے مین

جاتا ہون اور خدا لے جاتا تو وہ پیکان لاتا ہون فرمایا تو کیونکر لائیگا عرض کی کہ آپکو اس سے کیا بحث ہی مین کسیطرح لاؤنگا لے ضرور آؤنگا لیکن جسوقت تک مین واپس نہ آلون اُس وقت تک آپ کہین تشریف نہ لے جائیگا اگر صبح کو سکندر آجائے اور مین نہ پہونچون تو آپ توقف فرمائیگا صاحبقران تو یہ سن کے خوابگاہ مین جاکر سو رہے اور طیفور بادیہ گرد نے ایک پتلہ آدمی کے برابر کاغذ کا تیار کیا دونون پاؤن مین پتلے کے پہیے لگائے اور ایک بکری کو ذبح کرکے خون اسکا جھلی کے پھکنون مین بھر بھر کے اندر پتلے کے کلیجہ اور کلیجی وغیرہ بھی پتلے کے سینے مین رکھدی بھیجا دماغ مین رکھدیا اور پتلے کو لیکر طرف درہ کوہ کے روانہ ہوا وہان قریب صبح پہونچا کچھ تاریکی باقی تھی طیفور نے اُس پتلے کی آڑ پکڑی اور طرف درہ کوہ کے بڑھا ہوون کی کھڑکھڑاہٹ جو سنی بطین منقار کھول کھول کے دوڑین اور آکر پتلے سے لپٹ گئین طیفور پتلے کو تو اُسی جگہ ٹیک دیا اور آپ اندر درہ کوہ کے داخل ہوا مگر بسبب تاریکی کے پریشان تھا کہ پیکان کیونکر ڈھونڈھون دیکھا کہ ایک مقام پر ایک ستارہ سا چمک رہا ہی طیفور اُس ستارے کے قریب آیا اور ہاتھ سے دیکھا تو وہی پیکان تھا پس اُسنے پیکان کو اُٹھا کر قبضہ مین کیا اور درہ سے نکلکر جانب لشکر روانہ ہوا وہان بطون نے مصنوعی آدمی کو خوب نوچ نوچ کے کھایا اور مطمئین ہوکر درہ مین بیٹھ رہین یہان جو صبح ہوئی تو بادشاہ اسلام آکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے سرداران اسلام آ آکر کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہوے لیکن ابھی تک صاحبقران عالی شان تشریف نہین لائے ہین بادشاہ اسلام نے بعد انتظار ارادہ کیا تھا کہ کسیکو دریافت خیریت مزاج کے واسطے روانہ کرین کہ اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ سکندر دیرہ نشین حاضر ہی فرمایا بلاؤ سکندر حاضر ہوا مجراگاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ اسلام نے بیٹھنے کو اشارہ کیا سکندر سلام کرکے بیٹھ گیا لیکن دنگل صاحبقران عالی شان کا خالی پایا متعجب ہوکر پوچھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تشریف لاتے ہونگے صاحبقران نے پہلے تو اپنے عیار کے آنے کا انتظار کیا جب دیر ہوئی تو سوار ہوکر خدمت بادشاہ اسلام مین تشریف لائے بادشاہ نے مزاج پرسی کی صاحبقران نے عرض کی کہ شب کو جاگنے کا زیادہ اتفاق ہوا اس وجہ سے بعد نماز صبح پھر ذری آنکھ لگ گئی تھی سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ پھر اب دیر کیا ہی تشریف لیچلیے اور اگر کچھ تامل ہو تو جانے دیجیے فرمایا کہ مجھے کوئی تامل نہین ہی یہ فرما کے تکیہ ذات پروردگار پر کرتے اُٹھ کھڑے ہوے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ آج مین بھی چلونگا غرضکہ صاحبقران اور بادشاہ اور تمام سردار ملکر اسی درخت صنوبر کی جانب روانہ ہوے اگرچہ امیر ربیع یہ جانتے تھے کہ قضا فاختہ کی سوا اس تیر کے نہین ہی جسکی تلاش مین عیار گیا ہوا ہی اگر دوسرا تیر مارونگا تو مین بھی اسیر پنجہ تقدیر ہو جاؤنگا لیکن پابندی قول کے موافق چلے آئے جسوقت قریب درخت صنوبر ہوے تھے تو سکندر نے تعریفین کرنا شروع کین کہ سردار ایسے ہی ہوتے ہین کہ ملازمون کو بچاتے ہین اور غیرون کی حاجت روائی کے واسطے اپنی جان کو جان نہین سمجھتے ہین ہنوز سلسلۂ تقریر ناتمام تھا کہ دیکھا صاحبقران نے کہ صحرا کی طرف سے طیفور بادیہ گرد دوڑتا چلا آتا ہی یہ دیکھکر صاحبقران نہایت مسرور ہوے اور وقت گزارنے کے لیے خود بھی تقریر کا سلسلہ قطع ہونے دیا کہ طیفور مجھ تک پہونچ جاے تاکہ اتنا تو معلوم ہو جاے کہ پیکان دستیاب ہوا یا نہین جب طیفور قریب آیا سلام کیا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے طیفور کل تمنے دیکھا تھا کہ کتنے سردار مفقود الخبر ہوگئے اور آج ہماری باری تھی آج تو تمکو ہمارے ساتھ سے دم بھر جدا ہونا چاہیے تھا کہ بچپن سے ساتھ کھیل کر بڑے

ہوے چند نفس حیات کے جو باقی تھے ہم تمکو دیکھ لیتے تم ہمکو طیفور نے کہا کہ مسافرون کی دوستی اچھی نہین بقول
حسن ع مسافر سے کرتا ہر کوئی بھی پیت ٭ مثل ہر کہ جوگی ہوے کسکے میت ٭ اگر آپ ہمسے رخصت ہوتے
ہین تو ہم پہلے ہی آپ سے علیحدہ ہوگئے یہ باتین کرتے کرتے چپکے سے پیکان ہاتھ مین صاحبقران عالی
شان کے دیدیا ایسر یا توقیر عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ ای یار وفادار مجھے اسکی بھی شکایت نہین اگر تو
اسوقت مین پہلے سے روگردانی کرتا ہر تو خیر اپنا اپنا دل ہر تے خدا حافظیہ فرما کر شانے سے کمان لی
ترکش سے تیر کھینچا تیر کا پیکان اصلی اُتار کردہ پیکان نصب کیا اور سکندر سے کہا کہ دیکھ اس قادر اندازی
کو کہ مین اسکی دم پر تیر مارتا ہون تیر پر منقار سے مثل زبان کے باہر آئیگا سکندر نے کہا کہ یہ اندازہ
عقل بشری سے باہر ہر دہی کیا کم تھا جو آپ کے رفیق اول قبیل ناوک انداز نے دکھایا تھا کہ تیر منقار پر
مارا تھا نہ کہ دم پر ازنا اور منقار سے پیکان کا باہر آنا سراسر خلاف عقل ہر صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا دیکھتے
کہکر تیر کو چلہ کمان مین جوڑ کے نشانہ باندھا بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے حسرت سے
صاحبقران کی طرف دیکھا کہ تیر سر ہوا اور صاحبقران سے مفارقت نصیب ہوئی صاحبقران نے جو تیر سر کیا تو دہی ہوا کہ دم پر لگا
پڑا فاختہ نے منقار کھولی پیکان تیر کا زبان فاختہ کی لیے ہوے مانند تیر قضا کے نکل گیا اور فاختہ تڑپ کے
درخت کے نیچے گری اور تڑپنے لگی صدائین ہولناک پیدا ہوئین آتشباری و برف باری ہونے لگی دیر تک
قیامت برپا رہی تاریکی چھاگئی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من دساز جادو بود حیف مردیم و جاندیم
و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ بجاے فاختہ لاش اک ساحرہ سیہ فام کی زمین
پر پڑی ہوئی ہر سکندر دیرہ نشین حیران ہوا اور عرض کی کہ کیا اسم اعظم آپ کو یاد ہر میرے علم کے موافق
تو ابھی آپ صاحب اسم اعظم نہین ہین صاحبقران ثالث نے آپکو اسم اعظم ابھی تعلیم نہین فرمایا ہاں در
قفس اس فاختہ کی جس پیکان سے ہونا چاہیے تھی وہ پیکان کسیکو دستیاب ہونا غیر ممکن تھا سوا کیرے کوئی
اس راز سے آگاہ نہین پھر بھی انتظام یہ تھا کہ اگر کوئی محافظان پیکان کو مار کر پیکان لینا چاہتا تو بھی مجھے
خبر ہوجاتی صاحبقران عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ ای سکندر ہر وقت مشکل مین ہم اپنے خداے
حقیقی سے رجوع کرتے ہین وہ ہماری مدد کرتا ہر شبکو مین نے عبادت خانہ برپا کیا اور مصروف
عبادت الٰہی ہوا اک مرد بزرگ نے اس پیکان کے حالات سے مطلع کیا مین پریشان تھا کہ پیکان
دستیاب کیونکر ہو عیار میرا آگیا اور پیکان لا کے اسنے مجکو دیا یہ فطرت اسکی ہر کہ تمکو خبر نہونے پائی
اور پیکان قبضہ مین آگیا سکندر دیرہ نشین نے عیار سے کہا کہ مترجی اتنو تھا کی مدد سے تم دشمن پر غالب
آچکے اتنا تو بتاؤ کہ تم کس طرح وہان پہونچے طیفور نے ہنسکے کہا کہ مین نے انسان کے برابر اک پتلہ کاغذ کا
بنایا اور اسکی آڑ مین اندر درہ کے چلا گیا بطین اُس پتلے کو نوچنے لگیں مین پیکان لے کے چلدیا یہ سنکے
سکندر دیرہ نشین اسکی عقل و دانائی کو مان گیا اور بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ تیری اس عیاری
سے معلوم ہوتا ہر کہ بعد خضران کے عمرو کا قائمقام سوا تیرے کوئی نہین ہوسکتا ہر اور خلعت عنایت فرمایا
سبکے سب بارگاہ سلیمانی مین آئے اب صاحبقران سے سکندر نے عرض کی کہ ایک شرط تو میری حضور نے
پوری کردی اور مین بھی آدھا مسلمان تو ہوچکا لیکن اگر دوسری شرط بھی پوری کردیجیے تو پھر مین پورا مسلمان
ہوجاؤن فرمایا وہ بھی بیان کرو اسنے عرض کی کہ مین ساحر زبردست ہون اگر چاہتا تو مثل سامری و جمشید کے
مین بھی خداوند بن بیٹھتا اور اک عالم میری خداوندی کو تسلیم کرتا لیکن مین اپنی حقیقت کو خوب سمجھتا ہون
کہ اک قطرہ نجس سے پیدا ہوا محنت و مشقت سے اس مرتبے کو پہونچا اگر سحر نہ جانتا ہوتا تو میری

کچھ بھی حقیقت نہ تھی مگر اپنے خالق حقیقی کو پہچاننا چاہتا ہون اول تو یہ کہ آپ اگر صاحبقران ہین تو صاحب
اسم اعظم ہونا آپ کے واسطے ضرور ہی مین نے اک ابر سحر تیار کیا ہی کہ اگر مین اُس ابر کو حکم دون تو تمام عالم
کو گھیر لے اور ابر سے بارش پیکان ہونا شروع ہو تو کوئی اس سحر سے بچ نہین سکتا ہی لہذا آپ میرے سحر کو
رد کر دین تو مین مسلمان ہوتا ہون صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ای سکندر مجھے اسم اعظم ابھی نہین تعلیم ہوا
ہی شاید اسکا سبب یہ ہو کہ وقت اسکی ضرورت کا نہ آیا تھا اگر صاحبقرانی میری منجانب پروردگار ہی تو اس سحر
کا بھی کوئی سامان پیدا ہی ہو جائیگا کل صبح کو تم آنا آج پھر مین اپنے پروردگار سے التجا کرونگا سکندر رخصت
ہو کر دیرہ کی طرف روانہ ہوا یہان شام کو صاحبقران نے پھر عبادتخانہ برپا کرایا اور معروف عبادت
ہوے تمام رات عبادت کرتے رہے قریب صبح آنکھ لگ گئی پھر اک مرد بزرگ خواب مین تشریف لائے
اور ارشاد کیا کہ آج تکمیل صاحبقرانی ہوتی ہی اس وقت تک تم صاحبقران ظاہر تھے وصف باطنی تم مین
نہ تھا اور بدیع الملک نے تمکو اسم اعظم اس وجہ سے تعلیم نہین کیا کہ اُنکو یہ خیال تھا کہ صاحبقرانی میری
اولاد مین رہیگی اب اگر اولاد علم شاہ مین صاحبقرانی خدا کی جانب سے گئی ہی تو اسم اعظم بھی کسی نہ کسی ذریعہ
سے پہونچ جائیگا لہذا مین تمکو اسم اعظم تعلیم کرتا ہون یہ فرما کر اسم مطہر کہ تعلیم فرمایا صاحبقران نے اسم اعظم
یاد کیا بعد اسکے اُن مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ سکندر دیرہ نشین مسلمان ہوگا اور اسکی وجہ سے بہت سے
لوگ راہ راست پر آئینگے اور ایمان لائینگے اور تمکو چاہیے کہ کل ہی یہان کے جھگڑے سے فرصت کر کے
بہارستان مغرب کی راہ لو کہ وہان سکندر روز رفیع البخت پر وقت تنگ ہی اور کفار کا زور شور ہی اب
ارادہ ایران جانے کا ملتوی کرو در ساریق بن بقا کے سامان خداوندی کو مٹاؤ کہ وہ ایمان بندگان خدا
کے برگشتہ کر رہا ہی اور اپنے خداے حقیقی کو بھول گیا ہی یہ باتین ارشاد فرما کر وہ بزرگ تو نظرون سے پوشیدہ
ہو گئے صاحبقران کی آنکھ جو کھلی تو وقت نماز صبح کا تھا جلدی سے خادم کو پکارا اور وضو کر کے فریضہ سحر کو
ادا کر کے سجدہ شکر بجا لاے جب وقت وظائف پڑھ کے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور طیفور نے صورت
صاحبقران کی دیکھی تو مسکرایا فرمایا تو کیا ہنسا طیفور نے عرض کی کہ آج آپ کے چہرہ پر ایسا رعب اور
نور ہی کہ کبھی نہ تھا صاحبقران نے اپنا خواب بیان کیا طیفور خوش ہو کر گرد پھرا دست بوس ہوا صاحبقران
خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے بادشاہ اسلام اور سرداران عالی مقام نے بھی صاحبقران کی
صورت دیکھکر تعجب کیا صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہوے اور بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر عرض
کی کہ کل شب کو مجھے اک بزرگ نے اسم اعظم تعلیم فرمایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہی سبب ہی کہ آج
آپ کے چہرہ کی رونق اور ہی کچھ ہو گئی ہی تمام سردار اُٹھ اُٹھ کر دست بوس ہوے ہیبت صاحبقران کی
سب کے دلون پر طاری ہوئی اتنے مین سکندر دیرہ نشین حاضر ہوا اُسنے بھی جو صورت صاحبقران کی دیکھی
دل پر ہیبت طاری ہوئی آکر بیٹھا لیکن جرات نہوئی کہ کچھ عرض کرے صاحبقران نے خود ارشاد فرمایا کہ اے
سکندر دیرہ نشین وہ ابر سحر تمہارا کہان ہی سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران وہ سحر میرا زندگی بھر کا پاس ہی
سحر بھی برباد ہوگا اور جبتک آپ اُسے مٹائین لاکھون بندگان خدا ضائع ہو جائینگے اس سے بہتر یہ ہی کہ
مین اور کوئی سحر کرتا ہون صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس سے سروکار نہین ہی کہ سحر مٹیگا یا رہیگا
جب تم اسلام لانے کو کہتے ہو تو سحر تمہارے کس کام آئیگا سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ اک وقت ایسا
آنے والا ہی کہ اس ابر سے کام نکلینگے جس وقت آپ ملک ساریقیہ مین پہونچینگے تو بڑے بڑے ساحرون
سے مقابلے پڑینگے بعض موقعون پر آپ بھی مجبور ہو جائینگے اُس وقت ممکن ہی کہ اسی کلام کی اعانت سے دشمن

دفع ہوں چونکہ اس وقت نشست بارگاہ انجم حصار مین تھی سکندر دیرہ نشین کو سحر یاد تھا اسنے کچھ اسم پڑھ کر پھونکا کہ ہوائے تیز چلی اور تمام بارگاہ کو زلزلہ ہوا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر حصار باندھا وہ حالت برطرف ہوگئی سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی اسم اعظم آپ کو تعلیم کر دیا گیا بس اب مین مطیع اسلام ہوتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ او سکندر مطیع اسلام کیون ہوتا ہی کلمہ پڑھکر مسلمان ہی کیون نہین ہو جاتا ہی سکندر نے عرض کی کہ تمام سحر میرے مٹجائینگے فرمایا کہ اب اُن سحرون سے ہاتھ اُٹھا اگر اسی حالت مین مرگیا تو انجام خراب ہوگا اور زندگی کا اعتبار نہین ہی بہتر یہی ہی کہ اب زندگی کو عبادت خدا مین بسر کر مین تیری مدد کا محتاج نہین ہون اپنے خدا کا محتاج ہون یہ سنکے سکندر کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ خوف خدا مین رونے اور بہت صاحبقران پر وجد کرنے لگا اور اسی وقت کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا بعد اسکے صاحبقران سے رخصت ہو کر دیرے مین آیا اور اپنے مریدون کو جمع کر کے کہا کہ ایہا الناس مین نے تو دین اسلام کو دین برحق سمجھ کے اختیار کیا اور پرستش بتون کی ترک کی جسکو انجام کی فکر ہو وہ اس دین مبین کو اختیار کرے کہ دنیا چندروزہ ہی غرضکہ جسقدر مطیع سکندر کے تھے وہ سب مسلمان ہوئے صاحبقران نے سکندر کو تاج و تخت بخشا اور سکندر اورنگ نشین کا خطاب مرحمت فرمایا بعد اسکے استحکام صاحبقرانی کا مختصر سا جلسہ ہوا اس جلسہ مین شغل رقص و سرود نہ ہوا بلکہ تلاوت صحیفہ ابراہیمی اور آیات کلام مجید کی ہوئی اور تمام رات سبنے عبادت و شکر مین بسر کی بعد اسکے صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ جن مرد بزرگ نے مجکو اسم اعظم تعلیم فرمایا تھا انھون نے یہ بشارت بھی دی تھی کہ تم بہارستان مغرب مین جاکر رفیع البخت و سکندر کی مدد کرو کہ انپر وقت تنگ ہی اور اسکے بعد ملک باختر مین اشاعت دین اسلام کرو اسلیے کہ وہان کفر پھیلتا جاتا ہی لہذا مین بہارستان مغرب کی طرف جاتا ہون حضور بھی مع لشکر اسی طرف تشریف لائین بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ مناسب ہی صاحبقران نے چند سردارون کو بادشاہ اسلام کے ساتھ چھوڑا اور باقی سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے صاحبقران کے بادشاہ اسلام بھی کل فوج کو لیکر نہایت جلد کوچ کر کے روانہ ہوئے دیکھیے کبتک پہونچتے ہین

اب اول کچھ حال بہارستان مغرب کا تاراج ہونا قلعہ جبل الحدید کا سنگ اندازون کے ہاتھ سے اور باقی حالات متعلق داستان تحریر ہوتے ہین — غزل برآغاز داستان حیرت بیان

کھینچتا کوئی شبیہ وے پُر تنویر کیا
انکی آسایش کو کم ہی خانۂ زنجیر کیا
دل مین حاسد کے کھٹکتی ہی مری آہ رسا
کردیا ہی کاتب قسمت نے یہ تحریر کیا
یہ مثل سچ ہی کہ ہوجاتا ہی صحبت کا اثر
کیا ہوس کی حقیقت صاحب اکسیر کیا
عشق مین کس کس کی دیکھون ٹھوکرین کھایا کیا
آج میری آہ کی جاتی رہی تاثیر کیا
ہمنے دیکھا جسکو عاشق یار کا پایا اُسے
قیدیون کو چین سے رکھتی ہی یہ زنجیر کیا

مانی و بہزاد سے کھنچتی تری تصویر کیا
پھر گیا ہی یار بھی اسکی کرون تدبیر کیا
ہین مری تیغ زبان مین جوہر شمشیر کیا
یار نے صورت دکھانے کی بھی کھائی قسم
وصل مجازی ہی سرکے توانے کی زنجیر کیا
طوطیا ہے چشم خوبان گرکہون تو ہی بجا
دیکھیے مجکو دکھاتی ہی مری تقدیر کیا
نور سے سانچے مین ہی ہر عضو تن ڈھالا ہوا
لوٹ لیگا خلق کو وہ حسن عالمگیر کیا
اتنے عاشق ہوگئے زلف دراز یار کے

زلف کے سودائیون کو چاہیے تعمیر کیا
آج کل برگشتہ ہی مجھ سے مری تقدیر کیا
درد و غم رنج و الم مجھ زار کی تقدیر مین
یا الٰہی اب کرون مین وصل کی تدبیر کیا
ساتھ سونے کا تمہارے ہمکو نسخہ مل گیا
خاک پاے یار سے آگے بھلا اکسیر کیا
شام سے مین نالے کرتا ہون وہ سنتے ہی نہین
صانع قدرت نے کھینچی ہی تری تصویر کیا
دل الجھ کر زلف سے تیرے نکلتے ہی نہین
پھنس گیا دل اسکے چھٹنے کی کرین تدبیر کیا

دل کی بیتابی میں اے قاصد لکھا ہے مینے خط
خوشخط میں ہوں سچ اسکو بھلا تحریر کیا
لوگ کہتے ہیں یہ مجھ وحشی کی صورت دیکھ کر
رنگ کھلائی ہے او قاتل تری شمشیر کیا
دل عاشق کے اشارے میں پہونچ جاتا ہے تو
کہدیا بسمل نے قاتل سے یہ شمشیر کیا
صدمہ فرقت جو دیکھا وصل دلبر ہوگیا
موت کے آگے بھلا طفل و جوان و پیر کیا
تیغ کھینچے ہاتھ میں کیا سوچتا ہے ہمدمو
عالم ایجاد بھی ہے عالم تصویر کیا
یاس کو رخصت یہ اپنے جلد ملوا لیجیے

نہیں معلوم مجھکو اسمیں ہے تحریر کیا
وہ چلے آئے تڑپتے بے بلائے گھر مرے
منفعل ہستی یہ مجنوں کی کھینچی تصویر کیا
دم ہمارا چلگیا تیغ زبان کا جسپہ وار
خنجر ابرو کے آگے تیزی شمشیر کیا
زلف کے آگے شب دیجور کی کیا اصل ہے
مل گئی ہے مجھکو بھی اس خواب کی تعبیر کیا
رحم آجاتا ہے قاتل کو کہ ہوتا ہوں میں قتل
آج میرے قتل میں قاتل کو ہے تاخیر کیا
قدر دانی یہ فقط احباب کی اے یار کی
دیر ہے اسکے لیے یا حضرت شبیر کیا

تیری یکتائی پہ کیوں لڑتے میں شیخ و برہمن
آج میری آہ نے دکھلائی ہے تاثیر کیا
خون عاشق سے بنایا سارے میدان کو چمن
صاحب جوہر کے آگے جوہر شمشیر کیا
منفعل ظلم سے اپنے جو بعد قتل ہے
نور رخ کے سامنے خورشید کی تنویر کیا
میں تڑپتا ہوں پڑا اسکو خبر مطلق نہیں
دیکھیے یاں آج ہوتا ہے دم تکبیر کیا
کوئی ہنستا ہے کوئی مرتا ہے یہاں ہر صبح و شام
کیا سخن مجھ سے زبان کا اور کی تقریر کیا
بیا بشنو ای ہمدم داستان

باز آمدم برسر داستان * یہ داستان یہانتک تحریر ہوچکی تھی کہ اعجاز سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز نے طبل جنگ بیدرنگ بجوایا ہے عنقائے قلعہ دار نے پریشان ہوکر دونون شاہزادیون کو خدا کی ضمانت میں دیکر چور دروازے سے نکال دیا ہے اور خود اہتمام جنگ میں مصروف ہے لیکن عجب طرح کا تہلکہ ہے عنقائے قلعہ دار سرفروشی پر تو آمادہ ہے لیکن اسکو امید فتح نہیں ہے اسلیے کہ یہ خوب آگاہ ہے کہ جس قلعہ کو تاراج کرانا ہوتا ہے اسی قلعہ پر یہ سنگ انداز بھیجے جاتے ہیں سارق بن بقا نے جوان لوگون کو بہارستان مغرب پر بھیجا ہے تو اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ اسکو منظور ہے کہ یہان کی بہار خزان سے مبدل ہوجائے لیکن حتی الامکان لڑینگے اور جانون کو خدا راہ میں نثار کرینگے اسلیے کہ دنیا چندروزہ ہے تمام اہل قلعہ نے غسل کیے ہیں کفن پہنے ہیں ایک نے دوسرے کو اپنے اسلام کا شاہد کیا ہے وصیت نامے تحریر کر کرکے اپنے اپنے بستروں میں رکھ دیے ہیں کہ شاید بعد ہمارے پھر دور دورہ اہل اسلام کا ہو اور یہ وصیت نامے انکے ہاتھ آئین تو عاقبت بخیر ہوگی فاتحہ خیر سے تو فراموش نفرمائینگے اسی حالت میں زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش لحان بزبان بے زبانی مصروف حمد سبحانی ہوئے اہل قلعہ نے فریضہ سحری کو ادا کیا اودھر کافران بیحیا نے اپنے مذہب کے موافق رسم عبادت کو ادا کرکے رخ میدان کا کیا آگے آگے اعجاز سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز جھولیون مین پتھر بھرے ہوئے ہاتھون مین گوپے پشت پر دولاکہ سنگ انداز پتھر ہشت پہل اور مثلث اور مختلف پہلوون کے ترشے ہوئے ساتھ اپنے پتھرون سے بھرے ہوئے سات سات دس دس بیس بیس من کے پتھر اور جو ارابے اعجاز سنگ انداز اور اصنام سنگ انداز کے ساتھ تھے انمین سو سو من کے پتھر جمع ہوئے اور ہر پتھر مین جا بجا پیکان آہنی نصب اس سامان سے یہ سنگ انداز سامنے قلعہ کے پہونچے ادھر قلعہ پر گولہ انداز توپون پر مسلط تھے عنقائے قلعہ دار فصیل بند دروازے پر بیٹھا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ سنگ انداز قلعہ کی طرف بڑھے چلے آتے ہیں تو فیر کا حکم دیا گولہ اندازون نے قلعہ پر سے گولے مارنا شروع کیے ادھر سنگ اندازون نے بارہ پتھرون کی ماری دولاکھ پتھر جاکر قلعہ پر پڑے تمام قلعہ ہلگیا دوسری بارہ مین برجون کے کنگرے ٹوٹ ٹوٹ کے گرگئے اور دیوارین گرج گئین اعجاز و اصنام کے پتھر جس دیوار پر پڑتے تھے ایک مرتبہ مین دیوار گرج جاتی تھی اور دو بار گر جاتی تھی

اگرچہ گولہ اندازون نے بہت سے سنگ اندازون کو اڑا دیا لیکن سنگ اندازون نے اسقدر پتھر برسائے
کہ برج شکستہ ہوئے بعض بعض دیوارین ٹوٹ ٹوٹ کے گرین بہت سے لوگ دب کر ہلاک ہوگئے پتھر برابر
برس رہے ہین مفر نہین ملتی ہر جسقدر سہ آڑ کی دیوارین تھین سب منہدم ہوگئین اب جو پتھر آتا ہی خالی نہین
جاتا ہی عنقائے قلعہ دار برابر قدم جمائے ہوئے اپنے لوگون کو بھی لڑوا رہا ہی کہ اک مرتبہ اصنام سنگ
انداز نے ایک پتھر مارا کہ سر پر عنقائے قلعہ دار کے پڑا یہ مرد مومن خلعت شہادت سے سرفراز ہوا
ابتو سنگ انداز دھاوا کر کے قلعہ مین گھس پڑے اور اہل قلعہ کو قتل کرنا شروع کیا فوج عنقا سے تعداد اگر
بھی خوب لڑی بعض تو قلعہ سے نکل گئے باقی سب لڑ کے مر گئے سنگ اندازون نے مال و اسباب لوٹ کر
اپنے قبضہ مین کیا لیکن شاہزادیون کا کہین پتا نہ ملا اب ان سنگدیون نے عیارون کو روانہ کیا کہ جہان جہان
اہل اسلام کا پتہ ملے انکو قتل کرین عیار چہار جانب روانہ ہوئے سنگ اندازون نے جلسہ خوشی کیا لیکن
جس وقت یہ خبر نجم اختر شناس کو پہونچی تو بیحد اسکے آنسو رویا اور پوشیدہ طور پر اپنے فرزند سے کہا کہ
تم غصہ کو کام نہ دو نہ کسی سے جنگ کرو نہ بگاڑو ورنہ جو حال سنجاب شاہ مغربی اور اسکے فرزندون کا ہوا ہی
وہی حال تمھارا بھی ہوگا تم بھی جاکر شاہزادہ رفیع البخت کو تلاش کرو اگر وہ ملین تو اس سے عرض کرنا کہ سنجاب شاہ
اسیر ہو گیا سرکش تیرانداز قید بادشاہ مغرب کی لیکر ساریقیہ کی طرف جاتا ہی اگر آپ اب سنجاب کو
دشمن کے ہاتھ سے بچا لینگے تو یقین ہی کہ سنجاب شاہ مغربی ہمیشہ کے واسطے مطیع ہو جائیگا اور مجھے اپنے
علم کے ذریعہ سے معلوم ہو چکا ہی کہ یہ سنگ انداز زندہ پلٹ کے بہارستان مغرب سے نہ جائینگے جو ستارہ سخت
خدا پرستون پر گیا تھا وہ بہت جلد دفع ہو چاہتا ہی کوکب روشن چشم تو تلاش مین شاہزادہ رفیع البخت کے
روانہ ہوا لیکن حال سکندر رستم خو کا سنیے کہ انکو جو حالت زخمداری مین گھوڑا لیکے نکل گیا تھا تو جاتے
جاتے اس طرف سے ہوکر گذرا جہان عنتر دلو کش انکا سردار مصروف شکار تھا گھوڑے نے اپنے لشکر کے
لوگون کو پہچانا اور جاکے کھڑا ہو گیا لوگون نے جو دیکھا کہ اک گھوڑا کسی سوار زخمی کو لیکر آیا ہی تو دوڑ قریب
آئے دیکھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو زخمون مین چور پشت فرس پر بیہوش ہین لوگون نے جاکر عنتر سے
بیان کیا کہ شاہزادہ اس ہیئت سے آیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی افتاد پیش آئی عنتر نے آکے جو حالت
سکندر رستم خو کی دیکھی جلدی سے خیمہ مین لیگیا زخمون مین ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی چڑھائی بعد بہت
دیر کے سکندر رستم خو کو ہوش آیا تو سامنے عنتر کو پایا فرمایا اے عنتر مین کہان ہون عنتر نے عرض کی
کہ غلام کے خیمہ مین گھوڑا آپکا آپکو لیکے یہانتک پہونچ گیا تھا سکندر نے سارا ماجرا بیان کیا عنتر دلو کش
نے کہا کہ اب حضور کو صحت ہولے تو دیکھا جائیگا سکندر نے فرمایا کہ مین تیراندازون سے جنگ کر رہا تھا پشت
پر سے آکر سنگ اندازون نے حملہ کیا اس دھوکے مین مین زخمی ہوا اور ساتھ میرے اور سردار بھی زخمی
ہوے مجھے خدا جانے ان پر کیا گذری یہان تو علاج شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہو رہا ہی یہ لوگ اک پہاڑ
کی گھاٹی مین مقیم ہین اب حال سرداران رفیع البخت کا سنیے کہ کوئی کسی طرف نکل گیا کوئی کسی طرف
نکل گیا جو لوگ زخمی تھے انھون نے جا جاکر مختلف مقامات پر پناہ لی اور مصروف چارہ سازی ہوے
اور فوج برباد کو فراہم کرنا شروع کیا نہیب مغربی زیادہ زخمی تھا یہ اور شاہزادہ رفیع البخت دونون ساتھ
نکلے تھے جاتے جاتے اک مقام پر دونون گھوڑے تھم گئے یہان اک سوداگر اترا ہوا تھا کہ نام اسکا اعظم
کوفی تھا اسنے جو دیکھا کہ دو مرکب دو زخمی سوارون کو لیے ہوے کھڑے ہین چونکہ یہ مرد رحم دل تھا اسنے اپنے ملازمون
سے کہا کہ ان دونون زخمیون کا علاج کرو اور مرکبون کو اصطبل مین بندھوا دو دونون یہ عالی خاندان معلوم ہوتے

ہین چہرون سے انکے آثار شاہی وشہریاری نمود ہین ملازمان اعظم کوفی نے گھوڑون کو چارون طرف سے گھیر کے
پکڑ لیا اور رفیع البخت و نہیب مغربی کو اک خیمہ مین لائے یہ دونون بیہوش تھے جراحون کو بلا کر زخمون مین
ٹانکے دلوانا شروع کیے پٹیان مرہم کی چڑھوائین جب انکو ہوش آیا تو اپنے کو اک نئے مقام پر پایا نئے
لوگون کو خدمتی دیکھا شکر خدا بجا لائے اور پوچھا ان لوگون سے کہ تم کون ہو انھون نے بیان کیا کہ ہم سب
اعظم کوفی سوداگر کے ملازم ہین اور مسلمان ہین آقا ہمارا آپکا نمکخوار ہے فرمایا بلاؤ اعظم کوفی حاضر ہوا سلام کیا
اور عرض کی کہ اتنا تو مین خوب جانتا ہون کہ آپ اولاد حمزہ صاحبقران سے ہین لیکن اسم مبارک سے آگاہ
نہین اسلیے کہ بہت زمانہ ہوا جو مین لشکر مین گیا تھا تو سنا تھا کہ صاحبقران ثانی خانہ کعبہ گئے اور صاحبقران
ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک طلسم نہ طاق پر جانے والے ہین یہ سنکر شاہزادہ رفیع البخت نے
اپنے حسب ونسب سے آگاہ فرمایا اور حالت اپنے زخمی ہوکر نکلنے کی بیان کی اور نہیب مغربی کے حالات سے
بھی آگاہ کیا اعظم کوفی نے اپنے ملازمون کو تاکید کردی کہ خبردار کوئی نیا شخص اندر قافلے کے آنے نپائے
دشمن انکے انکی تلاش مین ہونگے ایسا ہو کوئی عیار ادھر نکلے اور پکڑ لیجانے کا قصد کرے یا دشمنون کو
آگاہ کرے کہ صاحبقران ابن صاحبقران فلان مقام پر ہین اور یہ ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا تھا
انکا علاج تو اسی مقام پر ہو رہا ہے لیکن اب کچھ حال صمصام مغربی ومقام مغربی وہشام مغربی و سرمست
فیل زور وقیصر تیغزن وغیرہ کا سنیے کہ یہ جسوقت سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے انبوہ سے
نکلے ہین تو سرمست فیل زور کچھ دور جا کر بیہوش ہوگیا کہ یہ بہت زخمی تھا آگے آگے گھوڑا سرمست
کا تھا پیچھے پیچھے اور سردار تھے گھوڑے ایک دوسرے کے لگاؤ مین ایک ہی طرف چلے جاتے تھے یہانتک
کہ جاتے جاتے اس مقام پر پہنچے جہان لشکر تمغاج زرہ پوش کا اترا ہوا تھا تمغاج زرہ پوش کو آج اتفاق
سے شکار بہت دستیاب ہوا تھا اسنے ارادہ کیا تھا کہ کچھ آہو وغیرہ شاہزادہ رفیع البخت اور انکے
سردارون کے واسطے روانہ کرون یہ اسی اہتمام مین مصروف تھا کہ آواز گھوڑون کے ٹاپون کی اسکے
کان مین آئی دیکھا اسنے کہ ایک جانب سے بہت سے سوار سرپٹ گھوڑے دوڑائے اسی طرف چلے آتے
ہین یہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو مرکب آگے تھا وہ قریب آکر اک خیمہ کی طناب مین الجھا اور سوار پشت مرکب
سے زمین پر آیا گھوڑا تھم گیا اسکے تھمتے ہی تمام مرکب جو آگے پیچھے چلے آتے تھے وہ بھی تھم گئے صمصام مغربی نے
جو دیکھا سرمست گھوڑے سے گر گیا تو یہ اپنے مرکب سے اترا اور قریب سرمست کے آیا وہ بیہوش تھا تمغاج
زرہ پوش بھی آگے بڑھ کر دیکھنے لگا اب تمغاج زرہ پوش نے ان شاہزادون کو اور شاہزادون نے بھی تمغاج
کو پہچانا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ سب کے سب زخمی ہین پوچھا کہ آپ کہان سے چلے آتے ہین کیا کیفیت گزری
شاہزادہ رفیع البخت کہان ہین صمصام مغربی نے حال بربادی ملک سنجابیہ اور آنا سنگ اندازون اور
ناوک اندازون کا ملک سارلیقیہ سے بیان کیا اور کہا کہ نہین معلوم شاہزادہ رفیع البخت پر کیا گزری وہ بھی
بہت زخمی تھے اور تمام لشکر تباہ ہوگیا یہ سنتے تمغاج زرہ پوش نے ان سبکو لیجا کے خیمہ مین بٹھایا سرمست
فیل زور کو اک مسہری پر ڈال دیا جراحون کو بلا کر چارہ سازی مین مصروف ہوا اپنے لشکر کے سوارون
کو روانہ کیا کہ جا کر دیکھو جہان جہان فوج تباہ ملے سبکو لاکر فراہم کرو سوار ہر جانب روانہ ہوئے اور جہان
جہان اہل لشکر کو تباہ دیکھا سبکو اطمینان دلایا اور ساتھ اپنے لا لاکر جمع کرنا شروع کیا اور عنتر دلکش
نے بھی یہی انتظام کیا تھا یہ بھی فوج جمع کر رہا تھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو کو صحت ہوئے تو چل کر سنگ اندازون
اور ناوک اندازون سے انتقام لین ادھر کوکب روشن چشم جو تلاش مین شاہزادہ رفیع البخت کے

نکالا تھا جا بجا اسکو بھی فوج تباہ ملی اپنے فوج کو اپنے ساتھ لیا چہرہ پر نقاب ڈال لی کہ کوئی پہچان نہ جائے یہ بھی فوج کو
فراہم کرتا ہوا چلا جاتا ہے عیارون کی حالت سنیئے کہ صورتین تبدیل کیے ہوئے حیران و پریشان دوڑتے پھرتے
ہین کوئی شاہزادیون کی تلاش مین ہے کوئی رفیع البخت کو ڈھونڈھتا چلا جاتا ہے کسیکو سکندر رستم خو کی جستجو
ہے جا بجا جو فوج کے لوگ تباہی کی حالت مین ملتے ہین انکو جمع کرتے جاتے ہین ادھر عیاران لشکر کفار بھی
رفیع البخت اور سکندر رستم خو کی فکر مین گئے ہوئے ہین نجم اختر شناس دربردہ خدا پرستون کی بہبودی کی فکر
کر رہا ہے اور بظاہر کافرون سے ملا ہوا ہے اور ہامان دانشور کی توہین پڑی ہے کہ بجائے سنجاب شاہ
گویا حاکم بنا بیٹھا ہے سنگ انداز اور ناوک اندازون کی اسقدر خاطر کر رہا ہے کہ جسکی حد نہین چاہتا ہے کہ مین بھی
بادشاہ کر دیا جاؤن کرنا ہے بہر سارلیق بن لقا کا بن جاؤن لیکن اول حال کوکب روشن چشم پسر
نجم اختر شناس کا سنیئے کہ حسب اتفاق یہ اُس طرف جا نکلا جدھر قافلہ اعظم کوفی سوداگر کا اترا ہوا تھا
آج وہ دن تھا کہ شاہزادہ رفیع البخت نے غسل صحت کیا تھا عجب طرح کی خوشی تھی بالاے کوہ یہ لوگ
مقیم تھے دیکھا صحرا سے ایک نقاب دار زرپوش چلا آتا ہے تمام لباس مین اُسکے ستارے جڑے ہوئے
ہین کبھی حیران ہو کر کوہ کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی کسی طرف نظر کرتا ہے اب اُسنے کوہ پر جو کچھ لوگون کو دیکھا
تو اُس طرف کا رخ کیا اعظم کوفی نے شاہزادہ رفیع البخت سے عرض کی کہ ایسا نہو یہ نقابدار کوئی
مخبر ہو فرمایا کیا پروا ہے اب تو مین اچھا ہون مجھے دشمنون سے قصاص لینا ضرور ہے بلالو اسکو شاید اس سے
کچھ حال معلوم ہو نقابدار تو خود ہی کوہ کی طرف آ رہا تھا جسوقت قریب پہونچا تو اُسنے شاہزادہ رفیع البخت کو
دیکھا بس نقاب چہرہ سے اُٹھا دی اور سلام کیا شاہزادہ رفیع البخت نے حیران ہو کر کوکب روشن چشم
کی طرف دیکھا کہ یہ تو دربار سنجاب شاہ کا بیٹھنے والا ہے یہ مجھسے اس طرح کیون پیش آیا کوکب روشن چشم
نے عرض کی کہ حضور مجھکو کیا سمجھتے ہین مین کافر نہین ہون مسلمان ہون اور والدین میرے دین اسلام رکھتے ہین مصلحت
اپنے کو پوشیدہ کیے ہوئے ہین مین نے اکثر اُنسے اجازت چاہی کہ جا کر اہل اسلام کا شریک ہو جاؤن اور غلامی
آپ کی اختیار کرون لیکن انھون نے فرمایا کہ ابھی وہ وقت نہین ہے مین خاموش ہو رہا اس تباہی کے زمانے
مین اگر مین آپکا شریک پہلے سے ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا مین نے بیس ہزار آدمی آپکی فوج کے فراہم کیے ہین اُنکو
ایک باغ مین ٹھہرا آیا ہون اور حضور کو تلاش کرتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی حاصل ہوئی رفیع البخت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے کوکب روشن چشم سنجابیہ کی کیا حالت ہے کوکب نے آہ سرد کھینچی اور
تباہی قلعہ جبل الحدید کا حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ آفاق کا پتا نہین کہ کہان گئین اور کس حال مین ہین
ہرکارون کی زبانی اتنا معلوم ہوا ہے کہ فوجین آپکی اور سرداران زخمی مختلف مقامات پر ہین بادشاہ کو ناوک اندازون
نے گرفتار کر لیا اور قید سنجاب شاہ مغربی کی لیکر سرکش ناوک انداز سارلیقیہ کی طرف روانہ ہو گیا اب ترکش
ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز اور اجار سنگ انداز سنجابیہ مین مقیم اور مصروف عیش و عشرت مین
انکے ہرکارے بھی آپکی تلاش مین دوڑ رہے ہین رفیع البخت نے فرمایا کہ سنجاب شاہ کو کیون قید
کر لیا عرض کی سارلیق کا حکم یہی تھا جب سنجاب شاہ اسیر ہوا اُس وقت اُسنے بہت افسوس کیا کہ اگر مین
ایسا جانتا تو رفیع البخت کا دین اختیار کر لیتا معلوم ہو گیا کہ سارلیق بادشاہ ظالم ہے خداوندی اور ہی
شے ہے یہ سُنکے شاہزادہ رفیع البخت نے ارشاد فرمایا کہ ہرکارون کو روانہ کرو تاکہ وہ بہت جلد خبر لائین کس
راستے سے جا رہا ہے اور جو فوج تمنے باغ مین جمع کی ہے اُسکو کمر بندی کا حکم دو مین سنجاب شاہ کو چھڑانے جاؤنگا
کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ بہت خوب ہرکارے نوبرابر دریافت احوال روانہ ہوئے اور کوکب

روشن چشم کے باغ مین جاکر کمر بندی کا حکم دیا یہان شاہزادہ رفیع البخت نے سوداگر سے فرمایا کہ تم اسی مقام پر
قیام پذیر رہو مین جاتا ہون اور سنجاب شاہ کو چھڑا کے لاتا ہون یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے اور مع نقیب
مغربی باغ مین آئے جہان لشکر کو لیے ہوے کوکب روشن چشم مقیم تھا پس ان سبکو ساتھ لیکر
تعاقب مین سرکش ناوک انداز کے روانہ ہوے وہان سرکش ناوک انداز قلعہ قہرمانیہ مین مقیم تھا
قہرمان مغربی قلعہ دار ادہر سنجاب شاہ کی طرف سے اس مقام کا حاکم تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ سرکش ناوک انداز
قید سنجاب شاہ مغربی کو لیے ہوے سمارقیہ کی طرف جا رہا ہے تو قلعہ سے باہر آیا اور سرکش ناوک انداز کو
مہمان کیا سرکش نے یہان سے نامہ اپنے ہمراہیون کو لکھا تھا کہ ہم قلعہ مین مقیم ہین تین روز بعد روانہ ہونگے
قہرمان مغربی نے بڑی دہوم سے دعوت سرکش ناوک انداز کی کی تھی اور اس فکر مین تھا کہ کسی طرح
سنجاب شاہ مغربی کو رہا کرون مگر خوف کھاتا تھا کہ ایسا نہو کہ میری بھی عافیت تنگ ہوجاے تین روز کے
بدلے قہرمان مغربی نے پانچ چھ روز سرکش کو روکا مگر کوئی تدبیر نہ بڑی یہی سوچتا تھا کہ اگر مین نے کسی طرح
بادشاہ کو اس سے لے بھی لیا تو بعد اسکے اور جو لوگ یہان آئینگے تو مین اُنسے کس طرح اپنی
جان بچاؤنگا وہ لوگ قلعہ کا نشان تو باقی نہ رکھینگے پانچوین روز سرکش قلعہ سے نکلکر چلا ہی تھا اور قہرمان
اس فکر مین تھا کہ اب یہ جس مقام پر منزل کرے وہان ہونچکر شبخون مارون کہ یکایک جانب صحرا سے
تتق گرد وغبار بلند ہوا سرکش ناوک انداز سمجھا کہ میرے ہمراہیون مین سے کوئی آتا ہے یہ ٹھہر گیا
اور انتظار کرنے لگا قلعہ سے چند ہی قدم کے فاصلے پر ایک باغ تھا چاردیواری اُسکی نہایت بلند تھی دیکھا کہ گرد
اُس باغ کی طرف بڑھتی چلی آتی ہے یہ فوج شاہزادہ رفیع البخت کی تھی انکو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم
ہوا تھا کہ سرکش قلعہ قہرمانیہ مین مقیم ہے اور قریب قلعہ ایک باغ ہے سوچے کہ چلکر باغ مین قیام کرنا چاہیے
اور جس وقت سرکش قلعہ سے نکلکر چلے اُس وقت حملہ کرکے سنجاب کو چھڑانا چاہیے ورنہ اگر ناوک
اندازون نے فاصلہ پاکر تیرون سے رکھ لیا تو بے زخمی ہوے قریب پہونچنا دشوار ہوگا اس خیال سے یہ
باغ مین آئے تھے یہان دیکھا کہ سرکش قلعہ سے نکل چکا ہے اور جایا چاہتا ہے راستہ باغ کی دیوار ہی کے
نیچے سے ہے ایک طرف باغ ہے اور دوسری جانب نہر ہے بیچ مین راستہ ہے بس کوکب روشن چشم نے
عرض کی کہ مین دو ہزار سوارون کو لیکر سامنے سے جاتا ہون جب ناوک انداز میری طرف متوجہ ہون آپ
پہلو سے حملہ کیجیگا رفیع البخت نے اس راے کو پسند کیا سرکش نے جب دیکھا کہ فوج باغ کی طرف
سے ہوکر دوسری طرف چلی گئی تو یہ بھی اپنی جگہ سے آگے بڑھا کہ اگر ساتھ والے ہون تو آگے بڑھ کر اُنسے
ملجاؤن اور اگر دشمن ہون تو مقابلہ کرون یہ سوچ کر سرکش ناوک انداز آگے بڑھا بیچ مین قید سنجاب شاہ
مغربی کی تھی چار طرف لشکر تھا جس وقت زیر دیوار باغ پہونچا تو سامنے سے کوکب روشن چشم
دو ہزار سوارون کو ساتھ لیے ہوے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ او سرکش خبردار ہو ہوشیار ہوجا کہ مین
آپہونچا سرکش نے کہا تو کون ہے اور آیا ہے تو کیا کریگا کوکب نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون
اور تیرے بادشاہ کو چھڑانے آیا ہون سرکش ہنسا اور یہ خیال کیا کہ یہ دو ہزار سوار ہیں کیا کرلینگے اور یہ بھی اس
قابل نہین ہے کہ مقابلہ کرسکے اسکو زندہ اسیر کرلے چلنا چاہیے یہ سوچکر سرکش نے نیزہ سنبھالا اور کوکب
مرکب کو اڑا کر آگے بڑھا تلوار چلنے لگی سرکش سمجھا تھا کہ یہ مجھسے مقابلہ کریگا کوکب روشن چشم نے آتے ہی
اسکے لشکر پر حملہ کیا اُدھر رفیع البخت نے باغ سے نکلکر نعرہ کیا کہ او سرکش ادھر آ کہ مین آپہونچا
دیکھ سنجاب شاہ کو مین رہا کرکے لیے جاتا ہون یہ فرماکر مع نقیب مغربی اور اٹھارہ ہزار سوار کے

پہلو پر سے جو گرے تو ناوک اندازون کو کمان دوش سے لینے تک کی مہلت نہ ملی اور تلوار برسانا شروع کی یہ رنگ
دیکھکر قہرمان مغزلی بھی قلعہ سے نکلا مع فوج لشت پر سے آکے گرا اور قتل کرنا شروع کیا اور عرض کی کہ یا
شاہزادہ رفیع البخت مجھے بھی اپنے غلامون مین سمجھیے گا شاہزادہ رفیع البخت لڑتے ہوئے قریب قید
سنجاب شاہ مغزلی کے پہونچ گئے اور نگہبانون کو مار کر نسیب مغزلی سے ارشاد فرمایا کہ تم تو اپنے
باپ کو لیکر اسی باغ مین چلے جاؤ مین سرکش ناوک انداز کو قتل کرکے آتا ہون یہ فرما کر آواز دی کہ او کشی
ملعون مین آپہونچا ادھر سرکش اور کوکب سے مقابلہ ہو رہا تھا مرکب کوکب کا مارا گیا لوگ کوکب
کے درمیان مین آگئے کوکب نے ناوک انداز کو مار کر اسکے گھوڑے کو قبضہ مین کیا سوار ہوکے
پھر لڑنے لگا اب ایک طرف سے تو فوج کوکب کی لڑتی چلی آتی ہے لشت پر سے قہرمان قلعہ دار دبایا
چلا آتا ہے بیچ مین رفیع البخت تلوار برسا رہے ہین نسیب مغزلی باطمینان تمام قید سنجاب شاہ مغزلی
کی لیکر نکل گیا باغ مین پہونچکر اسنے قید کاٹی اور کہا کہ دیکھا آپ نے سارے حق کی اطاعت کا یہ پھل
ملا اور شاہزادہ نے باوجود دشمنی کے اپنے خیال پر آپ کو رہا کیا کہ آپ بھی آپ حق کو پہچانیے اور دین اسلام
قبول کیجیے سنجاب شاہ نے کہا کہ اے فرزند دل مین سنے اطاعت رفیع البخت کی اختیار کی وہان سرکش
ناوک انداز سے اور شاہزادہ رفیع البخت سے کچھ فاصلہ تھا کہ سرکش نے تیر سر کیا ادھر شاہزادہ
نے تلوار سے تیر کو قلم کیا اور مرکب کو اڑا کر سامنے پہونچ گئے سرکش نے تلوار ماری رفیع البخت نے
قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور کھینچ لیا مگر زنجیر کا بند ٹوٹ کے جو زور کیا تو لاش زین سے بلند کرکے اچھال دیا
گرتے وقت تلوار ماری کہ چو رنگ ہوگیا چارون ٹکڑے سرکش کی لاش کے زمین پر گرے اب
ناوک انداز جو قریب پچیس ہزار کے باقی رہ گئے تھے اور پچیس ہزار کے قریب مارے گئے تھے انھون
نے جو دیکھا کہ سردار مارا گیا اور کوئی صورت مفر نظر نہین آتی الامان کی آواز بلند کی فرمایا امان بشرط ایمان
ہے ان سب نے قبول کیا شاہزادہ نے ہاتھ روکا لیکن بہت سے لوگ فرار ہوگئے تھے وہ یہان سے
سنجابیہ کی طرف روانہ ہوئے کہ چلکر ترکش ناوک انداز اور اصنام سنگ انداز وغیرہ سے اطلاع
کرین یہان قہرمان قلعہ دار نے ملازمت رفیع البخت کی حاصل کی اور سنجاب شاہ مغزلی نے اپنے
افعال سے توبہ کی کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اب یہ سب تو قلعہ قہرمانیہ مین مقیم ہوئے لیکن وہ
لوگ جو یہان سے گریزان ہوئے تھے ترکش ناوک انداز کے پاس پہونچے اور بیان کیا کہ سنجاب شاہ
کو رفیع البخت نے رہا کر دیا اور سرکش مارا گیا بس یہ سنتا تھا کہ یہ دونون سنگ انداز اور ترکش
ناوک انداز نہایت برہم ہوئے اسی وقت تیاری لشکر کا حکم دیا تین لاکھ سنگ انداز ناوک انداز تھے اور
قریب چار لاکھ کے بہارستان مغرب کی فوج تھی جسکو انھون نے بعد اسیر کر لینے سنجاب شاہ کے
اپنا مطیع کر لیا تھا کل سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت اپنے ساتھ لیکر جانب قلعہ قہرمانیہ روانہ ہوئے
اتفاقا جاننا تھا کہ یہ خبر پھیل گئی سیارہ کوچک برائے دریافت حال آیا تھا اسنے جاکر شاہزادہ سکندر رستم خو
کو اطلاع کی شاہزادہ سکندر رستم خو بھی اچھے ہوچکے تھے اور سرداران زخمی بھی اپنے صحت پا چکے تھے
اور فوج بھی فراہم ہوگئی تھی قریب ایک لاکھ سوار کے سکندر نے بھی ہمراہ لیے اور یہ بھی قلعہ قہرمانیہ
کی جانب روانہ ہوئے ادھر مہتر سرخیل نے جاکر صمصام مغزلی وغیرہ سے تمام حالات بیان کیے کہ آپکے
والد ماجد کو ترکش ناوک انداز اسیر کرکے گلستان باختر کی طرف لیے جاتا تھا شاہزادہ رفیع البخت
نے سرکش ناوک انداز کو مار کر بادشاہ مغرب کو چھڑا لیا اب دونون سنگ انداز اور ایک

ناوک انداز سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے مقابلہ رفیع البخت روانہ ہوگئے ہیں بس یہ
سنتے ہی سرمست فیل زور اور تمتاج زرہ پوش اور قیصر تیغ زن اور صمصام مغربی وغیرہ تمام سردار
قریب پچاس ہزار سوار کے جو یہاں موجود تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ قہرمانیہ روانہ ہوے دیکھیے
کون کس وقت پہونچتا ہے اور لوگ بھی ملازمان رفیع البخت سے جہاں جہاں تھے جسنے خبر پائی وہ چل کھڑا
ہوا لیکن اول حال سنگ اندازوں اور ناوک اندازوں کا سنیئے کہ جس وقت یہ طے مراحل و قطع منازل
کرتے ہوے قریب قلعہ قہرمانیہ کے پہونچے ہیں اور یہ خبر ہرکاروں کے ذریعہ سے شاہزادہ رفیع البخت
کو پہونچی کہ سنگ انداز و ناوک انداز برائے انتقام آگئے ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو اُس وقت
کوکب روشن چشم نے عرض کی کہ ای شہریار یہ لوگ غضب سارتیق کے نام سے موسوم ہیں افسوس
کہ آپنے ابھی حالت قلعہ جبل الحدید کی ملاحظہ نہیں فرمائی ہے اس قلعہ کی کیا حقیقت ہے اگر اُنھوں نے
آتے ہی سنگ اندازی شروع کردی تو قلعہ سے نکلنا بھی دشوار ہو جائیگا یہ سُن کے رفیع البخت نے
کہا کہ کیا میں قلعہ بند ہو کر لڑونگا جو تجھے اندیشہ ہوا آنے دو کچھ پروا نہیں ہے اور کہدو کہ خیمہ بیرون قلعہ
برپا ہو جس وقت طبل جنگ بجیگا اُس وقت دیکھا جائیگا اُسی وقت حسب الحکم شاہزادہ رفیع البخت خیمہ
قلعہ کے باہر نصب ہوا اور رفیع البخت قلعہ سے نکلکر خیمہ میں تشریف لے جاتے ہی تھے کہ جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرانے لگی گرد اسقدر اُڑی کہ زمین کا سلسلہ
آسمان سے ملا دیا اُس وقت قہرمان قلعہ دار نے عرض کی کہ یہ تو سات آٹھ لاکھ سوار کی فوج آتی معلوم ہوتی
ہے یہانتک کہ ہوا نے مار گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم کالے
سیاہ زنگاری نشان سات لاکھ سوار کا نمودار ہوے ہر علم کے پھریرے پر تعریف سارتیق بن لعنا ملعون
کی تحریر تھی تمام فوج سامنے آکر خیمہ زن ہوئی چونکہ ایک دم کے سے یہ لوگ یہانتک آئے تھے اور کسی جگہ قیام
نہیں کیا تھا اس وجہ سے آغاز جنگ نہ کیا لیکن بارگاہیں برپا ہوتی ہی اصنام سنگ انداز نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت
کو پہونچی کہ سنگ اندازوں نے نقارہ رزمی بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی
و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اور تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں شاہزادہ
رفیع البخت نے ارشاد فرمایا کہ ای نہیب مغربی تم سنجاب شاہ کو لیکر باغ میں چلے جاؤ اور اسطرح
جاؤ کہ اِن کافروں کو یہ حال معلوم نہونے پائے نہیب مغربی نے عرض کی کہ ای شہریار یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم
آپ کو چھوڑکر چلے جائیں فرمایا کہ اس وقت اسی کا موقع ہے اسلیئے کہ فوج دشمن کی بہت ہے اور لڑائی کا اسکے حال
سن چکے ہیں اگر اُنھوں نے ایک باڑھ پتھروں کی قلعہ پر لگا دی تو پھر قلعہ سے نکلنا دشوار ہو جائے گا ہم تم
تو لڑ بھڑ کر سب کچھ کر سکتے ہیں بادشاہ لڑنے بھڑنے کے لایق نہیں ہے اور ہمارا خدا مددگار ہے تم اندیشہ نکرو
نہیب مغربی حکم شاہزادہ عالی مقدار سے مجبور ہو کر سنجاب شاہ پاس آیا اور عرض کی کہ شاہزادے
ایسا کچھ ارشاد فرماتے ہیں لیکن سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ ای فرزند عورتوں کی طرح جینے سے مرجانا بہتر ہے تم
شاہزادہ رفیع البخت سے کہدو کہ میں آپ کے ساتھ ہوں نہیب مغربی نے آکر عرض کی کہ وہ نہیں جاتے
اُس وقت شاہزادہ رفیع البخت بنفس نفیس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ ای بادشاہ آپکو میرے
سر کی قسم آپ باغ میں تشریف لیجائیے اُس وقت اُن لوگوں کا اس مقام پر رہنا مناسب ہے جو لڑنے
والے ہیں سنجاب شاہ مغربی نے قسم سے مجبور ہو کر جانا قبول کیا نہیب مغربی دس ہزار سوار سے

پوشیدہ طور سے پھیر کھاکر باغ مین چلا گیا جب صبح ہوئی تو شاہزادہ رفیع البخت فریضہ سحری کو ادا کر کے مرکب
پر سوار ہوے اور رُخ میدان کارزار کا کیا اُدھر اصنام سنگ انداز اور احجار سنگ انداز اور ترکش
تیر انداز ساٹھ لاکھ کی فوج سے آکر میدان مین صف آرا ہوے سامنے صف سنگ اندازون کی تھی اور میمنہ
و میسرہ پر ناوک انداز تھے کہ اگر شاید رفیع البخت آپڑے تو ناوک انداز تیرون پر رکھ لین یہ سوچکر
ان مکارون نے یہ انتظام کیا تھا یہان شاہزادہ رفیع البخت اس انتظار مین کھڑے تھے کہ شاید کوئی
میدان مین نکلکر مبارز طلب ہو وہان سنگ اندازون کی لڑائی کا ڈھنگ ہی اور تھا جب دونون طرف
صف بندیان ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے تو اک مرتبہ سنگ اندازون نے پتھر
منجنیق مین رکھ کر گردش دینا شروع کی بس رفیع البخت نے ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور دوسرے
ہاتھ مین گرز لیا اور جس طرح قلعہ پر جاتے ہین اس طرح دھاوا کر دیا ہنوز قریب نہ پہونچنے پائے تھے کہ پتھر
پھولیون سے نکلکر فنا کی صدا دیتے ہوے چلے جو پتھر سامنے آیا رفیع البخت نے گرز مار کر اسکو رد کر دیا
اور جو پتھر داہنی جانب آیا اُسے سپر پر روکا ساتھ انکے کوکب روشن چشم اور قہرمان قلعہ دار ادر عقب مین
آ نکلے فوج قریب ایک لاکھ کے تھی یہ سب کے سب گھوڑے دوڑاتے ہوے چلے لیکن پتھرون
کے پہلے ہی وار مین دس ہزار آدمی لشکر رفیع البخت کے مارے گئے آخر رفیع البخت اور دونون
سردار لڑتے ہوے قریب پہونچ گئے اور سنگ اندازون پر گرے جسکو گرز مار دیا وہ پیوند زمین ہو گیا
فوج بھی آپڑی اور تلوار چلنے لگی سنگ اندازون نے راہ دیدی یہ سب کے سب فوج مین دھنس گئے
اُس وقت دونون پہلوون کی طرف سے تیر برسنے لگے یہ ایک لاکھ سوار ساٹھ لاکھ کے انبوہ مین گھر گئے
ناوک اور پتھر ہر طرف سے برس رہے تھے لیکن یہ لوگ جانون پر کھیلے ہوے بڑھتے چلے جاتے تھے
ناوک انداز اور سنگ انداز برابر وار کر رہے تھے اور للکار للکار کے کہہ رہے تھے کہ مار لو ان سرکشون کو
یہ جانے نپائین بڑا غضب کیا ان لوگون نے کہ خداوند کے قیدی کو چھین لیا اور ایک ہمراہی کو ہمارے
جان سے مارا فوج اسکی تباہ کر دی کہ اک مرتبہ صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور تمغاج زرہ پوش
مع فوج فراوان پیدا ہو کر شریک جنگ ہونے کی غرض سے چلا تھا کہ اک مرتبہ ناوک اندازون نے
تیر برسانا شروع کیے تمغاج نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ بہادرو جنگ سے منہ نہ موڑنا آج سے
بڑھکر روز نام و ننگ نہو گا جا پڑو ان نامردون پر اور انکو تیر کمان مین جوڑنے کی مہلت نہ دو یہ کہکر گھوڑا
ڈال دیا ساتھ ہی اسکے تمام سردار سرمست وغیرہ بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر تیرون کو قلم کرتے ہوے
آ کر فوج کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ناوک اندازون نے انکو بھی راستہ دیدیا تمغاج زرہ پوش
بغرض مدد شاہزادہ رفیع البخت دریا سے لشکر کو تیرتا ہوا چلا جب دیکھا ناوک اندازون نے
کہ اب یہ سب بیچ مین آگئے ہین تو پھر انھون نے تیرون پر رکھ لیا انکے ساتھ کے بھی کوئی بارہ ہزار جوان
پہلے ہی حملہ مین کھیت آگئے باقی ماندہ آکر فوج پر گرے اور تلوار برسانے لگے مگر یہ سب گھرے ہوے
لڑ رہے ہین چہار جانب سے نرغہ کفار ہے بیچ مین یہ لوگ ہین خوب تلوار چل رہی ہے ہر طرف سپرون کی
سیاہ گھٹا چھائی ہوئی ہے کوندا برق شمشیر کا دمبدم لپک رہا ہے ناوک انداز اور سنگ انداز اسطرح
گھیرے ہوے ہین کہ نکلنے کی راہ نہین دیتے کہ اک مرتبہ پھر گرد اُڑی اور دل گروہ سے شاہزادہ سکندر
رستم خو پیدا ہوے اور نعرہ کر کے چلے سنگ انداز اور ناوک انداز عجب انداز سے لڑ رہے تھے
کہ بیچ مین تو انھون نے بہارستان مغرب کی فوج کو کر لیا تھا اور چہار جانب سنگ انداز و ناوک انداز

صفیں باندھے ہوئے سنگ اندازی کر رہے تھے جو مددگار آتا تھا پہلے اسپر بارش سنگ کرتے تھے جب پڑتا تھا
تو راہ دیدتے تھے کہ ہماری جمعیت میں کمی ہو اگر قتل ہوں تو سمجھا یہ ہی گئے لوگ قتل ہوں چونکہ اب سنجاب شاہ
بھی مسلمان ہو چکا تھا تو انکو یہ خیال تھا کہ میں فوج بہارستان مغرب ہمارے خلاف ہو کر اپنے بادشاہ کی
شریک ہو جائے اور جب یہ لوگ گھیرے رہینگے تو چار و ناچار لڑینگے اور اگر پہلو تہی کرینگے تو نشانہ سنگ حوادث
ہونگے یہی حالت سکندر رستم جو اور عنقائے کوہ پیکر اور عنتر دیو کش وغیرہ کی بھی ہوئی کہ پہلے حملہ کو
رد کر کے آپڑے انکی فوج کے ابھی کوئی نو ہزار آدمی پہلے ہی حملہ میں کام آ لیے جو بچے وہ لشکر پر آ کے گرے
تلوار برسانے لگے اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی ہر طرف صدائیں بگیر و بزن کی بلند تھیں کہ کمر تبہ
پھر گرد اڑی اور لشکر عظیم نمودار ہوا شاہزادہ سہراب بن رستم سات لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت
سے چلے آتے تھے انکو معلوم ہوا کہ یہ جنگ شاہزادہ رفیع البخت سے ہو رہی ہے بس انھوں نے
بھی دو لاکھ سواران منتخب اپنے ساتھ لیے اور نعرہ کر کے چلے ادھر سنگ اندازوں نے انپر بھی پتھر برسانا
شروع کیے سہراب بھی بلائے بد آفت روزگار ہے نعرہ کر کے جو کہا ہے فوج کو تہ و بالا کر دیا پہلے حملہ میں کوئی
پندرہ سوار گر گئے اب تو انھوں نے بھی آ کر سبکو تلوار کے نیچے رکھ لیا رفیع البخت نعرہ سہراب و سکندر
کی آواز سنکے اور بھی جم کے لڑنے لگے سنگ انداز حیران تھے کہ مددگار رفیع البخت کے زمین و آسمان سے
پیدا ہو رہے ہیں لیکن سنگ انداز اس گھات سے لڑ رہے ہیں کہ ابھی تک انپر خوف و ہراس طاری نہیں
ہوا ہے نہ لوگ انکے کام آئے ہیں سات لاکھ میں سے شاید دس بیس ہزار مارے گئے ہوں باقی الگ ہی الگ سے
تیر برسا رہے ہیں یہ رنگ دیکھکر شاہزادہ رفیع البخت نے اعجاز سنگ انداز کیطرف رخ کیا اور مرکب
کو اسکی جانب پھیر کر بڑھتے ہوئے چلے ادھر سنگ اندازوں نے پتھر مارنا شروع کر دیے رفیع البخت
بہ سبب گرز و پتھروں کو رد کرتے ہوئے اور خالی دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں ادھر سکندر رستم خو
اصنام سنگ انداز کی طرف چلے اور سہراب نے ترکش تیر انداز کو ڈانٹا کر او ملعون آگاہ ہو کہ
میں آپہونچا لیکن انمیں سے کوئی بھی قریب نہیں پہونچ سکتا یہ تینوں سردار عجب گھات سے لڑ رہے ہیں
کہ اک مرتبہ پھر گرد اڑی اور نعرہ ہوا کہ باش ای کافران بیحیا خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ میں آپہونچا منتقم
سلطان حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ صاحبقران ربع یہ نعرہ کر کے کئی ہزار سوار و پیدل کی
جمعیت سے آ کر لشکر پر گرے آواز نعرہ صاحبقران سے صحرا گونج اٹھا سنگ اندازوں کے اندام میں رعشہ
پڑ گیا ہمراہ صاحبقران کے فوج کی حیثیت میں وہ لوگ ہیں جو لاکھوں پر بھاری ہیں ایک جانب طلحہ بن
لندھور ایک سمت ملوک بن مالک ایک طرف محتشم بن ہاشم تیغ زن ایک سمت مرزنگ بن مرزبان
خراسانی ایک طرف گردن بن بہرام ایک جانب شہنشاہ گوہر کلاہ بڑے بھائی رفیع البخت کے
اسی طرح تیس ہزار کئی سو لوگ لیے آتے ہی تلوار برسانے لگے رفیع البخت نے جو آواز نعرہ صاحبقران
کی سنی حیران ہوا کہ انکو کیونکر خبر مل گئی جو یہ یہاں آ گئے لیکن صاحبقران نے رنگ لڑائی کا
دیکھکر آواز دی کہ انھیں گھیر کے لڑو جس طرح یہ سب کے سب اہل اسلام کو گھیرے ہوئے ہیں
اسی طرح انھیں گھیر کے مارو یہ سنکر تمام سرداران اسلام پھیل گئے انمیں ایک ایک رستم وقت و
اسفندیار زمانہ تھا ہر ایک کے ہاتھ میں گرز و سپر تھی تیروں کو رد بھی کرتے جاتے تھے اور بڑھتے بھی جاتے
تھے عین گرمی جنگ میں شاہزادہ رفیع البخت قریب اعجاز سنگ انداز کے پہونچ گئے اور نعرہ کیا
کہ او ملعون لا حرب بہادری کی کہ اب وقت تیرا آخر ہے دل کی ہوس پوری کر لے دیکھا اعجاز نے

کہ اتنے مین مثل قضائے مبرم کے سر ہی پر آ پہونچا بس جلدی سے تلوار کمر سے کھینچ لی اور رفیع البخت پر وار کیا رفیع البخت
نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو جہاز کے مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے
ادھر شاہزادہ سہراب قریب ترکش ناوک انداز کے پہونچ گئے ترکش ناوک انداز نے دیکھا کہ اب
تیر کی زد باقی نہین رہی ہے اسنے نیزہ سینے پر سہراب کے مارا سہراب نے نیزہ اسکا چھین لیا اور وہی اسکے سینے پر
مارا کہ توڑ کر پار گزر گیا بس سہراب نے ترکش ناوک انداز کو نیزے پر بلند کر کے آواز دی کہ ای ناوک
اندازو دیکھو کہ سردار کو تمھارے مین نے کس ذلت و خواری سے مارا ہے یہ فرما کر سر پر چرخ دیکر جو زمین پر
مارا تو استخوان اسکے پارہ پارہ ہو گئے بس مرنا تھا ترکش ناوک انداز کا کہ تمام تیر اندازون کے ہوش اڑ گئے
اصنام سنگ انداز نے جو دیکھا کہ شاہزادہ سکندر رستم جو میرے ہی طرف چلے آتے ہین پس اصنام نے
پیاپی پتھر مارنا شروع کیے سکندر رستم سب سپر و گرز پتھرون کو روکتے ہوے قریب پہونچ لیے تھے کہ اصنام سنگ انداز
نے پھر ایک پتھر کھینچ ہی مارا سکندر نے اس پتھر پر گرز مار کے پلٹا دیا پتھر پلٹ کے سر پر اصنام کے
پڑا کہ منھ بگڑ گیا کاسہ سر چور ہو گیا بس مرنا تھا ان سردارون کا کہ اتنے مین ہر طرف سے صدائے امان بلند
ہوئی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد فرمایا کہ امان بشرط ایمان ہے جسے دین مبین اسلام اختیار کرنا ہو وہ
ہم سے امید نیکی رکھے ورنہ آج ایک متنفس کا بچنا بھی دشوار ہے یہ سن کے تمام کفار نے کہا کہ ہمین بدل منظور ہی
ہمنے لعنت کی ساریق بن بقا ملعون پر اس وقت اہل اسلام نے ہاتھ روکا دونون گروہ علیحدہ ہوے
سبنے ملازمت صاحبقران حق پژوہ کی حاصل کی آج صاحبقران کا رعب اور ہی کچھ تھا چہرہ سے جلالت
پیدا تھی رفیع البخت اور سکندر رستم خو اور سہراب وغیرہ سب اپنے عزیزون سے ملے انکے تازہ
رفقا نے بھی قدمبوسی حاصل کی قہرمان قلعہ دار نے سامان دعوت کیا ایک شب سبنے اسی مقام پر قیام کیا
اور دوسرے روز صبح کو مع سنجاب شاہ مغربی سب کے سب کوچ کر کے طرف شہر سنجابیہ کے
روانہ ہوے سنگ اندازون اور ناوک اندازون کے افسرون کے سر کٹوا کر ساتھ لے لیے تھے قبل یہ خبر
شہر سنجابیہ مین پہونچی کہ سنگ انداز اور ناوک انداز مارے گئے بعضے شکست کھا کر بھاگ گئے باقی
مسلمان ہو گئے شاہزادہ رفیع البخت با فتح و فیروزی تشریف لاتے ہین یہ سنکے ہامان دانشور تو خوف زدہ
ہو کر یہان سے بھاگ کے طرف گلستان کے روانہ ہوا کہ ان حالات کی اطلاع ساریق بن بقا سے
کی جاے لیکن نجم اختر شناس ارکین دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے مین سب کی
ملازمت حاصل کی شاہزادہ رفیع البخت شہر سنجابیہ مین داخل ہوے صاحبقران نے سر سنگ اندازون
کے بلند عمارتون پر نصب کرا دیے اور لاشین پاے فیل مین بندھوا کر تشہیر کرائین تاکہ لوگون کو عبرت ہو
بعد اسکے قلعہ جبل الحدید کی حالت پر بہت افسوس کیا اور اسکی تعمیر کا حکم دیا اتنے مین ہرکارون نے
خبر دی کہ بادشاہ اسلام تشریف لاتے ہین صاحبقران تمام سردارون کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ
ہوے اور ظل اللہ کو پیشوائی کر کے لائے سنجاب شاہ مغربی نے جلسہ خوشی منعقد کیا بتخانے گرا دیے
جا بجا مسجدین تعمیر ہونے لگین لیکن شاہزادہ رفیع البخت اور سکندر رستم خو دونون شاہزادیون کے
مفقود الخبر ہونے سے نہایت پریشان تھے ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوے تھے سنجاب شاہ مغربی نے
اپنے ملک کے اسلام آباد ہونے کی خوشی مین جلسہ تو منعقد کیا تھا مگر یہ بھی دختر کے غم مین مبتلا تھا شاہزادہ
سہراب بن رستم خیمہ مین رفیع البخت کے آئے دیکھا کہ سکندر اور رفیع البخت کچھ باتین کر رہے ہین
سہراب کو دیکھکر دونون خاموش ہو گئے اس وقت سہراب کو رفیع البخت کی طرف سے ملال گذرا

اور دل مین خیال کیا کہ ہمنے اپنے بزرگون کے چلن کو چھوڑ کر یہ کوفت کھائی یہ لوگ اسی قابل ہین جیسا کہ بدیع الزمان
سے قاسم پیش آیا کیسے پس یہ لوگ اسی کے عادی ہین خیر سمجھا جائیگا مین اس احسان مین جھکا ہوا تھا کہ
ثریا سے سمیتن کو رفیع البخت نے مجھ سے ملا دیا تھا میرے غم کو برطرف کیا تھا اسکے بعد سے مین نے
اسی کا ساتھ دیا اپنے برادر سکندر کا ساتھ ندیا مگر انسے بوے محبت نہ آئی یہ خیال انکے دماغ مین جم گیا
اور وہین سے ملنے کا قصد کیا تھا کہ رفیع البخت نے کہا کہ کیا آئے کیا چلے سہراب نے کہا کہ تم مجھے دیکھکے
خاموش ہوگئے مین سمجھا کہ کچھ راز کی باتین ہونگی تو کیون مخل صحبت ہون رفیع البخت نے کہا کہ کوئی راز
تم سے پوشیدہ کرنیکی ضرورت نہین ہی سلسلہ کلام کا ختم ہوگیا تھا درمیان سے نہین قطع ہوا ہی آؤ بیٹھو سہراب
آکے بیٹھ گیا اور اسکو وہ وقت یاد آیا جب رفیع البخت نے کہا تھا کہ مجھے ایسا عمل آتا ہی کہ اگر چاہون تو تمھاری
معشوقہ ملجائے اور ان دونون کی پریشانی کو بھی سہراب سمجھ گئے کہ دونون شاہزادیون کے واسطے
یہ پریشان ہین اسلیے کہ معلوم ہو چکا تھا کہ وہ دونون ان دونون کی معشوقین ہین سہراب نے کہا کہ اے
رفیع البخت جیسا عمل تمکو یاد تھا ویسا ہی عمل مین نے بھی یاد کیا ہی بلکہ ایک بات زائد ہی وہ یہ کہ مین
انکا حال بتا دیتا ہون رفیع البخت نے مسکرا کے کہا کہ بیان کرو سہراب نے کہا کہ یہ مسکرانا تمھارا رونے
اور بسورنے کے برابر ہی دل تو غمگین ہو رہا ہی ہونٹھون پر ہنسی آئی تو کیا آئی رفیع البخت نے کہا کہ مجھے
تو کوئی بھی رنج نہین بلکہ نہایت خوش ہون کہ مین نے آکر بہارستان مغرب کو فتح کیا یہ کلمہ اور بھی سہراب
کو ناگوار گذرا کہ یہ مجبر طعن ہی جواب دیا کہ اگر تم نے بہارستان مغرب کو فتح کیا تو اکیلے نہین فتح کیا بلکہ
صاحبقران اوسط کی اعانت سے اور آخر مین مین بھی شریک ہوگیا اور خود صاحبقران اور تمام سرداران
اسلام آگئے تھے فخر میرا بجا ہی کہ مین نے اکیلے جاکر دو ملک زیر نگین کیے شہر عرفانیہ اور شہر اسلوبیہ کو
فتح کیا ان دونون شہرون سے سات لاکھ کی فوج اور دو سردار دستیاب ہوے اور ای رفیع البخت
اب اپنے دل کا حال سنو کہ تمکو کسی معشوق کی فراق کا صدمہ ہی اور ہمارے چھوٹے بھائی صاحب سکندر
رستم خو بھی اسی غم مین مبتلا ہین اس وقت بھی باتین ہو رہی تھین یہ سن کے رفیع البخت نے کہا کہ ظالم کیا تو
چھپا ہوا سن رہا تھا سہراب نے کہا کہ تم بڑے بد باطن ہو اگر مین تمھاری معشوق کو یہین بیٹھے بیٹھے بلادون
اس وقت تو قائل ہوگے رفیع البخت نے کہا کہ کہین ایسا نہو جیسا ہمنے عمل پڑھا تھا سہراب نے کہا ابھی
معلوم ہوجاتا ہی مین عمل شروع کرون رفیع البخت بولے بسم اللہ سہراب نے اپنے عیار مہتر سیارہ ثانی
کو اشارہ کیا کہ دونون شاہزادیون کو سوار کر کے صحرا مین فلان درخت کی آڑ مین بٹھا آؤ تم اسنے ویسا ہی کیا صحرا
مین لیگیا ہر ایک کو ایک ایک درخت کے نیچے بٹھا کے چلا آیا یہان سہراب نے سبحہ گردانی شروع
کی اور آنکھین بند کرلین سکندر اور رفیع البخت ہنسا کیے تھوڑی دیر کے بعد سہراب نے آنکھین
کھولکر کہا کہ لے اٹھو تمھاری مراد دلی بر آئی دونون شاہزادیان صحرا مین تباہ پھر رہی تھین میرے عمل کی
کشش سے فلان مقام تک آگئی ہین اب اگر مین زیادہ زور دیتا تو یہین آجاتین مگر اسمین تمھاری رسوائی
ہوگی چلو اور انکو لے آؤ یہ کہکر سہراب بارگاہ سے نکلا ملازمان رفیع البخت سے کہا کہ جلد دو پالکیان
لے کے چلو سکندر اور رفیع البخت بھی ہنستے ہوے ساتھ ہوے رفیع البخت نے کہا کہ عمل
جلالی تھا بگڑ گیا سہراب نے کہا کہ میرا عمل نہین بگڑا یہ مہی تمھارا عمل الٹا ہی جسوقت صحرا مین پہونچے تو دیکھا
کہ دو نقابدار دو درختون کے نیچے کھڑے ہین سہراب نے کہا کہ جا کر اپنی اپنی چیز پہچان لو رفیع البخت
ابھی تک یہ سمجھ رہے ہین کہ سہراب دل لگی کر رہا ہی جواب دیا کہ ایسا نہو ہمارا ہاتھ لگانا مرد کلون سے خلاف

گذرے تمھین نقابین اٹھاؤ سہراب نے کہا کہ مین نامحرم ہون تمھین شرم نہین آتی کہ مجھسے کہتے ہو رفیع البخت نے کہا کہ تمسے کیا پردہ ہی کیا تم کوئی غیر ہو یہ آواز جو سمن اندام اور تصویر برق جمال نے سنی دونون نے نقابین چہرون سے دور کر دین اور ہنسنے لگین اور کہا کہ اگر یہ عزیز نہ پہونچ جاتا تو شاید ہم دونون کا خاتمہ ہوجاتا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے پالکیان آگئین رفیع البخت نے دونون کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین آئے مہتر نسیم مغربی اس وقت موجود تھا شاہزادہ رفیع البخت نے سنجاب شاہ سے کہلا بھیجا کہ اب آپ پریشان نہو ملکہ کا پتہ مل گیا یہ سنکر سنجاب شاہ مغربی بھی نہایت خوش ہوا اور طرطوس شاہ جبالی بھی شاد ہوا یہ دونون بادشاہ اپنی اپنی دختر ولکو دیکھنے آئے اب ان سبکو تو مصروف جشن رکھا جاتا ہے

لیکن چند سے گلکمے داستان ہامان دانشور وزیر سنجاب شاہ مغربی سے بھاگ کر جانا ہامان کا ساریقیہ مین اور حالات بیان کرنا ساریق ملعون سے روانہ کرنا ساریق کا ایک عیار کو اور ایک عیارنچی کو برائے گرفتاری سرداران لشکر اسلام و باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل

حضرت ناصح ذرا نظارہ جانان کرین
پھر کہان جا کر تمھاری وصل کا سامان کرین
کیون نہ ہرہم حضرت عیسے سے خوش جانکنی
مین انھین مہمان کرون یا وہ مجھے مہمان کرین
مجکو خود مرنا ہی جائین وہ کا درمان کرین
ہو اگر طاقت تو درد دل کو یون پنہان کرین
کاٹ لین وہ سر تو ہم بھی جان کو قربان کرین
آرزو جنکی مجھے ہے وہ مرا ارمان کرین
حضرت واعظ نہ اس کا غم سے تو بہ کیجیے
جنکا ارمان ہو مجھے وہ غیر کا ارمان کرین
موت ہی کا بدگمانی سے یقین جنکو نہو
کیون وہ عالم بھر کو میرے ہاتھ سے ویران کرین
زندہ در گور ہے مگر اسوقت کر دینا ہمین
اب بھی یوسف ہون تو انکو داخل زندان کرین
منحصر ہے ہر گنہگارون کی بھر پرسش نہو
اپنے ہاتھون سے جسد فانی وزندان عشق
حضرت عیسے کو میرے درد سے کیا واسطہ
آئینہ جبکہ بین تو ہم انکو ابھی حیران کرین

گر نہ وحشت ہو تو مجکو داخل زندان کرین
انکو تسکین ہے جائین وصل کا سامان کرین
سب سے اچھے ہین تیرے بیمار کیا درمان کرین
ہے یہی دنیا اگر مجکو نہ وہ گریان کرین
کسلیئے غصے مجھے شرمندہ احسان کرین
وہ مسیحا ہین اگر میرے تو یہ احسان کرین
انکا ہم احسان آتارین وہ اگر احسان کرین
ہمکو فرصت بیقراری سے نہوگی کوئی دم
جب مین جانون آپکے سے شرمندہ احسان کرین
قتل سے پہلے جھکے سر مجھسے غرکی طرح
وہ مریض عشق کا کسو اسکے درمان کرین
وہ ہماری آنکھ مین ہے منتظر ہم کیون مین
جبکہ ہم قبضہ مین اپنے کوچۂ جانان کرین
سنگ طفلان کی کہانتک جستجو وحشت مین
روز محشر ہم اگر ذکر شب ہجران کرین
تا قیامت پھر کبھی جاک گریبان سلتی نہین
موت اسدن کو کہ جسدن وصل و ہجران کرین
رشک ہے مجکو اگر زخم جگر دکھلا دنہین

ہم اگر جوش جنون مین اپنا گھر ویران کرین
تمھین آتا ہی نہیں ہم لون شب ہجران کرین
ہو سکے احباب سے ہی تو یہ احسان کرین
ورنہ پھر یا خدا معلوم کیا طوفان کرین
ہاتھ دونون رکھ لین سینے پر نخوف جان کرین
ہیچ کو احتیاط دین درد کو درمان کرین
گر مجھے ناپید کرنا ایفلک منظور ہے
دل مین جو مہمان ہین ب لکد وہ مہمان کرین
ہرخ کا یہ مدعا ہی بخت کی یہ آرزو
جو کوئی ایسے ہاتھ مین پھر آپ احسان کرین
یا جنون مجھوئین مرا یا قید ہی کردین مجھے
وہ ہمارے دل مین ہین ہم اسکا کیون ارمان کرین
پھر تیرے جلوے کے مقابل کسکا جلتا ہے چراغ
کاٹ لین سر کو اگر میرے تو وہ احسان کرین
سیکڑون یوا تنے ہو جائین اسیری کے لیے
زندگی بھر روز جو مجکو اگر گریان کرین
انکو دھوکا ہے کیسکے دل مین ہم رہتے نہین
عمر بھر جلسے خیال جنبش مژگان کرین

آرزو ہی وصل میں ہو اسکی چھٹ جا
موت کی ہم آرزو کیونکر شب ہجران کرین
ہو کے سنتے ہی بجا ہین جو کہین حشر تک

ہین آنکھیں حیران کرون ورنہ مجھے حیران کیا
کس قیامت کی ہین آنکھیں غضب کی نگاہ
ہم بیان خواب اگر نظارۂ جانان کرین
آئینہ کیا گذرے اگر نظارۂ جانان کرین

بدگمانی سے گمان ہی میں بت کو ہوگا خواب کا
آپہی بیمار ڈالیں آپہی درمان کرین
جو کہ شوق دید ہی مین تجبر ہین ای کلیم

راویان شیرین زبان وحاکیان رنگین بیان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ ہامان دانشور وزیر سنجاب شاہ مغربی جو بہارستان مغرب سے بھاگا تھا اسنے گلستان باختر کا رخ کیا جو سنگ انداز اور ناوک انداز کہ بھاگ کر صحرا مین تباہ ہوئے تھے وہ سب ہامان کے ساتھ ہوئے اور صورت فریادیون کی بنا کر چلے اخل شہر ساریقیہ ہوئے جب خبر ساریق بن لقا کو ہوئی کہ ہامان وزیر سنجاب فریادیون کی شکل بنائے ہوئے آتا ہے تو ساریق نے کہا معلوم ہوتا ہے تمنے جو غضب اپنا بہارستان مغرب پر نازل کیا تھا اسکا اثر اس وزیر پر بھی پڑا خبر آنے دو ہامان اسی صورت سے زیر قیطول پہونچا دیکھا ہامان نے کہ کئی کروڑ کی فوج زیر قیطول خیمہ زن ہے اور ساریق ملعون بالائے قیطول بیٹھا ہوا ہے اور آواز اس گبر کی بہت بڑی ہے جس وقت یہ قیطول پر سے چلاتا ہے تو کوسون آواز اسکی پہونچتی ہے ہامان نے زیر قیطول پہونچ کے فریاد کی کہ اے خداوند یہ تو نے غضب پر غضب نازل کیا پہلے تو ناوک اندازون اور سنگ اندازون نے بہارستان مغرب کو خزان سے تبدیل کر دیا قلعہ کو تاراج کیا جسمین خداپرست مقیم تھے تمام خداپرست تباہ و برباد ہوگئے آخر مین اپنے پیمبر کو گرفتار کروا کے منگوا دیا پھر خداپرستون کی حمایت کی کہ سنجاب شاہ رہا ہو کر مسلمان ہوا اور خداپرستون نے آکر سنگ اندازون اور ناوک اندازون کو مار اسر انکے بلند عماریون پر نصب کیے گئے لاشین پامے فیل مین روندوا کر تشہیر کرائی گئین تمام بہارستان مغرب خداپرستون کا ہوگیا مین تیری ذات کے ساتھ خلوص رکھتا تھا تو بھاگ کے اس مقام پر آیا یہ سنکے ساریق ملعون نے دریچہ سے سر نکالا اور کہا کہ اس بندۂ مغضوب کو لے آؤ تاکہ ہم اسپر رحمت فرمائین اور یہ حال سبکو سنوائین اگرچہ ہم سب کچھ جانتے ہین لیکن بندون کا حال بندون ہی کی زبان سے ظاہر کرانا چاہتے ہین یہ سن کے لوگ آئے اور ہامان کو لیکر حجاب کے قریب پہونچے دیکھا کہ باہر حجاب کے دربار آراستہ ہے تین ہزار سرداران زبردست دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین کہ ایک ایک انمین کا دیو پیکر اور اہرمن خصال ہے اور سامان آرائش دربار دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے ہامان نے جاتے ہی سجدہ کیا ساریق نے کہا کہ حال شہر سنجابیہ کا بیان کر ہامان نے اہل دربار کے سامنے مفصل بیان کیا سب حیران تھے کہ یہ خداوند نے کون سی حماقت آمیز قدرت کی لیکن بختگان نے کہا کہ یا خداوند ہم دیکھتے ہین کہ آپنے بھی مثل بڑے خداوند لقا کے بے لقا الٹی سیدھی تقدیرین کرنا شروع کر دین یہ سنکر ساریق نے کہا کہ تو ہماری قدرت کے راز کو کیا سمجھ سکتا ہے اسکو ہمارے خاص بندے سمجھتے ہین کیون حکیم سودائی دانا تم کیا سمجھتے ہو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ یا خداوند مین تیرے زور و قدرت کو خوب سمجھتا ہون یہ مسخرا کیا جان سکتا ہے ساریق نے کہا کہ اسے بھی آگاہ کر دو یہ حکیم مرد مسلمان ہین اور اپنے مذہب کو چھپائے ہوئے ہین اور اپنے کو تمسخر مین ڈال دیا ہے ساریق کو بیوقوف بنا رکھا ہے چونکہ یہ حکیم ہین انکی دانائی کے آگے کسیکی فطرت چلنے نہین پاتی ساریق انسے نہایت خوش ہے بلکہ اکثر اوقات یہ ساریق کے منہ پر اسکو برا بھلا کہہ جاتے ہین ساریق سن کے چپ ہو رہتا ہے دو ایک مرتبہ لوگون نے چغلی کھائی اور کہا کہ یا خداوند یہ شخص خداپرست ہے اور لائق قتل ہے ساریق نے جواب دیا کہ اگر اسکے مثل مین نے کوئی اور بندہ پیدا کیا ہوتا تو اسے قتل کر ڈالتا یہ بندہ کچھ ایسا پیدا ہوگیا ہے کہ اب خداوند نے بہت کوشش کی کہ ایسا

اور بندہ پیدا کرے مگر نہو سکا مین جتنے اچھے اور باکمال بندے پیدا کرتا ہون وہ سب مجھ سے برگشتگی کرجاتے ہین
اسلیے کہ وہ ناز کرتے ہین کہ ہم بھی ایسے ہین غرضکہ حکیم سودائی دانا نے کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ خداوند کو
اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کے لوگ نہایت دانا ہین ایسا ہو نہ کبھی
شل خداپرستون کے سر اٹھائین اس خیال سے خداوند نے اپنا غضب اپنا نازل کیا اور وہ تباہ و برباد ہو گئے
بعد اسکے سنگ انداز اور ناوک انداز حکم خداوند سے زیادہ ظلم کرنے لگے یہ بات خداوند کے خلاف
گذری خداوند نے تقدیر ہین سے پلٹ دی کہ پھر مرے ہوے خداپرستون نے زندہ ہو کر تمام سنگ اندازون
اور ناوک اندازون کو نشانہ تیر قضا کر دیا بس یہ سنکر ساریق بہت ہنسا اور الہام قدرت کا خطاب
حکیم سودائی دانا کو عنایت کیا بخنگان بہت جلا اور کہا کہ واہ حکیم صاحب آپ بھی معجون طرفہ ہین کیا خداوند کو
نسخہ بلایا ہی کہ جو کہدیا وہی خداوند کے بھی دل ہین آگیا ہم دیکھتے ہین کہ بہت جلد آپ کے ہاتھون وہ وقت
آیا چاہتا ہی جو خداوند لقا کے واسطے آیا تھا یہ سنکر ساریق نے کہا کہ مارو اس شیطان کو کہ یہ شان مین
خداوند کے کلمات بدشگونی نکالتا ہی پہلے دھول حکیم صاحب نے رسید کی بخنگان نے کہا کہ جو سچ
کہے وہ جوتیان کھائے کیا عدالت ہی خداوند کی تین سرداران لشکر جو موجود تھے انمین سے اکثر نے
عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو ہم جا کر بہارستان مغرب کا طبقہ الٹ دین ساریق نے کہا کہ
کیا مین چاہون تو یہان بیٹھے بیٹھے طبقہ نہین پلٹ سکتا ہون مگر مجھکو یہ منظور نہین ہی کہ مین بندون کے مقابلہ مین دخل
دون کیون حکیم الہام قدرت کیا کہتے ہو تم خداوند کے مسئلون کو خوب سمجھتے ہو بیان کرو حکیم سودائی
دانا نے کہا کہ اگر آپ اسی طرح ذرا ذرا سی بات پر بندون سے ناراض ہو کر غضب نازل کرتے تو آج کو
دنیا کاہی کو باقی رہتی سب فنا ہو جاتے آپ اس باب مین اپنی قدرت پوشیدہ کو دخل نہ دین یہان سرداران
اور پہلوانون کو بھیج دیجیے ساریق نے کہا کہ یہی قدرت مین نے اسی سے ہزار برس بیشتر کی تھی اس وقت
مہتر آفات نیرنگ ساز عیار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو آپ کے چار سردار مارے گئے ہین مین بھی چار
سردارون کو اکیلا گرفتار کرکے لا سکتا ہون ساریق نے کہا کہ جا تو نے انصاف کو دل مین راہ دی خداوند
تجھ سے نہایت خوش ہوے مگر چار سردارون سے زیادہ کو اسیر کرکے نہ لانا ورنہ ظلم ہو جائیگا اور عدالت
جاتی رہیگی پھر ایسا نہو کہ خداوند تیرے اوپر بھی شل سنگ اندازون کے غضب نازل کردین آفات
نیرنگ ساز نے عرض کی کہ کیا مجال یہ کہکر آفات نے قتانہ عیار بچی اور چار سو عیارون کو ساتھ لیا جو اسکے
شاگرد اور ماتحت تھے سبکو ساتھ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا ساریق نے ہامان
کو بھی ایک پایہ تخت پر جگہ دی اور وزیر چہارم معین کیا اور خلعت وزارت عنایت کیا ہامان نہایت خوش
ہوا ایک وزیر ساریق کے حکیم سودائی دانا ہین کہ یہ وزیر درجہ اول ہین اور بخنگان وزیر درجہ دوم اور مندیل
عاقل وزیر درجہ سوم ہی ہامان جو تھا وزیر معین ہوا اب مفصل حالات یہان کے بعد کو تحریر ہونگے اول
حال مہتر آفات اور قتانہ فتنہ پرور عیار بچی کا سنیے کہ جسوقت یہ قریب بہارستان مغرب
کے پہونچے تو انھون نے آیندہ روند سے حالات دریافت کیے انھون نے بیان کیا کہ بہارستان مغرب
مین بہار اسلام آئی ہی مسلمانون کا دور دورہ ہی جلسۂ خوشی ہو رہا ہی سنجاب شاہ مغربی نے صاحبقران
او بادشاہ اسلام کی دعوت کی ہی بس یہ سنکر مہتر آفات نے تجویز کیا قتانہ کو طوائف بنایا اور آپ
اسکا باپ بنا سازندون کو ساتھ لیکر اپنے عیارون کے غول سے علیحدہ ہوا اور سب سے کہدیا کہ تم صحرا
مین قیام کرو مین لشکر مین جاتا ہون اور بن پڑتا ہی تو سرداران اسلام کو اسیر کرکے لاتا ہون یہ سنکر

اسکے ہمراہیون نے اک جگہ اپنے قیام کی بتلادی اور وہان اک جھنڈا نصب کر دیا لیکن اب کچھ حال اس جلسہ کا سنیے
کہ جو سنجاب شاہ نے منعقد کیا تھا آٹھ روز تک یہ جشن رہا آٹھوین روز خواجہ خضران نے بادشاہ اسلام
اور صاحبقران عالی مقام سے عرض کی کہ اسی جلسہ مین مناسب ہو تو شادی شاہزادہ رفیع البخت
کی ملکہ سمن اندام دختر سنجاب شاہ سے کر دیجیے اور شاہزادہ سکندر رستم خو ملکہ گل نوبہار جمال کے
ساتھ بادشاہ اسلام نے کہا کہ نہایت مناسب ہے غرضکہ دوسرے ہی دن کی تاریخ اچھی تھی صحبت عقد
منعقد ہوئی سنجاب شاہ نے اس شادی کو طول دینا چاہا تھا مگر بادشاہ اسلام نے منع فرمایا اور ارشاد کیا
کہ مجھکو یہان سے گلستان باختر کی طرف جانا ضرور ہے کہ اژدرنگ بن زمرد و حشر نگ بن زمرد یہان
مین اور سارلیق ملعون نے بھی بہت سر اٹھایا ہے اگر تم اس شادی کو طول دو گے تو دیر بھی ہوگی اور
زیر بار بھی ہو گے اور ابھی تمہارا انتظام سلطنت بھی بعد اس انقلاب عظیم کے درست ہونے نہین پایا ہے
لہذا بہتر و مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ فرض کو ادا کر دا در طرطوس شاہ جبالی اور عرفان شاہ نے
بھی طول دینے کے ارادہ کو ملتوی کیا مختصر سامان فرض ادا کرنے بھر کا کرکے تیار ہو گئے اسی شب
آفات نیرنگ ساز عیار داخل شہر سنجابیہ ہوا اور اسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جشن تو ختم ہو گیا
لیکن شاہزادون کا عقد ابھی نہین ہوا ہے یقین ہے کہ کل شب کو عقد دختر سنجاب کا رفیع البخت کے ساتھ
اور دختر طرطوس شاہ جبالی کا نکاح سکندر کے ساتھ اور دختر عرفان شاہ کی کتخدائی سہراب
بن رستم کے ساتھ ہوگی یہ سنکے آفات نیرنگ ساز نے ساتھ والون کو تو سرا مین چھوڑا اور آپ تلاش
مین خواجہ خضران کے روانہ ہوا یہان خواجہ خضران انتظام مین مصروف تھے کہ آفات نے آکے سلام
کیا خواجہ نے پوچھا تو کون ہے کہان سے آیا ہے عرض کی کہ غلام کو دلنواز نے باز کہتے ہین دختر اس شخص
کی نہایت حسین ہے اور طوائف پیشہ ہے صاحبقران کا نام سنکے ہم بڑی دور سے آئے تھے یہان آکر
سنا کہ جلسہ تمام ہو گیا ہمین اپنی کم نصیبی پر افسوس ہوا تھا کہ یہ خبر بھی سننے مین آئی کہ آج یہان شاہزادون
کے عقد ہونگے مگر صحبت ناچ رنگ کی نہو گی لہذا حضور ہماری جانب سے سفارش کر دین کیونکہ حضور کا
کہنا سننا بہت کچھ ہے آپکی زبان ہلا دینے مین ہمارا پیٹ بھر جائیگا خواجہ نے فرمایا کہ اب کچھ
نہین ہو سکتا صاحبقران کو گلستان باختر پر جانے کی جلدی ہے اسوجہ سے جلسہ ملتوی کیا گیا ہے
اگر صحبت ہوتی تو اچھی طرح ہوتی ایک طائفہ کے واسطے صحبت نہین قرار پا سکتی ہے یہ سنکے اسنے عرض کی
کہ غلام اپنی اوقات کے موافق حضور کی خدمتگذاری سے باہر نہین ہے فرمایا کہ تمہاری کیا اوقات ہے عرض کی
کہ آئی تو روزی نہین تو روزہ جیسا کچھ ہمین ملیگا اسی کے موافق ہم بھی حاضر کرینگے اور اگر دولتمند ہوتے
تو یہ پیشہ کیون اختیار کرتے خواجہ نے فرمایا کہ مین چھ آنے روپیہ سے کم نہ لونگا آپ اسنے عرض کی کہ مجھے
قبول ہے حضور گو تو دین دیکھئے گا دربار کے لوگ کیسے خوش ہوتے ہین اور کسقدر انعام پاتا ہے یہ سنکے خواجہ
کو طمع دامنگیر ہوئی فرمایا کہ تم کس مقام پر ٹھہرے ہوئے ہو عرض کی کہ بیچ والی سرا مین ٹھہرا ہوا ہون خواجہ
نے فرمایا کہ وہان سے تو فاصلہ بہت ہے تم یہین چلے آؤ ہم تمہارے ٹھہرنے کے واسطے جگہ دینگے اور
ضرور تمہاری دختر کا مجرا کرا دینگے نام اسکا کیا ہے دلنواز نے عرض کی کہ اختر بانی کہتے ہین یہ سنکے
خواجہ نے اک خیمہ قریب نصب کرا دیا اتنے مین آفات نیرنگ ساز فتانہ کو طوائف بنائے
ہوئے حاضر ہوا اور خواجہ نے اسکو اسی خیمہ مین اترنے کا حکم دیا اور آپ خدمت مین بادشاہ اسلام
کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ظل اللہ کے حکم کی متابعت تو ہر ایک پر واجب ہے لیکن یہ جو نو جوانان

شاہزادے ہیں انکو جلسہ نہونے سے اک افسردگی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ پھر اب اس تھوڑے سے
وقت میں کیا ہوسکتا ہے خواجہ نے عرض کی کہ حضور کے ارشاد کی دیر ہے سب کچھ سامان مہیا ہوسکتا ہے
اور زیادہ طول کی ضرورت بھی نہیں ہے صرف چند طائفوں کی اجازت ہوجائے اگرچہ ارباب نشاط کے
بہت سے لوگ جو پردیسی آئے ہوئے تھے وہ تو چلے گئے لیکن شہر سنجابیہ کے لوگ کیا کم ہیں فرمایا کہ
بہتر مگر یہ انتظام تمہارے ہی حوالے رہا خواجہ نے کہا کہ مجھے قبول ہے میں بسر و چشم بجا لاؤنگا یہ اذن
لیکر خواجہ اختر بائی کے خیمہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آج شب کو تمہارا مجرا ہوگا دلنواز دعائیں
دینے لگا خواجہ نے بارگاہ انجم حصار صاحبقران سے لیکر استادہ کرائی اور اسکو آراستہ کر کے دیکھے
منتظر رہے شام ہوتے ہی سرداران اسلام آ آکے جمع ہونے لگے تمام بارگاہ سرداروں سے مملو ہوگئی
بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالی مقام بھی تشریف لائے تینوں شاہزادوں کی طرف سے بادشاہ
اسلام ولی تھے خضران نے اجازت لیکر ناچ شروع کرا دیا پہلے چند طائفے شہر سنجابیہ کے آکر مجرا
کر گئے بعد اسکے خواجہ نے اختر بائی کو طلب کیا یہ بلا کی عیار تھی ہے طائف بن کے آئی ہے شوخیاں
اور لطیفہ اسکے قیامت کے ہیں اور سن بھی ابھی کم ہے صورت بھی اچھی اسپر سے رنگ و روغن عیاری کا
روپ جسنے دیکھا محو ہوگیا اسنے پہلے تو ناچ دکھایا بعد اسکے بیٹھ کے یہ غزل گنگنا کے شروع کی غزل

جان تو ہی موت نے بدنام قاتل ہوگیا
جسنے مجھ بسمل کو دیکھا خود وہ بسمل ہوگیا
جب کسی محفل میں وہ بت زیب محفل ہوگیا
تھا جو پہلے سہل اب مجھکو وہ مشکل ہوگیا
مرکے بھی شکر تری رحمت کا قائل ہوگیا
حلق پر تلوار رکھکر خود میں بسمل ہوگیا
بدگمانی سے میری آنکھ جھپکی صبح تک
آب پیکان زینت آغوش ساحل ہوگیا
خوش کیا اس نازنین کی بدگمانی نے مجھے
قتل پر میرے جب آمادہ وہ قاتل ہوگیا
دیکھکر میرا جنون عنقا کی آنکھوں وصل میں
کچھ نہ کچھ پا ہی گیا جب جس کے سائل ہو
وقت آخر کیوں نہ پہنچا میں وہاں لیکن مرے
آسمان در پر ترے کشکول سائل ہوگیا
سیکڑوں آنکھیں میں فرش راہ کی
کلدوان رہنما سے سمجھ یکدل ہوگیا
جھانک کر سینہ ترے ناوک کے پوری
آنکھ جس غنچہ پر اسنے ڈال دی دل ہوگیا
محو نظارہ رخ اسکے بڑے کیا ہوا تا گلہ
اک شوا دل کے اسے کیا مجھے
کوچۂ جانان میں جانا مجھکو مشکل ہوگیا
پھیر اک ایسی میں ایک کا قائل ہوگیا
جو حسین اٹھا ادا پر تیری مائل ہوگیا
نام آغوش لحد آغوش ساحل ہوگیا
شام ہجر ایسی اڑالی اسکے دیوانے خاک
عین میں ایسا وہ شام وصل غافل ہوگیا
سنگ طفلان میری آنکھوں سے جو میں گر گئے
اتنی مدت تک رہا دل میں کہ خود دل ہوگیا
ہائے لطف ہائے ترے کیونکر میں تمکین بلوں کی
پایا جب غافل مجھے تو وہ بھی غافل ہوگیا
آج مجھکو مار ڈالا دشمنوں کے قتل نے
کیا علاج اسکا ہو جو مرنے کے قابل ہوگیا
انتظار مرگ میں خنجر گلے پر رکھ لیا
آج میرے گھر سے جانا تجھکو مشکل ہوگیا
بیخودی میں بھی نہیں بھولا تغافل کو ترے
اسکے نزدیک اب میں سر سے تو ہوں نزدیک
آنکھ جب آنے لگا ظالم تجھے سر ایک پر
ہوش اپنے گم کئے ایسا وہ غافل ہوگیا
قتل ہوکر میں زمانے بھر کا قاتل ہوگیا
ضعف سے ایک ایک قدم ایک ایک منزل ہوگیا
واہ ری قسمت غضب دشمن وہ قاتل ہوگیا
باندھلی جسنے کمر سے تیغ قاتل ہوگیا
غیر کو چھپکے سے کچھ کہکر جب آسنے تیغ دی
ای جنوں ذرہ سے بدتر ماہ کامل ہوگیا
درمیان پردہ ہا چشم جانان ہے نگاہ
رنج سہتے سہتے سخت ایسا مرا دل ہوگیا
اف رے ناکامی اسیوقت آئی مجھکو موت بھی
ذرہ ذرہ جیسے در کا ماہ کامل ہوگیا
گر نہیں بوسہ دیا ظالم نے فقرہ تو دیا
وار کرنے کرتے شغل زور سے قاتل ہوگیا
اس طرح کا تو ستمگر اور ستم ایجاد ہے
بحر قاتل میں میں اپنا آپ قاتل ہوگیا
باعث جمعیت خاطر ہے زنار بتاں
میں نہیں غافل ہوں تو ہی مجھسے غافل ہوگیا
واہ کیا تیر نگاہ یار افسوں ساز ہے
ظالم ہی جو میرا سا ہمراز دل ہوگیا
بعد اسکے اور چند غزلیں گائیں

کہ تمام اہل محفل کو محو کر دیا بعد اسکے خواجہ زادہ سے طلب ہوئے اور وہ قصہ پڑھنے لگے محفل برخاست ہوئی

ہر لوشاہ اپنی عروس کے وصل سے کامیاب ہوا تینوں شاہزادیاں حاملہ ہوئین بطن سے انکے لڑکے پیدا ہونگے
اور ذکر انکا آگے بڑھ کر آئیگا لیکن اس طائفہ کا گانا سرداران اسلام کو اس قدر پسند آیا کہ خواجہ خضران
نے کہا اختر بائی کو ابھی رخصت نکرنا بادشاہ اسلام کے یہان سے تو بہت کچھ انعام واکرام کے ساتھ
یہ رخصت کردی گئی لیکن سرداران نے باری باری تخلیہ کی صحبت مین کی اب اختر بائی ہر روز ایک جگہ
سے رخصت ہوتی ہے دوسری جگہ روک لی جاتی ہے جب آفات نیرنگ ساز نے دیکھا کہ اب یہ لوگ
مصروف عیش وعشرت ہین تو اسنے رات کو جاکر سکندر رستم خو کے خیمہ مین قنات چاک کی اور پروانے
بیہوشی کے شمع پر مارے پروانے جلے اور دود بیہوشی ہوا سے منتشر ہوا جو ایک وہ باری دار اونگہ رہا تھا
وہ بھی بالکل غافل گیا بس آفات نیرنگ ساز اندر آیا اور کنچہ عیاری مین بیہوشی رکھ کر دماغ مین سکندر کے
پھونک دی سکندر چھینک مار کر بیہوش ہو گئے آفات نے چادر عیاری مین پشتارہ باندھا اور سکندر
کو لے نکلا جاکر اپنے شاگردون کے سپرد کر دیا اور وہان سے پھر مثل باد صرصر کے آیا اور ابکی مظفر بن غضنفر کو لیا بعد
بعد اسکے شاہزادہ وحید الملک کا پشتارہ پہونچایا آخر مین شاہزادہ شہنشاہ صف شکن بن سلطان سعد
کا پشتارہ لیگیا اسکے بعد صبح ہو گئی پشتارے تو اسنے بیجا کر اپنے شاگردون کے حوالے کر دیے اور کہا کہ تم
انکو لیکر خداوند کی طرف چلو مین آج رات کو آونگا وہ لوگ پشتارے لیکر جانب گلستان باختر روانہ ہوے
یہان صبح جو ہوتی ہے جس شاہزادہ کے ملازم خیمہ مین آئے اپنے اپنے آقا کو نہ پایا نہایت پریشان ہوے غل
لشکر اسلام مین ہلڑ ہو گیا کہ چار شاہزادے بستر خواب سے گم ہو گئے یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی عیارون نے
پتہ لیجانا اور کہا کہ یہ کسی عیار کا کام ہے بس اسی وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران کو طلب فرمایا اور ارشاد
کیا کہ تلاش کرو یہ کیا معرکہ ہے خضران نے عیارون کو ہر طرف روانہ کیا آفات کے عیار روانہ ہو چکے تھے
کہین پتا نہ لگا آفات نیرنگ ساز دلنواز لی باز بنا ہوا موجود تھا جب شام ہوئی تو اسنے اک پرچہ لکھکر
ڈال دیا مضمون یہ تھا کہ او دزد مکار عمر ثالث دیکھا تو نے کہ کس طرح مین نے چار سردار گرفتار کر لیے کہ تجھکو
خبر بھی نہوئی عیاری اسکا نام ہے اب یہ سردار خداوند کی خدمت مین جاتے ہین انھون نے خداوند کے سردارون کو
مارا تھا اسکا انتقام انکا لیا جائیگا منم مہتر آفات نیرنگ ساز یہ پرچہ پھینک یہ تو چل دیا یہان خواجہ
خضران جو اسکے خیمہ مین آئے تو خیمہ خالی پڑا دیکھا اور ایک پرچہ پایا اٹھا کر پڑھا پرچہ لیے ہوے خدمت مین
بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے اور پرچہ دکھایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے خضران یہ جو کچھ ہوا تمھاری
غفلت کے سبب سے ہوا انجمن نے آکر اسکی ستی کی ناچ کرایا اسنے جو فی روپیہ کے لالچ مین یہ کیا اگر شہزادے
قتل ہو گئے تو مین تاج وتخت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کر لونگا یہ سنکے خضران نے عرض کی کہ غلام ابھی سارلیقیہ
کی طرف جاتا ہے اگر کسی شاہزادہ کا رونگٹا بھی میلا ہوا اور اگر ساریق کو سر دربار نہ مارون تو اپنا نام خضران
نہ پاؤن ابھی حضور تاج وتخت سے دست بردار نہون یہ کہکر خضران تن تنہا جانب سارلیقیہ روانہ ہوے
بعد روانہ ہونے خضران کے صاحبقران حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ نے بادشاہ اسلام سے عرض کی
کہ اگر مناسب ہو تو حضور بھی تشریف لے چلین اسلیے کہ مین نے سنا ہے چار ہزار پہلوانان صف شکن دربار مین
ساریق کے بیٹھتے ہین یہ چار شاہزادے سگئے ہین اگرچہ حیات انکی باقی ہے تو خداوند عالم حفاظت کریگا اور سلامت سے
ان ظالمون کے بچائیگا اس وقت مین کمک انکی ضرور ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مین ضرور چلونگا اسی وقت
سے تیاری سفر شروع ہوئی

اب چند کلمے داستان پہونچنا شاہزادون کا بحالت قید دربار ساریق مین

اور سخت کلامی کرنا ساریق سے تحمل کرنا ساریق کا اور تشہیر کرانا آخر مین بصلاح بختگان آگ گنبد مین بند کرا کے جلا دینا بچنا سبکا مدد حکیم سودائی دانا سے اور لشکر پر شبخون مارنا باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل

آج سودا ہی مجھے آج توہم مجھکو
اور روتا ہوں جب آتا ہی تبسم مجھکو
بیخودی ہی نہ جنون ہی نہ توہم مجھکو
شام ظاہر کرے اور صبح کرے گم مجھکو
دل کو سمجھاتا ہوں ہر دم کہ وہ آئینگے ضرور
جام کی طرح نظر آنے لگے خم مجھکو
بیخودی مین بھی مری شاید نہ کمی ہو
غرق کر دیگا ترے عشق کا قلزم مجھکو
قبر میں زندگی ترمو سے ہیگی برقت
غسل کے بدلے دیا جائے تیمم مجھکو
جوش مین آئیگی رحمت تو مری ہوگی نجات
آپ کہتے ہو کبھی اور کبھی تم مجھکو
واعظا اسلیے وحشت مین ہوا ہوں حاضر
انکی آنکھوں سے یہ ہوتا ہی توہم مجھکو
بات کرنی تو کوئی بات نہین اسکی کلیم

کون ہو نہیں یہ نہین جانتے ہو تم مجھکو
شکل آئینہ مین دیکھوں تمھیں اور تم مجھکو
ڈھونڈھتا ہو تمہین اسے جیسے کیا گم مجھکو
جسقدر چاہو ستاؤ مرے جان تم مجھکو
اور پھر آپ ہی ہوتا ہی توہم مجھکو
دن مین وہ رات ہو نہیں مہر ہو نہ ماہ نہین
نہین بھولے سے کبھی آتا ہی تبسم مجھکو
دل نے آج آنکھ لڑانے کا نتیجہ پایا
کہدو ساقی سے کرے وقف خم مجھکو
راہ الفت بھی ہی کمبخت عجب طرح کی راہ
ڈوبنے دیگا نہ دریا کا تلاطم مجھکو
ڈر گیا ہوں کہیں زندوں کی نہ ہو تو
آج اڑتی ہی تری خاک تیمم مجھکو
دل بھی زخمی ہی مرا اور جگر بھی زخمی
دیدہ مین اسکی ہی الفت نظم مجھکو

کسی صورت سے نہین بھولتے ہو تم مجھکو
صورت عکس نہین تاب تکلم مجھکو
ہمہ تن داغ ہوں صورت انجم مجھکو
سمتو آتے ہو نظر لاکھ کرو گم مجھکو
نشہ نے عرش معلے پہ مجھے پہونچایا
انکو گم پاتا ہوں نہین پاتے ہین وہ گم مجھکو
دم نکلجائیگا اکدن مرا روتے روتے
دیکھتے ہین نگہ یاس سے مردم مجھکو
خاک مین صرف ملا دو کہ بہت ہوں زخمی
تم بھی ای خضر نظر آنے لگے گم مجھکو
بات کہتے ہین پلٹتا ہی زمانے کا رنگ
دی ہی ساقی نے شراب آج کی خم مجھکو
میری نظروں کو گمان ہی کہ وہ جاہ مین ہین
انکی سینے سے لگا دو بہت تم مجھکو

راوی بیان کرتا ہی کہ ساریق ملعون نہایت ستوہ ہی لوگوں نے اسکو آتو بنا رکھا ہی جو لوگ مسلمانوں سے کینہ رکھتے ہین وہ یہاں جمع ہو گئے ہین اور اسکی قوت بڑھا رہے ہین جو جو ساحر اور پہلوان مسلمانوں کے ہاتھ سے زک اٹھا کر بھاگے ہین سب آکے ساریقہ مین جمع ہوئے ہین اور خود ساریق کی سلطنت مین بھی بہت سے ساحران زبردست رہتے ہین اور پہلوانان سرکش جمع ہین اب اتنی قوت اسکی ہو گئی ہی کہ خروج کرنے کا قصد ہی چند مسلمانوں نے تکلیف دیکھکر اخفائے مذہب کیا ہی اور ساریق کی سلطنت کے رکن اعظم بنے بیٹھے ہین کہ شاید کوئی وقت آئے اور مسلمانوں سے جنگ ہو تو اس وقت مدد دینگے اور لڑینگے خلاصہ یہ کہ ساریق بالائے قیطول بیٹھا ہوا ہامان والشور سے حالات سنجابیہ کے دریافت کر رہا ہی ہامان خداپرستوں کے زور و جرات کی کیفیت بیان کر رہا ہی کہ اس طرح ربیع التخت تن تنہا فقیر بنا ہوا آیا تھا رفتہ رفتہ پورے بہارستان نخرم کو قبضہ مین کرلیا اور یقین ہی کہ اب وہ خداپرست ادھر کا رخ بھی نہ کرینگے یہی ذکر تھا کہ آفات نیرنگ ساز عیار مع قفانہ فتنہ کے پہونچا اور زیر قیطول سے آواز دی کہ یا خداوند مین چار سرداروں کو لایا ہوں یہ وہ لوگ ہین جو رکن دین اسلام اور قوت صاحبقرانی کہلاتے ہین ساریق یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ لاؤ ان بندگان وانا کو ہمارے سامنے وہ اپنے خداوند کو پہچان لینگے یہ سنکے آفات نیرنگ ساز چاروں شاہزادوں کو مسلسل و مطوق لیے ہوئے بالائے قیطول آیا یہاں دربار آراستہ تھا تخت پر ساریق

ملعون بیٹھا تھا چاروں کونوں پر تخت کے چار وزیر اسکے متمکن تھے اور دونوں پہلوؤں میں نیرنگ وخیرنگ
بیٹھے ہوئے تھے اور روبرو یہ سرداران زبردست مثل نہنگ خون آشام و پلنگ خون آشام
و ہژبر خون آشام و ببر خون آشام قریب چالیس سرداروں کے فوج خون آشام سے کہ اسکے عزیز
بھی ہوتے ہیں بیٹھے ہیں بعد انکے گومان گاؤسوار خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو تہمتن پہلتن مردان
جوشن پوش حران گردن کش پیلان پیلتن شیر بر مردم در خرس روئین تن ارجاسپ گرد لہراسپ
گردمہر اتمن مہر طلعت مہیب فیل پیکر پیچان تیر انداز پیکان تیر انداز آہن روئین شگاف
شہور مردم در مغرور مردم در اسود ین سواد زنگی اور سود زنگی سرچیل حشمت انداز زحیل
حشمت انداز فولاد سنگ بار جلاد سنگ باخضرا اخضر چشم طماسپ پیلتن قرناکوک
رعد آواز شہناکوک رعد آواز یہ قریب چار ہزار اندنگل نشینوں کے بیٹھے ہوئے انکے طرح ہے تھے اور سب سے
بالادست زلازل بن زلزال دیو پردار اژدر کش اور اسکے مقابل میں نہنگ بن طوفان دریا موج
کوہ شگاف اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے ہوئے جھوم رہے تھے دو دو ہزار پہلوانان صف شکن انکے
ماتحت ہیں زلزال بن زلازل سو سو من کی چوبدست باندھتا ہی جسوقت یہ ضرب لگاتا ہی تو طبقہ زمین کا
ہل جاتا ہی اسی وجہ سے اسکا نام زلازل مشہور ہوا ہی اور نہنگ بن طوفان دریا موج کوہ شگاف ساطور
گران باندھتا ہی کہ اسکی ضرب سے سنگ گران چور ہو جاتا ہی اور بہوت رعد آواز ان دونوں سے بھی زبردست
ہی اور لقب قدرت کہلاتا ہی یہ سب کے سب موجود ہیں سامنے انکے یہ چاروں شیردل یعنے سکندر رستم جو
اور وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور مظفر بن غضنفر مسلسل و مطوق ہو پہنچے اور دربار کو ساریق
کے کافروں سے مملو دیکھا آواز دی کہ السلام ہو اس شخص پر جو خدائے وحدہ لاشریک کو برحق جانتا ہو اور محمد
اسکے رسول کو پیمبر برحق مانتا ہو یہ سنکر ساریق نے کہا کہ اے بندگان گستاخ یہ اپنے خداوند کے سامنے گستاخی
کرتے ہو کہ خدائے نادیدہ کا نام لیتے ہو جس خداوند کو دیکھا اُسے نہیں پہچانتے اور اس سے روگردانی کرنے پر آمادہ
ہو یہ سنکے شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ او ساریق تو بڑا بزدل ہی کہ تو نے مجگو عیار کے ذریعہ
سے گرفتار کرا لیا کوئی سردار تیرے یہاں اس قابل نہ تھا کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا اب بھی قید ہماری
دور کراکے دیکھ لے کہ تیری بارگاہ خون سے لال ہو جاتی ہی یا نہیں یہ سنکے زلازل بن زلزال اژدر کش
نے ساریق سے کہا کہ یا خداوندا انکو رہا کرکے تماشا میری جنگ کا دیکھئے میں انکو میدان اسیر کرونگا
اس وقت یہ بخوشی میری اطاعت کرینگے ساریق ہنسا اور کہا کہ اے بندۂ خاص لخاص اگر خداوند بھی
مثل بندوں کے ذرا ذراسی بات پر بندوں سے بگاڑا کریں تو انکا ٹھکانا کہاں لگے اور پھر ہم میں اور بندوں میں
فرق ہی کیا رہجائے گا بڑے بڑے خداوندی جفائیں ان لوگوں کی اُٹھایا کیے مگر انپر غضب اپنا نازل نہیں کیا ہمنے جو
انکو زبردست پیدا کیا تو یہ ناز کرتے ہیں تو معاملات خداوندی کو نہیں سمجھتا ہی اسمیں دخل نہ دے زلازل
بن زلزال تو خاموش ہو رہا اور ساریق نے کہا کہ ان بندگان سرکش کو لیجا کر باغ محویت کی سیر کراؤ اسکے
بعد ہمارے پاس لاؤ یہ حکم پاکر محافظوں نے قیدیوں کو ساتھ لیا اور جانب باغ محویت روانہ ہوئے
زلزال بن خلخال نے عرض کی کہ یا خداوند پہلے میں بھی تیری قدرت کا دل سے قائل نہ تھا لیکن باغ
محویت کی سیر نے بالکل تیری قدرت کا یقین دلا دیا یقین ہی کہ یہ بھی اب جو پلٹ کے آئینگے تو وہیں سے
سجدے کرتے ہوئے آئینگے بخنگان نے کہا کہ یہ ایسے بیوقوف نہیں ہیں کہ سجدے کرینگے ساریق
نے کہا کہ او شیطان ابن شیطان اپنے خداوند کو پہچان کر سجدہ کرنا بیوقوفی ہی بخنگان نے عرض کی کہ ہمنے

اس نشا نے کہا کہ انکو معلوم ہی کہ ہم خداوند سے جھکینگے تو خداوند ہم سے اتنا خوش نہونگے جتنا ناز کرنے سے
خوش ہونگے اس بنا پر مین نے کہا کہ بیوقوف نہین ہین جو سجدہ کر کے خداوندی کو جیا نبی طرف سے کم کرا دین خداوند
کو گنہگارون کا خیال بگنا ہون سے زیادہ رہتا ہی سارلیق نے کہا کہ ہان یہ عادت تو میری ضرور ہی نیک اعمال
بندے تو بخشے ہی جائینگے بداعمالون پر جبتک ہم نظر رحمت نکرینگے انکا کوئی سہارا ہی نہین ہی مگر مین قسم
کھاتا ہون اپنے ہی دست قدرت کی کہ اب مین انپر رحم نکرونگا اسلیے کہ انھون نے خداوند کے ساتھ بہت
گستاخی کی ہی اگر باغ محویت کو دیکھکر بھی یہ ایمان نہ لائے تو انکو ضرور عذاب مین گرفتار کرونگا بختگان تو دشمن
قدیم ہی ابھار رہا تھا کہ یہ کسی طرح قتل ہوجائین ورنہ کوئی نہ کوئی صورت رہائی پیدا ہی ہوجائیگی انکے مددگار
زمین و آسمان سے پیدا ہوجاتے ہین بس اسنے غصہ دلانے کو سارلیق سے کہا کہ آپ ہزار انپر عذاب نازل
کرین وہ انکی جان کا عذاب ہوتے جائینگے بڑے خداوند نے اپنے زمانے مین حمزہ اور سرداران حمزہ کے ساتھ
کیا کچھ نہین کیا دوزخ مین پھنکوایا راستے سے انکو بچہ لیگیا اور چھوٹتے ہی انھون نے شبخون اور روز خون
مارنا شروع کردیے اور خداوند لقا کی فوج کو تباہ و برباد کردیا سارلیق نے کہا کہ مین انکے بارے مین جو
قدرت کرونگا اُسے ہرگز نہ پلٹونگا بختگان نے کہا کہ دیکھا چاہیے غرضکہ اپنے علم و لقین پر اسنے سارلیق
کو پورے طور سے آمادہ قتل کردیا حکیم سودائی دانا اسکی باتین سنکے مطلب بختگان کا سمجھے فرمایا کہ ای
شیطان تو خداوند کو بہکانا چاہتا ہی تو مصلحت خداوندی کو کیا سمجھتا ہی اکثر موقعون پر مصلحت بدل جاتی ہی
جو خداوند مناسب جانینگے وہ کرینگے بختگان نے کہا کہ یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ چکے ہین اور ہونا وہی ہی جو آپ چاہینگے
مگر ہمنے بھی انجام سمجھا دیا اچھا ہوگا دیکھا جائیگا یہان تو یہ باتین ہوا کین اور وہان منظر آفات ان شاہزادون
کو لیے ہوے اور مقامات کی سیر کراتا ہوا باغ محویت مین لایا دیکھا انھون نے کہ دروازہ باغ کا یاقوت زرد کا
ہی اور چوکھٹ بازو نیلے یاقوت کے ہین اور کہین یاقوت سرخ کے نصب ہین اور زنجیر زمرد کی ہی کنڈا الماس کا
دروازے پر جو نگہبان بیٹھے ہین وہ نہایت حسین لڑکے ہین جسوقت اندر باغ کے داخل ہوے تو دیکھا کہ
جسقدر درخت ہین سب زمرد سبز کے ہین پھول انمین یاقوت سرخ و زرد کے کھلے ہوے ہین جو غنچہ چٹکتا ہی
یا خداوند سارلیق کی آواز دیتا ہی طائر عجب عجب طرح کے ہین کہ کسیکے پر یاقوت کے پانون زمرد کے جسم الماس
کا کوئی اسکے خلاف ہی کوئی طائر یک رنگ سبز کوئی یک رنگ سرخ کوئی زرد اسی طرح سب مختلف الالوان
ہین اور جسم انکے جواہر کے ہین کہ روشن و منور ہین اور بزبان بیزبانی تعریف سارلیق بن بقا کا دم بھرتے
ہین اور جابجا غول کے غول نازنینون کے جنمین ایک ایک حور جمال اور پری خصال ہی پوشاکین طلس
پہنے ہوے آپس مین چہلین کر رہی ہین سن و سال بارہ سے لیکر پندرہ تک کا ہی ایک ایک ان قیدیون کے
پاس آتی ہی ہزار ناز و کرشمے دکھاتی ہی اور کہتی ہی کہ اگر تم خداوند سارلیق کو سجدہ کرو تو ہم تمھاری کنیزی مین
حاضر ہین ہمیشہ اس بہشت مین رہو اور عیش کرو یہ حق نشناس اس فریب مین کب آتے ہین سارلیق کو
برا بھلا کہتے ہین وہ نازنینین خفا ہو کے چلی جاتی ہین جب تمام مقامات کی انکو سیر کرا چکے تو پھر سامنے سارلیق
بن بقا کے لائے اور کہا کہ خداوند انکو بہشت کی بھی سیر کرادی مگر یہ ایسے سیہ دل بندے ہین کہ ابھی تک
قدرت کے قائل نہین ہوے اور کہتے ہین کہ یہ سب کرشمہ سحر کا ہی سارلیق نے کہا کہ اچھا انکو لے جاؤ اور قید
کرو تا کہ یہ اپنے نیک و بد پر غور کرین بختگان نے کہا کہ یا خداوند انکو مہلت دینا اچھا نہین ہی یہ سنتے ہی حکیم
سودائی دانا نے کہا کہ جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہی خداوند کی ذات مین رحم شامل ہی اور یا خداوند
میری تو یہ رائے ہی کہ تمام عالم انکی دید کا مشتاق تھا انکو تشہیر کرا دیجیے تا کہ سب پہچان لین کہ وہ بندے یہی ہین

جو خداوند بنا کرتے ہین ساریق نے کہ مین نے دس ہزار برس آگے ہی تقدیر کی تھی کہ یہ بندے تسخیر کیے جائین
تاکہ سب دیکھ لین کہ ان بندون کو ہمنے کیسا حسین اور زبردست پیدا کیا ہے اور پھر انکو بے حقیقت عیار کے ہاتھ
سے گرفتار کرا دیا جو پہلوانون سے بھی نہین زیر ہو سکتے بختگان نے کہا کہ جو حکیم صاحب کہینگے ہونا وہی
ہے لیکن یا خداوند زنانے مکانات کی طرف سے انکا گذرنا اچھا نہین ہے اسکی ممانعت کر دیجیے کہ یہ شاہراہ عام
سے گذرین ورنہ مجھے خوف ہے کہ مبادا خداوندزادیان انکو دیکھکر میری بڑے خداوند کی دخترون کی [illegible]
کرین حکیم سودائی دانا نے کہا کہ بس چپ رہ اے ملعون تو خداوندزادیون کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہے ایسا ہو
تجھپر بجلی گرے یا زمین شق ہو اور تو آسمین تو سما جائے ارے خداوندزادیون کی طرف کوئی نظر بد سے
دیکھ بھی سکتا ہے اور خداوندزادیان نہ ہوئین بندون کی دختر ہو گئین تو وہ بھی جو پاکدامن ہوتی ہین وہ کسی کی
طرف نظر رغبت سے نہین دیکھتی ہین چہ جائیکہ خداوندزادیان ساریق نے کہا کہ اے حکیم الہام قدرت
تم کہدو کہ ان قیدیون کو خاص باغ چہار بہشت سے لیکر گذرین جہان چارون میری نور دیدہ رہتی ہین
تاکہ اس شیطان کو بھی پاکدامنی کا حال ظاہر ہو جائے یہ سنکے بختگان نے کہا کہ واہ اے حکیم یہ ایسی تخم پاشی
ہے کہ اب موت سے تو یہ بال بال بچ گئے اور ایسے ایسے تخم اس تخم پاشی سے پیدا ہونگے جو آگے [illegible]
اب یہ بہار بھی چندروزہ نظر آتی ہے یہ تو بکتا ہی رہیگا لوگ قیدیون کو تسخیر کرنے کی غرض سے باغ چہار بہشت
کی طرف سے لیکے چلے ساریق نے دربار برخاست کیا اور آپ خلوت گاہ مین گیا اور مصروف عیش و
عشرت ہوا اور حکیم سودائی دانا جو وہان سے اٹھے تو قبل اسکے کہ قیدی باغ مین پہونچے حکیم صاحب پہونچ
گئے چونکہ یہ عہدہ اتالیقی پر بھی مامور ہین شاہزادیان انکی بہت عزت کرتی ہین پیشوائی کو آئین اور کہا کہ آج
آپ خلاف وقت کہان آ نکلے حکیم سودائی دانا نے کہا کہ جن لوگون کی تصویرین تمہارے باپ نے منگائی
تھیں انمین کا ایک شخص اور تین شاہزادے قید ہو کر آئے ہین قیدی انکی تمہارے باغ سے ہو کر گذرنیوالی
ہے یہ تماشا بھی قابل دید ہے ان چارون نے کہا کہ آپ تو ہمیشہ منع کیا کرتے تھے کہ غیر مرد کی صورت دیکھنا
نہ چاہیے آج خود ہی ترغیب دلاتے ہین حکیم صاحب نے کہا کہ مین کوئی بات بغیر رضائے خداوند کے
اپنی طرف سے تو کرتا نہین ہون اس وقت خداوند کا وہی حکم تھا اور اب یہ ہے ورنہ وہ ان قیدیون کو تمہارے
باغ مین کیون بھیجتا بلکہ شاید اسکی مصلحت یہ ہو کہ یہ تمہارے دیکھنے کے قابل ہین انکو دیکھو چار تم بھی
ہو چار ہی کو تمام لشکر اسلام سے منتخب کر کے منگایا بھی ہے ظاہر بظاہر تو خداوند کہہ نہین سکتے باطناً
یہی مطلب ہے کہ ایک ایک کو پسند کر لو کہ ہمنے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین جنکو اپنا ہمسر بنایا ہے اگر انھین
ایسا نہ پیدا کرتے تو تمہارا جوڑا کہان سے آتا داماد اپنے سے بہتر ہونا چاہیے ہے ہمنے انکو اپنے سے بہتر
پیدا کیا ہے یہ سنکے یہ چارون خاموش ہو رہین اور ایک ہی مقام پر ان کے منتظر ہوئین حکیم صاحب نے
یہ بھی سمجھا دیا کہ اگر خداوند کی بلا مرضی کوئی نظر بد سے تمکو دیکھے گا تو وہ فوراً جل جائیگا اس بات پر انکو اور
بھی اطمینان ہو گیا کہ حکیم سچ کہتا ہے بھلا بے مرضی خداوند کوئی خداوندزادیون کو نظر بد سے دیکھ سکتا ہے
انمین چارون مختلف البطن ہین سن و سال قریب قریب ہین ایک کا نام ملکہ سپہر آرا اور دوسری کا نام
مہر آرا تیسری کا نام انجم آرا چوتھی کا نام اختر آرا تھا یہ چارون حسن و جمال مین ایک دوسرے کی نظیر ہین
ساریق انکو نور دیدۂ قدرت کہتا ہے اور ارادہ اسکا یہ ہے کہ شادیان انکی اپنے لڑکون سے کر دون
اسلیے کہ خداوندزادیون کا سوا خداوندزادون کے کون شوہر ہو سکتا ہے الغرض یہ چارون ایک ہی مقام پر آ کے
ٹھہرین حکیم صاحب تو علیحدہ چھپ گئے تاکہ لوگون پر ظاہر ہو کہ مین بھی یہان موجود ہون لیکن کنیزین

مصاحبین ملکہ کے قریب ہی تھین کہ اکم تبہ سامنے سے ارابے نمودار ہوے ایک ایک ارابے پر ایک ایک
جوان بیٹھا تھا یہ معلوم ہوا کہ چار آفتاب طلوع ہوے ہر ایک زنجیرون مین اس طرح جکڑا ہوا تھا جیسے آفتاب
خطوط شعاع مین اودھر نظر ان چارون کی ان نازنینون پر پڑی کہ چار چاند نکلے ہوے ہین گویا زمین کو
چار چاند لگے ہین ارابے قریب آلے آگے آگے ارابہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا تھا پس انھون نے
لنگر مارا کہ پہیے غرق زمین ہوگئے ارابہ دھنس گیا اب آگے نہین بڑہ سکتا منظفر بن غضنفر نے آواز
دی کہ زمین دھنستی ہی یہ اچھی بات نہین سکندر نے کہا کہ زمین دھنستی نہین ہی ملکہ دبتی ہی اور جگہ دیتی ہی
اب لوگ زور کر رہے ہین اور ارابہ کو نکالنا چاہتے ہین یہ لنگر جماے ہوے ہین بھلا کسکی مجال ہی کہ ارابے
کو نکال لے اب لطف نظارہ بازی کے واسطے اچھی طرح فرصت ملگئی آگے ارابہ سکندر رستم خو کا تھا
نظر انکی ملکہ سپہر آرا سے دوچار ہوئی اور نظر شہنشاہ صف شکن کی مہر آرا سے لڑی اور وحید الملک انجم آرا
کو دیکھنے لگے منظفر نے اختر آرا کو دیکھا آواز دی کہ ہمین تو ان چاندون سے یہ ستارہ اچھا معلوم ہوتا ہی
کہ اسکی چمک مین شوخی ہی اختر آرا ان سب سے چھوٹی اور شوخ وشنگ ہی اسنے بھی جواب دیا کہ
تو خداوندزادی کو نظر بد سے دیکھتا ہی ایسا نہو تجھپر آسمان سے ستارہ ٹوٹ کے گرے منظفر نے کہا کہ
کیا تم ساریق کی دختر ہو یہ سنکے کنیزون نے کہا کہ او قیدی ارے تو خداوند کا نام لیتا ہی ایسا نہو تیری زبان
جلجاے اور اگر دختر خداوند کی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو تجھپر آسمان سے بجلی گریگی منہ جل جائیگا اندھا
ہوجائیگا منظفر نے کہا کیہ سے قریب آئے تو مین لپٹا کے پیار کرلون جب بھی کچھ نہوگا خالی دیکھنے سے کیا
ہوتا ہی کنیزین توبہ توبہ کر رہی ہین اور منظفر لگاوٹ کی باتین کیے جاتا ہی اودھر شاہزادہ وحید الملک
سے اور انجم آرا سے نگاہ چار ہوئی وحید الملک کی نگاہین بھی انجم آرا کے چہرہ پر جم گئین ملکہ بھی چھپی
چھپی نظرون سے دیکھتی ہی اور آنکھ نیچی کرلیتی ہی دل مین کہتی ہی کہ خداوند نے اس شخص کو ایسا حسین کیون پیدا کیا
کہ اسکو دیکھکر عورتون کی نیت ڈانوان ڈول ہوتی ہی کنیزون نے کہا کہ تو منہ نہین پھیرتا اکسان ملکہ کی طرف دیکھے
جاتا ہی نہین جانتا کہ یہ کون ہی یہ خاص نور قدرت ہی وحید الملک نے ہنس کے فرمایا کہ نور قدرت کو دیکھنا کیسا گناہ
بڑا آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین اودھر شہنشاہ صف شکن اور مہر آرا سے نظارہ بازی ہوئی انھون نے بھی
لنگر مارا کہ ارابہ چرچرا گیا پہیے دھنس گئے مہر آرا نے سراپا کو دیکھا اور کنیزون سے کہا کہ خداوند نے صورت
طاقت جرأت توایسی دی مگر معرفت نہ دی کہ یہ اطاعت کرتا اور دشمن نہوتا شہنشاہ صف شکن نے فرمایا کہ تمھارا
دشمن نہین ہون جتنا تمھارے باپ کا دشمن ہون اتنا ہی تمھارا دوست ہون ملکہ نے فرمایا کہ جب تو خداوند کا
دشمن ہی تو میری دوستی سے کیا فائدہ اٹھائیگا اودھر شاہزادہ سکندر رستم خو سپہر آرا کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک
کنیز سامنے دوپٹہ کی آڑ کرکے کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ ملکہ کو کیون گھورتا ہی اپنی طرف دیکھ کہ تو کس حال مین
ہی فرمایا کہ اس قید کی تو کوئی حقیقت نہین ہی ہان ملکہ کی زنجیر زلف مین جو دل اسیر ہوگیا ہی وہ البتہ بڑی سخت
قید ہی کنیز نے کہا کہ دیکھو زبان جل جائیگی کیا کہتا ہی سکندر نے فرمایا کہ کچھ بھی نہین ہوگا اگر ملکہ کو قریب بھیج
دے تو لپٹا بھی لون ساریق مسخرا ہی خداے حقیقی اور ہی جسنے عالم کو خلق کیا ہی وہ کسیکا بیٹا ہی نہ خود
صاحب اولاد ہی چند دنون مین یہ حال ظاہر ہوجائیگا اودھر عیارون نے ان ارابون کو تو چھوڑ دیا اور ارابے لاکے
ان قیدیون کو سوار کیا اور لیکر روانہ ہوے جہان جہان پھرانے کا حکم تھا وہان وہان پھراکر ساریق سے اطلاع
کی ساریق نے کہا کہ اے مہتران قدرت ان قیدیون کے بارے مین خداوند کیا سزا تجویز کرین کسی نے
کہا کہ قتل کرڈالیے کسی نے کہا جہنم مین پھنکوا دیجیے کسی نے کہا کہ زندہ دیوار مین چنوا دیجیے کسی نے

سنگسار کرنے کی رائے دی بختگان نے عرض کی کہ یا خداوندان لوگون کو مرنیکی عادت نہین ہی اسکے واسطے
سخت انتظام ہونا چاہیے آپکے والد کے بڑے بھائی خداوند لقا نے قاسم و بدیع الزمان کو جہنم مین پھنکوایا تھا
راستے سے نیچہ لیکیا ہمارے نزدیک مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک گنبد تعمیر کیا جاے اُس گنبد مین انکو بند
کرکے دروازے چنوا دیے جائین اُسکے بعد انبار ہیزم کرکے آگ دیدیجاے اس صورت مین یہ رہا
نہین ہوسکتے ضرور جل کے مرجائینگے ساریق بہت خوش ہوا اور یہ رائے پسند کی لیکن حکیم سودائی دانا
یہ سن کے نہایت پریشان ہوے کہ اس ملعون نے پورا انتظام کردیا کہ اب یہ کسی صورت سے رہا نہیں
ہوسکتے خیر دیکھا جائیگا ساریق نے سبکو زندانخانے مین بھجوادیا اور بارہ سو عیارون کا پہرہ مقرر کردیا
اور گنبد کی تیاری کا حکم دیا گنبد بننے لگا حکیم سودائی دانا جو اپنے مقام پر آئے تو چالیس زنگی
جو انکے مطیع اور غلام قدیم تھے اور نیز سب کے سب انھین کیطرح ہمیشہ سے مسلمان تھے مگر مذہب کو اپنے دل
کفار سے پوشیدہ کیے ہوے تھے اُنسے کہا کہ دیکھو یہی وقت حمایت دین اسلام کا ہی یہ چارون شاہزادے
جو اسیر ہوکے آئے ہین انمین ایک تو یادگار رستم دستان علمشاہ نوجوان صاحبقران اوسط ہی اور دو
فرزند صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک کے ہی اور ایک شاہزادہ نشانی کرب ولاور اسد وغضنفر
کی ہی بختگان ملعون نے انکے جلا دینے کی تدبیر بتائی ہی کہ گنبد مین بند کرکے چارون طرف سے آگ
دیدے تاکہ اگر کوئی رہا کرنے کی غرض سے آئے بھی تو مایوس ہوجاے اور یہان انکا رہا ہی کرنے والا کون ہی
لہذا اسی مکان سے اک سرنگ ایسی لگاؤ کہ سرا اسکا اُسی گنبد مین پھوٹے جسوقت ہیزم مین آگ دیجاے
اُسوقت اُن چارون شاہزادون کو رہا کرکے نکال لاؤ اسکا نتیجہ دنیا و آخرت دونون مین اچھا ہی یہ سنکے
اُن زنگیون نے عرض کی ہم بسر و چشم اس خدمت کو بجا لائینگے اور اسیوقت سے اُنھون نے رخ تجویز کرکے نقب
لگانا شروع کردی اُدھر تو گنبد تیار ہوتا جاتا ہی اور ادھر نقب لگتی جاتی ہی چند روز مین ادھر گنبد بھی بن کے تیار
ہوگیا اور نقب بھی گنبد تک پہونچ گئی لوگون نے آکر ساریق سے عرض کی کہ گنبد تیار ہوگیا ساریق
نے حکم دیا کہ لیجاؤ قیدیون کو اور گنبد مین بند کرکے دیوارین چن دو کہ نہ وہ نکل سکین اور نہ کوئی اُن تک جا سکے
اُسی وقت محافظ زندان چارون شاہزادون کو لیکر جانب گنبد روانہ ہوے یہ خبر عام ہوگئی کہ وہ جو قیدی
آئے تھے اُنکے واسطے تازہ جہنم بنایا گیا وہ اس جہنم مین جلائے جائینگے خلقت کا سرلے ہجوم ہی تماشائی
جمع ہین لوگون کے درمیان سے قیدی جارہے ہین جو رحمدل ہین یا خداپرست ہین اور خوف جان سے
اظہار مذہب نہین کرسکتے وہ افسوس کررہے ہین کہ یہ نوجوان مہروش اور ماہرو اس قابل ہین کہ انکو آنکھو
بٹھایے نہ کہ آتش سوزان مین جلائے اور جو دشمن نام اسلام کے ہین وہ خوش ہورہے ہین اور کہرہے ہین
کہ یہ لوگ اس سے زیادہ سزاے سخت کے قابل ہین کہ انھون نے بڑے خداوند سے بڑی بڑی
گستاخیان کی ہین اور اس خداوند سے بھی پرخاش رکھتے ہین مگر یہ چارون شاہزادے خوش وبشاش
ہین کوئی فکر انکو جلنے مرنے کی نہین ہی اُدھر یہ خبر وحشت اثر اُن چارون شاہزادیون کو پہونچی کہ آج وہ
چارون اسیر گنبد مین بند کرکے جلائے جائینگے یہ تو تیر عشق کھا چکی تھین یہ خبر سنکے نہایت مضطر ہوئین
ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رونے لگی ایک انیس جلیس نے چھپ کے روتے دیکھا تو سبب دریافت
کیا ہرچند کہ انھون نے چھپایا مگر جو ہوشیار تھین وہ سمجھ گئین کہ رونا اور پریشانی انھین قیدیون کے
واسطے ہی اسلیے کہ ہر روز چار پانچ مرتبہ تو قیدیون کا ذکر آجاتا ہوگا انھون نے کہا کہ اب آپ نے اپنا
ملال ظاہر کیا اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو کوئی تدبیر رہائی کی نکالی جاتی مگر اب کیا ہوسکتا ہی اسلیے کہ قیدی

اس مقام تک پہونچ گئے ہونگے جہاں سے زندہ نہین نکل سکتے ہین یہان تو یہ تلاطم برپا ہو اور وہان ان
شاہزادون کو لیے ہوے ملازمان ساریق اُس گنبد مین پہونچے چونکہ سبکے سب مسلسل و مطوق تھے انکو
ایک جگہ بٹھا کے نکل آئے اور دروازے بند کرکے باہر سے چنوا دیے گئے اب بسبب تیرگی کے دم
انکے گھٹنے لگے سکندر نے کہا کہ زندگی مین سیاہی قبر کا سامنا ہوگیا اُدھر لوگون نے انکو بند کرتے ہی انبار
لکڑیون کا چارون طرف گنبد کے لگا دیا ساریق نے کہا کہ آگ لگا دو حکم پاتے ہی اُن دوزخیون نے
آگ روشن کردی اور شعلے بھڑکنے لگے یہانتک کہ اب اندر گنبد کے بھی کچھ حرارت محسوس ہونی چلی اور
روشندانون مین سے دھوان بھرنا شروع ہوا اُسوقت شہنشاہ صف شکن نے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان ہر چند کہ ہم سر تا پا
عصیان ہین اگر اس سے زیادہ سخت سزا بھی ہمکو دنیا ہی مین مل جائے تو بہتر ہے مگر تو آتش
دوزخ کی حرارت سے محفوظ رکھنا بلکہ بواسطہ محمد و آل محمد اس بلا کو ہمپر سے دفع کر جس طرح تو نے
جناب ابراہیم پر آتش نمرود کو گلزار کردیا تھا اسی طرح ہم گنہگارون پر بھی اس آگ کو سرد کردے یہ تو دعا کر رہے تھے
اور سب سردار آمین کہہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ پائون مین شہنشاہ صف شکن کے کوئی چیز سی چبھی اُنھون
نے پائون اپنا ہٹا لیا بس اُسی مقام پر طبقہ ٹوٹا اور ایک زنگی نمودار ہوا سلام کیا سب متحیر ہوے پوچھا
کہ تو کون ہے اور کسنے تجھے بھیجا ہے یہانتک کس طرح آیا اُسنے عرض کی کہ یہ کچھ نہ پوچھیے گا جلد نکل چلیے
ورنہ جل جائیے گا آگ کے شعلے اب نہایت بلند ہو رہے ہین یہ سُن کے چارون شاہزادون نے قیدین
توڑین اور اُس زنگی کے ساتھ ہی اُس دہنۂ نقب سے نکل کر روانہ ہوے زنگی سر نقب کا بند کرتا ہوا
پلٹا جسوقت یہ لوگ حکیم سودائی دانا کے گھر مین پہونچ گئے تو زنگیون نے نقب کو بالکل بند کردیا انشان
تک باقی نہ رہا وہان آگ دیکھنے والون نے یہ دیکھا کہ لکڑیان جلنے لگین شعلے اسقدر بلند ہوے کہ
گرد گنبد کے ایک گنبد آتش کا قائم ہوگیا اور سر شعلۂ زبانہ نکالکر اُس گنبد کا کلس بنگیا جو لوگ رحم دل تھے وہ
اس بیکسی سے جلنے پر افسوس کر رہے تھے کفار خوش ہو رہے تھے کہ ایسا وقت بھی آجتک خدا پرستون پر
نہ آیا تھا کہ اس طرح جلے ہون اُدھر شاہزادیون کو جو خبر پہونچی کہ وہ چارون حسین قیدی گنبد مین بند
کرکے جلا دیے گئے یہ سُن کے ان چارون کو نہایت قلق ہوا قریب تھا کہ جنون ہو جائے یہ چارون
شاہزادیان تپ غم مین مبتلا ہوگئین وہان سکندر وغیرہ جو مکان مین حکیم سودائی دانا کے پہونچے تو دیکھا کہ
مکان ہوا دار نہایت نفیس بنا ہوا ہے بیچ مین کئی درجون کا قصر ہے چار طرف چمن لگے ہوے ہین چار کمرے
نہایت سجے ہوے ہین چالیس غلامان زنگی کمر بستہ خدمت کو حاضر ہین اور سوا اکے خانہ کا پتا نہین سکندر
نے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے اور صاحب خانہ کہان ہے زنگیون نے عرض کی کہ یہ مکان حکیم سودائی دانا
وزیر ساریق بن لقا کا ہے اور ہم سب غلام اُنکے ہین حکیم صاحب دربار مین گئے ہوے ہین فرمایا کہ
مجھے تم لوگون نے کس کے حکم سے نقب سے بچا لیا اُنھون نے حکیم صاحب کا نام بتایا اور عرض کی کہ آپ
تعجب نہ کرین اسلیے کہ حکیم صاحب مرد مسلمان ہین اور ان کافرون کے خوف سے کافر بنے ہوے ہین
اور یہی حالت ہم سبکی بھی ہے اب جسوقت تک حکیم صاحب نہ آلین اُس وقت تک آپ چارون
صاحب یہین مقیم رہین تو بہتر ہے وہان حکیم صاحب کو نہایت پریشانی تھی کہ چارون شاہزادے اچھے
گئے یا نہین ساریق نے اس خوشی مین جشن منعقد کیا اور حکم جشن عام کا دیا ہر طرف غل ہوا کہ خدا
نے اپنے بندگان گنہگار کو عذاب مین گرفتار کرکے جشن خوشی منعقد کیا ہے جو اس خوشی مین شریک

نہ وہ بندہ خداوند کا نہیں ہے یہ خبر جو شتہر ہو گئی تھی ہر گلی کوچے مین ناچ رنگ کی صحبت تھی شادیانے امرا کی ڈیوڑھیون پر بج رہے تھے لیکن چارون ملکاؤن کے لیے قیامت تھی نوبت کی صدا نے دل مین دھڑکن پیدا کردی تھی الحاصل حکیم صاحب کوئی بہانہ کرکے ساریق سے رخصت ہوے اور اپنے مکان مین آئے چارون شاہزادون کی قدمبوسی حاصل کی اور عرض کی کہ غلام نے اُسی دن کے لیے یہان کی سکونت اور اس گرنا ہنجار کی اطاعت اختیار کی تھی مجھے اپنے علم کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا کہ وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ اولاد صاحبقران اسیر ہو کے یہان آئیگی اور ان کافرون کے ہاتھون اذیت اُٹھائیگی یہ سُنکے ان چارون شاہزادون نے حکیم صاحب کا شکریہ ادا کیا اور پوچھا کہ دربار ساریق مین کیا ہورہا ہے حکیم صاحب نے عرض کی کہ حضور کے دشمنون کے قتل کی خوشی مین جشن ہو رہا ہے لیکن نہنگ دریا موج جو پہلوان زبردست ہے اور منصف مزاج ہے اسکو اس حرکت پر ساریق کے نہایت ملال ہوا ہے وہ مل گیا ہے فرمایا کہ وہ مرد بہادر معلوم ہوتا ہے اگر بوقت مقابلہ زیر ہو گیا تو ضرور ایمان لائیگا خیر دیکھا جائیگا دن بھر حکیم سودائی دانا اُنکی خدمت مین حاضر رہا جب شام ہوئی تو دربار ساریق مین جانے کا قصد کیا اُس وقت شاہزادہ سکندر نے کہا کہ اے حکیم سودائی دانا ہم یہان بند کب تک بیٹھے رہین حکیم نے عرض کی کہ مین نے حضور کی دلبستگی کا انتظام تو کیا ہے مگر ابھی وقت اسکا آیا نہیں ہے یہ میری ہی رائے تھی کہ بیبیون کو شاہزادیون کے باغ کی جانب بھیجا جائے مین نے سُنا ہے کہ چارون شاہزادیان نہایت پریشان ہین اُنکو یہ تو معلوم نہین کہ آپ میرے گھر مین رونق افروز ہین وہ سمجھتی ہین کہ دشمن جل گئے خدا نے چاہا تو ایسی تدبیر کرونگا کہ خداوند آپکو خود ہی شاہزادیون کے باغ مین بھیج دیگا فرمایا کہ اگر تمھارے خلاف مصلحت نہو تو ایک ایک مرکب اور اسلحہ ہمین منگا دو اور رات کے شبخون کا تماشا دیکھو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ چار مرکب کیا چار سو ممکن ہین اور اسلحہ بھی موجود ہین یہ کہکے اپنے غلامون سے کہا کہ جو چیز یہ شاہزادے طلب کرین وہ لا دینا حکیم تو سوار ہو کے جانب دربار ساریق بن لقا روانہ ہوے ادہر یہان چارون شاہزادے اصطبل مین آئے مرکبون پر سوار ہوے اسلحہ جسم پر آراستہ کیا اور جانب صحرا روانہ ہو گئے چونکہ مکان حکیم سودائی کا آبادی سے کسیقدر فاصلہ پر ہے یہ بھی خوف نہ تھا کہ کوئی دیکھیگا اور پہچان لیگا جب پہر رات آئی تو اُس وقت ان چارون نے گھوڑے اُٹھائے اور آکر لشکر ساریق پر گرے قتل کرنا شروع کیا اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے نعرہ کیا ع زمانے مین رواج دین برحق کام ہے میرا + لقب صاحبقران ہے اور سکندر نام ہے میرا + اُدھر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نے نعرہ کیا ع مین ہون جہان مین سالک وسیاف و تیغ زن + سلطان کج کلاہ شہنشاہ صف شکن + اُدھر شاہزادہ وحید الملک نے نعرہ کیا ع مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہین وحید الملک شاہ قلعہ گیر اُدھر مظفر بن غضنفر نے نعرہ کیا ع شیر مردن کا جو ہے شیر وہ ضیغم شکار ہون + مشہور مین مظفر عالی وقار ہون + یہ نعرہ کر کر کے جو لشکر پر گرتے ہین تو اک تلاطم مچ گیا لوگ حیران تھے کہ یہ تو جلا دیے گئے تھے اب کہان سے آگئے لشکر مین غوغا ہوا ان چاربرق جو شون نے وہ تلوار برسائی کہ خون کے دریا بہا دیے کئی کرور کی فوج کو ایک طرف سے پامال کرتے ہوے جو چلے تو دوسری جانب نکلے چلے گئے اور راہ صحرا اختیار کی یہان کافرون مین رات بھر تلوار چلی صبح کو جو دیکھا تو ایک لاکھ آدمی مارا گیا ہے کوئی بھائی کے واسطے رو رہا ہے کوئی بیٹے کے غم مین سر پیٹ رہا تھا کوئی باپ کے واسطے رو رہا تھا ساریق نے کہا کہ ارے یہ شور کیسا ہے تم لوگ کیون رو رہے ہو اہل لشکر نے

غل مچایا کہ یا خداوند یہ تو نے کیسی قدرت کی کہ جن لوگون کو اپنی آتش غضب سے جلا دیا تھا وہ نعرے کر کر کے گرے اور ایک لاکھ بندے تیرے ہلاک ہوئے ساریق حیران ہوا اور حکیم سودائی دانا کی طرف دیکھا اور بولا ای علیم قدرت تجھبن ہمارے اسرار قدرت جانتے ہو سخنگان تو درود پڑھنے لگا تمام اہل دربار حیران تھے کہ یہ تو جلا دیے گئے تھے پھر کہان سے پیدا ہوگئے اُس وقت حکیم سودائی دانا نے کہا کہ یا خداوند تیری قدرت کے کرشمے ہمین خوب سمجھتے ہین ساریق نے کہا کہ تم سمجھ کے جب پیدا ہونے کا وقت نہین ہے سبکو آگاہ کرو اُس وقت حکیم سودائی دانا نے کہا کہ جو لوگ مرتے ہین تم انکا کریہ کرم درود فاتحہ ہوتا ہے تو وہ نہین آتے ہین ورنہ آ رہتا ہے ہین خداوند نے اُنکو جلوا تو دیا اور پھر کوئی خبر نہ لی اسی باعث سے وہ آئے اور سبکو پریشان کیا وہان شاہزادیون کو خبر پہونچی کہ جن لوگون کو خداوند نے جلوا دیا تھا وہ تو پھر زندہ ہوگئے اور انھون نے آکر بندرہ کرور کی فوج کو تہ و بالا کر دیا ایک لاکھ آدمی لشکر خداوند کے کچھ آپس مین لڑکے مارے گئے اور بہتون کو انھون نے بھی قتل کیا اور جا صحرا روانہ ہوگئے یہ سنکے یہ شاہزادیان نہایت خوش ہوئین اور کہا کہ اگر ایسا ہے تو بیشک خوشی کی بات ہے ہمین انکے جلنے کا حال سُن کے نہایت رنج ہوا تھا وہان حکیم سودائی دانا جو پلٹ کے پہونچے تو دیکھا کہ چارون شاہزادے خوش و خرم بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین حکیم سودائی نے نہایت ہی درجہ تعریف کی کہ سوا آپ لوگون کے یہ جراٴت دوسرون کی نہین ہے کہ اس فوج دریا موج پر اس طرح شبخون ڈالیگے کیا کہنا فرمایا کہ ابھی تو پہلا دن تھا آج دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر جا کے شبخون مارا چار آدمی چار طرف سے لشکر پر حملہ آور ہوے اور نعرے کر کر کے جو گرتے ہین تو لشکر کو تہ و بالا کر دیا جو مشرق کی طرف سے آیا تھا وہ مغرب کی طرف چلا جو مغرب کی جانب سے آیا تھا اُسنے مشرق کی راہ لی یہی حالت جنوب و شمال کی بھی ہوئی بیچ مین پہونچ کے چارون یکجا ہوے اور بسبب ہجوم کے چارون ملکر تلوار برساتے ہوے ایک طرف سے نکلے چلے گئے یہ تو آدھی رات رہے سے مکان پر پہونچ گئے اور لباس رزم اُتار کر محو خواب ہوے یہان پر تمام رات آپس مین تلوار چلا کی صبح کو جو دیکھا تو پونے دو لاکھ آدمی کا رن پڑا لوگون نے لاشین اُٹھائین اور زنبور طبل ۲ کے صدائے فریاد بلند کی ساریق دل مین حیران تھا کہ یہ کیا سحر ہے اور سخنگان کہتا تھا کہ سب وہی حالتین ہین جو بڑے خداوند کے زمانے مین پیش آئی تھین اسی طرح اُس وقت بھی بدیع الزمان اور قاسم نے شبخون مار مار کے لشکر کو تباہ کر دیا تھا ساریق نے کہا کہ او شیطان تو خداوند کی مصلحتون کو کیا سمجھ سکتا ہے سخنگان نے کہا کہ آپ مصلحتون کو میٹھے پیا کرینگے اور یہی چار شخص تمام لشکر کو تباہ کر دینگے انکی فکر کیجیے اُدھر ملکاوٴن کو خبر ملی کہ آج پھر انھون نے شبخون مار کر لشکر ساریق مین لقا کو تباہ کر دیا آج کل سے زیادہ لوگ مارے گئے تو انھون نے حکیم سودائی دانا کو بلوا بھیجا جسوقت حکیم صاحب آئے انھون نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ یہ سب کرشمے ہین خداوند کے انھون نے کہا کہ کچھ تو ہم پر بھی ظاہر ہو کہ یہ اسرار کیا ہے کیا یہ مرے نہین ہین حکیم صاحب نے کہا کہ مر گئے ہین مگر خداوند مین زندہ کر دینے کی قدرت بھی ہے اگر وہ چاہین تو مردہ صد سالہ کو زندہ کر دین پس یہ سنکے انھون نے کہا کہ دیکھیے آپ ہمارے اتالیق ہین ہمسے اُس راز کو نہ چھپایے کہ ساریق جیسا خداوند ہے ظاہر ہے وہ اپنے کو تو زندہ نہین رکھ سکتا دوسرون کو کیا زندہ کریگا ہم سے سچ سچ بیان کیجیے اور ہم بھی اپنے دل کا حال صاف صاف آپ سے بیان کر دینگے یہ سن کے حکیم سودائی دانا نے فرمایا کہ گھبراؤ وہ سب زندہ ہین اور بہت جلد تم سے ملینگے یہ سنکے چارون ملکاوٴن کو گونہ اطمینان ہوا حکیم صاحب

نے پھر منفصل نہین بیان کیا اور چلے آئے

لیکن اب چند کلمے داستان شاہ عیاران خواجہ خضران عالی شان سے کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہے کہ یہ جو بہارستان مغرب سے گلستان باختر کی طرف چلے تھے تو نہایت پریشان تھے دو دو
دن کی راہ ایک ایک دن مین طے کرتے چلے آتے تھے کہ جلد پہونچ کر شاہزادون کی رہائی کرنے کی تدبیر کرین
جس روز شہر سارلیقیہ مین پہونچے ہین اُس دن شہر مین عجیب رنگ تھا لوگ کپڑے پُر تکلف پہنے ہوئے
آپس مین بغلگیر ہو رہے تھے خضران نے صورت اپنی تبدیل کر کے دریافت کیا کہ آج یہان کون سی عید
ہی انھون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ای شخص تو نووارد ہی اور مسافر ہی آج سے زیادہ کون سی عید ہوگی کہ خداوند
ساریق نے چار گنہگارون کو زندہ در دوزخ کر دیا خضران نے پوچھا کہ وہ قیدی کہان سے آئے تھے
کہا کہ بہارستان مغرب سے آئے تھے اور اولاد صاحبقران سے تھے بس یہ سن کے نہایت پریشان
ہوئے اور دل مین کہا ای خضران آج اگر بیر وربار ساریق کو نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا یہ سوچ کے چلے اسوقت
پہونچے کہ لشکر پر شاہزادون نے نعرے کر کے شبخون مارا تھا یہ کیفیت دیکھکر خضران نے شکر خدا
کیا اور اپنے ارادہ کو ملتوی کیا جس وقت یہ شبخون مار کے نکل گئے تو خضران نے دریافت حال کی
غرض سے تعاقب کیا مگر فاصلہ بہت تھا رہ گئے دوسرے شبخون مین معلوم ہوا کہ یہ فلان طرف سے آتے
ہین آج انھون نے بھی شبخون کی تیاری کی چنانچہ جس وقت شب ہوئی تو دیکھا کہ آج کفار نے خوب انتظام
کیا ہی طلایہ پر کئی ہزار سوار معین ہین ہر طرف آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہین اُدھر
چارون شاہزادے مرکبون پر سوار ہو کے چلے دیکھا انھون نے کہ آج بہت سے لوگ طلایہ پھر رہے
ہین اور تمام لشکر ہوشیار ہی بسبب خوف کے لوگون کی نیند اُڑ گئی ہی مظفر نے کہا کہ کیا رائے ہی شاہزادہ
وحید الملک نے فرمایا کہ زیر قیطول جو اک باغ ہی جسکی دیوار دور تک چلی گئی ہی اُسکی پشت پر سے آ کے
حملہ کرنا چاہیے تاکہ یہ کفار آگاہ نہ ہونے پائین یہ رائے کر کے یہ دونون تو مرکب کو اُڑا کر اُس طرف روانہ ہوئے
یہان شہنشاہ صف شکن نے سکندر رستم خو سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہی سکندر نے کہا کہ مین تو
ارادہ اپنا ظاہر کیے دیتا ہون آپ اپنے فعل کے مختار ہین جو مناسب جانیے گا وہ کیجیے گا یہ فرما کے مرکب کو
اشارہ کیا اور نعرہ کر کے اُنھین طلایہ کے سوارون پر جا پڑے شہنشاہ صف شکن نے بھی تلوار کھینچی اور
شریک جنگ ہوئے غل ہوا کہ وہ سرکش آگئے ارے مار لو انکو جانے نہ پائین کفار نے ہجوم کیا یہ دونون
صف شکن ان دو چار ہزار کو کیا سمجھتے تھے لشکر پر جا ہی تو پڑے کسی خیمہ کو طنابین کاٹ کے گرا دیا اور
کسی مین آگ لگا دی طلایہ والے باہر ہی رہ گئے یہ لشکر مین دھنس گئے اور لڑنے لگے جو لوگ آرام سے بیٹھے
تھے اُنھون نے جلدی جلدی اسلحہ آراستہ کیے اور مرکبون پر سوار ہو کر شور کرتے ہوئے چلے کہ ارے
مار لو انکو جانے نہ پائین یہ شیر دل بھلا کب رُکتے ہین ابھی یہان نظر آئے ابھی وہان لڑنے لگے اتنے
عرصہ مین مظفر اور وحید الملک دوسری جانب پہونچ گئے تمام فوج اس طرف متوجہ تھی اُنھون نے
عقب سے حملہ کیا اور تلوار برسانا شروع کر دی لو اُدھر بھی ہلڑ ہو گیا کہ ارے یہ ظالم کہان سے
آگئے کچھ فوج ادھر بھی متوجہ ہوگئی اتنے مین ایک سمت سے نعرہ ہوا کہ منم ملک الموت قدرت دیکھا کہ ایک
شخص طویل القامت لوگون کے سرون پر اُچکتا ہوا خنجر چمکاتا چلا آتا ہی جسکو خنجر مارا وہ تڑپنے لگا ملک الموت

کی آواز سُنکے تو سکندر روشنہنشاہ وحید الملک و منظفر بھی حیران ہوئے کہ یہ ملک الموت کون صاحب
ہین اور کہان سے آگئے ملک الموت نے آواز دی کہ اے بہادرو چارون اکیجا ہو کے لڑو کہ مجھے فوج
قبض کرنے کیلیے چارطرف دوڑنا پڑتا ہے اس اشارہ کو ان لوگون نے اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہے دشمن
نہین ہے واقع مین کہ اگر آج یکدل ہو کے نہ لڑینگے تو گرفتار ہو جائینگے فوج سے نکلنا بھی دشوار ہوجائیگا
اب یہ سب لڑتے ہوے ایک ہی طرف چلے آج لشکر مین ہر طرف رن مچا ہے ہر دشمن تھین رات کا
دن ہوگیا تھا چار طرف سے کمندین پڑ رہی تھین لیکن یہ شیردل کمندون کو کاٹتے ہوے چلے جاتے
تھے آج اسقدر شور و غل ہوا کہ سارایق کو خبر ہوگئی اسنے گنبد ملک نما سے سر نکالا دیکھا کہ چارون
ضیغم شکار کئی کرور مین گھرے ہوے ہین مگر جسطرف کا رخ کرتے ہین فوج اس طرح متفرق ہوتی ہے
جیسے بادل پھٹتا ہے اور ایک شخص منم ملک الموت پکارتا ہوا لوگون کے سرون پر اُچکتا چلا جاتا ہے
سارایق نہایت حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے دیکھا خواجہ خضران نے کہ اب تمام لشکر ہوشیار ہوگیا ہے انکا
اس انبوہ سے نکلنا غیر ممکن ہے بس آواز دی کہ ان لوگون کو قتل نہ کرو کیونکہ قبض روح کا حکم نہین
ہے اب آگے مین چلتا ہون پیچھے تم آؤ یہ کہکر جست و خیز کرتے ہوے چارون جوانون کے آگے ہوگئے
اور حقہائے آتشبازی مارنا شروع کیے جہان ایک حقہ داغ کے پھینک دیا وہان چھیٹر ہوگئی ان
شاہزادون نے گھوڑون کو دبایا اسی طرح خضران ان سبکو لیے ہوے پورے لشکر کو طے کر کے نکلا
چلا گیا یہ چارون شیردل ملک الموت کے ممنون ہوے اور سوچے کہ اسکو جانے نہ دینگے اپنے ساتھ لے چلینگے ادھر ملک الموت
لشکر سے نکلتے ہی غائب ہوگئے اب یہ اور حیران ہوے کہ کیا واقع مین ملک الموت تھے پہلے ادھر ادھر
دیکھا آخر ایک طرف روانہ ہوگئے خضران پہلے ہی گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے تھے جب دیکھا کہ یہ لوگ
اپنے مکان کو جاتے ہین تو پیچھے پیچھے انکے چلے یہ چارون شاہزادے تو باغ حکیم سودائی مین داخل
ہوگئے اور خواجہ خضران وہان سے پلٹ آئے کہ ابھی انسے ملنا نہ چاہیے سارایق نے پریشان
ہو کے حکیم سودائی دانا کو بلوا بھیجا اور کہا کہ تو نے کہا تھا کہ یہ روحین جبتک اپنی نذر نہ لے لینگی آرام
سے نہ بیٹھینگی واقع مین کہ انھون نے آکے ہزارون کو کھالیا حکیم سودائی نے کہا کہ بس علاج انکا
یہی ہے انکو بلا کر دریافت کیجیے کہ تم کیا چاہتے ہو جو وہ کہین اُسے منظور کیجیے ورنہ یہ سمجھ لیجیے کہ اب
وہ دنیا مین تو مین نہین کہ آپ کے حکیم ہون اتنے نذرون کے خداوند مین مردون کے خداوند وہ ہین
جو دنیا سے چلے گئے ہین روحین انکی ماتحت ہین سارایق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن میرے بلانے
سے روحین کا ہیکو آئینگی حکیم سودائی دانا نے کہا کہ مجھے ایک عمل ایسا معلوم ہے کہ جس وقت
حکم ہو اسیوقت روحین حاضر ہون اور اپنے جسم قدیم مین نظر آئین سارایق نے کہا کہ پھر انکے بلانے کی
کوشش کرو حکیم سودائی دانا نے کہا کہ کل ایک صحبت تخلیہ کی ہو کہ وہان سوا آپکے یا جس جس کو مین
کہون اور کوئی بھی نہو اور بہت حسین عورتین وہان بلائی جائین اور گانا بجانا ہو کیونکہ وہ جوانون کی نہایت
رغبت سے چلی آئینگی اگرچہ اب وہ کسی کام کی تو ہین نہین مگر حسینون کو دیکھنا ابھی پسند کرتے ہین اور
خداوند زادیان بھی اس صحبت کا تماشا دیکھنے ضرور بلیجئے تاکہ روحین انکو پہچان لین اور دھوکے مین انکو آزار
نہ پہونچائین یہ سنکے سنگان نے کہا کہ سبحان اللہ کیا کہنا ہے اپنے اچھی ہی خداوند کو بڑھا لی بلسم ا
بہت جلد زمت ہو جائیگی حکیم صاحب نے فرمایا کہ سنگ زادہ ہے سمجھنے کی عقل کہان کہ ان باتون
کو سمجھے اب کچھ دنون تماشا خداوندی کا دیکھ پھر جو چاہنا کہنا سارایق نے کہا کہ

دادا کی عقل نے بڑے خداوند کو تباہ و برباد کیا در در کی ٹھوکرین کھلوائین آخر سوا بہشت مین چلے جانے کے
انکو کچھ بن نہ پڑی اب حکیم سودائی دانا تم اس صحبت کا انتظام کرو اور روحون کو بلاؤ حکیم صاحب نے
کہا کہ حضور انتظام ہی کیا ہی مین جا کے ان لوگون کو بلائے لاتا ہون جنکے عمل نے روحون کو تسخیر کیا ہی
ادھر انھون نے گانا شروع کیا ادھر روحین آکے موجود ہوگئین یہ کہکے حکیم سودائی دربار ساریق سے
اٹھکے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوے یہان ساریق نے تخلیہ گاہ کو آراستہ کرایا خوشبویات سے
ہر چیز کو بسایا بخور روشن کر دیا گیا اور حکیم سودائی دانا جو مکان مین اپنے آئے تو دیکھا کہ شاہزادے پھر
شبخون کی تیاری کر رہے ہین حکیم سودائی دانا نے دست بستہ ہوکے عرض کی کہ حضور بالفعل
اس سامان کو موقوف کیجیے اور دو باتین میری سن لیجیے فرمایا بیان کرو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ چلیے
آج آپکو خلاصہ ساریق پاس لے چلین فرمایا کہ ہمین جانے مین کوئی عذر نہین ہی گو ہم چار آدمی ہین اور
اسکے دربار مین چار ہزار صرف سواران نامی و گرامی بیٹھتے ہین لیکن اگر خدا ہمارا شریک ہی تو کوئی کچھ نہین
کر سکتا ہی حکیم سودائی نے عرض کی کہ مین حضور کا دشمن نہین ہون ایسے مقام پر اگر خود بھی جائیے گا تو منع کرونگا
جہان خوف و نقصان جان و آبرو ہو پہلے سن تو لیجیے کہ حضور کو کس طرح چلنا ہوگا اور کیا باتین کرنا ہونگی
فرمایا بیان کرو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ ساریق متعجب تھا کہ انکو تو مین نے جلوا دیا تھا پھر یہ لوگ
کہان سے آگئے مگر چونکہ ساریق بالکل گدھا ہی عقل سے اسکو بہرہ نہین وہ ایسا ہی خداوند ہی جیسے کاٹھ کا
الّو چند آدمیون نے اپنے نفع کی غرض سے اسکو خداوند بنا دیا ہی اور آسمان پر چڑھا رکھا ہی مین چونکہ
مسلمان تھا مجھے کچھ اور بن نہ پڑی مین نے اپنے کو تمسخر مین ڈال دیا لہذا مین نے یہ بات اُسکے جی
بٹھائی ہی کہ جبتک انکی روحون کو بلا کے رضامند نہ کیجیے گا اُس وقت تک یہ روحین پیچھا نچھوڑینگی
اور دراصل یہ وہ نہین ہین وہ جل بھی گئے یہ روحین انکی ہین چونکہ انکا فاتحہ نہین ہوا ہی اس سے
یہ روحین آکے پریشان کرتی ہین لہذا آپ سب صاحب میرے جانے کے کچھ دیر بعد فلان مقام پر
تشریف لائیے گا میرا کوئی خادم جسکے سے آپکو جگہ بتا کے چلا آئیگا آپ بے تکلف آکے بیٹھ جائیے گا
اور جس بات کو ساریق کہے اُسکو منظور کر لیجیے گا اور جو شرط پیش کرنا ہو اُس سے بیان کر دیجیے گا مین نے
شاہزادیون کو بھی اس صحبت مین بلوایا ہی ایک بات ضرور کہیے گا کہ ہم باغ چار بہشت مین رہنا چاہتے ہین
یہ سنکے چارون شاہزادے بہت ہنسے اور کہا کہ تم جاؤ ہم آئینگے مظفر نے کہا کہ آپ لوگ خاموش بیٹھے
رہیے گا مین خود اُن ملعون سے باتین کرونگا حکیم سودائی دانا نے اپنے زنگیون کو بلا کے اُنسے کہا کہ آج
چلکر ساریق کے سامنے اپنی زبان مین کچھ اسطرح گاؤ کہ ساریق کے سمجھ مین نہ آئے اور خوب سر ہلاؤ
یہ سمجھا بجھا کے زنگیون کو اپنے ساتھ لیا اور دربار ساریق مین آئے ساریق نے شاہزادیون پاس
بھی کہلا بھیجا تھا کہ آج فلان مقام پر ہمنے اک تخلیہ کی صحبت منعقد کی ہی وہان ہم اپنے گنہگارون کی
روحون کو بلائینگے اگر تماشہ دیکھنا ہو تو تم بھی آؤ بلکہ ضرور آؤ تا کہ روحین ہمکو پہچان لین اور بندون کے
دھوکے مین ہمکو آزار نہ پہونچائین یہ خبر جو اُن چارون شاہزادیون کو پہونچی نہایت خوش ہوئین اور چارون
سوار ہوکے روانہ ہوئین یہان ساریق دربار کو برخاست کر کے اُسی تخلیہ گاہ مین آیا حکیم سودائی
دانا نے زنگیون کو بلا کے بٹھایا اور ساریق سے کہا کہ تسخیر روحانیات کا عمل مین نے انھین زنگیون
سے کرایا ہی زنگیون نے کچھ باجے ساتھ لے لیے تھے وہ بھی کچھ عجیب غریب وضع کے تھے اتنے مین
سواریان شاہزادیون کی آئین چارون آکر ساریق کے پہلوؤن مین بیٹھ گئین اور بھی چند لوگ اس

صحبت مین تھے جو حکیم صاحب کے ہم مذاق تھے یعنے در اصل مسلمان اور اہل اسلام کے ہمدرد تھے اب سارئیق نے
کہا کہ ہان لے عمل اپنا شروع کر دو حکیم سودائی دانا نے کہا زنگیوں سے کہا کہ ساز چھیڑ کر بیو حون کو بلاو بس زنگیوں نے
ملکر ساز بجا بجا کے گانا شروع کیا ۔ اجی روحین پیاری روحین آئین آئین پیاری روحین ۔ اس طرح جھوم
جھوم کے گانا اور سر ہلانا شروع کیا کہ سارئیق حیرت سے دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرشمہ ہے اتنے مین سلام علیک
کی آواز بلند ہوئی اور دیکھا کہ چارون شخص چلے آتے ہین اور آکے بیٹھ گئے دیکھا تو چارون نازنین بھی بیٹھی
ہین اور ادھر ان ملکاؤن نے دیکھا آج تو یہ سب نہایت عمدہ لباس نفیس پہنے تھے اُس روز حالت قید مین
آلودہ گرد و غبار تھے چارون شاہزادیان بیخود ہونے لگین اور ٹکٹکی باندھ کے دیکھنے لگین منظفر نے کہا کہ مین
کسنے بلایا ہے سارئیق نے کہ مین نے تمکو بلوایا ہے منظفر نے ڈانٹ کے کہا کہ کیون بلوایا سارئیق ڈر گیا
کہا اس واسطے بلایا ہے کہ تم سے کچھ حالات وہان کے دریافت کرین منظفر نے کہا کہ وہان کے حالات
کا اگر اشتیاق ہو تو ہمارے ساتھ تم بھی چلے چلو اپنی آنکھ سے دیکھ لو نہ تو کیا معلوم کہ جو ہم بیان کرین
وہ صحیح ہو یا غلط ہو سارئیق نے کہا کہ ابھی خداوند کو دنیا ہی کے انتظام سے فرصت نہین ہے وہان کس طرح
جائین اور دل مین ڈرا کہ ایسا نہو یہ مجھے بھی مار ڈالین سارئیق نے کہا کہ یہ بتاؤ کہ وہان کس حال مین
ہو جواب دیا کہ نہ تو کھانے کو ملتا ہے نہ پینے کو سارئیق نے کہا کہ مین منگوا دون منظفر نے کہا کیا منگا دیجے
سارئیق نے کہا کہ کھانا اور پانی منظفر نے کہا کہ اب خوراک ہماری بدل گئی ہے اب ہم جگر کا گوشت کھاتے
ہین اور خون بجائے آب پیتے ہین سارئیق دل مین تھرا گیا کہا کہ تمنے میرے لشکر کو کیون مسمار کر رکھا
ہے جواب دیا کہ او بے مروت خداوند بن کے بیٹھا ہے اور نہ تو ہماری فاتحہ دلاتا ہے نہ ہمارے نام پر لنگر
جاری کرتا ہے ہم تجھسے ناخوش ہین اسی سے تیرے لشکر کو تباہ کر دیا اور ابھی اور تباہ کرینگے بلکہ جس دن
یہ دشمن سوار ہوئی اُسی دن تجھے بھی پکڑتے ہوئے لیے چلے جائینگے سارئیق نے کہا کہ تم نے
پھر وہی باتین کین یہ بتاؤ کہ تم کس بات پر راضی ہو گے وہ سامان کر دیا جائے ہنوز سخن کا سلسلہ
قطع نہین ہوا تھا کہ دیکھا اک شخص عجیب الخلقت مہیب صورت سامنے سے نمودار ہوا اور آتے نعرہ
کیا کہ ہم ملک الموت سارئیق نے جو صورت ملک الموت کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا یا جامہ
خراب ہو گیا ملک الموت کے آنے سے خود حکیم صاحب اور شاہزادے بھی متعجب تھے کہ یہ کون
حضرت ہین لیکن ملک الموت بے تکلف آکے بیٹھ گئے سارئیق نے کہا کہ تم کسکے تابع فرمان ہو اور
کیا کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ ہمارا کام سوا قبض روح کے اور کیا ہے ہم کسیکے تابع نہین ہین اور سب کے
تابع ہین جو ہمین خوش رکھے ہم اُسیکے تابع ہین سارئیق نے کہا کہ تم کس چیز سے خوش رہتے ہو جواب
دیا کہ دنیا مین دولت سے بڑھکے ہمیں خوش رکھنے والی کوئی چیز ہوتی ہے بقول شاعر اے زر تو خدا نہ ولیکن
بخدا ستار عیوب و قاضی الحاجاتی ۔ بس سارئیق نے اُسیوقت حکم دیا کہ لاؤ کشتیان زر و جواہر
کی ملک الموت کے واسطے سخنگان بھی اس صحبت مین شریک تھا اور جل رہا تھا ور دیکا نام سنتے ہی
یہ سمجھ گیا کہ ملک الموت تو خواجہ سلامت ہین کہا سبحان اللہ آپ بیشک ملک الموت ہین مگر ذرا
مجھے معاف رکھیے گا اسلیے کہ مین تو آپکے ماننے والون مین ہون میرے بزرگ آپ کے بزرگون کو مانا کیے
ہین مین آپکو مانتا ہون اور آپ سے زیادہ مانتا ہون خواجہ نے آنکھ دکھائی اور فرمایا کہ آیا تو تھا تیرے ہی
قبض روح کو مگر تیرے لڑکر اُسے چھوڑے دیتا ہون لیکن اس احسان کا معاوضہ ہونا چاہیے
سخنگان نے عرض کی کہ بسر و چشم مین حاضر ہون اب ملک الموت مخاطب ہوے سارئیق بن

بقا کی طرف اور فرمایا کہ ای خداوند شرک آپ کیا کہتے ہین ساریق نے کہا کہ تمھین کچھ حال بڑے خداوند
لقا کا بھی معلوم ہی ملک الموت نے کہا کہ جی ہان سب خداوندون کا حال خوب معلوم ہی کوئی خداوند
تو مرکر گدھے کی شکل بن گئے ہین کوئی خوک بنگئے ہین کوئی بوم کی صورت اڑتے پھرتے ہین جس درخت پر
بیٹھ گئے وہ خشک ہوگیا جس مکان پر قیام فرمایا وہ چار روز مین خراب ہوگیا ساریق نے کہا کہ یہ کیا ملک الموت
نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی ہوتا ہی زندگی مین جس جانور سے جسکو زیادہ کراہت و نفرت ہوتی ہی مرے پر وہ اسیکی
شکل بنجاتا ہی خداوند ثمرات سخنگو مکڑے سے بہت ڈرتے تھے مرے پر مکڑے بنے ہوے دیوارون پر
دوڑتے پھرتے ہین اور خداوند دم خبیثہ چھپکلی بنی ہوئی پھرا کرتی ہین ساریق نے پوچھا کہ بڑے
خداوند لقا بے لقا کس حال مین ہین جواب دیا کہ وہ بہت اچھے ہین جو لوگ اُنکے ساتھ دنیا سے گئے
تھے وہی اب بھی ساتھ ہین لیکن خداوند مصروف بہشت ہین روپیہ پاس نہین وہان لاکھا روپیہ کے قرضدار
ہوگئے ہین مجکو تمھارے پاس بھیجا ہی کہ باون کروڑ روپیہ ملک الموت کے ہاتھ بھیج دو اور یہ بھی کہدیا
ہی کہ اگر ساریق دینے مین تامل کرے تو اُسے بھی یہین کھینچ لانا یہ سُنکے ساریق گھبرایا کہا کہ مجکو
لیجانے کا قصد نکرنا بڑے خداوند تو کچھ عقل کے گول ہمیشہ سے ہین بھلا وہان جاکے مین کیا کرونگا
روپیہ جسقدر کہو مین منگا کے دیتا ہون اور علاوہ اس روپیہ کے تمھاری دعوت بھی مین اچھی طرح کرونگا
چاہیے دعوت کا روپیہ نقد لے لو ملک الموت نے کہا کہ ہان مجھے نقد ہی دلوا دیجیے اگر مین خود سامان کرونگا
تو اور بھی بہت سے فرشتے میرے ساتھ شریک ہونگے ساریق نے اُسی وقت پرچہ باون کروڑ کا لکھکر
ملک الموت کے حوالے کردیا اور کہا کہ خزانہ سے لے لینا اور ملک الموت کی دعوت کا بھی تین کروڑ
روپیہ عنایت کیا انکی صورت دیکھکر شاہزادیون کے چہرے متغیر ہوے جاتے تھے حکیم سودائی دانا بھی
پریشان تھے کہ یہ کون حضرت ہین اور کہان سے آے ہین جب روپیہ کی سند دے چکے تو حکیم سودائی دانا
سمجھ گئے کہ یہ کوئی طماع شخص ہی کہا کہ اے ملک الموت برائے خدا اب جاؤ خداوندزادیان تمھاری
صورت دیکھ دیکھکر پریشان ہوئی جاتی ہین یہ پرورده نازو نعمت ابھی ان باتون کو کیا جانین ملک الموت
نے کہا کہ ابھی کچھ دین نہین لو انکے باپ کو خود بڑے خداوند آکے لیجائینگے اُنھون نے جلدی جلدی اپنا زیور
اُتار اُتار کے سامنے ملک الموت پھینکنا شروع کردیا اُنھون نے اُٹھا اُٹھا کر سب جیب مین رکھ لیا
ساریق حیران ہی کہ جو چیز جیب مین گئی وہ غائب ہوگئی چار شاہزادیون کا سارا زیور اُٹھا کے جیب مین
رکھ لیا اور جیب سوُت بھر بھی بلند نہوئی آپ شاہزادیون کی تعریف بھی کرتے جاتے ہین اور زیور بھی
اُٹھا اُٹھا کے رکھتے جاتے ہین جب زیور لے چکے تو سخنگان کی طرف مخاطب ہوے کہ تو کیا کہتا ہی اسنے
جلدی سے صندوقچہ وزارت کی طرف اشارہ کیا آپنے قریب آکر صندوقچہ بھی اُٹھا کے قبضہ مین کیا اور
ساریق سے کہ اگر خزانہ نے اون نے روپیہ کے دینے مین تامل کیا تو سارا خزانہ لوٹ لونگا میرے
ماتحت کئی کروڑ فرشتے ہین سارا خزانہ ام لکا لٹ جائیگا ساریق نے کہا کہ پرچہ لاؤ مین حکم تاکیدی لکھ دون
ملک الموت نے کہا کہ تم لکھیے نہ مین ایسا ہوشیار ہوتا نہ آپ سے روپیہ لیتا آپنے خالی ہی فقرہ دیا تھا
یہ کہکر پرچہ دیا ساریق نے پرچہ پر تحریر کردیا کہ ای خزانہ دار خبردار خبردار ملک الموت کو روپیہ دینے
مین کوئی عذر و حیلہ نکرنا عوصہ لگانا ورنہ قہر عتاب خداوندی نازل ہوگا یہ لکھ کے پھر پرچہ دے دیا
ملک الموت نے اک دھول مار کر رفیدہ بھی سخنگان کا لیا اور نظرون سے غائب ہوگئے شاہزادیان
جیسے سہمی بیٹھی تھین کبھی اُنھون نے ایسی مہیب صورت کاہے کو دیکھی تھی جب یہ نگاہون سے غائب

ہوئے تو جان میں جان آئی کہا یا خداوند کیا ملک الموت کو آپ نے پیدا نہیں کیا ہے جو حکم آپ کا
نہیں مانتے ہیں ساریق نے کہا کہ اگر حکم نہ مانتے ہوتے تو چلے کیوں جاتے کہیں یہ آکے خالی ہاتھی واپس
جاتے ہیں جن بندوں کو ہمنے عزت دی ہے وہ ہمسے بھی ناز کرتے ہیں ملک الموت یہاں سے جو
روانہ ہوئے تو سیدھے خزانہ کی طرف چل کھڑے ہوئے یہاں ساریق دل ہی دل میں پریشان تھا
کہ یہ کیا آفت ہے میں ان روحوں سے پریشان تھا ملک الموت کہاں سے آگئے سکندر دل میں
کہتے تھے کہ یہ کمبخت میری معشوقہ کا تمام زیور لیگیا اب اگر کہیں ملا تو اسکو دونی قیمت دیکر لے لونگا کہ ملکہ کو
سچ ہے عورتیں زیور کو بہت دوست رکھتی ہیں ادھر شہنشاہ صف شکن کو اپنی معشوقہ کا خیال تھا اسی طرح
وحید الملک اور مظفر کو اپنی معشوقہ کا دھیان تھا یہ شاہزادیاں سوگ نشینوں کی طرح اجڑی پجڑی
بیٹھی ہیں اب ساریق بن بقا ان شاہزادوں کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ ای روحوں تم کیا
چاہتی ہو اگر تمکو زندہ رہنا منظور ہو تو میں بروز نوروز زندہ کر دوں اور اگر یہی عالم پسند ہو تو جس سامان کی
ضرورت ہو وہ تمہارے واسطے فراہم کر دیا جائے مظفر نے کہا کہ ای خداوند نا قدرشناس تو نہیں
جانتا کہ جیسی روح ڈلیے فرشتے ہم اسی قابل تھے کہ تمام دنیا میں تباہ پھرا کریں اور پریشان ہوں ہمیشہ
سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ اچھی روحیں بہشت میں داخل کی جاتی ہیں حوریں انکی خدمتگذاری کو حاضر رہتی ہیں
بری روحیں دوزخ میں ڈال دی جاتی ہیں ہمارے واسطے تو نے کوئی سامان نہ کیا ساریق نے کہا
کہ ان روحوں کو میری بہشتوں کی سیر کراؤ یہ جس بہشت میں رہنا پسند کریں انکو اُس بہشت میں داخل
کر دو یہ سنکے مظفر نے کہا کہ ہمیں باغ چہار بہشت کی بہار نہایت پسند ہے ہم وہیں رہینگے اور یہ چار دل
نازنینیں جو تمہارے پاس بیٹھی ہیں یہ ہمیں اچھی معلوم ہوتی ہیں انکو دیکھا کہ بیٹھے ساریق نے حکیم
سوداوی دانا کی طرف دیکھا حکیم سوداوی نے کہا کہ کیا قباحت ہے آپ جانتے ہیں کہ روحیں اور
کسی کام کی تو ہوتی نہیں ہیں صرف دیکھنے کی گنہگار ہوتی ہیں اور ایسی بالکہ عورتوں سے یقین ہے کہ شاہزادیاں
خوف بھی نکرینگی چاہے پوچھ کے دیکھ لیجیے ساریق نے اپنی بیٹیوں کی طرف دیکھکر پوچھا کہ تمہیں ان
روحوں سے خوف تو نہیں معلوم ہوتا ہے انھوں نے بیان کیا کہ نہیں ہمکو ان روحوں سے ڈر نہیں معلوم
ہوتا سخنگان دل میں کہتا ہے کہ سبحان اللہ اچھا حکیم نے اُلو بنایا ہے اب بنا قائم ہو گئی حکیم صاحب
نے کہا کہ کچھ دعوت بھی ان روحوں کی ضرور ہے ساریق نے خشتیان زر و جواہر کی منگا کر سامنے
رکھ دیں اور کہا کہ ای روحوں یہ تو بتاؤ کہ اگر لشکر اسلام اس طرف آ گئے تو اُس سے مقابلہ کرو گی یا نہیں
مظفر نے کہا کہ ضرور لڑینگے ہمارا کام ہی اور کیا ہے جبتک زندہ رہے لڑا بھڑا کیے اب تو خالی جی گھبرایا کرتا ہے
ساریق نے کہا کہ لے جاؤ ان روحوں کو اور باغ چار بہشت میں پہونچا دو اُسی وقت حکیم سوداوی دانا
نے اک جاننے والے سے کہا کہ جاؤ اور ان پاک روحوں کو داخل بہشت کرو اور ان چاروں شاہزادوں
سے اشارہ کیا کہ اب آپ تشریف لیجائیں آگے آگے وہ شخص راہبر ہوا اور پیچھے پیچھے اسکے چاروں شاہزادے
چلے جسوقت باغ چہار بہشت میں پہونچے تو متفرق ہو گئے شاہزادہ سکندر رستم جو بہشت تھے اُس قصر
کی طرف متوجہ ہوئے جو ملکہ سپہر آرا کے رہنے کا تھا اور شہنشاہ صف شکن مہر آرا کے قصر میں گئے
اور وحید الملک انجم آرا کے قصر میں داخل ہوئے مظفر بن غضنفر قصر میں ملکہ اختر آرا کے آئے دیکھا
کہ قصر یاقوت زرد کا ہے تمام آرائش یہاں کی شیشہ آلات وغیرہ سب زرد ہیں فرش بچھا ہوا ہے مسہری لگی ہوئی ہے
کنیزیں چودہ پندرہ برس سن کی حاضر ہیں مظفر تو بے تکلف اپنے گھر کی طرح مسہری پر جا کے لیٹ رہے

وحید الملک قصر زمردنگار مین جاکر مسند پر جلوہ افروز ہوے شہنشاہ صف شکن قصر زبرجد نگار مین رہنے لگے
اور انکو انتظار ہی کہ کسطرح ملکہ تشریف لاتین اور شاہزادہ سکندر پر ستم خو قصر یاقوت نگار مین مصروف
انتظام ہین کوڑا ہاتھ مین ہی اور جو کنیزین کھڑی ہین اُنسے کام لے رہے ہین ادہر کا گلدستہ اُٹھوا کے اُدھر
رکھوا دیا کہ یہ اس مقام پر بدزیب معلوم ہوتا ہی اُسے فلان مقام پر ہونا چاہیے کنیزین حیران ہین کہ یہ مردوا
آج کہان سے آگیا ایک ایک مین سرگوشی ہو رہی ہی کوئی تو کہتی ہی کہ یہ خداوند کے داماد معلوم ہوتے ہین
جو اس حکومت سے کام لے رہے ہین کسی نے کہا کہ یہ تو وہی معلوم ہوتا ہی جو اُس دن ارابہ پر زنجیرون مین
بندھا ہوا ادھر سے گیا تھا اور اُسنے ایسا ہچکولا مارا تھا کہ ارابہ دلدل مین دھنس گیا تھا مارے ڈر کے سب کی سب
دوڑ دوڑ کے کام کر رہی ہین وہان شاہزادیون نے ساریلق سے پوچھا کہ کیا ہم باغ مین جائین ساریلق
کہا کہ جاؤ اور کوئی بات ایسی نکرنا جو اُن بدھون کے خلاف ہو اگر بدھین بگڑ جائینگی تو مجھے آ کے ستائینگی
شاہزادیون نے کہا کہ ہم آپ کے حکم کے تابع ہین جو حکم ہوگا اُسے بسر و چشم بجا لائینگے انجم آرا دل مین
کہتا ہی کہ کیا خوش اقبال یہ لوگ ہین کس ذلت و خواری مین گرفتار تھے اب کیا سامان مہیا ہو گیا کہ نازنینون
کے پہلو مین بہشت رہنے کو واہ وا واہ یہ خاندانی با اقبال ہین قاسم و بدیع الزمان کی حالت لقا
کے بیان کی تھی وہ حالت اُنھون نے بیان کی ہی اور یہ چھوکریان بھی کتنی ہوشیار ہین کہ خود ساریلق سے
کہلا لیا کہ عدول حکمی نکرنا جو یہ لوگ کہین اُسے منظور کرنا اب اگر کسی وقت خلاف بھی ہوا تو یہ جرم
سے بری ہین کوئی الزام ہی نہین رکھ سکتا ساریلق تو اُٹھ کے وہان سے سیطول پر چلا آیا حکیم صاحب
رخصت ہو کے اپنے مکان مین گئے اور چارون شاہزادیان یہان سے سوار ہو کر باغ مین پہونچین
اور سواریون سے اُتر کر داخل باغ ہوئین دل مین خوش ہین سپہر آرا نے مہر آرا سے کہا کہ
بہن مین نے تو خدا سے نادیدہ سے دعا کی تھی کہ اگر تو برحق ہی تو اپنے ان بندون کو اس ظلم و ستم سے بچا لے
تو مین تجھپر ایمان لاؤنگی مہر آرا نے کہا کہ کیا کہون باپ کو برا کہنا نہ چاہیے مگر یہ خداوند کیونکر ہو گیا جبتک
سلطنت کمزور تھی اور ساحر وغیرہ اسکے مطیع کم تھے اُس وقت تک یہ بادشاہ کہلاتا تھا جیند ا دیون
نے بہکا دیا کہ آپ خداوند ہین یہ خداوند بن بیٹھے اصل یہ ہی کہ خدا کوئی اور ہی ہی جسکو مار ڈالنے اور پیدا
کر دینے کا اختیار ہی یہ کیسا خداوند کہ جس سے ناراض ہوتا ہی اُسکو حکم قتل دیتا ہی اور روحین اُسکو آ آ کے
ستاتی ہین تو اُنکا کچھ کر نہین سکتا انجم آرا نے کہا کہ بہن روحین کیسی آجتک یہ کبھی نہین سُنا تھا کہ روحین آ
کے ستاتی ہین یہ زندہ ہین انکو روحین نہ سمجھو یہ کرشمے حکیم صاحب کے ہین وہ طبیعت ہم لوگون کی پہچانتے
ہین اُنھون نے کسی صورت سے اُنکو بچا لیا اور اس بہانے سے ہمارے باغ مین پہونچا دیا مظفر کی
معشوقہ اختر آرا نہایت ہوشیار اور تیز ہی یہ چپکے چپکے مسکرایا کی اور سبکی باتین سُنا کی چونکہ یہ سب سے
چھوٹی ہی سپہر آرا نے کہا کہ تو کیا ہنستی ہی اختر آرا نے کہا کہ ہو بڑی مگر عقل مین چھوٹی ہو ویسے ہی
جاہل کو پسند بھی کیا ہی ہم مدت سے جانتے ہین کہ خلاق عالم اور ہی ہی غرضکہ ان چارون نے آ کر وسط
باغ مین جو چبوترہ ہی اُسپر قیام کیا سپہر آرا نے کہا کہ چلو اپنے اپنے قصر کی طرف دیکھو تو وہ چارون
علحدہ ہین یا ایک ہی مقام پر ہین یہ کہکر وہ اپنے قصر یاقوت نگار کی طرف بڑھی مہر آرا اپنے قصر کی طرف
چلی انجم آرا نے اختر آرا کی طرف دیکھا تو یہ پھر مسکرا رہی ہی کہا کہ ارے تو کیا ہنستی ہی کہا جانے دو انکو اپنی دعوت
یہ خود کھوتی ہین ہم تو اُس وقت تک نہ جائینگے جبتک ہمارا خواہشمند خود آ کے ہمکو نہ لیجائیگا انجم آرا نے دل مین
کہا کہ بات دانائی کی کہتی ہی کہا میرا ابھی ارادہ نہین کہ مین اپنے قصر مین جاؤن اگر وہ مردوا وہان ہو تو ناز

کرینگی کہ ہم ایسے ہین کہ ایسی نازنین ہمارے پاس خود آئی یہ دونون جو کھڑی رہین تو پلٹ کے سپہر آرا اور مہر آرا نے دیکھا دل مین کہا کہ اسمین کچھ بھید ضرور ہی یہ بڑی ہوشیار ہین یہی پلٹ آئین اور اُسی چبوترہ پر ٹھہر گئیں اختر آرا نے شوخی سے پوچھا کہ کیون کیا گئیں اور کیا فوراً پلٹ آئین سپہر آرا نے کہا کہ وہان تو اک مرد وا نظر آیا ہی مجھے اُسکے سامنے جاتے حیا آئی اس سے پلٹ آئی مہر آرا نے کہا کہ تم سب تو یہین رہو مین اکیلی جاکے کیا کرونگی کنیزون کی نظر جو اپنی اپنی شاہزادیون پر پڑی وہان سے دوڑین اور ایک ایک نے عرض کی کہ ملکہ آپکے قصر مین اک مردوا آیا ہی اور اس طرح حکومت کر رہا ہی جیسے کوئی اپنے گھر مین حکومت کرتا ہی یہ سُن کے چارون ہنسین سبکی کنیزون نے یہی بیان کیا وہان شاہزادون نے جو دیکھا کہ کنیزین بھاگی چلی جاتی ہین یہ بھی اپنے اپنے مقام سے اٹھ کے ادھر متوجہ ہوئے کہ کہان جاتی ہین دیکھا تو چارون شاہزادیان چبوترہ پر کھڑی ہین گرد کنیزون کا ہجوم ہی یہ بھی اُسی طرف چلے کہ اپنی اپنی معشوقہ کے دولت دیدار لوٹین جس وقت قریب پہونچے تو مظفر نے یہ مصرع پڑھا ع طاقت مہمان نداشتہ خانہ بہ مہمان گذاشت + اختر آرا نے کہا کہ مہمان تم خداوند کے ہو ہم سے کیا مطلب خداوند ہی نے تمکو یہان بھیجا ہی مظفر نے کہا کہ تمکو ہماری خدمت کے لیے معین کیا ہی جلد قصر کا سامان درست کر دو یہ کہکر ہاتھ اختر آرا کا پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اختر آرا کو سوا ساتھ چلنے کے کچھ نہ بن پڑا ادھر وحید الملک نے انجم آرا کا ہاتھ پکڑا اتنے مین شاہزادے نے اپنی اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے اپنے قصر کی طرف روانہ ہوئے

لیکن اب دو کلمے داستان خواجہ خضران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو رقعہ ساریق لیکر روانہ ہوئے تو سیدھے حاکم خزانہ کے پاس پہونچے نوشتہ پیش کیا مالک خزانہ نے نوشتہ پڑھا اور اُنکی صورت دیکھی کہ اسقدر روپیہ خداوند نے آجتک کسیکو نہین دلوایا تھا اگر ایسی ہی فیاضی رہیگی تو چند دن مین خزانہ خالی ہو جائیگا مگر حکم قطعی تھا مجبور ہو کے روپیہ دیدیا اب یہ حیران تھا کہ یہ اکیلا شخص اتنا روپیہ کس طرح لیجائیگا آپنے توڑے اٹھا اٹھا کے جو زنبیل مین ڈالنا شروع کیے کل روپیہ بذر زنبیل کر لیا اور وہان سے روانہ ہوئے مالک خزانہ نے ساریق کو عرضی لکھی کہ اس طرح کا ایک شخص آیا اتنا روپیہ آپکی تحریر کے موافق لیگیا ساریق نے جواب مین کہلا بھیجا کہ تو رموز قدرت کو نہین جانتا ہی خواجہ روپیہ لیکر باغ چہار بہشت مین تشریف لائے یہان وہ وقت تھا کہ چارون شاہزادے اور شاہزادیان ایکہی مقام پر بیٹھے تھے اپنی صورت آپنے اک سوداگر کی بنائی اور کہلا بھیجا کہ میرے پاس کچھ زیور لایق شاہون اور شہریارون کے ہی اگر حکم ہو تو حاضر ہون مین مرد نہین ہون بلکہ مخنث ہون مجھسے پردہ بیکار ہی یہ سُنکے ان شاہزادون نے بلالیا آپ مرد مخنث بنے ہوئے سامنے پہونچے سلام کیا اور زیور پیش کیا ان شاہزادیون نے اپنا اپنا زیور پہچانا پوچھا کہ تمنے یہ زیور کس سے مول لیا سوداگر نے کہا کہ مین نے بنوایا ہی اُس وقت مظفر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا ملک الموت بنے ہین یہ کام سوا آپ کے دوسرے کا نہین ہی سوداگر نے کہا کہ خواجہ میرا نام آپ کو کیسے ظاہر ہوا میرا نام تو معظم شامی سوداگر ہی سکندر نے کہا کہ اگر یہ اپنے کو ظاہر نہین کرتے تو سب زیور وغیرہ چھین لو ایک حبہ قیمت نہ دینا اتنے خواجہ گھبرائے کہا کہ بابا لوٹ لو مین بادشاہ اسلام سے اسکی دونی قیمت وصول کرونگا مجبور خواجہ خضران نے اپنے کو ظاہر کیا اُس وقت شاہزادیون نے خوش ہو ہو کے اپنا اپنا زیور پہچانا اور پہنا خواجہ کو دو چند و سہ چند قیمت عنایت کی اب انکو تو یہان مصروف عیش و عشرت

رکھا جاتا ہی اور بیان سے

چند کلمے داستان حشمت نشان نیر برج کشورستانی ماہ منزل جہانبانی بادشاہ لشکر اسلام کے خبر پہونچنا ظل اللہ دارائے بن جمشید کو سارلقیہ کی اور آگاہ ہونا بادشاہ کا حالات سکندر وغیرہ سے اور روانہ ہونا طرف ملک سارلقیہ

سے و باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل

مجھے مٹا نہین سکتی ہی بد دعا اُنکی
دعا یہ ہی کہین لگ جائے بد دعا اُنکی
یہ آرزو ہی انھین بھی ہو آرزو میری
گئی وہ فصل ہوا ہو گئی ہوا اُنکی
علاج اور مریضان عشق کا تیرے
کرشمہ انکا ہی ناز انکا ہی ادا اُنکی
یقین نہو تو مجھے قتل کر کے دیکھ لین
مٹے نہ عشق مین جو مٹ گئی وفا اُنکی
تمھارے عشق کا غم رنج سے سوا ہو
اب اور مجکو اُٹھانا پڑی جفا اُنکی
جہان مین پھر ترے عاشق نہ رہ سکین زندہ
جو لا دوا تجھے مرض ہو گیا دوا اُنکی
علاج جنکا تمھین سے نہو تو کیا ہی علاج
کہین نہ تمسے وہ کچھ کر سکے خدا اُنکی
یہی ہی خوب وہ غیرون کو قتل کر ڈالین
یہی وفا ہی مری اور یہی جفا اُنکی
نہ جائین مجمع محشر مین وہ خدا کے لیے
دکھائی دیتی ہی چارون طرف جفا اُنکی
کرو نہ تم مرے ماتم مین سر کو گھڑی افسوس
سزا مجھی کو ملے ہی اگر خطا اُنکی
دعا کو پھر نہ کبھی تا امید اٹھائے ہاتھ
جہان مین کوئی بھی سنتا نہین صدا اُنکی
عجب نہین جو نکرتے سے بعد وصل بھی
زمانے بھر کے حسینون مین ہی ادا اُنکی
کلیم کب وہ نہین ہمکلام ہین مجھ سے
ابھی اُٹھانی ہی کچھ اور بھی جفا اُنکی
جناب شیخ نہ کیون بتکدہ سے ہاتھ اٹھائین
یہ التجا ہی کرون اور التجا اُنکی
مرون نہ چھوڑ اگر مجکو قتل کر ڈالین
سبھون سے تجھے مین بیکار ہی دعا اُنکی
لڑ لڑ ائین رقیبون سے تمسے پردہ ہو
مری وفا سے بہت اچھی ہی جفا اُنکی
جو مجکو دیکھکے چھپینگے لوگ تا رنگے
دماغ ٹھیک نہین ہی کر و دوا اُنکی
تمھاری نرگس بیمار کا ہو نہین بیمار
جو تو مرض کے مناسب نہ ہے دوا اُنکی
اثر ہوا تو کوئی سانس بھی نہین لیتا
دوا سے بھی جو نہ اچھے ہون کیا دوا اُنکی
مرینگے اور بھی پر جو تجھپے مرتے مین
زمانے بھر مین نہ بدنام ہو جفا اُنکی
جفا یہ جنکی فدا ہون ہزار جانسے مین
نہین کبھی کی ہی تو اب مین نے کی خطا اُنکی
ملاؤ اپنے مریضان عشق سے انکھین
ملو گے ہاتھ تو چھوٹ جائیگی شفا اُنکی
بنے ہوے مین جو محشر مین اور محشر
کبھی تو جو کھائی انھین وفا اُنکی
جنھون نے خواب مین دیکھا ہی مجکو جاتے
مجھے سکون مرا اور انھین حیا اُنکی
علاج کیا ہو خود عشق جن مریضون کا
مسیحی ہی حضرت موسے نے بھی عصا اُنکی
گھڑی گھڑی مجھے کوسا کرے بلا اُنکی
قبول یان نہین ہو سکتی ہی دعا اُنکی
جو آہین کرتے تھے بیہوش پڑے پڑے ہین
سبھو نہین کرتی ہی سوا انھین جفا اُنکی
نگاہ میری ہو دل میرا ہی جگر میرا
ملا مین آنکھ کہان اب گئی حیا اُنکی
مرے نہ چاہ مین جو مر گئے رہی ہمت
کر گئی اور بھی محجوب نہین حیا اُنکی
غضب ہوا کہ وہ قائل ہوئی وفا کے ہو
دوا جو کرتی ہی پہلے کرو دوا اُنکی
جو بے مزا تھے مزا انکو عشق نے بخشا
جو آہین کرتے تھے اب بند ہو گئی ہوا اُنکی
مرین نہ تپ پہ جو موت آئے تو نے دوا اُنکی
کرینگی اور اگر زندگی وفا اُنکی
گلے یہ میرے وہ رکھے ہین ہمیشہ تیغ
بجانے کیا ہوا گر دیکھ لون رضا اُنکی
زمین کہین کی بھی خالی نہین مزارون سے
بناؤ تم انھین بیمارون مین دوا اُنکی
گھٹا نہ مرتبہ عشق و اور محشر
وہی ہین لاکھ مین پہچان لو صدا اُنکی
نقیر نام ترا لیکے مانگتے نہ اگر
تہامین صاف اگر بخشد ے خطا اُنکی
سبھون مین تھی ایک ایک وہ ادا حسن کی
کسے جنون یہ ہی جو کرے دوا اُنکی

راوی بیان کرتا ہی کہ بعد روانہ ہونے خواجہ خضر ان کے کچھ دنون تک تو بادشاہ اسلام نہایت پریشان رہے کہ نہین معلوم

گلستان باختر مین چارون شاہزادون پر کیا گذری ایک روز دربار آراستہ تھا سب سردار
بیٹھے تھے جبار حاضر تھے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ سلیمان خاوری سوداگر حاضر ہے فرمایا بلاؤ شاید یہ
ملک باختر کی طرف سے آیا ہو تو اس سے کچھ حالات شہر باختر کے دریافت ہو جائینگے سلیمان خاوری
نہایت معمر مسن ہے اور دین اسلام رکھتا ہے اسنے آکے سلام کیا نذر گذرانی چونکہ اسکو بھی قدامت حاصل ہے
نذر قبول ہوئی اور خلعت مرحمت ہوا قبل اسکے کہ سلیمان خاوری اشیاء تجارتی پیش کرے بادشاہ
اسلام نے ارشاد فرمایا کہ ای سلیمان خاوری یہ تو بتاؤ کہ تمکو گھر چھوڑے ہوے کتنا زمانہ گذرا اور
کس کس مقام کی سیر کی سلیمان خاوری نے عرض کی کہ قریب ایک سال کے ہوا کہ مین حالت سفری مین
ہون ہنوز مکان واپس جانے کا موقع نہین ہاتھ آیا اس سال نفع کم ہوا مال کم بکا جس طرف جاتا ہوا
وہان ایک نہ ایک پریشانی دیکھی کسی ملک مین قحط پڑا تھا کہین بادشاہ کی غفلت شعاری اور عیش پسندی
سے رعایا تنگ تھی کسی جگہ انقلاب کی حالت تھی ایک کے ملک پر دوسرے نے قبضہ کر لیا تھا کہین
آغاز جنگ ہو رہا تھا کہین اہل اسلام کو پریشانی کی حالت مین دیکھا کفار کا یورش پایا بادشاہ اسلام
نے ارشاد فرمایا کہ کچھ حال گلستان باختر کا بھی معلوم ہے سلیمان خاوری نے عرض کی کہ باختر کے
حال سے تو مین خوب واقف ہون اسلیئے کہ ابھی وہین سے چلا آتا ہون سب واقعات تازہ نظر سے
گذرے ہوے ہین ای شہریار عالی وقار کفار کا دور دورا ہے ساڑھے چار ہزار سردار دنگل نشین ہر وقت
دربار مین ساریق کے حاضر رہتے ہین ساحرون کا ذکر نہین یون سمجھ لیجیے کہ تمام عالم کے کفار آکر وہین جمع
ہوے ہین لیکن ای شہریار یہ چار شاہزادے تو عمر کون سے ہین جو گرفتار ہو کر ہو چکے ہین اور کس صورت
سے گرفتار ہوے ہین یہان بھی چار دنگلون پر شیشے پڑے ہوے ہین فرمایا ان شاہزادون پر کیا گذری مجھے
انھین کی فکر ہے اسلیئے باختر کا حال تجھسے پوچھتا ہون سلیمان خاوری نے بیان کیا کہ حضور اطمینان رکھین
اولاد صاحبقران صاحب اقبال ہے وہ وہان عیش کر رہے ہین خواجہ خضر ان بھی انکے ہمراہ ہین ساریق
نے بصلاح بختک ان کے جلوا دینے کا حکم دیا تھا لیکن حکیم سوداوی دانا وزیر ساریق نے اپنے ملازمون
سے نقب دلوا کر انکو رہا کر لیا بعد اسکے انھون نے لشکر پر خوب خوب شبخون مارے حکیم سوداوی
دانا نے کہا کہ یہ زندہ نہین ہین بلکہ روحین آکر پریشان کرتی ہین زندہ ہوتے تو اتنے بڑے لشکر سے صحیح سالم
نکل کے نہ جا سکتے کم سے کم زخمی تو ہوتے ایسی باتین کین کہ ساریق کو یقین آگیا ساریق نے انکو خلیہ
مین بلایا اور رضامند کر کے اپنے باغ مین بھیج دیا اب وہان دختران ساریق کے ساتھ وہ مصروف
عیش و عشرت ہین یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوے جسقدر مال سوداگر کا تھا سب خرید لیا
اور صاحبقران رابع سے ارشاد کیا کہ اگر آپکی بھی رائے ہو تو کوچ کر کے جلد پہونچیے کہ وہان وہ چارون
ہین اور دشمنون کا ہجوم ہے صاحبقران نے عرض کی کہ ظل اللہ کی رائے سب سے بہتر ہے غرضکہ اسی وقت
حکم کوچ ملا اور لشکر تیار ہونے لگا تیسرے روز پیش خیمہ روانہ ہوا اور فوجین یکے بعد دیگرے طرف
گلستان باختر کے جانے لگین انکو تو راہ مین اپنی حال پر چھوڑا جاتا ہے اب کچھ حال گلستان باختر
کا بخدمت ناظرین عرض کیا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان گلستان باختر کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو ای ہمدم راستان ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز ساریق

دربار مین بیٹھا ہی اور تمام پہلوانان نامی وگرامی کا مجمع ہی ارژنگ بن زہرد جترنگ بن زہرد سب حاضر ہین ساریق
بیٹھا ہوا قدرتین گمبھار رہا ہی کہ ارژنگ نے کہا کہ دادا صاحب کے یہان شیطان بھی تھا لیکن آپ تے
کارخانہ قدرت مین شیطان نہین ہی جس سے دل بہلے سنتا ہی کہ دادا صاحب کے یہان تختیارک بہت ہنستا تھا
ساریق نے کہا کہ شیطان بندون کو بہکائیگا سختگان نے چپکے سے جترنگ کے کان مین کہا کہ کسی طرح
مجھکو شیطان بنوادو تاکہ ہر بات کے کہنے سننے کا موقع ملے یون تو بخیال گستاخی مین کچھ کہہ نہین سکتا اور خداوند
تو بالکل گدھے مین گلستان باختر کا خاتمہ سمجھے یہ روحون کا کرشمہ حکیم صاحب نے ایسا دکھایا کہ اس
خداوندی کو بھی مٹایا بلیا دخراب کی اسلام کی تخم پاشی ہوگئی اور یہ حکیم مسلمان ہی ظاہر مین دوست بنا ہوا ہی
باطن مین دشمن ہی یہ باتین سنکر جترنگ نے ساریق سے کہا کہ یا خداوند یہ سختگان خاندانی شیطان ہی
اسکے گلے مین طوق لعنت ڈالدیجیے پھر دیکھیے کہ یہ کیسے کیسے راز قدرت بیان کرتا ہی شیطان بندون کو
اُس وقت بہکاتا ہی جب چھوڑ دیا جاتا ہی اور جب خدمت خداوند مین حاضر رہیگا تو کسیکو نہین بہکائیگا بلکہ بہکے ہوؤن
کو راہ پر لائیگا ساریق نے کہا کہ اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو بہتر اسی وقت حکم دیا کہ طوق لعنت حاضر کیا جاے
وہ بہت بھاری طوق طلائی آیا اسپر لفظ لعنت کندہ کیا گیا اور سختگان کے گلے مین ڈالدیا گیا بس
طوق پہنتے ہی سختگان اُٹھ کے ناچنے لگا ساریق بہت ہنسا بلکہ تمام اہل دربار ہنس پڑے جو لوگ مہذب
تھے اُنھون نے اُسکی طرف سے مُنہ پھیر کر لاحول پڑھا سختگان نے کہا یا خداوند عجب تاثیر تھی اس طوق
مین کہ تمام راز قدرت مجھپر ظاہر ہو گئے جہان کا حال کہیے بیان کرنا شروع کردون ساریق نے کہا کہ بیان
کرو روحین کیا کر رہی ہین سختگان نے کہا باغ مین مزے کر رہی ہین اور بنیاد خداوند بگاڑنے کی فکر مین
ہین ساریق نے کہا یہ کیا سختگان نے کہا کہ او گدھے خداوند یہ بھی سمجھ مین خاندانی اثر ہی لقا اول درجہ کا گدھا
تھا تو کچھ اُس سے بھی بڑھ گیا ساریق غصہ سے سُرخ ہو گیا کہ تو گستاخی کرتا ہی سختگان نے کہا کہ شیطان گستاخ
نہین ہوتا تو کیا مہذب ہوتا ہی مین تو سچ کہتا ہون اور حکیم سودائی نے آپکو پورا پورا اُلو بنا رکھا ہی یا خداوند سمجھیے
اس وقت جو مین کہتا ہون اُسے غور سے سُنیے حکیم سودائی مسلمان ہی اسنے نقب دلوا کر آن چار روحون کو رہا
کیا اور اپنے مکان سے آگرده شبخون مارتے تھے آپ اُسنے آپ کے باغ مین شاہزادیون کے پاس
پہونچوا دیا آپ سے باتین کرائین اور آپ کی سمجھ مین نہ آیا کہ کہین روحین بھی آتی ہین آجتک کسی کی روحین
نہ آئین سرداران اسلام بھی کیسے کیسے مارے گئے قاسم علم شاہ بدیع الزمان حمزہ اول خیرو یہ وغیرہ
لیکن کسیکی روحین نہ آئین اب وہ آپ کی بیٹیون کے ساتھ باغ مین مزے کر رہے ہین اُنکو بھی مسلمان
کر لیا ہوگا یہ سُنکے ساریق عرق شرم مین غرق ہو گیا کہا او شیطان اگر خداوند زادیون کو چھوئین تو جلکے
خاک ہو جائین مین نے ان روحون کو لشکر اسلام سے لڑوانے کے واسطے اپنا مطیع بنایا ہی سختگان نے
کہا کہ یہ لشکر اسلام سے تو نہین لڑینگے آپ ہی کا تخت اُلٹ دینگے اگر آپکو یقین نہین ہی تو حکیم کو قید کر کے
دیکھ لیجیے کہ کیا ہوتا ہی اگر آج ہی ساریقیہ مین قیامت نہ برپا ہو جاے تو مجھے قتل کرا ڈالیے گا یہ سختگان کے
منہ سے ساریق نے کہا کہ اگر اسکے خلاف ہوا تو ہرگز رعایت نکرونگا اسلیے کہ تو نے خداوند کو
تہمت لگائی ہی سختگان نے کہا کہ اگر سچ ہو تو کچھ انعام بھی دیجیے گا ساریق نے کہا کہ تجھکو حکیم سودائی کی
جگہ وزیر اول کردونگا سختگان نے سلام کیا اور بیٹھ گیا ساریق نے عیار سے حکم دیا کہ جا کر دیکھ کہ حکیم
سودائی کہان ہی اور روحین باغ مین کیا کر رہی ہین یہ سنکر مہتر آفات نیرنگ ساز طرف مکان
سودائی دانا کے روانہ ہوا حکیم کو مکان پر نہ پایا اب یہ وہان سے پلٹ کے صورت زن حسینہ

کی بنا اور در اصل باغ چہار بہشت ہوا یہان آج جلسہ تھا چارون شاہزادے اور شاہزادیان ایک ہی
مقام پر بیٹھے تھے حکیم سودائی بھی حاضر تھے باتین ہو رہی تھین آفات نیرنگ ساز نے ایک دور دور
کرکے تماشہ دیکھا اور چلا آیا اسلیے کہ اسنے دیکھا تھا کہ خضران موجود ہی اسکے سامنے عیاری نہ چل سکیگی
ایسا نہو مین خود گرفتار ہوجاؤن یہ سوچکر باغ سے باہر آیا اور تمام کیفیت چہار بہشت کی ساریق
سے بیان کی ساریق نے کہا کہ جسوقت حکیم باغ سے باہر آئے اور اپنے مکان کی طرف روانہ
ہوا اسوقت تم اسے بلا لانا جب یہان آئیگا تو گرفتار کرکے بھیج دیا جائیگا چنانچہ جسوقت جلسہ برخاست
ہوا اور حکیم سودائی دانا شاہزادون سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر گیا تو آفات نیرنگ ساز
پہونچا اور کہا کہ خداوند نے یاد کیا ہے حکیم اسی وقت درباری لباس پہنکر جانب قیطول روانہ
ہوا یہان آفات نیرنگ ساز نے پہلی حکیم کے آنے کی خبر پہونچادی تھی ساریق نے آٹھ گون
کو بلا رکھا تھا جیسے ہی حکیم سودائی نے سامنا ہوتے سلام کیا اور اپنی جگہ بیٹھنے کا قصد کیا ساریق
نے بہرام خون آشام سے اشارہ کیا بہرام نے اٹھکر حکیم سودائی کی مشکین باندھ لین حکیم
سودائی دانا حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے دیکھا تو سختگان مسکرا رہا ہے بس حکیم سودائی دانا سمجھ گئے
کہ یہ اسی کی آتش افروزی کا نتیجہ ہے خاموش رہے لب نہ ہلائے کہ معذرت فضول ہوگی ساریق نے
اسی وقت حکیم سودائی کو مقید کرکے حکم قتل دیا سختگان نے کہا کہ یہ آپ کیا غضب کرتے ہین ابھی
بارگاہ خون سے لال ہوجائیگی وہ چارون لشکر آکر قیامت برپا کردینگے آج ہی آپ کو تقدیر گریز
کرنا پڑیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اسے وقت کسی ملک کی طرف بھیج دیجیے اور حاکم کو وہان کے لکھ
بھیجیے کہ جس وقت یہ قیدی تمھارے پاس پہونچے اسی وقت تم اسکو قتل کر ڈالنا ساریق نے کہا
کہ یہی تدبیر کی مین نے اسی وقت بہرام خون آشام کو بارہ ہزار سوار سے طرف ملک سہ شاریہ کے
روانہ کردیا بہرام خون آشام تو اس طرف روانہ ہوا یہان جب دوسرا روز ہوا اور اپنے معمول کے
موافق حکیم سودائی باغ چہار بہشت مین نہ پہونچے تو شاہزادون کو تردد ہوا کہ آج حکیم صاحب
کیون نہین آگئے خواجہ خضران سے کہا کہ ذرا آپ جاکر خبر تو لائیے حکیم صاحب کس رنگ
مین ہین جو آج نہین آئے خضران وہان سے مکان پر حکیم سودائی دانا کے آیا دیکھا کہ تمام ملازم
رو رہے ہین پوچھا خضران نے کہ خیریت تو ہے انھون نے کہا کہ خیریت کہان ساریق نے دربار مین
حکیم دانا کا بلایا سختگان نے اسکو ہشیار کیا ساریق نے حکیم صاحب کو گرفتار کرکے کہین
بھیج دیا ہے یہ نہین معلوم کہ وہ کہان گئے بس یہ سنکر خواجہ نہایت پریشان ہوئے الٹے پاؤن پھرے
اور سارا حال شاہزادون کے سامنے بیان کیا یہ سنکر شاہزادے بھی نہایت پریشان ہوئے اور
اور کہا کہ خواجہ اب یہ آپ ہی کا کام ہے کہ دریافت کیجیے ساریق نے قید حکیم سودائی دانا کی کس طرف روانہ
کی ہے خواجہ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ روانہ ہوئے یہان جس وقت دربار ساریق
نے برخاست کیا اور سختگان اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا تو راستے مین اسکو خیال فیروزہ جنگ نواز
کا آیا یہ عورت حسن و جمال مین عدیم المثال ہے فن جنگ نوازی کو خوب جانتی ہے سختگان اک مدت
سے اسیر عاشق ہے اکثر اسنے پیام بھیجے مگر فیروزہ جنگ نواز نے بہانے کرکے ٹال دیا کیونکہ یہ عورت
نہایت متین ہے سختگان کے مسخرے پن سے اسکو سخت تنفر ہے خیال یہ ہے کہ جس وقت کوئی امیر و رئیس
ایسا میری خواہش کریگا جو میرے لیے پسند ہوگا تو اسکے ساتھ عقد کرکے بیٹھ رہونگی آج پھر

سخنگان نے اپنے خدمتگار سے کہا کہ جاکو جس طرح بنے فیروزہ جنگ نواز کو بلا لا اگر نہ آئے تو اسکا طرح
اطمینان کر دینا کہ ملک جی نے کسی اور بات کے واسطے نہین بلایا ہی صرف تمھاری جنگ نوازی کے مشتاق
ہین یہ سنکر خدمتگار وہین سے جانب مکان فیروزہ جنگ نواز روانہ ہوا راستے مین اسنے دیکھا
کہ اک گنڈیری والا ٹوکرے مین گنڈیریان لیے بیٹھا ہی خوشبو سے تمام گلی مہک رہی ہی یا تو یہ ٹھہر گیا ہوا جا رہا تھا
یا تھم گیا کہا کہ اک پیسے کی گنڈیریان دیدے گنڈیری والے نے صورت اسکی غور سے دیکھی اور گنڈیریان
تول کے دیدین اسنے ایک گنڈیری وہین کھڑے کھڑے کھائی اور کہا کہ کیا اچھی گنڈیریان ہین اگر
ملک جی یہ گنڈیریان کھاتے تو نہایت خوش ہوتے گنڈیری والے نے پوچھا کہ ملک جی کون کہا
سخنگان بن سخنگان جنکو آج وزیر اعظم کا عہدہ دربار حضور والا سے عنایت ہوا ہی سنا ہی کہ انھین کی کارگذاری
سے وزیر اعظم اول معزول ہوا اور یہ اسکے قائم مقام ہوئے یہ سنکر گنڈیری والے کے کان کھڑے
ہوئے کہا پھر اپنے مالک کے واسطے بھی لیتے جاؤ خدمتگار نے کہا کہ مین اس وقت فیروزہ جنگ نواز
کو لینے جاتا ہون رات زیادہ آگئی ہی ایسا نہو اسکے مکان کا دروازہ بند ہو جائے تو پھر کچھ نہو سکیگا اسلیے
کہ وہ ملک جی سے نفرت کرتی ہی اور یہ انپر مرتے ہین تم گنڈیریان لیے اسی مقام پر ٹھہرو مین فیروزہ
جنگ نواز کو لے آؤن تو اپنے ساتھ لیتا چلونگا پوچھا کتنی دیر مین آپ پلٹینگے کہا ایک گھنٹے مین گنڈیری
والے نے جواب دیا کہ گنڈیریان تھوڑی سی باقی رہگئی ہین مین دوڑکر اور لے آؤن کچھ بیعانہ دیجائیے
خدمتگار نے ایک روپیہ نکال کے دیدیا کہا بس اب پکا ہو گیا خدمتگار تو آگے روانہ ہوا اسنے ٹوکرے
کو تو اٹھا کر داخل زنبیل کیا اور دوسرے راستے سے جلدی جلدی مکان پر فیروزہ جنگ نواز کے
جا پہونچے کنجی ہلائی اک عورت دروازے پر آئی پوچھا کون کہا پیامبر ہون اک پیغام لایا ہون نفع کی
بات ہی کہا آئیے خواجہ خضر ان ہیئت بدلے ہوئے اندر مکان کے داخل ہوئے فیروزہ جنگنواز
سے کہا کہ ذرا آپ علیحدہ آئیے مجھے کچھ کہنا ہی آپ کے فائدہ کی بات ہی فیروزہ جنگ نواز سمجھی کہ کسی
رئیس کا پیام لایا ہوگا اٹھکر علیحدہ آئی کان قریب لائی آپ نے چاؤکی سے ناک ملدی فیروزہ
لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی اسکو تو کسی گوشہ مین ڈال دیا لباس اسکا اتار کر آپ پہنا اپنی صورت
فیروزہ جنگ نواز کی بنائی اور اندر مکان کے آئی نوکرون سے کہا کہ کوئی فریبی سا معلوم ہوتا تھا
خدا جانے یہ کہان سے آیا تھا اتنے مین سخنگان کا خدمتگار بھی پہونچا انکو معلوم ہی تھا کہ آتا ہوگا پوچھا کیون خیر
تو ہی آج پھر کچھ ملک جی کو وحشت ہوئی خدمتگار نے کہا اور تو کوئی بات نہین انھون نے فرمایا ہی کہ تم فقط
اپنا چنگ سنا دو ہم تمھاری جنگ نوازی کے مفتون ہین اس سے زیادہ ہوس نہین ہی جواب دیا کہ
اس سے زیادہ وہ ہوس ہونے کے لیے زیادہ ہمت بھی چاہیے مجھے انکار کیا ہی یہ سنکے خدمتگار نہایت خوش ہوا
کہ اچھو رضامند معلوم ہوتی ہی ملک جی بہت کچھ انعام دینگے کہا جلد چلیے فیروزہ جنگ نواز
نے کہا کہ مین پوشاک تو بدل لون یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ ہمارا کل زیور لے آؤ اور سب
کپڑے عورتین حیران تھین کہ کیا آج بی بی پاگل ہوگئی ہین ایک آدھ بولی کہ ہمین کیا نکالا مال ہی صندوق
پوشاک کا اور قطعی زیور کی سامنے لا کے رکھدی آپنے بہت بھاری جوڑا نکال کے پہنا اور سب زیور
پہن ڈال دیا اور وہان سے خدمتگار کے ساتھ دو شالے کا جھمٹ مارکے روانہ ہوئی خدمتگار نے
کہا کہ اسوقت سواری ملنا دشوار ہی اور مکان بھی کچھ ایسا دور نہین ہی ٹہلتی ہوئی چلی چلیے فیروزہ نے
کہا کیا قباحت ہی خدمتگار ساتھ لیے ہوئے مکان مین سخنگان کے پہونچا سخنگان نے جو فیروزہ

جنگ نواز کو دیکھا بس گیا کہ مدت سے دل دادہ تھا تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا فیروزہ نے کہ تم جو رد کو بھی والدہ سمجھنے ہوگے بھلا میری تعظیم کا کیا موقع تھا سخنگان نے کہا کہ ای فیروزہ جنگ نواز تمنے بڑا صدمہ دے رکھا ہی ہر وقت تمہاری تصویر سامنے کھڑی رہتی ہی فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ ملک جی میری تو تمپر خود جان جاتی ہی مین تمہاری محبت کا امتحان لیتی تھی کہ تمکو میرا کس قدر خیال ہی یہ سنتے ملک جی قابو سے باہر ہوگئے کہنے لگے ؎ ہماری جان گئی آپ کی ہنسی ٹھہری + فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ بھلا یہ تو ہوا ہی کرتا ہی مرنے والے مرتے نہین ہین شاعرون کے مقولون سے اس بارہ مین دفتر بھرے ہوئے ہین کوئی کہتا ہی ؎ کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یارب + مرتا ہی جو انپر کبھی مرتا ہی نہین ہی کسیکا قول ہی ؎ ہجر مین زیست کو سمت کی بدی جانتے ہین + عشق مین موت حیات ابدی جانتے ہین + علاوہ اسکے ؎ جو مزہ انتظار مین دیکھا + نہ کبھی وصل یار مین دیکھا + مجھے کسی طرح کا عذر نہین ہی آپ سا مرد مجھ سی عورت کو نصیب ہو اور اس طرح منت کرے لجاجت کرے خوشا نصیب میرے مگر یہ سب اسی وقت تک ہی جبتک اشتیاق ہی ادھر اطمینان ہوا اور یہ لطف جاتا رہا ملک جی نے کہا کہ زندگی بھر تلوے دھو دھو کے پیونگا فیروزہ جنگ نواز نے کہا کہ خیر جو آپ کی خوشی مگر اتنی امیدوار ہون کہ میری رسوائی کا خیال رہے کسی پر یہ حال ظاہر ہونے پائے حکم دیجیے کہ یہان کوئی نہ آنے پائے تخلیہ تمام ہو جائے اس وقت سخنگان نے پکار کر اپنے ملازمون سے کہدیا کہ خبردار کوئی اندر نہ آئے ہم پکارین بھی تو کوئی نہ آئے ورنہ سزا سے سخت پائیگا ملازمین نے جو یہ سنا سمجھ گئے کہ آج کچھ رنگ ملک جی کا جم گیا معشوق وصل پر راضی ہوگئی کیا ہمین ضرورت ہی جو جائینگے اب تو منع ہی کر دیا ہی پکارینگے بھی تو نہ جائینگے کام سے بچے وہان جس وقت تخلیہ ہوگیا تو سخنگان نے لنگی باندھی مسہری پر گیا فیروزہ جنگ نواز بھی ہزار ناز و انداز دکھاتی ہوئی مسہری پر آکے بیٹھی ملک جی نے دست درازی کا قصد کیا فیروزہ نے ہاتھ سخنگان کا پکڑ کر ایسی شی ہاتھ مین دیدی کہ سارا نشہ سخنگان کا ہرن ہوگیا اور پریشان ہوا کہ یہ عورت کے برقع مین مرد کہان سے آگیا اور کون شخص ہی غور سے چہرہ کو فیروزہ جنگ نواز کے دیکھا بس اب تو قریب تھا کہ مارے خوف کے سخنگان کا پیشاب خطا ہو جائے پہچان لیا کہ یہ خواجہ خضران ہین جلدی سے الگ ہٹ کے ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوگیا عرض کی کہ پیر و مرشد آپ اس ہیئت سے کیون تشریف لائے کہ غلام سے یہ گستاخی سرزد ہوئی خواجہ خضران نے کہا کہ او ملعون یون نہ آتا تو میری رسائی تجھ تک کس طرح ہوتی سخنگان نے عرض کی کہ یون تو یہ کفش خانہ آپکا ہی لیکن سبب تشریف آوری کیا ہوا خضران نے کہا کہ او حرامزادے سبب کیا پوچھتا ہی یہ بتا کہ تونے قید حکیم سودائی دانا کی کہان بھجوائی ہی سخنگان گھبرایا کہ اگر بتائے دیتا ہون تو ابھی یہ سارہبان زادہ جاکر ان چارون سے اطلاع کریگا اور وہ راستے ہی سے حکیم کو چھین لینگے یہ گڑگڑانے لگا کہ مجھے نہین معلوم کہ قید حکیم صاحب کی کہان گئی اور کس خطا پر حکیم صاحب کو یہ سزا دیگئی کیا نیک آدمی تھے خضران نے کہا کہ او ملعون مجھسے باتین بناتا ہی مین تیری مکاریان خوب جانتا سمجھتا ہون یہ سب فساد تیرے ہی برپا کیے ہوئے ہین سارلق جیسا گدھا ہی مین نے اسکو سمجھ لیا دوسرے کی یہ جرأت نہ تھی کہ حکیم کے بارے مین سارلق سے کچھ کہہ سکتا جلد بتا ورنہ ابھی مار ڈالونگا سخنگان نہایت پریشان ہی ساری خوشی ترددسے بدل گئی عشق کا جن سر سے اتر گیا نشہ ہرن ہوگیا خضران سے جان بچانا دشوار ہوگیا ہر چند حیلے حوالے کرتا ہی خضران ایک سماعت نہین کرتے سنے شور کیا کہ اوے دوڑو میری جان جاتی ہی خدمتگار وغیرہ یہ سمجھے کہ ملک جی حجرے مین آکر چیخ رہے

ہین بولے عزیزے کیسے جاؤ انکو تو وہی خیال ہی کہ مالک جی نے منع کردیا ہی کہ ہم لکارین بھی تو خبردار کوئی اندر
نہ آئے یہ کیا معلوم کہ وہان ملک الموت پہونچ گئے ہین خضران نے تمانچہ لگاکر توند پر رکھدی اور
تھوڑی سی جھوجھی دی کہ جلد بتا ورنہ ابھی مار ڈالونگا اس وقت سنجگان قبولا اور کہا کہ شہر سرشاریہ کی
طرف قید حکیم سودائی دانا کی گئی ہی بہرام خون آشام خالو قدرت ساریق کا بارہ ہزار سوار ساتھ
لیکر گیا ہی یہ سنکے خضران نے کہا کہ خیر او حرامزادے اس وقت تو تجھے قتل نکرونگا لیکن اگر حکیم
مار ڈالا گیا تو وہان سے آکر جسطرح تیرے باپ کو تیرے دادا کا طبیعہ لگاکے دادا صاحب سے کھلا دیا تھا
اگر اسی طرح تیرا طبیعہ لگاکے تیری اولاد کو نہ کھلایا تو نام اپنا خضران نہ رکھا یہ کہکر جابہ بہوشی مارا کہ سنجگان
بیہوش ہوا آپ سنجگان کی صورت بنے اور سنجگان کو برہنہ کرکے ڈال دیا اور مال و اسباب اٹھا کر
نذر زنبیل کیا اور خیمہ سے باہر آئے کہا او ہمار ٹاٹگن لوگون نے کہا کہ اس وقت حضور کہان جائینگے
جواب دیا کہ تمھین کیا بتائین خبردار کوئی خیمہ مین نجائے کہ وہان ملکہ فیروزہ چنگ نواز آرام کر رہی ہی
وہ بدمزاج ہوگی ٹاٹگن حاضر ہوا آپ سوار ہوکر چلے لوگ حسب معمول ساتھ ہوئے مالک جی نے
پلٹ کے منع کیا اور کہا کہ خبردار کوئی ہمارے ساتھ نہ آئے وہ لوگ پلٹ گئے دل مین کہتے تھے کہ کیسا
یہ سٹری ہو گئے ہین کیا وحشت سمائی ہی کہ تن تنہا صحرا کی طرف چلے جاتے ہین یہ تو اس خیال مین ہین
اور خواجہ ٹاٹگن دوڑا کے روانہ ہو گئے صحرا مین پہونچکر ٹاٹگن کو بھی اٹھا کے داخل زنبیل کر لیا
اور آپ ہیئت اصلی بنا کر جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوئے وہان شاہزادے پریشان بیٹھے
تھے کہ خواجہ کو بھی آئے بہت عرصہ ہوا نہ معلوم کیا مصیبت پیش آئی کہین کسی آفت مین مبتلا ہو گئے ہون کہ
اکدم سے خضران پہونچے اور ساری کیفیت بیان کی بس اسی وقت ان چارون شاہزادون نے
مرکب طلب کیے شاہزادیان پریشان ہوئین کہ ہمین کسپر چھوڑے جاتے ہو اب یہ راز فاش ہو گیا انھون
نے جواب دیا کہ وہی خدائے برحق جو سبکا خالق ہی وہی جان و آبرو کا محافظ بھی ہی تمھارے واسطے کچھ
نہوگا اسلیے کہ تم خطاوار نہین بن سکتیں تمنے تو اپنے باپ ہی کے حکم سے ہماری اطاعت کی اور یہان ہمکو
رہنے کے لیے جگہ دی یہ فرما کر چارون شاہزادے سوار ہوکر جانب شہر سرشاریہ روانہ ہوئے
لیکن اول کچھ حال قید حکیم سودائی دانا کا سنیے کہ بہرام خون آشام جس وقت قید لیے ہوئے قریب
شہر سرشاریہ کے پہونچا خبر سرشار شاہ کو ہوئی یہ بڑے استقبال آیا اور بہرام خون آشام سے
ملاقات کی بہرام نے فرمان خداوندی دیا سرشار شاہ نے اسکو پڑھا لکھا تھا کہ ای بندۂ خاص بخاص
یہ وزیر ہمارا ہم سے کینہ رکھتا تھا اور اس سے بی ادبی ہوئی لہذا اسکو ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین مجرد
پہونچنے قید کے اسکو قتل کر ڈالنا ایسا نہو کہ کوئی آکر اسے رہا کرکے لیجائے کہ اسکے حمایتی نہایت
زبردست ہین یہ دیکھکر سرشار شاہ نے اسی وقت تیاری میدان خونی کا حکم دیا سامنے قلعہ کے
دارین استادہ ہوئین جلاد حاضر ہوئے چبوترہ نخوت پر بوریائے فلاکت بچھا کے حکیم سودائی
دانا کو بٹھایا جو لوگ قریب قریب رہتے تھے وہ بڑے تماشا آئے یہان سرشار نے حکم قتل دیا
جلاد تیغ بکف سر پر آیا آنکھون پر پٹی باندھی کولا اٹھا کر گردن پر خط کھینچا اور پکارا کہ اے شخص جو کہنا ہو
کہہ لے جو کھانا ہو کھالے جو پینا ہو پی لے کہ وقت تیرا آخر ہی حکیم سودائی دانا نے جانب پروردگار
نظر کی اور جلاد کو جواب دیا کہ تو اپنا کام کر ہمین کوئی تمنا نہین ہی ہان اتنا ہم جانتے ہین کہ بعد ہمارے آٹھ روز
بھی شہر سرشاریہ مین امن نہین رہسکتا ہمارے آقا ولی نعمت جلد یہان کا تختہ الٹ دینگے جو لوگ

ہمارے خون مین شریک ہین وہ بہت جلد اپنے خون مین لوٹینگے جلاد نے سرشار شاہ کی طرف دیکھا
کہ کیا حکم ہوتا ہی بادشاہ نے دوسرا حکم دیا جلاد نے کہا سمجھ بوجھ کے حکم دیجیے اسلیے کہ مار ڈالنا میرا
کام ہی جلانا میرا کام نہین ہی مبادا بعد کو آپ پچھتائین سرشار نے تیسرا حکم بھی دیا اور کہا کہ جلد قتل کر دیو نہ لگا
یہ سنکر جلاد نے ہاتھ بلند کیا اور چاہتا ہی کہ تلوار مارکر کام تمام کرون اُسی مجمع سے اک پتھر آکے جلاد کے
ہاتھ پر پڑا کہ گٹہ ٹوٹ گیا خنجر ہاتھ سے چھوٹ کے دور گرا ساتھ ہی دوسرا پتھر سر پر پڑا کہ سر پھٹا اور جلاد گر کے
مر گیا سرشار شاہ نے کہا کہ اور جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد آیا چاہتا ہی بیتر ابدل کے ہاتھ مارون کہ اک پتھر اسکی
کنپٹی پر بھی پڑا یہ بھی تڑپ کے مر گیا چار یا پانچ جلاد مارے گئے اب تو جلادون نے بھی انکار کیا کہ اتنے بھائی
ہمارے مارے گئے اب دو آدمی اور باقی رہگئے ہین اگر یہ بھی مرے خاندان مٹ گیا پھر شہر سرشاریہ
مین کوئی جلاد باقی نہ رہیگا یہ سُنکے سرشار شاہ پریشان ہوا اپنے عیار کی طرف مخاطب ہوا کہ یہ کون شخص
ہی دریافت کر عیار نے کہا کہ آپ کسیکو قتل کے لیئے بھیجیے ابکی پتھر آنے دیجیے مین سمجھ لونگا سرشار شاہ نے
اک فوج کے سپاہی کو حکم دیا کہ تو قتل کر جیسے ہی وہ آگے بڑھا اک پتھر اُسکے بھی سینے پر پڑا کہ پھڑک کے
تمام ہو گیا ہشیار سرشاری عیار نے دیکھا کہ فلان شخص نے پتھر مارا تھا بس یہ پنجہ کھینچ کے آپڑا اور
نعرہ کیا کہ منم مہتر ہشیار سرشاری خواجہ نے دیکھا کہ راز فاش ہو گیا انھون نے بھی پنجہ عیاری کھینچی
اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے خواجہ خضران نے جست کی اور گرتے وقت سر پر پنجہ مارا کہ ہشیار
مارا گیا اب تو اہل لشکر نے پہچان لیا آپڑے خواجہ جست کرکے کسی کے دوش پر پہونچے اور خنجر مارکر آسے
ہلاک کیا کہین بیٹھ کر بالشت کا ہاتھ مارا کہ پاؤن قلم کر دیے اسی طرح لڑتے بھڑتے چلے جاتے ہین
اک بجلی سی نگاہون مین کوندرہی ہی کہ کبھی یہان اور کبھی وہان لیکن ہر چہار طرف سے یورش ہی نعرہ
خضران کی آواز حکیم سودائی دانا کے کان مین بھی پہونچ گئی ہی یہ بھی مصروف دعا ہین کہ خداوندا
خواجہ کی مدد کر کیونکہ تنہا اس فوج مین گھرے ہوئے ہین کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تق تق گرد بلند
ہوا اور بوقون کی صدا کان مین آئی دیکھا کہ اک جوان حسین مرکب پر سوار بھورے بھورے بال
ہوا سے اُڑتے ہوے ہاتھ مین بوق پشت پر بارہ ہزار قزاق بوقون کو دم دیتے چلے آتے ہین
آتے ہی لشکر پر گرے اور لڑنے لگے خضران کی آنکھون مین نقشہ اسد غازی کا پھرنے لگا اُدھر وہ
جوان عجب آن بان سے لڑ رہا ہی لیکن صرف بارہ سو قزاق ساتھ مین قزاقون کی یہ حالت ہی کہ جس سوار
کے پاس پہونچے بوق کو دم دیا اسکا گھوڑا بھڑکا سوار مرکب کو سنبھالنے لگا اتنی فرصت کو غنیمت جان کر
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے یہ رنگ دیکھکر سرشار شاہ نے اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ اسے گھیر کر
مار ڈالنے بنا ہے یہ سُنکے چالیس ہزار سوار اور آپڑے یہ بارہ سو قزاق تھے جنھنے چہار جانب سے
گھیر لیا تلوار چلنے لگی خضران کو بھی قفقفہ ملا انھون نے خمہاے آتشبازی مارنا شروع کیے جہان دیکھا کہ قزاقون
پر یورش ہی دو چار حقے آتشبازی کے مار دیے مجمع منتشر ہو گیا خوب زور شور سے تلوار چل رہی ہی کہ یکایک
جانب صحرا سے چار بگولے گرد کے نمودار ہوے ایک سے نعرہ کی صدا آئی کہ ع زمانے مین رواج
دین برحق کام ہی میرا + لقب صاحبقران ہی اور سکندر نام ہی میرا + دوسرے بگولے سے یہ آواز
پیدا ہوئی کہ ع مین ہون جہان مین سالف و سیاف و تیغ زن + سلطان کج کلاہ شہنشاہ صف شکن +
تیسری آواز آئی کہ ع مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر + جسکو کہتے ہین وحید الملک شاہ قلعہ گیر +
چوتھی آواز یہ پیدا ہوئی کہ ع شیر ان کا جو ہی شیرہ وہ بیغم شکار ہون + مشہور زین مظفر عالی وقار ہون +

ساتھ ہی چار بگولون سے یہ چارون شیر بیشہ صاحبقرانی پیدا ہوے اور آکر لشکر کفار پر گرے ہلچل پڑ گئی
سرشار شاہ نے فوج کو للکارا کہ یہ چار جوان نہایت تیکھے معلوم ہوتے ہین تم لستے ہو یہ چار کس
ہین انھین گھیر کے مارو سکندر رستم خو نے تو آتے ہی علمدار لشکر کو مارا اور گھوڑا ڈال دیا صفون
کو توڑتا پرون کو مسمار کرتا ہوا سرشار شاہ کی طرف چلا ادھر شہنشاہ صف شکن نے چبوترہ ریگ پر حکیم
سودائی دانا کو بیٹھے دیکھا پس صفون کو توڑتے ہوے چلے کہ اصل مقصود یہی ہو کہ حکیم کو رہا کیجے
وحید الملک نے بہرام خون آشام کو للکارا اور بہرام کی طرف چلے مظفر بن غضنفر نے بہمن سرشاری
سپہ سالار لشکر سرشار شاہ کی طرف رخ کیا اور یہین سے للکارا کہ او ملعون اپنے تن و توش پر فوج کو ٹڈا
رہا ہی خود مردان عالم سے سامنا نہین کرتا بہمن نے کہا کہ مین تیری خدمت گذاری کو موجود ہون یہ کہکر مرکب
کو چھیڑا اور مظفر کی طرف چلا ادھر سے مظفر صفون کو توڑتا پرون کو بچھاتا قریب بہمن کے پہونچا بہمن
سرشاری نے تلوار ماری مظفر نے خالی دیکر وار کمر کا کیا کہ بہمن کے دو ٹکڑے ہوے ادھر وحید الملک
سے اور بہرام خون آشام سے سامنا ہوا بہرام خون آشام نے تلوار ماری وحید الملک نے وار
سپر پر کاٹا اور کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جوز در کیا قاش زین سے اٹھا لیا
اور بجاے سپر بلند کرکے لڑتے ہوے چلے ہمراہیان بہرام جب تلوار مارنے کا قصد کرتے ہین وحید الملک
بہرام کو سامنے کر دیتے ہین وہ رک جاتے ہین جبر یہ ہاتھ مارتے ہین اسکے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین
ادھر شہنشاہ صف شکن قریب حکیم سودائی کے پہونچ گئے محافظان قید کو مار کر حکیم سودائی
کو رہا کرکے اپنے ساتھ لیا اپنی بھی حفاظت کرتے جاتے ہین اور حکیم سودائی دانا کو بھی بچاتے
جاتے ہین اتنے مین خضران قریب آپہونچا اور حکیم کو جلدی سے زنبیل مین ڈالکر نکلا اور
دور جاکے آواز دی کہ ای شہریار آپ اطمینان رکھین مین حکیم سودائی کو لے آیا ہون شہنشاہ
صف شکن جب مطمئن ہوگئے تو مصروف جنگ ہوے ادھر شاہزادہ سکندر رستم خو لڑتے ہوے
قریب تخت سرشار شاہ کے پہونچ گئے سرشار شاہ نے تلوار ماری سکندر نے بند دست پکڑکے
جوز در کیا قاش زین سے اٹھا لیا اور چاہا کہ چورنگ کرون سرشار شاہ نے آواز امان بلند کی سکندر نے
فرمایا امان بشرط ایمان سرشار شاہ نے کہا کہ لعنت کی مین نے سارلیق بن لقا پر اتنا اسکو پکارا
لیکن کچھ نہوا معلوم ہوا کہ آپکا دین برحق ہی اور سارلیق بن لقا خر نا شخص ہو سکندر نے چپکے سے
سرشار شاہ کو چھوڑ دیا سرشار شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی
جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے اور جسکو میرا ساتھ نہ دینا ہو وہ شہر سرشاریہ کو خالی کر دے
سب نے کہا کہ ہمین آپکی اطاعت سے کام ہی جو آپکا دین وہ ہمارا دین دونون لشکر علیحدہ ہوے اور وہ
جوان حسین جو بارہ سو قزاقون سے آکر شریک جنگ ہوا تھا اسنے جانے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے
آواز دی کہ ای جوان تجھکو قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ ہم سے ملتا جا یہ سن کے وہ مجبور ہوا اور
قریب آیا مظفر نے کہا کہ نام تمہارا کیا ہی اور کس خاندان سے ہو اس جوان نے کہا کہ کیا مین ننگ
خاندان اپنا نام کیا بیان کرون بزرگ سب نامی و نامور گذرے مظفر نے کہا کہ تمہارا طریقہ ہمارے خاندان
کا معلوم ہوتا ہی صورت بھی دادا صاحب سے مشابہ ہی خاندان تو ہمارا کلمہ نہ طاق مین جاکر برباد ہوگیا
کوئی باقی نرہا یہ سنکے اس جوان کو مظفر پر بھی اپنے عزیز ہونے کا گمان ہوا گو چھپانا مصلحت وقت
نہ جانکر عرض کی کہ غلام ہون مین معروف بن اسد کا نام میرا عارف ہی یہ سنکے مظفر گلے سے اس

جوان یعنے عارف بن معروف کے لپٹ گئے اور رونے لگے عارف بن معروف بھی مظفر سے لپٹ گیا دیر تک دونون بھائی پٹتے ہوے رویا کیے مظفر نے بھی بیان کیا کہ مین غضنفر غازی کا بیٹا ہون سب آپس مین ملے وحید الملک نے بہرام خون آشام کو تلقین دین اسلام کیا بہرام خون آشام بھی مسلمان ہوا اب سب ایک ہوے قلعہ سرشاریہ مین آئے بتخانے منہدم کرا دیے اور مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام بادشاہ اسلام کے جاری کیا جس وقت سب کے سب مطمئن ہوکے بیٹھے تو عارف بن معروف نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ مین فلان مقام پر پیدا ہوا جب مین بارہ برس کا ہوا تو اپنے عزیزون سے ملنے کے واسطے گھر سے چھپ کے بھاگا راستے مین اک سوداگر کو فریادی دیکھا اُسکی حالت پوچھی اُسنے بیان کیا کہ قافلہ میرا اک قزاق نے لوٹ لیا مین فقیر ہوگیا کمین کا نہ رہا یہ سُنکے مین اس سوداگر کے ساتھ ہو لیا اور مین نے کہا کہ تو پتہ اُس قزاق کا مجھے بتا مین تیرا مال تجھے دلادونگا سوداگر نے کہا کہ اُسنے میرے ساتھ کے بہت سے لوگ مار ڈالے اب اگر جاؤنگا تو قزاق مجھے بھی مار ڈالیگا ایک مرتبہ اُسنے زندہ چھوڑ دیا اب نہ چھوڑیگا مین نے اُس سے کہا کہ تو مجھے دور سے مسکن قزاق کا پتہ دے سوداگر نے مجھے پتا بتا دیا چونکہ مین تنہا تھا اس فکر مین چلا کہ تنہا ہون اگر نسیم قزاق بھی تنہا ملجائے تو تو آسانی سے یہ مرحلہ طے ہوجائے مین اسی فکر مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا مین نے نسیم قزاق اپنے بارہ سو قزاقون کو لیے ہوے چلا آتا ہے مین نے خدا پر بھروسہ کرکے ڈکا قزاق نے کہا کہ او طفل تو منچلا معلوم ہوتا ہے آ میرے ساتھ پیشۂ قزاقی اختیار کر مین تجکو مثل فرزندون کے سمجھونگا مین نے اُسے سخت سُست کہا نسیم قزاق نے مجھسے تنہا مقابلہ کیا میرے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے ہمراہیون نے اطاعت میری قبول کی مال سوداگر کا اُسکو دلادیا اور مال نسیم قزاق کا بہت کچھ ہاتھ آیا راستے مین مین نے یہ خبر پائی کہ کوئی مسلمان شہر سرشاریہ مین قتل ہونے کو ہے مین اِس طرف آکر شریک جنگ ہوا الحاصل یہ سب تو یہان مقیم ہوے ہین لیکن یہان سے

چند کلمے داستان فرقت بیان و مصیبت نشان ملکہ سپہر آرا و مہر آرا و انجم آرا و اختر آرا دختران ساریق بن بقا کے بیان ہوتے ہین غزل برآغاز داستان

ہوا ہے یار مین کیا دل کو اضطراب رہا
کہ ضعف سے صفت موجۂ سراب رہا
ہوئی تھی جس سے چکاچوند چشم موسیٰ کو
بلا کی طرح سے سر پر مرے سحاب رہا
نہ مستفیض ہوے آب تیغ قاتل سے
برنگ خواب پریشان مرا شباب رہا
ملائی خاک مین کیون دل کی منزلت تو نے
چمن مین پھول رہا بحر مین حباب رہا

چکور چاند کی خاطر بہت خراب رہا
ہمیشہ کوشش دنیا مین اضطراب رہا
ہماری آنکھ کا تارا وہ آفتاب رہا
ہم اپنے حال پہ روتے ہین اب ضعیفی مین
ہمیشہ باڑھ پہ دریاے اضطراب رہا
وہ بادہ نوش تھے پیری مین بھی توبہ کی
یہ وہ مکان ہے جو عرش کا جواب رہا
خط آگیا نہ رہا عشق مصحف رخ یار

تپ فراق مین یہ حال اضطراب رہا
بہت خراب دل خانمان خراب رہا
نہ برشگال مین جبتک شراب پلوائی
خوشا وہ عہد کہ طفلی رہی شباب رہا
رہا دماغ مین گیسوے یار کا سودا
شراب خم مین رہی شیشہ مین خضاب رہا
ہر اک مقام پہ نشو و نما رہی دل کی
نہ وہ کتاب رہی اور نہ وہ حساب رہا

ہمیشہ قلزم ہستی میں صورتیں بدلیں
نہ ایک حال پہ یہ دور روز ماہتاب رہا
عجب طرح کے حوادث ہیں بحر ہستی میں
جہاں ذرا سر اُٹھائے ہوئے حباب رہا

کبھی تو موج رہا اور کبھی حباب رہا
خوشی وہ کونسی دی جسکے بعد غم نہ دیا
ہر اک کا حال یہاں مثل نقش آب رہا
برنگ موج ہوا ہی چھپا ہوئے تھے خلق

یہ وہ فلک ہے کہ جسکے سبب سے عالم میں
ہمیشہ سر بہ فلک بر حباب رہا
گھمنڈ جسکے ذہن میں ہو گئی موجود
رہے جہاں میں جب دم تک اضطراب رہا

زمان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ بعد جانے خواجہ خضران کے تمام رات
سختگان اپنے خیمہ میں بیہوش پڑا رہا خدا جانے کتنی بیہوشی دماغ میں پھونک دی تھی کہ جب نسیم سحری
چلی چراغ و شمع کی حیات ختم ہوئی تو سختگان بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا اپنے اوپر جو نظر کرتا ہے تو
چیتھڑا بھی جسم پر نہیں ہے برہنہ پڑا ہوا ہوں سختگان نے شکر کیا کہ جان تو بچ گئی اب جو خیال
کرتا ہے تو سارا گھر لٹا پڑا ہے نہ فرش ہے نہ سامان راحت جیسے کسی نے جھاڑو پھیر دی کوئی شی باقی
نہیں رہی سختگان نے کہا خیر جان بچی لاکھوں پائے ہم زندہ ہیں تو مال بہت مل رہیگا تامل یہی تھا کہ جاگے
اب اسنے خدمتگاروں کو پکارا وہ حیران ہوئے کہ ملک جی تو کچھ رات باقی تھی اسی وقت سوار ہوکے کہیں
گئے تھے یہ اندر سے مکان کے کون پکار رہا ہے ایک آدمی نے کہا کہ یہاں فیروزہ جنگ نواز کو وہ چھوڑ
گئے تھے وہی ہوگی دوسرے نے جواب دیا کہ کہاں عورت کی آواز کہاں مرد کی یہ ملک جی ہی کی آواز
معلوم ہوتی ہے سختگان نے پھر پکارا کہ کمبختو گھر لٹوا دیا ہماری جان تو بچ گئی یہی غنیمت ہے اب بھی کوئی
نہیں آتا سبکو نکال دونگا اب تو سب دوڑے ہوئے سامنے سختگان کے پہونچے تو عجب تماشہ
دیکھا کہ ملک جی ننگے کھڑے ہیں کوئی تو منہ پھیر کر ہنسنے لگا سختگان نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو بدن
ڈھانکنے کے لیے کوئی شی دو ایک نے جلدی سے چادر کھول کے دیدیا سختگان نے مثل لنگی کے لپیٹ
لیا اور کپڑے منگا کے پہنے لوگ حیران تھے کہ یہ معاملہ کیا ہے ایک آدمی نے پوچھا کہ ملک جی یہ کیا معاملہ
تھا سختگان نے کہا کہ وہی ساربان زادہ آیا تھا فیروزہ جنگ نواز بنکر مجکو فریب دیا سب گھر میرا
لوٹ لیگیا لاؤ میرا ٹانگن کہ جاکے خداوند سے اطلاع کروں آج ہی حکیم سودائی رہا ہوجائیگا خضران
نے سارا حال مجھ سے دریافت کر لیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی انہوں نے کہا کہ وہ تو آپ کی شکل بنکر
مکان سے نکلے تھے ٹانگن پر سوار ہو کے چلے گئے سختگان نے کہا کہ خیر دوسرا ٹانگن لاؤ اسی وقت
سواری آئی سختگان سوار ہو کر جانب قیطول ساریق بن لقا روانہ ہوا جسوقت دربار میں ساریق
کے پہونچا تو فریاد کی کہ یا خداوند میں لٹ گیا کہیں کا نہ رہا ساریق نے کہا خیر تو ہے کچھ بیان کر سختگان نے کہا
کہ کیونکر وہ حالت آپ کو دکھاؤں جو میری گت بنی ہے ساریق نے کہا کہ خداوند پر سب روشن ہے بندوں
کے سامنے خود بیان کر سختگان نے جلدی جلدی کپڑے اُتار کر پھینک دیے اور برہنہ ہوکر بولا کہ یہ قطع
میری خضران بن عمر ثانی نے بنائی فیروزہ جنگ نواز بنکر آیا تھا اور میری یہ قطع بنا کے چلا گیا لوگ
ہنسنے لگے اور ساریق کو نہایت غصہ آیا کہا جلد کپڑے پہن خداوند کے سامنے یہ گستاخی سختگان
نے کہا کہ خداوند پر جو چیزیں پوشیدہ رہتی ہیں وہ بھی ظاہر ہیں آپ سے پردہ کس بات کا یہ کہکر پوشاک
پہن لی اور کہا کہ حکیم سودائی چھوٹ جائیگا ساریق نے کہا کہ کیونکر چھوٹ جائیگا وہ جاتے ہی قتل
ہو جائیگا سختگان نے کہا کہ حمایتی اسکے پہونچ گئے ہونگے اس وقت سرشاریہ میں نہیں معلوم
کیا قیامت برپا ہوگی کیسے کیسے بندے آپ کے قتل ہوتے ہونگے ساریق نے کہا کہ سچ ہے
کچھ بیان تو کر سختگان نے کہا کہ خضران اسی واسطے آیا تھا مجکو فیروزہ جنگ نواز بنکر دھوکا دیا

مین نے ہرچند اپنے آدمیون کو پکارا کوئی نہ آیا اُن لوگون کو یہ خیال تھا کہ تخلیہ ہے وہان خضران نے
میرے پیٹ پر خنجر رکھ دیا اگر نہ بتاتا تو میری جان جاتی مین نے سب حال اسیری حکیم دانا کا بیان کردیا
خضران نے جاکر ضرور اطلاع دی ہوگی اور وہ چارون خدا پرست جو رحین پہنے ہوے تھے باغ
چہار بہشت مین موجود تھے ضرور رہائی حکیم دانا کی فکر مین گئے ہونگے ساریق نے کہا کہ جائینگے تو
کیا کرینگے خاقو قدرت قیدِ حکیم کی لیکر گئے ہوے ہین سخنگان نے کہا کہ خاقو قدرت بھی یا تو
اُنکے شریک ہوجائینگے یا اُنکی لاش آتی ہوگی ساریق نے کہا کہ مین اور کسیکو بھیجتا ہون سخنگان نے
کہا جو جائیگا مارا جائیگا یا اُنکا عدو ہوکر آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ شاہزادیون کی حفاظت کیجے ورنہ
وہ پلٹ کے آئینگے تو پھر باغ چہار بہشت کو آباد کرینگے ساریق نے کہا کہ کسی عیار کو بھیج دو کہ جاکر
شاہزادیون کو سوار کرلائے یہ سُنکر مہتر آفات نیرنگ ساز جانب باغ چہار بہشت روانہ ہوا لیکن
کچھ حال اُن کشتگان خنجر مفارقت کا بیان کیا جاتا ہے کہ شاہزادے تو سوار ہوکر جانب شہر
سرشاریہ روانہ ہوگئے اور یہان اُنھون نے ایک ہی جگہ بیٹھکر رات گزاری تمام شب کسیکو چین نہ آیا
فکر مین بسر ہوئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اتنے مین مہتر آفات نیرنگ ساز پہونچا سلام کیا اور عرض کی
کہ آپکو خداوند نے یاد کیا ہے بس یہ سنتے ہی اُنکے چہرون سے رنگ اُڑ گئے ایک نے دوسرے
کی طرف دیکھا آفات نیرنگ ساز نے کہا کہ اگر دیر ہوگی تو خداوند ناخوش ہونگے اختر آرا بولی کہ
چلتے چلتے چلینگے موے آیا تو رعب دکھاتا ہوا آیا جادو رہو چونکہ یہ نہایت شوخ ہے اور ذرا خوف
نہین کرتی ہے تو ٹرا لیکر اُٹھی آفات نیرنگ ساز بھاگا اور آکر ساریق سے بیان کیا ساریق
نے کہا کہ ہم خود جاتے ہین یہ کہکر اُٹھا اور باغ مین آیا یہ خبر ان شاہزادیون کو ہوئی کہ ساریق آتا ہے
آپس مین صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے اختر آرا نے کہا کہ پریشان ہونا بیکار ہے ہمنے چوری کی ہے نہ وہ
بات جو عورتون کو شایان نہین ہوتی جو حکم خداوند کا تھا وہ بجا لائے اتنے مین ساریق آیا دیکھا
کہ چارون شاہزادیان غنچہ کیے ہوے ایک ہی مقام پر بیٹھی ہین ساریق نے غصہ مین آکے کہا کہ تمنے
بلایا تو تمنے آفات نیرنگ ساز کو مارا اور عدول حکمی کی اختر آرا نے کہا کہ یا خداوند اب آپکے
بندے نہایت گستاخ ہوگئے ہین وہ موا آیا اور حکومت جتانے لگا اسکی بھی یہ حقیقت ہے کہ خداوندزادیون
پر جبر کرے ساریق نے کہا کہ اگر اُسنے ایسی گستاخی کی تھی تو تم نے اچھا کیا کہ جو اُسے
مارا لیکن یہ تو بتاؤ کہ مین نے تمھاری نسبت ایسی خبرین سُنی ہین کہ تم قابل قتل ہو اختر آرا نے
کہا کہ اگر ہم ایسی ہی تھے تو آپنے ہمین پیدا کیون کیا کیا آپ اس سے واقف نہ تھے ساریق نے
کہا کہ مین نے تمکو ایسا پیدا ہی نہین کیا تھا کہ تم مجھسے برگشتہ ہوجاؤ اختر آرا نے کہا کہ ہم برگشتہ
ہوجاتے تو چلے جاتے یہان کیون بیٹھے رہتے ساریق نے کہا سچ بتاؤ تمھاری عصمت باقی ہے یا نہین
اختر آرا نے کہا کہ خداوند خوب جانتے ہین جسقدر ہمکو خداوند نے حکم دیا تھا اُتنی ہی ہمنے تعمیل کی
خلاف ہمسے کوئی امر سرزد نہین ہوا ہے آپ نے روحون کو کیون ہمارے باغ مین رہنے کا حکم دیا
ساریق نے کہا تمنے جو کچھ کیا اچھا کیا تمنے خلاف حکم کیون کیا اختر آرا نے کہا کہ ہمنے خلاف حکم کچھ بھی
نہین کیا جس طرح چاہین خداوند اپنا اطمینان کرین بھلا آپکے خوف سے یہ خیال نہ بارین کہ کسی بندے کی مجال
ہے جو نظر بد سے خداوندزادیون کو دیکھ سکے آنکھین پھوٹ جائین اور اگر ہاتھ لگائے تو جلجائے
ساریق نے سخنگان کو بلوایا کہ اسکی رائے اُنکے بارے مین صحیح ہوگی اُسی وقت چوبدار

گیا اور سخنگان کو بلا لایا جس وقت سخنگان حاضر ہوا تو ساریق نے سخنگان سے دریافت کیا کہ یہ عذر
کرتی ہین تیری کیا راے ہی سخنگان نے کہا کہ انکے باعصمت ہونے مین کوئی شک نہین ان لوگون کا دستور
یہ ہی کہ جب اپنے مذہب کے موافق عقد کر لیتے ہین تو عورت پر تصرف کرتے ہین ابھی تک تو ضرور باعصمت
ہونگی لیکن اب انکی ایسی حفاظت کیجیے کہ کوئی انھین پا نہ سکے یہ سُن کے ساریق نے حکم دیا کہ انکو سوار
کر کے بہشت مخفی مین پہونچا دو اُسی وقت سواریان تیار ہوئین اور چارون شاہزادیون کو سوار کر کے
جانب بہشت مخفی روانہ کر دیا یہ تو مفارقت شاہزادگان مین افسردہ ہو کر بیٹھی ہین لیکن ساریق جو باغ
چہار بہشت سے واپس آیا اور بارگاہ مین پہونچا تو سخنگان نے کہا کہ یا خداوند کسیکو شہر سرشاریہ کی
طرف بھی روانہ کیجیے ذرا وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی اسلیے کہ مجھے یقین ہی کہ خالو قدرت یا قتل ہو کر
اپنے بڑے بھانجے کے پاس پہونچ گئے ہونگے یا مجبوراً اطاعت گوارا کر لی ہوگی اور سرشار شاہ
تو یقیناً مطیع ہو گیا ہوگا یہ وہ لوگ ہین کہ بڑے خداوند کو بھی اُنھون نے بہت پریشان کیا تھا اور جس
عیار نے انکو برہنہ کیا تھا اُسی کے بڑے دادا خداوند کے ساتھ یہ بے ادبی کی تھی کہ انکی داڑھی پیشاب
سے مونڈی تھی ساریق نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک مین ابھی ایسے شخص کو بھیجے دیتا ہون جو
میرے بندگان خاص سے ہی اور وہ جاتے ہی سبکو باندہ لائیگا یہ سُنکے سخنگان خاموش ہو رہا
اور ساریق اژدر سیاہ سر کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے پہلوان قدرت جا اور بندگان گنہگار کو سزا
معقول دے کہ اُنھون نے بہت سر اُٹھایا ہی اژدر سیہ سر اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے لشکر مین
آکر ایک لاکھ سوار کو ساتھ لیکر طرف شہر سرشاریہ کے روانہ ہو گیا اسکو تو رہ ہی مین چھوڑا جاتا ہی

چند کلمے داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام اور امیر عالی مقام کے بیان کیے جاتے ہین

بیا بشنو اے ہمدم راستان کہ باز آمدم بر سر داستان یہان تک بیان ہو چکا ہی کہ بادشاہ اسلام نے سلیمان
خاوری کی زبانی حال گلستان باختر کا سُن کے کوچ کیا تھا طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے
جاتے تھے ایک منزل پر پہونچے تھے کہ سکندر دیرہ نشین آکے پہونچا سلام کیا فرمایا اے سکندر
تم کہان آ گئے سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ اے شہریار مجھے معلوم ہوا کہ آپ بہار مغرب کو سر کر کے
اب گلستان باختر کی طرف تشریف لیے جاتے ہین چونکہ حضور راستون سے ناواقف ہین اور
کوئی راہبر ساتھ نہین ہی اور یہ غلام خوب آگاہ ہی لہذا اپنا حاضر ہونا ضروری سمجھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
تمنے نہایت مناسب کیا سکندر رات بھی قیام کیا جب صبح ہوئی تو پھر کوچ کیا کئی روز کے بعد اک مقام پر
پہونچے کہ وہان ایک دو راہہ تھا اور تیسری جانب دریا حائل تھا بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالی مقام
سے سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران ان دونون راستون مین سے یہ جو راہ داہنے
جانب ہو کے گئی ہی یہ تو صاف ہی بہت آسانی سے وہان آپ پہونچ جائینگے اور یہ جو دوسری راہ ہے یہ
نہایت پرخطر ہی آگے بڑھ کر یہ راستہ درہ کوہ سے ہو کر گزرا ہی بالاے کوہ قلعہ ہی مالک اُسکا مارگیر جادو
ہی اور درہ کوہ مین ہزارہا ماران سیاہ رہتے ہین مارگیر جادو کی طرف سے اُنکے واسطے دودھ معین ہی
جو لشکر اُس طرف سے گزرتا ہی وہ سانپ اژدر کے کاٹتے ہین اور ہلاک کر دیتے ہین سانپ ایسے

زہر ملے ہین کہ جسکو کاٹ لیتے ہین اسکی جند یا چٹک جاتی ہو اور فوراً ہلاک ہوجاتا ہو اور ایک راستہ جو دریا سے ہوکے گیا ہو یہ قریب منزل مقصد کے جاکر خوفناک ہوگیا ہو مرزبان آبی ساریق کی طرف سے معین ہین کہ جہازات کو غرق کر دیتے ہین کوئی جہاز یا کشتی ساحل تک پہونچ نہین سکتی یہ سنکے صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمکو خداوند عالم نے اسی واسطے پیدا کیا ہو کہ ہم راہزنون سے ہر راستہ کو پاک کرین اور سٹائین ای سکندر دیرہ نشین یہ بتاؤ کہ ان دونون مخدوش راستون مین سے زیادہ خوفناک کونسا راستہ ہو سکندر نے عرض کی کہ یہی راستہ زیادہ خوفناک ہو جس طرف سانپ رہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین اسی طرف سے جاؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اگر یہی قصد حضور کا ہو تو بہتر ہو لیکن تدبیر کے ساتھ چلئے تو مناسب ہوگا آپ لشکر کو لیکے چلیے اور مین چند سرداروں کو اپنے ساتھ لیکر جاتا ہون اگر بن پڑتا ہو تو مارگیر جادو کو گرفتار کرکے لاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ جو سردار ساتھ جانے پر رضامند ہون انکو اپنے ساتھ لے لو سرداران اسلام نے عرض کی کہ کسیکو بھی جانے مین عذر نہین ہو سب جان نثار ہین اور سرفروشی کو حاضر ہین اُس وقت سکندر دیرہ نشین نے عرض کی کہ اولاد صاحبقران مین سے کسیکا ہمراہ جانا اچھا نہین ہو اسلیے کہ نشانیان اولاد صاحبقران کی سب پہچانتے ہین خال و خط ابلہی اور زرفین چلبلی سب پہچانتے ہین یہ سنکر رفقا اُٹھ کھڑے ہوے کہ ہم موجود ہین سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ رفقاے تازہ مین سے تین شخص میرے ساتھ چلین جسے ابھی اہل عالم آگاہ نہ ہونے پاے ہون کہ یہ مسلمان ہین کیونکہ مین ان کفار سے ملتا جلتا رہتا تھا چاہ بابل پر اکثر مارگیر جادو سے ملاقات ہوا کرتی تھی مین یہ بہانہ ملاقات جاؤنگا اور مارگیر جادو کو گرفتار کرنے کی فکر کرونگا مارگیر جادو کا ایک دوست ہو کہ نام اسکا سہیل روشن دل ہو وہ ایسا منجم ہو کہ سیکڑون برس پیشتر سے جو حکم لگا دیتا ہو وہی ہوتا ہو ساریق نے اپنا وزیر مقرر کرنا چاہا لیکن سہیل روشن دل کو مارگیر جادو سے ایسی محبت ہو کہ اُس نے خداوند باختر کے وزارت کو بمقابل اسکی دوستی کے قبول نہین کیا اور ہر وقت اسی کے پاس رہتا ہو گر سہیل روشن دل نے مارگیر جادو کو آگاہ کر دیا تو پھر کچھ بنائے نہ بنیگی لہذا مین ایک درخت یہان لگاے جاتا ہون کہ اگر مین وہان گرفتار ہو جاؤنگا تو درخت پژمردہ ہو جائیگا اور اگر قتل ہو جاؤنگا تو درخت مین آگ لگ جائیگی یہ کہکے سکندر نے ایک ناند چاندی کا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے لگا دیا اور اُسمین کوئی تخم بو کر پانی مین خون اپنا شریک کرکے تھالے مین ڈال دیا اُسی وقت اکھوا پھوٹا اور درخت بالشت بھر کا تیار ہوگیا اب سکندر نے تو مسلمانان بہادر مغرب مین سے تین سرداروں کو ساتھ لیا جنمین ایک سرمست فیل زور تھا دوسرا قیصر تیغ زن اور تیسرا محراب کمان کش تھا اور انکو سمجھا دیا کہ مذہب قدیم اپنا ظاہر کرنا اپنے کو مسلمان نہ بتانا اور کہنا کہ آپ کے اشتیاق ملاقات مین ہم آئے ہین اور جب مین اشارہ دون اُس وقت مارگیر جادو کو گرفتار کر لینا یہ سمجھا کر ایک تخت پر ان تینون سرداروں کو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھکر جانب قلعہ مارگیر روانہ ہوا اُدھر صاحبقران کوچ کرکے طرف قلعہ کے چلے ہنوز تھوڑی راہ طے کی ہوگی کہ مہتر لطیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران نے سامنے آکر سلام رخصت کیا اور عرض کی کہ اب خدا نے حضور کو صاحبقران گردانا آپ کا کام یہ ہو کہ بیخطر لڑا ہون کو صاف کیجیے پاس نخل عمر کے تحایف نہین دین ایکا ساتھ دیکون آپ صاحب اسم اعظم وارث زور صاحبقرانی ہین ایکا ساتھ وہی دیسکتا ہو جو زنبیل اور گلیم ایسے تحفے پاس رکھتا ہو لہذا مجھے اجازت دی عنایت ہو مین بھیک مانگ کھاؤنگا جان ہو تو جہان ہو اگر آپ کے ساتھ رہونگا تو کہین نہ کہین جان پر آ بنیگی پہلا

مرحلہ تو سانپون ہی کا درپیش ہی انھین سے جان بچانا دشوار ہی یہ سنکر صاحبقران بہت متعجب ہوئے
حیرت سے صورت طیفور بادیہ گرد کی دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تجھسے یہ امید نہ تھی خیر مین یہ نہین
چاہتا کہ میرے ساتھ تو بھی اپنے کو ہلاکت مین ڈالے مگر چونکہ تو نے ساتھ بہت دیا ہی اسکے عوض مین چاہتا ہون
کہ جو طلب کرے وہ تجھے دون طیفور نے کہا مجھے کچھ بھی نچاہیے جہان جاؤنگا میرے واسطے کمی نہین اگر چاہون تو شہر کے شہر
لون بادشاہونکے خزانے اندر ہی اندر خالی کرکے غائب کردون اور کسیکو خبر نہو یہ کہکے سلام کیا اور جانب صحرا روانہ ہوا
اسکے شاگردون مین سے قریب بیس چالیس عیارونکے اور اٹھکر ساتھ ہولیے کہ ہمین آپ سے سروکار ہی ہمارے
مالک اور صاحبقران آپ ہین صاحبقران کو نہایت ملال ہوا کہ یہ حرکت اس سے کیسی ظہور مین آئی
مگر خاموش ہو رہے اب حال سکندر دیرہ نشین کا سنیے کہ یہ تخت اڑتا ہوا اور سیر کرتا ہوا اُسکی
سرحد مین پہونچا جہان سانپ پلے ہوئے تھے چونکہ یہ بلند بلند جا رہا تھا سانپ اذیت نہ پہونچا سکتے تھے
مگر یہ لوگ سانپون کو دیکھتے چلے جاتے تھے کہ ہزارہا سانپ تمام صحرا مین زبانین نکالے دوڑے دوڑے
پھر رہے ہین جسوقت تخت سکندر دیرہ نشین کا قلعہ مین پہونچا اور نظر مارگیر جادو کی سکندر پر پڑی
بڑے تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ ای برادر اس وقت کہان تشریف لائے آپ ہے اور ہمسے چاہ بابل پر تو اکثر
ملاقات ہوتی رہی ہی لیکن کبھی آپنے سرفراز نہ فرمایا تھا آج ایسا کونسا سبب قوی ہوا جو تشریف لائے
اور یہ تینون صاحب کون ہین سکندر نے کہا کہ یہ میرے دوست ہین اور آپ کے اشتیاق ملاقات مین
آئے ہین غرضکہ مارگیر جادو نے نہایت عزت کے ساتھ سکندر دیرہ نشین کو بٹھایا اور کہا کہ افسوس
ایسے پر آشوب زمانے مین آپ تشریف لائے ہین کہ اس مقام ہولناک کی سیر بھی نہ کر سکیے خیر یار
زندہ صحبت باقی اب سکندر نے ان سردارون سے بھی شناسائی کرائی اور کہا کہ یہ سردار بہار مغرب کے
رہنے والے ہین مارگیر جادو نے کہا کہ مین نے سُنا ہی کہ بہار مغرب کو خدا پرستون نے فتح کر لیا
سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ یہ سچ ہی ان سردارون نے میرے پاس آکر پناہ لی پہلے خوب خوب
لڑے زخمی ہوئے سرداران اسلام کو زخمی کیا آخر مجبور ہو کر ساحرون سے مدد کے خواستگار
ہوئے ہین انکو لیکر تمھارے پاس آیا ہون مارگیر جادو نے کہا کہ کیا مین آپ سے بہتر ہون آپ
وہ شخص ہین کہ نام سامری و جمشید آپ سے زندہ ہی سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ مین تو اپنے کو
سب سے کمتر جانتا ہون مگر اصل بات یہ ہی کہ وہ کام اچھا ہوتا ہی جسمین اور بھی چار کی رائے شریک ہو چنانچہ
مثل مشہور ہی مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را + پراگندگی آرد انبوہ را ہی برادر کوئی راہ سوچ تو
اُسکے بعد ہم تم شریک ہو کر استیصال خدا پرستان کی فکر کرین مارگیر جادو نے کہا کہ وہ اک بزرگ جنکا نام
سہیل روشندل ہی مجکو اپنے فرزند کی جگہ سمجھتے ہین اُنھون نے پیشین گوئی کی ہی کہ اک وقت مین
خدا پرست اسی راستہ سے ہو کر سارہ لقیہ کو جائینگے اور بہار مغرب کو فتح کر کے اس طرف آئینگے تو
بہار مغرب کا فتح ہو جانا تمھاری زبانی معلوم ہو گیا اب خدا پرستون کا اس طرف آنا بھی قریب ہی
مجکو یہین خدا پرستون سے لڑینگے کہین جانے کی کیا ضرورت ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ اک ساحر نے
آکر عرض کی کہ آمد لشکر کے آثار معلوم ہوتے ہین مارگیر جادو مع سکندر دیرہ نشین فصیل قلعہ پر آیا
اور دیکھنے لگا یکایک دامنہ کوہ شگفتہ ہوا اور دل گرد سے لاکھون علمہاے سبز و سرخ و سپید نمودار
ہوئے پھریرون پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی لشکر فوج فوج جرار غول کے غول پیچھے
کے پیچھے دستے کے دستے پرے جمائے صفین باندھے ہوئے آکر سامنے قلعہ کے اترنے لگے خیمہ خرگاہین

بارگاہین راوٹیان چھولداریان استادہ ہونے لگین دوکانین آراستہ کی جانے لگین تھوڑے عرصہ مین سب
خیمے استادہ ہو گئے اب آمد سرداران اسلام کی شروع ہوئی دیکھا مارگیر جادو نے کہ جو جوان آتا ہے وہ
صاحبقران وقت رستم زمانہ معلوم ہوتا ہے آخر مین سواری بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی آئی مارگیر
جادو دل مین بہت ساجلا کہ ساری صفتین ان خدا پرستون ہی مین جمع ہو گئی ہین کمال بھی جمال بھی زور بھی
زر بھی سکندر سے کہا کہ اگر انپر فتح پائی تو بڑا مال ہاتھ آئیگا یہ وہ لوگ ہین جنھون نے تمام عالم کو لوٹا ہے
اُدھر تو بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے اُدھر مارگیر جادو اپنے
مقام پر آیا ہنوز بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ سہیل روشن دل گھبرایا ہوا آیا مارگیر جادو نے عرض کی کہ آپ
اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین سہیل روشن دل نے غور سے سکندر دیرہ نشین اور ہمراہیان
سکندر کو دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ علحدہ آؤ تو بیان کرون مارگیر جادو علحدہ گیا سہیل روشن دل
نے کہا کہ مین اسوقت تیری قسمت کا زائچہ بنائے ہوے خانہ حیات کو دیکھ رہا تھا مجھے یہ ثابت ہوا کہ قاتل
سر پر آگیا ہے یہ جو تیرے پاس چار شخص آئے ہین انکو دوست نہ سمجھ یہ دشمن ہین اور فکر گرفتاری مین
آئے ہین انکو کسی تدبیر سے گرفتار کر لے حالانکہ ساعتین تیری حیات کی کم نظر آتی ہین لیکن انسان
کو تدبیر سے غافل رہنا نہ چاہیے اسوقت تو زمین و آسمان دشمن معلوم ہوتے ہین لیکن دشمنان ظاہر کو
کیون چھوڑتا ہے مارگیر جادو نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ اگر آپ خبر نہ لیتے تو بیشک مین فریب
مین آجاتا لیکن یہ تو بتایئے کہ یہ لشکر جو آیا ہے اس سے کیسے بنیگی سہیل نے کہا پہلے تو انکو قتل کر بعد
اُسکے دیکھا جائیگا قاتل تیرا اور ہی شخص ہے لیکن یہ بھی ذریعہ قتل ہو سکتے ہین ممکن ہے کہ قید کرکے قاتل
تک پہونچا دین مارگیر جادو نے کہا کہ آج ہی مین انکو گرفتار کرکے قتل کروا دونگا یہ کہکر اپنے ملازمون سے
کہا کہ کھانا ہمارے مہمانون کے واسطے نہایت پر تکلف پکاؤ جب کھانا تیار ہو جائے تو پہلے ہمین اطلاع کر دینا اسکے
بعد دسترخوان بچھانا یہ کہکر سکندر دیرہ نشین کے پاس چلا آیا اور اسی طرح خندہ پیشانی ہو کر باتین کرنے لگا
کہ سکندر کو مطلق کسی طرح کا شک پیدا نہوا جب شام ہوئی تو خادم نے چپکے سے آکر کہا کہ خاصہ تیار ہے بس
مارگیر جادو نے کئی مثقال بیہوشی کی پڑیا اسکو دی اور کہا کہ جو کھانا ان لوگون کے سامنے لگانا اسمین یہ بیہوشی
ملا دینا خادم نے جاکر بیہوشی کھانے مین ملائی اور آکے اجازت لیکر دسترخوان بچھایا کھانا سامنے لگایا سبھنے نے [illegible]
کھانا کھایا پانی پیا منہ دھوئے جب تھوڑی دیر گزری تو سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ اے برادر معلوم ہوتا ہے کہ تم
بہت بھاری غذا کے عادی ہو میرا بس کھانے کی گرمی کو برداشت نہین کر سکتا یہ کہکر اٹھنا چاہتا تھا کہ فوراً چھینک
مار کر گرا ہمراہیان سکندر سنبھالنے آئے تھے یہ بھی چھینکین لے لیکر بیہوش ہوئے بس مارگیر جادو نے ان سبکو
اسیر غل و زنجیر کرکے زندان مین بھجوا دیا اور جاکر سہیل روشن دل سے بیان کیا کہ مین نے ان مکارون کو دام
تدبیر مین پھنسا لیا اب کیا رائے ہے سہیل نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا کہ جہانتک جلد ہو سکے انکو قتل
کروا دو مارگیر جادو نے کہا کہ آپنے ٹھنڈی سانس کیون لی سہیل روشن دل نے کہا کہ
کہ جب مین تمھین سمجھا کر آیا تو مین نے ان لوگون کے خانہ قسمت پر بھی نظر ڈالی انکی حیات مین طولانی معلوم
ہوتی ہین مارگیر جادو نے کہا کہ جب قبضہ مین آگئے تو انکا مار ڈالنا کیا دشوار ہے آپ شاید کہین حساب مین
غلطی ہو گئی ہوگی سہیل روشن دل نے کہا کہ میرے حساب مین غلطی نہین ہے تیری تقدیر کے پھیر نے مجھے بھی
چکر مین ڈالے ہوے ہین خیر جو تجھسے ہو سکے وہ کر آگاہ کر دینا میرا کام ہے ورنہ تیری ہی محبت مین اسوقت
تک مین نے خداوند باختر کی وزارت قبول نہ کی مگر اب تقدیر اس کو سے ہٹائے دیتی ہے ہر چند مین

توڑ کرتا ہون لیکن کوئی پہلو ایسا سمجھ مین نہین آتا جو مفر کا ہو اور ظاہر ادشمن کا زیر کرنا کچھ دشوار نہین معلوم ہوتا
مار گیر جادو نے اسی وقت حکم دیا کہ دارین فصیل قلعہ پر استادہ ہون جس طرح ان خدا پرستون نے مجھکو رنگ
دنیا چاہی مین بھی انکے سامنے انکے خیر خواہون کو قتل کرونگا حسب الحکم مار گیر جادو کے دارین فصیل قلعہ
استادہ کی گئین مار گیر جادو جا کے تخت پر سو رہا لیکن سہیل روشن دل کو تردد مین نیند نہ آئی چونکہ اسکو اپنے
علم و عمل سے معلوم ہو چکا تھا کہ جتنی رات باقی ہے اتنی ہی مار گیر جادو کی حیات باقی ہے صبح ہوتے ہی کوہ پر آفت
آئیگی جان مار گیر جادو کی جائیگی بس رات ہی کو سہیل روشن دل نے کوہ سے علحدہ صحرا مین جا کر
قیام کیا اور شمع حیات مار گیر جادو روشن کر کے اپنے سامنے رکھی لی کہ اگر مار گیر جادو قتل ہو جائے تو مجھے
معلوم ہو جائے یہان جب صبح ہوئی تو بادشاہ اسلام نے اٹھتے ہی اس درخت پر نظر کی جو ہر وقت تخت
کے سامنے لگا رہتا تھا دیکھا کہ پتیان مرجھائی ہوئی ہن ڈالیان جھومی ہوئی ہن پھول کمھلا گئے ہین بس
یہ دیکھتے ہی بادشاہ پریشان ہوئے اور صاحبقران کو طلب کیا جب صاحبقران حق پژدہ سامنے
آکے مجرا بجالائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یا امیر سکندر پر وقت تنگ معلوم ہوتا ہے وہ جو گلدستہ حیات
اپنا سکندر دیگیا تھا اسپر پژمردگی پیدا ہو گئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سکندر اسیر ہو گیا ایسا نہو کہ قتل ہو جائے
بس یہ سنتے ہی صاحبقران نے عرض کی کہ اگر اقبال حضور کا یاور ہے تو مین ابھی جا کر سکندر کو رہا کرتا ہون
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ قصد نفرمائین کسی اور کو بھیجین صاحبقران نے فرمایا کہ کون اپنے پاون
سے موت کے منھ مین جائیگا مین دیکھ چکا ہون کہ سانپ تمام صحرا مین پھیلے ہوئے ہین علاوہ اسکے خدا نے
مجکو صاحب اسم اعظم کیا ہے اگر یہ سانپ سحر کے ہین تو میرا کچھ نہین کر سکتے اگر اور کوئی جائیگا تو ہلاک ہو گا
اور اگر اصلی سانپ ہین تو بھی حافظ حقیقی بچانے والا ہے جب ہم تلوار سے نہین ڈرتے تو سانپون سے کیا
خوف کرین اور سرداران اسلام بھی آگئے تھے انھون نے عرض کی کہ ہم جاتے ہین لیکن صاحبقران
نے نہ مانا اور فرمایا کہ مین جاؤنگا یا تو آج ہی یہ مرحلہ سر کر لیا اور یا سانپون نے ہمین کو کھا لیا یہ فرما کے مرکب
طلب کیا اسیوقت تبرکات زیب جسم فرما کر پشت مرکب پر سوار ہو کر قلعہ کی راہ لی اور سردار بھی مرکبون پر
سوار ہو کر چلے صاحبقران نے پلٹ کے فرمایا کہ جب مین قلعہ پر دھاوا کرون اسوقت کوئی صاحب میرے
ہمراہ تشریف نہ لائین یہ سنکے سب مجبور ہوئے اب صاحبقران سامنے قلعہ کے پہونچے بادشاہ اسلام
بھی سوار ہو کے آگئے سرداران اسلام ہے جسکو خبر ملتی گئی وہ آتا گیا یہانتک کہ تھوڑے ہی عرصے
مین تمام سردار آکے جمع ہو گئے وہان قلعہ پر قیدیون کو لا کر بٹھایا اور مار گیر جادو تیغ بکف آیا اور فصیل
قلعہ پر کھڑے ہو کے آواز دی کہ کیون خدا پرستو اب تمنے یہ شیوا اختیار کیا کہ مکر و فریب کر کے
دشمن پر غلبہ حاصل کرنا شروع کیا مگر میرے خداوند نے مجکو بچایا اور انھین مکارون کو پھنسایا اب مین
انکو قتل کرتا ہون جسے دعوے ہو آ کے چھڑا لے مار گیر جادو اس خیال مین تھا کہ صاحبقران کے
کھا لینے کو مار ان اصلی کافی ہین اور لوگون کو ماران سحر کھا لینگے یہ لوگ بھلا مجھ تک کیا پہونچ سکینگے جب وقت
سخن اسکا تمام ہوا تو صاحبقران نے جواب دیا کہ او مار گیر جادو میری خواہش یہ تھی کہ مین تجکو بحیلہ
گرفتار کر کے قتل کر ڈالون لیکن چونکہ سکندر میرا ضر اندیش ہے اگر اسکو تونے قتل کیا تو ابھی قلعہ کو
درہم و برہم کر دونگا اور تو اگر بھاگ کے زمین کے ساتوین طبقہ مین چھپیگا تو وہین پہونچ کے بچا مارونگا
لے مین آتا ہون یہ فرما کر گھوڑے کی باگ لی چند قدم امیر نے راہ طے کی ہوگی کہ ایکمرتبہ دھماکا ہوا اور
طبقہ زمین کا مع درہ کوہ اڑ کر بلند ہوا اور زمین سے اتنا بڑا شعلہ نکلا کہ حرارت اسکی صاحبقران کو

محسوس ہوئی اسلحہ جلنے لگا امیر نے باگ روک لی کہ یہ کیا آفت آئی دیکھا کہ زمین مین ایک تالاب سا ہو گیا
جہانتک مسکن ساپنون کا تھا اُتنا طبقہ اُڑ گیا اور جنگل مین آگ لگ گئی دھڑ دھڑ کر کے جلنے لگا سانپ
رسیون کے ٹکڑون کی طرح جلے ہوئے زمین پر گرے اور پتھر ڈھیلے برسنے لگے جس مقام پر نشیب
ہو گیا تھا وہ پھر پٹ گیا اُدھر مارگیر جادو حیران تھا کہ یہ کونسی آفت ارضی پیدا ہوئی جسنے طبقہ اُڑا دیا
سانپون کو جلا دیا اب جو دیکھا تو صحرا کے پہلو سے جہتر طیفور بادیہ گرد مع تیس عیارون کو ساتھ لیے
ہوئے منجنیق کو گردش دیتا چلا آتا ہی صاحبقران دیکھکر پکار اُٹھے اے شہریار راستہ صاف ہو گیا اب تامل
کا ہے کا ہی بس امیر نے گھوڑا اُٹھا دیا اور قلعہ کی جانب چلے مارگیر جادو نے یہ دیکھکر اہل قلعہ سے کہا کہ اب
اُنکے قتل سے باز آؤ پہلے اس آفت کو روکو یہ کہکر گو نے ترنج تارنج مارنا شروع کئے طیفور نے آواز
دی کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا اور عیار تو جر بہانے سحر سے
ڈر کے بھاگ گئے طیفور پشت پر صاحبقران کے آ گیا اور پکارتا جاتا تھا کہ اسم اعظم پڑھے جائیے گا اب سوا
سحر کے اور کوئی کھٹکا نہین ہی امیر اسم اعظم برابر پڑھتے چلے جاتے تھے ساحرون نے آگ برسائی دریائے
سحر بہائے سنگ باری کی آتشباری کی مگر کسی سحر نے بہ برکت اسم اعظم صاحبقران پر تاثیر نکی اور
طیفور بھی صاحبقران کی آڑ مین ہر بلا سے بچتا چلا ہی جاتا ہی یہانتک کہ امیر بر لب خندق جا پہونچے دیکھا
مارگیر جادو نے کہ ظالم یہانتک آ گیا بس یہ صورت اژدہا سیاہ کی بنکر اُڑا اور چاہا کہ امیر کو کاٹ کھائے
ہلاک کرے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سانپ کے دو ٹکڑے ہوئے اور زمین پر
آ کے انسان کی لاش بنکر تڑپنے لگے شور گیرودار برپا ہوا آندھی چلی خاک اُڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد
کچھ دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مارگیر جادو بود حیف مردیم و جا ندادیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر
تو یہان مارگیر جادو کا کام تمام ہوا اُدھر شمع حیات پر اک بڑا سا پروانہ آ گرا کہ پروانہ بھی جل گیا اور شمع بھی گل
ہو گئی سہیل روشن دل نے افسوس کیا اور اسیوقت جانب سارلقیہ روانہ ہو گیا یہان جس وقت علامات
سحر برطرف ہوئے اور روشنی پیدا ہوئی تو دیکھا کہ نعش مارگیر جادو کی زمین پر پڑی ہی اہل قلعہ تھرا گئے
دروازہ قلعہ کا کھولدیا رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے صاحبقران داخل قلعہ ہونکو تھے کہ اور
سردار بھی آ گئے بادشاہ اسلام بھی قلعہ مین تشریف لائے اسیوقت بتخانے منہدم کرا دیئے گئے مسجدون
کی بنا پڑی تمام اہل قلعہ مسلمان ہوئے صاحبقران نے طیفور کو گلے لگایا اور فرمایا کہ جسوقت تو مجھے جدا
ہوا ہی تو مجھے حیرت ہوئی تھی طیفور نے عرض کی کہ اگر ایسا نکرتا تو ان سانپون کو کس طرح مٹاتا آپنے تو اپنے کو
بخوف و خطر وہان اجل مین دیدیا تھا لیکن خدا نے اپنا فضل کیا کہ قبل حضور کے پہونچنے کے نقب اُڑ گئی
صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور اتنی بڑی نقب اسقدر جلد تیار کرنا اور اُسکے واسطے اتنی بارود اس صحرا مین
فراہم کرنا تیرا ہی کام تھا طیفور نے اسی وقت خندق نقب زن اپنے شاگرد رشید کو بلایا اور صاحبقران
سے عرض کی کہ یہ اسکا کام تھا کہ اتنی جلد اسنے اتنی بڑی نقب تیار کی اور بارود کا فراہم کرنا میرا کام تھا افسوس
کہ مہتر قران حبشی زندہ نہین ہین کہ اس نقب زنی کی داد دیتے سنا ہی کہ شاگردان کجد امجد مین نقب زنی
مہتر قران کا حصہ تھا صاحبقران نے فرمایا یہ کام تو نے ایسا کیا ہی کہ تو وارث گلیم و زنبیل ہوا چاہتا
اور اصل یہ ہی کہ عمر ثانی اور خضر ان کی قسمت کے یہ تبرکات تھے جو مل گئے ورنہ قابل جانشینی عمر اول
کے سوا شاپور کے لشکر اسلام مین دوسرا عیار نہ تھا یہ کہکر طیفور کو خلعت سے سرفراز کیا اور خندق
نقب زن کو مہتر قران حبشی کا قائمقام گردانا اب ان سبکو تو یہان مصروف انتظام چھوڑا جاتا ہی

چند کلمے داستان اژدر سیاہ سر کے پہونچنا شہر سرشاریہ مین اور مقابلہ کرنا سرداران لشکر اسلام سے زخمی ہونا سرداران اسلام کا اژدر کے ہاتھ سے آخر مین پنجہ کا لیجانا اژدر کو بیان ہوتے ہین باقی حالات متعلق داستان ہذا غزل برآغاز کلام

صلح ہو روز نہ کسو اسطے لڑنے کے لیے
پانون پڑتی ہی زمین پانون پکڑنے کیلیے
اپنے کوچے سے مری خاک اُڑنی ہو اگر
سو سمجھ جائینگے وہ کچھ اور اُڑنے کے لیے
جسجگہ پر نہین ہم تم وہ جگہ ہی بیکار
کہتے ہین وہ مجھے زلفو مین جکڑنے کے لیے
سینے سے یار نے لپٹا کے بہت زور کیا
دلکو آباد وہ کرتے ہین اجڑنے کے لیے
یاد کرنے مین بھی ظالم کے ستم بیداہی
مجھسے پھر کے ملے مین وہ بچھڑنے کے لیے

مین منانے کے لیے ہون وہ بگڑنے کیلیے
خوب دنیا سے نشان میرا مٹا یا اُسنے
دو جگہ تھوڑی سی اس شہر اُکڑنے کے لیے
بدگمان مجھ سے ہی تو مین ہون زمانے بھر
نتو بسنے کے لیے ہی نہ اجڑنے کے لیے
جسم ان نے ادا وصل مین دی تجھ سے
بخیۂ زخم جگر میرا اُدھڑنے کے لیے
تیرے بیمار کی حالت نہین دیکھی جاتی
ہچکیان آنے لگین سانس اُکھڑنے کیلیے
کیون نہ ہر وقت ستائے ہمین یا تمین وہ ظلم

کیون جھے پڑیان فرقتین پر گڑنے کے لیے
اب نہ ٹھنے کے لیے ہون نہ بگڑنے کیلیے
زار کر دیگا رقیبونکو اگر عشق ترا
جھوٹے سچے مری سب آتے ہین جھڑنے کیلیے
ابھا نہین بھی ہو نہین دیوانہ تو دیوانہ ہون
ہاتھ کانون پر دھرے کان پکڑنے کیلیے
لامکان سکو بناتے مین جہان تھے ہین
سب عماما نکلتے ہین مرے اکڑنے کیلیے
جان لینگے مری شاید کہ کرینگے مجھے قتل
پھیڑ آکرتے ہین ہمین لڑنے جھگڑنے کیلیے

راوی ــ بزم سخن طوطی خوشنوا بدین زمزمہ شد ترنم سراہے راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت اژدر سیاہ سر طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب قلعہ سرشاریہ کے پہونچا تو اسنے لشکر اپنا اُتارا ہرکارون نے خبر سرشار شاہ کو پہونچائی کہ خداوند باختر کی جانب سے اژدر سیاہ سر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا ہی سرشار شاہ نے سکندر رستم خو سے عرض کی فرمایا لشکر کو قلعہ کے باہر نکالو جس وقت وہ طبل جنگ بجوائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا سنکے سرشار شاہ نے قلعہ کے باہر بارگاہ برپا کرائی فوج کو لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا اُدھر اژدر سیاہ سر نے اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سرشار شاہ اگر تو نے دباؤ لقا کے دین قدیم کو تبدیل کیا ہو تو ان لوگون سے علٰحدہ ہوجا اور اگر تو اُنسے علٰحدہ نہوا تو مین سمجھونگا کہ بدل تو اُنکا مطیع ہوگیا ہی یہ نامہ تحریر کرکے اک سوار کو دیا اور طرف سرشار شاہ کے روانہ کیا جسوقت ایلچی اژدر سیاہ سر کا سرشار شاہ کے پاس پہونچا اور سرشار شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اُسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای اژدر سیاہ سر مین نے بدل اسلام قبول کیا ہی اگر دین ساریق پرستی برحق ہوتا تو مین جان دینا قبول کرتا مگر اطاعت خدا پرستون کی نکرتا تو جس ارادے سے آیا ہی وہ پورا کر جس وقت یہ جواب اژدر سیاہ سر کو پہونچا تو نہایت طیش مین آیا اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارۂ رزمی پرچوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو وغیرہ کو پہونچی اُنھون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو اژدر سیہ سر اپنی فوج کو لیکر میدان مین آیا اُسطرف سے شاہزادہ سکندر رستم خو شہنشاہ صف شکن وحید الملک مظفر بن غضنفر عارف بن معروف بن اسد بیع بہرام خون آشام و سرشار شاہ میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بیلدار برق رفتار لنگھا و پستی و بلندی زمین کو ہموار کرکے پلٹ گئے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھلایا جسوقت میدان تیار ہوچکا اور نقیب بہادرون کے

دوست نامردون کے رقیب ترغیب جنگ دلا کر ہٹ گئے تو اژدر سیہ سر نے باگ اپنے کرگدن مست کی لی اور
میدان مین آکر عجب سلح شوری کی پتیرے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جو وقت خوب غرق عرق
ہو گیا پھر نیزے کو زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش ای گروہ خدا پرستان و فرقہ
مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو کہ مجھے خداوند ساریق نے
تم سبکا ملک الموت بنا کے بھیجا ہی یہ سُنکے عارف بن معروف نے پورا باگ کا لیا اور سامنے اژدر سیہ سر
کے پہونچ کے نعرہ کیا کہ او ملعون کیا بکتا ہی تو شیطان ہو کر ملک ہونے کا دعوی کرتا ہی یہ نیزہ میرا تیرے
واسطے تیر شہاب سے کم نہین ہی لاف بہادری کی اژدر سیہ سر نے کہا کہ او طفل تو مجھ سے کیا مقابلہ کریگا
کسی جوان کو بھیج کہ اُس سے دو چار ہاتھ چلین تو تو ضرب کے تلے زمین مین دب جائیگا عارف بن معروف
نے کہا کہ بس زیادہ یاوہ گوئی نہ کر دیکھ ابھی حال کھلا جاتا ہی یہ سُنکے اژدر سیہ سر نے نیزہ مارا عارف
بن معروف نے نیزے کو حریف کے اپنے نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین بڑی دیر تک نیزہ بازی ہی مگر کام نہ نکلا
آخر عارف نے نیزے پر نیزہ اس زور سے مارا کہ دونون نیزے کی ڈانڈین ٹوٹ کے گر گئین اژدر ہنسا
اور کہا کہ جب نیزہ نکل نہ سکا تو یہ حرکت کی کہ اپنا نیزہ بھی بیکار کر دیا اور میرا نیزہ بھی خراب کیا عارف
نے تلوار کھینچ لی اور آواز دی کہ یہ سب کھیل تماشے کی باتین ہین اب تلوار کمر سے کھینچ کر سپہ گری کے جوہر
کھیلین اژدر سیہ سر نے بھی تلوار کمر سے کھینچ لی رد و بدل ہونے لگی عارف نے پھرتی سے اس طرح
ہاتھ تلوار کا مارا کہ گردن مرکب اژدر کی اُڑ گئی کرگدن نے چرخ مارا اژدر نے زین خالی کیا اور دوسرا
مرکب طلب کیا عارف بن معروف باگ کو دے ٹھہرا رہا جب دوسرا مرکب آگیا اور اژدر سیہ سر پھر سوار
ہو لیا تب عارف بن معروف نے حملہ کیا قضائے کار رد و بدل مین پاؤن مرکب عارف کا موشخانہ مین
جا رہا گھوڑا اوندھے منہ گرا یہ جھونک مین سامنے آرہا خود سر سے گرا تلوار اژدر سیہ سر کی عارف کے سر پر
پڑی تا و ابرو اتر آئی عارف نے دستانہ مارا تیغہ سر سے دور ہوا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی
طاری ہوئی یہ رنگ دیکھکر مظفر نے گھوڑا دوڑا دیا اور عارف کو لشکر کی طرف پھیرا آپ سامنا کیا دیر تک
تلوار چلی آخرکار مظفر بھی زخمی ہوا بعد مظفر کے وحید الملک نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ بہرام خون آشام
نے کہا مین جاتا ہون اور اسکو سرکشی کا مزا چکھاتا ہون یہ کہکر باگ گھوڑے کی اُٹھائی اور سامنے اژدر سیہ سر
کے آکر آواز دی کہ او بیوقوف کیون عاقبت اپنی خراب کرتا ہی ساریق مسخرا ہی سلطنت کے زور پر خداوند
بن بیٹھا ہی خدائے حقیقی کو بھولا ہوا ہی ایک دن اسکے واسطے بھی وہی آنے والا ہی جو لقا کے لیے چکا
ہی یہ سُنکے اژدر سیہ سر نے کہا کہ ای بہرام خون آشام تم سے عجب ہی جو ایسی باتین کرو اسلیے کہ تم عزیز
خداوندے ہو خاوند قدرت کہلاتے ہو تمھارا اور تو یزدان کے خداوند اول کا کیسا ساتھ دیا اور کسقدر
اطاعت لقا کی کی اور تم ذرا سی بات مین برگشتہ ہو گئے بہرام نے کہا کہ مین تو ساریق کی حالت سے
کما حقہ آگاہ ہون مین تھوڑے ہی اُسکو خداوند جانونگا وہ جتنا ہی پس اُسے اُتنا ہی مانونگا یہ سُنکے اژدر سیہ سر
نے کہا کہ مین جس کام کے لیے آیا ہون اُسے انجام دونگا اگر ساریق خداوند نہین تو بادشاہ ہونے مین اُسکے
کیا شک ہی مین نے ساریق کا نمک کھایا ہی مین کس طرح اُس سے روگردانی کرسکتا ہون بہرام نے
کہا کہ تو اپنے فعل کا مختار ہی مین اپنے فعل کا مختار ہون مجھے تیرے کردار سے کوئی کام نہین اسلیے کہ اپنی
اپنی گور ہی اور اپنی اپنی منزل تو مجھ سے مقابلہ مین دریغ نکر تلوار کمر سے کھینچ یہ سُنکے اژدر سیہ سر نے
وہی تیغہ خون آلودہ بہرام خون آشام پر مارا بہرام نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا اور وار اژدر کا

روک کے انکا وار کیا بہرام خون آشام کا وار اژدر نے روک لیا دیر تک ردوبدل ہوتی رہی آخر کار رستان
اژدر سیہ سر کا غالب آیا اور بہرام خون آشام ہاتھ سے اژدر کے زخمی ہوا بعد اسکے زخمی ہونے کے
شاہزادہ وحید الملک کو تاب نرہی مرکب کو جھکا کر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اور فرمایا لاضرب
بہادرون کی اژدر سیہ سر نے کہا کہ لے تو بھی لے یہ کہکر تلوار ماری وحید الملک نے وار اُسکا
نشست شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر قلم ہوئی اژدر نے سر پیچھے کھینچ تلوار سر مرکب پر پڑی
گردن مرکب کی قلم ہوئی اژدر نے جلدی سے زین خالی کیا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب وحید الملک
کو بے گردن کرے وحید الملک تلوار پھینک کر اژدر سیہ سر سے لپٹ پڑے اژدر سیہ سر بھی
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی افسران لشکر قریب آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے اژدر
سیہ سر بڑے تن و توش کا جوان ہی لپٹا ہی رہا اُدھر شاہزادہ وحید الملک بھی جس مقام پر قایم
ہو جاتے تھے مجال نہ تھی اژدر سیہ سر کی کہ لنگر اُکھاڑ دیتا شام تک کشتی رہی رات کو بھی علیحدہ
نہوئے دونون جانب سے روشنی آگئی ان دونون کو لڑنے کے سوا دوسرا کام نہ تھا غرضکہ خوب جنگ ہوئی کہ
قضائے کار از اتفاقات روزگار اُس طرف سے نمود جادو اپنا تخت سحر اُڑائے ہوئے چلی جاتی تھی
یہ ساحرہ شاگرد ہے مارگیر جادو حاکم قلعہ مارگیران کی اُسنے خبر سنی تھی کہ اہل اسلام اُستاد کے قلعہ کی طرف
آئے ہین تو یہ بہ ارادہ مدد مارگیر جادو چلی جاتی تھی اور اک مدت سے اژدر سیہ سر پر عاشق تھی مگر اژدر
نے چونکہ اُسکو اُسکی ہیئت اصلی پر دیکھ لیا تھا اس وجہ سے وہ وصل سے انکار کرتا تھا یہ سماریق کے
خوف سے اژدر جادو پر جبر نکر سکتی تھی اُسنے جو دیکھا میدان مین روشنی ہے اور دو جوان لڑ رہے
ہین اُسنے فتیلہ سحر روشن کرکے دیکھا تو اژدر سیہ سر کو پہچانا بس یہ پنجہ نکر گرا اور اژدر سیہ سر
کو لیے ہوئے چلی گئی وحید الملک جانب آسمان دیکھکر رہ گئے لشکر اژدر سیہ سر کا اپنے مقام پر
پھرا اُدھر شاہزادہ وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور سکندر رستم خو میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوئے مقتول مجروحون کو شفاخانہ مین بھیج دیا لیکن اول حال اژدر سیہ سر اور نمود جادو
کا سنیے کہ نمود جادو اژدر سیہ سر کو لیے ہوئے اک دامنہ کوہ مین پہونچی اژدر سیہ سر
تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا نمود جادو نے خیمہ سحر کو آراستہ کیا اسباب آسایش مہیا کرکے
سر اژدر سیہ سر کا اپنے زانو پر لیا اور خوب آراستہ ہو کر بیٹھی پری کی صورت بنی ہوئی تھی جس وقت
آنکھ اژدر سیہ سر کی کھلی تو سر اپنا اک نازنین کے زانو پر دیکھا نہایت خوش ہوا نازنین نے کہا او ظالم تو تو خوب
کشتی لڑ رہا تھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ پھر تم مجکو کیون اُٹھا لائین اب مجھے پھر سے محنت کرنا پڑیگی ایک
دن لڑ چکا تھا پھر دو پہر مین اور حریف کو زیر کر لیتا نمود جادو نے کہا کہ لڑنا بھڑنا اچھا یا معشوق کو بغل مین لیکے
سونا اچھا اژدر سیہ سر نے کہا کہ بظاہر تو یہی اچھا ہے لیکن انجام خراب ہے کہ قوت زائل ہو جاتی ہے نمود جادو
نے کہا کہ قوت بھی تو کس کام آئی اگر مین اُٹھا نہ لاتی تو کوئی دم مین تم گرفتار ہو جاتے اژدر سیہ سر نے کہا کہ
اگر یون گرفتار بھی ہو جاتے تو عذاب خداوند سماریق مین تو نہ گرفتار ہوتے کہ اُسکا حکم یہ تھا کہ جاکر شہر شاریہ
کو تاخت و تاراج کرو اور ان سرکشون کو جاکے گرفتار کر لاؤ یہ سنکے نمود جادو نے کہا کہ تم نہ گھبراؤ میرا
مطلب دل برلاؤ تمھارا مطلب بھی حاصل ہو جائیگا اژدر سیہ سر یہ سُنکے نہایت خوش ہوا مگر اُسنے اسوقت
نمود جادو کو پہچانا نہین یہ دھوکے مین رہ کے نمود جادو سے ہم بستر ہوا صبح کو نمود جادو نے اپنی صورت
اصلی دکھائی اور کہا کہ تو بہت مجھ سے بچتا تھا دیکھا تو نے کہ مین نے کیونکر تجھے اپنے دام تدبیر مین

پھنسا لیا اژدر جادو نہایت شرمندہ ہوا کہ اگر مین ایسا جانتا تو وصل اسکا کبھی قبول نکرتا مگر اب تو جو ہونا
تھا ہو ہی چکا تھا نمود جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب وہ انکار توجاتا رہا مجھے مجھسے کبھی عذر و انکار نہوگا لیکن کسی طرح
ان لوگون کو گرفتار کر دے کہ مین لیجا کر خداوند سارلیق کے سپرد کر دون یہ سنکے نمود جادو نے کہا کہ تو اپنے
لشکر کی طرف چل اور طبل جنگ بجوا صبح کو مین نقابدار سیہ پوش بنکے آؤنگی اور سبکو گرفتار کرکے لے آؤنگی
اژدر سیہ سپر یہ سنکے رخصت ہوا اور اپنے لشکر کی طرف چلا راستے مین کچھ لوگ اسکے لشکر کے اسکو ملے کہ وہ تلاش
مین اسکی چلے جاتے تھے اژدر سیہ سپر ان سبکے ساتھ اپنے لشکر مین آیا اہل لشکر نے نقارۂ خوشی بجایا
شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے ذرا خبر تو لاؤ ہرکارے گئے بعد کچھ دیر کے
آکر عرض کی کہ اژدر سیہ سپر اپنے لشکر مین آیا ہے اس خوشی مین اہل لشکر نے نقارۂ شادمانی بجایا ہے ادھر
اژدر سیہ سپر نے شام تک تو آرام لیا شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر ان شاہزادون کو
پہونچی کہ اژدر سیہ سپر نے نقارۂ رزمی بجوایا ہے انھون نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا تمام رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نیب دیگر
ہائے تھے ہنوز کوئی میدان مین نکلنے نہ پایا تھا کہ جانب صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا اور اک نقابدار سیہ پوش
پیدا ہوا سب متحیر تھے کہ یہ نقابدار کون ہے نقابدار نے میدان مین آکر آواز دی کہ معلم غضب خداوند سارلیق
ای خدا پرستو جسکو جان پیاری ہو وہ بھاگ جائے اور جسکو اپنے تئین عذاب مین پھنسانا اور گرفتار کرنا
ہو وہ میرے سامنے آئے منم نقابدار سیہ پوش یہ سنکے سرداران اسلام نے سارلیق قسم کو برا بھلا کہا اور
شاہزادہ سکندر رستم خو کو نہایت غصہ آیا وحید الملک ارادہ ہی کرتے رہگئے کہ سکندر مرکب کو جھکاکر سامنے
نقابدار کے آیا اسکا ولی مرکب برابر سے لیا ہوئے نقابدار نے نام پوچھا سکندر نے نام مع لقب
صاحبقرانی بتایا نقابدار ہنسا اور کہا کہ تجکو کیا زیر کیا گویا صاحبقران کو زیر کیا سکندر نے فرمایا کہ مجکو زیر کیا
تو گویا لشکر اسلام کا بازو توڑ دیا مجھ مین اور صاحبقران مین اگر ہوگا تو تھوڑا ہی سا فرق ہوگا نقابدار نے
کہا کہ لاضرب اپنی دیکھون تو تو کیسا صاحبقران ہے سکندر نے فرمایا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہین ہے
نقابدار نے یہ سنکر نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی مگر کام
نہ نکلا دیکھا سکندر نے کہ نیزہ بازی کے فن سے تو نقابدار چندان واقف نہین ہے مگر زبردست صرف
ہے کہ جھٹکے کھاتا ہے اور نیزہ ہاتھ سے نہین چھوڑتا ہے بس سکندر نے اک بند باندھ کے جو جھٹکا مارا تو سنان
نیزے کی نکل گئی لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی نقابدار نے بھی تعریف کی مگر نیزہ کو پھینک کر
تلوار کھینچ لی اور سکندر پر وار کیا سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لون
ممکن نہوا کشمکش ہونے لگی گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے سکندر بھی گھوڑے
سے کود پڑے اور نقابدار بھی کودا دونون مین کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی قریب شام نقابدار
نے سکندر کو اٹھا لیا اور یونہین ہاتھ پر بلند کیے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوگیا سرداران اسلام کو
سکتہ ہوگیا کہ سکندر وہ شخص ہے جو ثانی عالمشاہ رومی ہے اور صاحبقران اوسط کا خطاب اسنے پایا
ہے سات روز مین صاحبقران ثالث سے زیر ہوا تھا نقابدار کا اسکو دن بھر مین زیر کر لینا بعید سے
خالی نہین ہے غرضکہ یہ سب نہایت رنجیدہ اور بکمال غمگین واپس ہوئے وہان اژدر سیہ سپر نے بھی
طبل جنگ بجوا دیا یہان خبر ہوئی اس طرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریان
جنگ کی ہونے لگین وہان نقابدار سیہ پوش بنے وہی ملکہ نمود جادو جو سکندر کو لیے ہوئے

پہونچی تو ملازمین کے حوالے کردیا کہ اسے لیجا کے قید کرو آپ لباس بزم پہنا آراستہ ہو کے بیٹھے اور سکندر
کو طلب کیا ملازمون نے آسکے کہا کہ وہ تازہ قیدی سر پھوڑے ڈالتا ہی نمود جادو نے کہا اسے
میرے پاس لاؤ لوگ سکندر کو لیکر سامنے نمود جادو کے آئے نمود جادو سکندر کی طرف مخاطب
ہوئی کہ ای جوان رعنا تو کیون سر پھوڑتا ہی اگر تجکو اپنی اسیری کا غم ہی تو نوید رنج فضول ہی تجھے مین ہی
نازنین نے تو زیر کیا ہی کسی اور نے تو نہین زیر کیا ہی معشوق سے بھی زیر ہونے مین سکندر نے خیال کیا
کہ صورت تو اچھی ہی مگر یہ ساحرہ ضرور ہی ورنہ اک نازنین عورت مجھے کیا زیر کر سکتی علاوہ اسکے یہ بیحجابی اور
بیحیائی اس سن مین ہو نہین سکتی جو اسمین ہی یہ سحر کی رنگا میزی ہی یہ خیال کرکے نمود جادو سے
کہا کہ یہ اور بھی شرم کی بات ہی کہ مین عورت سے زیر ہو جاؤن نمود جادو نے کہا کہ جان جہان یہ تو
سوچ کہ مین کیسی عورت ہون ارے مین ساحرہ ہون سحر سے زور نہین چل سکتا اگر تو وصل میرا قبول کر
تو مین تجکو خداوند بنادون قیطول خداوندی پر بٹھا دون ساریق بن بقا کا ہمسر بنا دون یہ سنتے سکندر
نے کہا کیا جھک مارتی ہی مین کبھی وصل ساحرہ کا قبول نکرونگا خداوند باطل بنتے سے خداوند حقیقی کی عبودیت
ہزار درجہ بہتر ہی یہ سنکے نمود جادو کو برا معلوم ہوا اسنے پھر سکندر کو زندان مین بھجوا دیا اور آپ
سو رہی مگر نیند نہ آتی تھی جب صبح قریب ہوئی تو یہ کچھ رات رہے سے اٹھ کر نقابدار بنی اور درہ
کوہ سے نکلکر طرف قلعہ سرشاریہ کے روانہ ہوئی وہان طبل جنگی بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا
اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان شاخہائے درخت پر
مصروف زمزمہ سرائی ہوئے فوجون نے رخ میدان کارزار کا کیا دونون طرف کی فوجین وعدہ گاہ مصاف
مین آکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نسیب دیکر ہٹے ہی تھے کہ جانب صحرا سے
بگولہ گرد کا اڑا اور نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا آج نقابدار سیہ پوش نے آتے ہی شاہزادہ
شہنشاہ صف شکن کو ٹوکا اور آواز دی کہ مین نے سنا ہی تجھے بھی اپنے زور و طاقت پر ناز ہی دیکھون تو
کہ تو کیسا ہی خضر ان نے عرض کیا کہ ای شاہزادہ اسکے مقابلہ کو جانا اچھا نہین ہی دیکھا آپنے کہ کل سکندر
کی کیا حالت ہوئی اس پردہ نقاب مین کچھ اسرار معلوم ہوتا ہی شہنشاہ صف شکن نے ارشاد فرمایا
کہ خواجہ کہتے تو سچ ہو مگر وہ مجھے ٹوک رہا ہی اگر نہ نکلونگا تو مردان عالم طعنہ زن ہونگے اس سے
تو کشتہ ہو جانا اور مر جانا بہتر ہی یہ فرما کر مرکب کو چھیڑا اور سامنے نقابدار سیہ پوش کے آئے نقابدار
نے نیزہ مارا انھون نے نیزہ کو نیزہ پر لگا تھا دیر تک نیزہ بازی رہی انھون نے بھی نیزہ نقابدار کا
بیچ سے توڑ دیا نقابدار نے کہا کہ تم ہو کون کاتا ہو نہین بھی چلتا ہی تو بھی اپنی سی کر جاتے ہو یہ کہکر تیغہ کمر سے
کھینچ لیا اور سر پر شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کے وار کیا شہنشاہ صف شکن نے وار نقابدار کا رد کرکے
اپنا وار کیا نقابدار نے بھی وار شہنشاہ صف شکن کا رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر مرکب نقابدار کا
مار گیا نقابدار گھوڑے سے کود کر دوڑا کہ مرکب حریف کو بھی لے کر ڈالون شہنشاہ صف شکن بھی گھوڑے
سے کود پڑے نقابدار تلوار پھینک کے لپٹ پڑا شہنشاہ صف شکن بھی دست و گریبان ہوئے
کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو نقابدار نے شہنشاہ صف شکن کا بھی لنگر توڑا اور سر سے بلند
کرکے ہاتھ پر اٹھائے ہوئے جانب صحرا روانہ ہو گیا خضر ان نے جو یہ ماجرا دیکھا نہایت پریشان
ہوا اسکو یقین ہو گیا کہ اسمین کچھ اسرار ضرور ہی تعاقب مین نقابدار کے چلا کچھ دور گیا تھا کہ دیکھا نقابدار
نے یہ چلا ہی آتا ہی پلٹ کے آواز دی کہ او اجل رسیدہ کہان آتا ہی پلٹ جا ورنہ پچھتاے گا یہ سنتے

خضران آلٹے پاؤن پھر انقابدار نے شہنشاہ صف شکن کو بھی لیجا کے قید کردیا رات کو پھر نقارہ
رزمی بجا اور صبح کو لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نہیب
دیکر ہٹے تھے کہ پھر صحرا سے نقابدار سیہ پوش پیدا ہوا اور آج وحید الملک اسکے مقابلے کو نکلے
چونکہ وحید الملک سمجھ چکے تھے اور خضران نے بھی سمجھا دیا کہ جب نقابدار نے دن دن بھر مین شہنشاہ
صف شکن اور سکندر رستم خو کو زیر کر لیا تو تم بھی اسکے ہاتھ سے بچ نہین سکتے لہذا جہانتک ہوسکے
تلوار کی لڑائی لڑنا کشتی کی نوبت نہ آنے دینا وحید الملک نے کئی وار کیے سپر قلم ہوئی خود
کٹا مگر نقابدار کے بدن پر زخم نہ آیا انجام کار نوبت کشتی کی آگئی اور آج نقابدار وحید الملک
کو بھی باندھے لیے چلا گیا وحید الملک کی گرفتاری کے بعد سرشار شاہ اور مظفر اور عارف
بن معروف نہایت پریشان ہوئے وہان نقابدار نے وحید الملک کو بھی قید کیا اور اژدر سیہ پیر
سے کہلا بھیجا کہ اب مین کل ایک ہی روز مین جنگ کا خاتمہ کردونگی طبل جنگ بجوا اور زندانخانہ قیدیون
سے بھرے اژدر سیہ پیر نے اسی وقت طبل بجوا دیا ادھر اہل اسلام نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم
دیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین آج لشکر مین عجب طرح کا انتشار اور ہنگامہ تھا کہ دیکھیے کل
کیا ہوتا ہی یہ نقابدار خدا جانے کونسی بلا ہی کہ اسنے ایسے شیرونکو اس طرح زیر کر لیا جیسے کوئی
پہلوان بچون کو پکڑے جائے وہان تمو جادو جو اپنے مقام پر پہونچی تو اسنے وحید الملک سے
بھی سوال وصل کا کیا انھون نے بھی انکار کیا اور اسکو برا بھلا کہا اسنے وحید الملک کو زندانخانے
بھیجکر شہنشاہ صف شکن کو طلب کیا انھون نے بھی انکار کیا اس وقت یہ غصے مین پڑ رہی
کہ ہمارا مطلب دل کسی مسلمان سے پورا ہوتا غیر ممکن ہی یہ کام ہوگا تو پھر اسی اژدر سیہ پیر سے ہوگا
جب صبح ہوئی تو اسنے پھر نقاب سیہ چہرہ پر ڈالی اور لباس سیاہ پہنکر جانب قلعہ سرشاریہ روانہ
ہوئی یہان نقارہ بجتے بجتے صبح ہوئی ہنوز دونون لشکر میدان مین پہونچکر صف آرا ہونے پائے
تھے کہ نقابدار پہونچ گیا لیکن خضران نے سرشار شاہ کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ اگر سب سردار
گرفتار ہوجائین تو تم تقیہ کر لینا کہدینا کہ مین نے مسلمانون کے دباؤ سے اسلام اختیار کر لیا تھا مین
اپنے دین قدیم ہی پر ہون تاکہ نقابدار سلطنت سرشاریہ کو تباہ نکرے ورنہ تمام ملک تاراج ہوجائیگا
سرشار شاہ یہ سنکے رونے لگا خضران نے سمجھایا کہ تم کیون روتے ہو جبکہ تم یہ عذر پیش
کر دوگے تو تمھاری جان بھی بچیگی اور سلطنت بھی محفوظ رہیگی سرشار شاہ نے کہا کہ مین اس لیے
نہین روتا ہون بلکہ یہ خیال کرتا ہون کہ ابھی کل کس شد ومد سے ان شاہزادون نے آکر حکیم دانا
کو رہا کیا اس ملک کو اسلام آباد کیا آج وہ کس مجبوری کی حالت سے قید ہوکر پھر دربار سارلوق
مین جلتے ہین سارلوق اب انھین کاہیکو زندہ چھوڑیگا خضران نے کہا کہ یہ اندیشہ نکرو یہ لوگ
صاحب اقبال ہین انکو کوئی قتل نہین کر سکتا جبتک موت نہ آئے یہ اسی طرح سیکڑون بار اسیر
ہوئے ہین اور پھر رہا ہوے ہین انجام مین فتح کا سہرا انھین کے سر ہوگا کافرون کے لیے چاردن کی
چاندنی ہی دیکھی کل کی بات ہی کہ ہمارا مغرب سے کس طرح گرفتار ہوکے آئے تھے اور میان سارلوق
نے اپنے نزدیک جلوا دیا تھا مگر خدا نے پہلے سے حکیم دانا کو انکی حفاظت کے واسطے پیدا کر رکھا تھا
کہ صحیح وسالم نکل آئے بال بھی بیکا نہوا اسپر سرشار شاہ نے کہا کہ بہتر ہی مگر یہ مین انکی فہمایش سے
کرتا ہون اسکا کوئی الزام مجھپر نہ آئے مجھے اپنی جان اور سلطنت عزیز نہین ہی خضران نے کہا

الزام کا مین ذمہ کرتا ہون اگر تم اگر ایسا نہ کروگے تو ایک تمھارے ساتھ سارے ملک پر تباہی آجائیگی بہت سے
بندگان خدا کی جانین تلف و برباد ہونگی اول تو مین آج جان پر کھیل کے عیاری کرونگا جس طرح ہوگا اس
نقابدار کو مار کے اپنے شاہزادون کو رہا کرونگا اور بالفرض اگر مین نے قابو نہ پایا اور خود بھی اسیر پنجہ تقدیر
ہوا تو خدائے حقیقی کوئی اور صورت رہائی پیدا کردیگا یہ سنکے سرشار شاہ تو خاموش ہو رہا اور خضر الن اسیوقت
لشکر سے علیحدہ ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا یہان نقابدار سیہ پوش میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا
شاہزادہ مظفر بن غضنفر غازی اسکے مقابلہ کو نکلے غضنفر نے گھوڑا نقابدار کا بے کر دیا اور کئی
ہاتھ ایسے مارے کہ پورے پڑے لیکن جسم پر نقابدار کے کوئی اثر نہوا آخر نقابدار ایپٹ پڑا اور
پہر بھر کی کشتی مین غضنفر کو باندھ کر عیاران اژدر سیہ سر کے سپرد کیا کہ اسے لیجا کے قید کرو عارف
بن معروف نے جو دیکھا کہ بھائی میرا اسیر ہوگیا ہے یہ بھی آپڑا اور مارے تلوارون کے نقابدار کو
دم لینا دشوار کردیا آخرکار ہاتھ سے نقابدار سیہ پوش کے یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد بہرام خون آشام
نے مقابلہ کیا یہ بھی گرفتار ہوا کچھ دن باقی تھا کہ نقابدار سیہ پوش نے سرشار کی طرف دیکھکر آواز دی
کہ بس انھین لوگون کی حمایت پر تو نے اطاعت سارنیق سے روگردانی کی تھی سرشار شاہ نے کہا کہ
اے نقابدار اگر مین اطاعت نکرتا تو کیا کرتا مین نے اپنی جان بچائی ورنہ یہ لوگ مجھے کاہیکو زندہ چھوڑتے اژدر
سیہ سر نے کہا کہ جب مین نے نامہ لکھا ہے تو تو نے جواب مین تحریر کیا تھا کہ مین نے خوشی سے دین اسلام
اختیار کیا ہے اب یہ قول تیرا صحیح سمجھا جائے یا وہ قول سرشار شاہ نے کہا کہ اگر تو مجھسے تنہائی مین پوچھتا
تو مین بیان کرسکتا تھا تو نے علانیہ نامہ بھیجا اگر مین یہ ظاہر کرتا کہ مین بخوف جان مسلمان ہوا ہون تو قبل
تیرے یہ لوگ میرا ہی خاتمہ کردیتے بقول شخصے کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود
کا مصداق ہوجاتا اژدر نے کہا کہ یہ سچ کہتا ہے مگر اے نقابدار جو بنیاد فساد ہے وہ ابھی باقی ہے یعنے حکیم سودائی
دانا ابھی گرفتار نہین ہوا ہے یہ سنکر نقابدار نے سرشار شاہ سے حکیم کو طلب کیا اب سرشار شاہ نہایت
پریشان ہوا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین اک بیگناہ کو گرفتار کرکے کافر کے حوالے کردون یہ اسی فکر مین تھا
کہ حکیم سودائی دانا نے کہا مین موجود ہون اور اسی وقت لشکر سے سرشار شاہ کے علیحدہ ہوکر چلا
آیا اب نقابدار حکیم سودائی کو ساتھ لیے ہوئے جانب کوہ روانہ ہوا اور اژدر سیہ سر سے کہا کہ
تو بھی اپنے لشکر سمیت اور ان قیدیون کو لیے ہوئے دامنہ کوہ مین آ آج کی رات مین جشن کرونگی اور
کل پہلے قلعہ ماری گر پر جاؤنگی اسکے بعد خدمت خداوند مین چلونگی اور اسکے علاوہ اور جو سرداران
اسلام گرفتار ہونگے انکو بھی لیتی جاؤنگی سنا ہے کہ استاد کے قلعہ پر بھی خداپرستون نے یورش کیا ہے یہ کہکر
مع حکیم دانا کے جانب کوہ روانہ ہوئی حکیم سودائی دانا کو خیال تھا کہ شاید خواجہ خضر الن یا اور
کوئی ہماری رہائی کے واسطے آنے کا قصد کرے تو راستہ آسانی سے ملجائے یہ تصور کرکے رومال
پھاڑ کے اسکی چٹین جابجا پھینکتے ہوے چلے گئے جب نمود جادو دامنہ کوہ مین پہونچی تو حکیم سودائی دانا
کو بھی زندان مین بھجوادیا اور آپ جشن کی تیاری کی ادھر اژدر سیہ سر بھی مظفر بن غضنفر اور عارف
بن معروف اور بہرام خون آشام وغیرہ کی قید لیے ہوئے مع لشکر پہونچا اور گرد لشکر اتارا آپ صحبت
مین نمود جادو کے پہونچا وہان تو سب مصروف جشن ہین ادھر بیان خواجہ خضر الن نے صورت زنگی
گوئیے کی بنائی بین ہاتھ مین لی اور تلاش مین چلے دیکھا انھون نے کہ چٹین کپڑے کی جابجا پھیلی ہوئی
ہین خواجہ بھی دانائی مین فرد ہین انھین چٹون کی رہبری سے تا بہ دامنہ کوہ پہونچ گئے دیکھا کہ گرد لشکر

اور بیچ مین اک بارگاہ برپا ہی آواز ساز آرہی ہی یہ بھی تھیلا باندھے ہوے بین کاندھے پہ رکھے داخل لشکر ہوے
اہل لشکر سے پوچھا کہ یہان یہ کیسا جلسہ ہی اُن لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ نمود جادو نے جلسہ کیا ہی خضران
نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم ہی مین ملک مغرب سے آرہا ہون اور ساریلقیہ کو جاتا ہون راستہ مین یہان کا حال
معلوم ہوا مجھے خیال آیا کہ اس طرف بھی ہوتا چلون تاکہ شریک جلسہ ہون لوگ اسکو تا بہ بارگاہ پہونچا گئے
اور ملکہ نمود جادو سے اطلاع کی کہ اک بینا نواز آپکے اقبال سے آگیا ہی اگر اجازت ہو تو اُسے بلا لیا جاے
یہ سُنکے نمود جادو نے کہا کہ بلا لو خواجہ خضران بارگاہ مین داخل ہوے دیکھا کہ نمود جادو مسند پر
بیٹھی ہی پہلو مین اسکے اژدر سیہ مست بیٹھا ہی خضران نے سلام کیا اور سامنے بیٹھ گیا نمود جادو نے
پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی اور رہنے والے کہان کے ہو خضران نے نام اپنا آہنگ بین کار بتایا اور کہا کہ
مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون خدا برا کرے ان خدا پرستون کا کہ جیسے اُنکے قدم آئے اُسوقت
سے بہارستان مغرب پر خزان آگئی اور سنجاب شاہ مغربی مسلمان ہوگیا جن لوگون کو اپنا دین قدیم پیارا
تھا انھون نے کنارہ کشی کی بہت سے بندگان خداوند ساریلق شہر سے کنارہ کش ہوئے مین نے بھی
ساریلقیہ جانے کا قصد کیا تھا رستے مین قزاقون نے مال و اسباب لوٹ لیا مین بیدست و پا ہوگیا یہان سنا
کہ کچھ خدا پرستون کو آپنے اسیر کرلیا ہی مین اس شوق مین یہان آیا کہ آپکی قدمبوسی حاصل کرون اور
آپہی کے ساتھ ملک ساریلقیہ تک پہونچ جاؤن یہ سُنکے نمود جادو خوش ہوئی اور کہا کہ اچھا آج
روز جشن ہی تم اچھے وقت آگئے اگر مجھے خوش کروگے تو مین بھی خوش کردونگی یہ سُنکے خواجہ نے
بین اُٹھائی اور پردے اُسکے درست کرکے بجانا شروع کی نمود جادو محو ہوگئی اژدر سیہ نے
کہا کہ یہ تو باجا تھا کچھ گلے سے بھی کہو کہ لطف حاصل ہو اب خواجہ نے یہ غزل گنگنا کے شروع کی غزل

میان زیست رنجگی کس لیے فغان میری
قضا سے پہلے ہوئی بند کیون زبان میری

بہت خوشی سے وہ سُنتا ہی داستان میری
پسند کرتا ہی ظالم برائیان میری

ہر ایک لب پہ ہی کمبخت داستان میری
زمانے بھر کی زبان بنگئی زبان میری

جو ناگوار تمھین ہوتی ہو فغان میری
تو بوسہ لے کے کبھی کاٹ لو زبان میری

کرونگا ضعف کا اُس بدگمان سے شکوہ
خدا کرے کہین لکنت کرے زبان میری

جنون ہوا مجھے اس گل کی جامہ زیبی سے
اُڑائین جیب و گریبان نے دھجیان میری

تو ہی بتا دو کیون ایسے ضعف سے نفرت
چلے تو ذکر ترا اور تھکے زبان میری

خدا کرے نہ کبھی اُنکے کان تک پہونچے
بھری ہی درد سے کمبخت داستان میری

اگر اشارون ہی مین بات کرنی ہو مقصود
کہو تو لب نہ ہلائے کبھی زبان میری

نہ غیر حال ہو کسطرح حال کا میرے
کہین کہین سے وہ سُنتا ہی داستان میری

اُسی کے نام کی رٹ اور اُسیکا ہر دم ذکر
نہ جانے کیا مجھے سنوائیگی زبان میری

مرے سے مرکے نہ کمبخت کچھ ہوئی آگاہ
دہن مین رکھنے کے قابل نہین زبان میری

عیان ہی وصل کا اقرار بوسہ بازی سے
زبان اُنکی مین لیتا ہون وہ زبان میری

جو دیکھے آئینہ مین زلف و رخ غبار آلود
کبھی نہ خاک اُڑائے وہ بدگمان میری

بھلانے کس سے مرا ذکر کرتا ہو ظالم
تجھے اور یاد دلاتی ہین ہچکیان میری

لگے جان مین ہی دشمن سے دوستی کی اُمید
نکالے آرزوئین کیونکر آسمان میری

کچھ ایسا ہون رہِ الفت مین تیز جاتا ہون — کہ خاک بھی نہین پاتے ہین کاروان میری
زمین مل گئی مٹی مین اُس جگر کی سبب — جہان پہ خاک اُڑاتا ہے آسمان میری
نہین بھی گرتی ہے تو برق گر پڑنے کی ضرور — نہ رکھے دل مین کبھی الفت آشیان میری
تمہارا نام دہن مین رہے قیامت تک — دم اخیر اگر بند ہو زبان میری
مرے کلام کے آگے کلیم کیا ہین عدو — چلے تو لاکھ مین رُکتی نہین زبان میری

خواجہ خضران اس طرح گانے کہ تمام محفل جھومنے لگی اور سب محو ہوگئے ایک مرتبہ مین روک کر خواجہ خضران خاموش ہوگئے نمود جادو نے کہا کہ جمے ہوے رنگ کو کیون مٹاتا ہے کچھ اور گا خواجہ نے کہا کہ کیا گاؤن ادب کے خلاف ہے ورنہ کچھ عرض کرتا ملکہ نے کہا بیان کر خضران نے کہا کہ حضور کے یہان کچھ پینے پلانے کا چرچا نہین اور غلام اسکا عادی ہے اب آواز کام نہین دیتی نمود جادو نے کہا کہ مین بھی بہت عادی ہون لیکن تیرے گانے نے ایسا محو کردیا کہ کچھ ہوش ہی نہ رہا لے مین منگاتی ہون مگر افسوس کہ اسوقت کوئی ساقی گری کا جاننے والا نہین ہے خضران نے کہا کہ غلام کو اس کام مین بھی کمال حاصل ہے حضور کشتیان منگائین اور رانہاد وٹیہ عنایت کرین نمود جادو نے پوراجوڑا اپنا زرتار منگا دیا اب خواجہ نے وہ لباس زیب جسم کیا اور سامنے آئے اتنے عرصے مین یہان بھی کشتیان لاکے رکھی گئین خضران نے گانا شروع کیا اور جام وصراحی ہاتھ مین لیکر اشعار رندانہ پڑھتے ہوے اور ناچتے ہوے جام لبریز کرکے سامنے اژدرسیہ سر کے لائے اژدر نے ملکہ کی طرف اشارہ کیا نمود جادو کو اسوقت خیال آیا کہ سرحد مین دشمن کے جشن کرنا اور غیر آدمی کے ہاتھ سے شراب پینا احتیاط کے خلاف ضرور ہے مبادا یہ کوئی عیار ہو یہ سوچ کے اسنے ایک ڈبیا نکالی اور اسمین سے ایک پتلی نکال کے اس سے پوچھا کہ مین اسکے ہاتھ سے شراب پیون پتلی نے کہا کہ یہ جام شراب زہر سے کم نہین ہے شراب بیہوشی آمیز ہے اور ساقی عیار ہے آپکی گرفتاری کا ارادہ کرکے آیا ہے بس یہ سنتے ہی نمود جادو نے جام ہاتھ سے پھینک دیا اور آواز دی کہ او مکار یہ فریب ابکہان جاسکتا ہے خضران نے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ نمود جادو نے گھیر کے آواز دی زمین نے پاؤن پکڑ لیے ہر چند خضران نے نالہ و فریاد کی مگر نمود جادو نے نہ مانا اور انکو بھی زندانخانے مین بھجوادیا اور اژدرسیہ سر سے کہا کہ اب مین یہان ٹھہرنا مناسب نہین سمجھتی ہون صبح قریب ہے تم تو لشکر کو لیکر قلعہ مارگیر کی طرف بڑھو اور مین ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر آگے ہون بعد اپنے اُستاد سے ملنے کے خدمت مین خداوند کے چلونگی اژدرسیہ سر نے کہا کہ ایسا تو یہ بات خداوند کے خلاف ہے نمود جادو نے کہا کہ جب انھین کے دشمنون سے لڑتے اور انکو گرفتار کرتے جاتے ہین تو یہ انکے خوش ہونے کی بات ہے خلاف ہونا کیا معنے اژدرسیہ سر خاموش ہو چلے غرضکہ جب صبح ہوگی تو اژدرسیہ سر مع لشکر کوچ کرکے طرف قلعہ مارگیر کے روانہ ہوا اور نمود جادو نے اپنے قیدیون کو لیا اور ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر جانب قلعہ مارگیر روانہ ہوئے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان قلعہ مارگیر مین پہونچنا نمود جادو کا اور پیام ہونا صاحبقران سے اور طبل جنگ بجنا باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین - غزل بر آغاز داستان

دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین
پاس کہتے ہین کہین عاشق بدنام کہین
کوئی مدت سے ہے وابستہ کوئی تازہ پہنسا
نیک آغاز کہین ہے تو بد انجام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر روز کا آنا جانا
کفر مشہور کہین ہے تو یہ اسلام کہین
جیسے انکے رخ و گیسو کا ہوا ہی سودا
عرش کہتے ہین کہین یار ترا بام کہین
بخشئے صدقے مین کہے دیتا ہون لینگے نہ وہ چھٹ
دان سے کچھ گالیان ہو جائین انعام کہین
اڑ گیا رنگ جو چہرے سے گلو کے ای پاس

خلش خار کہین ہے کشش دام کہین
فصل گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام
یار کی زلف ہے زنجیر کہین دام کہین
باغ و صحرا مین تری جستجو کے مین نام جلا
صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام کہین
باغ و صحرا مین کسی طرح نہین جی لگتا
لوگ پاتے مین مجھے صبح کہین شام کہین
کسطرح آئین رے بانسری اک کے سبب
پہلے لینا نہ خبر دار مرا نام کہین
ہمتو ہین دور کھڑے بیٹھے مین ہانکتے جیسے
سیر کو باغ مین آیا تھا وہ گلفام کہین

میری تحقیر کہین ہوتی ہے اکرام کہین
غم صیاد کہین خطرۂ گلدام کہین
شادی وصل کہین ہے تو کہین ہجر کی رنج
کہین نرگس کہین آہو گل بادام کہین
آپکے عشق نے بدنام جہان مین کیا
دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین
ہر جگہ اوج پہ ہے دل کو ہمارے کیا کیا
اٹھکے جاتے نہین وہ گھر سے دو دم کو کہین
بوسۂ لب جو طلب کرتا ہے انسے اے دل
ہے یہ انصاف کی جا خاص کہین عام کہین

بیا بشنو ای ہمدم داستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد مارے جانے مار گیر جادو کے صاحبقران حق پژوہ یعنی **عادل کیوان شکوہ** نے اس قلعہ کو اسلام آباد کیا جب یہان کے انتظام سے فراغت پائی تو آگے چلنے کا قصد کیا تھا فصیل قلعہ پر ٹہل رہے تھے کہ اکمرتبہ جانب شمال سے ایک لکہ ابر زنگاری رنگ نمودار ہوا اور وہ ابر اسی طرف بڑھنے لگا یہانتک کہ آتے آتے سامنے قلعہ مار گیر کے نیچا ہونا شروع ہوا قریب زمین پہونچ کے وہ ابر شق ہوا اور اس ابر سے اک ساحرہ سیہ فام تخت پر سوار نمودار ہوئی ساتھ اسکے کچھ فوج ساحران بھی تھی اسنے زمین پر خیمہ سحر بپا کیا لشکر کو اتار اہر کارے لشکر اسلام کے روانہ ہوئے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ نمود جادو کوئی ساحرہ ہے کہ واسطے مدد مار گیر جادو کے آئی تھی یہان اہل اسلام کا قبضہ دیکھکر اسنے لشکر کو اپنے صحرا مین اتارا ہے عجب نہین ہے کہ قصد مقابلہ کرے **صاحبقران** نے یہ سنکر عزم اپنا فسخ کیا کہ دیکھا چاہئیے اس سے کیا ٹھہرتی ہے وہان نمود جادو نے لشکر کو اتارا طائران سحر اسکو خبر دے چکے تھے کہ مار گیر جادو مارا گیا اور مسلمان قلعہ پر قابض ہین بس اسنے اک نامہ تحریر کر کے طائر سحر کے گلے مین باندھا اور طائر کو اڑا دیا یہان دربار اندر قلعہ کے آراستہ تھا سب سردار بیٹھے تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ اک طائر نے آکر نامہ کو بادشاہ اسلام کے روبرو ڈال دیا اور اڑ کر روانہ ہو گیا بادشاہ اسلام نے نامہ کو دیکھا لکھا تھا کہ مین نے سنا ہے کہ آپ لوگون نے مار گیر جادو میرے استاد کو مارا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا اگر چاہون تو اس سے زیادہ سخت بدلا لے سکتی ہون کیونکہ سات سردار تمہارے جو بعض عزیز ہین اور بعض غیر میرے قبضہ مین ہین اگر چاہون تو اس ایک خون کے بدلے ان سبکو قتل کر ڈالون مگر چونکہ مین صلح پسند ہون مین نے انکو قتل نہین کیا ہے اگر آپ اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے اور جہان چاہیے چلے جائیے تو آپ کے حق مین بہتر ہوگا اور اگر یہ منظور نہو تو آمادہ جنگ ہو جیے مین طبل جنگ بجواتی ہون یا تو آپ رات بھر مین قلعہ کو خالی کر دیجیے یا بر سر مقابلہ آئیے یہ مضمون دیکھکر بادشاہ اسلام نے نامہ صاحبقران عالی مقام کے ہاتھ مین دیدیا صاحبقران نے بھی نامہ پڑھا اور مضمون نامہ سے تمام سرداران اسلام کو آگاہ کیا سب پریشان ہوئے کہ کون سے سردار اسکے قبضہ مین ہین طیطور نے عرض کی کہ اور سب سردار تو یہان موجود ہین ہون نہون وہی لوگ ہونگے جو ملک باختر مین گئے ہوئے تھے کل انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا اتنے مین طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی یہان بھی کوہ حربی نوازش مین آیا دونون

لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین جوانان اسلام درستی اسلحہ وآلات حرب مین مصروف ہوے اور ساحران
لشکر کفار نے سحر جگانا شروع کیے ہر طرف انگیاریان روشن تھین بخور گوگل رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کا ہو
رہا تھا آوازین یاسامری و یاجمشید کی بلند تھین اور نمود جادو نے اسم خوانی مین تمام رات بسر کی صبح
کو زندان مین آئی اور اک آئینہ سحر تیار کرکے لیتی آئی اور سب سردارون کو باری باری وہ آئنہ دکھا کر
سبکو قید سے رہا کردیا یہ سب لوگ بیخود ہوکر نمود جادو کا دم بھرنے لگے قلب انکے پھر گئے نمود جادو
سے کہا کہ ای ملکۂ آفاق ہم آپ کے تابع فرمان ہین جو حکم دیجیے اسے بجا لائین یہ سنکے نمود جادو نے
کہا کہ مین نے طبل جنگ بجوایا ہی کل صبح کو لشکر اسلام سے مقابلہ ہی ان لوگون نے کہا کہ ہمارے ہوتے
آپ کیون مقابلہ کرتی ہین اسلیے کہ امیر صاحب اسم اعظم ہین سحر انکا کچھ کر نہین سکتا اور علاوہ امیر کے
جتنے سردار لشکر اسلام مین ہین انکو ہم اسیر کرلینگے امیر کو بھی ہمسے مقابلہ کرنے مین پسینے آجائینگے صبح
کو تماشا دیکھیے گا نمود جادو نے کہا کہ اسی واسطے مین نے تم لوگون کو رہا کیا ہی یہ کہکر اپنے ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو اسلحہ اور آلات حرب وضرب دیے مرکب منگوائے اس انتظام مین
وہ وقت آگیا کہ نظم لگے ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادہ کہکشان + موذن اذان
سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اٹھے لوگ لے لے کے
انگڑائیان + جب بعد نماز صبح سواری بادشاہ اسلام کی نمودار ہوئی اور صاحبقران عالی مقام بھی مع سرداران
با احتشام میدان مین آکر صف آرا ہوے تو دیکھا کہ تخت پر نمود جادو سوار ہی پشت پر بارہ ہزار
ساحرین ہمراہ تخت کے شاہزادہ سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور وحید الملک
اور مظفر بن غضنفر اور ایک لڑکا ہی مظفر سے مشابہ چونکہ اس وقت تک اہل اسلام نے عارف بن
معروف اور بہرام خوش آشام اور حکیم سودائی دانا کو نہین دیکھا تھا اس وجہ سے نہین پہچانا کہ یہ کون لوگ
ہین لیکن ان لوگون کا اس طرح مسلح ہوکر میدان مین آنا دیکھکر سرداران اسلام نہایت متحیر تھے کہ یہ کیا
معاملہ ہی جسوقت صفین لشکر کی آراستہ ہوچکین اور میدان درست ہوگیا تو سب سے اول شاہزادہ سکندر رستم خو
نمود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور آواز دی کہ ای اہل اسلام تمنے بندگان خدا کو بہت
تکلیف پہونچائی ہی مجھے بھی اپنے ساتھ بہکا رکھا تھا مگر ملکہ نمود جادو کی بدولت وہ خیالات میرے
برطرف ہوئے اور اب مین نے یہ مذہب اختیار کیا کہ کسی کو ایذا نہ پہونچانا چاہیے نہ کسی کے دین ومذہب
سے تعرض کرنا چاہیے یہ سنکے سہراب بن رستم نے آواز دی کہ ای برادر تم صاحبقران جانشین رستم زمان
علمشاہ نوجوان ہوکر ایسی باتین کرتے ہو تمکو اس لکاتہ نے بہکا دیا ہی تم گرفتار سحر ہو سکندر نے کہا
کہ مین تو آزاد ہون گرفتار ہوتا تو میدان مین کیونکر آتا ملکہ نے مجھے قید سے رہا کردیا تھا مین نے خود ملکہ کے
دامن دولت کو چھوڑنا پسند نہین کیا سکندر کی اس مجنونانہ تقریر پر تمام سردار متحیر تھے اور افسوس کرتے
تھے لیکن عاقلون نے سمجھ لیا تھا کہ سکندر مسحور ہی سکندر رستم خو نے کچھ دیر تو انتظار کیا جب کوئی مقابلہ
کے واسطے نہ نکلا تو آواز دی ای عادل کیوان شکوہ معلوم ہوا کہ ہمین لوگون سے قوت صاحبقرانی
تھی ہمارے علیحدہ ہوجانے سے اب کوئی اس قابل نہ رہا کہ واسطے مقابلہ کے نکلے یہ طعنہ سنکر ظفرران
اسلام نہایت رنجیدہ ہوئے اور شاہزادہ ہوارب ثانی نے مرکب اپنا پرے سے نکالا سامنے تخت
بادشاہی کے آکر اجازت میدان مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کس سے لڑوگے وہ کون غیر ہی تم کون
ہوارب نے عرض کی کہ یہ بجا ارشاد ہوتا ہی لیکن حضور سن رہے ہین کہ سکندر کس طرح کی باتین کرتا ہی

بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بجا کیا ہی بعد صاحبقران کے سکندر ہی صاحبقران ہی یہ وہ سکندر ہی جسنے
بارہ برس کے سن مین پردۂ قاف مین جاکر سرکشان قاف کو مارا اور نیست کیا تمام قاف کو ابلیس
پرستون سے پاک کیا دیو تہمتن ایسے شخص نے اسکی فرمانبرداری قبول کی جو چہبیس سو من کا گرز
باندھتا تھا اور اس وقت وہ سحر مین مبہوت ہو رہا ہی اگر ایک دو کلمات نامناسب اسکی زبان سے
نکلے تو برداشت کرنا لازم تھے داراب نے عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو لوگ
کیا کہینگے بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر اجازت دی اس وقت بار دیگر داراب ثانی مرکب پر
سوار ہوئے اور سامنے شاہزادہ سکندر رستم خو کے آئے بعد گفتگوے بسیار نوبت نیزہ بازی
کی آئی کوئی سوا سو طعن چلی ہونگی کہ سکندر نے سنان نیزہ داراب کی نکال دی داراب نے دوڑ کر
چھڑ پر چھڑ ماری کہ دونون چھڑین ٹوٹکر زمین پر گرین سکندر نے مسکرا کے کہا کہ جان بچانے کے
پہلو بہت سے تمکو یاد ہین خراب اور جس حربہ پر تمکو ناز ہو وہ اٹھاؤ داراب نے دیکھا کہ اگر گرز اٹھاتا
ہون تو سکندر کا کیا کرونگا بس تلوار نیام سے کھینچ لی اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر تلوار ماری سکندر نے
تھپکی دی کہ تلوار رپٹ پڑی سکندر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لون مگر داراب
بھی ایسا تھوڑی ہی جسکو یہ آنا فانا مین بہت ہی جلد زیر کرسکین تلوار داراب کے ہاتھ سے نہ چھوٹی
لیکن دو ہاتھ سکندر نے اپنے سامنے داراب کو کھینچ لیا داراب نے بھی جو سنبھل کے زور کیا تو یہ
بھی ہاتھ بھر سے زیادہ سکندر کو کھینچ لائے اس کشاکش مین مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے
دانت نکال نکال کے بیٹھ بیٹھ گئے دونون شیر بیشۂ شجاعت مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی
تھوڑی ہی دیر مین زرہین پارہ پارہ ہو کے گرگئین سرداران اسلام قریب آگئے تماشہ کشتی کا دیکھنے
لگے پانچ شبانہ روز داراب اور سکندر مین کشتی ہوئی پانچوین دن قریب شام داراب کی یہ حالت
ہوئی کہ سانس پھول گئی دم چڑھنے لگا اور سکندر کی ایسی حالت نہ تھی اس وقت سرداران اسلام
نے دعا کی کہ خدا داراب کی عزت رکھے کہ یہ رشتے مین سکندر سے بڑے ہین اگر زیر ہوگئے تو کسیکو
منہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے قضاے کار و اتفاقات روزگار پاؤن داراب کا موش خانہ مین جا رہا
سکندر داراب کو لپیٹے ہوئے چلا آتا تھا کہ پاؤن داراب کا موشخانہ مین پھنسکے ٹوٹ گیا دفعتہ داراب
کی یہ حالت ہوئی کہ دست و پا مین لرزہ پیدا ہوگیا رنگ زرد ہوگیا سکندر نے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہی
داراب نے بیان کیا کہ پاؤن میرا موشخانہ مین جا رہا تھا ٹوٹ گیا سکندر نے داراب کو چھوڑ دیا
اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام داراب کو قفس مین ڈالکر اپنے مقام پر
لائے علاج ہونے لگا وہان نمود جادو نے سکندر کی بڑی تعریف کی شہنشاہ صف شکن نے فرمایا
کہ ای ملکہ آج میرے نام پر طبل جنگ بجوا دو نمود جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا خبر اہل اسلام کو
ہوئی کہ آج شہنشاہ صف شکن نے فرمائش کرکے اپنے نام طبل جنگ بجوایا ہی سرداران اسلام
کو افسوس ہوا کہ دیکھیے کیا زمانہ کی گردش ہی کہ جو اپنے خون جگر تھے وہی تشنہ خون ہوگئے ہین یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو پھر دونون لشکر دعویٰگاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے آج شہنشاہ
صف شکن نمود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور مبارز طلب ہوئے شہنشاہ گوہر کلاہ
نے کہا کہ مین جاتا ہون اور شہنشاہ صف شکن کو سمجھاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسا ارادہ

نہ سمجھیے یہ لوگ نشۂ سحر مین چور ہو رہے ہین انپر نصیحت کارگر نہوگی امیر با توقیر تو شہنشاہ گوہر کلاہ کے سمجھانے
مین رہے لیکن رفیع البخت نے مرکب اپنا بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت میدان
چاہی بادشاہ اسلام نے مجبوراً انکو بھی اجازت دی رفیع البخت سامنے شہنشاہ صف شکن کے
آئے نگاور چلی کہ طبقہ زمین کا ہل گیا سنبھل سنبھل کے نیزے ہاتھون مین لیے اور مصروف نیزہ بازی ہوے
دیر تک نیزہ بازی رہی ایسے جھٹکون پر جھٹکے چلے کہ نیزون کی سنانین ہنا ہین تشریف لیگئین چھڑ پر چھڑ
پڑنے لگی چھڑین بھی ٹوٹ ٹوٹ کے مانند مسواک کے گر گئین اب سنبھل سنبھل کے گرز اٹھائے
پہلے ضرب رفیع البخت نے لگائی کہ مرکب شہنشاہ صف شکن کا مارا گیا شہنشاہ صف شکن نے
دوسرا مرکب طلب کیا اور اپنا وار کیا رفیع البخت کا مرکب بھی مارا گیا آخر نوبت کشتی کی آئی دو دن
مین چھ روز کشتی رہی آخر رفیع البخت کا بھی کولا اتر گیا اس وقت تک شہنشاہ صف شکن کے
زور کا حال نہ کھلا تھا آج سبکو معلوم ہوا کہ یہ بھی کچھ ہین لوگ رفیع البخت کو لے گئے اور شفاخانہ مین
داخل کیا وہان نمود جادو میدان سے بھر گئی دل مین کہتی تھی کہ اگر مین سحر سے ان لوگون کو گرفتار
نکر لائی تو اژدر سیہ سر اُنسے کیا مقابلہ کر سکتا ضرور گرفتار ہو جاتا یا مارا جاتا آج وحید الملک نے اپنے
نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہان خبر ہوئی اس طرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر صبح کو میدان
مصاف مین آکر صف آرا ہوے وحید الملک نمود جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئے مبارز طلب
کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے سوچا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اولاد کے برابر ہے میرا کہنا ضرور مانے گا بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر سامنے وحید الملک کے آئے وحید الملک نے کہا کہ بھائی صاحب کیا قصد ہے شہنشاہ
گوہر کلاہ نے فرمایا کہ اے وحید الملک تم چھوٹے بھائی ہو فرزند کے مقام پر ہو میری نصیحت کو قبول
کرو اس ساحرہ نے تمکو بہکا دیا ہے اپنے عزیزون سے نہ لڑو ورنہ انجام مین پچھتاؤگے جسوقت یہ ساحرہ
ماری جائیگی اور تمپر سے اثر سحر برطرف ہوگا اُس وقت سوا پچھتانے کے کچھ نہ بن پڑیگی یہ سُنکے وحید الملک
نے کہا کہ اگر ملکہ عالم کی شان مین کوئی لفظ بُرا کہیے گا تو مین کچھ بھی خیال نکرونگا کہ آپ کون ہین اور مین
کون ہون کسکی مجال ہے کہ ہمارے ہوتے ملکہ آفاق کے دشمنون کو قتل کر سکے آپ اگر بارادہ پیکار
آئے ہین تو تلوار کھینچیے ورنہ تلوار رکھ کے پلٹ جائیے یہ سُنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کو غصہ آیا فرمایا کہ
او بے ادب ہم سے زیادہ تجکو اس ملکہ کا خیال ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ مین تیرے سامنے ہتھیار سونپ دون
وحید الملک نے نیزہ اٹھایا اور کہا کہ بس زیادہ سخت کلامی اچھی نہین ہے ورنہ مین بھی سخت کلامی
کرنے مین ذرا بھی تامل نکرونگا یہ کہتے ہوے بڑھے اور نیزہ سینے پر شہنشاہ گوہر کلاہ کے مارا شہنشاہ
گوہر کلاہ نے ترچھے ہوکر خالی دیا اور اپنا بھالا سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک نیزہ بازی ہوئی کچھ
کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی گھوڑے نے شہنشاہ گوہر کلاہ کے سکندری کھائی تیغہ سر پر
بیٹھتا تا دو ابروؤن تک اتر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ ہاتھ سے وحید الملک کے زخمی ہوے لوگ آکر انکو
لے گئے وحید الملک نے پھر مبارز طلب کیا شاہزادہ جمہور آئے یہ بھی زخمی ہوے کئی سردارون
کو وحید الملک نے زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے چوتھے روز عارف
بن معروف نے میدان مین آکر اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ مین پوتا اسد غازی کا ہون اس وقت
اہل اسلام عارف بن معروف سے آگاہ ہوے معدول بن عدیل نے کہا مین جا کے سمجھاتا ہون
اور اپنی قرابت جتاتا ہون جس وقت معدول بن عدیل بن عادی سامنے عارف بن معروف

کے آنے تو کہا کہ ای لڑکے تو مجھے بھی جانتا اور پہچانتا ہی ہم تم ایک دادا کی اولاد ہین اور مین رشتہ مین تیرا دادا
ہوتا ہون اسد غازی میرا چچازاد بھائی تھا عارف نے کہا مین ان باتون کو نہین جانتا اگر تم مسلمانون
کے شریک ہو تو مجھے اپنا تشنہ خون سمجھو مجھپر کوئی نصیحت تمھاری کارگر نہو گی یہ کہکر تلوار ماری معدل
بن عدیل ہاتھ سے عارف بن معروف کے زخمی ہوے اسی طرح چار پانچ سردارون کو عارف بن
معروف نے زخمی کیا دوپہر اسنے میدان داری کی بعد عارف کے منظر بن غضنفر نے میدان مین نکلکر
مبارز طلب کیا منظر کے ہاتھ سے بھی کئی سرداران اسلام زخمی ہوے یہ لوگ رعایت کرتے تھے
کہ انکی قتل مین بدنامی ہی کہ بیخود و بیہوش ہین اگر یون گرفتار ہو سکین تو انکو گرفتار کرلین اور منظر کہین
چوکتا نہ تھا بلکہ دھوکے دیکر سردارون کو زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے واپس
ہوئے آج صاحبقران نے ممانعت کردی کہ خبردار کل کوئی سرداران لوگون کے مقابلہ کو نہ نکلے مین خود انسے
مقابلہ کرونگا جس وقت خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی تو صاحبقران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا اور خدا سے
دعا کی کہ تو مدد کر کل ان لوگون سے سامنا ہی جو مجھسے کسی طرح کم نہین ہین خصوصاً سکندر روشنتاش صف شکن
جب رات گزر کر صبح ہوئی تو حسب معمول دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دیکر ہٹے ہین تو صاحبقران نے اپنے عیار سے ارشاد فرمایا
کہ میدان کو قرق کر طیفور نے کلاہ اپنی اُچھالی علم اژدہا پیکر جلوہ گری پر آیا معلوم ہوا کہ صاحبقران
خود مقابلہ کے واسطے تیار ہین کوئی اور شخص قصد مقابلہ نکرے ادھر جو سرداران اسلام نے دیکھا
کہ آج صاحبقران سے سامنا ہی تو بہرام خون آشام مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت نمود جادو
کے لوٹا آیا اجازت میدان مانگی نمود جادو نے کہا کہ جا خداوند باختر تیرا حافظ و نگہبان ہی بہرام خون آشام
میدان مین آیا اور لاف زنی کرنے لگا چونکہ امیر با توقیر میدان کو قرق کرا چکے تھے صف سے علحدہ ہوے
اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوے بادشاہ اسلام نے تخت
رکھوا دیا اور صاحبقران سے ملکر اجازت میدان دی امیر با توقیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان مین آئے بہرام خون آشام سے فرمایا کہ تو کون ہی بہرام خون آشام نے کہا کہ مین خداوند
باختر کا خالو اور شاہزادہ وحید الملک کا غلام ہون مجکو شاہزادے نے ایک ہی زور مین زیر کیا تھا
فرمایا کہ لا حربہ اپنا بہرام نے نیزہ مارا صاحبقران نے نیزہ اُسکا ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
بہرام کے چھوٹ گیا بہرام نے غصہ مین آکر تلوار ماری صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا اور اپنے عیار کے سپرد کردیا یہ دیکھکر وحید الملک کو غصہ آیا
کہ میرے سردار کو صاحبقران نے گرفتار کرلیا بس مرکب کو چمکا کر سامنے صاحبقران کے آئے
اور آواز دی کہ آپنے کیا کمال کیا جو میرے سردار کو اسیر کرلیا اسی طرح ایک زور مین مین نے بھی
اسکو گرفتار کیا تھا معلوم ہوا کہ میری اور آپ کی قوت برابر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای وحید الملک
اگر یہ نشہ تمھارے سر مین ہی کہ مین ہمسر صاحبقران ہون تو آزمایش کرلو کہ یہی گو ہی یہی میدان
وحید الملک نے یہ سنکے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ اگر آپ صاحبقران ہین تو مین صاحبقران
بن صاحبقران ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر گانتھا طعنین چلنے لگین دیکھا عادل
کیوان شکوہ نے کہ باوجود کم سن ہونے کے وحید الملک کہین چوکتا نہین ہی پس آواز دی
کہ ای وحید الملک تمنے اپنے سن سے زیادہ فن سپہگری کو حاصل کیا ہی مگر اس بندہ کو تو کچھ تو دیکھو

ہمارا تمہارا فرق بتانے والے یہی ہین ہم مین یہ فرما کر کوئی ایسا بند باندھا کہ وحید الملک کی سمجھ مین نہ آیا اور رفت
نیزہ نکل گیا بس لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی وحید الملک نے خفیف ہوکر گرز اپنا سنبھالا
اور سر صاحبقران پر وار کیا صاحبقران نے بھی گرز سام بن نریمان کو چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا صاحبقران نے گرد سے نکل کر
بہت تعریف کی لیکن اپنی ضرب وحید الملک پر نہین لگائی اُس وقت وحید الملک نے صاحبقران
کو قسم دی اور کہا کہ آپ بھی مجھپر ضرب لگایئے کہ مجھے بھی تو فرق معلوم ہو صاحبقران نے یکدستی ضرب
وحید الملک پر لگائی اس ضرب سے مرکب وحید الملک کا مارا گیا وحید الملک نے قصد کیا کہ مرکب
امیر کو بھی بے کرون صاحبقران گھوڑے سے کود پڑے اور فرمایا کہ ای وحید الملک جانور کا
کیا قصور ہے وحید الملک نے امیر ربع پر تلوار کا وار کیا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا زور ہونے
لگے سردار ترتیب آکر تماشا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوے دونون جانب سے
روشنی آگئی خلاصہ یہ کہ پانچوین روز صاحبقران نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر گرایا اور اسیر کرنے آئے چونکہ دماغ وحید الملک کا اثر سحر سے خراب ہو رہا تھا فہمائش کا اثر نہوا
مجبوراً زندان مین بھجوا دیا نمود جادو کو اسیری وحید الملک کا نہایت ملال ہوا کہ طبیعت اسکی
وحید الملک پر مائل تھی اور اسنے پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان صاحبقران نے بھی نقارہ رزمی بجوایا
تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال
و جدال نقیب نیسے دیکھ رہے تھے کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے مرکب کو جولان کیا اور میدان مین
آکر سراپا میدان کا دکھایا بہتر سے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم گوراست
کرکے آواز دی ای عادل کیوان شکوہ وہ وقت دوسرا تھا کہ مین نے تم سے مقابلہ نکیا اب تمھارا
دوسرا طریقہ ہے مین اور راستے پر ہون آج لطف مقابلہ اٹھیگا اور تمکو معلوم ہوگا کہ سکندر صاحبقران
ہے یا مین صاحبقران ہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر یہ حال تو طلسم اسرار باطنی مین جب مین
تم ایک ہی میدخانہ مین تھے ظاہر ہوگیا تھا کہ تمھاری ضرب سے تا کلو فیل زمین مین غرق ہوا تھا اور میری
ضرب سے پورا فیل غرق ہوگیا تھا سکندر نے کہا کہ اگر پہلی ضرب تمنے لگائی ہوتی اور دوسری ضرب
مین نے لگائی ہوتی تو بھی یہی انجام ہوتا کیونکہ میری ضرب سے زمین اتنی نرم ہوئی کہ فیل گلے تک غرق
زمین ہو گیا اور تمھاری ضرب سے صرف سر فیل غرق زمین ہوا جو بینا ہین وہ اسی سے فرق سمجھ لینگے
کہ کسکی ضرب کا لنگر زیادہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر اس وقت تک میرے تمھارے
خلاصہ مقابلہ نہین ہوا تھا یہ راز پوشیدہ تھا اور لوگ شک کر سکتے تھے لیکن اب تم اپنے ہاتھون
سامنے مردان عالم کے اُس فرق کو ظاہر کیا چاہتے ہو مین تم سے مقابلہ مین عاجز نہین ہون مین نے
سنا ہے کہ تم سات روز مین شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث سے زیر ہوئے تھے مین نے
نو روز مقابلہ کیا تھا اور نوین دن مجھکو نیچا لے گیا تھا یہ فرق تو ایسا تھا کہ عالم عالم دیکھ رہا تھا بس یہ سنتے
سکندر طیش مین آیا اور کہا کہ پھر ان باتون سے کیا حاصل یہی گو ہے یہی میدان آج میرے تمھارے
فیصلہ ہی کیون نہو جائے صاحبقران نے فرمایا مجھے کچھ عذر نہین ہے اور مرکب کو جھکا کر سامنے سکندر
رستم خو کے آئے سکندر نے سپر سنبھالی اور کڑک کر کے دوا باگ کا لیا ادھر صاحبقران عادل
کیوان شکوہ نے جو دیکھا کہ یہ بقصد لگاو رزنی آتا ہے تو سپر سنبھالی درمیان میدان مین لگاو رچلی یہ معلوم

ہوا کہ زمین ہل گئی سپر سے سپر جو لڑی دونوں سپروں سے پھول جھڑنے چنگاریاں اڑین مرکب سکندر
کا تین قدم اور مرکب صاحبقران حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا یہ اتنا فرق تھا جسکا اندازہ عام نظرین
ہونا مشکل تھا مگر دیکھنے والوں نے دیکھ لیا سکندر نے برچھا سنبھالا اور سینۂ صاحبقران عالیشان
پر وار کیا صاحبقران نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا طعنیں چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانیں
نکال کے گتھ گئے ہیں سرداران اسلام دیکھ کے رہے تھے اور وجد کر رہے تھے ہر مقام پر سکندر چاہتا تھا
کہ نیزہ صاحبقران کا توڑ دوں یا سنان نیزہ نکال دوں مگر ممکن نہوتا تھا پس اک مقام پر صاحبقران
نے نیزہ کو اپنے بیرخ دکھایا سکندر ترچھے ہو کر نیزہ کو اڑا لے چلا صاحبقران نے وہیں سے رخ
بدل کے جو جھٹکا مارا تو قریب تھا کہ نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکلجائے لیکن سکندر ہی ایسا تھا
جسنے کہ نیزے کو سنبھال لیا مگر سنان نیزہ مانند تیر اڑے کے اڑ کر بلند ہوئی ہر طرف سے واہ واہ کی صدا
بلند ہوئی ممولوک بن مالک نے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ بات آپ ہی کے واسطے ہے ادھر سکندر
نے شرمندہ ہو کر چھڑ پر چھڑ ماری کہ دونوں نیزے ٹوٹ گئے پس ڈانڈوں کو ہاتھ سے
پھینک کر اپنا گرز آرا سے گرز سے لیا۔ وہی دیو ہفتمن والا گرز ہے جسکا وزن چوبیس سو من کا ہے اک
برچہ کوہ ہے ادھر صاحبقران نے وہی گرز سام بن نریمان اٹھارہ سو من کی ضرب کو اٹھا کر چہرے
کی پناہ کیا سکندر نے گرز کو اپنے سر پر چرخ دیا اور خبردار خبردار کہکر دودستی ضرب سر صاحبقران پر
لگائی صاحبقران نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین
ہول سے شق ہو گیا کمر مرکب کی ٹوٹی سکندر نے نعرہ کیا کہ دم وپست کردم عیار صاحبقران
دوڑا ہوا آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں
ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہیں طیفور نے آواز دی کہ یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے کہ حریف
لاف زنی کر رہا ہے صاحبقران سمجھ چکے تھے کہ مرکب نہ بچا ہوگا آخر کر مرکب سے دوسرا مرکب طلب کیا
یہ مرکب مرگلی ہو چکا تھا طیفور نے دوسرا مرکب حاضر کیا صاحبقران نے فرمایا اے طیفور اگر میں
نہوتا تو سوا سکندر کے لائق صاحبقرانی کوئی نہ تھا وہ ضرب لگائی ہے کہ ضرب بدیع الملک کا
مزا آگیا جب صاحبقران اپنے مرکب پر سوار ہوئے تو سکندر نے آواز دی کہ اے عادل کیوان شکوہ
تمکو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تم بھی دو دستی ضرب لگانا اور کوتاہی نکرنا اسوقت عادل کیوان
شکوہ نے بھی نعرہ مارا اور گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو
سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر نے اسی گرز دیو ہفتمن پر وار صاحبقران کا روکا لیکن
گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا اتنی گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا
مرکب تنگ تنگ غرق زمین ہو گیا ہاتھ تو قائم رہے مگر سکندر پر بیہوشی سی طاری ہو گئی بدن میں
سستی سی پیدا ہو گئی صاحبقران ضرب لگا کر ہٹے اور آواز دی کہ بوخیر اسکی خضران دوڑا ہوا آیا گرد
گرد کی چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا سکندر بہوش کھڑا ہے ہر بن مو ہر مو سے پسینا
بہ رہا ہے لیکن ہاتھ دونوں اسیطرح مانند ستون فولادی کے قائم ہیں اسمیں فرق نہیں ہے آواز دی کہ اے
صاحبقران اوسط ہوشیار ہو جیے یہ کہکے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا سکندر کو ہوش آیا دیکھا سکندر نے
کہ مرکب مر چکا ہے خضران سے کہا کہ واللہ ضرب بدیع الملک سے جو حالت میری ہوئی تھی وہی
اس ضرب سے بھی ہوئی یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور تلوار کھینچکر چلا کہ مرکب کو عادل کے پے کر دوں

عادل کیوان شکوہ گھوڑے سے علیحدہ ہوے اور کہا ای یار عزیز جانور کا کیا قصور ہی سکندر نے
تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور گریبان مین ہاتھ ڈال دیا صاحبقران بھی دست و گریبان ہوئے دونون
طرف کے سردار قریب آ گئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے تمام سردار نگاہ غور سے دیکھ رہے تھے کہ آج
صاحبقران اوسط اور صاحبقران ربع مین مقابلہ ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بیان تمام دن کشتی رہی
تمام رات کشتی رہی صبح کو بھی علیحدہ نہوے کہانتک بیان کیا جاے سات شبانہ روز کشتی رہی آٹھوین
روز عادل کیوان شکوہ نے زور مین سکندر کو زیر کیا مگر سینہ تک لاکے چھوڑ دیا سر سے بلند
نہ کیا تاکہ اور لوگون مین اور سکندر مین فرق باقی رہے اور طبل بازگشت بجوا کر خیمہ کی جانب پھرے نمود جادو
تو تصویر حیرت بنی ہوئی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ ایسے بھی مقابلے ہوتے ہین کہ سات سات آٹھ آٹھ
روز تک لڑ رہے ہین اور کوئی تھکتا نہین یہان صاحبقران سکندر کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے
دنگل پر متمکن ہوے اور فرمایا کہ ای سکندر ای صاحبقران اوسط کیا ارادے ہین سکندر نے بگڑ کے
جواب دیا کہ اب آپ مجھکو صاحبقران کہکر مضحکہ کرتے ہین مین ہرگز صاحبقران نہین ہون اگر
صاحبقران ہوتا تو آپکو زیر نہ کر لیتا فرمایا کہ اسکا ملال نکرو تم دوسرے درجے کے صاحبقران ہو
مین بھی تمکو سر سے بلند نکر سکا سکندر نے کہا یہ آپنے رعایت کی عادل نے قسم کھائی کہ مین نے تمپر
رعایت نہین کی تم مین اور مجھ مین جو فرق ہی وہ خداوند حقیقی نے تمام عالم کے سامنے ظاہر کر دیا بعد
میرے تمہین صاحبقران ہو سکندر نے کہا یہ باتین اُسوقت تک زیبا تھین جبتک مین اور آپ
ایک مذہب رکھتا تھا اب مین صانع کل کا مذہب رکھتا ہون اور آپ خدا پرست ہین بہتر یہی ہی کہ
مجھے تندانخانہ مین بھجوا دیجیے یا قتل کر ڈالیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر ہم تم ایک
دادا کے پوتے ایک خون ہین کیونکہ ہو سکتا ہی کہ مین تمہارے ساتھ یہ بدسلوکی کرون سکندر
نے کہا مین نے آپکے ساتھ کونسا سلوک نیک کیا تھا مین اگر باندھ لیجاتا تو بغیر دین خداپرستی چھڑوائے
باز نہ آتا یا قتل کرتا یا قید رکھتا عادل نے کہا کہ تم اپنے ہوش مین نہین ہو قلب تمہارا سحر نمود جادو
نے برگشتہ کر دیا ہی یہ فرما کر پانی طلب کیا اور اسم اعظم اُس پانی پر دم کر کے سکندر کو پلایا اُسوقت
سکندر اپنے ہوش مین آیا اور شرما کے گردن نیچی کر لی اور عادل کیوان شکوہ سے شکایت
کی کہ جب آپ جانتے تھے کہ یہ نشہ سحر مین چور ہی تو پہلے ہی کوئی تدارک کیون نہ کیا آپکو میرا ذلیل کرنا
منظور تھا جس کچھ قباحت نہین مردان عالم نے دیکھ لیا کہ صاحبقران کون ہی عادل نے سکندر
کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای برادر اگر مین اُس وقت قابو پاتا تو پہلے ہی تمکو ہوشیار کر دیتا بعد اسکے
صاحبقران نے وحید الملک اور بہرام خون آشام کو بھی پانی پلایا برکت اسم اعظم سے یہ لوگ
بھی ہوش مین آئے وہان نمود جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تمام دھر بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات تیاریان جنگ کی ہوتی رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ شاہزادہ صف شکن میدان مین آ گئے
دیکھا کہ سکندر اور وحید الملک لشکر اسلام کے ساتھ میدان مین آئے ہین شہنشاہ صف شکن
نے سکندر کو طعنہ دیا کہ ای سکندر تجھے بھی قابو پرستی اختیار کر لی زیر ہو کر صاحبقران کے مطیع
ہو گئے خیر کچھ پروا نہین مین اُس شخص کا پوتا ہون جو ثانی صاحبقران تھا اور اُسنے کبھی دعوے
صاحبقرانی نہین کیا مین نے بھی وہی روش اختیار کی تھی مگر اب مین تیار نہین رہون آج صاحبقران کو

معلوم ہوگا یہ کہکر آواز دی کہ ای عادل کیوان شکوہ تم رشتے مین میرے پوتے ہو لہراسپ نوجوان میرے بھائی اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم میرے چچا ہوتے تھے مین تم سے ہرگز مقابلہ نکرتا مگر اب مجبور ہون لیکن کہ تم مسلمان ہو اور مین یہ مذہب نہین رکھتا بکراہت تجھ سے مقابلہ کرتا ہون لیکن ذرا سوچ سمجھ کے میرے مقابلہ پر آنا یہ سنکے عادل کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہرچند آپ رشتے مین مجھسے بڑے ہین لیکن سن مین زیادہ بڑے نہونگے اور آپ ہی مجھے ٹوک رہے ہین ورنہ مین خود آپ سے لڑنا نہ پسند کرتا یہ فرماکر میدان مین تشریف لائے ابتدا نیزہ بازی سے ہوئی سترہ یا اٹھارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نیزے بیکار ہوگئے اب سے جھٹکے چلے کہ سنانین بنانین نکل گیئن اور ڈانڈون کے بھی ٹکڑے ہوگئے نیزون کو بیکار سمجھ کے پھینک دیا اور گرز بلند ہوے ایسی ضربین چلین کہ طبقے ہل ہل گئے مرکب مارے گئے ہر ضرب مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ حریف پیوند خاک ہوا یہانتک کہ نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز کشتی رہی اس وقت شہنشاہ صف شکن نے پانی طلب کیا صاحبقران نے اپنے عیار سے کہہ رکھا تھا کہ پانی اسم اعظم دم کرکے مین تجھے دیے دیتا ہون پلا دینا تیرا کام ہے بس اُدھر تو شہنشاہ صف شکن نے پانی مانگا اُدھر طیفور نے دوڑکر پانی دیا چونکہ طیفور خضران کی صورت بنا کھڑا تھا شہنشاہ صف شکن نے بے تامل پانی پی لیا پانی پیتے ہی پھریری سی آئی اور جیسے آنکھین کھل گیئن کہا مین یہ مین ایسے کیون لڑ رہا ہون عادل کیوان شکوہ نے کہا کہ آپ گرفتار سحر تھے شہنشاہ صف شکن نے لاحول پڑھا اور کہا کہ اب مین آپسے نہ لڑونگا خدا نے آپ کو صاحب اسم اعظم اور صاحبقران وقت کیا ہے اُدھر خضران نے دیکھا کہ یہ دوسرا خضران کہان سے آگیا جسنے شہنشاہ صف شکن کو پانی پلایا صاحبقران تو شہنشاہ صف شکن کو اپنے ساتھ لیے ہوے پلٹ آئے نقارہ خوشی بجا شہنشاہ صف شکن کی زور و طاقت کی امیر نے نہایت تعریف کی اور فرمایا کہ لائق صاحبقرانی آپ ہین شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ بابا صاحبقران وہی ہے جسے خدا صاحبقران بنائے مجھے اگر قوت صاحبقرانی دی ہے تو تمھین صاحب اسم اعظم کیا ہے لوازم صاحبقرانی تمھین مین جمع ہین اگر مین اپنے ہوش مین ہوتا تو ہرگز تم سے مقابلہ نکرتا اور یہ بھی تمھارا کام تھا کہ میرے ٹوکنے پر بھی تمکو غصہ نہ آیا اور حلم سے کام کیا لایق اس عہدے کے تمھین ہو مجھے یہی روش پسند ہے جو میرے جد نامدار عمرو بن حمزہ یونانی کی تھی آج یہ پورے طور سے قائم مقام عمرو بن حمزہ کے اور سکندر قائم مقام علم شاہ کے ہوگئے اور انھون نے لباس بھی اپنا بدل دیا سرخ پوشی ترک کرکے سپید پوشی اختیار کی اور حالت نقابداری مین یہ نمد پوش اور سکندر ببر پوش اور رحیم الملک پلنگینہ پوش ہوگئے ادھر صاحبقران نے اپنے عیار سے فرمایا کہ ای طیفور کسی طرح خضران کو ہوشیار کرو ورنہ ساری محنت خاک ہو جائیگی جن لوگون کو ہمنے سات سات روز مین اپنا کیا ہے انکو خضران دم بھر مین پھر وہین پہونچا دیگا مین کہانتک مقابلے کیا کرونگا طیفور نے کہا کہ آپ خیال کرسکتے ہین کہ خضران عمرو ثالث ہین اور شاہ عیاران ہین اُنپر میری عیاری چل سکیگی فرمایا کہ کیا عمرو نے کسی عیار سے دھوکا نہین کھایا طیفور نے کہا وہ اتفاقی فعل تھا مگر خیر تعمیل ارشاد مین مجھے عذر نہین ہے آپ تھوڑا سا پانی مجھے پڑھ دیجیے یہ کہکر ایک قلمی شیشے کی نکال کے صاحبقران کو دی امیر نے اسم اعظم پڑھ دیا طیفور یہان سے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر مل کے جانب لشکر ساحران روانہ ہوا جستہ جستہ لشکر ساحران مین پہونچا تو دیکھا کہ بازار کھلا ہوا ہے لوگ سودا خرید رہے ہین اور خواجہ خضران دوکانداروں سے روزہی تحصیل کرتے پھرتے ہین

طیفور خضران سے آگے بڑھ گیا لشکر کے سرے پر اک کلال کی دوکان تھی اتفاق سے اُسکو پیشاب
معلوم ہوا وہ دوکان سے اُتر کر پیشاب کرنے لگا طیفور نے پشت کی جانب سے ناک مل دی یہ تو
وہین ڈھیر ہوا طیفور اُسکی شکل بن کے دوکان پر آبیٹھا خواجہ خضران دوکانداروں سے تحصیلتے ہوئے
اُس کلوار کی دوکان پر بھی پہونچے کلوار نے وہی قلم نکال کے پیش کی خضران نے اس نئی حرکت پر
کلوار کو غور سے دیکھا اور کہا کہ تو عیار ہے مجھے فریب دینا چاہتا ہے کلوار نے کہا کہ خواجہ ہینے تو آپ کی
بڑی تعریف سنی تھی مگر معلوم ہوا کہ آپ بہت جلد بجواس ہو جاتے ہین اگر آپ یہ سمجھتے ہین کہ اسمین بیہوشی
ملی ہوئی ہے تو لیجیے آدھی قلم مین پیے لیتا ہون یہ کہکر آدھی قلم حلق مین اُنڈیل لی خضران نے کہا کہ
کل کا واقعہ یہ ہے کہ صاحبقران نے اپنے عیار کو اسم اعظم پڑھ کے پانی دیدیا تھا اُسنے شہنشاہ
صف شکن کو پانی پلادیا وہ ثمود جادو سے برگشتہ ہوگئے مجھے یہ خیال ہے کہ ایسا نہو ویسی صورت
میرے ساتھ بھی ہو تو ساتھ اس ملکہ عالم کا چھوٹ جائے طیفور ہنسا اور کہا کہ بھلا آپ کی عقل کہان ہے اب
اہل اسلام نے شراب پینا ترک کردی ہے وہ اسکو نجس جانتے ہین بھلا نجس چیز پر اسم اعظم پڑھا جاسکتا
ہے یہ بات خضران کے ذہن نشین ہوگئی کہ کلوار سچ کہتا ہے مگر پوچھا کہ تجھے یہ باتین کیونکر معلوم ہوئین
کلوار نے کہا کہ پہلے میری دوکان لشکر اسلام ہی مین تھی جب اُن لوگون نے شرابخواری ترک کی تو مین کافرون
کے ساتھ رہنے لگا خضران نے کہا تو مسلمان ہو کے پھر کافر ہوگیا کلوار نے کہا مین نہ مسلمان ہون نہ
کافر مین تو شکم پرست ہون جہان کھانے کو ملے یہ کہکر قلم اُٹھا کر اپنے پاس رکھ لی کہ اگر آپ کو نہین
لینا منظور ہے اور کچھ شک ہے تو جانے دیجیے خضران نے کہا کہ اب شک میرا رفع ہوگیا لاؤ دیدو
مدت کے بعد آج شراب پینے کو جی چاہا ہے اب مین دین اسلام مین نہین ہون جو شراب سے پرہیز کرون
طیفور نے جب لاکر دیا تو قلم دی خضران نے وہین کھڑے کھڑے قلم حلق مین اونڈیل لی قلم مین
شراب کے بدلے آب انار تھا خضران کی آنکھین کھل گئین اثر سحر برطرف ہوا قلم ہاتھ سے پھینک
دی اور کلوار پر آنکھین نکالین کہ تونے غضب کیا ایسا مجھے بہکایا کہ مین نے شراب پی لی دیکھیے اس
گناہ کبیرہ کی کیونکر بخشش ہوتی ہے طیفور نے کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خواجہ یہ شراب نتھی
آب انار تھا مجھے آپ نے پہچانا خضران نے طیفور کو گلے لگالیا اور کہا کہ اے طیفور معلوم ہوا کہ بعد
میرے گلیم اور زنبیل کا سوا تیرے کوئی مالک نہوگا طیفور نے کہا کہ خیر یہ تو خدا کو معلوم ہے اب کیا کرنا
چاہیے خضران نے کہا کہ چلو عیاری کرکے سرداران اسلام کو رہا کرے چلین طیفور نے کہا چلیے
خضران نے کہا کہ ابھی میرے حال سے کوئی واقف نہین ہے کہ مین اسیر سحر ہون یا اپنے ہوش مین
آگیا ہون لیکن تم سے لوگ کھٹکینگے طیفور نے کہا کہ مین کبابی بن کے آتا ہون آپ آگے چلیے
خضران نے اس رائے کو پسند کیا خضران تو طیفور سے علحدہ ہوا اور خیمہ مین منظفر بن غضنفر
کے آیا یہان عارف بن معروف اور حکیم سوداوی دانا بھی موجود تھے یہی باتین ہورہی تھین کہ
آج تو طبل جنگ بجا نہین ہے لیکن کل ضرور نقارہ گرزمی بجیگا ہم اگر لڑے بھی تو صاحبقران سے
عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے پھر کیا کرنا چاہیے خضران نے کہا کہ اگر کہیے تو مین جا کر بیہوش کرکے اُٹھا لاؤن
منظفر نے کہا کہ اسمین بدنامی ہے علاوہ اسکے تم کس کسکو گرفتار کروگے ہرچند کہ تم شاہ عیاران ہو
لیکن وہان ایک لاکھ اسی ہزار پیک بچہ ہے جو تمھارے ہی ماتحت رہے تھے اُنکی حفاظت مین سے
سردارون کا لانا کوئی آسان بات نہین ہے ملکہ ثمود جادو خود کوئی انتظام کرینگی اتنے مین کبابی نے

آواز لگائی خضران نے بارگاہ سے نکلکر کبابی کو بلا لیا مظفر نے کہا کہ خواجہ ہمارے واسطے بھی کباب
لے لو خضران نے پلٹون مین کباب لیکر تینون آدمیون کے سامنے رکھدیے جنہون نے کباب کھائے
وہ حیران ہوا کہ یہ ہم اک کافرہ کے شریک کیون ہوے اور صاحبقران سے کیون برسر مقابلہ آئے مل کر
امیر سے عذر کرنا چاہیے مظفر نے کہا کہ خواجہ تجھ سے عجب ہے کہ تم نے رفاقت امیر سے منہ موڑا
حکیم سوائی دانا نے بھی یہی کلمہ کہا عارف بن معروف نے کہا کہ بھائی صاحب پھر ان باتون سے تو کچھ
حاصل نہین یہان سے جلد نکل چلیے ورنہ پھر گرفتار ہو جایئے گا طیفور بولا کیا بولن کا اٹھا کر چلتا ہوا خضران
ان سبکو ساتھ لیکر لشکر سے نکلا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لشکر کفار کے لوگ نہ سمجھے کہ یہ لوگ
کہان جاتے ہین اور کیون جاتے ہین سب سے پہلے طیفور خدمت صاحبقران مین پہونچا اور سلام
کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیفور کیا کیا طیفور نے عرض کی کہ حضور بھلا شاہ
عیاران پر عیاری کرنا آسان کام نہین ہے اپنی خود گرفتار ہو گیا ہوتا بمشکل اپنی ہی جان بچائی صاحبقران
نے گردن نیچی کر لی اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ خواجہ خضران مع عارف بن معروف
اور مظفر بن غضنفر اور حکیم سوائی دانا آتے ہین صاحبقران نے چند سردارون کو واسطے استقبال
کے بھیجا لیکن یہ خیال گذرا کہ شاید کوئی پیام لاتے ہین جسوقت خضران سامنے آیا تو مودب ہوکے سلام
کیا اور عرض کی کہ صاحبقران مجکو شاہزادہ بدیع الملک اسواسطے چھوڑ گئے تھے کہ آپ کا
عیارانہ تجربہ کار ہے لیکن اب میری ضرورت نہین معلوم ہوتی ہے یہ کہکر طیفور کی نہایت تعریف کی کہ مین
ہوشیار ہو گیا تھا مگر اسنے ایسا دھوکا دیا کہ مین اسکے فریب مین آگیا مین نے اور عیارون سے بھی دھوکا
کھایا ہے لیکن ہوشیار ہو جانے کے بعد کبھی دھوکا نہین کھایا ہے صاحبقران نہایت خوش ہوے سب
سردارونے نقارۂ شادمانی پر چوب لگی اب خضران نے حکیم سوائی دانا کا حال اور ملک باختر کی کیفیت
بیان کی صاحبقران نے اپنے عیار کو بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور ایک خلعت حکیم سوائی دانا
کو دیا کہ انھون نے بھی باختر مین بڑی خیرخواہی کی تھی طیفور کو جسقدر روپیہ اور وہ خلعت ملا تھا سب خضران
کو دیدیا اور کہا کہ میرے پاس ایسی چیزون کے رکھنے کا ٹھکانا نہین ہے خواجہ بہت خوش ہوے اور فرمایا
کہ یہ سب امانت رہیگا اسلیے کہ مین خوب جان چکا ہون کہ بانہاے عیاری کا وارث سوا تمہارے کوئی نہین
ہے لیکن خبر اس طبل شادمانی کی نمو دجادو کو ہوئی کہ جو سردار اور عیار باقی تھے وہ بھی جاکر امیر سے
شریک ہو گئے نمو دجادو نے طائران سحر سے پوچھا کہ یہ کیونکر جاکے شریک ہوگئے سحر کو میرے
کسنے باطل کیا طائران سحر نے کہا کہ عیار امیر کا آیا تھا اُسنے خضران کو شربت بلایا اور سردارون کو
کباب کھلائے تم اسکے بعد سے اثر سحر زائل ہو گیا اس سے زیادہ ہم نہین جانتے یہ سنکر نمو دجادو سمجھ
گئی کہ یہ فعل سوا اسم اعظم کے دوسری چیز کا نہین ہے بس اسنے غصہ مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسی وقت نقارہ گرز می پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر صاحبقران کو ہوئی امیر نے بھی کوس
حربی بجوایا خضران نے کہا کہ آج آپ بارگاہ سلیمانی مین قیام رکھیے اسلیے کہ صبح کو ساحرہ سے سامنا
ہے ایسا نہو وہ اسم اعظم بند کرنے کی فکر کرے نمو دجادو نے تمام رات کوشش کی مگر قابو نہ پایا
کہ اسم اعظم بند کر لی جب صبح ہوئی تو صاحبقران خیمہ سے برآمد ہوے نماز صبح سے فراغ
حاصل کر کے اسلحہ تن پر آراستہ کیے اور آلات حرب و ضرب لگا کر مرکب پر سوار ہوے اور راہ میدان
کا لی اُدھر نمو دجادو تخت سحر اڑا کر میدان مین آئی لیکن پشت پر فوج ساحران جانوران سحر کی

سوار ساتھ تھے جسوقت طرفین مین تیاری رزم ہو چکی تو صحرا سے ایک گرد پیدا ہوئی اور آنے آنے دامنہ گرد شگافتہ ہوا
دیکھا کہ اژدر سیہ سر ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے چلا آتا ہے سکندر رستم خو نے اسکے حالات
سے صاحبقران کو مطلع کیا اُدھر نمود جادو نے ساحرون کو اسکے استقبال کے واسطے بھیجا لوگ گئے
اور اژدر سیہ سر کو استقبال کر کے لائے اسنے پوچھا کہ کیا حالت ہے نمود جادو نے سب کیفیت بیان
کی اور کہا کہ اچھا ہوا جو تم آ گئے اب مین تمھارے ہی ہاتھ سے ان خدا پرستون کو زک دلواؤنگی یہ کہکر طبل
بازگشت بجوایا اور میدان سے پھر گئی اُدھر اہل اسلام اپنی فرودگاہ پر آئے عادل کیوان شکوہ
نے فرمایا کہ اب یہ کوئی کرشمہ سحر کا دیکھیگی سکندر رستم خو نے کہا کہ مالک سرشار یہ مین بھی اسنے یہی
کیا تھا کہ نقاب دار سیہ پوش بنکے آئی تھی اور سبکو اسیر کر لے گئی تھی ہم سب اسکے ہاتھ سے اسیر ہوئے
تھے فرمایا خیر دیکھا جائیگا وہان نمود جادو نے ایک بازو بند تیار کیا اور اژدر سیہ سر کو دیا کہ اسے
تو اپنے بازو پر باندھ لے کوئی حربہ تجھپر اثر نکریگا اور اب مین اسم اعظم تمھورا لیع کا بند کرنے جاتی ہون
یہ کہکر وہان سے قمری بن کے اڑی اور متصل بارگاہ صاحبقران کے ایک درخت پر جا کے بیٹھ رہی
وہان اژدر سیہ سر نے طبل جنگ بجوا دیا اُدھر لشکر صاحبقران مین بھی کوس حربی بجا تمام رات تیاری
جنگ رہی خضر ان نے صاحبقران کو بارگاہ سلیمانی سے نکلنے نہ دیا جب صبح کو امیر با توقیر سوار
ہونے کے واسطے بارگاہ سے باہر آئے تو طیفور نے کہا کہ یا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے چلیے
امیر نے جیسے ہی اسم اعظم پڑھنے کا قصد کیا ایک طائر زفیلتا ہوا آیا اور تین چکر سر صاحبقران کے
لگا کر اڑتا ہوا چلا گیا اب جو امیر خیال کرتے ہین تو اسم اعظم یاد نہین نہایت پریشان ہوئے طیفور
تو اسی وقت سے غائب ہو گیا امیر با توقیر لشکر میدان مین لیکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اژدر
سیہ سر میدان مین آیا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نعرے دیکر ہٹ گئے تو اژدر سیہ سر
نکلا اور بعد سلح شوری مبارز طلب ہوا شاہزادہ بلقیس بن قمبور نے مرکب اپنا نکالا اور بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آئے بعد گفتگوے بسیار اژدر سیہ سر نے نیزہ
مارا بلقیس نے نیزہ کو نیزہ پر کاٹا طعنین چلنے لگین چند طعن مین بلقیس نے ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے
نیزہ ہوائی کیا اژدر سیہ سر نے تلوار کھینچ لی اور وار کیا بلقیس نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا غرضکہ
کئی ضرب کی رد و بدل مین شاہزادہ بلقیس ہاتھ سے اژدر سیہ سر کے زخمی ہوئے بعد اسکے
تہمتن گرد سردار سکندر رستم خو نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا عنقا سے کوہ پیکر نکلا یہ بھی زخمی
ہوا شام تک اژدر سیہ سر نے چند سردار زخمی کیے اور چند سردارون کو جان سے مارا شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے دوسرے روز پھر اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے کئی سردار
زخمی ہوئے اسی طرح تین چار روز کی میدان داری مین اژدر سیہ سر نے چالیس سردارون کو
زخمی کیا اور بارہ سردار شہید ہوئے پانچوین روز پھر صف بندی ہوئی دونو جانب سپاہ جمع ہوئی نہیں نکلا ہے اور ہر ایک
یہ خیال کرتا ہے کہ اس سے لڑکر سوا زخمی ہونے کے اور کیا حاصل ہوگا اور اژدر سیہ سر برابر بہے مار رہا ہے کہ ہم
غضب خداوند باختر کہ ایک مرتبہ لشکر شاہزادہ آصف انجم طلعت کے علم جلوہ گری پر آئے اور انھون
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر گھوڑے سے اتر مجرا بجا لائے اجازت
میدان چاہی فرمایا کہ اب تو آپ نکل چکے جائیے خدا نگہبان ہے آصف انجم طلعت سلام رخصت
کر کے بار دیگر مرکب پر سوار ہوئے اور سامنے اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر لگا ورزن ہوا

شاہزادہ آصف انجم طلعت نے سنبھل کے تگاورماری کہ پانچ قدم مرکب اژدر سیہ سر کا دوڑ گیا اور حسب عادت
دو قدم مرکب آصف انجم طلعت کا پیچھے ہٹا کہ باگ کو پھیر اژدر سیہ سر سامنے آیا اور تلوار کمر سے کھینچکر آصف
انجم طلعت پر وار کیا آصف انجم طلعت نے دھارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرا ہاتھ بند کمر کی طرف
بڑھایا اژدر سیہ سر بھی دست و گریبان ہوا مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے زور کشمکش
کے ہونے لگے دونوں طرف کے سردار قریب آ گئے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوے دونوں
جانب سے روشنی آگئی بادشاہ اسلام فرمارہے ہیں کہ آصف انجم طلعت نے بڑی ہوشیاری
کی ہے اب کشتی میں اسکو باندھ لا مینگے غرضکہ تین شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن آصف انجم طلعت
نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑا اور سر سے بلند کر کے چاہتے تھے کہ زمین پر ماروں کہ دفعتہً بجلی کڑکی اور
نمود جادو پنجہ بنگری اور اژدر سیہ سر کو اٹھا لے گئی چونکہ شام ہو چکی تھی طبل باز گشت بج گیا دونوں
لشکر میدان سے پھرے بادشاہ اسلام آصف انجم طلعت پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ
سلیمانی ہوئے وہاں نمود جادو جو اژدر سیہ سر کو لیم لگاے گئی تو صحرا میں اتری اور کہا کہ آج طبل جنگ
نہ بجوانا میں یہ انتظام بھی کیے دیتی ہوں کہ بزور بھی کوئی تجکو زیر نہ کر سکے یہ کہکر اسنے صحرا میں چوکہ دیکر
رات بھر اسم خوانی کی اور اک ہیکل تیار کر کے رکھی اژدر سیہ سر اپنے لشکر میں آیا رات بسر کی صبح کو
نمود جادو آئی اور اژدر سیہ سر کو ہیکل دے کے کہ گئی کہ اب کوئی اندیشہ نہیں رہا نہ تو حربہ اثر کر سکتا ہے نہ زور
چل سکتا ہے ایک روز تو کل سرداروں کو اسیر اور قتل کر اور ایک روز نقابدار بنکر میں میدانداری کروں گی بس
چند ہی روز میں ان خدا پرستوں کا خاتمہ ہو جائیگا یہ کہکر چلی گئی یہاں اژدر سیہ سر نے پھر طبل جنگ بجوایا
لشکر اسلام میں بھی نقارہ رزمی بجا جب صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں تو پھر
اژدر سیہ سر میدان میں آیا اور پکارا کہ ای آصف انجم طلعت کل میرے تمہارے فیصلہ نہوسکا تھا
کہ مجکو بچہ لیگیا تھا اب آج میں بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہ ہٹونگا یہ سنکر آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے میں ہر وقت تیری سرکوبی کو موجود ہوں یہ فرما کر مرکب کو چھیڑا اور سامنے
اژدر سیہ سر کے آئے اژدر سیہ سر نے کہا کہ صرف زور کی آزمایش میرے تمہارے باقی رہگئی تھی وہی ہونا
چاہیئے نیزہ و شمشیر کی لڑائی تو خوب ہو چکی تھا میں شک نہیں کہ فن نیزہ بازی کو تم لوگوں سے بڑھکر کوئی
نہیں جانتا ہے یہ کہکر مرکب سے اتر کر کشتی پر آمادہ ہوا آصف انجم طلعت بھی گھوڑے سے کودے دونوں مائل کشتی ہوئے
ہتھیار رکھ دیے اور دست و گریبان ہو کر زور کرنے لگے تین پہر کامل کشتی رہی یا تو شام کو آصف انجم طلعت
نے لنگر اژدر سیہ سر کا توڑا اچھالیا اژدر سیہ سر نے تین پہر میں آصف انجم طلعت کو باندھ لیا بس دیکھکر
برجیس بن اکوان کو تاب ضبط نہ رہی بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے اژدر سیہ سر کے آیا
اژدر سیہ سر نے آصف کو تو زندان میں بھجوا دیا اور برجیس بن اکوان سے کہا کہ او طفل تو مجھ سے
کیا مقابلہ کریگا برجیس نے کہا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں کہ جب تو نے والد ماجد کو اسیر کر لیا تو میں تیرا
کیا کر سکتا ہوں مگر مجکو تو انکے پاس پہونچنا منظور ہے کہ جس حال میں وہ ہوں اسی حال میں میں بھی ہوں
یہ سنکر اژدر سیہ سر نے کہا کہ ای برجیس تجھے شرم نہیں آتی کہ تو اکوان تاجدار خداوند طاق کا
فرزند ہو کر اس خدا پرست سے ایسی محبت رکھتا ہے کہ اسے اپنا باپ کہتا ہے برجیس نے کہا کہ اسوقت
خداوندی اکوان تاجدار کی کہاں گئی اگر خداوند تھا تو بندوں کے ہاتھ سے کیوں مارا گیا چونکہ باپ
میل حق پر نہ تھا اس وجہ سے میں نے اسکی روش اختیار نہ کی اور یہ بندگی جنگجویں والد اپنا

کہتا ہون خود باپ میرا اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیگیا ہی اور اُنکی بدولت مین نے راہ راست پائی ہی انھین کی تربیت
و تعلیم اٹھائی باپ سے زیادہ اپنے حال پر شفیق پایا اگر مین یہ کہتا ہون تو کیا بیجا کہتا ہون یہ سُن کے اژدر
سیہ سر نے کہا کہ آصف انجم طلعت نے جو تیری مان کے عشق مین اپنے کو آگ مین گرادیا تھا معلوم
ہوتا ہی کہ تو نطفہ سے بھی آصف ہی کے ہی ورنہ ایسی باتین نکرتا بس یہ سنکر چہرہ غصہ سے برجیس کا
سُرخ ہوگیا لیکن ضبط کر کے آواز دی کہ او ملعون مین حلالی ہون حرامی نہین ہون مین پیدا ہو چکا تھا
جب طلسم نہ طاق فتح ہوا ہی اور اُسکے قبل کسی نے بھی خداپرستون مین سے میری مان کو دیکھا تھا
مجکو فرزند آصف ہونے سے کبھی انکار نہوتا بشرطیکہ الساور اصل بھی ہوتا اسلیے کہ آصف انجم
طلعت کو مین اکوان تاجدار سے بہتر جانتا ہون اسی سے اُنکے دین کو اختیار کیا اور اپنے
باپ کے آئین سے روگردانی کی خداپرست کبھی زن شوہردار کو اپنے اوپر جائز نہین سمجھتے ہین ورنہ مین
عوض دم بھرنے کے آصف اور اپنی مان دونون کا تشنہ خون ہوجاتا اور اس طرح اطاعت نکرتا یہ سُنکے
اژدر سیہ سر نے کہا کہ اگر تو یہ نہ کہیگا تو کیا یہ کہیگا کہ اُس شخص کی مان سے اور آصف سے تعلق تھا
بس یہ سُنکے برجیس سے ضبط نہوسکا اور اژدر سیہ سر کو نیزہ مارا اژدر سیہ سر نے نیزہ کو پکڑ کر
جھٹکا دیا کہ ہاتھ سے برجیس کے نیزہ نکل گیا برجیس نے تلوار ماری اژدر سیہ سر نے سر آگے بڑھادیا
تلوار سر پر پڑتے ہی اسطرح اُچٹ گئی گویا سنگ پر پڑی بس اژدر سیہ سر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
اور اپنی طرف کھینچا کہ برجیس سامنے اژدر سیہ سر کے آرہا اژدر سیہ سر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو برجیس کو اُٹھا لیا اور طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا اہل اسلام کو سخت
تعجب ہوا اور تمام لشکر اسلام مین چرچا تھا کہ اتنی کسی کی مجال نہین کہ آصف کو اس طرح زیر کرے بادشاہ
اسلام اور امیر عالی مقام بھی نہایت پریشان میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے وہان اژدر
سیہ سر نے پھر طبل جنگ بجوادیا جب صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین ہونچکر صف آرا ہوے
ہنوز اژدر سیہ سر نے قدم آگے نہ بڑھایا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی اور اک نقابدار آئینہ پوش
پیدا ہوا میدان مین آکر پکارا کہ باکشش اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمناے مرگ آرزو
قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سُنتے ہی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر سامنے نقابدار کے آئے نقابدار آئینہ پوش نے کہا کہ برمن نگر بس جیسے ہی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے آئینون پر نظر ڈالی بیخودی طاری ہوئی خیالات پلٹ گئے نقابدار آئینہ پوش سے کہا کہ اب مین
آج سے تیرا مطیع ہون نقابدار نے کہا اچھا میری طرف چلے آؤ آصف انجم طلعت کو تو اژدر سیہ سر نے اڑ کے
اسیر کیا تھا یہ بے لڑے نقابدار کے شریک ہوکر اُسکے لشکر مین چلے گئے نقابدار نے پھر
مبارز طلب کیا آپ کی اس صف سے قران فیل سوار مقابلہ کو گیا اُسکی بھی وہی حالت ہوئی جو شہنشاہ
گوہر کلاہ کی ہوئی تھی یہانتک کہ شام تک مین شہنشاہ گوہر کلاہ اور تمام اُنکے سردار اس طرف سے
جاکر نقابدار کے شریک ہوگئے نقابدار سبکو ساتھ لیے ہوے جانب صحرا روانہ ہوگیا ادھر صاحبقران
حیران و پریشان داخل بارگاہ سلیمانی ہوے اُدھر اژدر سیہ سر اپنی فوج کو لیے ہوے واپس ہوا
خلاصہ یہ کہ تین چار روز کی میدانداری مین چار پانچ سو سردار لشکر اسلام کے اسیر ہوے ایک میدانداری
نقابدار آئینہ پوش کرتا ہی ایک میدانداری اژدر سیہ سر کرتا ہی نقابدار کے ساتھ کوئی نہین ہی
جو سرداران اسلام اُسکے مقابلہ کو گئے تھے اور نقابدار کے شریک ہو گئے تھے وہی سب ہمراہ نقابدار

کے آتے ہین اور جو سردار اژدر سیہ سر نے اسیر کیے ہین وہ سب اژدر سیہ سر کے یہان قید مین اور نقابدار
لگے گیا ہی کہ جسوقت دو حصے سردار میرے اختیار مین آجائینگے اور ایک حصہ باقی رہجائیگا اُس وقت
اُنھین لوگون کو لشکر اسلام سے لڑواونگا آج صاحبقران نے عیارون پر تاکید فرمائی ہی کہ اس نقابدار
کا پتا لگاؤ کہ یہ کون ہی اور کہان سے آتا ہی اسم اعظم بھی صاحبقران کا بند ہی وہان اژدر سیہ سر
برابر نقارہ رزمی بجوائے جاتا ہی دم نہین لیتا ہی عیار برائے تلاش جاتے ہین اور پھر واپس آتے ہین
لیکن حال طیفور بادیہ گرد کا عرض کیا جاتا ہی کہ آج جو نقابدار سرداران اسلام کو مطیع بنا کر واپس ہوا
طیفور بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا دیکھا کہ جاتے جاتے نقابدار اک باغ مین پہونچکر دروازہ باغ پر
ٹھہر گیا جو نگہبان کھڑے تھے اُنھین بھجوا دیا کہ فلان فلان کے سوا اگر کوئی اندر آئے تو اُسکو
آنے نہ دینا یہ کہکر نقابدار داخل باغ ہوا سب سردار بھی داخل باغ ہوے طیفور بادیہ گرد سہراب
بن رستم کے گھوڑے کا سائیس بنا ہوا ساتھ تھا اُس وجہ سے یہ بھی داخل باغ ہو گیا اندر باغ
کے دیکھا کہ اک قصر رفیع الشان بنا ہوا ہی قصر کے ہزارہا درجے ہین سب سردار ایک ایک درجہ
مین داخل ہوے پھر بھی بہت سے درجے خالی رہگئے اب نقابدار نے قصر کے سامنے چبوترے پر
آکے قیام کیا سب سردار آکر جمع ہوے بزم آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب ارغوانی گردش مین آیا یہ رنگ دیکھکر طیفور فکر
کرنے لگا کہ کیونکر حال اس نقابدار کا معلوم ہو کہ یہ کون ہی کہ اس مرتبہ صحبت برخاست ہوئی سب سردار اپنی اپنی خوابگاہ مین جا کر محو خواب
ہوے اور نقابدار آئینہ پوش بھی ایک درجہ مین گیا لباس اُتار مسہری پر لیٹ رہا طیفور اسی فکر
مین ٹہل رہا تھا کہ کیونکر حال نقابدار کا دریافت کرون کہ دیکھا اک بار نقابدار نے برخاست کر کے اری
سوسن اری سوسن پکارتی ہوئی کمرے سے باہر آئی سوسن حاضر حاضر کہتی ہوئی دوڑی سنبل
نے کہا کہ ای سوسن ملکہ آفاق نے ارشاد کیا ہی کہ آج کی رات کوئی چور آئیگا اور سرمایۂ زندگی ہمارا
چرا لے جائیگا بہت ہوشیار رہنا وہ جو صندوقچہ ملکہ کے سرہانے رکھا ہی اُسمین سب کچھ ہی شاید
ملکہ کی آنکھ لگ جائے سوسن نے کہا کہ اُسمین کیا ہی سنبل نے کہا کہ ایسی ننھی ننھی باتین کرتی ہی
جیسے تو ناواقف ہی اور کچھ جانتی ہی نہین ارے وہی آئینہ اور شیشہ ہی شیشے مین اسم اعظم حمزہ کا بند
ہی اور آئینہ کرامات سحر ملکہ کی ہی جو دیکھتا ہی وہ مطیع ہو جاتا ہی یہ سُن کے سوسن نے کہا کہ اچھا میری
بہن ذرا تو ٹھہر جا تو مین جا کر اپنی گٹھری بھی سمیٹ سنبھال آؤن ایسا نہو موا چور میری گٹھری لیجائے
تو مین کہین کی نہ رہونگی سنبل اُسی جگہ ٹھہری رہی اور سوسن بھاگی ہوئی گئی یہ سب باتین طیفور
سن رہا تھا بس جیسے ہی سوسن پلٹ کے آئی سنبل تو اپنی طرف روانہ ہوئی اور سوسن ملکہ
کے کمرے کے طرف چلی طیفور نے پشت پر سے آکر آواز دی کہ بہن سوسن ذرا میری بھی سنتی جاؤ
سوسن نے کہا کون طیفور اک عورت کی شکل بنا ہوا سامنے آیا اور کہا کہ ہمارے واسطے بھی ملکہ سے
سفارش کرنا شاید وہ ہمین نوکر رکھ لین اور لو یہ نشانی ہماری اپنے پاس رہنے دو سوسن نے سر سے
پاؤن تک دیکھکر کہا کہ تم کون ہو کہا مین سنبل کی خالہ زاد بہن ہون ملکہ کا قاعدہ یہ ہی کہ وہ ایک گھر کے
دو آدمی نوکر نہین رکھتین ہین ورنہ میری بہن خود سعی کر دیتی تم اس بات کا اظہار نکرنا کہ یہ سنبل کی بہن
ہی پوچھا نام تمھارا کیا ہی کہا مجکو لستران کہتے ہین یہ کہکر لستران نقلی نے اک ڈبیا دی اور کہا کہ نشانی
میری یہی ہی اسمین اک ایسی چیز ہی کہ دیکھوگی تو بہت خوش ہوگی سوسن نے اُس ڈبیا کو کھولا کھولتے ہی
بقۂ بیہوشی اُڑا اور سوسن چھینک مارکر بیہوش ہوئی طیفور نے جلدی سے سوسن کو اُٹھا کر کسی

گوشۂ باغ مین ڈال دیا اور آپ سوسن کی شکل بنکر اندر کمرے کے داخل ہوا تو دیکھا کہ نمود جادو سہری
پر لیٹی ہوئی ہے کہا اے سوسن تو نے بڑی دیر کی سوسن نے کہا کہ کیا کہون سنبل کی باتون مین اُلجھ گئی تھی
کیا خبر آج کی رات کھٹکے کی ہے اور مجبور نیند کا غلبہ ہے ذرا اس صندوقچہ سے ہوشیار رہنا سوسن نے کہا
کہ اسکی کنجی تو آپکے پاس ہے نہ کہا ہان میرے کمر بند مین بندھی ہوئی ہے سوسن نے کہا کہ اب آپ آرام سے سوئیے اطمینان رکھیے کسی کی
ہے کیسکی کہ صندوقچہ کی طرف نظر اٹھاکے بھی دیکھ سکے یہ کہکر پانون دبانا شروع کیے نمود جادو پر تو خواب مرگ طاری ہوا تھوڑے ہی
عرصہ مین نفیر خواب بلند ہوئی پس طیفور اپنی جگہ سے اُٹھ کے بغل سے کسوت عیاری نکالی اور اُسمین
سے اک آئینہ اور اک شیشہ نکالا اور کنجیٔ عیاری مین بیہوشی رکھ کر دماغ مین نمود جادو کے پھونک
دی نمود جادو بالکل بیہوش ہو گئی اب طیفور نے کنجی ازار بند سے کھولی اور صندوقچہ سے شیشہ اسم
اعظم اور آئینہ نکالکر اپنے قبضہ مین کیا اور ویسا ہی آئینہ اور شیشہ صندوقچہ مین رکھ کر کمرے سے نکلا
اور سائیس بنکر اصطبل مین آیا گھوڑے ملنے لگا کیونکہ صبح قریب تھی وہان سوسن کو جو ہوش آیا تو اسنے
اپنے کو گوشۂ باغ مین پایا جلدی سے اُٹھی اور کمرے مین نمود جادو کے آئی اسکو یہ ڈر لگا تھا کہ
بی بی خفا نہون کہ تو اتنی دیر کہان رہی اور نمود جادو تو سوسن نقلی کو دیکھ ہی کے سو گئی تھی جب
نسیم سحری چلی تو نمود جادو کو ہوش آیا دیکھا سوسن جاگ رہی ہے نمود جادو نے شاباشی دی
اور لباس جنگ زیب جسم کر کے نقاب درست کر کے اچانک صندوقچہ کو کھولکر دیکھا تو اسمین شیشہ
اور آئینہ موجود پایا پس حسب معمول سب سردارون کو ساتھ لیکر باغ سے نکلی اور جانب حربگاہ
روانہ ہوئی طیفور سائیس بنا ہوا ساتھ ان سبکے نکل آیا وہان صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا
ہو چکے تھے کہ گرد اُڑی اور نقابدار آئینہ پوش بھی پہونچا لیکن آج اژدر سیہ سر کی میدانداری
کا روز تھا اژدر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز اس طرف سے کوئی واسطے مقابلہ کے
نہ نکلا تھا کہ طیفور پہونچا اور صاحبقران کے کان مین کچھ کہا بس اُسی وقت صاحبقران نے
اشارہ کیا طیفور نے میدان فرق کیا صاحبقران مرکب کو بڑھاکر سامنے تخت بادشاہ کے آئے
علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا بادشاہ اسلام نے تخت اپنا رکھوا دیا اور صاحبقران کا سر سینے سے
لگاکر ارشاد فرمایا کہ آپنے یہ کیا غضب کیا کہ مقابلہ کو اس مکار کے نکلے اسم اعظم آپ کو فراموش
ہے آپ کے تشریف لیجانے سے فوج بے سالار ہو جائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ آپ دعا
رکھیے اب اگر مین اس وقت مین بھی نہ نکلونگا تو عالم مجھکو کیا کہیگا بادشاہ اسلام نے بمشکل اجازت دی
اس وقت صاحبقران عالیشان مرکب پر سوار ہوکر مقابلہ کو اژدر سیہ سر کے گئے ادھر طیفور نے
چپکے سے وہ شیشہ توڑ ڈالا جسمین اسم اعظم صاحبقران بند تھا وہان اژدر سیہ سر نے نعرہ کیا کہ اے
صاحبقران زمان کسی سردار سے آپ سے سامنا نہ پڑا تھا ورنہ آپ اسقدر ترقی نہ کر سکتے دیکھا
آپنے کہ مین نے کس طرح سرداران اسلام کو زیر کیا ہے جس سردار کو آپ نے تین روز مین زیر کیا تھا اُسے
مین نے ایک روز مین اسیر کر لیا اسی سے اپنی اور میری قوت کا فرق سمجھ لیجیے صاحبقران نے فرمایا
کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ ایک ساحرہ کے بل پر تو اپنے کو سپاہی کہتا ہے لا ضرب بہادری
کی ابھی معلوم ہو جائے کہ مین کتنا ہون اور تو کتنا ہے یہ سُنکے اژدر سیہ سر نے نیزہ مارا بس صاحبقران
نے چند طعن مین نیزہ اژدر سیہ سر کے ہاتھ سے نکال دیا اژدر سیہ سر نے بل کھاکر تلوار کمر سے
کھینچ لی صاحبقران نے بھی تلوار کھینچ لی رد و بدل ہونے لگی صاحبقران نے اثنائے شمشیر زنی مین

ہاتھ کلائی پر اژدر سیہ سر کی ڈال دیا او جھٹکا مارا کہ تلوار چھین لون ممکن نہوا لیں چپکے چپکے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ظیفور نے یہی بات چپکے سے کہی تھی کہ مین نے شیشۂ اسم اعظم توڑ ڈالا ہے اور اژدر سیہ سر مین قوت سحر ہے آپ مقابلہ کے وقت اسم اعظم پڑھتے رہیے گا بس اسم اعظم پڑھتے ہی قوت سحر ساب ہوگئی اصلی قوت اژدر سیہ سر کی باقی رہگئی اُسی وقت امیر ربیع نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند مضبوط پکڑ کے جو زور کیا تو اژدر سیہ سر کو اُٹھا لیا اور اُچھال دیا گرنے وقت تلوار سے جو زنگ ہو گئی کیا نعش اژدر سیہ سر کی زمین پر گری یہ دیکھکر نمود جادو یعنے نقابدار آئینہ پوش کو حیرت ہوئی غصہ مین مرکب کو جھپکا کر سامنے صاحبقران کے آئی اور پکاری کہ مجھ سے تو سامنا کر وہ آئینہ نقلی پیشانی پر اُسکے نصب تھا صاحبقران پر کوئی اثر نہوا فرمایا تلوار کمر سے کھینچکر مجھ سے مقابلہ کر یہ تیری شعبدہ بازی مجھپر نہ چلیگی نمود جادو نے شمشیر سحر کمر سے کھینچکر صاحبقران پر وار کیا امیر ربیع چپکے چپکے اسم اعظم پڑھتے رہے وار نمود جادو کا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ خارا شگاف سلیمانی کا مارا نمود جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوے بس مرتے ہی نمود جادو کے قیامت برپا ہوئی جو سردار اسیر سحر تھے وہ بیہوش ہو گئے ہمراہیان اژدر سیہ سر لاش اپنے سردار کی لیکر سار لقیہ کی طرف بھاگے یہان جبتک لاش نمود جادو کی تڑپتی رہی اُس وقت تک ایک قیامت برپا رہی آتش باری و برف باری ہوتی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام نمود جادو بود حیف مردیم وجاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو سرداران اسلام بھی ہوش مین آئے اور ملازمان نمود جادو رومال سے ہاتھ باندہ کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ ہمین آپ کی اطاعت منظور ہے صاحبقران نے سبکو کلمہ تلقین فرمایا یہ سب کے سب از سر صدق مسلمان ہوے جو قیدی انکے تحت مین تھے اُن سبکو بھی رہا کر کے لے آئے صاحبقران نے سبکو نوکر رکھ لیا سحر سے توبہ کرائی اور لاش نمود جادو کی مزبلہ پر پھنکوا دی بعد اسکے جشن کر کے تیاری سفر کا حکم دیا اب ان سبکو تو تیاری سفر مین مصروف رکھا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان مصیبت نشان ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش شاہزادی طلسم لالہ زار سلیمانی معشوقۂ ایرج نوجوان کے بیان ہونے مین تباہی آنا طلسم لالہ زار پر تباہ ہونا مہ جبین گل لالہ پوش کا راستے مین مصیبتین پیش آنا اور پیدا ہونا دو شاہزادون کا اور پرورش پانا شہر زرینہ مین اور ذکر خروج کفار و باقی حالات متعلق

داستان ہذا مخمس

جبتک اُسکی ہوری مین دشمن پوشاک تھا　　آستین و جیب و داماں و گریبان چاک تھا
آگئی جب موت دم مین سارا قصہ پاک تھا　　سوزِ دل سے نالۂ پرسوز آتشناک تھا
بجھ گئی جب آگ پھر کچھ بھی نتھا لیکن خاک تھا

اس سے پہلے تو نہین ایسا مین حسرتناک تھا　　دل کے جاتے ہی جو دیکھا لا کہی کا گھر خاک تھا
واہ کیا جادو تھا اے واہ کیا چالاک تھا　　لیگیا دل چھین کر ایسا کوئی سفاک تھا
طرہ طرار تھا یا غمزہ بیباک تھا

کوئی دامن چاک تھا کوئی گریبان چاک تھا
خاک مین ایسے ملے سب جسکو دیکھا خاک تھا
کوئی تھا پُر آرزو اور کوئی حسرتناک تھا
داد خواہ ہون مین جو دار و داج وہ سفاک تھا
اک نگاہ تیز کے پھرتے ہی قصہ پاک تھا

وصل جسکے عیش و عشرت کو ہوا اک بار گران
سرمہ مسی جسکی زینت کو ہوا اک بار گران
دید عاشق جسکی صورت کو ہوا اک بار گران
رنگ بھی جسکی نزاکت کو ہوا اک بار گران
پیرہن گل کا کب سکے قابل پوشاک تھا

شام وصلت جا چکی اور آئی اب صبح فراق
جب نہ اپنی چل سکا کچھ دسترس صبح فراق
آہ بنکر منہ سے نکلا ہر نفس صبح فراق
دست وحشت بنگیا دست ہوس صبح فراق
اُنکا دامن چاک تھا میرا گریبان چاک تھا

ہوگیا سارے زمانے کی دوا دریائے مے
بحر رحمت کی دکھاتا ہی ادا دریائے مے
ہی دوا کیا بلکہ ہی آب بقا دریائے مے
فیض پیر میکدہ سے بہ گیا دریائے مے
کیون نہ پیتے پارسا بھی آب دریا پاک تھا

خون ہو کر آنکھ سے ہر دم بہے یون بیدھڑک
کیا نہ ہو دل کو اُس سے کہ یون بیدھڑک
کیون نہ مین تڑپون تپان ہر دم رہے یون بیدھڑک
آتین جھیلین ستم اُسنے سے یون بیدھڑک
دل ہمارا اب ستمگر سے بہت بیباک تھا

سارے عالم مین مری شہرت انھین دونون نے کی
دقت جب مجھپر پڑا شرکت انھین دونون نے کی
چاہیے جیسی مری خدمت انھین دونون نے کی
میری ہمدردی شب فرقت انھین دونون نے کی
یا دل غمناک تھا یا دیدۂ نمناک تھا

کیون نہ ہر اک جان دیتا اُسکے روے پاک پر
سیکڑون بسمل تڑپتے تھے حرم خاناک پر
ہر گھڑی غصہ دھرا رہتا ہی اُسکی ناک پر
اور تو تخم اُسکے لوٹتے تھے خاک پر
اس سے جو آزاد تھا وہ بستۂ فتراک تھا

حسن کرتا ہی بسمل عشق ہی خانہ خراب
تو نہ کامل بن کہ کامل عشق ہی خانہ خراب
پھرتا ہون منزل بمنزل عشق ہی خانہ خراب
ہم کہے دیتے مین اے دل عشق ہی خانہ خراب
اُسنے جب رکھا قدم بھر لاکھ کا گھر خاک تھا

غور مین نے بھی کیا کر غور تو بھی شہسوار
جیسے چاہے کرلے ظلم و جور تو بھی شہسوار
آسمان بھی پھرتا ہی بیطور تو بھی شہسوار
یہ کمان یہ تیر تیرا اور تو بھی شہسوار
کیا نہین تجھ سے کوئی قابل فتراک تھا

جلوۂ محبوب ہوتا ہی عیان مانند برق
اُٹھو آتا ہی نظر سارا جہان مانند برق
دل جلون کے لب پہ آہ و فغان مانند برق
دم مین آپہونچا وہان سے وہ یہان مانند برق
بادپا اُس شوخ کا کیا تیز رو چالاک تھا

دہر مین یکسان کسیکو بھی خوشی رہتی نہین
بات جو اسوقت ہی وہ پھر کبھی رہتی نہین
بیکسون کی بھی جہان مین بیکسی رہتی نہین
خوب رو یونکی بھی حالت ایک سی رہتی نہین
اب مسیحا اُسکو دیکھا جو کبھی سفاک تھا

کام اگو مےخوار رکھتے جزو و کل سے باغ مین
بادہ نوشون کی خوشی تھی جام و مے سے باغ مین
جی نہ لگتا بلبلون کے شور و غل سے باغ مین
کیا غرض تھی میکشون کی سیر گل سے باغ مین
تاک مین انگور کے ہر ایک زیر تاک تھا

ان زمین و آسمان کے ڈھنگ دیکھو تو سہی
دیکھکر ہوجاؤگے تم دنگ دیکھو تو سہی
اور انکا میل انکی جنگ دیکھو تو سہی
انقلاب دہر کے نیرنگ دیکھو تو سہی
لہلہاتا سبزہ ہر جسجا خس و خاشاک تھا

جان لینا ہی تو کر لے امتحان زندہ ہین ہم
ای صنم جسوقت تک ہی تن مین جان زندہ ہین ہم
دیکھا ابتک بہر جور آسمان زندہ ہین ہم
شکل جسمانی کا جبتک ہی نشان زندہ ہین ہم
مل گئی جب خاک مین یہ خاک پھر کیا خاک تھا

جی گیا اور اُسنے پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کردیا سینے کو پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
آبلہ ہر ایک پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
خون تک دل کا نچوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
واہ وہ دزد حنا کیا ہاتھ کا چالاک تھا

مجھ سے ہی اب اُس ستم ایجاد کی الفت کا نام
چاک دامن سے ہی مجھ ناشاد کی وحشت کا نام
مجھ سے ہی وحشت جنون آباد کی غربت کا نام
عشق شیرین سے ہوا فرہاد کی محنت کا نام
ورنہ کوہ بیستون بیدخل اک کاواک تھا

ہوش کی لو اے کلیم اسکو نہ کہنا متقی
ایسا کیون کرنے لگا وحشت کا سودا متقی
متقی کہتے ہین کسکو اور کیسا متقی
گو بظاہر وہ نہ زاہد تھا نہ وہ تھا متقی
عاشق صادق تھا اصف عشق اسکا پاک تھا

سے بیا الشعرای ہمدم داستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جس وقت گرشاسپ زمان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان طلسم لالہ زار سلیمانی کو فتح کرکے پھرے تھے تو ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اُسکی وزیرزادی دونون حاملہ تھین شاہزادی کو ایرج نوجوان کا حمل تھا اور وزیرزادی کو شاپور شیر دل کا حمل تھا چند زمانہ کے بعد مریخ جادو وزیر بہرام نے آکر بادشاہ طلسم کو اسیر کیا اور بعضے کہتے ہین کہ قتل کر ڈالا طلسم پر اپنا قبضہ کیا ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اپنی وزیرزادی کو لیکر نکل گئی طلسم کا رنگ دگرگون ہوگیا خاندان شاہی کے لوگ تباہ و برباد ہوگئے مریخ جادو بادشاہ بن بیٹھا لیکن ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش جو وہان سے بھاگی کچھ زر و جواہر ساتھ لے لیا تھا وزیرزادی اسکے ساتھ تھی دونون پورے دنون پیٹ سے تھین راستہ چلنا سخت دشوار تھا ایک تو شاہزادی کبھی پیدل پھرنے کی کاہے کو عادی تھی علاوہ اسکے حاملہ دونون نے منھ پر خاک مل صورت اپنی بگاڑی مگر چاند پر خاک ڈالے سے کہین چھپتی ہی حسن ان دونون کا مثل شمع فانوس کے نمودار تھا ٹھوکرین کھاتی ہوئی اک صحرا مین پہونچین وہان اک قافلہ اُترا ہوا تھا اور کنارے دریا کے ناوین لگی ہوئی تھین لوگ سوار ہو رہے تھے وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ آفاق اسی قافلے کے ساتھ جہاز پر سوار ہوکے نکل چلئے ملکہ نے ارشاد کیا کہ ای وزیرزادی ایسا نہو کسی مرد کی نظر بد ہم پر پڑے کیونکہ اسوقت ہماری عزت کا بچانے والا کوئی نہین ہی کسکے رعب سے یہ لوگ دست اندازی بیجا سے باز رہینگے وزیرزادی نے عرض کی کہ ای ملکہ کیا مجال ہی کسیکی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ سکے

اپنی نیت پاک چاہیئے عورت کا خدا نگہبان ہے اور اگر اس قافلہ کے ساتھ نہ چلیگی تو گرفتار ہوجانے کا بھی
خوف ہے علاوہ اسکے ایسا نہو کوئی درندہ گزندہ اذیت پہونچائے ملکہ کے بھی ذہن مین آگیا فرمایا خیر بہتر ہے
جو تیری رائے ہے وہ کر وزیرزادی نے اہل قافلہ سے پوچھا کہ سالار قافلہ کون شخص ہے انھون نے کہا کہ
اسعد شامی سوداگر کا یہ قافلہ ہے وہ سامنے سوداگر کرسی پر جلوہ گزین ہے یہ سنکے وزیرزادی سامنے
اسعد شامی کے آئی اور فرمایا کہ ہم گردش فلک کے ستائے ہوئے ہین اگر آپکا کوئی ہرج
نہو تو ہمین بھی اپنے جہاز پر سوار کر لیجئے جہان جہاز کا لنگر ہوگا وہان ہم بھی اُتر جائینگے یہ سن کے اسعد شامی
نے سر سے پاؤن تک دیکھا اور اپنے آدمیون سے کہا کہ اس عورت کو بھی جہاز پر بٹھا لینا وزیرزادی نے کہا
کہ ایک عورت میرے ساتھ اور بھی ہے اسعد شامی نے کہا اُسے بھی بلا لو وزیرزادی نے کہا کہ ابھی اُنکے بلانے
کی کیا ضرورت ہے اسعد شامی خاموش ہو رہا جس وقت تمام قافلہ سوار ہو چکا تو یہ دونون شاہزادی اور
وزیرزادی بھی سوار ہوئین لنگر جہاز کا اُٹھا اور جہاز روانہ ہوا اسعد شامی نے جو وضع اور قطع وزیرزادی
کی دیکھی تھی تو شیفتۂ حسن ہو گیا تھا چاہتا تھا کہ کسی طرح یہ میرے دام تزویر مین پھنس جائے چنانچہ اسنے
اسی مصلحت سے وزیرزادی کو سوار ہونے کی اجازت دی تھی جب اطمینان ہو گیا کہ جہاز کا لنگر اُٹھ گیا تو اسنے
ایک دلالہ سے کہا کہ وہ عورت جو مجھسے جہاز پر سوار ہونے کی اجازت خواہ ہوئی تھی اُسے میرے وصل پر راضی کر دے
دلالہ گئی اور یہان اُسنے شاہزادی کو دیکھا تو اُس سے زیادہ حسین پایا جا کے سوداگر سے بیان کیا دوسری
عورت اُس سے زیادہ حسین ہے یہ سنکے سوداگر مشتاق ہوا اور جس مقام پر یہ دونون بیٹھی ہوئی تھین آیا اور
پلٹ گیا دلالہ سے کہا کہ اگر تو اس عورت کو مجھسے رضامند کر دیگی تو بہت کچھ انعام دونگا اور بجبر کوئی امر
کرنا بے لطفی سے خالی نہین ہے یہ سنکے دلالہ کو طمع دامنگیر ہوئی کہا کہ مین جا کر ابھی رضامند کیے دیتی ہون یہ کہکر
اُس مقام پر آئی جہان یہ دونون بیٹھی ہوئی تھین دلالہ نے آکر سلام کیا اور عرض کی کہ کیون بیبیو تم کہان کی
رہنے والی ہو اور کہان جانے کا قصد رکھتی ہو یہ سنکے شاہزادی نے فرمایا کہ ای نیکبخت مین شاہزادی ہون
طلسم لالہ زار کی زوجہ ہون اُس شخص کی جو گرشاسپ زمان ایرج نوجوان ہے لیکن تقدیر کی گردش
نے اس تباہی مین ڈالا ہے کہ شوہر میرا اپنے عزیزون کے ساتھ کشورکشائی مین مصروف ہے میرے
حال کی اُسکو خبر نہین کہ میری دوسری وزیرزادی اور میرے بھائی کی زوجہ و معشوقہ ملکہ ناطقہ نام جو مریخ جادو
کی دختر ہے مجھ سے چھوٹ گئی اور مریخ جادو نکحرام نے آکر طلسم کو جلا یا ہے اُنکا خدا پرستون کا استیصال
کیا ہے عزیزون کو قتل کرنا شروع کیا مین جان اپنی بچا کر بھاگ نکلی نہ رستے سے واقف ہون
نہ کوئی رہبر ساتھ ہے خواہش میری یہ ہے کہ کسی طرح اپنے شوہر تک پہونچ جاتی یہ سنکے وہ دلالہ ہنسی
اور کہا کہ بیوی عقل کے ناخون لو تم ناتجربہ کار اور نادان ہو ان مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہے تم بھی
کس کے فراق مین پڑی ہو شوہر تمھارا اور شاہزادیون سے مزے کرتا ہوگا تم اُسکے لیے ٹھوکرین کھاتی
پھرتی ہو اُسے ایسا ہی خیال ہوتا تو تمھین چھوڑ کے کیون جاتا اپنے ساتھ کیون نہ لیتا جاتا مرنے پر
مرتے ہین راہ چلتے پر نہین مرتے ہین ان مردون کا وتیرہ یہی ہے کہ ایک جوتا پانؤن سے اُتارا دوسرا
چڑھا لیا خصوصاً یہ خدا پرست اور وہ بھی بڑے آدمی کہ جب جو دیکھا اُسی کے گرویدہ ہو گئے جب
ابرو بہار اپنے قبضہ مین کر لیا تو دوسرے باغ کی ہوا کھانے لگے مجھے بھی میرا شوہر بہت چاہا کرتا تھا
آخر مین نے تو اُسے چھوڑ دیا اور دوسرا کر لیا جب وہ بھی مساوات کرنے لگا تیسرا کر لیا غرضکہ اسی طرح
اپنی جوانی عیش سے کاٹ دی ترجیح کرے ہماری بلا بقول شاعر تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی +

اگر ایک ہی پڑی بیٹھی رہتی جوانی تو کیسی زندگی خراب ہو جاتی اب اِن خیالات کو دور کرو سوداگر نے جیسے تمہاری شکل دیکھی ہی
جان دیتا ہی مرتا ہی روپیہ پیسا سبھی کچھ تو ہی مرد نوجوان بھی ہی تم بھی اُسکے ساتھ اپنی زندگی آرام سے گزارو کن
خیالوں مین پڑی ہوش تیج کی ہی کہ حال گیا احوال گیا رنڈی کے در کا خیال نکمّا یہ باتین اُس دلالہ کی سُنکر
شاہزادی کو نہایت غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا جیسی تو چھنال ہی ویساہی ہر ایک کو سمجھتی ہی مرد کا جوہر یہی
ہی کہ ایک پر نہ بیٹھا رہے اور عورت کی صفت یہی ہی کہ ایک کے نام پر زندگی بسر کردے وزیرزادی
نے کہا کہ ملکہ اور ہم دونون پورے دنون پیٹ سے ہین ہم کسی کے کام کی نہین ہین اور مصیبت زدہ
ہین ہمارے ستانے سے کیا فائدہ دلالہ نے جاکر سوداگر سے بیان کیا کہ وہ رضامند تو نہین ہوتی ہین اور
عذر کرتی ہین کہ ہم پیٹ سے ہین لیکن جائینگی کہان مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا اگر خوشی سے نہ منظور کرینگی
جبر سے مانینگی سوداگر نے کہا کہ جبر مین لطف نہین دلالہ نے کہا کہ جبر ایک ہی دفعہ کرنا پڑیگا جب آن
ٹوٹ جائیگی اپنی شرم کو آپ نباہینگی سوداگر نے کہا کہ اگر پیٹ سے ہین تو ہولے دو اُن سے کہو کہ مجھے
یہ بھی منظور ہی مین خدا پرست نہین ہون جسکے مذہب مین زن شوہر دار بغیر طلاق کے حلال ہی نہین ہو سکتی
مین ساریق پرست ہون جو جاگتی جوت کا خداوند ہی اُسکا حکم یہ ہی کہ ہمنے عورت کو مرد کے واسطے
اور مرد کو عورت کے لیے خلق کیا ہی اور اسلیے نہین پیدا کیا ہی کہ اپنی زندگی کو خراب کرے کسیکو خالی بیٹھنا
نہ چاہیے اگر تین روز مرد عورت کی خبر نہ لے تو نکاح سے باہر ہی دلالہ نے مذہب ساریق کی شرع کو
آکر سمجھایا ملکہ کو نہایت غصہ آیا بال سر کے کھول دیے اور یہ دعا کی کہ خداوندا ہم ناموس اُس شخص
کی ہین جسکو تو نے بہت بڑی عزت عطا کی ہی اب تو ہی اُسکی عزت کا نگہبان ہی یا تو اِس سوداگر سے جان
اور آبرو ہماری بچائے یا ہمکو دنیا سے اُٹھا لے کہ شاہی سے فقیری کے درجے کو پہونچ گئے اب عصمت مین
بھی داغ لگا چاہتا ہی اِس زندگی سے تو موت بہتر ہی کہ اک ادنےٰ سا سوداگر ہم پر جبر کرنا چاہتا ہی اور
ہم اُسکا کچھ نہین کر سکتے ہین یہ کہکر زار و قطار رونے لگی بس اسکا رونا تھا کہ زمین تھرا گئی اشک شور جو دریا مین
گرے پانی مین تلاطم پیدا ہوا آہ کی شرکت سے ہوا طوفانی ہوئی دریا مین تلاطم آیا مینڈھے اچھلنے لگے
جہاز کروٹین لینے لگا باد مخالف نے لیجا کر اک کوہ سے ٹکرا دیا جہاز پرخچے پرخچے اُڑگیا اور تمام مال و اسباب
غرق گیا بہت سے لوگ اُس دلالہ سمیت غرق ہوگئے یہ دونون ایک تختہ پر بہتی ہوئی چلین سوداگر نے دعا کی کہ
خداوندا اگر مذہب خدا پرستی برحق ہی تو مجھے بھی اِس طوفان سے نجات دے مین عہد کرتا ہون کہ اب اِن
عورتون پر جبر نکرونگا بلکہ دین اسلام اختیار کرونگا اور خادمانہ طور سے اُنکی خدمت کرونگا اسکی دعا بھی
مستجاب ہوئی کہ یہ بھی اک تختہ پر بہکر کنارے جا نکلا مال و اسباب تو پہلے ہی غرق ہو چکا تھا کچھ لوگ جو باقی
تھے ڈوبنے سے بچکر کنارے نکلے کوئی پیر کے نکلا کوئی تختہ پر بہکے آگیا سوداگر نے سبکو فراہم
کیا اور وہان سے پتا شہر سار لقیہ کا دریافت کرکے خشکی کے رستے سے چل نکلا دیکھیے یہ کہان پہونچتا ہی
اور کیا ہوتا ہی لیکن اول حال ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش اور اُسکی وزیرزادی کا سنیے کہ یہ دونون جو
ایک تختہ پر بہی تھین کنارے پر نکلین کچھ دن چڑھ چکا تھا دونون آہستہ آہستہ چلین جاتی تھین ایک
مقام پر پہونچین کہ وہان اک چشمہ پانی کا تھا اور گرد اُسکے چند درخت سبز لگے ہوے تھے یہ دیکھکر اُن کے دم مین دم
آیا دیکھا نہایت نفیس ایک تختہ سنگ مرمر کا کنارے اُسکے نصب ہی تو مرکے وہان تک پہونچین کہ
دفعتہً شاہزادی کو درد زہ عارض ہوا یہ اسی سنگ مرمر کے تختہ پر لیٹ گئی وزیرزادی نے جو یہ حالت
شاہزادی کی دیکھی پاس آ بیٹھی پیٹ سہلانا شروع کیا اسی وقت لڑکا پیدا ہوا چشمہ کا پانی تمازت

آفتاب سے کسیقدر گرم ہوگیا تھا وزیرزادی نے بچے کی نال کاٹی اور اسے پانی سے نہلا دھلا کر لٹا دیا ساتھ ہی
اسکی بھی وہی حالت ہوئی شاہزادی اسکا پیٹ سہلانے لگی اسکے یہان بھی لڑکا پیدا ہوا وزیرزادی بیحال
ہوگئی تھی شاہزادی کا مزاج کسیقدر درست ہوچلا تھا اب اسنے اٹھ کے بچے کو نہلایا دھلایا پیشواز مین
لپیٹ کے لٹا دیا نال ٹھیکرے سے کاٹی اور بہت روئی کہ جو حالت کنڈے والیون کی سنتے تھے وہ
ہماری ہوئی خیر اگر خدا عزت بچا لے تو ہر حال مین شکر ہے وہ بھی خلقت خدا مین ہین ہم بھی اسیکے مخلوق
ہین یہ بھی اسکی مہربانی ہے کہ ہمکو شاہ کے گھر مین پیدا کر دیا ہم شہزادی کہلاتے ہین ورنہ وہان سے سب ایک
حالت پر ہین بنی و دو گوش آتے ہین وزیرزادی نے کہا کہ ای ملکہ رنج نہ کیجیے مصیبت ذکات زندگی
ہے جب وہ وقت نرہا تو یہ وقت بھی نہ رہیگا بڑی دیر تک یہ دونون اسی سنگ مرمر کی چٹان پر لیٹی رہین
جب دن کم رہا تو وزیرزادی نے شاہزادی سے عرض کی کہ ای ملکہ اس جنگل مین ہر طرح کے خوف
ہین مین جاتی ہون اگر یہان سے کوئی گاؤن قریہ قصبہ وغیرہ قریب ہوا تو وہان کوئی مکان کرایہ کا ٹھہرا کر
آپ کو لیچلونگی وہان کچھ تو راحت ملیگی شاہزادی نے فرمایا کہ تیرے جانے سے میرا دل دھڑکتا ہے
اگر یہی ارادہ ہے تو مجھکو بھی لیے چل وزیرزادی نے عرض کی کہ آپ مین اب پیدل چلنے کی حالت نہین ہے مین
سواری بھی لیتی آؤنگی اور آپکو سوار کر کے راحت سے لیچلونگی اک ذرا دیر تنہائی کا رنج اٹھانا پڑیگا
جبتک ان لڑکون سے دل بہلائیے مین ابھی گئی اور ابھی آئی روپیہ پیسا سب کچھ موجود ہے لیکن یہان
بیکار ہے شاہزادی نے بمجبوری گوارا کیا وزیرزادی جلدی جلدی قدم بڑھائے ہوئے چلی کہ کسی طرح
شام سے پہلے پلٹ آؤن سامنے اک گاؤن سا معلوم ہوتا تھا اسی طرف چلی اب وہ وقت ہے کہ آفتاب
قریب غروب ہے غول کے غول آہوون کے چراگاہون سے پلٹے ہوئے اپنی اپنی کھو کی طرف جا رہے
ہین شیر چیتے تیندوے شکار سے پیٹ بھرے ہوئے اپنے مسکن کی طرف چلے جاتے ہین ایک
چیتا بھوکا چلا آتا تھا اسکو شکار نہ ملا تھا نظر اُس چیتے کی وزیرزادی پر پڑی اسنے بھی اُسے آتے دیکھا
گھبرائی ادھر ادھر جو نظر کی تو نہ کوئی درخت نظر آیا جسکی آڑ پکڑتی نہ کوئی نشیب سوجھا کہ چھپ سیدھا
تھا چیتے نے اسکو دیکھتے ہی ڈکارلی اور حملہ کیا اس نازنین عورت کی کیا بساط تھی گر پڑی چیتے نے اسکو
پھاڑ کھایا جب آفتاب غروب ہونے لگا تو شاہزادی بھی چلی کہ وزیرزادی کو آواز دیکر بلا لون کہ اب شام
ہوچلی ہے یہین کسی مقام پر آگ روشن کر کے رات گزار دین صبح کو دیکھا جائیگا اسی خیال سے یہ چند
قدم آگے بڑھ کر پکاری بس اسکی آواز سنتے ہی وہی چیتا پلٹ پڑا اور آکر شاہزادی پر بھی حملہ آور
ہوا اور اسکو بھی پھاڑ ڈالا اور دونون کا تھوڑا تھوڑا گوشت کھا کر صحرا کی طرف راہی ہوا لاشین
بھی ان دونون کی کوئی اٹھانے والا نہ تھا معاذ اللہ دنیا بھی کیا مقام عبرت ہے ان پروردگان ناز و نعمت
کا کیا انجام ہوا ہے گردش فلک دون نے کیا سلوک کیا کہ کہان سے کہان لا کر کس حالت کو پہنچایا
جو باقی گوشت تھا وہ بھی صحرائی جانورون نے کھا لیا صرف استخوان باقی رہگئے ادھر وہ بچے پتھر کی چٹان پر
پڑے رو رہے تھے ادھر لاشین انکی ماؤن کی اس حال خراب سے پڑی ہوئی تھین مگر پروردگار
عالم جو چاہتا ہے کرتا ہے جسطرح شداد کو اسنے بھیڑیے کے بھٹ مین پلوایا اسی طرح انکی پرورش
کی صورت بھی نکلی کہ ایک شیرنی اُس طرف بھی آنکلی جہان یہ دونون لڑکے پڑے ہوئے اپنی
اپنی ماں کے واسطے زبان حال سے رو رہے تھے چونکہ شیرنی دور رسیدہ تھی دو بچے اسکے
پیدا ہوتے ہی مر گئے تھے اسنے جو ان بچون کو دیکھا چاہنے لگی اور اٹھا کر اپنے بھٹ مین لیگئی

اور اپنا دودھ پلا پلا کے پالنا شروع کیا یہ تو اس طرح پرورش اس شیرنی کے ذریعہ سے پا رہے ہین —

لیکن اوّل کچھ حال شہر زرینہ کا سنیے

کہ خورشید زرین کمر یہان کا بادشاہ ہی نہایت بہادر اور صاحب اقبال ہی لیکن مذہب نقش
پرستی رکھتا ہی اور ایک وزیر اسکا منجم بے نظیر ہی کہ نام اسکا سبیل اختر شناس ہی بادشاہ اسکے
احکام نجوم پر کاربند رہتا ہی ایک روز سبیل اختر شناس نے عرض کی کہ ای شہریار اب وہ زمانہ قریب
ہی کہ ستارۂ اقبال آپ کا اوج پر آئے اور ابتدا اسکی شکارگاہ سے ہوگی کل کا دن واسطے شکار کے
آپ کے حق مین بہت بہتر معلوم ہوتا ہی خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای وزیر خوش تدبیر ہر چند کہ اسوقت
تک کسی حکم مین تیرے فرق نہین آیا لیکن یہ حکم جو تو نے اکثر لگایا ہی کہ آپکو صحرا سے دو لڑکے
ملینگے اور انکے حکم عالم مین آپکا نام ہوگا یہ میری سمجھ مین نہین آتا جسکا لڑکا ہوتا ہی اسکا نام ہوتا ہی مثل
مشہور ہی کہ ہاتھی پھرے گانون گانون جسکا ہاتھی اسکا ناون سبیل اختر شناس نے عرض کی
کہ بیجا ہی لیکن خدا جس صورت سے چاہے ترقی عنایت کرے یہ کوئی اچارجے کی بات نہین ہی جسکے باپ
مان کا پتا نہوگا تو جو اسے پرورش کریگا وہی باپ کہلائیگا اولاد کی خواہش اسلیے ہوتی ہی کہ نام چلے
پھر اگر اولاد نالائق ہوئی تو اور نام بدنام ہوا اور اگر اولاد لائق ہوئی تو نام ہوا بادشاہ نے وزیر کے
کہنے کے موافق سامان شکار کے درست ہونے کا حکم دیا اور دوسرے روز فوج اول بقاول وغیرہ کو ساتھ
لیکر موافق ہدایت منجم ایک جانب روانہ ہوا صید و شکار کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اک مقام پر چند آہو
نظر آئے بادشاہ نے اک آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا جاتے جاتے آہو تو درہ کوہ مین جاکر غائب
ہوگیا اور ایک جھاڑی سے انسان کے لڑکون کے رونے کی صدا کان مین آئی بادشاہ ادھر ادھر
دیکھنے لگا اُس دشت مین شیرنی شکار کے واسطے کہین گئی ہوئی تھی بچون نے دیر سے دودھ نہ پایا تھا
تو رو رہے تھے دیکھا بادشاہ نے کہ جھاڑی ہل رہی ہی اتنے مین بادشاہ کے ہمراہی بھی مع وزیر کے
آگئے خورشید زرین کمر نے سبیل اختر شناس سے کہا کہ دیکھو اس جھاڑی سے دو لڑکون
کے رونے کی آواز چلی آتی ہی سبیل اختر شناس نے عرض کی کہ جلد ان لڑکون کو لے چلیے
بس در مقصد ہاتھ آیا اور شکار بر آنے کا ثمرہ پایا یہی لڑکے ترقی سلطنت کا باعث ہونگے اور جو
آفت آئیگی اُسکو دور کرینگے یہ سُنکے بادشاہ ملازمون سمیت اندر اُس جھاڑی کے آیا تو دیکھا کہ
برس برس دن کے لڑکے چاند کی صورت جھاڑی مین بیٹھے ہین لڑکے ان لوگون کو دیکھکر متوحش
ہوئے بادشاہ نے ملازمون سے اشارہ کیا کہ اٹھا لو ایک شخص جو اٹھانے کی غرض سے آگے
بڑھا تو ایرج کے لڑکے نے اُسکی ٹانگ پکڑی اور شالور کے لڑکے نے چپت مارکر
کربوٹی نوچ لی اُس وقت خورشید زرین کمر نے چمکارا اور دست شفقت سر پر پھیرا
یہ لڑکے چپ ہو رہے بادشاہ نے اُن دونون کو گود مین لیا پیار کیا اور وہان سے چل کھڑا
ہوا جس وقت کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہولیا تو وہان شیرنی پلٹ کے اپنے
مقام پر آئی لڑکون کو نہ پایا بس بیتاب ہوکے دوڑی ادھر گئی اودھر گئی یہانتک کہ چیختی ہوئی
دریا کے کنارے بھی اُس وقت پہونچی کہ کشتیان بہکر نصف دریا کو طے کر چکی تھین دیکھا اسنے
کہ چند انسان اُن بچون کو لیے ہوئے کشتیون پر سوار چلے جاتے ہین بس یہ بھی دریا مین کود گئی

اور دھار کاٹتی ہوئی چلی کشتیون پر سے لوگون نے تیر مارنا شروع کیے یہانتک کہ دو تیر اُسکی دونون آنکھون پر پڑے شیرنی سر ٹپک ٹپک کے غرق ہوگئی خورشید زرین کمر بچون کو لیے ہوے خوشی خوشی اپنے شہر مین آیا انا مین نوکر ہوئین اور ان دونون کی پرورش ہونے لگی اُسی سال بادشاہ کی بی بی حاملہ ہوئی اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی سہیل اختر شناس سے عرض کی کہ ایک سعادت ان لڑکون کی یہی ظاہر ہوئی کہ آپ لاولد تھے خدا نے آپکو صاحب اولاد کیا بادشاہ نہایت خوش ہوا چند دن بعد دودھ بڑھائی ہوگئی جب یہ سات سات برس کے ہوے تو انکی تربیت و تعلیم ہونے لگی نو دس برس کے سن مین فارغ التحصیل ہوگئے تاہم چونکہ دست و بازو انکے نہایت قوی اور پرزور تھے وزیر کی راے سے تعلیم فن سپہگری کی بھی ہونے لگی ایرج کے فرزند کا نام طیمور شیر پرور اور شاپور کے فرزند کا نام لاہور شیر دل رکھا گیا لیکن ان دونون کے حرکات و سکنات مین بہت فرق تھا طیمور پڑھے لکھون کی صحبت مین زیادہ بیٹھتا تھا اور لاہور آوارہ مزاجون کے ساتھ زیادہ پھرا کرتا تھا کبھی کہین چھکے پر بیٹھا ہوا ہے کبھی ڈاکو دن اور چورون کے ساتھ پھر رہا ہے ظاہر بظاہر طیمور کے ساتھ فن سپہگری کو بھی حاصل کرتا تھا لیکن پوشیدہ طور پر فن عیاری کو سیکھا کرتا تھا چند زمانے مین دونون استے طاق و مشاق ہوگئے کہ اپنے اُستادون سے بڑھ گئے ایک روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ کا فیل مست چھوٹ گیا اور اُسنے رعایا کو پریشان کرنا شروع کیا بادشاہ کو خبر ہوئی چونکہ یہ فیل بادشاہ کا بہت پیارا تھا یہ حکم تھا کہ فیل کو مار ڈالو فیل نے ہزارون کو مار ڈالا یہ غوغا سُن کے طیمور شیر پرور نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر اُس فیل کو یہین آپ کے سامنے لاکر باندھ دون بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند تو نہ جا طیمور نے عرض کی کہ حضور اندیشہ نکرین جانور کی بھی یہ مجال ہے کہ آدمی پر غالب آسکے بندگان خدا کا ناحق خون ہو رہا ہے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اتنے مین دیکھا تو یہان دغ رہی ہے اور وہ فیل مست اُدھر کو بھاگا چلا آتا ہے جو آدمی راستے مین ملگیا اُسکی قضا آگئی جسکو سونڈ مین لپیٹ کر مارا اسکو چور ہوگیا بس طیمور نے ڈانٹا کہ کہان جاتا ہے ٹھہر ہاتھی سونڈ اُٹھا کر طیمور کی طرف چلا طیمور شیر پرور ٹھہرا ہوا تھا فیل نے طیمور کو لپٹا مارا طیمور نے ہاتھ سے سونڈ پکڑ لی اور اپنی طرف اس زور سے کھینچی کہ ہاتھی چیخنے لگا بس طیمور جست کر کے فیل کی پشت پر پہونچا اور رانون سے دبانا شروع کیا جب ہاتھی شرارت کا قصد کرتا تھا طیمور لنگر مار کے دبا دیتا تھا بادشاہ بالاخانہ پر سے یہ تماشہ دیکھ رہا تھا جب طیمور نے ہاتھی کو رام کر لیا تو کان پکڑے ہوے زیر قصر بادشاہ لے آیا بادشاہ نے کہا اے فرزند اسے لیجا کے بند کرا دو طیمور نے اُسکو لیجا کے فیلخانہ مین بند کرا دیا بادشاہ نہایت خوش ہوا فرزند پر سے تصدق اُترا یا گلے سے لگایا اب سن طیمور کا چودہ برس کا ہوا اور سن ملکہ یاسمین حور جمال دختر خورشید زرین کمر کا تیرہ برس کا ہوا اور اسکے حسن کا شہرہ ہوا بادشاہ کو عقد کی فکر ہوئی سہیل اختر شناس نے کہا کہ اے شہریار آپ ملکہ کے عقد کی فکر نہ کیجیے اسکا اختیار شاہزادہ کو دے دیجیے جہان وہ مناسب جانین وہان عقد ملکہ کا کرین یہ سنکر بادشاہ خاموش ہو رہا۔

لیکن اب کچھ حال خروج سکندر آئینہ پرست کا تحریر کیا جاتا ہے غزل بر آغاز کلام

لہو تو آنکھون سے بہ رہا ہے شراب ہم لیکے کیا کرینگے	جگر تو سینے مین جل گیا ہے کباب ہم لیکے کیا کرینگے
حرام اگر ہے بغیر دلبر تو ہوش مین ہم رہین نہ کیونکر	پئینگے جنت مین جام کوثر شراب ہم لیکے کیا کرینگے

ہوئی ہے قاصد کو ایک مدت نہ ابتک آیا ہے سخت وحشت — جواب جب دیگی بصارت جواب ہم لیکے کیا کرینگے
مزے کرین کیون نہ آج شب بھر ابھی نہین آئی صبح محشر — کچھ اور بوسے دے ای ستمگر حساب ہم لیکے کیا کرینگے
نہ لیکے دل پھیر وقت آخر کہ تو ہو اچھی طرح سے ماہر — سمجھ تو لے اپنی جان کا پھر عذاب ہم لیکے کیا کرینگے
خط اسکو قاصد فقط سنائے وفا ہے ہرگز نہ لکھنے پائے — جواب کے بدلے خود ہی آئے جواب ہم لیکے کیا کرینگے
نہ کر علاج اور کچھ بچارا کہ ہمکو نظارے سے غش آیا — پسینہ کافی ہے تیرے رخ کا گلاب ہم لیکے کیا کرینگے
ہے طرفہ تقسیم تیری ساقی کہ اب فقط دردہی ہے باقی — برون کو تونے پلائی اچھی خراب ہم لیکے کیا کرینگے
کلیم جب ہوگا حشر برپا علی کے دامن کو تھام لونگا — کہیگا خالق کہ ہمنے بخشا حساب ہم لیکے کیا کرینگے

سے ابزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + راوی بیان کرتا ہے کہ رمان شاہ بن لاجوردہ شاہ بن زبرجد شاہ نے شہر رمانیہ مین پرورش پائی اور سکندر آئینہ پرست نے اسکو پرورش کیا جب رمان شاہ سن تمیز کو پہونچا تو سکندر آئینہ پرست نے اسکو سمجھایا کہ یہ ممکن ہے کہ مین تجکو بھی مثل تیرے دادا کے خداوند بنادون مگر اسکا انجام اچھا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ تو آئینہ پرستی خود بھی اختیار کر اور اس مذہب کو رواج دے جس وقت تک دنیا مین آئینہ پرستی باقی رہیگی اس وقت تک تیرا نام بھی عالم مین باقی رہیگا تیرے دادا نے دمامہ جادو کے بل پر دعوائے خداوندی کیا جب دمامہ جادو مار ڈالی گئی اس وقت ساری خداوندی بگڑ گئی اور آئینہ پرستی کسی وقت موقوف نہین ہوسکتی نہ اسکی قلعی کھل سکتی ہے اور سکندر آئینہ پرست نے ایک دیو کو اپنا مطیع بنایا ہے کہ نام اسکا عنطاق کوہ پیکر ہے مگر اسنے نام اسکا اپنے عہد مین سوار قدرت مشہور کیا ہے جب کوئی معرکہ پڑتا ہے تو یہ دیو بصورت آتشان ہوکر نقابدار سیہ پوش بنکے آتا ہے اور مقابلہ کرتا ہے رفتہ رفتہ سکندر آئینہ پرست نے بہت سے ملک تسخیر کر لیے اور وہان آئینہ پرستی کو رواج دیا ایک روز دربار سکندر آئینہ پرست کا آراستہ ہے رمان شاہ تخت حکومت پر بیٹھا ہے کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور کوئی سوداگر حاضر ہے سکندر نے کہا بلاؤ سوداگر حاضر ہوا ہر ایک ملک کے مشہور اور عمدہ چیزین تھین سکندر نے اور رمان شاہ نے بہت سی اشیاء نادرہ خریدکین چونکہ شہر زرینہ نہایت مشہور تھا رمان شاہ نے خود پوچھا کہ کوئی تحفہ شہر زرینہ کا تمھارے پاس نہین ہے سوداگر نے عرض کی کہ شہر زرینہ کا ایسا نادر تحفہ ہے کہ آپ اسکو دیکھکر ان سب تحفون سے زیادہ خوش ہونگے یہ کہکر ایک تصویر نکال کے دی یہ تصویر ملکہ ناہید حور جمال کی تھی بس نظر جو رمان شاہ کی جمال عدیم المثال پر ملکہ کے پڑی محو ہوگیا اور سوداگر کو بہت سا انعام دیکر تصویر لے لی سوداگر نے عرض کی کہ آپ تصویر کو دیکھکر کیا شاد ہوے ہین اگر حضور چاہین تو صاحب تصویر بھی آپ کو مل سکتا ہے یہ ملکہ دختر ہے بادشاہ شہر زرینہ کمر کی اب سن اسکا تیرہ برس کا ہے یہ سنکر رمان شاہ نہایت خوش ہوا اور اسی وقت ایک نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بادشاہ زرینہ مین نے تصویر تمھاری دختر کی دیکھی مجکو نہایت پسند آئی خوشا نصیب تمھارے کہ خداوند زبرجد شاہ کا پوتا تمھاری دختر کا خواستگار ہو لہذا تمکو چاہیے کہ شادی اپنی دختر بلند اختر کی میرے ساتھ کردو اسمین تمھاری افزونی عزت ہے کہ تم اک خداوندزادے کے خسر کہلاؤ گے اور تمھارا نواسا خداوندزادہ مشہور ہوگا یہ نامہ تردین بادہ گو کو دیا تردین بادہ گو چالیس ہزار سوار سے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا جس وقت قریب شہر زرینہ کے پہونچا اور خورشید زرین کمر کو معلوم ہوا کہ نامہ دار رمان شاہ آتا ہے اسنے سرداران کو

واسطے استقبال کے بھیجی لوگ گئے اور زوبین یاوہ گو کو استقبال کرکے لائے بادشاہ نے دنگل
اسکے بیٹھنے کو عنایت فرمایا زوبین یاوہ گو بیٹھ گیا اور نامہ پیش کیا بادشاہ نے نامہ پڑھا اور وزیر کے
ہاتھ مین دیدیا وزیر نے زوبین کی طرف مخاطب ہوکے کہا کہ اختیار اس شادی کا ملکہ کے بھائی کو ہے
یہ جسکے ساتھ مناسب جانینگے عقد کر دینگے زوبین طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا کہ آپ کیا کہتے ہین
طیمور شیر پرور نے فرمایا کہ ایک تو ہمارے اور رمان شاہ کے مذہب مین اختلاف ہے کہ وہ
آئینہ پرست اور یہان کے لوگ لقاپرست ہین اگر رمان شاہ بھی لقاپرست ہوتا تو خیر علاوہ
اسکے مین اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کرونگا جو زور و طاقت مین مجھ سے بہتر ہو یا مثل میرے یہ شادی
کسی طرح ہو نہین سکتی یہ سنکر زوبین یاوہ گو نے کہا کہ دیکھیے اپنے نیک و بد کو سمجھیے ایسا نہو کہ
رمان شاہ کو غصہ آئے اور وہ بجبر آپ سے ملکہ کو چھین لے اسلیے کہ بڑے بڑے پہلوانان
نامی وگرامی اسکے ملازم ہین سب سے بڑھکر سوار قدرت ہے جو قہر خداوند آئینہ کے لقب سے مشہور
ہے یہ سنکے طیمور شیر پرور کو غصہ آگیا جواب دیا کہ تو ایلچی ہے یا وکیل ہے جو پیام تجھسے کہا گیا تھا وہ
تو نے کہدیا جو ہمنے جواب دیا ہے وہ اپنے بادشاہ سے کہدینا شاہون کے امور شاہ جانین تجھکو دخل در معقولات
کا کیا حق حاصل ہے یہ سنکے زوبین یاوہ گو خاموش ہو رہا اور جواب تحریری لیکر جانب شہر رمانیہ
روانہ ہوگیا بعد روانہ ہونے زوبین یاوہ گو کے خورشید زرین کمر دل مین ڈرا کہ ایسا نہو نوبت
لشکرکشی کی آجائے تو میری فوج رمان شاہ کی فوج سے کیا لڑسکیگی رنگ رو اسکا متغیر ہوگیا
یہ حالت جو خورشید زرین کمر کی طیمور شیرپرور نے دیکھی فرمایا کہ آپ اسقدر کیون ترسان ہین اگر وہ
فوج کشی کریگا تو کیا ہوگا وہان زوبین یاوہ گو جو سامنے رمان شاہ کے پہونچا تو اسنے ہر بات کو بڑھاکر
کہا اور جواب تحریری بھی دکھایا بس رمان شاہ کو غیظ آیا کہا کہ اجلال دیوتن کو بلاؤ اسی وقت اجلال
دیوتن حاضر ہوا یہ بہت بڑا سردار زبردست ہے اور ایک لاکھ سوار پر افسر ہے رمان شاہ نے اس سے
کہا کہ تو اپنی فوج لیکر شہر زرینہ پر جا اور ملکہ کو مع سر خورشید زرین کمر کے لیکر حاضر ہو خبردار بغیر ملکہ کو
لیے واپس نہ آنا اجلال دیوتن اسی وقت اپنی گرگدن پر سوار ہوا اور جام رخصت پیکر لشکر مین آیا
تیاری کا حکم دیا دوسرے روز کوچ کرکے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہوگیا وہان خورشید زرین کمر نے
پہلے سے ہرکارون کو لگا رکھا تھا قبل اسکے کہ اجلال دیوتن پہونچے ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ
اجلال دیوتن ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے آتا ہے خورشید زرین کمر نے سبیل اختر
شناس سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے سبیل نے عرض کی کہ حضور خوف کیون کرتے ہین ابتدا تو
بری ہے لیکن انجام جنگ اچھا معلوم ہوتا ہے خورشید زرین کمر نے بھی لشکر کو قلعہ سے نکالا
اس وقت شاہزادہ طیمور شیر پرور موجود نہ تھا واسطے صید و شکار کے گیا ہوا تھا یہان زیر قلعہ
زرین حصار لشکر خورشید زرین کمر کا خیمہ زن تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست
کہ گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گردش بر آسمان رسیدہ و پاے گردد زمین پیچیدہ زیر آسمان خاکی نمودار
ہوا ۵ ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۵ لوگون کی
نگاہین لڑی ہوئی تھین کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اول گرد سے
سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا نمودار ہوے پھریرے زنگاری ہوا سے لہرا رہے تھے پنجہ کے مقام پر
آئینہ نصب تھا آوازین یا خداوند آئینہ کی بلند تھین اور ایک گبر ناہنجار دیو پیکر فیل ہیئت گرگدن ابلق پر سوار

پشت پر فوج جرار سامنے لشکر خورشید زرین کمر کے آکر خیمہ زن ہوا لشکر اُترنے لگا خیمہ خرگاہین لڈٹیان
قلندریان برپا ہونے لگین بازار لشکر کی کھل گئی اجلال دیوتن اپنے خیمہ مین داخل ہوا اور اسنے ایک
نامہ بنام خورشید زرین کمر تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے فرمانروائے شہر زرینہ آپ کے وزرائے
سلطنت کیسے ہین جو امور مملکت کے نیک و بد سے آگاہ نہین کرتے برابر والے سے بھی جہانتک
باشتی کام نکلتا ہی بگاڑتے نہین ہین نہ کہ آپ اُس شخص سے اُلجھتے ہین جو اس وقت نائب خداوند
آئینہ کے لقب سے مشہور ہی ہاتھیون سے گنّے کھانا اچھا نہین ہی بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو میرے ساتھ کر دیجیے
تو اب بھی مین رمان شاہ کو سمجھا بجھا کے غصہ اُسکا فرو کردونگا اور اگر لڑ لیجیے گا نتیجہ اسکا یہی ہوگا کہ دختر
تو سر طرح رمان شاہ کی خدمت مین پہونچیگی آج عزت سے بی بی بنکے پہونچتی ہی کل اسیر غل و زنجیر
مثل کنیزون کے جائیگی آپکو سلطنت تو کیسی جان و آبرو بچانا مشکل ہو جائیگی ایک مین آپ کی کل
فوج کے لیے کافی ہون علاوہ میرے سوار قدرت یعنی نقابدار سیہ پوش وہ بلاے بیدرمان ہی کہ
اسکا جواب دینیوالا پردۂ دنیا پر خداوند آئینہ نے خلق ہی نہین فرمایا یہ سب لکھکر نامہ ایک سوار کے ہاتھ
خورشید زرین کمر کے پاس روانہ کیا جس وقت نامہ خورشید زرین کمر کو پہونچا اور خورشید
مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو دل مین ڈرا اور سہیل اختر شناس سے کہا کہ تمھاری کیا راے ہی سہیل نے
عرض کی کہ مین تو کہہ چکا کہ انجام مین فتح کا سہرا آپ ہی کے سر ہی اور اگر ملکہ کو دیدیجیے گا تو بڑی خرابی
مین پڑ جائیے گا ملکہ زمان شاہ کی قسمت مین نہین ہی اسکا وارث کوئی اور ہی ہی فرزند آپ کا اس
حرکت پر آپ سے ناراض ہو جائیگا تباہی مین پڑ جائیے گا خورشید نے بصلاح وزیر جواب جنگ
تحریر کر دیا جسوقت یہ جواب صاف اجلال دیوتن کو پہونچا کہ ہم ہرگز دختر کو نہ دینگے تو جس کام کے
واسطے آیا ہی اُسمین تامل نہ کر تو اسنے نقارہ رزمی بجوا دیا یہ خبر خورشید زرین کمر کو پہونچی یہان
بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی گشت کے سوار پھرنے لگے
رات بھر دونون جانب بیدار باش اور ہوشیار باش کی صدائین بلند رہین جب وہ وقت آیا کہ ستارے
جھلملا جھلملا کر غروب ہونے لگے شمعین بے نور ہوئین نسیم سحری نے چراغون کو فضول جانکر گل کر دیا
نور سحری ہر طرف پھیل گیا دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے تبرداروں نے نکل کر
جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقّون نے
آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا میدان کو مثل آئینہ کے مصفا کر دیا ادھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین
نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے پس اجلال دیوتن اپنے رگدن ابلق کو اڑا کر میدان مین آیا سراپا
میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت عرق عرق ہو لیا تو آواز دی کہ اے خورشید زرین کمر
نے اب جسکے بل پر تمنے رشتہ محبت کو قطع کرکے تخم عناد بویا ہی اُسے بھیجو میرے مقابلہ کو یہ سنکے
مہندس پیلتن لشکر سے نکلا اور خورشید سے اجازت لیکر سامنے اجلال دیوتن کے آیا بعد گفتگوے
بسیار نیزہ بازی ہوئی اجلال نے چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے مہندس پیلتن کے نکال دیا مہندس
پیلتن نے خفیف ہو کر تیغہ کمر سے کھینچی اور سر اجلال پر وار کیا اجلال نے ضرب اُسکی دستہ ساطور پر
روک کر ہاتھ ساطور گران سنگ کا مارا مہندس نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا یہ سات سو من کی ضرب
بھلا سپر سے کیا رکتی سپر کے دو پرکالے ہوے ساطور سر پر بیٹھا اجلال نے جھٹکا مارا کہ خود کو کاٹتا
ہوا پھل ساطور کا تا دو ابرو اُتر گیا مہندس نے داستانہ مارا بمشکل ساطور سر سے دفع ہوا اور چار زخم

کی باہر آئی غشی طاری ہوئی اجلال نے آواز دی کہ لیجاؤ اسکو لوگ آئے اور مہندس بلیتن کو ارابے
ڈال کے لے گئے اجلال دیوتن نے پھر مبارز طلب کیا حارب تیغزن مقابلہ کو گیا یہ بھی ضرب ساطور
سے زخمی ہوا ضارب تیغزن نکلا یہ بھی زخمی ہوا مغرور گردن کش نکلا مارا گیا تھوڑا دن باقی تھا
کہ تمام سرداران شہر زرینہ کا خاتمہ ہو گیا بہت سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے اب پرانا ہی اور
کوئی نکلنے والا نہین کہ یہ خبر لشکر پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو پہونچی کہ آپ کے ملک پر اجلال دیوتن
نے چڑھائی کی ہے بہت سے سردار زخمی ہوئے بہت سے خوف ہلاکت سے ادا ہوئے بس یہ سنتے ہی
طیمور شیر پرور نے وہین سے اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کیا اور باگ کو مرکب کی شہر زرینہ کی طرف
پھیر ایمان اجلال دیوتن نعرے مار رہا تھا کہ بھیجو کسیکو پر اب نہ تھا کوئی نکلنے والا نہ تھا اجلال کہہ رہا تھا
کہ ای خورشید زرین کمر اب بھی دختر کو سوار کرکے بھیج دے تو تیرا ملک او جان بخشی ہو ورنہ اب مین
خود آیا چاہتا ہون خورشید پریشان تھا سہیل اختر شناس ساعتون کا شمار کر رہا تھا کہ بہت کم عرصہ ساعات
کے گذر جانے مین باقی ہو کہ یکایک جانب صحرا سے بگولہ گرد کا اٹھا اور اس بگولے سے شاہزادہ
طیمور شیر پرور پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے چند سردارون کو قتل اور زخمی کرکے
تو نے سمجھ لیا کہ اب شہر زرینہ مین کوئی لڑنے والا باقی نہین رہا ہم اپنی قوت بازو کے بل پر سلطنت
کرتے ہین اجلال دیوتن کی نظر جو شاہزادہ پر پڑی آواز دی کہ او طفل جا تیرے کھیلنے کے دن ہین تو
مجھ سے کیا مقابلہ کرے گا بہتر یہ ہے کہ اپنی بہن کو سوار کرکے میرے ساتھ کر دے ورنہ بہت بیعزتی کے
ساتھ گرفتار کر کے لے جاؤنگا بھلا شاہزادے کو اس کلام کے سننے کی تاب تھی کوڑا اٹھایا اور آواز دی کہ او ملعون
گلے پھاڑ ڈالونگا اگر ایسے سخنان گستاخ تو نے کہے لا حربہ اپنا دیکھون تو کیسا ہے اجلال کو غصہ آگیا تھا
اسنے نیزہ مارا طیمور شیر پرور نے نیزہ کو نیزے پر کاٹا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی خورشید
زرین کمر نے دل تھام لیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ فرزند اس دیو پیکر سے بچا ہے خدا ہی جان اسکی بچائے
ادھر سہیل اختر شناس نے جو دیکھا کہ ساعت سعید آگئی خورشید زرین کمر کی طرف مخاطب ہوئے
عرض کی کہ اب حضور پریشان نہون ساعت فتح آگئی اور معلوم ہوا کہ سہرہ فتح و نصرت کا آپکے
فرزند ہی کے سر کے واسطے ہے وہان سنانون سے سنانین لڑ رہی تھین چھڑون پر چھڑین پڑ رہی
تھین لڑتے لڑتے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے اک بنداس خوبصورتی اور چالاکی سے
باندھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ مانند تیر شہاب کے ہاتھ سے اجلال دیوتن کے چھوٹ کر بلند ہوا لشکر خورشید
سے تحسین و مرحبا کی صدا بلند ہوئی اور اجلال دیوتن نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا آواز دی
کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ اس شخص کے ہاتھ سے ہوائی کیا کہ جو اس وقت رستم زمان
اور اسفندیار دوران کے لقب سے مشہور ہے خیر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے کہ ضرب ساطور
میری طمانچہ اجل کا ہے یہ کہکر اسنے وہی سات سو من کا ساطور خون آلودہ جس سے تیئیس سرداران کو
زخمی اور قتل کر چکا تھا سر پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کے لگایا طیمور شیر پرور نے مرکب کو اشارہ کیا
اور زیر بغل ہو نکلکر یا تو دستہ ساطور پر ڈال دیا اور جھٹکا مارا کچھ لنگر ضرب کا کچھ قوت طیمور کی حرکت
قریب تھا کہ اجلال دیوتن الٹ کے مرکب کے نیچے آپڑتے لیکن اجلال ہی ایسا پہلوان
زمان تھا کہ اسنے لنگر اپنا سنبھالا اور ساطور ہاتھ سے نچھوڑا اب زور ہونے لگے اسی کشمکش
مین مرکب لنگر کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون جانب سے روشنی آگئی ہر چند کرامات کے مقابلہ

کا دستور تھا لیکن اجلال دیوتن نے یہ خیال کیا کہ اسے بھی اسیر کرون تو کل دھاوا کر کے جنگ کا
خاتمہ ہی کر دون ادھر خورشید زرین کمر اپنے فرزند کے لیے پریشان تھا اسنے کہا بھی کہ رات کے مقابلہ
کا دستور نہین ہم لاہور شیر دل نے کہا کہ آپ رہنے دیجیے دخل نہ دیجیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہی جب
لڑے تو رات کیسی اور دن کیسا سب وقت برابر ہین خورشید خاموش ہو رہا آج طیمور پہلے پہل
لڑا ہی تو ایسے دیو خصال سے سامنا پڑا ہی اسکے دل کا خدا ہی حافظ ہی مگر طیمور شیر پرور شیرانہ
حملے کر رہا ہی جب اجلال دیوتن اسے کیچے پکڑتا ہی تو یہ بجلی کی طرح چمک کے صاف نکلجاتا ہی
اور جب طیمور شیر پرور اجلال کو پکڑتا ہی تو یہ بھی ہاتھ چھڑا کے نکل جاتا ہی داؤن پیچ ہو رہے ہین
چھوٹا بڑا کشتی کا بندھا ہوا ہی دیکھنے والون کی جانین لڑی ہوئی ہین تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہ ہوا جب
صبح ہوگئی پھر بھی علیحدہ نہوے دونون طرف سے دو کا نقارے بجنے کے آ گئے دونون نے پیے اور پھر
مصروف تلاش ہوے تھوڑے ہی عرصہ مین سارا دودھ پسینہ بنکے گیا تمام دن کشتی رہی قریب
شام اجلال دیوتن نے کہا او طفل تو بارے بدہی کہ ابتک تیری سانس بھی نہین پھولی ہے میرا زور
آخر ہی کہ اگر کوہ بھی ہو تو اپنی جگہ سے ہٹ جائے دیکھون تو کہ تو اس سے کیونکر بچتا ہی یہ کہکر
اجلال دیوتن نے دونون بازو طیمور شیر پرور کے پکڑے اور سینے سے ملا کر جو زور کیا تو سات قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ ایک گھٹنہ زمین سے آشنا ہو گیا وہین سے طیمور نے لنگر قائم کیا اب
اجلال دیوتن نے ہر چند زنجیر کمر پکڑ کے زور کیا کہ اٹھاؤن ممکن نہوا بس طیمور شیر پرور نے
بھی آواز دی کہ اگر تو نے خاتمہ کا زور کیا تو مین بھی یہ آخری زور کرتا ہون اگر مجھے اس زور مین نہ زیر
کر سکا تو چھوڑونگا یہ فرما کر بازو اجلال کے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر جو زور کیا تو گیارہ قدم
دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ اجلال دیوتن اوندھے منہ سامنے آ رہا بس دوسرے ہاتھ سے زنجیر کمر
پکڑ کے جو زور کیا تو پہلے ہی زور مین تا کمر اٹھا لایا اور دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کر کے زمین پر مارا کہ اجلال چارون شانے چت گرا کود کے چھاتی پر آئے اور کہا اب کیا کہتا ہی
اجلال دیوتن نے کہا کہ مجھکو تو نے زیر کر لیا سوا قدرت کا کیا کرونگا وہ تجھکو بھی باندھ لے جائیگا
اور تیری بہن کو بھی لیجا کر نائب خدا دند آئینہ کے سپرد کر دیگا بس یہ سنکے جو شاہزادہ طیمور شیر پرور
کو غصہ آیا تو اجلال دیوتن کو ٹانگین چیر کر پھینک دیا اور اسکے ساتھ والون سے کہا کہ اٹھا لیجاؤ
اسکو ہم ایسا ان اجلال دیوتن تھر آ گئے دونون ٹکڑے لاش کے اٹھا کر جانب شہر رمانیہ روانہ
ہوے خورشید زرین کمر نے طیمور شیر پرور کو گلے سے لگایا اور فرزند پر سے زر نثار کرتا ہوا
داخل شہر زرینہ ہوا نقارہ شادیانی بجنے لگے ملکہ نے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو محل مین طلب کیا
بلا گردان ہوئی تصدق اتروایا گو کہ ملکہ یہ سمجھتی اور جانتی تھی کہ یہ میرے بطن سے پیدا نہین ہوا
ہی مگر اپنی دختر حقیقی سے کم نہ سمجھتی تھی اور اب تو محبت اور زیادہ ہوگئی اسلیے کہ جان و آبرو ملک
و مال سب اسی فرزند کے باعث سے بچا دشمن رد ہوا لیکن خورشید زرین کمر کی تشویش اور
زیادہ ہوگئی کہ اگر اسنے جھلا کر سوار قدرت نقابدار سیہ پوش کو بھیج دیا تو بڑا غضب ہو جائیگا
وہ سبکو گرفتار کر کے لیجائیگا اسنے اپنے وزیر بتدبیر سے یہ صلاح کی کہ اس شہر سے مال و خزانہ لیکر
نکل چلنا چاہیے یہ فرزند سلامت ہی تو اور کسی مقام کو فتح کر کے وہان سلطنت قائم کر دیجیے گا
جان ہی تو جہان ہی اور اگر یہین رہے تو نقابدار کے ہاتھ سے جان و مال کا بچنا دشوار ہے

سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ اگرچہ ستارے آپ ہی کی فتح بتاتے ہین مگر عقل نہین قبول کرتی سوار
قدرت کے نام سے مجکو بھی دہشت معلوم ہوتی ہے اتنے مین شاہزادہ طیمور شیر پرور محل سے باہر آیا
جو صلاح ہوتی تھی وہ شاہزادہ کے سامنے بھی بیان کی طیمور شیر پرور یہ سُن کے چین بہ جبین ہوا اور فرمایا
کہ جسکو اپنی جان شیرین عزیز ہو وہ چلا جائے مین ہرگز نجاؤنگا اور اس سوار قدرت سے مقابلہ
کرونگا مجھے دیکھنا ہے کہ وہ کیسا ہے اور کتنا ہے یہ سُن کے خورشید زرین کمر نے بہت سمجھایا اور کہا
کہ ای فرزند وہ انسان نہین بلکہ کوئی بلا ہے اسی وجہ سے اُسنے سیاہ برقع اختیار کیا ہے طیمور شیر پرور
نے کہا کہ کچھ ہی کیون نہو مین ضرور اُس سے مقابلہ کرونگا اور اس بلا کو ٹالونگا اگر مجکو منع کیجیے گا
تو خودکشی کرونگا یہ سُنکے خورشید زرین کمر ڈرا اور کہا کہ خیر تمھین اختیار ہے لیکن اب اُس طرف
کا حال سُنیے کہ وہان امان شاہ اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ اجلال دیوتن ملکہ کو لیے ہوئے آتا ہوگا
کہ اک مرتبہ دیکھا کہ سامنے سے لوگ سیاہ بیرقین اُٹھائے روتے اور پیٹتے چلے آتے ہین جب قریب
پہونچے تو پہچانا کہ لشکر اجلال دیوتن کے لوگ ہین پوچھا ارے کیا ہوا اُن لوگون نے بیان کیا
کہ تمام سرداران لشکر خورشید کو ہمارے سردار نے زخمی کیا مگر ہاتھ سے فرزند خورشید کے اسکی
یہ حالت ہوئی اور لاش کے ٹکڑے سامنے امان شاہ کے ڈال دیے امان شاہ نے کہا کہ اسکی
یہ حالت کیونکر ہوئی اُن لوگون نے بیان کیا کہ ایک شب و روز کامل کشتی رہی قریب شام فرزند
خورشید نے اسکو چیر کے پھینک دیا یہ سُنکے امان شاہ تھرا گیا کہ وہ کون شخص ہے جسنے اس
دیو پیکر کو چیر کے پھینک دیا لیکن اُسی غم و غصہ کی حالت مین اسنے سکندر آئینہ پرست سے کہا
کہ اب سوار قدرت کو بھیج کر یہ جنگ فتح کرائیے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ مین تجکو اپنا فرزند
سمجھتا ہون میرا خود بھی یہی ارادہ ہوتا تھا یہ کہکر سکندر نے دیو غنطاق کو طلب کیا جسوقت دیو حاضر ہوا
تو اُس سے کہا کہ جا کر شہر زرینہ کو تباہ کردے اور شہر زرینہ کی شاہزادی کو لے آ کہ میرا فرزند اسپر
عاشق ہوا ہے یہ سُنکے دیو غنطاق کوہ پیکر نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اُسی وقت دیو غنطاق نے
ہیئت اپنی تبدیل کی اور نقابدار سیہ پوش بنکر جانب شہر زرینہ روانہ ہوا دس ہزار سوار صرف قیدیون
کے واسطے ساتھ لیے تھے اور سامان اسیری بہت ساہمراہ تھا کئی ارابے ہتکڑیون بیڑیون
سے بھرے ہوے ساتھ تھے جس وقت یہ قریب شہر زرینہ کے پہونچا ہرکارون نے خبر دی کہ سوار
قدرت یعنے نقابدار سیہ پوش آتا ہے یہ سُنکے تمام شہر زرینہ مین تہلکہ پڑ گیا لوگ جلا وطن ہونے لگے کہ اب
شہر پر تباہی آئی یہ ملک نقابدار سیہ پوش کے ہاتھ سے تاراج ہوگا جو یہان رہے گا وہ تباہی مین پڑے گا
لہذا یہان سے نکلجانا ہی اچھا ہے اور خورشید زرین کمر کا رنگ و رو بھی متغیر ہو گیا یہ حالت دیکھکر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو نہایت غصہ آیا کہ لوگ یہان کے بزدل ہین بس اسنے بھی دس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیے اور خورشید زرین کمر سے کہا کہ مین شکار پر جاتا ہون شاید نقابدار آجائے تو اس سے
نامہ و پیام مین ایک دن ٹال دیجیے گا کل مین آجاؤنگا یہ کہکر دس ہزار سوار سے شہر سے نکلا اور
جس طرف سے نقابدار سیہ پوش کے آنے کی خبر تھی اُسی جانب روانہ ہوا یہان خورشید زرین کمر نے
سہیل اختر شناس سے کہا کہ اب جسکا خوف تھا وہ تو موجود نہین ہے جہان تک ہوسکیگا گفتگو سے
آشتی کرنا سہیل اختر شناس نے عرض کی کہ نقابدار بغیر ملکہ کو لیے راضی نہوگا اور یہ فعل شاہزادہ
کے خلاف گزریگا خیر اُسے آنے تو دیجیے بر وقت دیکھا جائیگا یہان تو یہ کھچڑیان پک رہی ہین

اور یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور طی مراحل وقطع منازل کرتا ہوا چلا جاتا ہی اور اُس طرف سے نقابدار سیہ پوش
چلا آتا ہی شاہزادہ طیمور کو یہ فکر ہی کہ کسی طرح رستے ہی مین اس سے سامنا ہو جائے تاکہ وہین نقابدار سے
فیصلہ جنگ ہو جائے تو بہتر ہی ایک مقام پر شاہزادے کو شام ہو گئی لشکر کو اُترنے کا حکم دیا بارگاہ
برپا ہونے لگی کہ فوراً جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا شاہزادہ سمجھ گیا کہ یہ آمد نقابدار سیہ پوش ہی جسوقت
دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو نقابدار سیہ پوش دس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا نقابدار نے جو
یہان لشکر اُترتے دیکھا تو دریافت کرنے سے اسے معلوم ہوا کہ پسر خورشید زرین کمر کا لشکر ہی بس نقابدار
بھی اُتر پڑا کہ اِس سے فیصلہ کر کے آگے بڑھنا چاہیے جسکے بل پر خورشید زرین کمر اطاعت وخدمت
دہر سے انکار کرتا ہی جسوقت یہ گرفتار ہو کے قبضہ مین آ جائیگا تو پھر خورشید کو کچھ عذر و انکار باقی نہ رہیگا
بس نقابدار سیہ پوش نے صحرا مین اُترتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو ہوئی اُسنے
بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ
کی ہونے لگین ہرکارے یہ خبر لیکر خدمت مین خورشید زرین کمر کے روانہ ہوے اور جا کر عرض
کی کہ آپ یہان کن خیالون مین ہین فلان صحرا مین نقابدار سیہ پوش اور آپکے فرزند سے سامنا ہو گیا
نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی بس یہ سنکر خورشید بیتاب ہو گیا وزیر سے کہا کہ دیکھو اپنے
اشرار لوگون کا دیکھکر یہ حرکت کی کہ پوشیدہ طور پر جا کے رستے مین نقابدار کو روک لیا ای سہیل اختر شناس
اب جو خدا دکھائیگا وہ دیکھینگے کہد و کہ لشکر تیار ہو ہم بھی چلینگے اور اپنے فرزند کی لڑائی کا تماشہ دیکھینگے
یہ سنکے سہیل اختر شناس نے تیاری لشکر کا حکم دیا اسی وقت فوج تیار ہوئی خورشید زرین کمر فوج کثیر
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا ادہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا بر طرف ہوا اور رخانہ شب سے صبح برآمد
ہوئی جب نکلے نسیم بہار کے چلنے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کے شاخہائے
درخت پر بیٹھے اور بزبان بیزبانی مصروف حمد سبحانی ہوے دونون لشکر میدان مین آ کر صف آرا ہونے
لگے اُس طرف نقابدار سیہ پوش اپنے دس ہزار سوارون سے صف آرا ہوا ادہر اسی طرح شاہزادہ
طیمور شیر پرور فوج کو آراستہ کر کے کھڑا ہوا اس نقابدار نے آواز دی کہ ای فرزند خورشید زرین کمر کیا
تو ابتک مجھ سے ناواقف ہی جو تو نے میرے مقابلہ کا قصد کیا اور ابھی تک ملک کو بھیجکر رفع [illegible] نہ کیا شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے ارشاد کیا کہ ہان معلوم ہی مین تجھ سے اچھی طرح باخبر ہو گیا ہون کہ تو کوئی بلا ہے جو ہی لیکن
مجکو بھی پہچان لے کہ مین بلاکش ہون اگر تو دیو ہی تو مین تن داہی بدن ہی کہ حربہ تیرا مجھپر اثر نہین کرتا تو مین تجھے
چیر کر پھینک دونگا مین کسی مقابلہ مین بند نہین ہون نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ مجھے تیرے
حسن اور کم سنی پر رحم آتا ہی تو اپنے دل کا حوصلہ نکال لے اگر مین تجھے زیر کر لون اُس وقت تو اطاعت
کریگا فرمایا کہ اگر تو ساحر نہین ہی اور زور بازو سے مجھے زیر کر لیگا تو مجھے بھی اطاعت مین عذر و انکار
نہوگا یہ سنکے نقابدار سیہ پوش نے مرکب اپنا بڑھایا میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر
گاڑ دیا اور گرز کو آراستہ کر کے آواز دی کہ ای طفل حسین و بہادر آ کر آزمایش زور و طاقت
کر لے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے مرکب اپنا بھی بڑھایا اور سامنے نقابدار سیہ پوش
کے آ کر مرکب کو روکا نقابدار نے کہا کہ لا حربہ اپنا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ارشاد کیا کہ پیشدستی
کو میری ہمت گوارا نہین کرتی مین حق اپنی طرف کر کے لڑتا ہون اگر مین تیرے ملک پر چڑھنے جاتا تو
سبقت بھی کرتا یہ سنکے نقابدار سیہ پوش نے نیزہ اُٹھایا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کچھ دماغ تیرا خراب ہی کہ

کہ حریف کو خود حربہ کرنے کا موقع دیتا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اجل ہی تیری آگئی ہی یہ کہکر نیزہ مارا شاہزادہ نے
نیزہ کو نیزے پر کانٹا طعنین چلنے لگین دیر تک رد و بدل رہی آخر شاہزادہ نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے
نکال دیا بس نقابدار کو نہایت غصہ آیا اور اسنے گرز اپنا اٹھایا کہ ضرب اسکی ساڑھے چودہ سو من کی ہی کبھی
اسکی ضرب سے کوئی نہین بچا ہی آواز دی کہ او طفل مین نے تو چاہا تھا کہ تجھے زندہ گرفتار کرکے بچاؤن تجھے
حسین کو تو قتل ہونے دون لیکن تو نے مجکو سر میدان ذلیل کیا اب تجھے زندہ نچھوڑونگا ورنہ تو ہمیشہ مجکو نظر
حقارت سے دیکھے گا یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شاہزادہ طیمور شیر پرور کے وار
کیا طیمور نے اپنا گرز اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑا تو ہو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
خاک تو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا آواز دی نقابدار نے کہ زدم و پست کردم تو خبر اس طفل
حسین کی یہ سنکر لاہور شیر دل جھپٹ کے قریب آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا
دیکھا کہ شاہزادہ بشاش کھڑا ہی دونون ہاتھ مانند ستون فولادی کے قائم ہین شاہزادے نے جو لاہور
کو دیکھا فرمایا کہ ای لاہور واقع مین نقابدار زبردست ہی یہ کہکر گرد سے باہر آیا اور آواز دی کہ ع
تو ضرب بے زوری ضرب مانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + نقابدار سمجھا تھا کہ طیمور میری
ضرب سے مارا گیا کھڑا ہوا افسوس کر رہا تھا جسوقت شاہزادے نے گرد سے نکلکر نعرہ کیا نقابدار
حسرت مین آیا کہ واقع مین یہ طفل بھی بلاے بد ہی ادھر شاہزادہ طیمور شیر پرور نے ضرب لگائی
ادھر نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑا تو ہو تو عیاذاً بالله عجب حالت
ہوئی کہ دونون گرزون سے شرارے نکلکر فریاد کرتے ہوئے جانب آسمان روانہ ہوئے تڑاقے
کی صدا صحرا مین گونجی مرکب نقابدار کی کمر ٹوٹی جا کر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا
شاہزادہ نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم ادھر سے بھی اک عیار آیا اور پانی کے چھینٹے دیکر گرد کو
بٹھایا دیکھا کہ نقابدار تھر تھرا رہا ہی ہرن مو ہر مو سے پسینہ جاری ہی غشی سی طاری ہی لیکن ہاتھ
دونون قائم ہین عیار نے منھ پر چھینٹا پانی کا مارا نقابدار چونکا دیکھا مرکب مردہ ہی بس تلوار کھینچکر
دوڑا کہ او طفل بلا کی ضرب تو نے لگائی کہ مرکب میرا مارا گیا اب چھوڑتا ہون تیرے مرکب کو دیکھا
شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کہ یہ بارادہ فاسد آتا ہی جلدی سے گھوڑے سے کود پڑے
نقابدار تلوار پھینک کر لپٹ پڑا ادھر شاہزادہ بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تھوڑی
دیر مین زرہ کی کڑیان ٹوٹ ٹوٹ کے گرنا شروع ہو گئین زور کشمکش کے ہو رہے تھے کہ ناگہان
جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے خورشید زرین کمر
اپنے تین لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچ گیا اور آتے ہی اسنے چار جانب سے گھیر لیا
دیکھا کہ فرزند سے اور نقابدار سے کشتی ہو رہی ہی بس اسنے چپکے سے لاہور شیر دل کو اپنے
پاس بلایا اور کہا کہ میرے فرزند سے کہدے کہ اگر تو ناراض نہو تو آج اس نقابدار کی مشکین بندھوا
رکھوا دون اسکے ساتھ صرف دس ہزار سوار ہین مین نے تین لاکھ سے گھیر لیا ہی ورنہ اس نقابدار
کا مارا جانا مشکل ہو جائیگا تو اسے ہرگز زیر نہ کر سکیگا لاہور نے کہا کہ بھائی صاحب اسے کبھی منظور
نکرینگے یہ فعل انکے خلاف گزریگا اور آپ انھین کیا موم کا بنا ہوا سمجھے ہین اگر آپ قبل سے
تشریف لائے ہوتے اور تماشا گرز کی لڑائی کا دیکھا ہوتا تو ایسا نفرماتے ایک ضرب گرز مین
نقابدار کو بدحواس کر دیا اور اسکی ضرب نہایت آسانی سے روک لی آپ دیکھیے تو کہ

ہوتا کیا ہی آج اس سوار قدرت کی قلعی کھلی جاتی ہی خورشید زرین کمر غور سے دیکھ رہا ہی ادہر وہ رومال لیے
کھڑا ہی جب زیادہ پسینہ بہنے لگتا ہی تو پونچھ دیتا ہی اُدھر دونون مصروف تلاش مین یہانتک کہ لڑتے لڑتے
وہ وقت آگیا کہ پرندے اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوے چرند چراگاہون سے پلٹے قافلون نے منزل پر
پہونچ کے مقام کیا عالم مین سیاہی شب پھیلنے لگی آسمان پر ستارون نے بزم آرائی کا قصد کیا اسوقت
نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ای طفل ماہ جبین رات واسطے آسایش کے ہی اور دن برائے جنگ و جدل ہی
اب شام ہو چکی ہی تو بھی جاکر آرام لے اور مین بھی راحت اٹھاؤن صبح کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیمور
شیر پرور نے کہا کہ ای نقابدار سیہ پوش مین تو بغیر فیصلہ کیے میدان سے نہین پھرتا جب لڑنے پر آئے تو رات
کیسی اور دن کیسا دونون برابر ہین یہ سنکے نقابدار سیہ پوش کو غصہ آیا کہا کہ تو مجھے کیا عاجز سمجھا ہی اب مین بھی
بغیر مقابلہ یکسو کیے ہوے میدان سے نہ پلٹونگا یہ سنکے دونون جانب سے ایک ایک کاسۂ شیر آیا نقابدار
تو کاسہ منھ سے لگا کر چڑھا گیا اور طلب کیا کئی خم دودھ کے پی گیا لیکن شاہزادہ نے ایک ہی کاسہ پر اکتفا
کی پھر زور ہونے لگے تھوڑے ہی عرصہ مین وہ سارا دودھ پسینہ بن کے بہ گیا خورشید زرین کمر کی جان
لڑی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ تمام رات کشتی رہی اور فیصلہ نہوا صبح کو پھر نقابدار نے کہا کہ ای مرد عزیز
یہ کونسی لڑائی ہی کہ بھوکے پیاسے لڑ رہے ہین جو حالت ہی وہ میرے لیے بھی ہی اور تیرے واسطے بھی ہی
جاکر کچھ کھا لے جب تو سو رہ لینا تو پھر لڑنا طیمور شیر پرور نے فرمایا کہ ایک مقابلہ حریف سے اور دوسرا
مقابلہ خواہش نفسانی سے یہ پست ہمت ہونے کی دلیل ہی کہ ایک ہی سے مقابلہ کرے اور دوسرے کے
مقابلے سے باز رہے بقول تیرے جب دونون ایک حال مین ہین پھر کیا تردد ہی یہ سنکے نقابدار کو پھر
غصہ آیا اور لڑنے لگا یہانتک کہ شام ہوگئی خورشید زرین کمر نے کہا ای فرزند نقابدار بھی آرام لینے کو کہتا ہی
اور میرا بھی جی چاہتا ہی کہ تو بھی کچھ دیر آرام اٹھالے اسکے بعد لڑنا طیمور شیر پرور نے کہا کہ آپ اس معاملہ مین
دخل ندین مین بہت جلد فیصلہ کیے لیتا ہون کہانتک گذارش کیا جائے کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر
چوتھے دن صبح کو نقابدار کی یہ حالت ہوئی کہ پھیپھڑی پھول گئی پیٹ سنار کی دھونکنی بنگیا بس
شاہزادہ نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ایک ہاتھ
زیر زنخدان رکھا دوسرے ہاتھ گدّی کے نیچے لیجاکر آواز دی کہ کیا کہتا ہی نقابدار نے جواب دیا کہ تا زندہ
ایم نہ دیدہ ایم ای شہریار واقع مین تیرا مثل و نظیر نہین ہی اگر تو مجھے چھوڑ دے تو جس طرح مین تیرے
گرفتاری کے واسطے بیڑیان اور ہتکڑیان لیکر آیا تھا اب ان بیڑیون اور ہتکڑیون سے سلطان شاہ
کو باندھ کے تیرے سامنے لے آؤن شاہزادہ نے چھوڑ دیا خورشید زرین کمر نے کہا کہ ای فرزند یہ کیا
غضب کیا کوئی ایسے دشمن قوی کو بھی چھوڑ دیتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ جب وہ مطیع ہوتا ہی تو کس
قصور پر اسکو قتل کرون اگر اطاعت سے انکار کرتا تو دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیتا خورشید زرین کمر
نے کہا کہ اگر یہ دغا کرے اور پھر آمادہ مقابلہ ہو فرمایا پھر اسی طرح زیر کرلونگا اُس وقت تو مین ڈرا نہین
جب اسکے زور کا حال معلوم نہوا تھا اب کیا ڈرونگا یہ سنکے عنطاق کوہ پیکر قدمون پر گر پڑا اور کہا
ای شہریار زادے ارادہ میرا یہی تھا کہ اگر آپ مجکو چھوڑ دینگے تو مین دغا کرونگا جب غافل پاؤنگا اٹھا
لیجاؤنگا اور رکھ لونگا اسلیے کہ مین انسان نہین ہون دیو ہون نام میرا عنطاق کوہ پیکر ہی انسان
بنکر مقابلے کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ آجتک کوئی سر بر نہوا سوا آپکے کسی نے پشت میری زمین کو نہین
لگائی یا حمزہ صاحبقران کو سنا تھا کہ وہ دیو کش تھے یا آپ کو دیکھا فرمایا تو صورت اصلی تو دکھا

دیو عنطاق نے اُسی وقت غلغلک ماری اب جو دیکھا کہ اک پہاڑ سا سامنے کھڑا ہو گیا تو شاہزادہ طیمور شیر پرور
خوش ہوا کہ مین نے اتنے بڑے دیو کو زیر کیا کہ اگر مجھپر گر پڑتا تو مین پس کے رہجاتا اور خورشید زرین کمر
تو اسقدر خائف ہوا کہ کانپنے لگا لیکن ایسا نہ ہو یہ کھا لے لیکن دیو عنطاق نے عرض کی کہ ای شہر یار اب
مین جاتا ہون اور سکندر آئینہ پرست اور رمان شاہ کو بھی لاتا ہون اور آپکا مطیع کرتا ہون فرمایا جاؤ دیو عنطاق
کوہ پیکر اُسی وقت اپنے دس ہزار سوارون کو ساتھ لیے ہوے جانب شہر رمانیہ روانہ ہوا وہان جسم
پہونچی کہ سوار قدرت آتا ہی لوگ واسطے پیشوائی کے روانہ کیے گئے دیو عنطاق کو لیکر آئے یہان
رمان شاہ بہت خوش تھا کہ سوار قدرت میری معشوقہ کو ضرور لایا ہوگا جسوقت دیو عنطاق سامنے
پہونچا عرض کی کہ ای سکندر آئینہ پرست کفار مین آج تک کوئی صاحبقران نہین پیدا ہوا تھا اب
پیدا ہوا ہی فرزند خورشید زرین کمر کا صاحبقران ہی جو اوصاف حمزہ کے سنتے تھے وہ اس شاہزادے
مین دیکھے کہ آم سے تین روز مین مجکو اس طرح زیر کر لیا کہ دم باقی نہ تھا اگر اطاعت نہ اختیار کرتا تو جان
نہ بچتی اور صاحب ہمت وہ ایسا ہی کہ جب مین نے امان مانگی مجکو چھوڑ دیا یہ سُنکے سکندر آئینہ پرست
کو بھی اشتیاق ملاقات پیدا ہوا لیکن رمان شاہ نہایت رنجیدہ ہوا سکندر آئینہ پرست نے کہا
کہ ای فرزند رنجیدہ نہو یہ شخص قسمت سے ہاتھ آیا ہی اسے بھی اپنا مطیع سمجھ جسوقت مین آئینہ دکھاؤنگا وہ ضرور
آئینہ پرست ہو جائیگا یہ سُنکے رمان شاہ خاموش ہو رہا اور سکندر آئینہ پرست نے تیاری کی
اور دوسرے روز کوچ کرکے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا خبر پہونچی خورشید زرین کمر کو کہ سکندر
آئینہ پرست برائے ملاقات شاہزادہ طیمور شیر پرور آتا ہی خورشید مع طیمور برائے استقبال
روانہ ہوا اور نہایت عزت کے ساتھ رمان شاہ اور سکندر آئینہ پرست کو لایا بڑی دھوم سے
دعوت کی تمام شہر مین چراغان ہوا آتشبازی چھوٹی کئی رات تک جشن ملوکانہ برپا رہا جب دعوت
و ضیافت سے فراغت ہوئی تو سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ ای خورشید زرین کمر تمنے لقا پرستی
کیا سمجھ کے اختیار کی ہی خورشید نے کہا کہ آبائی مذہب سمجھ کے اختیار کر لیا ہی ورنہ دراصل
لقا کو مین قابل پرستش خود بھی نہین جانتا مین افسانے لقا کے سن چکا ہون کہ حمزہ عرب کے ہاتھ
سے تمام زمانے مین بھاگا بھاگا پھرا اساری خداوندی لقا کی حمزہ نے الٹ دی اور آخر مین اسے بھی گرفتار
کرکے تیرباران کر دیا کیسا خداوند تھا کہ حمزہ کا کچھ نکر سکا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اے
برادر پرستش اُسکی کرنا چاہیے جسمین نشان خداوندی ہو تم میرے آئینہ کو دیکھو اگر قابل پرستش
سمجھو قبول کرو ورنہ اختیار ہی خورشید نے اس رائے کو پسند کیا طیمور شیر پرور بھی یہان موجود
تھا چپکا سن رہا تھا سکندر آئینہ پرست نے آئینہ غلاف سے نکالکر پیش کیا راز اس آئینہ کا
اپنے وقت پر ظاہر ہوگا مختصر یہ کہ خورشید زرین کمر نے آئینہ پرستی کو لقا پرستی سے بہتر جانا اور
آئینہ پرستی اختیار کر لی اب سکندر طیمور شیر پرور کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ای فرزند شیر دل
تیرا کیا عقیدہ ہی فرمایا کہ میرا تو یہ عقیدہ ہی کہ درحقیقت جو میرا خالق ہی وہی ہی آئینہ بھی اک بنائی
ہوئی چیز ہی اگر آئینہ نے مجکو پیدا کیا ہی تو یہی خالق سہی مگر مین تو جبتک پہچان نہ لونگا اپنے خالق کو
اُس وقت تک سجدہ نکرونگا بلکہ مین اُسی کی پرستش کرتا ہون جو خالق حقیقی ہی مین ابھی تک
واقف نہین کہ وہ کون ہی جب واقف ہو جاؤنگا تو نام بھی بتاؤنگا اگر آپ لوگ آئینہ پرستی کو اچھا
سمجھتے ہین یہی سہی مین تو اپنے باپ کی اطاعت واجب جانتا ہون یہ سُنکے سب خوش ہوے کہ اگر

یہ موافق نہین ہی تو مخالف بھی نہین ہی اب یہ سب ایک ہوے اور جشن خوشی منعقد ہوا اور تیاری خروج ہونے لگی دیکھیے یہ کب خروج کرتے ہین اور کس طرف جاتے ہین بالفعل انکو تیاری خروج مین رکھا جاتا ہی

چند کلمے داستان ضلالت نشان خروج شجاع بن مشمش سے بیان کیے جاتے ہین

مخمس

ادائے مطلب دل ہی ہر اک ادا انکی
وفا سے بڑھ کے سمجھتے ہین ہم جفا انکی
دعا ہی شرم رکھے ہر جگہ خدا انکی
سوال وصل پہ نیچی نظر ہی کیا انکی
ہماری آنکھ مین پھرتی ہی وہ حیا انکی

بلاکشون کا سنے درد دکھ بلا انکی
نرالی سارے زمانے سے ہی حیا انکی
اب اور ہونگی ضدین اس سے بڑھ کے کیا انکی
نیازمند نے کی جتنی التجا انکی
ہوا غرور زیادہ بڑھی جفا انکی

نہ نقاب بھی چھپتی نہین ضیا انکی
مثال برق رہے ابر مین بلا انکی
خموش ہون تو خموشی بھی ہی صدا انکی
نگاہ گرم مین ہی چنچلی ادا انکی
دکھا رہی ہی ہمین شوخیان حیا انکی

مخل ہی وصل کی شب کتنی بے ادب ہی حیا
فراق یار کا سب سے بڑا سبب ہی حیا
عجب ہی شرم خدا رکھے اور عجب ہی حیا
ستم ہی غمزہ بلا ناز ہی غضب ہی حیا
اور اسپہ ڈھاتی ہی آفت ہر اک ادا انکی

اگر ہو میری جان تم پیالۂ عشاق
تو پھر ضرور رہو ہم نوالۂ عشاق
سمجھتے ہو دل داغی کو لالۂ عشاق
صدائے نغمہ ہی تمکو تو نالۂ عشاق
تجھے ہی فکر کہین سن نہ لے خدا انکی

بتون کی چال سے ہم اسکو بھی نہ کم جانین
اسے بھی فتنہ کہین اسکو بھی ستم جانین
اسے بھی چاہین اور اسکو بھی ہم صنم جانین
چلے یہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانین
بہت اڑاتی ہی اٹکھیلیان صبا انکی

جو دیکھو غور سے تو ہی ہر ایک جسکا جواب
مثال اسکی کہین ہی نہین ہی کسکا جواب
ہر اک پر انمین ہی ایسا نہین ہی جسکا جواب
نہ اسکا مثل جہان مین کہین نہ اسکا جواب
دعا وفا ہی ہماری جفا جفا انکی

بتاؤ بھیس بدلکر وہ کسکے دل مین رہے
ہمارے پاس سے نکلے وہ کسکے وصل مین رہے
ہمارے دل کو مسل کر وہ کسکے دل مین رہے
ہمارے دل سے نکلکر وہ کسکے دل مین رہے
ہمین تلاش ہی در پیش جا بجا انکی

برائیون سے ہی اب ذکر چار سو میرا
بہت ذلیل ہون کیا پاس آبرو میرا
نہ اسکا خون کرین جو ہے لہو میرا
اسی کی باتین خوشی سے جو ہو عدو میرا
غرض ہی کیا انھین میری سنے بلا انکی

ضیائے حسن رخ یار رنگ لائیگی
ادائے زینت دلدار رنگ لائیگی

کبھی وہ نرگس بیمار رنگ لائیگی کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائیگی
کریگی خون مرا ایک دن حنا آنکی

ہزاروں وصل کی لذت سے ہوگئے برباد ہزاروں صدمۂ فرقت سے ہوگئے برباد
ہزاروں عشق و محبت سے ہوگئے برباد ہزاروں حسن کی شہرت سے ہوگئے برباد
بندھی ہوئی ہو زمانے میں کیا ہوا آنکی

کہ انتظار رہے گہ اشتیاق سے مارا جو اتفاق ہوا اتفاق سے مارا
اگر نفاق پر آئے نفاق سے مارا ادا سے لوٹ لیا دل فراق سے مارا
نہ ابتدا ہے کچھ ابھی نہ انتہا آنکی

نہ آؤ بہر عیادت نہ تم کرو تکلیف عزیزو اُسے کہو اور مجھکو دو تکلیف
ضرور ہوگی مرے بخت میں ہے جو تکلیف دل فگار کے زخموں میں کیوں نہ ہو تکلیف
بھری ہے سینۂ مجروح میں ہوا آنکی

یہ طرفہ چین دیا اور طرفہ خواب دیا عوض سکون کے کچھ اور اضطراب دیا
پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا پیامبر نے یہ آکر مجھے جواب دیا
پیام سنکے کہا آگئی قضا آنکی

نہ رحم غیروں پہ ہے اور نہ ہے یگانوں پر وہ کمسنی میں ستم ڈھاتے ہیں جوانوں پر
اگرچہ آج یہاں بن گئی ہے جانوں پر خدا کے سامنے رکھونگا ہاتھ کانوں پر
برائی میں نہیں سننے کا برملا آنکی

ابھی سے دیتے ہیں ہر بات میں وہ دم دل ابھی سے دیتے ہیں غیرت کے بدلے ستم دل
یہ کیا قول تھا جیسی تھی یہ قسم اے دل وہ ابتدا ہی میں کرنے لگے ستم اے دل
پھر آگے آئے قیامت ہے انتہا آنکی

جو گھر جلاتے ہیں جو داغ شہر دیتے ہیں انھیں کے عشق میں جان اہل دہر دیتے ہیں
دکھا کے آنکھ وہی جام زہر دیتے ہیں وہی ہیں میرے مسیحا جو زہر دیتے ہیں
انھیں کو لاؤ مجھے راس ہے دوا آنکی

یہ آرزو ہے کہ کچھ اور انکی شہرت ہو جہاں وہ پاؤں دھریں اپنا میری تربت ہو
چلیں جہاں یہ عیاں اُس جگہ قیامت ہو نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو
ادا ادا سے سوا ہو ہر اک ادا آنکی

فراق یار سے دل ہوگیا ایاغ فراق اور اس ایاغ میں جلنے لگے چراغ فراق
مگر چراغوں سے کیا لطف ہے زہے باغ فراق کہیں ہو زخم محبت کہیں ہو داغ فراق
نشانیاں مرے دل میں ہیں جابجا آنکی

نہ بیقرار رہو صبر ہو ذرا سنبھل اے دل ہمیشہ سینہ میں میرے نہ تو اچھل اے دل
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل ہر ایک بات پہ ایسا نہ تو مچل اے دل
ستم میں تیرے اٹھاؤنگا یا جفا آنکی

خدا کے واسطے جلدی کہیں بتا قاصد مجھے جنون تو نہیں آج ہوگیا قاصد

سڑی ہی ہوش مین اب تک رہا ہی کیا قاصد　　حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہی یا انکی
کلیم خوش ہین صنم بھی جناب آصف سے　　ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
زیادہ ہوگا نہ ہم بھی اجناب آصف سے　　ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ مین مین پوچھتے ہو کیا انکی

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت ساحر شمش نے انتقال کیا ہی اُس وقت سن شعشاع بن شمش کا بہت کم تھا اور ساحر شمش نے ستارون کی بدی دیکھکر بنظر تحصیل علم سحر اور جائے نہایت اُسکو چاہ بابل مین بھیجدیا تھا وہان شعشاع نے پرورش پائی جب ہوشیار ہوا تو ساحران چاہ بابل نے اسکو خوب علم سحر و ساحری تعلیم کیا اب اسنے چلہ کشی شروع کی بہت سے چلے کھینچے اور سحر تیار کیے بعد اسکے اسکی مان نے ایک کتاب حسب وصیت ساحر شمش اسکو دی اور ایک تصویر ساحر شمش کی دی شعشاع بن شمش نے اُس کتاب کو پڑھا تو آنکھین اسکی کھل گئین اسمین ساحر شمش کے کائنات کے سحر اور رمز کے طریقے تحریر تھے اُس کتاب کے دیکھنے سے یہ ثانی شمش ہوگیا اور جن ساحرون نے اسے علم سحر تعلیم کیا تھا وہ اسکے آگے طفل مکتب کے درجہ پر آگئے اب اسنے اُس کتاب کے موافق سحر اپنے درست کیے اور پھر چلے کھینچے کاہن بھی بے نظیر ہوگیا جب سب طرح کے کمالات اسکو حاصل ہوگئے تو اسنے سکونت چاہ بابل کی ترک کی اور وہان سے نکلکر غار عمیق مین رہنا اختیار کیا اور تمام جانوران صحرائی کو اپنا مطیع کیا کہ وہ اس غار پر پہرہ دیا کرتے تھے ایک طرف غول شیرون کا تھا ایک جانب تیندوے ایک طرف خرس ایک سمت گرگ انمین افسر معین تھے اور انتظام سلطنت قائم تھا شعشاع بن شمش نے مثل اپنے باپ کے تین نقابدار طلسم بند کرکے تیار کیے ایک نقابدار خرس پوش سرکوب تھا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا تھا تیسرا نقابدار ببر پوش سیلی زن تھا صفت پہلے نقابدار کی یہ تھی کہ اُدھر اسنے نقاب چہرے سے الٹی اور برمن نگر کی آواز دی بس جسنے صورت نحس اسکی دیکھی وہ اپنا سر پیٹنے لگا یہانتک کہ سر پیٹتے پیٹتے بیہوش ہوگیا اور دوسرا نقابدار اطلس پوش حور لقا اسمین یہ وصف تھا کہ اُدھر صورت اسکی دیکھی اور محویت طاری ہوئی بیخود ہوگیا اور اطاعت اختیار کرلی تیسرا نقابدار ببر پوش اسکی یہ خاصیت تھی کہ اسنے جسکو طمانچہ مارا دیوانہ بیہوش ہوگیا جب یہ ان نقابدارون کو بھی تیار کرچکا تو اب اسنے ساعت خروج دیکھی اور یہ دیکھا کہ موت میری کسکے ہاتھ سے ہی تو معلوم ہوا کہ امیر ثالث کا عیار خضر لقا تیرا قاتل ہی بس اسکو یہ فکر ہوئی کہ جسوقت خضران یہان نہ ہے اور ہمراہ امیر ثالث کے خانہ کعبہ چلا جائے اس وقت مین غار عمیق سے نکلون مگر اسکے بعد ساعتین اچھی یہ دیکھین اب اسنے انجام پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اگر تو یہان سے نہ نکلیگا تو خضران اسی مقام پر آکر تجھے ہلاک کریگا جسطرح عمرو اول نے ساحر شمش کو مارا تھا اُس وقت اسنے یہ خیال کیا کہ جب ہر طرح موت خضران کے ہاتھ سے ہی تو یہان بیٹھے رہنے سے کیا فائدہ باوا جان نے محض حماقت کی کہ دریا میں چھپے بیٹھے رہے اگر نکل کر سحر کرتے تو لاکھون کو مار کے مرتے تیرا بیٹھے رہنا اچھا نہین جب مرنا ہر طرح ہی تو دل کی حسرت دل مین کیون رہے لڑکے مرین یہ سوچکر اسنے غار سے نکلکر چند خادمون کو ساتھ لیا اور کچھ سامان سحر و ساحری اور تینون نقابدارون کو اپنے ساتھ لیکر چلا جسقدر فوج درندون کی تھی اُسکے ساتھ ہوئی شعشاع بن شمش جادو اک شتر دراز قامت پر جوگی کی وضع بنائے ہوئے

سوار ہوا گلے مین اُسکے بڑا سا گھنٹا لٹکتا ہوا پشت پر دس بارہ ساحر ڈھول ڈبرو بجاتے ہوئے
آگے آگے تینون نقابدار اس شان و شوکت سے سواری شعشاع بن مشمش کی چلی جس وقت یہ قریب
شہر انجم حصار کے پہونچا تو اُسنے قیام کیا اور ایک نقابدار کو بادشاہ شہر انجم حصار پاس روانہ
کیا اور یہ پیام کہلا بھیجا کہ مین تیرے شہر کے قریب اُترا ہوا ہون خوش نصیب تیرے کہ پہلے مین
تیرے ہی ملک کی طرف آیا تجکو چاہیے کہ آکر اطاعت میری اختیار کر کہ تیرے واسطے باعث
افتخار ہی نقابدار خرس پوش سر کوب داخل شہر انجم حصار ہوا کوکب انجم حصاری کو معلوم
ہوا کہ ایک شخص عجیب الوضع مین نقابدار اُسکے ساتھ کسی غار سے نکل کر آیا ہی اور سلاطین زمانہ کو اپنا
مطیع بنانا چاہتا ہی یہ سُنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ کتنے لوگ اُسکے ساتھ ہین ہرکارون نے
بیان کیا کہ لڑنے والے تین نقابدار ہین اور خدمتی دس بارہ آدمی ہین اور قریب ایک ہزار کے درندے
اُسکے گرد و پیش رہتے ہین یہ سُنکے کوکب انجم حصاری متعجب ہوا کہا کیا حقیقت ہی اگر دس ہزار
سوار اپنے ساتھ لیکے جاؤنگا تو سبکو پامال کر کے رکھ دونگا اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی
کہ اک نقابدار خرس پوش آیا ہی اور کہتا ہی کہ مین ایلچی ہون اُس شخص کا جو فرزند خداوند ہی کوکب
انجم حصاری سمجھ گیا کہ یہ اُسی شخص کا ایلچی ہی کہا بلاؤ اور دنگل آہنی اُسکے بیٹھنے کو دیا نقابدار نے
کیسکو سلام بھی نہین کیا اور دنگل پر بیٹھ گیا کوکب انجم حصاری نے حسب قاعدہ اک جام شراب
سے ضیافت کی نقابدار نے جام پیا اور کہا کہ اے کوکب شاہ مین پیغام لایا ہون فرزند خداوند مشمش
جادو کا کوکب انجم حصاری نے کہا بیان کر نقابدار نے پیام پہونچایا کوکب انجم حصاری نے
ہنسکے جواب دیا کہ ہم لوگ بڑے خداوند لقاے بے بقا زمرد شاہ باختری کے ماننے
والون مین ہین ہمنے وہ افسانہ سُنا ہی جبکہ خداوند ملک فرعونیہ مین پہونچے اور فرعون شاہ
نے اُنکی عزت و تکریم مین فرق کیا تو خداوند نے ناراض ہو کر خداوندی فرعون کو بھی خدا پرستون
کے ہاتھ سے مٹوا دیا اور ساحر مشمش نے بھی یہ نا انصافی کی تھی کہ بڑے خداوند کو نہایت
کم درجہ پر معین کیا جسکی یہ سزا پائی کہ خداوند لقا نے تقدیر اُنکی پلٹ دی کہ لاکھ وہ بحر قلزم مین جا
چھپے مگر عمرو ملک الموت کی طرح دریا مین گھس کر پہونچا اور ساحر مشمش کو پکڑ کے مار ڈالا
مین ایسے شخص کو کیونکر خداوند مانونگا اور اُسکے فرزند کی کبھی اطاعت نکرونگا نقابدار خرس پوش
برہم ہوا اور کہا کہ اے کوکب شاہ معلوم ہوا کہ ستارہ قسمت تیرا گردش مین ہی بروقت مقابلہ تجکو معلوم
ہوگا مین ایک تیری تمام فوج کے لیے کافی ہون کوکب شاہ نے کہا کہ اگر میری فوج ایک ایک مٹھی
خاک اُٹھا کے ڈالیگی تو تو اور تیرا مالک اور اُسکے ہمراہی تپ کے مر جاینگے تو جا کر طبل جنگ بجوا
مین لشکر لیکر آتا ہون نقابدار برہم ہو کے چلا گیا اور سارا ماجرا شعشاع بن مشمش سے بیان کیا
اُسنے کہا کچھ کیا مضائقہ ہی مثل مشہور ہی کہ جسکی تیغ اُسکی دیغ جب مقابلہ کر کے پست ہوگا اسوقت
اطاعت اختیار کریگا ابھی نہین مانے گا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص سحر نکرے
اگر مین چاہون تو کھڑے کھڑے تمام شہر انجم حصار کو پھونک دون مگر مجھے ان لوگون کا
مٹانا منظور نہین ہی بلکہ مطیع بنانا منظور ہی سبنے کہا کہ ہمین آپکی اطاعت سے کام ہی اتنے مین کوکب
انجم حصاری اپنی فوج انجم شمار کو لیے ہوئے شہر سے باہر آیا بارگاہ آسمان جاہ برپا ہوئی
بازار لشکر کھل گئے خیمے خرگاہین راوٹیان قلندریان برپا ہوگئین اہل انجم حصار ان نقابدارون کو

دیکھ دیکھکر ہنستے تھے کہ کہاں ان بیچارون کو قضا کھینچ کے لائی ہے اور مالک انکا کیسا اندھا ہے اور
شامت زدہ ہے کہ ہم لوگون کے منھ خرطعاہے کوکب انجم حصاری نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر شعشاع بن ہمتمش کو ہوئی اسنے
بھی اپنے یہان کے نقارے بجوائے یہ نقارے سیندور کے ٹیکے دیے ہوئے ایک فیل پر
تھے اور ایک جوگی اسپر سوار نقارے پیٹ رہا تھا بیچ مین ایک چھوٹا سا خیمہ تھا اسمین شعشاع
بن ہمتمش تھا گرد لشکر درندونکا بہر حفاظت تھا تمام رات ادھر طلایہ کا گشت پھرا کیا ادھر درندے
پھرا کیے یہانتک کہ اسی عالم مین رات گذر کر صبح ہوئی آفتاب تابان جانب مشرق سے نمودار ہوا اور
ماہ شب زندہ دار آرام گاہ مغرب کی طرف روانہ ہوا فوج انجم مین ابتری ہوئی کوکب انجم حصاری
کے لشکر مین یا خداوند باختر کی صدائین بلند ہوئین اور سبکے سب مسلح ہو کر وعدہ گاہ مصاف مین آکر
صف آرا ہوے ادھر سے شعشاع بن ہمتمش چارون نقابدارون کو لیے ہوے میدان مین
پہونچا اسطرف صف آرائیان ہو رہی تھین ادھر صرف تین نقابدار پرجمائے کھڑے تھے ادھر کوکب
انجم حصاری تخت جواہر نگار پر سوار تاج بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر گردش کر رہا تھا آگے آگے
نقیب بول رہا تھا ادھر شعاع بن ہمتمش شتر سوار بت شانے سے لیکے کہنی تک بندھے
ہوے پیشانی پر قشقہ کھنچا ہوا ایک بھاری دوپٹہ کار چوبی آدھا باندھے آدھا اوڑھے زر بفتی جھولی
گلے مین اسمین اسباب سحر بھرا ہوا پشت پر ایک ہزار درندے جسوقت لشکر انجم حصار مین صف
آرائی ہو چکی تو کوکب انجم حصاری نے ایک صف کی طرف دیکھا افسر رسالے کا بہرام انجم حصاری
پہلوان زبردست تھا بس اسنے اشارہ پاتے ہی مرکب کو جولان کیا اور سامنے تخت کوکب انجم حصاری
کے آکر اجازت میدان چاہی کوکب انجم حصاری نے کہا کہ جا خداوند باختر تیرا نگہبان ہے اسنے سلام
رخصت کیا اور میدان مین آکر بعد سلح شوری بسیار آواز دی کہ اے جنگجو آؤ کہ مین تمہاری خدمتگذاری
کو موجود ہون بس یہ سنتے ہی شعشاع بن ہمتمش نے اسی نقابدار خرس پوش سر کوب
کو اشارہ کیا نقابدار میدان مین آیا سامنے بہرام انجم حصاری کے پہونچا بہرام سمجھا کہ یہ کوئی حربہ
کریگا نقابدار کے پاس کوئی حربہ نہ تھا نہ اسلحہ بدن پر تھا بہرام نے متعجب ہو کر کہا کہ تو مقابلہ کس شے سے کریگا
نقابدار خرس پوش نے کہا کہ کیفیت میرے مقابلے کی دیکھیگا لے دیکھ اور پہچان یہ کہکر اسنے
نقاب چہرے سے الٹ دی اور پکارا کہ برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا بس ادھر تو اسنے
نقاب چہرہ سے الٹی اور نظر بہرام انجم حصاری کی چہرہ نحس پر اسکے پڑی ادھر بہرام کی صورت دیکھتے ہی
عجیب حالت طاری ہوئی کہ بہرام نے اپنا سر پیٹنا شروع کیا کوکب انجم حصاری حیران کہ یہ کیا ہوا
اہل لشکر ہنسنے لگے مگر بہرام سر پیٹتے پیٹتے بیحال ہو گیا اور بیہوش ہو گیا نقابدار خرس پوش
اسے اٹھائے ہوے لیے چلا گیا بعد اسکے کیوان انجم حصاری میدان مین آیا ایک نقابدار
ببر پوش سیلی زن نکلا بعد گفتگوے بسیار کیوان نے حربہ طلب کیا نقابدار ببر پوش نے
تھپڑ مارا کہ کیوان انجم حصاری گر کر بیہوش ہو گیا ببر پوش کیوان انجم حصاری کو اٹھائے
لیے چلا گیا بعد اسکے برجیس انجم حصاری نکلا اسکے مقابلہ کو نقابدار اطلس پوش خود نقاب
آیا جیسے ہی برجیس نے حملہ کرنے کا قصد کیا نقابدار اطلس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے
الٹ دی بس برجیس انجم حصاری پر محویت طاری ہوئی جیسے کوئی کسیکے عشق مین مبہوت

اور دیوانہ ہوجاتا ہے نقابدار نے کہا جا چلا جا میرے لشکر کی طرف برجیس گردن جھکائے شعشلع کے
پاس چلا آیا نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا ناہید انجم حصاری نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی جو
برجیس کی ہوئی تھی اسکے بعد سہیل انجم حصاری نکلا اسکی بھی وہی حالت ہوئی القصہ اہل انجم حصار
کے حواس باختہ ہوئے شام تک بائیس سردار اسیر ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا کوکب
انجم حصاری نہایت ملول کمال غمگین میدان سے پھر کر بارگاہ میں آیا وزیر اسکا نہایت ہوشیار تھا
نام اسکا دبیر انجم حصاری تھا اسنے کوکب انجم حصاری سے کہا کہ انجام جنگ اچھا نہیں معلوم
ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے میل کر لیجیے یہ بہت بڑا شخص ہے اگر وہ چاہتا تو ایک سحر میں سبکا خاتمہ کردیتا
آپ متعجب نہوئے کوکب نے کہا کہ وہ تو ساحر مشتمش کی تصویر کو سجدہ کرانا چاہتا ہے دبیر
انجم حصاری نے کہا کہ آپ کن خیالوں میں ہیں لقا کیا تھا وہ بھی ایک انسان تھا بلکہ یہ ساحر مشتمش تو
صاحب قوت تھا لقا تو بالکل بیوقوف اور ہیچ کارہ تھا یہ ہونے دو سو خداوند سب ایسے ہی تھے کوئی
سحر کے زور سے خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سلطنت کے زور پر خداوند دوم خبیثہ کیا چیز تھیں اور ثمرات
سخنگو کیا بلا تھے جہاں اتنوں کو سجدہ کیا وہاں ایک تصویر کو اور سجدہ کر لیجیے گا تو پیشانی نہ گھس جائیگی
کوکب نے کہا کہ جیسی تمہاری رائے یہ تو میں بھی سمجھ گیا کہ لڑکر اس سے عہدہ برآ ہونا غیر ممکن ہے
دبیر نے کہا میں جاتا ہوں اور اسی وقت اسنے کشتیاں تحائف کی اپنے ساتھ لیں کچھ کشتیوں میں
جواہر کچھ کشتیوں میں میوہ کچھ کشتیوں میں اشیاء نادرہ چند غلامان زریں کمر وہ کشتیاں لیکر ساتھ ہوئے
دبیر انجم حصاری جانب خیمہ شعشاع بن مشتمش روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ غول گرگ
صحرائی کے دور دیتے بیٹھے ہیں اور ایک گرگ ادھر سے ادھر مثل پہرہ داروں کے ٹہل رہا ہے دبیر انجم حصاری
ڈر اگر چونکہ عاقل تھا ایک پرچہ کاغذ پر اپنا نام لکھکر اس گرگ کے سامنے ڈال دیا وہ گرگ پرچہ کو منہ میں
دبائے ہوئے روانہ ہوا اور جاکر سامنے شعشاع کے ڈال دیا جسوقت شعشلع نے نام پڑھا تو معلوم
ہوا کہ بادشاہ انجم حصار کا وزیر آیا ہے اپنے نقابدار ببر پوش کو برائے استقبال روانہ کیا نقابدار آیا
اور اسکو اپنے ساتھ لیکر چلا اب گرگ ہٹ گئے اور انھوں نے راستہ دیدیا بعد اسکے غول شیروں کا ملا یہ
بھی کچھ نہ بولے اسکے بعد دیکھا کہ چند ریچھ دور دیتے بیٹھے ہیں مگر کسی نے حملہ نہ کیا آخر میں خرس تھے جب یہ چاروں
چوکیوں سے گذر گیا تو دروازہ خیمہ پر پہونچا دو ساحر دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی کچھ نہ بولے
دبیر خوش تدبیر ہمراہ نقابدار خرس پوش کے داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ دونوں نقابدار یعنے خرس پوش
اور اطلس پوش سامنے کھڑے تھے اور شعشاع بن مشتمش پوست پلنگ پر چار زانو بیٹھا ہوا تھا
دبیر انجم حصاری نے سلام کیا اور سب کشتیاں سامنے چن دیں اور دست بستہ ہو کر نہایت معذرت
کی اور کہا کہ کوکب شاہ نے آپ کو پہچانا نہ تھا ورنہ کبھی آغاز جنگ نکرتا اب نہایت نادم ہے اسے کسی طرح
کا عذر آپ کی اطاعت میں نہیں ہے یہ سنکے شعشاع بن مشتمش نے کہا کہ ہمیں بھی مٹانا اس ملک کا
منظور نہ تھا ورنہ اگر ایک ساحر سے میں اشارہ کر دیتا تو وہ ایک سحر میں سارے شہر کو پھونک دیتا
وہ کشتیاں نذر کی قبول کریں اور تصویر ساحر مشتمش کی نکالکر دبیر انجم حصاری کو دی دبیر انجم حصاری
نے سجدہ کیا اور تصویر لے لی کہ میں کوکب سے بھی اس تصویر کو سجدہ کرادونگا شعشاع بن مشتمش نے
اسی وقت سب قیدیوں کو بلا کر ہوشیار کیا اور دبیر کے سپرد کر دیا اور کہا کہ کل ہم تمہارے یہاں
بھی آوینگے دبیر نے کہا کہ ع رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

یہ کہکر دبیر رخصت ہوا سب سردار ساتھ دبیر خوش تدبیر کے چلے دو نقابدار اپنی سرحد تک آکے پہونچا گئے
وہان کوکب شاہ انجم حصاری کو فکر و تردد بن بند نہ آئی تھی کہ اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
دبیر خوش تدبیر آتا ہی جتنے سردار آج گرفتار ہو گئے تھے وہ سب ہمراہ ہین یہ سنکے کوکب انجم حصاری
نے اور لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا جسوقت دبیر انجم حصاری آیا سب کیفیت بیان کی اور
تصویر مشمش کی پیش کی کوکب انجم حصاری نے اُسکو سجدہ کیا اور اپنے بتخانہ مین سب سے اول درجہ
کی جگہ پر نصب کرایا شعشاع بن مشمش کو سحر کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ تصویر مشمش جادو کی
کوکب نے نہایت احترام سے رکھی ہی بہت خوش ہوا غرضکہ شعشاع تو سو رہا لیکن کوکب انجم
حصاری کو جو معلوم ہوا کہ کل صبح کو شعشاع آکر میرا مہمان ہوگا تو اُسنے تمام رات جاگ کے بسر کی
اور رات بھر مین ایسا انتظام کیا کہ صبح کو سارا شہر آئین بند تھا فوج دور دور قاعدے سے کھڑی تھی
ہرکارے دمبدم کی خبر دے رہے تھے کہ اب شعشاع جادو سوار ہوا اب فلان مقام تک پہونچا بس
کوکب انجم حصاری کل ارکین دولت کو ساتھ لیکر برائے استقبال روانہ ہوا راستے مین جاکر نہایت ادب
کے ساتھ شعشاع بن مشمش سے ملا اور نہایت احتشام کے ساتھ اُسکو اپنے ہمراہ شہر مین لایا سامان
دعوت مہیا کیا او جشن چل روزہ منعقد کیا شعشاع نے کہا کہ مین تمھارے بتخانے کی سیر کرونگا شعشاع
کی اس فرمائش کے قبل ہی سے کوکب انجم حصاری نے بتخانہ کو آراستہ کر رکھا تھا اُسی وقت کوکب
اُسکو اپنے ہمراہ لیے ہوے بتخانے مین پہونچا آراستگی اس مقام کی احاطۂ تحریر سے باہر ہی اور
جتنے بت رکھے تھے ہر ایک زر و جواہر سے آراستہ تھا کسیکے گلے مین مالا موتیون کا پڑا ہوا تھا جسکا ہر ایک دانہ
نہایت سڈول اور سپید برابر بیضۂ گنجشک کے کسیکے کانون مین منوری الماس کے پڑے ہوے
کسی کے گلے مین ہیکل نورتن کے نونگے نورتن کے بازو پر بندھے ہوے ہر ایک بت ایک درجہ
مین اور درجہ حسب مراتب آراستہ کسی جگہ ثمرات سخنگو کی تصویر نصب کسی مقام پر دم خبثہ کی شبیہ
کسی جگہ لات کی کسی جگہ منات کہین گوسالہ سامری کسی جگہ آتشکدہ تجند کہین تصویر فرعون
کہین تصویر لقا کسی جگہ تصویر غث غرضکہ پونے دو سو بتون سے یہ بتخانہ مزین تھا اور صدر
مین اک تخت جواہر نگار پر بت ساحر مشمش کا نصب کیا تھا یہ دیکھکر شعشاع نہایت خوش
ہوا اور کوکب سے کہا کہ مین نے تجکو اپنا پیمبر مقرر کیا تو دین شعشاعی کو رواج دے اور
تصویر مشمش کو لوگون سے سجدہ کرا کوکب نہایت خوش ہوا جسوقت بتخانے سے پھر کر بارگاہ
مین آئے تو بارگاہ آراستہ ہو چلی تھی لوگ قرینے سے مؤدب بیٹھے ہوے تھے شعشاع کو دیکھکر
سب برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے شعشاع جادو آکر صدر مین بیٹھا ناچ ہونے لگا طائفے
حاضر ہوئے تمام رات ناچ رہا صبح کو جلسہ تھوڑی دیر کے واسطے برخاست ہوا کہ سب نے حوائج
ضروری سے فراغ حاصل کیا اسکے بعد کھانا کھایا پھر سب آکے شریک جلسہ ہوئے صحبت رقص و سرود
گرم ہوئی دبیر خوش تدبیر وزیر نے کوکب سے کہا کہ اگر آپ مخالف بنتے تو کیا کر لیتے اب موافقت
کا نتیجہ بھی دیکھا لیکن شعشاع جادو نے دبیر سے کہا کہ ای وزیر کوکب یہ بتا کہ صاحبقران ثالث
جو خانہ کعبہ گئے تو انکا عیار خضران بھی آنکے ساتھ گیا یا نہین دبیر نے کہا کہ اسکی مجھے خبر نہین کیون
آپنے خضران کو کس سبب سے پوچھا جواب دیا کہ اگر مجھے خوف ہی تو اُسیکی ذات سے ہی ہر چند
کہ مین نے انتظام ایسا کیا ہی کہ جس مقام پر مین ہونگا وہان فرشتہ بھی نہین پہونچ سکتا مگر گردش ایام سے

اتنا خوف ہی کہ خضران کہین نہ پہونچ جائے دبیر نے کہا کہ آپکو معلوم ہی کہ خضران سے آپ کو کچھ اذیت پہونچنے والی ہی شعشاع نے کہا کہ فقط خضران کے خوف سے مین نے طلسم زلزلہ تیار کیا ہی اور ہر دربند کی فوج جدا رکھی ہی اور جس دربند کی لوح ہی اسی دربند مین اسکو محفوظ کیا ہی تاکہ لوح فتاح طلسم کو دستیاب نہو سکے اور خضران مجھ تک نہ پہونچ سکے اگر خضران کا خوف مجکو نہوتا تو مین طلسم نہ تیار کرتا نہ مجھے اسم اعظم کا خوف ہی نہ کسی ساحر سے اندیشہ تمام عالم کے ساحر ایک طرف ہو جائین تو میرا کچھ نہین کر سکتے ہین دم بھر مین سبکو پھونک دون اور برباد کر دون مگر خضران کی دہشت کچھ نہین کرنے دیتی ہی دبیر نے کہا کہ یہ نقابدار آپکے خضران کو نہین گرفتار کر سکتے شعشاع جادو نے کہا کہ یہ نقابدار تو ایسے ہی ہین کہ انسے کوئی عہدہ برآ نہین ہو سکتا مگر خضران وہ بلاے بد ہی کہ جسطرح خداوند ساحران عالم مشمش جادو کو عمرو کا خوف تھا اسی طرح خضران سے مجکو خوف ہی دبیر خاموش ہو رہا اتنے مین دیکھا تو ایک نقابدار الماس پوش نمودار ہوا اسباب اسکے کچھ سامان شکار تھا اسنے آکر جو نقاب چہرہ سے الٹی تو تمام بارگاہ روشن و منور ہو گئی شعشاع بن مشمش تصویر بنگیا پوچھا کوکب سے کہ یہ کون لڑکی ہی کوکب نے کہا کہ یہ دختر ہی میری یہی چراغ سلطنت ہی اور یہی مایہ زندگی ہی شعشاع اسکو دیکھکے بہت خوش ہوا قریب اپنے بلایا سر سینہ سے لگایا کہا کہ اب یہ ہماری دختر ہی یہ کہکر پاس بٹھالیا سر پر دست شفقت پھیرا اتنے مین دو شوخ و شنگ لڑکیان چنگ ہاتھون مین لیے ہوے اور آئین یہ بھی نہایت حسین تھین پوچھا یہ کون ہین دبیر نے عرض کی کہ یہ کنیزین ملکہ کی ہین کوکب نے کہا کہ یہ انھین کی لڑکیان ہین دونون ملکہ کی پروانہ رہتی ہین اور چنگ نوازی مین انکا مثل و نظیر نہین ہی ایک کا نام حضور چنگ نواز اور دوسری کا نام سرور چنگ نواز ہی شعشاع جادو نے کہا کہ ہم بھی انکا چنگ سنینگے غرضکہ صحبت آراستہ ہوئی اور یہ دونون بیٹھکر چنگ نوازی کرنے لگین کہ شعشاع کو محو کر دیا شعشاع نے کہا کہ انکا استاد کیسا ہوگا کوکب نے عرض کی کہ انکا کوئی استاد بھی انسے مقابلہ نہین کر سکتا ہی اسلیے کہ یہ ایک سے نہین سیکھی ہین جسکو مین نے کامل دیکھا اس سے ہزار ہا روپیہ دے کر سکھلوایا انکو خزانہ دار سمجھیے یہ سنکے شعشاع نہایت خوش ہوا اور ایک ایک ہار منقش کا ان دونون کو دیا اسمین تھوڑا سا جواہر بھی نصب تھا ان دونون نے سلام کرکے پہن لیے شعشاع نے کہا کہ اس ہار کو فقط زینت و آرایش کے لیے نہ سمجھنا بلکہ اسمین بہت سی صفتین ہین ایک تو جسوقت تک یہ ہار تمھارے گلے مین ہوگا اُس وقت تک کسیکا سحر تمپر تاثیر نہ کر سکیگا اور اس ہار کا ایک تار جسپر کھینچ مارو گی برق بنکے گریگا اور کام اسکا تمام کر دیگا اسی طرح ہر آویزہ یاقوت و زمرد و الماس و مروارید کی صفت علحدہ علحدہ بیان کی یہ دونون بہت خوش ہوئین ملکہ مہتاب ہلال ابرو نے کہا کہ جب انمین ایک گاتی ہی اور ایک چنگ نوازی کرتی ہی تو اور زیادہ لطف حاصل ہوتا ہی اور حضور چنگنواز سے کہا کہ تم گاؤ اور سرور چنگ نواز سے فرمایا کہ تم چنگ نوازی کرو حضور چنگنواز نے یہ غزل شروع کی

غزل

ہوش مجکو آگیے کیا زاہد تری تکبیر سے
اور بھی مجرم ترے مجرم ہوے تقدیر سے
بیقراری ٹلگئی تسکین ہی ہی شمشیر سے
گفتگو معشوق کرنے مین زبان تیر سے

کان میرے بھر گیے ہین یار کی تقریر سے
تھی اسیکی کو تمنا اس بت بے پیر سے
ہجران عشق کو راحت ملی تقدیر سے
بنگیے موسیٰ کلیم اللہ تری تنویر سے

سخت جان ہو ہوکے لڑتے ہین ترے نخچیر سے
غم زمانے مین ہوا پیدا مری تقدیر سے
جان دیتے ہین کھچے کو مری تحریر سے
ہو گیے یوسف حسین کنعو کی تعبیر سے

کسقدر کمبخت الفت نے گھلایا ہجر مین
جان آجاتی ہی لیکن کچھ تری تکبیر سے
اک نظر بھی دیکھ لے مجکو اگر زخمی کیا
پھر مری تصویر اچھی ہی تری تصویر سے
بیقراری طالب دیدار کی جاتی رہتی
جسنے گنگوا دی زبان شمع بھی گلگیر سے
بدگمانی ہی مجھے بیشک مصور سے حضور
کم نہین فریاد بھی میری تری تکبیر سے

سب سمجھتے ہین مجھے ہلکا مری تصویر سے
سو رہا ہی بخت بھی اور یار بھی ہی خواب مین
ہو وہان زخم کی زینت زبان تیر سے
ہمنے دیکھا تھا جو روز ہجر آئے شام وصل
دل کو تسکین ہو گئی ظالم نگہ کے تیر سے
جی مین آتا ہی لکھون مین بیدلی سے ایک خط
آنکھ کو دیکھیے گر شوق ہی تصویر سے
بات کرنی مجکو مشکل پڑ گئی ہی اے کلیم

داغ ظاہر وہ پڑا رہتا ہون شوق قتل مین
آج دونون کو جگائین نالۂ شبگیر سے
میرے پہلو مین ہی تو اور تیرے پہلو مین ہی خنجر
وہ پریشان ہین ہمارے خواب کی تعبیر سے
اسکی بزم عیش مین منہ اپنا لکھ کے کیا کوئی
ہو گئے ہین ناخوش بہت وہ شوق کی تحریر سے
نام لیکر اسکا چلاتا ہون مین بھی زاہدا
ہوش ناصر ہو گئے گم یار کی تقریر سے

اسکے بعد سرور چنگ نواز گانے لگی اور حضور جنگ نواز نے چنگ نوازی شروع کی اسنے اس غزل کو شروع کیا

غزل

وصل کا اسنے کبھی مجھسے نہ اقرار کیا ہاے کیون پیار کیا
کونسا آج ہوا آپکے شیدا سے قصور کچھ بتائین تو حضور
ذبح کرنا ہی تو پھر کھینچ لے ظالم خنجر شوق سے کاٹ گلے
تیغ کیون یار نے باندھی ہی کمر سے یارب نہ کھلا کچھ بھی سبب
جسکو کہتے ہین محبت وہ قضا کا ہی پیام نہ لے اسکا کوئی نام
مین نہین تھا جو ترے لطف و کرم کا خواہان حسن نے اور چال چلی
وصل اتنک نہوا دیکھو وہ بجتا ہی گجر آ گیا وقت سحر
کسطرح اسکی نزاکت پہ نہ دیوانہ رہون کیون نہ مین مجنون ہون بھی
بیخودی نے تو مری آج بھی رکھا نا کام ایسی غفلت کو سلام
واہ کیا خوب دیا میری وفاؤن کا صلا مرحبا صل علے
حق تعالے نے تجھے دی ہی عجب طبع سلیم تیر کیا کہنا کلیم

جب بہت مین نے ستمگار سے اصرار کیا صرف انکار کیا
کیون خفا ہو گئے کیون وصل سے انکار کیا کسنے بیزار کیا
حسرت قتل نے ایسا مجھے بیمار کیا جینا دشوار کیا
راز دل اسنے کبھی ہمسے نہ اظہار کیا لاکھ اصرار کیا
تشنۂ بادۂ الفت نے جو سرشار کیا پھر نہ ہشیار کیا
کیون مرے دل نے مجھے تیرا گنہگار کیا کیون تجھے پیار کیا
نیند سے مین نے اسی واسطے بیدار کیا تجکو ہشیار کیا
غش جب آیا تو نہ اسنے مجھے ہشیار کیا خوب بیدار کیا
مین نے کسواسطے سوتے مین تجھے پیار کیا کیون نہ ہشیار کیا
یہ ستم تو نے نیا مجھپہ ستمگار کیا ذکر اغیار کیا
تجھکو اقلیم معانی کا ہی سردار کیا بلکہ مختار کیا

اسی طرح باری باری ان دونون نے گا گا کے ایسی جنگ نوازی کی کہ شعشاع جادو نہایت خوش ہوا جس وقت جشن ختم ہوا تو شعشاع نے طرۂ ہمبری کوکب انجم حصاری کو دیا اور کہا کہ تو دین شمس پرستی کو رواج دے اور جسے چاہے اپنا نائب مقرر کرکے خطاب ہمبری اور طرہ اسے دے چند تحفے مین تیری دختر کو دیے جاتا ہون اُنکی وجہ سے تمام عالم کو اگر تو چاہیگا تو زیر نگین کریگا یہ کہکر اسنے اک کشتی منگائی کہ زمین پتلے اس کشتی کو اٹھائے ہوئے تھے اور ایک تپلہ اوپر کشتی کے بنا ہوا تھا شعشاع جادو نے وہ کشتی سامنے ملکہ مہتاب ہلال ابرو کے رکھ دی اور کہا کہ صفتین اس کشتی کی یہ ہین کہ جسوقت تم اسے وسیع ہونے کا حکم دوگی تو یہ وسیع ہو جائیگی اور جسقدر چاہو گی اتنی وسیع ہو جائیگی اور جس وقت کم ہونے کا حکم دوگی اُس وقت یہ کسیقدر گھٹ بھی سکتی ہی اور جب دوڑنے کا اشارہ کروگی تو یہ بلند ہوگی اور جب زمین پر لانا چاہوگی تو زمین پر آ جائیگی اور یہ تپلا جو اوپر کشتی کے بنا ہوا ہی جسوقت جب اسکے سر پر لگاؤگی تو سر سے اسکے دھوان پیدا ہوکر مثل سائبان کے محیط ہو جائیگا جبتک اس سائبان کے نیچے تم یا تمھارا لشکر ہوگا نہ سحر اثر کرسکیگا نہ عیار آکر عیاری کرسکیگا انتہا یہ ہی کہ اسم اعظم سے بھی یہ نہ مٹیگا بعد اسکے تینون نقابدارون سے کہا کہ آنا سے تمکو

مین نے اس ملکہ آفاق کا ماتحت کیا جو یہ حکم کرے اُسپر عمل کرنا اور خبر دار خلاف حکم اسکے کچھ نکرنا اور ملکہ
سے کہا کہ جس ملک پر تمھاری جی چاہے چڑھائی کرنا اور فتح کرنا اور ایک نقابدار آج کے چوتھے دن
تمھارے پاس آئیگا اُسے بھی اپنے ساتھ رکھنا ملکہ نے نقابدارون کی صفت مقابلہ پوچھی شعشاع بن
مشمش نے سب نقابدارون کا طریقہ جنگ بیان کیا اور کہا کہ جو نقابدار اب آئے گا وہ زرین پوش
برق افگن ہوگا صفت اُسکی یہ ہو کہ جب وہ حریف کے سامنے نقاب اپنے چہرہ سے اُلٹکر مقنعہ لگائیگا
تو وہین سے اُسکے برق نکلیگی اور چمک کے حریف پر گریگی کہ جلا کے خاک کردیگی یہ سُنکے ملکہ تھرا گئی کہ اگر
وہ کسی دن میرے سامنے ہنس دے تو مین بھی جل جاؤنگی شعشاع جادو نے کہا کیا مجال ہو اُسکی
کہ ایسا کرے وہ تمھاری فرمانبرداری کریگا یہ کہکر شعشاع نے فلک کی طرف دیکھا اور کوکب انجم
حصاری سے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور طلسم زلزلہ کا انتظام کرتا ہون اس مقام پر زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہین ہو لیکن اگر تم لوگون کو پتہ خضران کا ملجاے اور یہ معلوم ہوجائے کہ وہ اب
یہان نہین ہو بلکہ جانب خانہ کعبہ روانہ ہوگیا تو مجھے اطلاع دینا یہ کہکر شعشاع بن مشمش نے
نقابدارون کو وہین چھوڑا اور آپ مع چند مصاحبین خاص کے جانب غار عمیق کے روانہ ہوا کہ اندر سے
غار کے رستہ طلسم کا تھا بیرون غار وہ حرس و پلنگ وغیرہ پھر حفاظت کرنے لگا یہ تو طلسم زلزلہ مین مقیم
ہوتا ہو لیکن یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین - غزل بر آغاز داستان

وہ نہ تھے نا خوش تو ایسی گفتگو کا ہے کو تھی
آپ سے تم کس لیے تھی تم سے تو کا ہے کو تھی

مرتے دم تک آخر اُسکی جستجو کا ہے کو تھی
جب وہ دل مین تھا پھر اُسکی آرزو کا ہے کو تھی

وصل ہوتا تو دکھاتا اپنے بستر کی بہار
باغ مین گل کیلیے تھے گل مین بو کا ہے کو تھی

مین یہ سمجھا اُسکے گھر بھی شام فرقت آگئی
اک بلا کمبخت تھی شکل عدو کا ہے کو تھی

کیا وہ قاتل امتحان تیغ پھر لینے کو تھا
اُسکو فکر مرہم زخم گلو کا ہے کو تھی

خاک اُڑتا زاہد اُسکی یاد مین میری طرح
تھا جو دیوانہ تو پھر فکر وضو کا ہے کو تھی

شب کو جاگے ہین جو تیرے ساتھ کیا رونگے خون
دیدۂ اغیار کی سُرخی لہو کا ہے کو تھی

مجھکو پہلو مین بٹھایا آپ نے پیش رقیب
ذلتون کا سامنا تھا آبرو کا ہے کو تھی

خاک مین کیون نکر ملا دیتا نہ مجھکو آسمان
تھی یہ حسرت کس لیے یہ آرزو کا ہے کو تھی

تو تو اے قاتل مری آنکھون مین میرے دل مین تھا
زندگی بھر نزع مین جان عدو کا ہے کو تھی

خم تھی گردن ضعف سے جب خود ہی مجھ دیوانے کی
اے جنون پھر حاجت طوق گلو کا ہے کو تھی

سیکڑون زخم اور زخمی دلکو کر دیتے نہ تھے
بخیہ گر کو پھر یہ تکلیف رفو کا ہے کو تھی

زندگی سے ہاتھ دھونا فرض تھا زاہد کو بھی
ورنہ پھر اس طرح ترتیب وضو کا ہے کو تھی

گر زمانہ بھر نہ تھا تیری جفاؤن سے بہ تنگ
ہر جگہ پھر صحبت تیغ و گلو کا ہے کو تھی

کاش قاتل کو بنا لیتا گلے کا ہار مین + +
آرزو سے خون رگہاے گلو کا ہے کو تھی

زندگی کمبخت کا تھا لطف اُسکے دم کے ساتھ
جب نہ تھا قاتل تو پھر ایجان تو کا ہے کو تھی

جب عدو کو عشق مین سارا جہان اندھیر تھا ‏ ‏ پھر تری نظارگی کی آرزو کاہے کو تھی
شرم کے مارے نہ پھر اُس سے کہا تا زندگی ‏ ‏ تھا خدا کا قہر تجھسے آرزو کاہے کو تھی
مین زبان اُس سے لڑاتا ہون دم بوس وکنار ‏ ‏ غیر کا جھگڑا تھا مجھ سے گفتگو کاہے کو تھی
داور محشر اگر دشمن مین مجھ مین فرق تھا ‏ ‏ ایک ہی پھر میری اُسکی آرزو کاہے کو تھی
شکل موسیٰ امتحان تیرا نہ تھا گر اے کلیم ‏ ‏ اُسکی تصویر آج تیرے روبرو کاہے کو تھی

سہ بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + یہ داستان اس مقام پر چھوٹی تھی کہ صاحبقران حق پژوہ نے نمود جاد و کومار اہل لشکر نے مع اسکے اسلام اختیار کرکے اطاعت صاحبقران اختیار کی اور لاش اژدر سیہ سر لیکر ملازمان اژدر سیہ سر جانب سارلیقیہ روانہ ہوے صاحبقران نے قلعہ مارگیران کا انتظام کیا اور کسی شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کرکے آپ بصلاح سکندر رویرہ نشین جانب قلعہ آہنی روانہ ہوے بعد طی مراحل وقطع منازل جسوقت قریب قلعہ آہنی کے پہونچے اور خبر سرمایہ قلعہ دار کو ہوئی کہ صاحبقران چہارم تشریف لائے ہین سواری صاحبقران عالی شان کی تو ابھی دور ہی لیکن اور چند سردار آگئے ہین تو سرمایہ قلعہ دار نے اپنے اہل قلعہ سے صلاح کی کیا کرنا چاہیے اگر لڑتا ہون تو کیا کرونگا اور نہین لڑتا ہون تو نمکحرامی ہوتی ہی کہ خداوند ساریق نے مجھے اس مقام کا محافظ مقرر کیا ہی اور یہین دشمن خداوند کو راہ دیدون اور نہ رد کون مشیران سلطنت نے یہ راے دی کہ مقابلہ تو آپ کر ہی نہین سکتے اور نہ اطاعت کرسکتے ہین اسلیے کہ صاحبقران کے ہمراہ چار ہزار چار سو جوان تلوریے ہین جن مین ایک ایک رستم وقت اور اسفندیار زمانہ ہی صاحبقران جسکو اشارہ کردینگے وہ دم بھر مین قلعہ خالی کرایگا اور دو صورت راہ دے دینے کے یہ خوف ہی کہ مبادا غضب خداوند نازل ہوا ب کوئی تیسری صورت پیدا کرنا چاہیے وہ یہ ہی کہ جس وقت صاحبقران مع لشکر زیر قلعہ آجائین تو اُنہیں ل کر دعوت کرنا چاہیے یقین ہی کہ اسیر دعوت رد نکرینگے لہذا کھانے مین بیہوشی دیکر سبکو گرفتار لینا چاہیے یہ سنکر سرمایہ قلعہ دار نے کہا کہ اتنے آدمیون کا گرفتار ہونا بھی دقت سے خالی نہین ہی کس طرح ایک وقت مین اتنے لوگ بیہوش ہو سکتے ہین یہ سُنکے ان لوگون نے یہ رائے دی کہ چند سردار جو آئے ہوئے ہین اُنکو دھوکا دیکر اسیر کرلیجے جب اُنکے چھڑانے کو اور لوگ آکے دعوا کرین اُسوقت اُنکو زیر دار بٹھا دیجیے وہ لوگ پلٹ جائینگے اور قلعہ کی طرف نہ آئینگے یہ رائے سرمایہ قلعہ دار نے پسند کی اور کچھ تحائف لیکر قلعہ سے نکلا اس وقت چند سردار آئے ہوے تھے جسمین خزیل بن عدیل بن عادی اور عظیم خان بن معظم خان اور ضیغم پنجہ گیر اور خاقان سر برہنہ اور جوشن خان بن زرہ خان اسی طرح قریب بارہ پندرہ سردارون کے تھے اُنکو خبر ملی کہ حاکم قلعہ بغرض آشتی آتا ہی ان لوگون نے استقبال کیا اور عزت کے ساتھ لاکے بٹھالا سرمایہ قلعہ دار نے تحائف پیش کیے اور عرض کی کہ مین بھی آپ کا ہون او قلعہ بھی آپکا ہی جسکو چاہیے یہان کا حاکم مقرر کیجے میری مجال نہین کہ صاحبقران زمان سے سرتابی کرسکون یہ سُنکے عظیم خان اور جوشن خان اور ضیغم بن اسد وغیرہ نے کہا ای برادر ہمین تمھارے ملک ومال تاج وتخت سلطنت وحکومت سے کچھ سروکار نہین ہی ہمتو ملک سارلیقیہ بحکم صاحبقران جاتے ہین تم ہمین راستہ دے دو سرمایہ قلعہ دار نے عرض کی کہ ایک شرط سے وہ یہ کہ دعوت اس خادم کی قبول فرمایئے کہ عزت میری ہمچشمون مین زیادہ ہو یہ سُنکر لوگون نے کہا کہ رد دعوت ہمارے مذہب مین جائز نہین ہی ہمین خوشی تمھاری بسرو چشم منظور ہی یہ سُن کے سرمایہ قلعہ

نے دوسرے دن دعوت کا قرار دیا اور وہان سے رخصت ہوکر قلعہ مین آیا اور سامان دعوت مین مصروف
ہوا یہانتک کہ پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا پل تختہ اٹھوا دیا اور اپنے عیار کیاد کینہ جو کو بلاکر اس سے کہا کہ دعوت
مین جتنی چیزین ہون بیہوشی آمیز ہون جسوقت بیہوش ہوجائین اُس وقت سب کو گرفتار کرلینا اور پھاٹک
قلعہ کا بند کرا دینا پل تختہ گرا دینا تاکہ شاید کوئی شخص برائے رہائی آئے تو اندر قلعہ کے نہ آسکے
یہ سُنکے کیاد کینہ جو نے داروغہ باورچی خانہ کو بلاکر تیاری طعام کا پروانہ دیا اور بہت سی دار وے
بیہوشی دیکر اسے کل طعام مین آمیز کرا دینا جب دوسرا روز ہوا تو سب سرداران لشکر اسلام وقت معین
آئے سرمایہ قلعہ دار پئے پیشوائی قلعہ سے نکلا اور سب کو اعزاز و اکرام کے ساتھ اندر قلعہ کے لایا
بجائے نفیس پر بٹھایا اور نہایت انکسار کے ساتھ پیش آیا جب وقت کھانے کا آیا تو دسترخوان بچھایا
گیا کھانا لاکر قرینے سے لگایا گیا سب سرداران اسلام نے بے تکلف ہوکے کھانا کھایا ہاتھ منہ دھوئے
اب سرمایہ قلعہ دار نے سبکو باتون مین لگایا تھوڑی ہی دیر کے بعد جبرئیل بن عدیل کو گرمی معلوم ہوئی
چونکہ یہ لوگ سیر خور مین کھانا بہت کھا گئے تھے جبرئیل عادی کو پسینہ آگیا اُٹھ کھڑے ہوئے سرمایہ
قلعہ دار نے پوچھا کیون مزاج کیسا ہے جبرئیل نے کہا کہ گرمی بہت معلوم ہوتی ہے سرمایہ قلعہ دار بولا
کہ غذا بھاری تھی مشک و زعفران وغیرہ زیادہ دی گئی تھی فصل سرما کی نہین ہے اس سے یہ حالت ہے ارے
کوئی ہے یہ آواز سُنکر سب اپنے اپنے کام سے ہوشیار ہوگئے کہا پانی برف کا لاؤ کیاد کینہ جو نے
کہا کہ حاضر لیکن کوئی آتا نہین کہ ایکمرتبہ کیاد نے سامنے کا دروازہ کھول دیا ہوا جو آتی ہے تو بیہوشی
نے طمانچہ مارا جبرئیل عادی چھینک مارکر بیہوش ہوئے جیسے ہی یہ لڑکھڑا کر گرے لوگ سنبھالنے کو
اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا یہانتک کہ دس بارہ سردار سب بیہوش ہوگئے وہان تو پہلے ہی سے انتظام ہوچکا تھا
کیاد کینہ جو لوگون کو لے کے دوڑ پڑا اور جلدی جلدی سبکو اسیر غل و زنجیر کرلیا اور لیجاکر زندان مین
بند کر دیا اُدھر جلدی جلدی پل تختہ اُٹھوا لیا دروازہ قلعہ کا بند کردیا توپین برج پر چڑھ گئین پوری قلعہ
مین جنگ کی تیاری ہوگئی ہرکارے لشکر اسلام کے جو دریافت حال کے لیے آئے ہوئے تھے انھون نے جاکر
لشکر مین اطلاع کی کہ قلعہ دار نے دھوکا دیا اور سبکو بیہوش کرکے گرفتار کرلیا یہ سُنکر تمام اہل لشکر روتے
اور پیٹتے خدمت مین صاحبقران کے روانہ ہوئے صاحبقران ایک منزل کے فاصلہ پر اترے ہوئے
تھے کہ یہ لوگ روتے پیٹتے پہونچے فرمایا کیون خیر تو ہے انھون نے بیان کیا کہ حاکم قلعہ نے دعوت
کرکے سبکو گرفتار کرلیا یہ سُنکر امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا اُسی وقت جام کاسہ عفریت لبریز
کرکے رکھوایا اور فرمایا کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو جائے اور اُن سردارون کو چھڑا لائے قلعہ کو اپنے
قبضہ مین لائے یہ سُنکے شاہزادہ داراب ثانی اپنے دنگل سے کود پڑے اور عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجالائے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور رخصت کیا داراب
ثانی اپنے لشکر کو لیکر روانہ ہوئے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے لشکر کو اُتارا خبر سرمایہ قلعہ دار
کو ہوئی اُس نے کہا کچھ پرواہ نہین آنے دو داراب نے طبل جنگ بجوا دیا اہل قلعہ نے بھی کوس حربی
بجوایا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ داراب مرکب پر سوار ہوئے گرز و سپر کو ہاتھ
مین لیا اور ہمراہیون کو وہین چھوڑا تن تنہا بنفس نفیس جانب قلعہ چلے اُدھر سرمایہ قلعہ دار
کے داراب کو آتے دیکھا تو یہ خیال کیا کہ یکہ سوار آتا ہے شاید کوئی پیام لاتا ہے لیکن جب شاہزادہ
داراب ثانی قریب پہونچے اور آواز دی کہ اے اہل قلعہ کس خواب خرگوش مین ہو قلعہ گیری کے

ارادہ سے آتا ہون بس یہ سنکر جلدی جلدی گولندازون نے توپون پر بتی دی گئی سو ضرب توپ کی یکدم چل گئی کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام صحرا دھوان دھار ہو گیا لیکن شاہزادہ داراب ثانی استقلال کے ساتھ برابر گھوڑا اڑائے چلے آئے گولون کو خالی دیتے ہوئے اور گرز و سپر سے رد کرتے ہوئے برلب خندق جا پہونچے جب دیکھا سرمایہ قلعہ دار نے کہ کوئی گولہ قضا کا نہ لگا تو اسنے جلدی سے جزیل عادی اور عظیم بن معظم اور صیغم بن اسد وغیرہ کو لا کے زیر تیغ بٹھا دیا اور داراب کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اگر تم آگے بڑھوگے تو ہم انکو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر شاہزادہ داراب ثانی بہت پریشان ہوئے اور سرداران اسلام کو فصیل قلعہ پر زیر تیغ بٹھا دیکھا مجبور ہو کر پلٹے کہ اگر آگے بڑھتا ہون تو یہ لوگ بیگناہ قتل ہوتے ہین جزیل عادی نے پکار کے کہا کہ اے شہریار آپ ہمارا خیال نکرین ہم نمکخوار اسی دن کے لیے ہوتے ہین کہ جب وقت آئے تو حق نمک سے ادا ہو جائین آپ قلعہ کو فتح کر لیجیے ہمارا خیال نہ کیجیے داراب نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمکو قتل کرا دین یہ فرماتے ہوئے پلٹ گئے اور سوچنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے جب رات ہوئی تو سرمایہ قلعہ دار نے کہا دکینہ جو سے بلا کے کہا کہ آج رات کو جا کر اسے بھی مخبر لا اور قید کر لے یہ سنکے کیا دکینہ جو لباس شبردی تن پر آراستہ کر کے چور دروازے سے نکلا اور جانب لشکر داراب کینہ جو کے واسطے روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو صورت اپنی اک مرد نابینا کی بنا کے لٹھیا ٹیکتا ہوا داخل شہر ہوا اور بارگاہ داراب ثانی تک پہونچ گیا لوگون نے دیکھا کہ اک فقیر نابینا ہے کچھ خیال نہ کیا یہ پشت خیمہ کی طرف جا کے پڑ رہا جب رات زیادہ گئی اور اہل لشکر محو خواب ہوئے تو اسنے اپنی جگہ سے اٹھ کر قنات چاک کی اور پردا نے بیہوشی کے اڑائے پروانے شمع پر گر گر کے جلے اور دھوان انکا منتشر ہوا جو ایک دو بار بیدار بیٹھے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے بس کیا دکینہ جو اندر خیمہ کے آیا کیسہ عیاری ہاتھ پر چڑھایا ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب دماغ کے لے گیا جیسے داراب نے اوپر کی سانس کھینچی کیا دنے تمام بیہوشی دماغ مین پھونک دی داراب بیہوش گئے بس اسنے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے نکلا اہل لشکر محو خواب تھے طلایہ کے سوارون کی نگاہون سے اپنے تئین بچاتا ہوا اس طرح کہ کہین بیٹھے بیٹھے چلا کہین لیٹ گیا جب دور نکل گیا تو قلعہ کی راہ لی یہان جو صبح کو عیار داراب ثانی کا آیا تو اپنے مالک کو نہ پایا جا کر دیکھا تو پتیرا عیار کا بچھا تا کچھ دور تک تو پتہ معلوم ہوا پھر نظر نہ آیا مجبور واپس آیا ان لوگون نے یہان سے چلنے کا قصد کیا کہ صاحبقران کو اطلاع دین کہ جانب صحرا سے ناگہ گرد و غبار بلند ہوا اور صاحبقران مع جملہ سرداران نامی و گرامی تشریف لے آئے اب ان لوگون نے جا کے عرض حال کیا صاحبقران نے غصہ مین طبل بجوا دیا وہان سرمایہ قلعہ دار نے جو دیکھا کہ صاحبقران عالیشان تشریف لے آئے اور طبل بھی بجوا دیا ہے اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا اور اپنے عیار سے کہا کہ اگر تو صاحبقران کو پکڑ لائیگا تو استعد انعام و اکرام دونگا کہ مالامال ہو جائیگا یہ سنکر کیا دکینہ جو نے کہا کہ صاحبقران پر قابو پانا دشوار ہے لیکن جاتا ہون جو ملتا ہے آپ سے لاتا ہون یہ کہکر قلعہ سے باہر نکلا اور جانب لشکر اسلام روانہ ہوا صورت اپنی گھیارے کی بنائی گٹھا گھاس کا سر پر رکھے ادھر سے ادھر پھر رہا ہے جو قیمت پوچھتا ہے ڈیوڑھی دونی قیمت بیان کر دیتا ہے یہانتک کہ قریب اصطبل شہنشاہ گوہر کلاہ کے پہونچا اسیکے قریب اصطبل بلقیس بن قمبور کا تھا اک سائیس نے پوچھا کہ کتنے کی گھاس ہے اسنے قیمت بتائی اسنے قیمت دیدی

اور کہا کہ جاکر گھوڑے کے سامنے ڈال دے یہ اصطبل مین گیا گھاس گھوڑون کے سامنے ڈال دی اور کچھ
گھاس سمیٹ کے اک کونے مین لگا دی اور آپ اُسی گھاس مین پوشیدہ ہو رہا سائیس نے یہ خیال
کیا کہ قیمت تو پا ہی چکا ہے چلا گیا ہوگا جب زیادہ رات آئی سائیس وغیرہ سب سو رہے تو یہ اس گھاس
سے نکلا اور پشت خیمہ پر پہونچ کے جس طرح دارب کو لیگیا تھا اُسی طرح بلقیس کو بھی نکال لیگیا صبح کو
یہان ہلڑ ہو گیا کہ کوئی شاہزادہ بلقیس کو بھی چرا لے گیا خضران نے آکر دیکھا تو کسی نے عیار کا پیرا
دیکھا کہا خیر دیکھا جائے گا وہان کیاد کینہ جو نے بلقیس کو بھی زندانخانے مین پہونچا دیا یہان صاحبقران
کو اور زیادہ غصہ آگیا تلوار پکڑ کے اُٹھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ طلحہ بن لندھور نے عرض کی کہ اگر حکم
ہو تو یہ خادم اس خدمت کو بجا لائے فرمایا بہتر ہے طلحہ اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کے جانب قلعہ
روانہ ہوے جسوقت سامنے قلعہ کے پہونچے سر قلعہ پر سے گوہر برسنے لگا طلحہ گولون کو رد کرتے
ہوے بر لب خندق جا پہونچے وہان پھر اہل قلعہ نے قیدیون کو لاکر زیر تیغ بٹھا دیا طلحہ مجبور ہو کے پلٹے
آج رات کو کیاد کینہ جو طلحہ بن لندھور کو بھی چرا لیگیا اب جتنے قیدی جمع ہوتے جاتے ہین آپس مین کہتے ہین
کہ یہ کیا آفت ہے عیاران اسلام سے بھی کچھ حفاظت نہین ہو سکتی وہان صاحبقران عالی شان نے پھر طبل
جنگ بجوا دیا صبح کو مملوک بن مالک نے دھاوا کیا جب یہ زیر قلعہ ہو پہونچے تو پھر اہل قلعہ نے قیدیون
کو زیر تیغ لاکے بٹھا دیا مملوک بھی دانت پیستے ہوے پلٹ آئے آج رات کو کیاد کینہ جو اُنکو بھی
چرا لے گیا اسی طرح پانچ چھ روز مین اور بھی کئی سوار چوری گئے قلعہ کا قیدخانہ بھر گیا اتو بادشاہ اسلام نے
خضران کو طلب کیا اور فرمایا کہ بدیع الملک تمکو اس لیے چھوڑ گئے ہین کہ کرسی پر بیٹھے رہو اور سرداران
اسلام چوری جائین تم سے کچھ بند و بست نہو سکے خضران نے عرض کی کہ مین تن تنہا کس کسکی حفاظت کرون
ہر سردار کی حفاظت اُسکے عیار کو چاہیے مین خود صاحبقران کی حفاظت کرتا ہون اگر حکم ہو تو جاکر قلعہ پر
عیاری کرون فرمایا یہ بھی پوچھنے کی بات ہے خضران رخصت ہوا اور طیفور بادیہ گرد سے کہا کہ تم بھی چند
عیارون کو اپنے ساتھ لو طیفور نے کہا کہ خواجہ علیحدہ وہان پہونچنے کی فکر کیجیے اور مین جدا جاتا ہون کہ شاید
ایک نا کامیاب رہے تو ایک کامیاب ہو خضران نے کہا کہ بہتر خواجہ خضران تو بیس پچیس عیارون
کو ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہو گئے جسوقت کنارے دریا کے ہوگئے تو چند کشتیان دریا مین ڈالین اور چند
صندوق اُن کشتیون پر بار کیے اور صورت فقیرون کی ایسی بنائی کشتیان لیکر چلین دریا قلعہ کے نیچے سے
ہو کے بہاتھا انھین تو ادھر جانے دیجیے اب طیفور بادیہ گرد کی دانائی کا حال سنیے کہ انھون نے صحرا مین
اپنے عیارون کو متفرق کر دیا کہ جو عیار قلعہ سے آتا ہے وہ کس راستہ سے آتا ہے دریافت کرو یہ سب جابجا
ایک ایک جھنڈی کی آڑ مین بیٹھے تھے جس مقام پر طیفور بیٹھا تھا اُسی کے قریب ایک جھاڑی تھی اسمین دہنہ
نقب کا کیاد کینہ جو نے چھوڑ رکھا تھا کہ پتا نہ چل سکے طیفور بیٹھا ہوا تھا کہ کیاد کینہ جو اُس جھاڑی سے باہر
آیا ادھر اُدھر دیکھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا طیفور نے آکر دیکھا تو دہنہ نقب کا پایا بس نفیر عیاری
بجائی سب عیار آکر جمع ہوے کہا کہ مین تو اس نقب کے راستے سے اندر قلعہ کے جاتا ہون اور قیدیون
کے رہا کرنے کی فکر کرتا ہون جسوقت کیاد کینہ جو اس طرف سے جائے تو تعاقب مین اُسکے تم بھی چلے آنا
یہ کہکر اندر نقب کے اُتر کر روانہ ہوا دوسرا سرا نقب کا اندر زندان کے پھوٹا تھا طیفور اُسی مقام پر نکلا
جہان سب قیدی جمع تھے طیفور نے جاکر سلام کیا اور سرداران اسلام سے کہا کہ مین تو پہونچ گیا اگر حکم ہو
تو قید کاٹ دون لیکن کیاد کینہ جو عیار ابھی لشکر اسلام مین ہے آج دیکھیے کس سردار کو لاتا ہے اگر مناسب ہو

تو اتنا انتظار کیجیے کہ جس وقت کیاد کینہ جو آوے اُس وقت قید توڑ دیگا اور عیار کو پکڑ لیجیے گا اور مین ساحل کی
فکر کرتا ہوں کہ دریا کے راستے سے خواجہ خضران آرہے ہین سردارون نے انتظار کیا وہان کیاد
کینہ پرور شاہزادہ عارف بن معروف کو لیا اور چل کھڑا ہوا تو غائب ہین اُسکے شاگردان طیفور چلے
وہان کشتیان خواجہ خضران کی بہتی ہوئی کنارے پر پہونچین نگہبانون نے آواز دی کہ کون خضران
نے جواب دیا کہ بابا ہم گرد لوگ ہین اپنے بالکون کے یہان مہمان تھے اب اپنے دیس کو جاتے ہین
یہ چند سپاہی جو ساحل کے محافظ تھے انھون نے یہ صلاح کی کہ فقیر اکثر مالدار ہوتے ہین انکو بلا کے مہمان
کرو اور بیہوش کر کے دریا مین غرق کر دو جو کچھ مال و اسباب ہو وہ اپنے قبضہ مین کر لو یہ سوچ کے کہا
کہ بابا لوگ آپ سب رات یہین بسر کرین صبح کو جہان جانا ہے چلے جایئے گا یہ سنتے خضران مع
سردارون کے اُتر پڑے صندوق بھی اُتار کے رکھے گئے اور یہ سب فقیر آکے بیٹھے اب خضران
اس فکر مین کہ کسی طرح قیدیون کا پتہ لگاؤن کہ ایک مرتبہ طیفور کیاد کینہ جو کی شکل بنا ہوا پہونچا اور کہا
کہ کیون جی ان صندوقون مین کیا ہے خضران نے کہا کہ بابا اسباب ہے طیفور نے کہا کہ محصول اسکا لیا جائیگا
معلوم ہونا چاہیے کہ کیا اسباب اسمین ہے خضران نے کہا کہ فقیرون کا اسباب جس حیثیت کا ہوتا ہے ویسا ہی ہے
طیفور نے سپاہیون سے کہا کہ کھول ڈالو ان صندوقون کو ایک سپاہی نے اُٹھ کے ایک
صندوق کھولا تو کہا کہ اسمین تو آدمی لیٹا ہوا ہے کہا مار ڈالو اسکو بس یہ سنتے ہی خضران نے نعرہ کیا اور جو
سپاہی صندوق کے پاس تھا اُسکو خنجر مارا اور سپاہی دوڑے خضران اور ہمراہیان خضران نے سپاہیون کو
قتل کرنا شروع کیا کیاد نقلی سپاہیون کو للکارتا جاتا ہے کہ ارے یہ عیار ہین انکو گرفتار کرو اور آپ صندوق
کھولتا جاتا ہے جو صندوق کھولا اسمین سے عیار تیغ بکف نکلا اور لڑنے لگا خضران نے جو یہ رنگ دیکھا کہ
کیاد لڑتا نہین بلکہ عیارون کو بچاتا ہے صندوق کھول کھول کے رہا کرتا جاتا ہے سمجھ لیا کہ یہ طیفور ہے کہا ای
طیفور کیا کرتا ہے کہو قیدیون کی کیا خبر ہے طیفور نے کہا معلوم ہوا جاتا ہے آپ انھین تو ختم کر لیجیے جتنے
نگہبان ساحل تھے دم بھر مین عیارون نے اُنکو ختم کر دیا اتنے مین کیاد کینہ جو اندر زینہ خانے کے
پہونچا جیسے ہی پشتارہ عارف بن معروف کا زمین پر رکھا ساتھ ہی خندق نقب زن بھی شاگردان طیفور
کو لیے ہوے پہونچ گیا اور نعرہ کر کے کیاد پر حملہ کیا کیاد پشتارہ تو رکھ ہی چکا تھا اپنے بھی تیغ کھینچا اور
شور کیا کہ ای اہل قلعہ دوڑو یہان عیاران اسلام آگئے اب سرداران لشکر اسلام رہا ہوا چاہتے ہین نگہبانان
زندان نے اہل لشکر کو خبر کی اور اندر زندان کے آپڑے خندق نقب زن نے کیاد کینہ جو کو
زخمی کر کے گرفتار کر لیا اور سرداران لشکر اسلام نے قیدین توڑین اور نعرے کر کے زندان سے
نکلے اُدھر طیفور اور خضران بھی آپڑے عیاران قلعہ سے تیغ چلنے لگا سرمایہ قلعہ دار کو معلوم ہوا
کہ قیدی چھوٹ گئے بس یہ جلدی سے چور دروازے سے نکلکر جانب سار لقیہ روانہ ہوا یہان
سرداران اسلام نے ایسی تلوار برسائی کہ اہل قلعہ نے امان کی صدائین بلند کین انھون نے شرط
ایمان لانے کی پیش کی سبنے قبول کیا طیفور اور خضران نے پھاٹک قلعہ کا کھولا اور پل تختہ رکھوا دیا
یہ خبر امیر با توقیر اور بادشاہ اسلام کو ہوئی صاحبقران تشریف لائے ہین خضران نے طیفور بادیگر
کی بہت تعریف کی بادشاہ اسلام نے دونون کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بعد انتظام کوچ کر کے
آگے روانہ ہوئے بعد طی مراحل و قطع منازل کنارے ایک دریا کے پہونچے شام ہو چکی تھی قیام
فرمایا جب صبح ہوئی تو آگے چلنے کا قصد کیا اس وقت حکیم سودائی دانا اور سکندر ویرہ نشین

حاضر ہوے اور عرض کی کہ حضور یہ مقام خوفناک ہی حاکم یہان کا بہمن ماہی نژاد ہی جسوقت کوئی کشتی یا جہاز
اس طرف سے جانے لگتا ہی تو بہمن ماہی نژاد جہاز کو توڑ کر غرق کر دیتا ہی اور اگر پل پر سے لشکر گذرنے لگتا ہی تو وہ آکر جوڑ پل کے
کھول دیتا ہی لشکر غرق ہو جاتا ہی اور نام اس پل سرکشان ہی یہ سنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ
اس دریا پر ایک پل بنایا جائے اور اسپر سے ہوکر لشکر گذرے حسب الحکم صاحبقران چند معمار
کشتیون پر سوار ہوے اور زنجیرین لنگر باندھ کے دریا مین ڈالین کہ پانی کی تھاہ ملے
تو پل تیار کیا جائے کہ اکمرتبہ سب کشتیان مردمان آبی نے آکر الٹ دین تمام معمار غرق ہو گئے
بعد کچھ دیر کے لاشین ابھرین تو گردنین انکی کٹی ہوئی دیکھین صاحبقران کی آنکھون مین خون اتر آیا
اور قصد کیا کہ گھوڑا دریا مین ڈال دون اُس وقت مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ اگر
ارشاد ہو تو اس خدمت کو یہ غلام بجا لائے فرمایا تم جاؤ مظفر نے اپنے ہمراہیون کو جمع کیا
لنگوٹ سب نے باندھے کمر مین خنجر لگائے اور تیرتے ہوے چلے اُسوقت بہمن ماہی نژاد
ابھرا اور مظفر بن غضنفر پر حملہ کیا اور ہمراہیان بہمن نے لشکر مظفر پر حملہ کیا صاحبقران کنارے
دریا کے کھڑے تھے بادشاہ اسلام بھی تمام سرداران عالی مقام کو لیے ہوے موجود تھے وہان مظفر
نے بہمن کا وار رد کرکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہمن ماہی نژاد بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
دونون لڑتے ہوے تہ آب پر پہونچ گئے مظفر کو پیرنے اور غوطہ لگانے کی بہت مشق تھی بہمن کو
پچھاڑا اور خنجر سے سر کاٹ کر پانی پر ابھرے جسوقت سے یہ دونون لڑتے ہوے غرق ہوگئے تھے
اُس وقت سے اہل اسلام نہایت پریشان تھے خصوصاً صاحبقران تو دریا مین کودے پڑتے
پڑتے تھے لیکن عارف بن معروف نے روکا اور عرض کی کہ حضور کچھ دیر اور انتظار کرین پھر اختیار ہی
یہ مردمان آبی زور و طاقت مین ایسے نہین ہین کہ بھائی صاحب کو زیر کر سکین ہان اتنا فرق ضرور ہی کہ مردمان آبی
کا مسکن و ماوا دریا ہی اور ہم لوگ جسقدر غوطے کا دم رکھتے ہین اتنے ہی دیر لڑ سکتے ہین زیادہ ٹھہرنے
کی قوت نہین مگر بھائی صاحب مین کئی گھنٹون کا دم ہی مین نے انکو پیرنے کی حالت مین غوطہ لگاتے
دیکھا ہی اتنی دیر کا غوطہ لگاتے ہین کہ یکو یقین نہین ہوتا غرق ہوجانے کا گمان ہوتا ہی عارف نے اتنی
دیر باتون مین صاحبقران کو الجھایا کہ مظفر سر بہمن ماہی نژاد پانی سے لیے ہوئے باہر آیا
قدمون پر صاحبقران کے ڈال دیا بعد مظفر کے اور ہمراہیان مظفر بھی سر مردمان آبی کے لیے
ہوئے دریا سے باہر آئے اور عرض کی کہ اب راستہ صاف ہی ہمراہیان بہمن کو ہمنے مار لیا اب اگر
ایک دو بچ کے بھی چلے گئے ہونگے تو کیا کر سکتے ہین صاحبقران نے اس کام پر مظفر کی بہت
تعریف کی اور خلعت فاخرہ سے ممتاز فرمایا بادشاہ اسلام نہایت خوش ہوے اور ارشاد کیا کہ تمھارے
باپ اور دادا نے بھی بڑے بڑے کام کیے مگر ایسا اتفاق کبھی پیش نہ آیا تھا مظفر نے سر
تسلیم خم کیا اب پھر دریا عبور کرنے کا انتظام ہوا چند سوار پل پر بھیجے گئے جیسے ہی وہ سوار نصف
پل طے کر چکے ایک تڑاقہ ہوا اور پل شکستہ ہوگیا سوار دریا مین گر پڑے صاحبقران نے فرمایا کہ
نیا پل تیار کیا جائے یا متعدد کشتیان منگائی جائین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پل تیار کرنے
مین بہت عرصہ ہوگا اس سے بہتر یہی ہی کہ کشتیان منگائی جائین لوگ ملاحون کی تلاش مین روانہ
ہوے جو کشتیان ساتھ رہتے تھین وہ دریا مین ڈال دی گئین اور لوگ سوار ہو ہو کے اُس پار
جانے لگے لیکن حال اُن مردمان آبی کا سنیے جو یہان سے بھاگ گئے تھے جاکر انھون نے نہنگ بچہ

دریانشین سے حال بہمن ماہی نژاد کے مرنے کا بیان کیا نہنگ بچہ دریانشین بھی مردم آبی ہوا اور
اسنے فن عیاری بھی حاصل کیا ہی پس صورت اپنی ملاح کی بنائی اور بہت سی کشتیان ساتھ لیکر اور مردان آبی
کو پوشیدہ طور پر ہمراہ لیکر روانہ ہوا اس طرف سے نہنگ بچہ دریانشین آتا تھا اور ادھر سے لوگ
ملاحون کی تلاش مین جاتے تھے دیکھا کہ چند ملاح ناوین کھینچے چلے آتے ہین ان لوگون نے آواز دی کہ ای
ملاحون ہمین بہت سی کشتیون کی ضرورت ہی یہ سُنکے نہنگ بچہ دریانشین نے کہا کہ ہم بھی خبر سُنکے
چلے ہین کہ لوگ بہت سے دریا پار اترینگے ہماری مزدوری ہوگی یہ کہکر ناوین کھینچتے ہوئے اُس
مقام پر پہونچے جہان لشکر اسلام فروکش تھا اور ناوین کنارے پر لگادین پہلے جزیل عادی
سوار ہوئے اور چلے کہ اُس پار جاکے خیمہ برپا کرین انکے ساتھ چالیس عادی کشتیون پر بیٹھے اور
کشتیان بہتی ہوئی چلین نہنگ بچہ جس وقت بیچ دھارے پر پہونچا تو اسنے اپنی زبان مین کچھ کہا
سب ملاحون نے کشتیون کے پیچ کھول دیے کشتیان ٹوٹ ٹوٹ کے غرق ہوگئین ملاح بھی بظاہر
غرق ہوگئے لیکن فی الحقیقت ان مردان آبی نے سب عادیون کو بیہوش کرکے باندھا اور
اندر اندر پانی کے لیجاکر دور نکلے اور اک قلعہ زمین گیر مین قید کردیا اور پھر کشتیان تیار کرکے دوسری
طرف سے صورتین بدل بدل کر چلے وہان صاحبقران کو جزیل عادی کے غرق ہوجانے کا
نہایت صدمہ ہوا اور فرمایا کہ بغیر پل بنے ہوئے لشکر کا اُس پار اترنا غیر ممکن ہی ان کشتیون کے
جانے مین برسون گزرینگے حسب الحکم صاحبقران عالی شان پل بننے کی تیاری ہونے لگی لیکن
جتنا پل روز تیار ہوتا تھا رات کو نہنگ بچہ اپنے ہمراہیون سمیت آکے پل کو کھود کر چلا جاتا تھا یہ حالت
دیکھکر خضران نے کہا کہ ابھی دریا صاف نہین ہوا ہی آج رات کو مین انتظام کرونگا یہ کہکر خواجہ نے
سہپہر سے مزدور برخاست کردیے اور آپ تن تنہا اک کشتی مین سوار ہوکر دریا مین ادھر اُدھر
پھرنے لگے کشتی ماہی کی صورت کی بنی ہوئی تھی آج خضران نے یہ دیکھ لیا کہ مردان آبی کس طرف سے
آتے ہین جسوقت نہنگ بچہ اپنے ہمراہیون سمیت آیا تو کشتی کی طرف کچھ خیال نہ کیا دل مین سمجھا
کہ کوئی مچھلی ہوگی جب اُسنے پل کو منہدم کرلیا اور پلٹا اتنے عرصہ مین خواجہ نے کمند آصفلبے یا صفا
کا جال تمام دریا مین پھیلا دیا تھا جتنے مردمان آبی تھے سب کے سب آکر جال مین پھنس گئے خواجہ
نے کمند کھینچ لی اور سبکو گرفتار کرکے داخل زنبیل کیا صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے
اور سبکو زنبیل سے نکال نکالکر پیش کیا کہ یہ انھین سب کی شرارت تھی کہ پل نہ تیار ہو سکتا تھا
اُسوقت صاحبقران عالی شان نے اُن مردان آبی سے کچھ پوچھنا چاہا جو کچھ وہ جواب دیتے تھے
سمجھ مین نہ آتا تھا اب صاحبقران عالی شان پریشان ہوے نہ تو انکو چھوڑ سکتے ہین نہ قتل کرسکتے ہین
اُس وقت حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ مین زبان مردمان آبی کی سمجھتا ہون یہ لوگ اپنی زبان مین
اطاعت کرنے کو کہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ اُنسے کہدو کہ اُن ملاحون کا پتا لگادو جنھون نے
کشتیان توڑکر ہمارے سرداران کو غرق کیا ہی حکیم سودائی دانا نے اُنکی زبان مین اُنکو سمجھایا
اُنھون نے عرض کی کہ ہمین لوگ ملاح بھی بن کے آگئے تھے اور سردارون کو غرق کرکے گرفتار
کرکے لیگئے تھے سب ہمارے قلعہ مین زندہ موجود ہین اگر ہمین چھوڑ دیجیے تو سبکو لے آئین صاحبقران
نے فرمایا کہ انمین سے آدھے آدمیون کو رہا کردو جسوقت یہ سب سردارون کو لے آئین اُسوقت
سب کو رہا کردینا نصف مردمان آبی اُسی وقت رہا کردیے گئے اور نصف کو قید رکھا گیا حکیم

سودائی دانا نے کہا کہ اگر یہ گرم مقام پر رہینگے تو سب مرجائینگے انکو ایسے مقام پر قید کیا جائے کہ اندر زندان
کے بہت سے حوض پانی سے بھرے رہیں اور انکا پانی دونوں وقت بدل دیا جایا کرے تاکہ پانی لطیف
رہے اور کھانے کو انکے زندہ مچھلیاں دی جائیں کہ یہی انکی خوراک ہے حسب ہدایت حکیم سودائی دانا
زندان کا انتظام کر کے یہ لوگ تو قید کر لیے گئے اور جن لوگوں کو رہا کر دیا گیا تھا وہ سب کے سب گئے اور
جزیل عادی کو انکے ہمراہیوں سمیت لیکر حاضر ہوے اور عرض کی کہ آپ نیا پل درست فرمایئے ہم اسی پل
کو درست کیے دیتے ہیں جب سارا لشکر اس پار اتر لے اس وقت ہمیں رہا کر دیجیے گا صاحبقران نے
فرمایا کہ انسے کہو پل کو درست کریں حکیم سودائی دانا سبکو لیے ہوے کنارے دریا کے آئے سب مردمان
آبی دریا میں کود کے دن بھر میں پل کو درست کر کے واپس آئے اور عرض کی کہ اب آپ لشکر کو اترنے کا حکم
دیں اور صاحبقران سے عرض کی کہ اب ہمارے ساتھیوں کو رہا کر دیجیے اور بالعوض انکے ہمیں قید
کر لیجیے اگر تین روز ہمکو خشکی میں گذر جائینگے تو ہم مرجائینگے صاحبقران نے پہلے قیدیوں کو رہا کر دیا اور انکو
قید کر لیا وہ سب چلے گئے اب یہاں لشکر اسی پل سے کشاں پر سے اترنے لگا تیسرے دن وہ مردمان آبی
جو رہا کر دیے گئے تھے پھر آئے اور اپنے قائم مقاموں کو رہا کرا دیا آپ انکی جگہ قید میں بیٹھے جب کل لشکر
اس پار اتر گیا تو صاحبقران نے حکیم سودائی دانا سے ارشاد کیا کہ ان مردمان آبی کو حسب وعدہ چھوڑ
دو حکیم سودائی دانا نے عرض کی کہ میں نے اتنے دنوں میں سبکو سمجھا بجھا کر دین اسلام کی طرف
راغب کر دیا ہے اب یہ کسی مسلمان کو اذیت نہ پہونچائینگے بلکہ کفار کو اس طرف سے بچانے دینگے صاحبقران
یہ سنکے نہایت خوش ہوے اور سب مردمان آبی کو سامنے اپنے طلب کیا صورتیں انکی نہایت قبول
تھیں بال سر کے بڑے بڑے تھے اور ڈاڑھی مونچھیں نہ تھیں صاحبقران نے حکم دیا کہ ان سب کو
بندے پہنا کے چھوڑ دو تاکہ انھیں یاد رہے اور یہ صورت اپنی دیکھیں تو خوش ہوں کہ زیور انکے منہ پر بھلا
معلوم ہوگا حکیم سودائی دانا نے سب کے کان چھید وا کر بندے پہنا دیے پہلے تو یہ لوگ ناخوش ہوے
کہ صاحبقران نے نیکی کے بدلے ہمارے ساتھ بدی کی جب ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی
تو خوب قلقاریاں ماریں اور خوش ہوے صاحبقران نے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو جو شے مانگو وہ
تمھیں دی جاے انھوں نے عرض کی کہ ہمیں کوئی شے سوا اپنی رہائی کے درکار نہیں ہے صاحبقران نے
ان سب کو رہا کر دیا جس وقت یہ سب اپنے مقام پر پہونچے اور انکی عورتوں نے انکو
دیکھا تو کہا کہ یہ شے جو تم نے کانوں میں پہنی ہے ہمیں بھی پہنا دو انھوں نے سب کیفیت بیان کی اس وقت
ان عورتوں نے کہا کہ ہم بھی خدمت صاحبقران میں چلینگے مجبور آئے ان عورتوں کو لیے ہوے ساحل پر
آئے سب عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوئیں عورتیں مردوں سے زیادہ حسین تھیں ایک پرستان
کا سماں تھا نہنگ بچہ خدمت صاحبقران میں آیا اور عرض کی کہ یہ جو آپ نے ہمیں زیور پہنایا ہے ہماری
عورتیں بھی مانگتی ہیں صاحبقران نے کہا عورتیں تمھاری کہاں ہیں نہنگ بچہ نے عرض کی کہ سب ساحل پر
جمع ہیں صاحبقران نے اسیوقت زنانہ زیور طلب کیا اور کشتیاں اپنے ساتھ لیکر مع حکیم سودائی
اور طیفور اور خضران اور مردمان لشکر کنارے آب کے تشریف لائے دیکھا کہ پرستان کا سماں
ہے ایسی حسین عورتیں صاحبقران نے کبھی نہ دیکھی تھیں وہ عورتیں صاحبقران کو دیکھکر خوش
ہوئیں اور اپنے طریقہ کے موافق تعظیم کی اظہار مسرت کیا صاحبقران نے سبکو زیور تقسیم کیا اور
نہنگ بچہ کی بی بی اور دختر کو بہت سا زیور دیا اور حکیم سودائی سے کہا کہ اس دریا میں ایک

نشان اسلام نصب کرو اور اُسکا محافظ اس نہنگ بچہ کو مقرر کرو حکیم سودائی نے طریقۂ حکمت سے
اک میل دریا میں نصب کیا اور پوست نہنگ کا بھر کر لگا کر اُسپر کلمہ طیبہ تحریر کر دیا اور نیچہ پر نام صاحبقران
اور زیر چوب نہنگ بچہ کا نام لکھ دیا کہ یہان نہنگ بچہ کی عملداری ہی کوئی بغیر اُسکی اجازت کے دریا عبور
نکرے اور طریقہ حکومت اُسکو تعلیم کیا نہنگ بچہ کی دختر نہایت حسین تھی اُسنے لاکر صاحبقران کی خدمت
مین پیش کی امیر ُمسکرائے بہت پسند کیا مگر فرمایا کہ مجھے اُسکی جان لینا منظور نہین ہی یہ خشکی مین کیونکر رہسکتی
ہی حکیم سودائی نے کہا کہ یا صاحبقران یہ ایک شب رہسکتی ہی اس سے مواصلت فرمایئے صاحبقران
نے حکم دیا کہ خیمہ ہمارا کنارے دریا کے برپا ہو اُسی وقت خلوت خانہ آراستہ ہوا صاحبقران نے طیفور
کو رنجیدہ دیکھا بلا کر پوچھا طیفور نے عرض کی کہ ایک لڑکی اور تھی وہ مجھے پسند ہی صاحبقران نے کہا
آج سب عورتین بحر جمع ہونگی جسکو تم پسند کروگے تحصین دلوادیجائیگی جب شام ہوئی تو وہ سب عورتین
پھر ساحل پر آئین آج فرش بچھوا دیا گیا تھا محفل آرائی کی وہ لڑکی جسے طیفور نے پسند کیا تھا انکی طیفور
نے صاحبقران سے فرمایا کہ وہ یہی ہی امیر نے نہنگ بچہ سے فرمایا اُسنے جاکر اُس لڑکی کے ماں
باپ کو رضامند کر دیا غرضکہ عقد امیر کا ملکہ صدف مراد دختر نہنگ بچہ دریانشین کے ساتھ ہوا
اور عقد طیفور بادیہ گرد کا دردانہ ماہی نژاد کے ساتھ ہوا بعد عقد کے فرمان آلی تو آب مین چلے
گئے اور یہ دونون اپنے اپنے شوہر کی وصل سے شادکام ہوئین لیکن صبح کو نہایت مضمحل ہوگئین تھین
انکے عزیز آکر انکو لے گئے دونون اسی شب حاملہ ہوئین بطن سے انکے دو لڑکے پیدا ہوئے ہین
کہ ذکر انکا محاربہ بحری مین آئیگا فرزندان صاحبقران امیر البحر کے لقب سے ملقب ہوگا اور دریائی
لڑائیان لڑکر جزائر اسلام آباد کریگا اور فرزند طیفور اُسکا عیار ہوگا یہ داستانین بالکل نئے
عنوان کی قابل ملاحظہ ناظرین ہونگے جسوقت درخواستین مطبع محاربہ بحری کی آئینگی اور ناظرین کے
قدردانی کے آثار ظاہر ہونگے اُس وقت محاربہ بحری کے چھپنے کا بھی انتظام کیا جائیگا الحاصل نہنگ بچہ
تو اس مقام پر رہتا ہی اور صاحبقران عالیشان نے حکم کوچ دیا لشکر پھر آگے روانہ ہوا
حکیم سودائی دانا نے کہا کہ اے صاحبقران زمان اب آپکو کوئی مرحلہ سر نہین کرنا ہی صرف بعد
مسافت کی جسقدر زحمت ہو وہی گوارا کرنا ہوگی فرمایا شکر ہی خداوند عالم کا اب تمام لشکر ملا ہوا
جا رہا ہی کوچ اور مقام کرتے ہوے ساتوین روز اک مقام پر پہونچے کہ سر راہ اک میل بلند
بنا ہوا تھا جو لوگ آگے جا رہے تھے وہ ٹھہر گئے اور اُس میل کو دیکھنے لگے دیکھا کہ اُسپر اک پتھر نصب
ہی اور اُسپر چند اشعار ناپایداری دنیا اور مذمت دہر مین کندہ ہین اور آخر مین یہ عبارت تحریر ہی
کہ اگر اس طرف سے گذر صاحبقران زمان کا ہو تو مین اُنکو قسم دیتا ہون اُنھین کے دین و مذہب
کی کہ یہان سے داہنے جانب پانچ سو قدم کے فاصلہ پر اک گورستان ہی وہان جاکر داستان
مصیبت نشان مجھ کشتۂ غم کی سنین اور میری دادرسی فرمائین یہ مضمون دیکھکر اُنمین سے ایک سوار
بھاگا اور خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر عرض کی کہ سر راہ اک میل بلند ہی اور اُسپر یہ عبارت تحریر ہی
چونکہ آپ ہر مصیبت زدہ کی دادرسی کرتے ہین لہذا ہمنے اطلاعاً حضور سے عرض کر دیا اب آگے حضور کو
اختیار ہی جیسا آپ مناسب جانین ویسا کرین یہ سُنکے صاحبقران عالیشان نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ حضور حسب رفتار سے تشریف لیے جاتے ہین اسمین کمی نکرین ورنہ منزل پر
پہونچنے مین عرصہ ہوگا مین اُس میل کو دیکھکر فی الفور حاضر خدمت ہوتا ہون بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ مین بھی چلونگا امیر باتوقیر نے عرض کی کہ ابھی مناسب نہین معلوم ہوتا اگر قابل ملاحظہ سامی ہوگا تو مین
حضور سے اطلاع کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خیر بہتر ہی صاحبقران اُسی وقت علیحدہ ہوے اور مرکب
کو دوڑاتے ہوے چلے جس وقت قریب میل پہونچے تو دیکھا کہ واقع مین ایک میل بہت بلند زمین پر نصب
ہی اور اُس پر پتھر کندہ کیا ہوا نصب ہی عبارت اُسکی دیکھکر دل پاش پاش ہونے لگا صاحبقران وہان سے
پلٹے اور خدمت مین بادشاہ اسلام کے آئے اور عرض کی کہ ایسا کچھ اُس پتھر پر تحریر ہی بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ پھر آپکا کیا قصد ہی امیر عالی مقام نے عرض کی کہ مین ضرور جاؤنگا اور اس داستان مصیبت
نشان کو سنونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ آپ دشمن کے ملک مین ہین اور اتنی ہی مسافت طی کرنے مین
کن کن مصیبتون کا سامنا ہوا اس مقام پر کوئی قریب نہو صاحبقران نے عرض کی کہ اگر اقبال حضور کا
یاور ہی تو فریب و مکر سب سے محفوظ رہینگے اگر عبارت اس میل کی حضور ملاحظہ کرینگے تو یقین ہی کہ پھر مجھے
منع نکرینگے یہ سنکے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ نہین معلوم کتنے عرصہ مین پلٹنا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ
انشاء اللہ تعالے بہت جلد حاضر ہونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ جبتک آپ واپس نہ تشریف لائے
آئینگے مجھے تشویش رہیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ مین بھی اسی جگہ قیام رکھون یہ فرماکر حکم قیام دیا سوار آگے
روانہ ہوے اور جو لوگ پیش رو ہوے تھے اُنھین روکا اور قیام فرمایا تمام لشکر اُسی مقام پر اُتر پڑا
خیمے ڈیرے برپا ہوگئے بازار لشکر کی کھل گئی کٹورہ کھٹکنے لگا جنگل مین منگل نظر آنے لگا کئی کروڑ کا
لشکر ایک مقام پر قیام کیے ہوے تھا بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام اُس میل کے قریب آئے
اور عبارت میل کی ملاحظہ فرمائی ارشاد کیا کہ یا صاحبقران اسمین تو قسم لکھی ہی اب قیام کرنا میرا
اور جانا آپکا ضروری ہوا بادشاہ اسلام تو بارگاہ مین واپس آئے اور صاحبقران نے صرف خضران
کو ساتھ لیا اور اُسی گورستان کی طرف روانہ ہوے جہان کا پتا میل پر تحریر تھا جس وقت صاحبقران
حتی تروہ قریب پہونچے تو دیکھا کہ عجب مقام ہی کہ دیکھکر عبرت طاری ہوتی ہی کہین کہین جو درخت حنا
لگے ہوے تھے وہ یہ بتا رہے ہین کہ کوئی رنگین مزاج اس مقام کا باشندہ تھا ٹوٹے ہوے
جام گرد آلود صراحیان زنگ آلودہ کشتیان بزم میخواری کی برہمی کا پتا بتا رہی ہین جنگلی درختون مین جو
کہین کہین گلہاے بوقلمون اور درختان عمدہ جھلک رہے ہین اُنسے ثابت ہوتا ہی کہ یہ باغ پر فضا
تھا جسے خزان نے آکے جنگل بنا دیا اور جابجا کچھ قبرین بھی ملتی جاتی ہین صاحبقران نہایت حیران
و پریشان اس مقام کی سیر کرتے چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ یہ کیا ماجرا ہی یکایک اک خرابے کے
نزدیک پہونچے دیکھا کہ دیوارین منہدم ہین لیکن ہر دیوار کے دو دو اور تین تین گز کے مسلم ٹکڑے
پڑے ہوے ہین سپیدی اُنکی اور نقش و نگار یہ بتا رہے ہین کہ یہ عمارت بسبب کہنگی کے اس طرح
منہدم نہین ہوئی ہی بلکہ گرائی گئی ہی آگے بڑھے تو دیکھا کہ اک کنج مین اک شخص نوجوان گرد مین آلودہ
زمین پر پڑا ہوا ہی گلے مین اُسکے اک تختی لشب کی کندہ پڑی ہوئی ہی صاحبقران قریب اُسکے
تشریف لے گئے خضران سے ارشاد کیا کہ اسے چونکا کر حال اسکا پوچھو خضران نے کہا کہ ای شخص
تو خواب مین ہی یا مردہ ہی یہ کہکر شانہ اُسکا ہلایا وہ شخص خواب سے بیدار ہوا دیکھا صاحبقران نے
کہ لباس نہایت بوسیدہ ہی مگر رنگین اور زرتار ہی اور ہاتھ مین کنگنے کا یادگار گلاوہ بندھا ہوا
موجود ہی جس سے اُسکی نوعروسی کا نشان ملتا ہی یہ دیکھکر صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ ای
شخص تو کون ہی کیا ماجرا ہی جسنے اپنی داستان سنانے کو مجھے قسم دیکر بلایا ہی اور تو کوئی شخص ہی

اُسنے عرض کی کہ کیا آپ صاحبقران ہین فرمایا کہ ہان لوگ کہتے تو ہین بس وہ شخص اُٹھکر دست بوس
ہوا اور عرض کی کہ اگرچہ غلام نے حضور کو تکلیف دی اب ماجرا میرا سُنیے یا امیر مین کشتۂ غم و ماتم اپنی مصیبت
کیا بیان کرون نام میرا گلفام تاجدار ہی بادشاہ ہون شہر باغ و بہار کا زمانہ ولیعہدی مین گردش تقدیر
شکار کے بہانے مجکو اِس مقام پر لائی آہو کو صید کیا آہو بھاگ کر اس مقام پر آیا یہ باغ تھا مین بھی شوق
صید مین بے محابہ اندر باغ کے چلا آیا یہ باغ ملکہ زمان فرمانروا کا ہی نظر میری ملکہ پر جو پڑی اُسکا شیفتہ
جمال ہوا ملکہ مجھپر مفتون ہوئی چونکہ باپ ملکہ کا مر چکا تھا اور وہ صاحب اختیار تھی شادی اُسکی ہوئی نہ تھی
میرے اُسکے یہ عہد ہوا کہ شادی ہو مین اِس مقام سے اپنے ملک کو واپس گیا اور والدین سے کہلوایا
اُنھون نے بخاطر میرے قبول کیا لیکن دراصل مرضی اُنکی اِس سبب سے نہ تھی کہ زیادہ دور جا کے نسبت
کرنے مین ہزار آفتون کا خوف ہی مین ناتجربہ کار جوش عشق مین ان باتون کو اُن بزرگون کی نہ سمجھا چونکہ مین ہی
ایک فرزند تھا والدین کو ہر طرح خاطر میری منظور ہوئی شادی کا سامان درست ہوا اور برات شہر باغ و بہار
سے چلی راستے مین اک دریاے زخار ملا پوری برات جہاز پر سوار ہوئی جہاز بیچ دریا مین پہونچا تھا کہ
طوفان آیا جہاز اک پہاڑی سے ٹکرا کے پاش پاش ہوگیا جو لوگ اُس جلدی مین پیر کر پہاڑی پر چڑھ گئے
وہ تو بچ گئے باقی سب غرق ہو گئے اُس برات مین اک دوست میرا شعور جنی بھی تھا اُسکی مدد سے جو
بچ رہے تھے وہ خشکی تک پہونچے میرے والدین بھی غرق دریا ہو گئے خدا اُنکو غریق رحمت کرے
اب مین نہایت بددل ہوا کہ اِس تباہی کی حالت مین مکان عروس پر کیا منہ لے کے جاؤن جنگلون مین تباہ
پھرتا تھا اس تباہی کی خبر ملکہ زمان فرمانروا کو ہوئی چونکہ وہ طمع نہ رکھتی تھی خود صاحب حکومت تھی اُسنے
مال و اسباب زر و جواہر مجکو بھیجا اور کہا کہ اب تم میرے شہر مین آکر سامان درست کرو اور تباہی مال و
اسباب سے پریشان نہو جو لوگ دنیا سے گذر گئے اُنکا غم بھی بیکار ہی اِسلیے کہ اب وہ واپس نہین آسکتے مین
اُسکی تسکین آمیز باتون سے خوش ہوکر شہر فرمانیہ مین آیا اور سامان درست کرکے ملکہ کو بیاہنے کے لیے
اس باغ مین پہونچا ملکہ پر اک دیو مدت سے عاشق تھا جسوقت اُسکو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہی اور نوشاہ
اُسکے باغ سدا بہار مین براتیون سمیت اُترا ہوا ہی عقد ہونے کو ہی دیو قرناس احول چشم یہ سُنکر
غصہ مین آیا یہان پہونچکر اُسنے ایسا سحر کیا کہ باغ مین آگ لگ گئی اُسوقت بھی میرا دوست شعور جنی کام
آیا کہ وہ مجھے تو نکال لے گیا باقی سب جل کے مر گئے دیو نے عمارتین تک منہدم کردین اور ملکہ کے
بھی بہت سے لوگون کو نذر کرکے ملکہ کو اُٹھا لیگیا جب مین دوبارا اس مقام پر آیا تو اپنے ساتھیون کو
جلا ہوا پایا مین نے اُنکی لاشون کو دفن کرایا اور مجاورون کے بٹھا رات دن رہا کرتا ہون کبھی والدین کا خیال
آتا ہی کبھی احباب کی فرقت کا دھیان تڑپاتا ہی کبھی ملکہ کی جدائی ستاتی دل کھاتی ہی لیکن عاجز آکر خودکشی
کا قصد کر لیا تھا لیکن شب کو مین نے اک خواب دیکھا کہ کوئی مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر تو دین اسلام
اختیار کرے تو دور ہو تیری بلائیلی بہت تھوڑے زمانے کے بعد صاحبقران زمان اس طرف تشریف لائینگے وہ
تیری بچھڑی ہوئی معشوقہ کو تجھسے ملا دینگے دنیا بامید قایم مین نے صبح کو خواب اپنا شعور جنی سے بیان
کیا شعور جنی نے اُسی روز بجار سر راہ سبیل تعمیر کیا اور پتھر کندہ کرکے اُسپر لگا دیا کہ اگر صاحبقران
ادھر تشریف لائین تو اِس مصیبت زدہ کا پتا پائین بعد اسکے شعور جنی نے ملاقات دیو قرناس سے پیدا
کی اور اُسکو اتنا راضی کر لیا کہ جسوقت مین اُس مقام پر موجود ہون اُس وقت گلفام تاجدار آکر زیر کوہ سے
اپنی معشوقہ کو دیکھ جایا کرے مگر اوپر کوہ کے آنے کا قصد نکرے بس یہ اتنا سہارا میری زندگی کا ہی کہ

روز ایک وقت جا کے اپنی بی بی کو دیکھ آتا ہون اب وہ دیو قرناس کے قبضہ مین ہر بس یہی داستان مصیبت عنوان میری ہر اگر آپ خاصان خدا مین سے مین اور صاحبقران زمانہ ہین تو میری دادرسی کیجیے یہ کہکر رونے لگا خواجہ خضران نے کہا کہ اے گلفام تاجدار اگر تو دین اسلام اختیار کرنے کا وعدہ کرے تو تیری معشوقہ کو صاحبقران تجھ سے ملا دینگے گلفام تاجدار نے کہا کہ شاید آپ عبارت اس سنگ کی بھول گئے اگر مین کافر ہوتا تو خدا کا واسطہ کیون دیتا اور مسلمان سے کیون اپنی مصیبت بیان کرتا مین تو مسلمان ہون اور یہ شعور جنی بھی مسلمان ہر اتنے مین شعور جنی بھی آگیا اسنے جو صاحبقران کو دیکھا اسلام کیا پہچان گیا اسواسطے کہ یہ معلوم تھا کہ اس طرف سوا صاحبقران اور کوئی نہین آئیگا علاوہ اسکے جلالت صاحبقران بھی بتا رہی تھی کہ امیر با توقیر یہی ہین خضران نے دیکھا کہ گلفام تاجدار نڈھال ہو جاتا ہی خضران کو بہت رحم آیا کہا کہ اے گلفام تاجدار یہان کس طرح بسر ہوتی ہی گلفام تاجدار نے کہا کہ شعور جنی کچھ جنگلی پھل توڑ لاتا ہی وہی مین بھی کھاتا ہون اور یہ میرا دوست بھی کھاتا ہی یہ سنکے خضران نے چند دانے انگور کے نکالے اور گلفام تاجدار سے کہا کہ یہ کھاؤ تاکہ توت آئے اور حواس تمھارے درست ہون یہ سنکے گلفام تاجدار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ مین کیونکر یہ دانہ انگور کھاؤن اسلیے کہ میری معشوقہ کی نہین معلوم کیونکر گزر ہوتی ہی دیو قرناس اُسکو سوا جنگلی پھلون کے اور کیا دیتا ہوگا خضران نے کہا کہ یہی انگور مین تمھاری معشوقہ کو بھی کھلاؤنگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ آپ اُسے کیونکر کھلا سکتے ہین اسلیے کہ جس دیو کے اختیار مین وہ ہی وہ دیو بڑا ظالم اور ساحر ہی خواجہ نے کہا کہ تم یہ انگور کھاؤ تو مین تمھارے اسی دوست شعور جنی کے سامنے اُسکو انگور اپنے ہاتھ سے کھلاؤنگا اور آج ہی تمھاری معشوقہ کو تم سے ملا دونگا صاحبقران نے گواہی دی کہ خواجہ جو کچھ کہتے ہین یہ کر کے دکھا دینگے اُسوقت گلفام تاجدار نے نصف دانے انگور کے کھائے اور نصف دانے اچھے اچھے ملکہ فرمانروا کے لیے چھوڑ دیے اُسوقت خواجہ نے کہا کہ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر انگور کے دانے اُٹھا لیے اور اک کُنج مین جا کر صورت اپنی ایک پری کی بنائی اور کُنج سے نکلکر چھم چھم کرتے ہوے سامنے آئے شعور جنی اور گلفام تاجدار نے جو دیکھا محو ہو گئے پوچھا خواجہ کیا گزرتے ہین تھین کس لیے بھیجا ہی شعور جنی نے گلفام تاجدار سے کہا کہ خواجہ سے اسی پری کو کیون نہ لے لو یہ تو تمھاری معشوقہ سے اچھی ہی گلفام تاجدار نے کہا اسمین شک نہین کہ اسکا حسن و جمال عدیم المثال ہی مگر اے شعور جنی شرط وفا یہ نہین ہی کہ مین اس سے زیادہ حسین کو دیکھکر اُسے دل سے بھلا کر مصروف عیش ہون اور وہ دیو کی قید مین پڑی ہوئی بے لبسی کی حالت مین رو یا کرے شعور جنی نے کہا کہ اگر تمھارا خیال اپنی معشوقہ کی طرف سے نہین ہٹتا ہی تو یہ میرے حصہ کی ہی یا صاحبقران خواجہ سے اس پری کو مجھے دلا دیجیے صاحبقران نے ہنسکے فرمایا کہ یہ خواجہ ہین پری نہ سمجھو ادھر پری نے آواز دی کہ میرے خواہشمند تو مین موجود ہون شعور جنی نے کہا کہ خواجہ عیاری کرے تو آپ کا نام لیکر کرے سبحان اللہ کیا مجال ہی کسی کی کہ آپ کے سامنے عیاری کر سکے عورت بنے تو ایسی بنے کہ ابھی دیکھا تھا اور ابھی نہ پہچان سکے اب تو یقین ہی کہ ملکہ بھی آپکو دیکھے گی تو شیفتۂ جمال ہو جائیگی خواجہ نے کہا کہ اے شعور جنی اب اتنا کام کر کہ مجھے اک تخت پہ فلک کے تخت کو اُڑاتے ہوے کوہ پر پہنچا دو اور اُس دیو سے کہو کہ یہ پری مین تمھارے لیے لایا ہون پھر تماشہ دیکھو کہ میرے اور دیو کے کیا باتین ہوتی ہین شعور جنی نے کہا کہ مین ابھی لیے چلتا ہون مگر تخت کہان سے لاؤن خواجہ نے کہا تخت بھی دیتا ہون

یہ کہکر زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور تخت نکالکر سامنے شعور جنی کے رکھ دیا اور آپ آنکھیں بند کر کے
تخت پر لیٹ گئے شعور جنی نے تخت اوٹھایا اور اوڑتا ہوا جانب کوہ روانہ ہوا وہان دیو قرناس
کوہ پر بیٹھا ہوا ملکہ سے مصروف اختلاط تھا ملکہ فلک کو دیکھتی تھی اور کہتی تھی کہ خداوندا اگرچہ عصمت
میری ابھی تک داغ نہین لگا ہی لیکن اس دیو کی باتین میرے دل کو جیسی اذیت پہونچاتی ہین اوسے
مین کیا بیان کرون صدقہ اپنے نبی برحق کا کہ اب مجکو پھندے سے اس دیو کے نکال دے یہ زور و
کے دعا کر رہی تھی کہ شعور جنی تخت اوٹھائے ہوئے کوہ پر پہونچا دیو قرناس نے کہا کون شعور جنی
نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ اے دوست صادق آج ہم بھی اپنے دل کا بہلاوا لے آئے دیو نے کہا کیا
شعور جنی نے تخت سامنے دیو کے اتارا نظر جو دیو قرناس کی پڑی بیخود ہوگیا کہ یہ تو اس سے
زیادہ حسین ہی کہا اے شعور جنی تم بڑے قسمت ور ہو اسکو کہان سے لے آئے ہوشیار کرو
کہ ذرا کچھ باتین کرین ادھر ملکہ اسکے حسن و جمال کو دیکھکر دل مین شرمانے لگی اور اپنی پوشاک پر
نظر کی پوشاک اسکی بوسیدہ ہوگئی تھی ادھر شعور جنی نے شانہ ہلا کے پری کو ہوشیار کیا پری
انگڑائی لیکے اٹھی پہلے ہی نظر دیو پر پڑی پری نے جھجک کے کہا کہ تو کون ہی دیو قرناس نے کہا
کہ مجکو بھول گئین پری نے کہا مین تجھے کیا جانون کہ تو کون بلا ہی شاید تو ہی مجھے اوٹھا لایا ہی دیو نے کہا
ہان مین لایا ہون پری نے کہا تیرے یہان کوئی اور عورت بھی ہی جس سے مین بات کرون تجھ سے تو
بات کرتے ہوئے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی دیو نے ملکہ سے کہا کہ تم اس سے بات کرو ملکہ قریب آئی دل مین
افسوس کرتی تھی کہ میری طرح یہ بھی آ کے پھنسی پری نے جو ملکہ کا چہرہ مضمحل دیکھا پوشاک کی لیرین
اوڑتی ہوئی پائین کہا اے نازک اندام تو تو قوم انسان مین سے ہی اس دیو کے ساتھ کیونکر بسر کرتی ہی
یہ سن کے ملکہ رونے لگی پری نے دو ایک دانہ انگور نکال کے ملکہ کو اپنے ہاتھ سے کھلائے ملکہ نے گردن
جھکالی شرما کے آنکھ نیچی کر لی پری نے کہا کہ شرماتی کیون ہو جب تمہارا وقت آئیگا تو تم ہمارے
ساتھ اسکا عوض کر دینا ملکہ یہ سن کے پھر رونے لگی کہ اب میرا وقت آچکا اسیطرح رہونگی کاہے کو اپنی
سلطنت پر قابض ہونگی جو مین تمہارے ساتھ کوئی سلوک نیک کر سکونگی اب پری دیو کی طرف مخاطب
ہوئی اور کہا کہ تو بھی کچھ کھائیگا دیو نے کہا کہ تم مجھے کیا کھلاؤ گی پری نے جیب سے کیلے نکال کے
دیو کو دیے دیو نے کھائے اور نہایت خوش ہوا کہا اور جس شی کو تیرا جی چاہتا ہو اسکی فرمایش
کر دیو نے کہا کہ یہ تو کہان سے نکالتی ہی مین اونٹ کھاؤنگا پری نے کہا کہ آنکھین بند کر دیو نے آنکھ
بند کی مگر ذرا سی دراز کھلی رہنے دی کہ دیکھون یہ کہان سے اونٹ نکالتی ہی پری نے اوٹھ کے
ایک چپت رسید کی اور کہا کہ اچھی طرح آنکھ نہین بند کرتا دیو نے بالکل آنکھین بھیچ لین پری نے
زنبیل سے ایک اونٹ نکال کے کھڑا کر دیا دیو نے جو آنکھین کھول کے دیکھا اونٹ کو نو نگل گیا
اور پری سے کہا تو تو بڑی صاحب کمال معلوم ہوتی ہی پری نے کہا کہ ابھی تو نے میرے کمال دیکھے
کہان ہین جب مین اپنے کمال دکھاؤنگی تو تجھے تعجب ہوگا یہ کہکر زیر بغل ہاتھ بڑھایا اور دو بڑے بڑے
تربوز نکال کے رکھ دیے کہے یہ کھا پھر ہاتھ بڑھایا اور سیب و انار نکال کے رکھ دیے دیو کھاتا
جاتا ہی اور خوش ہوتا جاتا ہی کہ یہ پری مجھے مل جائے تو لطف زندگی ہی شعور جنی نے کہا کہ کہو تمہاری
شاہزادی اچھی ہی یا میری پری ہی پری نے کہا کہ تو کون ہی شعور جنی نے کہا مین ہی تو تجھے لایا ہون
پری نے کہا کہ تو بڑا بیغیرت ہی کہ مجھے دوسرے مرد سے باتین کرنے دیتا اور بے تکلف ہونے دیا

اگر تو پہلے آگاہ کر دیتا تو جو باتین مین نے اس دیو کے ساتھ کی ہین وہ تیرے ساتھ کرتی شعور جنی نے کہا اب سہی
پری نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے جسکو دیکھا اُسے دیکھا دیو نے جو دیکھا کہ پری میرے ہی طرف متوجہ
ہے اپنے دل مین بہت خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ اگر یہ پری مجھے ملجاتی تو بہت لطف کے ساتھ میری زندگی بسر
ہوتی یہ خیال کر کے شعور جنی سے کہا کہ یہ پری ہمین کو دیدو تم اور تلاش اور کر لینا پری نے کہا
چہ خوش مین نے جو ذرا التفات کیا تو تیری طرف ڈھل مین تجھے کیا قبول کرونگی دیو نے کہا کہ او بے مروت
ابھی تو کیسی باتین کر رہی تھی ابھی کیسی باتین کرنے لگی پری نے کہا کہ جبتک ملکہ جان کے نہین نکل جاتی ہے
جبتک یہ تیری امان ہے کوئی دوسری عورت تجھے قبول نکریگی دیو نے کہا مین اِسے کھا لونگا اُس وقت
تو تو مجھے قبول کریگی پری نے کہا کہ واہ ری تیری محبت کہ یا تو اسقدر التفات یا اب کھا لینے کو کہتا ہے
دیو نے کہا کہ اچھا مین اسے نکال دونگا پری نے کہا کہ جب یہ نہوگی تو مین تجھے قبول کرونگی دیو اُٹھا کہ
ملکہ کو کوہ پر سے پھینک دون شعور جنی نے کہا کہ ای دیو عزیز اگر تجھے ملکہ دو بھر ہے اور تو پری کا خواستگار
ہے تو ملکہ کو مجھے دیدے یہ سُنکے دیو نے کہا کہ اچھا لیجا بس شعور جنی نے ملکہ کو لیا خواجہ نے اشارہ کیا کہ لیجا
اور اسکے شوہر پاس اسے پہونچا دو شعور جنی ملکہ کو لیکر روانہ ہوا یہان خواجہ نے دیو کو شراب کے مشکے
کے مشکے نکال کے پلائے لیکن دل مین کہتے تھے کہ بھئی ایسی عیاری بری جسمین نقصان ہو جب دیو خوب
مست ہوا تو آپنے سفید مہرہ نکالا اور کہا کہ مین گاتی ہون تو ناچ دیو نے کہا کہ اچھا اب خواجہ نے سفید
مہرہ بجانا شروع کیا دیو اُٹھ کھڑا ہوا اور ناچنے لگا تمام کوہ پر کودتا پھرتا تھا خواجہ تو اس رنگ مین ہین
یہان صاحبقران گلفام جنی کو تسکین دیرہے تھے کہ خواجہ بہت جلد تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دینگے
کہ اتنے مین شعور جنی ملکہ کو لیے ہوے پہونچا بس یہ دیکھکر گلفام تاجدار قریب تھا کہ شادیمرگ ہو جا
شعور جنی نے تمام کیفیت عیاری کی بیان کی امیر بہت ہنسے اور فرمایا کہ یہ دوسرے کا کام نہ تھا
کہ اس طرح سے ملکہ کو دیو سے لیتا کہ اُسنے بخوشی ملکہ کو علیحدہ کر دیا اور گلفام تاجدار اپنی معشوقہ
سے ملا صاحبقران سے ملکہ کو آگاہ کیا ملکہ نے سلام کیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ آپ کے
قدم کی برکت تھی کہ مجھے قید سے نجات ملی اور مین اپنے شوہر سے ملی مگر واسطے ملنے کا وہ پری ہوئی کیا
کہون کیسی حسین پری ہے مگر طبیعت اُسکی بہت بد معلوم ہوتی ہے کہ ایسے خبیث دیو کو اُسنے بخوشی منظور کیا
صاحبقران مسکرائے اور فرمایا کہ وہ شاہ عیاران خواجہ خضران ہین اگر پری بنکر دیو کو فریب نہ دیتے
تو دیو تجھسے دست بردار نہوتا وہ تمھاری رہائی کے واسطے گئے تھے یہ سنکر ملکہ نہایت متحیر ہوئی کہ ایسے
بھی مرد ہوتے ہین جو عورت بنکر دھوکا دیجاتے ہین کہا یا امیر انھون نے مجھے انگور بھی کھلائے تھے مین نے
اک مدت کے بعد آج انگور کھائے ورنہ سوا جنگلی میوون کے اور کوئی شی کہان نصیب تھی صاحبقران نے
شعور جنی سے کہا کہ بھئی اب مین بھی جاتا ہون خضران کو بہت دیر ہوئی شعور جنی نے کہا وہ دیو کو
نچا رہے ہین گلفام تاجدار نے کہا کہ حضور وہ دیو ساحر بھی ہے اگر آگاہ ہو گیا کہ یہ لوگ دشمن ہین تو بڑا غضب
ہوگا اور بہت بڑا دیو ہے فرمایا ساحر ہے تو میرا کیا کریگا مین صاحب اسم اعظم ہون یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوے
اور کوہ کی طرف چلے وہان خواجہ نے دیو سے کہا کہ اب جسقدر مال و اسباب تیرے پاس ہو میرے
سپرد کر ورنہ اور دیو چرا لیجائینگے دیو نے جتنا مال و اسباب جمع کیا تھا سب لا کے خواجہ کے
سپرد کیا خواجہ نے سارا مال نذر زنبیل کر دیا اب دیو کو کباب لگا کے بیہوشی آمیز کر کے کھلانے دیو ناچتے
ناچتے گرا جسوقت صاحبقران قریب پہونچے تھے تو دیکھا تھا کہ دیو ناچ رہا ہے جب امیر کوہ پر پہونچے

تو خواجہ اُسکو بیہوش کر چکے تھے خواجہ نے جلدی سے دیو کو زنبیل مین ڈال لیا دیو نے تین بڑے سنگ مر
مر کے لا کر کوہ پر رکھے تھے خواجہ نے اُنکو بھی زنبیل مین ڈال لینے کا قصد کیا تھا پھر خیال آیا کہ اِس
کوہ پر ایک مسجد بنوانا چاہیے اور ان تینون بٹون کو ترشوا کے مسجد کے گنبد بنا دینا چاہیے اتنے مین امیر بھی
پہونچ گئے خواجہ سے کہا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی ہین نے اُس دیو کو پکڑ لیا مگر یا امیر بہت
بڑا دیو ہے ہین نے پرستان مین بھی دیو دیکھے تھے مگر اتنا بڑا دیو آج تک نہ دیکھا تھا یا امیر اِس دیو کی گرفتاری
کا مجھے کیا صلہ عنایت ہوگا فرمایا جو طلب کرو خضران نے کہا بس اتنا چاہتا ہون کہ لشکر مین جتنے
سنگتراش ہین سبکو بلوا کے اک مسجد اِس کوہ پر بنوا دیجیے اور یہ جو تینون پتھر سنگ مرمر کے پڑے
ہین اُنکے گنبد تراش کے نصب کر دیے جائین امیر نے فرمایا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے غرضکہ خواجہ خضران
اور صاحبقران عالی شان کوہ سے اُتر کر پھر اسی مقام پر آئے جہان گلفام تاجدار بیٹھا تھا غضب
یہان دونون عاشق و معشوق تخلیہ پا کر گلے ملے تھے اور اسقدر روئے کہ بیہوش ہو گئے تھے صاحبقران
نے ان دونون کو اُٹھوا لیا کے اپنے ساتھ لیا ملکہ کو تو ناموس مین بھجوا دیا اور حکم دیدیا کہ اِسے نہلا کر عمدہ
لباس پہنایا جائے اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے غسل کرایا اور ان دونون کا عقد
کر کے شہر کا اُنکے انتظام درست کر دیا اور گلفام تاجدار کو تخت نشین کر کے خواجہ سے ارشاد
کیا کہ اِس دیو کو زنبیل سے نکالو خواجہ نے دیو کو نکالا اور سپید مہرہ بجانا شروع کیا دیو نے جو
دیکھا کہ ہزار ہا آدمزاد کا مجمع ہے اُسنے چاہا کہ ایک آدھ کو کھا لون کہ خواجہ نے ڈانٹا دیو نے پلٹ کے جو دیکھا
کہ پری شمع کرتی ہے اور آواز سپید مہرے کے گوش زد ہوئی بس ناچنے لگا اُس وقت بھی خواجہ نے
صورت اپنی پری کی بنالی تھی دیو تو ناچ رہا تھا اور تمام اہل دربار مارے ہنسی کے لوٹے جاتے تھے
کہ خواجہ نے پہاڑ کو نچایا ہے خضران نے گلفام تاجدار سے کہا کہ تمھاری شادی کا ایسا ناچ ہوا ہے
کہ کسی شاہ و شہریار کی شادی مین ایسا طائفہ نا چا ہوگا گلفام تاجدار نے کہا کہ خواجہ یہ شب
روشنی آپ کے دم کی ہے واقع مین کہ خدا نے جامۂ عیاری آپ ہی کے جسم کے لیے قطع کیا ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ اگر آپ نہوتے تو شاہ پیلاران کیونکر کہلاتے اور مجکو تو آپ نے زندہ کر لیا امیر با توقیر نے کہا کہ خواجہ
اب تم اپنی اصلی ہیئت پر آؤ تاکہ دیو اپنے ہوش مین آئے اور اسکا فیصلہ کیا جائے یا مطیع ہو کر رہے
یا قید ہوئے خضران نے اُسی وقت زمین پر غلطک ماری اور دیو کی طرف دیکھ کے آواز دی کہ او ملعون
تو بڑا ظالم ہے کہ تو نے تمام شہر فریانہ کو تاراج کیا ملکہ کو لیجا کر کوہ پر رکھا اُسکے معینون کو کھا لیا اب اسکی کیا سزا
تیرے لیے تجویز کی جائے دیو نے گھبرا کر پوچھا میری پری کہان ہے صاحبقران نے کہا او بے شعور پری
کیسی خواجہ خضران عیار نے پری بنکر تجھے شیشہ مین اُتارا ہے بس یہ سنتا تھا کہ دیو خواجہ کی طرف
بڑھا اور کہا کہ تو نے دغا کر کے ملکہ کو بھی مجھ سے چھڑایا اور سب مال و اسباب بھی بیٹر جو مین نے برسون
مین جمع کیا تھا لے لیا اب چھوڑتا ہون تجکو دیو جو خضران کی طرف بڑھا خواجہ تو بھاگ کے
صاحبقران کے پیچھے چھپے دیو نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ لیکر نکل جاؤن صاحبقران نے ہاتھ پکڑ کر
جھٹکا مارا کہ دیو جھک پڑا دیو نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ اثر سحر باطل ہوا اور دیو سحر بھولا
مگر بہت بڑا دیو ہے لڑنے لگا امیر نے دونون شاخین پکڑ کر کل دیا کہ دیو چاپر کھا کے صحن بارگاہ مین
گرا امیر نے چھوڑ دیا دیو اُٹھ کر سکندر کی طرف چلا سکندر نے بھی اُسکو ڈھکیل دیا اب یہ شہنشاہ
صف شکن کی طرف آیا کہ اسکو کھا لون اُنھون نے بھی اُٹھا کر ٹپکا جب یہ تھک گیا اور گنبد دھڑ کا

ہو گیا تو امیر نے اک شیشہ منگوا کر سامنے رکھ دیا اور فرمایا کہ یا سحر سے توبہ کر اور اسلام اختیار کر یا اس شیشے
مین اُتر امیر کی طرف پھر دیو بڑھا تھا کہ صاحبقران نے اُسکو بلی ایسے زور سے پٹکا کہ حواس
دیو کے جاتے رہے بس مارے ڈر کے یہ دھواں بنکر اندر شیشہ کے اُتر آیا امیر نے منھ شیشے کا بند
کر کے خضران کے حوالے کر دیا خضران نے دیو کو زنبیل مین رکھ لیا اور کہا کہ کسی موقع پر پھر اسکو
نکال کے تماشہ دکھاؤنگا امیر نے یہان آتے ہی معمارون اور سنگ تراشون کو بھیج دیا تھا کہ جاکر وہ یہ
مسجد تعمیر کرین نقشہ مسجد کا خود خواجہ خضران نے کھینچ کے دیدیا جتنے زمانے مین صاحبقران نے
شہر فرمانیہ کے انتظام سے فراغت پائی تھی اُتنے عرصہ مین مسجد تعمیر ہو گئی معمارون نے آکر عرض کی کہ
مسجد تیار ہی دوسرا دن جمعہ کا تھا امیر با توقیر نے اعلان کیا کہ کل جمعہ کی نماز ہم خواجہ خضران کی
مسجد مین پڑھینگے یہ سُنکر تمام شہر فرمانیہ کے دوکاندار بالاے کوہ پہونچے اور دوکانین لگائین دھر
لشکر کی دوکانین پہونچ گئیں جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ اسلام مع امیر عالی مقام پہونچے دیکھا کہ مسجد
سنگ سرخ کی ہی اور گنبد سنگ مرمر کے نہایت خوش نما عمارت ہی دروازہ مسجد پر پتھر کندہ کیا ہوا لگا ہی کہ بانی
اسکے خواجہ خضران ہین اور فلان زمانے مین یہ مسجد بنائی گئی ہی غرضکہ بڑی دھوم دھام سے نماز ہوئی
بیلا قبل عیدگاہ کے میلے کے تھا لوگون نے اسقدر چڑھایا کہ طاق مسجد کا بلکہ پورا محراب زر و جواہر سے
بھر گیا خواجہ خضران نے وہ سب روپیہ بھی مسجد ہی کے متعلق لگا دیا اور ایک نقشہ اور کھینچکر دے دیا
کہ گرد مسجد کے اسطرح کے چمن لگائے جائین اور ایک شخص کو اپنی جانب سے نگران معین کیا اور
روپیہ خزانے مین ملکہ فرمان فرمانروا کے جمع کرا دیا اور کہا کہ انشاء اللہ بعد فتح ملک سارلیقیہ کے
جو پھر آئینگے تو اس مسجد مین نماز پڑھ کر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جائینگے غرضکہ صاحبقران با اقبال سے بھی
گلفام تاجدار اور ملکہ فرمان فرمانروا نے وعدہ لیا کہ بعد فتح سارلیقیہ ضرور تشریف لائیے گا
صاحبقران اور بادشاہ اسلام نے وعدہ کیا ملکہ نے خواجہ کو بہت سا روپیہ اپنی طرف سے دیا الحاصل
صاحبقران اُن لوگون سے رخصت ہو کر جانب ملک سارلیقیہ روانہ ہوے بعد طے مراحل و قطع منازل
قریب ملک سرشاریہ کے پہونچے اور خبر سرشار شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین راستے
کے سب در بندون کو فتح کیا بس یہ مرد مسلمان براے استقبال روانہ ہوا اور پیشوائی کر کے امیر کو قلعہ
کو لے آیا اور بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر مین چراغان ہوا صاحبقران عالی شان تو یہان
مصروف دعوت ہوتے ہین

لیکن اب کچھ حال ملک سارلیقیہ کا بیان کیا جاتا ہی

راوی کہتا ہی کہ چند دن کے بعد سارلیق شاہ کو خبر پہونچی کہ اژدر سیہ سر نے ملک سرشاریہ کو فتح کر لیا
اور کوئی لقابدار سیہ پوش آیا تھا اُسکی مدد سے سرشاریہ فتح ہوا اور اژدر سیہ سر اُسی لقابدار کے
ساتھ قلعہ مارگیر کی طرف بہ ارادہ مقابلہ صاحبقران عالی شان گیا ہی یہ بہت خوش ہوا اور اپنے
اہل دربار سے کہا کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا بیوقوفون نے سجدہ کیا اور تعریف کی بعد چند روز
اسکے گذرنے کے ایک روز سارلیق بالاے قیطول بیٹھا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا اسنے کچھ لوگ
روتے پیٹتے چلے آتے ہین جسوقت قریب پہونچے تو اُنھون نے فریاد کی کہ یا خداوند یہ تو نے کیسی
تقدیر کر دی کہ اژدر سیہ سر ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل ہو گیا سارلیق نے کہا کہ اسنے غرور کیا تھا

اُسکا پھل اُسے ملا ہم خداپرستون کو اور طرح غارت کرینگے اُسے لیجا کر جہنم مین پھینک دو لوگ
دل مین گالیان دیتے تھے کہ عجب طرح کا یہ گدھا خداوند ہی کہ جو اُسکی طرف سے لڑا اور مارا گیا
اُسکی لاش کو جہنم مین پھنکواتا ہی ہمین تو اگر معلوم ہوتا کہ کوئی اور بھی خداوند منصف ہی تو ہم
اُسکی اطاعت کرتے مگر اسکی اطاعت ہرگز نہ کرتے یہ تو عجب مسخرا خداوند ہی غرضکہ حکم سے مجبور
تھے لاش اژدر سیہ سر کی لیجا کر اُس تالاب مین پھینکدی جسمین ہر وقت آگ روشن رہا
کرتی ہی اور اسی تالاب کا نام ساریق نے جہنم رکھا ہی اور چند دن گذرنے کے بعد یہ خبر سننے مین
آئی کہ پل سرکشان کا مرحلہ بھی خداپرستون نے آسانی سے سر کر لیا بہمن ماہی نژاد مارا گیا اور
نہنگ بچہ نے اطاعت اختیار کی بیچ دریا مین جھنڈا اہل اسلام کا نصب ہی پھریرا ہوا مین لہرا
رہا ہی یہ سنکے ساریق نہایت پریشان ہوا کہ ایسے سخت سخت مرحل ان خداپرستون نے
اتنی جلدی کیونکر سر کر لیے اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ اُنکے پاس فوج بے پایان ہی تو بھی ان
مرحلون کا سر ہونا غیر ممکن تھا اسلیے کہ مردمان آبی سے مقابلہ پانی کے اندر کرنا انسان کا کام
نہین ہی نہ اُنکی زبان یہ سمجھتے ہین نہ اُنکی زبان وہ سمجھتے ہین کہ صلح کی گفتگو درمیان مین آ سکتی
سخنگان نے کہا کہ خداوند برحق نے پہلے ہی سے اُنکے پاس سامان رسانی فراہم کر دیا راستہ
بتانے والا حکیم سودائی سا شخص موجود ہی اور کیا عجب ہی کہ وہ زبان بھی مردمان آبی کی جانتا ہو
اور اُسنے اس مرحلہ کو سر کرا دیا ہو ساریق نے کہا خیر خداپرست یہانتک آئین تو دیکھا جائیگا ابھی کارخانہ قدرت
مین سب کچھ ہی جنکو یہ خداپرست قتل اور مطیع کرینگے اُس سے زیادہ پھر پیدا کر لونگا خداوند سے
ڈر کر کہین بندے سر ہو سکتے ہین سخنگان نے کہا کہ آپ کی باتون سے میری وحشت زیادہ ہوتی ہی
آپ بالکل بڑے خداوند کے قدم بقدم معلوم ہوتے ہین ساریق یہ سُن کے نہایت ہنسا اور کہا کہ تو رموز
قدرت کو خوب سمجھتا ہی یا کسی زمانے مین حکیم سودائی سمجھتا تھا یا اب تو سمجھتا ہی سخنگان نے دل مین
کہا کہ اس سے خدا سمجھے عجب طرح کا گدھا ہی ابھی اسکے کئی دن گذرنے کے بعد جوڑی ہرکارون کی گردن
آلودہ پسینے مین غرق آکے موجود ہوئی اور عرض کی کہ لشکر اسلام ملک سرشار یہ تک آگیا سرشار شاہ
نے بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی ہی یقین ہی کہ آج کے تیسرے روز داخلہ لشکر کا ہو جاے
یہ سنکے ساریق نے کہا کہ ای شیطان قدرت مین چاہتا ہون لیکن مین بھی اُن بندگان سرکش کو دیکھون
جنھون نے اتنا زور پیدا کیا ہی کہ اسنے خداوند پر چڑھائی کی ہی سخنگان نے کہا کیا مضائقہ ہی اور دل مین
کہا کہ چل کے دیکھو تو سہی دیکھ ہی کے یقین ہی کہ پاخانہ خطا ہو جائیگا ہرکارون سے کہا خبر لاؤ کہ لشکر امیر کا
کس مقام پر اُترے گا ہرکارون نے کہا کہ فیلقول خداوندی کے سامنے بارگاہ بادشاہ اسلام برپا
ہوگی اور وہ جو باغ انار کا ہی اُسی کے دیوار کے نیچے سے ہو کر فوج گذرے گی ساریق نے کہا ہم
اُسی باغ مین جا کر قصر کے بالاخانہ پر سے لشکر اسلام کی سیر دیکھینگے دوسرے روز ساریق
سوار ہوکے پوشیدہ طور پر اُس باغ مین گیا اور کوٹھے پر کرسی بچھوا کے بیٹھا جب تیسرے دن کی
صبح ہوئی تو دیکھا کہ جانب شہر سرشار سے تتق گرد بلند ہوا ساریق اُدھر متوجہ ہوا دیکھا کہ
آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے چالیس پہلوانان زبردست قوم عاد سے نمودار
ہوے پشت پر اُنکے چالیس ہزار اعادی زرہ پوش گینڈون پر سوار پھریرے علمون کے اُڑتے
ہوے بڑھتے ارابون پر اٹھائے بارگاہ سلیمانی کا بار یہ اس شان و شوکت سے نمودار ہوے ساریق

نے سخنگان سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہی سخنگان نے کہا کہ یہ شاہزادہ ہی قلعہ تنگ رواحل کا دادا اسکا امیر
اول کا دارفقہ تھا اور تن و توش مین دیو سے کم نہ تھا جب امیر اول سے اور پہلوان عادی سے کشتی ہوئی
اور عادی کا دم پھول گیا تو عادی لمبا لمبا لیٹ گیا تو صاحبقران سے اُٹھلتے نہ بنتا تھا اُس وقت
عمر نے ترکیب بتائی کہ پیٹ مین اسکے گدگدی کر جب یہ ہاتھ پانؤن سمیٹ لے تو اُسے اٹھا لینا صاحبقران
اول نے ایسا ہی کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اتنا بڑا جوان چمگادڑ کی طرح ہاتھ پر امیر کے لٹک گیا صاحبقران
نے زیر کرکے مطیع کر لیا اور داروغہ بارگاہ مقرر کیا اُسی روز سے یہ عہدہ نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہی اب آگے
بارگاہ صاحبقران بر پا کریگا بعد اسکے اور دیکھیے کون آتا ہی سخنگان تو یہ سمجھاتا رہا اور وہان جربیل
عادی نے آکے جا بجا مناسب تجویز کر بارگاہ سلیمانی نصب کرائی اور یہ سب عادی بارگاہ کو گھیر کر
کھڑے ہوئے پھر گرد اُڑی اور بہمن کوہی ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا خیمہ بر پا کیا سخنگان نے
اسکا حال بیان کیا اسکے بعد بہزاد بنیر کی اسی ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور خیمہ زن ہوا پھر
گرد اُڑی اور صمصام فیل زور پہونچا پھر گرد اُڑی ابو سالم مصری آیا ابتو اک سلسلہ بندھ گیا کہ ایک
گرد پھر اُڑی اور کوئی سردار نمودار ہوا وہ ہنوز خیمہ بر پا کر چکا تھا کہ اور گرد اُڑی اور کوئی آگیا سخنگان
جن لوگون کے حال سے واقف ہی اُنکا حال بیان کیا جاتا ہی اور جن لوگون کے حال سے ناواقف ہی اُنکا
حال عیارون کے ذریعے سے دریافت کرکے بیان کرتا جاتا ہی شام تک سلسلہ آمد لشکر تمام ہوا صحرا
نوجون سے دور تک مملو ہو گیا ساریق نے کہا بڑا لشکر صاحبقران نے جمع کیا ہی سخنگان نے کہا
کہ یا خداوند ابھی آپنے دیکھا ہی کیا ہی دیکھیے جا بجے کہ کون کون آتا ہی ملک باختر مین ٹھکانا تو ملنے کا
نہین غلہ اسقدر گران ہو جائیگا کہ ملنا دشوار ہوگا بے قحط کا قحط پڑیگا ساریق خاموش ہو رہا شام کو
سلسلہ آمد لشکر کا موقوف ہوا ساریق اپنے قیطول پر چلا آیا اور دربار آراستہ کیا اور اہل دربار کے
سامنے بیان کیا کہ بڑے خداوند نے بھی خواب کی حالت مین اُن بندون کو بہت زور دے دیا اور
مین نے بھی غفلت کی کہ انکو اسقدر زور دیدیا جب دوسرا دن ہوا تو پھر ساریق آکر اسی قصر کے
بالاخانہ پر بیٹھا اور سخنگان آکر سر راہ کھڑا ہوا ہرکارون کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ جو آئے پہلے سے مجھے
اطلاع دیدینا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ دخیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
دریا سے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا اور گرد مین سے آواز زین زنجیر وغیرہ
کے کھڑکھڑاہٹ کی بلند تھین اور رنگ گرد کا اسقدر سیاہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا آندھی آرہی ہی
کہ ایکبار ہوا نے مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے تین سو فیل زبردست
اس شان و شوکت کے نمودار ہوے کہ دانتون پر چوڑی چڑھی ہوئی سونڈون پر بنتھے چڑھے ہوے
ہر ہاتھی پر ایک ایک فیلبان ایک ایک چرکٹا ساتھ اور دو دو سوار نیزہ دار صحرا انجلی بن نظر
آنے لگا ساریق نے پوچھا یہ ہاتھی کیسے ہین سخنگان نے کہا کہ یہ دارائے ہند کی فوج ہی یہ ہاتھی
جس لشکر پر جاتے ہین اُسے پامال کر دیتے ہین قلعون کو گرا دیتے ہین مگر جب سے اہل ہندوستان
نے دین خدا پرستی اختیار کیا ہی اُس وقت سے یہ فیل آرائشی ہو گئے ہین کسی مہم پر نہین بھیجے جاتے
ہین ہان اگر کوئی اور بھی ہاتھیون کی فوج لیکر آئے تو شاید یہ فوج لڑوائی جائے اسکتے مین دو
ہاتھی گذرے اور بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا نمودار ہوا پھر ہرے علمہائے سبز و زرد
زنگاری کے ہوا سے لہراتے ہوے نمودار ہوے اور پیچھے کے پیچھے دہنے کے دستے غول کے

غول غول کے غٹ سواروں اور پیدلوں کے گذرنے لگے آخر میں سواری دارائے ہند طلحہ بن لندھور
ثانی کی نہایت جاہ و حشم کے ساتھ نمودار ہوئی طلحہ اک فیل زبردست پر نمودار ہوئے سارلیق نے کہا
کہ کیا صاحبقران یہی ہیں سخنگان نے کہا کہ یہ صاحبقران کا سردار اور ہندوستان کا بادشاہ ہے
میمنہ فوج کا افسر ہے سارلیق نے کہا کہ میں نے بڑی غفلت کی جو ان لوگوں کو اتنا زور دے دیا
بعد اسکے پھر گرد اڑی اور جس وقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو مملوک بن مالک اسی ہزار نیزہ بازوں
سے دکھائی دیے پوچھا سارلیق نے کہ یہ کون ہے فوج تو اسکے ساتھ بہت کم ہے مگر تیور اسکے اس سے
زیادہ سخت معلوم ہوتے ہیں سارلیق نے کہا کہ فوج کم ہے مگر ہمت کم نہیں ہے طلحہ کے برابر کا سردار ہے میسرہ
فوج اسلام کا افسر ہے کلہ بکلہ طلحہ سے لڑتا ہے داہنے جانب بارگاہ سلیمانی کے خیمہ بادشاہ ہندوستان
کا برپا ہوا اور بائیں جانب خیمہ مملوک بن مالک کا استادہ کیا گیا اب تو سلسلہ بندھ گیا گردیں اڑنا
شروع ہوئیں اور سرداران دست راست و سرداران دست چپ آنے لگے ابو سہیل مصری
پچاس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا ہنوز اسکا خیمہ برپا نہیں ہونے پایا تھا کہ حمید دکنی
مع فوج پہونچا پھر گرد اڑی اور شمیم عراقی پہونچا ہنوز پھر گرد اڑی اور اعظم عظیم الجثہ پہونچا خیمہ برپا
ہوا پھر رشید غواص اور امیر شبیر افغان اور غشان شیر خشم غرضکہ شام تک تانتا بندھا رہا
گردوں پر گردیں اڑا کیں اور سرداران اسلام آیا کیے سخنگان ایک ایک کا حال بیان کیا گیا سارلیق
دن بھر میں خاک میں اٹ گیا اور اسکے جی چھوٹ گئے شام کو پھر آمد لشکر موقوف ہوئی صبح کو پھر
سارلیق آکے بیٹھا اور آمد لشکروں کی شروع ہوئی گرد اڑی اور مرزا حبیب ہمدانی ایک
لاکھ سوار سے پہونچا پھر گرد اڑی اور صلاح الدین جابری پہونچا پھر گرد اڑی اور مرزا قتیل
قرنی پہونچا اسکے بعد جمیل خان ازبک آیا اسکے بعد امیر محبوب زنگی پھر منصور زنگی پھر
ناصر زنگی پھر مرزا سعید کن آبادی اسی طرح شام تک سلسلہ سرداروں کے آنے کا جاری رہا
سخنگان کی زبان ایک ایک کو بتاتے بتاتے تھک گئی اور سارلیق سنتے سنتے پریشان ہو گیا
شام کو اٹھکر ایسا خستہ آیا تھا کہ دربار بھی نہیں گیا اور سو رہا جب صبح ہوئی تو پھر قیطول سے اتر کر
باغ میں آیا ادھر تو اسنے بالاخانہ پر قدم رکھا ادھر صحرا سے گرد اڑی اور ملک شاد نشتر زن
اور شمیم ناوک فگن پہونچے بعد انکے قسیم ناوک فگن اور فصیح ابن موسی اور اعثم کوفی اور
عجیب چینی وغیرہ آکر پہونچے چونکہ آج تیسرا روز تھا مگر ایسے ایسے سردار ابھی آتے جنھیں سخنگان
دیکھا نہ تھا تو اسنے یہ تدبیر کی کہ صورت اپنی تبدیل کرکے کاڑوالا بنا اور سر راہ آکر کھڑا ہوا حقہ پلانے
کے بہانے حالات دریافت کرتا جاتا تھا اور آکر سارلیق کو آگاہ کرتا تھا چوتھے روز اسفند ارسلان قدر
اور کمال سبستانی اور افتخار چینی اور صباح سحر خیز اور سحر خان خیبری اور امیر لولاک مغلق اور
احتشام غازی اور مقبول تبریزی اور جواد عالی ہمم اور شہزاد یونانی شام تک گردیں اڑا کیں
اور یہ لوگ آیا کیے سارلیق کی یہ حالت ہے کہ روز شام کو سخنگان سے کہتا ہے کہ بس اب لشکر ختم
ہوا سخنگان کہتا ہے کہ ابھی تو رفقائے صاحبقران آرہے ہیں اسکے بعد عزیزان صاحبقران آئینگے
جنمیں ایک ایک صاحبقران دوران ہے اور اسکے رفقا ابھی سے آپ گھبرائے جاتے ہیں سارلیق
دل میں کہتا ہے کہ تمام دنیا کو ان خدا پرستوں نے مسخر کر لیا ہے جب پانچواں روز ہوا اور سارلیق قصر
باغ کے بالاخانہ پر آکے بیٹھا سخنگان سر راہ کنگرہ والے کے طور کھڑا ہوا تو پھر گرد اڑی اور ہبیرز چینی

اور فرخ زاد چینی اور رحمن زاد یونانی خواجہ حشن سمرقندی مغان مشرقی حکیم ارشمند لیس عارف
بن معروف فرنگی فرخ کیوان تخت خدیو شیر فگن جمہور دیوبند قمہور دیوبند امیر یحیی برمکی
شام تک آیا کیے سارتق کی یہ حالت ہے کہ نہ اسے بھوک ہے نہ پیاس ہے فوجون کو دیکھ دیکھ کے حواس
بگڑے جاتے ہین اب چھٹا دن ہوا اور یہ آکے بیٹھا انتظار مین ہے کہ دیکھیے اب کون آتا ہے کہ یکایک
از برو وہ بیابان گرد سے پر خاست مگر گرد تیرہ تیرہ و چہرہ چہرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و باے گرد در
زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا سارتق نے سختگان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
صاحبقران کل لشکر کو ایک ہی بار لے کے آگئے یکایک ہوا نے ماہ گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بارہ سو علم نشان بارہ لاکھ سوار کا پیدا ہوا پھریرے علمون کے سرخ
تھے اور اکثر پھریرے پوست پلنگ کے تھے ہر پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم تھی آگے آگے بہرام عاد اتالہ بارگاہ یاقوت نگار کا لیے ہوے پشت پر کئی لاکھ عادی و
سیلاب شاہ اس لشکر کا بادشاہ اور آخر مین سواری شاہزادہ شہنشاہ صف شکن کی نہایت جاہ و
حشم کے ساتھ آئی سارتق نے یہ احتشام دیکھکر پہچانا پوچھا سختگان سے یہ کہین ہے سختگان نے کہا اتنی جلد آپ بھول گئے
یہ انھین چار دن قیدیون مین کا ایک قیدی ہے جنھین آپنے پہلے طلبوا دیا تھا اور پھر یہ رحمن کے باغ بہشت
مین رہے تھے سارتق نے کہا کہ اسکے پاس تو اتنی بڑی فوج ہے کہ مین اسکو صاحبقران سمجھا
بعد اسکے پھر گرد اڑی اور شاہزادہ وحید الممالک کئی ہزار سوار سے آکر ہو نچے چونکہ ابھی انکے
پاس سامان جاہ و حشم زیادہ نہین ہے لیکن چہرہ سے آثار جلالت ہویدا ہین انکو سارتق نے بھی پہچان
لیا اور کہا کہ یہ بھی انھین چارون قیدیون مین کا ایک شخص ہے سختگان نے کہا یہ خداوند طاق کا نوشیروان
اور صاحبقران ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک کا فرزند ہے آج ان دونون شاہزادون کی آمد مین
شام ہوگئی اب ساتوان دن آیا اور سارتق حسب معمول اسی بالاخانہ پر آکے بیٹھا تھا کہ نتق گرد و
غبار بلند ہوا کہ زمین آسمان کو ایک کردیا ٭ زسم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان
گشت ہشت ٭ جسوقت دست موج ہوا سے دامن گرد چاک ہوا تو دیکھا کہ صحرا زمردی ہوگیا غول
کے غول سبز پوشون کے نمودار ہوے پھریرے علمون کے سبز لباس سوارون کے زمردی آگے
آگے حشمن گرد اتالہ بارگاہ نور آگین کا لیے ہوے پشت پر نو لاکھ کی فوج ظفر موج پیچھے کے پیچھے
دستے دستے ہو کر کے گذرے آخر مین سواری شاہزادہ رفیع البخت کی نہایت جاہ و احتشام سے
نمودار ہوئی ہمراہ اسکے سرداران ملک مغرب مع فرزندان سنجاب شاہ مغربی اور سنجاب شاہ
تخت پر سوار بادشاہ لشکر بنا ہوا سارتق نے پوچھا یہ کون ہے سختگان نے کہا کہ سر فتنہ بہار مغرب
فرزند صاحبقران ثالث یہی ہے اسنے ملک مغرب کو تنہا آکے فتح کیا یہ سن کے سارتق بہت
جلا اور سنجاب شاہ کی طرف سے منھ پھیر لیا جسوقت سواری شاہزادہ رفیع البخت کی گذر چکی تو
پھر گرد اڑی اور یاقوت پوشون کے غول کے غول پیچھے کے پیچھے دستے کے دستے آنے لگے سوارون
کی وردیان یاقوت نگار پھریرے علمون کے سرخ بخنی طلائی ہر ایک پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی
مرقوم نو لاکھ سوار اس لشکر مین بھی تھے اور آگے آگے اک سردار اتالہ بارگاہ یاقوت نگار سلیمانی کا
لیے ہوے بادشاہ لشکر غرفان شاہ سکے بعد سواری شاہزادہ سہراب بن رستم کی نہایت
تزک و احتشام سے نمودار ہوئی یہ دن بھی دونون لشکرون کی آمد مین تمام ہوگیا اب آٹھوان دن آیا

اور پھر گرد اڑی جب وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو کئی لاکھ گوہر پوش نمودار ہوئے آخر میں سواری شہنشاہ
گوہر کلاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آئی سارایق نے پوچھا کہ یہ کون ہے سخنگان نے بتایا کہ یہ بڑے
فرزند صاحبقران ثالث کے ہیں اور نام انکا شہنشاہ گوہر کلاہ ہے بعد اسکے پھر گرد اڑی اور بہت
بڑے لشکر سے شاہزادہ آصف انجم طلعت پہونچے ساتھ انکے برجیس بن اکوان تھا سخنگان نے
انکا حال سنا کہ یہ رستم ثانی کا بیٹا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کا ہم چشم ہے اسنے معشوقہ اکوان تاجدار
کی محبت میں اپنے کو آگ میں گرا دیا تھا کہ میں بھی جل جاؤں سب سمجھتے تھے کہ یہ جل گیا لیکن بادشاہ
طلسم باطن نطاق نے اسکو حیات خوش جمال سمیت طلسم میں اٹھوا منگایا تھا جب طلسم باطن
بھی صاحبقران حال نے فتح کیا تو اسکا پتا لگا اور یہ لڑکا جو ساتھ ہے بیٹا اکوان کا ہے نویں روز جو گرد اڑی
تو تمام جہان کو تیرہ و تاریک کر دیا لیکن جسوقت دامنہ گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد سے منظر سرسبز او اثالہ بارگاہ
چہل ستون سلیمانی کا لیے ہوئے پیدا ہوا پشت پر بارہ لاکھ فوج سبز پوش پھریرے بھی سرخ ہوا میں
لہراتے ہوئے سارا جنگل لالہ زار معلوم ہونے لگا جوشن پوش اور بکتر پوش اور چلتہ پوش اور چار آئینہ پوش
گذرنے لگے آخر میں سواری شاہزادہ سکندر رستم خو کی نمودار ہوئی طرطوس شاہ جنبالی بھی انکے
ہمراہ تھا سخنگان نے کہا سے آپنے پہچانا سارایق نے سکندر کو بھی دیکھا پہچانا سخنگان نے کہا کیا یہ بھی
انھیں قیدیوں میں کا ایک قیدی ہے اور لشکر اسلام میں رستم زمان اور صاحبقران اوسط کے لقب سے
یاد کیا جاتا ہے سارایق ہر ایک کی آمد پر سمجھتا ہے کہ صاحبقران آگئے جسوقت لشکر سکندر کا اپنی حد پر
پہونچ کے رکا تو پھر گرد اڑی اور بوق کی آواز گوش زد ہوئی اور منظفر بن غضنفر اور عارف بن
معروف چالیس چالیس ہزار تاتاروں سے نمودار ہوئے اگرچہ فوج انکے ساتھ کم تھی مگر ایسی ہم
دکھائی کہ زمین کو ہلا دیا منظفر کو سارایق نے پہچان لیا مگر عارف سے معرفت حاصل نہ تھی پوچھا دوسرا
لڑکا کون ہے سخنگان نے کہا اس سے میں بھی واقف نہیں ہوں لیکن یہ اسکا بھائی معلوم ہوتا ہے اسلیے
کہ وضع قطع ملتی ہے دسویں روز پھر گرد اڑی اور شاہزادہ داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرور
اور مزرنگ بن مرزبان خراسانی اور گرد بن بہرام اور قمہور بن جمہور تیر زن اور ہرمز بن فرامرز
عاد مغربی اور قبیس بن مقبول بن مقبل وفادار آکے پہونچے جب گیارھواں دن ہوا تو پھر سارایق
آکے اسی قصر بلند کے بالاخانہ پر بیٹھا اور صحرا کی طرف دیکھنے لگا اور سخنگان سر راہ آکر کنگرہ والا بن کے
کھڑا ہوا کہ یہ صاحبقران حق پژوہ سے اچھی طرح واقف نہ تھا ایک مرتبہ تتق گرد غلیظ بلند ہوا کہ زمین سے
آسمان تک سلسلہ غبار و گرد کا ملا ہوا تھا اور جھنکار ہتھیاروں کی شور باجوں کا گوش گردوں و دل کو کر
کیے دیتا تھا اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین تھرانے لگی آہستہ آہستہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے
سات سو علم ہائے الماس نگار نمودار ہوئے کہ پھریرے انکے سپید تھے اور انپر بخط طلائی کلمہ طیبہ
تحریر تھا و ہر پھریرے کے سرے پر صاحبقران حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ تحریر تھا
جسوقت یہ الماس پوش گذر گئے تو نو سو علم ہائے ابلقی نمودار ہوئے اور نو لاکھ ابلق پوش اس شان
سے گذرے کہ مرکب تک ابلقی لباس نصف سبز نصف سرخ پھریرے ہر ایک پر بخط متبرک تعریف الٰہی
و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی جب یہ بھی گذر گئے تو دیکھا کہ یہاں سے کل سردار یعنے شاہزادہ
شہنشاہ گوہر کلاہ اور آصف انجم طلعت اور سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن اور
وحید الملک اور داراب ثانی اور بلقیس بن قمہور دیو پرورد اور رفیع البخت اور مہراب

بن رستم اور طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور قبیل بن مقبول بن مقبل یہ سبکے سب
بڑے پیشوائی روانہ ہوے اب دیکھا ساریق نے کہ سواران نیزہ دار دو رویہ راستہ پر آکے کھڑے
ہوگئے اور سقے آب پاشی کرتے ہوے گرد کو بٹھاتے ہوے نمودار ہوے بعد اسکے کئی سو ہاتھی
اُن پر نقارے رکھے ہوے ڈنکا ہوتا ہوا بعد اسکے نوبت خانہ اور پھر جلوس شاہانہ بیرق بردار علم بردار
اور نیزہ بردار یہ گذرنا شروع ہوے اسکے بعد دیکھا کہ شہناؤن کو دم ملتا ہوا روشن چوکی والے نظر آئے
بعد اُنکے خاص برداروں کے غول کے غول جامے بنارسی باندھے ہوے ڈاہین لگی ہوئین گلے مین
سونے کے کنٹھے پڑے ہوے ہاتھون مین طلائی کڑے یہ نمودار ہوے جب یہ بھی گذر گئے
تو دیکھا کہ آگے آگے صاحبقران نوجوان مرکب ابلقی پر سوار سر پر پھریرا علم زردوزی پیکر کا کھلا ہوا علم سے
آراستہ صاحبقران آتی ہوئی تخت پر بادشاہ اسلام کہ چتر شاہانہ سر پر گردش کرتا ہوا تاج مرصع بر سر
چار قبہ شاہنشاہی در بر غلامان زرین کمر مروحہ جنبانی دمگس پرانی کرتے ہوے نقیب بولتا ہوا
کہ سواری شاہنشاہ جمجاہ کی ہے ادب سے ملاحظہ سے قدم بڑھائے چلو جو سردار واسطے استقبال
کے گئے تھے وہ تخت شاہی کے چارون طرف تھے اور مودب چلے آتے تھے اور آگے آگے
سواری کے ایک لاکھ اسی ہزار پیک نیچہ دوڑتا ہوا اور ایک عیار کی کلاہ مین کلغی بال ہما کی لگی ہوئی دم کب
پر سوار ساریق تو تصویر بن کے رہگیا دل مین کہتا تھا کہ اگر یہ دعوائے خداوندی کرے تو کچھ نازیبا
نہوگا چونکہ سنخگان صاحبقران سے اچھی طرح واقف نہ تھا دوڑ دوڑ کے ایک ایک کو حقہ پلاتا تھا
اور پر کے دل سے دعائین دیتا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ جواب صاحبقران ہین یہ کسکے فرزند ہین اور
فلان جوان کون ہے اور فلان جوان کس خاندان سے ہے کہ اتنے مین سواری خواجہ خضران شاہ
عیاران کی قریب اسکے پہونچی خضران نے غور سے دیکھا اپنے عیارون سے کہا کہ اسکو پکڑے آؤ ہم
اسے خیمہ مین پہونچ کے انعام دینگے دو چار عیارون نے کہا کہ چل تیرے نصیب جاگے شاہ عیاران
فرماتے ہین کہ اسکو ہم انعام دینگے بہت خوش ہونگے یہ سنکے سنخگان گھبرایا کہ معلوم ہوتا ہے انھون نے مجکو پہچان
لیا یہ مرشد کامل ہین کہا جو کچھ دینا ہو یہین دیدیجیے خضران نے اشارہ کیا کہ مال موذی نصیب غازی
ہوا چاہیے دیکھو اسکے تھیلے مین جو کچھ ہو وہ بھی نکال لو یہ سنتے ہی طیفور بادیہ گرد نے غلہ خالی کردیا
سنخگان کہتا تھا کہ مین انعام سے باز آیا سواری ظل اللہ کی آرہی ہے مجھے بہت کچھ ملجائیگا یہین رہنے
دیجیے طیفور نے غور سے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ ٹھی شی کسیکو بڑی نہین معلوم ہوتی یہ کوئی رنگا ہوا
سیار ہے جو نکار کرتا ہے بڑھ کے ایک ٹیپ رسید کی کہ پگڑی اسکی گر گئی کہا کہ جاتا ہے یا اور طرح چلے گا
سنخگان نے کہا مین چلتا ہون اور دل مین کہا کہ یہ پیر مرشد سے بھی بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے اگر نہ چلونگا تو یہ
مارے چانٹون کے سر گنجا کردیگا چپکا ساتھ ہولیا اتنے مین سواری صاحبقران کی آگئی فرمایا کہ خواجہ
کیون اس غریب کو لیے جاتے ہو جو کچھ دینا ہو یہین دیدو نہین جو کچھ تمھاری مرضی ہو مین دلوا دون خضران
نے کہا حضور نہ دین یہ سوا میرے کسیکے دینے سے خوش بھی نہوگا آپ تماشا دیکھیے امیر حیران ہین کہ
یہ اسکے جی مین کیا آگئی ہے اک غریب کو پریشان کرتا ہے عیار اسپر جھپٹ بازی کرتے ہوے لائے اور
اب نہایت دھوم سے سواری بادشاہ اسلام کی داخل بارگاہ سلیمانی ہوے سلامی ہونے لگی بسم اللہ
کی آوازین بلند ہوئین بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہوے صاحبقران آکر دنگل مرصع پر بیٹھے اور سرداران
دست راست جانب دست راست کھڑے ہوے اور سرداران دست چپ بائین جانب استادہ تھے

حکم بیٹھنے کا ملا سب سلام کر کرکے بیٹھ گئے خواجہ آکر کرسی ہدہد پر جلوہ گر ہوے امیر نے دیکھا کہ گگرڈوالا
نہایت حسرت کی نظر سے دیکھ رہا ہی فرمایا کہ خواجہ اس ہوش کو کیون پکڑ لائے ہو خضران نے کہا کہ آپنے
اسے پہچانا نہین کہ یہ کون ہی فرمایا تم بتاؤ خضران نے ڈانٹا کہ ابے بتا تیرا کیا نام ہی اسنے سہم کر کہا کہ مجھکو گلو
سائین کہتے ہین بس یہ سنتے ہی خضران کو ٹرا پکڑ کے اُٹھے اسوقت آپنے دانت نکوس دیے
اور کہا کہ حضور نے تو پہچان ہی لیا آپ مجکو سب کے سامنے کیون ذلیل کرتے ہین خضران نے کہا کہ سچ
بتا تو کسواسطے آیا تھا سختگان نے کہا کہ ساریق ہر ایک سردار کو مجھ سے پوچھتا تھا بہت سے نئے لوگ
ایسے آئے مین کہ جنکو مین بھی نہین پہچانتا ہون اسوجہ سے بغرض دریافت حال آیا تھا خضران نے کہا
کہ جا ہر بظاہر کیون نہ آیا سختگان نے کہا کہ ساریق بھی پوشیدہ ہو کر لشکر کو دیکھنے آیا تھا الغرض
اخفاے راز مین نے یہ صورت اپنی بنائی صاحبقران نے فرمایا کہ نام اسکا بتاؤ کہ یہ کس عزت کا شخص
ہی خضران نے کہا کہ یہ سختگان بن بختگان ہی حضور نے نام اسکا سنا ہوگا فرمایا کہ یہ تو وزیر ہی
ساریق کا خضران نے کہا جی ہان نگو مین اسے کبھی سائیس بناتا ہون کبھی اس سے خدمتگارون کا
کام لیتا ہون پاؤن دبوا چکا ہون پوچھ لیجیے سختگان نے کہا کہ مجھے آپکی خدمت مین عذر ہی کب ہی
آپ اسی قابل ہین کہ آپکے پاؤن پوجے صاحبقران نے سختگان کے واسطے کرسی بچھوادی
اور خلعت سے سرفراز فرماکر رخصت کیا اور خضران کی بہت تعریف کی کہ تمنے خوب پہچانا خضران نے
عرض کی کہ حضور اس سے تو آبائی عداوت چلی آتی ہی یہ مجھے خوب پہچانتا ہی اور مین اسے خوب
جانتا ہون سختگان تو خوشی خوشی صاحبقران کی تعریفین کرتا ہوا جانب قیطول روانہ ہوا اور وہان
ساریق منتظر تھا کہ سختگان کہان جاکے بیٹھ رہا کہ یہان سے سختگان دوسری ہی شان سے پہونچا
ساریق نے کہا تو کہان چلا گیا تھا سختگان نے سب کیفیت بیان کی کہ مجھے مرشد پکڑ لیگئے تھے
لیکن صاحبقران عالیشان کی فیاضی دیکھیے کہ جتنا نقصان ہوا تھا اس سے زیادہ نفع ہوا یہ خلعت و مرتبہ
مجکو امیر باتوقیر نے عنایت فرمایا ہی ساریق نے کہا کہ مین نے سب صفتین ان بندون مین جمع کردی
ہین لیکن بس ایک بات بھول گیا کہ اپنی اطاعت انکے دل مین نہ ڈالی جبھی جسوقت یہ قدرت
میری ملاحظہ کرینگے تو خود ہی مطیع ہو جاینگے مین جبھی انکو تمام قیطول اور اپنی پوری خداوندی کا مالک اور
نائب مقرر کرونگا اور انتظام خداوندی انکے سپرد کرکے آپ پوشیدہ ہو جاؤنگا سختگان نے
کہا کہ آپ سچ کہتے ہین مثل لقا کے آپ بھی پوشیدہ ہو جاینگے ایسے کہ پھر ڈھونڈھے نہ ملینگے
اور سارے لقیہ مین خدا پرستون کا دور دورہ ہوگا ساریق بہت خفا ہوا کہ تو کیا بکتا ہی مین کچھ اور کہتا ہون
تو کچھ اور سمجھ رہا ہی سختگان خاموش ہو رہا اب ساریق نے کہا کہ اے سختگان آغاز جنگ یہ لوگ
کیونکر کرتے ہین دستور دنیا کے موافق طبل جنگ بجواتے ہین یا شبخون وغیرہ مارتے ہین سختگان نے
کہا کہ پہلے انکا نامہ بر آتا ہی وہ دربار مین ہو کر خداوند کو ذلیل کرتا ہی تعظیم کراتا ہی اُٹھا بیٹھی کراتا ہی مگر اسکے
بعد نامہ دیتا ہی جب جواب نامہ پہونچتا ہی تو اسکے بعد طبل جنگ بجتا ہی اور شبخون وغیرہ مارنا یہ ان لوگون
کا دستور نہین ہی یہ سامنے کی لڑائی لڑتے ہین بلکہ اگر کوئی بے ترکیبی کسی ملازم سے ہو بھی جاتی ہی تو
اُسے سزا دیتے ہین مجھے اسوقت امیر اول کے زمانے کی بات یاد آئی سنا گیا ہی کہ آپکے بڑے
بھائی خداوند لقا کے دربار مین ایک سردار تھا کہ نام اسکا ملک قہرش بن سوفیاس طوطیلی
تھا جب لندھور بن سعدان گرد جانشین حمزہ بادشاہ ہندوستان سے مقابلہ ہوا تو سات روز کشتی

رہی اور لندھور اُسے نہ زیر کرسکا تو لندھور نے کوکھ پر قہرش کے گھونسا مارا قہرش بیہوش ہوگیا لندھور
نے قہرش کو باندھ لیا جب دوسرے روز دربار مین دیوان قہرش کا سمجھا جانے لگا اُس وقت
قہرش نے لندھور کے گھونسا مارنے کا حال بیان کیا بس یہ سنتے ہی امیر نے اپنے رفیق قدیم کا کچھ
خیال نکیا اور انصاف کو راہ دی لندھور کو اُسی وقت کوڑے مار کے بارگاہ سے نکال دیا اور قہرش کو
خلعت دے کے رخصت کردیا اور خود مقابلہ کر کے مردا مردی زیر کیا قہرش بھی منصف مزاج تھا تا
زندگی امیر کا غلام بنا رہا یہ سُنکے سارلیق دل مین متعجب ہوا کہ یہ لوگ ایسے منصف مزاج ہین کہا کہ یہ
چارون قیدی جو آئے تھے اُنھون نے کئی شبخون جو مارے سختگان نے کہا کہ اسکا ایک سبب تو یہ تھا
کہ امیر یا تو قیر یہان موجود نہ تھے علاوہ اسکے جیسی بے ترکیبی آپنے کی ویسی اُنھون نے کی نہ آپ
عیار کے ذریعے قید کرکے جلاتے نہ یہ انجام ہوتا سارلیق نے کہا کہ تو سچ کہتا ہے جب رات ہوئی تو
سارلیق نے تنہائی مین محو جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ خبر نامہ دار کے آنے کی ہے لہذا
تجکو چاہیئے کہ رنگ باغ محوبیت کا بدل دے جو باغ محوبیت کی طرف سے آئے وہ مسحور ہو کر
مجھے سجدہ کرے تا کہ نامہ دار کی رسائی مجھ تک نہو محو جادو نے کہا کہ کیا مجال ہے جو کوئی آپ تک
آسکے اور اُسنے جا کر رات بھر مین ایک پتلی سحر کی تیار کی اور قریب دروازہ اطلسیہ کے اُسکو نصب
کردیا اور چند باز اور شاہین سنگے تیار کر کے جا بجا بلند درختون پر بٹھا دیے اب یہان کی کیفیت سنئے کہ
جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوے اور صاحبقران زمان دنگل یا دعنبر پر متمکن ہوے
سب سردار امی اپنی صندلیون پر آگے بیٹھے عیار شتہا نے زرین پر کھڑے ہوے اور خواجہ خضران زرنگی
ہر ہر پر متمکن ہوے ۵ عجب بارگاہے عجب گیر ودار + تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار + جب دربار
مملو ہو گیا تو صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے صمصام قلم نامہ لکھو سارلیق کو اس مضمون کا کہ اے
سارلیق پہچان اُس پروردگار عالم کو جسنے تمام دنیا کو پیدا کیا ہے خالق حقیقی کو بھول کر چند روزہ زندگی
کے واسطے خدا نہ بن کہ انجام اسکا خراب ہے روز باز پرس خدا کو کیا مُنھ دکھائے گا اور بندگان خدا کو
برگشتہ نہ کر مجھے خدا نے اسی لیے خلق کیا ہے کہ بندگان خدا کو راہ ضلالت سے باز رکھون اور راہ نیک
بتاؤن خواہ نصیحت سے مانے یا سیاست سے خلاصہ مضمون جب صاحبقران بتا چکے تو صمصام
قلم منشی بے بدل نے نہایت عمدہ عبارت مین شرح و بسط کے ساتھ نامہ تحریر کر کے پیش کیا
صاحبقران نے پسند فرمایا اب اُنھون نے عمدہ کاغذ پر مسودہ صاف کیا اور مہر شاہی ثبت کر کے
حاضر کیا صاحبقران نے حسب دستور قدیم چوکی صندلی بچھوا کے اور سپر و شمشیر خلعت اور جام
کلہ غفریت بھروا کر رکھ دیا اور فرمایا کہ اے جوانان اسلام و غازیان نیک انجام تم مین سے کون
ایسا ہے کہ یہ نامہ لے جائے اور سارلیق بن بقا سے جواب باصواب اس نامہ کا لائے ہنوز سخن
در دہان تھا کہ طلحہ بن لندھور اپنے دنگل شوکت پر سے کود پڑا اور جام ہونٹون سے لگا کر جرعہ
درکشید کیا اور دست بستہ خدمت صاحبقران عالی شان مین عرض کی کہ اس خدمت کو یہ خادم بجا
لائیگا صاحبقران اول کے زمانے مین والد ماجد نے نامہ داری کی تھی آج یہ جان نثار جواب نامہ کا
لائے گا فرمایا بہتر ہے مگر اے طلحہ بن لندھور مین نے سنا ہے کہ اس ملعون نے راستہ قبول کا
باغ محوبیت کی جانب سے رکھا ہے اور باغ محوبیت مقام خطرناک ہے طلحہ نے عرض کی کہ اسکو مین ارادہ
کر چکا اگر رسائی میری سارلیق تک ہوگئی تو دیکھیے گا کہ کس طرح جواب نامہ کا اُس سے لیتا ہون

صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ ہمت مردان مدد یزدان طلحہ نے خلعت زیب جسم کیا اور شمشیر کمر سے لگائی سپر
پشت پر آویزان کی نامہ سر سے باندھا اور سلام رخصت کرکے بارگاہ سے باہر آئے اور اپنے لشکر مین
سے چالیس ہزار ہندی منتخب کرکے ساتھ لیے اور نہایت جاہ و تجمل کے ساتھ جانب باغ محوبیت
روانہ ہوئے اُدھر ہرکارون نے ساریق کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہی یہ آکر گنبد جہان نما پر بیٹھا دریچہ وا کیا اس
طرف سے سواری طلحہ بن لندھور کی چلی دیکھا ساریق نے کہ وہی جوان زبردست جسکے لشکر مین ساتھ
تین سو فیل تھے وہی آتا ہی چالیس ہزار سوار زرق برق مسلح و مکمل چلے آتے مین یکایک یہ سبکے
سب دروازہ باغ محوبیت پر پہونچے فوج اُسی جگہ تھم گئی اور طلحہ بن لندھور تن تنہا بسم اللہ کہکر
داخل باغ ہوئے ساریق کے قیطول سے باغ کا بھی سامنا تھا یہ بیٹھا دیکھا کیا جسوقت طلحہ باغ
مین پہونچے تو دیکھا اُنھون نے کہ باغ نہایت سرسبز و شاداب ہر گلہائے بوقلمون کھلے ہوئے ہین سبزہ
باد صبا کی اٹکھیلیون پر لوٹا جاتا ہی جانوران مختلف اللون مصروف زمزمہ سرائی ہین میوے گوناگون لگے
ہوئے ہین جب یہ چمن ختم ہوا دوسرا چمن ملا اس چمن مین سب درخت جواہر کے تھے جانور جواہر کے گل و ثمر
جواہر کے لیکن ہر کلی چٹکتی تھی وہ یا خداوند ساریق کی صدا دیتی تھی اور جو جانور بولتا تھا وہ ساریق کا نام
لیتا تھا نہرین آب مصفا کی جاری تھین مچھلیان پانی پر اُبھر اُبھر کے جو حباب چھوڑتی تھین اور حباب ٹوٹتا تھا
تو آواز خداوند ساریق بن بقا کی پیدا ہوتی تھی طلحہ یہ سیر دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک
مقام پر دیکھا کہ ایک تیلی الماس کی رقص کر رہی ہی زلونہ ... کا یاقوت سرخ کا ہی جڑاؤ اُسمین زمرد کا ہی صراحی وہ
داہنے ہاتھ مین اور جام مرجان کا بائین ہاتھ مین لیے کہہ رہی ہی کہ ای بندگان گمراہ آگاہ ہو کہ خداوند ساریق نے
تجھے یہ شان و شوکت عنایت کی اسقدر زور و طاقت دی اور تو نے اُسے بھول کر صاحبقران کا ساتھ
دیا اور بارادہ گستاخی اس طرف آیا ہی ڈر تو خداوند سے کہین تجھپر بجلی نہ گرے یہ سُنکے طلحہ کے دل پر ایسا
اثر ہوا کہ عقل پر پردہ پڑگیا ندامت مین گردن خم کر دی تیلی نے جام بھر کر دیا اور کہا کہ اسے پی اور دیکھ عنایت
و کرم خداوند کو کہ تیرے حال پر کسقدر مہربانی ہی باوجودیکہ تو نے اس وقت تک سراسر نافرمانی کی طلحہ نے جام ہاتھ
مین لیکر پی لیا اور کہا کہ مین اپنے افعال ماضی سے توبہ کرتا ہون تیلی نے کہا کہ توبہ تیری اُس وقت قبول
ہوگی جب کچھ دن ندامت مین گذرینگے اور جیسی ریاضت کریگا ویسا پھل پائیگا جا اور اس باغ کی خدمت
کیا کر طلحہ نے کہا مجھے منظور ہی بس اُسیوقت چند باغبان آئے اور طلحہ کے کپڑے اُتروا کے لنگی بندھوا دی
بیلچہ ہاتھ مین دیا اور اپنے ساتھ لے لیا ساریق نے جو قیطول پر سے یہ معاملہ دیکھا بہت ہنسا اور
دریچہ بند کر لیا اُدھر دربانون نے ہمراہیان طلحہ بن لندھور سے کہا کہ اب تم یہان کسلیے انتظار رہے ہو
ٹھہرے ہوئے ہو جاؤ اور صاحبقران سے کہدو کہ اب طلحہ سے قیامت تک ملاقات نہو گی انھون
نے اپنے خداوند کو پہچان لیا اور خدمت باغبانی کو پسند کیا یہ کہکر نامہ امیر کا طلحہ سے لیکر ہمراہیان طلحہ
کو واپس دیا یہ لوگ حیران و پریشان وہان سے پلٹے ادھر ہرکارون نے پہلے ہی آکے صاحبقران
بزبان سے عرض کی کہ طلحہ باغ محوبیت مین جاکر محو باغبانی ہو گئے ہمراہیان طلحہ پلٹے ہوئے آتے
ہین یہ سُنکے صاحبقران کو کمال رنج ہوا صاحبقران نے دوسرا نامہ تحریر ہونے کا حکم دیا تھا کہ ہمراہیان
طلحہ وہی نامہ واپس لائے اور صاحبقران دوران کے ہاتھ مین دیدیا امیر با توقیر نے حسب قاعدہ
نامہ رکھوا دیا اور فرمایا کہ اب جو جائے سمجھ کے جائے سیر باغ مین نہ محو ہو جس خدمت کے واسطے
جاتا ہی اُسے بجا لائے بس یہ سُنا تھا کہ مملوک بن مالک اپنے دنگل سے کود پڑے اور عرض

کی کہ غلام کو سیر سے کام نہین ہے مین کسی شی کی طرف نہ دیکھونگا نہ محو ہونگا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا جام پیا خلعت
پہنا پیش شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکلکر صرف بارہ سو نیزہ دار اپنے ہمراہ لیکر جانب قیطول روانہ ہوے
وہان ساریق بن لقا کو خبر ہوئی کہ دوسرا نامہ دار آتا ہے اسنے کہا آنے دو اسکی بھی وہی حالت ہوگی یہان
مملوک دروازہ باغ پر پہونچے ہمراہیون کو اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ گھوڑے کو دوڑاتے ہوے اندر
باغ کے داخل ہوے اپنے گھوڑے کی طرف اور رستے کو دیکھتے جاتے تھے باغ کی طرف نظر بھی نکرتے تھے
برابر چلے ہی جاتے تھے کہ اک مرتبہ کان مین آواز آئی کہ خدا نے آنکھین اسلیے دی ہین کہ تماشا نیرنگ دنیا
کا دیکھے اور کان سننے کے واسطے بنائے ہین تو کیا نرے بہرہ ہے کہ بہرون کی طرح کسیکی نہین سُنتا اور اندھون
کی طرح چلا جاتا ہے کسی طرف دیکھتا ہی نہین مملوک بن مالک کو اس سخت کلامی پر غصہ آیا آواز دی کہ تو
کون ہے اور آنکھ اُٹھا کے اُسکی طرف دیکھا یہ وہی پتلی تھی جسکی سحربیانی نے طلیحہ کے قلب کو برگشتہ کیا تھا
بس ادھر تو نظر مملوک کی اُٹھی اور باتین اُس پتلی کی سنین اور محو ہوگئے خود کہا کہ بیان کر کیا کہتی ہے
پتلی نے کہا او بیمروت تو جو اسطرح دنیا مین اندھا اور بہرہ بن کے زندگی بسر کرے گا اور روز بازپرس تجھسے
پرسش ہوگی کہ آنکھین بند کر لینے کو دی تھین یا دیکھنے کو کان سُننے کے واسطے عنایت کیے تھے یا ٹھیٹھیان
لگانے کو تو کیا جواب دیگا مملوک نے کہ تو سچ کہتی ہے پتلی نے کہا اسی طرح یہ بھی پوچھا جائیگا کہ جب تو نے
قدرت اپنے خداوند کی دیکھی تو پھر کیون خداوند سے برگشتہ ہوا مملوک کے تب یہ بھی سیاہی سحر
دوڑ گئی کہا کہ اب تو یہ میری قبول ہو سکتی ہے پتلی نے کہا کہ یہ تو ریاضت کا پھل ہے جیسا تخم بوئے گا ویسا پھل
پائے گا خداوند کے باغ مین بیٹھ کر باغبانی کر جسوقت تیری ریاضت سے گل پھولینگے تو خداوند خوش ہوگے
تیری خطا بخش دیگا اور ثمرہ ریاضت کا عنایت کرے گا یہ سُنکے مملوک نے کہا کہ مین ریاضت کرنے مین
عاجز نہین ہون بس باغبان دوڑے ہوے آگے اور ایک بیلچہ انکے سامنے بھی ڈال دیا اور کہا
کہ جاؤ فلان چمن کو تیار کرو مملوک نے بیلچہ اُٹھالیا اور اُن باغبانون کے ساتھ ہوے نامہ پتلی کے حوالے
کیا کہ اس نامہ کو واپس کر دو کہ امیر کسی اور کو بھیجین ہمسے ایسی گستاخی خدمت خداوند مین نہوگی یہ بھی جا کے
طلیحہ کے برابر بیٹھے اور بیلچہ کاری مین مصروف ہوے پتلی نے نامہ دربانون کے سپرد کیا دربانون نے نامہ امیر کا
ہمراہیان مملوک کو واپس دیا اور کہا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ آپ کا فرستادہ بندگان خداوند
مین داخل ہوگیا اب اُسے آپکی اطاعت سے انکار ہے لہذا یہ کام کسی اور کے محول کیجیے یہ لوگ بھی پلٹے ہوے
خدمت صاحبقران عالیشان مین آئے اور ساری روداد بیان کی امیر نہایت رنجیدہ ہوے اور
غصہ مین پھر نامہ رکھا اور فرمایا کہ جو جاے نیک و بد کو سوچ کے جاے یہ سُنکے مظفر بن غضنفر غازی
اپنے دنگل پر سے کود پڑا اور کہا کہ اب غلام جائیگا اور انشاءاللہ اس خدمت کو اچھی طرح بجا لائے گا مین نے
ہرکارون کی زبانی سُنا ہے کہ ایک پتلی ہے کہ وہی بہکا دیتی ہے مین اُس پتلی کی باتین نہ سنونگا نہ مجھپر کوئی اثر
ہوگا یہ کہکر جام پیا خلعت زیب جسم کیا نامہ سر سے باندھ کر دو سو قزاق ساتھ لیکر جانب باغ محوبت
روانہ ہوا جسوقت دروازہ باغ پر پہونچا تو اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم سب میرے ساتھ آؤ اور برابر
بوقون کو دم دیتے رہنا تار نہ ٹوٹے تاکہ کسی طائر باغ یا انسان کی آواز کان مین نہ آنے پائے
یہ کہکر گھوڑے کو آگے بڑھایا ساتھ ہی سب قزاقون نے بھی گھوڑے دوڑا دیے اور بوقون کو
پھونکتے ہوے چلے وہان ساریق کو معلوم ہوا کہ تیسرا نامہ دار آتا ہے لیکن یہ بڑا سرکش ہے کہ اپنے
ہمراہیون سمیت داخل باغ ہوا ہے اور بوقین پھونکتا چلا آتا ہے کسیکی آواز نہین سنتا ساریق

نے دریچہ کھولا دیکھا کہ قزاقوں کی وضع کے لوگ روتش دیٹری کو روندتے شور وغل مچاتے چلے آتے
ہیں بس جیسے قریب اُس پتلی کے پہونچے پتلی نے ایک چیخ ماری کہ آوازیں بوقوں کی بند ہوگئیں اب
رہ رہ کے بھبکتے ہیں مگر کوئی بوق آواز نہیں دیتا۔ پتلی نے آواز دی کہ دیکھا قدرت خداوند باختر
کو کہ اُسنے اُس باجہ ہی کو بند کردیا جو تمہیں نصیحت نہ سننے دیتا تھا اب سنو کہ خداوند سارلیق جاگتی جوت کا خداوند
ہے اسکو چھوڑ کر جو تمنے ایک بڑے خدا کی پرستش اختیار کی ہے تو کیا سمجھ کر ہوشیار ہو اور اُسنے خداوند کو
پہچانو خدمت میں خداوند کے ایسی گستاخی کرنا ایک بندۂ برگشتہ کا لیکر آئے ہو منظفر نے کہا سچ کہتی
ہو اور ہم لوگ یہاں مظفر نے بھی ہمزبان ہو کے کہا کہ ہمیں اطاعت سارلیق میں کوئی عذر نہیں
ہے پتلی نے ایک ایک جام ان سبکو پلایا اور مطیع بنایا اور ان سبکو بھی پتلے دے دے کر کارخانے
انکے بھی سپرد کیا چونکہ یہ جتنے لوگ گئے تھے سب وہیں کے ہو رہے تھے اس سبب سے نامہ بھی واپس
نہ آیا اور انکے حال کی خبر بھی صاحبقران کو دوسرے روز ہوئی اب امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا
کہ میں خود جاؤنگا یہ سُنکے سکندر دیدہ نشین نے عرض کی کہ حضور کی شان کے خلاف ہے کہ آپ
ایلچی بنکے جائیں یا صاحبقران اگر مناسب ہو تو یہ خدمت اس غلام کے سپرد کیجیے اسلیے کہ باغ محویت
میں کارخانہ سحر کا ہے محو جادو نے یہ رنگ سحر کا وہاں جمار کھا ہے کہ طائر نام سارلیق کا لیکر پکارتے ہیں
پھنچے چہک کر آواز یا سارلیق کی دیتے ہیں اور اب ایک پتلی بھی قائم کی گئی ہے کہ اسکے کلام کی تاثیر
قلب کو برگشتہ کردیتی ہے جو جائیگا اُسکی یہی حالت ہوگی اگر خدانخواستہ حضور بھی اس آفت میں مبتلا
ہوے تو عزت اسلام کی جاتی رہیگی فرمایا میں صاحب اسم اعظم ہوں سارے باغ کو پامال اور تاراج
کرکے جاؤنگا سکندر نے عرض کی کہ اوّل تو اسم اعظم بند کرلینا زیادہ دقت کی بات نہیں ہے ذرا ذرا
سے ساحر دھوکا دیکر اسم اعظم بند کر دیتے ہیں حضور نے اپنے بزرگوں کے گذشتہ واقعات سنے ہی
ہونگے علاوہ اسکے اگر اس شان و شوکت سے آپ ہو تخ بھی گئے تو یہ کیا کم توہین آپ کے واسطے
ہے کہ آپ رکن دین اسلام اور رہنماے راہ حق ہو کر ایک کافر کے سامنے منہ ذلّت پر بیٹھیں دردو تختہ پر
بیٹھا ہوا ہو میری راے ناقص میں تو حضور کا جانا کسی طرح مناسب نہیں ہے بادشاہ اسلام نے بھی منع
کیا اور سرداروں نے عرض کی کہ ابھی تو بہت سی جان نثار موجود ہیں حضور کیوں قصد فرمائیں صاحبقران
نے فرمایا کہ پھر نامہ کا جانا تو ضروری بات ہے سکندر نے عرض کی کہ میں تو جانے کے لیے موجود ہوں
لیکن اتنا امیدوار ہوں کہ اگر شاید وہاں پہونچکر قتل ہو جاؤں تو لاش میری کافروں سے لیکر دفن
کر دیجیے گا اور فاتحہ خوانی سے محروم نفرمایئے گا اسلیے کہ سارلیق کے یہاں اس وقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہیں اگر بگاڑ پڑا اور لڑائی ہوئی تو میں کس کسکا جواب دیکونگا یہ سُنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ اے سکندر قسم با یمان خود کہ اگر تیرے ساتھ کوئی بے ترکیبی ہوئی تو قیطول کو ہلا دونگا
زمین و آسمان کے قلابے ملا دونگا آج ہی خداوندی سارلیق پر آفت آجائیگی یہ فرماکر نامہ تحریر
کرا کے سکندر کے سپرد کیا سکندر دیدہ نشین نے نامہ سر سے باندھا اور ایک کشتی ساختہ سحر
اپنے منگائے اور اُس کشتی پر بیٹھ کے صاحبقران سے عرض کی کہ اگر مجھ پر کوئی آفت پڑیگی
تو ایک طائر آکر حضور کو خبر دیگا صاحبقران کے دلپذیر باتوں نے سکندر کی ایسا اثر کیا کہ چپکے سے
خضران کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ خواجہ ایک لاکھ روپیہ دونگا اگر تم سکندر کے ساتھ پوشیدہ طور پر
جاؤ اور قبل سکندر کے آنے کے منہ سے حالات نامہ داری بیان کردو یہ سُنکے خواجہ خضران چپکے

سے گلیم اوڑھ کر سکندر کے پاس بیٹھ گئے اب سکندر نے عرض کی کہ یہ بھی ممکن ہی کہ مین بالاے ہوا
اس کشتی کو اُڑاتا ہوا دوسرے راستے سے بالاے قیطول پہونچ جاؤن اور یہ بھی ممکن ہی کہ باغ محویت
کی طرف سے جاؤن امیر نے فرمایا کہ جو راستہ ساریق نے معین کیا ہی اُسی راستے سے جانا چاہیے
سکندر نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا اور سلام رخصت کر کے کشتی کو اشارہ کیا کشتی بلند ہوئی اور باغ
محویت کی جانب روانہ ہوئی جس وقت سکندر دیرہ نشین دروازہ باغ مین داخل ہوا تو اک شاہین
درخت پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے آواز دی کہ اے سکندر بھول گیا اپنی حقیقت کو اور ان خداپرستون کے
شریک ہوگیا ہی ہوشیار ہو سکندر نے اک گنجشک سحر ہاتھ پر رکھ کے شاہین کو دکھائی شاہین اُڑ کے
ہاتھ پر آیا اور اُس گنجشک کو کھاتے ہی اُڑ کر سر پر سکندر کے سایہ افگن ہوگیا سکندر اور آگے
بڑھا اور اک مقام پر غول قمریون کا دیکھا قمریان بھی شور مچانے لگین کہ اے بے ادب نہین سمجھا تھا خداوند
ساریق کو کہ وہ کیسا خداوند ہی سکندر نے اُسی شاہین کو اشارہ کیا کہ شکار کرے ان قمریون کو شاہین
قمریون کے شکار مین مصروف ہوا سکندر آگے بڑھا اک درخت پر باز سپید رنگ کو بیٹھے دیکھ
سکندر نے اشارہ کیا باز اُڑ کر سامنے آیا سکندر نے اک گولی اُسے بھی کھلائی باز بھی سکندر
کا دم بھرنے لگا آگے بڑھ کر دیکھا کچھ بلبلین اک درخت پہ بیٹھی ہوئی چہچہے کر رہی تھین سکندر نے باز سے
اشارہ کیا کہ لینا انکو باز نے بلبلون کو شکار کرنا شروع کیا سکندر اور آگے بڑھا اک جرہ نظر آیا
سکندر نے اُسے بھی گولی کھلا کے مطیع بنایا اور ساتھ لیکے آگے بڑھا اک درخت پر کچھ فاختائین
بیٹھی ہوئی دم بھر رہی تھین سکندر نے جرے کو فاختاؤن کے شکار مین مصروف کیا خود بھی
آگے بڑھ گیا غرضکہ جرے کے مقام سے شکرے کی جگہ شکرے سے شاہین کے مقام پر پھر شاہین سے ہما کے
مقام پر اسی طرح ہر جگہ کو طے کرتے ہوئے اور نیرنجات سحر کو ہٹاتے ہوئے سامنے اُس الماس کی تیلی کے
پہونچے تیلی نے کہا افسوس ہی اے سکندر تو غضب خداوندی سے نہین ڈرتا اور اس طرح بلند بلند
چلا جاتا ہی سکندر نے کہا کہ تو بہت زباندرازی کرتی ہی کیون آگ لگ نہین جاتی تیری زبان مین بس
اس کہنے مین ایسی تاثیر تھی کہ تیلی کے دہن سے شعلہ نکلا اور دھڑ دھڑ جلنے لگی وہ ناچتی ہوئی بھاگی
جس درخت کے قریب سے ہو کر گذری اُسمین آگ لگ گئی اور وہ دھڑ دھڑ جلنے لگا اتنے ایک درخت
سے دوسرے درخت مین اور دوسرے درخت سے تیسرے درخت مین تیسرے درخت سے
چوتھے درخت مین یہانتک کہ پورے چمن مین آگ لگ گئی اور اب شعلے بھڑک بھڑک کے
اس چمن سے اُس چمن مین پہونچے اُس چمن سے تیسرے چمن مین اور چوتھے چمن مین غرضکہ
سارا باغ آتش بہار ہوگیا طلیحہ بن لندھور اور جمہوک بن مالک اور منظفر بن غضنفر وغیرہ
جن مقامون پر بیٹھے ہوے تھے بیہوش ہوگئے مگر آگ نے انپر تاثیر نہ کی یہ بھی اک شعبدہ سحر
سکندر تھا اسلیے کہ سکندر کو معلوم تھا کہ یہ لوگ یہین ہین ایسا نہو کہ جل جائین لیکن جب تمام
باغ پھکنے لگا تو محو جادو کو خبر ہوئی یہ بیتابانہ دوڑا کہ یہ کون شخص آگیا جسنے میرا ریاض خاک
کردیا مین نے تو سنا تھا کہ لشکر اسلام مین کوئی ساحر نہین ہی جیسے ہی آیا دیکھا کہ سکندر دیرہ نشین
کشتی سحر اُڑاتا ہوا چلا جاتا ہی بس اُسنے آواز دی کہ اے سکندر دیرہ نشین یہ تمھارے دل مین
کیا آئی کہ تمنے اپنا دین آبائی ترک کیا اور خداپرستون کے شریک ہوے یہ سب آپس کی پھوٹ کا
نتیجہ ہی کہ خداپرستون کو یہ زور ہوا نہ تم ایسے لوگ خداپرستون کے شریک ہوتے نہ خداپرستون کو

یہ دن نصیب ہوتا کہ وہ خداوندون کے منہ چڑھتے سلطنتین لگاڑتے اپنا جھنڈا گاڑتے سکندر دیرہ
نشین نے کہا اے محو جادو مین نے یہ مین خداپرستون کی اطاعت نہین کی ہے بلکہ جب مذہب کو
اُنکے حق پایا اور اُنسے مقابلہ مین بھی دبا ہون اُس وقت اطاعت کی ہے اور سارلیق کی جو حقیقت
ہے اُس سے تم بھی واقف ہو مین بھی آگاہ ہون محو جادو نے کہا کہ حیران باتون سے کوئی کام نہین
اب تم جس کام کے لیے آئے ہو جاؤ مجھے تم سے لڑنا منظور نہین ہے ایک وہ وقت تھا کہ ہم تم ایک
صحبت مین بیٹھتے تھے شادی بیاہ مین ایک دوسرے کے یہان شرکت کرتا تھا آج اختلاف
مذہب نے یہ تفرقہ ڈال دیا کہ ایک ایک کے خون کا پیاسا ہو گیا یہ سُنکے سکندر دیرہ نشین تو
آگے بڑھے اور محو جادو نے آکر سرداران اسلام کو رہا کر دیا دوبارہ اُنپر سحر نہین کیا یہ سب کے
سب ہوش مین آتے ہی یہان سے بھاگے اپنی حالت پر افسوس کیا کہ یہ ہماری کیا صورت بنی ہوئی ہے
ادھر سکندر دیرہ نشین دروازہ اطلسیہ پر پہونچا نگہبان اس مقام کا خاقان اطلس پوش تھا اُسنے
کہا کہ مین خداوند سے اجازت حاصل کرلون اُسکے بعد آپ شوق سے تشریف لے جائیے یہ مین خوب
جانتا ہون کہ جو باغ محویت کو طے کرکے اس مقام تک آگیا وہ اس دروازہ سے بھی گذر سکتا ہے سکندر
نے کہا کہ مین اتنی دیر یہان ٹھہرا ہوا ہون تم جاکے پوچھ آؤ سکندر تو اس مقام پر رکا خواجہ خضران
گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے تھے ہر مقام کے واقعات تحریر کرتے جاتے تھے وہان خاقان اطلس پوش نے
جاکر سارلیق سے عرض کی کہ ایلچی دروازہ تک آگیا کیا حکم ہوتا ہے سارلیق نے کہا کہ کیا محو جادو نے اس
ایلچی کا کوئی انتظام نہین کیا خاقان اطلس پوش نے کہا کہ محو جادو کی نیرنگ سازی اُسنے خاک مین
ملادی سکندر دیرہ نشین برسم نامہ داری آیا ہے کوئی اور نہین ہے یہ سُنکے سارلیق مجبور ہوا اور کہا کہ خیر بلالو
اسوقت دربار سارلیق کا سرداران نامی و ساحران گرامی سے مملو تھا سارلیق تخت پر بیٹھا تھا چار دلاور
اسکے چارون کونون پر تخت کے بیٹھے تھے داہنے جانب سب سے بالادست زلازل بن زلزلہ بن
زلزال دیو پرور اژدر کش نہایت شان و شوکت سے اپنے دنگل پر تنہا بیٹھا ہوا تھا اور اُسکے مقابل
بائین جانب نہنگ بن طوفان دریا موج اپنے دنگل پر بیٹھا تھا یہ دونون سردار بارگاہ سارلیق
مین اُس مرتبہ کے ہین جو بارگاہ لقا مین قہرش اور عنبر سوقیانی طوفانی کو حاصل تھا اور ہبروت
رعد آواز جو لقب قدرت کہلاتا ہے یہ اسوقت موجود نہ تھا یہ ان دونون سے بھی زبردست ہے اور ہمیشہ سیر و
شکار مین مصروف رہتا ہے جب کوئی مہم درپیش ہوتی ہے کہ کسی سے سر نہین ہو سکتی ہے اُس وقت یہ بلایا
جاتا ہے اسنے دیوون کو پست کیا ہے اور مطیع بنایا ہے غرضکہ وہ تو اس وقت موجود نہ تھا لیکن اور سردار
بڑے بڑے موجود تھے مثل قرناکوک اژدر چشم اور شہناکوک اژدر چشم اور طہماسپ پیلتن اور
خضران ازرق چشم وغیرہ کے اور اُنکے بعد فولاد سنگ بار جلاد سنگ بار نہنگ خون آشام
پلنگ خون آشام ببر خون آشام ہزبر خون آشام گوزن گاؤ سوار سیاف جنگجو نہدلیس پیلتن
خاقان کج کلاہ مردان جوشن پوش حیران گردن کش پیلان پیل تن ہزبر ہر دم دراخرس بن
خرس رو مین تن ارجاسپ گرد لہراسپ گرد مہران مہر طلعت مہیب فیل پیکر سیجان تیر انداز یگانہ
تیر انداز قہرو مین شگاف مغرور مردم در مقہور مردم در غرضکہ قریب ایک ہزار دنگل نشین و کرسی
نشین کے موجود تھے وہان خاقان اطلس پوش نے جاکر سکندر سے کہا کہ آپ جائیے مین نہین روکتا
خداوند نے اجازت دی ہے یہ سُنکے اُنھون نے کشتی کو اشارہ کیا کشتی دروازہ سے نکلکر زمین سے

بلند بلند چلی تمام مقام سکندر نے طے کیے اور سامنے فیطول کے پہونچے جسوقت داخل دربار ہوے تو سکندر
نے دس قدم کے فاصلے پر کرسی کو اتنا بلند رو کا کہ سرداران ساریق کے سرون سے ہاتھ بھر بلند تھی اسوقت
سکندر نے آواز دی کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور اُسکے رسول کو مانتا ہو کسی کافر
نے تو جواب ندیا لیکن اک آواز علیک السلام کی آئی جسپر تمام اہل دربار بھی حیران تھے اور سکندر بھی
متحیر تھا کہ یہ کون ہے ساریق نے کہا ای بندہ بےادب تو اسقدر بلند خداوند کے سامنے بیٹھا ہے تجھے
غضب خداوند سے خوف نہین آتا سکندر دیدہ نشین نے کہ ای ساریق شاہ اس وقت تک کسی نے
ایلچی کو ایذا نہین پہونچائی ہے بلکہ یہ مثل مشہور ہے کہ ایلچی کو زوال نہین وہ دوسرے کا پیامی ہوتا ہے کوئی
تقریر اسکی یا تحریر اپنی جانب سے نہین ہوتی اچھی ہو یا بری جیسی بات ہوتی ہے ویسا اُسکا جواب دیدیا جاتا
ہے تو نے یہ کونسا طریقہ اختیار کیا کہ نامہ داران صاحبقران کو مبتلاے سحر کرکے ذلیل کیا تجھے شرم
بھی نہ آئی جو کچھ کرنا تھا وہ بروقت مقابلہ کیا ہوتا خیر گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط جیسا سلوک تو امیر
کے ساتھ کریگا ویسے ہی سلوک کی امید بھی رکھنا ابھی کل کی بات ہے کہ خواجہ خضران نے سختگان پر
سختی کی تھی تو صاحبقران نے منع فرمایا اور خلعت دیکر عزت کے ساتھ رخصت کیا تھا پوچھ لے اپنے
وزیر سے کہ مین سچ کہتا ہون یا دروغ سختگان نے کہا آپ بہت درست فرماتے ہین وہ لوگ سب کے
سب ایسے ہی ہین جسقدر اُنکی تعریف کی جاے کم ہے ساریق نے کہا او شیطان تو میرے سامنے
میرے دشمنون کی تعریف کرتا ہے سختگان نے کہا کہ جو جیسا ہوگا وہ ویسا کہا جائیگا مین تو وضع کی پابندی مین
اور بزرگون کی وصیت کے موافق خداپرستون کے خلاف رہتا ہون ورنہ خوب سمجھتا ہون کہ دین انھین کا
برحق ہے ساریق نے اُسکی طرف سے منہ پھیر لیا اور سکندر دیدہ نشین سے کہا کہ تم نامہ لائے ہو تو میرے
سپرد کرو سکندر نے کہا کہ اسی سختگان سے پوچھ لو کہ نامہ کیونکر لیا جاتا ہے یہ نامہ بادشاہ اسلام کا ہے
جبتک یہ اُسی وقار سے نہ لیا جائیگا اُسوقت تک نہ دیا جائیگا ساریق نے کہا اُسکی کیا صورت ہوتی ہے
سختگان نے کہا کہ سات قدم نامہ کا استقبال تین قدم ایلچی کا استقبال سات کشتیان جواہر کی نامہ پر سے
نثار کی جائین تین کشتیان ایلچی پر سے ساریق نے کہا کہ مین خداوند ہوکر استقبال کرون سختگان نے
کہا کہ مہمان کی عزت کرنا کچھ قباحت کی بات نہین ہے بلکہ صفت خداوندی ہے آپ کا حسن اخلاق مشہور رہیگا
ورنہ یہ ایلچی سخت ہے بُری طرح سے پیش آئیگا آج ہی قیامت برپا ہو جائیگی یہ باتین چپکے سے ساریق کے
کان مین کہین ساریق بھی ڈرا کہ ایسا نہو بگڑ جائے جیسے باغ محویت کو تاراج کردیا اُسکے آگے ایک
شخص کا شادیا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچکر اپنی جگہ سے اُٹھا اور براے استقبال آگے بڑھا کوئی
ایک قدم سکندر بھی آگے بڑھا اور نامہ ہاتھ مین ساریق کے دیا ساریق نے نامہ سکندر
کے ہاتھ سے لیا اور کشتیان جواہر کی سکندر کے سامنے رکھوا دین سکندر دیدہ نشین نے جو
خدمتگارون سے اشارہ کیا کہ لوٹ لو خدمتگار دوڑے لیکن ہاتھ جو مارتے ہین تو خالی زمین پر پڑا نہ
کشتیان دکھائی دین اور نہ کشتی پوش بلکہ خدمتگارون کی پگڑیان نارد ہو گئین اب تو آپس مین لپاڈکی
ہونے لگی اپنے اُس سے کہا کہ تو نے میری پگڑی لے لی اسنے اُس سے کہا کہ میری پگڑی کیا ہوئی یہ تماشا
دیکھکر ساریق تو متحیر تھا کہ یہ کیا سانحہ ہے بلکہ تمام اہل دربار حیران تھے سکندر بھی انگشت بدندان
تھا لیکن سختگان اپنے مقام سے اُٹھا اور چارون کونون کو سلام کرکے عرض کی کہ مرشد سبحان اللہ
آپکا مثل و نظیر کا ہیکو ہے ساریق نے کہا کہ یہ تو کسے سلام کر رہا ہے سختگان نے کہا آپ ابھی کیا

جاتین یہ وہی مرشد کامل ریش تراشندۂ کافران اور رہبر بندۂ جادوگران خواجہ خضران تشریف لائے ہین
اہل دربار نے کہا ملک جی کیا تمھاری آنکھین اور ہین ہماری آنکھین اور ہین ہمین کیون نہین نظر آتے منحکان
نے کہا مین دیدۂ دل سے دیکھ رہا ہون ظاہر بین وہ کسیکو بھی نہین دکھائی دیتے ہین یہ کہکر قلمدان
سے چند اشرفیان نکالکر ہاتھ پر رکھین اور ادب سے عرض کی کہ اس غلام قدیم کی طرف سے بھی یہ نذر
ودعوت قبول ہو بس یہ کہنا تھا کہ اشرفیان ہاتھ پر سے غائب ہوگئین سب حیران تھے سکندر
نے کہا کہ اب نامہ کو پڑھیے اور جواب تحریر کیجیے کہ دن کم رہگیا ہے مین شام تک لشکر اسلام مین پہونچ
جانا چاہتا ہون ساریق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے ساریق ابن لقا آگاہ ہو کہ بادشاہی
بھی خدائی سے کم نہین ہے بادشاہ کہلوانے سے خدا کہلوانے مین کیا بہتری معلوم ہوتی ہے کسی قسم
کے آرام و آسایش مین تیرے فرق نہین آسکتا نہ ملک و مال مین کمی ہوسکتی ہے بلکہ دنیا تو تیرے
واسطے خدا نے خلق ہی کردی ہے کہ سب سامان آسایش مہیا ہین اتنے بڑے ملک باختر کا
فرمانروا ہے اب اگر خدائے حقیقی کو پہچانے گا اور دل سے مانیگا تو عاقبت بھی بخیر ہوگی اے
ساریق خواب غفلت سے ہوشیار ہو اور خیال کر اُن لوگون کو جو تجھ سے بیشتر تھے وہ آج کہان
ہین ؎ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا + مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے + وہ جنکے پانون تھراتے
تھے جنگلے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر انکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + آج کہان ہے
لقاے بے لقا بھائی تیرا جو اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند کہلاتا تھا کہان ہے ساحر شمشش جو
خداوند ساحران عالم مشہور تھا کیا ہوئے سامری و جمشید جنھون نے سحر و ساحری کی تخم پاشی کرکے
بندگان خدا کو گمراہ کیا یہ زمانہ بیوفا ہے دہر دو رنگ ہے اسنے نہ کسی سے وفا کی ہے نہ کریگا اگر لاکھون
برس جیگا تو ایک دن ضرور مریگا بقا سوا ذات معبود حقیقی کے کسی کے واسطے نہین ہے ؎
ذات معبود جاودانی ہے + باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے + اس چند روزہ زندگی کے واسطے ابدالاباد کی مصیبت
لینا کونسی عقل گوارا کرتی ہے خزان ہو یا بہار مفلسی ہو یا تونگری پیری ہو یا جوانی راحت ہو یا تکلیف
زندگی ہو یا موت صحت ہو یا بیماری صبح ہو یا شام یہ سب چیزین اپنی عاجزی ظاہر کرتی ہین اور معبود حقیقی
کی قدرت کاملہ کی گواہی دیتی ہین کہ یہ تمام تغیرات بدیہی سوا خدا کے کسی کے اختیار مین نہین ہین
تو بھی کسیوقت مین بچہ تھا پھر جوان ہوا اب اُس سن کو پہونچا جسکے بعد سوا موت کے کسی چیز کی امید نہین
ہے اب بھی اس غفلت شعاری اور سیہ کاری سے باز آکر توبہ کر تو وہ غفار و ستار ہے تیرے گناہ
بخش دیگا اور تیری حکومت جلالت مین فرق نہ آئیگا بلکہ اہل اسلام کا گروہ تیرا شریک ہوکر تیری
سلطنت کی قوت کو اور زیادہ کردیگا اور مین وعدہ اس بات کا کرتا ہون کہ تیری سلطنت کو اسقدر وسعت
دونگا کہ لقا کی سلطنت سے کہین زیادہ ہوجائیگی ورنہ اے ساریق یہ یاد رکھنا کہ چند ہی روز مین یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ جاہ و حشم تیرا اک خواب دلچسپ تھا یا فی التحقیقت تو ایسا ہی تھا جیسا اسوقت
ہے اسلیے کہ مین حق پر ہون اور تو خطا پر ہے جن پہلوانون اور ساحرون پر تجھے بھروسا ہے یہ اسطرح
مارے جاینگے کہ تجھے تعجب ہو جائے گا اور تو جہان بھاگ کے جائیگا وہان مین تیرے ساتھ پہونچونگا
اگر آسمان پر اڑکے جائیگا تو تیر شہاب بن کے تجھے مارونگا اور اگر زمین کے ساتوین طبق مین
جاکر چھپیگا تو برق بنکر تیری خرمن جان پر گرونگا اس تھوڑے لکھے کو بہت جاننا اور ذرا سمجھ کے
جواب مین قلم اٹھانا یہ مضمون پڑھ کر اگر پتھر بھی ہوتا تو پگھل جاتا مگر اُس سیہ دل کے قلب پر

کچھ اثر نہوا اور اُسنے قلم دوات طلب کرکے بے اندیشۂ انجام پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کرکے سکندر
دیرہ نشین کو دے دیا سکندر نے کہا افسوس ای ساریق بن لقا اس عبارت نے تجھ پر کچھ
تاثیر نہ کی پھر سوچ سمجھ لے اور اس جواب کو قلم زد کرکے مناسب جواب لکھ مین وہ ہون کہ تیری حقیقت
سے آگاہ ہون تو جن لوگون کے بل پر بھولا ہوا ہی اُنپر وہ سخت ستارے آئے ہوے ہین کہ اُنکو اپنی
جان بچانا دشوار ہی بعد اُنکے تو بیدست و پا سرگردان و حیران کوہ و بیابان کی ٹھوکرین کھاتا پھرے گا اور
پھر صاحبقران تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے ساریق نے کہا کہ ای ایلچی گستاخ بس چلا جا تجھے ان
رموز خداوندی مین کیا دخل ہی سکندر دیرہ نشین نے افسوس کیا اور رخصت ہوا اُسی طرح اپنی کشتی
اُڑاتا ہوا در طلسمیہ سے گذر کر اس مقام پر پہونچا جہان محوجادو سے ملاقات ہوئی تھی اور
باغ محویت آراستہ تھا دیکھا کہ پھر محوجادو کھڑا ہوا ہی بس سکندر دیرہ نشین نے کشتی کو
بالاے ہوا روکا اور کہا ای محوجادو اس وقت مجھے رسم نامہ داری ادا کرنا تھی اسوجہ سے صرف
راستہ پیدا کرلیا اور مین چلا گیا اب مین جس کام کے لیے آیا تھا اُسے تو انجام دے چکا اگر تجھے کچھ دعوے
ہو تو مین موجود ہون جس طرح چاہے مجھ سے سمجھ لے یہ سُنکے محوجادو نے کہا کہ ای سکندر
دیرہ نشین اگر تو بھی ساحران نامی سے ہی لیکن یہ سمجھ لے کہ مین بھی ایسا ویسا نہین ہون اسوقت
تو نامہ داری کے واسطے آیا ہی تجھ سے لڑنا سراسر خلاف ہی ہان جب طبل جنگ بجے گا اور مقابلہ میدان مین حد
کی نوبت آئیگی اُس وقت مین تجھے اپنے نیرنجات سحر کا تماشہ دکھاؤنگا اس باغ کے جلادینے پر نازان
نہونا یہ تو اک کرشمہ ساریق کی خوشنودی کے واسطے بنا دیا تھا سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ
مین نے بھی اسی دن کے لیے سحر سے توبہ نہین کی تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ یہان پہونچکر ساحرون سے
مقابلے پڑینگے مجھے بھی جبر کرکے لڑنا منظور نہین ہی جب وقت آئیگا تو دیکھا جائے گا یہ کہکے
سکندر دیرہ نشین کشتی اُڑاتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لیکن باغ کے جلجانے کے بعد تمام باغ صحرا
ہوگیا نہ وہ عندلیبان چمن رہگئے نہ چمن باقی رہا یا چند سرکنڈے گرے ہوے تھے اور اُنپر نیلا نیلا زرد
زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا اور سامنے در طلسمیہ معلوم ہوتا تھا اس مقام سے خواجہ خضران کشتی سے
کود کر زمین پر آئے اور خدمت صاحبقران عالی شان مین روانہ ہوے لیکن اب اول کچھ حال دربار
صاحبقران عالی شان کا سنیے کہ امیر دنگل پر تشریف فرما ہین سب سردار حسب مراتب دنگلون کرسیون پر
جلوہ افروز ہین ذکر سکندر دیرہ نشین کا ہو رہا ہی کہ دیکھیے اس مرد پیر کی ریش سپید کی عزت خدا رکھے
کہ لوگون نے آکر عرض کی کہ طلحہ بن لندھور اور مملوک بن مالک اور مظفر غازی اپنے اپنے
لشکر مین آگئے صاحبقران نے فرمایا بلاؤ اُنسے دریافت کیا جائے کہ کیونکر آگئے اور کیا صورت
رہائی اُنکی ہوئی اُسیوقت طیفور بادیہ گرد گیا پہلے خیمہ مین طلحہ بن لندھور کے پہونچا دیکھا کہ طلحہ پوشاک
بدل رہے ہین طیفور نے کہا کہ صاحبقران نے یاد فرمایا ہی طلحہ نے کہا کہ تم چلو مین آتا ہون وہان سے
طیفور خیمہ مین مملوک بن مالک کے گیا اور اُنکو اطلاع کی یہ بھی پوشاک بدل رہے تھے اُنہون
نے بھی یہی کہا اسکے بعد مظفر غازی کو اطلاع دی اور واپس آیا بعد اسکے یکے بعد دیگرے یہ سردار
حاضر دربار ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے شرمندگی سے گردن جھکائے ہوے تھے صاحبقران
نے فرمایا کہ کیونکر رہائی تمہاری ہوئی طلحہ نے بیان کیا کہ سکندر دیرہ نشین نے تمام باغ محویت
کو پھونک دیا ہم لوگ اثر سحر کی وجہ سے مبہوت تھے جب ہوش آیا تو وہان سے اپنے اپنے

مقام پر چلے آئے پھر ہمین نہین معلوم کہ کیا ہوا صاحبقران خوش ہوے بعد اسکے وقت برخاست کا آیا
لیکن صاحبقران نے دربار قائم رکھا برخاست نہ کیا کچھ دن باقی تھا کہ خواجہ خضران بن عمرو ثانی
پہونچے تسلیم بجالائے اور کرسی ہر پر جلوہ افگن ہوے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خضران کیسی نامہ داری
سکندر نے کی خضران نے عرض کی کہ ایسی نامہ داری سوا سکندر دیرہ نشین کی دوسرے سے ناممکن
تھی پہلے باغ کے جلنے کی اور سرداران کے رہا ہونے کی کیفیت بیان کی اُسکے بعد محوجادو سے جو
باتین ہوئین وہ بیان کین پھر دروازہ طلسیہ پر پہونچنا اسکے بعد بالائے تیغول جانا اور دربار ساریق
کی حالت ساریق سے سختی کی گفتگو اور بعد استقبال کرانے کے نامہ دینا اور خود بھی زبانی نصیحت کرنا
لیکن قلب اُسکا سیاہ تھا کہ اُسنے جواب جنگ تحریر کیا اور کچھ اثر اسپر تحریر دلپذیر کا نہوا بعد اسکے
واپسی کے وقت جو گفتگو محوجادو اور سکندر دیرہ نشین مین ہوئی تھی وہ بیان کی امیر بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ دربار ساریق مین سردار کیسے کیسے ہین خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران ایسے لوگ
جمع ہین کہ اُنسے بہتر سوا آپ کی بارگاہ کے تمام عالم مین نہونگے اگر یہ زور ساریق کو نہوتا تو وہ ہرگز اسقدر
نشہ غرور مین مست نہوتا اتنے مین سکندر دیرہ نشین بھی پہونچا اور جواب نامہ بکمال ادب پیش
کیا صاحبقران سکندر سے بہت خوش ہوے اور اکیس پارچہ کا خلعت عنایت فرمایا
جن لوگون کو سکندر کی بدولت رہائی حاصل ہوئی تھی اُنھون نے بھی بدل شکریہ ادا کیا اب انتظار طبل
جنگ کا ہونے لگا صاحبقران سکندر دیرہ نشین سے ارشاد فرمایا کہ اب وقت وہ ہے کہ نہین معلوم
کیا کیا آفتین لشکر اسلام پر آئینگی اور کون کون سا غازی دنیادار جام شہادت نوش کریگا لہذا مناسب
یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم چلے جاؤ سکندر دیرہ نشین نے عرض کی یا صاحبقران مین اسلیے ہمراہ نہین آیا ہون
کہ وقت پڑے تو آپ کو چھوڑکر چلا جاؤن سے آن نمن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + وین منم کندر
میان خاک وخون بینی سرے + ای شہریار ساریق کے مطیع بہت سے ساحر ہین جب پہلوان مقابلے مین پیست
ہونگے تو ساحرون کی نوبت آئیگی اُس وقت کے لیے یہ جان نثار ہے محوجادو سے اور مجھ سے جشمک بھی
ہوچکی ہے اُس سے سخت مقابلہ پڑیگا کیونکہ محوجادو ساحر زبردست ہے اور خلخال جادو تو اک
بلائے بےدرم ہے ساریق کی خداوندی کی بنیاد وہی لگاتا ہے اسکے باپ کی آشنا ہے اور اس سے بھی
لگاوٹ کرتی ہے اُسنے یہ سب سامان فراہم کردیے ہین ساحران عالم کو مطیع بنادیا ہے ہان اتنا امیدوار ہون
کہ آپ میرے گلے تے شاہد ہین یہ اسی دن کے لیے سحر سے توبہ نہین کی تھی یہ سُنکے صاحبقران رہانے
آفرین کی رات ہوچکی تھی جب وقت برخاست کا آیا تو دربار برخاست ہوا آج ساریق نے بھی طبل
جنگ نہین بجوایا جب دوسرا دن ہوا تو ساریق سے اسکے پہلوانان لشکر نے عرض کی کہ ہمین مصلحت
خداوندی مین تو کچھ دخل نہین ہے الا ان خداپرستون کے مقابلے کا ہمکو بہت اشتیاق تھا یہ سُنکے ساریق
نے کہا ای بندگان خاص مین تمھاری ہمت کو آزماتا تھا کہ تمھارے دل پر کوئی خوف تو ان خداپرستون کا
نہین ہے ہین آج طبل جنگ بجواؤنگا غرضکہ جب شام ہوئی تو ساریق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
اُسی وقت نقارہ گُرزی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی سرکارے لشکر اسلام کے گردمین آلودہ پسینے
مین غرق حاضر ہوے اور بعد دعا وثنائے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق مین طبل جنگی
بجا ہے فرمایا کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل الٰہی ضرور باقی بجے طبل جنگی اُسیوقت خواجہ خضران فرمان شاہی
لیکر نقارخانہ سلیمانی و اسکندری مین پہونچے نقارچیون نے ڈنڈا انکے دیا خواجہ نے چوب نقارہ پر لگائی نقارے

سے صداے یا صاحبقران بلند ہوئی خضران تو پٹ آئے اور دونون نقارخانے نوازش مین آئے
اتو تمام لشکر کے نقارخانے گرجنے لگے ع زنقارہ آواز آمد بدون + کہ دولست دولست گردون دون +
دونون لشکرون مین نہایت جوش و خروش کے ساتھ تیاریان جنگ کی ہونے لگین کئی کرور کا لشکر زیر
قیطول ساریق بن بقا تیاری جنگ مین مصروف تھا اور کئی کرور اس طرف بھی تھے دونون جانب
طلایہ کا گشت پھر رہا تھا آوازین بیدار باش ہوشیار باش کی بلند تھین سرداران لشکر ساریق کو
جوانان اسلام سے جنگ کرنے کا شوق تھا اور جوانان اسلام بھی پہلوانان کفار کے مشتاق تھے کہ دیکھا
چاہیے ساریق کے یہان کیسے کیسے سردار ہین اسی انتظار مین زمانہ شب کا بر طرف ہوا اور خانۂ شب
سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکلکر
شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے فوج انجم آمد شاہ خاور سے خائف ہو کر دامن زنگاری فلک مین
پنہان ہوئی ساریق بن بقا قیطول پر آکے بیٹھا دریچہ وا کیا زیر قیطول کئی کرور کا لشکر صفین باندھے
کھڑا ہوا سرداران لشکر دیو صورت فیل ہیئت اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بمرتبہ سرداری کھڑے
ہوے جانب میمنہ لشکر زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو برور اژدر کش میسرہ کی طرف نہنگ
بن طوفان دریا موج اسکے بعد سے اور سردارون کا سلسلہ تھا ایک طرف نہنگ خون آشام نہنگ
خون آشام ببر خون آشام ہژبر خون آشام کوزن گاوسوار خاقان کج کلاہ سیاف جنگجو
نہندس بلیتن مردان جوشن پوش جبران گردن کش پیلان پلیتن ہژبر بردم در ببر مردم در اخرس
بن خریس روئین تن ارجاسپ گردلہراسپ گرد دوسری جانب نہنگ بن طوفان کے بعد
طہماسپ پیل تن خطراے اخضر چشم قرناکوش اژدر چشم شہنا کوک اژدر چشم فولاد
سنگبار جلاد سنگبار مہران مہر طلعت مہیب فیل پیکر اقہر رو ئین شگاف سہمان تیر انداز
پیکان تیر انداز مغرور گردن کش مغرور گردن کش ترتیب ایک ہزار کے صرف سردار تے ہر ایک
اژدہین بل کر رہا تھا اس طرف سے صاحبقران زمان مع اپنی فوج ظفر موج کے عبادت رب بے نیاز
سے فراغت حاصل کر کے عازم میدان مصاف ہوے صفوف لشکر آراستہ ہوئین سواری بادشاہ اسلام
کی نہایت جاہ و احتشام سے آئی تخت بادشاہ قلب لشکر مین قائم ہوا اور صاحبقران عالی شان صفون
سے چالیس قدم آگے بڑھ کر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوے سر پر علم اژدہا پیکر کا پھریرا لہرا رہا
تھا آواز پھریرے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی چلی آتی تھی داہنی جانب طلحہ بن قید مود
اپنے فیل دیو پیکر پر سوار سیلا باندھے ہوے گرز الابے پر رکھا ہوا ساتھ ساتھ پشت پر ہندوستان
کی فوج اور تخت مین اسکے تمام لشکر میمنہ جسمین عزیزان صاحبقران مثل شہنشاہ گوہر کلاہ
اور شاہزادہ رفیع البخت اور وحید الملک اور منقفر بن غضنفر اور عارف بن معروف
اور داراب ثانی اور گرد بن بہرام وغیرہ دوسرے جانب مملوک بن مالک نیزہ باز اپنے مرکب
عربی پر سوار پشت پر اسی ہزار نیزہ باز شیر نیزرن کی نیستان مین کھڑا ہوا تھا اسکے ماتحت کل
لشکر میسرہ ہے جسمین صاحبقران اوسط سکندر رستم خو آصف انجم طلعت شہنشاہ صف شکن
سہراب بن رستم بلقیس بن قہورمر زنگ بن عزربان خراسانی قہور بن جمہور یہ سبھی تو من
نگر مرکب بڑھا ہوا آگے مملوک ہی کا ہو تخت مین سردارون کی فوج پرے جمائے کھڑی ہے علمہاے
سرخ و سبز و زرد و سپید و ابلقی ہوا مین پھر رہے ہین جس وقت دونون طرف کی صفین درست ہو چکین

تو بر دار نکلے اور انھون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین
کی درستی بعد تیز دستی کر کے فراغت حاصل کی سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا میدان مثل
آئینہ کے ہموار و مصفا نظر آنے لگا ہنوز کوئی سردار میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب شمال سے اک
ابر تنک نمودار ہوا سب دیکھنے لگے کہ یہ ابر کیسا ہی اور کسکی آمد ہی دونون جانب اس طوسی رنگ کا
انتظار ہو رہا تھا کہ دیکھا وہ ابر آتے آتے اک کوہ پر قائم ہو گیا لشکر ساریق سے ہرکارے برائے
دریافت حال روانہ ہوے اور لشکر امیر سے بھی ہرکارے گئے وہان سے بھی اک عیار بچی مثل
برق کے اُتر کو چلی ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ مہتاب ہلال ابرو دختر کوکب شاہ انجم حصاری جسکو
شعشلع بن مشش نے کشتی سحر اور لقابدار دیگر رواج دین شمش پرستی کا کام سپرد کیا تھا یہ اُسی
کشتی پر بیٹھی ہوئی یہ تمام عالم مین پھرا کرتی تھی آج اتفاق سے اس طرف بھی آنکلی یہان جو اسنے دو
جانب بڑے بڑے لشکر آراستہ دیکھے تو کشتی اپنی کوہ پر اُتاری اور عیار بچی کو برائے دریافت حال روانہ
کیا اور آپ ٹھہر گئی یہ خود بھی لقابدار الماس پوش نی ہوئی ہی چارون لقابدار اور چند خدمتی اسکے ہمراہ
ہین افسمیت پانچ لقابدار ہین اور دونون وزیر زادیان اسکی یعنی حضور چنگ نواز اور سرور چنگ نواز
دونون ساتھ ہین اس طرف سے تو دونون جانب کے ہرکارے پہونچے ہر چند دریافت حال کی فکر
کی مگر معلوم نہوا صرف ظاہری حالت سے باخبر ہوے پلٹ پلٹ کے اپنے اپنے لشکر مین آئے اور بیان
کیا کہ پانچ لقابدار اک کشتی بادی پر سوار آئے ہین بالاے کشتی یہ ابر طوسی رنگ سایہ فگن ہی اُدھر
عیار بچی طرارہ تیز رفتار برق کے مانند حال دریافت کر کے گئی اور لقابدار الماس پوش سے بعد دعا و ثنا بجا
لانے کے عرض کی کہ ایک طرف تو کوئی خداوند ہی کہ نام اُسکا ساریق ہی اُسکا لشکر صف آرا ہی اور دوسری
جانب مسلمانون کی فوج ہی آغاز جنگ ہوا چاہتا ہی لقابدار الماس پوش نے اُسیوقت دو نامے تحریر کیے
القاب مین فرق تھا مضمون واحد تھا صاحبقران کو لکھا تھا کہ آپ کو لائق و لازم یہ ہی کہ ہمارے پاس
اگر سبب جنگ بیان کیجیے ہم دشمن سے اور آپ سے فیصلہ کرا دینگے اور ساریق کو بھی یہی لکھا تھا کہ تو کیسا
خداوند ہی کہ بندون کے مقابلہ مین تو نے لشکر کشی کی ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو نکما ہوا سیار ہی بس ابھی فوج
کے بھروسہ پر خداوند بن بیٹھا ہی خیر اگر میرے پاس چلا آ تو مین اک ایسی راہ بتا دون کہ جو دونون سے الگ
ہو تاکہ یہ کشت و خون موقوف رہے اور جو اسکے خلاف کریگا وہ بہت پچھتائیگا میرے چار لقابدارون مین سے
ایک تم دونون کے لشکرون کے واسطے کافی ہی جسوقت عیار بچی یہ نامے لیے ہوے پہونچی ایک نامہ صاحبقران
کو دیا اور کہا کہ ابھی اسکا جواب دیجیے صاحبقران نے جو عبارت نامے کی پڑھی مسکرائے اور چپ ہو رہے
طیفور عیار بچی سے چھیڑ کرنے لگا وہ بگڑی اور باتین سنانے لگی خضر آن نے امیر عالیشان سے
عرض کی کہ حضور اتنا خیال فرمالین کہ لقابدار الماس پوش کو کچھ تو ایسا زور ہی کہ وہ اس ہما ہمی کے
ساتھ لکھا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مجھکو اسکے خدا کا ڈر ہی نہ مجھے ڈرنے کی کیا ضرورت ہی خضر آن
نے عرض کی کہ مین تو نام لقابدار سے لرزتا ہون عیار بچی مطلب سمجھ گئی کہ امیر ٹالتے ہین کہا مین تو اچھی
ہون آپ کو جو منظور ہو جواب تحریر کر دیجیے صاحبقران نے لکھ دیا کہ اے لقابدار ہم اپنا فیصلہ آپ
کر لینگے عاجز نہین ہین جو تیرے پاس آئین اور پرچہ عیار بچی کو دے دیا عیار بچی جواب لیکے چلی
طیفور نے کہا ذرا باتین کیے پھر دیکھیے طرارہ نے طیفور کو برا بھلا کہا اور چلی گئی جا کر زیر قبطول
کھڑی ہوئی اور نامہ لقابدار کا دکھایا ساریق نے کہا کہ نامہ ہاتھ سے چھوڑ دے ہوا مجھ تک پہونچا دیگی

اُسنے نامہ ہاتھ سے چھوڑا نامہ اُڑکر بارہ مین ساریق کے گیا ساریق نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ
ہوا جواب مین تحریر کیا کہ بھلا خداوند بھی کسی بندے کے پاس حاجت کے لیے جاتے ہین جو مین تیرے پاس
آؤن مین اپنے بندگان برگشتہ کو خود سزا دیسکتا ہون بہتر ہی اگر کوئی حاجت ہو تو مجھے بیان کر مین اُسے
برلاؤن یہ جواب تحریر کر کے تیطول پر سے پھینک دیا طرارہ تیز رفتار نے اُسے بھی تھام اٹھا لیا اور دونون
پرچے لیے ہوئے پاس نقابدار الماس پوش کے پہونچی بس یہ مضمون دیکھکر نقابدار نہایت برہم ہوا
کشتی کو وہین چھوڑا اور صرف چارون نقابدارون کو مع عیار جی کے لیے ہوئے میدان مین آیا اور
ایک سمت تم نے بھی اپنے لشکر کی صفین قایم کین اور اپنے ایک نقابدار سے اشارہ کیا نقابدار سرکوب
خرس پوش چرک کو جھنکار میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ ساریق پرستان تمنے اپنے خداوند
حقیقی ساحر مشتمش کو چھوڑکر ساریق پرستی اختیار کی مین بندہ مشتمش ہون اور تم ساریق پرست
ہوا آؤ میدان مین اور دیکھو کہ بندگان مشتمش زبردست ہین یا بندگان ساریق جسکے بندے زبردست
ہون اُسکا خداوند بھی زبردست ہو بس یہ سنتا تھا کہ لشکر ساریق سے تہدیس پیلتن اپنی
گرگدن کو چھیڑکر زیر تیطول آیا اور اجازت خواہ میدان کارزار ہوا ساریق نے کہا کہ جا تجھکو اپنے
ید قدرت کے سپرد کیا تہدیس پیلتن نے آستان بوسی کی اور رہوار گرگدن پر سوار ہو کے سامنے
نقابدار سرکوب خرس پوش کے آیا نقابدار نے چہرہ پُرشکن سے اپنی نقاب ہٹائی اور پکارا
ہون نگر بمن نگر شاید کہ شناسی مرا جیسے ہی نظر تہدیس پیلتن کی چہرہ پر نقابدار کے پڑی اپنا سر
پیٹنے لگا یہ حالت دیکھکر لشکر ساریق کے لوگ اور اہل اسلام ہنسنے لگے اور تہدیس پیلتن نے
اسقدر پیٹا کہ بیہوش ہو گیا نقابدار نے عیار جی سے اشارہ کیا وہ اسکو باندھے ہوے
لیتے چلی گئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا شیاف جنگجو ساریق سے اجازت لیکر
میدان مین آیا نقابدار نے نقاب اپنے چہرہ سے اُٹھا دی اُنکی بھی وہی حالت ہوئی جو تہدیس پیلتن
کی ہوئی تھی یہ رنگ دیکھکر خضر ان تو نہایت پریشان ہوا کہ یہ بری بلا آئی ہی یہ ویسے ہی نقابدار
معلوم ہوتے ہین جیسے نقابدار فرعونیہ سے سبائل مین آئے تھے دارا صاحب نے اُن
نقابدارون کو تو آئینہ پوش بنکے پکڑ لیا تھا اُنکی گرفتاری بہت مشکل ہی اسلیے کہ یہ آئینہ کو
نہ دیکھینگے جس طرح ہم اُن واقعات گذشتہ سے آگاہ ہین یقین ہی کہ وہ بھی آگاہ ہو گئے ہونگے خیر دیکھنا
چاہیے کہ اُن تینون نقابدارون مین کیا صفت ہی یہان نقابدار سرکوب نے دن بھر کی میدان داری مین
چند سرداران نامی و گرامی لشکر ساریق کے پکڑ لیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے ادھر
نقابدار سرداران ساریق کو لیے ہوے بالائے کوہ چلا گیا اور سبکو زندان خانے مین بھجوا دیا اور پھر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر لشکر
ساریق اور لشکر اسلام مین پہونچی کہ نقابدار الماس پوش نے پھر کوس حربی بجوایا ہی یہ خبر سنکر ادھر بھی نقارے بجے رات بھر تیاری جنگ کی ہی
اور جابجا اہل لشکر مین یہ چرچے ہو رہے تھے کہ یہ مقابلہ تو عجیب طرح کا ہی کہ نہ تلوار سے کام ہی نہ
تیر سے ادھر صورت دیکھی ادھر بیہوش یہان جرأت کام آسکتی ہی نہ جوانمردی سے کچھ ہو سکتا ہی
لیکن بعض کو تو دوسرے نقابدارون کا اشتیاق ہی اور بعض یہ ذکر کر رہے ہین کہ دیکھیے کل بھی
یہی نقابدار نکلتا ہی یا دوسرا نقابدار میدان مین آتا ہی اور جو نکلیگا وہ دیکھا چاہیے کہ کدھر متوجہ ہوتا ہی
یہ نقابدار اہل اسلام اور اہل باطن سبھی سے برخلاف ہین غرضکہ انھین چرچون مین رات بسر ہوگئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے اور اس طرف سے نقابدار الماس پوش

اپنے نقابداروں کو لیے ہوئے میدان میں آیا لوگ کہتے تھے کہ اگر ایک ایک مٹھی خاک ڈال دی جائے
تو یہ نقابدار تپ کے زندہ درگور ہو جائیں لیکن کیا اقبال ہے انکا اور کیا صفت ہے انمیں کہ جسنے صورت دیکھی وہ
دیوانہ ہو گیا سر پیٹنے لگا لیکن نقابدار الماس پوش نے آج لشکر اسلام کا رخ کیا اور کہا کہ
تم لوگوں نے کل میرے نقابدار خرس پوش سے کیا حالت لشکر ساریق کی کردی ایک نقابدار مرا
تمام عالم پر بھاری ہے اہل اسلام نے جواب دیا کہ ای نقابدار غافل عالم میں بڑے بڑے لوگ بڑے ہیں
اگر وزیہ ساری قلعی کھل جائیگی جسپر تجھے غرور ہے ہر چند کہ نہ تو اس وقت میں تھا نہ ہم تھے لیکن ذکر
تو ضرور ہی سُنا ہوگا کہ ساحر ہشمش جسکو تو خداوند کہتا ہے ساحر زبردست تھا اسی دباؤ سے لوگ
اُسے خداوند کہتے تھے تمام عالم کے ساحر اُسکے نام سے کانپتے اور تھرآتے تھے لیکن عمرو نے دریا
میں سے اسطرح گرفتار کرکے نکال لیا جیسے ماہی گیر مچھلی کو پکڑ لیتے ہیں اور کنارے دریا کے اس
ذلت و خواری سے مارا کہ دیکھنے والے عبرت کرتے تھے لاش اسکی پاے فیل میں بندھوا کر
تین روز ملک فرعونیہ میں تشہیر کرائی گئی جب اتنے بڑے ساحر کا یہ حال ہوا تو تیری کیا حقیقت
ہے بس یہ سُنکے نقابدار الماس پوش نے پھر نقابدار سرکوب خرس پوش کو اشارہ کیا یہ میدان
میں آیا اور پکارا کہ باش ای گروہ خدا پرستان تم بڑے بدزبان معلوم ہوتے ہو کہ خداوند
ہشمش کی شان میں ایسے کلمات کہتے ہو انھیں خود دنیا میں رہنا منظور نہ تھا بیکر ظاہری کو چھوڑکر وہ تو
چلے گئے تم خوش ہوے کہ ہمنے خداوند ساحران کو مار ڈالا ان خیالات کو دور کرو ورنہ وہی انجام تمھارا
بھی ہوگا جو سرداران ساریق کا ہو چکا ہے یہ کلمات سُنکے قران قزاق کو بہت غصہ آیا مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا نگہبان ہے قران قزاق نے سلام رخصت
کیا اور سامنے نقابدار خرس پوش کے آیا دیکھا کہ نقابدار پوست خرس کا لباس پہنے ہوئے
ہے آدمی کا ہیکل ہے کچھ معلوم ہوتا ہے بس جیسے ہی قران قزاق سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار
خرس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے اٹھادی اور پکارا کہ ہمیں نگر شاید کہ بشناسی مرا بس ادھر
تو قران قزاق نے صورت نقابدار کی دیکھی ادھر سر پیٹنا شروع کیا یہانتک کہ سر پیٹتے پیٹتے بیہوش
ہو گیا طرارہ اسکو بھی اٹھا لیگئی نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا عنقاے کوہ پیکر نے آنکھیں بند
کرکے تلوار ماری نقابدار نے سر کسکے بڑھا دیا تلوار سر پر لگتے اچٹ گئی اور گردن مرکب پر پڑی
کہ گردن مرکب نقابدار کی قلم ہوئی نقابدار گھوڑے سے گرا عنقاے کوہ پیکر سمجھا کہ میں نے
نقابدار کو مار لیا بس جیسے ہی آنکھ کھولی اور نظر صورت پر نقابدار کے پڑی سر پیٹنے لگا اور بیہوش
ہو گیا نقابدار خرس پوش عنقاے کوہ پیکر کے مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب کیا بہرام
خون آشام نکلا یہ بھی اسیر ہوا ساریق نے کہا کہ خالق قدرت مجھسے برگشتہ ہو گیا تھا اب خود سے
اسیر کرادیا کہ اور لوگوں کو عبرت ہو سنجگان نے کہا کہ اب یہ وقت قدرت تمھارے کا نہیں ہے اپنی ہی
خیریت مانگو یہی مسلمان ان نقابداروں کا کچھ تدارک کریں تو شاید ہو سکے دوسرے سے غیر ممکن ہے
بلکہ اپنے سرداروں کو منع کر دو کہ مقابلے کو نہ جائیں تو بہتر ہے ساریق نے کہا کہ تو کیا جانے کہ خداوند
کیا قدرت کرتے ہیں میں نے غیب سے یہ بلا خدا پرستوں پر نازل کی ہے انھیں کے ہاتھ سے خدا
پرستوں کا خاتمہ کرادونگا سنجگان چپ ہو رہا کہ اُسکا خلل دماغ کچھ لقا سے بھی بڑھا ہوا
ہے وہاں نقابدار نے شام تک پھر میدانداری کی اور گیارہ سردار لشکر اسلام کے اسیر کر لیے اور

شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا بادشاہ اسلام کو سرداران اسلام کی اسیری کا کمال رنج ہوا
صاحبقران بھی اداس اور پریشان پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ادھر سارلیق کا لشکر اپنی فرودگاہ
پر آیا نقابدار الماس پوش خوشی خوشی کوہ کی جانب روانہ ہوا اور جاتے ہی اسنے پھر نقارہ رزمی بجوا دیا
ان دونون لشکرون مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا جب صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے
تو پھر نقابدار الماس پوش اپنے نقابدارون کو لیے ہوئے میدان مین آیا آج اسنے دوسرے
نقابدار کو حکم دیا یعنے نقابدار اطلس پوش حور لقا میدان مین آیا اور اسنے رُخ لشکر سارلیق کا
کیا اور پکارا کہ اے سارلیق پرستو دیکھا تمنے کہ میرے بھائی نے دو میدان داریون مین کیا حالت کر دی
ہرچند کہ وہی دونون لشکرون کی اسیری کے واسطے کافی تھا مگر ہمارے مالک و آقا یعنے نقابدار
الماس پوش کو یہ منظور ہے کہ مین اپنے سب نقابدارون کے جوہر دکھاؤن لہذا جسکو تمنائے اسیری
ہو وہ آئے یہ سنکر محلول دیوانہ اپنے مرکب کو بڑھا کر سامنے نقابدار اطلس پوش کے آیا اور
چوبدست پکڑ کر پکارا کہ اے بے شرم منہ چھپا کر مقابلے کو آیا ہے مردان عالم سے سامنا کر بس یہ سنتے ہی نقابدار
اطلس پوش نے نقاب اپنے چہرہ سے دور کی محلول دیوانہ نے جو چہرہ پر نقابدار حور لقا
کے نظر کی گریبان پھاڑا اور محو جمال ہو گیا نقابدار نے کہا چلا جا کوہ کی طرف اور ہتھکڑیان بیڑیان
مانگ کے پہن لے دیوانہ گردن جھکائے ہوئے جانب کوہ روانہ ہو گیا وہان ملازمان نقابدار
الماس پوش نے محلول کو اسیر غل و زنجیر کر لیا اسنے گردن بھی نہ ہلائی خوشی سے ہتھکڑیان بیڑیان پہن
لین اور سردارون کو یہ خیال ہوا کہ شاید نقابدار زن حسینہ ہے اسکی محبت مین دیوانے نے یہ حرکت کی
یہ سوچ کر قران گردن کش نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے قیطول سارلیق کے آکر آواز دی کہ یا
خداوند مجھے اجازت ہو مین آپ سے ہرگز روگردانی نکرونگا اور اس نقابدار کو باندھ لاؤنگا سارلیق
نے کہا جا مین نے یہ انتہی ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی یہ سنکے قران گردنکش بار دگر مرکب پر
سوار ہو کے سامنے نقابدار حور لقا کے آیا اور پکارا کہ او نقابدار تجھے شرم نہین آتی کہ مردان عالم کو
خنجر ابرو تیر ناز سے قتل کرتا ہے لا ضرب اپنی یہ سنکے نقابدار نے پھر نقاب الٹ دی قران گردن کش
کی بھی وہی حالت ہوئی جو محلول دیوانہ کی ہوئی تھی نقابدار نے اسکو بھی کوہ پر جانے اور اسیر ہو کر
بیٹھنے کا حکم دیدیا یہ بھی فرمانبردارون کی طرح جانب کوہ روانہ ہو گیا سنجگان نے کہا کہ اے قران گردنکش
ارے تو تو کہتا تھا کہ مین حسن پرست نہین ہون پھر کیون نقابدار کا کہنا مانا غلام ہی قران گردن کش نے
کوئی جواب نہ دیا اور سیدھا کوہ پر پہونچا اور ہتھکڑیان بیڑیان مانگ کے پہن لین اسی طرح ستره سردار
کو نقابدار حور لقا اطلس پوش نے بھی اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا صاحبقران نے کہا کہ یقین ہے کل یہ بلا ہمارے لشکر پر آئیگی سکندر زرین نشین حیران تھا
کہ ان نقابدارون کو کسنے تیار کیا ہے ایسے نقابدار یا ساحر شمشمن نے تیار کیے تھے یا اس زمانے
مین دکھائی دیے جسنے ان نقابدارون کو تیار کیا ہے وہ بھی ساحر شمشمن سے کم نہین ہے القصہ
وہان پھر طبل جنگ بجا جب صبح کو تینون زرلیق وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوئے تو آج پھر
نقابدار اطلس پوش میدان مین آیا مگر آج اسنے لشکر اسلام کے سردارون کو ٹوکنا شروع
کیا جو نکلا وہ صورت نقابدار کی دیکھی وہ دیوانہ محبت ہو کر جانب کوہ چلا گیا سترہ سردار
امیر کے بھی گرفتار ہوئے روز بروز پریشانی بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کی زائد ہوتی چلی جاتی ہے

خضران اور طیفور روز کوہ کی طرف جاتے ہین کہ حقیقت حال دریافت کرین مگر کچھ پتا نہین چلتا ہی مجبور وناچار
واپس آتے ہین ادھر ساریق بھی متردد ہی دل مین کہتا ہی کہ بغیر ساحرون کی شرکت کے یہ مرحلہ سر ہوتے نہین
معلوم ہوتا ہی الحاصل پانچوان دن ہوا اور آج نقابدار ببر پوش سلی زن میدان مین آیا اور نہیب دی
کہ کون میرے مقابلہ کے واسطے آئے گا لشکر ساریق سے نہنگ دریا دل نکلا اور سامنے ببر پوش
کے آکر دست بقبضہ ہوا اُدھر نقابدار نے نقاب چہرہ سے اُلٹی اور دوڑ کر طمانچہ مارا کہ نہنگ
دریا دل بیہوش ہو کر گرا عیار بچی اسکو اُٹھا لے گئی شام تک اسنے بھی قریب اٹھائیس سردارون کے
سرداران کفار سے گرفتار کیے اور دوسرے دن لشکر اسلام کی طرف رُخ کیا اور سترہ سردار سرداران اسلام
سے اسیر کر کے لے گیا ساتوین روز نقابدار زرین پوش برق افگن میدان مین آیا اور لشکر ساریق
کو ٹوکا اور آواز دی کہ آج جو زندگی سے سیر ہو وہ نکلے اسلیئے کہ میرے تینون بھائی جو لڑ چکے وہ رحم دل
تھے کہ صرف اسیر کر کے لے گئے میدان جنگ مین مین مروت کو دخل نہین دیتا ہون میرے حملہ مین دنیا سے منہ
پھر جاتا ہی زندہ کو کون قید رکھ کر نگرانی کیا کرے مین ہمیشہ کے واسطے قضا کے حوالہ کر دیتا ہون تاکہ جھگڑا ہی
بس یہ سنکر جانباز تیغ زن مرکب کو جھکا کر سامنے زرین پوش کے آیا اور تلوار ماری نقابدار نے
وار جانباز تیغ زن کا اپنے سر پر روک کر جو نقاب چہرہ سے اُلٹی اور مسکرایا تو ایک برق چمک کر سر پر جانباز تیغ زن
کے پڑی کہ دھڑ کالے ہو گئے جانباز تو حق جانبازی سے ادا ہو گیا لیکن کفار تھرا گئے کہ یہ کونسی آفت ہی
کہ حربہ ان نقابدارون پر اثر نہین کرتا ہی اور ہر ایک کی صورت مین نئی قسم کی تاثیر ہی خصوصاً یہ تو بلا ایک
بلائے مبرم ہی چند اجل رسیدہ اور لشکر ساریق سے نکلے اور واصل جہنم ہوے اب یہ حالت ہو گئی کہ ہر شخص
میدان مین جانے سے جی چرانے لگا اور ہر آدمی لشکر کا لرزان تھا ساریق کا پرانبد ہو گیا اور کوئی برائے
مقابلہ نہ نکلا اُس وقت اُس نقابدار نے لشکر اسلام کا رُخ کیا اور کہا کہ تم مین جسکا پیمانہ عمر لبریز ہو وہ میرے مقابلہ
کو آئے بس اس کلمہ کو سنتے ہی ضیغم بن اسد پنجہ گیر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور عرض کی
کہ یہ غلام زندگی سے سیر ہی چاہتا ہی کہ حق نمک سے ادا ہو جائے فرمایا کہ ای ضیغم یہ تو اپنے پانون سے
دہان گور مین جاتا ہی تم نے کیا سمجھ کر اسکے مقابلہ کا ارادہ کیا ضیغم پنجہ گیر نے عرض کی کہ بچپنا گیا جوانی آئی جوانی
گئی بڑھاپا آیا بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی اُمید باقی رہ گئی اب ایسے وقت مین بھی اگر مین نے ایسی
سعادت کو حاصل نہ کیا تو بستر خواب پر مرنے کے سوا کیا امید ہی خوشا نصیب اُس شخص کے جو جام شہادت
سے سیراب ہو بادشاہ اسلام نے بمجبوری ضیغم پنجہ گیر کو رخصت کیا یہ مرد مومن دشمن سامنے نقابدار کے
آیا اور کہا کہ ای بلائے مبرم مجکو بھی نگل لے مین اسی لیے آیا ہون کہ حق نمک سے ادا ہو جاؤن اتنا
جانتا ہون کہ اجل تیری بھی سر پر کھیل رہی ہی یہ اہل اسلام ہین انکے ہاتھ سے بچنا تیرا آسان نہین ہی نقابدار
نے کہا کہ اگر نقاب اُٹھا کے جا پڑون تو سارا لشکر تہ و بالا ہو جائے مگر ابھی حکم نقابدار الماس پوش
کا نہین ہی لا حربہ اپنا کہ دل کی حسرت دل مین رہجائے میری صورت آئنہ ہی موت کا پھر دم بھر کی فرصت
نہ ملیگی یہ سُنکے ضیغم پنجہ گیر نے فرمایا کہ اہل اسلام کی جانب سے کبھی سبقت نہین ہوئی تو حربہ کر
جب خدا تیرے حربہ سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سُنکے نقابدار نے نقاب چہرہ سے دور کی
اور مسکرایا لبون کی جنبش برق کی چمک تھی کہ ضیغم پنجہ گیر کو جلا کے خاک کر دیا بس یہ دیکھنا تھا
کہ بادشاہ اسلام کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور صاحبقران دوران کو نہایت غیظ آیا قریب
تھا کہ مرکب کو جولان کر کے آ بڑھین مگر نقابدار الماس پوش نے اپنے نقابدار کو بلا لیا اور آواز دی

کہ اے اہل اسلام و اے اہل باختر اب بھی تمہارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو ورنہ کل
اسی نقابدار سے دونون لشکرون کو جلوا دونگا یہ کہکر میدان سے پھر گیا ساریق نے اپنے جلے ہوے
سردار کی لاشین اٹھوالین اور امیر با توقیر ضیغم بچہ گیر کی لاش اٹھوا کر کمال محزون میدان سے پھر کر داخل
بارگاہ سلیمانی ہوے اور لاش کے دفن ہونے کا حکم دیا اور خضران کی طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تمنے
اس وقت تک ان نقابدارون کا کوئی تدارک نہ کیا اب لوگون کو پاس تمک نہین ہے جو امیر اول کے
زمانے مین تھا تمہارے دادا نے ساحر مشتمش کے چارون نقابداروں کو کس حسن سے مارا اور تمسے
ایک نقابدار کا بھی تدارک نہو سکا اگر تم جان چراتے ہو تو زنبیل وغیرہ کسی اور عیار کے سپرد کرو خضران کو
اس کلام کا صاحبقران کے ملال ہوا اور یہ رونے لگا کہ افسوس ہماری قدر کرنے والا خانہ کعبہ مین
ہے یہ لوگ کل کے بچے ہماری کیا قدر کرینگے صاحبقران کو تو کوئی جواب نہ دیا بارگاہ سے نکل کر اپنے
خیمہ مین آیا اور وہان سے اپنا بوریہ بدھنا سنبھال کر جنگل کی راہ لی یہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خضران
چلے گئے امیر نے عیارون سے حکم دیا کہ جاکر گرفتار کر لاؤ جو خضران کو لائیگا اُسے اسقدر انعام
دونگا کہ مالا مال کر دونگا یہ ایسے وقت مین ساتھ چھوڑتا ہے عیار تعاقب مین گئے لیکن کہین پتا نہ پایا
آخر واپس آئے اور عرض کی کہ خضران کا کہین پتا نہین ہے امیر خاموش ہو رہے اور فرمایا کہ خیر
دیکھا جائیگا وہان نقابدار نے پھر نقارہ بجوا دیا تھا جب صبح ہوئی اور میدان مین آکر دونون لشکر صف
آرا ہو چکے تو آج پھر نقابدار اول یعنے سر کوب خرس پوش میدان مین اور لشکر ساریق کے کئی سردار
اسیر کیے اُس وقت ساریق نے چپکے سے محو جادو کو بلایا اور کہا کہ ان نقابدارون کا کوئی تدارک
کر محو جادو نے کہا کہ اے خداوند باختر یہ بادوے ہے مین انکا تدارک غیر ممکن ہے شاید ملکہ خلخال جادو آئین
تو کچھ تدارک کرین دوسرے ساحر کی مجال نہین ہے کہ اس نیرنگ کو مٹا سکے یہ اُس شخص کا سحر ہے
جو اس وقت خداوند ساحران کا فرزند اور مشتمش ثانی ہے لیکن ستارہ ان نقابدارون پر سخت
آیا ہوا ہے اہل اسلام کی طرف سے انکو زک پہونچیگی بس آج کی آفت آپ کے لشکر پر آخری ہے
کل ان نقابدارون پر کوئی ایسی بلا نازل ہوگی کہ یہ خود یہان سے بلٹ جائینگے ساریق خاموش ہو رہا
لیکن اب نقابدار ہر چند ٹوکتا ہے مگر کوئی مقابلے کے واسطے نہین نکلتا ہے اُس وقت ساریق
نے محو جادو سے پھر کہا کہ آج کا دن تو کسی طرح ٹال ایسا نہو کہ کوئی ایسا سردار جاکر اسیر بلا ہو جائے
جن لوگون پر بھروسا ہے تو پھر مسلمانون کو کون جواب دیگا محو جادو نے کہا اسکا مین بند و بست کیے دیتا ہون
یہ کہکر اسنے تیلھائے سحر واسطے مقابلہ کے بھیجنا شروع کیے دن بھر مین سترہ اٹھارہ تیلے نقابدار
گرفتار کرکے لیگیا لیکن جب اپنے مقام پر زیر سایہ ابر طوسی رنگ پہونچا تو تیلے اپنے ہیئت اصلی پر
آگئے اُس وقت نقابدار الماس پوش کو ثابت ہوا کہ یہ کرشمہ سحر تھا اور دکھاؤ کی لڑائی تھی بس
اسے غصہ آیا اور قصد کیا کہ اسی وقت یہ ابر اڑاکر قیطول وغیرہ کو خاک سیاہ کردون لیکن وزیرزادیون نے
سمجھایا کہ ایسا نچاہیے کرور ہا جانین تلف ہو جائینگی ہر خداوند نے بندون کی رعایت کی ہے اگر آپ ایسا
کرینگی تو یہ فعل شاید خداوند شعشاع بن مشتمش کے خلاف گزرے یہ سنکے نقابدار الماس پوش
خاموش ہو رہا اور کہا کہ اچھا کل تو خدا پرستون سے سامنا ہے جب ان لوگون کی نوبت آئیگی اُس وقت
دیکھا جائیگا پھر اُسنے اسی جوش غیظ و غضب مین پھر طبل جنگ کا حکم دیا اُدھر بھی کوس حربی بجا آج
لشکر اسلام مین تہلکہ تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے پھر اُسی نقابدار منحوس سے سامنا ہے جسپر نہ حربہ تاثیر کرتا ہے

اور نہ اسکی صورت دیکھکر اپنے اختیار مین انسان رہتا ہی اسی فکر مین تمام رات اہل اسلام پریشان رہے
جب صبح ہوئی تو حسب معمول نقابدار کوہ سے اُتر کر صحرا مین آئے چارون نقابدار برابر آکر کھڑے
ہوے ادھر امیر کا لشکر صف آرا ہوا ادھر سیاریق کی فوج آراستہ ہوئی نقابدار الماس پوش نے
ساریق کی طرف دیکھکے آواز دی کہ او بیحیا تجھے شرم نہین آتی کہ خداوندی کا دعوے کرتا ہی اور عاجزانہ
کی لڑائی لڑتا ہی ساحرون پر تجھکو دعوے ہی تو خلاصہ برا سے مقابلہ بھیج پردے مین بیٹھکر نخرے
کرنے کا کیا لطف ہی خیر کل تک تو تجھے بیخبری تھی لیکن آئندہ دیکھا جائے گا اور اہل اسلام
کی جانب خطاب کرکے کہا کہ کیون اپنے ہاتھ سے اپنی عزت مین فرق لاتے ہو اگر میرے
طلب کرنے سے چلے آئے ہوتے تو یہ روز سیاہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی مین تمھاری ہی
شرکت کرتا اسلیے کہ تمھارے طریقے مجکو نہایت پسند تھے خیر جب مجبور ہوگئے تو آپ ہی طاعت
کر گئے یہ کہکر اسی نقابدار خرس پوش کو اشارہ کیا کہ جا او آج کی میدانداری خوب سرگرمی
سے کر جتنے زیادہ سردار امیر ہونگے اسیقدر میری خوشنودی ہوگی یہ اشارہ پاتے ہی نقابدار
خرس پوش مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور نہیب کی کہ اے اہل اسلام آج کس کس کی تقدیر مین سر پیٹنا ہی
تم لوگ زندگی ہی مین اپنے مرنے کا ماتم کر لیتے ہو آئے جسکو دعواے مقابلہ ہو اس سوال پر
نقابدار کے سردارون نے گردنین نیچی کرلین کہ اسکے مقابلہ کو جائین تو کیا کرین اس سے تو وہ
زرین پوش برق افگن غنیمت ہی کہ مرگئے تو پردہ رہگیا ذلت اٹھانے کے بعد اہل دنیا کو منہ
دکھانا تو بڑی شرم کی بات ہی نقابدار نے پھر آواز دی کہ اگر کوئی نہین نکلتا تو پھر مین آتا ہون مین نے
تو سنا تھا کہ مسلمان بڑے منچلے اور بہادر ہین اس کلام پر نقابدار کے عزیزان صاحبقران
کو طیش آیا اور خود صاحبقران اسکے منتظر ہوے کہ تیسری آواز پر بھی اگر کوئی نہ نکلا تو مین آپ
اسکے مقابلہ کو جاؤنگا کہ یکایک جانب صحرا سے ایک بگولہ گرد کا اٹھا اور دیکھا کہ ایک نقابدار
الفی پوش مرکب کو جولانی کیے ہوے چلا آتا ہی وہین سے نقابدار الفی پوش نے آواز دی
کہ منم فرستادہ خداوند قہار باش او نقابدار خرس خصلت کہ مین آپہونچا تو نے اسقدر بندگان خدا پر
ظلم کیے کہ آخر مجھے آنا پڑا خدا پرست تو سمجھ گئے کہ یہ خدا پرست ہی کیونکہ قہار بھی نام پروردگار عالم کا ہی لیکن کفار حیران تھے
کہ یہ خداوند قہار کون ہین جنھون نے نقابدار الفی پوش کو بھیجا ہی لیکن دیکھیے کہ نتیجہ کیا ہوتا ہی نقابدار
خرس پوش نے کہا کہ او الفی پوش لا حربہ اپنا دیکھون تو کہ تجھ مین کیا کمال ہی نقابدار الفی پوش
نے کہا کہ مین تیرے حربے کا مشتاق ہون نقابدار خرس پوش نے کہا کہ میرا حربہ تو میری صورت
ہی ہے دیکھو یہ کہکر نقاب چہرہ سے اٹھا دی ادھر تو اسنے نقاب اٹھائی ادھر نقابدار
الفی پوش نے آنکھین بند کرکے گرز چو نقابدار پر مارا نقابدار خرس پوش کو اطمینان ہی کہ حربہ
کچھ اثر نہین کرتا گرز اسکا کیا کرے گا سر آگے بڑھا دیا لیکن گرز جو پڑتا ہی تو کلہ گرز پر سے اڑ گیا
اور اسقدر گرد اڑی کہ چہرہ پر نقابدار خرس پوش کے انگل بھر جم گئی نقاب اصلی ہٹ گئی گرد کی نقاب
نے منہ ڈھانپ دیا اور کچھ گرد تنفس کے ذریعہ سے دماغ مین ہو پہونچی نقابدار چھینک مار کر بیہوش
ہوا بس نقابدار الفی پوش نے بغیر عیاری بجائی صحرا سے دو صحرائی نکلے جسم پر باندھے ہوے
لنگوٹے چمڑے کے لیے ہوے پیدا ہوئے اور آتے ہی مشکین نقابدار سرکوب کے
چمڑا رکھ کر باندھ دیا اور اٹھائے ہوئے صحرا کی جانب چلے گئے لشکر ساریق کے لوگ

تو تالیان بجانے لگے اور لشکر اسلام سے تکبیر کی صدا بلند ہوئی لیکن نقابدار الماس پوش کو نہایت غصہ آیا ہر چند کہ باری نقابدار
حور لقا اور بلنگینہ پوش کی تھی مگر اسنے غصہ مین نقابدار زرین پوش برق افگن کو اشارہ کیا کہ جا کر خاتمہ ہی کر دے نقابدار
زرین پوش مرکب کو اڑا کر سامنے نقابدار الفی پوش کے آیا اور آواز دی کہ او الفی پوش غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو گرفتار
کر لیا کب چھوڑتا ہون تجھکو الفی پوش نے کہا کہ جو حال خرس پوش کا ہوا ہی اُس سے بدتر
تیرا حال ہوگا لا حربہ اپنا بس یہ سنتے ہی نقابدار برق افگن زرین پوش نے حجاب رُخ کو دور
کیا اور مسکرایا دانت اسکے چمکے ادھر الفی پوش نے سپر پشت سے لی اور سامنے کردی یہ سپر
بلور کی تھی مثل آئینہ کے عکس اسمین نظر آتا تھا بس جیسے ہی نقابدار نے اپنی صورت آئینہ سپر مین
دیکھی مدت عمر سپری ہوئی جو برق اسکی دندان برق تاب مین پوشیدہ تھی اور خرمن جان کی مشتاق
رہتی تھی چمک کر بلند ہوئی اور نقابدار ہی کے سر پر گری کہ نقابدار کے دو ٹکڑے ہوگئے بس مرتے ہی
نقابدار کے الماس پوش گھبرا گیا کہ یہ الفی پوش تو بلاے بد ہی ادھر اہل اسلام نے
احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی الماس پوش نے دیکھا کہ دو نقابدار مقابلے کو گئے ایک مارا گیا
ایک جو مارا نہین گیا وہ مرنے سے بدتر ہی کہ اسیر ہوگیا دشمن کے قابو مین ہی وہ چاہے مار ڈالے
چاہے زندہ رہنے دے اب اسنے کسی نقابدار کو مقابلے کے لیے نہین بھیجا اُس وقت الفی پوش
نے بھی نقاب چہرہ سے اُلٹی اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم
شاہ عیاران جہان زیب خاص صاحبقران کشندۂ کافران یعنے خواجہ خضران سختگان نے تو
درود پڑھا اور کہا کہ ایسے لوگون کی ملک الموت آپ ہی ہین سارلیق نے بھی دل مین کہا کہ واقع
مین جیسا سختگان اسے کہتا ہی یہ تو کچھ اُس سے بھی بڑھا ہوا ہی ادھر صاحبقران حق پژوہ یعنے
عادل کیوان شکوہ نے خضران کی بہت تعریف فرمائی اور کئی سردارون کو استقبال کے لیے
بھیجا خضران نے نفیر عیاری بجائی جو عیار جنگلی بنکر نقابدار خرس پوش کو پکڑ لے گئے تھے
اور جھاڑیون مین چھپے بیٹھے تھے وہ نقابدار کو اُسی طرح لیے ہوے حاضر ہوے خضران بھی
خدمت صاحبقران مین آیا نقابدار الماس پوش تو طبل بازگشت بجوا کے میدان سے پھر گیا اُدھر
لشکر سارلیق بن لقا اپنی زردگاہ پر آیا ادھر میدان سے پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے خضران کو
خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ ای خضران مجھے تمھارے غائب ہونے پر شک ہوا تھا کہ تم خانہ کعبہ
چلے گئے مگر نہین معلوم ہوا کہ تم عمرو کے جانشین جو ہو تو ویسی ہی حرکتین بھی ہین تمنے یہ سپر کہان سے
پیدا کی جسنے یہ تاثیر دکھائی کہ نقابدار کا حربہ پلٹ کر اُسی پر گرا اُس وقت خضران نے عرض کی کہ یا
صاحبقران یہ حضور کا اقبال تھا کہ تدبیر قتل و گرفتاری نقابداران میرے ذہن مین آئی ہی جب
وہ واقعہ سنا تھا کہ زمانہ لقا مین فرعونیہ سے چار نقابدار آئے تھے ایک کی صورت دیکھکر ہنسی
آتی تھی ایک کو دیکھکر رونا آتا تھا ایک سو فرار کے بیہوش کر دیتا تھا اور ایک لڑ کے گرفتار کر لیجاتا
تھا دادا صاحب نے آئینہ پوش بنکر مقابلہ کیا جسنے اپنی صورت دیکھی وہ خود مبتلاے بلا ہوا
میرے ذہن مین یہ بات آئی کہ وہ چارون نقابدار ساحر مشنشہ کے بنائے ہوئے تھے اور یہ
اُسکے بیٹے نے بنائے مین ضرور اُسنے اس بات کا خیال کیا ہوگا کہ کوئی شخص آئینہ دکھا کر انکو بھی
نہ مار ڈالے اول تو یہ نقابدار خود آئینہ کی طرف نہ دیکھتے دوسرے یہ کہ ممکن تھا کہ اُسنے
آئینہ کا بھی کوئی تحفظ کیا ہو تو ہی مین نے تقوے کا گرد تیار کیا تھا اندر اُسکے بیہوشی بھری ہوئی تھی

جسوقت نقابدار نے نقاب اُلٹی تو قبل اِسکے کہ نگاہ میری اُسکے چہرہ پر پڑے گرز ماردیا جس سے وہ بیہوش بھی ہوا اور چہرہ اسقدر گرد آلودہ ہوگیا کہ نظر پڑنے پر نہ چہرہ صاف معلوم ہوا نہ مجھپر کوئی تاثیر ہوئی اور دوسرے نقابدار کو سپر کی صورت کا آئینہ بنا کر دکھایا اگر آئینہ پر سپر کا دھوکا نہوتا تو وہ کبھی نہ دیکھتا صاحبقران نے اُسکی دانائی پر آفرین کی لیکن نقابدار الماس پوش جو والیس ہوکے اپنے لشکر مین آیا تو اُسنے حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز سے کہا کہ کونسی تدبیر کرون جو نقابدار سر کوب بہرام پوش سیاہ پوش زرین پوش تو مارا جاچکا ان دونون نے کہا کہ صاحبقران کی مروت مشہور ہی آپ اُنکے سردارون کو چھوڑ دیجئے یقین ہی کہ وہ آپکے نقابدار کو رہا کردینگے مہتاب ہلال ابرو نے کہا کہ اگر صاحبقران نے اُسے رہا نکیا ان دونون نے کہا کہ غیر ممکن ہی بلکہ کوئی ترے نہ آئی اُلٹیں اُسیوقت اُسنے سب سرداران صاحبقران کو طلب کیا اور مرکب دیگر ساتھ عزت کے رخصت کردیا اور ساریق کے سردارونکو بھی چھوڑدیا مگر اس طرح کہ غرتیان بندھوا کر چہرہ کالے کر کے نہایت ذلت سے یہ لوگ چھوٹتے ہی بھاگے اور لشکر ساریق مین آئے یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ سردار چھوٹ کے آگئے بس اُسنے کہا کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سب نے تعریف کی کہ تو ایسا ہی خداوند ہی یہ بات تو نے نقابدار کے دل مین ڈال دی کہ اُسنے سبکو رہا کردیا لیکن سرداران اسلام جو ساتھ عزت کے لشکر اسلام مین آئے تو اخلاق نقابدار کی صاحبقران سے بہت تعریف کی صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ اب تو اُسکے نقابدار کو بھی خلعت دیکر رہا کردو بلکہ تم خود جاؤ اور اُسکو پہونچا آؤ خضران نے عرض کی کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے اپنی جگہ سے اُٹھے اور نقابدار کے چہرے پر کچھ روغن عیاری مل کے صورت اُسکی بدل دی کہ کوئی ضرر پیدا ہو تو اُسکے ہوشیار کیا اور کہا کہ حکم صاحبقران یہ ہی کہ تمکو اِسے آزاد کیا اٹھو اپنے مالک پاس چل اِسنے جو اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پایا تسلیم بجا لایا امیر نے خلعت عنایت کیا نقابدار رخصت ہوا خواجہ بطور نقابدار بجا کے رونق ہوئے یہ خبر نقابدار الماس پوش کو پہونچی کہ صاحبقران نے بھی میرے نقابدار کو رہا کردیا اور رفیق خاص اُنکا نقابدار کے ساتھ آتا ہی یہ سنکر نقابدار الماس پوش نہایت خوش ہوا اور دونون نقابدارون کو واسطے استقبال کے بھیجا جسوقت خواجہ خضران سامنے نقابدار الماس پوش کے پہونچے سلام کیا نقابدار نے غور سے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہی جسنے ایک نقابدار کو مارا ایک کو اسیر کرلیا نقاب رہا کر کے لایا ہی نقابدار الماس پوش نے خضران کو بیٹھنے کا حکم دیا اور صاحبقران عالیشان کا شکریہ ادا فرمایا خضران نے کہا کہ اب کبتک طبل جنگ بجے گا نقابدار نے کہا کہ اب میرا قصد اپنے وطن جانے کا ہی اس جنگ سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہی جو لوگ لڑتے ہین وہ لڑین مجھے اپنے نقابدار کے مرنیکا رنج ہی لیکن ایسے ایسے نقابدار بہت سے ہو سکتے ہین اسوقت حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز نے نقاب بیٹھی ہین خضران کی نظر جو ان دونون پر پڑی حضور جنگ نواز کو بہت پسند کیا اور نقابدار الماس پوش سے کہا کہ یہ دونون گائین آپکی کیسا گاتی ہین ملکہ نے فرمایا کہ یہ میری وزیرزادیان ہین گائین نہین ہین اور ایسا گاتی ہین کہ انکا مثل کا ہے کو ہی چونکہ تم مہمان ہو یہین تمھین بھی سنوا دونگی خضران نے باتون مین تاڑ لیا کہ یہ الماس پوش بھی عورت ہی کچھ بھید اسکا معلوم ہونا چاہئے اب چال ڈھال پر نظر کی تو اور بھی شک گذرا کہا اے نقابدار عالی مقدار صاحبقران کو بھی گانا سننے کا نہایت شوق ہی اگر نامناسب نہو تو انکو میرے ساتھ بھیجئے وہان امیر سنینگے اور خلاف مزاج نہو تو آپ بھی تشریف لیچلئے نقابدار نے فرمایا کہ اے خضران مین نے صاحبقران کو بلایا اور وہ نہ تشریف لائے یہ کیونکر

صاحبقران خلق مجسم ہین اسطرح کا تھا آپکا وہ بلانا خضران نے کہا دو لوٗ چلا جاؤ نگی ہوسکتا ہو کہ مین بے بلائے چلا جاؤن اگر آنکو دوستی کے پیرایہ مین اک لطف کے ساتھ بلایا جاے تو ضرور تشریف لائینگے نقابدار نے کہا مین ابھی شوق نامہ لکھتا ہون یہ کہکے قلم دوات طلب کی اور اک نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ یا صاحبقران ہمارے آپکے جنگ کا سلسلہ تو منقطع ہوا اب ہم رخصت ہوا چاہتے ہین لہذا ہمارا جی چاہتا ہو کہ آج کو پر اک جلسہ مختصر ہو جسمین ہم ہون اور آپ رات بھر گانا بجانا رہے صبح کو ہم اپنے ملک کو چلے جائین آپ اپنے لشکر مین تشریف لے جائیے نہین معلوم آیندہ کب اور کس مقام پر ملاقات ہو یہ نامہ طرارہ تیز رفتار کو دیا خضران اسی جگہ بیٹھے رہے طرارہ طرارے بھرتی ہوئی دم بھر مین لشکر اسلام مین پہونچگئی جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچی چوبدار نے اطلاع کی کہ طرارہ تیز رفتار عیار ایلچی نامہ لیکر آئی ہو اور امیدوار باریابی ہو صاحبقران نے فرمایا بلاؤ طرارہ سامنے آئی مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور سامنے صاحبقران کے نامہ پیش کیا امیر بانوقیر نے نامہ کو پڑھا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ خضران بھی وہین وز نقابدار نے محبت آمیز عبارت تحریر کرکے مجھے بلایا ہو لہذا مین جاتا ہون رفقا نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا صرف طیفور بادیہ گرد کو اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ روانہ ہوے طرارہ نے پہلے پہونچکر نقابدار کو اطلاع کی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین فوراً نقابدار الماس پوش براے استقبال روانہ ہوا اور زیر کوہ تک آ کے صاحبقران کو لیگیا جاے نفیس پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا خواجہ خضران بھی موجود تھے امیر نے دعوت نقابدار کی قبول کی مگر صرف میوہ نوش فرمالیا نقابدار نے اور غذا کی بابت اصرار کیا پہلے صاحبقران بلطائف الحیل ٹالا کیے جب نقابدار نے بہت کہا تو امیر نے فرمایا کہ بالفعل ہمارے تمہارے اختلاف مذہب ہو اور ہمارے یہان جو خدا سے برحق کو نمانے اسکے ہاتھ کی چیز کھانا پینا منع ہو پھر نقابدار نے اصرار نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر میرے یہان کے کھانے سے انکار ہو تو اپنے عیار کو بھیجکر اپنے یہان سے منگوا لیجیے مجھے ملال نہوگا اسلیے کہ مجھے تکلف مین تکلیف دینا منظور نہین ہو نقابدار یہ باتین کرتا جاتا تھا اور غور سے چہرہ صاحبقران دیکھتا جاتا تھا دل مین کہتا تھا کہ ایسے حسین مرد بھی ہوتے ہین چونکہ صاحبقران ابھی نوجوان بھی ہین اور حسن و جمال مین عدیم المثال ہین نقابدار الماس پوش یعنے ملکہ مہتاب ہلال ابرو کا سن بھی تیرہ چودہ برس کا ہو امنگ کا زمانہ ولولے کے دن ہین اس سن مین قدرتی لگاؤ عورت کی طبیعت کو مرد کی جانب مرد کی طبیعت کو عورت کی طرف ہوتا ہو صاحبقران تو ابھی تک ناواقف ہین کہ یہ عورت ہو یا مرد اور صورت اسکی کیسی ہو مگر یہ تو بے محابا امیر کے جمال بے مثال کو دیکھ رہی ہو اور دل مین وجد کر رہی ہو بس چلا سکا نہین ہو کہ امیر کو پکڑ لے جائے مگر یہ بھی کہ ہمچشمون مین رسوائی ہوگی شمشاد بن مستمش کے خلاف ہوگا کہ تو نے دشمن کو مار آستین بنایا ادھر ماں باپ کی رسوائی کا خوف یہ عجیب طرح کی الجھن مین ہو صاحبقران اسکی زیادتی التفات دیکھکر خود متعجب ہوے جاتے ہین کہ اسقدر التفات نقابدار کا کیون ہو اب بزم نشاط آراستہ ہوئی ملکہ نے صاحبقران سے عرض کی کہ یہ دونون وزیرزادیان میری ایسی چنگ نوازی کرتی ہین کہ لا کا مثل و نظیر نہین ہو مین نے انھین کے سنوانے کے لیے آپ کو تکلیف دی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ مین بھی مشتاق ہون اسوقت ان دونون نے پہلے تو چنگ نوازی کی بعد اسکے ایک نے گانا شروع کیا دوسری نے چنگ بجانا شروع کیا جب ایک گا چکی تو دوسری گانے لگی اور پہلی چنگ بجانے لگی یہ دونون ایسی دلکش گائین کہ محو کر دیا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور خضران نے بھی گردن ہلائی حضور چنگ نواز کے گانے پر

دو ایک مقام پر خضران نے منہ اپنا بنایا آخر وہ جل کے بول اُٹھی کہ اگر تمھین بھی کچھ دخل ہو تو تم بھی اپنا گانا سناؤ صاحبقران نے چشم و ابرو خضران کی دیکھے مسکرا کر خاموش ہو رہے طیفور نے سرور چنگ نواز کی چنگنوازی پر طعن کی اُسنے چنگ ہاتھ سے رکھ دی اور حضور چنگ نواز سے کہا کہ ہین بس چپ ہو رہو یہ ہوا چنگ پر طعن کرنا کہ مجھ دوسرے صاحب گانے پر ہنستے ہین معلوم ہوتا ہے یہ بھی کچھ جانتے ہین ذرا ہم بھی تو سنین کیسے ہین خضران نے کہا مجھے کوئی عذر نہین ہے اور طیفور نے اُٹھ کر چنگ اُٹھالی خواجہ خضران نے غزل شروع کی

غزل

جان ترلی موت نے بدنام قاتل ہو گیا
جسنے مجھ بسمل کو دیکھا خود وہ بسمل ہو گیا
جب کسی محفل مین وہ بت زیب محفل ہو گیا
تھا جو پہلے سہل مجکو اب وہ مشکل ہو گیا
مر کے ہر منکر تری رحمت کا قائل ہو گیا
حلق پر تلوار رکھکر خود مین بسمل ہو گیا
بدگمانی سے نہ میری آنکھ جھپکی صبح تک
آب پیکان نیت آغوش ساحل ہو گیا
خوش کیا اُس نازنین کی بدگمانی نے مجھے
قتل پر میری جب آمادہ وہ قاتل ہو گیا
دیکھکر میرا جنون نیند آئی اسکو وصل مین
کچھ نہ کچھ پا ہی گیا جب اُس سے سائل ہو گیا
وقت آخر کیون نہ ظلمجا مین وہ بالین سے مری
آسمان در پر ترے کشکول سائل ہو گیا
سیکڑون آنکھین ہین نقش پا کی گرد دلنشین
کاروان دا ہائے تجھ بن کیدل ہو گیا
جھانکر سینہ ترے ناوک نے پوری کی خبر
آنکھ جس غنچہ پر اُسنے ڈالدی دل ہو گیا

اک سوا دل کے اُسے کیا مجھسے حاصل ہو گیا
کوچہ جانان مین جانا مجھکو مشکل ہو گیا
پھر ہر اک پس ہی مین اک کا قائل ہو گیا
جو جبین اُٹھا در پر تیری مائل ہو گیا
نام آغوش لحد آغوش ساحل ہو گیا
شام ہجر اُسنے اُڑائی اُسکے لوٹنے نے خاک
غیند مین ایسا وہ شام وصل غافل ہو گیا
سنگ طفلان میری آنکھون سے جنون مین گر گئے
آتش اٹک نے ہا دل مین کہ خود دل ہو گیا
ہر کف پا سے ترے کیونکر نہین ہے بلبلین
پایا جب غافل مجھے تو وہ بھی غافل ہو گیا
آج مجکو مار ڈالا دشمنون کے قتل نے
کیا علاج اسکا ہو جو مرنے کے قابل ہو گیا
انتظار مرگ مین خنجر گلے پر رکھ لیا
آج میرے گھر سے جانا مجکو مشکل ہو گیا
بیخودی مین بھی نہین بھولا تغافل کو تری
اسکے نزدیک ب مین مرتے تو تم کیا کم
اتنو رحم آئیگا ظالم تجھے ہر ایک پر

قتل ہو کر مین زمانے بھر کا قائل ہو گیا
ضعف سے اک اک قدم ایک ایک منزل ہو گیا
وا ہوسی قسمت غضب دشمن وہ قاتل ہو گیا
باندھ لی جسنے کمر سے تیغ قاتل ہو گیا
غیر کو جھکے سے کچھ کہکر جب اُسنے تیغ دی
اک جنون ذرہ سے بدتر ماہ کامل ہو گیا
درمیان پردہ ہائے چشم جانان ہر نگاہ
رنج سہتے سہتے سخت ایسا مرا دل ہو گیا
اُف رنج کا ہی اُسوقت آئی مجکو موت بھی
ذرہ ذرہ تیرے در کا ماہ کامل ہو گیا
گر نہین بوسہ یا ظالم نے فقرہ تو دیا +
وار کرتے کرتے شل بازوے قاتل ہو گیا
اس طرح کا تو عمر او ستم ایجاد ہے
ہجر قاتل مین میں اپنا آپ قاتل ہو گیا
باعث جمعیت خاطر ہے زنار بتان
مین نہین غافل ہون تو ہی مجھسے غافل ہو گیا
راہ کیا جز نگاہ یار افسون ساز سے
ظلم یہ بھی ہے جو میرا سا ترا دل ہو گیا

محو نظارہ اب اُس برطرف کیا تو کلیم
ہوش اپنے گم کیا ایسا وہ غافل ہو گیا +

خواجہ خضران ایسا گانے اور ایسی ایسی طیفور نے چنگنوازی کی کہ ہرچند حضور چنگ نواز اور سرور چنگ نواز نے چاہا کہ نکتہ چینی کرین ممکن نہوا اور ملکہ تو محو ہو گئی کہا یا صاحبقران مجھے ناز تھا کہ یہ دونون بے مثل گاتی ہین مگر معلوم ہوا کہ آپ مین اُنکا عیار بڑا کامل ہے مین نے لاکھون روپیہ صرف کر کے ہزارون کاملون سے انکو گانا سکھلوایا تھا جن لوگون سے انھون نے سیکھا تھا اب آپ سے تو کچھ بڑھ کر تین ہین خیر اب تو مین جاتا ہون لیکن اور کبھی اتفاق یکجائی ہو گا تو مین ان دونون کو خضران سے گانا سکھلواؤنگا طیفور نے کہا ایک کو مین بتاؤنگا ملکہ نے کہا چنگنوازی تم سکھا دینا اب لقا بدار وغیرہ تو اُٹھ کر چلے گئے صرف دونون وزیرزادیان اور ملکہ رہ گئی تھی قضاے کار دو لقاقات روزگار کہ پروانہ اُڑکر ملکہ کے کان کے پاس سے اس طرح گیا کہ ملکہ نے ہاتھ گھبرا کر مارا ہاتھ نقاب مین اُلجھا بند نقاب ہاتھ مین اُلجھا ہا گرہ کھل گئی نقاب اُلٹ گئی بس اب جو نظر پڑی ہے

صاحبقران کی تو دیکھا کہ اک شعلہ تھا کہ پردہ فانوس مین پنہان تھا وہ کھنچی کھنچی ابرو پتلیان چڑھی ہوئین
آنکھین وہ قیامت کی رسیلی کہ جس سے نظر ملجاے دل کیسا روح کھنچنے لگے چہرے پر متانت و سنجیدگی
کے ساتھ بھولاپن لبون کی لالی رشک یاقوت دانتون کی چمک رشک دانہاے مروارید پتلیون کی گردش
قیامت صاحبقران کے مُنھ سے بے ساختہ اُف نکل گئی ملکہ جلدی سے نقاب درست کرنے لگی امیر نے
فرمایا کہ او ظالم اب اس سے کیا فائدہ وہی صورت ہی جسے ہم دیکھ چکے اب جی بھر کے دیکھ لینے دے ؏
جمال تو نے دکھا کر لگا ڑ دی عادت + یہ آنکھین اب نہین انتظار کے قابل + ملکہ نے یہ خیال کیا کہ آخر تو راز
فاش ہی ہو چکا اب بیکار ہی بس اسنے نقاب اُٹھا دی اور کہا کہ یا امیر خیر آپ تو آگاہ ہوگئے مگر راز
میرا کسی سے بیان نہ فرمائیے گا اور اپنے عیارون سے بھی منع کر دیجیے امیر نے فرمایا کہ اس سے اطمینان
رکھو مگر افسوس اس بات کا ہی ؏ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم بہار
آخر شد + اب تھوڑی سی رات اور باقی رہگئی ہی اسکے بعد تم کہان اور ہم کہان خضران بول اُٹھا کہ آپ نے
ملکہ کا کہنا مانا ہی تو کیا ملکہ آپکی دعوت رد کریگی صاحبقران نے فرمایا مجھے اسکے اخلاق سے یہ امید
تو نہین ہی لیکن ملکہ نے کہا کہ یا امیر مجھے سوا افشاے راز کے دوسرا خوف نہین ہی اور افشاے راز
مین میرے لیے بہت سی خرابیان ہین اول تو رسوائی و بدنامی اسلیے کہ مین عورت ہون آپ مرد ہین
علاوہ اسکے باپ کو میرے شعشاع جادو نے اپنا نائب اور پیغمبر مقرر کیا ہی مجھے سالاری ان لشکر دیکی
دے کر رواج دین شمس پرستی پر مامور کیا ہی وہ اگر سُن پائیگا کہ اسنے خدا پرستون سے
خلا ملا کی ہی یقین ہی کہ قید کریگا پھر تا زندگی نہ آپ مجھے دیکھ سکینگے نہ مین آپ کو دیکھ سکون گی شعشاع
طلسم زلزلہ مین رہتا ہی وہان کسیکا پہونچنا بھی ممکن نہین ہی امیر نے فرمایا کہ مین تمھارا بدخواہ نہین ہون
لیکن اے ملکہ اپنے نام و نشان سے بھی آگاہ کرو کہ شاید ہمارا جی گھبرائے تو بعد فتح سارلقیہ شاید
ہم اُسی طرف نکل آئین ملکہ نے کہا شاید نہین یہ عہد کیجیے کہ ضرور آؤنگا تو مین نام اور پتہ اپنا بتاؤن
صاحبقران نے وعدہ کیا ملکہ نے کہا کہ مجھکو مہتاب ہلال ابرو کہتے ہین باپ کا میرے کوکب شاہ
نام ہی شہر انجم حصار کا فرمانروا ہی امیر نے پتہ لکھ لیا ملکہ نے کہا کہ اگر آپ نہ آئینگے تو ایسی بلا آپ پر
بھیجونگی کہ بہت پریشان ہو جیےگا ملکہ کے چشم و ابرو سے محبت ٹپک رہی تھی بات کرتی تھی اور جھپی جاتی
تھی صاحبقران کا دل اُسکی ادا ؤن پر لپسا جاتا تھا فرمایا کہ مجھے خود بغیر بلائے کب قرار آئیگا اور
چنگ نواز نے کہا اے ملکہ اگر اسقدر خاطر آپ کو صاحبقران کی منظور ہی تو گستاخی معاف اپنا گانا بھی
سنا دیجیے ملکہ نے تیوریون پر بل ڈالے امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ جب بے تکلفی ہوئی تو اچھی طرح ہونا چاہیے
یہ جوہر تمھارے معلوم ہی نہ تھے اب تو مین بغیر تمھارا گانا سُنے جانے نہ دونگا مہتاب ہلال ابرو سردار
چنگ نواز پر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ مین خضران سے بہتر نہین گا سکتی خضران نے کہا یہ آپ کیا
فرماتی ہین مجھے آتا ہی کیا ہی علاوہ اسکے آپ کی آواز کو میری آواز کہان پہونچ سکتی ہی نہ آپ کا بُرا گانا نہ کیسا
اچھا گانا امیر نے بیحد اصرار کیا اُس وقت ملکہ نے مجبور ہو کر ساز ملواے اور گانا شروع کیا غزل +

پاس رسوائی کہا غم کہ دل جب تپ کے جل گیا
داغ تھا پہلو مین گرمی سے تو پھر کیا جل گیا
قطرہ اک اک اشک غم کا آتش سیال تھا
جسکی شادابی پسند آئی وہ صحرا جل گیا

راز غم جسمین چھپاتے تھے وہ پردہ جل گیا
کہتے تھے ظالم دل پرسوز کے چھالون کو نہ چھیڑ
ہٹکے جتنی دور آیا اُتنا پیچھا جل گیا
ساقیا نقصان جام ہی تیرا فیض بھی جل گیا

جل کے جگر کا آفت جی کی بن گئی تو بولے سنکے وہ
اب بیان نہ آنکھ کو پہونچی ہاتھ کسکا جل گیا
منبر قدمی کسا ٹرکی پیش قدمی دیکھیے
جتنے قطرے مے کے ٹپکے خون اتنا جل گیا

الاماں ای سوز نہاں ہو گیا پانی بھی آگ
پھر شکایت تم نہ یہ کرنا کہ پروا جل گیا
برق کی ہر طرف میرے نشیمن کی تلاش
جتنا سوز غم سے جل سکتا تھا اتنا جل گیا
جان ڈالینگے نہ پڑ جانے میں آنسو شمع کے
نام تھا تحریر جسکا کاغذ اتنا جل گیا

پھوٹ کر بہنے کا وقت آیا تو چھالا جل گیا
پہلے تھی کیا آگ حسرت خانۂ دل کی بجھے
چار تنکوں کی بنا پہ باغ سارا جل گیا
ہائے بند بلبلت پروانہ ہوا کر برہمن
ہوگا ان کمبختیوں سے کیا جلنے والا جل گیا
برق حسرت آزر و نخل تمنا پر گری

نالے اثر کہتے تو ہو گرمی شوق و بد کو
اب ہوا اسکی جستجو کیا رہ گیا کیا جل گیا
ہے نہ خاکستر نہ اصلی حال پر باقی ہے دل
قابل داد اسکی ہمت ہے جو زندہ جل گیا
بھرا نہ شوق نامے کی ہے جو دگرمی شوق
تھی بھڑکنے کی خوشی جسکی وہ پودا جل گیا

ملکہ ایسا گائی کہ صاحبقران زار وقطار مثل ابر نو بہار کے رویا کیے اتنے مین روشنی شمعون کی کم ہونے لگی رنگ بزم دگرگون ہوا چہرہ ماہتاب بزمی صحبت انجم کے رنج سے فق ہو گیا چراغون نے بھڑک بھڑک کے ناپائداری دنیا اپر افسوس ظاہر کیا گانا موقوف ہوا صاحبقران نے ملکہ سے فرمایا کہ ع حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد + ای ملکہ خدا حافظ اگر زندگی ہے تو پھر ملاقات ہوگی ورنہ مرتے دم بھی زبان پر یہی جاری ہوگا ع جہان سے حسرت دیدار یار لے کے چلے + چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے + ملکہ کے آنکھوں مین بھی آنسو بھر آئے ہر چند ضبط سے کام لیا مگر ضبط نہو سکا بے اختیار رونے لگی اور نقاب درست کی ادہر تو رخصت ہو کے اپنے لشکر کی جانب چلے کہ نماز صبح کا وقت کم ہے ادہر ملکہ آکر کشتی مین بیٹھی اور کشتی کو اڑا کر جانب انجم حصار روانہ ہوئی راستے مین خضران نے کہا کہ یا صاحبقران لشکر مین پہونچتے پہونچتے وقت نماز کا جاتا رہیگا لہذا صحرا مین کسی مقام پر نماز پڑھ لیجیے فرمایا بہتر ہے صاحبقران اک مقام پر ٹھہر گئے اور خضران دوڑ کے پانی لایا صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی ان دونوں عیارون نے بھی فریضہ سحری کو ادا کیا اور لشکر مین آئے صاحبقران رات بھر کے جاگے ہوئے تھے آرام فرمایا جسوقت بیدار ہوے خاصہ تناول فرمایا اور پوشاک پہنکر بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان لوگ مشتاق تھے کہ نقابدار الماس پوش نے کسواسطے بلایا تھا کیا باتین ہوئین بادشاہ اسلام نے چھیڑ کے پوچھا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ نقابدار نہایت خلیق ہے سنتے اپنے ملک مین آنے کا وعدہ لیا ہے انشاء اللہ بعد فراغ اس جنگ کے بشرط خیر و عافیت جاؤنگا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے لیکن وہان ساریق کو خبر پہونچی کہ نقابدار اپنے ملک کو واپس گیا ساریق نہایت خوش ہوا تمتگان نے کہا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + یا خداوند شکر کیجیے کہ نقابدار چلا گیا درحقیقت وہ چارون نقابدار بلا کے تھے یہ خضران ہی کا کام تھا کہ ایک نقابدار کو جان سے مارا دوسرے کو پکڑ لیا مگر یہ صحبت صاحبقران سے بُری ہوئی آیندہ نقابدار کو خدا پرستون کا شریک سمجھ لیجیے ساریق نے کہا تجھے یوہین قاروے مین بھالے نظر آتے ہین مین ہی نے یہ غضب خدا پرستون پر نازل کیا تھا جب نقابدار نے غرور کیا تو اسے پست کرا دیا اب طبل جنگ بجواتا ہون تاکہ میرے بندگان مقرب کا حوصلہ نکلے اور خدا پرستون کو بھی معلوم ہو کہ خداوند نے اپنے مقرب بندون کو بھی کیسا زور دیا ہے فقط ہمین کو زور و قوت نہین عطا کی ہے یہ کہکر اسنے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی ہر کارون نے بادشاہ اسلام کو خبر دی کہ لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے فرمایا کہ کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزد غفار بجے طبل رزم وپیکار اس طرف بھی نقار خانہ سکندری و سلیمانی نوازش مین آئے دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین انکو تو انتظار صبح اور تیاری جنگ مین چھوڑا جاتا ہے ادہر کا بیان سے

چندکلمے داستان پہونچنا ملکہ مہتاب ہلال ابرو کا اپنے ملک مین اور حالات جنگ بیان کرنا ۴

راوی کہتا ہے کہ ملکہ جو صاحبقران عالیشان سے رخصت ہوکر چلی تو تیسرے روز اپنے ملک مین
پہونچ گئی ہرچند کہ مسافت بہت تھی لیکن یہ ایسی چیز پر سوار تھی کہ مہینون کی راہ کو دنون مین طے
کرلیا یہ وہ روز تھا کہ شعشاع بن شمشش طلسم زلزلہ سے نکلکر انجم حصار مین آیا تھا دعوت
اسکی نہایت دھوم سے ہورہی تھی شہر آئین بند تھا عین گرمی صحبت مین شعشاع جادو کوکب
سے پوچھ رہا تھا کہ تمنے اتنے دنون مین کس کس سے تصویر خداوند شمشش کو سجدہ کرایا اور دختر
تمھاری کہان گئی ہے کوکب نے عرض کی کہ مین تو بدستور رہا ہون وہی آپکا دین پھیلاتی پھرتی ہے
آج اس شہر مین نکل گئی کل اس شہر مین چلی گئی ابھی کہین دور گئی ہے ہنوز سلسلہ اس ذکر کا منقطع نہین
ہوا تھا کہ ملکہ مین نقابدارو کو ساتھ لیے ہوے پہونچی شعشاع کو سلام کیا اسکے بعد اپنے باپ کو سلام
کرکے بیٹھ گئی شعشاع نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین اور ایک نقابدار کو کہان چھوڑ آئین ملکہ نے کہا
کہ وہ خود مجھے چھوڑ کے چلا گیا پوچھا کہان ملکہ نے کہا ملک عدم کو شعشاع نے کہا یہ کیسے مفصل بیان کرو ملکہ نے
ملک سیاہ لقیہ مین اپنا پہونچنا اور مقابلے ہونا آخر مین اسیر ہونا خرس پوش کا اور مارا جانا زرین
پوش کا خضران کے ہاتھ سے بیان کیا شعشاع نے کہا کہ کیا خضران ابھی زندہ ہے ملکہ نے کہا کہ اسکے
ہاتھ سے نقابدار برق افگن مارا گیا یہ سنکے شعشاع نے کہا کہ تمنے نادانی کی کہ نقابدار کو میدان
مین بھیجکر لڑوایا اس طرح تو خضران چارون نقابدارون کو گرفتار کرلیتا اگر اس ابرطوسی رنگ سے
سامنے مین مقابلہ ہوتا تو پھر یہ نقابدار نہ مرتے اسلیے کہ زیر سایہ ابر نہ عیاری چل سکتی ہے نہ سحر کارگر ہوتا ہے
نہ اسم اعظم امیر سے کچھ ہوسکتا ہے خیر آئندہ ایسا نکرنا مین ایک نقابدار ویسا ہی اور تیار کردونگا
مگر اب خداپرستون پر چڑھ کے نجانا جسوقت وہ اس طرف آئینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہکر ایسا ہم خضران سے
خائف ہوا تھا کہ اٹھ کھڑا ہوا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوگیا۔ لیکن اب بیان سے

چندکلمے داستان خروج لاجوردشاہ برادرزادہ زبرجد شاہ کے بیان کیے جاتے ہین۔ خمسہ۔

بے زبان مجکو بنا دیتی ہے قربت تیری
غش ہی مین آجاتا ہون مین دیکھکے صورت تیری
شکوہ کرنے نہین دیتی ہے زیارت تیری
کہنے دیتی نہین کچھ منہ سے محبت تیری
لب پہ رہجاتی ہے آ آکے شکایت تیری

کر نہین سکتا ہون مین ایسا سفر خالی ہاتھ
مین نجاؤنگا نجاؤنگا کبھی خالی ہاتھ
دہر سے جا نہین سکتا مین ادھر خالی ہاتھ
عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہے ناز کہ لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہان مجکو وہ کب پوچھتے ہین
وہی اک ہین جو نہین برسر تعب پوچھتے ہین
وہ نہ اب پوچھتے ہین اور نہ جب پوچھتے ہین
یار غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور پھر پوچھ کے سب کہتے ہین قسمت تیری

کرون کیونکر نہ مین دن بھر شب غم کا شکوہ
میرے ہر لب پہ نہین درد والم کا شکوہ
نہین ہو جہ کیا تمسے صنم کا شکوہ
ہر رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہو جاتی نہین عادت تیری

نہ رہے عیش کے اسباب خدا حافظ ہے
تو تو ہرجائی ہے اب خدا حافظ ہے
اور آنکھون سے اڑا خواب خدا حافظ ہے
اب ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہے
کر چکے ہم تو محبت مین حفاظت تیری

گایا جاتا ہے محبت کا ترانہ کیا کیا
رنگ لائے گا یہ الفت کا فسانہ کیا کیا
لرتا ہے تیر ملامت کا نشانہ کیا کیا
دیکھیے کرتی ہے رسوائی زمانہ کیا کیا
مجھکو یہ چاہ تری تجھکو یہ صورت تیری

پوچھتے ہین مرے عادات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری ذات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین مرے اوقات تو کیون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری بات تو کیون پوچھتے ہین
سمجھتے ہین کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

کیون نہ پڑ جائینگے جانی کیے لالے ظالم
نہین ہوتے ہین فراموش وہ نقشے ظالم
مین نے دیکھے نہین عالم مین تجھ ایسے ظالم
یاد سب کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم
بھول جاتا ہون مگر دیکھ کے صورت تیری

حال کھلتا نہین کچھ تیرے جنون کا اے داغ
کسپہ تو مرتا ہے اور کسپہ ہے شیدا اے داغ
کچھ تو بتلا دے کلیم سکا ہے جو پایا اے داغ
کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا اے داغ
دیکھیے جا بسیگی کسی روز یہ وحشت تیری

راویان اخبار اسرار و حاکیان آثار جلالت و اقتدار اس طرح بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور نے آئینہ پرستی اختیار کر لی اور دین آئینہ پرستی کو اپنے ملک مین بھی رواج دیا سکندر آئینہ پرست انکو بہت چاہتا ہے رمان شاہ نے بھی تلاش ناہید خوشجمال کی موقوف کر دی سب یک دل و یک ملت ہو گئے ایک روز شاہزادہ طیمور شیر پرور سب کو ساتھ لیکر واسطے شکار کے روانہ ہوئے انکو مصروف شکار رکھکر حال خروج لاجورد شاہ کا بیان ہوتا ہے کہ جب یہ جوان ہوا تو اسکو فکر ہوئی کہ کسی طرح اپنے عزیزون کو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ کہان ہین اور کس حال مین ہین بعد کچھ دنون کے معلوم ہوا کہ رمان شاہ نے آئینہ پرستی اختیار کی اسکو کمال رنج ہوا کہ اگر یہ مالک تخت و تاج ہوا تھا تو اپنے دادا کی تصویر کیون نہ سجدہ کرایا لوگون نے بیان کیا کہ اک دیو اسکا مطیع ہو گیا تھا وہ نقابدار سیہ پوش بنکر مقابلہ کیا کرتا تھا لیکن شہر زرینہ کے شاہزادہ نے اس دیو کو بھی چت پٹ کر کے ذلیل و پاکس بل بر وہ سرکشی کرے سکندر آئینہ پرست نے اسکو پرورش کیا اور اس مرتبہ کو پہنچایا اگر سکندر سے خلاف ہوتا ہے تو بھی خرابی ہے علاوہ اسکے خورشید زرین کمر کا فرزند ایسا زبردست و بہادر ہے کہ دیو کش ہے یہ سنکے لاجورد شاہ کو طیمور شیر پرور کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اپنے عیار چالاک لکلکہ پا کو برائے گرفتاری طیمور شیر پرور روانہ کیا یہ عیار طرار نہایت تیز رفتار اور مکار ہے اسنے پتا شہر زرینہ کا دریافت کیا اور پا سے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور مصروف صید و شکار تھا اسنے ایک آہو کو صید کیا تھا جب آہو کو ذبح کر چکا تو اپنے عیار خضر لاہو رشیر دل

سے کہا کہ جاکر اور لوگون کو بھی یہین لے آو کباب آہو کے لگا کے کھاوین طیمور شیر پرور تو اسی مقام پر ٹہلنے لگا اور لاہور سکندر آئینہ پرست رمان شاہ خورشید زرین کمر سہیل اختر شناس ان لوگون کو اطلاع کرنے روانہ ہوا یہان شاہزادہ ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا کبھی اپنے صید کو دیکھتا تھا کبھی صحرا کی طرف نظر کرتا تھا کہ اک مرتبہ دیکھا کہ اک جھاڑی سے مرد پیر فقیر وضع اک گل عجیب وضع کا لیے ہوے آیا کہا بابا بھلا ہو طیمور نے اسکی طرف دیکھا فقیر نے آنکھ نیچی کرلی طیمور کو وہ گل اچھا معلوم ہوا کہا شاہ جی یہ پھول کس درخت کا ہی فقیر نے کہا بابا یہ بھی اک جنگلی درخت کا پھول ہی کیا تجھے نزاکت اس گل کی پسند آئی فرمایا کہ ہان بہت خوشنما یہ پھول ہی فقیر نے کہا خوشبو اسکی اور بھی اچھی ہی تو سونگھو یہ کہکر پھول طیمور کے ہاتھ مین دیدیا طیمور نے کہا کہ اسکا درخت لادو تو مین تمھین انعام دونگا اور درخت اپنے باغ مین لگاؤنگا فقیر نے کہا خوشبو سونگھو پسند ہوگا تو ایک کیا مین بہت سے درخت لادونگا طیمور شیر پرور نے اُس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی چھینک مارکر بیہوش ہوا چالاک لک لک پا نے نعرہ کیا اور چادر عیاری کمر سے کھول کر جلدی سے پشتارہ طیمور کا باندھ کر شہر لاجوردیہ کی جانب روانہ ہوگیا یہان لاہور شیردل جو سبکو ساتھ لیے ہوے آیا تو شاہزادہ کو نہ پایا پکارا کچھ آواز نہ آئی لاہور نے کہا کہ اگر ہمین ستانے کو چھپے ہو تو بس ستا چکے خدا تمکو ہم سے نہ چھپائے ہر چند ادھر ادھر دیکھا پتا نہ پایا پنیرا عیار کا پہچانا گریبان چاک کیا اور کہا کہ اے سکندر آئینہ پرست بھائی کو میرے کوئی عیار لے گیا یہ سب رو تے پیٹتے شکار گاہ سے پھر کر شہر زرینہ مین آئے اور سہیل اختر شناس سے بیان کیا سہیل اختر شناس نے زائچہ کرکے دیکھا اور بیان کیا کہ فرزند آپکا چند روز کے بعد بنہایت شوکت و شان ساز و سامان سے آکر ملیگا لیکن ملکہ کو جو خبر ہوئی کہ شاہزادہ شکار پر سے غائب ہوگیا تو بہت پریشان ہوئی ناہید حور جمال کو چپ لگ گئی ان سبکو تو مصروف رنج والم لکھا جاتا ہی لیکن اول حال شاہزادہ طیمور کا بیان کیا جاتا ہی کہ مہتر چالاک لک لک پا جو شاہزادے کو بیہوش کرکے لے چلا تھا جاتے جاتے شہر لاجوردیہ مین پہونچا اور اسیر غل و زنجیر کرکے سامنے لاجوردشاہ کے لے گیا لاجوردشاہ نے جو صورت طیمور شیر پرور کی دیکھی محو جمال ہوگیا کہا اسے ہوشیار کرو چالاک لک لک پا نے فتیلہ رنج بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا آنکھ جو شاہزادہ طیمور شیر پرور کی کھلی اپنے کو اک نئے دربار مین اسیر پنجہ تقدیر دیکھا حیران ادھر ادھر دیکھنے لگا دیکھا کہ اک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی زنگلون کرسیون پر بڑے بڑے سردار بیٹھے ہین اور ایک دیگل اک دیو دراز قامت مہیب صورت بیٹھا ہی لاجوردشاہ نے کہا اے نادان تو کیا دیکھتا ہی یہ دربار اس شخص کا ہی جو برادر زادہ خداوند زبرجد شاہ ہی مین نے تیری جرأت و دلاوری کی تعریف سُنی کر خداوند زبرجد شاہ نے تجھے نہایت زور و طاقت عنایت کی ہی تو مین نے بلالیا اس غرض سے کہ تجھے فہمائش کرون کہ دین آئینہ پرستی کو رواج نہ دے بلکہ دین زبرجد شاہ کو رواج دے یہ تصویر زبرجد شاہ کی سامنے لگی ہوئی ہی اسے سجدہ کر اور جسنے تجھے یہ حسن و جمال شان و شوکت عطا فرمائی ہی اُسے پہچان بس یہ سُنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو بہت غصہ آیا تصویر زبرجد شاہ پر تھوک دیا اور کہا کہ او گدھے زبرجد شاہ کے پوتے نے تو اطاعت کی ہمارے دین آئینہ پرستی کو اختیار کیا اور تو ایسی باتین کرتا ہی بس طیمور نے جو تصویر پر تھوکا تو غصہ سے لاجوردشاہ کانپنے لگا اس دیو سے کہا کہ اسے کھاجا یہ دیو ہیک کے چلا تھا کہ شاہزادے نے قید توڑی اور منہ پر دیو کے گھونسا مارا کہ سارا ہاتھ گلے مین اُتر گیا دیو پھڑکنے لگا لاجوردشاہ اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارلو

اسکو یہ تو بڑا ظالم ہے سلطنت چھین لیگا بس یہ سنتے ہی تمام سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے شاہزادہ طیمور
شیر پرور نے ایک سردار کو ہتکڑی کھینچ ماری کہ مغز سر اسکا پاش پاش ہوا جلدی سے شمشیر و سپر اُسکی اپنے
قبضہ مین کر لی اور لڑنا شروع کیا جو قریب آیا ایک ہاتھ مین اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تمام بارگاہ خون
سے لال کر دی لاشون کے پشتے کشتون کے انبار لگا دیے ہر طرف سے صدائے بگیر بابند تھی مگر یہ شیر نر
خصال کب کسیکو دھیان مین لاتا تھا برابر حملے کر رہا تھا یورش ہو رہا تھا کفار چاہتے تھے کہ کسی طرح گھیر کے
مارین اور لوگ کمک کو چلے ہی آتے تھے لاجورد کہہ رہا تھا کہ واقع مین یہ آدمی کاہے کو ہے بلائے بد
ہے اس سن مین اسکی یہ حالت ہے جوان ہو کر یہ کیا قیامت برپا کریگا تمام بارگاہ کی یہ حالت تھی کہ چھینٹین خون کی
اُڑ اُڑ کر سقف بارگاہ تک پہونچی تھین دیوارین سرخ ہو رہی تھین زمین پر تو گھٹنون گھٹنون خون تھا بازو
زرہ پوشون جو کٹ کٹ گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلی جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہے خودون کے حباب
اُس دریائے خون مین تیر رہے تھے اب یہ حالت تھی کہ کوئی آگے نہ بڑھتا تھا دور سے کمندین
مار رہے تھے شاہزادہ بھی تھک چلا تھا دوپہر گذری تھی کہ برابر تلوار چلا کی کہ اکمرتبہ پنجہ کر تک کے گرا اور
شاہزادہ طیمور شیرور کو اُٹھا لیے چلا گیا ان سب نے تو شکر کیا اور کہا کہ ع رسیدہ بود بلائے
ولے بخیر گذشت لاشین اُٹھائی گئین حال شہزادہ طیمور شیرور کا سنیے کہ جسوقت آنکھ اسکی کھلی تو اپنے
کو اک کوہ پر دیکھا اور اک دیو کو سامنے کھڑے پایا فرمایا تیرا کیا مقصد ہے تو کیون مجھے اُٹھا لایا دیو نے
عرض کی کہ واقعہ میرا یہ ہے کہ باپ میرا صغر سنی مین مر گیا تھا میرے چچا نے مجکو پرورش کیا جب مین سن
تمیز کو پہونچا تو اپنے چچا کی دختر پر عاشق ہوا مین نے خواستگاری ظاہر کی اُسنے مجھے مار کے نکال دیا اور
میری اُس پر جان جاتی تھی محبت سوسن پری کی میرے دل سے کم نہین ہوتی چچا میرا نہایت زبردست
ہے آپ اکیلے اتنے لوگون سے لڑ رہے تھے مین اس امید پر آپ کو لے آیا کہ شاید کچھ مقصد
دلی میرا حاصل ہو فرمایا تیرا کیا نام ہے دیو نے عرض کی کہ مجکو دیو خرسند کہتے ہین اور میرے چچا کا نام
دیو سیہ پرند ہے فرمایا مجھے اپنے چچا پاس لیچل مین تیری معشوقہ تجھے دلا دونگا وہ خوشی سے دیگا تو خیر
اور ملال کرکے دیگا تو زبردستی چھین دونگا دیو نے اپنے کاندھے پر بٹھا لیا اور شاہزادہ کو لیے
ہوئے روانہ ہوا یہ دیو شہر گلستان ارم کا رہنے والا تھا اور لشکر سلیمان صاحبقران مین ملازم
تھا شاہزادہ طیمور شیر پرور کو لیے ہوئے مکان پر اپنے چچا کے لایا اُس وقت دیو سیہ پرند دروازے
پر اپنے مکان کے کھڑا تھا اُسنے جو دیکھا کہ دیو خرسند اک خوبصورت لڑکے کو لایا ہے تو آواز دی کہ
ارے اسکو تو کہان سے اٹھا لایا کیا میرے واسطے یہ لقمہ چرب لایا ہے دیو خرسند نے کہا کہ یہ لقمہ چرب
نہین سخت ہے دیو سیہ پرند نے ہتھکے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ اُٹھا کر منہ مین رکھ لون شاہزادہ
طیمور شیر پرور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا دیو نے ہاتھ چھڑانا چاہا نچھوٹا اب دیو نے بل کرکے گردن
نیچی کی اور چاہا کہ شاخ سر اُٹھاؤن طیمور نے دوسرے ہاتھ سے شاخ بھی پکڑ لی اور کھینچ کر
یہ فرمایا کہ دیکھون تو کتنا زور آور ہے کمر اپنا ہاتھ سے ملا دے یا ہاتھ سے ملا دے یہ کہکر اپنے
دونون ہاتھ تان دیے دیو اگر ہاتھ سر سے ملانا چاہتا ہے تو ہاتھ ٹوٹا جاتا ہے اور سر ہاتھ سے ملانا
چاہتا ہے تو گردن ٹوٹی جاتی ہے کہا اگر تو مجھے چھوڑ دے تو مین اپنے آقا کو بلا دون وہ تیرے زور کا
جواب دیگا یہ سنتے ہی طیمور نے چھوڑ دیا اور کہا جا بلا لا دیو سیہ پرند دوڑا ہوا خدمت مین
اخضر زرد پوش کے آیا اخضر انتظار مین سلیمان صاحبقران کے کھڑا تھا تمام فوج قبل سے

آراستہ تھی کیونکہ خبر سنی تھی۔ کہ صاحبقران طلسم فتح کیے ہوئے مع انورشاہ و رمان شاہ و دختر
انورشاہ تشریف لاتے ہیں سب دیو و پری مشتاق جمال کھڑے ہوئے تھے کہ دیو سیہ پرند اُڑا ہوا
پہونچا اور اخضر زرد پوش سے کہا کہ بھتیجا میرا اک آدمزاد کو لیکر آیا ہی میں اُس سے مقابلے میں پست ہوا
اگر وہ چاہتا تو مجھے مار ڈالتا مگر ابھی بچہ ہی اسوجہ سے میرے فریب میں آگیا یہ سُنکے اخضر نے کہا میں چلتا
ہوں اور اُس آدمزاد کو گوشمالی کرتا ہوں یہ کہکر جانب مکان سیہ پرند روانہ ہوا دیو سیہ پرند
بھی ساتھ ساتھ تھا ادھر تو اخضر زرد پوش روانہ ہوا اُدھر گرد اُڑی اور سواری سلیمان صاحبقران
کی نہایت جاہ و حشم کے ساتھ نمودار ہوئی سب دیو و پری واسطے استقبال کے بڑھے یہ مقام گلستان ارم
سے دور تھا سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ تمام دیو و پری تو ہیں مگر اخضر زرد پوش نہیں ہی فرمایا
کہ ہمارا اخضر کہاں ہی لوگوں نے بیان کیا کہ دیو سیہ پرند نے آپنے بھتیجے کو مار کے نکال دیا تھا
وہ پردۂ دنیا سے اک آدمزاد کو لے آیا ہی اخضر اُسکی گوشمالی کو گیا ہی فرمایا کہ میں پردۂ دنیا سے کونسا
آدمزاد آیا ہی انھوں نے کہا ایسا ہی کہ اُسنے دیو سیہ پرند کے بھی چھکڑا دیے فرمایا کہ اسکی بھی اتنی
مجال ہی کہ پردۂ دنیا کے آدمزاد کو گوشمالی کرے وہاں سوا ہمارے عزیزوں کے اور کون ایسا
ہی جسکو دیو اپنی مدد کے لیے لاے ہیں میں بھی چلتا ہوں ایسا نہو اخضر اپنی جہالت میں مارا جاے
یہ فرماکر سلیمان صاحبقران بھی روانہ ہوئے ہاں دیو خرسند نے کہا اے شہریار آپ نے ناحق اُسے
چھوڑ دیا اب وہ اخضر زرد پوش کو لائے گا اخضر بلاے بیدرمان ہی تمام شہرستان قاف اُسکے
نام سے تھرّاتے ہیں فرمایا کہ بس بیہودہ نہ بک اُسنے وہ دیو خرسند نے اک انار نکال کے
دیا کہ آپ اسے نوش کیجیے شاہزادہ پرستان کا انار دیکھ کے نہایت خوش ہوا دانے اُسکے نوش
کرنے لگا اتنے میں گرد اُڑی اور اخضر زرد پوش نمودار ہوا جیسے ہی نظر اخضر کی شاہزادہ
طیموس تہمتن پر پڑی کہا او طفل تو تو لائق پیار کرنے کے ہی ارے یہ دیو تجھکو کہاں سے اُٹھا لایا فرمایا
بس بیہودہ نہ بک اخضر نے کہا کہ میں تو طرح دیتا تھا کہ تو بچہ ہی میں تجھے کیا لڑوں تو بدزبانی کرتا ہی آخر
تیرا مقصد کیا ہی فرمایا میں اس دیو کی شادی اسکے چچا کی بیٹی سے کرونگا اخضر ہنسا اور کہا کہ دیو سے کہ
اس پری سے باز آئیے بجاے پری کسی کو لیجائے بس یہ سنتے ہی شاہزادہ نے وہی انار اخضر
کھینچ مارا انار اخضر کے سینے پر اس زور سے پڑا کہ بہت چوٹ آئی بس اخضر کو غصہ آگیا وار کر
تلوار مار بیٹھا طیموس نے ترچھے ہو کر خالی دی تلوار زمین میں آ گڑی بس طیموس نے دوسرا پاؤں بڑھا کے
تلوار پیر رکھ دیا اور کہا کہ بڑا زبردست ہو تو کھینچ لے اتنے میں گرد اُڑی اور سلیمان صاحبقران آپہونچے
دیکھا کہ دوسرا ایرج کھڑا ہوا انکی طرح ہو کر ایرج کے رخسار پر خال تھا اسکی زنخدان پر گویا حفاظت چاہ
زنگی مامور ہی پھولا پھولا چہرہ دیکھکر سلیمان صاحبقران کو پیار آگیا اخضر کو غیرت آئی بس اسنے
زور سے جھٹکا مارا کہ قبضہ قریب تھا میں اخضر کے آگیا اور پھل زمین میں رہگیا چاہا اخضر نے کہ تیغہ منھ پر طیموس
کے کھینچ مارے سلیمان صاحبقران نے ڈانٹا کہ خبردار کیا کرتا ہی اگر ایسی حرکت کی تو دھڑ سے سر
کھینچ لونگا اخضر ادب سلیمان صاحبقران سے رک گیا لیکن اُسکو حسد کا ملال ہوا صاحبقران قاف
قریب تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحبزادے کس ارادے سے اس طرف آنا ہوا طیموس نے کہا
غیبدان مجھے لے آیا ہی مطلب اسکا یہ ہی کہ شادی میری چچا زاد بہن کے ساتھ ہو جائے میں اسکی شادی
کرکے یہاں سے جاؤنگا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ غصہ نکرو میں خود یہ شادی کر دونگا

یہ فرماتے ہوئے اور غصہ کم کرتے ہوئے اپنے ساتھ لیکر پھرے اخضر اور جلا صاحبقران قاف
طیمور کو ساتھ لیے ہوئے گلستان ارم مین تشریف لائے یہان سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک
انتظار ہی مین تھے کہ صاحبقران قاف پہونچے سلیمان اعظم نے گلے لگایا سلیمان کوچک گلے ملے پوچھا
یہ بچہ کسکا ہی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ دیو خرستند انھین پردہ دنیا سے لے آیا ہی سلیمان اعظم نے
بغور اسکی طرف دیکھا حالت اسکی یہ ہی کہ جس سے آنکھ ملاتا ہی وہ آنکھ نیچی کر لیتا ہی زہرہ آب ہو لے آنکتا
ہی سوا اولاد صاحبقران کے کوئی اس سے آنکھ نہین چار کر سکتا ہی پریزادین جھانک صاحبقران
قاف کو دیکھ رہی ہین اور خوش ہو رہی ہین جن پریزادون نے ایرج نوجوان کو دیکھا تھا وہ تو بیساختہ
کہہ اٹھین کہ یہ ایرج کا فرزند معلوم ہوتا ہی کسی بات مین سر مو فرق نہین ہی بلکہ یہ صفت بڑھی ہوئی ہی کہ
اس سن مین کہ بچہ ہی کوئی آنکھ نہین ملا سکتا طیمور نے کہا کہ پہلے اسکی بی بی اسکو دلوا دیجیے پھر دوسرا
کام کیجیے گا صاحبقران قاف نے فرمایا ابھی اور اسیوقت دیو سیہ پرند سے کہا کہ ابھی اپنی دختر
لے آ اسیوقت دیو سیہ پرند گیا اور سوسن پری کو لے آیا صاحبقران قاف نے عقد
کر کے دیو خرستند کے حوالے کر دیا دیو خرستند تو دعائین دیتا ہوا ادھر رخصت ہوا یہان
سلیمان صاحبقران نماز پڑھنے کھڑے ہوئے طیمور شیر پرور نے کہا کہ میرا عبادت خانہ بھی تیار
کرا دیجیے مین بھی عبادت کرون فرمایا تمھارا کیا مذہب ہی طیمور نے کہا کہ مین آئینہ پرست ہون
سلیمان صاحبقران نے اسی وقت اک بہت بڑا حلبی آئینہ منگوا کر چوکھٹے پر اسکے جواہر نصب
تھا دیوار مین چسپان کرا دیا طیمور نے آئینہ کو دیکھا اور پلٹ کے سلیمان صاحبقران سے کہا
کہ کیسے آپکا مذہب اچھا ہی یا ہمارا فرمایا کہ بھئی خالق سبکا ایک ہی ہی طریقے پرستش کے علیحدہ علیحدہ
ہین طیمور نے کہا کہ آپ بھی پرستش آئینہ کی کیجیے فرمایا تمھین کو مبارک ہین جس طریقے پر ہون
مجھے یونہی رہنے دیجیے طیمور نے کہا کہ آپکو اٹھا بیٹھی کرنا پڑتی ہی میرے طریقہ عبادت مین
کسقدر سہولیت ہی پھر آیا خدا اچھا جو بندون کو تکلیف نہ دے یا ایسا جو تکلیف دے فرمایا
کہ خدا نے واسطے عبادت ہی کے بندون کو پیدا کیا ہی طیمور کی بھولی بھولی باتون پر سبکو پیار آتا
ہی مگر اخضر جل رہا ہی جب اس سے بھی فراغت ہوئی تو طیمور نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجیے
صاحبقران قاف نے فرمایا کہ اسقدر جلدی کیون ہی ابھی کچھ دن پرستان کی سیر کرو پھر دیکھا جائے گا
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ہمنے تمھاری خوشی سے شادی سوسن پری کی دیو خرستند سے کر دی
اب تمکو چاہیے کہ ہمارے فرزند کی شادی مین شریک ہو تو پھر جانے نہ جانے کا اختیار ہی طیمور نے کہا
مین تو بیکار بیٹھے بیٹھے گھبراتا ہون بے شغلی بری معلوم ہوتی ہی کیسی لڑائی پر مجھے بھیجدیجیے قاف مین کوئی
ایسا زبردست دیو بھی ہی جس سے ذرا زور کرنے مین لطف آئے فرمایا کہ سب کو مین نے پست کیا یہان
ایسے ایسے دیوان سرکش تھے کہ ابلیس بھی انسے پناہ مانگتا تھا طیمور شیر پرور نے کہا افسوس
ہم کیسے برے زمانے مین پیدا ہوے کہ لطف مقابلہ بھی نہین ملتا آجتک کوئی ایسا نہ ملا جس سے
تھکم تھکا کی لڑائی ہوتی اسقدر اسکے حسن کا شہرہ قاف مین ہوا کہ دور دور سے پریان تماشا
ہو ہو کے دیکھنے کو آتی تھین اب سلیمان صاحبقران کی شادی کا سامان ہونے لگا رقعہ جات
روانہ ہوے قصر سجے گئے قلعہ بورین انور شاہ کو مع اسکی دختر کے جگہ ملی انور گلستان ارم
مین صاحبقران قاف نے حد درجہ نظر جلسہ کی تیاری ہوئی تمام رؤسا قاف جمع ہوئے جب

برات کا دن آیا تو رات بھر ناچ رہا طیمور صبح تک شریک جلسہ رہا لیکن آنکھیں لسبب جاگنے کے سرخ ہوگئیں جن پریزادون نے طیمور کو نہ دیکھا تھا وہ سلیمان اعظم وغیرہ سے پوچھتے تھے کہ یہ لڑکا کسکا ہے یہ تو بعینہ ایرج معلوم ہوتا ہے اور صاحبقران قاف کی تو یہ حالت ہے کہ نام ایرج کے پروانہ ہین بار بار طیمور سے پوچھتے ہین کہ تم کسکے فرزند ہو طیمور نے بتایا کہ مین خورشید زرین کمر کا بیٹا ہون سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہتے ہین لیکن متعجب ہو ہو کے آخر سلیمان صاحبقران سے کہتے ہین کہ دیکھے سب نشانیان اولاد صاحبقران اسمین موجود ہین خدا جانے یہ شہر زرینہ مین کیونکر پہونچ گیا اور کس طرح خورشید زرین کمر اسکو پا گیا اسی الجھن مین یہ خیال آیا کہ ہمتمش جنی سے پوچھنا چاہیے اس وقت ہمتمش جنی بھی موجود تھے سلیمان صاحبقران نے چپکے سے پوچھا کہ یہ لڑکا کسکا ہے اور کس طرح شہر زرینہ مین پہونچ گیا ذرا آپ اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت تو کیجیے ہمتمش جنی نے بھی بشرہ دیکھا اور انھین بھی یقین ہوا کہ یہ لڑکا ضرور ہاشمی ہے بس انھون نے اپنے علم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کس مقام پر پیدا ہوا اور کس طرح شہر زرینہ تک پہونچا تمام کیفیت مفصل سلیمان صاحبقران سے بیان کی کہ پیدایش اسکی طلسم لالہ زار کی معلوم ہوتی ہے اور شکم مادر سے باہر آنا صحرا مین ظاہر ہوتا ہے اور پرورش پانا شیرنی کے دودھ سے جسکا اثر اسکی آنکھون سے ظاہر ہے کہ کوئی آنکھ نہین ملا سکتا ہے اور خورشید زرین کمر نے اسکو شکار پر سے پایا ہے صاحبقران قاف نے کہا یہ سب باتین تحریر کر کے مجھے دو ہمتمش جنی نے سب احکام تحریر کیے سلیمان صاحبقران نے آخر مین یہ عبارت تحریر کی کہ اگر فلان زمانے مین طلسم لالہ زار تباہ ہوا اور ملکہ طلسم گم ہوئی اور خورشید زرین کمر نے اس طفل کو صحرا سے پایا تو ضرور یہ احکام صحیح ہین اور یہ فرزند ایرج نوجوان کی نشانی ہے آخر مین ہمتمش جنی کے دستخط اور اپنی مہر ثبت کر کے تعویذ بنایا اور بازو پر طیمور کے باندھ دیا طیمور نے کہا یہ کیا شے ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نشانی ہماری ہے تا کہ تم ہمین بھول نجاؤ اگر تم ہم سے محبت رکھتے ہو تو اسے بہت حفاظت کے ساتھ اپنے بازو پر رکھنا اور جسوقت دنیا مین پہونچکر صاحبقران سے مقابلہ ہو اور معاملہ یکسو ہو جائے تو اسے کھولکر دیکھنا طیمور خاموش ہو رہا اب یہان جلسہ شادی کی تیاری ہوئی تمام شہر گلستان ارم آئین بند ہوا قصر گلستان ارم سجا گیا کہ آراستگی اسکی بیان سے باہر ہے جب شب عروسی آئی تو جلسہ پریزادون کا قصر شاہی مین جمع ہوا پہلے تو رونے سے کہرام بپا ہوا طیمور حیران تھا کہ شادی مین رونا کیسا پوچھا کہ کیا آپ لوگون مین یہی دستور ہے کہ خوشی کے وقت پہلے رونے مین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت سبکو میری والدہ ماجدہ ملکہ آسمان پری یاد آئین اور جو عزیز مر گئے ہین وہ یاد آتے ہین کہ افسوس آج وہ خوش ہونے والے نہین ہین چونکہ انکے انتقال کے بعد یہ پہلی شادی ہے اس وجہ سے ہجوم رنج وغم زیادہ ہے طیمور نے کہا کہ مجھے بھی رونا چاہیے اسلیے کہ دوستون کی خوشی مین خوشی اور رنج مین رنج کرنا چاہیے مگر مجھے تو رنج ضرور ہوتا ہے لیکن رونا نہین آتا ان باتون پر بیساختہ سلیمان صاحبقران ہنس پڑے اور طیمور کو گلے لگا لیا فرمایا کہ آنسو اسی کے آنکھ سے نکلتا ہے جسکے دل پر چوٹ لگی ہو تمھاری اتنی ہمدردی کافی ہے کہ ہمارے رنج کے وقت افسوس کرو خوشی کے وقت خوش ہو الغرض جب رو دھو چکے تو سب آکر محفل آرائے طرب ہوئے ناچ شروع ہوا اک پریزاد نے یہ غزل شروع کی

غزل —

لگے اپٹو مزے لوٹو یہ لطف زندگانی ہے
تمھاری بھی جوانی ہے ہماری بھی جوانی ہے

جو اس قاتل پہ مرتا ہے اسکی زندگانی ہے
جوانی بھی ہماری واہ کیا اچھی جوانی ہے
محبت کا اثر بھی اک بلا سے ناگہانی ہے
حسین ہو مہ جبین ہو نازنین ہو نوجوانی ہے
کرون کیا بات خود ہر بات پر شک مجکو ہوتا ہے
تجھے یہ بھی نہ کچھ معلوم ہوئی بدگمانی ہے
کوئی مجرم سمجھ لینا اسکے نہ ہو نہ سر پھر کیونکر
وہی کچھ خوبصورت ہے کسی کی کچھ جوانی ہے
کلیجے سے لگا رکھا ہے داغ دلکو فرقت میں
جو مجھے جان دیتا ہے اسکی یہ نشانی ہے

پریشان ہو رہا ہے جو اسکی شادمانی ہے
شراب اور ہم ارے واعظ یہ بیجا بدگمانی ہے
مجھے شک جنبہ تھا انکو مجھی سے بدگمانی ہے
غنیمت ہیں یہ جو کچھ وصل کی دو چار راتین ہین
بلا کا وہم ہے تمکو غضب کی بدگمانی ہے
کسیکے بھولے پن سے طرفہ طرفہ حسن پیدا ہین
کہ جسکو اپنے سایہ سے بھی ہر دم بدگمانی ہے
قیامت کی ادا آفت کی چتون تیر کی قامت
خدا رکھے یہی تو ایک اس بت کی نشانی ہے

جگر بیچین ہے دل مضطرب ہے ناتوانی ہے
اگر ہی بھی ہی پھر جنکو کیا نقص جوانی ہے
نگہ پھیرو بگڑ جاؤ غضب ڈھاؤ ستم توڑو
مرادون کے یہی دن ہین یہی فصل جوانی ہے
ارے واعظ نہ کر ضد ہم بلانے پر جو آجائین
لڑکپن کا لڑکپن ہے جوانی کی جوانی ہے
حضور اپنے برابر نے لگا جسکو بٹھلائین
پھر آسمیر یہ غضب نام خدا پوری جوانی ہے
کلیم اسنے خبر سنکر مرے مرنے کی فرمایا

غرضکہ تمام شب گانے بجانے کا جلسہ ہا پریان خوب خوب ناچین انعام و اکرام پائے شہزادہ طیمور ناچ دیکھتے دیکھتے گاؤ پر سر رکھکے سو گیا صبح کو بہت دھوم سے برات قصر بلوریہ کی طرف روانہ ہوئی اپوا شاہ نے استقبال کیا بزم آراستہ ہوئی عقد شاہزادہ سلیمان صاحبقران دختر انور شاہ کے ساتھ پڑھا گیا شادیانے بجے شاہ نے برات لیکر خوشی خوشی گلستان ارم مین آیا شب کو حجلۂ عروسی آراستہ ہوا صاحبقران نامدار مع عروس کے شاد کام ہوئے صبح کو غسل کیا دربار مین کرسی پہ بیٹھے شاہزادہ طیمور موجود تھا اخضر زردپوش بھی تھا لیکن جب اخضر طیمور کی طرف دیکھتا تھا نگاہ بھر سے دیکھتا تھا اور شاہزادہ جب اس سے آنکھ ملاتا تھا اخضر کو تاب نہ ہوتی تھی آنکھ جھکا لیتا تھا اور اسے فکر تھی کہ کسی طرح طیمور کو زک دون سلیمان صاحبقران سے عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین آنکو مع دنگل اٹھا دون اور یہ مجھے اٹھائین سلیمان صاحبقران نے چپکے سے اخضر کے کان مین کہا کہ دیکھ اپنے کو ذلیل نہ کر دا یہ اولاد صاحبقران سے ہے سب نشانیان اسمین موجود ہین یہ تجھسے ہرگز نہ اٹھیگا او تجھے بہت آسانی سے اٹھالیگا اسوقت تک پرستان مین سوا میرے تو کسی سے زیر نہین ہوا ہے تیرا وقار تمام پرستان مین ہے اینده تیری وقعت جاتی رہیگی اخضر نے کہا کہ مین ضرور اسے زور کرونگا یہ پکار کے کہا اسطرح کہ طیمور نے سن لیا بس اسی وقت تیور بدہو گئے کہا کہ پہلے تو زور کریگا یا مین زور کرون اخضر نے کہا کہ مین آتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اور دنگل کے نیچے ہاتھ دیکر کھینچ گیا کے زور کیا طیمور نے لنگر بار دیا پائے دنگل کے زمین اتر گئے ہر چند اخضر نے زور کیا کچھ نہوا آخر علیحدہ ہو گیا اور اپنے دنگل پر آبیٹھا اب شاہزادہ طیمور اپنے مقام سے اٹھا اور اسلحہ سلیمان اعظم کا مع خود زرہ بکتر چار آئینہ یہ سب اسکے دنگل پر رکھ دیا اور گرز ایک ہزار من کا ہاتھ مین دیکر کہا کہ اسے لیے بیٹھا رہ اخضر نے کہا کہ پہلے مجھے تو اٹھا لو پھر یہ بوجھ بڑھانا طیمور نے کہا کہ تم جتنے تجھے لیتا ہون آنا کر سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ جو کہتے ہین وہی کر اخضر خاموش ہوکے بیٹھا طیمور شیر پرور نے ایک پایہ دنگل کا پکڑا اور یا خداوند آئینہ کہکر جو زور کیا تو اٹھا لیا پھر چیدا اخضر نے لنگر بدرے کچھ نہوا طیمور نے بجاے سلیمان صاحبقران دنگل کو آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اخضر نے کہا کہ دنگل پر بے بس ہوکے بیٹھنا ہوتا ہے اسکا اعتبار نہیں زمین مین مجھے زور کو صاحبقران قاف نے دل مین کہا کہ اسکی شامتین ہی آگئی ہین کچھ نہ بولے طیمور نے کہا تجھے کسی طرح عذر نہین ہے اخضر نے کہا کہ زمین مین بیٹھو طیمور پاؤن سمیٹ کے زور علی کی ترکیب سے بیٹھ گیا اخضر نے زور کیا کچھ سعا الحری ور کر کے ہانپنے لگا جھوڑ کے الگ ہو گیا اسی وقت طیمور نے کہا کہ اب تو بیٹھ اخضر اسی طرح بیٹھا طیمور نے یا خداوند آئینہ کہکے جو زور کیا تو اخضر زردپوش کو

اُٹھا لیا اور چھوڑ دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھا نتیجہ ہمارے منع کرنے کا اخضر نے گردن جھکا لی
اور دل مین سوچا کہ اس زندگی سے موت بہتر ہی کہ ایک لڑکے کے ہاتھ سے تو اس طرح ذلیل ہوا اور سلیمان
صاحبقران کی رفاقت مین یہ ذلت حاصل ہوئی اخضر کے دل مین تو یہ کینہ گھر کرتا جاتا ہی اور سلیمان
صاحبقران کو محبت طیمور شیر پرور کی زیادہ ہوتی جاتی ہی ایک روز سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ اگر تمھین شوق ہو تو شکار پر چلو طیمور نے کہا چلیے غرضکہ اُسی وقت سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک بھی
موجود تھے یہ سب ملکر واسطے شکار کے روانہ ہوے اخضر زرد پوش بھی ساتھ ساتھ تھا شکار پر
سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی آپکو فن سپہگری کسنے تعلیم کیا سلیمان اعظم نے
فرمایا کہ والد ماجد جناب امیر حمزہ صاحبقران اول نے مجھے تربیت کیا سلیمان صاحبقران
نے عرض کی کہ جو کہ فن صاحبقرانی کی ہون وہ مجھے تعلیم کیجیے سلیمان اعظم نے اشارہ سے منع کیا
اور فرمایا کہ یہ تعلیم شاہی مین ہوتی ہی سلیمان صاحبقران کہنے لگے کہا کہ آئیے ہم اور آپ کسی طرف نکل چلین
طیمور نے کہا کہ مین تو آپ ہی کے ساتھ رہونگا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ تم سے کسی بات کا
پردہ نہین ہی چلو شوق سے چلو غرضکہ مع اخضر زرد پوش اور سبکو تو اسی جگہ چھوڑا صرف طیمور کو ساتھ
لیا اور جانب صحرا روانہ ہوے اک جگہ گرد جھاڑیان تھین اور بیچ مین میدان تھا وہ مقام پسند کرکے
سلیمان اعظم نے نیزہ بازی اپنے فرزند کو بتانا شروع کی طیمور غور سے دیکھا کیا جب سلیمان صاحبقران
سیکھ چکے تو طیمور نے کہا کہ مجھے بھی بتائیے گا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ او طیمور نیزہ پکڑ کے سامنے
آگیا فرمایا وار کرو طیمور نے کہا کہ آپ پر میرا ہاتھ نہین اُٹھتا فرمایا اسکا خیال نکرو جبتک آپس مین
اسطرح نہ لڑوگے تو دشمن سے کیونکر مقابلہ کروگے طیمور نے نیزہ مارا سلیمان اعظم نے نیزہ کو
نیزے پر گانٹھا دو اک طعنون کا بھلا وار دیکر نیزہ ہاتھ سے طیمور کے نکال دیا اُس وقت طیمور غصہ سے
سُرخ ہوگیا اور اپنے ہاتھون کو کاٹنے لگا صاحبقران قاف نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ
کیا کرتے ہو طیمور نے کہا کہ میرے ہاتھ کمزور ہین فرمایا ہاتھ کمزور نہین ہی بلکہ نیزہ بازی کے طریقے سے
تم آگاہ نہین ہو اسمین بھی پیچ ہوتے ہین جنکو بند کہتے ہین نیزہ ہاتھ کی زوری سے نہین نکلتا ہی بلکہ پیچ سے نکلجاتا
ہی جب تم سیکھ لوگے پھر تمھارے ہاتھ سے بھی نیزہ نہ نکلیگا طیمور نے کہا کہ پھر بتائیے اُس وقت
سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ایک شرط ہی وہ یہ ہی کہ خدا پرستون سے کبھی مقابلہ نکرنا نہ اُنکے ملکون کو
کبھی تباہ وبرباد کرنے کی فکر کرنا طیمور نے کہا کہ اگر خدا پرست خود مجھ سے مقابلہ کرین فرمایا جو لڑے
اُس سے لڑنا اور جو نہ لڑے اُس سے نہ لڑنا اُنپر جبر کرنا کہ دین اپنا چھوڑ دو طیمور نے کہا کہ ہرگز
ایسا نہوگا اُس وقت سلیمان اعظم نے طیمور کو خوب نیزہ بازی سکھائی کہ طاق ومشاق کر دیا کمی باقی
اُٹھا نہ رکھی جسوقت پلٹ کے خیمہ مین آئے تو اخضر زرد پوش نے رنجیدہ ہو کر صاحبقران قاف
سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین شہر سلطانیہ کے انتظام کو جاؤن مین نے سُنا ہی کہ وہان بہت ابتری
ہی سلیمان صاحبقران نے بھی مصلحت وقت جانکر اجازت دیدی کہ ایسے وقت مین اسکا ٹل جانا ہی بہتر
ہی اسلیے کہ چشم وابرو سے اُسکے یہ بات پائی جاتی ہی کہ یہ طیمور سے کاوش رکھتا ہی جسوقت تک طیمور یہان
مہمان ہی اُسوقت تک اسکے واسطے یہان سے ٹل جانا ہی بہتر ہی اخضر کو اجازت دیدی یہ اسی وقت سوار
ہو کے روانہ ہوگیا کچھ دور گلستان ارم سے پہونچا ہوگا کہ کرشمہ سے بجلی رکھی اور یہ چونکا کہ اخضر کو اٹھا کے
لیے چلا گیا اسکا حال بعد کو بیان کیا جائے گا لیکن اول کیفیت سلیمان صاحبقران اور طیمور کی سنیے

کہ یہ شکار سے واپس آئے اب روز تعلیم فن سپہگری کا ہوا کرتی تیغ بازی گرز بازی نیزہ بازی ناوک اندازی
جب یہ سب باتین طیمور کو آگئین تو نوبت کشتی کی آئی سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے
عرض کی کہ حضور اسے ٹھیک نہ رکھیے گا ورنہ یہ بدمزاج ہوجائے گا فرمایا کہ مجھے خیال ہے مین جانتا ہون
کہ یہ خاندانی غصہ ور ہے اور شیرنی کا دودھ پیکر اور بھی مزاج اسکا خراب ہوگیا ہے اور سن بھی دلوون
کا ہے غرضکہ کسی اور کو بھلا لیا اور اسپر پیچ باندھ کے بتادیا اس طرح طیمور کو پیچ صاف کرائے
چندون مین یہ طاق وشاق ہوگیا سلیمان صاحبقران نے بڑی محنت کی اور سلیمان اعظم بھی جسقدر
جانتے تھے سب بتادیا اور سلیمان صاحبقران سے کہا کہ ای فرزند یہ تو دوسرا علمشاہ پیدا ہوا ہے
صاحبقران دنیا کو مقابلے کے وقت نسدر کھلیگی دیکھنا یہ کتنوں کو چوپٹ کردیتا ہے ہر ایک اس سے
مقابلہ نہین کرسکتا اب میدان چوگان بازی تیار ہوا اور سلیمان صاحبقران اور طیمور ایک طرف
ہوے اور ایک طرف بڑے بڑے چوگان بازون کو جمع کیا اس فن مین بھی طیمور طاق وشاق
ہوگیا ایک روز پھر جی گھبرایا اور طیمور نے کہا کہ آج شکار پر تشریف لے چلیے سلیمان صاحبقران
نے بخاطر طیمور شیر پرور تیاری کی اور جانب صحرائے پرستان روانہ ہوے خیمہ برپا کیا مصروف
صید وشکار ہوے انکو تو مصروف شکار رکھا جاتا ہے

چند کلمے داستان اخضر زردپوش اور خمار جادو کے مرید ہوجانا اخضر کا اور درپے آزار ہونا طیمور کے اور باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین

مخمس

خود سے بیگانہ ہے اور دوست یگانہ تیرا
لب پہ بلبل کے ہے گلشن مین ترانہ تیرا
دل حسینون کا ہے تیر نشانہ تیرا
سارا عالم دنیا ہے تیری سارا زمانہ تیرا
جسکو سنتا ہون وہ کہتا ہے فسانہ تیرا

بے مروت کہون یا تجکو کہون بے پروا
دیکھ تو اپنی تغافل کو مری جان ذرا
ظلم یہ تیرا نرالا ہے یہ طرفہ ہے جفا
جس ستم کی نہ تھی امید وہی تو نے کیا
نزع کا حال مرا اور نہ آنا تیرا

تھا یہ ارمان کہ سخ ہو تری پیکان کا اوم
اب غرض کیا ہے کہ مین رشک کرون آٹھ پہر
دل مین گھر کر کے کلیجے مین بھی ہو تیر لگر
ہولیا غیر کا جب تو تو بھرا ہے تیر نظر
کیون بناؤن مین جگر اپنا نشانہ تیرا

سانا موت کا ہے تیر انتظار ظالم
وار کرنا نہین پڑتا ہے دوبارا ظالم
تیغ ہے تیر ہے برچھی ہے اشارا ظالم
جسکو تاکا اسے ہموت ہی مارا ظالم
چوکتا ہی نہین واللہ نشانہ تیرا

غش مین ہے شکل کلیم آٹھ پہر کیا کہتا
او مرے کشتۂ پیکان نظر کیا کہتا
تیر ہر وقت ہتھیلی پہ ہے سر کیا کہتا
واہ کیا تیرا کلیجا ہے جگر کیا کہتا
کہ رہا کرتا ہے مداح زمانہ تیرا

راوی بیان کرتا ہے کہ اخضر زرد پوش کو جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک ساحرہ تھی کہ نام اُسکا خمار جادو
ہے یہ کلاتہ ہوس نفس کی پابند راحت پسند عیش پرست ہے پہلے اسنے ایک دیو کو پسند کرکے قید
کیا کہ کہین جانہ سکے پھر بھی ہوس اسکی کم نہوئی اسی تلاش مین پھرا کرتی تھی حسب اتفاق اسنے اخضر زرد
پوش کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان زبردست ہے اس سے اچھی طرح مطلب حاصل ہوگا اور پنجہ
بنکے گری اخضر کو اُٹھائے لیے چلی گئی جسمین یہ رہتی تھی وہ مکان اک باغ تھا اور پشت
مکان کی طرف دریا بہ رہا تھا خمار جادو نے اخضر کو باغ مین لے جاکے اُتارا اخضر تموج ہوا
سے بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا تو دیکھا کہ اک عورت سیہ فام چھپکلی کی طرح کریہ منظر کھڑی
ہے پوچھا تو کون ہے خمار جادو نے اپنا نام بتایا کہا مجھے کیون لائی ہے خمار جادو نے کہا کہ وصل میرا
تو قبول کر اخضر نے کہا تو اپنی صورت تو دیکھ خمار جادو نے کہا کہ صورت تو میری بُری ہے لیکن سیرت
بہت اچھی ہے مین علم سحر و ساحری مین کمال رکھتی ہون اگر تو مطلب میرا برلائیگا تو اسکے صلہ مین جو
کہیگا وہ کرونگی اور اس بُری صورت کو بھی سحر سے ایسا بنا سکتی ہون کہ خوبصورت میرے آگے شرمانے
لگینگے یہ کہکر جو غلطک مارکی اُٹھی ہے تو دیکھا اخضر نے اک چودہ پندرہ برس کے سن کی نہایت حسینہ
وجمیلہ ہے کہ اخضر باوجودیکہ اصلیت سے خمار جادو کے آگاہ تھا مگر محو ہوگیا کہا اے خمار جادو
مین وصل تیرا بدل و جان منظور کرتا مگر ڈرتا ہون صاحبقران قاف سے کہ وہ مجکو بھی مار ڈالیگا
اور مجھے بھی زندہ نچھوڑیگا خمار جادو نے کہا کہ مین تجھی کو صاحبقران قاف بنادونگی اسکی
کیا حقیقت ہے وہ میرا کچھ نہین کرسکتا اخضر کو اُس وقت قتل صاحبقران کی اشتعالک دیتے
ہوئے تو جیا آئی کہا خیر جسوقت وہ سر اُٹھائیگا اُس وقت دیکھا جائیگا بالفعل تو گلستان ارم
کی طرف جا اور وہان اک لڑکا تیرہ چودہ برس کا ہے کہ نام اُسکا طیمور شیر پرور ہے اُسے لاکر قتل
کرڈال تو مین وصل تیرا قبول کرون خمار جادو نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے ابھی گئی اور ابھی اُسے لیکر
آئی لیکن تجھ ایسا پہلوان زبردست ایک لڑکے کی قتل کی مجھسے خواہش ظاہر کرتا ہے اسکا کیا
سبب اول تو لڑکے نے کونسا قصور کیا ہے جو وہ قابل قتل سمجھا گیا علاوہ اسکے کیا تیرا قابو اُسپر
نہین چلتا اخضر نے کہا وہ بلائے بد ہے مین اُسکا مارا ہوا ہون یہ کہکر سارا واقعہ طیمور شیر پرور
کا سامنے خمار جادو کے بیان کیا خمار جادو کو بھی تعجب ہوا اُسی وقت بارادہ قتل طیمور
یہان سے روانہ ہوئی وہان شاہزادہ طیمور شیر پرور اور سلیمان صاحبقران و صاحبقران
کوچک بارگاہ سے نکلے ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑے تھے تمام سرپیزاد جمع تھے سلیمان
اعظم کا انتظار تھا کہ تشریف لے آئین تو کسی طرف بتلاش میدان چلین کہ اکمرتبہ جانب صحرا سے اک
کوہ بلند نمودار ہوا اور دیکھا کہ وہ کوہ اُسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے سب حیران ہوکر دیکھنے لگے جب
قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ اک اژدر دمان ہے کہ جب سانس کھینچتا ہے تو صحرا کے کنکر پتھر اُسکے
پیٹ مین چلے جاتے ہین اور جب سانس چھوڑتا ہے تو درخت جلنے لگتے ہین زمین جھلس کے سیاہ
ہوجاتی ہے اور اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے اس وقت طیمور شیر پرور جا پڑا اور تلوار کمر سے کھینچ لی
ہر چند سلیمان صاحبقران چلایا کیے طیمور نے ایک نہ مانی اور کہا یہ ایکی طرف آتا تھا مین ابھی اسے
ابھی کاٹ کے ڈالے دیتا ہون یہ کہکر قریب پہونچے اور سر اژدر پر تلوار ماری تلوار اُچٹ گئی اژدہے
نے سانس کھینچی دہن کھولا شاہزادہ طیمور تنکے کی طرح اژدر کے دہن مین چلا گیا بس یہ

یہ دیکھکر سلیمان صاحبقران کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہوگئی ہائے میرا مہمان کہکے دوڑ پڑے
ساتھ ہی سلیمان اعظم اور سلیمان کو چک بھی چلے اژدر بلیٹ کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انھون نے
تلوارین مارنا شروع کین مگر کوئی اثر نہوا سات کوس تک برابر تلوارین مارتے ہوے چلے آئے
آخر اژدر نے دیکھا کہ کسی طرح جان ہی نہین چھوٹتی ہے بس یہ اڑ کے بلند ہوگیا اسقدر کہ نظرون سے
پوشیدہ ہوگیا سلیمان صاحبقران مایوس ہوکر پلٹے اور دیوونکو واسطے دریافت حال کے
روانہ کیا کہ یہ اژدر کہان گیا ہے بغیر اسکو مارے ایک دم مجھے چین نہ آئیگا دیو پری تو اژدہے کے
تعاقب مین برائے دریافت حال روانہ ہوے اور سلیمان صاحبقران کمال رنجیدہ و مضطرب پلٹ کے
گلستان ارم مین آئے جب وقت کھانے کا آیا تو سلیمان اعظم نے کہا ای فرزند کھانا کھاؤ تو سلیمان
صاحبقران نے عرض کی کہ جسوقت تک مین اس اژدہے کو نہ مار ڈالونگا اُس وقت تک نہ کچھ کھاؤنگا
نہ پیونگا صاحبقران اعظم نے کہا ای فرزند مجھے بھی نہایت صدمہ ہے دیکھو مین ششمش جنی کو بلاتا ہون
اُسی وقت دیو خندک بن تندک گیا اور ششمش جنی کو بلا لایا سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای ششمش جنی
شکار پر یہ واقعہ گذرا دریافت تو کرو کہ اژدہا در اصل اژدہا تھا یا کوئی اور بلا تھی ششمش جنی نے زائچہ کھینچا
اور احکام نجوم کے نکالنے بعد غور و فکر کے عرض کی کہ کوئی ساحرہ ہے وہ لے گئی ہے اور یہ دشمنی دوست کی
سازش سے ہوئی ہے لیکن خانۂ حیات برقرار ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ جب اژدہے کی نفس سے
صحرا کے درخت جل گئے زمین سیاہ ہوگئی تو اُسکے شکم مین جاکر انسان کیونکر زندہ رہ سکتا ہے بس ای
ششمش جنی اپنے احکام نجوم کو رہنے دو مین قیامت تک نہ مانونگا کہ طیمور زندہ ہے ہائے ایرج کی نشانی
یہ فرما کر رونے لگے ششمش جنی نے کچھ دیر تامل کیا اسکے بعد کہا کہ ای صاحبقران قاف اگر حکم میرا خلاف
ہو تو مین آج سے اس کام کو ترک کردونگا مین آپ کے خیال سے صاف صاف نہ کہتا تھا آجکل اخضر
زرد پوش کی سازش معلوم ہوتی ہے اور اخضر آپ سے برگشتہ ہوکے مرتد ہوگیا ہے اسنے ساحرہ سے
وصل کیا اور اُسکے باغ مین بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور جسوقت قابو پائیگا آپکو بھی زک دیگا
یہ سُنتے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اگر اخضر نے ایسا کیا ہے تو تمہین چیر کے پھینک دونگا
جا ای خندک خبر تو لا کہ اخضر کہان ہے مجھسے وہ شہر سلطانیہ کا بہانہ کرکے گیا ہے خندک نے عرض کی
کہ غلام ابھی جاتا ہے اور خبر لاتا ہے یہ کہکر خندک چلے تو جانب شہر سلطانیہ روانہ ہوا جب کہ وہان
اخضر کو نہ پایا تو جو پتا سلطان جنی نے بتایا تھا اُس پتے پر روانہ ہوا وہان خمار جادو شاہزادہ
طیمور کو نگل کے روانہ ہوئی تھی اپنے باغ مین پہونچی سامنے اخضر زرد پوش کے دہن سے
اُگل دیا اور آپ بھی بصورت انسان بنکر اخضر سے کہا کہ لے یہ دشمن تیرا موجود ہے اخضر نے کہا
کہ اب اسے لیجا کے قتل کر اسکے بعد مین تیرے ساتھ شراب پیونگا خمار جادو نے طیمور کو ہوشیار
کیا طیمور نے جو آنکھ کھولی دیکھا تو اخضر کو سامنے پایا اخضر نے کہا کہ دیکھا تو نے اپنی سرکشی
کا نتیجہ اب کہان ہین سلیمان صاحبقران کہ تیری جان بچائین یہ سُنکے شاہزادہ طیمور نے فرمایا
کہ او بے غیرت تجھے مجھ سے آنکھ چار کرتے شرم نہین آتی ہے تو وہی ہے جسکو مین نے اونچا نیچا دکھا دیا
یون تیرا قابو نہ چلا تو اژدر سے مجکو نگلوا لیا معلوم ہوتا ہے تو ساحر ہے کہ اژدہے کو تو نے اپنے قابو
مین کیا تھا کہان ہے وہ اژدہا ان بھولی باتون پر خمار جادو دل مین ہنس لی اخضر زرد پوش نے
کہا کہ وہ اژدہا بھی موجود ہے اگر آئندہ کے لیے توبہ کر کہ مین پھر قاف کا کبھی رخ نکرونگا اور شاید

سلیمان صاحبقران سے ملاقات دنیا پر ہو تو یہ واقعہ نہ بیان کرون گا تو مین تجھے دنیا پر پہونچوا دون
ورنہ ابھی قتل کرا ڈالونگا طیمور نے کہا کہ او ملعون مین نے محض سلیمان صاحبقران کی وجہ سے
تجھ رعایت کی ورنہ ٹکا تگین جیر کے پھینک دیتا مین کیا تجھ سے ڈرتا ہون یہ کہکر اپنی جگہ سے اٹھا
تھا کہ خمار جادو نے سحر کیا دست و پا بجس ہو گئے اخضر قتل کرنے کو اٹھا تھا کہ خمار جادو نے
کہا ٹھہر جا مین اسے دریا مین غرق کئے آتی ہون شاید کوئی قتل ہوتے دیکھ لے تو کچھ فتنہ
نہ برپا کرے اخضر نے کہا کہ اچھا لے جا مگر جلد قتل کرڈالنا سلیمان صاحبقران اسکے واسطے
زمین و آسمان کے قلابے ملا دینگے وہ اسے بہت چاہتے تھے ایسا نہو کہ انکو خبر ہو جاے خمار جادو
نے طیمور کو اٹھالیا اور باغ سے باہر آئی دل مین خیال کیا کہ اخضر سے تو یہی اچھا ہی اخضر کے
لیے اسکو قتل کرنا ناانصافی ہی اگر یہ ضامند ہو گیا تو یہ معشوق دل مین جگہ دینے کے قابل ہی
اس وقت تو اُسنے اظہار تمنا کرنا خلاف مصلحت جانا اک قفس سحر تیار کرکے اُسمین بند
کر دیا اور قریب اُس گنبد کے آئی جہان دیو گستہم کو قید کیا تھا دروازہ گنبد کا کھولا اور قفس دیو
کے سپرد کرکے کہا کہ اسے بہت حفاظت سے رکھنا خبردار کسی طرح کی تکلیف نہو دیو گستہم نے جو
دیکھا طیمور کو عاشق ہو گیا جو میوہ اسکے پاس تھا شاہزادہ کو دیا اور کہا کہ ای گل باغ حسن و جمال
تو کیونکر اس لکاٰنہ کے پھندے مین پھنس گیا شاہزادہ نے اپنی سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اب
یہ لکانہ مجھے قتل کرڈالیگی دیو گستہم نے کہا کہ اپ سے اطمینان رکھیے وہ قتل نہین کریگی لیکن ایسا
کام لیگی کہ یہ سارا حسن و جمال خزاں ہو جائے گا فرمایا وہ کیا دیو نے بیان کرنے سے حجاب کیا کہا
آپکو خود معلوم ہو جائے گا وہان خمار جادو اپنے قصر سے نکل کے باغ مین آئی اور کہا کہ اگر تیری خوشی ہو تو
تو ایک کام اور کرون اخضر نے کہا وہ کیا کہا سلیمان صاحبقران کو بھی جا کے دم مین ذبح کر آؤن
اخضر نے کہا کہ ابھی نہین جیسا انھون نے مجکو جلایا ہی اک طفل کے واسطے میری طرف سے نگاہ
پھیر لی ویسا ہی انکا بھی دل جلا لاش اس شہزادے کی قصر گلستان ارم مین پھینک آ تاکہ یہ
حال دیکھکر سلیمان صاحبقران کو داغ ہو بس ابھی جو تو پلٹ کے آئیگی تو مین وصل سے اپنے
تجھے شاد کرونگا خمار جادو نے کہا کہ کام تیرے حکم کے موافق مین کرچکی اب تو بھی دو اک جام
میرے ساتھ پی لے اسکے بعد مین لاش پھینک آؤنگی اخضر نے کہا کہ مجھے اب عذر نہین
ہی غرضکہ اسی وقت خمار جادو نے جام بھر کر اخضر کو دیا اور اخضر نے جام پی لیا پھر اخضر نے بھر
کے دیا خمار جادو نے پیا یہان جام چل رہا تھا کہ دیو جندک پوشیدہ طور پر تھم انکا یہ سب تماشا دیکھکے
وہانسے روانہ ہوا اور ساری کیفیت سلیمان صاحبقران سے بیان کی سلیمان صاحبقران کا چہرہ
غصہ سے سُرخ ہو گیا فرمایا کہ بغیر مارے اخضر کے مجکو قرار نہ آئیگا ہاے طیمور تیری کمسنی
پر بھی اس سنگدل کو رحم نہ آیا یہان تو صاحبقران تاسف رو رہے ہین اور وہان خمار جادو
نے شراب خواری سے فرصت کرکے گلستان ارم کی راہ لی راستے مین اک شخص کو پکڑ کے اسکو
ذبح کیا اور سحر کرکے صورت اُسکی طیمور شیر پرور کی بنائی اور لاش کو لیکر اُڑی جس مقام پر
سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک وغیرہ طیمور کے لیے افسوس
کر رہے تھے وہان لاش کو پھینک کر روانہ ہو گئی یہان یہ لوگ اسی خیال مین بیٹھے تھے
کہ اک لاش دھڑ سے آکے گری بس صورت پر جو نظر سلیمان صاحبقران کی پڑے دوڑ کر

لاش سے لپٹ گئے اور ہائے ایرج کی نشانی کہکے رونے لگے اسقدر روے کہ بیہوش ہو گئے
جب ہوشیار ہوئے تو خودکشی کا قصد کیا سلیمان اعظم نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے نورِ نظر
یہ کیا کرتے ہو تمکو دور کی قرابت کا تو یہ جوش ہے کہ داغ ایرج کے غم زندہ کا تم سے نہین اُٹھ سکتا
اور ہم سے تمہارا داغ کیونکر اُٹھے گا سلیمان صاحبقران نے عرض کی کہ مجکو اپنی بدنامی کا بھی خیال
ہے فرمایا کہ پہلے اُسکے دشمن کو مار لو اُسکے بعد اختیار ہے یہ لوگ سمجھینگے کہ سلیمان صاحبقران اخضر کا کچھ
کچھ نہ کر سکے جو اپنی جان پر کھیل گئے اور اخضر مرتدا ور بھی خدا پرستون کی ایذا رسانی پر کمر باندھیگا
سلیمان صاحبقران نے اُسیوقت مرکب طلب کیا مشمش جنی نے کہا کہ اے شہریار یہ لاش
طیمور کی نہین ہے طیمور زندہ ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مشمش جنی بس اس وقت باتین
نہ بناؤ مین تمہاری باتون کو سمجھتا ہون اِن بہلاون سے کوئی فائدہ نہین ہے نہ مین بچہ ہون کہ ان باتون
مین بہل جاؤنگا لاش سامنے موجود ہے اور پھر تم یہی کہے جاتے ہو کہ طیمور زندہ ہے مشمش جنی نے
اک دیو سے کہا کہ منہہ اس لاش کا دھلاؤ دیو نے پانی سے منہہ دھویا تو وہی حالت رہی یہ رنگ و روغن
عیاری تو تھا نہین کہ پانی سے چھوٹ جاتا اثر سحر کیونکر برطرف ہو سکتا اس وقت مشمش جنی نے
سلیمان صاحبقران سے دستبستہ عرض کی کہ حضور کو خداوند عالم نے صاحبقران قاف
کیا ہے اور بزرگان دین نے اسم اعظم تعلیم فرمایا ہے آپ اسم اعظم پڑھ کر پانی کا چھینٹا اُسکے
منہہ پر ماریے صاحبقران قاف نے بخیال اِسکے کہ مشمش جنی نے ایسی منت سے کبھی نہ کہا
تھا علاوہ اسکے وزیر سلطنت مین اُنکی بہت بڑی عزت ہے اسی وقت پانی طلب کیا اور اسم اعظم پڑھ کر
چھینٹا پانی کا منہہ پر لاش کے مارا بس اُسیوقت اک دھوان سا اُٹھا اور اب جو دیکھا کہ نہایت
بدشکل اک زنگی سیہ فام ہے مشمش جنی نے عرض کی کہ اب آپ تشریف لے جایئے خمار جادو
کو قتل کیجیے طیمور کا پتہ لگ جائیگا اور وہ آپ کو صحیح و سالم ملیگا اگر طیمور زندہ نہ ملا تو مین آج سے
اس کام کو ترک کر دونگا یہ سنکر سلیمان صاحبقران مرکب پر سوار ہوے ساتھ ہی سلیمان اعظم
اور سلیمان کوہ جگب بھی مرکبون پر بیٹھ کے ساتھ ہوے اور طرف مسکن خمار جادو کے روانہ
ہوے لیکن اُنسے پہلے لقابدار اختر پوش اور لقابدار گوہر پوش فرزندان قمر زادہ
گوہر زاد روانہ ہو چکے تھے دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین اولی حال خمار جادو کا سنیے کہ یہ لکاتہ جو لاش
پھینک کے گئی تو سارا حال اخضر سے بیان کیا کہ تمام ملک سیہ پوش ہے قصر گلستان ارم
مین قیامت برپا ہے سلیمان صاحبقران نے کچھ تعجب نہین ہے کہ خودکشی کر لی ہو اخضر یہ سُنکے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اچھا ہوا اگر سلیمان صاحبقران بھی اپنی جان دیدین اگر مجھے خوف ہے
تو اُنھین کا ہے یہ کہکر ہاتھ خمار جادو کا پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور اس لکاتہ کا مطلب دل پورا
پورا کیا اب یہ تو علیحدہ ہو کے اور استاد ہو کے مکان کے کونے پر بیٹھنے لگا اور خمار جادو باغ سے نکلی کہ
چلکر اُس طفل حسین سے بھی کام دل پورا کرون ہنوز دروازہ باغ سے نکلی ہی تھی کہ گرد اُڑی اور
دونون لقابدار پہونچے نعرہ کیا کہ او لکاتہ کہان جاتی ہے مین آ پہونچا خمار جادو ہنسی اور کہا کہ کیا تمہاری
صورتین بُری ہین جو تمنے نقاب ڈالی ہے فرمایا کہ تجھے ہماری صورتون سے کیا مطلب اب ہم
تیری صورت کو خاک مین ملا دینگے اگر تو صورت پرست بھی تھی تو تجھ سے طیمور کو کیونکر قتل کیا گیا
ارے کوئی بھی ایسی تصویر کو توڑتا ہے تجھے کچھ حسن شباب پر طیمور کے رحم نہ آیا خمار جادو نے

نے کہا کیون اُسنے میرے معشوق اخضر کو رنجیدہ کیا یہ سنکے اختر پوش نے تلوار ماری خمار جادو نے
اُف کی کہ سپر پیدا ہوئی اور تلوار سپر پڑی پس اس لکاتہ نے کلائی پکڑ لی اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ نقابدار
اختر پوش بیہوش ہوگئے اور نقابدار گوہر پوش کو بھی اسی طرح پکڑ لیا دونون کو لیکر چلتی ہوئی کہ گرد
اُڑی اور نعرہ سلیمان صاحبقران کا ہوا سلیمان صاحبقران کو آتے دیکھکر خمار جادو نے
غلطک ماری اور صورت اپنی اژدر کی بناکر چلی عیار صاحبقران نے آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم
غافل نہو جیے گا بس جیسے ہی خمار جادو قریب پہونچی اور دم کشی کی سلیمان صاحبقران نے اسم
اعظم پڑھ کر پھونکا وہ صورت سحر سے شگفتی دیکھا کہ اک ساحرۂ سیہ فام گیسو بریدہ جل رہی ہے بس
سلیمان صاحبقران نے دوڑکر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرنا تھا خمار جادو کا اک تلاطم برپا ہوا ط
باغ غائب ہوگیا اور مکان بھی نیست و نابود ہوگیا تاریکی چھاگئی اخضر کوٹھے پر سے گرا وہان وہ گنبد بے در
جسمین دیو گستہم قید تھا پرچے ہوکے اُڑگیا جس وقت لاش خمار جادو کی پھڑک کے سرد ہوگئی تو بیرون نے
آواز دی کہ کشتی مرا نام من خمار جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی
ہوئی تو سلیمان صاحبقران نے دیکھا کہ اخضر کنارے دریا کے حیران ادھر اُدھر دیکھ رہا ہے بس
نعرہ کیا کہ او نمکحرام مین آپہونچا اخضر نے جو دیکھا کہ سلیمان صاحبقران آگئے اب انکے ہاتھ سے جان بچنا
دشوار ہے پلٹ کے دریا مین پھاند پڑا انھون نے کہا کہ او ملعون اگر زمین کے ساتوین طبقے مین چھپیگا تو وہان
جاکے مارونگا اخضر نے غوطہ مارا سلیمان صاحبقران کھڑے لگاتے رہے جیسے ہی اخضر اُبھرا سلیمان صاحبقران
نے بڑھ کر بال اخضر کے پکڑے اخضر لپٹ پڑا کہ آخر تو میری جان جاتی ہے پھر انھین کیون چھوڑون
دفعتہً تو یہ مجھے زیر بھی نہین کرسکتے ہین جتنے عرصہ مین یہ زیر کرینگے اُتنی دیر مین دونون کا کام تمام ہوجائیگا
سلیمان صاحبقران اسوقت غصہ مین تھے اخضر کو پکڑ کے تہ بیٹھ گئے اور ایک پانون پانون کے
دبایا دوسرا پانون ہاتھ سے پکڑ کے جو زور کیا چیر ڈالا اور دونون ٹکڑے لاش کے پکڑ کے اُبھرے
باہر دریا کے نکلے اور لاش اخضر کی ڈال دی اور سلیمان اعظم سے عرض کی کہ قوم جن مین وفادار سوا مشمش
جنی کے خاندان کے اور نہین دیکھے مگر افسوس کہ اس نمکحرام کے مار ڈالنے سے داغ طیمور کا مٹ نہین سکتا
ہائے فرزند ایرج اگر زندہ رہتا تو دوسرا عالمشاہ ہوتا اتنے مین کچھ پریزادون نے آکے کہا کہ اے شہریار
اس صحرا مین اک گنبد تھا کہ گرد اُسکے غبار چھایا رہتا تھا اور جو شخص قریب اُسکے جاتا تھا وہ جل کے خاک ہوجاتا
تھا آج وہ گنبد نمودار ہوا ہے اور دروازہ بھی ظاہر ہوا ہے مگر دروازے مین قفل دیا ہوا ہے خمار جادو نے
کسی دیو کو لاکے اُس گنبد مین قید کیا تھا چلکے اُس غریب کو بھی رہا کردیجیے آپ کو ثواب ہوگا
سلیمان صاحبقران اُس گنبد کے قریب آئے قفل پر ہاتھ ڈال کے جھٹکے سے توڑ لیا اور دروازہ
کھولا دیکھا کہ اک دیو بیٹھا ہے قفس سحر بھی مرنے سے خمار جادو کے نیست و نابود ہوگیا تھا شاہزادہ
طیمور دیو کے پاس کھڑے تھے جیسے ہی سلیمان صاحبقران نے طیمور کو دیکھا دوڑ کے لپٹ گئے
اور بہت خوش ہوئے دیو گستہم کو معلوم ہوا کہ خمار جادو کو صاحبقران قاف نے قتل کیا نہایت
خوش ہوا گنبد سے باہر آیا عرض کی کہ مین اب آپکا غلام ہون کہ آپکی بدولت مین نے اس بلا سے زندان
سے نجات پائی ہے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے تجھے آزاد کیا جس طرف تیرا جی چاہے چلا جا
دیو گستہم نے عرض کی کہ غلام نہین نہ جائیگا حضور مجھ سے ابھی واقف نہین ہین کہ مین کون ہون مین
وہ شخص ہون کہ مجھ سے اور اخضر زرد پوش سے مقابلہ ہو تو میرا حال کھلے سلیمان صاحبقران نے

فرمایا کہ اخضر نمکحرام کو مین نے چیر کے پھینک دیا سرگذشت اُسکی لائق بیان نہین ہی دیو گستہم نے عرض کی کہ وہ
قابل اسکے تھا یہ حضور کا اقبال ہی کہ اتنے زبردست نمکحرام کو جان سے آپنے مار ڈالا اس سے زیادہ زبردست
غلام آپ کو مل گیا فرمایا کہ اچھا تو میرے ساتھ رہ یہ فرما کے اُس مقام پر آئے جہان اخضر کی لاش کے
ٹکڑے پڑے ہوئے تھے طیمور نے کہا کہ آپکو اپنے رفیق سے بہت رنج ہوا ہوگا اب اخضر تو
زندہ نہین ہو سکتا مین اخضر کی جگہ خدمت کو حاضر ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم مہمان ہو
ہمارے ہم تمھاری خدمت کرین یا تم ہماری خدمت کرو بعد اسکے لاش اخضر کی پھنکوادی اور دیو
گستہم ساتھ ہو لیا طیمور شیر پرور نے گستہم کی تعریف کی کہ اسنے مجکو بہت راحت دی جو میوہ
خمار جادو نے اسکے کھانے کو لا کے دیا تھا وہ اسنے مجھے کھلایا سلیمان صاحبقران نہایت خوش
ہوئے پریزادون نے پرون کا سایہ کیا کہ دھوپ سے چہرہ طیمور کا سرخ ہو گیا تھا طیمور نے کہا
کہ یہ کیا آفت ہی میرا جی گھبراتا ہی اسطرح کی بھولی بھولی باتین کرتا ہوا ہمراہ سلیمان صاحبقران کے
گلستان ارم مین آیا تمام پریزادون نے مبارکباد دی شمشش جنی مسکراتے ہوئے سامنے سلیمان
صاحبقران کے آئے سلیمان صاحبقران سمجھ گئے کہ انکو اپنے حکم کی خوشی ہی کہ کہنا میرا سچ ہوا بس
اسی وقت اکیس پارچہ کا خلعت شمشش جنی کو دیا پریزادون نے حسب حیثیت طیمور پر سے زر نچھاور
کیا نقارہ شادمانی بجے سلیمان صاحبقران اس خوشی مین صحبت جشن منعقد کی دو رکعت نماز شکرانہ
ادا کی طیمور نے آئینہ کی پرستش کی اور سلیمان صاحبقران سے کہا کہ اس مذہب سے بہتر کوئی
مذہب نہین ہی تم آپ اپنے خدا ہو آئینہ دیکھو تو کیا جلوہ نظر آتا ہی جو جیسا ہوتا ہی خدا وند آئینہ اسکو ویسا ہی دکھاتا
ہی سلیمان صاحبقران اُسکی باتون پر ہنستے تھے اور فرماتے تھے کہ جب تم پردہ دنیا پر صاحبقران دنیا کو مطیع
کرکے آئینہ پرست بنا لوگے اُس وقت مین بھی آئینہ پرستی اختیار کرونگا طیمور نے کہا کہ پھر مجکو پردہ دنیا پر
بھیج دیجیے فرمایا کہ تم کہان جانا چاہتے ہو طیمور نے عرض کی کہ مین شہر زرینہ مین جاؤنگا میرا بھائی
اور میری بہن اور والدین بہت پریشان ہونگے سلیمان صاحبقران نے سلیمان اعظم سے عرض کی
کہ میرا تو جی چاہتا ہی کہ یہ شان و شوکت کے ساتھ جائے اسلیئے کہ جب یہ لشکر اسلام کے مقابلے مین پہونچیگا
تو سامان اسکا اچھا ہوگا اُن لوگون کے پاس سامان طلسمی ہین یہ ابھی تک طلسم فتح نہین کر سکتا
اور نہین معلوم کہ اسکی قسمت مین فتاحی طلسم بھی ہی یا نہین سلیمان اعظم نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی
اُس وقت سلیمان صاحبقران نے اسلحہ طلسمی و مرکب طلسمی منگوا کر دیا اور اسے سرخپوش بنایا
اور چالیس خفتانون کے صندوق منگا کر سامنے رکھے سب یاقوت لگا رہے تھے طیمور سے کہا کہ تم اپنے
ساتھ چالیس ہزار آدمیون کا لشکر جو رکھنا اسے اس لباس سے رکھنا یہ فرما کر صندوق کھول کھول کے
وہ خفتانین دکھائین شاہزادہ طیمور بہت خوش ہوا بعد اسکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ بارگاہ زرنگین
حصار بھی دو سلیمان صاحبقران نے اُس بارگاہ کو استادہ کرایا اور طیمور کو بارگاہ دکھائی
اور عنایت کی طیمور نے کہا کہ آپ وہ شفقت کر رہے ہین جو والدین کرتے ہین بعد اسکے پندرہ سو
من کا گرز بھی عنایت کیا اور ایک نیزہ دیا جسکی دو زبانین تھین ایک تیغہ دیا جسکی یہ صفت تھی کہ ضرب
لگاتے وقت وہ ہاتھ بھر بڑھتا تھا نام اُسکا تیغہ ضرب دراز تھا اور ایک سپر عنایت کی جسمین یہ صفت تھی
کہ تلوار پھولون مین سپر کے الجھ کے رہجاتی تھی حریف کے پھیر لائے تو چھوٹتی نہ تھی یہ سب سامان اسے
دیے کہ سوا صاحبقران کے اور کسیکے پاس ایسا سامان نہ تھا بعد اسکے دیوون کو بلا کے سبب اسباب

اُنہیں لدوایا اور طیمور کو گلے لگا کے ارشاد کیا کہ اپنی خیر و عافیت سے فراموش نکرنا اور مین بھی خط بھیجتا رہونگا طیمور نے عرض کی کہ مین کسے بھیجونگا میرے پاس کونسا ذریعہ ہی آپ تو دیو و پری کے حاکم ہین فرمایا جب میرا نامہ بر آئے تو اُسی وقت جواب تحریر کر کے روانہ کر دیا کرنا طیمور نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا بلکہ وقت فرصت مین آپ کی قدمبوسی کو حاضر ہوا کرونگا غرضکہ طیمور سب سے رخصت ہو کر جانب بردہ دنیا روانہ ہوا دیو اسکے سامان بار کیے ہوئے اُڑ کر چلے گذر ملک سارلقیہ کی طرف سے ہوا دیکھا کہ دو جانب بڑی بڑی فوجین پڑی ہوئی ہین طیمور نے اک دیو کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا معاملہ ہی دیو زمین پر آیا انسان کی صورت بنکر دونون طرف کا حال دریافت کر کے گیا اور طیمور شیر پرور سے بیان کیا بعد اُسکے کہا دیوون سے کہ مجکو شہر لاجوردیہ کی طرف لے چلو کہ مجھے لاجوردشاہ سے عوض لینا ہی اُس ملک کو فتح کر کے شہر زرینہ مین چلونگا اب دیوان قاف شہر لاجوردیہ کی طرف متوجہ ہوئے لیکن

اب یہان سے چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ خورشید زرین کمر کو نہایت صدمہ ہی ہر کارون کو برائے دریافت حال ہر شہر و دیار کی طرف روانہ کر دیا ہی ایک کسی سوداگر کا لاجوردیہ کی طرف سے شہر زرینہ مین آنا ہوا اُسنے کچھ اشیاء خورشید زرین کمر کو دکھائین اُنھون نے کچھ التفات نہ کی سوداگر نے عرض کی کہ اگر شہریار و شاہ ایسے ہی بیتوجہی کرینگے تو ہمارا پیشہ بیکار ہو جائے گا مال لانا چھوڑ کر گھر بیٹھ رہینگے یہ سُنکے خورشید زرین کمر نے کہا کہ جبسے میرا فرزند گم ہوا ہی مجھے کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا اگر وہ موجود ہوتا تو ان اشیاء نادرہ کو خرید کرتا خوش ہوتا مین لیکے کیا کرون اور کسکے واسطے لون سوداگر نے عرض کی کہ صاحبزادے کا کیا سن تھا اور کس مقام سے وہ گم ہوے ہین ہر ایک ملک مین جاتا ہون شاید کہین دیکھا ہو یا دیکھون تو عرض کر دون خورشید زرین کمر نے سن و شکل و شمائل بیان کی اُسیوقت سوداگر کو وہ واقعہ یاد آگیا کہ اک صاحبزادہ اسی شکل و شمائل اور سن کا شہر لاجوردیہ مین اسیر ہو کے آیا تھا اور اُسنے قید توڑ کے دیو کو مارا تھا دربار لاجوردشاہ کو خون سے لال کر دیا تھا مگر اُسکو پنجہ لے گیا تھا ہنوز وہی ہو جب یہ واقعہ گذرا ہی تو سوداگر اُس وقت شہر لاجوردیہ ہی مین موجود تھا اُسنے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ غلام نے شاہزادہ کو دیکھا تو تھا میرے سامنے شہر لاجوردیہ مین انھین عیار تے کے پہونچا تھا اور واقعہ اُسنے بیان کیا تھا کہ مین نے شکار پر سے اُسکو اسیر کیا تھا لاجوردشاہ نے بہت کچھ انعام اُسے عیار کو دیا تھا اور صاحبزادے نے بہت سخت گفتگو کی تھی جس پر لاجوردشاہ نے برہم ہو کے حکم قتل دیا تھا اُنھون نے قید توڑ کے دیو کو مار لیکن وہان سے بھی اُنکو پنجہ لے گیا تھا یہ سُن کے خورشید زرین کمر کو نہایت غصہ آیا کہ فرزند میرا لاجوردشاہ ہی کی وجہ سے مجھسے چھوٹا اُسیوقت اُسنے حکم دیا کہ لشکر میرا تیار ہو مین ابھی جاؤنگا اور شہر لاجوردیہ کو تاخت و تاراج کر دونگا سکندر آئینہ پرست کو بھی طیمور کے گم ہونے کا ملال تھا اُسنے دیو غنطاق کو پیکر کو طلب کیا جس وقت دیو غنطاق حاضر ہوا تو سکندر نے کہا کہ تم ساتھ خورشید کے جاؤ اور جو یہ کہین وہ کرو تا دیو غنطاق نقابدار بنکر ساتھ ہوا لشکر خورشید جانب شہر لاجوردیہ روانہ ہوا جس وقت لشکر قریب پہونچا تو خبر

لاجورد شاہ کو ہوئی کہ خورشید زرین کمر نے فوج کشی کی ہے اُسوقت لاجورد شاہ نے اپنی فوج کو
بھی شہر کے باہر مورچہ بندی کا حکم دیا لاجورد شاہ کی فوج بھی بیرون شہر آکر خیمہ زن ہوئی اور خود
لاجورد شاہ بھی آیا دوسرے روز صبح کو گرد اُڑی اور خورشید زرین کمر مع نقابدار سیہ پوش کے
پہونچا اور لشکر اپنا بمقابل لشکر لاجورد شاہ اُتارا بارگاہ ایستادہ ہوئی جب شام ہوئی تو خورشید زرین کمر
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی اُدھر لاجورد شاہ
نے کوس حربی بجوا دیا دونوں لشکروں مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ
مین بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے کوئی دو لاکھ آدمی اسطرف
تھے اور اسیقدر اُس طرف بھی تھے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نہیب دیکر
بیٹھ گئے تو لشکر لاجورد شاہ سے ہزبر کوہی نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے آئینہ پرستو
تمھارے دل مین اُس شخص کی طرف سے کدورت آئی ہے جو بڑا دروغ زادہ خداوند زبرجد شاہ ہے کیا
کہ خداوند تمپر غضب نازل کرین تو تم کہین کے نہ رہو گے یہ سُنکے نقابدار سیاہ پوش سامنے
ہزبر کوہی کے آیا اور کہا کہ کیا جھک مارتا ہے کوئی خداوند خداوند آئینہ سے بہتر نہین ہے جسکے
جلوے سے تمام عالم روشن ہے جیسا شخص اُسے دیکھے ویسا ہی دوسرا بھی اُسکو نظر آتا ہے لا ضرب
اپنی اور دیکھ تماشہ قدرت خداوند آئینہ کا تو حیران رہجائے گا ایک کی دو نظر آنے لگین گی یہ
سُنکے ہزبر کوہی نے نیزہ مارا نقابدار سیہ پوش نے چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے ہزبر کوہی
کے نکال دیا اُس وقت ہزبر کوہی نے غصہ مین آکر تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے جواب اپنا
وار کیا ہزبر کوہی کے دو ٹکڑے ہوئے اُسی وقت لاجورد شاہ نے ادہم شتر گردن کو برائے
مقابلہ بھیجا اس سے بھی دیر تک شمشیر زنی رہی آخر ادہم بھی ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا شمیم
قوی بازو نکلا یہ بھی مارا گیا شام تک تین نقابدار نے سترہ سردار کو جان سے مارا اور پانچ کو ایسا زخمی کیا کہ وہ جان بلب ہو گئے
لاجورد شاہ کے جی چھوٹ گئے کہ یہ نقابدار تو بڑے بڑے ہی شام ہوتے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھر کر اپنی
اپنی فرودگاہ پر آئے خورشید نے پھر کوس بجوا دیا مگر لاجورد شاہ پر ایسا خوف نقابدار کا طاری ہوا
کہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا جب صبح ہوئی تو خورشید کو خبر پہونچی کہ لاجورد شاہ نے گریز کی اور قلعہ
مین چھپا ہے کہا خیر کہان جائے گا نقابدار سے کہا کہ قلعہ پر یورش کر دین بغیر اسکو مارے ہوے
قرار نہ ہوگا نقابدار نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا اور طبل بجوا دیا اُس وقت لاجورد شاہ گھبرایا
اور اپنے عیار سے کہا کہ کسی طرح اس نقابدار کو یا اسکے بادشاہ کو چرا لا بغیر اسکے جان بچتی نظر نہین
آتی ہے کل یہ نقابدار دھاوا کر کے قلعہ کو بھی سر کر لیگا سب اسیر ہو کر قتل ہو جائینگے یہ سنکے لالف
لک لک پابلا کا عیار ہے اُسنے کہا کہ مین جاتا ہون یہ رات کو قلعہ سے نکلا لباس شہری تن پر
آراستہ کر کے جانب لشکر خورشید زرین کمر روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو صورت اپنی اک گنوار
کی بنائی گٹھا لکڑیون کا سر پر رکھ کے لشکر مین داخل ہوا جسنے دام پوچھے اُسقدر بتاے کہ کسی نے
لکڑی نہ خریدی یہانتک کہ یہ قریب خیمہ خورشید کے پہونچ گیا باورچی خانہ خورشید کا خیمہ سے قریب
تھا لکڑی کی ضرورت بھی تھی سب لکڑی خرید لی گئی اور دام دے دیے گئے اور کہا کہ اور تھوڑی
لکڑی جا کے لے آ اُسنے کہا کہ اب تو رات ہو گئی ہے صبح کو جتنی لکڑی کہیے گا لا دونگا مین تو اُس
جنگل کا ٹھیکہ لیے ہوئے ہون میری حیثیت پر نہ جائیے روپیہ بغیر اسکے جمع نہین ہوتا ہے کہیے تو

بہین پڑے ہون لوگون نے کہا کہ کیا نقصان ہی پڑا رہنے دو یہ اُسی جگہ پڑا رہا جب رات ہوئی اور سب
سو گئے تو یہ اپنے مقام سے اُٹھا اور پشت خیمہ کی طرف آیا قنات چاک کرکے پروانے بیہوشی کے
شمع پر مارے پروانے جلے اور دود بیہوشی منتشر ہوا جو دو اک باری دار بیٹھے تھے وہ اور بھی غافل ہوگئے
چالاک لک لک پاخیمہ مین آیا خورشید کو بیہوش کرکے چادر عیاری مین باندھا اور پشتارہ پشت پر لگا کے
خیمہ سے نکار طلایہ کے سوار دن کی نگاہون سے بچتا ہوا قلعہ کی طرف روانہ ہوا کچھ رات باقی تھی کہ قلعہ مین پہونچ
گیا اور خورشید کو سامنے لاجوردشاہ کے ڈال دیا لاجوردشاہ نے اسیر قفل و زنجیر کرکے زندان مین بھجوا
دیا یہان جو باری دار باری بدلوانے کی غرض سے آئے تو دیکھا کہ پشت خیمہ کی چاک ہی بادشاہ مسہری پر
نہین ہی اُنھون نے شور کیا کہ بادشاہ کو کوئی چرا لے گیا لاہور یہ شور سن کے اندر خیمہ کے آیا پتہ عیاری
کا پایا پہچانا اور کہا کہ جو عیار طیمور کو شکار پر سے لے گیا تھا وہی آ کر اُنکو بھی لے گیا رونے لگا کہ ہائے
بھائی کا داغ ابھی دل سے نہین مٹا تھا کہ باپ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا یہانتک شور و غوغا ہوا کہ نقابدار
سیہ پوش کو خبر ہوئی نقابدار نے کہا کہ صبح کو دیکھا جائے گا جب صبح ہوئی تو نقابدار سیہ پوش لشکر کو لیکر
قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ نے تو مین مارنا شروع کین ہمراہیان نقابدار مین سے دو سو آدمی کام آئے
اور باقی پلٹ گئے لیکن نقابدار گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا وہان اہل قلعہ نے خورشید زرین کمر کو
لاکر زیر تیغ بٹھا دیا اور نقابدار سے کہا کہ اب اگر قدم آگے بڑھایا تو ہم تمھارے بادشاہ کو قتل
کر ڈالینگے نقابدار پریشان ہوا کہ اب کیا کرون یکایک آسمان سے آواز نقارہ کی گوش زد ہوئی نقابدار
سیہ پوش اور اہل قلعہ آسمان کی طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ ہزارہا دیو سامان شاہانہ سے چلے آتے
ہین اور اک دیو دراز قامت کی گردن پر شاہزادہ طیمور شیر پرور سوار ہی لیکن طیمور نے جو اپنے باپ
کو زیر تیغ بیٹھے دیکھا اک دیو سے کہا کہ جلد نیچہ بنکے اُنھین اُٹھا لاؤ دیو کڑک کے گرا اور خورشید کو اُٹھا
لیگیا اُسوقت طیمور نے نقابدار کو آواز دی کہ گھس جا قلعہ مین نقابدار گرز پکڑ کے قلعہ کی طرف چلا اہل قلعہ
نے دیکھا کہ اب جان نہین بچتی ہی بس چادر ہلانا شروع کی اور امان مانگی طیمور نے کہا امان اس شرط پر
ہی کہ خداوند آئینہ کو سجدہ کرو لاجوردشاہ نے کہا مجھے قبول ہی طیمور نے نقابدار سیہ پوش کو منع کیا
لاجوردشاہ نے دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور چند رفقا کو ساتھ لیکر نکلا اُدھر دیو شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے زمین پر اترنے لگے لاجوردشاہ یہ دیکھکر زرد ہوگیا کہ اگر اسنے کسی دیو سے اشارہ کیا تو وہ کھا ہی لیگا
ہاتھ باندھے ہوے کانپتا ہوا سامنے طیمور شیر پرور کے آیا چونکہ نقابدار سیہ پوش در اصل دیو ہی یہ
قریب آیا اور اپنے ہمجنسون کو دیکھکر خوش ہوا خورشید زرین کمر نے اپنے فرزند کو دیکھا نہایت
شاد ہوا پوچھا کہ ای فرزند تم کہان تھے طیمور نے بیان کیا کہ پہلے تو مین اسی ملک مین آیا تھا لاجوردشاہ
کا عیار مجھے لے آیا تھا جب یہان جنگ کی نوبت آئی تو اک دیو نے مجھے پنجہ بنکے اُٹھا لیگیا مین نے پرستان مین
جاکر اسکے چچا کو سزائے مقول دی وہ ایک اور جن کو لے آیا تمام قاف اُس سے کانپتا تھا نام اُسکا حضر
زرد پوش تھا صاحبقران قاف کا رفیق تھا مین نے اخضر کو ذلیل کیا اس سلسلہ سے صاحبقران قاف
مجھ سے محبت کرنے لگے اور میری دشمنی پر اپنے رفیق کو مار ڈالا اور مجھے فن سپہگری تعلیم کیا اور بارگاہ اور
اسلحہ و آلات حرب اور یاقوت نگار چالیس ہزار خلعتین عنایت کین مین اُنکا ممنون ہون یہ کہکر سب
سامان اپنا خورشید کو دکھایا خورشید نہایت خوش ہوا شاہ ہور شیر دل آکر بھائی سے لپٹا شاہزادے
نے شاہ ہور کو بہت سا زر و جواہر عنایت کیا بارگاہ برپا ہوئی لاجوردشاہ آئینہ پرست ہوا تمام ملک

لاجوردیہ کو آئینہ پرست کیا اور وہان سے کوچ کر کے طرف شہر زرینہ کے روانہ ہوے یہ خبر سکندر
آئینہ پرست اور رمان شاہ کو ہوئی کہ شاہزادہ طیمور پرستان سے ملک لاجوردیہ مین آیا اب
اس طرف آتا ہی اور بڑے جاہ و حشم کے ساتھ آتا ہی بس یہ دونون شاہ و وزیر برائے استقبال روانہ
ہوے پیشوائی کر کے طیمور شیر پرور کو لائے شاہزادہ محل مین داخل ہوا بن اسکی آ کے چھٹی اور خوش ہوئی
بلکہ بلا گردان ہوئی تصدق اترنے لگے جشن خوشی ہوا جب ان سب باتون سے فرصت پائی تو شاہزادہ طیمور
شیر پرور نے خورشید زرین کمر سے کہا کہ میرا ارادہ ہی زمین خروج کرون اور دین آئینہ پرستی کو رواج دون
خداوند آئینہ نے مجکو صاحبقرانی کی قوت عطا فرمائی ہی خورشید نے کہا کہ پہلے کس طرف چلنے کا قصد ہی طیمور
نے کہا کہ ملک باختر مین کوئی شخص ہی کہ نام اسکا خداوند ساریق کر کے مشہور ہی بہت بڑا لشکر اسکا ہی
اور اسی کے مقابلہ مین لشکر خدا پرستون کا اترا ہوا ہی وہین چلنا چاہیے اگر اس مرحلہ کو سر کر لیا تو تمام دنیا کو فتح
کر لیا مین اپنی آنکھون سے دیکھتا چلا آتا ہون کہ وہان اک عالم جمع ہی گروہا خدا پرست اور اسیقدر ساریق پرست
جمع ہین خورشید زرین کمر نے کہا کہ جو تمھاری راے ہو مگر مین ساتھ چلونگا طیمور شیر پرور نے کہا کہ بہتر
ہو سکندر آئینہ پرست اور رمان شاہ اور لاجورد شاہ نے کہا کہ ہم بھی چلینگے فرمایا جسکا جی چاہے
چلے ان سب بادشاہون نے انتظام سلطنت وزرا کے سپرد کیا اور ایک ایک سپہ سالار کو تھوڑی فوج
کے ساتھ حفاظت ملک کے واسطے چھوڑ کر نگرانی سب شہرون کی نقابدار سیہ پوش کے سپرد کی کہ یہ سر انجام
گشت لگاتا رہے لیما اسکے ساٹھ لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے یہ تینون بادشاہ ساتھ ہوے شاہزادہ
طیمور نے چالیس ہزار سوار منتخب کر کے انکو ہی سرخ خفتانین پہنائین بارگاہ زرین حصار
ساتھ لی اور مرکب نسیم پرستان پر سوار ہو کے جانب ملک سارلقیہ روانہ ہوے انکو تو راہ
راہ مین چھوڑا جاتا ہے۔

اور اب پھر داستان ملک سارلقیہ کی آغاز ہوتی ہی مخمس

دکھلانے لگے طرفہ ادا دیکھ کے مجھکو
کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھ کے مجھکو
اور اسکے سوا کچھ نہ کہا دیکھ کے مجھکو
کچھ کرنے لگے ذکر وفا دیکھ کے مجھکو
ہونے لگا میرا ہی گلہ دیکھ کے مجھکو

کیون آنے نہ غصہ تجدا دیکھ کے مجھکو
دکھلاتے ہین اپنی وفا دیکھ کے مجھکو
کرتے نہین کچھ شرم و حیا دیکھ کے مجھکو
اغیار سے یہ ناز و ادا دیکھ کے مجھکو
اترائیے ہان اور ذرا دیکھ کے مجھکو

کرتا ہی ہر اک اسکی ثنا دیکھ کے مجھکو
دیتا ہی ہر اک انکو دعا دیکھ کے مجھکو
بنتے ہین سبھی اہل وفا دیکھ کے مجھکو
دشمن نے بھی دم انکا بھرا دیکھ کے مجھکو
یاد آ گئی کیا انکی ادا دیکھ کے مجھکو

بن جاتا ہی سجدہ بھی وہ کیا دیکھ کے مجھکو
اتراتا ہی حد کا تجدا دیکھ کے مجھکو
کمبخت نے بوسہ بھی لیا دیکھ کے مجھکو
کی غیر نے دانستہ خطا دیکھ کے مجھکو
اب دیجیے گا آپ سزا دیکھ کے مجھکو

بیکار مجھے خوش کیا بیکار وہ آیا + +
تسکین نہ مجھے دے کے تو کچھ اور رلایا

الطاف وستم کرکے ستم اور بھی ڈھایا
جب وصل مین اُس گل کی طرف ہاتھ بڑھایا
چلائی نزاکت کہ ذرا دیکھ کے مجھکو

دانتون کی چمک رُخ کی ضیا دیکھ رہے تھے
کس حسن سے وہ شان خدا دیکھ رہے تھے
آئینہ عارض کی صفا دیکھ رہے تھے
کن خوبیون سے اپنی ادا دیکھ رہے تھے
آئینہ وہین پھینک دیا دیکھ کے مجھکو

ہنر انہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دکھ درد نہ دو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
جان اپنی نہ کھو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
دشمن سے کہو رہنے دے کچھ روز مرے پاس
آجائیگی اُنکو بھی وفا دیکھ کے مجھکو

اُس سمت سے گالی ہو دعا میری طرف سے
ملتک پھر بھی ہو اُنکو بجا میری طرف سے
ظلم اُنکی طرف سے ہو وفا میری طرف سے
کچھ اور نہین خوف ہوا میری طرف سے
ہاتھون کی چھڑ اُڑا دی جفا دیکھ کے مجھکو

پوشیدہ کسی سے بھی نہین دل کی مسرت
دل مین نہین ہوتی ہو کہین دل کی مسرت
آئینہ ہوا ماہ جبین دل کی مسرت
چھپتی ہو چھپائے سے کہین دل کی مسرت
وہ ٹوٹ گئے بند قبا دیکھ کے مجھکو

حیران ہین اب احوال پہ بیتاب بھی میرے
روتے ہین مجھے دیدۂ پرآب بھی میرے
نزدیک پھٹکتے نہین اب خواب بھی میرے
اس حال سے جیتا ہون کہ احباب بھی میرے
اب دیتے ہین مرنے کی دعا دیکھ کے مجھکو

دکھلائے ادا شرم کو شوخی نے تمھاری
رکھا نہ روا شرم کو شوخی نے تمھاری
مارا بخدا شرم کو شوخی نے تمھاری
مجبور کیا شرم کو شوخی نے تمھاری
مٹجاتے ہین نقش کف پا دیکھ کے مجھکو

مانند کلیم آج بھی آنکھین مری نم ہین
کمبخت ہین ایک اور مجھے اتنے الم ہین
صدمہ ہا مجھے صدمے ہا ہین ہزارون مجھ مین
ہر آن خلش مجھ سے نئے جور و ستم ہین
وان دل سے اُلجھتی ہو جفا دیکھ کے مجھکو

بیان مثنوی مبہم داستان – کہ بازآمدم بر سر داستان – ناظرین کو یاد ہوگا کہ لشکر اسلام اور فوج سارق مین نقارہ رزمی بجا تھا اور دونون جانب دھوم دھام سے تیاری جنگ کی ہو رہی تھی دونون طرف کے سردارون کے دل مین جوش بھرے ہوے تھے نقابدارون کے آنے سے لڑائی ملتوی رہی تھی دونون لشکر نیسری جانب متوجہ ہو گئے تھے سرداران لشکر سارق سرداران اسلام سے چشمک تو کر ہی چکے تھے ادھر سرداران اسلام نے سرداران سارق کو نگاہون مین جانچ لیا تھا کہ فلان نکلے گا تو ہم اُسکے مقابلے کو ہمین جائینگے اس جوش و خروش مین رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ بزم انجم برہم ہوئی مہتاب جہانتاب نے سفر مغرب اختیار کیا سپیدہ سحری ظاہر ہوا ستارے صبح جھلملانے لگے نسیم سحری نے چراغون کو خاموش شمعون کو افسردہ کیا غنچون کو کھلایا رات بھر کے سونے والون کو جگایا لشکر اسلام سے آواز اذان آنے لگی مجاہدان دیندار فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان کارزار ہوے اُس طرف سے کفار جوق جوق گروہ گروہ تختون تختون آکر میدان مین صف آرا ہونے لگے اور سارق فیلول پر بیٹھا دریچہ وا کیا زیر قبول بارگاہ مین

سرداران نامی وگرامی کی برپا ہین اور ایک بہت بڑی بارگاہ برپا تھی یہ اسلیے تھی کہ بعد طبل بازگشت
بجنے کے اور صبح کو سب سردار اُس بارگاہ مین جمع ہون اور پھر میدان کارزار مین یا اپنے اپنے
مقام پر جائین جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نقابت کر کے جا چکے تو لشکر کفار سے
عفریت عبدہ جو اپنے کرگدن کو بڑھا کر سامنے تیطول ساریق کے آیا اُتر کر گینڈے سے سجدہ کیا
اور اجازت میدان چاہی ساریق نے کہا کہ جا تجھے اپنے دست قدرت کی نگہبانی مین دیا عفریت
عبدہ جو بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے
جب خوب سلح شوری کر چکا تو نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باشش ای
گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بس
یہ کہنا تھا کہ تہمتن گرد رفیق خاص و سپہ سالار شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب اپنا صف سے نکالا
اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو اور جام رخصت
عنایت ہوا تہمتن گرد جام پیکر بار دگر مرکب پر بیٹھ کر میدان مین آیا بعد گفتگوے بسیار عفریت
عبدہ جو نے نیزہ مارا تہمتن گرد نے نیزے کو اُسکے نیزے پر کاٹا طعنین چلنے لگین تہمتن گرد بھی
بڑا سردار ہے رفقاے رفیع البخت مین سب سے زیادہ زبردست ہے اور عفریت عبدہ جو بھی ساریق کی
بارگاہ مین شمار کے پہلوانون مین ہے لوگ غور سے دیکھ رہے ہین کہ اکمرتبہ تہمتن گرد نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور ایک
ایسا بند باندھا کہ نیزہ ہاتھ سے عفریت کے نیزے پر اڑ کر گرا بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا
بلند ہوئی اور عفریت عبدہ جو نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا دوڑ کر اسنے اراسے پر سے اپنا ساطور
لیا ساڑھے نو سو من کا ساطور سر پر چرخ دیکر سر تہمتن گرد پر مارا تہمتن گرد نے سپر بلند کی لیکن یہ حربہ سپر سے
رد نہین ہوتا ہی سپر قلم ہوئی تہمتن نے تیغ کھینچی ساطور گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب نے
چرخ مارا تہمتن کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر مرکب کو عفریت کے ٹکڑے کر دیا عفریت بھی گھوڑے سے
کودا اور خنجر کھینچکر چلا کہ تو نے میرے مرکب کو ٹکڑے کیا مین تجھے کب چھوڑونگا یہ کہکر تہمتن گرد کو خنجر مارا
تہمتن گرد نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دونون لپٹ گئے کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی رات کو بھی
علیحدہ نہوے دوسرے روز پانون تہمتن کا ٹوٹا لوگ آگرا ہے اٹھا لے گئے عفریت عبدہ جو
میدان سے پھرا کفار نہایت شاد و بشاش ہوئے اہل اسلام تہمتن گرد کو شفاخانے لے گئے رفیع البخت
نے اپنے رفیق کو تسلی دی کہ جنگ دوسرا دن کیا اجادہ ہو ساریق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسرے
روز جب فوجین وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہو چکین تو پھر عفریت عبدہ جو میدان مین آیا اور پکارا
کہ ای خدا پرستو دیکھا تمنے کہ مین نے کیا حالت کر دی تمھارے ساتھی کی یہی حالت اُسکی ہوگی جو میرے
مقابلے کو آئے گا مین مثل دیگران نہین ہون جنکو پست کر کے تمھارا یہ حوصلہ بڑھا کہ خداوند ساریق پر
تم چڑھ کے آئے یہ سنکے قران فیل سوار رفیق شاہزادہ گوہر کلاہ بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
عفریت کے مقابل ہوا عفریت نے ساطور مارا کہ قران فیل سوار زخمی ہوا دن بھر مین عفریت نے
دو سرداروں کو شہید کیا اور بندہ کو زخمی کر کے میدان سے پھر گیا کفار نہایت شاد و بشاش تھے
اور اہل اسلام کو کمال رنج ہوا غرض صاحبقران کو خیال ہوا کہ اب یہ ملعون بغیر پہلوانون کے نکلے
ہرگز پست نہوگا جب پھر صبح ہوئی اور دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے تو پھر عفریت
میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اُس طرف سے لشکر دارا سے ہند طلحہ بن لند صورتگے علم جلوہ گر کی

آگے اور طلحہ نے نیمں اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ اسلام کے آکر اجازت میدان مانگی ثریا جاہ حافظ
حقیقی نگہبان ہر طلحہ بادگر مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آئے اور عفریت کو للکارا کہ او ملعون زخمی
ہونا سرداروں کے واسطے عیب کی بات نہین ہے تو فخر کس بات کا کرتا ہے عفریت نے کہا کہ آ تو
مقابلہ کر دیکھون تو کہ تو کیسا ہے طلحہ نے کہا کہ لا حربہ اپنا پھر دیکھ کہ مین کیسا ہون عفریت عربدہ جو نے
وہی ساطور مارا طلحہ نے ضرب ساطور کو گرز پر روکا اور خبردار خبردار کہکر گرز مارا عفریت نے ضرب
طلحہ کی دستہ ساطور پر رد کی مگر مرکب مارا گیا کہا اے ہندی اگر اسکی ضرب میری تو روک لے تو جانون
یہ کہکر مرکب طلب کیا اور دوسرے مرکب پر سوار ہوکے پھر ساطور مارا طلحہ نے پھر گرز کو چہرے کی
پناہ کیا پھل ساطور کا گرز مین در آیا اور ٹوٹ کر رہگیا دستہ پیشانی پر طلحہ کے پڑا کہ سر زخمی ہوا
تیورا گئے عفریت نے کہا لیجاؤ اس ہندی کو جسپر صاحبقران کو بہت ناز تھا لوگ آئے اور طلحہ کو
میدان سے پھر لائے ہنوز کوئی اور اسکے مقابلہ کو نہین نکلنے پایا تھا سارق خوش ہو ہو کے نقد سرین
بگھار رہا تھا کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد
تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار
تھا سب دیکھنے لگے کہ یہ اتنا بڑا لشکر کسکا آتا ہے جسنے طبقۂ زمین کو ہلا دیا ہے کہ اک مرتبہ دست ہوا سے
دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علمہاے لاجوردی و زرنگار و سرخ نشانہ سات لاکھ سوار
و بیدل کی جمعیت کا نمودار ہوے آگے آگے دو بارگاہون کے اٹھائے بار چالیس ہزار یاقوت پوش
اسکے آگے آگے اک طفل حسین و جمیل مرکب باد رفتار پر سوار دو زبانہ نیزہ ہاتھ مین چہرہ مانند آفتاب کے
چمکتا ہوا کوئی چودہ برس کی عمر سبزے کا آغاز بھی نہین ہونے پایا ہے گو آئینہ رو مین کسیقدر غبار آچلا ہے جو سبزہ
بنکے دو اک سال مین ظاہر ہوگا اور تین بادشاہ ایک زرین پوش دوسرا سرخ پوش ایک ہما ڈسی رنگ
کا لباس پہنے ہوئے نمودار ہوے ہمراہ رکاب اس طفل کے اک عیار بھی اسی سن و سال کا مگر نہایت
چالاک اہل اسلام اور کفار حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے طفل نو عمر نے اک مقام تجویز کرکے قیام کیا
اور بارگاہین برپا ہونے کا حکم دیا ادھر تو بارگاہین برپا ہونے لگین ساز و سامان اسکا دیکھکر اہل اسلام متحیر تھے
کہ یہ سامان اسنے کہان سے دستیاب ہوا غلمون مین پنجہ کی جگہ آئینے نصب تھے ہرکارے دونون طرف
کے بہر دریافت حال روانہ ہوگئے تھے آکر عرض کی کہ مذہب ان لوگون کا آئینہ پرستی ہے طیمور شیر پرور
نے اپنے چالیس ہزار سرخ پوشون سے رخ میدان کا کیا فوج پشت پر پرے جمائے کھڑی ہوئی
یہان عفریت نے پھر نعرہ مارا اکمر جب خود شہنشاہ گوہر کلاہ نے مرکب کو اپنے چھیڑا اور بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر سامنے عفریت کے آئے عفریت نے وہی ساطور آتش بیز بھی مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے چاہا
کہ دستہ ساطور پر ہاتھ ڈالون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا ساطور سر پر بیٹھا تا دابرو اتر
آیا دانستہ نہ مارا کہ ساطور چھٹا کر سر سے نکالا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ آکر شہنشاہ گوہر کلاہ
کو لے گئے عفریت نے پھر مبارز طلب کیا تھا کہ طیمور نے گھوڑا اٹھا دیا اور آکر اس زور سے نگادر
ماری کہ مرکب عفریت کا سامنے سے اڑ گیا عفریت نے کہا او طفل مین نے خدا پرستون کے تو جی چھڑا
دیے مین تو کیا سمجھ کر سر سے مقابلہ کو آیا ہے طیمور نے فرمایا کہ او ملعون مین نے دیوان قاف کو تو
پست کر دیا ہے تو انسان ہوکر مجھسے سامنا کرتا ہے نگاہ بھی تو نہ ملا سکے گا عفریت گھورنے لگا طیمور نے
آنکھ مین آنکھ ڈالی بس فوراً عفریت کی آنکھ جھپک گئی طیمور نے کہا وہ مارا عفریت ہنسا کہ ابھی

تلوار ابھی نہین کھینچی ہی اور تو نے اپنے نزدیک مجھے مار لیا طیمور شیر پرور نے کہا کہ جسکو نگاہ سے مارا اُسکو جان سے مارنا کیا دشوار ہی عفریت نے نیزہ مارا طیمور نے دو تین طعنون مین نیزہ کو اُسکے اپنے نیزے سے اُلجھا کے جو جھٹکا مارا نیزہ تین جگہ سے ٹوٹ کے ہاتھ سے نکل گیا ہر طرف سے صدائین واہ واہ کی بلند ہوئین صاحبقران غور سے دیکھنے لگے کہ یہ لڑکا تو قیامت کا چلبلا معلوم ہوتا ہی بس عفریت نے ساطور پر ہاتھ ڈالا اور کہا کہ او طفل مجھے تو تجھپر رحم آتا تھا مگر معلوم ہوا کہ تو رحم کے قابل نہین ہی اجل تیری سر پر کھیل رہی ہی لے خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر ساطور گران سنگ ساڑھے نو سو من کی ضرب کو اُٹھا تو اور سر پر جھنجھ دیکر مارا بس طیمور نے مرکب کو اشارہ کیا کہ مثل برق کے کوندکر زیر بغل جا پہونچا طیمور نے آنکھ ساطور سے ملائی اور دستہ پر ہاتھ ڈال دیا اور ریلہ مارا کہ عفریت اوندھے منھ گردن مرکب پر آرہا بس دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو عفریت کو قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر پھرا کر زمین پر مارا کہ عفریت چارون شانے چت گرا طیمور نے اپنے عیار سے کہا کہ باندھ لے مشکین اسکی عفریت اس زور سے گرا تھا کہ اُٹھ نہ سکا عیار نے مشکین باندھ لین اور شتارہ لیکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا طیمور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا کفار شوم دیکھ کے رہگئے سیاریق نے کہا ای بندگان من دیکھا تم نے مین نے کیسا خوب صورت اور زور آور لڑکا پیدا کیا ہی آج یہ اس طرف آ گیا اب مین اس سے ان خدا پرستون کو پست کراؤنگا اب طبل جنگ نہ بجواؤنگا ادھر اہل اسلام شان و شوکت طیمور شیر پرور کی دیکھ کر دعا کرنے لگے خصوصاً شہراب بن رستم تو عاشق ہو گیا جب رات ہوئی تو آفات نیرنگ ساز عیار نے لباس شبروی تن پر آراستہ کیا صورت اپنی جوگڑے کی بنائی اور جانب لشکر طیمور روانہ ہوا دیکھا کہ بازار لشکر کی کھلی ہوئی ہی فوج کے سپاہی سودا خرید رہے ہین یہ ایک ایک دوکان پر اکتارہ بجا بجا کے گاتا ہوا اور زندانخانہ کو تلاش کرتا ہوا قریب دس بجے کے اس مقام پر پہونچا جہان عفریت عربدہ جو کو قید کیا تھا جب اُسنے سمجھ لیا کہ عفریت اسی خیمہ مین قید ہی تو یہ نگہبانان زندان کے سامنے بیٹھ کے گانے مین مصروف ہوا ایسے ایسے مسخرے پن سے گایا کہ لوگ بہت ہنسے پیسہ پیسہ دو دو پیسے سب نے دیے یہ گڑ گڑا کے کہنے لگا کہ گاؤن میرا یہان سے دور ہی رات زیادہ آگئی ہی اگر تمکو حرج نہو تو مین یہین پڑ رہون ایک سپاہی نے کہا کہ مزاج ہمارے افسر کا جھلا ہی ایسا نہو اُنکے خلاف ہو اور ہمپر عتاب آئے دوسرا رحمدل تھا اُسنے کہا کہ اُنکو خبر کون کرے گا یا وہ کچھ دیکھنے کو آئینگے غریب ہی پڑ رہنے صبح کو یہ چلا جائے گا یہ مکار دل مین لند معک رہا جب دو پہر رات گذر گئی تو دیکھا اُسنے کہ دو سپاہی جاگ رہے ہین اور باقی سو رہے ہین بس یہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا کہ چلم پیجیے تو بھرون سپاہیون نے کہا بھر اسی شغل مین ہی رات تو کٹے اُسنے پھر چلم بھری اور ایک سپاہی کو دی اُسنے دم لگا کر دوسرے کو دی جب دونون نے ایک ایک دو دو دم لگا کے نیت سیر کر لی تو اس غریب کو دیدی اُسنے چلم نہین لی کہا تو کیون نہین پیتا جواب دیا کہ تمکو تو مین نے زہر بھر کے پلا دیا اب کیا جان بوجھ کر خود بھی زہر پی لون یہ کہنکر سمجھے مٹھا وہ دونون غصہ مین اُٹھ کر دوڑے کہ تو نے ہمین زہر پلا دیا تو ہم تجھے کب چھوڑینگے اُٹھتے ہی ہوا لگی بیہوش تھے طمانچہ مارا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم دھم گر پڑے آفات نے توبہ کیا دونون کو ذبح کر کے اندر زندان تک آیا اور عفریت کو سلام کر کے سوہن سے قید کاٹنے لگا تھوڑے تھوڑے نشان اُسنے دیکر کہا زور کیجیے کہ قید ٹوٹے اور یہان سے نکل چلیے یہ سنکے عفریت خوش ہوا کہا ای آفات نیرنگ ساز یہ لڑکا نہین کوئی بلا ہی اس زور سے مجکو ٹپکا کہ مین سنبھلا ورنہ پسلیان چور چور ہو جاتین ہڈی ہڈی مین درد ہی یہ کہکر بمشکل قید توڑی اور آفات نیرنگ ساز کے ہمراہ زندانخانہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے

تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ صبح ہو گئی اہل اسلام مصروف نماز تھے کفار یا خداوند ساریق کے نعرے
کر رہے تھے عفریت پاپیادہ بھاگا ہوا جا رہا تھا وہان شاہزادہ طیمور کو خبر ہو گئی کہ قیدی چھوٹ گیا
اور اپنے لشکر کی طرف جا رہا ہے بس اسیوقت مرکب پر بیٹھ کے تلوار ہاتھ مین لے لی اور تعاقب مین عفریت
کے روانہ ہوا عیار بھی گوشہ زین پکڑ کے ساتھ ہو لیا اڑتا ہوا چلا لشکر مین ہلڑ ہو گیا صاحبقران مسجد
کے پاس سے باہر نکلے ہوئے ٹہل رہے تھے کہ دیکھا طیمور تن تنہا مرکب اڑائے ہوئے لشکر کفار کی طرف
جا رہا ہے ہرکارون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ یہ اُدھر کسواسطے جاتا ہے ہرکارے روانہ ہوئے شاہزادہ سہراب
ثانی اپنے خیمے سے نکلے ہوئے اس فکر مین کھڑے تھے کہ کیونکر سلسلہ ملاقات اس طفل شیر دل سے
پیدا ہو کہ اپنی آنکھون سے طیمور کو اُدھر جاتے دیکھا بس اُنسے ضبط نہو سکا سمجھ گئے کہ کوئی آفت ضرور ہی
جلدی سے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب لشکر ساریق روانہ ہوئے وہان آفات نگار
نے جو یہ آفت دیکھی کہ طیمور شعلہ جوالہ بنا ہوا چلا آتا ہے یہ تو کسی جھاڑی مین دبک رہا اور عفریت سے کہا
بھاگ ورنہ قضا قریب ہے وہ جلدی سے بھاگ کر اُس بارگاہ مین گھس گیا جہان سرداران ساریق صبح کو جمع
ہوتے تھے آج کل سردار تو ابھی نہین آنے پائے تھے لیکن تین چار سو سردار بیٹھے تھے کہ عفریت
بھاگ کے پہونچا کہان مجھے بچا ساتھ ہی طیمور بھی مع مرکب اندر بارگاہ کے در آیا اور سر پر عفریت کے
پہونچ گیا ایک ڈنگل آہنی رکھا ہوا تھا جو خاص دیوون کے بیٹھنے کو بنا تھا عفریت اُس ڈنگل کے
پیچھے چھپا بس طیمور نے دوڑ کر پنجہ ضرب دراز کا ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مع ڈنگل عفریت کے دو ٹکڑے
ہوئے سردار کھڑے کہ یہ کیا آفت آئی اتنے مین سہراب بھی جا پہونچے اور بے اختیار تعریف
کی کہ کیا ہاتھ مارا ہے سرداران ساریق حیران تھے کہ ڈیڑھ ہاتھ کا بچہ اور کئی گز کا ڈنگل دو ٹکڑے
ہو گیا یہ کوئی بلا ہے اس سے لڑنا اچھا نہین جب دیکھا طیمور نے کہ کوئی مقابلہ کو نہین اُٹھتا تو اُسنے عیار
سے کہا کہ مار حقہ آتشبازی شاہسوار شیر دل نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے بارگاہ مین آگ لگ
گئی شعلے بھڑکنے لگے سردار اُٹھ اُٹھ کے بھاگے طیمور ہنسا کیا جب سب بھاگ کے چلے گئے تو خود
بھی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے لشکر کی راہ لی راستے مین جو خیمہ ڈیرہ ملا اُسمین آگ لگا دی دھوان
جو بلند ہوا اور زیر قیطول آگ بھڑکی گھبرا کے ساریق نے دریچہ وا کیا دیکھا کہ جو بارگاہ زیر قیطول استادہ
تھی جسمین سردار آ آ کے بیٹھا کرتے تھے اُس سے شعلے بلند ہین اور جو نظر اُٹھتی ہے تو دیکھا کہ دور تک
یہی حالت ہے کہ لشکر کے خیمے جل رہے ہین اور وہی طفل حسین خیمون کو جلاتا پھونکتا ہوا اپنے لشکر کی طرف
چلا جاتا ہے کہا یہ کیا ماجرا ہے لوگون نے کہا کہ عفریت عربدہ جو بھاگ کے آیا تھا یہ اُسی کے تعاقب مین آیا
تھا اُسکو مار کے پلٹا ہوا جا رہا ہے ساریق نے کہا کہ ہمنے اس بندے کو بہت زور دیا ہے جسے ہم بنائین اُسے
کون بگاڑ سکتا ہے سختگان نے تو گالیان دین لیکن جو کہہ رہے تھے اُنھون نے کہا کہ تو ایسا ہی خداوند ہے
طیمور شیر پرور صاف نکلا ہوا چلا گیا اور یہ کسی کی جرأت نہوئی کہ ٹوکتا یا روکتا جب وہ وقت آیا کہ سہراب
بن رستم اپنے لشکر کی طرف چلنے لگے اور طیمور شیر پرور اپنے لشکر کی طرف چلا تو طیمور نے کہا کہ ای جوان تو کیون
آیا تھا سہراب نے کہا کہ تمکو اتنی بڑی فوج پر تنہا جاتے دیکھکر مجھ سے ضبط نہوا طیمور نے کہا کہ کیا تم میری
مدد کو آئے تھے فرمایا ارادہ تو تھا مگر تم بڑے صاحب اقبال ہو کہ کسی نے نہ روکا طیمور کو بھی اس حرکت پر
سہراب سے محبت پیدا ہوئی ہنسکے کہا کہ آپنے دیکھا کہ یہ بزدلے کتنے اتنے بڑے تن و توش لیے
بیٹھے رہے اور مجھ تنہا پر جرأت نہوئی جب مین نے بارگاہ مین آگ لگوا دی تو بھاگ گئے سہراب نے

که دراصل ایسی کامیابی آجتک کسیکو نصیب نہوئی ہوگی جو تمہین ہوئی غرضکہ طیمور تو اپنے لشکر کی طرف روانہ
ہوا اور شاہزادہ سہراب بن رستم اپنے لشکر مین آئے ساری کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نامور
نے فرمایا کہ ای سہراب کیا کہون یہ کسکا لڑکا ہی آسمین تو سب علامتین اولاد وجدامجد کی پائی جاتی ہین سہراب
نے کہا کہ ایک صفت ایسی ہی جو ہم مین بھی نہین ہی صاحبقران نے پوچھا وہ کیا عرض کی کہ جس وقت آنکھ سے
آنکھ ملتی ہی تو دل پر ہیبت طاری ہوتی ہی سہراب کی اس تعریف پر سرداران دست راست مسکرائے اور
آپس مین کہنے لگے یہ ڈر گئے ہونگے جوان منچلا ہی سمجھتے مین کہ آنکھ ہی مین یہ تاثیر ہی ہماری آنکھ شیرون سے
تو جھپکتی نہین ہی اس وقت تو اتنی ہی باتین ہوکے رہگئین لیکن امیر کو بھی اشتیاق ملاقات ہوا اب حال
ساریق ملعون کا سنیے کہ سختگان نے تنہائی مین بہت ڈرایا اور دھمکایا کہ یہ طفل تیرے لشکر کا ستھراؤ
کردے گا اور خداپرست اسے مسلمان کرکے اس بلا کو پھر تجھی پر بھیجینگے تو جن لوگون کے بل پر خداوند
بنا ہی انھین بلا تو شاید کچھ کام چلے اور یہ لشکر تیرا دیکھنے کا ہی اسپر گھمنڈ نہ کرنا کہ ایک سردار کئی دن لڑ گیا یہ
اُن لوگون کی ستارے کی بدی تھی ورنہ اس سے زبردست زبردست سردار وہ اس طرح پکڑے جائینگے
جس طرح طیمور شیر پرور آئینہ پرست اسکو گرفتار کرلے گیا تھا ساریق بھی دل مین مقر ہوا اور اسی وقت
اسنے ایک نامہ تو بیروت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای رستم خداوندی ساریق اور ای لقیب
قدرت من خداپرستون نے تیرے خداوند پر یورش کیا ہی ہرچند کہ مین نے انکو اسقدر زور دے دیا
کہ اب بچتا نا ہون لیکن اب تیری موت اُسنے نیادہ کی کے سبکو تیرے ہاتھ سے ذلیل کرادونگا تجھے لازم
ہی کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے فوراً حاضر ہو یہ نامہ تو بیتہ بیروت کی جانب روانہ ہوا اور دوسرا نامہ ساریق
نے بنام خلخال جادو تحریر کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ ای باعث خداوندی ساریق ای معشوقہ من جب تجھ سی
محبوبہ شفقہ ہو تو کیونکر ناز نکرون کہ تجھ سے لذت محبوبی اور اشفاق مادری دونون ظاہر ہوتے ہین مجھپر
خداپرستون نے یورش کیا ہی آنبی ایک ایک اپنے وقت کا رستم ہی اگر اب اس بلا کو شہر ساریقیہ سے
دفع نکرینگی تو خداوندی کیسی ای سلطنت بھی نہ باقی رہیگی بلکہ انکے ہاتھ سے جان کا بچنا بھی دشوار ہو جائیگا
یہ نامہ ایک ساحر رازدار کو دیا کہ وہ جانب مسکن خلخال جادو روانہ ہوا اسکے بعد چند نامے اور بھی اسنے
لکھ لکھکے جا بجا روانہ کیے ہین جنکا حال آیندہ ظاہر ہوگا سختگان نے کہا کہ اب طبل جنگ نہ بجوانا ورنہ
یہ لڑکا لشکر کا خاتمہ کردے گا جب آپ طبل نہ بجوائینگے تو خداپرستون سے چھیڑ جائیگی اُس وقت
تماشہ دیکھیے گا ساریق نے تو خاموشی اختیار کی اور شاہزادہ طیمور اس انتظار مین ہی کہ طبل جنگ بجے
جب کئی روز نقارہ رزمی نہ بجا تو اُسنے خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہان تو ابھی سناٹا ہی خالی بیٹھے بیٹھے میرا
دم گھبراتا ہی اور خاص مجھ سے لڑائی بھی نہین ہی کہ مین پابندی کرون لہذا مین تو شکار کو جاتا ہون سنا ہی کہ یہان
شکار کثرت سے ہی جسوقت یہان طبل جنگ بجے تو مجھے اطلاع کردیجیے گا یہ کہکے طیمور شیر پرور نے سامان
شکار اپنے ہمراہ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا شاہزادہ سہراب بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے کہ اُنکے عیار
نے چپکے سے کان مین آکر کہا کہ طیمور آج شکار کو گیا ہی بس سہراب کا دل بیتاب ہوا کہ مین بھی شکار کو جاؤن
یہ ذریعہ ملاقات بڑھنے کا اچھا ہی یہ سوچ کے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین دو روز
کے واسطے شکار کو چلا جاؤن بالفعل یہان طبل جنگ موقوف ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ مگر زیادہ
دور جانے کا قصد نکرنا اسلیے کہ ملک غیر ہی اور جنگ درپیش ہی سہراب نے عرض کی کہ بس دو روز
بعد مین واپس چلا آؤنگا یہ عرض کرکے سلام رخصت کیا اور بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمہ مین آئے

اور اُسیوقت تیاری شکار کرکے جانب صحرا روانہ ہو گئے یہ خبر شاہزادہ رفیع البخت اور وحید الملک کو ہوئی
کہ ادھر طیمور شکار کو گیا ہی ادھر سے شاہزادہ سہراب روانہ ہوا ہی اُن دونون کے ذہن مین یہ آئی کہ چلکر
اس لڑکے کو صحرا مین دیکھ بھال لینا چاہیے کہ آیندہ سر نہ اُٹھائے اور سہراب کا حال بھی معلوم ہو جائے
کہ کس غرض سے گیا ہی یہ سوچ کے ان دونون نے بھی اجازت شکار حاصل کی اور جانب صحرا روانہ ہو گئے
اسکے بعد سکندر رستم نمو کو معلوم ہوا یہ بھی چل دیا یہ چارون مختلف مقامات پر مصروف صید و شکار رہتے تھے
ایک دن تو اسی طرح مصروف صید و شکار رہے بہت سا شکار ہاتھ آیا اپنے اپنے دوستون اور عزیزون سے
سب نے ملاقات کی لیکن جب دوسرا روز ہوا تو تلاش آہو مین چلے تھوڑی دور کے فاصلہ پر اک درہ تھا
وہان بہت سے آہو رہتے تھے اور صبح کو متفرق مقامات پر مصروف چرا رہتے تھے شام کو سب ایک ہی
جگہ آکے جمع ہو جاتے تھے اور یہ سب آہو نہایت ہوشیار تھے کہ چوٹ نہ کھاتے تھے حسب اتفاق آج
بھی جو آہو چارون شکاریون کو نظر آئے چارون نے گھوڑے ڈورے اور آہو جست و خیز کرتے ہوئے درہ کی
کی طرف بھاگے جسوقت قریب درہ کے پہونچے اور ان قادر اندازون نے دیکھا کہ اب یہ درہ مین جاکر غائب
ہو جائینگے تو ہر ایک نے ناوک سر کیا چارون آہو تیر کھا کھا کے گرے اور تڑپنے لگے چارون شاہزادے
اپنے اپنے گھوڑون سے کودے اور آہوؤن کو اُسکے ذبح کیا اُس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھا اور پہچانا
سہراب نے کہا کہ لطف یہ ہی کہ ملازمون کو بلوا لیا جائے اور سب اسی مقام پر بیٹھ کے کباب کھائین یہ رائے
سہراب کی سب نے پسند کی عیار جو تعاقب مین چلے تھے آکے موجود ہو گئے سہراب نے اپنے عیار کو تو کباب
لگانے کا حکم دیا اور سب نے اپنے اپنے عیارون کو خیمے وغیرہ اور سامان راحت کے منگانے کے لیے بھیجا جبتک
وہ لوگ آئین آئین سیارہ ثانی نے کباب لگا کے سامنے رکھ دیے سہراب نے پہلے طیمور کی صلاح کی
طیمور یہ محبت سہراب کی دیکھکر بے غدر چلا آیا سب کباب کھانے لگے اُسوقت رفیع البخت نے طیمور سے
آنکھ ملائی نگاہ کا طیمور کے قلب پر اثر پڑا دل مین قائل ہوئے کہ بیان سہراب کا صحیح تھا کہ اس سے آنکھ ملانا نہیں
ہے آنکھ لڑاتا ہی بعینہ شیر صحرائی کے تیور ہین یہی حالت وحید الملک کی ہوئی سکندر کو نہ یہ خیال تھا نہ انھون
نے اسطرح آنکھ ملائی القصہ دیر تک یہ صحبت گرم رہی سب کے سب بیٹھے کباب کھایا کیے ہنس ہنس کے باتین کر
رہے سکندر بھی حسن و جمال پر طیمور کے مفتون ہو گیا دل مین کہتا ہی کہ بالکل یہ لڑکا دادا صاحب کی صورت ہی
سب متحیر ہین کہ اک مرتبہ شاہ ہور شیر دل بھی آیا جس عیار نے اس سے آنکھ ملائی اُسکی آنکھ نیچی ہو گئی دن
کم رہگیا تھا اور دو دن سے زیادہ کے سرداران اسلام کو بھی اجازت نہوئی تھی اور سکندر آئینہ پرست
کو جو معلوم ہوا کہ اہل اسلام سے صحبت گرم ہی بس اپنے خورشید زرین کمر سے کہا کہ یہ لوگ قیامت کے
سحر بیان ہوتے ہین ایسا نہو کہ تمھارے لڑکے کو بہکا کے اپنے رنگ پر لگائین تو غضب ہو جائے گا تم جا کے
طیمور کو پھیر لاؤ یہ سن کے خورشید زرین کمر وہان سے سوار ہو کے دوڑا اور طیمور سے کہا کہ یہان
بیٹھے کیا کرتے ہو سنا ہی کہ آج لشکر سارتق مین طبل جنگ بجے گا یہ سن کے طیمور اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ
خورشید زرین کمر کے صحرا سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور وہان سے کوچ کر کے قیام گاہ لشکر کی طرف
روانہ ہوا سہراب اور سکندر رفیع البخت وغیرہ بھی اپنے اپنے لشکر سمیت پلٹ کے لشکر اسلام مین
آئے سب کے دلون پر سکہ طیمور کا بیٹھ گیا اتنا اندازہ سب نے کر لیا کہ اس سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا کام نہین
ہی وہان طیمور جو لشکر مین پہونچا نہایت خوش تھا کہ اب طبل جنگ بجیگا جب نقارہ رزمی نہ بجا تو اسکو یہ برا معلوم
ہوا دو روز تک اسنے انتظار کیا آخر اک نامہ بنام صاحبقران عالی شان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہر چند

میرا یہ ارادہ نہ تھا کہ مین آپسے مقابلہ کرون اسلیے کہ مجھکو میرے اُستاد کی ممانعت تھی نہ کہ مسلمانون پر زیادتی کرنا مگر
خالی بیٹھے بیٹھے جی گھبراتا ہی ساریق عجیب مسخرا ہی کہ اتنی بڑی فوج کا بادشاہ ہوکر دھوکہ دیتا ہی اور کوس حربی
نہین بجواتا ایک ہی سردار کے مارے جانے سے اسکے جی چھوٹ گئے لہذا اگر آپ کے خلاف مزاج نہو تو
جبتک لشکر ساریق مین طبل جنگ بجے اُس وقت تک ہمارے آپ کے بطور شغل کے دو چار مقابلے
ہون یہ نامہ تحریر کرکے ایک سردار کو کہ نام اُسکا قہرمان ژولیدہ مو تھا دیا اور کہا کہ جاکر جواب اسکا
صاحبقران سے لے آ یہ سُنکے قہرمان ژولیدہ مو نے نامہ سر سے باندھا اور ایک ہزار سوار اپنے ساتھ
لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ہنوز یہ راستے ہی مین تھا کہ خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی کہ ایلچی طیمور
شیر پرور کا آتا ہی فرمایا آنے دو اتنے مین قہرمان داخل بارگاہ ہوا کسیکو سلام نہین کیا اُدھر اُدھر دیکھتا
ہوا صاحبقران کی طرف بڑھا امیر نے اسکے واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھا تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ
کیا قہرمان کو ایسا خلل دماغ پیدا ہوا کہ یہ اُس دنگل پر تو نہ بیٹھا بلکہ اس ارادہ سے بڑھا کہ امیر کو دنگل سے
سے اُٹھاکے امیر کے دنگل پر بیٹھ کے بادشاہ اسلام کو نامہ دون یہ دیکھکر مملوک بن مالک نے ٹوکا کہ
او بے ادب جو دنگل تیرے واسطے بچھوایا ہی اسپر نہین بیٹھتا قہرمان نے کہا کہ نہین جانتا کہ مین کسکا نامہ دار
ہون نہ میرا استقبال کیا نہ میرے بیٹھنے کے لایق جگہ خالی رکھی تو ہی ہٹ جا کہ تیرا دنگل بادشاہ اسلام سے
قریب ہی مین یہان بیٹھکر جواب نامہ کا لے لون یہ کہکر ہاتھ مملوک بن مالک کا پکڑنے کا قصد کیا تھا کہ مملوک
نے اُٹھکر ایک تھپڑ مارا کہ قہرمان چرخ کھاکے زمین پر گرا اور پھڑکنے لگا کلہ اُسکا شق ہوگیا عیار اسکا یہ
خبر لیکر لشکر طیمور شیر پرور کی طرف روانہ ہوا اور جاکر عرض کی کہ خدا پرستون نے آپ کے ایلچی کی
بہت توہین کی ایک شخص نے ایسا تھپڑ مارا کہ وہ پھڑکنے لگا پوچھا کیا صاحبقران نے مارا اُسنے عرض کی
کہ ایک رفیق صاحبقران نے تھپڑ مارا تھا کہ کلہ پھٹ گیا اور قہرمان بیہوش پڑا ہوا ہی بس یہ سنتے ہی اپنے
اُسیوقت مرکب طلب کیا اور یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا لوگون نے ساتھ
چلنے کا قصد کیا طیمور نے کہا جو میرے ساتھ آنے کا قصد کریگا اُسے قتل کرکے آگے بڑھونگا یہ سنکر
سب سردار تو رک گئے طیمور تن تنہا نہایت جوش مین جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا دہان خبر صاحبقران
کو خبر پہونچی کہ طیمور آتا ہی فرمایا آنے دو طیمور نے دروازہ بارگاہ پر پہونچ کے مرکب کو تو باہر چھوڑا اور آپ
اندر بارگاہ سلیمانی کے داخل ہوا سب سے پہلے سہراب نے تعظیم دی ساتھ سہراب کے پوری صف
دست چپ کی اُٹھ کھڑی ہوئی اس تکریم پر جوش طیمور کا کم ہوگیا سہراب نے جلدی سے ہاتھ
پکڑ کے اپنے دنگل پر بٹھا لیا اور سبب آنیکا تو پوچھا طیمور نے کہا کہ میرے ایلچی کے ساتھ کیا بے عنوانی ہوئی
ہی سہراب نے کہا کہ اُسنے گستاخی کی ہماری صف کے سردار پر تعدی کی اُسکے ہاتھ پکڑ کے کھینچا تھا کہ تو
ہٹ جا طیمور نے کہا کیا اُسے بیٹھنے کو جگہ نہین دی تھی سہراب نے کہا کہ یہ تو دستور ہمارے یہان
نہین ہی کہ ایلچی کا اعزاز کیا جاوے دنگل اُسکی آمد کی خبر سنکر پہلے سے بچھوا دیا تھا مگر وہ اُس دنگل پر
نہ بیٹھا اور اپنی حد سے بڑھنے کا قصد کیا قہرمان کو ہوش آیا بس اُسنے طیمور کو جو دیکھا تلوار کھینچکر مملوک
کی طرف بڑھا طیمور نے آواز دی کہ او نامرد اب تجھے دیکھکر تلوار کھینچتا ہی پہلے تجھ سے کچھ نہو سکا
یہ کہکر اُسی غصہ مین اُٹھکر وہ ہاتھ تیغ ضرب دار اُسکا مارا دو ٹکڑے ہوے اور صاحبقران کی طرف دیکھکر
کہا کہ لاش اسکی پھنکوا دیجیے صاحبقران نے لاش قہرمان کی اٹھوا کر اسکے لشکر مین بھجوا دی طیمور دیر
تک غصہ مین بیٹھا رہا آخر سہراب کی دوستی کام آگئی کہ اُنھون نے باتون مین لگاکر غصہ طیمور کا فرو کیا تمام

دربار صاحبقران طیمور کی طرف محو تھا اور صاحبقران بھی اک محبت کے ساتھ طیمور کی طرف دیکھ رہے
تھے ہر شخص کو اک محبت طیمور سے پیدا ہو گئی اسکے حسن و جمال شان و شوکت نے ایسا دام بچھایا تھا
جسمین سب پھنسے ہوئے تھے طیمور مسکرا مسکرا کے سہراب سے باتین کر رہا تھا جب سلسلہ کلام قطع
ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ مضمون نامہ سے آگاہی نہوئی کہ آپنے کیا لکھا تھا طیمور نے بیان کیا کہ خالی
بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا کہ ساریق بردرد تو طبل جنگ نہین بجواتا جبتک آپ ہی سے کچھ مشغلہ ہوتا ہر چند کہ مجھے
خدا پرستون سے لڑنے کی ممانعت تھی مگر جو لڑائی بطور آزمایش یا شغل کے ہو اسمین کیا مضائقہ ہے مین
مخاصمانہ جنگ کرنا نہین چاہتا امیر نے دل مین کہا کہ اللہ رے تیری جرات کہ شغل بھی ہے تو یہی ہے فرمایا کہ ممانعت
کسکی ہے طیمور نے کہا کہ مین اک سلسلہ سے پرستان پہونچا تھا اک دیو مجھے اٹھا لیگیا تھا وہ اپنے چچا کی بیٹی پر
عاشق تھا اور چچا اسکا شادی نہین کرتا تھا مین نے جاکر اس دیو کی گوشمالی کی اسنے اخضر زرد پوش
کو اپنی حمایت پر بلایا اخضر کو مین نے بہت ذلت دی صاحبقران قاف نے مجھ سے مقابلہ نہین کیا اور
میری بہت ہٹ رکھی کہ شادی دیو خرسند کی اسکے چچا کی دختر سے کردی اور مجھے اپنا مہمان کرکے نہایت
شفقت سے پیش آئے اخضر نے مجھ سے کینہ نکالنا چاہا صاحبقران قاف نے اخضر کو میری وجہ
سے مار ڈالا انھین صاحبقران سے اور انکے والد سے مین نے فنون سپہگری حاصل کیے انکی ممانعت
تھی کہ خدا پرستون کو آزار نہ پہونچانا اور سلیمان صاحبقران مجھ سے کہتے تھے کہ تم یہین رہو اور یہان کی صاحبقرانی
تمھین کو ملے مگر مین نے گوارا نہ کیا کہ جو اپنا محسن ہو اسکا لقب چھینیے ان باتون پر صاحبقران خوش بھی ہوئے
اور متعجب بھی ہوئے کہ اخضر تو مرد بہادر اور رفیق قدیم تھا اسے سلیمان صاحبقران نے اسکی محبت
مین قتل کر ڈالا اور اسقدر خاطر کی اور فنون سپہگری بھی تعلیم کیے اسمین کچھ بھید ضرور ہے امیر نے اور
حالات پرستان کے دریافت کیے طیمور نے بیان کیے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تمھاری یہی خوشی ہے
تو مین تمھارا جی بہلانے کو موجود ہون طبل جنگ بجواؤ لیکن اب امیر کو یقین ہو گیا کہ یہ ہمین مین سے
ہے ورنہ تعلیم سپہگری کافر کو کبھی نہ کی جاتی اور اب اسکا کسی سردار سے زیر ہونا مشکل ہے اسلیئے کہ اخضر زرد
پوش بارگاہ سلیمان صاحبقران مین اس درجہ پر تھا جس مرتبہ پر ہمارے یہان طلحہ بن لندھور
ہے الغرض بعد کچھ دیر کے طیمور رخصت ہو کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور یہان بارگاہ مین ذکر
باقی رہا صاحبقران نے فرمایا کہ تمام علامتین طیمور مین اولاد صاحبقران ہونے کی موجود ہین یہ
آئینہ پرست اسکو کہان سے پا گئے صورت اسکی دادا صاحب یعنی ایرج نوجوان سے اسقدر مشابہ ہے
کہ سوا ایک خال کے کوئی فرق نہین کہ جو خال انکے رخسارہ پر تھا وہ اسکی زنخدان پر ہے اور آنکھ اسکی انسے
زیادہ غیظ آلودہ ہے وہان طیمور کے سردار انتظار مین کھڑے ہین اور خورشید زرین کمر پیٹ پکڑے
پکڑے پھر رہا ہے کہ طیمور تنہا بارگاہ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کیونکر زندہ پلٹتا ہے جسوقت طیمور نمودار
ہوا تو سب واسطے استقبال کے بڑھے خورشید زرین کمر نے پوچھا طیمور نے ساری کیفیت بیان کرکے
کہا کہ صاحبقران قاف نے جو مجھ سے مقابلہ خدا پرستان سے منع کیا تھا تو بیجا نہ تھا حقیقت مین یہ لوگ
بڑے معقول ہین اگر ایسا جانتا تو جنگ کا نامہ و پیام نکرتا مگر اب تو کہہ آیا ہون طبل جنگ بجوانا ضرور ہے لیکن
اگر ساریق کا لشکر بھی میدان مین آیا تو پہلے اسی سے لڑونگا خدا پرستون سے مقابلہ نہ کرونگا یہ کہکر اسنے
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر منتشر ہوئی صاحبقران
نے بھی اپنے یہان کوس حربی بجوایا ادھر ساریق کو معلوم ہوا کہ دونون لشکرون مین کوس حربی بجا ہے اسنے

بھی نقارہ بجوا دیا خیال یہ تھا کہ فوج بطور نمائش کے میدان مین جائیگی شام کو واپس آئیگی اسلیے کہ
مقابلہ تو خدا پرستون سے ہی اور بغیر طبل بجوائے نہ تو سیر دیکھنے مین آئیگی نہ رعب باقی رہیگا جسوقت یہ خبر
طیمور کو ہوئی کہ لشکر ساریق مین بھی نقارہ رزمی بجا ہی تو یہ خوش ہوا کہ اب خدا پرستون کا مقابلہ بیسر
معطل ہوا دل بہلانے کے لیے سرداران کفار کافی ہین غرضکہ تمام رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ رہی
صبح کو تینون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
جسوقت نقیب نیب دیگر ہٹے تو علم ہائے آئینہ پیکر جلوہ گری پر آئے اور طیمور مرکب کو جیکا کر میدان
مین آیا خوب سلیح شوری کی جب پسینے مین غرق ہو گیا تو ایک مقام پر ٹھہر کے نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور رخ
لشکر ساریق کی طرف کرکے آواز دی کہ ای گروہ ساریق پرستان تم مین کسکو حوصلہ میرے مقابلہ
کا ہی اسلیے کہ تم وہی ہو کہ جب مین نے بارگاہ مین گھس کر عفریت عبدہ جو کو مارا ہی تو کسی نے اٹھکر
سامنا نہ کیا جب اُس تنہائی مین کسی کی اتنی جرأت نہوئی تو میدان جنگ مین کہا کوئی نکلیگا یہ کہکر طیمور
مسکرایا بس یہ سنکر نہنگ بن طوفان دریا موج کو طیش آیا کہ اسنے سب کو بھگوڑا بنایا غصہ مین فیل کو
رہنے بڑھایا تمام لشکر عیسوی کے غلون کو جلوہ ملا نہنگ بن طوفان دیو پیکر بھی بہت بڑا سردار تھا
انمین دو ایک سردارون پر ساریق کو بھروسا ہی یہ سامنے قیطول تھے آکر فیل سے اترا اور
ساریق کو سجدہ کرکے اجازت میدان طلب کی ساریق نے کہا جا تجکو اپنے دست حفاظت کے
سپرد کیا ذرا اس طفل کی گوشمالی کردے کہ یہ بہت مغرور ہو گیا ہی یہ سنکر نہنگ بن طوفان بادگیر
پر سوار ہو کے سامنے طیمور شیر برور کے آیا اور آواز دی کہ او طفل حسین انہو سبکو بڑھ بڑھ کے کہنے لگا کیا مین
بھی اس بارگاہ مین تھا طیمور نے کہا تو نہ تھا مگر اور تیرے ہم چشم تو تھے کیا وہ مرد نہ تھے تو آج میدان مین میرے
سامنے اپنی اپنی فوج لیے ہوے کسون کھڑے ہین اور اگر تو ہوتا تو تو بھی بھاگتا یا مقابلہ کرتا تو وہی انجام
تیرا بھی ہوتا جو عفریت کا ہوا یہ سنکے نہنگ بن طوفان جوش و خروش مین آیا اور کہا او طفل تو نے
غصہ دلا کے مجھے اپنے مقابلہ پر آمادہ کیا ورنہ تجھ سے لڑنا میرے واسطے ننگ و عار ہی خیر لا حربہ
مین تجھپر کیا حربہ کرون طیمور نے کہا کہ مین نے جن دیوون کو بردہ خاف مین پست کیا ہی اگر تو انکی صورت
دیکھ لے تو زہرہ آب ہو جائے یہ سنکے نہنگ بن طوفان نے نیزہ اٹھایا اور گردش دیکر سینے
طیمور کے مارا کہ یونہین اسے نیزہ پر اٹھا لون طیمور نے ترچھے ہو کر خالی دیا اور اپنا نیزہ دو زبان
نہنگ کے نیزہ پر مارا اور نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کر کے ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نہنگ بن طوفان
کے نکل گیا صاحبقران نے بے اختیار ہو کر تعریف کی اور سہراب بھی اس چالاکی پر بھڑک گیا سکندر
اور شہنشاہ صف شکن نے کہا کہ یہ تو طریقہ سوا ہمارے خاندان کے دوسرے مین دیکھا ہی نہین کہ اتنے
بڑے سردار کے ہاتھ سے اسطرح نیزہ نکال لے ہر طرف سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن نہنگ
بن طوفان دریا موج کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پکارا کہ او طفل تو کوئی بلا ہی آدمی نہین ہی
غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکال دیا مگر گرز سے نہ بچیگا اجل ہی یہ کہکر اسنے اپنا گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو جسکو وہ چودہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر پر شاہزادہ طیمور کے مارا
طیمور نے اسے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز زیر گرز جو بڑا اترا تو تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ خاک
کو نکل گیا تیغ گرد بلند ہوا نہنگ بن طوفان دریا موج نے آواز دی کہ نہ دم ولیست کردم مضمون
سخن ناتمام تھا کہ طیمور کا مرکب مثل برق کے چمک کر باہر آیا اور شاہزادہ نے نعرہ کیا کہ سزا زدی ہو البتہ

گردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی کہ تو ضرب لے زردی ضرب ما نوش کن * ہمہ
شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر گرز کو سر پر چرخ دیکر نہنگ بن طوفان پر وار کیا اُسنے بھی اپنے
گرز کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا لیکن ضرب طیمور شیر پرور نے میدان کو ہلا دیا گرز نہنگ کے بغل چھپے
ہو گئے تڑاکے کی صدا میدان مین گونجی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا مرکب نہنگ تک غرق زمین ہو گیا
تن گرد بلند ہوا نہنگ بن طوفان نے ہاتھون کو تو قائم رکھا مگر قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے
طیمور ضرب لگا کر الگ ہٹا اور آواز دی کہ لو خبر اپنی دیو پیکر کی عیار نہنگ بن طوفان کا دوڑا
ہوا آیا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ نہنگ بن طوفان بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو
سر مو سے پسینہ جاری ہے عیار نے چھینٹا پانی کا منہ پر مارا تو نہنگ کو ہوش آیا چاہا کہ مرکب کو زمین
سے نکالون مرکب مردہ صد سالہ ہو چکا تھا بس نہنگ اپنے مرکب سے کود کر جھپٹا کہ حریف کے مرکب
کو بھی پکڑ دون طیمور نے ارادہ اُسکا فاسد دیکھکر زین خالی کیا اور نہنگ تلوار پھینک کر لپٹ پڑا
طیمور بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہ رنگ دیکھکر تینون لشکر قریب آ گئے سردارون کے دنگل
بچھ گئے قریب سے تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی شام کو نہنگ نے کہا کہ رات واسطے
آسایش کے ہے اور دن واسطے دنیادی جھگڑے کے ہے تو بھی جا آرام کر مین بھی صبح کو پھر تیرے
مقابلہ ہو یہ سُنکے طیمور نے کہا کہ یہ تو دین کا جھگڑا ہے دنیا سے کیا کام ہے اور مین بغیر فیصلہ کیے میدان
سے نہین ہٹتا ہون نہنگ بن طوفان نے کہا کہ سُنکے کیا تو نے موم کا سمجھ لیا ہے اگر تو بے فیصلہ
نہین ہٹتا تو مین بھی ہٹنے والا نہین ہون یہ کہکر پھر لپٹ پڑا زور کشمکش کے ہونے لگے کبھی طیمور
ریل کے لے چلتا ہے تو نہنگ دو چار قدم پیچھے ہٹ کر لنگر قایم کرتا ہے اور نہنگ لے چلتا ہے تو طیمور
قدم کے سہارے پر پانوٗن جما دیتا ہے تو پھر ٹالے نہین ٹلتا اسطرح کی گاوزوری تمام شب رہی رفیق
کو اطمینان ہے کہ یہ سردار میرا چار چار پانچ پانچ روز تک لڑا کیا ہے بھلا اس سے کون لڑ سکتا ہے
سردارانِ اسلام بھی ڈرتے ہی ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ہر چند کہ طیمور بھی بے مثل
و لاجواب پہلوان ہے مگر نہنگ بڑے تن و توش کا انسان ہے زلازل بن زلزلہ بن زلزال پور جو
اژدر کش بھی اپنے دنگل پر تنہا ہوا بیٹھا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ کسکو غلبہ حاصل ہے تین روز تک
تو دونون برابر زور کرتے رہے لیکن چوتھے روز دو پہر دن چڑھے کے بعد سے حال
نہنگ کا دگرگون ہونے لگا سانس پھولنے لگی کوئی پہر دن باقی ہوگا کہ اسکی یہ حالت ہوئی کہ جان
طیمور اسے پکڑ لاتا ہے جان چھڑانا دشوار ہو جاتی ہے اور نہنگ اگر طیمور کو پکڑ لاتا ہے تو وہ صاف
نکل جاتا ہے طیمور بشاشی کے ساتھ لڑتا جاتا تھا اور دن کو دیکھتا جاتا تھا کوئی تین گھڑی دن رہا
رکھا جب دیکھا کہ دن بھی قریب ختم ہے اور نہنگ مین دم بھی باقی نہین ہے تو طیمور نے آواز دی کہ لے
خبردار ہو جا یہ کہکر دونون بازو نہنگ بن طوفان کے پکڑ کر سر سینے سے ملا دیا اور یا خداوند آئینہ کہکر جو
زور کیا گیارہ قدم دوڑا لیگیا اور جھٹکا مارا کہ نہنگ کے دونون گھٹنے زمین سے مل گئے بس دوسرے ہاتھ
سے کمر بغیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو پہلے ہی زور مین سینے تک اور دوسرے زور مین سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا عیار نے کہا کہ باندہ لے مشکین عیار بڑھا تھا کہ نہنگ بن طوفان نے کہا کہ ای شہریار مین
قیدی تیرا ہون مجھے عیار نے نہ گرفتار کرا اسلیے کہ مین وہ شخص ہون جو اس وقت تک کئی کروڑ پر حاکم تھا
اور لشکر میسرہ کا افسر تھا تجھ سے زیر ہوا تو جین کی بات نہین ہے لیکن عیار کا میری مشکین باندھنا

میرے لیے ذلت کا امر ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک ہاتھ مار کہ کام میرا تمام ہو طیمور نے کہا کہ اچھا مجھے خوشی تیری
منظور ہے بتا کہ میں نے سامنے مردان عالم کے تجھے کیونکر زیر کیا نہنگ نے عرض کی کہ جس طرح مرد مردوں کو زیر
کرتے ہیں کہا پھر اطاعت میں کیا عذر ہے نہنگ نے کہا کہ تا زندہ ہیں بندہ ہیں طیمور نے کہا جا اور طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھر انہنگ بن طوفان کچھ دور تو شکر ساریق کے ساتھ گیا دل میں اسکے بدی تھی مگر اس
آن بان پر طیمور کے عاشق ہو گیا کہ اسنے پلٹ کے بھی تو نہ دیکھا چپکا اپنے لشکر میں آیا اور اپنے ماتحتوں
سے کہا کہ میں نے تو اطاعت اس شہریار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو
نہ منظور ہو اسپر میں جبر نہیں کرتا یہ سنکر قریب دو لاکھ آدمیوں کے اسکے ہمراہ ہوئے باقی علیحدہ ہو گئے
اور باہم یہ چرچا کیا کہ ابھی خداوند ساریق کے یہاں دو سردار ایسے ہیں کہ تمام عالم ایک طرف ہو جائے
تو جب بھی کوئی انکا کچھ نہیں کر سکتا ایک تو زلازل بن زلزلہ جو میمنہ فوج کا افسر ہے اور دوسرے نقیب قدرت
یعنے بربوت رعد آواز جو ساڑھے سولہ سو من کی چوبدست باندھتا ہے اور سوا ایک گینڈے کے کہ جو مثل
فیل مست کے جثہ میں ہے اور قوت میں فیل سے زیادہ ہے کوئی مرکب اسکو سواری نہیں دے سکتا اور
نہنگ بن طوفان کے واسطے تو زلازل ہی کم نہیں ہے لیکن ساریق کو اسکے اسیر ہو کر گرفتہ ہو جانے کا
ملال ہوا کہا اے زلازل اگر تو سر میدان اسکو توڑ سکے اور گرفتار کر لائے تو میں تجھے ملک الموت
قدرت کا خطاب عطا کروں زلازل نے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ چار روز
سے زیادہ نہیں لڑ سکتا ہے اور میں دیوان سرکش سے چھ روز لڑا ہوں اسے ضرور باندھ لاؤنگا یہ سنکے
ساریق نے پھر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی وہاں
شاہزادہ طیمور جو وقت اپنے خیمے میں پہونچا تو شاہپور شیر دل نے عرض کی کہ کیوں بھائی تمنے یہ کیا
عقلمندی کی کہ حریف کو چھوڑ دیا طیمور نے کہا کہ اگر اسے اطاعت نہیں منظور ہے تو بھاگ جائیگا
اور اگر کچھ حوصلہ باقی ہے پھر لڑے گا ابھی زیر ہو کر اور بھی مطیع ہو جائیگا آج میں نے چار روز میں زیر
کیا تھا اب لڑیگا تو دن بھر میں باندہ لونگا شاہپور نے کہا کہ آج کیوں چوتھے روز تم نے زیر کیا طیمور
نے کہا کہ اسکا دل ٹوٹ جاتا علاوہ اسکے مجھے زیادہ غصہ تھا اور اب اگر وہ پھر مقابلہ پر آمادہ ہوگا تو
مجھے زیادہ غصہ آئیگا شاہپور یہ سنکے خاموش ہو رہا کہ اتنے میں ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ
نہنگ بن طوفان دو لاکھ آدمیوں سے آتا ہے شاہزادہ طیمور نے دو چار سرداروں کو برائے
استقبال بھیجا کہ یہ ساریق کی بارگاہ میں صاحب حرمت تھا اسکی عزت کرنا چاہیے اول جب استقبال
کو پہونچے اور معلوم ہوا نہنگ کو کہ یہ سب میری پیشوائی کو آئے ہیں تو بہت خوش ہوا اور آکر شاہزادہ
طیمور کے گرد پھر انکا شاہزادہ نے اسکو اسیوقت سالار لشکر کیا اور خلعت سے سرفراز کرکے اپنے بائیں
ہاتھ کی طرف جگہ دی اور حالات دربار ساریق کے دریافت کرنا شروع کیے نہنگ بن طوفان
دریا موج نے عرض کی کہ اے شہریار بربوت رعد آواز سخت زبردست سردار ہے ساریق نے
اسکو نقیب قدرت کا خطاب دیا ہے اور ساریق نامہ بھی اسکے پاس روانہ کر چکا ہے سنا ہے کہ دس سات
روز تک کشتی لڑ سکتا ہے آج تک ایک سردار تو اس سے لڑ نہ سکا ہاں یہ ہوا ہے جب کہ اسنے
دو دن میں ایک سردار کو زیر کرکے چھوڑ دیا تو دوسرا لپٹ پڑا اسے بھی زیر کر لیا تو تیسرا
سردار جا پڑا اسطرح سات سات روز تک تو اسنے مقابلہ کیا ہے اور اسکی فوج کے سپاہی تک
سرداران ساریق کے مثل میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ ایک دن سے کم میں زیر ہو جائے ایسے ایسے

سوار اُسنے فراہم کیے ہین کہ وہ دس ہزار دس لاکھ کے برابر ہین اُسکی نسبت تو مین نہین کہہ سکتا
کہ بروقت مقابلہ کیا ہوگا لیکن اور کوئی سردار ایسا نہین ہی جو آپ کا ہم نبرد ہو اور اس وقت زلازل
بن زلزلہ میرا ہم چشم لشکر ساریق مین موجود ہی زور و طاقت مین وہ ضرور مجھسے زیادہ ہی لیکن
فن سپہگری کو مین ہی اُس سے بہتر جانتا ہون اگر کل وہ واسطے مقابلہ کے نکلے تو میرا تماشہ دیکھے گا یہی
باتین ہوتی رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ لشکر ساریق مین بنام زلازل بن زلزلہ طبل جنگ
بجا ہی اور کل وہ سر میدان نہنگ بن طوفان کو ٹوکے گا ساریق نے اُس سے وعدہ کیا ہی کہ اگر تو
نہنگ کو گرفتار کر لائے گا تو مین تجھے ملک الموت قدرت کا خطاب عطا کرونگا یہ سنکے نہنگ کو نہایت
غصہ آیا عرض کی کہ ای شہریار کل آپ اس سے مقابلہ کو نہ نکلین اُسنے مجھے ایسا سمجھ لیا ہی کہ مین آپ سے
کیا زیر ہوا کہ جبکا جی چاہے مجھے پکڑ لے جاے اگر وہ ہی خداوند آئینہ کی تو مین زلازل کو زخمی کر کے
میدان سے پھرونگا کشتی کی نوبت بھی نہ آنے پائیگی طیمور نے کہا کہ بھئی کیا اختیار ہی اگر حربون سے
کام نہ نکلا اور وہ لپٹ پڑا تو کشتی ہی ہوگی نہنگ نے عرض کی کہ کشتی کے وقت مین کٹار کھینچ لونگا
کٹار کے سامنے کشتی کیسی طیمور بندہ پرور نے کہا کہ اچھا میرے ساتھ چلو یہ فرما کر اُٹھ کھڑے ہوے
طبل جنگ بجنے کا حکم دیدیا نہنگ بن طوفان طیمور کے ساتھ علحدہ خیمہ مین آیا طیمور نے تخلیہ کر کے
دو بند نیزے کے صاف کرا دیے اور کہا کہ خدا چاہے گا تو کل تو نیزہ زلازل کے ہاتھ سے نکال دے گا
نہنگ بہت خوش ہوا ادھر صاحبقران عالی شان سے مملوک بن مالک نے عرض کی کہ یا
صاحبقران مجھے افسوس رہگیا کہ نہنگ بن طوفان کا اور مجھ سے مقابلہ نہوا فرمایا کہ تم اسکا کیا کر لیتے
دونون مین سے ایک زخمی ہو جاتا جب طیمور نے اُسے چار دن مین زیر کیا تو تجھ سے وہ پانچ دن
مین مشکل سے زیر ہوتا تمھین یاد نہین واقعہ لندھور اور قہرش کا کہ سات روز تک برابر
کشتی رہی اور لندھور قہرش کو زیر نہ کر سکے آخر کو پھر گھونسا مار کے پکڑ لائے ایسے زیر کرنے
سے مقابلہ نکرنا بہتر تھا کہ تمام عالم مین لندھور کی رسوائی ہوئی اور صاحبقران نے کوڑے مار کر
اپنی بارگاہ سے نکال دیا تھا مملوک خاموش ہو رہا جس وقت خبر طبل جنگ سنی تو امیر نے بھی کوس
حربی بجوا دیا سرداران امیر نے دل مین خیال کیا کہ یہ آئینہ پرست تو سب سردارون کو باندھ لیجائیگا
اور بڑی جمعیت اُسکے ساتھ ہو جائیگی لہذا اب جو سردار لشکر ساریق سے نکلے اُس سے خود مقابلہ
کرنا چاہیے کہ اسکا زور نہ بڑھنے پاوے یہ ان سرداران کے دل مین ٹھنی ہوئی تھی خلاصہ یہ کہ
رات بھر طبل بجا جب صبح کو ہنود لشکر وعدہ گاہ مصاف مین ہو چکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب یکسر ہٹ گئے تو زلازل بن زلزلہ نے اپنے فیل کو بڑھایا اور ساریق
سے اجازت لیکر میدان مین آیا ہنوز اُسنے مبارز نہ طلب کیا تھا کہ اس طرف سے طلحہ بن لندھور نے
فیل اپنا بڑھا دیا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آکر اجازت جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ ای دارا ے ہند تمنے یہ اچھا نہ کیا کہ بغیر حریف کی مبارز طلبی کی نکل کھڑے ہوے اُس وقت
جنگ طیمور سے ہو رہی ہے یہ فعل تمھارا طیمور کے خلاف ہوا تو برا ہوگا طیمور اُس وقت صاحبقران
کے سوا کسی سے کم نہین معلوم ہوتا طلحہ کو ان کلمات سے ملال گذرا کہ بادشاہ اسلام نے مجھے ایسا سمجھ
لیا ہی کہ ہر شخص مجھے زیر کر لیگا مین تو صاحبقران کی اطاعت بھی خاندانی نمک خواری کے
اعتبار سے اختیار کی ہی ورنہ کیا صاحبقران مجکو مثل اور سردارون کے زیر کر لینگے کچھ سمجھ کے

تو صاحبقران ثالث نے اپنے عزیزون کو بھی میرا ماتحت کیا ہی اور مجھے افسر میمنہ فوج مقرر فرمایا ہی
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا فرمایا جاؤ اپنے نیک و بد کو سمجھو طلحہ سلام کرکے میدان
مین آیا طیمور کو یہ حرکت طلحہ کی بُری معلوم ہوئی مگر خاموش کھڑا رہا اور نہنگ بن طوفان سے
کہا کہ اگر یہ ہندی زلازل کو زخمی کرے تو تو نکل کے اس سے مقابلہ کرنا مگر اتنا خیال رہے کہ کشتی
کی نوبت نہ آئے اسلیے کہ سرداران اسلام مین یہ بڑے پایہ کا سردار ہی جو لڑائی زلازل سے لڑنے
کا قصد تھا وہی اس سے بھی لڑتا وہان زلازل نے کہا کہ اے طلحہ لطف یہ ہے تمھارے مقابلہ کا یہ ہی کہ جسطرح
تم لشکر اسلام مین میمنہ کے افسر ہو اسی طرح مین خداوند ساریق کی فوج کا سالار میمنہ ہون مگر اس وقت
ارادہ میرا اور کچھ تھا خیر تم آ گئے ہو تو تمھین سے مقابلہ سہی یہ کہکر زلازل نے نیزہ سنبھالا ادھر طلحہ نے
بھی نیزہ سنبھالا طعنین چلنے لگین کوئی سو سوا سو طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ طلحہ نے سنان نیزہ زلازل کی نکالدی
زلازل نے چھڑ پر چھڑ اس زور سے ماری کہ نیزہ طلحہ کا بھی ٹوٹ گیا دونون نے نیزون کو ٹیک پھینک دیا اور گرز
سنبھالے وہ بھی چوٹین چلین کہ طبقے ہلے مگر کام نہ نکلا آخر نوبت کشتی کی آئی پانچ شبانہ روز طلحہ اور
زلازل سے کشتی رہی آخر زلازل کو نیچے لے لیا سب لشکر اپنے اپنے قیام گاہ پر آئے سنختگان نے
ساریق سے کہا کہ یا خداوند اگر مناسب ہو تو طبل جنگ نہ بجوائیے بلکہ کسی طرح اس لڑکے کو اپنے قبضہ مین
کیجیے یہ دوسرا صاحبقران ہی اگر یہ آپکے اختیار مین آ گیا تو پھر امیر آپ کا کچھ نہین کر سکتے ہین ساریق نے
کہا کہ مین نے یہ تدبیر کی کہ تو ہی میری جانب سے اک فرمان لیجا کر اسکو دے اور سمجھا وہ اطاعت میری
قبول کرے گا سنختگان نے کہا کہ آپ اک نامہ تحریر کیجیے مضمون نامہ کا ایسا ہو کہ اسکے خلاف گذرے
ساریق نے تحریر کرکے سختگان کو دیدیا اور کچھ کشتیان جواہر کی ساتھ کرکے روانہ کیا یہ خبر شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو ہوئی کہ وزیر ساریق بن لیقا کا آتا ہی طیمور نے کچھ لوگون کو بڑے استقبال روانہ
کیا اس خیال سے کہ یہ اس شخص کا وزیر اعظم ہی جو اس وقت خداوند باختر کہلاتا ہی جس وقت لوگ استقبال
کو سنختگان کے پہونچے یہ نہایت خوش ہوا یہان صاحبقران دوران کو ہرکارون نے یہ خبر
پہونچائی کہ ساریق نے سنختگان کو طیمور کے پاس بھیجا ہی ایسا نہو وہ شیطان کچھ بہکائے اور طیمور کو
اپنا شریک کرلے اس وقت خضران نے اٹھ کر عرض کی کہ یا صاحبقران گستاخی معاف طیمور
بلا سے بد ہی اگر ساریق پرستول کا شریک ہوگیا تو جنگ کو طول کھینچیگا طیمور سے مقابلہ کرنا ہر شخص کا
کام نہین ہی بلکہ مین تو یہ کہتا ہون کہ بدیع الملک کے وقت مین تو دو صاحبقرانیان قائم ہوئین
ایک پردہ دنیا کی دوسرے پردہ قاف کے اور اب پردہ دنیا مین دو صاحبقرانیان ہوا چاہتی ہین
طیمور کے زور ایسے نہین ہین جنھین کوئی توڑ سکے فرمایا پھر کیا کیا جائے خضران نے عرض کی کہ مجھے
اجازت ہو تو مین جاؤن اور سنختگان کی فتنہ انگیزی مین رخنہ اندازی کردن فرمایا جاؤ تمھین اختیار
ہی مگر ایسی کوئی بات نہونے پائے جسکی شکایت مجھ تک پہونچے عرض کی کیا مجال ہی جب مین آپ سے
اجازت لیکے جاتا ہون تو کوئی بے عنوانی ہونے پائیگی یہ کہکر بانہا سے عیاری سے آراستہ
ہوکر جانب بارگاہ طیمور شیر پرور روانہ ہوگئے اور اک مردہے کی صورت بنکر کھڑے ہو رہے
وہان سنختگان نے کشتیان پیش کین اور عرض کی کہ مین نامہ خداوند کا لیکر حاضر ہوا ہون طیمور
نے نامہ طلب کیا سنختگان نے نامہ پیش کیا ادھر طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے
طیمور شیر پرور تیرے خداوند نے تجھکو یہ حسن و جمال زور و طاقت اسلیے عطا کیا تھا کہ تو

دین خداوند کو رواج دے اسلیئے نہین زور دیا تھا کہ تو آتش پرستی کو رواج دے لہذا تجکو آگاہ کیا جاتا
ہی کہ خواب غفلت سے بیدار ہو اور اپنے خداوند کو پہچان کہ اُسنے یہ شجر و حجر دشت و در چرند و پرند
وحوش وطیور انسان و ہر جان کو خلق کیا ہی تو اپنے دل مین غور کر کہ ابھی تک تو بہکا ہوا ہی اور راہ راست پر
نہین آیا ہی اسپر تو خداوند کو کسقدر تیرا پاس خاطر منظور ہی کہ تو نے خداوند کے بندہ خاص عفریت کو
مار ڈالا خداوند نے کچھ اسکی زیادہ سنی تو نے دوسرے بندے زبردست کو بھی اسیر کرنے کا ارادہ کیا
خداوند نے تیری خاطر سے اسکی طاقت سلب کر لی اور تجھکو زور دیدیا یہانتک کہ نہنگ بن طوفان
کو تجھ سے زیر کرا کے تیرا مطیع کرا دیا اب اگر تو اطاعت خداوند اختیار کریگا تو خداوند تجھپر ایسے مہربان
ہونگے کہ اپنی خداوندی کا مالک و مختار بنا دینگے اور تیرے ہی ہاتھ سے اُن خدا پرستون کو مٹوا دینگے یہ
مضمون دیکھکر چہرہ طیمور کا غصہ سے سُرخ ہو گیا اور کہا کہ ای سنختگان تو نے کیا سمجھکر ایسا نامہ نہین
کیا خداوند تیرا بڑا گدہا ہی تو نے اسکو نہ سمجھایا کہ اس طرح سے نہ لکھی کیا کہون مجھے اس سے
زیادہ مجھ غصہ تا ہی کہ تو ایسا نامہ کیون لایا سنختگان نے عرض کی کہ اگر مضمون نامہ مین نے دیکھا ہوتا
تو ہرگز ایسی خطا مجھ سے نہوتی آپ جو چاہین اسکا جواب لکھ دین مین ساریق کو دیدونگا یہ مین بھی
جانتا ہون کہ ساریق بڑا بیوقوف ہی جتنے جیسے لوگ اُسکے زیر فرمان ہین اگر میرے اختیار مین
ہوتے تو مین تمام عالم پر قبضہ کر لیتا اور جو چاہتا وہ کرتا اور اب بھی مین سوا ایک شخص کے کسی سے
عاجز نہین ہون اپنی فطرت و دانائی سے اُن لوگون کو خاک مین ملوا دیتا جنھون نے ہزارون خداوندیان
برباد کر دین مگر ایک شخص مجھ سے بھی بڑھا ہوا ہی طیمور نے کہا وہ کون عرض کی کہ نام اُنکا نہ لونگا
اسلیئے کہ خاصیت اُنکی یہ ہی کہ جس صحبت مین نام اُنکا لیا گیا وہ فوراً موجود ہو جاتے ہین طیمور نے
کہا پھر اگر ابھی جائینگے تو کیا نقصان ہی سنختگان نے عرض کی کہ بڑا نقصان ہی اول تو یہ سب شیطان
جو آپکی نذر کو آئی ہین پہلے تو یہی اُنکی نذر ہو جائینگی بعد اسکے مجھپر آفت آئیگی اور مین اُنکو اپنا پیر و مرشد
جانتا ہون طیمور نے کہا کہ ابھی سے تو تم اور تیور دن سے باتین کر رہے ہو ہنوز نام بھی نہین لیا ہی کہ
تھر تھرانے جاتے ہو سنختگان نے عرض کی کہ میری مجال ہی جو مین اُنکی شان اقدس مین کچھ بھی کہہ سکون
اور اب وہ یہان تشریف لے آئے ہونگے اسلیئے کہ دیر سے اُنکا ذکر ہو رہا ہی طیمور ہنسا اور دل مین کہتا
ہی کہ یہ بڑا مسخرہ ہی اسی سے ساریق نے اُسکو شیطان درگاہ کا خطاب دیا ہی کہا ای سنختگان یہ شیطان
مین خود اُنکی نذر کرتا ہون اب تم شوق سے نام لو اور تمھاری جان کا بھی مین محافظ ہون کہ اس وقت
تمکو کوئی اذیت نہ ہونی سکے گا اُسوقت سنختگان نے کھڑے ہو کر چارون کونون کو سلام کیا اور بہت بڑے
القاب کے ساتھ نام لیا کہ شاہزادہ ولایت اول ریش تراشندہ کافران و سر برندۂ جادوگران
آفتاب عالمتاب فلک عیاری و ہلال گردون خنجر گذاری ذی شوکت و ذی شان خواجہ خضران بن
خواجہ عمر ثانی دام اقبالہٗ طیمور حیران تھا کہ وہ کون شخص ہی جس سے اسقدر ڈرتا ہی اور ایسے عزاز
سے نام لیتا ہی جب سنختگان نے خضران کا نام لیا تو طیمور نے منھ پر رومال رکھا اور ہنسنے لگا سنختگان
چارون طرف ڈری ہوئی صورت بنائے دیکھ رہا تھا طیمور نے کہا کہ تم تو کہتے تھے کہ نام لیا اور وہ آئے
پھر خضران کہان ہین سنختگان نے عرض کی کہ وہ اسی وقت تشریف لائے تھے جب آپنے اُنکا ذکر مبارک
شروع کر دیا تھا اب اسکا اقرار کیجیے کہ قتل میرے آپ اُنکی بھی حفاظت کے ذمہ کرتے ہین طیمور نے
ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ پشت کی جانب سے صدا آئی کہ اب مین کسی سے ڈرتا ہون یا مجھے کوئی بانجھ سکتا ہی

تو میری سمجھ نکر سخنگان نے کہا توبہ ہوئی اور تین مرتبہ کان پکڑ کر اٹھا بیٹھی کی طیمور نے کہا کہ ای سخنگان یہ
آواز کسکی تھی سخنگان نے عرض کی کہ یہ وہی مرشد کامل تھے اتنا کہہ کے چلے گئے سخنگان نے عرض
کی کہ جی نہین انھین خوف کسکا ہی جو وہ جاینگے اور تشریف لاے ہین تو حضرت نذرانہ لیئے چلے جائینگے طیمور نے
کہا تو یوہین باتین بناتا ہی خضران کو کون نہین پہچانتا سخنگان نے عرض کی کہ سوا میرے کوئی آنکو
پہچان نہین سکتا اور جب وہ اپنے کو ظاہر کرین تو مین کیا میرے باپ بھی انکو نہین پہچان سکتے طیمور
نے کہا کہ اب رہائی تمھاری اسمین ہی کہ خضران کو بتاؤ ورنہ بری طرح پیش آؤنگا اتنا کہنا تھا کہ سخنگان
گھبرایا اور پکارا ع غم صیاد نکر باغبان ہی + وہ عملے مین ہمارا آشیان ہی یہ وہی مثل ہوئی کہ گویم
مشکل وگرنہ گویم مشکل یہ کہکے ادھر ادھر دیکھا اک مرد ستون بارگاہ سے لپٹا ہوا کھڑا تھا اور کشتیون
کو نظر غور سے دیکھ رہا تھا خضران نے نہایت ادب سے اسکو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ
سب حضور کے لیے ہی بسم اللہ سب مین جواہر ہی آپکو کیون تامل ہی اسلیے کہ جسکی نذر کو یہ کشتیان آئی ہین
وہ بھی آپ کی نذر کر چکا طیمور نے ہنسکے کہا کہ اسیر ایسا خوف سمایا ہی کہ اپنے ملازم کو سلام کر رہا ہی اور
عاجزی ظاہر کر رہا ہی مرد نے مسکرا کے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہی اسنے کہا کہ مجکو رمضان خان کہتے ہین
سخنگان نے کہا میرے ساتھ کے کسی شخص کا یہ نام نہین ہی واللہ یہی پیر و مرشد ہین کیا چھانٹ کے
نام رکھا ہی کہ آپ جہان تشریف لاے سب پر احترام آپکا واجب ہوگیا لے خدا کے واسطے اس
نذر کو قبول کیجیے اور اپنے کو ظاہر کیجیے کہ لوگ مجھ پر ہنس رہے ہین اور طعنہ زن ہو رہے ہین یہ سنکے
آپ آگے بڑھے اور آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب
فلک خنجر گذاری شاہ عیاران جہان یعنے خواجہ خضران یہ کہکر چوجال ایسی ماری کہ کھنچی سب کشتیان
نذر زنبیل کرین طیمور حیران تھا کہ ہاتھ کا اشارہ ہوتے ہی کشتیان غائب ہوگئین طیمور نے کہا
کہ ای خضران اگر تمھین ہو تو ذرا صورت اصلی مجکو دکھاؤ سخنگان نے بھی ہاتھ جوڑے اسوقت
انھون نے کہا کیا اب جو سامنے آئے ہین تو وہی صورت اصلی طیمور نے تعریف کی اور عیار
طیمور نے کہا کہ ای خواجہ خضران وقت عیاری اور ہوتا ہی اسوقت ہمارے تمھارے کسی طرح
کا خیال نہین ہی تم شوق سے آؤ اور بیٹھو خضران بے تکلف شاہور شیر دل کے قریب چلے
گئے شاہور نے اپنی کرسی پر خضران کو جگہ دی اور آپ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا خضران
نے کہا کہ ملاعجب جی اس وقت تم کہان آئے تھے اب سخنگان بغلین جھانکنے لگا خضران
نے کہا کہ ملعون یہ یاد رہے کہ مین اسی مصلحت سے بدیع الملک کے ساتھ نہین گیا الٹا تو اسیر
تیرا حربہ لگا کر اپنے آقا کی خدمت مین لے جاؤنگا تو شاہزادہ طیمور کو بہکانے آیا ہی وہ ایسا عالی دماغ ہی کہ سب
حال اسپر مثل آئینہ کے روشن ہی اور دل مین کسی کی جانب سے غبار نہین ہی اسنے دین آئینہ پرستی کو رد کر
و منسوخ کیا ہی وہ ساریق ایسے کور باطن کو کبھی نہ مانے گا تو صاحب عقل ہو کر بیوقوف بننے کو کیون
آیا سخنگان نے کہا کہ میری شامت جہان میرے خاندان مین فطرت و دانائی داخل ہی وہان
شامت بھی ہے بہتسی باتون کو برا جانتے ہین اور ترک نہین کرتے بہت سی باتون کو اچھا جانتے ہین
اور اختیار نہین کرتے مثلاً دین خداپرستی کہ اس سے بہتر کوئی دین نہین ہی مین خوب سمجھتا ہون مگر ان
لڑکے ہوے خداوندون کی اطاعت کرتا ہون اور اس خالق حقیقی کی اطاعت نہین ہو سکتی اسی طرح
اک یہ بھی حماقت کا فعل تھا خضران نے کہا کہ ابے تیری حرکتین مین ہی خوب جانتا ہون خیر توبہ کر کہ

آئندہ ایسی حرکت نکرنا سختگان نے کہا کہ میں اپنی خوشی سے اس وقت بھی نہ آیا تھا ساریق کے حکم سے
آیا تھا خضران نے کہا اب گر ساریق تجھے بھیجے بھی تو نہ آنا طیمور ہنس رہا ہے خضران سختگان کو ڈانٹ رہے ہیں
سختگان مارے خوف کے خوشامد بھی کرتا ہے اٹھا بیٹھی بھی کرتا ہے جب خوب سختگان سے توبہ کرا لی
تو طیمور سے کہا کہ اب اسکی خطا عفو کر کے اسے جانے کی اجازت دیجئے اسلیئے کہ یہ بہت بڑے شخص کا
ایلچی ہے ہر چند وہ کافر ہے مگر اب تو خداوند باختر کہلاتا ہے طیمور نے ہنسکے کہا کہ اب آپنے میرے لیے نصیحت
شروع کی خضران نے کہا کہ بھلا میری مجال ہے کہ میں آپ کو نصیحت کروں سفارش کے طور پر عرض
کیا کہ آپکی نظر عنایت میرے حال پر ہے اور اس ملعون پر نگاہ غضب ہے اور مجھے کسی قدر اسکی رعایت
منظور ہے طیمور نے مسکرا کر کہا کہ سختگان کے لیے خلعت لاؤ اسیوقت خلعت آیا خواجہ خضران نے
اٹھکر اپنے ہاتھ سے پہنایا سختگان سہما ہوا منہ دیکھا کیا کہ نہیں معلوم اس خلعت کا انجام کیا ہونے والا ہے
جب خواجہ خلعت پہنا چکے تو سختگان نے سلام کیا فرمایا اشارہ سے کہ جا سختگان نے کہا کہ جا کر تحفہ خدمت
میں بھیج دونگا فرمایا ملعون تو مجکو محتاج یا بخیل سمجھا ہے جو تیرے میں نے تجھکو دیوائی ہے وہ کیا لونگا سختگان کو
تعجب ہوا اور دوسرا سلام کیا اور عرض کی کہ آپ تو ایسے تونگر ہیں کہ ساریق کی خداوندی اگر چاہیں تو مول
لے لیں بلکہ صاحبقران پاس بھی اتنی دولت نہوگی جسقدر آپکے پاس ہے یہ کہکر رخصت ہوا طیمور
نے خضران سے کہا کہ تم صاحبقران ثالث کے عیار ہو تو تمنے انکی سرداران نامی وگرامی کو بھی دیکھا
ہوگا جو انکے ساتھ جانب خانہ کعبہ روانہ ہو گئے ہیں سنا ہے کہ اتنو صاحبقران زمان کے ساتھ
سب نو عمر سردار ہیں اور خود صاحبقران بھی نو عمر ہیں خضران نے کہا کہ ٹھیک جو لوگ صاحبقران کے
ہمراہ زیارت خانہ کعبہ کو گئے وہ بڑھاپے تک بڑے بڑے کارنمایاں کر چکے بربادی طلسم نہ طاق
میں سب امیر کے شریک رہے اور بہت سے سرزمین نہ طاق ہی میں مدفون ہو گئے یہ لوگ سحر
نہیں جانتے بلکہ سحر وساحری کو کفر جانتے ہیں صاحبقران جب اسم اعظم ہوتا ہے سامنا ساحروں سے تھا
امیر اکیلے کس کس کو بچاتے جب اکوان تاجدار کے دو پیکر قتل ہو لیے اور سات پیکر ان سے کونا
تاجدار کے باطن طلسم میں مخفی ہوا تھا تو طلسم ظاہر فتح ہوا اسی کے بعد صاحبقران جانب خانہ کعبہ روانہ
ہو گئے اور یہ شرط کر گئے کہ جو باطن نہ طاق کو فتح کرے وہ صاحبقران اور میرا جانشین ہے چنانچہ صاحبقران
حال نے اس کام کو انجام تک پہونچایا اور مرتبہ صاحبقرانی پایا طیمور بڑی رغبت سے حالات اہل اسلام
کے سنا کیا اور اک جوش پیدا ہوا خضران سے کہا کہ مجھے حرکت تمہارے ہمائی کے اس سردار کی
بہت بری معلوم ہوئی جسنے بیچ میں آکر رخنہ اندازی کی اگرچہ مجھے اہل اسلام سے اک خاص طرح کی محبت
ہوتی تو میں طلحہ کو پلٹنے کے لشکر میں نہ جانے دیتا مگر طبل جنگ تو بج ہی چکا ہے اب کل صبح کو معلوم
ہوگا دیکھنا کہ میں طلحہ کو کیا بری طرح زیر کرتا ہوں خضران یہ سنکر دل میں ڈرا کہ واقع میں یہ طلحہ کی
گت بنا ڈالیگا اماد شہریار طلحہ نے یہ سمجھکر مقابلہ کیا کہ آپ کو تکلیف نہوا ابھی ایک سردار سے چار روز
آپ لڑ چکے تھے اہل اسلام کو آپ سے دلی محبت ہے ایسی ایسی باتیں کر کے غصہ طیمور کا فرو کیا کوئی دو
پہر رات گئے خضران کو بہت بھاری خلعت دیکر رخصت کیا یہاں صاحبقران نے ابھی دربار برخاست
نہیں کیا کہ جبتک خضران نہ آئینگے میں بھی نہ اٹھونگا ہرکارے دمبدم کی خبر دیتے تھے عیار طلحہ نے
آکر ساری کیفیت جسکے سے کان تین طلحہ کہی کہ اسکی جانب سے طیمور شیر پرور کے تیور بہت
خراب ہیں لیکن خواجہ نے بہت بچا اس آتش افروختہ پر آب پاشی کی ہے اتنے میں خواجہ خضران

آگے پہونچے اور ساری کیفیت بیان کرکے عرض کی کہ اب انشاء اللہ سختگان کبھی لشکر طیمور مین آنے کا
قصد نکریگا اور کشتیون کا حال نہین بیان کیا امیر پہلے سے سن چکے تھے بہت مسکرائے اور کہا بھئی خضر اگر
ان کشتیون مین ہمارا بھی حق ہے ہم تمھین جانے کی اجازت نہ دیتے تو یہ مال کہان سے پاتے خضر ان
نے کہا یہ مال ناجائز ہے آپکے قابل نہین ورنہ تو مین بھی آپ کا ہون اس مال کی کیا حقیقت ہے امیر نے
ہنسکے ایک لاکھ روپیہ اور انعام مین مرحمت فرمایا خضر ان نے سلام کیا وہان سختگان جولقا کے پاس
پہونچا تو بہت کچھ رویا پیٹا اور کہا کہ اپنے ایسا نامہ تحریر کیا تھا کہ میرے ڈوبنے کا پورا سامان کر دیا تھا
مگر خیر میری جان تو میری فطرت کی بدولت بچ گئی مگر جو بہتری آپ کے حق مین سوچا تھا وہ نہوئی جب
وہ آئینہ پرست ہے اور ہر شخص اپنے مذہب کو حق سمجھتا ہے تو آپ کو خداوندی ظاہر کرنے اور
اُسکو اپنا بندہ کہنے کی کیا ضرورت تھی وہ برہم نہوتا تو کیا ہوتا اور مین ایسا جانتا تو ہرگز ایلچی گری کو
قبول نکرتا افسوس تدبیرین کے بگڑ گئی اور بڑا بھروسا جو آپ کو برہوت رعد آوا پر ہے تو یہ اطمینان
رکھیے کہ وہ بھی اسے زیر نہین کرسکتا ان لوگون کو سوا آپس کے خنجر سے زیر ہونا آتا ہی نہین اور یہ سن
رکھیے کہ طیمور بھی انھین خدا پرستون کے سلسلۂ نسل مین ہے تمام نشانیان اولاد امیر کی اسمین بھی موجود
ہین دیکھ لیجیے گا کہ کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ مسلمان ہوگا تو اسکا حال ظاہر ہو جائیگا ساریق نے کہا
تو ایسے ہی خواب پریشان دیکھا کرتا ہے جسکو بہادر اور زبردست دیکھا کہدیا کہ یہ اولاد امیر سے ہے ہم
جسکو ہم چاہین قوت دیوین اگر صاحبقران کو مرتبہ صاحبقرانی بخشا تو کیا اولاد صاحبقران کے مثل
دوسرون کو خود انکا غرور توڑنے کے واسطے زبردست پیدا نہین کرسکتے مین سختگان خاموش ہو رہا
کہ یہ اپنے گدھے پن سے باز نہین آتا ہے خیر ہمین کیا مطلب ہے معلوم ہو جائیگا الغرض آج تینون دربار
بہت رات گئے برخاست ہوئے سب اپنے اپنے خوابگاہ مین جا کر سو رہے طبل جنگ تینون لشکرون
مین بجتا رہا گشت کے سوار بیدار باش و ہوشیار باش کی آوازین لگایا کیے یہانتک کہ رنگ
عالم دگرگون ہوا سپیدۂ سحری نمودار ہوا لشکر اسلام مین مجاہدان دیندار و غازیان تہور شعار بسترون سے
اٹھ اٹھ کر وضو کرکے فریضہ سحری کو ادا کرنے لگے ہر طرف سے آوازین تکبیر کی بلند تھین اور لشکر
ساریق مین یا خداوند ساریق کی آوازین بلند تھین بیوقوف چلا رہے تھے کہ تو جاگتی جوت کا خداوند ہے
مقابلہ مین خدا پرستون اور آئینہ پرستون کے ہماری بات رکھنا ادھر آئینہ پرست سامنے آئینہ رکھے
ہوئے سجدے کر رہے تھے اور مصروف خود پرستی تھے جب تینون گروہ اپنے اپنے رسوم عبادت
کو ادا کرچکے تو اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کرکے مصروف میدان جنگ ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے
چڑھتے وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوگئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نقیب
دیکر بیٹھے تھے ہنوز کوئی میدان جنگ مین نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تنق گرد و غبار بلند ہوا سب
اُس غبار کی طرف متوجہ ہو گئے کہ دیکھیے کون آتا ہے اور کس ارادہ سے آتا ہے کہ یکایک دامنہ گرد
کا شگافتہ ہوا دل گروہ سے کچھ سواران زرین زرہ نمودار ہوئے آگے آگے اک شخص جلیل القدر
اک سانڈنی پر سوار سانڈنی کا مرصع کار جواہر نگار تھا اُسنے آکر میدان مین سانڈنی کو روکا اور اک
سوار سے پوچھا کہ یہ فوجین کسکی ہین سوار نے بعد دریافت حال آکر عرض کی اس طرف لشکر ساریق بن
ابقا کا ہے اور ایک جانب لشکر آئینہ پرستون کا ہے اور فلان سمت جو لوگ صف آرا ہین یہ اہل اسلام
سے ہین بس یہ سنتے ہی اُسنے لشکر اسلام کا رخ کیا اور قریب صاحبقران عالی شان کے

آکر سلام کیا فرمایا کیون تم کون ہو اور کسواسطے آئے ہو اُسنے عرض کی کہ مین وزیر ہون یوسف مکرانی کا نام
میرا ناطق مکرانی ہی لیکن اس وقت بحیثیت ایلچی ہون کہ نامہ اپنے بادشاہ کا لیکر آیا ہون فرمایا اگر اچھا
قیام کرو مین نامہ کو وقت فرصت مین دیکھونگا یہ معرکہ جنگ ہی اس وقت مجھے نامہ دیکھنے کی فرصت نہین
ہی یہ فرماکر اپنے عیار سے کہا کہ اُسکے واسطے اک خیمہ ایستادہ کرادو اور اسباب آسایش مہیا کر دو طیفور
بادیہ گرد ناطق مکرانی کو اپنے ساتھ لیکر قیام گاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا اور میدان طیمور شیر پیکر نے دیکھا
کہ صاحبقران اُسی طرح میدان مین کھڑے ہین عیار نے بیان کیا کہ مخبر ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم
ہوا ہی کہ یہ ایلچی کسی بادشاہ کا ہی اور کچھ پیام لایا تھا امیر نے پیام نہین سُنا اور فرمایا کہ مین بعد مقابلہ طیمور
شیر پیکر کے تیری التماس کو سنونگا ابھی تو مین طیمور کا پابند ہون یہ سُنکے طیمور نے کہا کہ جا کر میری
جانب سے کہدو کہ ہمارے آپکے شغلہ جنگ ہی مخاصمانہ مقابلہ نہین ہی نہین معلوم یہ شخص کیا غرض لیکے
آیا ہی اگر مجھے اس قسم کی ضرورت ہوتی تو مین آپ سے مہلت مانگ لیتا مین طبل بازگشت بجواتا ہون
آج کا مقابلہ ملتوی رہا پھر دیکھا جائیگا عیار تو پاسے شاطری مارتا ہوا خدمت مین صاحبقران عالیشان
کے آیا اور پیام طیمور کا سنایا امیر نہایت خوش ہوے اور طیمور شیر پیکر طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا ادھر لشکر ساریق میدان سے واپس ہوا صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوے شام
کے دربار مین ناطق مکرانی کو طلب فرمایا اور جانے مناسب اُسکے بیٹھنے کو دی اور ارشاد کیا
کہ ہان نامہ دے ناطق مکرانی نے عرض کی کہ نامہ کا مضمون بغیر میرے کچھ زبانی عرض کیے ہو
سمجھ مین نہین آسکتے اسلیے کہ بادشاہ نے بالاجمال صرف اپنی غرض ظاہر کی ہی اور مین سارا واقعہ بیان
کرونگا فرمایا بیان کر ناطق مکرانی نے عرض کی کہ یا صاحبقران شہر مکرانیہ مین جسقدر لوگ ہین سب کے
سب بت پرست ہین اور حوالی شہر مین اک تالاب ہی کہ گرد اگرد اُسکے ستون سنگ مرمر کے نصب ہین
اور لب گرداں بھی سنگ مرمر کی ہین پانی تالاب کا نہایت شیرین اور مصفا ہی ایسا خوشنما تالاب مین نے کہین
نہین دیکھا لیکن نہین معلوم کیا اسرار ہی کہ جب شام ہوتی ہی تو سارے تالاب مین چراغان کا لطف
گانے بجانے کی آوازین بلند ہوتی ہین مگر کوئی نظر نہین آتا ہی اور وہ ستون جو گرد اُسکے ہین مانند مشعل
چراغان کے روشن و منور ہو جاتے ہین جو شخص قریب اُس تالاب کے جانے کا قصد کرتا ہی وہ جل کے
خاک ہو جاتا ہی اگر کوئی دور سے ڈھیلا مارتا ہی تو ڈھیلا پلٹ کے اُسی شخص کے سینے پر پڑتا ہی رات بھر
یہ سامان نظر آتا ہی صبح کو پھر وہی حالت نظر آتی ہی جو بیان کر چکا ہون اور جو شخص دنکو اُس تالاب پر جاتا
ہی اور لب گرداں پر اُسنے قدم رکھا پانی کی طرف دیکھا اور بے اختیار تالاب مین کود پڑتا ہی
پھر اُسکا پتہ نہین ملتا ہی قاعدہ یہ ہی کہ جو شخص پیراک نہین ہوتا اور پانی مین پھاندتا ہی تو تین بار اُبھر کے
ڈوبتا ہی اور جب مرجاتا ہی تو لاش اُسکی اُبھرتی ہی مگر اس تالاب مین جو ڈوبا پھر نہ وہ خود اُبھرا نہ اُسکی
لاش اُبھری اور پانی مین عجیب عجیب طرح کی مچھلیاں ہین کہ کبھی کسی نے آجتک ایسی مچھلیاں نہین دیکھی ہین
بادشاہ کو خیال ہوا کہ شاید ان مچھلیون کی یہ تاثیر ہی کہ انھین دیکھکر انسان بیخود ہو جاتا ہی تو بادشاہ نے
انسانون کے مرنے سے جانورون کی موت کو بہتر سمجھکر اُس تالاب مین بہت سا زہر پھنکوا دیا کہ اثر سے
اُسکے مچھلیاں مرجائین اور تاثیر اُسکی باطل ہو جائے مگر اُس سے بھی کچھ نہوا پانی نے زہر کو قبول نہین کیا
موجون نے ہٹا کر کنارے کر دیا آخر بادشاہ نے ممانعت کرادی کہ کوئی شخص اُس صحرا کی طرف نہ جاے
جہان وہ تالاب ہی قضاے کار و از اتفاقات روزگار کہ بادشاہ کا فرزند جوان حسین کہ وہی ایک وارث

تاج وتخت تھا شکار پر سے پلٹا چلا آتا تھا ہوکے اس طرف جا نکلا جہان وہ تالاب ہی لوگون نے کہا
جلد یہان سے چلیے اس طرف جانے کا حکم نہین ہی اسفندیار بکرانی نے کہا کہ یہ ممانعت ہمارے لیے نہین
ہی بلکہ رعایا کے واسطے ہی ہم اگر اپنے ملک کے ہر مقام سے اچھی طرح سے واقف نہو جائینگے تو کس وقت
مین سلطنت کیونکر کرینگے بھلا ملازم آقا کو کہان منع کر سکتے ہین شاہزادہ اسفندیار بکرانی کنارے سے تالاب
کے گیا اور جھک کر پانی تالاب کا لینا چاہا بس خدا جانے کیا شی نظر آئی کہ وہ تالاب مین ڈوب گیا جس وقت
یہ خبر شہر بکرانیہ مین مشتہر ہوئی اور بادشاہ اپنے فرزند کے حال سے مطلع ہوا تو اسقدر رویا کہ بینائی مین
فرق آگیا لیکن منجمان شہر نے اپنے علم وعمل سے دریافت کرنے کے بعد آکے بادشاہ سے عرض کی کہ
شاہزادہ صحیح وسالم ہی مگر مجبور ہی آ نہین سکتا کوئی اُسکو لا سکتا ہی جو لینے کو جائے گا وہ بھی اسی بلا مین مبتلا
ہوگا کہ واپس نہ آسکیگا ہان اگر صاحبقران زمان یہان تشریف لائین تو وہ اس معمہ کو حل کر سکتے ہین
امید بری چیز ہی بادشاہ نے کہا کہ جاؤ اور صاحبقران زمان کو تلاش کرکے اُنسے عرض کرو کہ اگر مقصد
میرا حاصل ہوگا تو مین آپکا دین مین اختیار کرونگا یہ عرض کرکے نامہ یوسف بکرانی کا پیش کیا
صاحبقران زمان نے نامہ کو ملاحظہ فرمایا مضمون نامہ بھی اسی کا خلاصہ تھا جو کچھ وزیر خوش تدبیر
نے بیان کیا تھا امیر نامور نے ارشاد فرمایا کہ ای ناطق بکرانی اس وقت مین دو زنجیرون مین بندھا ہوا
ہون کہین نہین سکتا ایک تو طیمور شیر پرور دوسرے ساریق بن لقا کہ دونون سے نامہ وپیام
جنگ کا ہو چکا ہی اور روز طبل جنگ بجتا ہی مقابلے ہوتے ہین یہ باتین صاحبقران کی عیار طیمور شیر پرور
کا صورت تبدیل کیے ہوئے سن رہا تھا سب کیفیت جاکے طیمور شیر پرور سے بیان کی طیمور
نے طبل جنگ نہین بجوایا اور کہا کہ صبح کو مین خود جاکر صاحبقران سے عرض کرونگا کہ ہمارے آپکے
شغل یہ جنگ ہی بلکہ مشغلہ بیکاری ہی اسلیے نہین ہی کہ کام حرج کرکے مشغول کار بیکاری رہین آپ ضرور تشریف
لیجائیے اور اگر ساریق طبل جنگ بجوائے گا تو مین موجود ہی ہون سمجھ لونگا یا مجھی کو بھیج دیجیے یا مین بھی
ساتھ چلون یہ ارادہ کرکے طیمور بیٹھ رہا چونکہ طیمور نے طبل جنگ نہین بجوایا تھا لشکر صاحبقران مین
بھی کوس حربی نہین بجا ادھر ساریق بن لقا نے بھی طبل جنگ نہین بجوایا جب صبح ہوئی تو طیمور شیر پرور نے
حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پہ لشکر اسلام کی طرف
جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے تق گرد وغبار بلند ہوا طیمور انتظار مین ٹھہر گیا کہ دیکھیے
اب کون آتا ہی جب گرد قریب آکے شق ہوئی تو دیکھا کہ اک سانڈنی سوار اڑا چلا آتا ہی قریب
آکر پوچھا کہ لشکر خورشید زرین کمر کا کہان ہی لوگون نے بتایا کہ یہی لشکر ہی اس وقت سانڈنی
سوار نے بارگاہ خورشید کی راہ لی صبح کا وقت تھا گھڑی بھر دن چڑھ چکا تھا خورشید زرین کمر بھی
بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا لاجورد شاہ اور دربان شاہ اور سکندر آتش پرست سب موجود تھے کہ
چوبدار نے شتر سوار کے آنے کی خبر دی حکم ہوا کہ بلا لو نامہ دار اونٹ سے اُترکر اندر بارگاہ کے آیا
سلام کیا نامہ پیش کیا شتر سوار کو آتے دیکھکر شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی مرکب سے اُترکر داخل بارگاہ
ہوا اور اپنی صندل پر بیٹھ گیا خورشید زرین کمر نے نامہ پڑھکر طیمور کو دے دیا طیمور نے
بھی پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای بادشاہ مین نے سنا ہی کہ آپ نے دین قدیم کو مذہب آئینہ پرستی
سے تبدیل کیا ہی اور اس خداوند تازہ نے آپکو ایسی شوکت وحشمت عنایت کی جسکا چار دانگ
عالم مین شہرہ ہی فرزند آپکا مصروف ملک گیری ہی اور دین آئینہ پرستی کو رواج دے رہا ہی مین بھی

اس دین کی طرف میلان رکھتا ہون مگر کوئی ہادی و راہنما نہین پاتا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی کہ مین اس
دین کی طرف مائل ہون اور مذہب سابق پرستی کو ترک کیا چاہتا ہون تو میرے ملک سے قریب
ایک اور ملک ہی کہ نام اسکا شہر طوفانیہ ہی حاکم وہان کا محیط منارہ گردن نہر بردستان روزگار سے
ہی اسنے میرے ملک پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا ہی میرے یہان کوئی پہلوان اسکا ہم نبرد نہین ہی اگر
آپ اس وقت تنگ مین میری مدد نکرینگے تو خداوند آئینہ آپ سے ہرگز خوش نہونگے اسلیے کہ انھون نے
یہ شوکت و حشم آپکو اسی لیے عنایت کیا ہی کہ آپ ہم ایسے غمزدون کی دادرسی کرین اور راہ نیک
بتائین آخر مین نام بادشاہ کا قطب شاہ حاکم شہر شمالیہ تحریر تھا یہ مضمون پڑھکر طیمور شیر پرور نے
خورشید زرین کمر سے کہا کہ مدد کرنا قطب شاہ کی جملہ واجبات سے ہی آپ اسی جگہ قیام
رکھیں مین جاتا ہون اور صاحبقران سے اجازت لیکر شہر شمالیہ کو جاؤنگا اور بہت جلد محیط منارہ گردن
کو سزا اسکے معقول دیکر واپس آؤنگا یہ کہکر نامہ دار کو اپنے ساتھ لیا اور بجانب لشکر اسلام روانہ
ہوا وہان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوے تھے سب سردار جمع تھے صاحبقران فرما رہے
تھے کہ طیمور نے طبل جنگ نہین بجوایا خدا جانے مزاج طیمور کا کیسا ہی میرا جی چاہتا ہی کہ آپ جا کر ان
ای خضران خبر لاؤ اگر درحقیقت کچھ طبیعت طیمور کی ناساز ہوگئی ہو تو مین ضرور جاؤنگا اور مزاج پرسی
کرونگا خضران اٹھکر بارگاہ کے باہر نکلے تھے کہ انکو خبر طیمور شیر پرور کے آنے کی ملی دیکھا
کہ مرکب کو جولان کیے ہوے طیمور چلا آتا ہی اور ایک شخص اور ساتھ ہی تب خضران وہین سے
پھر اور صاحبقران سے عرض کی کہ طیمور آتا ہی اور ایک شخص اور بھی طیمور کے ساتھ ہی اور وہ
نامدار کمین کا ہی امیر نے برابر ناطق مکرانی کے نامدار کے واسطے کرسی بچھوا دی اور اپنے
قریب دنگل طیمور کے لیے بچھنے کا حکم دیا تھا ہنوز دنگل بچھایا نہین گیا تھا کہ طیمور آ پہونچا صاحبقران
بے اختیار اپنے دنگل سے اٹھے اور چند قدم آگے بڑھ گئے صاحبقران کے اٹھتے ہی سب
سردار اٹھے اور بڑے استقبال آگے بڑھے اور فرط محبت سے امیر نے ارشاد کیا کہ ای طیمور
شیر پرور تمھاری طرف دل کھنچتا ہی اسکا سبب نہین ذہن مین آتا طیمور نے کہا کہ آپ سپاہی دوست
اور منصف مزاج ہین لیکن اس تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ آپنے میرا استقبال کیا مین آپ سے
سن مین بھی کم ہون اور مرتبہ بھی آپکا تمام عالم پر روشن ہی کہ آپ صاحبقران زمان کہلاتے ہین یہ سنکے
امیر نے ارشاد فرمایا کہ بہادر دوست تو مین بیشک ہون بلکہ اگر مین خدا پرست نہوتا تو بہادر پرست
ہوتا لیکن تمھاری پیشوائی کا سبب یہ ہی کہ تم میرے دادا صاحب کی تصویر معلوم ہوتے ہو افسوس کہ وہ
خانۂ کعبہ تشریف لے گئے ورنہ مین تمھین صورت انکی دکھاتا اور تصویر انکی اب بھی موجود ہی خصوصاً
وہ تصویر جو زمانہ آفتاب پرستی کی تھی کہ ایام سن انکا بھی تمھارے سن کے قریب قریب ہی
مین تمھین وہ تصویر دکھاؤنگا بعینہ وہی صورت تمھاری بھی ہی صرف ایک خال کی جگہ بدلی ہوئی ہی یہ
فرما کر تصویر طلب کی سہراب نے جلدی سے اٹھکے اپنا دنگل خالی کر دیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے
اپنے دنگل پر بٹھا دیا بادشاہ اسلام نے سہراب کو بلا کے اپنے قریب جگہ دی جس مقام پر سکندر
اور شہنشاہ صف شکن بیٹھے تھے وہین سہراب کو بھی بٹھا لیا اتنے مین طیفور نے تصویر ایرج
نوجوان کی لا کر صاحبقران کے ہاتھ مین دی صاحبقران نے تصویر طیمور کو دی طیمور نے جو تصویر
ایرج نوجوان کی دیکھی مسکرا کے کہا کہ یہ بھی میری قسمت کی خوبی کہ آپکے بزرگ سے میری صورت

مشابہ ہے صاحبقران نے فرمایا مین نے اُسی مشابہت کی تعظیم کی اب اور سردارون نے بھی تصویر ایرج کی
کی پھر دیکھی اور نظر طیمور کی چہرہ پر ڈالی سکندر رستم خو بھی محبت کی نظر سے طیمور کو دیکھ رہا ہے دل مین
کہتا ہے کہ اسمین تو سب نشانیان بھی ہمارے خاندان کی موجود ہین پردادا صاحب نے کہان تخم پاشی کر دی
رنگ تو سب ملتا ہوا ہے لیکن تیور طیمور کے ایرج سے زیادہ سخت ہین بعض سردارون نے آنکھ کی
انداز مین بھی فرق بتایا اسکو بھی امیر نے تسلیم کیا دیر تک یہی باتین ہوتی رہین آخر صاحبقران نے
مزاج پوچھا اور ارشاد کیا کہ تمھارے طبل نہ بجوانے سے مجھے تشویش ہوئی تھی کہ خدا جانے مزاج
کیسا ہے بلکہ مین خود مزاج پرسی کے ارادے سے آنے والا تھا حضرات کو برائے دریافت حال روانہ
کیا تھا کہ تم خود آگئے طیمور نے کہا کہ یا صاحبقران شب کو میرا بھی بہت جی چاہا تھا کہ حاضر ہون
مگر مجھے کئی خیالون نے روکا ایک تو یہ کہ سکندر آئینہ پرست مجھ سے بدظن نہو کہ اسنے خدا پرستون
سے اسقدر میل جول کیون بڑھا رکھا ہے دوسرے بلا سبب آنا اچھا نہ معلوم ہوا تیسرے یہ خیال ہوا
کہ جس مصلحت سے طبل جنگ نہین بجوایا میدانداری معطل رہی اسمین فرق نہ آئے یعنی نامہ دار سے
شاید کچھ راز کی باتین ہوتی ہون اور مین مخل صحبت ہون صاحبقران نے فرمایا وہ باتین تم سے پوشیدہ
کرنے کی نہین ہین بلکہ تمسے بیان کرنا انکا ضروری ہے حاکم شہر بکرانیہ کا فرزند کسی تالاب مین جاکر گم ہوا
ہے اور وہی ایک فرزند وارث تخت تھا اب اسنے مجھے لکھا ہے کہ اگر آپ میرے فرزند کو مجھسے
ملادینگے تو مین اسلام اختیار کرونگا طیمور نے کہا یا صاحبقران جو غرق ہوا وہ مرگیا اور جو مرگیا
وہ پھر زندہ نہین ہوتا آپ اس معاملہ مین کیا کیجیے گا امیر نے فرمایا کہ جو غرق ہوتا ہے وہ مر کے ابھرتا بھی
ہے لیکن اس تالاب مین کچھ اسرار طلسمی معلوم ہوتے ہین یہ فرماکر اوصاف اس تالاب کے بیان کیے اور
ارشاد فرمایا کہ جس خدا مین پیدا کرنے کی قدرت ہے وہ زندہ بھی کرسکتا ہے اگر اُسے یہ منظور ہوگا کہ چند بندے
اُسکے راہ راست پر آئین تو وہ فرزند وصف شدہ کو زندہ بھی کر دے گا طیمور نے کہا کہ پھر مین آپکی طرف سے
چلا جاؤن یا ہمراہ آپ کے چلون اگر فرزند یوسف بکرانی کا اس سے ملجائیگا تو وہ اپنے عہد کے
موافق خدا پرستی اختیار کرے گا میرے جانے سے میری یہ غرض نہین ہے کہ مین یوسف شاہ کو دین
آئینہ پرستی کی ترغیب دون صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور مجھے تم سے بہت کچھ امید ہے لیکن چندان
ضرورت نہین ہے خداوند عالم نے بہت سے سردار مجھے عنایت فرمائے ہین ایک ایک عزیز میرا
طلسم کشا ہے طیمور نے کہا کہ پھر آپکا قصد کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو تمھارا پابند ہون اگر تم
اجازت دوگے تو جاؤنگا ورنہ ہرگز نہ جاؤنگا طیمور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل جنگ تو ساریق
بن لقا سے ہے مین تو آپ سے جنگ کرنے کو شغل بیکاری سمجھ کے آمادہ ہوا اچھا بہتر یہ ہے کہ آپ
شہر بکرانیہ کی طرف تشریف لے جائیے اور مین بھی شہر شمالیہ کی طرف جاؤنگا حسب الاتفاق حاکم شہر
شمالیہ نے مجھے بھی اسی مطالب کیا ہے یہ وزیر اسکا عقیل روشن رائے نامہ لیکر آیا ہے امیر نے
فرمایا نہایت مناسب ہے مگر مین چاہتا ہون کہ دو ایک سردار میرے تمھارے ساتھ جائین طیمور نے
کہا اسکی ضرورت نہین ہے مین نے بھی آپکی عنایت سے چند سردار پیدا کرلیے ہین اور جو قسمت مین ہونگے
وہ مل جائینگے مین بہت جلد محیط منارہ گردن کو سزا دیکر واپس آؤنگا حفاظت لشکر کے لیے نہنگ
بن طوفان موجود ہے اور اگر کوئی سخت مشکل در پیش ہوگی تو شہر شمالیہ کچھ زیادہ دور نہین ہے مین خبر پاکر
آجاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے لیکن مجھے ساریق سے بھی مہلت طلب کرنا ہوگی طیمور تو امیر سے

رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور تھوڑی سی فوج یاقوت پوشون کی اپنے ہمراہ لیکر جانب
شہر شمالیہ روانہ ہوا اور خورشید زرین کمر سے کہدیا کہ اگر ساریق طبل جنگ بجوائے تو مجھے طرح
دبیجیے گا اور ایک روز کی میدانداری کو ہنگ بن طوفان دریا موج کافی ہی اسکے بعد مین پہونچ جاؤنگا طیموں
تو مع عقل روشن رائے چالیس ہزار سرخ پوشون سے جانب شہر شمالیہ روانہ ہوتا ہی لیکن حال صاحبقران
عالی شان کا سنیے کہ انھون نے نامہ ساریق بن لبقا کو تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین ایک ضرورت
سے جانب ملک مکرانیہ جاتا ہون اور تم سے ایک مہینہ کی رخصت لیتا ہون اس مدت معینہ تک طبل
جنگ نہ بجوانا جب مین آؤن اس وقت اختیار ہی نامہ خضران کو دیا خواجہ خضران جانب قیطول ساریق
روانہ ہوے خبر ساریق کو ہوئی کہ پھر نامہ دار صاحبقران آتا ہی سختگان نے ساریق سے کہا
کہ آنے دیجیے اور کسی طرح کی مزاحمت کوئی نہ کرے ورنہ قیامت ہوجائیگی مین انکی نامہ داری سے
بہت ڈرتا ہون اور جلد کشتیان انکے نذر کے واسطے منگوا کر رکھیے چونکہ ساریق کو خود ہی ان
لوگون کا انتظار تھا جن جن کو اسنے برائے مدد طلب کیا تھا بے تامل خضران کو بلا لیا نامہ لیکر پڑھا
جواب تحریر کر دیا کہ جبتک آپ نہ آئینگے ہرگز اس وقت تک طبل جنگ نہ بجیگا خواجہ نے
کشتیان نذر نہیں لین اور جواب نامہ کا لا کر صاحبقران عالی شان کو دیا امیر نے اسی وقت
تیاری کی اور ہمراہ ناطق بکرانی کی جانب ملک مکرانیہ روانہ ہوے لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان زلازل بن زلزلہ بن زلزال دیو پر وراثر درکش کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسکو بچپنے گیا تھا جسوقت آنکھ زلازل کی کھلی تو اپنے کو ایک کوہ پر پایا اور ایک دیو کو سامنے
اپنے کھڑے دیکھا پوچھا تو کون ہی اور مجھے کیون لایا ہی دیو نے بیان کیا کہ جس دیو کو آپ کے
باپ نے مار کر مجھے حاکم اسکے ملک کا کیا تھا اس دیو کے بیٹے نے خروج کیا ہی بارہ ہزار دیو ان
سرکش اسکے ہمراہ ہین مین نے مقابلہ کیا زخمی ہوا میرے دیو جنگ مغلوبہ کرکے مجھے تو لے نکلے
لیکن ملک چھین گیا آپ کو اسلیے لایا ہون کہ اس دیو سے آپ مقابلہ کرکے میرا ملک مجھکو دلوا دیجیے
یہ سن کے زلازل نے کہا کہ نام تیرا دیو حرہ ہی اسنے کہا کہ جی ہان یہی میرا نام ہی پوچھا اس دیو کا کیا
نام ہی جسنے تیرا ملک لیا ہی جواب دیا کہ اسے دیو قمقمہ کہتے ہین کہا فوج اپنی فراہم کر دیو حرہ نے زلازل کو
اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آگے چلا گیا یہان زلازل بن زلزلہ بالائے کوہ انتظار مین دیو حرہ کے
کھڑا ہوا تھا کہ دیکھا ایک عورت نہایت حسینہ وجمیلہ دراز قامت فربہ بدن چلی آتی ہی زلازل
غور سے اسکی طرف دیکھا کیا کہ وہ عورت بالائے کوہ آگئی زلازل نے پوچھا کہ تو کون ہی اور نام تیرا
کیا ہی اسنے کہا کہ مین نام اپنا کیون بتاؤن مین بھی اس کوہ کی سیر کو آیا کرتی ہون دن بھر یہان رہتی
ہون شام کو چلی جاتی ہون زلازل سمجھا کہ کسی قصبہ یا قریہ کی رہنے والی ہوگی لیکن بہت زبردست
عورت ہی اگر اس سے بچہ پیدا ہوگا تو نہایت قوی تن ہوگا یہ خیال کرکے اس سے اظہار عشق کیا اسنے
قبول کیا زلازل نے اسی کوہ پر اس سے مطلب پورا کیا جب زلازل علحدہ ہوا تو اس عورت
نے کہا کہ تمنے مجھے پہچانا یہ کہکر جو غلطک ماری تو دیکھا کہ ایک دیونی ہی کہ کھڑی ہنس رہی ہی زلازل
اس سے مواصلت کرکے نہایت پشیمان ہوا کہا جا دور ہو میرے سامنے سے دیونی نے کہا کہ

اگر مین تجھے دھوکا نہ دیتی تو تو مجھے کاہے کو قبول کرتا یہ کہکر چلی گئی اتنے مین دیوحرہ فوج دیوان اپنے
ساتھ لیے ہوے آیا اور زلازل سے کہا کہ آج رات یہین بسر کیجیے جب صبح ہوگی تو شہر قیران
کی طرف چلینگے زلازل پریشان کھڑا تھا دیوحرہ نے سبب پریشانی پوچھا زلازل نے دیونی کا
واقعہ بیان کیا دیونی دیوحرہ کی بہن تھی دیوحرہ کو سواے سکوت کے کوئی چارہ نہوا کہا خیر مین آپکے
دل بہلانے کو کوئی پری لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا پہلے اُس غار مین آیا جہان دیونی رہتی تھی جیسے ہی
دیونی کو دیکھا گرز پکڑ کر چلا کہ اُسے مار ڈالون دیونی پکاری کہ او ظالم بھائی کس خطا پر تو میرا دشمن جانی
ہوا ہی دیوحرہ نے کہا کہ تو نے جا کر زلازل بن زلزلہ کو دھوکا دیا وہ نہایت برہم ہی اگر اُسے معلوم
ہوجاتا کہ یہ اسکی بہن ہی تو وہ مجھ سے ناراض ہو کے چلا جاتا ملک وہال تو گیا تھا جان بھی جاتی دیونی
نے کہا کہ تو تو بیوقوف ہی مین نے وہ سامان کیا ہی کہ آیندہ سے تجکو اُس آدمزاد کی حاجت ہی نہ رہے
جو لڑکا میرے یہان پیدا ہوگا وہی حفاظت تیرے ملک کی کرے گا اور یقین ہی کہ میرا فرزند اپنے
باپ سے زیادہ زبردست ہوگا دیوحرہ نے اسکی بیحیائی پر شرمندہ ہو کے گردن نیچی کر لی دیو
حرہ وہان سے نکلکر اور طرف روانہ ہوا اور یہ پھر پری بنکر اُڑتی ہوئی کوہ پر آئی اور زلازل سے
کہا کہ تم ایسا بھی ذلیل طبیعت کا کوئی انسان نہوگا کہ تمنے دیونی سے مواصلت کی زلازل نے کہا
تجھے کیا معلوم کہا مین اُڑتی ہوئی جاتی تھی تجھے یہ معرکہ دیکھکر بہت افسوس ہوا اسلیے کہ مین تیری
طرف مائل ہوئی تھی یہ دیکھکر چلی گئی زلازل بن زلزلہ خوش ہوا کہ مجکو اُسکا نعم البدل ملگیا پری سے
معذرت کی کہ مین اُسے نہ جانتا تھا کہ یہ دیونی ہی ورنہ ہرگز اُسکی طرف ذرا بھی التفات نکرتا یہ کہکر
پری سے اظہار محبت کیا پری ہزار ناز و نخرے سے راضی ہوئی زلازل اُسے خلوت مین
لے گیا لیکن بعد ہمبستری کے پھر اُس سے زیادہ طبیعت بدخط ہوئی پری تو اُڑ کے چلی
گئی کہ اگر ابکی اسے معلوم ہوگا تو یہ مار ہی ڈالے گا زندہ بھی نہ چھوڑے گا یہان دیوحرہ دوسری
پری کو ساتھ لیے ہوے آیا تو زلازل کو اور بھی افسردہ پایا سبب پوچھا زلازل نے کچھ نہ بیان
کیا اور اُس پری کی بھی طرف ملتفت نہوا جس پری کو دیوحرہ لایا تھا کچھ دیر وہ بیٹھی رہی آخر اُٹھکے
چلی گئی دیوحرہ بھی چلا آیا زلازل سو رہا جب صبح ہوئی نہا دھو کے دیوحرہ سے کہا کہ اب
شہر قیران کی طرف چلو تا کہ تمھارے کام سے فرصت کرون تو خدمت مین خداوند کے جاؤن
کہ وہان بھی خداپرستون سے معرکہ درپیش ہی دیوحرہ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور کوچ کر کے
جانب شہر قیران روانہ ہوا جسوقت سامنے قلعہ کے ہونچا لشکر اتارا جبر دیو قمقمہ کو خبر ہوئی
کہ دیوحرہ کسی آدمزاد کو لیکر آیا ہی دیو قمقمہ ہنسا کہ آدمزاد کی کیا حقیقت ہی یہ بنیاد ہی کہ وہ دیوزادون سے
مقابلہ کر سکے اور اپنی فوج کو بھی باہر قلعہ کے نکلنے کا حکم دیا دیو قمقمہ کی فوج بھی قلعہ سے باہر
آئی اور طبل جنگ بجا اُدھر بھی نقارہ رزمی پر چوب لگی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دیو قمقمہ اپنی فوج کو لیکر میدان مین آیا اور صفین آراستہ کین اس طرف
سے دیوحرہ نے فوج آراستہ کی زلازل بن زلزلہ ایک دیو کی گردن پر سوار دیوحرہ کے
ساتھ تھا دیو قمقمہ میدان مین آیا اور پکارا کہ ای دیوحرہ تیری عقل پر کیا پتھر پڑے ہین کہ کمک
کے لیے آدمزاد کو لایا ہی جو ہم لوگون کا کھاجا ہی بھلا یہ مجھ سے کیا لڑیگا دیوحرہ نے کہا
کہ اگر تو کھا سکے تو کھا لے انھین کے والد ماجد نے تیرے باپ کو مار کر مجھے تخت نشین کیا تھا

اب اُسمین مین تیری سرکوبی کے واسطے لایا ہون دیو قمقمہ نے کہا کہ یہ تو تو نے اچھا کیا کہ میرے باپ
کے قاتل کے فرزند کو لایا ہی آج قصاص خون پدر کا بھی ہوجائیگا یہ کہکر زلازل سے کہا کہ او مردم سیہ سر
سپید دندان تو بڑا سرکش ہی کہ دیوون کے مقابلے مین آیا ہی زلازل نے اپنے دیو کو اشارہ کیا
کہ وہ زلازل کو لیکر سامنے دیو قمقمہ کے آیا دیو قمقمہ نے وار شمشاد کا وار کیا زلازل نے وار
اُسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا بیا کھن گردن پر مارا دھڑ سے سر دور جا کے گرا یہ دیکھکر سب دیو
دوڑ پڑے شور کرتے تھے کہ مارو اس آدمزاد کو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا اس طرف سے دیوحرہ
فوج کو لیکر آپڑا جنگ مغلوبہ ہوگئی دیوون کی ضربون سے طبقہ زمین کا ہلنے لگا کہین وار شمشاد چل رہے
تھے کہین زنگولہ زنجیر بند کسی جگہ ارہ پشت نہنگ کہین ساطور کسی طرف جفجاق چادر کسی جانب چوب
جماق کسی سمت مسل آہنی کہین گرز گران سرکوبی پہر بھر کامل لڑائی رہی طرفین کے پانچ ہزار دیوون کے
قریب مارے گئے آخر دیو قمقمہ کے لشکر نے شکست کھائی اور فرار پر قرار لیا جو دیو اسیر ہوے
اُنھون نے اطاعت اختیار کی دیوحرہ شہر مین آیا زلازل کی بڑی دھوم سے دعوت کی جب دعوت
وضیافت سے فرصت ہوئی تو زلازل نے دیوحرہ سے کہا کہ مجکو خدمت مین خداوند کے بھیجو اور وانہ کیا
نہو خداوند کچھ ناراض ہوجائین دیوحرہ نے اک دیو سے کہا کہ جہان یہ کہین اُنکو پہونچا آ دیو نے زلازل
کو اپنی گردن پر سوار کیا اور جانب ملک سارلیقیہ روانہ ہوا لیکن راستے مین وہی کوہ ملا جو سرحد پر
بردہ دنیا اور بردہ قاف کے واقع تھا ہر دیو اس مقام پر پہونچ کے قیام کرتا تھا جب زلازل اس
کوہ پر پہونچا تو دیکھا کہ وہی دیونی جسنے دھوکا دیکر مواصلت کی تھی کھڑی ہی شکم اونچا ہی زلازل نے
تو اُسے دیکھکر نفرت کی ساتھ ہی منھ پھیر لیا لیکن دیونی دیکھکر ہنستی ہوئی قریب آئی اور کہا کہ مجھسے
غافل ہونا ہاتھ مکڑے کی لاج رکھنا زلازل شرمندگی سے عرق عرق تھا اور پشیمان ہو رہا تھا کہ یہ
مین نے کیا کیا لڑکا پیدا ہوگا تو وہ کیسا ہوگا دیونی کو جھڑک دیا اور جلدی سے دیو کی گردن پر سوار
ہو کے طرف سارلیقیہ کے روانہ ہوا اُسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی لیکن اول
کچھ حال اس دیونی کا سنیے کہ جب ایام حمل پورے ہوے تو اُسکے یہان لڑکا پیدا ہوا دست و بازو
نہایت قوی تمام بدن پر مثل خرس کے بال تھے دیونی اُسکی پرورش مین مصروف ہوئی یہ خبر
دیوحرہ کو پہونچی کہ تیرے یہان بھانجا پیدا ہوا ہی کہ انسان کا انسان ہی اور دیو کا دیو ہی سر پر ایک
شاخ مانند کرگدن کے ہی بدن پر مثل خرس کے بال ہین دیوحرہ اپنی بہن سے ناراض رہتا تھا جب اُسکو
یہ خبر پہونچی کہ لڑکا اس طرح کا پیدا ہوا ہی یہ سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ زلازل کا فرزند ہو حمیرہ دیونی کو بلوا لیا اور
پرورش مین فرزند خواہر کے مصروف ہوا اور نام اُسکا قزلزل بن زلازل دیوزاد رکھا یہ بھی جوان
ہو کر بڑی بڑی لڑائیان سر کرتا ہی ذکر اُسکا کسی وقت پر بخدمت ناظرین عرض کیا جائیگا ۔

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران بحری امیر
ابن امیر سلطان دریاشکوہ فرزند عادل کیوان شکوہ کی ولادت
کے بیان ہوتے ہین

راوی بیان کرتا ہی کہ جب نو مہینے گذر گئے تو دختر نہنگ بچہ دریانشین بمیر درزہ عارض ہوا الخ

بچہ پیدا ہوا صورت اسکی مثل آفتاب تابان کے روشن و منور تھی ساتھ ہی اسکے طیفور کا لڑکا بھی پیدا ہوا
ان دونوں کی پرورش ہونے لگی کچھ دیر یہ دربار میں رہتے تھے کچھ دیر انکو ہوا کھلائی جاتی تھی راوی
بیان کرتا ہے کہ حکیم سودائی دانا نے کنارے دریا کے قیام کیا تھا اسی غرض سے کہ بعد ولادت ان اطفال
کے پرورش میں دقت ہوگی ماں اسکی مردمان آبی سے ہے اور باپ کرہ خاک و بادکار رہنے والا اگر زیادہ
دیر پانی میں رہیگا تو بھی گھٹ کے مرجائیگا اور اگر خشکی میں رہیگا تو بھی ہوا کی برداشت نکر سکیگا انھون
نے اپنے حکیمانہ خیال کے موافق پرورش شروع کی جب یہ دونوں چار چار برس کے ہوئے تو انکو پڑھانا
شروع کیا اب یہ مردمان آبی کی زبان بھی خوب سمجھتے ہیں اور انسانوں کی زبان سے بھی واقف ہوتے
جاتے ہیں مردمان آبی کے سوا بھی چند حیوانوں کی زبان سمجھتے تھے اسکی تعلیم بھی انکو ہوئی تھی اور فن
عیاری سے یہ مردمان آبی خوب واقف تھے فرزند طیفور تو طاق و مشاق ہو گیا اور فرزند صاحبقران
ابھی فنون سپہگری سے اچھی طرح ماہر نہ تھا قضاے کار د اتفاقات روزگار کہ ایک روز یہ دونوں
کنارے دریا کے بیٹھے ہوئے کھیل رہے تھے حکیم سودائی دانا ادھر ادھر ٹہل رہے تھے
کہ فرزند صاحبقران کی نظر اس نشان پر پڑی جسکو صاحبقران نے نصب کرایا تھا پوچھا حکیم
سودائی دانا سے کہ یہ کیا چیز ہے حکیم سودائی نے کہا کہ یہ نشان علمداری صاحبقران زمان کا ہے جب
امیر یہاں آئے تھے تو عقد انکا تمھاری والدہ سے ہوا تم عادل کیوان شکوہ کے فرزند اور
صاحبقران بحر ہو تمام جزائر اور بحور تمھارے زیر نگین رہینگے کہا ہمارا نام کیا ہے حکیم سودائی دانا نے
کہا کہ نام تمھارا پرستان میں رکھا جائیگا کچھ عزیز تمھارے پرستان میں ہیں وہ تمھارا نام معین
کرینگے وہی نام مبارک ہوگا فرزند طیفور نے اپنا حال پوچھا حکیم سودائی نے اس سے بیان کیا کہ تم
عیار صاحبقران کے فرزند ہو جبتک اس صاحبقران بحری کا نام ہوگا وہانتک تمھارا بھی نام
ہوگا یہ سنکے یہ بھی خوش ہوا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا جسوقت
وہ گرد قریب ہوکر شق ہوئی تو دیکھا کہ اک شخص گردن دیو پر سوار چلا آتا ہے یہ وہی زلازل
بن زلزلہ ہے جسوقت زلازل قریب دریا پہونچا تو دیکھا اسنے کہ نشان دریا میں نصب ہے پھریرا
ہوا سے اڑ رہا ہے اور پھریرے پر کلمہ طیبہ مرقوم ہے یہ مضمون دیکھکر زلازل کو بہت طیش آیا
چونکہ یہ پیرنا بھی جانتا تھا اسنے دیو سے کہا کہ مجھے اسی پار چھوڑ دے جس جگہ صاحبقران اپنا
نشان نصب کر گئے ہیں میں اسی نشان کو اکھاڑ کر بجز خداوند کے نام کا نشان نصب کرونگا دیو
نے زلازل کو اتار دیا اور آپ تو چلا گیا یہاں زلازل نے خنجر کمر میں لگایا اور کپڑے اتار کر کنارے
دریا کے رکھے اور اس دریاے زخار کو پیرتا ہوا آنے لگا چونکہ نہنگ بچہ اس مقام کا محافظ تھا
اسنے آکر شیشہ بیہوشی کا قریب مشام زلازل کے کھولا پانی شیشہ میں گیا اور بیہوشی حبابوں کے ذریعہ
سے اوپر ابھری حباب ٹوٹے زلازل بیہوش ہو گیا نہنگ بچہ نے آکر پکڑ لیا اور مشکیں سوار
سے باندھ لیں یہ دیکھکر شاہزادہ نامدار فرزند صاحبقران عالی وقار نے ارشاد فرمایا کہ کیون
حکیم سودائی نانا جان نے اسے کیونکر گرفتار کر لیا حکیم سودائی نے سمجھایا کہ بیہوشی سنگھا دی
در حقیقت آپ کے نانا سے گرفتار ہوا بہت زبردست سردار ہے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاو او
حکیم سودائی نے اشارہ سے کہا کہ صاحبزادے اس قیدی کو دیکھنا چاہتے ہیں نہنگ بچہ
کنارے دریا کے لاکے زلازل کو ڈال دیا شاہزادے نے ہوشیار کرنے کا حکم دیا نہنگ بچہ

نے کہا کہ اے فرزند یہ بہت زبردست ہے اگر ہوشیار ہوگا تو قید توڑ کر سب کو مار ڈالے گا شاہزادہ نے فرمایا
کہ کیا موت اسکے اختیار رہی ہے تم ہوشیار کرو ورنہ مین خود اسے جگاؤنگا یہ فرما کر قریب آ بیٹھے حکیم
سودائی نے کہا کہ اچھا قید اسکی محکم کر لین تو پھر ہوشیار کرینگے فرمایا نہین ابھی ہوشیار کرو اب
فرزند صاحبقران تو یہی قصد کیے ہوئے ہے کہ ہوشیار کرو اور یہ لوگ منع کر رہے ہین کہ اک مرتبہ
زلازل کو چھینک آئی اثر بیہوشی دماغ سے دفع ہوا اور زلازل ہوشیار ہو گیا دیکھا کہ مین
کنارے پر دریا کے ہون اور اک طفل حسین برابر میرے کھڑا ہے اور حکیم سودائی بھی کھڑے ہین
مگر حکیم صاحب پریشان ہوئے کہ دیکھیے یہ کیونکر پیش آتا ہے زلازل نے حکیم سودائی دانا
کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہے حکیم سودائی نے کہا کہ اے زلازل بن زلزلہ اس مقام پر صاحبقران
نے اپنا نشان نصب کیا ہے مردان آبی کو اپنا مطیع فرمایا ہے بے اجازت کوئی آ نہین سکتا تو نے
بغیر حصول اجازت اس طرف آنے کا قصد کیا تھا اس سے تو گرفتار کیا گیا لیکن اس شاہزادہ نے
تجھے قید آہن سے بچایا اور فرمایا کہ یونہین ہوشیار کرو اس اثنا مین تم ہوشیار ہوگئے زلازل نے
کہا یہ لڑکا کسکا ہے حکیم سودائی نے کہا کہ یہ فرزند صاحبقران زمان ہے زلازل نے گود مین لینے کا قصد
کیا تھا کہ تیور فرزند صاحبقران کے بد ہوگئے کہا اے شخص بیٹھے تو اپنے حال سے آگاہ کر کہ کون ہے
زلازل نے بیان کیا کہ مین فلان ہون اور فلان کام کو گیا تھا اور اب مقابلہ خداپرستون کے لیے
جانب ملک سیار لقیمہ [?] جاتا ہون بس یہ سنکر شاہزادہ کو طیش آیا فرمایا کہ تو لشکر پدر عالیتبار
سے لڑنے جاتا ہے اگر مین چاہے [?] تجھے غرق کرا دون زلازل نے کہا کہ اب مجھے کوئی نہین غرق کرسکتا اسلیے
کہ مین بیہوش نہین ہون فرمایا بیہوش کو چھینکنا مردے کو پھونکنا ہے مین تجھے حالت ہوشیاری مین
غرق کرسکتا ہون یہ فرما کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کرنے لگا کہ منہ سرخ ہوگیا زلازل اس جرات
پر ہنسنے لگا فرزند طیفور نے دوڑ کے بیہوشی سنگھا دی زلازل چھینک مار کے بیہوش ہوگیا
حکیم سودائی نے دوڑ کے بازو شاہزادے کا پکڑ لیا اور کہا کہ ابھی وقت تمہاری صاحبقرانی کا نہین
ہے اعضا نرم اور نازک مین زور نکرو شاہزادے نے زلازل سے زمین چھڑا دی تھی مگر ہاتھ سے چھوٹ
گیا کہا یہ تو پھر مرگیا فرزند طیفور نے کہا کہ مین نے اسے پھر بیہوشی سنگھا دی یہ سنتے غصہ آیا کہا
تو نے بغیر ہمارے حکم کے کیون ایسا کیا جلد اسے ہوشیار کرو اسنے دارو رفع بیہوشی سنگھا کر
پھر ہوشیار کیا زلازل کو پیار آیا کہا اے صاحبزادے مین تمہارا قیدی ہون بغیر اجازت کے
ہرگز نہ جاؤنگا اب تم میری گود مین آؤ اور خوشی سے اجازت دو تو مین جاؤن فرمایا اس شرط پر
کہ اہل اسلام کی ایذا رسانی نکرنا زلازل نے کہا کہ اگر اہل اسلام سے مقابلہ نکرونگا تو نمکحرام کہلاؤنگا
اور لڑنے کو آپ منع کرتے ہین فرمایا کہ مین مقابلہ کرنے کو نہین منع کرتا لیکن کسیکو قتل نکرنا زور کر کے
یا تو انھین اپنے قابو مین کر لینا یا آپ انکا تابع ہوجانا زلازل نے عرض کی کہ ایسا ہی ہوگا اور قسم
کھائی اب شاہزادے نے اجازت دی کہ اچھا جا چلا جا اور اسکے کپڑے اور ہتھیار وغیرہ سب
اتروا لیے زلازل دل مین کہتا تھا کہ خاندان صاحبقران پر زور و جرات کا خاتمہ ہے اسی روز مجھکو
یقین ہوگیا کہ ان لوگون سے لڑکر کوئی سرسبز نہین ہوسکتا شاہزادہ سے کہا کہ اب آپ میری گود مین
آجائیے فرمایا تو کہے گا کہ مین نے اٹھا لیا زلازل ہنسا کہ ابھی سے یہ خیال ہے اور ہنستا ہوا چلا گیا
ادھر تو زلازل روانہ ہوا ادھر پنجہ گرالوران [?] دونون لڑکون کو لیے ہوئے چلا گیا مان اور باپ

اور نانا روتے پیٹتے رہ گئے حکیم سودائی نے کہا کہ تم پریشان نہو یہ لڑکے صاحب اقبال ہین یہ ساتھ
خیر و عافیت سے سترہ برس دن بعد تجھسے ملینگے نہنگ بچہ اور اُسکی دختر تو نہایت مضطر رہی لیکن
حال اس نبچہ کا سنیئے جوان لڑکون کو لے گیا تھا یہ اک پری تھی کہ وہ اس طرف سے جاتی تھی اسنے جو ایسے
حسین لڑکے دیکھے دیو سے اٹھوالیا اور جانب کوہ قاف روانہ ہوئی یہ پری رہنے والی گلستان ارم
کی تھی اور لاولد تھی اولاد کی اُسکو حسرت تھی اسنے لیجا کر ان لڑکون کو پرورش کرنے کا قصد کیا وہان
عبد الرحمان جنی نے سلیمان صاحبقران سے کہا کہ آج ہیکل پری دو لڑکون کو پردہ دنیا
سے لے آئی ہے اگر یہ تین روز کہ ہوا مین رہ گئے تو مر جاینگے انکو رفتہ رفتہ عادی کرنا چاہئے یہ لڑکے
نہایت صاحب اقبال ہونگے اسمین ایک صاحبقران گیتی کا فرزند ہے اور دوسرا اُنکے عیار کا بیٹا ہے یہ سنکے
صاحبقران نے ہیکل پری کو بلوالیا جب ہیکل پری سامنے آئی تو فرمایا کہ تو کن لڑکون کو
لائی ہے ہیکل پری نے دونون لڑکون کو حاضر کیا سلیمان صاحبقران نے عبد الرحمان جنی سے
کہا کہ انکی پرورش کا انتظام کرو عبد الرحمن جنی نے خس خانے تیار کراکے باغ مین انکو جگہ
دی پریزادین خدمت کے واسطے معین کین یہ دن بھر مین سات سات مرتبہ نہلائے جاتے تھے سلیمان
صاحبقران انسے پہرون باتین کیا کرتے تھے اور اُنکے دیدون پر ہنسا کرتے تھے عبد الرحمان
جنی آکے پڑھایا کرتے تھے اور ایک وقت سلیمان صاحبقران تعلیم فن سپہگری مین مصروف
رہتے تھے جب سن انکا نو نو برس کا ہوا تو ایک روز دو پریزادین جو انکی خدمت پر مامور تھین بچہ
سمجھکر کچھ چھیڑنے لگین فرزند صاحبقران نے تھپڑ مارا کہ گال پھٹ گیا اور پری پھڑک کر مر گئی دوسری
بھاگ گئی اور جاکے سلیمان صاحبقران سے بیان کیا سلیمان صاحبقران نے آکے سبب پوچھا
انھون نے اُسکے چھیڑنے کی شکایت کی اب سلیمان صاحبقران نے دیوون اور جنون کو خدمت
کے لیے معین کر دیا اور کہا کہ خبردار انکے خلاف مرضی کوئی بات مکرنا ایک روز ایک دیو کی شامت
آگئی کہ اسنے کہا تم جو کچھ سلیمان صاحبقران سے سیکھتے ہو وہ ہمین بتایا کرو کہا اچھا دیو سامنے
کھڑا ہو گیا یہ اتنے سے قد پر کیونکر پیچ باندہ سکتے دیو کو ہنسی آگئی بس غصہ مین پیچھے ہٹ کے
جو اک لات ماری تو دیو کے پیٹ مین پاؤن گھس گیا دیو تو اسی وقت پھڑک کے مر گیا سلیمان
صاحبقران جو آئے اور لاش دیو کی پڑی دیکھی پوچھا کیا ہوا شاہزادے نے سارا ماجرا بیان کیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم فرزند صاحبقران ہو اور یہان جسقدر دیو پری ہین سب مذہب
اسلام رکھتے ہین انکا مار ڈالنا جائز نہین انکو گستاخی کی سزا دے دیا کرو مگر مار نہ ڈالا کرو ورنہ بروز حشر
پرسش ہوگی یہ سمجھا کر سلیمان صاحبقران تو واسطے شکار کے چلے گئے دیو کہتم یہان موجود تھا
کہ اک مرتبہ چند دیوون نے آکے خبر دی کہ منظر جنی بھانجا اخضر زرد پوش کا اپنے ماموں
کے خون کا عوض لینے کو پچاس ہزار دیوون سے آتا ہے دیو کہتم نے کہا کہ کچھ پرواہ نہین فوج
ہماری قلعہ کے باہر نکلے اُسی وقت لشکر قلعہ کے باہر نکلا ادھر منظر جنی بھی پچاس ہزار دیوون سے
آکر خیمہ زن ہوا اور نقارہ رزمی بجوا دیا یہان دیو کہتم نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا تیاری جنگ
ہونے لگی آواز نقارہ کی جو فرزند صاحبقران کے گوش تک پہونچی خادمون سے پوچھا کہ یہ نقارہ
کیسا بج رہا ہے انھون نے بیان کیا کہ اخضر زرد پوش رفیق تھا سلیمان صاحبقران کا اسنے
نمک حرامی کی تھی صاحبقران نے اُسے مار ڈالا تھا یعنی چیر کے پھینک دیا تھا اب اسکا بھانجہ ماموں کے

خون کا قصاص لینے آیا ہی صاحبقران تو شکار پر ہین دیوگستہم نے مقابلہ کی تیاری کی ہو کہا کل ہمین
بھی لے چلنا ہم بھی تماشا جنگ کا دیکھینگے ان دیودن نے کہا کہ ہمین کم ممانعت ہی اسلیے کہ معاملہ جنگ کا
ہی اگر خدانخواستہ کچھ آپ کو چشم زخم پہونچا تو ہم کہین کے نرہینگے یہ سنکے فرزند صاحبقران نے کہا
کہ اگر نہ لے چلوگے تو ہم سزا دینگے دیو تو ڈرے ہوے تھے کہ اس لڑکے نے ایک کو مار ڈالا ہی لیسا تو
غصہ مین ہمین بھی مار ڈالے جب صبح ہوئی تو ایک دیو کی گردن پر بیٹھ کے یہ بھی بیرون قلعہ پہونچ گئے وہان
دونون جانب صفین آراستہ ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نیب دے کر
ہٹ گئے تو مظہر جنی میدان مین آیا اور للکارا کہ ای دیوگستہم کہان ہن سلیمان صاحبقران کہ آئین
اور مجھ سے سامنا کرین دیوگستہم نے کہا کہ او ملعون تیرے ماموں سے تو کچھ نہو سکا تو کیا منہ لیکر
برائے مقابلہ آیا ہی تجھے شرم نہین آتی کہ اس نمکحرام کا قصاص خون لینے آیا ہی اب اگر نام صاحبقران
بے ادبانہ لیگا تو سزا پائیگا اگر حوصلہ مقابلہ رکھتا ہی تو یہ غلام انکا تیری سرکوبی کو موجود ہی یہ سنکے
مظہر جنی نے کہا کہ آتو ہی آ بعد تیرے انکو بھی تلاش کر لیا جائیگا یہ کہکر مظہر جنی نے حربہ اپنا سنبھالا
دیوگستہم سامنے مظہر جنی کے آیا مظہر جنی نے نیزہ مارا دیوگستہم نے نیزہ اسکا ہاتھ سے پکڑ لیا
اور توڑ کے پھینک دیا مظہر جنی نے گرز مارا دیوگستہم نے گرز اسکا سپر سے رد کر کے اپنا گرز
مارا مظہر جنی نے خالی دیا اور تلوار ماری کہ شانہ دیوگستہم کا زخمی ہوا دیوگستہم نے سنبھل کے
دوسرا گرز مارا یہ بھی ضرب اتفاق سے خالی گئی گرز زمین پر آگرا کہ گرز زمین مین دہنس آیا جبتک دیوگستہم
ضرب اپنی زمین سے نکالے نکالے مظہر جنی نے مثل برق کے چمک کر ایک ہاتھ اور مارا
کہ سر پر دیوگستہم کے پڑا سر اسکا زخمی ہوا اٹکس چاہا مظہر جنی نے کہ سر اسکا کاٹ لون کہ فرزند
صاحبقران کو تاب نہ آئی للکارے کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی کہ زخمی پر ہاتھ اٹھاتا ہی چونکہ مظہر
جنی کے دل مین کینہ تو تھا ہی یہ سمجھا کہ اسی لڑکے کے سبب سے ماموں میرا مارا گیا ہی اسنے
دیوگستہم کو تو چھوڑ دیا اور اس شاہزادہ کی طرف پھر پڑا کہ اسکا سر کاٹ لون جیسے ہی قریب
پہونچکر تلوار ماری شاہزادہ نے بائین ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور داہنے ہاتھ سے ایسا تھپیڑ لگا
کہ کلہ پھٹ گیا اور مظہر جنی نے چرخ مارا اور گرا ایسی دوڑ کر ایک ہاتھ سے ایک پانون پکڑا اور دوسرے
ہاتھ سے دوسرا پانون اپنے پانون کے نیچے دبا کے جو زور کیا چیر کے پھینک دیا کہ ساتھ ہی
گرد اڑی اور سلیمان صاحبقران آپہونچے دیو آمد صاحبقران دیکھکر بھاگ کھڑے ہوے
لاش تک چھوڑ دی یہان آکر صاحبقران نے لاش مظہر کی دیکھی نہایت خوش ہوے اور دیوگستہم
کے سر مین ٹانکے دلوائے ہی مرہم سلیمانی کی بندھوائی جب دیوگستہم اچھا ہوا تو سلیمان صاحبقران نے
مشمشن جنی کو طلب کیا اور کہا کہ نام ان بچون کے تجویز کرو مشمشن جنی نے کہا ای شہریار ایک مہینہ اور
گذر جانے دیجیے اسکے بعد انکے نام تجویز ہونگے ابھی ستارے ایسے ہین کہ اگر اس زمانے مین نام
انکا رکھا گیا تو یہ بے نشان ہو جاینگے سلیمان صاحبقران خاموش ہو رہے بعد اسکے شاہزادہ نے
سلیمان صاحبقران سے دیوگستہم کی سفارش کی کہ یہ دیو زبردست ہی مگر فن سپہگری مین ناقص
ہی ورنہ زخمی نہوتا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند مجھے یہ خیال تھا کہ اگر یہ بھی اخضر کی
طرح نمکحرام ہو گیا تو میری محنت برباد ہو گی بلکہ وہی بات ہو جائیگی کہ کس نیاموخت علم تیر از من
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد صاحبزادہ نے فرمایا ایسا خیال نکیجیے سب ایک طرح کے نہین ہوتے جب

یہ آپ کی دم سے وابستہ ہی تو دوسرون سے بہتر ہونا چاہیے اور جبتک اقبال آپ کا یاور ہی نمک حرام
کیا کر سکتے ہین بخاطر شاہزادہ سلیمان صاحبقران نے دیو گستہم کو بھی فنون سپہگری تعلیم فرمانے بعد ایک
ماہ کے مشمش جنی نے نام تجویز کر کے پیش کیے نام فرزند صاحبقران کا مع القاب یہ تھا کہ نہنگ
بحر جرأت و دلاوری شیر بیشۂ شجاعت و صفدری یعنے سلطان ماہی نژاد امیر البحر اور فرزند طیفور کا نام
سیال مردم ربا قرار دیا سلیمان صاحبقران نے بہت پسند کیا اور مشمش جنی کو خلعت سے
سرفراز فرمایا بعد اسکے بعد تعلیم و تربیت سلطان ماہی نژاد اور سیال مردم ربا کو انکے مسکن کیطرف
بھجوا دیا دیکھیے یہ کب پہونچتے ہین۔

لیکن یہان سے چند کلمے داستان شوکت نشان سلطان خوبرو یعنے عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہو چکی ہی کہ امیر با توقیر سارلیق بن لقا سے ایک ماہ کی مہلت لیکر
جانب شہر بکرانیہ ہمراہ ناطق بکرانی کے روانہ ہوے ہمراہ امیر کے صرف خضران اور طیفور ہین لیکن
دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ جس وقت امیر نے ناطق بکرانی سے یہ عذر پیش کیا کہ بالفعل مجھ سے اور سارلیق
بن لقا سے جنگ درپیش ہی مین بغیر اس معاملہ کو یکسو کیے ہوے نہین جا سکتا تو ناطق بکرانی کو سکوت
ہوا چونکہ یہ شخص مرد عاقل و دانا ہی اسی سبب سے یوسف شاہ بکرانی اسکو اپنا نفس ناطقہ سمجھتا ہی
اور اسی کی رائے پر کاربند ہوتا ہی اسنے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر سارلیق آپ سے خود مہلت
طلب کر کے جنگ کو ملتوی کرے تو تو آپ کو کچھ عذر نہوگا فرمایا مجھے اسکے سوا کوئی عذر نہین ہی اسلیے
کہ طیمور تو خود ہی مجھ سے رخصت ہو کر جانب شہر شمالیہ گیا ہی اس وقت ناطق بکرانی نے عرض
کی کہ مین ابھی جاتا ہون اور سارلیق کو بھی شہر بکرانیہ کی طرف لیے چلتا ہون یہ کہکر امیر سے رخصت
ہوا اور جانب قسطول سارلیق بن لقا روانہ ہوا راستے مین لوگون سے معلوم ہوا کہ خداوند سارلیق
جسے بلاتے ہین باغ محویت کی طرف سے بلاتے ہین چنانچہ ناطق بکرانی بھی جانب باغ محویت
روانہ ہوا جس وقت دروازہ باغ پر پہونچا تو دیکھا کہ ایک پتلہ سنگ سیاہ کا کھڑا ہی پتلے نے آواز
دی کہ او بندہ بے ادب کہان چلا آتا ہی نہین جانتا کہ یہ کون مقام ہی کہ جہان فرشتے کا گذر بھی دشوار
ہی ناطق بکرانی نے کہا کہ مین شخص نووارد ہون اور نامہ دار ہون یہان کے آئین سے آگاہ نہین
ہون پتلے نے کہا کہ تم یہین ٹھہرو مین محو جادو سے اطلاع کرتا ہون محو جادو خداوند سے اطلاع
کرے گا جب خداوند طلب کرینگے اسوقت تمکو شرف حضوری خداوند سے حاصل ہوگا یہ سن کے ناطق بکرانی
تو ٹھہر گیا اور پتلے نے جا کر محو جادو سے اطلاع کی کہ ایک نامہ دار کہین کا آیا ہی اور خدمت مین
خداوند کے جانا چاہتا ہی یہ سن کے محو جادو نے کہا بلا لے پتلے لے آکر ناطق بکرانی کو اپنے ساتھ لیا
اور مسکن محو جادو کی طرف چلا دیکھا ناطق بکرانی نے کہ چمن کے چمن جلے ہوے ہین سوکھے درختون
مین جو ایک آدھ شاخ ہری ہی اور کوئی گل بھی کھلا ہوا ہی تو مانند داغ دل کے ہی اور سنبل کے بالون سے
پریشانی چشم نرگس سے حیرانی ظاہر ہو رہی ہی سوسن کی جلی ہوئی زبان سے یہ صدا آرہی ہی کہ بوا سمن
دیکھو تو یہ موا بے ادب چلا آتا ہی اور نہ خداوند کی تعریف کرتا ہی اور نہ اسے سجدہ کرتا ہی کسی تکلم
مرغابان لطیف تماشین ترقرے بھی چپکے شور کر رہے ہین کہ دیکھو اس بے ادب کو کہ یہ نہین سمجھتا کہ ہم لوگ

آئے ہین اور کہان جارہے ہین یہ مقام قابل ادب ہر گہین کسی غنچہ کے کھلنے مین یہ آواز پیدا ہوتی تھی کہ ای نرگس چشم نمائی کر ای سوسن شمع گر ای سنبل تازیانے سے اسکو دھمکا ای شمشاد اسے دار پر کھینچ جانے کا خوف دلا یہ سبکی باتین سنتا چلا جاتا تھا جس وقت سامنے محوجادو کے پہونچا تو دیکھا کہ ایک ساحر مسند پر بیٹھا ہی اور تمام مکان مین سیکڑون کھڑکیان لگی ہین مگر پٹ سب کے بھڑے ہوے ہین کچھ اسباب سحر سامنے دھرا ہی منقل آتشین روشن ہی بخور ہو رہا ہی ناطق بکرانی نے محوجادو کو سلام کیا محوجادو نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ کس غرض سے اس طرف آنا ہوا ناطق بکرانی نے بیان کیا کہ خداوند سے مدد طلب کرنے آیا ہون عرضی اپنے شہریار کی لایا ہون چاہیے دیکھ لیجیے محوجادو نے کہا کہ یہ بات خداوند کے خلاف ہوگی کہ انکی عرضی کو کوئی اور دیکھے علاوہ اسکے مجھسے تیرا مقصد حاصل نہین ہو سکتا کہ مین پابند حکم خداوند کا ہون ہان اگر خداوند خود کام تیرا میرے سپرد کرینگے تو کیا مضائقہ ہی مین تیرے آنے کی اطلاع کرتا ہون یہ کہکر ایک کھڑکی کھولی دیکھا کہ ایک پتلی اس کھڑکی مین کھڑی ہوئی ہی محوجادو نے کہا کہ ای حور جا کر خداوند سے عرض حال کر بس یہ سنتے ہی پتلی دھوان بنکر اڑی اور نگاہون سے غائب ہو گئی محوجادو نے اسی طرح پھر دروازہ بند کر دیا وہان پتلی نے جا کر سارق بن لقا سے بیان کیا کہ شہر بکر اینہ سے وزیر یوسف بکرانی کا آیا ہی کوئی عریضہ لایا ہی سارق بن لقا نے کہا کہ جا کر کہدے کہ پائین باغ کی طرف ہم تخت پر بیٹھے ہین نامہ دار کو تخت پر بٹھا کے روانہ کردیا جائے تھوڑی دیر گذری جتنے عرصہ مین پتلی واپس آئی یہان ناطق بکرانی نے محوجادو سے پوچھا کہ اس باغ کی عجیب کچھ حالت ہی نیرنجات یہان کے قابل دید ہین ہر گل و بوٹے سے آثار خداوند کی پیدا ہوتی ہی مگر بے تاثیر محوجادو نے کہا کہ ای ناطق بکرانی پہلے یہ باغ نہایت آراستہ تھا اس وقت مین جو آیا وہ محو ہو گیا اور تصویر خداوند کو اسنے سجدہ کیا لیکن ایک شخص ہی کہ نام اسکا سکندر دیرہ نشین ہی ساحر زبردست ہی وہ بھی نامہ دار بنکر آیا تھا اسنے اس باغ کو برباد کر دیا اس وقت سے ایسی تاثیر مٹی ہی کہ پیدا نہین ہوتی میرے اسکے مقابلہ ہونے والا ہی مین سحر تیار کر رہا ہون کہ اتنے مین کھڑکی خود بخود کھلی اور پھر وہی پتلی نمودار ہوئی عرض کی کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہی کہ نامہ دار کو پائین باغ کی جانب سے روانہ کرو تخت برائے نامہ دار آتا ہی یہ کہکر پتلی نے پٹ بند کر لیے اور پھر وہی پتلہ سامنے سے نمودار ہوا اور محوجادو نے کہا کہ نامہ دار کو پائین پہونچا کے تخت پر سوار کر دے پتلے نے ناطق بکرانی کو پائین باغ مین پہونچا دیا دیکھا کہ ایک تخت رکھا ہوا ہی ناطق بکرانی اس تخت پر بیٹھا اور تخت اڑتا ہوا جانب قیطول سارق بن لقا روانہ ہو گیا جسوقت تخت بالائے قیطول پہونچا تو دیکھا ناطق بکرانی نے کہ ایک گبر ناہنجار طویل القامت قوی الجثہ تخت پر بیٹھا ہوا ہی تخت الماس نگار ہی چارون گوشون پر تخت کے چار وزیر بیٹھے ہوے ہین جسمین ایک وزیر کوتاہ گردن تنگ پیشانی ازرق چشم سیاہ فام چیچک رو داغ بشرہ ہی اسکے آثار نقشہ پردازی نمودار ہین بیٹھا ہی اور تمام دربار سارق کا پہلوانان نامی و گرامی سے مملو ہی اور بہت سی حسین وجمیل عورتین جنکو حوران جنان سے تعبیر کیا جاتا ہی عطردان اور چنگیردان اور خاصدان وغیرہ لیے کھڑی ہین اندر کا اکھاڑا معلوم ہوتا ہی ہر ایک پری جمال حسن و خوبی مین عدیم المثال ہین بقول شاعر ؎

شکلین ہین رنگ رنگ کی پیڑے بہار کے * انسان پھول ہین چمن روزگار کے *

ناطق بکرانی دل مین کہتا ہی کہ اس ملعون کے ٹھرے ٹھاٹھ ہین اسیر کو برسون نہی

اس ملک کی سیر کرنے مین گذرینگے نہ مجھ ایسا چالاک شخص آتا نہ امیر کو لیجاتا جس وقت سارلیق سے
سامنا ہوا تو ناطق بکرانی نے سلام کیا سارلیق نے کہا اوبے ادب کیا اپنے خداوند کو تو نے پہچانا
نہین جو سجدہ نہ کیا ناطق بکرانی نے جلدی سے وہ نامہ پیش کیا اور عرض کی کہ یا خداوند جس وقت
آپ اپنی قدرت دکھائینگے تو مجھ کیا موقوف ہی کئی لاکھ بندے یہان لائینگے یہ سنکے سارلیق نے کہا
کہ اچھا ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ جو بندہ ہمین مانے دل سے مانے یہ کہکر نامہ کو پڑھا مضمون نامہ وہی تھا
کہ اس شہر سے قریب اک تالاب ہی جسکے بیان صفحات مین جو اوپر مرقوم ہو چکے ہین خلاصہ یہ ہی کہ فرزند میرا
اسفندیار بکرانی اس تالاب مین جا کر گم ہوا ہی اگر آپ ایسی فرزند کو مجھ سے ملادینگے تو مین ایمان لاؤنگا
سارلیق نے ہنسکے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہی ہمین نے اس تالاب کو خلق کیا ہی تا کہ بندے وہان کچھ
قدرت اپنے خداوند کی دیکھکر متعجب ہون اور اس سلسلہ سے ایمان لائین ناطق بکرانی نے
کہا کہ پھر خداوند آپ تشریف لے چلینگے یا کسیکو بھیجینگے سارلیق کچھ کہنے نپایا تھا کہ سخنگان نے کہا
خداوند تو مسند کے گدے ہین بیٹھے بیٹھے قدرت کرنا جانتے ہین اور خداوند کی شان کے خلاف
بھی ہی کہ مارے مارے پھرین یہ سنکے ناطق بکرانی نے کہا کہ جبتک خداوند نہ چلینگے اسرار
اس تالاب کے ظاہر ہونا نہایت دشوار ہین سارلیق نے کہا مین ضرور چلونگا بلکہ آج کے تیسرے دن
شہر بکرانیہ مین پہونچ جاؤنگا ناطق بکرانی نے کہا کہ عین بندہ نوازی ہوگی سارلیق نے ناطق بکرانی
کو خلعت دیکر رخصت کیا ناطق بکرانی تو وہان سے خدمت مین صاحبقران کے واپس آیا اور
عرض کی کہ خدا چاہے گا تو سارلیق اب خود مہلت طلب کرے گا مین نے اس گدھے کو بھی رضامند
کیا ہی بلکہ حضور شکار کھیلتے ہوئے ذرا دیر کرکے پہونچین تا کہ سارلیق پہلے پہونچ جائے اور اس
بلا مین پھنس جائے صاحبقران مسکرا کے خاموش ہو رہے اتنے مین نامہ دار سارلیق کے
آنے کی خبر ہوئی امیر نے بلالیا نامہ دار نے آکر نامہ دیا صاحبقران نے نامہ پڑھا لکھا تھا کہ بالفعل
قدرت اک بندے کی مشکل حل کرنے کے واسطے جانے والے ہین لہذا جنگ ملتوی ہونا چاہیے جبتک
خداوند واپس نہ آئین اور خداوند کو واپس آنے مین ایک ماہ سے زیادہ نہ گذرے گا امیر نے
لکھ دیا کہ مین نے اجازت دی اور ناطق بکرانی کی فطرت پر آفرین کی نامہ دار تو ادھر روانہ ہوا ادھر
ناطق بکرانی نے امیر سے عرض کی کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جا کر پہلے سے حضور کی تشریف آوری
بادشاہ کو مطلع کرے اور دیکھے کہ سارلیق وہان پہونچ کے کیا کرتا ہی صاحبقران نے مسکرا کے
فرمایا کہ ضرور جاؤ ناطق بکرانی کوچ کرکے جانب شہر بکرانیہ روانہ ہوا یہان امیر با توقیر نے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ مجھے اجازت ہو اگرچہ مین جانتا ہون کہ مقام سخت ہی لیکن منہ نہین موڑ سکتا
اسلیے کہ منصب میرا یہی ہی کہ دردمندون کی دوا کرون بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ کسی اور سردار کو
اولاد صاحبقران سے روانہ فرمایئے اسلیے کہ یہ سب طلسم کشا ہین صاحبقران نے فرمایا کہ منجمان
خبر دے چکے ہین کہ فاتح اسکا سوا صاحبقران وقت کے اور کوئی نہین ہی لہذا جو جائے گا
وہ اسیر بلا ہوگا انجام مین پھر مجھی کو سب کی رہائی کے واسطے جانا ہوگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا
کہ خواجہ زادون کو بلوا کر دریافت کیجیے ناطق بکرانی کے قول کو تسلیم نہ کیجیے وہ آدمی نہایت ہوشیار
معلوم ہوتا ہی ممکن ہی کہ اسنے آپ کا نام اسلیے بتادیا ہو کہ آپ خود تشریف لے چلین صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ ہوا اب تو مین وعدہ کر چکا ضرور جاؤنگا لیکن معاملہ طلسم کا ہی اگر چالیس روز

گذر جائیں تو مجھے دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا بادشاہ کا دل بھر آیا اور فرمایا کہ جامع المتفرقین
آپ کو ساتھ صحت و عافیت کے لاکر ہم سب سے ملائے جس خدا نے آپ کو صاحبقران
مقرر فرمایا ہے اُسنے صاحب اقبال بھی بنایا ہے آپ ضرور طلسم فتح کر کے خیر و عافیت کے ساتھ واپس
آئینگے جب وقت امیر نے چلنے کا قصد کیا تو طیفور اور خضران نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلینگے
امیر نے فرمایا کہ تمھاری کیا ضرورت ہے خضران نے تو عرض کی کہ مجھے سر سے آقا شاہزادہ بدیع الملک
اسلیے چھوڑ گئے ہین کہ مین آپ کے ساتھ رہون اگر آپ ساتھ اپنے نہ لے چلینگے تو مین خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
یہان میرا کیا کام ہے امیر خاموش ہو رہے اور طیفور نے عرض کی کہ مین بچپن سے ساتھ ہون اور
کسی وقت آپ سے علیحدہ نہین ہوا طلسم گنبد بلور کے مراحل مین ہمراہ رہا طلسم اسلام باطنی مین بھی
ساتھ رہا امیر نے اسے بھی اجازت دی کہ ساتھ رہے لیکن اور سرداروں نے جو ساتھ چلنے کے لیے
درخواست کی تو امیر نے انکار قطعی کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ مقدم حفاظت ظل اللہ کی ہے یہ فرما کر رخصت
ہوئے اور جانب شہر بکرائنہ آہستہ آہستہ شکار کھیلتے ہوئے روانہ ہوئے دور تک سرداران
اسلام پہونچانے کو آئے آخر سب کے سب رخصت ہو کر واپس آئے اب امیر تو صید و شکار کرتے
ہوئے چلے جاتے ہین لیکن حال ساریق بن بقا کا سنیے کہ اسنے سنخنگان سے کہا کہ خداوند بندگان
کی حاجت روائی کے واسطے جاتے ہین لہذا تو بھی ساتھ چل اسلیے کہ تیرے اعتقاد مین پختگی واقع ہو
سنخنگان نے کہا کہ میرا اعتقاد بہت درست ہے مجھے معاف کیجیے مین تو جان چکا ہون کہ آپ کی شامت آئی
ہے دہان پہونچکر آپ کیا کر سکتے ہین آپ کی حقیقت سے مین خوب آگاہ ہون میری تو یہ صلاح ہے کہ نہ
آپ جائیے نہ مجھے آفت مین پھنسائیے کسی ساحر کو بھیجیے یہ تالاب طلسمات سحر سے معلوم ہوتا ہے
ساریق نے کہا کہ وہ تالاب قدرت ہے چل مین تجھے سیر کرا لاؤن کہ مین نے کیسی کیسی چیزین اپنی
قدرت سے بنائی ہین سنخنگان نے پوچھا کیونکر چلیے گا ساریق نے کہا مین فرشتہ قدرت کو بلاتا ہون
وہ بساط قدرت لیکر آئیگا اور اُسی پر بیٹھکر قدرت جائینگے سنخنگان نے کہا کہ بلائیے مین بھی تو دیکھون
کہ فرشتہ قدرت کیسا ہے اُس وقت ساریق اپنے مقام سے اُٹھا اور اہل دربار سے کہا کہ
خداوند بندگان تازہ کی دادرسی کو جاتے ہین ایک ماہ کے بعد واپس آئینگے یہ سُن کے اہل دربار
نے سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوند بندگان قدیم کو بھول نہ جائیے گا ساریق مع سنخنگان اک مقام
تنہا پر آیا اور بازو سے اک تعویذ کھولا اُسمین چند بال اک دیو کے تھے یہ دیو اسکا تابع ہے
بس ساریق نے بالون کو منہ کی بھاپ دی اُسی وقت ہوا چلی اور دیو حاضر ہوا سلام کیا
کہا کیا حکم ہوتا ہے سنخنگان نے دیکھا کہ بہت بڑا دیو ہے اور اک تخت اُٹھائے ہوئے آیا ہے ساریق
تخت پر بیٹھا پیچھے سنخنگان کو بٹھایا اور دیو جنجال سے کہا کہ مجھے شہر بکرائنہ کی طرف لے چل
دیو جنجال نے اژدہے کی صورت بنکر تخت کو پشت پر لیا اور اُڑتا ہوا جانب شہر بکرائنہ روانہ ہوا
اسے بھی راہ مین چھوڑیے اور اب حال شہر بکرائنہ کا سنیے کہ جس وقت ناطق بکرانی شہر مین پہونچا
تو بادشاہ کو جواب نامہ دیکر عرض کی کہ صاحبقران با اقبال تشریف لاتے ہین اور ایک
خداوند بھی بڑے مدعی ہین لیکن بظاہر تو خداوند کچھ بیوقوف سے معلوم ہوتے ہین دیکھا چاہیے
کہ یہان آکر کیا کرتے ہین یوسف بکرانی نے کہا کہ جس سے ہمارا مطلب حاصل ہوگا ہم اسکی اطاعت
کرینگے اپنا تو یہ مذہب ہے کہ ؎ اُس سے کیا کام بت ہو وہ کہ خدا + جو سُنے کام سے لگا رکھے

ناطق بکرانی نے کہا یہ سچ ہے مگر معلوم ہی ہو جائیگا یہی ذکر تھا کہ بالائے آسمان سے صدائے نقارہ کان مین آئی اور کچھ سیاہی جانب آسمان سے نمودار ہوئی ناطق مکرانی نے کہا کہ دیکھیے خداوند تشریف لائے ہین یوسف بکرانی برائے استقبال کھڑا ہو گیا اور تمام ارکین دولت نے استقبال کیا دیکھا کہ اژدر سیاہ اُڑتا ہوا چلا آتا ہے گلے مین اژدر کے نقارہ پڑا ہوا ہے آگے پیچھے دو شخص بیٹھے ہوے نقارہ کو پیٹ رہے ہین سارِیق نے آواز دی کہ ای بندگان من سجدہ بکنید یوسف مکرانی نے جواب دیا کہ جسوقت خداوند کی قدرت نمائی ہوگی تو سجدہ مین بھی تامل نہوگا ساریق پشت اژدر سے اُترا سنجگان بھی اُترا اژدر تو اُڑکر چلا گیا یوسف مکرانی نے بڑی دھوم سے ساریق کی دعوت کی جب دعوت ضیافت سے فراغت حاصل ہوئی تو یوسف مکرانی نے سارا حال اپنا بیان کیا ساریق نے کہا کہ اگر تو مجھے سجدہ کرے تو مطلب تیرا حاصل ہو جائے یوسف مکرانی نے کہا کہ اگر مین نے سجدہ کیا اور مطلب دل میرا حاصل نہوا تو ساریق نے کہا کہ مجھے قتل کر ڈالنا جب قدرت مین اتنی قدرت نہین کہ کسی بندے کی دادرسی کر سکین تو قتل ہو جانا ہی ممکن ہے یوسف مکرانی نے اس شرط کو قبول کیا لیکن سنجگان نے دل مین کہا کہ اب اسکی شامت آئی یہ مسخرا کیا کر سکتا ہے وہ مقابلہ طلسم کا ہے مگر اب دیکھیے کہ یہ سوچا کیا ہے ساریق نے یوسف مکرانی سے کہا کہ قدرت ہر وقت بندون کے ساتھ رہنا پسند نہین کرتے ہین لہذا انکو کوئی علحدہ جگہ قیام کے واسطے دو اور بہت سی دیگین کھانے کی پکوا کر دامنہ کوہ مین رکھوا دو اور چند گلے گوسفندون کے وہان چھوڑوا دو اور کوئی اُس مقام پر قیام نکرے یہ سامان دعوت فرشتگان قدرت کا ہے مین اُنکو حکم کرونگا وہ اس تالاب کو مٹا دینگے اور یہ رخنہ تمہارا مٹ جائیگا یوسف مکرانی نے اسی وقت بجنسہٖ کا حکم دیا اور ساریق کے قیام کے واسطے اک باغ مین جگہ دی اور ساریق سے کہا کہ اگر مین کام تیرا انجام نہ دیکھون تو مجھے تو قتل کر ڈالنا یہ عہد لیکر اہل مکرانیہ نے ساریق کو سجدہ کیا جسوقت تنہائی ہوئی تو ساریق نے منہ کی بھاپ دی اسی وقت دیو جنجال حاضر ہوا ساریق نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے دامنہ کوہ مین سامان کھانے پینے کا مہیا کرا دیا ہے تو جا کر اپنے ساتھ کے دیو ہمکو لانا انکو بھی کھانا کھلانا شراب پلانا بعد اسکے جا کر یہ جو تالاب صحرا مین معلوم ہوتا ہے اسے پتھرون سے پاٹ دینا بلکہ اتنے پتھر مارنا کہ اک پہاڑ بن جائے یہ معلوم بھی نہو کہ یہان کبھی تالاب تھا بھی یا نہین یہ سنکے دیو نے کہا بہت خوب اور رخصت ہو کر جانب قاف روانہ ہوا سنجگان نے کہا کہ ترکیب تو اچھی کی ہے مگر دیکھا چاہیے کہ ہوتا کیا ہے کیونکہ معاملہ طلسم کا ہے اگر دیو پر کوئی پیچ پڑا تو اس مسخرے نے قتل ہونے کا عہد کیا ہے یہان سے بھاگتے بھی بن نہ پڑیگی وہان یوسف مکرانی نے خم شراب کی گلے گوسفندون کے دیگین طعام لذیذ کی پکوا کر دامنہ کوہ مین رکھوا دین لوگ یہ سب سامان وہان رکھکر چلے آئے اتنے مین دیو جنجال بارہ سو دیوون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آیا سب سامان دعوت مہیا پایا دیوون نے ایسا طعام لذیذ کبھی کاہے کو کھایا تھا خوب خوش ہوئے شراب پی جب آسودہ ہو لیے تو دیو جنجال نے سب سے کہا کہ یہ دعوت تمھاری اس لیے کی گئی ہے کہ فلانا تالاب جو صحرا مین ہے اُسے پتھرون سے پاٹ دو یہ سنکے سب دیوون نے بڑے بڑے پتھر اُٹھا لیے اور لیکر بلند ہوے اور تالاب پر پتھر مارنا شروع کیے مگر خاصیت تو اس تالاب کی یہ ہے کہ جو پتھر پھینکا جاتا ہے وہ پلٹ آتا ہے جس دیو نے پتھر مارا پلٹ کے اُسی کے سر یا سینے پر پڑا دیو دھا دھم کنارے تالاب کے گرنے لگے یہ دھاکے ایسے ہوے کہ زمین ہل گئی اہل شہر پریشان ہوے پیٹ والیون کے حمل ساقط ہو گئے لوگ کہتے تھے کہ یہ کون سی آفت

اس شہر پر آئی دیر تک یہی قیامت برپا رہی ہرکارے واسطے دریافت کے روانہ ہوئے بعد کچھ دیر کے
آکر یوسف مکرانی سے عرض کی کہ ہزارہا دیو کنارے تالاب کے زخمی پڑے ہین کسیکی شاخ ٹوٹی ہوئی
ہی کسیکا سر پھٹا ہوا ہی کسیکا سینہ شق ہی کسیکی ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہی اس حالات خراب سے سیکڑون
دیو پڑے ہوئے ہین اور بہت سے پتھر ڈھیر ہین یہ سنکے یوسف مکرانی گھبرایا ہوا پاس ساریق بن
لقا کے آیا اور سارا ماجرا بیان کیا ساریق یہ سنکے گھبرایا سختگان نے کہا کہ ذرا اپنے دیو کی خبر لو
تو اگر وہ بھی ان دیوون کے ساتھ مارا گیا تو پھر ہم یہین پھنسے نکل نہین سکتے ساریق نے بالون کو منہ کی جگا
دی کچھ نہوا دیو واپس نہ آیا ساریق نے یوسف مکرانی سے کہا کہ خداوند نے جن لوگون کو اس
تالاب کی حفاظت پر معین کیا تھا وہ نہایت سخت ہین اب بغیر میرے جائے کام نہ بنیگا جس وقت
وہ اپنے خداوند کو دیکھینگے اور پہچانینگے تو سرکشی کو ترک کرینگے یوسف مکرانی نے کہا مجھے اس سے بحث
نہین ہی چاہے آپ جائین چاہے کسیکو بھیجین ساریق اٹھا اور سختگان سے کہا کہ چل سختگان ساتھ
ہوا لیکن راستے مین منع کر دیا کہ خبردار تالاب کی طرف نہ دیکھنا ورنہ تم بھی گرفتار بلا ہو جاؤگے
ساریق کنارے تالاب کے دیکھتا چلا جاتا ہی کہ صدہا دیو چشم حسرت وا کیے دیکھ رہے ہین
کوئی مر چکا ہی کوئی سسک رہا ہی کسیکی شاخ ٹوٹی ہی کسیکا سر پھٹا ہی کسیکا پاؤن اکھڑا ہوا ہی عجب طرح
کی عبرت چھائی ہوئی ہی انھین دیوون مین ایک طرف دیو خنجال بھی پڑا ہوا سسک رہا ہی دیو خنجال
نے جو ساریق کو دیکھا پکارا کہ یا خداوند میری خبر لیجیے ساریق نے کہا کہ ٹھہر انھین مین تیری فکر کرتا ہون
دیو خنجال نے ہزارون گالیان دین کہ تو کیسا خداوند ہی کہ تیرے کیے کچھ نہین ہو سکتا ساریق چپکا
سنتا ہوا چلا گیا کہا سے اپنی ہی جان کے لالے پڑے تھے جس وقت تالاب کی حد سے نکلا اور
کچھ دور پہونچا تو بھاگا کہ کسی طرح اس ملک کی حد سے نکل جاؤن ایسا نہو کہ یوسف مکرانی معاہدہ کے
موافق مجھے قتل کر ڈالے بھاگتے بھاگتے سامنے سے اک دروازہ باغ کا نمودار ہوا مثل آغوش تمنا
کے وا تھا نہ کوئی حاجب تھا نہ دربان نہ نگہبان بس ساریق نے سختگان سے کہا کہ دیکھ یہ باغ
قدرت ہی چل اسمین آرام کرین سختگان اور ساریق دونون داخل باغ ہوے دیکھا کہ میوے
گوناگون لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین ایک قصر مرتفع بنا ہوا ہی اسمین سامان آسایش مہیا ہی
مسہری لگی ہوئی ہی کشتیان شراب و کباب کی رکھی ہین ساریق بھوکا بہت تھا اور پیاس بھی لگی تھی کہا
اہی شیطان قدرت دیدی تورت مرا چہ قدرت کردم سختگان نے کہا کہ یہ قدرت جوتیان کھلوائیگی
خدا جانے یہ کس بے پرواہ کا باغ ہی جس وقت اسکے معلوم ہوگا تو خدا جانے کس طرح پیش آئیگا
ساریق نے کہا کہ یہ باغ قدرت ہی تو ساقی گری کر اور قدرت کو شراب پلا سختگان نے شراب
انڈیل کر ساریق کو دی ساریق نے جام ہونٹون سے لگایا شراب منجمد ہو کر اک ڈھیلا عقیق
سرخ کا بن گئی اور جام ہونٹون سے لپٹ گیا ساریق نے زبان پھیری کہ کچھ تری محسوس ہو لیکن
احساس نہوا جام کو کھینچا تو ہونٹ جام کے ہمراہ کھینچنے لگا ہر چند لکارتا ہی کہ اے جام قدرت چھوڑ
مگر جام ہونٹون سے جدا نہیں ہوتا سختگان سے کہا تو بھی پی اس شامت زدہ نے بھی پی جام ہونٹون
سے نہ لگایا اور چاہا کہ دور سے شراب حلق مین انڈیل لون لیکن جام نے مقناطیسی خاصیت
پیدا کی اور دوڑ کر ہونٹون سے چپک گیا اب تو سختگان بھی گھبرایا ساریق سے کہا کہ ابھی لے ٹینی
تیری طرح میرے بھی کسنس نکل آیا مرنے تیری وجہ سے میری بھی یہی حالت ہوئی ساریق

نے کہا مرغی کے انڈون کی طرح لڑیہ جام ٹوٹ ٹوٹ کے گر جائینگے سختگان اور ساریق نے جام
لڑانا شروع کیے کھنا کھن کی آوازین پیدا ہوئین مگر جام نہ ٹوٹے سختگان چلا رہا تھا کہ انکے دیکھیے
چوٹ آئی ہے یہ شوروغل سنکر ایک دروازہ کھلا اور ایک عورت سرمین صندل لگائے ہوئے
نمودار ہوئی پکاری حرامزدو کیا شوروغل کر رکھا ہے کہ میرا سونا دشوار کر دیا ہے ارے موذی کاطن تو
یہ شاہزادیون کے پینے کی شراب تم پی رہے ہو بھلا یہ تمھاری حلق سے کس طرح اتر سکتی
تھی یہ کہکر دونون کے ہونٹون سے جام چھڑا دئے اور کہا جاؤ اس باغ سے نکل جاؤ اب کبھی
ایسی حرکت نکرنا ساریق نے کہا ہم خداوند ساریق اے عورت خداوند سے گستاخی کرتی ہے ایسا
نہو قدرت کو غصہ آ جائے تو سارا باغ تیرا تجھ سمیت خاک مین ملجائے یہ سنکے وہ عورت مسکرائی
اور ایک چپت لگائی اور ہنستی ہوئی چلی گئی ان دونون نے دروازہ باغ کا تلاش کرنا شروع
کیا سختگان نے کہا کہ اپنی حماقت کا نتیجہ دیکھا ساریق نے کہا کہ خداوند اپنے بندون کے
ناز اٹھاتے ہین اگر خداوند مثل بندون کے غصہ کرین تو دنیا کاہے کو باقی رہے منٹ ہی بنجائے
غرضکہ سختگان اسکو برا بھلا کہتا جاتا ہے مگر دروازہ باغ کا نہین ملتا اک مقام پر دیکھا کہ درخت
امرود کا لگا ہوا ہے کیسے زرد زرد امرود لگے ہوئے تھے سرخ سرخ چتیان ساریق کے دیکھکر
منہ مین پانی بھر آیا سختگان سے کہا کہ اس درخت قدرت سے امرود توڑ کے تو بھی کھا اور مجھے بھی
کھلا سختگان نے کہا کہ ڈالیان درخت کی اونچی ہین ساریق نے کہا کہ مین تیرے کاندھے پر چڑھ
کے توڑونگا سختگان نے کہا کہ مین تو آپ کے بوجھ سے کچل جاؤنگا آپ بیٹھیے مین آپ کے کاندھے
پر چڑھون ساریق بیٹھ گیا سختگان اسکے کاندھے پر چڑھا جیسے ہی امرود پر ہاتھ ڈالا ہاتھ امرود
مین لپٹ گیا سختگان نے دوسرا ہاتھ بھی شریک کرکے چاہا کہ امرود توڑون دونون ہاتھ پھنس
گئے اور شاخ اونچی ہوگئی سختگان لٹک گیا ساریق کو پکارا کہ مجھے بچا ساریق نے کہا کہ یہ
سزا ہے بے ادبی کی کہ تونے قدرت پر چڑھ کے امرود توڑنے کا قصد کیا تھا اے شجر قدرت
اسکی یہی سزا تھی سختگان لٹک رہا ہے اور ساریق کہ رہا ہے کہ پھر قدرت کے اوپر چڑھیگا توبہ کرا تنے مین
نظر ساریق کی اک درخت پر جا پڑی دیکھا کہ اک کولے کا درخت ہے کہ کولے زمین سے بوسے لے
رہے ہین ساریق خوش ہوا کہ یہ تو ایسی چیز ہے کہ بھوک بھی جاتی رہیگی اور پیاس بھی یہ سوچکر دبے
پاؤن درخت کی طرف بڑھا کہ ان لونون کو یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ کوئی میری تاک مین آتا ہے جیسے ہی
قریب پہونچا دونون ہاتھون سے دونون کولے پکڑے اور چاہا کھینچ لون فوراً شاخین بلند ہوئین
اور ساریق بھی لٹک گیا اب چاہا کولون کو چھوڑدون تو ہاتھ پھنسے ہوئے ہین چلایا کہ اے شجر قدرت
چھوڑدے مگر ہاتھ کب چھوٹتے ہین سختگان نے کہا کہ اس وقت تو اسطرح آپنے دوڑ کر دونون
ہاتھون سے دونون کولے پکڑے ہین جس طرح بچہ پستان مادر پر گرتا ہے ساریق نے کہا کہ او
شیطان دیکھ تو تجھے کیسی سزا ملتی ہے گستاخیان خداوند کی خدمت مین سختگان نے کہا ذرا توند
کو سنبھالے رہیے ورنہ ازار اتر پڑیگی ساریق نے توند کو سنبھالا لیا مگر کبتک جیسے ہی سانس
لیتا ہے ازار اتر پڑی ساریق برہنہ ہوگیا سختگان نے قہقہہ مارا پھر ان دونون مین اس طرح باتین
ہو رہی تھین کہ وہی عورت دروازہ کھولکر پھر نکلی اور آکر پکاری کہ حرامزادو تم کہان سے باغ مین
گھس آئے ہو اور شور کر رہے ہو ساریق کو برہنہ دیکھکر اسے بہت غصہ آیا دستک دی

فوراً اک زنگی پیدا ہوا اب اس عورت نے درخت کی طرف اشارہ کیا درخت نے چھوڑ دیا سارلق بھڑ سے
گرا جو نظر دون مین کانٹے گھس گئے چلانے لگا کہ او میوا قدرت کے ساتھ یہ بے ادبی ابھی تماشا دکھاتے
باغ کو سنگھان نے دھول ماری اور کہا کہ اپنی زبان بند کر ورنہ جوتیان کھائے گا اس عورت نے کہا کہ اے
زنگی ان دونون کو زندان خانے لیجا یہ حرامزادے یون نہ مانینگے زنگی نے اسی وقت ان دونون
کو گرفتار کیا اور لیکر جانب زندان روانہ ہوگیا وہ عورت جس طرف سے آئی تھی پھر اسی طرف چلی گئی یہان
یوسف مکرانی نے سارلق کا بہت انتظار کیا جب یہ کسی طرح واپس نہ آیا تو ہرکارون سے
دریافت کیا انھون نے عرض کی کہ اس تالاب سے کچھ فاصلے پر اک باغ ہے اسی باغ مین دونون جاکے
غائب ہوگئے اور وہ باغ بھی ایسا ہے کہ جو جاتا ہے وہان سے زندہ پلٹ کے نہین آتا ہے ناطق مکرانی
نے کہا کہ اے بادشاہ بغیر صاحبقران کے آئے ہوئے یہ مرحلہ سر نہوگا یہ کہکر خاموش ہو رہا دوسرے
روز ہرکارون نے آکر اطلاع دی کہ صاحبقران حق پژوہ یعنے عادل کیوان شکوہ تشریف لاتے ہین
بس یہ سنتے ہی ناطق مکرانی نے یوسف مکرانی سے کہا کہ اے بادشاہ استقبال صاحبقران عالی
شان کا ضرور کرنا چاہیے یوسف مکرانی اسی وقت تیاری کرکے مع جملہ ارکین دولت برائے استقبال
صاحبقران روانہ ہوا جس وقت خدمت مین صاحبقران عالی شان کے پہونچا تو اسنے سلام کیا
امیر نے جواب سلام دیا یوسف مکرانی صاحبقران کو بڑے جاہ و احتشام سے اپنے ساتھ لیے
ہوے بارگاہ مین آیا صدر مین بٹھایا سامان ضیافت مہیا کیا امیر ناطق مکرانی سے پوچھا کہ سارلق
ابھی نہین آیا ناطق مکرانی نے عرض کی کہ وہ آپ سے کئی روز پیشتر آگیا تھا شاید اسکے ساتھ کچھ دیو بھی
تھے انھین اس تالاب کی بربادی پر معین کیا دیوون نے تالاب پر پتھر مارے وہ پتھر پلٹ پلٹ
کے انھین دیوون پر پڑے جسکا انجام یہ ہوا کہ سب دیو مارے گئے کنارے تالاب کے سیکڑون
لاشین دیوون کی پڑی ہوئی ہین اسکے بعد سارلق نے کہا مین خود جاؤنگا یہانتک کہ اک مسخرا
اسکے ساتھ تھا دونون صحرا کی طرف نکل گئے اور اک باغ مین پہونچ کے غائب ہوگئے یہ سنکے امیر نے
سنے او خضران کی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ کیا کرنا چاہیے خضران نے عرض کی کہ جو طریقہ کہ
بزرگون کا ہے اسی آئین کے موافق آپ بھی خلاق عالم سے رجوع کیجیے اور مصروف دعا ہوجیے پروردگار
عالم کوئی سبیل نکال دیگا امیر با توقیر نے اسکی پسند کی اور صحرا مین بار کین برپا کرا کے
مصروف عبادت رب پاک ذات ہوے اب امیر کو تو مصروف عبادت چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمے داستان اُن نامون کے بیان کیے جاتے ہین جو
سارلق نے اپنی طلب مدد مین روانہ کیے تھے ۔ غزل بر آغاز داستان ۔

تجھکو چاہے تو کوئی موت کا خواہان کیون ہو
تیرے ارمان کے سوا اور کا ارمان کیون ہو

غیر کے ساتھ مرے گھر مین وہ مہمان کیون ہو
اور ویران مرا خانۂ ویران کیون ہو

میرے دل مین نظر آئے تو پریشان کیون ہو
دیکھ تو کون ہے آئینہ مین حیران کیون ہو

ایسی آباد جگہ تیرہ و ویران کیون ہو
حشر مین کوئی مرے حال کا پرسان کیون ہو

ناتوانی کے سبب گھر سے عدو کیا نکلے
غیر کے زیر قدم کوچۂ جانان کیون ہو

فرط گریہ جو نہو باعث شوق دیدار
قطرۂ اشک صفت دیدۂ گریان کیون ہو

کہین ایسا نہوا ی چرخ وہ ظالم سُن لے
وصل مین اور بھی شرمانے لگے تم مجھ سے
لاکھ دیوانہ ہون لیکن ہی ضرور اتنی سمجھ
ای صبا میری تباہی ہی اُسے مدنظر
اب نہین بھی مجھے مرنا ہی تو مر جاؤن گا
مجھکو خاک قدم غیر نہ ای چرخ بنا
آنکھ مین دل مین نظر مین مجھے ظالم رکھ تو
سر پٹکنا نہین اسواسطے مین وحشت مین
جوشش گریہ مین ہی جوشش جنون کا کیا کام
جو تری یاد مین سو جاے وہ کیون جاگ پڑے
مختصر یہ ہی کہ مجھ ایسا جوان پیر ہوا
کہتے ہین وہ سب مجھے دیکھے نہ کبھی میرا اسیر
ہو فزون بر ہمی دوست دم فصل جنون
مین نہین ہون جو دبستان جنون سے غافل
چارہ گر کاشش وہ سینے سے مجھے لپٹا لے
کہین ہو جاے نہ دشوار اسیری میری
کسکے باعث سے مرا بخت پڑا سوتا ہے
کہین سر سبز نہو کشت تمناے عدو
مجمع حشر مین بھی داد نہ پائی ہمنے
جو نہین غیر نے بوسے لیے عارض کے ترے
پائمالی دل وحشی کی ہی السب ظالم
بیقراری نہ کہین اسکو ٹھہرنے دیگی
موت آجاے تو راحت ہو ہمیشہ کے لیے
غش مین آتے ہو تو دیدار پہ کیون غش ہو کلیم

مجھ پہ مشکل جو پڑی ہی تو پھر آسان کیون ہو
شب وعدہ جو نہ آئے تو پشیمان کیون ہو
خاک اُڑانے کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو
مین تو برباد ہون پھر خاک بیابان کیون ہو
دل مین وہ اپنے ستم کرکے پشیمان کیون ہو
میری مرقد کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو
مجھ سے لاغر کے لیے خانۂ زندان کیون ہو
بخت خفتہ کا مرے خواب پریشان کیون ہو
چادر آب صفت ریگ بیابان کیون ہو
جو تجھے خواب مین دیکھے وہ پریشان کیون ہو
وصل مین پرسش طول شب ہجران کیون ہو
عکس آئینہ صفت قیدی زندان کیون ہو
دست وحشت سبب چاک گریبان کیون ہو
حرف زن پھر الف چاک گریبان کیون ہو
درد دل درد جگر کا مرے درمان کیون ہو
اس قدر تنگ ترا خانۂ زندان کیون ہو
سیگنہ ہی تو سیہ روشب ہجران کیون ہو
صفت ابر کرم دیدۂ گریان کیون ہو
یہ کسی نے بھی نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو
آئینہ دیکھ کے ظالم تجھے حیران کیون ہو
اسکے باعث سے تری زلف پریشان کیون ہو
تیرے دیوانے کو پابندی زندان کیون ہو
آرزو خواب کی ہمکو شب ہجران کیون ہو
جو نہین تاب تو نظارۂ جانان کیون ہو

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ساریق نے سات نامے براے مدد مختلف مقامات پر روانہ کیے تھے جنمین ایک نامہ ملکہ خلخال جادو کے نام روانہ کیا تھا اور دوسرا برہوت رعد آواز نقیب قدرت کے نام یہ دونون نامے پہونچے خلخال جادو تو اُسی وقت روانہ ہوئی لیکن برہوت رعد آواز نے نامہ دیکھکر جواب تحریر کیا کہ یا خداوند بالفعل مین قلعہ سرستان کی طرف جاتا ہون سرمست آدم خوار نے بہت سر اُٹھایا ہی بعد اس معاملے کے طی کرنے کے واپس آؤنگا تو خدمت مین حضور کے حاضر ہونگا یہ جواب تحریر کرکے نامہ دار کو تو واپس کیا اور آپ کوچ کرکے جانب قلعہ سرستان روانہ ہوا جسوقت قریب قلعہ پہونچا تو خبر سرمست آدمخوار کو ہوئی کہ برہوت رعد آواز چالیس ہزار آدمیون سے آیا ہی سرمست آدم خوار نے کہا کچھ پرواہ نہین اور فوج اپنے قلعے سے باہر نکالی اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہ خبر برہوت رعد آواز کو ہوئی

اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ رہی دونون جانب نقارے بجتے رہے
ہر پہلوان اسلحہ کی درستی مین سرگرم رہا جب خورشید خاور نے افق مشرق سے منہ نکالا صبح کو دونون لشکر وعدو گاہ مصاف
مین پہونچ کر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نیب و یک ہٹ گئے تو
برہوت رعد آواز میدان مین آیا اور پکارا کہ او سرمست کیا تو نہین واقف تھا کہ مالک شہر برہوتیہ
کا کون شخص ہے جو تو نے مردمان شہر برہوتیہ کو آزار پہونچایا اور عافیت اُنکی تنگ کی ہزارون کو بھون
بھون کے کھا گیا سرمست نے یہ سنکر کہا کہ آج تیرے بھی کباب لگاؤنگا اسلیے کہ تو فربہ ہے گوشت
بھی تیرا لذیذ اور چکنا ہوگا یہ کہکر چوبدست پکڑ کر سامنے برہوت رعد آواز کے آیا برہوت رعد آواز
نے کہا کہ تیری شامتین آئی ہین خیر لاحریہ اپنا سرمست آدمخوار نے چوبدست ماری برہوت رعد آواز
نے چوبدست کو سپر پر روکا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا برہوت ایسا ہی پہلوان زبردست تھا کہ ضرب
کے لگنے سے بچ گیا ورنہ بچنا غیر ممکن تھا سرمست نے نعرہ کیا کہ زدم و لپت کردم برہوت نے تیغ گرد
سے نکالکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا لپت کردی حریف تیرا مین موجود ہون سے ؏ تو ضربے زدی
ضرب ما نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر گرز مارا سرمست نے بھی چوبدست کو اٹھاکر
چہرے کی پناہ کیا ساتھ ہی بجلی کڑکی اور نیچہ گرز سرمست کو تو اٹھالے گیا لیکن ضرب برہوت کی زمین پر
پڑی کہ طبقہ ہل گیا کلہ گرز زمین دھنس گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا لوگ سمجھے کہ سرمست مارا گیا جسوقت گرد
ہوا سے منتشر ہوئی اور برہوت نے دیکھا کہ لاش کا کہین پتہ نہین اسنے گرز کو دیکھا کہ اسمین خون بھرا
ہے گرز بھی صاف تھا برہوت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے اہل لشکر نے سرمست کے کہا کہ اے برہوت
رعد آواز اصل یہ ہے کہ ہم سب قسم دیوزادے سے ہین ہمنے یہان آکر اس قلعہ کو آباد کیا تھا اور صورت
آدمزادون کی بنائی تھی چونکہ خوراک ہماری یہی ہے اس وجہ سے تمھارا ملک قریب بھی تھا لوگون کو
پکڑ پکڑ کے لاتے تھے اور کھاتے تھے چونکہ افسر ہمارا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لہذا ہم مقابلہ مین تم سے
عاجز ہین اب تلاش معاش اور طرف کرینگے جانورون کو کھائینگے آدمزادون سے نہ بولینگے
برہوت رعد آواز نے کہا کہ افسر تمھارا میری ضرب کے خوف سے کہین بھاگ گیا ہے جاکر اُسے تلاش کرو
مین تمھین آٹھ روز کی مہلت دیتا ہون اگر دیو سرمست مل گیا تو اُس سے معاہدہ ہونے کے بعد
مین یہان سے جاؤنگا ورنہ تم قلعہ کو خالی کردو اور کسی اور مقام کو آباد کرو مجھے اتنی فرصت نہین کہ مین
شہر برہوتیہ مین قیام کرون مجھے نامہ خداوند ساریق بن لقا کا آگیا ہے خداوند کے ملک پر خداپرستون نے
یورش کیا ہے مین اُس طرف جانے والا ہون یہ سنکر اُن دیوون نے راہ تلاش اختیار کی اور
سرمست آدمخوار کو ڈھونڈھتے ہوے چلے جاتے ہین لیکن اول حال سرمست آدمخوار کا
بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت آنکھ اُسکی کھلی تو اپنے کو باغ مین دیکھا اور اک ساحرہ سیہ فام کو کھڑے
دیکھا ساحرہ لگاوٹ کی باتین کرنے لگی سرمست بھی راغب ہوا دونون مین ہمبستری ہوئی چونکہ یہ
فی الحقیقت دیو تھا ساحرہ تاب نہ لاسکی تڑپ کے مر گئی مرتے ہی اُسکے تمام باغ مین دھوان ہوکر نظرون
سے غائب ہوگیا آندھی چلی خاک اُڑی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
من غضنفر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی تو دیو سرمست
وہان سے بھاگا اُدھر سے تو یہ بھاگا چلا آتا تھا اور اس طرف سے دیو اُسکی تلاش مین چلے جاتے
تھے راستے مین ملاقات ہوئی سرمست نے حال قلعہ کا پوچھا دیوون نے بیان کیا کہ برہوت عدو

نے آٹھ روز کی مہلت دی ہے آپ چل کر اُس سے فیصلہ کر لیجیے سرمست نے کہا چلو اور دیوون کے ساتھ جانب
قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہان تیسرا روز تھا بر ہوت رعد آواز نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم اسی جگہ قیام کرو مین
پانچ روز شکار پر گذارونگا یہ کہکر تین آدمی اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا یہان تیسرے روز سرمست
آدم خوار پہونچا تین روز سے ان دیوون کو کچھ میسر نہ آیا تھا کہ کھاتے پیتے سرمست بھی بھوکا تھا اسے جو
معلوم ہوا کہ بر ہوت رعد آواز شکار پر گیا ہوا ہے بس یہ آتے ہی قزاقون کی طرح لشکر پر گرا اور لوگون کو
پکڑ پکڑ کے کھانا شروع کیا چونکہ لشکر بر ہوت کے لوگ بھی زبردست تھے اُنھون نے بھی بہت
دیوون کو مارا لیکن دیوون نے دو ہزار آدمیون کو نوچ نوچ کے کھالیا آخران لوگون کے قدم اُٹھ
گئے اور کچھ لوگ بھاگتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جہان بر ہوت رعد آواز مصروف صید و شکار
تھا ان لوگون نے جا کر بر ہوت رعد آواز سے سارا ماجرا بیان کیا بر ہوت رعد آواز نے اُسیوقت
عنان مرکب کو پھیرا اور طرف قلعہ سرمستان روانہ ہوا یہان یہ دیو کھا پی کر لنبے لنبے لیٹے ہوے تھے
کہ بر ہوت رعد آواز پہونچا آواز دی کہ او سرمست آدم خوار ملعون تیری یہ کیا حرکت تھی ہمنے تو
تیرے لشکر کو آٹھ روز کی مہلت دی اور تو نے ہماری فوج کو دم لینے کی مہلت نہ دی سرمست
آدم خوار پھر چوبدست پکڑ کے سامنے آیا اور پکار کر کہ مجھے پنجہ اُٹھانے گیا اس وجہ سے تو بچ گیا
ورنہ اُسی وقت تیرا خاتمہ کر دیا ہوتا آج تیرا زندہ بچ کے جانا غیر ممکن ہے یہ کہکر بر ہوت رعد آواز پر چوبدست
ماری بر ہوت رعد آواز نے پینترا بدل کر وار خالی دیا چوبدست زمین پر پڑی خاک اُڑی سرمست
نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم بر ہوت نے گردن سے نکلکر گلے پر ہاتھ ڈال دیا اور آواز دی کہ او
غافل ہوشیار ہو جا کہ حریف تیرا زندہ و سالم موجود ہے سرمست نے دستہ چوبدست ہاتھ سے چھوڑ
دیا اور بر ہوت رعد آواز سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی شام کو سرمست نے کہا کہ
اب رات ہوئی صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہوگا یہ سنکر بر ہوت رعد آواز نے کہا کہ مین بغیر معاملہ
یکسو کیے میدان سے نہین ہٹتا ہون سرمست نے کہا کہ کیا تو مجھے موم کا بنا ہوا سمجھا ہے جو ایسی باتین
کرتا ہے اگر تو یون نہین میدان سے پلٹتا ہے تو مین بھی نہین پھرتا ہون پھر یہ دونون مصروف تلاش
ہوے کشتی ہونے لگی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علحدہ نہوے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی
تیسرے روز بر ہوت نے لنگر سرمست کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا اور نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ کلیجے دیوون کے دہل گئے سرمست کے کان بہرے ہو گئے بس بر ہوت رعد آواز نے
ایک ہاتھ اُسکی ٹھوڑی کے نیچے رکھا دوسرے ہاتھ سے گدی مین سہارا دیکر کئی پیچ دیکر جو جھٹکا مارا
دھڑ سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش سرمست کی پھڑکنے لگی دیوون نے یورش کیا کہ مار لو
اسکو غضب کیا اسنے کہ افسر کو ہمارے مارا ہر طرف سے دیو آپڑے اور بر ہوت رعد آواز نے
بھی وار کرنا شروع کیے یہ خبر سنکر جو اہل لشکر بھاگ گئے تھے وہ بھی آپڑے تلوار چلنے لگی پہر بھر
کی تیغ زنی مین بر ہوت نے کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے آخر دیو بھاگ نکلے بر ہوت
نے قلعہ پر قبضہ کیا اور اپنی طرف سے حاکم مقرر کرکے سر دیو سرمست کا اپنے ساتھ لیا اور جانب
ملک سارلیقیہ روانہ ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہے لیکن یہان سے پھر

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ

سے کے بیان کیے جاتے ہین

سنو بیاں بشنوای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان راوی ناقل ہے کہ صاحبقران حق پژوہ
نے عبادت خانہ مین تمام رات گزاری قریب صبح آنکہ لگ گئی دیکھا کہ اک مرد بزرگ تشریف لائے
ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ اے صاحبقران ربع تمہارے زمانے مین بہت سختیان ہین کہ کفار کا دور دورا
ہے اور اسلام زوال کی حالت مین ہے لیکن تم نہایت مستقل مزاج ہو انشاء اللہ سب کامون کو آسانی سے
انجام دوگے تمکو چاہیے کہ یہ رقعہ اپنے پاس رکھو اور فلان اسم جو سرنامہ پر تحریر ہے پڑھو کنارے تالاب کے
جاکر پڑھو ایک کشتی نمودار ہوگی اور ایک شخص اسی کشتی پر سوار ہوگا تم یہ رقعہ اسکو دیدینا وہ تمکو ایک
باغ مین لیجائیگا وہان سہیل سنبلی پوش سے ملاقات ہوگی ساریق اسی مقام پر قید ہے چونکہ رہائی
اسکی تمہارے ہاتھ سے ہے لہذا تمکو چاہیے کہ پہلے اسے رہا کرو تاکہ خلق و مروت تمہاری تمام عالم مین مشہور
ہو کہ دشمن کو دوست سے پہلے رہا کیا یہ فرما کر نظرون سے غائب ہو گئے جسوقت امیر با توقیر خواب
سے بیدار ہوے تو خیمہ کو معطر پایا اور اک پرچہ کاغذ رکھے دیکھا امیر نے اس پرچہ کو اٹھا لیا وقت
نماز صبح کا تھا جلدی سے وضو کر کے نماز پڑھی سجدہ شکر ادا کیا لیکن پریشان تھے کہ دعا مین نے
کچھ کی نہی جواب کچھ ملا خضران سے سارا ماجرا بیان کیا خضران نے کہا کہ جسقدر حکم ہے اسکی متابعت
کیجیے اسکے بعد پھر رجوع کیجیے کا پروردگار کی جانب اتنے مین کہ یوسف مکرانی آیا صاحبقران نے
فرمایا کہ مین تالاب کی طرف جاتا ہون یوسف مکرانی نے عرض کی کہ مین تالاب تک نہ جاؤنگا لیکن صحرا
تک تو ضرور ہی ساتھ چلونگا یہ سنکے امیر خاموش ہو رہے یوسف مکرانی نے تیاری کی اور امیر کے
ہمراہ ہوا صاحبقران عالی شاہ شہر سے نکلکر اسی صحرا مین پہونچے جہان وہ تالاب تھا یوسف مکرانی
کو اک مقام پر ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا بانفس نفیس وہ رقعہ لیے ہوے قریب تالاب کے تشریف
لائے اور اسم خوانی مین مصروف ہوے جب تعداد خواندگی تمام ہوئی تو دیکھا کہ اک کشتی نمودار ہوئی
اور کنارے تالاب کے ہو پہنچے اک شخص اس کشتی پر سوار تھا امیر نے رقعہ اسکے ہاتھ مین دیا اس شخص نے
رقعہ پڑھا اور عرض کہ آپ اس کشتی پر بیٹھ لیں مین ابھی آپ کو باغ قریب مین پہونچائے دیتا ہون
امیر با توقیر کشتی پر بیٹھ گئے کچھ دور تو کشتی جاتے ہوے معلوم ہوئی آخر نظرون سے غائب
ہو گئی یوسف مکرانی دور سے دیکھ رہا تھا ناطق مکرانی سے کہا کہ اتنی بات تو ظاہر ہوئی کہ امیر
کے لینے کو کشتی آئی ناطق مکرانی نے کہا کہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور فتاحی طلسم سوا خاندان صاحبقران
کے دوسرے کا حصہ نہین ہے ضرور مطلب آپکا حاصل ہوگا یوسف مکرانی نے کہا کہ خیمہ ہمارا برپا
رہے جسوقت تک صاحبقران واپس نہ آوینگے اس وقت تک ہم یہان سے نہ جائینگے
یہ تو اسی مقام پر بانتظار صاحبقران مقیم ہوتا ہے لیکن حال امیر کشور گیر کا سنیے کہ یہ اسی باغ مین
پہونچے جہان جانگر ساریق بن لقا قید ہوا تھا دیکھا امیر نے کہ سبزہ بسنتی رنگ کا ہے جسقدر درخت
ہین سب مین بسنتی گل کھلے ہین جسطرف نظر کی یہ معلوم ہوا کہ سرسون پھولی ہوئی ہے امیر نے اس
شخص سے نام پوچھا جو امیر کو ساتھ لے گیا تھا اسنے عرض کی کہ مجھکو قطب جنی کہتے ہین فرمایا یہ باغ
کسکا ہے اور یہ تالاب کسکا تھا اسنے کہا یا صاحبقران مختصر یہ ہے کہ یہ معاملہ طلسم کا ہے اور مین رازداران طلسم
سے ہون ان حالات کا بیان کرنا رازداری کے خلاف ہے اگرچہ مین مرد مسلم ہون لیکن بادشاہ دربند کا
نمکخوار ہون مجھ سے نمک حرامی نہوگی اسیکو غنیمت جانیے کہ مین آپ کو اس مقام تک لے آیا اور

پھر بخیر و عافیت تمام ہوچکا دنگا امیر نے فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ یہ باغ کسکا ہی اور اب مجھے کہان لیے جاتے ہو قطب جنی نے عرض کی کہ نام اس باغ کا باغ فریب ہی ناظم یہان کی ملکہ فریب جادو ہی جاتم دربند خورشید بسنتی پوش ہی ایک دختر ماہ جبین اُسکی باغ مین رہتی ہی کہ نام اُسکا سہیل بسنتی پوش ہی اور ساریق اسی مقام پر قید ہی فرمایا اسفندیار ملک رفی کا کچھ حال کہو عرض کی کہ چونکہ اُسکی قید کو زمانہ ہوا اس سبب سے اس قیدی کو آپکے سپرد نہین کرسکتا ہون قاعدہ یہان کا یہ ہی کہ جو آکر اسیر طلسم ہوتا ہی وہ کچھ دنون پہلے دربند مین قید رہتا ہی پھر دوسرے دربند مین بھیج دیا جاتا ہی پھر تیسرے دربند مین پھر چوتھے دربند مین چوتھے دربند کی قید دوامی ہی کہ وہان سے نکلنا غیر ممکن ہی جبتک طلسم فتح ہوجائے چونکہ یہ قیدی یعنے ساریق ابھی میرے اختیار مین ہی اسوجہ سے اسکو مین آپکے حوالے کرسکتا ہون اور اسفندیار میرے اختیار سے باہر ہوچکا ہی فرمایا تم کچھ حال لوح کا جانتے ہو اسنے عرض کی کہ مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ لوح کا حال خود شاہان طلسم بھی نہین جانتے مین کس شمار مین ہون بس زیادہ مجھ سے نہ پوچھیے کہ اسمین میرے واسطے قباحت ہی مجھے جتنا حکم ہوا ہی اُسے مین بجالاتا ہون یہ کہکر صاحبقران کو لیے ہوے اک قصر مین آیا دیکھا صاحبقران نے قصر نہایت آراستہ ہی قصر کا رنگ بھی بسنتی ہی اور اک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے جوڑا بسنتی پہنے مسند پر جلوہ افروز ہی جسقدر انیسین جلیسین مصاحبین ہین وہ بھی اسی رنگ کے لباس مین جسم نازنین کو چھپاے ہوے ہین اور ایک ادھا عورت مگر وہ بھی زر دلباس پہنے ہوے قریب ملکہ کے بیٹھی ہی یہ دائی ملکہ کی ہی نام اسکا فریب جادو ہی قطب جنی وزیر ہی اور اس مودبانہ رفتار سے امیر کو لیے ہوے آیا کہ سب براے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ نے کنکھیون سے صاحبقران کی طرف دیکھا مگر عجیب محبت آمیز نظرون سے کہ نگاہین اُسکی دل صاحبقران سے پار ہوگئین امیر بھی سہیل بسنتی پوش کی طرف مائل ہوے لیکن ضبط سے کام لیا قطب جنی نے امیر کو صدر مین بٹھلایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا جس وقت خاصہ سے فراغت حاصل ہوئی تو گائین حاضر ہوئین یہ سب بھی بسنتی پوش تھین پندرہ پندرہ برس کے سن قیامت کے شوخ و شنگ ساز ملاکر گانے لگین غزل حسب موقع

جسکا کہ مدعی تھا اُسیکا گواہ تھا
بیجان شب فراق مین لب پر شکیبا تھا
کچھ شک انھین بھی تھا جو مجھے اشتباہ تھا
ناصح نے ایکدم بھی نصیحت نہ اسکو کی
تنہا بھی سونا چین سے کوئی گناہ تھا
جو عفو ہوگئین وہ خطائین تھین عمر کی
جبتک کہ تھی نگاہ وہ پیش نگاہ تھا

اُسکو مری نگاہ سے یہ اشتباہ تھا
ماتم مین میری سارا لباد سیاہ تھا
ہم جا سکے وہان نہ وہی آسکا یہان
میرا بھی غیر سے یہ بڑا خیرخواہ تھا
پی تھی شراب ہمنے بھی فصل شباب مین
بخشا گیا نہ جو وہ ہمارا گناہ تھا
مین تیرہ بخت صورت سرمہ تھا اے کلیم

محزون عشق حشر مین یون دادخواہ تھا
آنکھون مین میری سارا زمانہ سیاہ تھا
الفت مین دونون سمت بڑھین کیا نباہ تھا
ضعف اسطرف جمال اُدھر سدراہ تھا
غیرون کے ساتھ آئے مری قبر پر حضور
جس عہد مین گناہ نہ کرنا گناہ تھا
تا مرگ مین فراق کا شکوہ نہ کرسکا
اورون کو نور بخش دیا خود سیاہ تھا

اسی طرح چند غزلین وہ نازنین گا کے رخصت ہوئی اب وہ وقت آیا کہ صحبت برخاست ہوئی ملکہ سیر باغ کے لیے اُٹھی قطب جنی سے کہا کہ مہمان کو بھی سیر کراؤ قطب جنی نے دیکھا کہ ہنوز دختر بادشاہ کی بطور مین صاحبقران سے عرض کی کہ حضور دو گھڑی سیر و تفریح مین گزارین

اسکے بعد مین قیدیون کو حضور کے سپرد کرونگا کہ یہان زیادہ قیام کا موقع نہین ہی فرمایا مین سیر باغ کے لیے نہین آیا ہون نہ اتنی فرصت ہی کہ فضول وقت ضایع کرون قطب جنی نے ہاتھ جوڑکے عرض کی کہ شاید حضور کے ناگوار خاطر ہوا مجھے معاف فرمایئے ای شہریار جو کچھ عرض کیا ہی اسمین سرِمو فرق نہین ہی یہ کہکر امیر کو ہمراہ لیکر چلا اب ملکہ اور صاحبقران سیر باغ کرتے ہوے چلے آتے ہین اُس درخت امرود کے قریب پہونچے جہان سخنگان لٹک گیا تھا فریب جادو نے سخنگان کا واقعہ بیان کر درخت کو دکھایا اور شریفے کا درخت دکھاکر ساریق کی حالت بیان کی امیر مسکرانے لگے غرضکہ اب نرگستان اور سنبلستان ہر چمنستان کی سیر کرتے ہوے چلے جتنے درخت دیکھے سب مین پھول بسنتی پاے نرگس کی آنکھین دید باغ سے زرد ہو رہی تھین لالہ بھی صدمے سے بسنتی پوشون کے ایسا خشک ہوا تھا کہ اسکے چہرہ پر بھی زردی آگئی تھی اسیطرح سارے چمن کی سیر کرتے ہوے اک دروازہ تک پہونچے فریب جادو نے اُس دروازے کو کھولا اور اُسمین سے ساریق اور سخنگان کو نکالا امیر ان دونون کو دیکھکر یہ سوچ کے ہنسے کہ یہ طلسم کشائی کو آیا تھا فرمایا اے فریب جادو اب اسے رہا کرو ساریق نے کہا ای بندہ من تو کہان صاحبقران نے فرمایا کہ او بیحیا بندہ من کہتے تجھکو شرم نہین آتی اپنے حال کو تو دیکھ ساریق نے کہا کہ اگر یہ حال اپنا خود خداوند بندون کے ساتھ سے نہ بنواتے تو جن بندون پر مصیبت پڑتی اُنسے صبر نہو سکتا اب اُنھین صبر آئیگا کہ خداوند نے بھی ہتھکڑیان پہنین خداوند بھی قید ہوے خداوند کو بھی گستاخ بندون نے باتین سنائین فرمایا صاحبقران نے کہ ع تربیت نا اہل راچون گردگان بر گنبداست ۔ اسپر نصیحت کارگر نہوگی قلب اسکا سیاہ ہی اور دماغ مین اسکے خلل خداوندی سما گیا ہی اور قطب جنی سے اشارہ کیا کہ اب مجھے پہونچا دو کہ یوسف جنی پریشان ہوگا اور انتظار کر رہا ہوگا قطب جنی نے صاحبقران کو مع ساریق اور سخنگان کے اپنے ساتھ لیا اور پھر اُسی کشتی پر سوار کر کے لے چلا وقت رخصت صاحبقران نے ملکہ کو اور ملکہ نے صاحبقران کو عجیب یادگار نگاہون سے دیکھا نگاہین ملکر جدا نہوئی تھین کہ جب کشتی زیادہ دور نکل آئی تو درمیان مین پردہ حائل ہو گیا اور کنارہ تالاب کا معلوم ہوا صاحبقران کشتی سے اُترے وہان یوسف مکرانی انتظار مین تھا امیر با توقیر کو دیکھکر براے استقبال آگے بڑھا صاحبقران ساریق اور سخنگان کو لیے ہوے پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا یوسف مکرانی نے عرض کی کہ یا امیر اس ملعون کو تو مین قتل کرونگا فرمایا جانے دو جیسا اُسنے کیا تھا ویسی سزا پائی یوسف مکرانی نے عرض کی کہ اُسنے ہم سب سے اس شرط پر اپنے کو سجدہ کرایا تھا کہ اگر کام تیرا نہو تو ہمین قتل کر ڈالنا یہ شرط ہارا یا نہین اب تو امیر نے گردن نیچی کرلی کہ اگر عہد ہو چکا ہی تو مین دخل نہین دیتا مین نے اسے آزاد کیا اب تم جانو اور یہ جانے ساریق نے یوسف مکرانی کی طرف دیکھکر کہا کہ ای بندہ بے ادب کیا کرتا ہی ارے خداوند کو قتل کرتا ہی خداوند تو اپنے بندے کی ناز برداری کرینگے اور قتل ہو جاینگے لیکن فرشتگان قدرت تیرے ملک کو آکے برباد کر دینگے یہ سُنکے یوسف مکرانی نے کہا کہ گرفتار کرو اس ملعون کو کہ مین اسے ضرور قتل کرونگا اُسنے مجھے سجدہ کرایا آپ خداوند بنا اگر یہ زندہ رہیگا تو اسی طرح بہت سے بندگان خدا کو گمراہ کریگا یہ حکم پاتے ہی جلاد حاضر ہوے اور فوراً سخنگان اور ساریق دونون کو اسیر کر لیا اور اُسیوقت میدان خونی کی تیاری کر کے دونون کو لاکر چبوترہ ریگ پر بٹھایا کوے سے گردن پر خط کھینچا اور جلاد

تلوار کھینچکر سر پر کھڑا ہوا اُس وقت ساریق بیتاب ہو کے چلایا کہ ای بندۂ بے ادب ارے کیا غضب کرتا ہی
اپنے خداوند کے قتل پر آمادہ ہوتا ہی ایسا نہو تجھپر بجلی گرے اور جل جائے دیکھ زمین کو حکم کرتا ہون کہ شق ہوجائے
اور تجھکو اپنے شکم مین لے لے آسمان کو گرانے دیتا ہون یوسف مکرانی نے کہا کہ اسکی باتون مین نہ آؤ
جلد اس ملعون کو قتل کرو یہ کیا خداوند بنتا ہی اسکی ایک نہ سُنا سنجگان نے کہا کہ اگر یہان سے چھوٹا بھی
تو ٹھوکرین کھا کھا کے مرجائیگا گھر تک پہونچنا غیر ممکن ہی جنگلون مین درندے کھالینگے اس سے مرجانا ہی
بہتر ہی ساریق کی مارے خوف کے بُری حالت ہی مگر خداوندی بگھار رہا ہی آخر جلاد نے تلوار اٹھائی
بس چاہتا ہی کہ قتل کرے امیر نے منھ پھیر لیا کہ کڑاکا ہوا اور بجلی گری جلاد کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے
اور دو پنجے برابر سے گرے دونون کو اُٹھا کر بلند ہوے اور ایک ابر تنک مین پوشیدہ ہوگئے ساریق
نے کہا او بندۂ بے ادب دیکھا تو نے قدرت خداوندکو اب خداوند تجھپر ایسی بلا نازل کریگا کہ ٹالے
نہ ٹلیگی یہ کہتا ہوا نظرون سے غائب ہوگیا صاحبقران حیران تھے کہ یہ کیا ہوا خضران نے عرض
کی کہ بہت سے ساحر اسکے تابع فرمان اور ملازم ہین کوئی آکے لے گیا ہوگا اسمین تعجب کی کیا بات ہی
یوسف مکرانی نے نہایت افسوس کیا کہ یہ ملعون ہاتھ سے نکل گیا خیر صاحبقران سے عرض کی کہ
مین تو دین خداپرستی کا پابند ہوتا ہون مجھے کلمہ تلقین فرمایئے مین نے سمجھ لیا کہ دین آپ کا برحق ہی یہ سُنکر
امیر نے ارشاد کیا کہ اس وقت مین کلمہ پڑھاؤنگا جب بحکم خدا تیرے فرزند کو تجھ سے ملاؤنگا یوسف
مکرانی نے عرض کی کہ فرزند ملے یا نہ ملے مین سعادت اُخروی کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دونگا اب
مجھے کلمہ تلقین فرمایئے اور اس کفر کی ضلالت سے نکالیے اسلیے کہ حیات ناپائدار کا کوئی اعتبار
نہین ہی مرون تو مسلم مرون کافر نہ رہون اُس وقت امیر باتوقیر کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہوا یوسف
مکرانی اور کل ارکین دولت ازسر صدق مسلمان ہوے اُسی وقت شہر مین مسجدون کی بنا پڑی لیکن
صاحبقران عالیشان یوسف مکرانی سے رخصت ہوکر باغ مین تشریف لائے اور خضران سے
ارشاد کیا کہ پھر عبادت خانہ برپا کرو مین یہان سے اُس وقت تک نہ جاؤنگا جبتک اسفندیار کا پتہ
نہ لگا لونگا خضران نے عرض کی کہ ای شہریار مناسب ہو تو اس مرحلہ کو فتح ملک ساریقیہ کے بعد پر نہ
اُٹھا رکھیے اسلیے کہ ساریق ملعون گیا ہی وہان پہونچکر خدا جانے کیا فتنہ و فساد برپا کرے ان لوگون کے
عہد و پیمان کا اعتبار نہین ہی امیر نے فرمایا ای خضران مجھے بھی یہ خیال ضرور پیدا ہوا ہی کہ مین اس مقام پر
ہون اگر ساحرون سے سامنا ہوا تو اہل اسلام بالکل بے دست و پا ہین ایک سکندر دیرہ نشین
کس کس کی حفاظت کریگا مگر اتنا سوچا ہے کہ پھر کیون نہو جبتک مین یہان کے معاملہ سے فرصت نہ کرلون گا
اُس وقت تک جانے کا قصد نکرونگا اسلیے کہ یوسف مکرانی نے قبل از وقت معاہدہ دین اسلام اختیار
کیا تو مجھے بھی چاہیے کہ جبتک اسکے کام سے فرصت نکرلون دوسری طرف متوجہ نہون خضران نے
دیکھا کہ امیر نہ مانینگے اُسی وقت پھر عبادت خانہ برپا کیا اور سب سامان عبادت مہیا کردیا امیر باتوقیر
داخل عبادت خانہ ہوے فریضہ مغرب و عشا کو ادا کرکے نماز حاجت پڑھی اور مصروف وظائف ہوے
نصف شب گذری تھی کہ آنکھ صاحبقران کی لگ گئی عالم رویا مین ملاحظہ کیا کہ اک مرد بزرگ تاج بر سر
چارقبہ شاہنشاہی در بر ملباس سبز کھڑے ہین چند ملازم پشت کی جانب مودب صف بستہ کھڑے ہین
مرد بزرگ نے فرمایا کہ ای عادل کیوان شکوہ فتاح اس طلسم چہار گوشہ کے تمھین ہو لیکن تمنے جلدی
کی خیر خدا تمھارا مددگار ہوگا یہ تو ظاہر ہی کہ طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہوتا اور لوح کا ملنا ابھی دور

ہی پہلے حالات یہان کے سُن لو اور ان باتون کو یاد رکھو کہ ان سے آیندہ تمھین مدد ملیگی وہ یہ ہین کہ یہ طلسم
چہارگوشہ میرے وزیر خوش تدبیر آصف بن برخیا نے قرار دیا اور اسکو میری سیرگاہ مقرر کیا
تھا اور لوح اُسکی معصومہ جنی میری دایہ کے سپرد کی تھی جب معصومہ جنی نے انتقال کیا تو چونکہ
صاحب لوح طلسم تمھین وہند طلسم پر اُنکی قبر بنائی گئی لیکن معصومہ جنی نے حال لوح کا کسی سے بیان
نہین کیا تھا کہ بادشاہان طلسم تک حال لوح سے بیخبر ہین بعد معصومہ جنی کے اُنکا ایک پسر خواندہ
ہی کہ نام اُسکا اشرف جنی ہی نہایت مرد باعقیدت اور درویش صفت ہی عجائبات مین درجہ کمال کا
رکھتا ہی اُسنے بنظر حفاظت قبر بالا سے تعویذ اپنے علم و عمل کے ذریعہ سے وہ تالاب بنایا جہان
عجائبات ظہور مین آتے ہین اور اس غرض سے کہ قبر پر روشنی رہے چند ستون شجری قایم کیے جو
شبکو سر و چراغان بنجاتے ہین اور روشنی دیتے ہین محافظ اس مقام کے چند جن ہین اُنمین چار جن
کافر تھے چونکہ اشرف جنی مسلمان بھی ہوسے تھے تو اُنھون نے شاہان طلسم سے ساز کیا اور دھوکے
سے اشرف جنی کو اسیر کرلیا اب اشرف جنی قید مین ہی اور ایسی قید سخت مین ہی کہ رہا ہونا اُسکا قریب
ناممکن ہی مگر چونکہ رہائی اُسکی قسمت مین ضرور ہی یقین ہی کہ تمھارے ہاتھ سے وہ بہت جلد رہا ہو
یہ پرچہ تم اپنے پاس رکھو صبح کو اسے دیکھنا اور جو کچھ تحریر ہو اُسپر کاربند ہونا یہ فرماتے ہی نظرون
سے غائب ہو گئے ادھر صاحبقران کی آنکھ کھل گئی تو دیکھا امیر نے کہ وقت نماز صبح کا ہی طیفور
کو پکارا جلدی سے طیفور آفتابہ لیکر حاضر ہوا صاحبقران نے فریضۂ سحری ادا کیا اور خواب کا حال خضران
اور طیفور سے بیان کیا خضران نے عرض کی کہ یہ مقام بہت دشوار گذار معلوم ہوتا ہی اگر کوئی اور
شخص اس مقام پر آتا تو ہرگز یہ مرحلہ سر نہوسکتا امیر با توقیر نے یوسف مکرانی کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ اب
مین جاتا ہون اور انشاء اللہ تیرے فرزند کو اپنے ہمراہ لیکر واپس آؤنگا اطمینان رکھ یوسف مکرانی
نے عرض کی کہ مین نہین چاہتا کہ اپنے فرزند کے عوض آپ کو آفت مین پھنساؤن اب حضور تشریف نہ لیجایں
اگر اُسکی قسمت مین رہائی ہی تو رہا ہوگا ورنہ پڑا رہیگا ایک اُسکے نہونے سے صرف میرا چراغ سلطنت
گل ہی اور آپ کے نہونے سے چراغ اسلام گل ہوجائے گا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اگر خدا نے
مجھکو صاحبقران کیا ہی تو فرض منصبی میرا یہی ہی کہ ہر شخص کی دادرسی کرون اور جو جسکی تمنا ہو اُسے بحکم خدا
برلاؤن تو پریشان نہو جس خدا نے مجھے یہ جامہ حشم عنایت کیا ہی وہی ہر آفت و بلا سے بھی بچائیگا
یہ سُن کے یوسف مکرانی خاموش ہوا خضران نے بھی اشارہ سے منع کیا کہ ای بادشاہ اصرار
بیکار ہی امیر ہرگز نہ مانینگے جتنا منع کرے گا اُتنا ارادہ صاحبقران کا مستحکم ہوتا جائیگا یوسف مکرانی خاموش
ہو رہا امیر با توقیر نے اُس رقعہ کا غذ کو ملاحظہ فرمایا تحریر یہ تھا کہ ای صاحبقران عادل تجھکو چاہیے کہ شہر
مکرانیہ کے شمالی صحرا کی طرف روانہ ہوجا جاتے جاتے تجھکو ایک کوہ ملیگا اُسپر ایک جوڑا دیو اور دیونی کا
بیٹھا ہوگا وہ تمھین بلانے کا تم قریب اُنکے چلےجانا وہ دل مین خوش ہونگے کہ غذاے لطیف ہی لیکن تو خوب
سمجھ لے کہ یہ دونون اُس وہند کے محافظ ہین جس سے راستہ ہی قیدخانہ اشرف جنی کا اور بغیر اشرف جنی
کو قید سے رہا کیے ہوے مطلب حاصل نہین ہوسکتا اور موت اُن دونون کی نہ تلوار سے ہی نہ تیر
سے ہی نہ خنجر سے ہی خلاصہ یہ کہ کسی حربہ سے موت اُنکی نہین ہی نہایت قید محکم ہی اشرف جنی ہی تجھکو
چاہیے کہ اگر تو قوت صاحبقرانی رکھتا ہی تو اُس دیونی کو اُٹھا کر اور فلان اسم کو پڑھ کر دیو پر کھینچ مارنا دونون
پتلہاے آتشبازی کی طرح جل کے خاک ہوجاینگے اُس درخت کو جڑ سے اُکھاڑ کے پھینکدینا وہند نقب کا

نمودار ہوگا اُس دہنہ مین کو دپڑنا بعد اسکے جو کچھ پیش نظر ہو باقی عبارت کو دیکھکر اُسپر عمل کرنا یہ مضمون دیکھکر
صاحبقران عالی شان جانب شمال روانہ ہوئے کچھ دور دونون عیار اور یوسف قسمکر ائی مع ناطق بکرمی
پہونچانے کو آئے اُسکے بعد یہ لوگ تو پلٹ آئے اور صاحبقران حق پژوہ آگے روانہ ہوئے
جاتے جاتے شام ہوگئی اور کوئی منک نہ پہونچے کسی چشمہ آب پر ٹھہر کر وضو کیا فریضہ مغرب و عشا کو ادا
کرکے اسم اعظم پڑھ کر گرد اپنے حصار باندھا اور پروردگار پر تکیہ کرکے سو رہے صبح کو اور آگے
روانہ ہوئے اسی طرح تین روز تک طے مراحل اور قطع منازل کرتے چلے گئے کہین پانی ملا تو وضو سے
نماز پڑھی ورنہ تیمم پر اکتفا کی اسی طرح چوتھے روز کوہ نمودار ہوا جسوقت قریب کوہ پہونچے تو وہی
جوڑا دیو اور دیونی کا دکھائی دیا انھون نے دیکھا کہ وہ درخت جسکا پتہ تحریر مین دیکھا تھا سامنے کوہ
کے ہے صاحبقران اُس درخت کے نیچے پہونچے دیونی نے اشارہ سے بلایا فرمایا کہ تو ہی یہان چلی آ تو
دیونی جست کرکے قریب آئی اور قصد کیا کہ صاحبقران کو نگل لون امیر نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا
دیونی نے ہر چند زور کیا امیر نے نہ چھوڑا اُس وقت دیونی چلائی کہ ارے مجکو ہاتھ سے اس ظالم کے
بچانا تو تجھسے بھی زیادہ زبردست معلوم ہوتا ہے یہ سُنکے دیو اپنے مقام سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا امیر کی
طرف چلا کہ او آدمزاد بے بنیاد سیہ سر سپید دندان خداوند ابلیس نے تجھے میرے شکم بھرنے
کے واسطے بھیجا ہے اس گاؤ زوری سے کیا فائدہ ہوگا یہ کہتا ہوا جیسے ہی قریب پہونچا صاحبقران
نے دیونی کو زمین پر پٹکا اور اُٹھا کر دیو پر کھینچ مارا دیو نے چاہا روک لون دیونی جو دیو پر آئے گرتی
ہے یہ معلوم ہوا کہ پارہ زمین چنگاری گری دونون جلنے لگے اور دم بھر مین جل کے خاک ہوگئے اُسوقت
صاحبقران عالی شان قریب اُس درخت کے تشریف لے گئے جسکا پتہ تحریر تھا درخت نہایت
بزرگ تھا تنہ درخت اسقدر تھا کہ ایک دوسرے ہاتھ سے نہ ملتا تھا مگر صاحبقران نے بقوت
صاحبقرانی درخت کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا درخت تو زمین پر گرا اور دہنہ نقب نمودار
ہوا امیر اُس دہنہ نقب مین کو دپڑے جسوقت پاؤن زمین سے آشنا ہوئے اور دیکھا
تو اک میدان وسیع کو پایا اور ایک جانب رقعہ سا معلوم ہوا امیر نے اُسی رقعہ کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا
کہ اے صاحب اقبال اگر تو نے دیو کے جوڑے کو مارا اور سامنے زندان طلسمی کے پہونچ گیا تو تجھے
چاہیئے کہ اس گنبد کی طرف جا اور جو مشکل پیش آئے اس اسم اعظم سے کام لے پہلے تجھپر بارش تیر
ہوگی لیکن خدا تجھے بچائے گا جسوقت تو قریب پہونچے گا تو ایک سیب تجھے پڑا ملے گا اُس سیب پر
اسم اعظم پڑھ کر سامنے ڈال دینا اور تماشا قدرت پروردگار عالم کا مشاہدہ کرنا یہ دیکھکر امیر اُس گنبد
کی طرف چلے جسوقت قریب پہونچے تو ملاحظہ فرمایا کہ بالائے گنبد صدہا پتلیان ہین کہ ہاتھون مین تنکے
تنکے کی کمانین ہین اور جھاڑو کی سینکین بجائے تیر ہین لیکن یہ تیر بیتر شہاب کا کام کرتے ہین جیسے ہی
ان پتلیون نے دیکھا کہ اک شخص اسی طرف چلا آتا ہے اک پتلی دوسرے سے بولی کہ لو نواوہ آپہونچا
دوسری نے کہا کہ آیا ہے تو کیا کرے گا مار تیر بس یہ کہنا تھا کہ کئی سو تیر امیر کشورگیر کی طرف چلے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا یا تو وہ تیر شعلے بن بن کے امیر کی طرف چلے تھے یا دیکھا
تو گل ہو ہو کے نثار ہوگئے اُس وقت امیر کی نظر سیب پر پڑی بس صاحبقران عالی شان نے
سیب کو اُٹھا لیا اور اسم اعظم پڑھ کر سامنے اُن پتلیون کے پھینک دیا اور فرمایا کہ لو یہ ہے کہ یہ
خوراک تمہاری ہے ادھر تو سیب زمین پر گر کے ڈھلکا اُدھر ایک بجلی مانند برق کے تڑپ کر اُس

سیب پر آتی آگے آگے تو سیب لڑھکتا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے تیلی دوڑی چلی جاتی ہے یہ دیکھکر اور تیلیان
دوڑتی ہوئی قریب آگئیں تو جو تیلی آگے تھی اُسنے سیب کو اُٹھا لیا اور بس سیب ہاتھ مین لیتے ہی
دھڑ دھڑ جلنے لگی اور تیلیان بھاگنے لگیں کہ ہم اس سیب سے باز آئے جو جان کے لیے آسیب ہو جائے
تیلی شعلہ بنی ہوئی اُس غول پر گری کہ تم حصہ مانگتی نہین تو لیتی جاؤ خالی نہ پھرو یہ کہکر جو گرتی ہے سب
تیلیان دھڑ دھڑ جلنے لگیں اور دم بھر مین خاک ہو گئیں اب امیر نے پرچہ کو پھر ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ
سلسلہ سحر تمام ہوا قفل کو کھینچ لو اور اس حجرہ سے اشرف جنی کو رہا کرو اس سے کچھ پتہ چلیگا امیر نے
آگے بڑھکر قفل پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکے سے کھینچ لیا دروازہ وا کیا تو دیکھا کہ اک قفس آہنی آویزان
ہے اسمین اک مرد پیر بیٹھا ہوا ہے زبان پر اسکے نکلہ سوئی ہوا ہے ہر چند کہ یہ ساحر نہین ہے مگر عامل تو ہے ساحرون نے
خوف سے زور کے زبان کو اشرف جنی کے بیکار کر دیا تھا امیر نے قفس کو اُتارا نکلہ زبان سے
کھینچ لیا اُس وقت اشرف جنی نے سلام کیا اور عرض کی کہ الحمد للہ کہ حضور تشریف لائے میری رہائی
آپکی تشریف آوری پر موقوف تھی لیکن وہ چار جن جنھون نے ملکر اشرف جنی کو اسیر کر لیا تھا تیلیون کے جلتے ہی
بھاگ گئے کہ یہ تو کوئی بلا کا شخص آیا ہے اب اس مقام پر ٹھہرنا اچھا نہین ہے اشرف جنی کی حفاظت
مین اپنی جان کا خطرہ ہے یہان اشرف جنی نے ہاتھ صاحبقران کے چومے اور عرض کی کہ یا امیر چار جن
جو میرے اوپر مسلط تھے وہ کافر ہین انھین کی وجہ سے مین دھوکا کھا کر اسیر ہوا تھا آپ کے خوف سے
وہ بھاگ گئے ہین مین اُنکو گرفتار کرون تو آپ کو معصومہ جنیہ کے مزار پر لے چلون یہ کہکے اک شیر کی تصویر
بنائی اور کچھ پڑھکر اُس شیر پر دم کیا کہ شیر نے انگڑائی لی اسیطرح کے چار شیر بنا کر چارون سے کہا
کہ جاؤ اور ناصر جنی عنبر جنی نصیر جنی نغفر جنی چارون کو پکڑ لاؤ بس یہ سنتے ہی وہ شیر انگڑائیان لیکر
روانہ ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد چارون جنون کو پکڑے ہوئے لیے چلے آئے اشرف جنی نے
کہا کہ کیون یہ کیا حرکت تھی چارون جنون نے عذر کیا اور عرض کی کہ ہمین معلوم ہو گیا کہ دین اسلام
برحق ہے اسلیے کہ آپ ایسی قید مین تھے کہ رہا ہونا آپ کا غیر ممکن تھا یہ تائید غیبی تھی کہ آپ رہا ہوے
اب ہمین آپ کے دین برحق کا حال معلوم ہو گیا اب ہمسے کبھی دغا نہو گی اشرف جنی نے کہا کہ اچھا
یہ چارون شیر ہمنے تمھاری سواری کے واسطے معین کیے اور جس وقت تمھارے دل مین بدی ہو گی
یہ شیر تمھین پھاڑ کے کھا لینگے یہ چارون جن ڈرے اسکے بعد صاحبقران عالی شان نے اشرف
جنی سے ارشاد کیا کہ تمھین کچھ حال لوح کا معلوم ہے کہ کہان ہے اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران
مجھسے پوری حالت طلسم کی سن لیجیے کہ یہ طلسم موسوم بہ طلسم چہار گوشہ ہے اور طلسم چار پانچ بھی اسکو
کہتے ہین چار بادشاہ اس طلسم مین ہین جو مرحلہ اول پر ہے نام اُسکا خورشید لبنتی پوش ہے پہلے جو
اسیر طلسم ہوتا ہے وہ اُسی کے قید مین جاتا ہے جب معصومہ جنیہ کا انتقال ہوا تو شاہان طلسم نے عنوان
طلسم کا بدل دیا ہے قیدی چالیس دن کے بعد رہا کر دیا جاتا تھا اور اب یا ہمیشہ قید رہتا ہے یا قتل کر ڈالا
جاتا ہے چونکہ بادشاہان طلسم کو اطمینان ہے کہ لوح معصومہ جنیہ کے پاس تھی اُنکا انتقال ہو گیا لوح
مفقود الخبر ہے تو ساحران طلسم نے ظلم و بدعت پر کمر باندھی ہے اب مناسب یہ ہے کہ حضور تربت پر
معصومہ جنیہ کے تشریف لے چلیں اور فاتحہ پڑھین اسکے بعد خدا سے رجوع کرین اگر اُسکی مدد
ہو گی تو لوح مل سکتی ہے ورنہ لوح کا دستیاب ہونا غیر ممکن ہے صاحبقران ہمراہ اشرف جنی کے
چلے جاتے اُس تہخانہ مین پہونچے جہان قبر معصومہ جنیہ کی تھی امیر نے فاتحہ پڑھا دیکھا کہ تہخانے

ہین کچھ شمعین کافوری روشن ہین جنکی بھینی بھینی روشنی قبر پر ہی اور اک شاخ گلاب سرہانے قبر کے اگر کھلی ہی
خوشبو اسکی مہک رہی ہی تعویذ قبر پر اشعار عبرت آمیز لکھے ہوے ہین امیر پر ایسا اثر ہوا کہ آبدیدہ ہوے
اور اشرف جنی کی بہت تعریف کی کہ تمنے بڑی محنت سے اس مقام کو تیار کیا ہی اشرف جنی نے
عرض کی کہ یہ شمعین اس طرح کی ہین کہ سو برس مین ایک انگل شمع کم ہوگی ہزار ہا برس کے واسطے یہ روشنی
کافی ہی امیر نے رات کو وہین قیام کیا اور تمام شب عبادت مین بسر کردی ثواب عبادت معصومہ جنیہ
کی روح کو بخشا صبح کو آنکھ لگ گئی دیکھا کہ اک زن نورانی صورت تسبیح ہاتھہ مین سرکاتا ہوا تشریف
لائین اور کہا اے فرزند تیرے ہی واسطے مال وخزانہ اس طلسم کا آصف بن برخیا نے محفوظ کیا تھا
اور لوح کے حال سے کوئی باخبر نہین ہی تجکو چاہیے کہ اس مقبرے کے پائینتی اک پتھر نصب ہی اسے
ہٹا دہنہ نقب نمودار ہوگا اک میدان مین پہونچے گا وہان اک مکان ہی کہ اسمین لوح اک عورت
رہتی ہی تو اسکو یہ مالا موتیون کا دینا اور میرا نام بتانا وہ تجھے لوح دیدیگی لیکن لوح کو بڑی حفاظت
سے رکھنا کہ دشمن چھین لینے کی فکر مین ہین صاحبقران نے مالا ہاتھہ مین لے لیا اور آنکھ کھل گئی
مقبرے سے باہر آئے مالا ہاتھہ مین تھا اشرف جنی سے خواب کی کیفیت بیان کی اشرف جنی نے مبارکباد
دی اور عرض کی کہ یا صاحبقران جب مین نے یہ مقبرہ تعمیر کرایا ہی تو پتھر پہلے سے اسی مقام پر نصب تھا
مین بھی اسکی حقیقت سے آگاہ نہ تھا کہ یہ پتھر یہان کس غرض سے نصب ہی اب آپ تشریف لیجائیے اور
لوح کو قبضہ مین کیجیے امیر با توقیر قریب اس پتھر کے تشریف لائے اور بقوت صاحبقرانی پتھر کو اسکی
جگہ سے اکھیڑ لیا دہنہ مین کود پڑے اک میدان نظر آیا وسط میدان مین اک مکان تھا دروازہ اسکا کھلا
ہوا تھا صاحبقران دروازہ پر مکان کے پہونچے کنجی کھڑکھڑائی اندر سے آواز آئی کہ چلے آو جب
صاحبقران داخل مکان ہوے تو دیکھا کہ چند کنیزین تو کاروبار مین مصروف ہین اور ایک ضعیفہ سجادہ
طاعت پر بیٹھی ہی ضعیفہ نے کہا کہ کیا آپ صاحبقران ہین فرمایا ہان مجھے معصومہ جنیہ نے بھیجا ہی
لوح مجھے دو ضعیفہ نے کہا کہ لوح تو صاحبقران کے واسطے ضرور ہی لیکن یہ مین کیونکر سمجھون کہ آپکو
معصومہ جنیہ نے بھیجا ہی کیونکہ انکو انتقال کیے ہوے اتنا زمانہ گذرا کہ آپکے دادا تک پیدا
نہوے ہونگے اس وقت صاحبقران نے وہ مالا موتیون کا دیکر فرمایا کہ اسے پہچانو یہ معصومہ جنیہ
نے تمکو دیا ہی مالا ضعیفہ نے ہاتھ سے لے لیا اور کہا کہ بیشک یہ وہی مالا ہی جسپر معصومہ جنیہ پڑھا
کرتی تھین اور یہی علامتین بزرگون نے تعلیم کی ہین کہ تجھ تک سوا صاحبقران کے کوئی نہ پہونچ
سکیگا اور معصومہ جنیہ کے ہاتھ کا مالا وہ تجھے دینگے جسکے دو موتی گرے ہوے ہونگے اور ڈورا
اسکا سبز ہوگا چنانچہ وہ سب علامتین پائی گئین اب مجھے لوح آپکے سپرد کرنے مین کوئی عذر نہین ہی یہ
کہکر ضعیفہ نے صندوقچہ طلب کیا اسے کھولکر اک ڈبیا نکالی اور ڈبہ سے لوح نکالکر صاحبقران
کے سپرد کی صاحبقران نے لوح کو گلے مین ڈالا اور وہان سے چلتے ضعیفہ نے کہا کہ میان سن
تمہارا ابھی بہت کم ہی اور یہ طلسم بہت سخت ہی ذرا ہوشیاری سے کام لینا گھبرا نہ جانا اگر لوح
چھن گئی تو کچھ بنائے نہ بنیگی تمہارے چہرے سے آثار عشق نمودار ہین صاحبقران مسکرا دیتے
ہوے مکان سے نکلے اور دل مین کہتے تھے کہ یہ بڑھیا کہتی تو پتے کی ہی واقع مین کہ سہیل جنی کی
کی تصویر میری آنکھون مین سے نیچے پھرتی ہی اب امیر تو خوشی خوشی لوح لیے ہوے چلے آتے ہین لیکن

دو کلمہ داستان خورشید بنتی پوش حاکم دربند بسنیہ کے بیان ہوتے ہین

کہ حال صاحبقران کے باغ مین تشریف لیجانے کا تو اسکو نہین معلوم ہوا لیکن دیو کے جوڑے کے
مرنے کی خبر پہونچی یہ پریشان ہوا قطب جنی سے کہا کہ کس طرح یہ آدمزاد وہان پہونچ گیا قطب جنی
نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے نہین معلوم علاوہ اسکے زیادہ تعجب کی
بات یہ ہے کہ آپ تو کہتے تھے کہ ان دونون کی قضا کسی حربہ سے نہین ہے پھر کیونکر وہ دونون مارے گئے
اسنے مین اشرف جنی کے قید سے رہا ہونے کی خبر معلوم ہوئی اور گرفتار ہو کر مطیع ہونا ناصر و غضنفر
وغیرہ کا بھی معلوم ہوا اور یہ بھی خبر پہونچی کہ طلسم کشا لوح لیے ہوئے آتا ہے اس وقت خورشید
بستی پوش نے قطب جنی سے کہا کہ تمھارے حال سے مین آگاہ ہون کہ تم خدا پرست ہو
اور فتاح طلسم بھی خدا پرست ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ تم اب سکونت اس طلسم کی ترک کرو اور یہان سے
چلے جاو مین مانع نہین اور اس وقت تک تمنے جیسی خیرخواہیان کین انسے مین بہت خوش ہون اور
یہ تو یقینی امر ہے کہ ہم لوگون کی قضا آگئی اب بچنا ہمارا غیر ممکن ہے جو ساحر مقابلہ کو جائیگا اثر لوح سے
سحر اسکا باطل ہوگا آخر وہ مارا جائیگا اور یہی انجام ہمارا بھی ہونا ہے لہذا ہمارے ساتھ تم کیون جان دو
اس وقت قطب جنی نے عرض کی کہ اگرچہ مین خدا پرست ہون لیکن نمکحرام نہین ہون مین ساتھ انکا
نچھوڑونگا سوا اسکے کہ آپکے معاملہ مین دخل نہ دونگا اور حتی الوسع مین لوح لاتا ہون لیکن طلسم کشا
کو مقید نکرونگا لوح مین لائے دیتا ہون جس سے آپ کو خوف ہے پھر آپ جانین اور طلسم کشا جانے
خورشید بستی پوش خاموش ہو رہا پس قطب جنی وہان سے چلا اور اپنے صورت اپنی اشرف
جنی کی بنائی اس طرف سے صاحبقران چلے آتے تھے کہ قریب دربند پہونچ لون تو لوح کو دیکھون
کہ قطب جنی بصورت اشرف جنی نمودار ہوا نہایت خندہ پیشانی سے قریب صاحبقران
آکر مبارکباد دی اور عرض کی کہ اس وقت جی چاہتا ہے کہ آپ کے گلے سے لپٹ جاؤن امیر تو صاحب
خلق مروت ہین ہاتھ پھیلا کے اشرف جنی کی طرف بڑھے اس بد باطن نے گلے ملنے مین ڈورا
لوح کا توڑ دیا لوح گلے سے گری پس قطب جنی نے لوح کو قبضہ مین کیا اور صاحبقران سے علیحدہ
ہو کر آواز دی کہ مین قطب جنی ہون یا امیر مین تو جاتا ہون اور اب آپ بھی واپس جائیے اتنی رعایت
دینی ہے کہ آپ کو اسیر نہین کیا اور اتنی رعایت نمک بادشاہ کی ہے کہ لوح لیے جاتا ہون امیر نے فرمایا کہ
او قطب جنی تو نے بڑی دغا کی ہے مین تو انشاء اللہ بغیر اس طلسم کے فتح کیے واپس نہ جاؤنگا لیکن تو نے
لوح نہین لی بلکہ قبالہ جہنم حاصل کیا خیر یہ فرما کر صاحبقران تو خاموش ہو رہے اور قطب جنی بازن کے
اُڑا ساتھ ہی اشرف جنی بیتابانہ نمودار ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران غضب کیا آپ نے کہ لوح
دے دی اب لوح کا ہاتھ آنا غیر ممکن ہے دیکھیے مین جاتا ہون اور جانبازی کرتا ہون مگر مجھے
امید نہین کہ لوح ہاتھ آئے یہ کہکر اسنے بھی قلقلک ماری اور باز بنکر تعاقب مین قطب جنی کے
روانہ ہوا ہنوز قطب جنی داخل مرحلہ نہونے پایا تھا کہ اشرف جنی بھی پہونچ گیا اور قطب جنی کو پنجہ مارا
وہ بھی پلٹ پڑا اب ان دونون مین پنجہ اور منقار چلنے لگے اور پر نوچ نوچ کے اُڑنے لگے دیر تک لڑائی
رہی ہر چند کہ اشرف جنی عامل زبردست ہے قطب جنی اسکا مقابلہ کسی طرح نہین کر سکتا تھا لیکن برکت
لوح کی وجہ سے قطب جنی پر پنجہ اور منقار کوئی اثر نہ کرتی تھی اور اشرف جنی زخمی ہو گیا آخر مایوس
ہوا قطب جنی تو نکل گیا اور اشرف جنی اسی طرح خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا دیکھا امیر نے
کہ تمام جسم اشرف جنی کا زخمی ہے صاحبقران کو یہ حالت اشرف جنی کی دیکھکر نہایت طیش آیا

لیکن اشرف جنی نے عرض کی کہ یا صاحبقران عالی شان بس اب اپنے ارادہ کو ملتوی کیجئے ورنہ بحث زحمت اٹھانا ہوگی آپ قیدی کی رہائی کے واسطے آئے ہیں لیکن آپ خود ہی قید ہو جائیے گا فرمایا ای اشرف جنی قید ہو جاؤں یا مارا جاؤں اب میں قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا اس قطب جنی سے اور مجھ سے ملاقات ہو چکی تھی اسنے کہا تھا کہ میں مرد مسلمان ہوں اور ہیان آکر اسنے یہ دغا کی اب میں کیا خالی پھرونگا تم جاؤ اور اپنا علاج کرو میں لوح کے بھروسہ پر نہیں چلا ہوں مجھے اس پروردگار کا بھروسہ ہے جو شکم مادر میں بچہ کی حفاظت کرتا ہے اور پتھر میں کیڑے کو رزق پہونچاتا ہے ساحران طلسم میرا کیا کر سکتے ہیں اشرف جنی نے دیکھا کہ چہرہ صاحبقران کا غصہ سے سرخ ہو گیا آثار غیظ و غضب نمایاں ہوئے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہے لیکن یہ خادم اب ناچار ہے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً حاضر ہوگا یہ کہکے اشرف جنی تو اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا اور صاحبقران عالی شان ٹہلتے ہوئے چلے جاتے جاتے قریب اک باغ کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا وا ہے اور ایک کہاری دوڑی چلی آتی ہے قریب صاحبقران کے آکر اسنے سلام کیا اور عرض کہ آپ کو ملکۂ عالم یاد فرماتی ہیں صاحبقران نے اُس کہاری کو غور سے دیکھا کہ اسے میں کہیں دیکھ چکا ہوں ہمراہ اُسکے چلے جس وقت داخل باغ ہوئے تو ملکہ سہیل بہشتی پوش کو ٹہلتے ہوئے دیکھا ملکہ نے کہا کہ کہاں جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ کیا کہوں میں نے بڑی سرگردانی اور کوشش سے لوح حاصل کی تھی مگر قطب جنی نے فریب دیکر لوح مجھ سے چھین لی ملکہ نے کہا کہ پھر اب کہاں جاتے تھے فرمایا دربند کی طرف جارہا تھا ملکہ نے کہا اب دربند کی طرف جاکے کیا کروگے امیر نے فرمایا میں اپنے سید اکرم سرور کے بھروسے پر نکلا ہوں مجھے لوح کا بھروسہ نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ الیسی جہالت سے کیا فائدہ ہے آدمی ہان ٹھہرو محل موقع دیکھ کر کچھ کیا جائیگا یہ کہکر امیر کو اپنے قصر میں لائی اور ایک پوشیدہ کمرے میں بٹھا دیا سامان ضیافت مہیا کیا عاشق و معشوق کچھ دن کے بعد پھر یکجا ہوئے لیکن اب حال دربار خورشید بہشتی پوش کا سنیئے کہ جسوقت قطب جنی لوح لیئے ہوئے پہونچا اور لوح بادشاہ کی خدمت میں پیش کی تو قریب تھا کہ بادشاہ شادی مرگ ہو جائے گویا اُس طلسم کی عمر دوبارہ ہوئی پوچھا کہ لوح کیونکر لائے قطب جنی نے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ لوح ہاتھ سے اگر پھر جاتی رہی ہوتی مگر بہرکت لوح خدا نے مجکو اشرف جنی پر غالب کیا ورنہ علم و عمل میں اشرف جنی مجھ سے بہت زیادہ ہے اسنے لوح چھین لی ہوتی بادشاہ نے کہا کہ ہم لوگ تو ساحر ہیں اس لوح کی وجہ سے تاثیر سحر باطل ہوگی لہذا لوح کو تم اپنے ہی پاس رکھو تو بہتر ہے لیکن طلسم کشا کو تمنے کیوں نہ گرفتار کیا قطب جنی نے عرض کی کہ ہی میں نے کیا کم کیا کہ لوح لے آیا اب طلسم کشا بیدست و پا ہے جس ساحر کو چاہیے بھیج دیجیے اور طلسم کشا کو گرفتار کرا لیجیے اُس وقت خورشید بہشتی پوش نے حاضرین دربار سے مخاطب ہو کے کہا کہ جو شخص طلسم کشا کو گرفتار کر لائے گا وہ بہت کچھ انعام و اکرام پائیگا خصوصاً فریب جادو سے زیادہ کچھ کہا فریب جادو نے کہا میں ابھی جاتی ہوں بس یہ کہتے ہی وقت وہاں سے اٹھکر باغ میں آئی یہاں ملکہ سہیل بہشتی پوش بیٹھی تھی انہیں جلیسیں جمع تھیں چہرہ سے ملکہ کے کچھ گھبراہٹ سی ظاہر تھی مگر مسرت بھی نمایان تھی فریب جادو نے سمجھی کہ سبب کیا ہے کیونکہ یہ نگرفتاری طلسم کشا میں مستغرق تھی خود ملکہ نے پوچھا کہ کیوں تمہاری پریشانی کا کیا سبب ہے فریب جادو نے کہا کہ مجھ سے زیادہ تمکو پریشان

ہونا چاہیے اسلیے کہ طلسم کشا مع لوح آگیا ہے لوح تو قطب جنی فریب دیکر لے آیا مگر طلسم کشا ہنوز گرفتار نہین
ہوا ہے یہ سنکر سہیل بسنتی پوش نے سر جھکالیا اور فریب جادو سے کہا کہ اب کیا تدبیر کیجیے گا
فریب جادو نے کہا دیکھو مین تمھارے سامنے اسے گرفتار کرائے لیتی ہون یہ کہکر ایک ڈبیا کھولی اور
اسمین سے ایک پتلی ہاتھی دانت کی نکالی اُسپر تین ٹیکے سیندور کے دیے اور چھپکلیا کے خون سے
لبون کو پتلی کے سُرخ کر کے اُس سے کہا کہ جا اور طلسم کشا کو پکڑ لا یہ سنکے پتلی اپنی جگہ سے اڑی اور
غائب ہوگئی وہان صاحبقران زمان کمرے مین اکیلے بیٹھے گھبرا رہے تھے کہ پتلی دروازے کی
درز مین سے گھس کر امیر کی کمر سے لپٹ گئی اور لیکر اڑنے کا قصد کیا صاحبقران نے دیکھا کہ پتلی نے
لنگر ہیرا اکھیڑ لیا ہے یہ کچھ کرشمہ سحر کا معلوم ہوتا ہے بس اسیوقت اسم اعظم پڑھا پتلی چھوڑ کے چیختی ہوئی بھاگی اور
آکر فریب جادو سے کہا کہ اس سے میرا بس نہین چلتا مین نے چاہا تھا کہ اُٹھا لاؤن اُسنے نہین معلوم
کیا پڑھا کہ طاقت میری زائل ہوگئی آخر مین چلی آئی فریب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ساحر ہے
اور ساحر زبردست ہے تو میرے ساتھ چل مین خود اُسے گرفتار کرونگی یہ کہکر اُٹھی آگے آگے تو پتلی
اور پیچھے پیچھے اُسکے فریب جادو چلی ملکہ سہیل بسنتی پوش کا دل دھڑکنے لگا کہ اب دیکھیے
کیا ہوتا ہے پتلی اپنے آقا ملکہ کے قصر مین داخل ہوئی ساتھ ہی فریب جادو بھی پہونچی اب پتلی اُس دروازے
پہ پہونچ کے رک گئی جسمین صاحبقران عالیشان بیٹھے تھے بس یہ دیکھکر فریب جادو نے غصہ سے
سہیل بسنتی پوش کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیون یہ یہان کہان سے آیا سہیل بسنتی پوش زرد ہو گئی
کہ غضب ہوا فریب جادو نے پتلی پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور کہا کہ حال طلسم کشا کے
یہانتک آنے کا بیان کر کہ کیونکر آیا ہے پتلی نے کہا کہ ملکہ عالم نے بلا کے بٹھایا ہے بس فریب جادو نے
کہا کہ او ننگ خاندان شوخ دیدہ تو بھی قابل اسکے ہے کہ قتل کی جائے جسنے باپ کے قاتل سلطنت کے
دشمن کو بغل مین جگہ دی اُدھر پتلی نے دروازہ کھولا صاحبقران سے اور فریب جادو سے
آنکھ چار ہوئی فریب جادو نے گولہ فولادی اُٹھا کر اسم پڑھ دم کر کے امیر پر مارا صاحبقران نے
اسم اعظم پڑھا کہ گولہ اُلٹا پلٹا فریب جادو نے خالی دیا لیکن پر فریب جادو کے اسکا لازم کھڑا تھا
گولہ اُسکے سینے پر پڑا کہ وہ جان سے گیا فریب جادو نے کہا کہ معلوم ہوا تو بھی بہت بڑا ساحر ہے امیر نے
فرمایا کہ مین ساحر پر لعنت کرتا ہون مین صاحبقران وقت اور صاحب اسم اعظم ہون مجھپر کوئی سحر کسی ساحر
کا کارگر نہوگا تو سمجھی تھی کہ لوح چھین جانے سے طلسم کشا مجبور ہو گیا ہے مین خدا کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے
آیا ہون انشاءاللہ بغیر لوح کے اس طلسم کو فتح کرونگا یہ فرما کر اپنے مقام سے اُٹھے اُدھر فریب جادو
نے پھر جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا بس ملکہ دوڑ کر فریب جادو کے قدمون پر گر پڑی اور کہا کہ ماں کا سایہ
بچپن ہی مین سر سے اُٹھ گیا آپنے ماں کی طرح شفقت کی اور مجکو پالا ہمیشہ مین آپ ہی کے پاس
رہی اب مجکو رسوائے خلق نہ کیجیے اگر مجھ سے خطا ہوئی تو اتنی کہ یہ شخص صحرا کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا
مین نے بلا کر یہان بٹھا دیا اور اسکے علاوہ اگر مین قریب بھی اسکے بیٹھی ہون یا کسی طرح کا میری عصمت
مین فرق آیا ہو تو اس سے پہلے آپ مجھے قتل کروا لیجیے گا یہ سنکے فریب جادو نے سر سینے سے
لگا لیا اور کہا کہ خیر مجھے تیری خوشی ہر طرح منظور ہے مگر اپنی رسوائی کو کیا ڈرتی ہو رسوائی سے تم نہین
بچ سکتین کوئی کسیکو دیکھتا تھوڑی ہے پر رہنے سے سمجھا جاتا ہے تیرے باپ کا عتاب مجھ پر بھی آئے گا
اُس وقت امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر یہ رسوائی تیری ذلت سے ہے تو میرا سر کاٹ کے اسکے آگے

باپ کے پاس بھیجدو اور ای فریب جادو تم اوار لیکے آؤ کہ تمکو ماں کہتی ہو تو میں بھی تمھیں اپنا بزرگ
سمجھتا ہوں اب میرا ہاتھ تم پر نہ اٹھیگا فریب جادو عجب کشمکش کی حالت میں ہی ادھر تو ماں کے قدموں سے
لپٹی ہوئی ہی ادھر صاحبقران سر ہتھیلی پر رکھے موجود ہیں اور بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ سر میرا کاٹ لو
ملکہ کو بیٹیوں کی طرح پالا ہی صاحبقران کے اخلاق نے بھی بندۂ بے دام بنا دیا ہی چار و ناچار اپنے دست
شفقت سر پر پھیرا ۔ کہا کہ ای دختر خیرہ جو تیری خوشی یہ میں بھی جانتی ہوں کہ طلسم کشا کا کوئی ساحر
کچھ نہیں کر سکتا مگر تقاضا ے نمک حلالی یہ تھا کہ میں لڑتی اور حق نمک سے تیرے باپ کے
ادا ہوتی مگر تیری یہی خوشی ہی تو میں نمک حرام کہلاؤں تو بہتر ہی لیکن یہ یاد رکھ کہ تیری رسوائی مجھسے
زیادہ ہی ملکہ نے کہا جو کچھ ہو فریب جادو نے کہا کہ مجھے موقوف نہیں تمام سحرا انکی تلاش میں نکلے
ہوے ہیں اور لوح اُنکے پاس نہیں ہی میں فکر لوح میں جاتی ہوں تم انھیں کسی مقام پر پوشیدہ کر دو
ایسا نہو کہ بعد میرے کوئی اور آفت پیش آئے امیر نے فرمایا ای ملکہ فریب جادو میں یہ بھی نہیں
چاہتا کہ تم میرے باعث سے بدنام ہو تم کسی بہانہ سے کہیں ٹل جاؤ اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہی
میں آپ تلاش لوح میں جاؤنگا میں ساحروں کے سحر کو رد کر سکتا ہوں اسلیے کہ خداوند عالم نے
مجکو اسم اعظم مالک باطل السحر کیا ہی فریب جادو نے کہا کہ یا صاحبقران آپ ابھی یہیں قیام کریں
ہر چند کہ آپ مالک باطل السحر ہیں مگر میں نے سنا ہی کہ اسم اعظم بھی آپ کا بند ہو جاتا ہی میں بھی اسکو
آپ کا محو کر سکتی تھی مگر غصہ میں میں جلدی پر تھی خیر یہی بہتر ہوا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا یہ کہکر
اسی وقت جانب دربار بادشاہ روانہ ہوئی یہاں ملکہ نے قسمیں دیکر صاحبقران کو روکا اور امیر تو تیر
سے نہایت خوش ہوئی اور اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ ہر چند فریب جادو میری کھلائی تھی مگر میں
جو اسکی عزت کرتی تھی تو آپ نے بھی اسکی پاسداشت کی یہ تو یہاں مصروف عیش و عشرت ہوے میں
لیکن حال فریب جادو کا سنیے کہ جسوقت یہ دربار خورشید لسبتی پوش میں پہونچی تو خورشید نے
پوچھا کہ ای فریب جادو کچھ پتا طلسم کشا کا ملا فریب جادو نے عرض کی کہ میں نے کچھ زیادہ خیال
نہیں کیا اس لحاظ سے کہ بہت سے ساحر تلاش میں لگے ہوے ہیں طلسم کشا جانیگا کہاں
نہ طلسم سے نکل سکتا ہی نہ ساحروں سے پوشیدہ رہ سکتا ہی لیکن ایک ساحر ہی کہ نام اسکا مکار جادو
ہی یہ بھی تلاش میں طلسم کشا کے گیا ہوا تھا جسوقت صاحبقران سے اور فریب جادو سے باتیں
ہورہی تھیں تو یہ اک طائر بنا ہوا درخت پر بیٹھا سن رہا تھا اسنے من و عن سب کیفیت بادشاہ سے بیان
کردی تھی بادشاہ حال سے ملکہ اور فریب جادو اور صاحبقران کے آگاہ ہو چکا تھا جب فریب جادو
نے حالات صاحبقران بیان کرنے سے انکار کیا تو خورشید لسبتی پوش کو نہایت غصہ آیا کہا
کہ او نمک حرام تو نے بھی اس بدکار کا ساتھ دیا اور ہمارا کچھ خیال نکیا شرم کی بات ہی کہ قطب جنتی جو ہم سے
ہی طلسم کشا کا کسنے تو ہمارا ساتھ دیا اپنے دین و مذہب کا پاس نہ کیا کہ جاکر لوح طلسمی طلسم کشا
سے لے آیا اور تو نے باوجود ہم مذہب ہونے کے نہ پاس مذہب کیا نہ خیال نمک کیا ہاں گرفتار
کرلو اسے بس یہ کہنا تھا بادشاہ کا کہ فریب جادو نے آواز دی کہ کیا مجال ہی کسیکی کہ مجھے گرفتار
کر سکے ای بادشاہ میں جانتا کہ میں کون ہوں نمک فریب جادو دیکھوں تو مجھے کون روک لیتا ہی دیکھو میں
جاتی ہوں یہ کہکر جو برق بنکے کڑکتی ہی تو تمام ساحروں کی آنکھیں جھپک گئیں اور فریب جادو صاف
نکل گئی اس وقت خورشید لسبتی پوش نے مکار جادو کے ہمراہ دو سو ساحر کیے اور کہا کہ جاکر

اُس شوخ دیدہ گیب و دیدہ سہیل لسنبتی پوش کو بھی گرفتار کر لاؤ اور طلسم کشا زندہ سکتے تو اسے زندہ اسیر لاؤ ورنہ
سر اسکا لے آنا یہ سنکے مکار جادو اُسی وقت دو سو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب روانہ ہوا
یہان صاحبقران زمان پہلو مین ملکہ سہیل لسنبتی پوش کے بیٹھے تھے انیسین جلیسین جمع ہین کہ ایک
مرتبہ مکار جادو پہونچا اور اُسنے تمام صحبت کو گھیر لیا اور ریختہ اسم سحر پڑھا کہ دھوان گھٹنے لگا امیر با توقیر نے
اسم اعظم پڑھا اثر سحر برطرف ہوا اُس وقت مکار جادو نے ترنج سحر صاحبقران پر مارا امیر کشورگیر نے
رد سحر پڑھا اور تلوار کھینچکر اُٹھے ساحرون پر حملہ کیا ساحر چار طرف سے حربہ ہائے سحر کر رہے تھے اور
صاحبقران با اقبال سحر کو رد کر رہے تھے برابر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے جسپر تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے
ہوئے ملکہ کو بھی بچاتے جاتے تھے اپنی بھی حفاظت کر رہے تھے یہان تو جنگ ہو رہی تھی اور وہان خورشید
لسنبتی پوش نے دور بین سحر لگا کر دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہر ساحر کے سحر کو رد کر دیتا ہے کسیکا حربہ سحر
اسپر اثر نہین کرتا ہے پس اُسنے صندوقچہ کھولا اور اُسمین سے دو پنجے سحر کے نکالکر پھینکے اور کچھ اسم سحر پڑھکر
کہا کہ جاؤ اور طلسم کشا کو اُٹھا لاؤ دونون پنجے کڑک کے چلے یہان امیر مصروف جنگ تھے کہ ایک پنجہ کڑک
کے سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ تو زمین پر گر پڑا دیکھا امیر نے کہ ہاتھی دانت کا پنجہ ہے صاحبقران
تو ادھر متوجہ تھے دوسرا پنجہ کمر زنجیر کا بند پکڑ کے بلند ہو گیا ملکہ تڑپ گئی ادھر ساحرون نے ملکہ کو گھیر لیا
مکار جادو نے کہا کہ اے شاہزادی ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی عزت کا کچھ خیال نکیا دشمن خاندان
پر شیفتہ ہوئی اور اُسے اپنے پہلو مین جگہ دی اُسکی یہ حقیقت ہے کہ تیرے سامنے گرفتار ہو گیا چل اور
بادشاہ سے عذر کر وہ خطا تیری معاف کر دیگا ملکہ نے فرمایا کہ نمکحرام دور ہو میرے سامنے سے مکار
جادو نے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ گرفتار کر کے لاؤ پھر مین اُسی طرح لیے جاؤنگا جس طرح کا حکم ہے ملکہ کو غصہ
آیا اور گلے سے مالا توڑ کر کھینچ مارا ہر چند کہ ملکہ خود سحر نہین جانتی ہے مگر فریب جادو نے یہ سحر کا مالا
تیار کر کے اُسکو دے دیا تھا کہ شاید کوئی وقت پڑے تو اس حربہ سے کام لینا جیسے ہی ملکہ نے مالا
کھینچ مارا تمام موتی چھٹکے اور ہر موتی سے ایک برق چمک کے گری جسقدر ساحر تھے مارے گئے اُدھر
پنجہ جو صاحبقران کو لیکر بلند ہوا تو بارگاہ خورشید کی طرف لیچلا اُس طرف سے ملکہ فریب جادو
چلی آتی تھی پس اُسنے یہ معرکہ دیکھتے ہی جھولی پر سحر کر کے ہاتھ ڈالا اور ایک طائر سحر نکالکر چھوڑا
طائر نے اُسنے ہی منقار سے پانچون اُنگلیان کاٹ کے پھینک دین اور امیر کو پشت پر سوار کر کے
زمین پر اُتار دیا فریب جادو بھی زمین پر آئی اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ
مین آئی دیکھا کہ دو سو لاشین ساحرون کی پڑی ہین جنمین مکار جادو بھی ہے اور مالا کے موتی چھٹکے
ہوئے پڑے ہین فریب جادو سمجھ گئی کہ انھون نے ملکہ کے گرفتار کرنے کا قصد کیا ہوگا ملکہ نے
تمام کیفیت بیان کی اور حکم دیا کہ ان لاشون کو اُٹھاؤ اور میرے باغ سے دور پھنکوا دو لاشین اُسی وقت
پھنکوا دی گئین امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ اے فریب جادو تیر کیا گزری فریب جادو نے اپنی
سرگذشت بیان کی صاحبقران حق پژوہ نے ارشاد کیا کہ اب تم ملکہ کی حفاظت کرو اور مین مرحلہ پر
جاتا ہون فریب جادو نے عرض کی کہ آج رات آپ اور قیام فرمائین صبح کو تشریف لیجائیے گا اسلیے
کہ دن کم ہے اور مرحلہ دور ہے رات کو صحرا مین تکلیف ہوگی امیر نے قبول فرمایا رات اُسی باغ مین بسر کی
وہان قطب جنی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اے قطب جنی یہ تو نے کیا حرکت کی کہ پاس نمک تو کیا اور
پاس ایمان نہ کیا ہمیشہ خدا کو کیا جواب دے گا اسی سوچ مین سو گیا رات کو اسنے خواب مین دیکھا کہ

کہ مین زنجیرون مین بندھا ہوا ہون اور کچھ لوگ مجھے کھینچے ہوے لیے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ
مرتد ہوگیا اسے جہنم مین لیے چلو اسنے نمک کا پاس کیا خدا کو بھول گیا طلسم کشا سے لوح فریب دیکر
لے آیا یہ خواب دیکھکر جب قطب جنی بیدار ہوا تو اسنے توبہ کی اور اسی وقت لوح لیکر خدمت مین امیر توقیر
کے روانہ ہوا یہان صبح ہو چکی ہی صاحبقران عالیشان خواب سے بیدار ہوکر مصروف ادا ے فریضۂ
سحری ہین جسوقت امیر نے سلام پھیرا اور آنکھ اٹھا کر دیکھا تو قطب جنی کو سامنے اپنے پایا اور نہایت
پریشان دیکھا فرمایا کیون اب تو کس واسطے آیا ہی لوح تو لے جا چکا اب کیا میرے اسیر و گرفتار
کرنے کی فکر مین آیا ہی قطب جنی نے عرض کی کہ کیا مجال ہی میری یا صاحبقران یہ لوح حاضر ہی مجھ سے
بڑی خطا ہوئی کہ مین نے آپ کو فریب دیا اور بادشاہ طلسم کا خیال کیا اسکا نتیجہ ظہور مین آگیا یہ کہکے اپنا
خواب بیان کیا اور عرض کی کہ خطا میری معاف فرمایئے ورنہ مین جہنم سے بچ نہین سکتا یہ کہکر رونے لگا
امیر کو رحم آگیا فرمایا اے قطب جنی مین نے قصور تیرا عفو کیا لیکن تجھکو چاہیے کہ درگاہ احدیت مین بھی
توبہ کر اور لوح اپنے گلے مین پہنی قطب جنی نے عرض کی کہ مین کیا اور میری توبہ کیا آپ دعا فرماوین اور
مین توبہ کرون تو شاید خداوند عالم سنے اور خطا میری عفو فرماے امیر نے قطب جنی کے واسطے دعا
کی اور قطب جنی نے توبہ کی اسی اثنا مین اشرف جنی بھی آپہونچا اور صاحبقران کو تسلیم بجا لایا
صاحبقران نے قطب جنی سے ارشاد کیا کہ اسسے بھی عفو تقصیر کرانا ضروری ہی کہ تمنے اسکو زخمی کیا
تھا قطب جنی نے اشرف جنی کے آگے بھی ہاتھ باندھے اشرف جنی گلے سے قطب
جنی کے لپٹ گیا اور کہا کہ جب صاحبقران عالیشان نے خطا تیری معاف کی تو مین کیا چیز ہون
مین نے بھی بدل قصور تیرا عفو کیا بعد اس جلسے کے صاحبقران نے فرمایا کہ اب آپ دونون
صاحب اسی جگہ قیام کرین اور ملکہ کی حفاظت مین سرگرم رہین مین دربند کی طرف جاتا ہون یہ فرماکر
صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم تمکو چاہیے کہ یہان سے جانب
جنوب روانہ ہو اور پہلے جو شخص تجھے ملے اسے سچا اور دوست اپنا جاننا یہ ملاحظہ فرماکر
امیر باتوقیر تو جانب جنوب حسب ہدایت لوح روانہ ہوے اور یہان فریب جادو نے ملکہ کو
قصر مین بٹھایا آپ بالاے سقف براے حفاظت بیٹھی اور دونون جنون نے بھی قیام کیا کہ
مبادا بادشاہ کی طرف سے ساحر گرفتاری ملکہ کے واسطے آئین وہان امیر باتوقیر چلے جاتے
ہین لیکن حال بادشاہ دربند کا سنیے کہ یہ جو دربار مین آکر بیٹھا تو لوح سے معلوم ہوا کہ قطب جنی بھی جاکر
طلسم کشا کا شریک ہوگیا اور لوح طلسمی دیدی بس اسنے غیظ و غضب مین آکر اختر بار جادو سے
کہا کہ جا اور اسیوقت باغ فریب کو تاراج کر دے کچھ ملکہ کا بھی خیال نہ کرنا ایک تنفس کو
زندہ نہ چھوڑنا یہ حکم پاکر اختر بار جادو پانچسو ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جانب باغ فریب جادو روانہ
ہوا دیکھیے یہ کب پہونچتا ہی لیکن اول کچھ حال صاحبقران عالیشان کا سنیے کہ جسوقت امیر
باتوقیر بعد طے مراحل و قطع منازل صحراے پر بہار مین پہونچے تو دیکھا انھون نے کہ ایک شخص درویش مع شنجرفی لباس پہنے
ہوے سیر صحرائی کرتا ہوا چلا آتا ہی اور ساتھ اسکے چند شنجرفی پوش بالکے ساتھ مین درویش نے امیر کو سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دیا اور درویش نے یہ شعر پڑھا رواق منظر چشم من آشیانہ تست ✦ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست
امیر اسکے ساتھ ہوے درویش صاحبقران کو اک مکان مین لایا مرگ چھالے پر بٹھایا اور عرض
کی کہ یا صاحبقران آپ آج دن بھر کے واسطے مہمان ہین لایئے ذرا لوح مجھے عنایت کیجیے

صاحبقران کو لوح کے دینے مین تامل ہوا درویش نے مسکرا کے کہا کہ یا امیر ذرا دیکھیے تو لوح کی کیا
حالت ہی صاحبقران نے جو لوح کو ملاحظہ فرمایا تو کچھ خبر لوح نے ندی نہ کوئی حرف ظاہر ہوا اُس وقت
درویش نے کہا کہ مین ساحران طلسم سے نہین ہون مجھے ہر وقت اختیار ہی کہ لوح طلسم کو بیکار
کر دون نام میرا ہاشم صحرانشین ہی اور اولاد مین ہون اُس درویش کے کہ جسکو اسرار نوح نشین
کہتے ہین اگرچہ اُنکے کمالات کا بیان امکان سے باہر ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ جو کچھ کمال اُنکے بعد مرگ
ظاہر ہو سکتے ہین مین حیات مین بھی اُن باتون پر قادر نہین ہون صاحبقران دل مین تامل ہوے
کہ واقع مین یہ درویش صاحب کمال ہی لوح اُتار کر دینے کا قصد کیا درویش نے کہا مجھے لوح کی
ضرورت نہین ہی جب وقت آئیگا تو لے لونگا اور نہ مجھے آپ دشمن نہ سمجھین مین دوست ہون
آپ کا لیکن مناسب ہی کہ آپ اپنے عیار کو بھی بلوا لیجیے کہ انمین بھی اک مصلحت ہی صاحبقران
نے فرمایا کہ کسے بھیجون درویش نے کہا مین ابھی نامہ بھیجتا ہون اشرف جنی کو وہ جا کے
خضران کو لے آئے گا یہ کہکر لالون کے پنجرے کی طرف دیکھا اور کھڑکی کھول کے اک لال کو پنجرے
سے باہر نکالا اور اک نامہ لکھکے گلے مین اُس لال کے ڈال دیا اور کہا کہ جا کر اشرف جنی کو یہ نامہ
دے آ دیر نکر یہ سنکر لال زقند لگاتا ہوا چلا یہان ہاشم صحرانشین نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی
کہ ای پروردگار حقیقی میرا بھروسا تیرے ہی ذات پر ہی اس صحراے پرخار مین تو اس بندہ عاجز کو
جس طرح رزق پہونچاتا ہی اُسی طرح مہمان کے واسطے بھی رزق بھیج دے یہ کہکر درویش آبدیدہ ہوا
دیکھا کہ جانب صحرا سے اک آہو نمودار ہوا کہ اک شیر صحرائی اُسے رگیدے ہوئے چلا آتا ہی جسوقت
آہو سامنے درویش کے پہونچا تو اک شرارہ آسمان سے گرا کہ آہو کباب ہو کے رہگیا درویش نے
بالکون سے اشارہ اُٹھا لانے کا کیا اور آپ سجدہ شکر ادا کیا بالکون نے آہو کو لا کے سامنے
صاحبقران کے رکھ دیا اور تشتریان اور چھریان لا کے رکھ دین درویش نے عرض کی یہ دعوت
درویش کی ہی قبول فرمایئے جس چیز کی نیت کر کے نوش فرمایئےگا وہی ذائقہ پایئےگا صاحبقران
نے چھری سے گوشت اُس آہو کا تراش کے نوش فرمایا جو کچھ درویش نے بیان کیا تھا
ویساہی اثر اسکا پایا جب کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو درویش نے کہا کہ اب آپ
آرام کرین کل صبح کو اشرف جنی آپ کے عیار کو لیکر آجائے گا صاحبقران نے آرام فرمایا وہان کا
حال سنیے کہ اختربار جادو جو چلا تھا اسنے آتے ہی کچھ اسم سحر پڑھا کہ تمام باغ کو اک ابر آسمانی
رنگ نے گھیر لیا دن کو تارے جگمگانے لگے اس خوبی سے اختربار جادو نے اکر سحر کیا کہ کسی پر
ظاہر نہونے پایا سب یہی سمجھے کہ رات ہو گئی ہی اور تارے نکلے ہوے ہین بس اختربار جادو
نے سحر کو زور دیا اور تارے ٹوٹ ٹوٹ کے تیر شہاب بن بنکے درختون پر گرنے لگے جس جو شرارہ
گرا اُس درخت کو آتش بہار کر دیا یہ رنگ دیکھکر فریب جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر
پڑھ کر اک ٹھیکرا زمین کا اُڑا دیا کہ وہ ابر بنکر قصر پر ملکہ کے چھا گیا گویا اک سائبان قائم ہو گیا اور اسنے
اشرف جنی کو آواز دی کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اختربار جادو آ گیا ہی اُسنے محاصرہ کر لیا ہی ای اشرف
جنی یہ ساحر زبردست ہی اگر یہ دو بدو ہو کے لڑتا تو شاید دو چار سحر کی ردو بدل ہو سکتی اب اُسنے
حصار سحر قایم کر لیا ہی مین اسکا کچھ نہین کر سکتی تم سے ہو سکے تو ملکہ کی جان بھی بچاؤ اور اپنی بھی
حفاظت کرو یہ آواز جو کان مین اشرف جنی کے پہونچی یہ اپنے حجرے سے باہر آئے دیکھا

یہان اتنی دیر مین اک بڑا ساتارا ٹوٹ کے اُس سائبان پر گرا سائبان کو جلا کے خاک کردیا دیکھا اشرف
جنی نے کہ اک قیامت برپا ہی تمام باغ آتش بہار ہورہا ہی طائران باغ شور کر رہے ہین درخت
جل رہے ہین گل شمع کے مانند گل معلوم ہوتے ہین تارے برابر ٹوٹ کے درختون پر گر رہے ہین پس
یہ حالت دیکھتے ہی اشرف جنی نے جلدی سے باغ کی نہر مین سے اک چلو پانی لیکر کچھ پڑھا اور پھر
وہی پانی نہر مین ڈال دیا فوراً نہر مین تلاطم پیدا ہوا اور بعد تلاطم کے تمام پانی ٹھہر گیا نہر مثل آئینہ کے
معلوم ہونے لگی جسقدر ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر باغ پر گر رہے تھے وہ سب نہر کی طرف متوجہ ہوے
جو ستارہ آسمان سے ٹوٹا وہ نہر مین آکر پانی بنگیا اور غرق ہوگیا یہانتک کہ تمام ستارے نہر مین غرق
ہوگئے اُس وقت اختر بار جادو کو غصہ آیا اور اسنے صورت اپنی ماہتاب کی پیدا کی اور یہ آپ باغ
کی طرف چلا عکس جو اپنا نہر مین دیکھا اُسی طرف متوجہ ہوا یہانتک کہ یہ بھی غرق نہر ہوگیا اشرف جنی نے
بالاے نہر اک جال بچھوا دیا کہ اگر کوئی مچھلی تڑپے تو نہر سے باہر نہ نکل سکے اور اختر بار جادو جو چاند بنکر
نہر مین اُترا تھا یہ نہنگ ہوکے رہگیا فریب جادو اور قطب جنی قریب آئے اور اشرف جنی کی نہایت
تعریف کی اشرف جنی نے کہا کہ مین نے اسکو قید تو کر لیا مگر ابھی ہم تم بھی قید مین یہ حصار نیلی جو باغ پر چھایا ہوا
ہی اسکو اگر اختر بار جادو خود ہی مٹاے تو مٹ سکتا ہی ورنہ مٹنا اسکا غیر ممکن ہی فریب جادو نے
کہا کہ پھر کیا ہوگا اشرف جنی نے کہا کہ خدا ہی مدد کرے گا تو کچھ ہوگا ورنہ ہم تم سب گھٹ کے مر جائینگے
اس حصار کے باعث سے ہوا کی آمد و رفت موقوف ہی فریب جادو نے کہا کہ ساحر کے مرنے سے سحر اسکا
مٹ جاتا ہی اختر بار جادو کو قتل کر ڈالیے سحر بھی اسکا مٹ جائیگا اشرف جنی نے کہا کہ مین مسلمان ہون
بے تلقین اسلام اسکو قتل نہین کرسکتا اس وقت تو مین نے اسکو قید کر لیا ہی جسوقت دعوت اسلام دونگا
تو وہ بمکر قبول کرلے گا اور اگر چھوٹتے ہی اسنے دغا کی تو پھر اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی یہ سنکے
فریب جادو بھی سکوت مین گئی کہ اتنے مین قطب جنی نے اپنے علم سے بعد دریافت حال بیان
کیا کہ رہا ہونا ہم لوگون کا مدد غیب سے ہوگا کہ اک مرتبہ وہی لال فرستادہ ہاشم صحرا نشین نعلتا
ہوا آگے ہو نجا دیکھا کہ تمام باغ پر ابر چھایا ہوا ہی راستہ مسدود ہی پس چلے تو یہ نرفیلا کہ اگر راہ روکنے والے
راستہ دیتے کہ مین ایلچی ہون اور ٹھہرنے کی فرصت نہین ہی جب کوئی جواب نہ آیا تو اسنے بر ابر ا
فوراً اس ابر آسمانی رنگ مین آگ لگ گئی جلتے جلتے تو تمام آسمان پر شفق سی پھولی ہوئی معلوم ہوئی لو سکے
تمام ابر سمٹ کے اک شرارہ بنا اور نہر مین گرا کہ پانی اُچھلنے لگا تلاطم ہورہا ہوا مچھلیان نہر سے تڑپ تڑپ کے
باہر گرین اور نہنگ تہ آب مین جا کے پوشیدہ ہوا شرارہ تہ آب تک چلاگیا اور افسردہ نہوا لیکن نہنگ
کے تمام جسم مین نہنگ کے آگ لگ گئی نہنگ بھی تڑپ کے باہر نہر کے آیا اور زمین پر گرا گرتے ہی
تمام جسم مین آگ لگ گئی اور جل کے خاک ہوگیا مرتے ہی اُسکے قیامت کبری برپا ہوئی آتشبازی
برف باری ہونے لگی آندھی چلی خاک اُڑی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مین اختر بار جادو ہو حیف
ہی دیم و جاندار دیم و بمطلب خود نرسیدم جب مرنے سے اختر بار جادو کے علامات سحر برطرف ہوئین اور
روشنی ہوئی تو دیکھا سب نے کہ رات نہین بلکہ دن ہی لاش اختر بار کی جلی ہوئی کنارے نہر کے پڑی ہی اور اک
لال شانے پر بیٹھا ہوا ریل رہا ہی نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ہی پس جلدی سے اشرف جنی نے
اُس نامہ کو کھول کے پڑھا لکھا تھا کہ اے اشرف جنی تم حفاظت ملکہ کی نظر کرو ہر مخلوق کا خالق سے زیادہ
کوئی حفاظت کرنے والا نہین ہی صاحبقران میرے گھر مین مہمان ہین تم شہر بلگرانیہ سے خواجہ

خضران عیار صاحبقران کو لے آؤ اور کل صبح کو مجھ تک پہونچ جانا نامہ کھولتے ہی لال تو اڑ کر جس طرف سے
آیا تھا اسی طرف چلا گیا اور یہان فریب جادو قطب جنی ملکہ سہیل بسنتی پوش سب کے سب کنارے
نہر کے آکر جمع ہوئے لاش اختر بار جادو کی دیکھی قطب جنی نے اشرف جنی سے کہا کہ اگر یہ لال نہ آتا
تو اس بلا سے نجات ہوتی مین جانتا ہون کہ ہاشم صحرا نشین بہت بڑا شخص ہے اگر اس وقت وہ چاہے تو طلسم کو
درہم و برہم کر دے کوئی شخص اسکا کچھ نہین کر سکتا شاہان دربند نام سے اسکے تھراتے ہین اور سال بھر
بعد خوشی سے جا کر عرس مین اس گوشہ نشین کے شریک ہوتے ہین اشرف جنی نے کہا کہ مجھے ڈھنگ صلح کا
معلوم ہوتا ہے اب تم اسی جگہ ٹھہرو کل صبح کو مع ملکہ جا کر ہاشم درویش سے ملنا اور مین بھی خواجہ خضران
کو شہر مکرانیہ سے لیکر وہین آؤنگا یہ کہکر درویش اشرف جنی مرگ چھالا اڑاتے ہوئے طرف شہر مکرانیہ
کے روانہ ہوئے چونکہ صاحبقران کو گئے ہوئے کئی روز گزر چکے تھے اہل مکرانیہ پریشان تھے خواجہ
خضران اور طیفور بادیہ گرد اور ناطق مکرانی اور یوسف مکرانی ایک ہی مقام پر بیٹھے ہوئے تھے
باتین ہو رہی تھین کہ دیکھیے اب صاحبقران سے کب ملازمت حاصل ہوتی ہے کہ اکمرتبہ جانب آسمان سے
اک مرگ چھالا اترتا ہوا دکھلائی دیا یہانتک کہ قریب پہونچا اور زمین پر اترا مرگ چھالے پر اک شخص بیٹھا ہوا
تھا کہ منھ اسکا بندر کا ہاتھ پاؤن مثل شتر کے تھے آ اسنے سلام علیک کی آواز دی ان لوگون نے جواب
سلام دیا اس شخص نے مرگ چھالے سے اتر کر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین فرستادہ
صاحبقران زمان ہون مجھے امیر نے اسے عیار کے لینے کو بھیجا ہے طیفور جلدی سے اٹھا کہ چلیے تو چلیے
اشرف جنی نے پوچھا کہ نام آپ کا کیا ہے طیفور نے نام بتایا کہا کہ جس شخص کا نام خضران ہو وہ میرے
ساتھ چلے اور کسی کے جانے کی اجازت نہین ہے یہ سن کے طیفور تو کسیقدر شرمندہ ہوا خضران
کو اشرف جنی نے اپنے پاس مرگ چھالے پر بٹھایا یوسف مکرانی نے کہا کہ صاحبقران خیریت
سے تو ہین اشرف جنی نے کہا کہ اطمینان رکھو صاحبقران بہت جلد تم لوگون سے آکر ملینگے یہ سن کے
یوسف مکرانی کو گونہ اطمینان ہوا اور اشرف جنی مرگ چھالا اڑاتا ہوا پھر طلسم کی جانب روانہ
ہو گیا وہان دوسرے روز صبح کو فریب جادو اور قطب جنی نے ملکہ سہیل بسنتی پوش کو ہمراہ مین
بٹھا کر ساتھ لیا اور جانب مسکن ہاشم درویش روانہ ہوئے یہان صاحبقران خواب سے بیدار
ہوئے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور وظائف سے فراغ حاصل کر کے بیٹھے تھے کہ درویش آکر بیٹھے اور
پوچھا کہ یا صاحبقران آپ کس ارادہ سے اس طرف تشریف لائے ہین امیر نے اول سے حال
ناطق مکرانی کی نامہ داری کا اور اپنا شہر مکرانیہ مین آنا اور جو کچھ کہ گذری تھی سب بیان کیا درویش
نے کہا کہ یا صاحبقران معلوم ہوا کہ آپ اسفندیار کی رہائی کے واسطے تشریف لائے ہین میری رائے
مین اگر آشتی سے کام نکلے تو جنگ کرنا مناسب نہین ہے لہذا مین ایک ایک نامہ سرداران کے بادشاہ کو
لکھتا ہون اور سبکو بلاتا ہون جب وہ لوگ آئینگے تو آپ سے اور انسے صلح کرا دونگا مجھے امید
ہے کہ بغیر لڑے بھڑے مطلب حاصل ہو جائے گا اور سرزمین طلسم خون سے رنگین نہو گی
صاحبقران نے فرمایا کہ مین فاتحیٔ طلسم کو نہین آیا ہون مجھے تو اسفندیار کی رہائی سے کام ہے ہنوز
یہی باتین ہو رہی تھین کہ اشرف جنی خواجہ خضران کو لیے ہوئے پہونچے ہاشم صحرا نشین
کو سلام کیا خضران درویش کو دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا صاحبقران کے قدمون سے لپٹا آنکھین
قطب جنی بھی مع فریب جادو و ملکہ سہیل بسنتی پوش آکے پہونچا سلام کر کے بیٹھ گیا اسوقت

درویش نے ہنسکے خضران سے کہا کہ آپ تو شاہ عیاران کہلاتے ہین اور بڑے بڑے سامان آپکے
پاس ہین گلیم ہی دیو جامہ ہی زنبیل ہی بارگاہ دانیالی ہی اور بہت سے تحفے ہین ذرا مین چاہتا ہون کہ
میرے سامنے بھی گلیم اوڑھ کر غائب ہو جائیے خضران نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالکر اوڑھے تو ان
ہاتھ زنبیل پر نہ گیا خضران گھبرا گھبرا کر زیر بغل ہاتھ لیجاتا ہی مگر جب ہاتھ پڑتا ہی بہک کے پڑتا ہی زنبیل پر
نہین پڑتا ہی اُس وقت خضران پریشان ہوا اور درویش ہنسنے لگے صاحبقران نے ارشاد
کیا کہ خواجہ یہ تعجب کی بات نہین شاہ صاحب بڑے صاحب کمال ہین اُنھون نے لوح کے حروف
اس طرح مٹا دیے کہ مجکو بھی پریشان کر دیا تھا اُنکے سامنے عیاری نہ چل سکیگی خضران کو نہایت رنج
ہوا کہ تو شاہ عیاران کہلاتا ہی اور اک فقیر تجھے بے بس کر دے خیر دیکھا جائیگا یہ سوچ کے
لبین سیئے رہا اب درویش نے چارون بادشاہون کے نام نامے تحریر کیے اور نیچے طرے کی گٹھڑی کھولکر
چار لال نکالے ایک ایک نامہ ہر لال کی منقار مین دیکر پرواز کیا لال اُڑکر روانہ ہوئے درویش نے
سامان دعوت مہیا کیا مثل سابق کے ایک آہو پھر آیا اور کباب بنگیا سب نے کھایا جسنے جس
شے کا خیال کر کے لقمہ اُٹھایا وہی ذائقہ پایا جب وقت نماز آیا تو درویش نے کہا کہ آج نماز جماعت
سے ہونا چاہیے سبنے وضو کیا درویش نے صاحبقران کا ہاتھ پکڑ کے امیر کو آگے کھڑا کیا اور کہا کہ آپکے
ہوتے مین امام جماعت نہین ہو سکتا امیر نے ہر چند انکار کیا کہ مین بندہ گنہگار ہون لائق امامت نہین
ہون لیکن درویش نے نہ مانا اور عرض کی کہ آپ عادل ہین خدا نے آپ کو خلعت صاحبقرانی سے
مخلع کیا ہی صاحبقران نے نماز شروع کی خضران برابر درویش کے آکر کھڑا ہوا اور داروے بیہوشی
اس طرح سجدہ گاہ مین مل دی کہ کسی نے نہ دیکھا جس وقت درویش سجدے مین گئے تو غنودگی طاری ہوئی
بس وہ موکل جو اُنکی حفاظت پر مامور تھے اُنھون نے اک پھول لاکے ناک کے برابر رکھ دیا جس سے
درویش فوراً ہوش مین آ گئے جب نماز ختم ہوئی تو درویش نے خضران کی بہت تعریف کی خضران
نے کہا کہ مین تبرکات کے بھروسے پر عیاری نہین کرتا ہون ہان وقت مشکل مین ان تبرکات سے
مجکو مدد بہت بڑی ملتی ہی درویش نے کہا خواجہ مین تو خود تمھاری تعریف کرتا ہون کہ کیا نازک عیاری
تمنے کی ہی اگر تم ایسے نہ ہوتے تو شاہ عیاران کا خطاب کیونکر پاتے اور یہ تبرکات کیونکر تمھارے
ہاتھ آتے امیر نہایت شرمندہ تھے کہ اسنے درویش سے سخت گستاخی کی اور نماز کی حالت مین
لیکن ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کچھ خیال نکرین اگر یہ کمی کرتے تو اظہار کیونکر
ہوتا چلیے تو مین ہی نے چھیڑا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین چاہتا ہون کہ ان بزرگ کے مزار کی
زیارت سے بھی مشرف ہون جنکا ذکر آپنے کیا تھا ہاشم صحرا نشین نے کہا کہ تشریف لے چلیے غرضکہ
درویش نے سبکو ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہو گئے جاتے جاتے قریب اک درخت کے پہونچے
اور انگلی سے اشارہ کیا درخت مین دروازہ پیدا ہوا تنہ شق ہو گیا ہاشم صحرا نشین مع صاحبقران
اُس دروازہ مین داخل ہو سکے تو اک احاطہ مین پہونچے چہار جانب دیوار تھی بیچ مین تھوڑا سا میدان
تھا اور وسط میدان مین اک چھوٹا سا مقبرہ بنا ہوا تھا ہاشم رمتے ہوئے مقبرہ مین آئے دیکھا
امیر یا تو قبر نے کہ تعویذ قبر پر یہ شعر تحریر ہی ؎ ذات معبود جاودانی ہی + باقی جو کچھ کہ ہی وہ فانی ہی
یہ دیکھ صاحبقران پر ایسی عبرت طاری ہوئی کہ بہت روئے اور دنیا سے نفرت ہو گئی قبر پر
فاتحہ پڑھا تمام در و دیوار اس مقبرہ کے اشعار عبرت آثار سے لیے ہوئے تھے جس طرف دیکھو

ناپائداری دنیا کی تصویر پیش نظر ہوجاتی ہاشم صحرانشین نے دیکھا کہ اگر زیادہ قیام اس مقام پر
ہوگا تو امیر با توقیر نہایت پریشان ہونگے انکو ابھی دنیا مین بڑی بڑی سختیان جھیلنا ہین بس جلدی
سے یہ صاحبقران کو لیکر باہر نکل آیا اور سامنے مقبرہ کے اک بارہ دری سی بنی ہوئی تھی تمام سامان
راحت شاہانہ طریقہ کا وہان مہیا تھا فرش پرتکلف بچھا تھا شیشہ آلات جابجا قرینے سے نصب اور
آویزان تھے درویش نے امیر سے عرض کی کہ اب آپ یہان رونق افروز ہون مین نے شاہان دربند
کو بلایا ہے آج شام تک سب آجاوینگے اور اسی جگہ قیام کرینگے کل میلا اور عرس ہوگا بعد فراغ عرس
انشاءاللہ مین آپ سے اور شاہان دربند سے بعد ملاقات تصفیہ کرادونگا یہ سنکے امیر با توقیر نے
اُس بارہ دری مین قیام کیا بعد کچھ دیر کے دیکھا صاحبقران نے کہ جانب آسمان سے ٹکڑے ابر
بسنتی نمودار ہونا شروع ہوئے کہ اُن سے بارش گلہاے بسنتی ہوتی آتی تھی وہ ابر آکر
مقبرہ پر قائم ہوکر شق ہوا اور اُسمین سے کئی لاکھ ساحران غدار آفت روزگار بلاے بد آفت
کے بر کلے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے سول بر سول جھلکاتے ہوئے صحرا مین اترنے
لگے جسقدر فوج اُترتی جاتی تھی صحرا وسیع ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وہ کئی لاکھ ساحر ایک گوشہ مین سما
گئے آخر مین سواری خورشید بسنتی پوش کی نہایت احتشام سے نمودار ہوئی بارگاہ برپا
ہوئی خورشید داخل بارگاہ ہوا ایک وزیر تو اسکا صاحبقران کے قریب ہوگیا تھا دوسرا وزیر
کہ نام اسکا محیط جنی تھا ہمراہ آیا اور سپہ سالار اسکا کہ نام اسکا قہر جادو تھا ساحر زبردست تھا
اک اژدر سحر پر سوار گلے مین بجاے زنار مار سیاہ لپٹا ہوا جھولی زربفتی لگی ہوئی اسباب سحر سے
مملو تھا جسوقت یہ سب قیام کر چکے تو دوسرا ابر طوسی رنگ نمودار ہوا اس ابر مین ہزارہا برقین چمک
رہی تھین اور رعد گرجنے کی صدا سے گوش گردون دون کر ہوگئے جسوقت یہ ابر شق ہوا تو اس سے
بھی دو لاکھ ساحر مہیب صورت نمودار ہوئے سپہ سالار نہیب برق بار جادو تھا اسنے بارگاہ
طوسی رنگ برپا کی بعد اسکے سواری مہتاب شاہ اختر پوش کی نہایت جاہ و تجمل سے نمودار
ہوئی وہ احاطہ اور وسیع ہوگیا اور ایک گوشہ مین اسکا لشکر بھی سما گیا بعد اسکے پھر ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش گلہاے سرخ رنگ کی ہوتی جاتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شرارے برس
رہے ہین تمام صحرا پرتو سے اس ابر کے شفقی ہوگیا جب ابر شق ہوا تو دو لاکھ ساحر اس ابر سے بھی نمودار
ہوئے سالار لشکر شفق تاب جادو تھا اسکے سحر کا حال بروقت مقابلہ خلخال جادو معلوم ہوگا یہ
نہایت زبردست ساحر ہے آخر مین بیرقین سرخ اڑتی ہوئین یکہ سرخ کھنچا ہوا چتر سرخ رنگ کو
گردش اک بادشاہ لباس سرخ پہنے ہوئے تخت یاقوت نگار پر سوار نمودار ہوا قطب جنی
نے صاحبقران سے عرض کی کہ مالک لالہ زار طلسم کا بادشاہ دربند سوم یہی ہے نام اسکا بہرام شاہ
خونی سپاہ ہے میدان اور وسیع ہوا اور یہ سب فوج بھی اک گوشہ مین سماگئی بعد اسکے ابر زمردی
رنگ نمودار ہوا اور تمام آسمان پر پھیل گیا اس ابر سے نقارہ کی صدا آرہی تھی اور برقین چمک
رہی تھین برقون سے ابر کے تمام صحرا زمردی ہو رہا تھا درختون پر بہار تازہ آگئی تھی طائر چہکنے
لگے تھے جھونکے ہوا سے سرد کے آنے لگے تھے جسوقت ابر قریب ہوکر شق ہوا دو لشکر تو
دو لاکھ ساحر تھے اس ابر سے بھی نمودار ہوئے افسر فوج اک جوگی بڑا کلانش کے بیٹھا تھا نام اسکا
اخضر جادو ہے ساحر زبردست ہے اسنے آکر بارگاہ زمردی برپا کی آخر مین سواری برجیس شاہ

زمرد پوش کی آئی جس وقت یہ چارون بادشاہ آچکے تو شام انکی آمد مین ہو گئی تھی شام ہوتے ہی سبکے واسطے کھانا بھی پہنچ گیا سب نے کھانا کھایا آرام کیا جب صبح ہوئی تو ہر ایک اپنے اپنے مقام سے زیارت مزار درویش کے لیے چلا ادہر سے درویش ہاشم صحرا نشین بھی چلے امیر کو ساتھ لے لیا قطب جنی اور اشرف جنی امیر کے ساتھ تھے صاحبقران کے گلے مین لوح طلسم پڑی ہوئی تھی دیکھا کہ میلا لگا ہوا ہے دوکانین کھلی ہوئی ہین جسکو جس شی کی خواہش ہوتی تھی وہ لیکر اپنے تصرف مین لاتا ہے دوکاندار قیمت نہین طلب کرتے اور جو دیتا ہے تو لینے سے انکار کرتے ہین جو واقف راز ہین وہ خود بھی نہین دیتے ہین سامنے مقبرہ کے اک شامیانہ کھنچا ہوا تھا پہلے تو سب نے آکر زیارت قبر کی بعد اسکے سبکے سب اس شامیانہ کے نیچے جمع ہوے درویش ہاشم صحرا نشین امیر با توقیر کو لیے ہوے آکر مسند پر بیٹھے قوالون نے گانا شروع کیا غزل

کریگا آج خون شرک اعجاز رقم میرا
کہ اب ایک ایک منزل ہو گیا اک اک قدم میرا
کچھ ایسا کر دیا توحید کے جلوہ نے نورانی
بھر کرتی ہے دم ہر دم نسیم صبحدم میرا
تری الجھن سے ہر دم کیون نہ [illegible]
خدایا راہ مین تیری پڑے کیونکر قدم میرا
مرا کیا ساتھ دینگے خضر یارب راہ مین تیری
خدایا ناتوانی سے ہوا قد ایسا خم میرا
نہ کیونکر روؤن ہر وقت مین یاد آ کے [illegible]
ٹھہرتا ہی نہین زیر قدم نقش قدم میرا
ازل سے سیر کے دل پر [illegible] نقش ہے یارب
ٹپک جائے اگر آنکھون سے کوئی اشک غم میرا
رہونگا مین ترے کوچہ مین جنت کیا کرونگا
کبھی جب ذکر آتا ہے میان بزم غم میرا
ہنوگی میری کشت آرزو اے سر سبزی
کہ اب ظاہر نہین ہوتا کہین نقش قدم میرا

نہ کیون حمد الٰہی مین بڑھے حسن رقم میرا
کہ ہر حمد خدا مین ذوالفقار آسا قلم میرا
اگر خود ہو نہ سو جانے تو کیا مجھکو غم میرا
چلے تا حشر دل دیکھے اگر شمع حرم میرا
یقینی منزل مقصود پر جا کے پہنچا ہون
ہمیشہ گیسوئے حور صفت ہے پیچ و خم میرا
تمنا ہے گلی مین تیری جا کر خاک ہو جاؤن
جدا ہونے لگا قدمون سے خود نقش قدم میرا
ادھر ارمون نے جیسے [illegible]
کسی دن دیکھ لینا خوش کریگا مجھکو غم میرا
اگر کچھ ہے تو اتنا میری بربادی کا ماتم ہے
جہان مین کوئی ٹھکانا نہین سکتا درم میرا
مین کیون منون اگر دل ہو گیا [illegible]
ادھر ہستی مری ہے اور ادھر جانب عدم میرا
خدایا راہ مین کچھ ایسا تیر جاتا ہون
بہت سمجھا ہوا ہے در [illegible] باغ ارم میرا
تمہارا طرح مین کیون [illegible]

کہ بسم اللہ کا ہے مصرعہ ثانی قلم میرا
خدایا خوش ہون تیری راہ مین نکلیگا دم میرا
ستم توڑے مجھی پر وقت آخر تک ستم میرا
رہا ہے جیسے تو بو ہو کے میر غنچہ دل مین
مقابل مہر و مہ سے ہو گیا نقش قدم میرا
اگر توفیق ہو تو حشر تک بھی چلنا مناسب ہے
ازل سے دیکھتی ہے راستہ راہ عدم میرا
رکوع آسا ہمیشہ بندگی مین تیری رہتا ہون
بنا ہے دیدۂ حیرت ہر اک نقش قدم میرا
تری راہ محبت مین ہر اک بیتاب ہے یارب
بگولے دشت مین گر اٹھاتے ہین علم میرا
ترا دریا رحمت جوش مارے حشر تک یارب
مجھے مطلب سے مطلب ہے جگہ ہے صنم میرا
مرے ماتم کے آگے اپنا ماتم بھول جاتے ہین
کہ اب پیچھے رہا جاتا ہے نقش قدم میرا
الٰہی سخت کس درجہ تری راہ محبت مین
کلیم اور دکھا دون میرے دل مین ہے صنم میرا

یہ غزل جو قوال گا رہے تھے وجد کے عالم مین جھومنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوے حق حق کی صدا مین بلند ہو رہی تھین سب نے فرمایش کی کہ جس طرح حمد خدا واجب ہے اسی طرح نعت محمد مصطفے بھی فرض ہے اس نبی برحق کی صفت و ثنا مین بھی کچھ اشعار سادہ ہون تو ہا ک قوال نے آکر یہ غزل شروع کی غزل

زمانہ بھر سے الگ عالم ہوا سایہ محمد کا
زمین پر جلوہ افگن کب ہوا سایہ محمد کا
مجسم وصف خالق اسم ثانی ہے محمد کا
کہین الجھائے انسان بوسہ ہے میم محمد کا
دل کفار مین جا کر چھپی اب کفر کی ظلمت

کسی نے دیکھ مصرعہ دیکھا مصرعہ [illegible]
دکھا دیتا ہے نور پنجتن جلوہ محمد کا
الف کے ہجر سے بھی حمد بنجاتا ہے محمد کا
تعجب کیا ہے شہر علم ہو جانا محمد کا
وہ جلوہ ہے رسول اللہ کے آئینہ قد کا

نہ کیونکر بند ہو گردون نظر آنے زبر جد کا
شمار اس سے کیا دو حرف مین ہے مشدد کا
جدا ہوا جیسے ہے ایک مخرج حرف ابجد کا
کہ وہ اپنے اب جد سے بتا دیتا ہے ابجد کا
سہارا کلمۂ تہلیل کا بعد فنا بھی ہے

عدم میں جا بجا میں بنکر رہا سایہ محمد کا
نہ کیونکر نکتہ بین سمجھے سے چشم مردمی بند ہو جاکے
سراپا نور ہو جاتا نہ کیونکر سایہ محمد کا
زمین مارے خوشی کے وجد میں کیونکر نہ آ جاتے
فلک بھی ایک چھوٹا سا نگینہ ہے زبرجد کا
جدا کی ذات اللہ سے نہ تم میں ہو سکتی
ہمیشہ انبیا میں محل مقام اسکی آمد آمد کا
فنا فی اللہ بھی ہو کر نہ ہوں انکے جہان فنا میری
کہ ہے عرش معلی ایک گوشہ اسکی مسند کا
لب معجز نما کا ایک یہ اعجاز کیا کم ہے
قدم رکھے زمین پر کسیلے سایہ محمد کا
زیارت کے لیے چشم بصیرت کی ہے ترسنا

رسول پاک کا رتبہ کوئی کیا جان سکتا ہے
یقینی جلوہ اللہ ہے جلوہ محمد کا
دکھاوں منکروں کو یوں نبی اصل جد ہے
فلک کرتا ہے ہر دم طوف منبر کے مرقد کا
ہوا میں کس بنا پر اسقدر تخت سلیمان ہے
ہوگا قلب سے بھی منقلب میم اسم محمد کا
قدمبوسی رسول اللہ کی کافی دوا ہی ہے
نظارہ تا قیامت ہو مجھے حضرت کے مرقد کا
درود آدم کو پھر مہر جو احق نے بتلایا
نہ جاتا فیض محبوب خدا کے در سے بے مقصد
کبھی محبوب حق کو آئینہ بھی لیکن نہ سمجھا
کلیم اللہ کا جلوہ ہے سایہ جسم احمد کا

احد سمجھے نصیری جانشین ایسا ہے احمد کا
شفیع روز محشر میں ہے یہ وہ کوئی کیونکر بتلا
بڑھا دوں قل ہو اللہ احد میں میم احمد کا
رسول اللہ کے دست عطا کا یہ تمر فیض ہے
ازل سے تا ابد ہے ایک گوشہ اسکی مسند کا
نہ کیونکر انتظار اسکا فنا فی اللہ کر دیتا
کوئی مشکل نہیں آئینہ ہونا سنگ اسود کو
ملا ہے رتبہ معراج سارے جانشینوں کو
دکھایا جد امجد نے کو شرف فرزند ارشد کا
نہ کیونکر مخزن ہو وابستہ ہے یا مبارک کے
جہاں نے سلسلے گم ہو گیا سایہ محمد کا
الحاصل ہو دوپہر رات سے لیکے تک

یہ جلسہ رہا جب وقت جلسہ برخاست ہوا تو ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آ بارات اپنے اپنے بستر پر گذاری جب صبح ہوئی تو پھر سب کے سب امرا اور امرا گوشہ نشین پر جمع ہوئے خدا پرست بعد فاتحہ خوانی پھر اسی تکیہ کے نیچے محفل آراستہ کر کے بیٹھے اور شاہان چہار دربند بھی جمع ہوئے آج لوگوں نے صاحبقران کو بیچارا امیر ہاتو پہنے درویش کی فہمائش کے موافق لوح گلے سے اتار کر درویش ہی کے سپرد کر دی تھی آج پھر مثل روز گذشتہ کے حقائق صحبت رہی جب محفل برخاست ہوئی تو اپنے اپنے مقام پر پہونچ کے یہ ذکر رہا کہ طلسم کشا اس صحبت میں شریک تھا درویش سے اسکا ذکر کرنا چاہیے کہ یہ ہمارا دشمن ہے یا تو آپ سے گرفتار کر لیجیے اور یا ہمارے سپرد کیجیے جب پھر مزار درویش پر آئے آج تیسرا دن تھا یہ روز وہ تھا کہ سب کے سب رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان کو جانے تھے آج درویش نے اسی مزار پر صاحبقران کو ان سب بادشاہوں سے ملایا اور کہا کہ لوح طلسمی میں ان لوگوں کو دیے دیتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ جناب مناسب جانیں وہ کریں مجھے کسی بات میں عذر نہیں ہے اس وقت درویش حقیقت کیش نے لوح چاروں بادشاہوں کے سامنے ڈال دی اور کہا کہ لو اسے حفاظت سے رکھو اور یہ شخص تمہارا مہمان ہے تم پر اسکی مہمان نوازی واجب و لازم ہے کہ یہ صاحبقران وقت اور فاتح طلسم ہے اور صاحب اسم اعظم ہے اگر لوح نہ بھی ہو تو کوئی ساحر ان کا کچھ کر نہیں سکتا اور دین بھی انکا برحق ہے اگر لڑو گے تو سوا ذلیل ہونے اور مارے جانے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا سب بادشاہوں نے گردنیں جھکا لیں اس وقت درویش نے کہا کہ دیکھو تم جن لوگوں کو خداوند کہتے ہو وہ در اصل خداوند نہ تھے بلکہ مخلوق خدا سے تھے انکو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا خدا وہ ہے جسکو زوال نہیں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا یہ لوگ پیدا بھی ہوئے اور فنا بھی ہو گئے نہ آج سامری ہے نہ جمشید نہ لات ہے نہ منات نہ [illegible] ہے نہ [illegible] ہونہ تھا اسے بے بقا اگر یہ لوگ خداوند ہوتے تو بندوں کے ہاتھ سے زک نہ اٹھاتے انھیں کے بزرگوں نے ہزارہا خداوندیاں بگاڑ دیں بت سے رنگے ہوئے خداوندوں کی قلعی کھل گئی تمکو چاہیے کہ راہ راست اختیار کرو تاکہ دنیا اور عقبے دونوں بنیں ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا نہ سلطنت رہیگی نہ یہ جاہ و حشم

یہ ایک طلسم گنتا تمام طلسم کو ایک دن مین مٹا دے گا خدا نے جتنی چیزین پیدا کی ہین انمین کوئی بیکار
نہین ہی آنکھین دیکھنے کو کان سننے کو زبان ذائقہ تلخ و شیرین کے سمجھنے کو اسی طرح عاقبت اندیشی کو
جب آنکھون سے کنوئین کو دیکھتے ہو تو کیون اُس سے بچ کے چلتے ہو اسلیے کہ اگر نہ پڑو تو اسی طرح
جس بات کو عقل قبول کرے اُسے ماننا چاہیے جسے عقل قبول نکرے اسکو نہ ماننا چاہیے مین تمھارے
سامنے بزبان سے اقرار وحدانیت پروردگار کرائے دیتا ہون یہ کہکر فقیر نے قبر پر ہاتھ رکھکے فاتحہ
پڑھا اور دعا کی کہا ہے درویش باکمال آپ نے اپنی ریاضت کا کوئی ثمرہ ایسا نہین ظاہر کیا جس سے
گمراہ راہ پر آنے اور دیدہاے کور مین روشنی پیدا ہوتی بس یہ کہنا تھا کہ دیکھا سرہانے قبر کے
ایک کونپل پھوٹی اور بڑھتے بڑھتے دم بھر مین وہ درخت سرو بن گئی پھر پائینتی ایک کونپل پھوٹی اور وہ
بڑھ کر درخت شمشاد ہو گئی درخت سرو پر ایک فاختہ حق سرہ کا دم بھرتی ہوئی نمودار ہوئی اور درخت
شمشاد پر قمری نظر آئی قمری نے فاختہ سے کہا کہ ہزار ہزار شکر ہے اُس خالق عالم کا کہ جسنے ہمین اور
تمھین باوجود غیر ذوالعقول ہونے کے دین حق پر راغب کیا اور قوت ناطقہ عطا فرمائی پھر ہم
کیون نہ وعظ و پند کرین فاختہ نے کہا کہ مین جسقدر شکر و ثنا اُس خالق بے ہمتا کی کرون وہ کم ہے اور
نصیحت ہماری کیا اور ہم کیا جسکو خدا نے توفیق نیک عطا کی ہے وہ ہر رنگ مین اُسکے جلوہ کو
دیکھتا ہے اور وحدانیت کا اُسکے قائل ہے اور جو نا اہل اور کور باطن ہے وہ نہ سمجھا ہے نہ سمجھانے سے
سمجھے گا قمری نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے تین قسم کی طبیعتین دنیا مین خلق فرمائی ہین ایک وہ
ہین کہ طبع سلیم رکھتے ہین انکو سمجھانے کی ضرورت نہین اپنی عقل سے خود ہر بات کو سمجھ لیتے ہین
ایک وہ ہین کہ نہ خود سمجھتے ہین نہ سمجھانے سے انکی سمجھ مین آتا ہے ایک وہ ہین کہ یون نہین سمجھتے
اور سمجھانے سے سمجھ جاتے ہین لہذا ہم لوگ اب سے کیون باز رہین اگر ہماری نصیحت کارگر ہوتی اور کچھ
گمراہ راہ پر آگئے تو ثواب بے پایان حاصل ہوگا فاختہ نے کہا کہ اگر خدا ہی نے ایسی عقل دی ہے کہ نہ خود
سمجھے نہ سمجھانے سے سمجھے تو بندہ کا کیا قصور ٹھہرا قمری نے جواب دیا کہ یہ اپنا کیا ہوا ہے اگر عالم
ارواح مین اقرار احدیت کر لیا ہے تو یہان بھی حق پسند ہوگا خدا سے بر حق عادل ہے ظالم نہین ہے وہ خالق
عز و جل ایسا ہے کہ اسنے انسان کو فاعل مختار بنایا ہے اب چاہے انسان راہ راست اختیار کرے
چاہے گمراہ رہے بعضے اپنے ہاتھون کو غریبون اور مسکینون کی کفالت مین اُٹھاتے ہین اور بعضے
دست جفا کو آزار رسانی کے واسطے دراز کرتے ہین اسکا انصاف بیشک پروردگار روز باز پرس
ہوگا اُسنے رہنمائی کے واسطے سلسلہ انبیا کا معین کیا کہ انکو اپنا نائب مقرر کرکے دنیا مین بھیجا
تاکہ وہ راہ راست بتائین اور تمام انبیا مین رتبہ ختم المرسلین کا سب سے زیادہ مقرر فرمایا ہے مجھے
ایک حکایت اسوقت یاد آئی ہے وہ یہ کہ زمانہ جناب آدم علیہ السلام مین کچھ لوگ آپس مین ذکر کر رہے
تھے اور کہتے تھے کہ دنیا مین سب سے زیادہ مرتبہ کسکا ہے ایک گروہ مدعی اس بات کا تھا
کہ جناب آدم کا رتبہ سب سے زیادہ ہے اسلیے کہ وہ ابو البشر ہین اور نبی خدا ہین ایک گروہ یہ کہتا تھا
کہ رتبہ حضرت جبرئیل کا سب سے برتر ہے اسلیے کہ وہ مقرب بارگاہ سبحانی ہین اور آوردہ وحی
ہین آخر دونون گروہ پاس جناب آدم علیہ السلام کے آئے اور اپنا اپنا خیال سامنے حضرت
آدم علیہ السلام کے بیان کیا جناب آدم نے ارشاد فرمایا کہ نہ میرا مرتبہ سب سے زیادہ ہے نہ جبرئیل
کا مرتبہ اُسکا سب سے زیادہ ہے جو باعث خلقت عالم ہے اور جسکو خداوند عالم نے اپنے نور سے

خلق فرمایا پوچھا وہ کون ہین کہا ختم المرسلین صاحب لولاک محبوب رب العالمین خیر البشر احمد مصطفے کہ مرتبہ اُن
جناب کا تمام عالم سے زیادہ ہی خداوند عالم نے اُنھین کے باعث سے تمام دنیا کو خلق فرمایا ہی
اور اپ زمانہ اُسی رسول برحق کا ہی یہ باتین سُنکے تمام حاضرین نہایت متاثر ہوے جو ساحران طلسم
یہان جمع تھے اُنکو خیال ہوا کہ فقیر نے یہ بھی کوئی کرتب دکھایا ہی اسکو سحر سے مٹا دینا چاہیے تا کہ
درویش کو ذلت حاصل ہو جیسکے چپکے سحر کیے مگر کوئی اثر سحر کا ظاہر نہوا بلکہ فاختہ اور قمری سے نے کہا
کہ کچھ لوگ ابھی سیہ دل ہین کہ اُنپر نور معرفت اب بھی روشن نہوا اور اُنکو خالق حقیقی کی قدرت
نمائی مین اب بھی شک ہی ہمکو کرشمہ سحر سمجھ کر اپنے سحر سے مٹانا چاہتے ہین جسکو خدا نہ مٹاوے اُسے
کون مٹا سکتا ہی اور جسکا حوصلہ ہو وہ پورا کر لے یہ سُنکے فقیر نے کہا کہ جس ساحر کو یہ گمان ہو
کہ یہ کوئی نیرنگ ہی وہ سحر کر کے دیکھ لے اچھی طرح حوصلہ اپنا پورا کرے اگر عاجز آئین تو دین اسلام
کو قبول کرین ورنہ اختیار ہی یہ سُنکے سبکو اک سکوت ہوا دل مین لوگ قائل ہوے کہ بیشک
یہ جانور اور درخت اسرار الٰہی مین سے ہین ادھر ہاشم صحرانشین نے صاحبقران کی طرف
دیکھکر عرض کی ابھی تک اک فریادی نہین آیا ہی سخت تعجب ہی تا کہ آپ اُسکی دادرسی کرین اور
مرتبہ آپکا بھی ان سب پر ہویدا ہو جائے کہ آپ کون ہین اور کس مرتبہ کے ہین یہ کہتا تھا کہ دیکھا
اک تاجدار سر برہنہ تاج ہاتھ مین لیے ہوے گریبان چاک چلا آتا ہی پیچھے اُسکے چند خادم وہ بھی
سیہ پوش اور غم نوش اسنے آتے ہی ادھر اُدھر دیکھکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بوس
ہوا امیر نے فرمایا کہ اے شخص تو کون ہی اور کس حال مین ہی یہ سُنکے اُسنے عرض کی کہ قصہ غلام کا
عجیب دلخراش ہی یا صاحبقران نام میرا ارقم تتاری ہی ملک تتار کا فرمانبردار ہون بیٹا میرا
فضل تتاری نہایت زبردست و حسین تھا وہ جوان ہوا تو شادی اُسکی بادشاہ شہر مشکبار
کی دختر کے ساتھ قرار پائی چونکہ چراغ سلطنت یہی ایک فرزند تھا مین بڑی دھوم سے برات
لیکر شہر مشکبار مین گیا اور عروس کو بیاہ کر لے چلا راستے مین نوشاہ یعنے فرزند میرا گھوڑے سے
گر کر مر گیا اُسی وقت بسبب صدمہ و غم کے مین نے بھی خودکشی کا قصد کیا ارکین دولت نے مجھے
روکا اور کہا کہ خداوند آپ کا اس وقت قیطول خداوندی پر بیٹھا ہی اور اسکی خداوندی کا ڈنکا بج رہا
اُس سے دعا کیجیے وہ ضرور زندہ کر دیگا اسلیے کہ جاگتی جوت کا خداوند ہی نام اُسکا ساریق بن لقا
ہی مین نے کہنا اُن لوگون کا قبول کیا لاش کو سامنے رکھکر بہت سر پٹکا مگر کچھ نہوا آخر مین بیہوش ہو گیا
اُسی عالم بیہوشی مین مین نے خواب دیکھا کہ اک مرد بزرگ فرماتے ہین کہ او بیوقوف تو اک بندہ سرکار
کو خداوند کہتا ہی اور خداے حقیقی کو بھولا ہوا ہی ساریق مسخرا کیا کسیکو زندہ کر سکتا ہی یہ اختیار اُسی
خداے حقیقی کو ہی جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا جسنے شجر و حجر دشت و در گل و ثمر انسان و حیوان
چرند و پرند وحوش و طیور سبکو خلق فرمایا ہی اُس خالق کا بندہ مقبول اس طرف آنیوالا
ہی تو چھ مہینے اسی جگہ قیام کر لاش کو کسی حجرے مین سونپ دے بعد چھ مہینے کے
جا کر اُس بندہ خاص یزدانی سے اپنی حاجت بیان کر تا وہ دعا کریگا حق تعالے اُسکی دعا سے تیرے
فرزند کو زندہ کر دیگا اُس وقت تو دین اسلام اختیار کرنا کہ یہی دین سب سے بہتر و برحق
ہی مین نے اُن بزرگ سے عرض کی کہ مین اُس بندہ مقبول خدا کو کیونکر پہچانون اُنھون نے اُسی
عالم مین صورت اک شخص کی مجھکو دکھائی اور بتایا کہ فلان مقام پر فلان روز اُس شخص سے ملاقات ہوگی

مین نے لاش کو حسب ہدایت حجرہ مین سونپ دیا اور آج کا منتظر رہا دن گنتا کیا آخر یہانتک پہونچی اور آپ کو
پایا الحمد للہ کہ خواب میرا سچا ہوا اب حضور کی دست بوسی حاصل ہو گئی تو مطلب بھی میرا ضرور بر آئیگا
یہ سنکے صاحبقران نے سر جھکا لیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھ بندہ گنہگار کی کیا حقیقت ہی اے ہاشم صحرا نشین
آپ مرد عابد و زاہد مین بہ نسبت میرے دعا آپ ہی کی قبول ہوگی بہتر ہو کہ آپ اسکے حق مین دعا
کرین ہاشم صحرا نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران مرتبہ آپ کا مجھ سے زیادہ ہی آپ کی وجہ سے
ہزارہا کافر مسلمان ہوئے سیکڑون گمراہ راہ پر آئے تارک الصلوۃ پابند ہوئے اتنے مین عمری
نے آواز دی کہ یا امیر آپ دعا کرین ہم آمین کہین صاحبقران نے ارقم تاتاری سے کہا کہ لاش
اپنے فرزند کی منگاؤ ارقم تاتاری نے اپنے ملازمون کو لاش لینے کے واسطے روانہ کیا لوگ
تو ادھر روانہ ہوئے ادھر صاحبقران نے پروردگار عالم پر نظر کی اور دل مین دعا کرنے لگے کہ
تو ہی عزت دینے والا اور تو ہی ذلت دینے والا ہی سامنے ان کفار کے تو عزت اپنے بندہ گنہگار
کی رکھنا تو ایسا صاحب کرم ہی کہ کفار کی دعا سنتا ہی فرعون باوصفیکہ کافر تھا اور دعوائے
خداوندی کرتا تھا ایک مرتبہ قحط پڑا اور پانی نہین برسا لوگون نے آکر عرض کی کہ تو کیسا خداوند ہی کہ
بندے تیرے پیاسون مرتے ہین اور تو پانی نہین برساتا فرعون نے کہا جاؤ کل پانی برسیگا یہ کہکر صحرا
کی طرف چلا گیا اور الٹے لٹک کر دعا کی کہ خداوندا ہر چند کہ مین گنہگار ہون اسکی سزا جزا تو جو میرے لیے
تو نے معین کی ہی وہ ضروری ہوگی لیکن آج تیرے بندہ گنہگار نے وعدہ کر لیا ہی کہ کل پانی ضرور برسیگا
اگر پانی نہ برسا تو یہ بندہ گنہگار تیرا سامنے مخلوق کے ذلیل ہوگا اب شرم میری تیرے ہاتھ ہی خداوند عالم
کو اس وقت کی عاجزی اسکی پسند آئی اور دوسرے روز ابر اٹھا پانی برسا کہ جل تھل ہو گیا جب
تو نے اس کافر کی بات رکھی اور شرمندہ نہونے دیا تو مجھ احقر کی بات بھی سامنے ان کفار کے رکھنا
اسکی دعا مقبول ہونے سے لوگون کی گمراہی بڑھ گئی بہتون نے کہا کہ فرعون بیشک خداوند برحق ہی
کہ اسنے پانی برسا دیا اسوقت اگر میری دعا قبول ہوگی تو بہت سے گمراہ راہ پر آئینگے امیر تو دل
اپنے خالق کی طرف رجوع تھے اور دعا کر رہے تھے اور کفار مین یہ چرچا تھا کہ اگر واقع مین دعا سے
اس شخص کے مردہ زندہ ہوا تو ضرور ایمان لانا چاہیے یہ طائرون کا انسانون کی طرح باتین کرنا تو ایسا تھا
کہ ہم بھی چاہین تو ہزارہا طائر پیدا کر کے جو چاہین اُنسے کہوا دین ان طائرون کی باتون پر نہین پورا بھروسا
نہ تھا ہان اگر مردہ زندہ ہو گیا تو یہ سوا خدا کے دوسرے کا کام نہین ہی جو پیدا کرتا ہی وہی زندہ بھی
کر سکتا ہی اتنے مین لوگ ارقم تتاری کے صندوق فضیل تتاری کے مردے کا لیے ہوئے آئے اور
محافہ عروس کا اُسکے رکھا گیا عروس زار زار قطار رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ اے وہ خالق کہ جسکے قبضہ قدرت
مین تمام عالم کی جان ہی مجھ سبز قدم کو بھی اٹھا لے ورنہ لوگ مجھے طعنے دینگے کہ دولھن کا پہرہ ایسا
برا ہوا کہ دولھا گھر تک زندہ بھی نہ پہونچ سکا اسکی باتون پر رحم دون کے دل پاش پاش ہوئے تھے
صاحبقران نے اُس صندوق کو منگا کر سامنے اپنے رکھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے خالق عالم اسوقت
سیکڑون کا مجمع عارفون سے زیادہ ہی تو انکو اپنی قدرت کاملہ دکھا دے اور اس چھ مہینے کے مرے
کو زندہ کر دے اُسکے والدین اور اُسکی عروس پر رحم فرما کہ یہ سب تجھپر ایمان لائینگے امیر دعا فرماتے
جاتے تھے فاختہ اور قمری مین کی آواز دے رہی تھین کہ دفعتہ وہ صندوق حرکت مین آیا اور آواز
پیدا ہوئی کہ ارے کوئی زندہ انسان کو بھی صندوق مین لٹاتا ہی یہ طریقہ مردون کے ساتھ کرنے کا ہی

بس یہ سنتے ہی ارقم تتاری نے دوڑکر پٹ صندوق کا اُٹھایا دیکھا تو فرزند زندہ ہی فضل تتاری کی
نظر جو ارقم پر پڑی پکارا کہ یہ آپنے مجھکو جیتے جی کفن پہنایا ہے ارقم نے ہاتھ پکڑ کے اپنے فرزند کو صندوق
سے باہر نکالا اور کہا اے فرزند تو مر گیا تھا آج چھ مہینے کے بعد دعائے صاحبقران سے تو زندہ ہوا ہے
تجھکو چاہیے کہ تو بھی دین متین صاحبقران کو اختیار کرے یہ سنکے فضل صاحبقران کے قدمون سے
لپٹا اور شاہان طلسم کے دلون سے بھی زنگ کفر دور ہوا سبنے کہا کہ یا امیر بیشک آپ سچے آپ کا
خدا سچا اور برحق معلوم ہوا کہ یہ پہلے دو سو خداوند جو مشہور ہین یہ رنگے ہوئے سیار تھے اصلیت انکی
کچھ بھی نہ تھی کوئی نیرنجات کے زور پر خداوند بن بیٹھا تھا کوئی سحر کی قوت پر خداوند بنا کسی نے
سلطنت کے زور پر لوگون کو گمراہ کیا بلکہ معلوم ہو گیا کہ یہ سب ایسے ہی ویسے تھے ہمین کلمہ طیبہ تلقین
فرمایئے صاحبقران نے کلمہ پڑھا کر اُن سبکو مسلمان کیا لیکن ساحران طلسم نے عرض کی کہ یا
صاحبقران بدل ہم مطیع اسلام ہو چکے لیکن ابھی زبان سے کلمہ طیبہ نہ پڑھینگے ورنہ قوت سحر
زائل ہو جائیگی ابھی ایک وقت سخت آنے والا ہے یعنے آپ کو ملک سار لقیہ مین جنگ کرنا ہے وہان
خلخال جادو سے سامنا ہوگا خلخال جادو ساحرہ زبردست ہے کہ تمام ساحر اُس سے دبتے ہین
بعد اس مرحلہ کے سر ہو جانے کے ہم لوگ سحر سے توبہ کرینگے صاحبقران نے منظور فرمایا ارقم تتاری
اپنے ہمراہیون سمیت صاحبقران عالیشان سے رخصت ہو کر جانب ملک تتار روانہ ہوا اور شاہان
طلسم نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپنے وہ دولت لازوال ہمین عنایت فرمائی ہے کہ اسکا شکریہ ہم
ادا نہین کر سکتے عوض مین اسکے جو ہدیہ ہم پیش کرین اُسے قبول فرمایئے صاحبقران نے منظور
کیا اُس وقت چارون بادشاہون نے چار تصویرین پیش کین ہر بادشاہ کی ایک ایک دختر تھی کہ حسن و
جمال مین اپنے آپ نظیر تھی صاحبقران اُن تصویرون کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور انھین
مین تصویر ملکہ سہیل بسنتی پوش کی بھی تھی اول صاحبقران کو خورشید بسنتی پوش نے اپنا
مہمان کیا اور عقد ملکہ سہیل بسنتی پوش کا صاحبقران عالیشان کے ساتھ کر دیا اور خواجہ خضر ثانی
کا نکاح اُسکی وزیرزادی ستارہ کے ساتھ ہوا اُسی شب سہیل بسنتی پوش حاملہ ہوئی بطن سے
اسکے لڑکا پیدا ہوگا جو صاحبقران وقت ہوگا بعد چند روز قیام کرنے کے صاحبقران مہتاب خترپوش
کے مہمان ہوئے اسنے بھی عقد صاحبقران کا اپنی دختر کے ساتھ کر دیا یہ بھی اُسی شب حاملہ ہوگی
نام اُسکا ملکہ بدر چہر تھا اسکے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضر ثانی کا عقد
اُسکی وزیرزادی سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی بعد اسکے صاحبقران بہرام خونی سپاہ کے یہان
تشریف لے گئے عقد امیر کا دختر بہرام ناہید شفقی پوش کے ساتھ ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی اسکے بطن
سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ بھی صاحبقران ہوگا اور خضر ثانی کا لڑکا اسکے ساتھ ہوگا پھر برجیس
زمرد پوش کے مہمان ہوئے عقد دختر برجیس کا بھی صاحبقران سے ہوا یہ بھی حاملہ ہوئی دفتر
اسلام آباد مین ذکر ان چارون لڑکون کے خروج کا آئیگا اُس وقت سے چار دانگ عالم مین
چار صاحبقران ہونگے اور عوض خون عادل کیوان شکوہ کا کفار سے لینگے اسلیے کہ جب
خروج لاہوت آتش پرست کا ہوگا تو صاحبقران رابع شہید ہونگے اور کفر تمام عالم مین پھیل جائیگا
اور عہدہ صاحبقرانی چارون لڑکون پر تقسیم ہوگا اور یہ چارون دفعۃً تسخیر عالم کرینگے اور دین اسلام
پھیلاوینگے اگر حیات نے اس کمترین کونین شیخ تصدق حسین کی اُس وقت تک وفا کی تو

دفتر اسلام آباد لکھا جائے گا اس دفتر کو ناظرین بہت پسند فرمائینگے اسلیے کہ اسکی داستانین جدید طریقہ کی اور نہایت دلچسپ ہونگی اور یہ دفتر دفتر آفتاب شجاعت سے بہت بڑھا ہوا ہوگا ہرچند کہ اس ہیچمدان کج مج زبان کو کیا لیاقت ہے کہ منہ بھی کھول سکے لیکن قدر دانی عالی جناب مستغنی عن الالقاب منشی پرگ نراین صاحب بہادر نے اس ذرہ بمقدار کو آفتاب عالمتاب سخندانی بنادیا حق تعالے آنکی ترقی اقبال فرمائے کہ ہم ایسے جاہلون کو بھی پوچھ لیتے ہین اور قدر فرماتے ہین ورنہ من آنم کہ من دانم الحاصل جب ان امور سے فراغت حاصل ہوچکی تو صاحبقران عالی شان نے موافق مذہب اسلام کے انتظام طلسم مین ترمیم کی کہ کوئی تو دارو اگر پھنس جائے تو وہ رہا کردیا جائے بیگناہون پر ظلم نہو ہر شخص اپنے مذہب مین آزاد رہے اور جسقدر کہ قیدی طلسم مین تھے اُن سبکو اپنے سامنے رہا کردیا جو جہان کا رہنے والا تھا ساحرون کے ذریعہ سے اُسکو اسکے مسکن کی طرف بھجوادیا اور جو کچھ مال وخزانہ شاہان طلسم نے مع تحفجات طلسمی نذر کیا وہ لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور اسفندیار مکرانی کو اپنے ساتھ لیکر ارشاد کیا کہ اب مین شہر مکرانیہ مین جانا چاہتا ہون اس وقت اشرف جنی نے عرض کی کہ دو راستے اس طلسم مین آنے جانے کے ہین ایک وہ جس طرف سے آپ نے تشریف لائے محکور ہاگیا تھا اُس دن سے وہ راستہ کھل گیا اور اُسی راہ سے ارقم تتاری بھی آیا تھا اور دوسرا راستہ تالاب سے ہی فرمایا کہ کسیکو بھیجکر یوسف مکرانی کو اطلاع ہمارے آنے کی دو اور ہم تالاب کے راستہ سے چلینگے اشرف جنی نے قطب جنی سے کہا کہ تم تالاب کی طرف سے صاحبقران کو لیکر چلو مین جاکر اُن لوگون کو اطلاع کرتا ہون یہ کہکر اشرف جنی جانب شہر مکرانیہ روانہ ہوے یہان قطب جنی نے کشتی تیار کی اور صاحبقران کو مع خضران اور اسفندیار مکرانی کشتی پر سوار کیا اور لیکے چلا وہان اشرف جنی نے یوسف مکرانی کو اطلاع دی کہ صاحبقران تمھارے فرزند کو لیکر اُسی تالاب کی طرف سے تشریف لاتے ہین جسمین تمھارا فرزند غرق ہوا تھا یہ سُن کے قریب تھا کہ یوسف مکرانی شادی مرگ ہوجائے ناطق مکرانی وزیر نے جلدی سے سامان کیا اور مع ارکین دولت برائے استقبال روانہ ہوا جو مقام اشرف جنی نے بتادیا تھا کہ اس حد سے آگے نہ جانا یہ سب کے سب وہان ٹھہرے کہ ناگاہ سامنے سے کشتی نمودار ہوئی اشرف جنی تا بہ لب گردان آیا امیر کو ہمراہیون سمیت کشتی سے اتارا اور آپ صاحبقران سے رخصت لیکر اُسی کشتی پر سوار ہوکے واپس گیا اور صاحبقران اسفندیار مکرانی کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اس طرف بڑھے یہان لوگ برائے استقبال کھڑے تھے سبنے ملازمت صاحبقران عالی شان کی حاصل کی اور یوسف مکرانی اپنے فرزند سے لپٹکر اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا صاحبقران عالی شان نے بعد فراغ دعوت کے یوسف مکرانی سے رخصت طلب کی یوسف مکرانی دور تک صاحبقران کو پہونچانے آیا اور اسفندیار مکرانی نے اپنے باپ سے کہا کہ مین صاحبقران کے ہمرکاب رہونگا یوسف مکرانی نے بخوشی منظور کیا اسفندیار مکرانی اپنے باپ سے رخصت ہوکر ہمراہ صاحبقران عالی شان کے جانب شہر مکرانیہ روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ کر بیان سے

چند کلمے داستان فیروزی نشان صف شکن دلاور شاہزادہ طیمور شیر بر دل کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

بڑھ کے آئی اندنون زلف پریشان تا کمر
ہو نہین سکتی ہی سر سے دید جانان تا کمر
چھپ گیا وہ تا کمر اور ہی نمایان تا کمر
فصو نگین ہی اسلیے وہ روے تابان تا کمر
حسن و خوبی کسقدر ہے پردے مین پنہان تا کمر

کیا سمجھ سکتا ہی کوئی رسم و راہ عاشقان
رکھ کے چشم عاشقان رکھ کر نگاہ عاشقان
نیکیون سے ہو گیا بہتر گناہ عاشقان
دیکھیے پہونچا عدم تک دود آہ عاشقان
بڑھ کے کب آئی ہی وہ زلف پریشان تا کمر

سچی الفت اور فقط جلنے جلانے کے لیے
جھوٹھ ہی یہ بھی نہین سارے زمانے کے لیے
عشق صادق اور خالی آزمانے کے لیے
لاش پروانہ جو دیکھی شامیانے کے لیے
جھک سکے آیا شعلۂ شمع شبستان تا کمر

برق چمکی رخ پہ لا کر جبکہ زلفین کھول دین
گل کھلائے مسکرا کر جبکہ زلفین کھول دین
پانی برسایا نہا کر جبکہ زلفین کھول دین
اُس سہی قد نے بنا کر جبکہ زلفین کھول دین
تازہ پیدا ہو گیا اک سنبلستان تا کمر

دل مین آنکھو مین نگاہون مین کسی جامہ دری
مین بھی کیا مین ہون نہین ابتک کئی جامہ دری
ہر وہی سر پھوٹنا اور ہی وہی جامہ دری
جوش وحشت مین یہ مجھ وحشی نے کی جامہ دری
دشت مین ہین پارہ جیب گریبان تا کمر

تر لہو سے ہی ہر اک گل نے یہانتک سر دھنا
پھوڑ ڈالا سر کو بلبل نے یہانتک سر دھنا
خاک پر غلطان ہی سنبل نے یہانتک سر دھنا
قید مین وحشی کا کل نے یہانتک سر دھنا
گر گئے گرتے رہی دیوار زندان تا کمر

خضر بنکر لا کہہ وحشت ساتھ ہی تعلیم کو
حجرے بنجاتے ہین جب گرد اُٹھتی ہی تکریم کو
مین تو کیا ہون قید کر دے دشت [illegible]
نیم جد ہر سو بگولے اُٹھتے ہین تعظیم کو
ساتھ مجھ وحشی کے ہی دیوار زندان تا کمر

ہی کلیم اونچا اُسے سب بجز دو دن بر فوق ہی
یون ہم آغوش اُس سے ہی جیسے گلے کا طوق ہی
انتہا کا گو ہی دیوانہ مگر کیا ذوق ہی
کاشف سر نہان ای وصل دست شوق ہی
کر دیا وصلت کی شب مین ست کو عریان تا کمر

راوی بیان کرتا ہی کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور ہمراہ نامہ دار کے جانب شہر سمالیہ روانہ ہوا تھا جس وقت قریب شہر پہونچا اور خبر قطب شاہ شمالی کو ہوئی کہ طیمور شیر پرور تشریف لاتے ہین یہ تمام ارکین دولت کو لیکر برائے استقبال آیا اور شاہزادے کی ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا بڑی دھوم سے دعوت کی تمام شہر آئین بند ہوا حسن و جمال طیمور کا تمام عالم مین شہرہ ہوا لوگ دیکھنے کو آتے تھے اور وجد کرتے تھے اور پہلوانان نامی و گرامی دیکھکر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے بادشاہ نے اس طفل کو مقابلہ محیط منارہ گردن کے واسطے بلایا ہی یہ اسکا کیا کر لیگا ہان نگاہ اسکی بیشک ایسی ہی کہ کوئی آنکھ نہین ملا سکتا لیکن دست و بازو ایسے قوی نہین ہین جنپر یہ بھروسا کیا جاوے کہ یہ محیط منارہ گردن کا ہمسر ہی یہان تو قطب شاہ شمالی مصروف دعوت و ضیافت تھا لیکن حال محیط منارہ گردن کا سنیے کہ یہ فوج کو لیے ہوئے قلعۂ اسود کے قریب پہونچ گیا

یہ قلعہ شہر شمالیہ کے جنوب جانب کئی منزل کے فاصلہ پر ہی اور سرحد پر واقع ہی حاکم قلعہ نے کہ نام اُسکا
اسود زنگی تھا ایک نامہ قطب شاہ کو تحریر کیا کہ میرے قلعہ پر محیط منارہ گردن آ پہونچا ہی اگر آپ
کمک نہ بھیجئےگا تو قلعہ قبضہ سے نکل جائیگا ہم لوگ ایک دن سے زیادہ جنگ کو روک نہیں سکتے ہیں
نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا یہان جشن جمشیدی آراستہ تھا ناچ ہو رہا تھا کہ نامہ دار پہونچا اور نامہ قطب شاہ
کے ہاتھ مین دیا قطب شاہ نامہ کو پڑھکر پریشان ہوا لیکن تحمل سے کام لیا طیمور نہ سمجھا کہ کیسا
نامہ ہی اور کیا معاملہ ہی مبادا کوئی راز ہو تو مین کیون دریافت کرون قطب شاہ نے جواب
تحریر کر دیا کہ اے اسود زنگی تم قلعہ خالی کر کے محیط کے حوالے کر دو اور خود ہمارے پاس چلے آؤ
جسوقت محیط منارہ گردن یہان آئیگا تو سمجھا جائیگا اتنی جلد کمک روانہ کرنا ہمارے امکان سے
باہر ہی بس یہ سنکے قاصد تو اُس طرف روانہ ہوا یہان قطب شاہ شمالی اُسی استقلال کے ساتھ
بیٹھا رہا اک مرتبہ نامہ ہوا سے اُڑکر سامنے طیمور کے گیا طیمور نے کہا اے قطب شاہ یہ نامہ
کیسا ہی اسوقت قطب شاہ شمالی نے طیمور کو مضمون نامہ سے آگاہ کیا طیمور نے کہا مین ابھی
جاتا ہون قطب شاہ نے عرض کی کہ ابھی آپکے تشریف لیجانے کی ضرورت نہین ہی جسوقت محیط
منارہ گردن ہمارے ملک کے قریب آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا اب اتنی زحمت کیون گوارا کرین
کہ یہان سے منزلون کی مسافت طے کرین مین نے اپنے ملازمون کو تحریر کر دیا ہی کہ تم قلعہ خالی کر کے
چلے آؤ طیمور نے رانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تمنے غضب کیا اسمین میری بدنامی ہی مین ابھی جاؤنگا یہ کہکر اسیوقت
مرکب طلب کیا اور اپنے چالیس ہزار سر جیوشون سے کوچ کر کے قلعہ اسود کی طرف روانہ ہو گیا
لیکن غلطی یہ کی کہ کسی راہبر کو ساتھ نہ لیا اور خود بھی راستہ بھولکر دوسری طرف جا نکلا تین روز کی
مسافت طے کرنے کے بعد اک کوہ نمودار ہوا بالائے کوہ اک قلعہ سر بفلک کشیدہ تھا یہ مسکن
اہرمن کوہی کا ہی یہ پہاڑ گزرگاہ ہی بہت سے شہرون کی اکثر سلاطین جو ادھر سے گذرتے ہین
تو اہرمن اُنسے بزور شمشیر ایک لاکھ زر سُرخ لینے کے بعد راستہ دیتا ہی صرف اسی ہزار سوار
اسکے تابع فرمان ہین لیکن اہرمن اسم بامسمی ہی آدمی ہی مگر دیو معلوم ہوتا ہی اور جو شخص نہین دیتا ہی اور
لڑتا ہی وہ کٹ جاتا ہی اہرمن نے اسی ہزار سے لاکھون کو لوٹا ہی جسوقت اُسنے بالائے قلعہ سے لشکر
طیمور کو دیکھا تو فوج کو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور راستہ روک کے کھڑا ہو گیا شاہزادہ شکار کھیلتا
ہوا چلا آتا تھا فوج اسکی پرے جمائے چلی آتی تھی کہ اہرمن نے بڑھکر آواز دی کہ خبردار آگے
بڑھنے کا قصد نکرنا جو اس طرف گذرتا ہی وہ جبتک کچھ روپیہ بطور خراج کے نہین دے لیتا ہی جانے
نہین پاتا ہی تم لوگ یاقوت پوش ہو بہت مالدار معلوم ہوتے ہو اپنے افسر کو اطلاع کرو کہ یہ مسکن
شیرون کا ہی ادھر سے گذرنا آسان نہین ہی فوج رُک گئی اور کچھ لوگون نے جاکر شاہزادہ طیمور
شیر پرور سے اطلاع کی کہ اک کوہی اسی ہزار سوارون سے سدراہ ہوا ہی اور کہتا ہی کہ خراج
دے لو تو آگے بڑھو یہ سنکے شاہزادہ طیمور کو نہایت غصہ آیا کہ وہ کون بے ادب ہی جو ہمسے
خراج مانگتا ہی جلدی سے مرکب کو اُڑاکر اُس مقام پر آئے دیکھا کہ ادھر اتنی فوج صفین باندھے
کھڑی ہی اور اُس طرف اسی ہزار کوہی پوست شیر کا لباس پہنے اسلحہ جنگ سے مسلح کھڑے ہین اور
ایک دیو پیکر آگے اُن سبکے کھڑا ہوا خراج طلب کر رہا ہی اسکی نظر جو طیمور شیر پرور پر پڑی
کہا اے طفل تحسین کیا تو بادشاہ لشکر کا فرزند ہی فرمایا یہ میری ہی فوج ہی کہا تجکو شاید تہیان کا

قاعدہ نہین معلوم ہی تو سن لے کہ جو لشکر اس طرف سے گزرتا ہی وہ ایک لاکھ زرسرخ دیکر جانے پاتا ہی اور قیام کی اس صحرا مین اجازت نہین ہی فرمایا کہ یہ قاعدہ تمام عالم مین کہین نہین ہی تو نے نیا قاعدہ جاری کیا ہی بلکہ یہ طریقہ تو قزاقون کا ہی کہ جو قافلہ ملا اسکو لوٹ لیا اہرمن نے کہا او لڑکے تو بڑا بدزبان معلوم ہوتا ہی مجھے تجھپر رحم آتا ہی ورنہ اگر دوسرا تیرے مقام پر ہوتا تو مین اُس سے بہت بُری طرح پیش آتا تیرے ساتھ تو یہ چالیس ہزار سوار ہین یعنے کرورہا آدمیون کی فوج کو منتشر کر دیا ہی بس بہتر یہی ہی کہ ایک لاکھ اشرفیان رکھ دیے ورنہ جس طرف سے آیا ہی اُسی طرف پھر جا طیمور نے کہا کیا جھک مارتا ہی دیکھ مین جاتا ہون اگر تجھمین دم ہی تو مجھے روک لے یہ کہکر مرکب کو چھیڑا اہرمن سدراہ ہوا اور کہا کہ کیا کہون تجھپر میرا ہاتھ نہین اُٹھتا کہ تو بچہ ہی اور مین چلا ہوا اگر میرا شریک ہو جا تو مین تجھے فرزند سے زیادہ سمجھون گا فرمایا مین ایسے ظالم کا شریک نہین ہوتا جو راہزنی کرے اہرمن نے باگ پکڑلی اور ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے چاہا کہ مرکب سے اُٹھالون طیمور نے بھی اُسکے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے ہرچند کوشش کی اہرمن نے کہ طیمور کو اُٹھالون ممکن نہوا طیمور بھی لیکایک اہرمن کو نہ اُٹھا سکا اُس وقت دونون نے زین خالی کیے اور مصروف تلاش ہوے دونون کی فوجین تماشہ دیکھ رہی تھین اور سردار سرگرم تلاش تھے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر طیمور نے لنگر اہرمن کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا کہ کیا کہتا ہی دین آئینہ پرستی کے بارے مین اہرمن نے کہا کہ مین نے اطاعت تیری اختیار کی تو تو خود قابل پرستش ہی طیمور نے چھوڑ دیا اہرمن بدل مطیع ہوا قلعہ مین لایا اور دعوت ضیافت کر کے پوچھا کہ آپ کہان جاتے تھے شاہزادہ طیمور نے بیان کیا کہ مین مدد قطب شاہ شمالی کے واسطے آیا تھا اُسکے ملک پر محیط منارہ گردن چڑھ آیا ہی راستہ بھول کے اس طرف نکل آیا اہرمن نے کہا کہ چلیے مین آپکے ساتھ چلتا ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تمھارے ساتھ چلنے کی ضرورت نہین ہی پھر تمھارے قلعہ کا کون انتظام کریگا کسی سوار کو براے راہبری میرے ساتھ کردو اہرمن کو ہی نے عرض کی کہ اے شہریار اب اس قلعہ کا آباد رکھنا میرے امکان مین نہین ہی اسلیے کہ جو صورت آمدنی کی تھی اُسے آپ کے حکم نے مٹا دیا کہ آیندہ رہ روندے سے کچھ نہ لیا کرو اب ان اسی ہزار کی بسر کس طرح ہوگی نہ یہان کی زمین مین غلہ پیدا ہوتا ہی نہ یہ کوئی سلطنت ہی مین اب آپکے ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ اگر ایسا ہی تو میرے ساتھ چلو مین کوئی ملک فتح کر کے تمکو وہان کا بادشاہ کردونگا اہرمن نے عرض کی کہ مجھے کھانے بھر کو دے دیا کیجیے شاہی سے آپکی غلامی بہتر ہی شاہزادہ نے اہرمن کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کر کے طرف قلعہ اسود روانہ ہوا اب اسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور

چند کلمے داستان محیط منارہ گردن کے بیان کیے جاتے مین

کہ جس وقت یہ مع لشکر سامنے قلعہ اسود کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور اک نامہ حاکم قلعہ اسود زنگی کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے اسود زنگی تو اک ملازمت پیشہ آدمی ہی بہتر یہ ہی کہ قلعہ خالی کر دے اور دین قدیم پر اپنے قائم رہ جس طرح تجکو قطب شاہ نے قلعہ داری کا عہدہ دیا ہی مین بھی تجھے قلعہ داری کا عہدہ دونگا اور اگر لڑیگا تو میرے ہاتھ سے مارا جائے گا جس وقت یہ

نامہ اسود زنگی کو پہونچا اسنے جواب تحریر کیا کہ اے محیط منارہ گردن جو کچھ تمنے لکھا ہے سچ ہے مگر مین نے
عرضی اپنے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی ہے جس وقت جواب آئے گا اُس وقت مین جیسا مناسب
ہوگا کیا جائیگا ابھی مین نہ قلعہ خالی کر سکتا ہون نہ طبل بجوا سکتا ہون ہان اگر تم طبل جنگ بجوادو
تو مجھے مقابلہ کرنے مین کوئی عذر نہین ہے اگر مارا جاؤنگا حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا یہ جواب نامہ کا
دیکھکر محیط منارہ گردن برہم ہوا اور اسنے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت طبل جنگی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اسود زنگی کو ہوئی اُسنے بھی نقارہ بجوا دیا مگر پل تختہ اٹھوا دیا
خندق پر از آب کر دی رات بھر مین قلعہ کو خوب آراستہ کر لیا گولہ انداز توپون پر مسلط ہو گئے جب صبح
ہوئی تو خود اسود زنگی اگر چہ بند دروازے پر بیٹھا دوربین ہاتھ مین لی اُدھر محیط منارہ گردن
نے حوائج ضروری سے فراغ حاصل کرکے مرکب طلب کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر ایک
ہزار سوار اپنے ہمراہ لیے داہنے ہاتھ مین گرز گران سر سنبھالا اور دوسرے ہاتھ مین سپر
لیکر قلعہ کا رُخ کیا ادھر اسود زنگی نے دوربین سے دیکھا کہ اب یہ دیو پیکر زیر آگیا ہے بس
گولہ اندازون سے اشارہ کیا فوراً توپخانہ رعد آواز شورش مین آیا قلعہ سے گولہ پڑنے لگا
اور محیط منارہ گردن نے مرکب کو جولان کیا گولون کو خالی دیتا اور رد کرتا ہوا چلا
گولہ اندازون نے جب یہ اندازہ کر لیا کہ اب ہمنے ایک ایک ذرہ زمین کا اُڑا دیا ہوگا تو توپون پر
ہاتھ روک لیا دھوان ہوا سے منتشر ہوا تو دیکھا کہ ہمراہیان محیط منارہ گردن سے قریب دو سو کے
اُڑ گئے تھے باقی منتشر ہو گئے لیکن محیط منارہ گردن لب خندق پر کھڑا نعرے کر رہا تھا
اور پکار رہا تھا کہ اے اسود زنگی اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو پھاٹک قلعہ کا کھول دے اسود
زنگی نے فصیل قلعہ پر سے بانے کا متوالا اور کڑاک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاؤ یہ سب
چیزین پھینکین مگر محیط منارہ گردن نے سب چیزون کو دور کر کے پھاٹک توڑا اور اندر قلعہ کے داخل
ہوا اسوقت اہل قلعہ مرنے پر آمادہ ہوئے اسود زنگی نے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے
کلائی پکڑ لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا اور لوگون نے حملہ کرنا چاہا محیط منارہ گردن نے
اسود زنگی کو بجائے سپر کے لیا اور لڑنے لگا فوج بھی محیط منارہ گردن کی آپڑی تلوار
چلنے لگی اُس وقت اہل قلعہ نے آواز امان بلند کی اور اطاعت محیط منارہ گردن کی قبول
کرلی محیط منارہ گردن نے اپنی جانب سے سہام ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کیا اور قید
اسود زنگی کی اپنے ہمراہ لی اور کوچ کر کے طرف شہر شمالیہ کے روانہ ہوا راستے مین نامہ دار کو
معلوم ہوا کہ قلعہ سر ہو گیا یہ روتا ہوا شہر شمالیہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ شمالی سے
عرض کی ابھی یہ نہ پہونچنے پایا تھا کہ قلعہ فتح ہو گیا اور اب محیط منارہ گردن اس طرف آتا ہے
قطب شاہ شمالی حیران تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کہان گیا پہلوانان لشکر نے عرض
کی کہ حضور وہ طفل بھلا کیا مقابلہ کرتا بھاگ گیا ہوگا قطب شاہ شمالی کو بھی یہی خیال ہوا کہ طیمور
بہانے سے چلا گیا اب اسنے بھی جنگ کی تیاری کی لیکن حال شاہزادہ طیمور شیر پرور کا سنیے
کہ جس وقت لشکر اسکا قلعہ اسود کے قریب پہونچا تو اسے تعجب ہوا کہ ابتک اہل قلعہ میری
پیشوائی کو نہین آئے اسنے وہین قیام کیا اور ہرکارون کو دریافت حال کے لیے روانہ کیا
کہ محیط منارہ گردن سے کیا ٹھہری ہرکارون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ اے شہریار

چونکہ حضور کو تشریف لانے مین دیر ہوئی اس وجہ سے محیط منارہ گردن نے یورش کر کے قلعہ کو
لے لیا قلعہ دار کو قید کر لیا اب کوچ کر کے شہر شمالیہ کی طرف گیا ہی اور اپنی جانب سے سہام
ناوک انداز کو حاکم قلعہ مقرر کر گیا ہی بس یہ سُنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور کو نہایت غصہ آیا
اہرمن کوہی سے فرمایا کہ تم تو شہر شمالیہ کی طرف جاؤ اور محیط منارہ گردن سے کہدینا کہ مین بھی
اس قلعہ سے فرصت کر کے آتا ہون اگر وہ انتظار کرے تو خیر ورنہ ایک روز کی میدان داری
تم کر لینا دوسرے روز یقین ہی کہ مین پہونچ جاؤنگا یہ سُنکے اہرمن کوہی نے عرض کی کہ ای شیر گیر
محیط منارہ گردن کے نام سے پہلوانان عالم تھرّاتے ہین مین اُس سے مقابلہ کرنے کو موجود ہون مگر
مجھے امید نہین کہ کوئی بھی اسپر فتحیاب ہوسکے اسلیے کہ وہ بلاے بیدرمان ہی فرمایا کہ جونکہ وہ اسود
زنگی کو گرفتار کر لے گیا ہی مین بھی اسکے قلعہ دار کو اسیر کر کے اپنے ہمراہ لے جاؤنگا اہرمن کوہی
نے عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر اسنے اپنے اسّی ہزار سوارون کو ساتھ
لیا اور جانب شہر شمالیہ روانہ ہوگیا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور نے سہام ناوک انداز سے کہلا
بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو قلعہ سے نکل جا ورنہ ایک دم مین قلعہ خالی کرا لونگا سہام ناوک انداز
نے جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھے نہین جانتا کہ مین کس شخص کا ملازم ہون تو کیا حقیقت رکھتا ہی کہ مجھسے
قلعہ خالی کرالےگا اور اہل قلعہ تو مین مارتے ہین اور مین تیر مار کے لشکرون کو بھگا دیتا ہون تو اگر
اپنی خیریت چاہتا ہی تو پلٹ جا ورنہ مارے تیرون کے ایک قدم آگے نہ بڑھنے دونگا یہ سُنکے
شاہزادہ غیظ و غضب مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بس نقارہ رزمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی اُنھون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون طرف
تیاری جنگ ہوا کی سہام ناوک انداز نے اپنے ناوک اندازون کو فصیل قلعہ پر قرینے سے
بٹھایا اور آپ آکر دروازہ قلعہ پر کھڑا ہوا اس طرف شاہزادہ طیمور شیر پرور سوار ہوا اور
اہل لشکر سے کہا کہ تم سب یہین رہو مین اکیلا اس قلعہ کو سر کرونگا ہر چند خیر خواہون نے اصرار
کیا مگر شاہزادہ طیمور شیر پرور نے کسیکو اپنے ساتھ نہ آنے دیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر تلوار برہنہ
کر کے ہاتھ مین لے لی دوسرے ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب کو طرف قلعہ کے جولان کیا اُدھر
سہام ناوک انداز نے تیر مارنا شروع کیے یہ لوگ ایسے قادر انداز تھے کہ نشانہ انکا خطا نہ کرتا
تھا شاہزادہ نے دونون ہاتھون کو گردش دینا شروع کیا جو تیر اپنے اوپر آتے تھے اُنکو سپر پر روکتا
تھا اور جو تیر گھوڑے پر آتے تھے انکو تلوار سے قلم کرتا تھا اسی طرح برلب خندق جا پہونچا اب تو سہام ناوک
انداز گھبرایا بس اُسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ اب اس سے پیش پانا دشوار ہی بھاگ چلو ہند رہنے
دو اور جو دروازے کی طرف سے نکلجاویگا وہ اچھا رہیگا ورنہ جو حالت اسود زنگی کی ہوچکی ہو وہی
ہماری بھی ہوگی یہ مشورہ کر کے یہ تو چور دروازے سے نکلکر فرار ہوا اور شاہزادہ طیمور شیر پرور
پھاٹک قلعہ کا توڑ کر اندر آیا تو کسیکو نہ پایا جو لوگ یہان رہگئے تھے اُنھون نے عرض کی کہ قلعہ دار بھاگ
گیا اک مرد ضعیف کو ناظم قلعہ مقرر کیا اور اُسی وقت مع لشکر کوچ کر کے تعاقب مین سہام ناوک انداز
کے روانہ ہوا لیکن اسپ

چند کلمہ داستان شہر شمالیہ کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ قطب شاہ شمالی نے لشکر کو اپنے فراہم کر کے شہر کے باہر نکالا اور میدان مین آکر

خیمہ زن ہوا دوسرے روز صبح کو گرد اڑی اور محیط منارہ گردن ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا
قید اسود زنگی کی اسکے ساتھ تھی دیکھا اپنے کہ لشکر قطب شاہ کا خیمہ زن ہے یہ سرداران لشکر
کو دیکھ کے ہنسا اور اسنے بھی بمقابل لشکر قطب شاہ خیمہ برپا کیا اور قطب شاہ کو نامہ لکھا
کہ ای قطب شاہ بہتر یہ ہے کہ جان کو غنیمت جان اور ملک سے ہاتھ اٹھا ورنہ اگر مقابلہ کرے گا
تو جان بھی مال کے ساتھ تلف ہوگی تیرے لشکر کے پہلوان میرا کیا کر سکتے ہین مین نے سنا ہے کہ تونے
جس طفل کو میرے مقابلہ کے واسطے بلایا تھا وہ میرے خوف سے بھاگ گیا جب یہ نامہ قطب شاہ
کو پہونچا تو اسنے جواب تحریر کیا کہ ای محیط منارہ گردن لعنت ایسی زندگی پر جو ذلت وخواری سے
بسر ہو اگر سلطنت نہین تو زندگی بھی بیکار ہے جو تجھ سے ہو سکے اسمین قصور نکرنا یہ جواب جو محیط منارہ
گردن کو پہونچا اسنے برہم ہو کے حکم دیا بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گرمی جب قطب شاہ کو ہوئی اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ
کی ہونے لگین لیکن ملک شمالیہ کے لوگون مین عجب طرح کا انتشار تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے انسان
اور دیو کا مقابلہ ہے جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف
قتال وجدال نقیب سپہ دیکر بیٹھے تھے کہ جانب صحرائے تنق گرد وغبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اہرمن کوہی اسی ہزار سواروں سے پیدا ہوا
اسکو یہ خیال ہوا کہ اگر مین مہلت طلب کرتا ہون اور نام شاہزادہ طیمور کا لیتا ہون تو میری جرات
مین فرق آتا ہے محیط منارہ گردن دل مین کہے گا کہ یہ مجھ سے مقابلہ کرتے ہوے خوف کرتا ہے بس
اسنے آتے ہی للکارا کہ او محیط منارہ گردن تجھے شرم نہین آتی کہ تونے ایسے ملک پر چڑھائی کی ہے
جہان کوئی تیرا ہم نبرد نہین ادھر آ اور مردون سے سامنا کر محیط منارہ گردن نے کہا کہ او کوہی قزاق منحوس
اب تیری یہ جرات ہوئی کہ تو اپنے مسکن کو چھوڑ کر مالکون پر چڑھائی کرنے لگا کیا تونے میرا نام نہین
سنا ہے کہ مین کون شخص ہون اہرمن کوہی نے کہا کہ مین وہ شخص ہون کہ کسیکو سر اٹھا کر اپنے قلعہ
کی طرف سے نہین جانے دیا جو گیا وہ گردن جھکا کے گیا ہے اگر تو اس طرف آتا تو مجھے بھی معلوم
ہوجاتا کہ مین کون ہون بس زیادہ لاف زنی سے کچھ حاصل نہین ہے لا حربہ اپنا یہ سنکے محیط منارہ گردن
نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر اہرمن کوہی کے وار کیا اہرمن کوہی نے نیزہ کو نیزہ پر گا نٹھا رد و بدل
ہونے لگی لیکن قطب شاہ حیرت مین تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے مجھ سے تو اس قزاق سے ملاقات بھی نہ تھی
یہ میری طرف سے کیون مقابلہ کرنے کو آیا ہے ادھر ان دونون مین ردو بدل ہوتے ہوتے نیزے
بیکار ہو گئے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی مرکب اہرمن کا مارا گیا اہرمن نے قصد کیا کہ محیط کے گھوڑے
کو بھی بیکار کردون لیکن محیط منارہ گردن مرکب سے کود پڑا اہرمن نے دوڑ کر تلوار ماری محیط
منارہ گردن نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا محیط منارہ گردن سر دار زبر دست ہے چاہا کہ مڑ دو کر
ہاتھ تلوار چھین لون لیکن ممکن نہوا اسلیے کہ اہرمن کوہی بھی بلا بے بیدرمان ہے اسنے گریبان مین
ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونون طرف سے سردار قریب آگئے تماشہ دیکھنے لگے تمام دن
کشتی رہی قریب شام محیط منارہ گردن اہرمن کو ریل کرلے چلا تھا کہ پاؤن اہرمن کا موزہ
مین جا کر ٹوٹا دفعتہ رنگ زرد ہوگیا اندام مین رعشہ پڑگیا محیط منارہ گردن نے پوچھا کہ کیا حال
ہے اہرمن نے کہا کہ پاؤن میرا ٹوٹ گیا مگر مین تیرے مقابلہ کو موجود ہون یہ کہکر ایک زانو

ایک کر مقابلہ پر آمادہ ہوا محیط منارہ گردن ہنسنے لگا اور چھوڑ کے علحدہ ہوا چونکہ شام ہو چکی تھی طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے لوگ اہرمن اسکو اٹھا لے گئے اور معالجہ مین مصروف
ہوے لیکن اہل شمالیہ کو نہایت رنج ہوا کہ ایک طرفدار آیا تھا اسکی یہ حالت ہوئی اب کل دیکھیے کیا
ہوتا ہے وہان محیط منارہ گردن اپنی بارگاہ مین پہونچا لباس بزم پہنا پوشاک رزم اتاری دو چار جام شراب
کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی
پر چوب لگے اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر قطب شاہ شمالی کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوایا افسران
لشکر نے مرنے پر کمر باندھی ملازمان اہرمن کوہی نے اہرمن سے کہا کہ اگر حکم ہو تو شبخون مار کر لشکر کو
محیط کے ہم تباہ کردین اسے اتنی مہلت نہ لینے دین کہ یہ شہر شمالیہ پر حملہ کرے اہرمن نے منع کیا کہ یہ فعل
شاہزادہ کے خلاف ہوگا میری طرف سے جاکر محیط منارہ گردن سے اتنا کہہ آؤ کہ ابھی طبل نہ بجوائے اور
انتظار شاہزادہ طیمور کا کرے اگر اسنے مان لیا فہو المراد ورنہ دیکھا جائیگا اک سوار اہرمن کا پیام لیکر
محیط منارہ گردن کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے سردار نے اتنی مہلت طلب کی کہ یا ہمارا آقا
آلے یا پاؤن ہمارا اچھا ہو لے تو ہم برائے مقابلہ موجود ہین یہ سنکے محیط منارہ گردن نے کہا کہ
اب تو مین طبل جنگ بجوا چکا اگر پہلے سے اہرمن نے یہ کہلا بھیجا ہوتا تو مین طبل نہ بجواتا اور مجھے زیادہ ٹھہرنے
کی فرصت بھی نہین ہے اسلیے کہ مجھے یہان سے رخصت کرکے حضرت مین خداوند ساریق بن لقا کے
جانا ہے کہ اسنے بھی مجھے برائے مدد طلب کیا ہے خدا پرستون نے خداوند پر چڑھائی کی ہے جب یہ جواب
اہرمن کوہی کو ملا تو یہ مجبور ہوکر خاموش ہو رہا اور یہ تہیہ کر لیا کہ اگر لشکر شمالیہ شکست کھائیگا
تو مین پھر اسی حالت زخمداری مین مقابلہ کرونگا الغرض طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ
شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائر اپنے اپنے آشیانون سے نکل نکل کر شاخہاے
درخت پر محو زمزمہ سرائی ہوے چرند چراگاہون کی طرف متوجہ ہوے پرند فکر آب و دانہ مین چلے یہان دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے اہرمن کوہی بھی اک رابے پر سوار پاؤن مین پٹی بندھی ہوئی
میدان مین آکے پہونچا محیط منارہ گردن مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے قطب شاہ شمالی
کل تو اس کوہی نے آکر تجھے بچا لیا اب آج کون میرے مقابلہ کے واسطے نکلیگا یہ سنکے قطب شاہ
شمالی نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا اور آواز دی کہ ایہا الناس اگر تم لوگون کو پاس نمک ہو اور تاب
مقابلہ ہو تو کوئی بہادر اسکے مقابلہ کو جاے ورنہ مین خود عزم مقابلہ رکھتا ہون بادشاہ کو آمادہ حرب
پاکر سردار بھی مہیاے جنگ ہوے لشکر سے قطب شاہ کے سرہنگ تیغ زن نکلا اور
قطب شاہ سے عرض کی کہ جبتک ہم جان نثار موجود ہین سلطنت پر زوال نہ آنے دینگے قطب شاہ
نے کہا کہ جا اے خیرخواہ دولت اور اس سرکش سے مقابلہ کر ہونے دو سو خداوند تیرے نگہبان ہین
یہ سنکے سرہنگ تیغ زن مرکب کو چمکا کر سامنے محیط منارہ گردن کے آیا محیط منارہ گردن نے
کہا لا ضرب بہادری کی یہ سنکے سرہنگ نے نیزہ مارا محیط منارہ گردن نے نیزہ سرہنگ کے ہاتھ
سے نکال دیا اسنے تلوار ماری محیط منارہ گردن نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ
آبدار کا مارا سرہنگ کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے بعد سرہنگ کے فیروز تبرزن نکلا یہ
بھی مارا گیا اسکے بعد سلیم زرہ پوش نکلا یہ بھی مارا گیا پھر تو پہر بھر مین سترہ یا اٹھارہ سردار قطب شاہ
شمالی کے مارے گئے جو گیا ایک ہاتھ مین کام اسکا تمام ہوا اب تو یہ ہیبت طاری ہوئی کہ پرا بند

ہو گیا محیط منارہ گردن للکار رہا ہی کہ جسکو آنا ہو وہ آئے ورنہ مین خود آتا ہون لیکن کسیکی جرأت
نہین ہوتی اب محیط منارہ گردن نے طرف لشکر شمالیہ کے بڑھنے کا قصد ہی کیا تھا کہ جانب صحرا سے
آگے پیچھے دو بگولے گرد کے اُٹھے سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھا کہ آگے آگے تو اک پہلوان
بھاگا چلا آتا ہی اور پیچھے پیچھے اسکے اک سرخپوش گھوڑا دوڑائے ہوئے پرکالہ آتش بنا ہوا مثل قضاے
مبرم کے [illegible] آتا ہی یہ دونون اس طرح آ رہے تھے کہ کسی نے نہ پہچانا جو پہلوان آگے آگے بھاگا آتا
تھا اُسی نے محیط منارہ گردن کے سامنے پہونچکر آواز دی کہ مجھے اُس شیر کے ہاتھ سے بچائیے
بس یہ کہنا تھا اور تھمنا تھا کہ سرخپوش بھی سر پر آ پہونچا آتے ہی جو تلوار ماری مع مرکب چار ٹکڑے
ہوے جب لاش گری تو محیط منارہ گردن نے اُنکے رفیق سہام ناوک انداز کو پہچانا اُدھر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سبنے پہچانا اہرمن کے لشکر مین تو نقارہ شادمانی بجنے لگا لیکن محیط
منارہ گردن کی آنکھون مین خون اُتر آیا نیزہ پکڑ کر طیمور کی طرف بڑھا اور پکارا کہ او طفل تو بڑا
سرکش معلوم ہوتا ہی کہ تو نے میرے ایسے زبردست سردار کو اس طرح مارا اب چھوڑتا ہون تجکو
یہ کہکر اسنے چاہا کہ طیمور کو نیزہ پر اُٹھاؤن طیمور نے ترچھے ہو کر وار نیزہ کا خالی دیا اور نیزہ کو بغل
مین داب کر ایسا کس دیا کہ نیزہ ٹوٹ گیا بس محیط منارہ گردن نے تلوار ماری طیمور نے کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ کھینچ لون مگر محیط بھی پہلوان زبردست تھا نہ اسنے تیغہ چھوڑا نہ لنگر اُسکا
اُکھڑا اسی کشمکش مین گھوڑے تکرا کے اور چلاکے بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کی اور مصروف
تلاش ہو گئے اتنے قطب شاہ شمالی قریب آگیا ہی اور سرداران شمالیہ قریب سے آکر تماشہ دیکھنے لگے
کہ یہ وہی لڑکا ہی بادشاہ نے جسکو لیے مدد طلب کیا تھا اُدھر اہرمن کو بھی نے ارابہ اپنا بڑھوایا اور
قریب آکر لڑائی کا تماشہ دیکھنے لگا یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور مصروف تلاش تھا محیط منارہ گردن
ہر مرتبہ غصہ کر کے چاہتا تھا کہ طیمور کو اُٹھاؤن مگر طیمور بھی جہان ہاتھ ڈال دیتا تھا اور قدم جما دیتا تھا
ملنا دشوار ہو جاتا تھا جب اسی حالت مین طیمور آنکھ اُٹھا کر تیور ڈالتا تھا محیط منارہ گردن کی نظر
جھپ جاتی تھی اسی کشمکش مین شام ہو گئی محیط منارہ گردن نے کہا کہ او طفل تو بڑا بہادر ہی چار رات واسطے
آسایش کے ہو آرام لے صبح کو پھر مقابلہ کرنا طیمور نے کہا کہ بغیر فیصلہ کیے آرام لینے کو حرام جانتا ہون
نہ مجھے چین پڑتا ہی یہ سنکے محیط منارہ گردن کو غصہ آیا کہا کیا تو سمجھتا ہی کہ مین تجھ سے ڈر گیا ہون مین
بھی عاجز نہین ہون یہ کہکر پھر دونون لڑنے لگے جب محیط منارہ گردن طیمور شیر پرور کو پکڑ لاتا ہی
طیمور اس طرح ہاتھ چیر کر نکل جاتا ہی جس طرح بجلی گھٹا سے نکل جاتی ہی اور جب طیمور محیط کو پکڑ لاتا
ہی تو یہ بھی نکل جاتا ہی جھگڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہی دیکھنے والے وجد کر رہے ہین اور کہ رہے ہین کہ محیط
منارہ گردن تو مشہور پہلوان ہی مگر یہ لڑکا بھی قیامت کا پرزا ہی دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی دونون جانب
سے روشنی آگئی سرداروں کے دنگل بچھ گئے تمام رات یہ دونون مصروف تلاش رہے الغرض
ہوا صبح ہو گئی صبح کو بھی علحدہ نہ ہوے دونون جانب سے دو کاسہ شیر آگئے دونون نے پیے اور پھر سرگرم
تلاش ہوے آج بھی تمام دن کشتی رہی مگر فرق نہ محسوس ہوا اب تیسرا دن آیا کوئی دو پہر گذرے ہونگے
کہ محیط منارہ گردن نے غصہ مین آکر دونون بازو طیمور شیر پرور کے پکڑ کر آواز دی کہ او طفل سنبھل جا
اگر تو نے یہ زور میرا روک لیا تو گویا مجھے زیر کر لیا یہ کہکر طیمور کو ریل کر لیچلا بس طیمور نے پچھلے قدم ہٹتے ہٹتے
پتھر کا ماکہ محیط آپ بخود زمین اوندھے منھ جا رہا بس طیمور نے وہین سے پلٹ کے کمر زنجیر کے

بند مین ہاتھ ڈال دیا اور یا خداوند آئینہ کہکر زور جو کیا تو محیط ایسے کوہ پیکر کو تا بہ کمر اٹھا لایا محیط منارہ گردن نے بلبلا کر لنگر مارا طیمور نے ہاتھ کو قائم کر دیا اور کہا کہ تڑپ جتنا جی چاہے اب تو میرے ہاتھ سے چھوٹ نہین سکتا ہی جب دیکھا محیط منارہ گردن نے کہ تڑپنے سے کچھ نہوا تو ہاتھ پانون ڈھیلے کر دیے طیمور نے دوسرے زور مین سر سے بلند کرکے آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت خداوند آئینہ مین محیط منارہ گردن نے عرض کی کہ ای شہریار آئینہ کیسا تو خود لایق پرستش ہی طیمور نے کہا کہ مین قابل پرستش نہین ہون جسکی پرستش مین کرتا ہون اگر تو بھی اسکی پرستش کا اقرار کر تو خیر ورنہ ابھی چیر کے پھینک دونگا محیط منارہ گردن نے کہا کہ مجھے تو تیری اطاعت سے کام ہی تو جسے کہیگا مین اسے سجدہ کرون طیمور نے چھوڑ دیا محیط منارہ گردن نے کہا کہ اگر مین پھر مقابلہ کرون زرایا پھر تجھے باندہ لونگا تو بچ کے میرے ہاتھ سے کہان جائے گا محیط منارہ گردن اس بے پڑائی پر اور بھی شیدا ہو گیا اور اپنی تمام فوج سے آئینہ پرست ہوا اور قطب شاہ شمالی بھی مع کل لشکر آئینہ پرست ہوا اور بڑی دھوم سے طیمور کی دعوت ہوئی جب پانون اہرمن کوہی کا اچھا ہو گیا تو شاہزادہ طیمور نے اہرمن کوہی اور محیط منارہ گردن کو ساتھ لیا اور دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے کوچ کرکے طرف سارلقیہ کے روانہ ہوا اسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی

اور اب یہان سے چند کلمے داستان راندہ درگاہ خدا یعنے ساریق بن بقا کے بیان کیے جاتے ہین کہ اُسکو نتیجہ لیگیا تھا

راوی بیان کرتا ہی کہ خلخال جادو ساریق کو زیر تیغ دیکھکر اٹھا لے گئی تھی اسنے ساریق کو لیجا کر اپنے باغ مین اُتارا اور کہا کہ گدھے یہ حماقت تیری خاندانی ہی تو اپنی حقیقت کو بھول کر ایسا بھول جاتا ہی کہ جو زبان کھانے کی باتین کرتا ہی اگر مین جا کر نہ لے آتی تو تو قتل ہوتا یا زندہ بچتا اتنے ساحر اسلیے ہین پہلوان تیرے محکوم ہین تو نے کسی کو بھیج دیا ہوتا یا خود ہی گیا ہوتا تو کسی ساحر کو ساتھ لیتا گیا ہوتا تو کس بھروسے پر مد یوسف مکرانی کو گیا تھا آخر اسکا نتیجہ دیکھا ساریق نے کہا کہ مجھسے خطا ہوئی اور یہ خطا آپ ہی کی کمک کے بھروسے پر ہوئی مین جانتا تھا کہ جب کوئی وقت سخت آپڑے گا تو آپ ضرور میری مدد کو آئینگی خلخال جادو نے کہا کہ ای سختگان تو تو ایسا بیوقوف نہ تھا تو نے بھی نہ سمجھایا سختگان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم انکو نشۂ خداوندی مین کسیکی نصیحت کارگر نہین ہوتی ہی بھلا یہ کسیکے سمجھانے پر کب عمل کرتے ہین مین نے بہت بہت منع کیا مگر انھون نے نہ مانا دیو جنجال کی جان لی اور سارا واقعہ تالاب کا بیان کیا خلخال جادو کو ساریق کے گدہے پن پر غصہ بھی آیا اور حماقت پر اسکی ہنسی بھی آئی کہا خیر آج تو یہان مہمان رہ کل مین تجھے قیطول پر پہونچا دونگی پیچ بھی بہت سے ساحرون اور جادوگرنیون کو نامے لکھے ہین یقین ہی کہ پندرہ دن مین سب پہونچ جائینگے جب وہ سب آلین اُس وقت طبل جنگ بجوانا یہ کہکر ساریق کیواسطے سامان آسایش مہیا کیا شغل شراب خواری ہونے لگا سختگان نے ساقی گری کی ساریق نے مستی کی حالت مین خلخال جادو سے اختلاط شروع کیا۔ لگاوٹ تو اسی غرض سے اپنے باغ مین لائی ہی تھی ورنہ قیطول پر پہونچا دیتی یہ بھی ساریق سے لپٹ گئی سختگان نے تو اپنا منھ پھیر لیا اور کہا کہ یا خداوند اسی سے تو نے بندون کے واسطے بھی سب عورتین حلال کر دی ہین

دل میں کہتا کہ دونوں بخت بیغیرت ہیں لیکن خلیخال جادو نے رات بھر ساریق سے منہ کالا کروایا سنجگان
کسی گوشہ میں پڑا رہا صبح کو خلیخال جادو نے ابر سوار کیا اور ساریق و سنجگان کو لیکر جانب سیاریقیہ
روانہ ہوئے جسوقت ساریق اپنے قیطول پر پہونچا اور طلا زباہر جاص اُسکے جو ارد گرد رہتے گملانے تھے
وہ آگاہ ہوئے تو سب نے آکر پوچھا کہ یا خداوند اس بندے کی مشکل آسان ہوگئی ساریق نے کہا کہ
میں نے اُس تالاب قدرت کو غارت کردیا اور حکم دیا کہ طبل سرور بجے اُسی روز طبل بجا سبکو خبر ہوگئی کہ
خداوند اس بیچمکدانی (؟) کی مشکل آسان کرکے آگئے لوگ جوق جوق گروہ گروہ سجدے کے واسطے آنے
لگے خلیخال جادو تو اسی وقت رخصت ہوکے چلی گئی اور ساریق ملعون نے دریچہ قدرت سے
سر نکالا لوگوں نے سجدہ کیا بعض نے پوچھا کہ یا خداوند صاحبقران بھی تو اسی طرف گئے تھے پھر
کیا ہوئے ساریق نے کہا کہ میں نے اُس بندہ سرکش کو بھی غارت کردیا ادھر ہرکارے یہ خبر
وحشت اثر لیکر خدمت میں بادشاہ اسلام کے آئے اور سارا ماجرا بیان کیا بادشاہ اسلام
نہایت متردد ہوئے کہ یہ ملعون کہتا ہے میں نے اُس بندے کو غارت کردیا خدا جانے
امیر پر کیا پیچ پڑا اسی وقت خواجہ زادے طلب ہوئے اُنھوں نے اپنے علم سے دریافت
کرنے کے بعد عرض کی کہ حضور اطمینان رکھیں ساریق ملعون جھک مارتا ہے امیر خیریت سے ہیں اور
انشاء اللہ نہایت جاہ و حشم کے ساتھ تشریف لاوینگے لیکن ابھی بیس پچیس روز کا عرصہ ہے سرداروں
کو اطمینان ہوا اب جائے صاحبقران پر سکندر رستم خو بیٹھا ہے اسلیے کہ یہ صاحبقران اوسط مقرر
ہوا ہے بعد صاحبقران کے قائم مقام صاحبقران یہی ہے سب سردار مثل صاحبقران سکندر کی
اطاعت کرتے ہیں وہاں ساریق ملعون نے حکم دیدیا کہ بجے طبل جنگ ہر چند سنجگان نے منع
کیا کہ دیکھ کیا کرتا ہے ادھر تو بد عہدی ہوتی ہے کہ آپ ہی نے امیر سے ایک ماہ کی رخصت طلب کی
تھی اب امیر کی عدم موجودگی میں طبل جنگ کا بجوانا اچھا نہیں ہے علاوہ اسکے خلیخال جادو نے بھی منع
کیا ہے لیکن اُسنے نشہ غرور میں کچھ سماعت نہ کی اور طبل بجنے کا حکم دے ہی دیا ہرکاروں نے یہ خبر
بادشاہ اسلام کو پہونچائی کہ ساریق نے نقارہ رزمی بجوا دیا ہے فرمایا کچھ پرواہ نہیں ہے کہدو کہ ہمارے
یہاں بھی بفضل ایزدی دبنائیہ (؟) باقی بجے طبل جنگی اسی وقت جہان بھی کوس حربی نوازش میں
آیا اور تیاری جنگ کی ہونے لگی ادھر آئینہ پرستوں نے بھی نقارہ رزمی بجوا دیا تمام رات تینوں
لشکروں میں تیاری جنگ ہوا کی جب صبح ہوئی تو ساریق ملعون آکر بالائے قیطول بیٹھا اور لشکر
کی کروڑہا زیر قیطول صفیں باندھ کر کھڑا ہوا ایک جانب لشکر آئینہ پرستوں کا صفیں باندھے
کھڑا تھا اسی طرف فوج اسلام میدان جنگ میں صف آرا تھی نقیبان خوش آواز اشعار حضرت امیر
پڑھ رہے تھے اور ناپائداری دنیا کا حال بیان کر رہے تھے بہادر سنکے جوش شجاعت میں جھوم
رہے تھے سرداران لشکر کفار کی آستین بڑھی ہوئی تھیں کہ نہ تو صاحبقران موجود ہیں نہ طیمور زیر (؟)
موجود ہے جسکا خوف ہو ہنوز کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے
کہ کون آتا ہے جسوقت وہ تتہ گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے سے زلزالی بن زلزال دیو پیروریز (؟) درکشش
پیدا ہوا دیکھا اسنے کہ دونوں طرف کی صفیں آراستہ ہیں منتظر کوئی میدان میں نہیں اسنے پایا تھا
کہ اسنے جلدی سے فیل اپنا بڑھایا اور سامنے قیطول ساریق کے آکر فیل سے اتر کر سجدہ کیا اور کہا کہ یا
خداوند مجھے اجازت میدان عطا ہو ساریق نے کہا اے بندہ خاص جا تو ان سب پر فتحیاب ہوگا میں نے

صاحبقران کو غارت کر دیا کہ اُس سے زیادہ شہ زور مین نے کوئی بندہ پیدا نہین کیا تھا اب جا تو ان تمام خدا پرستون
غالب ہوگا زلازل بار دگر فیل پر سوار ہو کے میدان مین آیا اور پکارا کہ باشش اے گروہ خدا پرستان بعد
صاحبقران کے تم مین سے جسکو دعوے صاحبقرانی ہو اور جو قایم مقام صاحبقران سمجھا جاتا ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے ہر چند کہ طلیحہ پہلے سے تہیہ کیے ہوے تھا کہ میرے اسکے فیصلہ نہین ہونے پایا تھا کہ اسکو
بچہ لیگیا تھا مین ہی اس سے مقابلہ کرونگا مگر جب اسنے یہ کلمہ کہا کہ جو قائم مقام صاحبقران ہو وہ میرے
مقابلہ کو آئے تو طلیحہ نے تامل کیا لیکن اس کلمہ کے سننے کی سکندر کو کب تاب تھی وہین سے باگ مرکب
کی لی اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے زلازل بن زلزلہ اژدر کش کے تشریف لائے اور
فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی زلازل نے کہا لا کر اور کوئی تجھسے زبردست ہو تو اُسے میرے مقابلہ کو
بھیج فرمایا تیری گز نمائی دینے کو مین ہی کافی ہون ہنوز یہان گفتگو یہی ہو رہی تھی کہ جانب صحرا سے پھر گرد اڑی
سب دیکھنے لگے سکندر اور زلزلہ نے بھی اُس گرد کا انتظار کیا یہانتک کہ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پیدا ہوا علمون مین آئینہ نصب تھے پھریرے سُرخ
رنگ کے تھے آگے آگے شاہزادہ طیمور شیر برو زرم کب با ورفتار پر سوار ایک سردار زبردست طیمور
کے داہنی جانب اور ایک بائین جانب پشت پر دو لاکھ سوار طیمور کی آمد دیکھکر نہنگ بن طوفان
دریا موج سرداران لشکر کو لیکر براے استقبال بڑھا اور پیشوائی کرکے طیمور شیر برو کو لایا یہان
جو صف آرائی دیکھی پوچھا کہ کیا ساریق آگیا لوگون نے عرض کی کہ اسی نے آکے طبل جنگ بجوایا ہے
اور پہلے خود ہی ایک مہینہ کی مہلت صاحبقران سے طلب کرکے گیا تھا اب خود ہی خلاف عہد
کیا پوچھا کہ صاحبقران تشریف لائے عیار نے عرض کی کہ وہ ابھی نہین تشریف لائے اور ساریق
کہتا ہے کہ مین انھین بھی غارت کر آیا طیمور نے کہا جھک مارتا ہے یہ ملعون کسیکو کیا غارت کریگا
اودھر زلازل بن زلزلہ سے اور سکندر سے مقابلہ ہوا طیمور کو نہایت افسوس ہوا کہ اگر کچھ دیر ہی
پہلے مین پہونچ جاتا تو زلازل سے مجھی سے مقابلہ ہوتا یا اسکے مقابلہ کو طلیحہ نکلا ہوتا تو بعد فیصلہ جو باقی
رہتا اُس سے مین آزمایش کرتا طیمور کو تو یہ افسوس ہوا یہان زلازل نے سکندر کو نیزہ مارا
سکندر رستم خو نے نیزہ کو نیزے پر لگا سنبھالا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی کوئی اسی طعن کی نوبت
آئی ہوگی کہ سکندر نے اک مقام پر نیزے سے نیزہ کو لپیٹ کر اور سنان کو سنان سے الجھا کر جو
تکہارا تو نیزہ ہاتھ سے زلازل کے صاف نکل گیا اُسوقت نگاہون مین زلازل کے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا
نیزہ تو مانند تیر شہاب کے کئی قدم کے فاصلہ پر گرا اور زلازل نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا لشکر
اسلام سے تکبیر کی صدائین بلند ہوئین طیمور شیر برو نے پکار کے سکندر کی تعریف کی کفار نے گرزین
بھی کرین زلازل نے راب سے گرز اپنا اٹھایا اور آواز دی کہ اے جوان ہوشیار ہو جا یہ ضرب میری طمانچہ
ہی دل کا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر اسنے گرز کو سر پر چرخ دیکر سر پر سکندر کے وار کیا کسی
سکندر نے ترچھے ہوکر اس خوبصورتی سے کلہ گرز مین ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ زلازل گردن
فیل پر کھنچ کے آگیا لیکن فوراً سنبھلا اور گرز ہاتھ سے نہ چھوڑا دیر تک ایسے ہی کھنچے کہ مرکب
تنگ دون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے دونون نے مرکبون سے کود کر زور گرز کا شروع کیے اک مرتبہ زلازل
نے گرز کو اپنی طرف کھینچا سکندر نے ہاتھ آگے بڑھا دیا بس جیسے ہی زلازل تھما سکندر نے
ایسا جھٹکا مارا کہ گرز زلازل کے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس زلازل لپٹ پڑا اودھر شاہزادہ سکندر

رستم جو نے بھی گرز کو پھینک دیا اور زلزال سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی تمام سرداران اسلام
نے کرسیون سے اتر کر جھجھو نکل بجھوا لیے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے طیمور شیر پرور بھی توپ
کے گھوڑے سے اترا اور کشتی کی سیر دیکھنے لگا اس طرف سے سرداران کفار گھوڑون کے چار جانب نکل
درمیان بچھ کرسیان گھوڑون کو سائیس لیے ہوئے کھڑے تھے فوجین اسی طرح صف آرا تھین گرد
سردار جمع تھے اور بیچ مین کشتی ہو رہی تھی زلزال ایک فلاحت ہی کہ چھپا ہوا لڑ رہا ہی سکندر رستم جو
بظاہر دست و بازو مین زلزال سے کم ہی مگر رستم وقت ہی جب زلزال کو پکڑ لاتا ہی نکلنا دشوار
ہو جاتا ہی سروار داد مردی و مردانگی دیتے ہیں کیا عجب کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی دونون
جانب سے روشنی کا سامان ہوا ان مشعلین روشن ہو گئیں جھاڑ چہار جانب لا کے لگا دیے گئے
زلزال اور سارلیق مین ایک سردار ہی جس مین کفار کی لڑتی ہوئی ہین اور ادھر صاحبقران اوسط
سے مقابلہ ہی سرداران اسلام بھی ہمہ تن متوجہ ہین تمام رات اسی حالت مین بسر ہوئی صبح کو بھی عجب کیفیت
تھی اسی طرح لڑ رہے تھے یہ دن بھی تمام ہو گیا اور کشتی نہ تمام ہوئی پھر رات ہوئی اب کئی دن کا انجھاو
ہو گیا تو فوجین کھڑے کھڑے پریشان ہو گئیں جو لوگ دن کو کمر باندھے حاضر رہتے ہین وہ رات
آرام لیتے ہین جو رات کو صف باندھے کھڑے رہتے ہین وہ دن کو آرام لیتے ہین سرداران کی جا گئے
لگے آنکھیں سوج گئیں ہین لیکن یہ دونو تمام وقت اسی طرح مصروف تلاش ہین زمین پر پسینے سے
کیچڑ ہو گئی ہی کہ پتلے بن گئے ہین دونون جانب سے ایک ایک کاسہ شیر صبح اور شام آ جاتا ہی دونون
پی جاتے ہین اور پھر لڑنے لگتے ہین یہانتک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوان دن بھی گذر چکا ہی
شام قریب ہی کہ سکندر نے لنگر زلزال کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ لیے مشکین
بیچارہ کو چک کے حوالے کیا طبل بازگشت بجا کفار نہایت آزردہ اس میدان سے پھر گئے اہل اسلام
نقارہ خوشی بجاتے ہوئے چلے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے طیمور نے سکندر کی اپنے سرداروں
سے نہایت تعریف کی اور کہا کہ بارگاہ صاحبقران مین یہ ایک ہی شخص ہی اسکا ثانی دوسرا نہیں ہی سارلیق
نے کہا کہ اسنے غرور کیا تھا اس سے مین اسکے سر کو رد دیا تخت گان گالیان دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اس
بیغیرت کو کہیں غیرت نہیں آتی اسنے مشہور کیا ہی کہ مین صاحبقران کو غارت کر آیا اور انھیں کے
صدقہ مین ظلم سے نجات پائی ورنہ تا زندگی رہا ہونا دشوار تھا اور انھین کی نسبت ایسا کچھ کہتا ہی
جسوقت وہ تشریف لاینگے اُس وقت اسے کیسی ذلت ہوگی سارلیق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا اُدھر
بھی نقارہ رزمی بجا پھر تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جسوقت صبح کو تینون لشکر عیدگاہ معرکہ مین ہو
ہنوز کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تین گرد و غبار بلند ہوا پہلوانون نے گرد کا انتظار کیا
یہانتک کہ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل کر سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوے پھریرے
رنگ زنگاری تھے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف سارلیق بن لیقا کی تحریر تھی آگے آگے بر ہوت
رعد آواز کرگدن مست پر سوار اپنے پر سر ولی سرست کا ساتھ ساتھ اس شان و شوکت سے
آکر سد سنے قیطول کے پہونچا سارلیق کو سجدہ کیا اسکے آنے سے لشکر سارلیق مین نقارہ شادمانی
بجا طیمور شیر پرور نے برہوت رعد آواز کا بت بلند کیا اہل اسلام نے اس جوان کی تعریف
کی اور سارلیق کے بہادر توسری سردار پر بھروسا ہی چونکہ اسکی خاطر سارلیق کو بہت منظور تھی طبل بازگشت
بجوا دیا اور برہوت رعد آواز کو بالاتے قیطول طلب کیا اور حکم دیا کہ ایک میل بنا کر امیر سر دیے

سر مست کا نصب کر دیا جاوے ادھر اہل اسلام بھی اپنی فرودگاہ پر آئے طیمور شیر پیر ور بھی میدان
سے پھرا دل میں دعائیں کرتا تھا کہ یا خداوند آئندہ یہ سر دار مجھے ملے یہاں لوگوں نے اک مینل حجری
لاکر بیچ میدان میں نصب کیا اور اسپر سر دیو سر مست کا نصب کر دیا ساریق نے جنگ ملتوی
رکھی اور سامان جشن کیا تمام ملک ساریقیہ میں چراغان ہوا اور بہ ہیوت رعد آواز کے آنے کی نہایت
خوشی ہوئی یہاں شاہزادہ سکندر رستم خو نے زلازل کو طلب کیا چونکہ زلازل اسیر غل و زنجیر
سامنے آیا سلام کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے اک دنگل آہنی پر بیٹھنے کا حکم دیا زلازل بیٹھ گیا
شاہزادہ سکندر نے فرمایا کہ ای زلازل میں نے تجھے کس طرح زیر کیا زلازل نے عرض کی کہ جس طرح
بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں فرمایا پھر مذہب کے بارے میں کیا کہتا ہے زلازل نے عرض کی کہ ای
شہریار اگر میں دین اسلام اختیار کرونگا تو لوگ یہی کہینگے کہ زلازل خوف جان سے مسلمان ہوگیا
سکندر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام نہ اختیار کریگا تو میں تجھے قتل کرونگا زلازل نے عرض کی ع
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + ای شہریار میرا قتل ہو جانا ہی بہتر ہے فرمایا کہ دیکھ جہالت
نہ کر اس معبود حقیقی کو پہچان جسنے سب کو پیدا کیا ہے اور ساریق ملعون پر لعنت کر کہ وہ اک خر نا شخص
ہے زلازل نے کہا کہ یہ میں بھی خوب جانتا ہوں کہ ساریق کی کوئی حقیقت نہیں ہے خلخال جادو نے
اسکو اتنا زور دیا ہے ملک چھین چھین کے ساریق کے قبضے میں کر دیے اور سلطنت کو وسیع
کر دیا خلخال جادو کی مدد سے بڑے بڑے ساحر اور پہلوانان صف شکن اسکے مطیع ہیں
لیکن ای شہریار میں ہمیشہ سے ساریق کو بادشاہ اور اپنا ولی نعمت سمجھتا تھا میں نے اسکو سجدۂ
عبودیت کبھی نہیں کیا مگر میں دین اسلام بھی اختیار نکرونگا آپ مجھے قتل کر ڈالیے سکندر نے
بادشاہ اسلام کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ اب کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے بھی زلازل کو سمجھایا
زلازل نے یہی جواب دیا کہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ دین آپ کا برحق ہے مگر اس وقت مسلمان ہونے سے
میری سبکی میں داغ لگتا ہے بادشاہ اسلام نے صاحبقران اوسط سکندر رستم خو سے ارشاد کیا
کہ جب یہ دل میں قایل ہو چکا کہ دین اسلام برحق ہے تو مسلمان ہو چکا اسلیے کہ نیت پر ایمان کا دارومدار
ہے اب قتل اسکا جائز نہیں لہذا اسکو رہا کر دیجیے جہاں اسکا جی چاہے یہ چلا جاوے سکندر رستم خو
نے آہنگروں کو طلب کیا کہ قید اسکی کاٹ دیں اس وقت زلازل نے عرض کی کہ اس قید کو تو
میں توڑ سکتا ہوں اگر آپ مجھے رہا کرتے ہیں تو میں رہا ہوا جاتا ہوں یہ کہکر ہاتھ ہتھکڑی کی بیڑی
میں ڈالکر جو زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا اور صاحبقران سے
عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے فرمایا میں نے تجھے آزاد کیا جہاں تیرا جی چاہے چلا جا زلازل نے سلام کیا
اور بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ صاحبقران نے زلازل
کو رہا کر دیا اور زلازل آتا ہے بس اسنے آفات نیرنگ ساز کو بھیجا کہ جا کے زلازل کو لے آ زلازل
اپنے لشکر میں آیا تین لاکھ جوان اسکے ماتحت تھے زلازل نے کہا کہ میں تو اس لشکر سے کنارہ کشی
کرتا ہوں جسکو یہاں رہنا ہو وہ یہاں رہے جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے یہ فرما کر
اپنا سامان ساتھ لیکر ایک جانب روانہ ہو گیا دو لاکھ آدمی اسکے ساتھ ہو گئے راستے میں آفات
نیرنگ ساز نے کہا کہ خداوند نے آپ کو یاد کیا ہے زلازل نے کہا کہ اب مجھے ساریق سے
کوئی تعلق نہیں ہے اس سے کہدینا کہ اب میں تیری بارگاہ میں نہ آؤنگا یہ کہکر اک دریا کے قریب پہونچکر

قیام کیا کہ وہ مقام ساریق نے اُسکو دیدیا تھا اس معاوضہ مین کہ اک دیو نے ساریق کو پکڑ لیا تھا اور
زلازل نے دیو کو مار کر ساریق کو رہا کیا تھا اسکے صلہ مین یہ صحرا اور دریا اور اُسکے قرب و جوار مین جو قصبے
تھے وہ سب ساریق نے زلازل کو دے دیے تھے زلازل نے اُسی جگہ قیام مناسب جانا
اور لباس سپہگری کو جسم سے دور کر کے لباس فقیرانہ اختیار کیا اور اک بیراگی لیکر بیٹھ گیا اور اپنے لشکر
مین حکم دے دیا کہ خبردار کوئی شخص ساریق پرستی نکرے مین نے ساریق پر لعنت کی یہ سُن کے
پچاس ہزار آدمی سپہ تھا بگڑ کے چلے گئے لیکن ڈیڑھ لاکھ جوانون نے کہا کہ ہمین آپ کی رفاقت
سے کام ہے جسے آپ کہیئے اُسے سجدہ کرین زلازل نے کہا کہ اس نیت سے پرستش کیا کرو کہ جسنے
تمام عالم کو پیدا کیا ہے ہم اُسے سجدہ کرتے ہین اور خود بھی طریقہ بدل کر خداپرستی اختیار کی ادھر طیموس شیر ور
کو معلوم ہوا کہ زلازل نے نہ تو دین اسلام کو قبول کیا اور نہ ساریق پرستی اچھا جانتا ہے اُسے خیال ہوا کہ شاید یہ ہمارے دین کو
اچھا جانے نہنگ بن طوفان کو اک آئینہ دیا اور کہا کہ زلازل تمہارا ہم ختم ہے اُسے جا کے سمجھا کہ اگر تو آئینہ پرستی دین اچھا سمجھتا
ہے دین کو اختیار کر اور سکندر کی جرأت پکڑین کی کہ اتنے بڑے سردار کو زیر کرنے کے بعد اس طرح آزاد کر دیا
نہنگ بن طوفان دریا موج فوج کو لیے ہوے پاس زلازل کے گیا جسوقت زلازل کو
معلوم ہوا اُسنے چند قدم استقبال کیا اور نہایت عزت سے بٹھالا اور پوچھا کہ کس ارادے سے تمہارا
آنا ہوا نہنگ بن طوفان نے کہا ای برادر من تو صاحبقران آئینہ پرستان کے ہاتھ سے زیر
ہوا اسکا دین بھی اختیار کیا اطاعت بھی قبول کی تمہین سکندر نے زیر کیا تمنے اُنکی اطاعت کیون
اور دین خداپرستی کیون نہ اختیار کیا اگر تم اُس دین کو اچھا نہین سمجھتے تو آئینہ پرستی اختیار کرو
اور دربار طیموس شیر پرور مین بیٹھو پھر ہم اور تم ایک ہی دربار مین جمع ہو جائینگے جس طرح پہلے
ساریق بیٹھتے تھے اُسی طرح اب دربار طیموس مین بیٹھینگے طیموس شیر پرور بہادر و دست
یت زبردست ہے زلازل ہنسا اور کہا کہ ای نہنگ بن طوفان مین جبتک زندہ ہون سکندر
کا دم بھرونگا لیکن اُسوقت مین نے دین اسکا اس وجہ سے نہین اختیار کیا کہ لوگ کہینگے زلازل
جان سے مسلمان ہو گیا ورنہ اصل یہی ہے کہ دین خداپرستی برحق ہے اس سے بہتر کوئی مذہب نہین ہے اب
طیموس سے اور خداپرستون سے فیصلہ ہو جائے گا اور دونون ایک ہو جائینگے اُسوقت
ہم ایک ہی جگہ جمع ہو جائینگے یہ چند دن کی مفارقت کوئی چیز نہین ہے سکندر رستم خو صاحبقران
کے لقب سے مشہور ہین اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیون
اسلیے بھی زبردست ہین جب تو اُنکی اطاعت سکندر نے اختیار کی ای نہنگ بن طوفان
پرستون کی قوت خداداد ہے خصوصاً اولاد حمزہ صاحبقران سے کوئی عہدہ بر آ نہوگا ہین وہ
ہون کہ مین نے دیوون کو مارا سات سات روز لڑ کر بڑے بڑے دیوون کو زیر کیا اور
کیا لیکن سکندر سے بمشکل پانچ روز لڑا اور یہ بھی میرا ہی کام تھا میرا کلیجہ جانتا ہے جیسے جیسے زور
نے روکے ہین اور جیسے زور کیے مین اگر کوہ بھی ہوتا تو اپنی جگہ سے جنبش کر جاتا مگر سکندر
جنبش نہوئی ای نہنگ بن طوفان مین کیا اب سکندر کے دامن کو چھوڑتا ہون لیکن وقت کا منتظر
ن یہ سنکر نہنگ بن طوفان مایوس ہوا اور زلازل سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا
ہو کے زلازل کے حال کا اظہار کیا طیموس خاموش ہو رہا لیکن ساریق کو بہت رنج ہوا اور
جانے سے کچھ پروا نہوئی جب ضیافت سے پر ہوت کے فراغ حاصل ہوا تو بہت عداو

پھینک دیا اور کہا ای خدا پرست تو نے مجھے کیا دھوکا دیتا ہی ایسی بھاری ضرب جو قابو کی نہو اُسکے باندھنے
سے کیا فائدہ اگر ہاتھ مین قوت ہی تو ہلکی ضرب بھی بھاری ہو جاتی ہی سکندر نے کہا یہ تیری لاف زنی کا جواب
تھا ورنہ اچھے بُرے کا حال مقابلے کے وقت خود ہی معلوم ہو جائیگا اُٹھا نیزہ ساریوق تجھپر بڑا ابھر سا
ہی مین بھی تو دیکھون کہ تیرے دست و بازو مین کسقدر قوت ہی لیکن ادھر تو شاہزادہ سکندر
نے دل مین خیال کیا کہ برہوت بھی زبردستان روزگار سے ہی کہ اتنی بڑی ضرب کو اسنے کس
سبکی سے اُٹھا لیا اگر مشق ہو تو یہ اس ضرب کو لگا بھی سکتا ہی ادھر برہوت دل مین کہتا ہی
کہ بظاہر تو اسکے دست و پا کچھ بھی نہین مین لیکن بڑی قوت اسکے بازوؤن مین ہی جو اتنا لنگر دار
حربہ باندھتا ہی ادھر طیموش سر پر ور آنکھین ڈبوئے ہوئے دیکھ رہا ہی اور نہنگ بن طوفان دریا موج
اور محیط منارہ گردن سے کہ رہا ہی کہ یہ خدا پرست بڑے خوش نصیب مین ابھی سکندر زلازل کو زیر
کر چکا ہی اب یہ سردار بھی اسی کے حصہ کا معلوم ہوتا ہی افسوس اسنے مجھے نہ ٹوکا نہنگ بن طوفان نے
کہا ای شہریار یہ مثل زلازل کے نہین ہی یہ وہ شخص ہی جسکے زور پر ساریق خداوندی کرتا ہی اور
ساریق اسے بہت دوست رکھتا ہی دیکھیے تو ہوتا کیا ہی وہان بلند ستی پر جھگڑا ہوا برہوت
کہتا تھا کہ ای جوان پہلے تو وار کر اور سکندر کا اصرار تھا کہ پہلے تو حملہ کر ہم اہل اسلام بلند ستی کو جائز نہین
رکھتے مین آخر برہوت رعد آواز نے نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر کاٹا نیزہ بازی
ہونے لگی مرکب اشارون پر پھرنے لگے گھوڑون کی گشت سے تتق گرد بلند ہوا کہ دونون چھپ
گئے صرف سنانون کی چمک نظر آتی تھی نیزے اس طرح گردش کر رہے تھے کہ ایک ہالہ بندھا
ہوا تھا دیکھنے والے وجد کر رہے تھے ایک مقام پر سکندر نے اس طرح نیزے کو اُلجھا کے جھٹکا
مارا کہ نیزہ برہوت رعد آواز کا تین جگہ سے ٹوٹ گیا بس اسنے غصہ مین آکے نیزہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور دوڑ کر اپنا گرز اردلے پر سے لیا اور آواز دی کہ خبردار ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نکیا یہ کہکر
گرز گران سنگ آسمان رنگ مد مرحبہ کوہ کو سر پر چرخ دیکر سر سکندر پر وار کیا سکندر نے بھی خوبی سے
اپنے گرز کو اٹھا کر حربے کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تو ایسے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک گیا
جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا مرکب سکندر کا غرق زمین ہو گیا برہوت
نے آواز دی کہ زدم و بست کردم لو جر اسکی اسوقت ستارہ کو چپ چھاگل پانی کی لیکر اُڑتا
چھینٹے دے کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ سکندر بہوش کھڑا ہوا ہی ہر بن مو سے پسینہ جاری
ہی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند ہی لیکن ہاتھ جو دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین انمین
ذرا فرق نہین ہی ستارہ کو چپ نے آواز دی کہ ای شہریار حریف تو لاف زنی کر رہا ہی اور آپ
تعریف کر رہے ہین بس یہ سنتے ہی طیش آ گیا چاہا مرکب کو زمین سے نکالون مرکب مر چکا تھا
اور تصویر گلی ہو چکا تھا بس سکندر نے اپنے مرکب سے جست کی اور کھینچکر تیغہ آبدار چلا کہ اسکے
مرکب کو بھی بیکار کرون لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اگر اسکے گھوڑے کو قتل کر دیا تو کچھ لطف نہین
اسوقت وہ کام کرنا چاہیے کہ عالم مین یادگار رہے تیرے پردادا نے لندھور کو مع فیل اُٹھا لیا
تھا اسی طرح تو بھی اسکو مع مرکب اٹھا لے یہ سوچ کے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور زیر شکم
مرکب جا کر چارون ہاتھ پانون مرکب کے پکڑ کر جو زور کیا تو برہوت رعد آواز کو مع مرکب
اٹھا لیا دیکھا برہوت نے کہ اب بھی اگر گھوڑے سے نہین کودتا ہون تو کرکری ہوتی ہی

تمام عالم دیکھ رہا ہی بس اسنے جست کی اور گھوڑے سے علیحدہ ہوا سکندر نے اسی مرکب کو بربہوت
پر کھینچ مارا بربہوت نے خالی دیا اور دوڑ کر تیغہ مارا سکندر کو جھٹک آئی کہ خود سر سے گرا تیغہ سر
بیٹھا تما دو ابرو آنکر گرا دا استانہ مارا تھا تو تھوڑا کر سر سے باہر آیا لیکن چادر خون کی سر سے باندھ کر
آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا بربہوت نے ہاتھ روکا اہل اسلام پالکی لیکر آئے اور سکندر
کو اٹھا کے لیے ہوئے چلے گئے بربہوت رعد آواز طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا تمام عالم
سکندر کی تعریف کرتا تھا کہ کیا کام کیا ہی اتنے بڑے کوہ پیکر کو مع مرکب اٹھا لیا یہ اسیکا کام تھا اور
طیمور شیر پرور نے بھی نہایت تعریف کی کہ بارگاہ صاحبقران میں بعد صاحبقران کے یہ ایک
شخص ہی بلکہ مجھے بانکپن اسکا نہایت پسند ہوا ادھر اہل اسلام سکندر کو شفاخانہ میں لے گئے وہان
بربہوت رعد آواز نے ایک روز پھر طبل نہین بجوایا آرام لیا اور سکندر کی نہایت تعریف
کی ادھر طیمور شیر پرور سکندر کی عیادت کو گیا مزاج پوچھا سکندر نے کہا کہ بہت اچھا ہوں
وہان بربہوت رعد آواز نے ایک روز دم لیکر پھر طبل جنگ بجوایا یہان خبر ہوئی ان دونوں لشکرون
مین بھی کوس حربی بجا بربہوت رعد آواز نے یہ خواہش کی تھی کہ جب یہ جوان اچھا ہو لیگا تو پھر
طبل جنگ بجواونگا کہ لطف مقابلہ اسی سے ہی لیکن خستگان نے سارلیق سے کہا کہ ایسے مین
میدان خالی ہی سکندر زخمی ہی صاحبقران موجود نہین ہین شگون بھی اچھا ہوا کہ اتنا بڑا شخص بربہوت
رعد آواز کے ہاتھ سے زخمی ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ انکا گردش مین ہی یہی موقع ہی سارلیق نے نقارہ
رزمی بجوا دیا اور بربہوت سے کہدیا کہ اہل اسلام کے بعد آئینہ پرستون سے مقابلہ کرنا بربہوت رعد آواز
نے کہا کہ مجھے آئینہ پرستون مین تو کوئی ایسا نہین دکھائی دیتا کہ میرا ہم نبرد ہو محیط منارہ گردن ہیں [illegible]
سمجھا ہوا ہی نہنگ بن طوفان اس دربار کا بیٹھنے والا ہی اسکی حالت بھی معلوم ہی زیادہ کوہی وہ
اک قزاق ہی ہوشیار اور چیز ہی اور سر میدان مقابلہ کرنا اور بات ہی ہان وہ ادہ کا منچلا معلوم ہوتا ہی
تیور اسکے سخت ہین القصہ دونون لشکرون مین پھر رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو سب فوجین میدان
مین آن کر جمع ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب نقیب ہٹے تھے کہ بربہوت
رعد آواز مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خداپرستان تم مین اور کوئی بھی لایق مقابلہ
ہی یا بس جو تمہارا سالار لشکر تھا دیکھا تمنے کہ مین نے اسکی کیا حالت کر دی یہ سنکے جانب دست
راست سے علم جلوہ گری پر آئے دارا سے ہند طلحہ بن لندھور نے اپنے فیل کو جھک مار کے
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی طلحہ نے
سلام رخصت کیا اور فیل کو بڑھا کر سامنے بربہوت رعد آواز کے آیا اور للکارا کہ تو شاہزادہ سکندر
رستم خو کو زخمی کر کے انتہا ظلم کا تھا مگر دون کے واسطے زخمی ہونا عیب کی بات نہین ابھی اسکے غلام
ایسے ایسے موجود ہین کہ تو انکے سامنا نہین کر سکتا لاحول [illegible] یہ سنکے بربہوت رعد آواز نے کہا کہ
مین نے سنا ہی تجھے ضرب گرز پر بہت ناز ہی مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون طلحہ نے کہا کہ پہلے تو
اپنا وار کر پھر دیکھا جائیگا بربہوت رعد آواز نے گرز اٹھایا اور آواز دی کہ اے ہندی خبردار ہو جا دیہ
[illegible] دلموش کا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر گرز گران سر کو سر پر چرخ دیکر سر طلحہ پر
وار کیا طلحہ نے گرز اپنا چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو بربہوت کا پڑا ہی تو یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان
پھٹ پڑے اسکی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا مگر زمین بسبب ہول و ہیبت کے خم ہو گیا

تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ طلحہ چھپ گیا برہوت نے شکر نعرہ کیا کہ زدم و بستم گردم عیار طلحہ کا جھپٹ کر قریب
آیا گرد گرد سے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا اور پانی کے چھینٹے دے کر گرد کو بٹھایا دیکھا کہ طلحہ سرشار ہے
ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونوں بازو مثل ستون فولادی کے قایم ہیں عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا
دیا اور کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جیسے کہ حریف لا فنا پی کرتا ہے طلحہ نے ہوشیار ہو کر فیل کو زمین سے
نکالنا چاہا فیل مر چکا تھا برہوت رعد آواز نے کہا ای جوان دوسرا مرکب منگا لے مین بھی تیری ضرب
گرز کا مشتاق ہوں عیار طلحہ کا جھپٹا ہوا گیا اور اسکے دوسرا فیل حاضر کیا طلحہ فیل پر سوار ہو کے
سامنے برہوت کے آیا اور آواز دی کہ ای برہوت رعد آواز میں وہ شخص ہوں جسکا لقب جنگجو جوان
گرز ہے لے سے کہ یہ ضرب بھی طمانچہ اجل ہے یہ کہکر اپنے گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پر چہ
کوہ ستون سون کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سر برہوت پر مارا برہوت رعد آواز نے بھی اپنے
گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو جو حالت طلحہ کی ہو گئی تھی وہی حالت برہوت رعد آواز
کی ہو گئی مرکب اسکا بھی مارا گیا طلحہ نے بھی آواز دی کہ زدم و بستم گردم عیار برہوت رعد آواز کا
جھپٹ کر قریب آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ برہوت بھی بیہوش کھڑا ہے
ہر بن مو سر مو سے پسینہ جاری ہے لیکن ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں انمین
ذرا سا فرق نہیں ہے عیار نے چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ بلا کی ضرب
اس ہندی نے لگائی طلحہ نے کہا کہ اگر کچھ حوصلہ باقی ہے تو دوسرا مرکب تو بھی منگا لے برہوت بھی دوسرے
مرکب پر سوار ہوا اور تلوار نیام سے کھینچکر آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی
راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر سر طلحہ پر وار کیا طلحہ نے سپر بلند کی لیکن تیغہ
جوہر پر جیسا ضرب لنگر دار تھی سپر کو قلم کیا تیغہ سر پر آیا طلحہ واقف نہ تھا کہ تیغہ برہوت رعد آواز کا
آہن شگاف ہے اک حکیم نے اسکو یہ تیغہ بنا دیا ہے مثل آری اسمین باریک باریک دانتے ہیں
جلسے ہی تیغہ خود پر جا لگا کہ برہوت رعد آواز نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اتر گیا طلحہ نے
دانستہ مارا تیغہ جھٹکا سر سے نکلا لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی برہوت
نے آواز دی کہ لیجاؤ اس زخمی کو اونٹ بھیجو کشتی اوسکو لوگ آئے اور طلحہ کو لے گئے برہوت
نے پھر مبارز طلب کیا مملوک بن مالک نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر میدان میں آیا برہوت نے کہا کہ مین نے سنا ہے تو نیزہ بازی خوب جانتا ہے
مملوک بن مالک نے کہا کہ نیزہ سنبھال ابھی معلوم ہو جائے یہ سنکے برہوت رعد آواز
نے نیزہ سنبھالا اور سینہ مملوک بن مالک پر وار کیا مملوک نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا لعین
چلنے لگین کوئی اسی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ مملوک بن مالک نے سنان نیزہ کی اس طرح
نکال دی کہ برہوت کو خبر بھی نہ ہوئی یہ اسی طرح نیزہ بازی میں مصروف رہا مملوک نے مسکرا کے آواز
دی کہ تیرے نیزے کی سنان کہاں ہے اب جو برہوت خیال کرتا ہے تو سنان ندارد خفیف ہو کر
نیزہ ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار کھینچ لی اور مملوک کی تعریف کی کہ بیشک نیزہ بازی میں تیرا مثل
نہیں ہے لیکن تیغہ میرا پیام اجل سے کم نہیں ہے یہ کہکر گھیرے مرکب کو ملا کر وار کیا مملوک نے چاہا
کہ بند دست پر ہاتھ ڈال دون تیغہ قریب سر پہونچ چکا تھا جلدی سے سپر اٹھا دی برہوت
نے جھٹکا مارا مملوک بھی مثل طلحہ کے زخمی ہوئے لوگ انکو بھی پھیر لیگئے بعد مملوک کے سہراب

بن رستم نے قصد نکلنے کا کیا ہی تھا کہ تغاج زرہ پوش بن شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب کو
جولان کیا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر برہوت کے مقابل ہوا یہ بھی برہوت کے ہاتھ سے
زخمی ہوا عقب اسکے وہ پیکر رفیع شاہزادہ سکندر نکلا یہ بھی زخمی ہوا شام تک قریب گیارہ سرداران
نامی کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا ہر دو لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے کفار برہوت
رعد آواز پر سے زر نثار کرتے ہوئے میدان سے پھرے یہاں زخمیوں کو تو شفاخانہ میں بھیج دیا اور
برہوت نے پھر طبل جنگ بجوا دیا لیکن یہ خبر زلازل بن زلزلہ دیو پرور کو پہونچی کہ شاہزادہ سکندر
رستم خود صاحبقران اوسط برہوت رعد آواز کے ہاتھ سے زخمی ہوئے بس نگاہوں میں زلازل
کے زمانہ سیاہ و تار ہو گیا اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ کمر بندی ہو کل صبح کو میں جا کر برہوت رعد آواز
سے مقابلہ کرونگا نہیں معلوم کیا آفت ہے کہ شاہزادہ سکندر کا ہاتھ سے برہوت رعد آواز کے
زخمی ہو گئے ورنہ کیا مجال تھی برہوت کی کہ انسے مقابلہ کر سکتا سکندر کے زور کا حال کوئی میرے
دل سے پوچھے جو مگر زلازل کو درست سے تمنائے مقابلہ بھی ہے کس وجہ سے سارلیو اسکو
سالار لشکر کیا ہے اگر یہ دو گشش زمین بجا دو کشش ہوں آج حال کھلجاسے گا یہ سوچ کے اپنے
بندی کی اور تمہ رات باقی تھی کہ زلازل بن زلزلہ کوچ کرکے طرف میدان مصاف کے روانہ ہوا
یہاں حسب قاعدہ ہر دو لشکر میدان میں اگر صف آرا ہوئے نقیب نقیب دیگر ہٹے تھے کہ برہوت
رعد آواز سارلیو سے رخصت لیکر میدان میں آیا اور کہا کہ اے اہل اسلام کیوں اپنے کو ذلیل
کراتے ہو جو تمہارا سالار لشکر اور قائم مقام صاحبقران تھا یعنی سکندر رستم خود جب وہ میرے
ہاتھ سے زخمی ہوا تو دوسرا کیا مقابلہ کر سکتا ہے یہ سنکر اہل اسلام طیش میں آگئے تھے ہنوز
کوئی نکلا نہ تھا کہ جانب صحرا سے تنوع گرد بلند ہوا اور زلازل بن زلزلہ ایک فیل مست پر سوار آہنی
بیرا کی ہاتھ میں لئے ہوئے تیجری لباس پہنے نمودار ہوا اور غضب سے آواز دی کہ ای برہوت رعد آواز سکندر
رستم خود وہ شخص ہے کہ عالم میں کوئی اسکا ہمسر نہیں ہے پہلے تو اسکے غلام سے تو مقابلہ کر لے یہ اتفاق کی بات
تھی کہ وہ زخمی ہو گیا زخمی ہونا مردوں کا جوہر ہے اس سے سپہگری میں فرق نہیں آسکتا یہ کہتا ہوا فیل کو
بڑھا کر سامنے برہوت رعد آواز کے آیا برہوت نے کہا یہ تو نے اپنی کیا صورت بنائی ہے
زلازل نے کہا کہ تجھے شاہزادہ سکندر نے پانچ روز میں زیر کیا اور جو مکر میں نے دین اسلام
اختیار نہیں کیا تھا اسنے تجھے آزاد کر دیا اور قتل نہیں کیا نہ قید کیا میں اسکا بندہ بے دام ہوں
جہاں اسکا پسینہ گرے گا وہاں اپنا خون گرا دونگا برہوت رعد آواز نے کہا کہ تو وہی ہے کہ بارگاہ
میں میرا تخت تھا زلازل نے کہا کہ میں تجھ سے زیر تو نہیں ہوا تھا تجھ سے بھی جب آزمایش
زور و طاقت ہوئی ہے تو پانچ روز کی کشتی کے بعد چھوڑ دیا تھا اور بخاطر سارلیو کے اس وقت تک
میں اسے خود و ندامت جانتا تھا تیری بات قبول کر لی تھی آج معلوم ہوا جاتا ہے کہ میں تجھ سے کسی طرح
کم نہیں ہوں یہ سنکے برہوت رعد آواز کو غصہ آیا کہ یہ دعوائے ہمسری کرتا ہے بس اسنے نیزہ
مارا زلازل نے نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگیں دیر تک نیزہ بازی رہی آخر سنانیں بناہیں
نیزوں کی بیکار ہوگئیں تب برہوت نے گرز اٹھایا اور کہا کہ اے زلازل یہ ضرب وہ ہے
جس سے بہادر زمین آجاتے ہیں ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ کہکر گرز مارا زلازل
بن زلزلہ نے سر اکی آگے اٹھا دی گرز بیرا کی پر پڑا بیرا کی ٹیڑھی ہو گئی زلازل نے سر بچا گرز سے

بچایا گرز سرِ فیل پر پڑا اس فیل کا پاش پاش ہو گیا فیل نے مثل فیل آتشبازی کے چرخ مارا زلازل کود
کے علحدہ ہوا اور دوڑ کر تلوار ماری کہ اگلے سُم مرکب بر ہوت کے اڑ گئے مرکب اوندھے منہ گرا بر ہوت
رعد آواز گھوڑے سے کودا اور دوڑ کر تلوار ماری زلازل لپٹ پڑا بر ہوت نے بھی تلوار پھینک دی
اور مصروف تلاش ہوا یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی کہ زلازل بن زلزلہ لباس
فقیرانہ پہنے ہوئے آیا اور بر ہوت رعد آواز سے مقابلہ کیا چونکہ بر ہوت نے آپ کے
زخمی کرنے کا افتخار ظاہر کیا تھا یہ بات زلازل کو ناگوار گذری یہ سُنکے شاہزادہ سکندر
رستم خو اُسی حالت سے سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے یہاں دونوں جانب کے سردار
قریب سے تماشہ کشتی کا دیکھ رہے تھے اور سائیس گھوڑوں کو لیے ہوئے کھڑے تھے زلازل
نے جو سکندر کو دیکھا کہ پٹی سر میں بندھی ہوئی ہے غیظ میں آکر بر ہوت سے لڑنے لگا جب
بازو پکڑے تو دس قدم دوڑا لیگیا لیکن بر ہوت رعد آواز بھی بلاے بد ہے جہاں وہ سنبھلتا تھا
تو زلازل کو گیارہ گیارہ قدم ہٹا لے جاتا تھا سکندر بھی دنگل بچھوا کے بیٹھ گیا تمام دن کشتی
رہی شام کو بھی علحدہ نہوے دونوں جانب سے روشنی آگئی کہانتک بیان کیا جاے کہ تین شبانہ روز
کشتی رہی چوتھے روز بازوں زلازل کا ٹوٹ گیا بس سکندر نے آواز دی کہ چھوڑ دے کہ
زلازل کا بازو ٹوٹ گیا ہے میں اس حالت زخمداری میں بھی تیری خدمتگذاری کے لیے موجود ہوں
یہ فرما کر بیچ میں آگئے بر ہوت نے زلازل کو تو چھوڑ دیا لیکن سکندر کی سخت کلامی پر اسکو
بہت غصہ آیا کہا ای شخص تو زخمی ہے جانتا ہے کہ بر ہوت رعد آواز زخمی پر ہاتھ نہ اٹھائے گا
ورنہ اس طرح کے کلام نہ کرتا سکندر نے کہا کہ میں تجھسے مقابلہ کرنے کو ہر وقت موجود ہوں میرا مرنا
تجھ پر بھاری ہے آ دیکھ لے بر ہوت رعد آواز تو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اس طرف
سکندر رستم خو زلازل بن زلزلہ کو اپنے ساتھ لیے ہوئے میدان سے پھر کر داخل بارگاہ
ہوا اپنے سامنے زلازل کا بازو بندھوایا اور شفاخانہ میں بھجوا دیا بر ہوت رعد آواز نے
پھر ایک دن کا وقفہ دیکر طبل جنگ بجوایا طیمور شیر پرور کے لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجا اہل
اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی صبح کو تینوں
لشکر جلوہ گاہ مصاف میں پہونچکر صف آرا ہوے سار یق نہایت خوش ہے اور کہہ رہا ہے کہ آج
بندگان حق دیدی قدرت فرمائیں تمام خدا پرستوں کا غرور اسی نقیب قدرت کے ہاتھ سے
مٹوا دوں گا ہاں ای نقیب قدرت فتح تیرے ہی نام لکھی ہے یہ سُنکے بر ہوت رعد آواز مانند پیل مست
کے لشکر سے جدا ہوا اور میدان میں آکر پکارا کہ ای گروہ خدا پرستان واے انبوہ آئینہ پرستان
آج تم میں سے جسکا جی چاہے وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ کہنا تھا کہ طیمور تو منتظر ہی تھا
فوراً گلگونِ مرکب باد رفتار کی لی اور سامنے بر ہوت رعد آواز کے پہونچکر نعرہ کیا کہ تو سکندر
کو زخمی کر کے قابو سے باہر ہو گیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں لا ضرب بہادری کی یہ سنکر بر ہوت
رعد آواز نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ او طفل آئینہ رو میں حیرت میں ہوں کہ تو میدان میں
آنے کے قابل ہے یا لڑکوں میں کھیلنے کے لائق ہے اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو نہایت
تکدر ہوگا فرمایا کہ تو مجھکو لڑکا سمجھتا ہے لا تو آنکھ دیکھوں تیری آنکھ جھپکتی ہے یا میری یہ سُن کے بر ہوت
نے نظر سے نظر ملائی طیمور شیر نر کے دودھ سے پرورش ہوا ہے کیا تاب ہے کہ نگی کہ نظر طیمور سے نظر

ملا سکے جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی برہوت رعد آواز کی آنکھ جھپک گئی طیمور نے کہا وہ مارا برہوت
نے کہا کسکو مارا کہا تجکو برہوت نے کہا کچھ تیرے دماغ مین بھی خلل معلوم ہوتا ہے بے لڑے بھڑے
مار لیا طیمور نے کہا جسکو نگاہ سے مارا اسکا مار لینا کیا دشوار ہے یہ سنکے برہوت کو غصہ آیا کہا کہ معلوم
ہوا اجل تیرے سر پر کھیل رہی ہے لے خبردار ہو جا یہ کہکر نیزے کو گردش دی اور سینہ طیمور شیر پرور
پر وار کیا طیمور نے نیزے کو برہوت کے اپنے نیزے پر گانٹھا بند بند چھٹنے لگے یہ معلوم ہوا کہ دو
مار سیاہ زبانین نکالکر گتھ گئے دیکھنے والون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین بس اک مقام پر طیمور نے ایسا
بند باندھا کہ برہوت کے ذہن مین نہ آیا بندش کو نہ کھول سکا طیمور نے جھٹکا مارا کہ نیزہ مانند تیر شہاب
کے بلند ہوا اور ہاتھ سے برہوت رعد آواز کے نکل گیا آئینہ برستون مین واہ واہ کی صدا بلند
ہوئی سکندر نے بھی تعریف کی برہوت رعد آواز نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا اور رد و کد کر
گرز اپنا اڑا بے سے اٹھایا اور خبردار خبردار کہکر سر پر طیمور شیر پرور کے وار کیا طیمور شیر پرور نے
جلدی سے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو پڑتا ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی گرز
کی ٹوٹی ستنع گرد بلند ہوا طیمور نے ستم گر سے نکلکر آواز دی کہ آزردی و کر ایست کردی برہوت
نے کہا کہ مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون طیمور نے دوسرا مرکب منگایا اور پشت مرکب پر
بیٹھ کر گرز سنبھالا اور آواز دی ع تو ضرب بے زدی ضرب ما نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش
کن یہ کہکر گرز کو سر پیچ دیکر سر برہوت رعد آواز پر وار کیا برہوت نے بھی اپنے گرز کو
چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان پھٹ پڑے گرز سے گرز جو ٹکرایا
شرارے نکلے کسیقدر گرز کا کلہ جھک گیا کمر مرکب کی ٹوٹی ستنع گرد و غبار بلند ہوا تڑاقے کی صدا سے
دشت گونج اٹھا طیمور نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم عیار برہوت کا دوڑا ہوا آیا گرد گرد کے
چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ برہوت رعد آواز بیہوش کھڑا ہے ہرن مو سر ہوئے پسینہ
جاری ہے عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا اور آواز دی کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے برہوت رعد آواز
ہوشیار ہوا چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون مرکب مر گیا تھا بس سنے تلوار کھینچ لی اور طرف مرکب طیمور
کے چلا طیمور نے گھوڑے سے کود کے آواز دی کہ کیا ارادہ ہے برہوت نے تیغ مارا طیمور نے
اسی سپر رد کا جو پرستان سے ہاتھ آئی تھی سلیمان صاحبقران کے عنایت فرمائی تھی تیغ
جو سپر پر پڑا اسپر سے دو بچہ پیدا ہوئے تیغہ کو پکڑ لیا ہر چند برہوت نے جھٹکے مارے مگر تیغہ
نہ چھوٹا تم خر زور سے جو جھٹکا دیا قبضہ ہاتھ مین رہگیا اور تیغہ سپر مین الجھا رہا بس برہوت کمر سے لپٹ
گیا اور چاہا کہ اٹھا لون طیمور سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی یہ معرکہ دیکھکر سب سردار
قریب آ گئے دنگل کرسیان بچھ گئین دھران دونون مین زور ہو رہے تھے گویا شیر اور ہاتھی کی لڑائی
تھی برہوت رعد آواز جہان ہاتھ ڈال دیتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹ لیا
اور طیمور بھی جہان ہاتھ جما دیتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پنجہ فولادی ہے کہ ہڈیان توڑے دیتا ہے برہوت
دل مین کہتا تھا کہ لڑکا بلا ہے بہر غرضکہ تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علیحدہ نہوئے دونون جانب
سے روشنی آ گئی نوجون نے کمر کھول دی لیکن وہین پڑاؤ کر دیا بازار لگ گئے دکانین لگ
گئین میدان جنگ مین میلے کے سامان نظر آنے لگے دونون جانب کے سرداران نامی کے
دنگل بچھے ہوئے تھے اور تماشہ کشتی کا دیکھ رہے تھے بلکہ لشکر اسلام کے لیے چند سردار

زنگل بچھوا کے بیٹھ گئے مثل سہراب بن رستم اور رفیع الجنت وغیرہ کے چونکہ سکندر رستم خود زخمی تھا
اسوجہ سے یہ تو شام کو پھر گیا ورنہ یہ بھی نہ جاتا رات بھی اسی عالم مین گزری دوسرا دن ہوا دونون کے زور
و طاقت مین رتی بھر فرق نہ تھا اسی طرح لڑ رہے تھے زمین پارہ پارہ ہوکے گر گئی تھین زمین پر پسینے سے
کیچڑ ہوگئی تھی برابر داؤن پیچ ہو رہے تھے جب پانچ روز کشتی کو گزر گئے اور یہ خبر شاہزادہ سکندر رستم جو
کو ہوئی کہ طیمور سے اور برہوت سے پانچ روز کشتی کو ہوگئے ہین اور ابھی تک فیصلہ نہین ہوا ہے تو
انکو بھی اشتیاق پیدا ہوا سارق بھی دریچے کھولے ہوئے بالائے قیطول بیٹھا ہوا تھا اور جان سکی
بھی لڑائی ہوئی تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے یہ طفل آئینہ پرست بھی بلائے بے تشنگان کہتا تھا کہ یا
خداوندا اب تقدیر پلٹتی معلوم ہوتی ہے کشتی بہت الجھ گئی ہے اب برہوت رعد آواز گیا سارق نے کہا کیا
جھک مارتا ہے یہ تماشے قدرت کے ہین ہمین بندے خوش ہون کہ ہم نقیب قدرت سے پانچ دن کرتے
مین نے برہوت رعد آواز سے زیادہ کسی کو زبردست پیدا ہی نہین کیا اسے کوئی زیر کیونکر کرسکتا
ہے نہ مین نے یہ تقدیر کی ہے کہ برہوت رعد آواز کسی سے زیر ہو وہان شاہزادہ سکندر رستم جو
نے غسل صحت کیا زلازل بن زلزلہ بھی اچھا ہوگیا سکشار رسیدان جنگ مین مع رفقا تشریف لا کے
زنگل کرسیان بچھ گئین یہ بھی تماشہ جنگ کا دیکھنے لگے ہمراہ سکندر کے بہت سے پہلوانان نامی
وگرامی آگئے اب چھٹا دن بھی تمام ہوا ساتوین رات شروع ہوگئی ہے دیکھا کہ برہوت رعد آواز
کادم پھولنے لگا اور رسل پھنسنے کے یہ ہانپنے لگا لیکن طیمور کی وہی حالت ہے ابتو جہان طیمور
شیر پرور برہوت کو پکڑ لاتا ہے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے اور برہوت اگر بمشکل طیمور کو پکڑ بھی
لاتا ہے تو طیمور ہاتھ پھیر کر پھر سامنے آجاتا ہے کوئی دو پہر رات اور گزری ہوگی کہ اک مرتبہ برہوت
نے دونون بازو طیمور شیر پرور کے پکڑے اور آواز دی کہ او طفل آئینہ رو یہ روز آخر ہے یہ کہکر سینے
سے لگا کر یا خداوند سارق کہکے زور کیا تمام صحرا اسکی آواز سے گونج اٹھا سارق سوتے سے جاگ پڑا اور کہا
لو مرا نقیب مرتبہ اس طفل کو زیر کرلیا یہان برہوت رعد آواز سات قدم طیمور کو دبا کر لایا تھا کہ طیمور نے [illegible] کا نام لیکر
اور نہ تھے منہ اپنے زور تین آرہا بس زین سے یو طیمور نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے کہا یا خداوند
آئینہ کے زور کیا تو برہوت کو کمر تک اٹھالیا برہوت نے لنگر مارا سنا ٹوٹ گیا اور برہوت
چھوٹ گیا اسنے دوسری زنجیر کمر مین باندھی اور پھر بیٹھ گیا طیمور نے کہا کہ زور کر برہوت
نے کہا کہ مین زور کرچکا اب تیری باری ہے یہ مین سمجھ چکا کہ تو مجھے اٹھالے گا مگر مین نا انصاف نہین
ہون کہ زنجیر کمر ٹوٹ گئی تو پھر روئے لگون بس طیمور نے دوبارا جو زنجیر کمر پکڑ کے زور کیا تو کمر تک
لے آیا برہوت رعد آواز نے ہاتھ پانون سمیٹ لیے طیمور نے کہا کہ لنگر کیون نہین مارتا برہوت
نے کہ بیکار ہے اب لنگر مارنا اور بھی اپنے کو لگا ہون مین سبک کرتا ہے یہ سنکے طیمور نے دوسرا زور کیا
تا سینے لے آیا اُس وقت برہوت رعد آواز کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بس طیمور کو بھی
رحم آگیا تیسرا زور نہ کیا کہ سر سے بلند کرتا یا زمین پر مارتا آہستہ سے برہوت کو چھوڑ دیا برہوت رعد آواز
نے کہا یہ کیا طیمور نے کہا کہ تجھے اپنے زیر ہونے کا صدمہ ہے جو لشکر سارق جمع ہے اور تجھکو یہ لوگ
تمام عالم سے بہتر جانتے تھے اب تجھے ان کے سامنے کیا ذلیل کرتا برہوت رعد آواز یہ محبت
طیمور کی دیکھکر قدمون سے لپٹا اور کہا کہ یا ابا الناس اس شہریار نے تمام عالم کے سامنے مجھے زیر
کیا اور پھر یہ رعایت کی کہ سر سے بلند نہین کیا دشمن کے ساتھ یہ احسان لہذا مین تو اسکا بندہ بے درم

ہوگیا جسکو پیراسا نچہ وینا ہو وہ ادھر آئے اور جسکو نہ منظور ہو وہ وہین رہے یہ سنکے قریب لاکھ سواروں کے
جو بجھ خاص برہوت کی فوج کے لوگ تھے فوراً لشکر سارلیق سے علٰحدہ ہوکر لشکر طیمور مین شامل
ہوگئے وہان سارلیق نے نقارۂ خوشی اس خیال سے بجوا دیا تھا کہ نقیب قدرت کے نوبت کی صدا
آئی ہے اسنے حریف کو زیر کر لیا ہوگا جب یہ خبر پہونچی کہ برہوت رعد آواز زیر ہو کر مطیع ہوگیا
تو اسنے شرمندہ ہوکر نقارخانون مین ممانعت کی کہ طبل نہ بجے اور سنگان نے کہا کہ یا خداوندا ب ہمنے
اچھی تقدیر کی بات ہے سارلیق بہت خفا ہوا اور اسی وقت اسنے ایک نامہ بخبر طلخال جادو کو تحریر
کیا کہ اس وقت تک کوئی ساحر نہین آیا یہان خدا پرستون نے ہماری خداوندی مین خلل ڈال رکھا ہے جو جو تی
کے سرداران تھے وہ زیر ہوگئے جلد ساحرون کو روانہ کیجئے نامہ پہنچا تو اس طرف روانہ ہوا اور لشکر سارلیق
نہایت اداس بکمال پریشان میدان سے پھر کر داخل فرودگاہ ہوا ادھر طیمور شیرپرور اپنے سردار
تازہ کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آیا اور جشن خوشی کی تیاری کا حکم دے کر مسرور ہا ادھر
سکندر کو کمال افسوس ہوا کہ بڑا سردار یہ آئینہ پرست لیگیا ہرچند کہ زلازل بھی کم نہیں ہیں
مگر برہوت رعد آواز اس سے زبردست ہے سارلیق نے پھر طبل جنگ نہ بجوایا اور انتظار مین
ساحران کے بیٹھا اور محو جادو پاس کہلا بھیجا کہ ساحرون کی دعوت و ضیافت کا انتظام قدرت
نے تمھارے سپرد کیا یہان طیمور شیرپرور نے جشن کیا اگر پیدا اس جشن کی بیان ہوگی تو طول
ہوگا لہذا کچھ حال سرداران اسلام کا سنئے جب اُنھون نے دیکھا کہ سارلیق انتظار مین ساحرون کے
ہے اور طیمور مصروف جشن ہے تو شاہزادہ سکندر رستم خو نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اگر مجھے
اجازت ہو تو مین دو چار روز شکار مین دل بہلاؤن فرمایا کہ زیادہ دور جانے کا قصد نہ کیجئے گا اسلیے کہ ملک
دشمنون کا ہے آمد ساحرون کی لگی ہوئی ہے صاحبقران موجود نہین ہین سکندر نے عرض کی کہ مین بہت ترے
شکار کھیلتا رہونگا زیادہ دور نہ جاؤنگا کہ روزمرہ کی مجھے خبر بھی پہونچتی رہے جب ضرورت دیکھونگا
اُسی وقت حاضر ہونگا بادشاہ اسلام نے اجازت دی ہمراہ سکندر کے اور بھی چند سردار اُٹھ کھڑے
ہوئے مثل سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک اور طلحہ بن لندھور کے یہی چار سردار سامان
شکار کے ساتھ لیکر ہمراہ صاحبقران دولت کے جانب صحرا روانہ ہوگئے روز شکار ہوتا ہے ہر کارے
روزانہ خبرین پہونچاتے رہتے ہین لوگ شکار رکھلاتے ہین اور جسکو جس سردار سے خصوصیت ہے وہ آ سکے
واسطے بھیج دیتا ہے سکندر رستم خو نے کئی آہو بادشاہ اسلام کے واسطے روانہ کیے چونکہ زیادہ دور
جانا مقصود نہ تھا اور کئی روز برابر شکار ہوا تو شکار بھی کم ملنے لگا سکندر نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے
طلحہ نے عرض کی کہ حضور اسی جگہ قیام فرمائین ہر روز باری باری ایک شخص نکل جائے اور شام کو جس قدر
شکار ممکن ہو لیکر واپس آئے سب نے اس رائے کو پسند کیا پہلے مملوک بن مالک روانہ
ہوئے یہ دن بھر سرگردان رہے اور کوئی آہو نہ ملا خالی واپس آئے دوسرے روز شاہزادہ
رفیع البخت گئے یہ بھی خالی واپس آئے تیسرے دن سہراب بن رستم گئے یہ بھی بے نیل مرام
پھرے چوتھے روز طلحہ بن لندھور روانہ ہوئے سیر دن چڑھے انکو ایک درہ کوہ کے نزدیک
آہو دکھائی دیا انھون نے تیر مارا آہو گرا طلحہ نے جاکر آہو کو ذبح کیا اور ہمراہیون سے کہا کہ ہم
آگے چلتے ہین تم شکار کو لیکر جلد واپس آنا یہ کہکر طلحہ تو اُس طرف روانہ ہوئے لوگ آہو کو
لیے ہوئے چلے آتے تھے قضاے کار اتفاقات روزگار کہ طیمور اپنی صحبت مین بیٹھا تھا ناچ ہو رہا تھا

پہلو مین برہوت رعد آواز بیٹھا تھا جام شراب ناب کو گردش تھی کہ اک مرتبہ محیط منارہ گردن نے کہا کیا لطف ہوتا اگر اس وقت کباب آہو کے ہوتے اہرمن کوہی نے کہا مین جاتا ہون اور ابھی آہو لیکر آتا ہون یہ کہکے اٹھا اور اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھکر جانب صحرا روانہ ہوا ادھر ادھر بہت تلاش کی لوگون سے دریافت کیا کہ کچھ شکار صحرا مین ہی دہقانیون نے بیان کیا کہ کچھ خداپرست کئی دن سے شکار کھیل رہے مین انھین بھی کوئی شکار اب نہین ملتا یہ سنکے اہرمن کوہی پریشان ہوا کہ مین دعوے کے ساتھ وعدہ کرکے آیا ہون کہ ابھی شکار لیکر آتا ہون اور یہان شکار ممکن نہین خالی پھرا تو بڑی شرمندگی ہوگی یہ اسی فکر مین تھا کہ سامنے سے کچھ لوگ دکھائی دیئے دیکھا کہ اک آہو شکار کیا ہوا لوگ لیے چلے آتے ہین بس اہرمن کوہی آگے بڑھا اور کہا کہ یہ آہو بیچوگے انھون نے کہا کہ بس ایسا کلمہ اب زبان سے نہ نکالنا نہین جانتے کہ یہ آہو کسکا ہی اہرمن ہنسا اور کہا کہ اگر نہ بیچوگے تو مین زبردستی چھین لونگا انھون نے کہا کہ یہ شکار داراے ہندوستان طلحہ بن لندھور کا ہی قسوقت اگین معلوم ہوگا تو وہ اس آہو کے بدلے تمھین صید کرینگے یہ سنکے اہرمن کو غصہ آیا کہا طلحہ اک ملازم ہی صاحبقران کا اور مین ملازم ہون اس شخص کا جسکے خوف سے صاحبقران میدان سے ٹل گئے ہین طلحہ میرا کیا کرے گا چلو یہ آہو شاہزادہ طیمور کے واسطے ہم لیجائینگے یہ کہکر اسنے تلوار سے دھمکایا چند مزدور دہ کیا کر سکتے تھے اہرمن کے ساتھ ہونے سے جان کا خوف تھا اہرمن سرپہ تلوار کھینچے ہوئے تھا کہ جلدی لیچلو اور جو دو اک خدمتگار ساتھ تھے وہ بھاگے ہوئے طلحہ کی خدمت مین حاضر ہوئے یہان طلحہ بن لندھور خوشی خوشی آکے بیٹھے ساغر نے پوچھا کہ کوئی شیر یا ببر طلحہ نے کہا کہ غلام آپکے ہمیشہ شیر رہتے ہین مین نے اک سیاہ ہرن بہت بڑا صید کیا ہی آتا ہوگا کبابون کے سامان کا حکم دیجیے یہی باتین ہورہی تھین کہ اتنے مین خدمتگار دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ اہرمن کوہی رفیق طیمور شیر پہ ور آہو چھین لے گیا بس یہ سنا تھا کہ طلحہ کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہوگئی اور کہا کہ اب اس آئینہ پرست نے یہ بے ترکیبیان شروع کردین مین ابھی جاتا ہون اور آہو اپنا لاتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر جانب بارگاہ طیمور روانہ ہوا یہان سکندر کو خیال ہوا کہ طیمور طلحہ سے جلا ہوا ہی ایسا نہو کہ کوئی خرابی پیدا ہو بس یہ بھی سمجھکر پشت مرکب پر سوار ہوئے ساتھ انکے رفیع البخت اور سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک سبھی تو چل کھڑے ہوئے اہرمن کوہی دروازہ بارگاہ پر پہونچ گیا تھا آہو لیجا کے سامنے طیمور کے رکھا تھا کہ طلحہ بھی پہونچ گیا اور آواز دی کہ او دزد مکار تیری عادت قدیم نہ گئی کہ پرائے صید کو گیدڑ کی طرح کھانے کے واسطے لے آیا ہی اگر اسکے عوض تجھے نہ صید کیا تو نام اپنا طلحہ نہ رکھا چونکہ طیمور واقف نہ تھا کہ یہ کیا معاملہ ہی جب طلحہ کی زبانی سنا تو معلوم ہوا اسنے تو گردن جھکالی غرضکہ بیشک اسنے بری حرکت کی اہرمن نے سنبھلنے طلحہ کو تلوار ماری طلحہ نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اہرمن نے سوچا چہرہ پر نہ لانے پایا تھا کہ تلوار پڑگئی تا دو ابرو اترآئی اہرمن تو بیہوش ہوکے گرپا طلحہ نے بنگاہ قہر طیمور کی طرف دیکھا اور کہا کہ او آئینہ پرست تونے یہ کونسا آئین جاری کیا ہی طیمور نے کہا بس خیریت ہی مین کہ سامنے سے میرے چلا جا جسنے تیری خطا کی تھی اسنے سزا دے چکا ورنہ بہت پچھتائے گا مین خیال اسکا کرتا ہون کہ امیر لشکر مین موجود نہین ہین ورنہ تو میری بارگاہ مین آیا ہی اگر میدان جنگ ہوتا تو وہ گت تیری بناتا کہ تمام عالم کی نظرون سے

گرادنیا یہ سنکے طلحہ کو جوش آیا آواز دی کہ تو برہوت کو زیر کرکے یہ سمجھا ہے کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہین کرسکتا ہے جب
لڑنے پر آئے تو بارگاہ کیسی اور میدان کیسا اگر تو ہاتھ نہین اٹھاتا تو لے یہ کہکر زین سے تلوار مار بیٹھا
طیمور نے تڑپ کے پیچھے ہوکر وار خالی دیا تلوار طلحہ کی دنگل کے پایے کو کاٹتی ہوئی زمین مین درآئی بس
طیمور نے پاؤن رکھ دیا اور کہا کہ کھینچ تو لے تلوار اپنی طلحہ نے جھٹکا مارا لیکن تلوار زمین
سے نہ نکلی کہ اتنے مین دروازہ بارگاہ پر سے نعرہ شاہزادہ سکندر رستم خو کا ہوا ساتھ ہی رفیع البخت
اور سہراب بن رستم اور مملوک بن مالک سب آ پہونچے تو بارگاہ مین داخل ہو گئے طیمور نے سکندر
کو دیکھکر طلحہ کو اور لڑکا انٹا کر بڑی ہماہمی سے آیا تھا اتنی بھی طاقت نہین کہ تلوار اپنی کھینچ لی بس
طلحہ نے جوش غیرت مین آکر جو جھٹکا مارا قبضہ تو ہاتھ مین طلحہ کے رہگیا اور تلوار کا پھل زمین مین رہگیا
سکندر نے آواز دی کہ اے طلحہ بس طیمور سے کیا واسطہ اہرمن کی خطا تھی اسنے تم سزا دے چکے
طیمور نے کہا کیا ہون صاحبقران موجود نہین ہین ورنہ طبل جنگ بجوا کر یہ میدان طلحہ کے
کان اکھیڑ دیتا جیسی گستاخی اسنے یہان آکے کی ہے سکندر نے کہا کہ اے طیمور اسکا خیال نکرو اگر امیر
موجود نہین تو وہ اپنا قائم مقام مجھے کر گئے ہین مین تمھارے مقابلے کو موجود ہون یہ سنکے برہوت
رعد آواز نے جواب دیا کہ تم اس شہریار سے کیا مقابلہ کروگے تمسے لڑنے کو مین موجود ہون کیا اپنا
زخمی ہونا بھول گئے سکندر تو اس کلام پر مسکرایا کہ اسے بھی دن لگے یہ مجھے زخمی کرکے نہایت خوش ہے لیکن
طلحہ نے کہا کہ تو انکے غلامون سے تو سامنا کرلے پھر انسے لڑنا طیمور نے کہا کہ مین طبل جنگ
بجواتا ہون بہتر ہے کہ یہ دل کے غبار میدان مین نکل جائین اور طلحہ سے کہا کہ اپنا شکار لیے جاؤ طلحہ نے
کہا کہ شکار کی کیا حقیقت ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو مین شکار پر تھا جہان اپنے لشکر مین آہو بھیجے تھے
یہان بھی بھیج دیتا فقط بات کی بات تھی کہ اہرمن زبردستی میرے ملازمون سے چھین لایا تھا سکندر
نے بھی کہا کہ اے طیمور اب تو ہمارے تمھارے میدان کی لڑائی ہے یہان کے لطف کو کیون کھوتے
ہو ہمارے سر کی قسم اس آہو کے کباب کھاؤ وہ بات گئی طیمور نے کہا کہ اگر تم بھی شریک
صحبت ہو تو کیا مضایقہ ہے سکندر نے کہا کہ مین تو موجود ہی ہون یہ فرما کر بیٹھ گئے سب سردار بیٹھ گئے آہو
کے کباب لگائے گئے سب نے کباب کھائے ناچ ہونے لگا شام تک یہ جلسہ رہا شام کو صحبت
برخاست ہوئی یہ تمام خبرین بادشاہ اسلام کو پہونچین شام کو سکندر بھی جملہ رفقا کو لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی
مین داخل ہوئے اور بادشاہ اسلام سے سارا واقعہ بیان کیا یہان طیمور نے جشن برخاست ہوتے ہی
طبل جنگ بدرنگ بجنے کا حکم دیا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ رزم و پیکار کو بجایا یہ خبر ساریق کو
ہوئی کہ آئینہ پرستون اور خدا پرستون مین بگڑ گئی اسنے سختگان سے کہا کہ کیون او شیطان دیکھا
تو نے مین نے کیسا قدرت کی ہے اور کس طرح تقدیر نفاق ان لوگون مین پیدا کردی ہے یہ سوائے
کسی دوسرے کا کام نہ تھا سختگان بھی ہنسا اتنے مین اسکی بن آئی کہا یا خداوند یہ تقدیر تو نے اچھی کی
مگر کسی طرح طیمور کو اپنا شریک کرلے یہ بھی انھین خدا پرستون مین سے ہے اور بڑا زبردست ہے
اگر یہ شریک ہو گیا تو صاحبقران کو مشکل پڑ جائیگی ساریق نے کہا اب بھی دیکھ قدرت کی باتون
مین دخل ہوتا جاتا ہے اب مین فرمان قدرت لکھتا ہون تو لیکے طیمور پاس جا سختگان نے کہا
کہ مین تو ہرگز نجاؤنگا تو کسی اور کو بھیج ساریق نے ایک نامہ تحریر کرکے طیمور کے پاس بھیجا
طیمور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ دار ساریق پہونچا اور نامہ دیا طیمور نے نامہ کو پڑھا

لکھا تھا کہ اے بندۂ خاص الخاص بن اگر تو اپنے خداوند کی طرف ہوجا تو خداوند تیری عزت اور زیادہ کرین
اور سب خدا پرستون کو تیرے ہاتھ سے مٹوا دین یہ مضمون دیکھ کے طیمور کو ہنسی آگئی برہوت رعد آواز
کی طرف دیکھ کے کہا کہ سارلیق بھی عجب مسخرا ہے برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ اسکے دماغ مین
خلل آگیا ہے اسکی حرکتین اس سے زیادہ بیہودہ ہوا کرتی ہین کہ کمک تو طلب کر رہا ہے اور خداوندی
بھی بگھار رہا ہے طیمور نے کہا کہ جواب اسکا لکھ دو کہ اگر تو دین آئینہ پرستی اختیار کر اور دعوے
خداوندی سے توبہ کر تو مین صاحبقران کے ہاتھ سے تیری جان بچا دون اور خبردار اب اس بیہودہ
پن سے کبھی نہ لکھنا یہ جواب تحریر کرکے بھیج دیا القصہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور
خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون
سے نکل نکل کر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی ہوئے فوج اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی اور لشکر سارلیق
مین یا خداوند سارلیق کے نعرے بلند ہوئے فوج آئینہ پرستان مین خود پرستی ہونے لگی ہر شخص
اپنی آئینہ مین صورت دیکھتا تھا اور اُسے سجدہ کرتا تھا جب تینون لشکر اپنے اپنے طریق عبادت سے
فراغ حاصل کر چکے تو متوجہ میدان کارزار ہوئے دو گھڑی دن چڑھتے چڑھتے تینون فوجین میدان مین
آکر صف آرا ہو گئین لشکر سارلیق مین بمرتبہ سالاری لشکر اقہر رومین شگاف کھڑا تھا اور اُدہر
بادشاہ لشکر ارزنگ بن زمرد اور تنگ بن زمرد تھے اور تمام سردار ترتیب سے ہزار سردار اپنے اپنے
گینڈون اور زرکبون پر سوار کھڑے تھے اقہر رومین شگاف نے سارلیق سے کہدیا تھا کہ یا خداوند
تو جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت قابل سالاری لشکر کے ہمیشہ سے مین تھا اسلیے کہ نہ مجھپر
دوسرے کا حربہ اثر کرتا ہے نہ حریف میرے حربہ سے بچ سکتا ہے زور و طاقت مین بھی مین کسی سے
کم نہین ہون سارلیق نے کہدیا تھا کہ اے بندۂ خاص الخاص اب قدرت کو تیرے ہی جانب توجہ
ہوئی ہے اسی سے مین نے برہوت اور زلازل اور نہنگ بن طوفان ان سبکو ذلیل کرکے
اسیر کرا دیا تو اقہر رومین شگاف کرگدن مست پر سوار اکڑا ہوا تھا اور لشکر طیمور شیر پرور
مین داہنے جانب برہوت رعد آواز اور محیط منارہ گردن بائین جانب نہنگ بن طوفان
دریا موج اور اسیر بن کوکب کھڑے تھے مگر اسیر بن چونکہ زخمی تھا سر مین اسکے پٹی بندھی ہوئی تھی
اور معمولی سردار ترتیب سے کھڑے تھے اس طرف شاہزادہ سکندر رستم خو مرتب برج بیٹھا ہوا اسپ
سے چالیس قدم مرکب آگے بڑھائے ہوئے بمرتبہ صاحبقرانی کھڑا تھا سر پر علم اژدہا پیکر کھلا ہوا تھا
طلحہ بن لندھور بھی فیل مست پر سوار برہوت کی طرف دیکھ دیکھ کے غصہ کر رہا تھا کہ اکمرتبہ نہنگ
بن طوفان دریا موج نے باگ مرکب کی لی اور سامنے طیمور کے آکر عرض کی کہ اگر اجازت ہو
تو یہ غلام بھی آج سر میدان زلازل بن زلزلہ کو ٹوکے طیمور نے کہا کہ جا تجھے اختیار ہے مگر جہانتک
ہو سکے آلات حرب سے جنگ کا فیصلہ کرنا کشتی کی نوبت نہ آئے کیونکہ مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ طاقت اُسمین
تجھ سے زیادہ ہے نہنگ بن طوفان نے عرض کی کہ بس وہ مجھ سے زور مین اتنا ہی زیادہ ہے
جتنا برہوت رعد آواز اس سے زیادہ ہے یہ کہکے اور سلام کرکے میدان مین آیا بعد سلح شوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے زلازل آ آج ہمارے تمہارے
بھی فیصلہ ہو جائے زلازل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے یہ کہکر زلازل بن زلزلہ نے اپنے
فیل کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر فیل سے مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا

حافظ حقیقی نگہبان ہی اور جام شربت عنایت کیا زلازل جام پی کر بادگر فیل پر سوار ہوا اور سلام رخصت
کر کے میدان مین آیا نہنگ بن طوفان نے کہا کہ تمنے ساریوق سے میرے گرفتار کرنے کا وعدہ
کیا تھا مگر مقابلہ کی نوبت نہ آئی اگر تمھارے بازو رن مین اتنی طاقت ہو تو مجھے لشکر اسلام ہی مین اسیر
کر کے پہونچادو کہ تمھارا حوصلہ نہ باقی رہجاے یہ سن کے زلازل بن زلزلہ نے کہا ای نہنگ بن
طوفان یہ بڑا بننے کی بات نہ تھی کیا تمھارا آقا تمکو میرے مقابلہ کا حکم دیتا تو تم کمی کرتے مین اسوقت حکم
ساریوق کا تابع تھا اب حکم سکندر اور بادشاہ اسلام کا تابع ہون ہان اگر تمکو دعوے مقابلہ ہی
تو مین حاضر ہون اور تمھین نے ٹوکا بھی نہنگ نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ خیر مین نے ٹوکا سہی نے
ہوشیار رہو جاؤ یہ کہکر نیزہ مارا زلازل بن زلزلہ نے نیزہ کو نیزہ پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی لوگ غور
سے تماشہ دونون کی نیزہ بازی کا دیکھنے لگے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر زلازل نے نیزہ ہاتھ سے
نہنگ کے نکال دینا چاہا تھا مگر نہنگ بن طوفان کو بھی طیمور نے تعلیم کیا ہی اور زلازل کو شاطردہ
سکندر نے دو چار طعنین تبلادی ہن نہنگ بن طوفان اس بند سے باخبر ہوگیا اور وہین سے ہاتھ
آگے بڑھا کے جو جھٹکا مارا تو نیزہ زلازل کا توڑ دیا مگر جبتک یہ جھٹکا مارے زلازل نے فورا اسنان نیزہ
کی نکال دی دونون لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین اب نہنگ نے گرز
سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سر زلازل کے وار کیا زلازل بن زلزلہ نے وار اسکا اپنے
گرز پر روکا اور جواب مین ایسی ضرب لگائی کہ نہنگ بن طوفان کو بھی چھٹی کا دودھ یاد آگیا
دونون کے فیل جلد جاں آے جان بحق تسلیم ہوے اب دونون مرکبون پر سوار ہوے اور تلوارین
کھینچ کھینچ رد و بدل ہونے لگی لڑتے لڑتے ایک مقام پر نہنگ بن طوفان نے سر بچا کر
شانے کا وار کیا کہ شانہ زلازل بن زلزلہ کا شانہ ہوا بس اسنے بھی وہین پلٹ کے دوسرا ہاتھ مارا
کہ نہنگ بن طوفان کو بھی زخمی کیا نہنگ نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زلازل کا دوسرا شانہ بھی زخمی
ہوا زلازل نے بھی دوسرا ہاتھ مارا کہ نہنگ بھی زخمی ہوا آخر پہلے نہنگ بیہوش ہو کے گھوڑے
گرا پھر زلازل طیمور اپنے سردار کو لے گیا اور سکندر نے اپنے سردار کو اٹھوا لیا طبل بازگشت
بج گیا انکا علاج ہونے لگا دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا جب تینون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین
پہونچے تو آج برہوت رعد آواز نے طیمور سے اجازت لی اور میدان مین آکر گرجا بس
اس طرف سے طلحہ نے اپنے فیل کو بڑھایا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر سامنے برہوت
کے آیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ مین تو صاحبقران سے مقابلہ کرنے کا قصد کر کے
آیا تھا خیر اب تیرے لہو اُنسے مقابلہ ہوگا طلحہ نے کہا او دریدہ دہن دہ وقت گیا کہ اتفاقیہ مین
بھی تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا اور صاحبقران اوسط بھی زخمی ہوے آج تجھے حقیقت معلوم ہوجائیگی
یہ سن کے برہوت رعد آواز نے بھی اپنے فیل کو دوڑایا اور سپر سنبھالی کہ لگا دہی مین طلحہ کو
گرد پر کردون ادھر طلحہ نے بھی سپر سنبھالی اور اپنے فیل کو گجک مار کے بڑھایا دونون فیل
سونڈین اٹھا کر چلے وسط میدان مین آکر لگادر چلی دونون فیل ٹکرا گئے ادھر سپر سے
سپر لڑی سینے سے سینہ ملگیا دونون سپرون سے چنگاریان اڑین تڑاقے کی صدا سے میدان
گونج گیا یہ معلوم ہوا کہ دو ابر ٹکرا کر گرجنے لگے دونون فیل برابر سے ہٹے نظربازون نے
بہت غور کیا مگر فرق محسوس نہوا پیچھے ہٹ ہٹ کے پیترے سنبھالے طعنین چلنے لگیں آخر

سنانین نبانین نیزون کی بیکار ہوگئین آخرمین طلحہ نے جھنجھڑ کر اس طرح ماری کہ نیزہ برہوت
کا توڑ دیا برہوت نے نیزہ پھینک کر گرز سنبھالا بعد خبردار خبردار کہکر سر طلحہ کے وار کیا طلحہ نے
اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تو ہو تڑاتے کی صدا بلند ہوئی کوہ و دشت تھرا گیا شعلہ سا
چمک کے دونوں گرزوں کے درمیان سے نکل گیا برہوت رعد آواز نے زدم و پست گردم کا نعرہ
کیا طلحہ نے گرد سے نکلا اپنی ضرب لگائی وہی حالت برہوت رعد آواز کی ہوئی آخر نوبت شمشیر زنی
کی ہوئی تلواریں آریاں ہوگئین ہاتھوں سے پھینک پھینک دین گریبانوں مین ہاتھ پڑ گئے
جھٹکے چلنے لگے فیل لپٹ ہا ہو کے بیٹھ بیٹھ گئے دونوں نے مرکبوں سے کود کود کر داماں زرہ
گردنے اور مصروف تلاش ہوے کوئی دو پہر کی کشتی مین دونوں بیہوش ہوگئے اودھر سے
طیمور شیر پرور دوڑ کے آیا کہ یہ کیا ہوا اس طرف سے سکندر نے قریب آکے دیکھا تو دونوں کو
بیہوش پایا سبب اسکا سمجھ مین نہ آیا سکندر طلحہ کو اٹھوا لاے اور طیمور شیر پرور برہوت
رعد آواز کو اٹھوا لیگیا اور ہوشیار کیا جب برہوت رعد آواز ہوشیار ہوا تو طیمور نے
پوچھا کہ ای برہوت یہ بیہوش ہوجانے کا کیا سبب ہوا برہوت رعد آواز نے کہا کہ میرا
پانون سینہ پر طلحہ کے زور سے پڑا اسنے میری کوکھ پر گھونسا مار دیا کوڑی کی چوٹ نازک
ہوتی ہی اور کوکھ بھی نازک جگہ ہی ادھر وہ بیہوش ہوا ادھر مین بیہوش ہوگیا وہان طلحہ جو
ہوشیار ہوے تو سرداران اسلام نے سبب دریافت کیا طلحہ نے بھی وہی بیان کیا جو برہوت
نے بیان کیا تھا طیمور شیر پرور نے کہا کہ اب کل میرے اور سکندر کے مقابلہ ہی یہی آخر لشکر
ہی مقابلہ صاحبقران کی آخرین نے سکندر کو زیر کر لیا تو صاحبقران کو بھی زیر کر لیا یہ فرما کر
حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ادھر شاہزادہ
سکندر رستم خو کے لشکر مین کوس حربی بجا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین صف آرا ہوے برہوت رعد آواز ہمراہ طیمور کے آیا اور طلحہ ہمراہ
سکندر رستم خو کے آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر ہٹے تھے برہوت
نے پھر نکلنے کا قصد کیا تھا کہ طیمور نے منع کیا لیکن محیط منارہ گردن نکل کھڑا ہوا اور طیمور سے
اجازت میدان طلب کی طیمور نے کہا کہ مین نے خود قصد مقابلہ کیا تھا محیط منارہ گردن نے
عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا مجھے اجازت دیجیے اگر مین سکندر کو زک نہ دلیسکون گا تو پھر آپ کو
اختیار ہوگا طیمور نے کہا نہ تو سکندر کو نہین جانتا وہ بڑا بہادر ہی محیط منارہ گردن نے کہا کہ غلام
بھی رزم جنگ سوا آپ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہی طیمور نے اجازت دی محیط منارہ گردن میدان مین
آیا بعد سلح شوری نیزہ زنی پکار کے آواز دی کہ ای سکندر گل بارگاہ شاہزادہ طیمور مین بہت کچھ
باتین بناتے تھے اب میدان مین آؤ حال معلوم ہوجائے کہ غلامان شاہزادہ طیمور شیر پرور بھی
کیسے ہین بس اس کلام کے سننے کی بھلا سکندر رستم خو کو کب تاب تھی اسی وقت مرکب کو چھیڑ کر
مقابلہ مین محیط منارہ گردن کے آکر آواز دی کہ او ملعون کیا جھک مار رہا ہی ابھی تو نے مردان
عالم کو دیکھا نہین ہی ایک طفل چہار دہ سالہ کے زور و طاقت پر مفتون ہوگیا ہی لا حربہ اپنا ابھی حال
معلوم ہوجاے یہ سن کے محیط منارہ گردن نے نیزہ سکندر کے حوالے کیا سکندر رستم خو
نے نیزہ کو نیزے پر لگا لیا اور کوئی ستر ہون طعن مین جو نیزے کو نیزے سے چیدہ کر کے

جھٹکا مارا تو اگر محیط منارہ گردن نیزہ اپنا ہاتھ سے چھوڑ نہ دے تو ہاتھ شانے پر سے اُکھڑ جاے نیزہ تو نیزے
سے پلٹ کر بلند ہوا اور محیط منارہ گردن نے خجل ہو کر تلوار کھینچ لی اور سر پر سکندر کے وار کیا سکندر
کو غصہ تھا مرکب سے مرکب کو ملا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مار کر مرکب سے کھینچ لیا لیکن محیط منارہ
گردن نے بھی سنبھل کے جو لنگر مارا اور سکندر نے لنگر اُسکا رد کیا تو مرکب چارون پانون پھیلا کے بیٹھ گیا
سکندر بھی مرکب سے کود پڑے اور محیط منارہ گردن بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لڑتے لڑتے محیط منارہ
گردن نے سکندر کی گردن پر گھونسا مارا کہ سکندر کو تیور آگئے بس اسی غصہ مین سکندر نے کمر زنجیر کا بند پکڑ
لیکے جو زور کیا چہرہ سکندر کا سرخ ہو گیا مگر محیط منارہ گردن کو سر سے بلند کر کے اس زور سے زمین پر مارا
کہ ہڈیان اُسکی چور ہو گئین پھر سانس نہ آئی یہ دیکھکر طیمور کی آنکھون مین دنیا سیاہ و تار ہو گئی کہ اتنے بڑے
رفیق کو میرے اُسنے مار ڈالا وہین سے مرکب کو جھکا کر سکندر کی طرف چلا ادھر سکندر پھر مرکب پر سوار ہوا
اور سپر سنبھالی اُدھر سے طیمور بعزم نگاورزنی چلا ادھر سے سکندر نے مرکب کی باگ لی اور سپر
سنبھالی بیچ میدان مین آکر نگاور چلی سپر سے سپر لڑی سپرون سے چنگاریان اُڑین لڑائی کی صدا میدان
مین گونجی نظر بازون نے غور سے دیکھا کہ کسکا مرکب زیادہ چھپا ہوا مگر سمجھ مین نہ آیا اس طرح دونون
مرکب برابر سے ہٹے کہ فرق نہ محسوس ہوا دونون نے نیزے سنبھالے طیمور نے وار کیا سکندر نے
نیزے کو نیزے پر کاٹا تھا طعنین چلنے لگین گھوڑون کے گشت سے تتق گرد بلند ہوا دونون نیزے
اس طرح گردش کر رہے تھے کہ بالا بندھا ہوا تھا سنانین جو لڑ رہی تھین تو نیزون سے چنگاریان
نکل رہی تھین دیکھنے والون کی نگاہ قائم نہوتی تھی نیزون مین جھٹکے چل رہے تھے دیر تک نیزہ بازی
رہی مگر مطلب حاصل نہوا سنانین بنانین بیکار ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی پورین ٹوٹ ٹوٹ کے
مسواک ہو گئین بیکار سمجھ کے پھینک پھینک دیا اور دونون نے گرز سنبھالے طیمور نے اپنے گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو برہ کوہ نیلہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دیکر سکندر پر لگایا سکندر رستم خو نے
گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی بچاو کیا لیکن گرز زیر گرز جو پڑا تو پھر تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و
غبار بلند ہوا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو تتق گرد مین روشنپوش ہو گیا طیمور نے پکار کر آواز دی کہ زدم
دست گردم سیارہ کو چمک دو لرا ہوا آیا گرد و گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ سکندر
رستم خو بہوش کمر اہر ہے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونون ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے
قایم ہین اُنمین ذرا سا فرق نہین ہے سیارہ کو چابک لگے آواز دی کہ اے صاحبقران زمان ہوشیار
ہو بیٹے کہ حریف لاف و گزاف کر رہا ہے سکندر نے دیکھا کہ مرکب تنگ تک غرق زمین ہے کود کر
گھوڑے سے شکم مرکب مین ہاتھ کا سہارا دے کر گھوڑے کو زمین سے نکالا تو تن مرکب مین رعشہ
پایا چونکہ یہ مرکب طلسمی تھا اس سے بچ گیا اگر دوسرا مرکب ہوتا تو ضرب طیمور سے مارا جاتا کبھی جانبر
نہوتا سکندر مرکب پر سوار ہوا اور اپنا خاص گرز اُٹھایا کہ اُسکا وزن بھی پندرہ سو من کا تھا بخیال اسکے
کہ برابر کی ضرب ہے تا کہ فرق زور و طاقت کا ظاہر ہوا گو مین گرز دیو تمتن کی ضرب لگاؤنگا جسکا وزن چوبیس
سو من کا ہے تو لوگ کہینگے کہ وہ ضرب گران تھی اس سے فرق ظاہر ہوا غرضکہ گرز سنبھالا اور آواز
دی کہ تو ضرب بے زور ضرب ما نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر گرز مارا طیمور نے
بھی اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز بر گرز جو پڑا یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا
بلند ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا شعلہ فلک کو نکل گیا سکندر نے

بھی الگ ہٹ کے آواز دی کہ زدم و لپیٹ کردم لو خبر اسکی کہ کیا گذری شاہ پور شیردل دوڑا ہوا آیا پانی کے
چھینٹے دیکر گرد کو بٹھا یا دیکھا کہ طیمور بیہوش کھڑا ہے بدن مو سر ہوے ہے پسینہ جاری ہے لیکن
دونوں ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم ہیں انمیں فرق نہیں ہے شاہ پور نے منھ پر چھینٹا پانی کا مارا
اور آواز دی کہ اے برادر ہوشیار ہوجیے کہ حریف دم زنی کر رہا ہے پانی جو منھ پر پڑا تو طیمور کو ہوش
آیا کہا اے شاہ پور واقعی مین سکندر بڑا بہادر اور زبردستان روزگار سے ہے یہ کہکر چاہا کہ مرکب کو
زمین سے نکالوں مرکب مرچکا تھا بس طیمور نے تیغہ کھینچا اور سکندر کی طرف چلا کہ میرا تو مرکب
تو مارا گیا اور تیرا مرکب زندہ ہے کب چھوڑتا ہوں تیرے مرکب کو یہ کہکر چاہتا تھا کہ مرکب سکندر
کو بیکار کرے کہ سکندر رستم خو نے گھوڑے سے جست کی اور سامنے طیمور کے پہونچکر آواز دی
کہ اے بہادر بے زبان پر غصہ بیکار ہے طیمور نے تلوار پھینک دی اور سکندر سے لپٹ پڑا کشتی
ہونے لگی ابتو تمام سردار قریب آگئے مرکبون کی باگین سائیسون کے ہاتھون مین دیدین لنگ
کرسیاں بچھ گئین سب بیٹھ گئے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے ہر طرف دوکانین کھل گئین دوکاندار
آکے بیٹھ گئے اک میلا ہوگیا لشکرون نے کمرین کھولدین اور وہین قیام کیا ہر ایک کو
اشتیاق ہے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے زور ہو رہے ہین کڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گر رہی ہین
جب کشتی کا بند جاتا ہے خلاصہ یہ کہ سات شبانہ روز کشتی رہی ساتوین دن طیمور شیر برور
سکندر کو زیر کرکے چلا سکندر نے پیترا کاٹکر لنگر قایم کرون طیمور نے وہین سے جھٹکا مارا کہ پانون
سکندر کا اکھڑ گیا بس سکندر رستم خو نے اسی ٹوٹے ہوے پانون کو جماکے زور کیا اور وہی حرکت
کرکے جو طیمور نے کی تھی طیمور کا پانون توڑ دیا اب دونون کے اندام مین رخنہ پڑ گیا غش طاری ہوئی
آئینہ پرست طیمور شیر برور کو اٹھا لے گئے اور اہل اسلام سکندر کو لے آئے علاج دونون کا
ہونے لگا اب انکو تو مصروف علاج رکھا جاتا ہے اور یہاں سے

چند کلمے داستان ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کے اس طرح بیان ہوتے ہین کہ پہونچنا قاصد کا اور آگاہ کرنا حال طیمور سے بیتاب ہوکر آنا ملکہ کا برادر کے دیدار کو اور باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس

سر آغاز داستان محبت نشان

بے موت مرینگے کبھی شکوہ نکرینگے — سودائی بنینگے ترا سودا نکرینگے
مجنون رہینگے ہم تری سودا نکرینگے — بھولے سے بھی ملنے کا ارادہ نکرینگے
مر جائینگے پر تیری تمنا نکرینگے

کچھ بن نہیں پڑتی ہے وہ گھبرائے ہین ایسے — اتنا ہے حجاب آنکھ تو شرمائے ہین ایسے
اورون کی ملاقات سے نجھلائے ہین ایسے — ہم دل کی محبت سے وہ شرمائے ہین ایسے
اب رخ مری جانب کبھی صلا نکرینگے

یہ ضبط ہمارا ہے یہ ہے جبر ہمارا — رونا بھی نہیں ہے صفت ابر بہارا
کچھ ہوگا سکوت اور نہ قبر ہمارا — دنیا ہی پہ موقوف نہین صبر ہمارا

ہم حشر مین بھی آپ کا شکوا نکرینگے

سانپ کیطرح بھاگو تم ہمسے لپٹ کر — ڈرنے مین الٹ جائے مقدر پلٹ کر
وصلت مین غم ہجر نہ دو اتنا سمٹ کر — سونا ہی اگر سو بھی رہو ساتھ چمٹ کر

جو خوف ہی تمکو وہ ارادا نکرینگے

آفت پہ یہ آفت ہی مصیبت پہ مصیبت — کیا کیا نہ کرے دیکھیے کمبخت محبت
جھیلا کرین بیٹھے ہوئے کبتک غم فرقت — دیکھا ہی کرین دور سے دو اتنی اجازت

ہوتے ہو خفا یار سے کچھا نکرینگے

مین رنج تمھین دون یہ تمھارا ہی گمان ہے — زلفون کی طرح ہوتے ہو کیون اتنا پریشان
یہ دل تو ہی کیا چیز تصدق کیا ایمان — تو شوق سے قربان ہی تم پہ مری جان

ہم تمسے کبھی دل کا تقاضا نکرینگے

رخ زرد ہوا اور لگا چہرہ اترنے — مجروح کیا اب کلیم اسکی نظر نے
وہ چوٹ اٹھائی کہ لگا جان سے ڈرنے — اب ایسی قسم کھائی ہی اس خستہ جگر نے

واللہ کہ ہم عشق بتون کا نکرینگے

راوی بیان کرتا ہی کہ بعد زخمی ہونے طیمور شیر پرور کے جو قاصد برائے خیر و عافیت خورشید زرین کمر نے شہر زرینہ کی جانب روانہ کیا تو لکھ بھیجا کہ فرزند تیرا زخمی ہو گیا ہی جس وقت قاصد شہر زرینہ مین پہونچا اور نامہ پڑھا گیا ملکہ مہتاب حور جمال خواہر طیمور شیر پرور حال سے اپنے بھائی کے آگاہ ہوئی تو اسنے کہا کہ مین ابھی اپنے بھائی کے دیکھنے کو جاؤنگی اور رونا شروع کیا ہر چند اسکی مان نے منع کیا مگر نہ مانا اور اسیوقت تیاری کرکے محافے مین سوار ہوئی نقابدار سیہ پوش برائے حفاظت محافے کے ساتھ ہوا اور جانب ساریقہ روانہ ہوئی قاصد قبل سے جواب لیکے آگیا تھا جس وقت طیمور شیر پرور کو معلوم ہوا کہ بہن میرے دیکھنے کو آتی ہی تو اسنے لشکر اسلام مین بھی کہلا بھیجا کہ کوئی عیار وغیرہ اس طرف نہ آنے پائے اسلیئے کہ یہان خواہر میری آنے والی ہی مجھے اسکی بے پردگی خیال ہی اور بربہوت رعد آواز سے کہا کہ لشکر ساریق اور تجھے ہٹا دو بربہوت رعد آواز سوار ہوکے قریب لشکر ساریق کے آیا اور کہا کہ تم لوگ کچھ اور ہٹ کے بڑاؤ ڈالو اس لیے کہ سواری ملکہ کی آنے والی ہی چونکہ بربہوت رعد آواز سے سبھی واقف تھے ہٹگئے اور نوبت گفتگوے سخت کی نہین آئی دوسرے روز سواری ملکہ مہتاب حور جمال کی نہایت تزک و احتشام کی نمودار ہوئی یہان سے شاہور شیر پرور برائے استقبال و انتظام روانہ ہوا فوجین دو رویہ کھڑی ہوگئین بربہوت رعد آواز اور نقابدار سیہ پوش سے ملاقات ہوئی رفیق قدیم اس تازہ رفیق سے ملا اور خوش ہوا عیاران اسلام نے قصد جانے کا کیا تھا مگر بادشاہ اسلام نے ممانعت کردی کہ کوئی ہرکارہ تک واسطے دریافت حال کے لشکر طیمور مین نجانے پائے اب کسکی مجال ہی کہ کوئی خلاف حکم بادشاہ کرتا وہان ملکہ آتے ہی بارگاہ طیمور مین آتری اور طیمور کو دیکھکر بھائی سے لپٹ گئی رونے لگی طیمور ہنسنے لگا اور کہا کہ تم کیون روتی ہو پہلے مین ہی حریف کا بازو توڑ دیا جو میری حالت ہی وہی اسکی حالت ہی ملکہ نے کہا کہ تمھاری تو یہ کیفیت ہی اگر پھر کوئی مقابلہ پر آمادہ ہوا تو اس سے کون مقابلہ کریگا طیمور نے کہا کہ اول تو مین نے

اُس شخص سے مقابلہ کیا کہ جو لشکر اسلام مین ایک تھا علاوہ اسکے وہ لوگ ایسے نہین ہین کہ زخمی کے مقابل
مین طبل جنگ بجوائین جبتک مجھے صحت نہوگی اس وقت تک لشکر اسلام مین طبل جنگ نہ بجیگا رہا
لشکر ساریق تو ساریق کے یہان جن سردارون پر دارومدار تھا اُنکو مین زیر کرکے اپنا مطیع کرچکا اب
اُسکے ملازم میری رفاقت مین ہین اگر طبل جنگ بجا بھی تو یہ کافی ہین غرضکہ ایک روز تو ملکہ بیٹھی رہی دوسرے
روز اسنے طیمور سے کہا کہ میرا خیمہ صحرا مین برپا کردیا جائے اس لیے کہ بند خیمہ مین گھبرا گئی طیمور نے
اُسی وقت حکم دیا کہ فلان صحرا مین بالائے کوہ خیمہ ملکہ کا نصب ہو اور ممانعت کردی جائے کہ اس
طرف کوئی برائے صید و شکار جانے کا قصد نکرے ملکہ جاکر اپنے خیمہ مین اُتری اور سیر صحرا مین معروف
ہوئی اور ایک وقت سواری لشکر مین آتی تھی جب طیمور کو دیکھ لیتی تھی پھر چلی جاتی تھی یہان کی
تو یہ حالت ہے لیکن اب چند کلمے داستان شاہزادہ وحیدالملک بن بدیع الملک کے سنیے
کہ اُنھون نے بادشاہ سے اجازت شکار طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای وحیدالملک تمکو
معلوم ہی کہ بنت طیمور کی آئی ہوئی ہے تمکو معلوم ہے کہ تمام اہل اسلام طیمور کو دوست رکھتے ہین اور
طیمور بھی اہل اسلام سے محبت رکھتا ہے مبادا کہین صحرا مین سامنا ہوگیا تو طیمور کے بہت خلاف
ہوگا صاحبقران موجود نہین ہین طیمور سے لطف مین فرق ہوگا یہ بات امیر کے بھی ناگوار گذرے گی وحیدالملک
نے عرض کی کہ خیمہ ملکہ کا جنوب یا باختر کی طرف برپا ہے مین شمال کی طرف جاؤنگا علاوہ اسکے اگر انسان خود ہی دیکھو
دیکھنا نہ چاہے اور وہ بھی پردہ دار تو کون اسکو دیکھ سکتا ہے بادشاہ نے اجازت دیدی وحیدالملک
سامان شکار ساتھ لیکر برائے شکار روانہ ہوئے صحرا مین قیام کیا جب دو روز شکار نہ ہاتھ آیا تو یہ اور
آگے بڑھ گئے تیسرے روز ایک آہو دکھائی دیا جیسے ہی آہو نے جھلک دیکھی بھاگا وحیدالملک
نے آہو کا پیچھا کیا آہو بھاگا گیا بھاگتے بھاگتے اسی کوہ کے نیچے آیا جہان خیمہ ملکہ کا برپا تھا اور ملکہ اپنی سہیلیون کو لیے
ناچ دیکھ رہی تھی آہو قریب کوہ پہنچکر یہ سامان دیکھ کے جھجکا تھا کہ وحیدالملک نے تیر مارا آہو کے ایک
بغلے پر پڑا دوسرے کو توڑ کے نکل گیا آہو اُچھل کے گرا وحیدالملک نے گھوڑے سے اُتر کر اسے
ذبح کیا اسنے مین رضوان بن خضران بھی آگیا یہان تو شاہزادہ آہو کو ذبح کرکے اُٹھ کھڑا ہوا
تماشا آہو کے تڑپنے کا دیکھنے لگا کوہ زیادہ بلند نہ تھا ملکہ نے دیکھا کہ ایک جوان حسین ستواں گیارہ برس
کاسن کچھ ڈھلا ہوا ہے چونکہ یہ بھی نوجوان ہے تیرہ برس کی عمر ہے کچھ بچپن کی شرارت بھی باقی ہے آواز دی کہ او ظالم
بیدرد تجھے اس بیزبان پر چھری پھیرتے رحم نہ آیا صورت یہ بھولی بھولی حرکتین ایسی قتال وحیدالملک
نے آنکھ اُٹھا کے دیکھا بیچین ہوکر آواز دی کہ مین نے تو جانور کو ذبح کیا تمنے تو مجھی کو ذبح کرڈالا
ملکہ نے کہا کہ تو کسقدر جھوٹ بولتا ہے شاہزادہ ہنسا کہ یہ بالکل نادان ہے کچھ نہین سمجھتی ہے ملکہ نے
غصے کہا کہ تو آپ ہی جھوٹ بولتا ہے آپ ہی ہنستا ہے وحیدالملک نے رضوان سے کہا
کہ بھئی اسی جگہ کباب لگاؤ تاکہ کچھ دیر تو ٹھہرنے کا بہانہ ملے اور اس سے باتین ہون رضوان نے عرض
کی کہ ای شہریار یہ وہی ظالم ہے اُسے فتنہ انگیز پرست کی بہن ہے وحیدالملک نے کہا کہ بھر اب تو جو کچھ ہو تم جانتے
ہو کہ مین جان بوجھ کے اس طرف نہین آیا ہون بلکہ اتفاقی معاملہ تھا رضوان نے خرجی سے سامان نکالا
اور آہو کو صاف کرکے کباب اُسکے لگانے لگا ملکہ یہ سامان دیکھا کی کہا ای شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو خوب
گیدڑ کا رکھتا ہے کہ اپنا شکار دوسرے کو نہین دیتا ہے فرمایا ہم شیر ہین ایک شخص شکار کرتا ہے اور سب
کھاتے ہین یہ فرماکر ایک سیخ کبابون کی ہاتھ مین لیکر بالائے کوہ آئے اور کہا کہ یہان ہمارے پاس

تکلف کا سامان نہین ہی اور لطف بھی بے تکلفی مین ہی ملکہ نے کہا کہ اپنے عیار کو بھی بلا لو ہمارے سامنے
وہ کباب لگائے وحید الملک نے بلا لیا رضوان سب سامان لیکر بالیے کو چلا آیا کباب
لگنے لگے شربت انار و انگور کا دور چلا کباب کھائے گئے کچھ دیر گانے بجانے کی صحبت رہی
ملکہ نے کہا کہ بس اب تم جاؤ اسلیے کہ میرے بھی جانے کا وقت قریب ہی ایسا نہو کچھ خرابی پڑے
بھائی کمیرا تم وقت ہی مین اسکے دیکھنے کو آئی تھی اور ہر روز شام کو آسیے دیکھنے جا یا کرتی ہون
اگر دیر ہوگی تو افشائے راز کا خوف ہی قیامت ہو جائیگی تمکو تو وہ زندہ ہی نچھوڑے گا بلکہ اس
حرکت پر میری محبت بھی دل سے بھلا دے گا مار ہی ڈالے گا وحید الملک نے کہا اسکی حقیقت
کیا ہی وہ وہی ہی کہ سکندر نے کو لا اسکا توڑ دیا زخمی سمجھ کے چھوڑ دیا ورنہ سکندر اسکو باندھ لاتے ملکہ نے
کہا اگر کچھ نہوا تو رسوائی ضرور ہوگی اس سے کیا فائدہ دن بھر ہمارے تمہارے روز صحبت گرم رہ سکتی
ہی شام کو ہم وہان جلتے ہین اسمین تم دراندازی نہو وحید الملک خاموش ہو رہے ملکہ سے دوسرے
روز کا وعدہ ہوا ادھر تو ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر طیمور روانہ ہوئی ادھر شاہزادہ وحید الملک
اپنے لشکر مین آئے اب روز کا یہ دور ہی کہ صبح سے وحید الملک آتے مین دن بھر ملکہ سے صحبت
گرم رہتی ہی کبھی ناچ ہو رہا ہی کبھی شغل شطرنج ہی کبھی دور شراب ہی ملکہ کو بھی اپنے رنگ پر لگا لیا
ہی شراب اصلی ترک کرادی ہی شراب الصالحین اسکو بھی ملکہ اسکو پلاتے ہین آپ بھی پیتے مین شام ملکہ
چلی جاتی ہی یہ اپنے لشکر مین چلے آتے مین اب یہانتک ارتباط بڑھ گئے اسکے کہ ملکہ جو جاتی ہی تو طیمور
کے پاس بہت کم ٹھہرتی ہی اور یہ بھی لشکر مین کسی وقت آگئے تو آگئے ورنہ ملکہ کے چلے جانیکے
بعد بھی کوہ پر انتظار مین بیٹھے رہتے مین جب ملکہ آتی ہی پھر کوئی شغل ہونے لگتا ہی دو دو نوبت
ہوتے چلے جاتے ہین اس صحبت کو اتنا زمانہ گذرا کہ وہان سکندر رستم خو نے غسل صحت کیا
بادشاہ اسلام نے کہا کہ کوئی صاحب جا کر وحید الملک کو لے آئے ذرا اچھا تھا سکندر کے
غسل صحت کا جلسہ خود بادشاہ اسلام نے کیا یہ سنکے مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ مین جاتا ہون اور
ابھی بھائی صاحب کو لاتا ہون یہ کہکر چند نوکرون کو ساتھ لیکر جانب صحرا داخل ہوئے جسوقت لشکر مین وحید الملک
کے پہونچے تو وحید الملک کو پوچھا چونکہ ملازمون کو ممانعت تھی کسی نے نہ بتایا بلکہ یہی بہانا کر دیا
کہ کسی طرف صید و شکار کی فکر مین گئے ہونگے مظفر نے تمام صحرا کو چھان مارا مگر وحید الملک کو نہ پایا ادھر
وحید الملک شام کو ملکہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آئے تو خالی ہاتھ مظفر نے پوچھا کہ بھائی
صاحب دن بھر آپ خراب رہے اور کوئی شکار دستیاب نہین ہوا وحید الملک نے کہا ای برادر
کیا کہون کوئی شکار نہ ملا یہ کچھ اس طرح وحید الملک نے کہا کہ مظفر سمجھ گیا کہ یہ بہانہ کرتے ہین
کہا کیون بھائی صاحب یہ آپ کس طرح کی باتین کرتے مین کہین آپ کے والد ماجد نے بادا جان سے
کوئی راز پوشیدہ نہین کیا ہر چند کہ اور عزیز بھی ہین لیکن جو خصوصیت ہمارے اور آپ کے بزرگون سے
تھی آج ہر گز کسی دوسرے عزیز سے نہین اسد غازی اور شاہزادہ نور الدہر سے کسقدر محبت تھی ولی
عہد شاہزادہ بدیع الملک کے نام پر پروانہ تھی اسی طرح آپ کو مجھ سے بے تکلف رہنا چاہیے اسوقت
وحید الملک نے گردن نیچی کر لی اور کہا ای مظفر کیا کہون اک حرکت ہوگئی ہی جسمین خود پریشان
ہون کہ کیا کرون اور کیا نکرون وہ یہ اک اہو کی تعاقب مین الحدود سے نکل گیا جہان مجھے نرہنا
چاہیے تھا اور جس لیے یہ احتیاط تھی اسی آفت کا سامنا ہو گیا کہ بالاے کوہ ملکہ مہتاب حور جمال کو

کو دیکھا بادشاہ اسلام کی ممانعت تھی کہ اُس طرف نہ جانا حسب اتفاق آہو اسی طرف بھاگا مجھ سے اور
ملکہ سے کچھ ایسے ارتباط بڑھ گئے ہین کہ نہ مجکو ایک دم بغیر ملکہ کے قرار ہے نہ ملکہ کو بے میرے
اس وقت بھی مین وہین سے آتا ہون ملکہ اس وقت طیمور کے دیکھنے کو چلی جاتی ہے منظفر نے کہا
کہ پھر ملکہ کو کیون نہین لے آئے وحید الملک نے کہا کہ بادشاہ کے خلاف ہوگا اور طیمور سے
مفت کا فساد ہوگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ بادشاہ اسلام کو گونہ کبیدگی ہوگی لیکن پھر بھی طرفداری
و پاسداری سوا آپ کے اور کسی کی نہ کرینگے یہ تو نہین ہو سکتا کہ ناموس کے مقدمہ مین دخل دین اور
طیمور بگڑے گا تو کیا کرے گا وہی ہے کہ شاہزادہ سکندر کے زخمی ہونے کے بعد اسکا بھی کولا
توڑ دیا اور اب سکندر نے غسل صحت کیا ہے آج جلسہ ہے بادشاہ اسلام نے آپ کو بھی بلایا ہے دراصل
مین آپ ہی کے لینے کو آیا تھا وحید الملک نے کہا کہ اے منظفر کسی تدبیر سے ٹال دو تو اچھا ہے اسلیے
کہ مجھ سے اور ملکہ سے وعدہ ہو چکا ہے کہ مین شب کو پھر آؤنگا یہ سن کے منظفر نے کہا کہ چلیے چلنا
آپ کا ضروری ہے پھر اختلاج قلب کا بہانہ کر کے چلے آئیے گا وحید الملک نے منظفر کے کہنے کے
موافق عمل کیا کہ ہمراہ منظفر غازی کے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے جس وقت لشکر مین پہونچے
تو دیکھا کہ یہان عجب سامان ہے تمام لشکر مین چراغان ہو رہا ہے جا بجا ناچ ہے بارگاہ حشامی مثل عروس
شب اول کے آراستہ ہے سرداران اسلام بیٹھے ہوے ناچ دیکھ رہے ہین صحبت رقص و سرود
آراستہ ہے بس یہ دیکھکر انکو صحبت ملکہ کی یاد آئی جی گھبرانے لگا مگر مجبور تھے یہ بھی بارگاہ مین آکر
بیٹھے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا بادشاہ اسلام کو خاطر سکندر کی منظور تھی کہ تمام رات خود بھی شریک
جشن رہے بسبب بادشاہ اسلام کے تمام سردار حاضر رہے کسکی مجال تھی کہ صحبت سے اٹھتا سب
بیٹھے رہے وحید الملک نہایت پریشان ہوے نہ تو ناچ مین دل لگتا تھا نہ گانا اچھا معلوم ہوتا تھا
صحبت احباب بُری معلوم ہوتی تھی منظفر بسبب شرمندگی کے وحید الملک کی طرف دیکھتا نہ تھا
جب صبح ہوئی تو جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام نے بھی جا کے آرام کیا سب سردار اپنے اپنے
خوابگاہ کی طرف روانہ ہوے منظفر نے آکر وحید الملک سے بہت لجاجت کے ساتھ کہا کہ بھائی
صاحب آپ کو میری وجہ سے نہایت تکلیف ہوئی مین نجانتا تھا کہ بہانہ کرنے کا موقع بھی نہ ہاتھ آئیگا
ورنہ آپکو نہ لاتا کوئی اور ہی بہانہ کر دیتا اب آپ تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا وحید الملک اسی وقت مرکب
پر بیٹھ کر جانب کوہ روانہ ہو گئے صرف عیار کو ساتھ لے لیا تھا جاتے جاتے کوہ پر پہونچے وہان تمام رات ملکہ کو
تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جاگتے جاگتے آنکھین سرخ ہو گئین جیسے ہی وحید الملک کو آتے دیکھا جان
مین جان آگئی تمام وسوسے اور خیالات دور ہوے لیکن جس وقت نگاہ چار ہوئی تو ملکہ نے تیوریون
بل ڈالے اور کہا کہ مین تمکو ایسا نہ سمجھتی تھی کیون صاحب ابھی سے تو یہ حال ہے آگے بڑھ کے کیا ہوگا
وحید الملک نے بہت عذر کیا اور کہا کہ اے ملکہ مین بالکل مجبور ہو گیا خلاف حکم بادشاہ کیونکر کر سکتا تھا
ملکہ بہت دیر بگڑی رہی آخر بہت سی قسمین کھانے کے بعد ملکہ کا ملال برطرف ہوا پھر وہی صحبت
عیش و نشاط آراستہ ہوئی جب شام ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب تم اسی کوہ پر قیام کرو مین بہت جلد واپس
آؤنگی یہ سن کے شاہزادہ وحید الملک نے رضوان سے فرمایا کہ تم جا کے منظفر غازی سے کہدینا
کہ آج شب کے دربار مین بھی مین حاضری سے معذور ہون مجھے عتاب شاہی سے بچائے رہنا
تمھین تو راز معلوم ہی ہے رضوان اُس طرف روانہ ہوا ملکہ سوار ہو کے لشکر طیمور کی طرف گئی

شاہزادہ وحید الملک نے بالائے کوہ قیام کیا لیکن حال بارگاہ طیمور کا سنیے کہ آج طیمور نے
بھی غسل صحت کیا یہاں بھی جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا جس وقت سواری ملکہ کے لشکر میں پہونچی
تو عجب سامان دیکھا کہ تمام لشکر میں اسقدر چراغان ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے جسوقت سواری ملکہ کی اتری طیمور
کو معلوم ہوا طیمور ملکہ کے خیمہ میں آیا اور کہا کہ بہن آج ہمنے غسل صحت کیا ہے آج شب کو تم ہمین ناچ دیکھنا
جانے کا قصد نکرنا ملکہ کیونکر یہ عذر کر سکتی تھی کہ میں جاؤنگی مجبور ہوئی دل میں کہتی تھی کہ کیا تقدیر نے
ذلیل کرایا ہے وحید الملک کو بھی خیال ہوگا کہ ملکہ نے مجھے جان بوجھ کے پریشان کیا کل کا بدلہ آج ہی
لے لیا لیکن کیا کر سکتی تھی تمام رات ادھر تو ملکہ کو عجب پریشانی میں گذری ادھر شاہزادہ وحید الملک
کو رات آنکھوں میں کٹ گئی جب صبح ہوئی تو ملکہ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئی جسوقت کوہ پر پہونچی
تو دیکھا کہ آنکھیں وحید الملک کی سوجی ہوئی ہیں ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ جس
آفت میں کل تم پھنس گئے تھے اسی مجبوری میں میں بھی گرفتار ہو گئی تھی وحید الملک نے کہا
کہ کیا طیمور نے بھی غسل صحت کیا ملکہ نے کہا اسی کا آج جلسہ تھا وحید الملک نے زیادہ شکایت
نہیں کی اب یہاں کی تو یہ حالت ہے لیکن

چند کلمہ داستان لشکر ساریق بن بقا کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسنے نامہ خلخال جادو کے پاس روانہ کیا تھا اور لکھ بھیجا تھا کہ جس سردار پر مجھے بڑا بھروسا
تھا وہ بھی طیمور آئینہ پرست نے زیر ہو کے اسی کا مطیع ہو گیا اب میرے یہاں ہونے کو تیرہ
سردار ہیں لیکن کوئی حریفوں کا ہم نبرد نہیں معلوم ہوتا اور ساحر اس وقت تک نہیں آئے
اگر صاحبقران آ جائینگے تو پھر ساحروں کو بھی مشکل ہوگی کہ وہ صاحب اسم اعظم ہیں لہذا
جلد ساحروں کو روانہ کیجیے کہ میں طبل جنگ بجوا کر خدا پرستوں کا خاتمہ کر دوں پھر صاحبقران اگر تنہا آئینگے
تو کیا کر لینگے جسوقت یہ نامہ خلخال جادو کو پہونچا اسنے ساحروں کو روانہ کیا یہاں ساریق
بن بقا نے محو جادو کو برائے انتظام معین کیا تھا ساحروں کے آنے سے ایک روز پیشتر جواب
نامہ کا پہونچ گیا کہ اے ساریق ہمنے تو منع کیا تھا تونے طبل جنگ کیوں بجوایا اور جو ساحر کہ
تیرے پاس موجود رہتے تھے ان کو تو میں نے بھیجے دیتی ہوں لیکن جن ساحروں کو میں نے نامے روانہ کیے
ہیں وہ بھی بہت جلد آنے والے ہیں لیکن تیرے نامے کا انتظار رہا جب تک میں تجھے اطلاع
نہ دوں اس وقت تک طبل جنگ نہ بجوانا اسلیے کہ ساعتیں بد ہیں اور میں بھی وقت مناسب پر
آؤنگی جب یہ نامہ ساریق کو پہونچا تو اسنے ساحروں کے واسطے صحرا میں مقام لشکر کے اترنے
تجویز کر دیا خیمہ نصب کرا دیے کہ فلاں ساحر فلاں مقام پر اترے فلاں مقام پر اترے یہ خبر لشکر
طیمور اور لشکر اسلام میں پہونچی کہ ساریق نے صحرا میں خیمے نصب کرائے ہیں اسکا سبب نہیں
معلوم ہوتا ہے ہر کارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے ابر سیاہ
رنگ نمودار ہوا آمد سے اس ابر کے تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا اس طرف سے محو جادو برائے استقبال
روانہ ہوا جسوقت وہ ابر قریب قسطول پہونچا تو شق ہوا اور ایک ساحر مہیب اژدر پر سوار برق سیاہ
ہاتھ میں لیے ہوئے نمودار ہوا اور ساریق کو سلام کیا ساریق نے کہا کہ اے کبر نگ جادو ملکہ کا مزاج
کیسا ہے کبر نگ جادو سپہ سالار ہے لشکر خلخال جادو کا اسنے آ کر ساریق سے کچھ باتیں کیں لیکن بعد

جو جگہ اسکے لشکر کے اُترنے کی پہلے سے معین تھی وہان اک سیاہ بیرق نصب تھی گبرنگ جادو نے جاکر
لشکر کو اُتارا خیمہ برپا کیا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے اور گبرنگ جادو کے آنے کا حال
بادشاہ لشکر اسلام سے بیان کیا اور عرض کی کہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جہان جہان بیرقین
نصب ہین یہ مقام ساحرون کے قیام کرنے کو معین ہوئے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کچھ پروا نہین خدائے
مابزرگ است ادھر طیمور شیر پرور کو بھی معلوم ہوا اسنے بھی مطلق پروانہ کی لیکن حال ساریق کا بیان کیا جاتا
ہے کہ یہ بالائے قیطول ساحرون کے انتظار مین بیٹھا ہوا ہے اور محو جادو انتظام مین مصروف ہے ادھر تو
گبرنگ جادو نے آکر قیام کیا ادھر محو جادو نے شراب کی خم اور شیشیان جام و صراحی کی اور دیگین
طعام لذیذ کی پہونچوا دین یہ ساحر مصروف عیش ہوئے بعد اسکے دوسرا ابر اُٹھا یہ ابر زنگاری رنگ تھا
برقین چمک رہی تھین رعد کے گرجنے کی آواز چلی آتی تھی جسوقت یہ ابر شق ہوا تو نیلم جادو مصاحب
خاص ملکہ خلخال جادو چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے آکے پہونچا محو جادو نے اسکو بھی قیام
کرنے کی جگہ بتا دی اور سامان دعوت بھیج دیا نیلم جادو نے بھی قیام کیا بعد اسکے اور اک ابر نمودار
ہوا اور اس ابر سے اور اک ساحر نمودار ہوا کہ نام اسکا بہبوت جادو ہے یہ بھی مصاحب خلخال جادو
کا اور ساحر زبردست ہے اسنے بھی اک بیرق کے نیچے خیمہ اپنا برپا کیا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ بھی تھے
غرضکہ تمام دن لشکر خلخال جادو کا اسی طرح آیا کیا محو جادو نے سب کے واسطے سامان دعوت بھیجا
جب دوسرا دن ہوا تو پھر جانب صحرا سے اک ابر طاؤسی رنگ نمودار ہوا اس ابر سے بارش گلون کی ہوتی
جاتی تھی ہوا سے سو ابر کو اُڑائے ہوئے چلی آتی تھی آمد اس ابر کی دیکھکر چند ساحر برائے استقبال گئے
اور برابر ساتھ ساتھ آئے ابر بالائے قیطول آکے شق ہوا اور اک نازنین جوڑا کج باندھے ہوئے
طاؤسی رنگ کا لباس پہنے ہوئے طاؤس سحر پر سوار نمودار ہوئی اور ساریق کو سلام کیا ساریق نے
کہا کہ اے ملکہ طناز جادو مزاج کیسا ہے طناز جادو نے کہا کہ اچھی ہون خلخال جادو کہان ہین ساریق
نے کہا کہ وہ ابھی نہین آئی ہین کچھ دیر طناز جادو ساریق پاس بیٹھی رہی بعد اسکے رخصت ہو کے اُس
مقام پر آئی جو جگہ اسکے ٹھہرنے کے واسطے معین ہوئی تھی وہان اسنے لشکر کو اُتارا سامان دعوت محو جادو
نے پہونچا دیا بعد اسکے پھر ابر سبز نمودار ہوا اور اس ابر سے بارش برق ہوتی جاتی تھی اس کثرت سے
برقین چمک رہی تھین کہ دیکھنے والون کی آنکھین خیرگی کرتی تھین اور خوف طاری ہوتا تھا جسوقت یہ
ابر قریب پہونچکر شق ہوا تو اک زن جمیلہ باد سحر پر سوار پوشاک نفیس پہنے ہوئے پشت پر چالیس ہزار
ساحر بچیان کانجیان باندھے سب بادلا پوش جھولیان زر بفتی لگائے ہوئے بازو بند و سہر خاب وغیرہ
پر سوار نمودار ہوئین جو جگہ انکے لیے معین تھی وہان انھون نے بھی قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم
ہوا کہ نام اس ساحرہ کا خسینہ برق جمال ہے اور ساحرہ بے نظیر ہے بعد اسکے اور اک ابر نمودار ہوا کہ
رنگ ابر کا تو سیاہ تھا لیکن بارش اس ابر سے تیر و تفنگ کی ہوتی آتی تھی جسوقت یہ ابر قریب
پہونچکر شق ہوا تو اک ساحرہ اور نمودار ہوئی کس ہیبت سے کہ ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے
ہاتھ مین گولہ فولادی تیوریان چڑھی ہوئی ماتھے پر قشقہ صندل کا کھینچا ہوا پوشاک سرخ پہنے ہوئے
پشت پر چالیس ہزار جادوگرنیان یہ سب بھی سرخپوش اسنے بھی بیرق سُرخ رنگ کی نیچے اپنے
لشکر کو اُتارا اور قیام کیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اس ساحرہ کا قتال جادو ہے پھر ابر اُٹھا
اس ابر کے ساتھ بہت سے طیور اُڑتے ہوئے چلے آتے تھے آتے آتے جسوقت وہ ابر

اپنی جاے قیام پر پہونچا تو ابر زمین پر گر کے شکل بارگاہ ہوگیا اور جانورون نے غلطکین بار بار کے انسانون
کی شکل پیدا کی یہ فوج ملکہ شاہین جادو کی تھی اسنے بھی قیام کیا پھر ابر اٹھا اور ہوا سے تند چلی دکھایا
کہ اک ابر اس طرح چلا آتا ہے کہ اس سے مختلف ہیئتین ظاہر ہوتی ہین کبھی وہ ابر ہاتھی کی صورت بنجاتا ہے
کبھی دیو ہوجاتا ہے کبھی شیر کی ہیئت پر آجاتا ہے کبھی گھوڑا بنجاتا ہے کبھی اژدر کی صورت پیدا کرتا ہے غرضکہ مختلف
ہیئتین بدلتا چلا آتا ہے اور جو صورت پیدا کرتا ہے ویسی ہی آوازین ابر سے آتی ہین مثلاً شیر کی صورت
پیدا کی تو شیر کے ڈکارنے کی آوازین پیدا ہوئین اور فیل کی شکل مین تو فیل کے چنگھاڑنے کی صدا
پیدا ہوئی آتے آتے یہ ابر شق ہوا اور ملکہ تصویر صورت کش چالیس ہزار جادوگرنیون سے نمودار
ہوئی اور ایک مقام پر قیام کیا پھر ابر اٹھا اور رنگ اس ابر کا زرد تھا بارش شرارون کی ہوتی آتی تھی آتے
آتے یہ ابر شق ہوا اور شہزادہ شوخ چشم جادو پچاس ہزار ساحرون سے نمودار ہوئی اسنے
بھی قیام کیا اسکے بعد قہر جادو نہایت قہر و غضب کے آثار دکھاتا ہوا نمودار ہوا پھر سنبل جادو
پچاس ہزار ساحرون سے آکر قیام پذیر ہوا تمام صحرا ساحرون سے مملو ہوگیا شام کو تمام صحرا مین آگ بلان
روشن ہوگئین بخور گوگل لوبان لالی سرشتون کالے دانے وغیرہ کا ہونے لگا آوازین یا سامری یا جمشید
کی بلند ہوئین اس طرف ہرکارون نے تمام ساحرون کے آنے کی بادشاہ لشکر اسلام کو اطلاع کی
سکندر دیہیم نشین نام ساحرون کے سنکر نہایت پریشان ہوا اور بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ظل اللہ
کا اقبال فزون ہو یہ جو ساحر جمع ہوے ہین جنمین ایک ایک سامری وقت ہے یہ سب باعث
طلخال جادو کا ہوا اور طلخال جادو وہ بلاے بد ہے کہ ان سب کی کوئی حقیقت نہین ہے اسنے دعوے
کیا ہے کہ اگر مجھ سے صاحبقران سے سامنا ہوگا تو بغیر اسم اعظم بند کیے ہوے مقابلہ کرونگی افسوس کہ ابھی تک
صاحبقران تشریف نہین لائے ہین اور یہ بدعہد لعینہ ساریق طبل جنگ ضرور بجاے گا یہ غلام سوا چند
ساحرون کے ہر ساحر سے تاب مقابلہ نہین لا سکتا ہے خیر زندہ تو پھر کر نہ آونگا لیکن بعد میرے لشکر
پر تباہی آجائیگی اسلیے کہ کوئی سحر نہین جانتا ہے بادشاہ لشکر اسلام نے فرمایا اے سکندر دیہیم نشین
جو ساحر تمھارا ہم نبرد نہو اس سے ہرگز مقابلہ نکرنا میرے عیار ساحر کش ہین اور سب سے زیادہ
بھروسا اس حافظ حقیقی کا ہے جسنے سحر کی ممانعت کی ہے اب ساریق تو مصروف دعوت ساحران ہے
اور نائرہ طلخال جادو کا منتظر ہر روز ساحر حاضر دربار ہوتے ہین اور جلسے جاتے مین ایک ایک سے تقاضی
ہوتا ہے کہ طبل جنگ بجوائیے ساریق کہتا ہے کہ ملکہ طلخال جادو نے منع کیا ہے جب وہ اطلاع دیگی
اس وقت طبل جنگ بجیگا ساحر اس بات کے شاکی ہین کہ جو پہلے سے کیون بلا لیا انکو تو اس حال
مین چھوڑا جاتا ہے اور وحید الملک کو ملکہ مہتاب حور جمال کے ساتھ مصروف عیش و عشرت
چھوڑا جاتا ہے اور طہمورث شیر پرور اور اہل اسلام کو انتظار طبل جنگ مین چھوڑا جاتا ہے

چند کلمے داستان ارقم تتاری اور فضل تتاری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو صاحبقران سے رخصت ہوکر چلے تو اپنے ملک مین آئے تمام شہر سے بنیاد کفر مٹا کے مسجدون
کی بنا ڈالی رعایا کے لیے واعظ معین کیے تمام شہر کو اسلام آباد کیا اور ایک نامہ اپنے بھائی کو تحریر کیا مضمون
نامہ یہ تھا کہ اے برادر بجان برابر مین نے تو دین اسلام اختیار کیا اور سبب اسکا یہ ہوا کہ راستے مین فرزند
مر گیا تھا چھ مہینے کے بعد دعا سے صاحبقران کے وہ زندہ ہوا اس بنا پر مین نے اس دین

مین کو اختیار کیا تاکو چاہیے کہ تم بھی ساریق پرستی کو ترک کر کے خدا پرستی اختیار کرو جس وقت یہ نامہ
ارقم تتاری کا بادشاہ شہر مشکبار کو پہونچا اور خدیو مشکباری مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اسکو ارقم تتاری
کی جانب سے نہایت ملال ہوا اسنے جواب تحریر کیا کہ مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی میری دختر اور
داماد کو میرے پاس بھیج دو تاکہ مین بھی آئین اسلام سے آگاہ ہون ارقم تتاری نے خوش ہو کے اسی وقت
بہو اور بیٹے کو سوار کر کے روانہ کر دیا جس وقت یہ قریب شہر مشکبار کے پہونچے اور خبر خدیو مشکباری
کو ہوئی تو اسنے لوگون کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور استقبال کر کے لیگئے خدیو
مشکباری نے سارا حال فضل تتاری سے دریافت کیا فضل تتاری نے سب کیفیت نہایت
خندہ پیشانی سے بیان کیا بس اسنے دعوت مین بیہوشی دیکر فضل تتاری کو قید کر لیا اور
اپنی دختر سے کہا کہ اگر تو نے شوہر کے جبر سے دین اسلام اختیار کیا تھا تو مین نے اسے قید
کر لیا ہے اب تو اپنے دین قدیم پر آجا اور عقد مین تیرا کسی اور شاہزادہ کے ساتھ کر دونگا یہ سُن کے وہ رونے
لگی اور کہا کہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ مجھے قتل کر ڈالیے خدیو مشکباری نہایت برہم ہوا اور دختر کو
تھپڑ مارا اور داماد کے قتل کا حکم دیا یہ بیچاری تڑپ تڑپ کے رونے لگی اور اپنے شوہر کے واسطے
دعا کرنے لگی جلاد آکر موجود ہوا اور فضل تتاری کو زیر تیغ بٹھا دیا بس یہ حال دختر خدیو سے
نہ دیکھا گیا اسنے تڑپ کے دعا کی کہ اے خالق برحق اگر تو نے بس اتنی ہی حیات دعاے صاحبقران
سے اسکو عنایت کی تھی تو سرکار تھا اور اگر زیادہ عمر عطا کی ہے تو اسے اپنی قدرت کاملہ سے بچا اور
میرے باپ پر اظہار اپنی قدرت کا کر تا زنگ کفر اسکے دل سے دور ہو بس جیسے ہی بلک کے
اسنے یہ دعا کی تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا ایک پنجہ کڑک کے گرا اور فضل تتاری کو اٹھا لے گیا
بادشاہ متحیر ہو کر خاموش ہو رہا لیکن حال اُس پنجہ کا سنیے کہ یہ ایک ساحرہ تھی کہ برائے مدد ساریق
بن بقا جا رہی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین قتل ہوا چاہتا ہے بس دل سے یہ فیصلہ کیا کہ یہ
لائق معشوق بنانے کے ہے یہ پنجہ بنکر گری اور فضل تتاری کو اٹھا لے گئی اور ایک صحرا مین لیجا کے
ہوشیار کیا اور اظہار عشق کیا فضل تتاری نے دیکھا کہ ایک ڈائن کھڑی ہوئی اظہار
عشق کر رہی ہے بات کرنے مین منہ سے بو آتی ہے کہ دماغ پھٹا جاتا ہے فضل تتاری کو اپنی عروس
مہ جمال یاد آئی اسنے کہا نام تیرا کیا ہے وہ لگانہ بولی مجھے مہیب جادو کہتے ہین خداوند ساریق کی
مدد کو جا رہی ہون سنا ہے کہ خداوند کے ملک پر خدا پرستون نے چڑھائی کی ہے تو خلخال جادو نے
مجھے بھی برائے مدد ساریق طلب کیا ہے اگر تو وصل میرا قبول کرے گا تو جس مرتبہ پر اس وقت ساریق
ہے تجھے بھی مین اُسی مرتبہ پر پہونچا دونگی اور خداوند بنا دونگی سحر و ساحری مین مجھ سے ساحران عالم
دبتے ہین لشکر میرا اور راستے سے جانب سارلقیہ روانہ ہو چکا ہے یہ سُنکے فضل تتاری اور بھی پریشان
ہوا کہ یک نشد دو شد ایک آفت سے جان بچی دوسری مصیبت کا سامنا ہوا کہا اے مہیب جادو
تم نے بڑا احسان کیا کہ دشمن کے ہاتھ سے مجھے نجات دی اب اتنی عنایت میرے حال پر اور کرو کہ
مجھے شہر تتار مین پہونچا دو جس وقت تم ملک سارلقیہ سے واپس آؤ گی اُس وقت مجھے
تم سے کچھ عذر انکار نہوگا اسی فقرہ مین فضل تتاری کے مہیب جادو آگئی اور پھر پنجہ بنکر فضل تتاری
کو ملک تتار مین پہونچا کر آپ جانب سارلقیہ روانہ ہو گئی یہان فضل تتاری پا پیادہ با حال
خراب اپنے باپ کے دروازہ پر پہونچی اندر مکان کے جانے کا قصد کیا دربانون نے تتے روکا ایسا

حال تھا فضل کا کہ نہ پہچانا اُس وقت فضل تتاری نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا
کہ جب تقدیر برگشتگی پر ہوتی ہی تو یہی ہوتا ہی کہ اپنے ملازم اپنے کو بھول جاتے ہین ایک چوبدار سے
کہا کہ مجھے قلم دوات لا دو اُسنے بھی جھڑک دیا اُس وقت فضل نے ایک دوکاندار سے
قلم دوات اور کاغذ لیکر عرضی مین اپنا حال تحریر کیا اور سر راہ کھڑا ہوا جس وقت سواری
بادشاہ کی گذری تو اُسنے عرضی دے دی بادشاہ نے جو عرضی پڑھی بیتاب ہو کے اپنے فرزند کو
بلا لیا اور پاس اپنے بٹھا لیا ایوان شاہی مین آیا جن ملازمون کی شکایت فضل نے لکھی تھی
اُنپر عتاب ہوا کہ تمکو اُمو شاہزادے کو نہ پہچانا اگر ہمپر کوئی وقت سخت آجائے گا تو ہمکو بھی اسی طرح
بھول جاؤگے فضل نے عرض کی کہ لشکر کشی کرنا شہر مشکبار پر ضرور ہی ارقم تتاری نے اسی وقت
فوج کی تیاری کا حکم دیا جب لشکر تیار ہوا تو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے کوچ کرکے طرف شہر مشکبار
کے روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اول کچھ حال بادشاہ شہر مشکبار کا بیان کیا جاتا ہی کہ اپنے
دختر کی شادی کے واسطے اپنے ملازمون سے ذکر کیا اُنھون نے دوسرے مقام کے حکمرانون کو
بادشاہ کے ارادہ سے باخبر کیا جن لوگون کو اس بات کی عار تھی کہ اسکی ایک شادی ہو چکی ہی اُنھون نے
تو مناسب نہ جانا لیکن سلطان سنگین حصار کی بی بی مر چکی تھی اُسنے پیام بھیجا خدیو مشکباری کو
تو عقد کر دینا منظور تھا اُسنے اپنی رضامندی ظاہر کر دی بس سلطان سنگین حصار برات لیکر
جانب شہر مشکبار روانہ ہوا جسوقت قریب شہر پہونچا اور خبر معلوم ہوئی خدیو نے لوگون کو برے
استقبال روانہ کیا اور برات کو قلعہ مین اچھی طرح اُتارا لیکن جب ملکہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ نہایت
پریشان ہوئی ایک تو یہ اپنے شوہر کے غم مین رویا کرتی تھی جب اُسے یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ بری
شادی کرنے والا ہی اور برات قلعہ مین اُتری ہی تو اُسنے موقع پاکر ہیرے کی انگوٹھی چبالی اور جان
دے دی یہ خبر خدیو مشکباری کو ہوئی اُدھر سلطان سنگین حصار کو معلوم ہوا کہ عروس
نے اپنی جان دے دی یہ تو اُسی وقت کوچ کرکے اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گیا اور یہان
جنازہ اُٹھنے کی تیاری ہوئی اُدھر تو قلعہ مشکبار سے جنازہ نکلا اُدھر جانب صحرا سے تتق گرد
بلند ہوا اور فضل تتاری ارقم تتاری مع فوج فراوان پہونچے پوچھا کہ یہ جنازہ کسکا ہی لوگون
نے بیان کیا کہ دختر بادشاہ نے خودکشی کرلی بادشاہ نے اسکا عقد کرنا چاہا تھا اور اُسے یہ بات
منظور نہ تھی بس یہ سنکے فضل تتاری کی آنکھون مین تو دنیا سیاہ و تار ہو گئی اُسنے بھی خنجر
کمر سے کھینچکر جان دینے کا قصد کیا تھا کہ ارقم تتاری نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے فرزند میرے چراغ
سلطنت کو نہ گل کر جس خدا نے تجھے دوبارہ عمر عطا کی وہ اُسے بھی زندہ کر سکتا ہی اب اس جنازہ
کو قبضہ مین کر اور خدمت مین صاحبقران عالی شان کے چل اگر وہ دعا کرینگے تو یہ دختر بھی زندہ
ہو جائیگی یہ رائے فضل نے پسند کی اور آکر اُن لوگون کو گھیر لیا جو جنازہ لیے جاتے تھے جنازہ چھین لیا
اور ارا کر اپنے بادشاہ کہدینا کہ ابتو ہم ملک سارلقیہ کو خدمت مین صاحبقران عالی شان کے جاتے ہین
جس وقت وہان سے پھرینگے تو عوض اسکا تجھ سے لینگے یہ کہکر اُس صندوق کو اپنے ساتھ لیا اور روتے
پیٹتے جانب ملک سارلقیہ روانہ ہوئے یہان خدیو مشکباری کو جو معلوم ہوا کہ داماد آپ کا اور سمدھی آیا
تھا فوج فراوان اُسکے ساتھ تھی جنازہ شاہزادی کا اُسنے چھین لیا اور کہہ گیا کہ ملک سارلقیہ سے پلٹ
کے ہم عوض اسکا لینگے تم ہوشیار رہنا خدیو مشکباری نے کہا کچھ پرواہ نہین سمجھا جائیگا اس سنگدل

نے تو لشکر بڑھایا اور پہلوانون کو جمع کرنا شروع کیا اور نعش شہزادی مع جنازہ خدمت بابرکت سماجفران عالی شان مین روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑ دیے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان مصیبت بیان اُن گرفتاران رشتۂ محبت و سرگردانان دشت الفت یعنے شاہزادہ وحید الملک اور ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کے بیان کیے جاتے ہین حمیۃ آغاز کلام

مجھکو تکلیف عبادت جو گوارا ہو جاے
میری قسمت کا بلندی پہ ستارا ہو جاے
خوب جی بھر کے مجھے آج نظارا ہو جاے
مسکرا کر جو ادھر کوئی اشارا ہو جاے
تیرے بیمار کو جینے کا سہارا ہو جاے

تم اسے اور جلاؤ کوئی جلتا ہو اگر
اور بیتاب کرو اسکو سنبھلتا ہو اگر
جان جاتی رہے دل تم سے بہلتا ہو اگر
بات پوچھو نہ کبھی دم بھی نکلتا ہو اگر
شامت اس شخص کی عاشق جو تمھارا ہو جاے

ناتوانون کا تمھارے وہ زمانہ ہی کہان
ہو جنون لاکھ وہ اب خاک اُڑانا ہی کہان
اُسے آنا ہی کہان اور انھین جانا ہی کہان
دردمندان محبت کا ٹھکانا ہی کہان
اپنے کوچے مین جگہ دو تو گذارا ہو جاے

دل مین رہتا نہین آتا ہی تو قربت ہی سہی
سامنے میری نگہ کے تری صورت ہی سہی
نہین مانتا ہی مری جان تو بیارت ہی سہی
وصل منظور نہین گر تو عیادت ہی سہی
کچھ تو بیمار کے جینے کا سہارا ہو جاے

کھینچ لو تیغ کو اور کردو قلم سر کو مرے
کردو بیکار نہ بدنام مقدر کو مرے
صدمۂ رشک سے ویران نہ کرو گھر کو مرے
غیر سے مل کے جلاؤ دل مضطر کو مرے
تمھین بتلاؤ یہ کس طرح گوارا ہو جاے

کیا اثر جو ہمہ تن مہر و وفا ہی عالم
مبتلاے غم و اندوہ و بلا ہی عالم
کہنے کو شیفتۂ زلف دوتا ہی عالم
یون تو اس طرۂ دلکش پہ فدا ہی عالم
آسکے سر سہرا ہی جو اسے کو پیارا ہو جاے

واسطے ہی وقت تبسم نہین گوہر مین سرے
اور بھی حسن بڑھے تم سے اگر چرخ چھرے
رونے مین انسوؤن کے تار ہون زینت کو تمھے
میری بیتابی دل پر جو کوئی اشک گرے
آگے آنچل پہ تمھارے وہ ستارا ہو جاے

کیون نہ ہو کل کلیم آج مین حیران جگر
شوق دیدار کا زینت کوئی سامان جگر
کیا کہون کیون ہی نظر میری پریشان جگر
سختی نزع کی تکلیف ہو آسان جگر
جو کسی کشف عارض کا نظارا ہو جاے

گرفتاران گیسوے محبت و محنت کشان غم فرقت یون نالہا سے پر از خون اظہار درد جگر کرتے ہین کہ وحید الملک کو ایک پل جدائی ملکہ مہتاب حور جمال کے ناگوار ہی اور یہی حالت ملکہ کی

وحید الملک کی ساتھ بھی ہی کہ جتنی دیر کے واسطے یہ بھائی کے دیکھنے کو جاتی ہی اتنا وقت اسے
عجب اضطراب مین گزرتا ہی طبیعت اسکی نہایت پریشان رہتی ہی آخر ایک روز شاہزادہ وحید الملک
نے فرمایا کہ ای ملکہ یہ صحبت بھی اس وقت تک ہی جبتک افشاے راز نہین ہوتا ہی اور مثل مشہور ہی
کہ عشق و مشک چھپتے نہین ہین لہذا انجام پر نظر کرنا چاہیے جس دن طبل جنگ بجا اسی روز سے میرا یہان
رہنا غیر ممکن ہی اور جس روز تمھارے باپ بھائی پر یہ راز فاش ہوا اسی روز سے تم قید
کر لی جاؤ گی پھر ہم کہان اور تم کہان اور جس رسوائی کو ڈرتی ہو یہ ایک دن ہونا ضرور ہی پھر
جوکھم اٹھانے سے کیا فائدہ ہی مجھے تم سے زیادہ دقت درپیش ہی وہ یہ کہ بادشاہ اسلام اس
حرکت پر مجھ سے ضرور ناراض ہونگے اسلیے کہ انھون نے قبل سے اس بات کا تحفظ کر لیا تھا اور
تمھاری وجہ سے مجھکو شکار پر آنے کی اجازت نہ دیتے تھے اور مین نے دوسری جانب جانے
اظہار کر کے بادشاہ سے اجازت لی تھی اور یہ میرا قصد بھی نہ تھا کہ مین تمکو آکر دیکھونگا مگر تقدیر
لے آئی کہ آہو کے تعاقب مین گھوڑا ڈالا اور آہو اسی طرف آیا اب جو بادشاہ اسلام کو معلوم
ہوگا کہ وحید الملک نے یہ حرکت کی تو بادشاہ مجھ سے برخلاف ہونگے اور بادشاہ کی برخلافی
ایسی چیز ہی کہ کوئی یار شریک نہوگا اس سے بہتر و مناسب یہ ہی کہ آج مین جاکر تمھارے رہنے
کے واسطے کوئی پوشیدہ مقام تلاش کرتا ہون اسکے بعد سواری بھیج دونگا تم چلی آنا کہ یہ خلش
مٹ جائے پھر جیسی پڑے گی اسے جھیل لینگے ملکہ نے کہا کہ مجھے منظور ہی اب تمھاری صورت
دیکھکر اور کی صورت تو مین دیکھنا نہین ہی جو کچھ عذر کرین یہ عہد و پیمان ہونے کے بعد شاہزادہ
وحید الملک تو وہان سے پھر کر اپنے لشکر مین آئے اور رضوان سے کہا کہ کوئی ایسی
پوشیدہ جگہ تجویز کرو جہان ملکہ کو رکھین تا کہ حال ملکہ کا کسی پر ظاہر نہونے پائے رضوان تلاش
مکان مین روانہ ہوا کہ قریب سار لیقیہ کے کوئی قلعہ وغیرہ ہو تو شاہزادہ کو اطلاع دے دن پہلے قلعہ پر
قبضہ کیا جائے پھر ملکہ کو پوشیدہ طور پر لا کے اس قلعہ مین رکھا جائے اگر لشکر مین ملکہ
ہوگی اور طیموز شکایت کرے گا تو بادشاہ اسلام ملکہ کو چھین کے طیموز کے حوالے کر دینگے
یہان تو یہ انتظام ہو رہا ہی اور وہان کا حال سنیے کہ چند خواصین ملکہ کی ہم سن جو بادشاہ نے
برائے حفاظت ملکہ معین کر دی تھین انکو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ملکہ اس جوان کے ساتھ بھاگی
تو بڑا غضب ہو جائے گا ہماری ناک چوٹی کاٹ ڈالی جائیگی نمک حرام مشہور ہو جاینگے کسی رئیس
شریف کی نوکری کے قابل بھی نہ رہینگے بلکہ کوئی اپنے گھر مین بھی آنے نہ دے گا یہ حال بادشاہ
سے بیان کر دینا چاہیے یہ سوچ کے ان مین سے ایک عورت کہ نہایت زبان آور تھی پوشیدہ
طور پر سوار ہو کے خدمت مین بادشاہ کے روانہ ہوئی جب خیمہ مین خورشید زرین کمر کے
پہونچی تو سلام کیا خورشید زرین کمر اسکو پریشان دیکھکر بولا کہ کیون ای صنوبر خیر تو ہی تو
اتنی بدحواس کیون ہی صنوبر نے عرض کی کہ حضور جان کی امان پاؤن تو عرض کرون خورشید زرین کمر
نے کہا کہ بتا تیری جان تجھکو بخشی جلد بیان کر اس وقت اس عورت نے عرض کی کہ حضور زیادہ
کچھ کہون تو میری زبان جل جائے چونکہ حضور نے ہمین ملکہ کی اتالیقی اور حفاظت کے واسطے معین
فرمایا ہی تو فرض ہمارا یہ ہی کہ ہر نیک و بد سے حضور کو آگاہ کر دین لہذا اگر حضور ملکہ کو چاہتے ہین کہ
ہمارے ہی سایہ عاطفت مین رہے تو ملکہ کو اسی وقت بلا لیجیے اور ملکہ کی حفاظت کیجیے

ورنہ اگر کوئی اونچ نیچ پڑے تو ہم قصوروار نہ ٹھہرائے جائیں یہ سن کے خورشید زرین کمر نے اُسوقت
سواری روانہ کی اور چند خواصوں کو ساتھ کر دیا کہ ابھی جا کے ملکہ کو سوار کرا لاؤ لیکن بعض ملکہ کی خیرخواہین
اُسی جگہ موجود تھین اسلیے کہ شاید چوری کھل جائے تو ملکہ کو اطلاع دے دین ایک عورت سواری
سے پیشتر بھاگی ہوئی خدمت مین ملکہ کے پہونچ گئی اور جاکے بیان کر دیا کہ ای ملکہ عالم غضب ہو گیا صنوبر
نے راز فاش کر دیا بادشاہ نے آپ کے لینے کو سواری بھیجی ہے اور اب آپ پر سختی ہوگی آپ اس جگہ نہ
پائیے گا ملکہ یہ سنکے نہایت پریشان ہوئی وحید الملک کی طرف سے سواری نہ پہونچنے پائی اور خورشید
زرین کمر کے بھیجے ہوئے لوگ آ گئے عورتوں نے آکر ملکہ سے کہا کہ بادشاہ کے کلیجے مین درد اٹھا ہے
اور آپکو ابھی بلایا ہے یہ سن کے ملکہ نے فلک کو دیکھا اور دل مین کہا کہ افسوس وحید الملک نے
بڑی دیر کی اگر جاتے ہی مجھے سواری بھیج دی ہوتی تو ابتک مین خدا جانے کہان کی کہان ہوتی کوئی میرا
پتہ بھی نہ پا سکتی مگر اب سوا چلے چلنے کے کوئی چارہ کار نہین ہے یہ سوچ کے ملکہ سوار ہوئی اور سواری
ملکہ کی جانب شہر خورشید زرین کمر روانہ ہوگئی اس طرف سے تو سواری ملکہ کی جارہی تھی اور قضائے
کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے جوشن قوی بازو چالیس ہزار سوار سے برائے مدد ساریق بن
بقا چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا کہ ایک سواری مانند باد بہاری کے چلی جاتی ہے بس اسنے کہا کہ دریافت تو کرو کہ
اس محافے مین کون سوار ہے اسکے عیار نے بڑھ کر دریافت کیا اور آکے عرض کی کہ کوئی شخص خورشید
زرین کمر بادشاہ شہر زرینہ ہے مذہب آئینہ پرستی رکھتا ہے یہ اُسکی دختر کی سواری جارہی ہے سنا گیا
ہے کہ یہ ملکہ نہایت حسین ہے بس یہ سنکے جوشن قوی بازو نے کہا کہ ایسی نعمتین خداوند ساریق بن
بقا نے اپنے بندون کے واسطے خلق کی ہین چھین لو اس محافے کو یہ حکم پاتے ہی اسکے لشکر سے چند
سوار بڑھے اور محافے کو اپنی حراست مین کر کے پاس جوشن قوی بازو کے لے آئے جوشن
قوی بازو نے محافے کو اپنے ساتھ لیا اور آگے روانہ ہوا جو لوگ ملازمان خورشید سے
سواری کے ساتھ تھے وہ بھاگے ہوئے خدمت مین خورشید زرین کمر کے آئے اور
اُنھون نے بیان کیا کہ جوشن قوی بازو کوئی پہلوان ہے کہ وہ واسطے مدد ساریق بن بقا کے
آتا تھا اسنے پہلے تو حال دریافت کیا کہ یہ محافہ کسکا ہے بعد اسکے محافہ کو چھین لیا بس یہ سن کے
خورشید زرین کمر کو نہایت طیش آیا اور اہرمن کوہی سے کہا کہ جاکر جوشن قوی بازو
کو سزائے بے ادبی دے اور محافے کو ملکہ کے بحفاظت لے آ اُسی وقت اہرمن کوہی چند سوار
اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا قضائے کار و اتفاقات روزگار شاہزادہ مظفر غازی برائے شکار صحرا مین آئے ہوئے
تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا جاتا ہے اپنے عیار کو برائے دریافت حال روانہ کیا عیار نے بعد
دریافت حال آکر عرض کی کہ ای شہریار کوئی پہلوان جوشن قوی بازو نام بمدد ساریق کو آتا تھا اُسنے طیمور
آئینہ پرست کی بہن کا محافہ چھین لیا ہے اور وہ اُسے لیے جاتا ہے ملکہ محافے مین رو رہی ہے بس یہ سننا تھا
کہ مظفر غازی کو نہایت غصہ آیا کہا ارے یہ تو ہمارے بھائی کی منظور نظر ہے بس اُسی دم تو بوق کو دم
دیا اور اپنے بارہ ہزار تنداقوں سے جا پڑے پہلے تو محافے پر قبضہ کر لیا دیکھا کہ ملکہ فریاد کر رہی ہے بس
محافہ کے قریب آکے آواز دی کہ بھابی نہ گھبرانا وحید الملک کا بھائی ہون مین تمھاری حمایت
کو آپہونچا یہ آواز سن کے ملکہ کو گونہ تسکین ہوئی دعائین دینے لگی کہ بھیا خدا تمھین سلامت رکھے
بس اب مجھے جلدی نکال لے چلو اور کسی طرح اپنے بھائی کے پاس پہونچا دو تم انھون نے

بڑی غفلت کی جسکا یہ انجام پیش آیا اُدھر جوشن قوی بازو کو معلوم ہوا کہ چند قزاقون نے آ کے ملکہ کو
چھین لیا بس یہ ملعون وہین سے پلٹا اور نعرہ کیا کہ خبردار او دزد کہان جاتا ہی نہین جانتا کہ یہ ہماری مطلوبہ
ہی مظفر غازی نے فرمایا کہ او بیحیا کیا جھک مارتا ہی اور چند قزاقون سے کہا کہ تم تو محافے کو لیکر ہمارے
لشکر کی طرف چلو ہم اس بیحیا کو سزا دیکر آتے ہین یہ فرما کر ایک ہزار قزاق سے جو آکر چالیس ہزار
کے لشکر پر گرتا ہی لشکر کو تہ و بالا کر دیا جس لشکر کے سپاہی سے سامنا ہوا برق بھونکے گھوڑا اُسکا
بھڑکا وہ گھوڑے کو سنبھالنے لگا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوے ایک ہزار نے چالیس ہزار کو
تتر بتر کر دیا جوشن قوی بازو سے اور مظفر غازی سے سامنا ہوا جوشن قوی بازو نے
تلوار ماری مظفر نے خالی دیکر کمر کی جھکائی دیکر جو سر کا وار کیا سپر بھی نہ اُٹھنے پائی تھی کہ تیغہ
سر پر بیٹھا تا دوابرو اُتر آیا جوشن قوی بازو نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی چادر خون کی
سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہوئی لوگ درمیان مین آ گئے جوشن قوی بازو کو تو بچا لیا لیکن مظفر
غازی نے اُتنون کو قتل کیا کہ اُن لوگون کے پانوُن اُٹھ گئے ایک تو سردار کے زخمی ہونے سے
بد دل ہو چلے تھے دوسرے اُن قزاقون نے جو تلوار کے نیچے رکھ لیا تو دم لینے کی فرصت نہ دی
آخر سارے یق پرست بھاگ کھڑے ہوے مظفر غازی با فتح و فیروزی پلٹے لیکن دو سو
قزاق انکے کوئی پانچ سو قدم کے فاصلہ پر محافہ کو لیکر نکل گئے تھے اس طرف سے اہرمن کوہزاد
کئی ہزار سوار ساتھ لیے ہوے چلا آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ چند قزاق اک محافے کو لیے چلے جاتے
ہین آواز دی کہ ٹھہر جاؤ قزاق محافے کو لیکر اور بھاگے اہرمن نے ڈانٹا اور کہا کہ مجھسے بیان کرو
کہ یہ محافہ کسکا ہی قزاقون نے جواب نہ دیا اور محافہ کو لیکر بھاگے اتنے مین مظفر غازی بھی آ پہونچا
اہرمن کوہی نے کہا کہ او بھوت کے بڑا فسادی ہی محافہ ملکہ کا تو ہی لیکے بھاگا ہی مظفر غازی نے
کہا کہ او ملعون پھر تیرا کیا اجارہ ہی ہمنے جوشن قوی بازو سے ملکہ کو چھینا ہی اہرمن کوہی نے کہا
کہ جوشن قوی بازو کی یہ ملک نہین ہی کہ تو نے چھینا تو تیرا قبضہ ہو گیا ارے یہ زندہ آئینہ پرستان
کی خواہر ہی اگر طیمور سن لیگا تو سارے لشکر اسلام کو تہ و بالا کر دیگا مظفر نے کہا کہ اُسکی
حقیقت کیا ہی ہمنے اُسے طیمور سے نہین پایا ہی جسکی تلوار مین جس ہوگا وہ ملکہ کو لے جائیگا
یہ سنکے اہرمن کوہی پکارا کہ او دیوانے اگر تو قزاقی کرتا ہی تو مین بھی قزاق ہون مجھسے تیرے
فریب نہ چلینگے بس یہ سنتے ہی مظفر نے مرکب کو چمکا کر اہرمن کو تلوار ماری اہرمن نے برق بھونک
کہ مرکب مظفر کا الف ہو گیا اہرمن نے تلوار مارنے کا قصد کیا تھا کہ مظفر نے مرکب اہرمن کوہزاد
کو تازیانہ مارا اُسکا مرکب بدلگامی کرنے لگا اُدھر اور زور ہوا لوہین تلوار چلنے لگی برابر بوقین پھنک رہی تھین
اور تلوار چلی ہی تھی اُدھر مظفر غازی اور اہرمن کوہزاد سے تلوار چلی ہی تھی قضائے کار مرکب نے
مظفر کے زیادہ بدلگامی کی اک سوار نے درمیان مین آکر مظفر پر حملہ کیا مظفر نے وار اُسکا پشت
شمشیر پر گانٹھ کر جو ہاتھ مارا سر اُسکا اُڑ گیا اب مظفر مرکب کو قابو مین کر کے اہرمن کوہزاد کے قریب
آیا سامنے اک کاسہ سر لڑھکتا ہوا آیا مرکب مظفر نے ٹھوکر کھائی بس اہرمن نے موقع پاکر جو
تلوار ماری ہی مظفر غازی کا زخمی ہوا مظفر نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لیکن چادر خون کی
جو سر سے باہر آئی تو آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا ہمراہیان مظفر نے درمیان مین آکر مظفر کو بچا لیا
اور لڑتے ہوے مظفر غازی کو لے کے نکل گئے اہرمن کوہزاد نے محافہ کو اپنے قبضہ مین

اور لیکر طرف لشکر طیمور شیر سرور کے روانہ ہو گیا یہان مظفر غازی نے اک درخت کے نیچے ٹھہر کر
زخم سر باندھا چونکہ شاہزادہ عارف بن معروف بھی برائے شکار آیا ہوا تھا چند قزاقون نے جاکر
عارف کو خبر کردی کہ مظفر غازی ہاتھ سے اہرمن کوہزاد کے زخمی ہو گئے عارف نے پوچھا
کہ سبب کیا ہوا انھون نے بیان کیا کہ دختر خورشید آئینہ پرست کو ساریق کا سردار چھین لیگیا
تھا اسسے آپکے بھائی صاحب نے چھینا اُسسے اہرمن نے چھین لیا بس یہ سنتا تھا کہ عارف
نے ہمرہیون سے مرکب کو رانون مین دابا اور تعاقب مین اہرمن کوہزاد کے روانہ ہوا اہرمن کوہزاد محافہ
لیے اطمینان کے ساتھ چلا جاتا تھا کہ مجھ سے کون ملکہ کو لے سکتا ہی ملکہ کی یہ حالت تھی کہ امید و بیم
کی حالت مین کبھی اسکے چہرہ پر بحالی آجاتی تھی اور کبھی پژمردگی پیدا ہو جاتی تھی جب یہ مظفر کے اختیار
آئی ہی تو خوش ہوئی تھی کہ اب مین وحید الملک تک پہونچ جاؤنگی جب اہرمن نے مظفر سے چھین
لیا تو پھر اسسے وہی اندیشہ پیدا ہو گیا اور چپکے چپکے اسنے رونا شروع کیا کہ اب شاہزادہ وحید الملک
سے کاہے کو ملنا نصیب ہوگا کہ اک مرتبہ پشت لشکر کی طرف سے آکر عارف بن معروف نے نعرہ
کیا کہ یاش او دزد کہان جاتا ہی خبردار کہ مین آپہونچا بس یہ نعرہ کرکے جو گرتا ہی جو لوگ محافہ کی محافظت
مین تھے پہلے انھین کو مار کر محافہ پر قبضہ کیا اور محافہ کو لیکر بھاگا اہرمن کوہزاد نے تعاقب کیا
اور آواز دی کہ او دزد تو کچھ اپنے بھائی سے بھی بڑھا ہوا ہی کہ مقابلہ پر بھی نہین آتا کب چھوڑتا ہون
تجکو یہ کہکر اسنے گھوڑا ڈالا اہرمن نے جیسے ہی قریب پہونچکر تلوار ماری عارف نے داہنی باگ کھینچ
گھوڑے کو اس پھرتی سے توڑا کہ وار اہرمن کا خالی گیا اور یہ اپنی ضرب کی جھونک مین اوندھے منہ
آرہا پھل تلوار کا زمین در آیا بس عارف نے پلٹ کے جو ہاتھ مارا مرکب کی کمر پر تڑام مرکب تو اسی جگہ
تڑپ کے رہگیا اور اہرمن گھوڑے سے گرا پاؤن مین اسکے ایسی ضرب آئی کہ سنبھل نہ سکا
عارف محافہ کو لیکر بھاگ کھڑا ہوا لوگ اہرمن کو لیے ہوے باحال خراب سامنے خورشید
زرین کمر کے پہونچے سارا واقعہ بیان کیا کہ جوشن قوی بازو سے مظفر نے ملکہ کو چھین لیا
مظفر سے اہرمن نے چھینا اہرمن کو زخمی کرکے بھائی مظفر غازی کا عارف بن معروف چھین لگیا
بس یہ سنتا تھا کہ خورشید زرین کمر نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہی اس شخص کی دختر گنبد دھم کا
ہو گئی ارے ہی کوئی کہ جاکر عارف سے ملکہ کو چھین لائے بہمنوت رعد آواز کو مقابلہ عارف
مین جاتے شرم آئی لیکن نہنگ بن طوفان دریا موج نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ابھی ملکہ کو لیکے
آتا ہون یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھا اور صرف دو سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا یہان عارف بن معروف ملکہ کو
دور سے نکل گیا تھا اور کہہ رہا تھا کہ بھاگی ٹھہرانا نہین اب لشکر اسلام بہت قریب ہی ملکہ دعائین پڑھ رہی
تھی کہ نعرہ نہنگ بن طوفان دریا موج نے آواز دی کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہی کہ تو پرائی بہو بیٹی
کو زبردستی چھینے لیے جاتا ہی اگر شاہزادہ طیمور شیر سرور کو خبر ہوگی تو قیامت ہو جائیگی وہ لشکر اسلام کو
پامال کردے گا عارف بن معروف نے کہا تجھے شرم نہین آتی طیمور وہی ہی جو ابھی کل کی بات
ہی کہ سکندر کے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہی اب آپ لے گا تو کیا کرلے گا ہمنے ملکہ کو ساریق کے سردار
سے پایا ہی ہم ہرگز نہ دینگے تجھے اگر دعوے ہی تو چھین لے نہنگ بن طوفان نے تلوار
ماری عارف نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان زبردست سردار ہی اسنے
باتیسب سپر وار عارف کا رد کرکے اس طرح تلوار ماری کہ عارف خالی نہ دے سکا سپر بلند

تیغہ اسکا لنگر دار ساڑھے چار سو من کی ضرب سے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے تیغہ خود پر پھٹا
اُدھر تو نہنگ بن طوفان نے جھٹکا مارا اُدھر عارف نے دستانہ مارا تیغہ اسپر بھی تا دو ابرو اُتر آیا
تھا کہ دستانہ پڑا تیغہ سر سے نکلا نہنگ بن طوفان نے کہا کہ اے جاؤ اس مردہ صد سالہ کو اور
محافہ پر قبضہ کر کے اپنے لشکر کی طرف باطمینان تمام چلا عارف بن معروف لشکر سے بہت قریب
رہگیا تھا اور رضوان بن خضران تلاش مکان مین اس طرف بھی نکل آیا تھا دیکھا اسنے کہ عارف
بن معروف زخمی ہی قزاقون سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی انھین کسنے زخمی کیا قزاقون نے سارا ماجرا
رضوان سے بیان کیا بس یہ دوڑا ہوا خدمت مین شاہزادہ وحید الملک کے آیا اور اسنے
کہا کہ مکان آپ کسکے لیتے تلاش کرتے ہین پہلے ملکہ کی تو خبر لیجیے فرمایا کیا ہوا جلد بیان کر رضوان نے
بیان کیا کہ ملکہ کو کوئی سارق پرست لیے جاتا تھا اُس سے مظفر غازی نے چھینا مظفر سے
اہرمن کوہی نے چھین لیا پھر عارف بن معروف نے اہرمن کو زخمی کر کے محافہ اپنے قبضہ
مین کیا تھا اور دور نکل آئے تھے کہ نہنگ بن طوفان رفیق طیمور انکو بھی زخمی کر کے ملکہ کو
چھین لے گیا جلد خبر لیجیے ورنہ اگر وہ ملکہ کو لے گیا تو اب ملکہ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہی بس یہ
سننا تھا کہ فرمایا لاؤ تو ہمارا مرکب اسیوقت مرکب حاضر ہوا بس وحید الملک پشت مرکب پر
بیٹھ کے تعاقب مین نہنگ بن طوفان دریا موج کے روانہ ہوئے ساتھ انکے چند کس اور بھی
جنکو معلوم ہوا وہ چل کھڑا ہوا جسے نہین معلوم تھا وہ کیونکر جاتا اُدھر تو یہ غصے مین جا رہے ہین اِدھر
نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو لیے باطمینان چلا جاتا ہی نصف راہ طے کر چکا ہی ملکہ کو بھی اب
مایوسی ہو گئی ہی کہ یہ بہت بڑا سردار ہی اسکو کون زخمی کر سکتا ہی یا اس سے چھین سکتا ہی اور یہ ہنگامہ
اب تمام عالم مین پھیل گیا ہوگا میرے بھائی کو بھی خبر ہو جائیگی وہ آنے کا تو قیامت برپا کر دے گا
پر اسی سوچ مین رو رہی تھی دل دھڑک رہا تھا جو جو لشکر طیمور شیر پرور کا قریب ہوتا جاتا تھا امیدین
اسکے دل سے دور ہوتی جاتی تھین کہ اک مرتبہ شاہزادہ وحید الملک پہونچ گئے اور دیکھا انھون نے
کہ نہنگ بن طوفان دریا موج محافہ کو ساتھ لیے ہوئے چلا جاتا ہی بس انھون نے نعرہ کیا کہ بابش
اوگبرنا ہنجار کہان جاتا ہی مین آپہونچا نعرہ بدیع الملک نے مین وہ ہون ابن امیر ابن امیر ابن امیر
جسکو کہتے ہین بدیع الملک شاہ قلعہ گیر اگر خیریت چاہتا ہی اپنی تو محافے کو ملکہ کے رکھدے
اور چلا جا ورنہ تیرے ہاتھ سے بہت ذلت اٹھائیگا یہ سنکے نہنگ بن طوفان دریا موج نہایت
جوش و خروش مین آیا اور تلوار نیام سے کھینچ کر پکارا کہ یہ لہر ہی دریائے فنا کی اسکے پانی سے
کشتی حیات طوفانی ہوتی ہی وحید الملک نے کہا کہ مین تجکو جناب آپ سے بھی کم سمجھتا ہون
دم لینے کی نہ ملیگی دو حربہ رینا یہ سنکے نہنگ بن طوفان نے تلوار نیام مین کر کے نیزہ سنبھالا
اور چاہا کہ نیزے پر وحید الملک کو اٹھاؤن وحید الملک نے بھی اپنے نیزے پر اسکے
نیزے کو گانٹھ کے جھٹکا مارا نہنگ بن طوفان کو طیمور نے تعلیم کیا ہی اسنے بھی اُس بند کو
کھول لیا اور ساتھ ہی اپنے نیزے کی سنان سے وحید الملک کے نیزے کی سنان کو اُلجھا کے
جھٹکا مارا کہ سنان نکال دون بدیع الملک نے ہاتھ آگے بڑھا دیا جان سے جھٹکا اسکا رکا
وہین سے جو بل دیکر ہنگا مارا نیزہ ہاتھ سے نہنگ بن طوفان دریا موج کے نکل گیا بس نگاہون
مین اسکے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز دی کہ او خدا پرست تو بھی بلا ہے پر معلوم ہوتا ہی طیمور نے نیزہ

میرے ہاتھ سے ہوائی کیا تھایا آج تو نے نیزہ نکالا ہی خبر کچھ پرواہ نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
حمال بازی تیغ بازی دست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر اسنے تلوار ماری وحید الملک
نے سپر کو بلند کیا تلوار ضامن دی تلوار نے نہنگ بن طوفان کی سپر کو قلم کیا پشت شمشیر پر آ لگی
وحید الملک نے اسکا وار رد کرکے اپنا وار کیا نہنگ بن طوفان نے بھی سپر بلند کی تلوار جو
پڑی تو اسکی سپر بھی مانند قرص نیم کے قلم ہوئی تیغہ خود کو کاٹ کرتا دو ابرو آ اتر آیا وحید الملک نے
چاہا جھٹکا ماردون کہ کام اسکا تمام ہو کہ نہنگ نے داستانہ مار دیا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی اور چادر
خون کی سر سے بہہ آئی لوگ اسے لیکر بھاگ کھڑے ہوئے وحید الملک نے اپنے ہمراہیون
سے کہا کہ تم محافہ لیکر لشکر کی طرف جاؤ اب مین انکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکر دور تک تعاقب مین آئینہ
پرستون کے آئے اور سبکو بھگا کر اپنے لشکر کی طرف پلٹے تمامی فوج لیکر لوگ بھاگ کا بھاگ پہلے ہی آگئے
تھے بعد کو وحید الملک پہونچے یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی کہ شاہزادہ وحید الملک طیمور
شیر پرور کی بہن کو لڑ کر چھین لائے ہین بادشاہ اسلام انگشت بدندان ہوئے کہ یہ انھون نے
کیا حرکت کی ادھر شاہزادہ رفیع البخت کو جو یہ خبر معلوم ہوئی کہ محافہ رکھا ہوا ہی بس یہ جلدی
سے آئے اور ملکہ کو جلدی سے ناموس مین داخل کر دیا اور آپ آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے وحید الملک
سے کہلا بھیجا کہ تم بارگاہ مین نہ آنا وحید الملک خود بسبب حجاب کے نہین آئے لیکن سہراب
بن رستم نے کہا غضب کیا وحید الملک نے معلوم ہوتا ہی ابھی اس شیر صولت کو خبر
نہین ہی جسوقت معلوم ہوگا قیامت ہی تو برپا ہوگی بادشاہ اسلام نے کہا کہ یہ واقعہ کیا ہی اتنے مین
مظفر غازی اور عارف بن معروف پٹیان سر پر باندھے ہوئے آکے پہونچے بادشاہ اسلام نے کہا
کہ معلوم ہوتا ہی اس جھگڑے کے بانی مبانی آپ ہی ہین مظفر بن غضنفر غازی نے عرض کی کہ یون تو
ظل اللہ مالک ہین جو چاہین ارشاد فرمائین کہ سارق پرست ملکہ کو لیے جاتا تھا مین نے اسے زخمی
کرکے ملکہ کو اس سے چھینا آئینہ پرستون کے ہاتھ سے مین زخمی ہوا پھر میرے بھائی نے اسکو
زخمی کرکے محافہ چھینا پھر نہنگ بن طوفان نے عارف کو زخمی کیا آخر مین بھائی صاحب پہونچ گئے بھلا
نہنگ بن طوفان انسے کیا لڑ سکتا وہ اسے زخمی کرکے دور تک بھگا آئے اور محافہ کو یہان بھجدیا ہمنے ملکہ کو سارق
پرستون سے چھینا تھا آئینہ پرستونکا ہمسے الجھنا بیکار تھا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ڈاکا مار کر کسیکا مال
چھینے اور اس سے آپ چھین لیجیے تو وہ آپکو حلال ہو گیا اور آپکو صرف یہ ہی کیا تھی یہ کیسی بدی پہلے کی معلوم ہوتی ہی تمنے کیون
چھینا آئینہ پرست خود سارق پرستون سے سمجھ لیتے اور اگر تمنے دوستانہ چھین لیا تھا تو ملکہ کو ظلمت بختیا
انکے سپرد کر دیا ہوتا یہ بات کچھ سمجھ مین نہین آئی سکندر رتنے چپکے سے بادشاہ اسلام کے کان مین کہا
کہ وحید الملک جو شکار پر گئے ہوئے تھے یہ اس وقت سے سلسلہ محبت آغاز ہوا تعجب مجھے اسنے
عیار کی بابت سب کیفیت مفصل معلوم ہوئی ہی بادشاہ اسلام سر بزانو ہوئے کہ بڑا غضب کیا
وحید الملک نے یہان یہ باتین ہو رہی تھین اور رفیع البخت غصہ مین بیٹھے تھے کہ چھوٹا بھائی فرزند
کی جگہ ہوتا ہی پہلے پس اسنے دل لگایا ہی تو یہ رخنہ پردازی فلک کی ہو رہی ہی یہ تلے ہوئے بیٹھے ہین کہ
مین تو نہ جانے دونگا چاہے کچھ ہی کیون نہو یہان کا تو یہ رنگ ہی اب وہان کا حال سنیے جس وقت
نہنگ بن طوفان دریاے خون مین ڈوبا ہوا بارگاہ خورشید مین پہونچا اس وقت طیمور شیر پرور
بھی موجود تھا لیکن ابھی تک یہ ملکہ کے حال سے آگاہ نہ تھا خورشید نے آئینہ یہ راز ظاہر نہین کیا تھا

کہ اگر یہ گیا تو قیامت برپا کردیگا بس طیمور کی نظر جو اپنے رفیق پر پڑی اور نہنگ بن طوفان دریا موج
کو غرق خون دیکھا کہا کہ یہ کیا حالت ہی نہنگ بن طوفان نے کہا کہ مین نے اُس دیوانے کو زخمی
کیا مگر وحید الملک کے ہاتھ سے زخمی ہوا طیمور نے کہا کہ لڑائی کس سبب سے ہوئی اُسوقت خورشید
زرین کمر نے بیان کیا کہ ای فرزند مین تمھاری محافہ مین سوار ہیرے دیکھنے کو آتی تھی کہ جوشن قوی بازو
اک سردار ساریق کی مدد کو آتا تھا اُسنے ملکہ کو چھین لیا مین نے یہان سے اہرمن کو بہزاد کو اُسکی
سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس سے خدا پرستون نے چھین لیا اہرمن نے خدا پرستون سے چھینا
اہرمن سے پھر کوئی خدا پرست چھین لے گیا اسکو نہنگ بن طوفان نے زخمی کیا اسے وحید الملک
نے زخمی کیا اور ملکہ کو لے گیا بس یہ سنتا تھا کہ طیمور نے جوش غیرت سے غیظ و غضب مین آکر مرکب طلب کیا اور
کہا کہ خدا پرست بہ باطن نہین ہین مین ابھی ملکہ کو لاتا ہون اور اگر شاید نیت اُنکی بد ہوئی تو مارے تلوارون
کے بارگاہ خون سے لال کردونگا یہ کہکر پشت مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا ساتھ اسکے پر ہوت
رعد آواز بھی چلا طیمور نے یہین سے جو بارگاہ سلیمانی کی سیدہ باندھی تو راستے مین جو خیمہ ڈیرہ ملا اُسکو
گراتا ہوا چلا لشکر اسلام مین غوغا ہوا لوگون نے جاکر بادشاہ اسلام سے فریاد کی کہ طیمور آئینہ پرست
جیسون کو گراتا ہوا لوگون پر ہیبت کرتا ہوا چلا آتا ہی رفیع البخت نے اُٹھنے کا قصد کیا تھا کہ مین جا کے
روکتا ہون بادشاہ نے منع کیا اور فرمایا کہ چوری اور سینہ زوری گریبان مین مُنہ ڈالیے آپ اسکا
کیا کرینگے اور سہراب بن رستم سے ارشاد ہوا کہ جاؤ اور طیمور کو اس حرکت سے باز رکھو تمھارے ہی
سمجھانے سے طیمور مانے گا کہ تمھارا دوست ہی اور تم اسکے دوست ہو سہراب نے کہا کہ مین جاتا تو ہون
لیکن وہ بغیر ملکہ کو لیے نہ جائیگا ورنہ بڑا فساد ہوگا آج اسی بارگاہ مین ایسی تلوار چلیگی کہ تمام بارگاہ خون
سے لال ہوجائیگی اور سخت بدنامی ہوگی یہ کہکر سہراب بن رستم تو اُس طرف روانہ ہوا یہان بادشاہ
اسلام نے رفیع البخت کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ آپکے تیور مجھے بد معلوم ہوتے ہین رفیع البخت
نے کہا کہ حضور ہمین دخل نہ دین مین محافہ منگا کے بیچ مین رکھے دیتا ہون اگر طیمور کے بازوون مین
طاقت ہو تو محافہ لے جائے دیکھون تو کیونکر لے جاتا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای رفیع البخت تمھین
کیا حق حاصل ہی کہ ملکہ پر دعوے کرتے ہو عرض کی کہ وحید الملک میرا بھائی جو فرزند کے مقام پر
ہی ملکہ اُسکی منظور نظر ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا ای رفیع البخت کیا غضب کی بات ہی کہ زبردستی
چھین لائے اور پھر یہ دعوے کہ ہمارا ناموس ہی آج تک ہمارے خاندان مین ایسی حرکت
کسی نے نہین کی ہی تمنے بھی نقل حمزہ صاحبقران اول کی سُنی ہوگی کہ نوشیروان نے کس طرح
پرورش کی اور انھون نے جوان ہوکے اسی کی دختر سے عشق کیا اور اُسے لے بھاگے وہ
بدنامی آج تک باقی ہی لوگ کہتے ہین کہ یہ خدا پرست جہان جاتے ہین اور جس بادشاہ تک
اُنکی رسائی ہوتی ہی پہلے اسکی بیٹیو نپر قبضہ کرکے تصرف مین لاتے ہین نہ کہ یہ زبردستی اسکی سخت
بدنامی ہوگی تم پریشان نہو یہ تو ہمارے خاندان کا اثر ہی کہ جو عورت جسپر عاشق ہوئی وہ اُسی کی ہوگئی
جان دیدے گی مگر دوسرے کے دام محبت مین نہ پھنسیگی تم خوب جانتے ہو کہ طیمور مین علامتین
اور صاحبقران کی موجود ہین ہر دست امیر موجود نہین ہین لیکن خدا نے چاہا تو بہت جلد
تشریف لے آئینگے جسوقت آ لیے اور طیمور سے بد مقابلہ فیصلہ ہوجائیگا اُس وقت طیمور
کو کوئی عذر عذر کردینے مین نہوگا ملکہ جا کہان سکتی ہی رفیع البخت رنجیدہ ہوکے خاموش ہو رہے

وہان سہراب بن رستم ثانی نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا کہ طیمور کس زور مین چلا آتا ہی بس اسنے آواز دی کہ ای
بہادر یہ کیا حرکت ہی طیمور نے کہا ای سہراب اپنے یگانون کی حرکتون کو نہین دیکھتے ہو کہ اب شاہزادون
امیرزادیون کی سواریان نکلنا دشوار کر دی ہین بتاؤ جلد وحید الملک کہان ہی سہراب نے کہا
ای طیمور دشمن کے ہاتھ سے تمہاری عزت بچائی اسکا یہی ثمرہ ہی کہ تم اس طرح ہمارے لشکر
کو پامال کرنے چلے آتے ہو یہ بات ہمارے پسند نہین ہی ملکہ لشکر مین امانتاً موجود ہی تمکو اصل واقعہ
کی خبر نہین کہ ایک ساریق پرست ملکہ کو چھین کر لیچلا تھا چونکہ ہمسے اور ہم لوگون سے دوستانہ
تعلقات بڑھ گئے ہین یہ حرکت ناگوار معلوم ہوئی مظفر غازی نے ملکہ کو چھین لیا طیمور نے
کہا کہ جب اہرمن کوئی آیا ہی تو اسکے سپرد کیون نہ کر دیا سہراب نے کہا اسنے بدزبانی کی اور
آمادہ جنگ ہوا بوجہ کیون دبتے ان باتون سے طیمور کا غصہ فرو کیا اور چیتے یار بنا کے اپنے
ساتھ لے چلا طیمور نے برہوت رعد آواز کو جو دیکھا کہ میرے پس پشت چلا آتا ہی کہا جا تو پلٹ جا کیا مین
تنہا ملکہ کو نہین لا سکتا ہون برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ مین تو صرف ہمراہ ہون سہراب نے
کہا کہ آنے دو اور اپنے عیار سے کہا کہ جا کر ظل اللہ سے عرض کر کہ شاہزادہ طیمور کے ساتھ برہوت
رعد آواز بھی ہی بادشاہ اسلام نے ایک دنگل طیمور کے واسطے اور ایک برہوت رعد آواز کے واسطے
بچھوا دیا اتنے مین طیمور کو لیے ہوئے سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے طیمور نگاہ پھیرے
چارون طرف وحید الملک کو دیکھتا ہوا آگے دنگل پر بیٹھا برہوت رعد آواز بھی اک دنگل پر
بیٹھ گیا طیمور نے بادشاہ اسلام کی طرف دیکھکر عرض کی کہ مجھے آپ کے عدل و انصاف سے یہ بات
بہت بعید معلوم ہوئی کہ اس وقت تک آپنے ملکہ کو بھجوا نہ دیا بادشاہ نے فرمایا ای طیمور جب ہم نے
تمہارے آنے کی خبر سنی تو مجھے کیا ضرورت تھی اگر تم خود نہ آتے تو ایسا ہی کیا جاتا کہ یہان سے
چند سرداران نامی کی حفاظت مین ملکہ کو دیکر روانہ کر دیا جاتا اب طیمور کی نظر سکندر پر پڑی اور
سکندر نے طیمور کو دیکھا چونکہ اس سے قبل طیمور نے سکندر کو اور دنگل پر دیکھا تھا
آج دنگل صاحبقران پر بیٹھے دیکھا مسکرایا اور کہا کہ بعد صاحبقران کے شاید آپ ہی
صاحبقران سمجھے جاتے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا ای طیمور اگر عادل کیوان شکوہ نہوتے
تو سوا اسکندر کے کوئی مرتبہ صاحبقرانی کے لایق نہ تھا یہی وجہ ہی جو عدم موجودگی مین صاحبقران
کے سکندر انکے دنگل پر بمرتبہ صاحبقرانی بیٹھے ہین طیمور نے کہا کہ اگر مین سکندر کو زیر کر لیتا
سکندر نے فرمایا مجھے اطاعت مین عذر نہوتا بلکہ کل اہل اسلام تمہاری اطاعت کرتے اور ای
طیمور تمہارا مثل و نظیر نہین ہی یہ مین ہی تھا کہ تمہارا اتنا بڑا گرز کھا کر مین نے ایسا جواب دیا دوسرا
ہوتا تو ضرب کا نکلنا بھی مشکل سے سنبھلتا اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ مین تمہین زیر نہین کر سکتا طیمور
نے کہا کہ مین بھی ایمان سے کہتا ہون کہ مجھسے بھی ایسا مقابلہ آج تک کسی نے نہین کیا میری ضرب
گرز کی تاب دیو بھی نہین لا سکے ہین مین نے پرستان مین جا کر بڑے بڑے دیوون ہر سرکش
کو گوشمالی دی ہم کو سلیمان صاحبقران اور صاحبقران اعظم نے مجھے فن سپہگری تعلیم کیا
مین نے تمہارے مقابلہ مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا لیکن ہر بات کا جواب کبھی بڑھ جاتا
ہو گیا یا ای سکندر تمہارا بھی مثل و جواب نہین ہی ان باتون سے تمام سردار تو جلے لیکن سکندر نے
علاوہ انصاف کے طیمور کی تالیف قلب کا بھی خیال رکھا کہ یہ ابھی بچہ ہی خوش ہوگا اور جو

ملال اسکو ہم لوگون کی طرف سے پیدا ہوا ہی وہ دور ہوگا کوئی تو سبب ہی کہ سلیمان صاحبقران و سلیمان
اعظم نے اسکی تربیت مین باوجود کافر ہونے کے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ضرور یہ ہمین یقین
ہے ہی سکندر بھی اسکو بہ نظر محبت دیکھتا ہی طیمور نے کہا کہ مین آپ لوگون کے حسن اخلاق
کی تعریف نہین کرسکتا یہ بات آپکی سب کے ساتھ ہی یا میرے ساتھ کوئی خصوصیت ہی سکندر
نے کہا ای طیمور جی چاہتا ہی کہ ہر وقت تمھاری صورت دیکھا کرین خدا نے تمکو ایسے بزرگ کی تصویر بنایا ہی
طیمور نے گھبرا کے پوچھا وہ کون سکندر نے کہا ایرج نوجوان جو میرے جد امجد تھے جنکی تصویر تمکو
صاحبقران نے دکھائی تھی اور یہ ممکن نہین کہ تم ہمسے جدا ہو نہین معلوم خورشید زرین کمر تمکو کہان سے
پا گیا دیکھ لینا جسوقت تمسے اور صاحبقران سے مقابلہ ہوجائیگا اور تمھاری نسبت کی تحقیقات کیجائیگی
تو تم ہمین مین سے نکلو گے یہ سنکے طیمور ہنسا اور کہا کہ یہ بات بھی آپ لوگون کی بہت مشہور ہی کہ جسکو
زبردست دیکھا اسکو کہدیا کہ یہ ہمارے خاندان سے ہی خیر یہ بھی میری خوش نصیبی اگر مین آپ کے
خاندان سے ہون تو بھی کیا برا ہون دیر تک اس طرح کی باتین ہوتی رہین اول ہی مزاج پرسی
ہوگئی تھی اتنے عرصہ مین بادشاہ اسلام نے رفیع البخت سے کہا کہ ملکہ کو جلد سوار کردو رفیع البخت نے
جاکے وحید الملک سے سارا ماجرا بگڑنا بادشاہ کا اور سمجھانا بیان کیا وحید الملک نے عرض کی کہ بادشاہ
سچ فرماتے ہین مجھ پر جو گزریگی وہ گزرے لیکن عدول حکمی ظل اللہ کی کسی طرح اچھی نہین ہی یہ کہکے اُس
خیمہ مین آئے جہان ملکہ بیٹھی تھی ملکہ سے یہ ساری روداد بیان کی ملکہ طیمور کی حالت سنکے بسبب خوف
کے تھر تھر کانپنے لگی اور وحید الملک سے کہا کہ مجھے سوار کردینا ہی مناسب وقت ہی اگر زندگی نے
وفا کی تو پھر دیکھا جائیگا اب مین تمھاری ہوچکی تم میرے جانب سے ہر طرح کا اطمینان رکھنا
وحید الملک نے کہا کہ اچھا ہم جاکر طیمور کو بھیجتے ہین وہ تمکو آپ آکے سوار کرلے جائیگا رفیع البخت
نے کہا جب سواری کردینا ہی تو طیمور کو یہین بیٹھا رہنے دو اور ملکہ کو اُسکے لشکر مین بھیج دو یہ رائے
کرکے اُسیوقت ملکہ کو محافے مین سوار کیا اور ہشتمن گرد کو ساتھ کرکے جانب لشکر طیمور روانہ ہوا
طیمور یہان ابھی باتین ہی کررہا تھا کہ وہان سواری ملکہ کی لشکر مین خورشید زرین کمر کے پہونچ
گئی خورشید زرین کمر نے ملکہ کو گلے سے لگایا پیار کیا اور شاہپور کو طیمور کے لینے کو سطر روانہ کیا یہان
طیمور ابھی بیٹھا ہی تھا کہ شاہپور شیر دل پہونچا بادشاہ اسلام کو سلام کیا پہلے ہی آنکھ اُسکی چالاک ثانی سے
چار ہوئی چالاک کی نگاہ نیچی ہوگئی پھر جس عیار سے آنکھ ملائی اُسکی آنکھ جھپ گئی چونکہ اسنے بھی
شیرنی کے دودھ سے پرورش پائی تھی جو تاثیر طیمور کی آنکھ مین تھی وہی شاہپور کی آنکھ مین تھی طیمور
نے کہا تم کہان آئے شاہپور نے کہا کہ چلیے آپ کو والد ماجد نے بلایا ہی اور ملکہ بھی یاد کررہی ہین طیمور
نے کہا کیا ملکہ وہان پہونچ گئی شاہپور نے کہا کہ دیر ہوئی طیمور نے بادشاہ اسلام کا شکریہ
ادا کیا اور اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا لیکن وحید الملک نے بسبب رنج اور خفت کے
بارگاہ مین آنا ترک کردیا لیکن اب کچھ حال جوشن قوی بازو کا سنیے کہ یہ جو مظفر کے ہاتھ سے زخمی ہو کے
بھاگا تو اُسنے جاکے زیر بیطول ساریق دم لیا اور پکار کہا خداوند تو نے تو کہا تھا کہ ہمنے جتنی اچھی
صورتین پیدا کی ہین وہ ہمارے بندہ دلیر جلال ہین مین نے یہی سمجھ کر دختر خورشید آئینہ پرست پر قبضہ
کیا لیکن اک خداپرست نے مجھے زخمی کرکے اُسکو مجھ سے چھین لیا یہ تو نے بنا کے پھر تقدیر
بگاڑ دی ساریق نے کہا کہ مین نے تو اسکو تیری تقدیر مین لکھ دیا تھا یہ کس خداپرست نے

تیرے نوشتۂ قسمت پر قلم پھیر دیا تجنگان بہت جلا کو ابے خداوند کیا تقدیر بنتا ہی کہ جسکا جی چاہے اُسے مٹا دیے
ساریق نے کہا کہ پیک قدرت سے کہو جاکر خبر لاے کہ ملکہ کہان ہی ہم اپنے بندۂ خاص جوشن قوی بازو
کے واسطے اُسے بلوا دینگے یہ سُنکے جوشن بازو تو خوش ہوکے اپنے معالجے مین مصروف ہوا اور اک جنا
جسکا نام ساریق نے پیک قدرت رکھا تھا براے دریافت حال ملکہ روانہ ہوا اور بعد دریافت
جاکو عرض کی کہ خدا پرست چھین لاے تھے لیکن طیمور آئینہ پرست آگے اُسی وقت ملکہ کو سوار
کراکے لے گیا ساریق نے کہا کہ اے پیک قدرت جاکے جوشن قوی بازو سے کہدے کہ
تو اطمینان رکھ دیر آید درست آید خداوند تیری معشوقہ کو تجھ سے ملا دینگے یہ سُنکے جوشن قوی بازو
تو خاموش ہو رہا لیکن توسن قوی بازو بھائی جوشن قوی بازو کا اسوقت اپنے بھائی کی عیادت
کو آیا ہوا تھا اُسنے کہا کہ خداوند تو کچھ دنون سے سٹھیا ہو گئے ہو ابھی ہی اُلٹی پلٹی تقدیرین بنایا کرتے ہین
اور بناے ایک نہین بنتی ہی مین جانتا ہون اور موقع پاتا ہون تو ملکہ کو تمھارے واسطے ابھی لاتا ہون یہ
کہکر اُسنے کچھ تھوڑا سا لشکر اپنے ساتھ لیا اور متصل لشکر طیمور کے اک ٹوٹا سا قلعہ تھا اُسکی پشت پر
جاکے اُسنے قیام کیا کہ شبخون مار کے ملکہ کو لے نکلونگا عیار کو براے دریافت حال روانہ کیا کہ ملکہ
کس مقام پر ہی یہان کا حال سنیے کہ طیمور شیر پور جسوقت اپنے لشکر مین آیا بن کے دیکھنے کو بھی
نہین گیا بلکہ خورشید زرین کمر سے کہا کہ بادجان آپ کو یاد ہوگا کہ جب مین شہر دینہ سے چلنے
کو تھا جب بھی اُسنے میرے ساتھ آیا چاہا تھا مگر مین نے اپنے ساتھ لانا مناسب نہ جانا یہ میرے دیکھنے
کے واسطے بغیر پوچھے چلی آئی جسکا یہ نتیجہ ہوا اور کیا کیا فسادات پیدا ہوے لہذا اب اسکا یہان رہنا
مناسب نہین ہی نئے دن کے فساد اور جھگڑے رہینگے اہل اسلام ایسے بامروت تھے کہ انھون نے
سوار کرکے بھیج دیا دوسرا ہوتا تو کبھی نہ دیتا مثل مشہور ہی کہ دنیا مین باعث فساد تین چیزین ہین
اُنمین اول درجہ مین زن ہی مین کہانتک اسکی حفاظت کرونگا تمام عالم مین رسوائی ہوگی اس سے
بہتر یہ ہی کہ اسکو شہر دینہ مین بھیجدیجیے یہ سُنکے خورشید زرین کمر نے کہا کہ اے فرزند میری بھی یہی
راے ہی آج تیاری کا حکم دیتا ہون کل صبح کو دیکھا جائیگا غرضکہ شبکو تو خورشید زرین کمر نے
بھیجنا مناسب نہ جانا جب صبح ہوئی تو اُسنے ہزار بارہ سو سوار ساتھ کرکے قہرمان فیل چشم کی
محافظت مین ملکہ کو سوار کرکے طرف شہر دینہ کے روانہ کردیا عیار توسن قوی بازو کا خبر لیکر گیا
اور بیان کیا کہ اب آپکا شبخون مارنا بیکار ہی صبح کو ملکہ جانب شہر دینہ بھیجی جائیگی راستے سے آپ
چھین لیجیے گا یہ راے توسن قوی بازو کو پسند آئی اُسنے بھی شب بھر وہین قیام کیا جب صبح کو
سواری ملکہ کی روانہ ہوئی تو یہ بھی گھات سے دور دور چلا جب لشکر طیمور سے اک دو کوس کے
فاصلہ پر نکل آئے تو توسن قوی بازو نعرہ کرکے یکایک پہلو پر سے آکے گرا تلوارین مارنا شروع
کین جو لوگ محافہ کی محافظت کر رہے تھے کچھ قتل ہوگئے اور کچھ محافہ کو مجبور کر بھاگ نکلے قہرمان فیل چشم
نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا او ملعون تو کون ہی توسن قوی بازو نے کہا تجھے نہین پہچانتا مین ملک الموت
ہون تیری جان کا یہ کہکے سامنے قہرمان کے آیا قہرمان نے نیزہ مارا توسن نے نیزہ قہرمان کے ہاتھ سے
ہوائی کیا قہرمان نے قہر غضب مین آکر تلوار ماری توسن قوی بازو نے وار اُسکا رد کرکے جو تلوار
ماری قہرمان کے دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر بارہ سو سوارون کے جی چھوٹ گئے اور انھون نے فرار پر دار
لیا ہاتھ پاؤن مین سبکے رعشہ سا آگیا ہمراہیان قہرمان لاش قہرمان کی لیکر جانب لشکر طیمور

روانہ ہوئے اور توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا اپنے ساتھ لیکر جانب قبطول ساریق بن لقا روانہ ہوا یہان
طیمور شیر برور خوش بیٹھا تھا کہ آج مین نے اس خلش کو دور کردیا کہ اتنے مین دیکھا تو لوگ دوڑے
اور سینے اک لاش لیئے چلے آتے ہین طیمور نے پوچھا کہ یہ لاش کسکی ہے اور کیسی ہے لوگون نے لاش
تہرمان کے سامنے طیمور کی رکھ دی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ اس طرح توسن قوی بازو نے آکر اسے
مارا اور محافہ ملکہ کا چھین لیگیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نگاہون مین طیمور کے سیاہ و تار ہوگیا کہا اس
ساریق ملعون کی شامتین آگئی ہین اگر قبطول پر چڑھ کے اسکی ناک نہ کاٹی ہو تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر
مرکب طلب کیا اور تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھ کر جانب توسن قوی بازو روانہ ہوا طیمور کے روانہ ہوتے ہی
بر ہبوت رعد آواز بھی مرکب پر بیٹھ کے چل کھڑا ہوا نہنگ بن طوفان دریا موج اور اہرمن کوہزاد
وغیرہ تمام سرداران لشکر طیمور یکے بعد دیگرے روانہ ہونے لگے کوئی دس ہزار سوار سے کوئی چار ہزار
سوار سے جلدی مین جتنی فوج جسنے تیار پائی وہ اسے لیکے چل کھڑا ہوا ادھر یہ خبر اہل اسلام کو پہونچی کہ
طیمور نے ملکہ کو اپنے شہر کی طرف بھیج دیا وحید الملک کو کمال رنج ہوا کہ اب دیکھئے کب دیدار
ملکہ نصیب ہوتا ہے دوسری خبر یہ پہونچی کہ اک ساریق پرست نے پھر ملکہ کو چھین لیا بس یہ سنکے
شاہزادہ رفیع البخت القابدارین کے تھوڑی سی فوج ساتھ لیکر روانہ ہوگئے کہ اب اگر ہم نے
کسی ساریق پرست سے ملکہ کو چھینا تو ہرگز نہ دونگا چاہے کچھ ہی ہو جائے ایک مرتبہ بادشاہ اسلام
کی خاطر سے مین خاموش ہو رہا تھا جی میرا صدمہ سے گھلا جاتا ہے یہ کو اس طرف چلتے ہین لیکن بادشاہ
اسلام نے ممانعت کردی کہ خبردار کوئی اس لڑائی مین دخل نہ دے خبر لگاکے رہو اگر طیمور پر دقت
سخت دیکھنا تو ہمسے اطلاع کرنے کے بعد طیمور کی شرکت کرنا اسلیے کہ طیمور کے ناموس کا معاملہ ہی
ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوئے ادھر ساریق کو معلوم ہوا کہ توسن قوی بازو نے جاکر
ملکہ کو چھین لیا طیمور اسکے تعاقب مین آتا ہے بس اپنے دریچہ قبطول کا وا کرکے آواز دی کہ اے
بندگان من آج مین ان آئینہ پرستون کو غارت کردونگا جسے داخل ثواب ہونا ہو وہ خون آئینہ پرستان
سے ہاتھ بھرے بس یہ سننا تھا کہ قرنا کوک اژدر چشم شہنا کوک اژدر چشم خضرا نے
ازرق چشم طیماسب پلیتن حران گردن کش خاقان کج کلاہ مہران مہر طلعت سرخیل
حشمت انداز زرخیل حشمت انداز فولاد پھنگ بار جلاد سنگ بار مغرور مرمر در مقہور مردم در
ارجاسپ گرد لہراسپ گرد زرنال بن خلخال ترک نہنگ خون آشام پلنگ خون آشام
گوزن گاو سوار مردان جوشن پوش سیاف جنگ جو ہندلیس پلیتن نریب ایک ہزار
پہلوانان نامی و گرامی کے اپنے اپنے لشکر لیکر چل کھڑے ہوئے شور کرتے جاتے تھے کہ مار لو
آئینہ پرستون کو جانے نہ پائین خبردار محافہ ملکہ کا چھین لینا اس طرف سے تو یہ فوج مانند سیل دریا کے
جا رہی ہے ساحرون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ ہزارہا سرداران لشکر کوئی دس ہزار کوئی بیس ہزار کوئی
چالیس ہزار کوئی پچاس ہزار سے جا رہا ہے تو ان سبنے کہا کہ یہ تماشہ قابل دید ہے یہ لوگ سحر سے بلند
ہو ہو کے دیکھنے لگے اس طرف سے قرنا کوک اژدر چشم مرکب کو اڑائے ہوئے چلا جاتا تھا
اور ادھر سے توسن قوی بازو محافہ ملکہ کا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ گرد اڑی اور طیمور شیر برور بلند
قفائے مرم کے سر پر توسن قوی بازو کے پہونچ گیا آواز دی کہ او ملعون یہ کیا حرکت ہے ہوشیار
ہوجا کہ اجل تیری سر پر آگئی یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا بس توسن قوی بازو نے پلٹ کے تلوار ماری

طیمور نے مرکب سے مرکب کو ملا دیا اور کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے توسن قوی بازو کو اچھال دیا گرتے وقت جو رنگ ہوائی کا ٹ لیکن جونکہ تنہا آیا تھا محافہ کسلئے بسر دیتا یہ نعرہ قرناکوک اژدر چشم نے جو دیکھا نعرہ کیا کہ او سرکش بینے ادبی خداوند کے سامنے رکھتا نہین گو وہ بالاے قیطول سے تماشا دیکھ رہے ہین اور تو نے اُسکے بندہ خاص کو اس طرح مارا طیمور نے کہا تو کیا ہی اور تیرا خداوند کیا مگرا ہی لاضرب بہادری کی قرناکوک اژدر چشم نے آنکھ لالی کہ آنکھ طیمور کی جھپکے تو وار کرون بھلا شیر کی آنکھ کس سے جھپتی ہی خود قرناکوک اژدر چشم کی آنکھ جھپک گئی کہ اسنے تلوار ماری طیمور شیر زور نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سپر کو قلم کیا خود کو کاٹا قرناکوک نے سر اپنا پیچھے کو کھینچا تلوار خود سے تا دو ابرو اُتر کر گردن مرکب پر آئی گردن مرکب کی قلم ہوئی مرکب مرکب آتشبازی ہوگیا قرناکوک مرکب سے گرا ادھر تو یہ مرکب سے گرا ادھر تنہا کوک اژدر چشم پہونچ گیا اس سے تلوار چلنے لگی یہ بھی طیمور کے ہاتھ سے زخمی ہو بخضر اسے ارزق چشم پہونچا اسپر طیمور نے ایسا ہاتھ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اتنے میں ہلڑ ہوگیا ہر طرف سے سرداران سارلیق تو جین لیے ہوے غول کر کے حملہ آور تھے اور اکیلا طیمور سب کو جواب دے رہا تھا ادھر آیا اسے زخمی کیا ادھر جا پڑا اسکو مارا اس طرح لڑائی طیمور کی دیکھ رہے تھے اور وجد کر رہے تھے طیمور نیزہ حملے کر رہا تھا طہماسپ بیلتن نے آکر سامنا کیا ساتھ ہی حران گردن کش بھی پہونچ گیا کہ ساتھ ہی گرد اڑی اور نعرہ بر ہوت رعد آواز سے تمام میدان گونج اٹھا اسنے آکر حران گردن کش کو ٹوکا طہماسپ بیلتن نے طیمور کو ساطور مارا طیمور نے ساطور کو تیغ سے قلم کر کے جو ہاتھ مارا طہماسپ بیلتن کے دو ٹکڑے ہوے ادھر حران گردن کش نے ارہ گشت نہنگ بر ہوت رعد آواز پر مارا بر ہوت رعد آواز نے ارہ کو قلم کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اس ہلڑ مین ملکہ کے محافے کا پتا نہ لگا کہ کدھر گیا جوشن قوی بازو اسی تاک مین تھا دیکھا اسنے کہ بھائی تو مارا گیا اسکے لشکر کے لوگ محافہ کو لیے ہوے علحدہ علحدہ جا رہے ہیں طیمور انبوہ مین کھڑا ہوا تھا اسے کچھ خبر نہ تھی کہ محافہ کہان گیا جس جوشن قوی بازو نے آکر محافہ پر قبضہ کیا اور اپنے خیمہ کی طرف لیکر چلا ہی تھا کہ گرد اڑی اور لقابدار زمرد پوش پیدا ہوا نعرہ کیا کہ او ملعون کہان لیے جاتا ہی ملکہ کو سارے فساد تیری ذات سے ہین یہ سنکے جوشن قوی بازو نے کہا کہ او لقابدار مفلوک روزگار تو کون ہی فرمایا تیری جان کا ملک الموت بس جوشن قوی بازو نے تلوار لقابدار کو ماری نقابدار نے وار اُسکا سپر پر کاٹ کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا تو تیغہ سر پر جیکا تھا بازمین مین ڈوب کے نکلگیا جوشن قوی بازو چار ٹکڑے ہوکے گرا لقابدار نے محافے کو اپنے ساتھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوگیا لوگ لاشہ جوشن قوی بازو کی لے کے بھاگے سرداران سارلیق کو خبر بھی نہوئی کہ کون ملکہ کو لیگیا نہ آئینہ پرستون کو معلوم ہوا رفیع البخت نقابدار بنے ہوے ملکہ کو لیے ہوے صحرا کی طرف چلے گئے اور وہان سے دوسری نفس مین ملکہ کو سوار کر کے خیمہ وحید الملک مین بھیج دیا اور راستے مین ملکہ سے سمجھا دیا کہ اب تمکو کیا مجال ہی کیسکی کہ لیجائے ملکہ کو تسکین ہوئی ہزارون دعائین رفیع البخت کو دینے لگی جس وقت یہان جنگ ہو رہی تھی وحید الملک تنہا اپنے خیمہ مین سر بزانو بیٹھے تھے کہ بادشاہ نے عجب طرح کا حکم دیا ہی کہ کوئی شریک جنگ نہو اگر ملکہ پر کوئی پیچ پڑگئی تو کیا ہوگا اگر پھر ایسا وقت ہوتا تو طیمور ضرور مدد کرتا ادھر سہراب بن رستم تڑپ رہا تھا کہ کیونکر جا کے طیمور کی مدد کرون گو دنیا کا یورش ہی کہ

جسمین ہزارہا سوارہین طیمور گرس سے رطبے کاٹتے مین سواری ملکہ کی پہونچی ملکہ قفس سے اُتر کر
خیمہ مین وحید الملک کے داخل ہوئی وحید الملک نے جو ملکہ کو دیکھا قریب تھا کہ شادی مرگ
ہو جائین کہا اے ملکہ تمھین کون یہانتک پہونچا گیا ملکہ نے کہا کہ اک نقابدار سبز پوش نے جوشن قوی دد
کو مار کر مجھے حریف سے چھینا اور بزرگانہ اشفاق فرمائی وحید الملک سمجھ گئے کہ یہ کام شاہزادہ
رفیع البخت کے سوا دوسرے کا نہین ہے ملکہ نے کہا اب مجھے نہ بھیج دینا وحید الملک نے کہا کہ اب
تمھارے ساتھ ہمارا سر ہے کیا مجال ہے کسیکی کہ لے جائے یہ تو یہان اطمینان سے بیٹھے ہین لیکن حال بادشاہ
اسلام کا سنیے کہ ہرکارے برابر خبر دے رہے تھے ڈاک بیٹھی ہوئی تھی کہ طیمور شیرپور تنہا لاکھون مین گھرا ہوا
اس طرح لڑ رہا ہے کہ دشمن وجد کر رہے ہین اور ملکہ کے محافہ کی کسیکو خبر نہین اک نقابدار محافہ کو لیگیا یہ سنکے
بادشاہ متردد ہوے کہ یہ نقابدار کون تھا سہراب بن رستم نے کہا کہ ظل اللہ طیمور شیرپور کی جرأت سے
آگاہ ہین وہ زندہ نہین پلٹنے والا ہے خدا ہی طیمور کو ہاتھ سے کفار کے بچائے بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ اگر تمھارا دل نہین مانتا تو جاؤ مگر نقابدار بنکے طیمور کی مدد کرنا ظاہر نہ ہونا لڑنا بس اتنا اذن پاتے ہی
سہراب بن رستم خیمے سے نکلا اور نقاب سرخ چہرہ پر ڈالکے تھوڑی سی فوج یاقوت پوشون کے
ساتھ لیکر جانب جنگگاہ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا دیکھا کہ طیمور شیر پور داد مردی و مردانگی دے رہا
ہے قریب سو سو اسو کے سرداران نامی سے طیمور نے زخمی کیے اور مارے ہین کچھ فاصلے سے برسوق
رعدآواز بھی گرج رہا ہے کہ اسکے نعرون سے میدان گونج اُٹھتا ہے اور ساریق قیطول پر سے پکار
رہا ہے کہ مارو اس آئینہ پرست کو کہ یہ بڑا گستاخ ہے مین اسکے لیے تقدیر موت کر چکا ہون ملک الموت
اسکے ساتھ ہی ساتھ ہین طیمور کہ رہا ہے کہ او ملعون گھبراتا کیون ہے مین آتا ہون اگر چاہا خداوند آئینہ نے
تو قیطول پر چڑھ کے تیری ناک نہ کاٹی تو مجھ کام نہ کیا کسی نے نکٹا خداوند نہ دیکھا ہوگا ساریق
کہ رہا ہے کہ اس بندہ گستاخ کو سزا دو ہائین خداوند کی شان مین یہ گستاخی طیمور مرکب کو جولان کیے
ہوے لشکر کو پامال کرتا ہوا قیطول کی طرف چلا جاتا ہے ساریق چلا رہا ہے کہ روکو اس بندہ بے ادب کو جولان
بڑھکر سدراہ ہوتا ہے یا ہاتھ سے طیمور کے زخمی ہوتا ہے یا مارا جاتا ہے سہراب وجد کر رہا ہے بلکہ ساحران لشکر
ساریق نے عہد کر لیا ہے کہ اگر یہ اسی طرح لشکر کو طے کر کے قیطول پر پہونچ گیا تو جو چاہے ساریق کی گت
بنا ڈالے ہم ہرگز دخل نہ دینگے اور بہرام موت رعدآواز بھی کوئی سو قدم کے فاصلے پر مثل پروانے کے
طیمور کے ساتھ چلا ہی آتا ہے اور کہتا جاتا ہے کہ ایسے شہریار کی غلامی مین شاہنشاہی سے زیادہ لطف
ہے اور اسطرح مرنا زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ اک مرتبہ یوم آٹی اور نہنگ بن طوفان رسا بھی
بھی دس ہزار سوار سے آکر گرا اور تلوارین مارتا ہوا چلا اسنے بھی ہلچل ڈالدی اور بہرہوت رعدآواز
کو پکار کے صدا دی کہ اے برادر مین بھی آپہونچا پھر گرد اڑی اور اہرمن کو ہزار دیو بھی مع اسی ہزار قزاقون
کے آپہونچا اور نعرہ کرکے گرا بعد اسکے خورشید زرین کمر کل فوج دریا موج سے آکر لشکر ساریق پر
گرا لیکن یہ بارہ گیارہ لاکھ آدمی ساریق کی طرف کو سپاہ کی فوجین جہان تھے وہین اُلجھ کے رہگئے طیمور
شیر پر دونکو کون پہونچ سکتا ہے یہ طیمور ہی ایسا ہے کہ اتنے بڑے لشکر کو جھیلتا ہوا چلا جاتا ہے
دو رویہ کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار مین معمولی لوگ تو دب دب کر جگہ دیدیتے ہین کوئی سردار
ہوتا ہے تو سامنے طیمور کے ٹھہرتا ہے دو ہاتھ چلے اور وہ بھی بھاگ نکلا طیمور قریب قیطول پہونچ گیا ہے
اور اب یہ حالت ہے کہ قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گھس بیٹھا ہے کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہے مگر ایک زخم بھی نہین آیا کی

ایسی لڑائی یہ طیمور لڑا ہے کہ دیکھنے والے حیرت میں ہیں کہ اتنی بڑی فوج کو طے کر گیے ایسے ایسے سردارون
کو زخمی کیا اور قتل کر کے اس طرح بے داغ اتنی دور پہونچنا یہ کام سوا طیمور کے دوسرے کا نہ تھا
اُدھر بر ہوت رعد آواز کی بھی یہی حالت ہے کہ یہ بھی مثل فیل مست کے جھومتا ہوا چلا جاتا ہے اسنے دو ایک زخم
بھی کھائے ہیں بہت سے سردارون کو مارا ہے طیمور سے کوئی سو قدم کے فاصلے پہ ہے اور بر ہوت سے
دو سو قدم کے فاصلے پر نہنگ بن طوفان دریا موج ہے اور سہراب وقت کا منتظر ہے الگ تماشہ دیکھ رہا
ہے کہ ہوتا کیا ہے یہ لوگ اتنے بڑے لشکر کو جھیل کر تا بہ فیطول پہونچ لیے ہیں لشکر انکا دور ہے اب ملینگے کیونکر
اُدھر سر خیل حشمت انداز او زرحیل حشمت انداز نے غول اپنا لشکر سے علحدہ کیا اور صحرا کی طرف
نکل گیے اور فولاد سنگ بار اور احجار سنگ بار نے دوسری جانب کی راہ لی لشکر طیمور ان
لوگون کے طریقہ جنگ سے بیخبر تھا لیکن نہنگ بن طوفان آگاہ تھا اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ لوگ علحدہ
ہوے ہیں اب لشکر پہ تباہی آیا چاہتی ہے اسنے بادشاہ لشکر خورشید زرین کمر کو آواز دی کہ آپ اپنے
لشکر کو پھیر کر پلٹ جائیے ورنہ لشکر تباہ ہو جائے گا قیامت آیا چاہتی ہے اور آپ اس سے بیخبر ہیں
خورشید زرین کمر نے کہا کہ جبتک میر ارزند ساتھ خیر و عافیت کے نہ پھرے گا میں کیا
پلٹون گا اب اسنے عاجز ہو کے طیمور شیر بہادر کو آواز دی کہ ای شہریار ا بہادر جو کچھ کرنا ہو سمجھو اسلیے
کہ لشکر آپکا تباہ ہوا چاہتا ہے طیمور نے کہا ای نہنگ بن طوفان جانے تعجب ہے کہ تم ایسا کہتے ہو
ارے سوا میرے یہ دوسرے کا کام تھا کہ اتنے بڑے لشکر کو طے کر کے یہان تک آ جاتا لیکن فیطول
تک پہونچتے پہونچتے تو ہو نجو لگا گرد فیطول کے خون آشامون کا لشکر تھا کہ یہ سب تو بیز خداوند کہلاتے
ہیں بس جیسے ہی طیمور قریب پہونچا نہنگ خون آشام نے للکارا کہ او چھوکرے کہان آتا ہے طیمور
نے کہا او کیدی دور ہی سے بھبکیان بتاتا ہے سامنے نہیں آتا ہے یہ سنکے نہنگ خون آشام نے
تلوار ماری طیمور نے وار اسکا رد کر کے ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوے اور تلوار اسنے دون
اُڑ کے فیطول پر پہونچا اتنے میں ساریق کے اندام میں رعشہ پڑ گیا سخت تکان نے کہا کہ یا خداوند خیریت نہیں
معلوم ہوتی اب طیمور آیا ہی چاہتا ہے اُدھر پلنگ خون آشام آیا اُسنے تبر مارا طیمور نے تبر کو رد
کر کے اسکی بھی شاخ زندگی کو قلم کیا کہ ایک مرتبہ نیچہ کڑکا اور گرگ نے جو گرتا ہے تو طیمور کی کمر زنجیر کا بند
پکڑ کے بلند ہوا طیمور نے آواز دی کہ ای نیچہ کیا کرتا ہے اسوقت مجھے نہ لیجا یہان اونچا گیا ہے تو ساریق تک
پہونچا کے چھوڑ دے یہ چیختا رہا نیچہ طیمور کو لیکے یہ جا وہ جا روانہ ہو گیا ساریق نے آواز دی کہ ای
بندگان من دیکھا تمنے اس آئینہ پرست نے بہت بے ادبی کی تھی میں نے پنجہ قدرت گرا کے آخر اُسکو
جہنم میں بھیجا ہوا ہے یا بان تباہ کر دو اسکے لشکر کو اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالو بر ہوت رعد آواز کو کہ یہ بندہ مرتد
ہے ابھو کفار نے بلوہ کیا جسکا خوف تھا اُسے تو نیچہ لے گیا بر ہوت رعد آواز زخمی تو ہو ہی چکا تھا اور
تھک بھی چکا تھا اسنے دیکھا کہ نہ تو مین اب پلٹ کے اپنے لشکر تک جا سکتا ہون اور آگے بڑھنے کا
کا بھی کوئی حاصل نہیں اسلیے کہ شاہزادہ طیمور کو نیچہ لے گیا بس اسنے ادھر اُدھر دیکھا تو چہار جانب
ہجوم پایا کفار یورش کیے ہوے چلے آتے تھے بس اسنے نہنگ بن طوفان کو آواز دی کہ ای برادر
مجھ تک پہونچو تو کوئی سبیل لشکر سے نکلنے کی پیدا کی جائے یہ سُن کے نہنگ بن طوفان نے باگ گھوڑے
کی اُٹھائی اور بر ہوت رعد آواز کی طرف چلا ادھر سے بر ہوت رعد آواز نے گھوڑے کی
باگ لی اور یہ بھی پرون کو توڑتا صفون کو مسمار کرتا ہوا چلا دم بھر میں یہ دونون یکجا ہو گیے اب انھون نے

پہلو کی طرف گھوڑے اُٹھا دیے اس طرف تین سردار فوجون کو لڑوا رہے تھے دیکھا اُنھون نے کہ یہ
دونون زخمون مین چور چلے آتے ہین اگر انکو مار لیا تو چار دانگ عالم مین شہرہ ہوجائے گا یہ سوچ کر
غران فیل پیکر تو برہوت رعد آواز کی طرف چلا اور ہود شیر خشم نے نہنگ بن طوفان کو للکارا
اور مہیب دیو صورت فوج کو جا کر کھڑا ہوا کہ راستہ جانے کا نہ ملے اُدھر تو یہ تیاری ہو رہی ہی اور یہ دونون
شیر زخمی جھومتے چلے آتے ہین اُدھر سنگ اندازون کا غول ایک پہلو پر آئینہ برستون کے پہونچ گیا اور خشت
انداز دوسرے پہلو پر پہونچ گئے اُدھر سے خشتہاے آہنی چلین اُدھر سے پتھر برسنے لگے اب تو لشکر طیمور کا
بدحواس ہوگیا اور منتشر ہونے لگا جسکو جدھر راہ ملی وہ اُدھر بھاگ کھڑا ہوا خشت انداز برابر خشتین برسا
رہے تھے جو خشت آتی تھی سن سناتی ہوئی دس دس کو گراتی نکلی چلی جاتی تھی اُدھر منجنیقون سے تیر قضا
کی صدا دیتے ہوے چل رہے تھے سہراب بن رستم یہ سب تماشہ دیکھ رہے تھے اُنھون نے سمجھ لیا کہ لشکر
تو اب تباہ ہونے سے بچ نہین سکتا لیکن ان دونون سردارون کو بچانا چاہیے اگر یہ مارڈالے گئے تو طیمو
کو کمال صدمہ ہوگا بس سہراب بن رستم نقابدار تو بنا ہوا کھڑا ہی تھا نعرہ کر کے جا پڑا اور ساریق برستون کو
قتل کرنا شروع کیا مہیب دیو صورت نے دیکھا کہ یہ کونسی آفت آگئی للکارا کہ او نقابدار یاقوت پوش
کیون شامتین آئی ہین دیکھ اتنا بڑا لشکر کس طرح تباہ ہو رہا ہی تو کیا سمجھ کر بیچ مین کودا ہی خداوند تجھے بھی جہنم
مین بھجوا دینگے سہراب نے نعرہ کیا کہ باش او گیدی کیا بکتا ہی ارے تو کیا ہی اور تیرا خداوند کیا مسخرا
ہی انشاء اللہ خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت جلد جہنم واصل ہوجائیگا تجھے شرم نہین آتی کہ دو زخمیون کے
راستہ روکنے کے لیے تو تین لاکھ آدمیون کو لیے ہوے کھڑا ہی کب چھوڑتا ہون تجھکو لاضرب اپنی یہ فرماکر
قریب مہیب دیو صورت کے پہونچ گئے مہیب دیو صورت نے گرز کا وُسرکا وار کیا سہراب نے کلہ گرز
مین ہاتھ ڈال دیے اور ایسا جھٹکا مارا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس وہی گرز سر پر پھیر کے مہیب
دیو صورت کو مارا یہ معلوم ہوا کہ فلک پھٹ پڑا ہی جب مہیب نے سپر بلند کی مگر ہاتھ تھرائے گرز مع سپر
سر پر آیا اور خود کو پیتا ہوا کاسہ سر کو چور کر کے صراحی گردن کو پست کرتا ہوا صندوق سینہ کو شکستہ کر کے
مع مرکب زمین سے ملا دیا سہراب اُسے مار کے آگے بڑھے اور اُس طرف ہود شیر خشم سامنے
نہنگ بن طوفان دریا موج کے پہونچا دیکھا کہ نہنگ زخمون سے چور جھومتا ہوا چلا آتا ہی بس ہود نے
تلوار ماری نہنگ بن طوفان دریا موج نے وار اسکا رد کر کے آواز دی کہ ملعون اب تیری یہ جرأت
ہوئی کہ مجھے زخمی سمجھ کے میرے قتل کو آیا ہی میری لاش بھی تجھپر بھاری ہی یہ کہکے جو تلوار ماری اسکے دو
ٹکڑے ہوے سہراب نے آواز دی کہ ای نہنگ بن طوفان اس طرف آؤ مین راستہ دیے دیتا ہون
نہنگ بن طوفان حیرت مین تھا کہ یہ نقابدار کون شخص ہی جو ہمارے لیے جان لڑا رہا ہی اُدھر غران
فیل پیکر نے برہوت رعد آواز کو ٹوکا کہ ای نقیب قدرت تو نے خداوند سے روگردانی کر کے اُسکا
نتیجہ دیکھا اب بھی توبہ کر ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا برہوت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ او قرمساق
تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ ہمارے منہ چڑھے مرتے مرتے تجھ ایسون کو پیس کے مار ڈالون گا لا حربہ
اپنا یہ سنتے غران نے ارہ لشت نہنگ مار برہوت رعد آواز نے کس مردانگی سے ترچھے ہو کر تلوار
ماری اور ارہ کو قلم کیا کہ نقابدار یاقوت پوش نے تعریف کی غران نے غصہ مین آ کر کٹے ہوئے ارہ کا ٹکڑہ
مع قبضہ منہ پر برہوت کے کھینچ مارا برہوت نے خالی دیکر تلوار ماری غران نے سپر بلند کی اسکا لنگر دار
تیغہ منجھا ہوا ہاتھ سپر کے مانند ترمس نیر کے دو ٹکڑے ہوگئے تلوار خود بکتر چار آئینہ جوشن دکمر

زنجیر کو کاٹتی ہوئی جا کے زمین فرش پر ٹھیری برہوت نے یا خداوند آئینہ کہکے جو جھٹکا مارا مع مرکب غران کے
چار ٹکڑے ہو گئے ساریق نے جو یہ معرکہ دیکھا گوزن گاؤسوار کو آواز دی کہ ارے غضب کیا اس نقابدار نے
کر لشکر کی صفیں توڑ کر راستہ پیدا کر دیا اب یہ مردود درگاہ خداوندی دونوں نکل جائینگے اے گوزن گاؤسوار خبردار
یہ زندہ نکل کے جانے نپائیں یہ سنکے گوزن گاؤسوار اور مقہور مردم در اور مرد و مردم در تینوں سردار دوڑ پڑے
پہلے گوزن گاؤسوار آگیا سہراب نے بڑھ کر سامنا کیا اور برہوت رعد آواز کو صدا دی کہ اے پہلوان
زمان تم نے نکلنے کی کوشش کرو میں ان حرامزادوں سے سمجھے لیتا ہوں برہوت نے کہا کہ ہم نے دیکھے
آپ بسا خداوند لڑائی دیکھ رہا ہے اسوقت لڑ کے مرجانے میں بھی لطف ہے اور ناموری ہے لیکن سہراب نے
گوزن گاؤسوار کو آگے نہ بڑھنے دیا اسنے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو تلوار سے قلم کیا گوزن گاؤسوار
نے چوب چقماق کا وار کیا سہراب نے وار اسکا خالی دیکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اچھال دیا گرتے وقت
تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے برہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان نے تعریف کی اتنے
میں مقہور مردم در آگیا سہراب بڑھ کر اسکے بھی سدراہ ہوئے مقہور نے تلوار ماری سہراب نے
دھار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایاں ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے
کھینچ کے جو زور کیا مقہور کو سپر کی طرح ہاتھ پر لے لیا مرد و مردم در اتنا وقفہ پاکر نہنگ بن طوفان
کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سہراب نے مقہور مردم در کو مرد و پر کھینچ مارا دونوں کے پیکر چور ہو گئے
اب اور سردار دور لڑ رہے تھے سہراب نے تلواریں مارنا شروع کیں پشت پر اپنے برہوت رعد آواز
اور نہنگ بن طوفان کو لے لیا اور صفوں کو توڑتے ہوئے چلے جو اسنے بچتا جاتا تھا اسکو نہنگ بن
طوفان اور برہوت رعد آواز شکار کر لیتے تھے سہراب کے ہمراہی پشت پر برہوت رعد آواز اور
نہنگ بن طوفان کے آگئے اور حلقہ میں ان دونوں زخمیوں کو لے لیا اور لڑتے ہوئے گھڑی
بھر میں لشکر کو طے کر کے صاف نکلے چلے گئے ساریق دیکھ کے رہگیا تختگان نے تو کلمہ پڑھا اور کہا واہ
رے نقابدار شیر آگیا کہنا ہے ہمارا ہی جو آتا ہے ایسا ہی آتا ہے حق یہ ہے کہ سپہگری انھیں لوگوں کے واسطے ہے
ادھر خشت اندازوں نے تمام لشکر کو آئینہ پرستوں کے تباہ کر دیا دو ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے
تھے چار ہزار کسی طرف بھاگے چلے جاتے تھے خشت انداز دو دو سو چار چار سو کے غول پیچھا کیے ہوئے
تھے جب بارہ ہزاری سو کو گرا دیا دو سو کو گرا دیا آئینہ پرست حیران تھے کہ کدھر جائیں خورشید زرین کمر
جنگ سے کسی طرف نکل گیا لاجورد شاہ کسی طرف بھاگا سکندر آئینہ پرست اور رسمان شاہ کہیں گئے
یہ تباہی لشکر کی دیکھکر سہراب کو بھی کمال افسوس ہوا اور برہوت رعد آواز نہنگ بن طوفان
دریا موج نوردے نقابدار نے ان دونوں سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ چلو جس وقت زخم تمہارے اچھے
ہونگے اس وقت جہاں چاہنا چلے جانا یہ سنکے ان دونوں نے عرض کی کہ اے نقابدار دلاور آپ جان بخش
ہمارے ہیں اگر آپ نہ ہوتے تو ہمارا لشکر ساریق سے زندہ بچ کے نکلنا غیر ممکن تھا ہم احسان آپ کا
زندگی میں نہ بھولینگے لیکن اسوقت ہمیں آپ معاف فرمائیے کہ لشکر تباہ ہو گیا ہے نہیں معلوم کہ والد ماجد
ہمارے آقا کے کدھر گئے ہم جا کر لشکر کو فراہم کرینگے خورشید زرین کمر کو تلاش کرینگے دم لینگے
ورنہ ہمیں سامنے اپنے آقا کے سیہ روئی حاصل ہوگی لیکن اتنے امیدوار ہیں کہ اپنے نام نامی
سے یا تو آگاہ فرمائیے یا صورت دکھائیے کہ ہم اپنے محسن کو پہچان تو لیں اسوقت سہراب نے نقاب
چہرے سے اٹھا دی اور کہا کہ چونکہ لڑائی پر تمہاری تھی ہم ظاہر بظاہر دخل نہیں دے سکتے تھے اور تمام

اہل اسلام مین مجھے خاصکر جو طیمور سے محبت ہے اُسے مین جانتا ہون یا پیر اخدا جانتا ہے اور اے برہوت
رعد آواز بعد مقابلہ صاحبقران اور طیمور کے انشاء اللہ ہم تم سب ایک ہوکر رہینگے برہوت نے سہراب
کے ہاتھ چوم لیے اور کہا دیکھی اسکا نام ہے جو برتاو آپنے کیا ہے اور آپ کی جرأت و قوت کا اندازہ ہوگیا کہ آپ
بھی کچھ سکندر و رستم سے کم نہیں تھوڑی مین فرمایا نہین جو مرتبہ اسکا ہے وہ اُسی کے لیے ہے ہر چند کہ میرا چھوٹا بھائی
ہے لیکن خدا نے جو اسکو صاحبقران کیا ہے یہ فرماکر سہراب تو جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور برہوت
رعد آواز مع نہنگ بن طوفان دریا موج لشکر کو فراہم کرتے ہوے بصلاح خورشید زرین کمر طرف
شہر زرینہ کے روانہ ہوے یہان ساریق بن بقا نے نقارہ شادمانی بجوادیا اور کہا کہ اے بندگان مین تمنے
دیکھا میری قدرت کو کہ اس آئینہ پرست کو بڑا غرور ہوگیا تھا قدرت نے اسکی ساری قلعی کھول دی ایک
دم مین تمام لشکر کو تباہ کردیا اسکو نتیجہ قدرت سے اٹھواکر چشم زدن مین پھنکوادیا یہی حال قدرت
خدا پرستون کا بھی کرینگے جو گد ہے تھے وہ صفت و ثنا کرنے لگے کہ تو ایسا ہی خداگتی جوت کا خداوند ہے ساریق
نے شرخیل حشمت انداز اور زرخیل حشمت انداز کو قہر خداوند کا خطاب دیا اور جلاد سنگ بار فولاد
سنگ بار کو سر کوب قدرت کے لقب سے ملقب کیا اور جن سرداران نے نامردی کے ساتھ برہوت
رعد آواز اور نہنگ بن طوفان دریا موج کو زخمی کیا تھا انکو طرے ہمیری کے تقسیم کیے اور وعدہ
کیا کہ بعد شکست خدا پرستان کے مین تمکو ملک بھی عنایت کرونگا اور رہبر اپنا کرکے بھیجونگا کفار مین
کوشادیانے بج رہے ہین اور نہایت خوش ہین ادہر آئینہ پرست بیچارے حیران و سرگردان
منتفرق فوجون کو جمع کرتے ہوے کئی روز مین شہر زرینہ تک پہونچے اور قیام کیا سرداران زخمی کا
علاج ہونے لگا خصوصاً نہنگ بن طوفان دریا موج اور برہوت رعد آواز اور اہرمن کوہزاد
کہ یہ نہایت زخمی تھے انکا بھی علاج ہونے لگا اور جو فوج ایسی منتفرق ہو گئی تھی کہ نہ ملی تھی جب ان لوگون
کو بھی خبر ملی کہ بادشاہ ہمارا شہر زرینہ مین پہونچ گیا تو یہ سب بھی آآکر اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوگئے
گیارہ بارہ لاکھ کے لشکر مین قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے مارے گئے اور پچاس ہزار منتفرق ہوگئے
دس لاکھ آدمی باقی رہگئے اب ملکہ کی تلاش ہونے لگی تو ملکہ کو کہین نہ پایا ان لوگون کو تو تلاش ملکہ مین مصروف
رکھا جاتا ہے اہل اسلام کو بھی تباہی کا لشکر طیمور کی نہایت افسوس ہوا لیکن اب کچھ حال اس نتیجہ کا سنیے جو
شاہزادہ طیمور شیر بیشہ پر گذر گیا ہے طیمور متوجہ ہوا اسے بیہوش ہوگیا تھا جسوقت آنکھ کھلی تو طیمور
نے اپنے کو اک صحرا مین پایا چند دیون کو سامنے ہاتھ باندھے کھڑے دیکھا اور اک تخت جواہر
نگار کو زمین پر رکھے ہوے پایا پوچھا کہ مجھے کون لے آیا ہے اک دیو نے عرض کی کہ غلام آپکو لایا ہے نام
میرا دلو تحسین ہے مجھے سلیمان صاحبقران نے بھیجا تھا کہ بہت دنون سے آپ کی خیر و عافیت
نہین معلوم ہوئی ہے اور یہ تخت بھیجا ہے کہ اسپر سوار کرلادین جو آپ کو تلاش کرتا ہوا آیا تو اس ہنگامہ
مین پایا کہ آپ جنگ کر رہے تھے لشکر آپ کا بہت دور تھا مجھ سے اتنی گستاخی تو ہوئی کہ مین نتیجہ مین کے
اٹھالایا قصور معاف کیجیے چونکہ دیوان قاف اسکے غصہ سے واقف ہین تو ڈرتے ہین طیمور نے کہا
کہ تونے بہت برا کیا وہان لشکر میرا تباہ ہوجائے گا مجھے وہین پہونچا دے کیا کہون تو سلیمان صاحبقران کا ارشاد
نہوتا تو مین بہت بری طرح پیش آتا چونکہ دلو تحسین نہایت عاقل ہے اسنے عرض کی کہ اے شہریار اب
آپ پردہ کوہ دنیا سے بہت دور ہین جلد پہونچنا آپ کا ناممکن ہے اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ خدا
پرستان مین تو آہی سکتے ہین بہتر جلکر صاحبقران قاف سے مل لیجیے پھر آپ کو اختیار ہے جسکے

طیمور نے تامل کیا دیو تحسین نے کہا کہ اگر آپ کو اپنے لشکر کی فکر ہی تو مین ابھی جاتا ہون جتنے عرصہ مین آپ
گلستان ارم تک پہونچینگے اتنے عرصہ مین مین خیریت دریافت کرکے حاضر ہو جاؤنگا اُس وقت مناسب
جانیے گا قیام کیجیے گا ورنہ تشریف لے آئیے گا طیمور نے کہا خیر تو جلد جا دیو تحسین تو جانب سارلیقیہ
روانہ ہوا اور دیو تخت پر طیمور کو بٹھا کے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوے جسوقت تخت طیمور کا
گلستان ارم مین پہونچا تو دیکھا طیمور نے کہ تیاری ہو رہی ہی پریزادین برابر صف باندھے کھڑی ہین
اسباب دیو بار کر رہے ہین طیمور نے سلیمان صاحبقران اور سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک کو سلام
کیا سلیمان صاحبقران نے جو دیکھا کہ طیمور خون سے نہایا ہوا ہی پوچھا ارے طیمور تم کس حال مین تھے
طیمور نے کہا کہ آپکے دیو نہایت گستاخ ہین مجھسے در سارلیق پرستون سے تلوار چل رہی تھی مین قریب
قیطول پہونچ چکا تھا کہ دیو پنجہ بنکر مجھے اٹھا لایا وہان لشکر میرا تباہ ہو گیا ہوگا سلیمان صاحبقران نے
فرمایا کہ تم پریشان نہو مین ابھی دیوون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کرتا ہون اگر تمھاری مرضی ہوگی
تو مین سارلیق کو مع قیطول ایک دم مین غارت کرا دونگا چونکہ بہت زمانے سے تمھاری خیر و عافیت
دریافت نہین ہوئی تھی اور میرا جی بھی تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اس سبب سے مین نے تمکو
بلوا لیا کہ نامہ و پیام مین عرصہ ہوگا یہان عرس جناب سلیمان کا ہونے والا ہی یہ عرس قابل دید ہوتا ہی
کہ تمام قاف کے پریزاد یہان جمع ہوتی ہین اور ایک جلسہ کمال ہوتا ہی تم اس جلسہ مین شریک ہو کر بہت
خوش ہوگے طیمور نے کہا کہ اب سارلیق کو رہنے دیجیے مین اُس سے سمجھ لونگا اور دیو تحسین
خیر و عافیت دریافت کرنے گیا ہوا ہی جس وقت وہ واپس آئیگا حال معلوم ہو جائے گا
یہان سلیمان صاحبقران نے طیمور کو غسل کرایا پوشاک بدلوائی لیکن وہان دیو تحسین پہلے تو
لشکر سارلیق مین آیا سنا کہ آئینہ پرست تباہ ہو گئے اب یہ تلاش مین چلا اور شہر زرینہ مین پہونچا
صورت انسانون کی سی بنائی اور ایلچی وضع ہو کر ایوان شاہی پر آیا چوبدار سے کہا کہ اطلاع کر دو کہ
ایلچی آیا ہی چوبدار نے جا کر خورشید زرین کمر سے عرض کی خورشید نے بلا لیا دیو تحسین انسان بنا ہوا
سامنے پہونچا سلام کیا خورشید زرین کمر نے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی اور کیا پیام لایا ہی دیو تحسین نے
کہا کہ مین فرستادہ ہون شاہزادہ طیمور کا اور آپ کی خیر و عافیت دریافت کرنے آیا ہون خورشید
نے کہا طیمور کہان ہی اور کس حال سے ہی دیو نے کہا کہ طیمور پرستان مین تشریف فرما ہین اُنکے استاد
سلیمان صاحبقران نے انکو بلا بھیجا تھا مین ہی پنجہ بنکے انکو اٹھا لے گیا تھا اب اطمینان رکھیے
خورشید نے کہا کیا تم ساحر ہو ہنسا اور کہا کہ مین دیو ہون ساکنان قاف سے ہون صاحبقران قاف کا
ملازم ہون یہ سُنکے خورشید کو طیمور کی طرف سے تو اطمینان ہوا دیو نے کہا ایک خیریت نامہ
لکھ دیجیے اُسی وقت خورشید نے قلم دوات منگا کے ایک خط اپنے نور نظر کے نام سے تحریر کیا
مضمون یہ تھا کہ بعد تمھارے جانے کے لشکر پر بڑی تباہی آئی کشف اندازون اور سنگ اندازون
نے کمین گاہ سے آ کر ایسا حملہ کیا کہ تمام لشکر متفرق ہو گیا پر یوسف رعد آواز اور جھنگ بن طوفانی
دریا موج ایسے گھرے ہوے تھے کہ نکلنا دشوار تھا انکو ایک نقابدار یاقوت پوش نے آ کر
اُس ہنگامہ سے نکالا اگر وہ نقابدار مدد نکرتا تو یہ دونون سردار زندہ بچ کے نہ آ سکتے اب زخمیون کا
علاج ہو رہا ہی اور فوج متفرق جمع ہو رہی ہی باقی سب خیریت ہی چونکہ یہ خیال بادشاہ کو گذرا کہ
صاحبقران قاف کے آگے سبکی ہو اس سبب سے ملکہ کے غائب ہونے کا حال تحریر نہ کیا

دیو تحسین نامہ لیکر جانب قاف روانہ ہوا یہان خورشید زرین کمر نے شاہور شیر دل سے کہا کہ اے
فرزند تمنے فن عیاری کو کس روز کے واسطے حاصل کیا ہی بہن تمہاری گم ہو اسکا پتا نہین اگر کوئی پیچ پڑا تو
عزت مین فرق آئیگا مین کسی کو منہ دکھانے کے قابل نرہونگا اور طیمور تو یقین ہی کہ خودکشی کریگا اور پھر
کسیکو منہ نہ دکھائیگا یہ سلطنت تباہ ہو جائیگی شاہور شیر دل نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور خبر دریافت
کرکے آتا ہون یہ کہکر یکہ و تنہا بانہاے عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہو کر جانب ملک سار لیقہ روانہ ہوا
وہان دیو تحسین نے نامہ لیجا کے طیمور شیر پور کو دیا طیمور نے نامہ پڑھا لیکن اسکو تعجب یہی رہی
کہ ملکہ کا حال نہ تحریر کیا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ ملکہ خیر و عافیت سے ہوگی اس باعث سے نہ لکھا ہوگا صاحبقران
قاف نے پوچھا کہ اے طیمور خیریت تو ہی اگر ضرورت ہو تو مین عرس کو سردست ملتوی کر دون اور مجھکے
ساتھ چلون عرس کی تاریخ بڑھا دی جا سکتی ہی طیمور نے عرض کی کہ آپ اتنی تکلیف کیون کیجیے اک بزرگ
کے عرس مین دیر کرنا اچھا نہین ہی اور لشکر میرا تباہ ہو گیا تھا مگر اب سبکے سب اپنے شہر مین ساتھ خیریت
کے ہین مین بعد عرس کے جاکر ساریق سے اچھی طرح سمجھونگا ابھی سردار بھی میرے زخمی مین لشکر متفرق
ہو گیا تھا وہ جمع ہو رہا ہی سلیمان صاحبقران کی ایسی ہی خاطر طیمور کو تھی کہ اسنے اس پریشانی کی حالت
مین شرکت عرس کی خوشی سے قبول کی اب سلیمان اعظم نے تیاری کرکے طرف مقبرہ جناب سلیمان کے
کوچ کیا انکو راہ مین چھوڑیے اور حال شاہور شیر دل کا سنیے کہ بعد طی مراحل و قطع منازل یہ اول
تو لشکر کفار مین پہونچا اور صورت تبدیل کرکے ایک ایک خیمہ اسنے چھان مارا ملکہ کا پتہ کیسا کہ کہین
ذکر بھی نہ پایا اسنے راہ لشکر اسلام کی لی اور اک بیراگی بنا ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ اک مقام پر کھڑے
ہو کر اسنے گانا شروع کیا اس دردناک آواز سے گایا کہ لوگ جمع ہو گئے مہتر برق ثالث اور قران
ثالث وغیرہ بھی آکر دیکھنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہی اس بیراگی کے گانے پر جو برق نے خیال کیا تو
قران ثالث سے کہا کہ کیا کہون خلیفہ جی یہ تو ہمارے خاندان کا گانا معلوم ہوتا ہی یہ کوئی عیار ہی قران ثالث نے کہا کہ ہوگا
اور عیارون نے کہا کہ کہین وحشت بھی ہی یہان عیار کیون آنے لگا اسلیے کہ آتش پرست تباہ ہوکر اپنے ملک کو گئے اور
ساریق پرستون مین فتح کے نقارے بج رہے ہین خوشیان ہو رہی ہین کسی عیار کو اس طرف آنے کی ضرورت
کیا ہی یہ سنکے برق ثانی چلا گیا اب یہ بیراگی اور آگے بڑھا مگر اسکو تو یہ فکر ہی کہ کسطرح حال ملکہ کا
دریافت کرون کہ آیا ساریق کہین اہل اسلام تو ملکہ کو نہین لے آئے ہین یہ اسی تلاش مین جاتا تھا
کہ دیکھا اسنے اک مقام پر اک جوگی صاحب کھڑے اکتارا بجا بجا کے گا رہے ہین لوگون کا ہجوم ہی کوئی
پانون پوجتا ہی کوئی ڈنڈوت کرتا ہی جو کوئی کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہی تو جوگی نہین لیتے ہین اگر کوئی
شخص کچھ عرض کرنا چاہتا ہی تو جوگی صاحب کہہ دیتے ہین کہ بستر پر آنا بیراگی بھی ساتھ ہو لیا کہ یہ مرد
کامل معلوم ہوتے ہین انسے شاید کچھ مدعاے دلی بر آئے یہ ہمراہ جوگی کے تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دیکھا
اک جوگن بھی چلی آتی ہی لیکن صورت ہی کہ قدرت خدا کی معلوم ہوتی ہی کانون مین مندرے پہنے ہوے
انڈوا بانکپنے سے ساتھ سر پر کچھ رکھا ہوا گلے مین مالے پڑے ہوے منہ پر بھبھوت ملا ہوا یہ خاک مین
ملی ہوئی صورت ہزار ہزار حسن دیتی ہی اس درد سے گا رہی ہی کہ سننے والے ساتھ ساتھ اسکے روتے
چلے آتے ہین شاہور شیر دل محو ہو گیا جوگن نے جوگی کو دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹی پکاری گرو جی
آپ کی تلاش مین شہرون شہرون گھومتی ہوئی جنگلون کی خاک چھانتی ہوئی اس مقام تک آکے
پہونچی ہون آپ تو پہاڑ پر آسن جمائے بیٹھے تھے جوگی نے کہا کہ ہان بچی چالیس برس آسن جمایا

اب پھیری کا وقت آیا اُٹھ کھڑے ہوئے ارے تو تو شاہزادی تھی تیری یہ کیا حالت ہو گئی کہا کہ تخلیہ میں
عرض کرونگی جوگی نے اس سے بھی کہدیا کہ تیسرے پہر کو بستر پر آنا یہ کہکر جوگی صحرا کی طرف روانہ ہوا
شاہپور بیراگی بنا ہوا کچھ دور ساتھ گیا اور مسکن جوگی کا دیکھ آیا کہ ایک پیپل کے درخت کے تلے بوریا بچھا
رکھا ہے یہ بھی دن بھر تو تمام لشکر اسلام میں سرگرداں در خاک اُڑاتا رہا جو وقت جوگی نے بتایا تھا اُس وقت
شاہپور شیر دل بھی بیراگی بنا ہوا اُسی پیپل کے درخت کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ خلقت کا ہجوم ہے لوگ
اپنا اپنا مطلب جوگی سے بیان کر رہے ہیں جوگی کسیکو چٹکی خاک کی دے دیتا ہے کسیکو بھبھوت دیتا ہے کسیکو
خالی دعا دیتا ہے یار پھول کا ڈھیر لگا ہوا ہے اور جوگن بھی ایک طرف مودب کھڑی ہے بیراگی بھی جاکے ایک
طرف کھڑا ہو گیا کبھی تو جوگن کی طرف دیکھتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ خوشا تقدیر اُس شخص کی جسکو اسکے
اسنے یہ جوگ لیا ہے جب اور لوگ اپنے اپنے مطلب بیان کرکے چلے گئے اور صرف جوگن باقی رہگئی تو اسنے
کہا کہ میں ایک سوداگر کے بیٹے پر عاشق ہوئی اور اُسی کے ساتھ اپنے شہر سے نکلی ایک صحرا میں اُسکو پنجہ
اُٹھا لیگیا تو اُسکا پتا دیجیے کہ آپ زندگی میں اُس سے ملاقات بھی ہوگی یا نہیں جوگی نے کہا کہ ہاں تین
برس کے بعد وہ تجھ سے ملیگا تو کیوں خاک چھانتی پھرتی ہے جوگن نے ہزاروں دعائیں دیں اور
پیچھے ہٹ گئی جب شاہپور نے خوب سمجھ لیا کہ غیر لوگ اس سے مطلب دل بیان کرتے ہیں تو
مجھے بھی راز اپنا چھپانا نہ چاہیے یہ سوچ کے اسکے آگے بڑھ کے عرض کی کہ میں اپنی بہن کی تلاش
میں آیا ہوں شہزادہ ہوں بادشاہ شہر زرینہ کا شاہپور شیر دل میرا نام ہے ایک بھائی میرا پہلوان ہے دو
اُن نے فن عیاری کو حاصل کیا ہے سارنگ پرستوں سے اور آئینہ پرستوں سے اُس ملکہ کی بابت
جنگ ہوئی عین جنگ میں میرے بھائی کو پکڑ لیگیا اور اسی ہنگامہ سے بہن مفقود الخبر ہو گئی میں نے
پہلے تو جاکر لشکر کفار میں تلاش کی مگر کہیں پتا نہ پایا اب لشکر اسلام میں آیا ہوں اس خیال سے کہ ایکمرتبہ
اہل اسلام اور اسکو لڑکے کفار سے چھین لائے تھے شاید ابکی بھی لے آئے ہوں تو مجھے یہ امید ہے
کہ اگر اہل اسلام لے آئے ہونگے تو وہ پوشیدہ نہ کرینگے اسلئے کہ نہایت صاحب مروت ہیں پہلی
مرتبہ انھوں نے خود سوار کرکے بھیج دیا تھا لہذا آپ سے یہ التماس ہے کہ ملکہ خیریت سے تو ہے اور اب
مجھ سے ملیگی یا نہیں یہ سنکے ادھر تو برق ثانی کہ جوگن بنا بیٹھا تھا مسکرایا اُدھر جوگی نے بھی سمجھ لیا کہ یہ عیار
ہے یہ جوگی مہتر قران ثالث ہے انھوں نے جواب دیا کہ تم اسی جگہ ٹھہرو کل ملکہ تمکو ملجائیگی یہ سنکے شاہپور
شیر دل نہایت خوش ہوا اور اُسی جگہ جوگی کی خدمت کرنے لگا جوگی نے جوگن کو چپکے سے پاس بلایا
اور کہا کہ جاکر بادشاہ اسلام سے اطلاع کرو کہ اس طرح عیار خورشید زرین کمر کا تلاش میں ملکہ کے
آیا ہے میں نے اُسکو فریب دیکر مہمان کیا ہے کیا حکم ہوتا ہے اُسے گرفتار کرکے بھیج دیں یا یونہیں حاضر کریں
برق ثانی جوگن بنا ہوا طرف بارگاہ سلیمانی کے روانہ ہوا یہاں ابھی بادشاہ اسلام تشریف لائے تھے اور
شاہزادہ سہراب ثانی دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے برق نے کہا کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے چونکہ
بارگاہ میں کوئی نہ تھا سہراب اندر بارگاہ کے چلے آئے اپنے ڈنگل پر بیٹھ گئے اور کہا کہ بیان کر برق
نے کہا کہ آپنے مجھے پہچانا میں ہوں غلام آپکا برق ثانی سہراب بہت ہنسے اور کہا کہ ظالم تو نے کیسی
دلفریب صورت بنائی ہے کہ نیت ڈانواں ڈول ہو جاتی ہے کہو کیا کہتا ہے برق نے سارا ماجرا
بیان کیا سہراب نے کہا کہ میں اپنے خیمہ میں جاتا ہوں تم اُسے وہاں لے آؤ جب بادشاہ اسلام
آئینگے تو اُن سے ذکر کرونگا جیسا حکم ہوگا اُسکے موافق عمل کیا جائیگا یہ سنکے برق ثانی تو اُسی طرح

جوگن بنا ہوا اُس طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ سہراب ثانی اپنی بارگاہ مین آئے اور دربانون سے حکم
دے دیا کہ اس وقت جو ہمارے پاس آئے آسے آنے دینا روکنے کا قصد نکرنا نہ اطلاع دینے کی ضرورت
ہی یہ فرماکر داخل بارگاہ ہوے وہان برق ثانی نے جاکر قران ثالث سے بیان کیا کہ بادشاہ ابھی
تشریف نہین لائے ہین مین نے سہراب بن رستم سے بیان کیا ہی اُنھون نے اُسکو اپنی بارگاہ مین بلایا ہی
اور کہا ہی کہ کوئی بدسلوکی نکرنا قید کرنے کی کیا ضرورت ہی اُس وقت جوگی نے ہنسکے بیراگی سے کہا
کہ تمنے ہمین پہچانا بیراگی حیران ہوکے دیکھنے لگا قران اپنی ہئیت اصلی پر آئے اور کہا کہ مین قران
ثالث عیار لشکر اسلام ہون اور یہ جوگن برق ثالث ہی ہمنے تمکو پہچان لیا تھا یہ فریب کرکے تمھارے
دل کا حال پوچھ لیا اگر تم پریشان نہو ہم لوگ بیوجہ کسی کے ساتھ بدسلوکی نہین کرتے ہین چلو تمکو
شاہزادہ سہراب ثانی نے بلایا ہی وہ طیمور شیر پیکر کے دوست ہین تم سے بھی اچھی طرح
پیش آئینگے شاہپور شیردل نے کہا کہ واقع مین عیاری آپ لوگون کا حصہ ہی یہ کہکر ہمراہ برق
ثالث کی طرف بارگاہ سہراب کے روانہ ہوا یہان سہراب منتظر تو بیٹھے ہی تھے شاہپور نے
جاکے سلام کیا سہراب نے دربانون کو حکم دیا کہ اب کوئی نہ آنے پائے منظور یہ تھا کہ ابھی راز اسکے
آنے کا فاش نہو جسوقت شاہپور سامنے آیا سہراب نے بیٹھنے کی اجازت دی بیٹھ گیا فرمایا تم جس لیے
آئے ہو مجھے معلوم ہوا ابتک ملکہ ہمارے لشکر مین موجود ہی اور ساتھ خیر و عافیت کے ہی تم پریشان نہو
اسی جگہ بیٹھو مین بادشاہ اسلام سے عرض کرون تو تمھین بھی ملکہ کے پاس لے چلون یہ کہکے اٹھ کھڑے
ہوے شاہپور کو اپنے خیمہ مین چھوڑا اور بارگاہ سلیمانی مین آئے اب بادشاہ اسلام تشریف لا چکے تھے
اور سردار بھی آتے جاتے تھے سہراب نے سلام کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھ گیا بادشاہ اسلام نے پوچھا
کہ تم کہان گئے تھے مین نے سنا تھا کہ تم پہلے بھی آئے تھے اور پھر چلے گئے تھے سہراب نے عرض
کی کہ سبب اسکا یہ تھا کہ بھائی ملکہ کا شاہپور شیردل بیراگی بنا ہوا اپنی بہن کی تلاش مین آیا تھا
اُسے عیارون نے پہچانا اور مجھ سے آکے بیان کیا مین اُسے اپنے خیمہ مین بٹھا آیا ہون حضور سے
اطلاعاً عرض کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ پھر بہن اسکی کہان ہی سہراب نے عرض کی کہ زنبیع البخت
نقابدار زمردپوش بنکے اُس ہنگامے سے ملکہ کو لے آئے تھے اور اپنے بھائی کے سپرد کیا
تھا ملکہ وحید الملک کے خیمہ مین ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے سہراب ایک مرتبہ مین نے بہ جبر ملکہ کو
دلوادیا تھا اب بار بار اس طرح کا جبر اچھا نہین معلوم ہوتا ہی تمھین اسمین کوئی صورت اصلاح پیدا کرو
سہراب نہایت عاقل ہی اسکی فطرت اور سلیم الطبعی اپنے خاندان کے خلاف بلکہ دست رستم
سے بھی زیادہ ہوگئی ہی عرض کی کہ ملکہ کے چھپانے کی تو کوئی ضرورت نہین اسلیے کہ چھپانے مین جب
یہ راز فاش ہوگا اس وقت بدنامی ہوگی اس وقت تو ٹال دینا ممکن ہی لیکن آئندہ نتیجہ اسکا
خراب ہی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ وحید الملک کو رضامند کرکے شاہپور کو اُسکی بہن کے
پاس لے چلنا چاہیے ملکہ خود ہی جانے پر رضامند نہوگی صرف اتنا اُسکے باپ کو لکھ دیا جائے
کہ ملکہ ساتھ خیر و عافیت کے ہمارے یہان موجود ہی جسوقت تمھین اطمینان ہوگا اور تم طلب کروگے
ہمین بھیج دینے مین کوئی عذر نہوگا بالفعل مناسب وقت یہی معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ کو یہین رہنے دو
طیمور شیر پیکر موجود نہین ہی ساریق سے اُس سے ملکہ کی بابت اتنی بڑی لڑائی ہوچکی ہی بارہا
ہمنے یہان سے ملکہ کو روانہ کیا اور پھر راستے مین کوئی افتاد پڑی اس سبب سے ملکہ کا اسی مقام پر رہنا بہتر

بہتر ہی کہ حفاظت سے تو ہی اور اگر ہماری جانب سے تمہین کوئی اور طرح کا خیال ہو تو یہ بیکار ہی اسلیے
کہ اگر ہم ایسے ہی ہوتے تو ایک مرتبہ ملکہ کو کیون تمھارے حوالے کر دیتے اور اب بھی یہ کیون ظاہر کرتے
کیونکہ ہمین تمھارا کوئی خوف نہین ہی اور اس سے زیادہ تمھارے اطمینان کی بات یہ ہی کہ تم اپنے جانب سے چند
ملازم ملکہ کی نگہداشت کے واسطے بھیج دو مگر اتنا خیال رہے کہ ہمنے جانبازی کر کے ملکہ کو دو مرتبہ بچایا ہی
ورنہ خدا جانے کہان کی کہان ہوتی اب تو طیموربھی موجود نہ تھا کہ ملکہ کے لیے لڑتا تم کسی طرح ملکہ پر قبضہ
نہین پا سکتے تھے لہذا چونکہ ہمنے ملکہ کو بچایا ہی استحقاق ضرور ہی کہ ملکہ کی شادی سوا ہمارے کسی عزیز
کے دوسرے کے ساتھ نہین ہو سکتی اگر تمہین مذہب کے اختلاف کا خیال ہو تو اسوقت تک
کے لیے عقد ملتوی رکھو جبتک صاحبقران اور طیمور سے مقابلہ ہو کر یکسوئی نہو جائے یقین ہی
کہ ان باتون سے خورشید زرین کمر کو اصلا انکار نہو گا بات بھی رہیگی مطلب بھی حاصل
ہو گا وہ ملکہ کو خود ہی نہ بلائیگا اور اگر کسیکو بہر حفاظت معین بھی کرے گا تو اسمین کیا حرج ہی اسلیے
کہ ہم لوگ بغیر عقد تصرف جائز نہین سمجھتے بادشاہ اسلام اس تقریر سہراب سے بہت خوش ہوے
کہا کہ رفیع البخت کو بھی تمہین جا کے سمجھاو سہراب نے عرض کی کہ مین ابھی جاتا ہون اسیوقت سہراب
بن رستم خیمہ رفیع البخت کی طرف روانہ ہوے خبر شاہزادہ رفیع البخت کو ہوئی یہ برائے استقبال
آئے اور سہراب کو لے گئے اس وقت وحید الملک بھی موجود تھے رفیع البخت نے بعد مزاج پرسی کے
سبب آنے کا دریافت کیا سہراب نے کہا کہ مجھے تم دشمن سمجھتے ہو یا دوست رفیع البخت نے کہا کہ
دوست تو بیشک ہو مگر نادان دوست نہین جانا سہراب نے کہا کہ یہی خرابی تم لوگون مین ہی کہ اپنے کو
سب سے زیادہ عاقل جانتے ہو ابھی اک بات پوچھون تو جواب نہ بن پڑے گا رفیع البخت نے کہا
کہ اچھا آپ ہی عقلمند سہی مطلب بیان کیجیے سہراب نے کہا کہ آپ جو ملکہ کو لے آئے ہین تو اسکا
بھائی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہی آیا اُس سے پوشیدہ کیا جائے یا ظاہر کر دیا جائے کہ ملکہ ہمارے
یہان ہی رفیع البخت نے کہا کہ چھپانے کی کوئی ضرورت نہین ہمین کسیکا خوف ہو تو پوشیدہ کرین
سہراب نے کہا کہ اگر وہ ملکہ کو طلب کرے تو کیا جواب ہی رفیع البخت نے کہا کہ اے سہراب اب
مین ہرگز ملکہ کو نہ دونگا سہراب نے کہا یہ کیسی بات ہی جو مین پوچھون اُسکا جواب دو تم کس
دعوے سے نہ دو گے اُس وقت رفیع البخت نے جلکے کہا کہ اے سہراب ملکہ فریاد سے سیمتن بیچ
واقعہ کو یاد کرو اور اپنے دلپر ہاتھ رکھو اگر ملکہ جانے پر رضامند ہو تو مین پھر بھی کہتا ہون کہ بھیجدینگے
بڑے افسوس کی بات ہی کہ تمکو بمقابل وحید الملک کے اک کافر کی طرفداری ہی یہ سُن کے سہراب
نے کہا اے رفیع البخت اسی سے مین کہتا ہون کہ عقل کے گول ہو ارے تجھے وحید الملک کے
مقابلہ مین طیمور کے کیا طرفداری ہو گی لیکن تمھاری ہی بدنامی کو ڈرتا ہون اور میری یہ غرض ہرگز
نہین ہی کہ ملکہ کو بھیج دو بلکہ جواب بتا دو رفیع البخت نے کہا کیا جواب جو تمھارا جی چاہے دیدو
سہراب نے کہا کہ اگر مجھی پر حصر ہی تو جو مین لکھون وہ لکھ دو رفیع البخت نے کہا اپنے ہاتھ سے
لکھ دو مین دستخط کر دینے کو موجود ہون اُس وقت سہراب نے وہی مضمون لکھا جو سامنے بادشاہ
کے بیان کیا تھا اور رفیع البخت کو دکھایا رفیع البخت نے کہا کہ اگر وہ بلا بھیجے سہراب نے
کہا اسکا ہم ذمہ کرتے ہین کہ اب وہ ملکہ کو طلب نہ کرے گا رفیع البخت نے دستخط کر دیے اب
سہراب نے اپنے عیار سے کہا کہ جا کے شاہور کو لے آو ستیارہ ثانی جا کے شاہور کو

اپنے ہمراہ لے آیا سہراب نے کہا اے وحید الملک اسے لیجا کے اسکی بہن کو دکھا دو کہ اسکا اطمینان ہو وحید الملک
نے سہراب کا ہاتھ پکڑ لیا کہ تم بھی چلو تم سے کیا پردہ ہے سہراب بھی ساتھ ہوئے شاہور کو لیے ہوئے ملکہ
مہتاب حور جمال کے خیمہ مین آئے چونکہ چھوٹی تھی شاہور کو سلام کیا شاہور نے سر سینے سے لگایا
اور کہا کہ تم کس طرح ہو ملکہ نے کہا مین بہت اچھی ہون والد ماجد سے کہدینا کہ آپ ہر طرح کا اطمینان رکھین
ان لوگون نے مجھے نہایت عزت و حفاظت کے ساتھ رکھا ہے اگر ایسے مین بلا لیجے گا تو میرا بھائی جو کہ
رستم زمانہ ہے موجود نہین ہے اور دشمن گھات مین لگے ہوئے ہین ابھی اتنی بڑی لڑائی ہو چکی ہے آپ کی عزت
جاتی رہیگی اور میری جان جائیگی بعد اسکے شاہور ملکہ سے رخصت ہوا سہراب اسے لیے ہوئے بادشاہ
اسلام کے سامنے آیا اور عرض کی کہ یہ اپنی بہن کو دیکھ آیا رفیع البخت نے یہ نامہ لکھ دیا ہے بادشاہ سہراب
کی طرف دیکھکر مسکرائے اور اسکی دانائی کی تعریف کی اور شاہور کو خلعت دیکر رخصت کیا شاہور وہ نامہ
لیے ہوئے اہل اسلام کی تعریف کرتا ہوا شہر زرینہ کی طرف روانہ ہوا جب بعد طی مراحل و قطع منازل شہر
زرینہ مین پہونچے تو خورشید زرین کمر کو نامہ دیا اور کہا کہ مین خود ملکہ کو دیکھ آیا ملکہ بہت اچھی طرح ہے خورشید
زرین کمر نامہ دیکھکر اور خیر و عافیت سُن کے بہت خوش ہوا اور جواب مین تحریر کیا کہ مین آپ صاحبون کا
جسقدر شکریہ ادا کرون کم ہے اسلیے کہ مجھ سے زیادہ آپ نے ملکہ کی حفاظت کی گویا میری عزت
آپنے بچائی آپ شوق سے ملکہ کو اپنے لشکر مین رہنے دیجیے بلکہ ضرور رہنے دیجیے یہ سچ ہے کہ اگر مین
ملکہ کو بلوا لونگا تو ممکن ہے کہ راستے مین پھر کوئی پیچ پڑے اور آپ لوگ ایسے نیک طینت ہین
کہ مجھے ہر طرح کا اطمینان ہے یہ بات مشہور ہے کہ اہل اسلام کسی کی بیٹی بہن پر ناجائز دست اندازی نہین کرتے
مگر تجربہ سے اسکے تصدیق ہوگئی اور جو اشارہ اپنے استحقاق کا ظاہر کرکے وقت اسکا معین کیا ہے
یہ بھی نہایت مناسب ہے میرا خود بھی یہی ارادہ تھا کہ بعد مقابلہ صاحبقران اور طیمور مین خود اسے
کنیزی مین کسی شاہزادہ کے پیش کردونگا اگر عذر تھا تو یہی تھا کہ بھائی اسکا موجود نہین ہے اور بغیر اُسکی
رضامندی کے مین کچھ کر نہین سکتا ہون وہ تو آپنے خود ہی تحریر کردیا اگر کوئی حرج نہو تو شاہور ملکہ کے
پاس رہے اسلیے کہ وہ سب عزیزون سے بچھڑی ہوئی ہے کوئی تو اُسکی تسلی کے لیے قریب ہو یہ لکھ کے
پھر شاہور کو کچھ تحائف دیکر خدمت بادشاہ اسلام مین روانہ کیا جسوقت شاہور کشتیان تحائف کی لیے
ہوئے لشکر اسلام مین آیا تو پہلے سہراب سے ملا اور سہراب کے ساتھ بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا کشتیان
اشیاء نادرہ کی اور نامہ بادشاہ شہر زرینہ کا پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ پڑھ کے بہت خوش ہوئے
اور رفیع البخت کو دے دیا رفیع البخت بھی نامہ پڑھ کے مسکرائے سہراب نے اشارہ سے
سلام کیا مطلب یہ تھا کہ دیکھا بدنامی سے بھی بچے اور مطلب بھی حاصل ہوگیا ملکہ اور احسان ہوا کم دوستی
ممنون ہوا وحید الملک شاہور کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ کے پاس آئے شاہور یہان رہنے لگا لیکن
اسنے کہدیا تھا کہ بہن اگر شاید مین دو چار روز کے واسطے غائب ہوجاؤن تو تم پریشان نہونا کہ تمکو ڈھونڈھو
نکالا اب مجھے بھائی کی فکر ہے شاید اُنکی تلاش مین کہین دور نکل جاؤن ملکہ نے کہا کہ ضرور اُنکو تلاش
کرو کہ اُنکی جانب سے اطمینان حاصل ہو

اب یہان سے کچھ حال پرستان کا بیان کیا جاتا ہے

طیمور خیر پرور ہمراہ سلیمان صاحبقران کے وہ مرد اسید پر آ کے مقبرہ جناب سلیمان کی زیارت سے

مشرف ہوئے دیکھا کہ پریزادین اپنے پرون سے قبر کو جھاڑ رہی ہین شیشہ آلات صاف کر کرکے قرینے سے
لگائے جارہے ہین چونکہ ابھی تو تیاری ہو رہی ہے طیمور سرسری نظر سے ان مقامات کو دیکھتا ہوا ہمراہ صاحبقران
قاف کے داخل بارگاہ ہوا اب رؤسائے قاف کی آمد شروع ہوگئی آج یہ آیا کل وہ آیا لیکن سلیمان
صاحبقران کی یہ حالت ہے کہ طیمور کے ساتھ پروانہ دار رہتے ہین تمام انتظام سلیمان کوچک کے سپرد
کر دیا آپ طیمور سے حالات بردۂ دنیا کے دریافت کیا کرتے ہین طیمور بیان کیا کرتا ہے کہ مین نے یہ
کیا اور یہ کیا اسی سلسلہ مین ذکر اہل اسلام کا بھی آگیا طیمور نے سب کی خیر و عافیت بیان کی اور کہا کہ
صاحبقران شہر مارینہ کو گئے ہوئے ہین اور رسابریق نے خود امیر سے میمنہ مصر کی مہلت طلب کی تھی
لیکن اُسنے عہد شکنی کر کے طبل جنگ بجوا دیا بین نے دو سردار آسکے جنپر اُسے بھروسا تھا ایک کو چار دن
مین ایک کو سات دن مین زیر کیا اب وہ میرے رفیقون مین داخل ہین بعد اسکے مین نے جشن کیا
اس جشن مین یہ فتنہ برپا ہوا کہ اک قزاق کو مین نے سطیع کیا تھا وہ گیا اور طلحہ بن لندھور کا آہو اسکے
ملازمون سے چھین لایا طلحہ نے اگرچہ بہت زیادتی کی مگر چونکہ خطا میرے ہی رفیق کی تھی مین نے کچھ دخل نہین
نہ دیا اب اُسنے مجھپر زیادتی کرنا شروع کی یہانتک کہ تلوار مار بیٹھا مین نے خالی دیکر پاؤن رکھ دیا ہرچند
طلحہ نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی قبضہ ہاتھ مین رہگیا اتنے مین سکندر آگیا چونکہ اسنے خداپرستون سے
لڑنے کو منع کر دیا تھا مین نے بہت تحمل کیا اور چاہا مین خداپرستون کی بہین آخر کچھ ایسی گفتگو درمیان مین
آئی کہ طبل جنگ بجا طلحہ سے اور میرے رفیق خاص وسپہ سالار بہبوت رعد آواز سے آزمایش بدر
و طاقت ہوئی دونون برابر رہے اور زخمی ہوئے بعد اسکے ایک بہت بڑا رفیق میرا ہاتھ سے سکندر رستم جو
کے جو صاحبقران اوسط کہلاتا ہے مارا گیا اس وقت مین نے نکل کے سکندر سے مقابلہ کیا چونکہ صاحبقران
موجود نہ تھے سکندر صاحبقران کا قائم مقام سمجھا جاتا تھا چار جانب تماشائیون کا انبوہ تھا نہ مین سکندر
کے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا نہ سکندر میرے ہاتھ سے نیزہ نکال سکا آخر نوبت گرز کی آئی ایک ایک
ضرب چلی بعد اسکے نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز مجھ سے اور سکندر سے کشتی رہی آخر مین نے
پاؤن سکندر کا توڑ دیا سکندر نے اسی ٹوٹے ہوئے پاؤن کو ٹیک کے ایسا جھٹکا مارا کہ میرا پاؤن
بھی توڑ دیا چونکہ دونون زخمی ہو گئے تھے بیہوش ہوگئے اسکے بعد خداپرستون سے صفائی ہوگئی اور کوئی
جنگ نہین ہوئی اگر صاحبقران ہوتے تو میرے حوصلے آزمایشی مقابلہ ضرور ہوتا ان مقابلون پر بھی
صفائی مین فرق نہین آیا یہ سن کے سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور تمکو فخر کرنا چاہیے کہ تم سکندر
کے مقابلے مین برابر رہے سکندر وہ ہے کہ اسنے ایسے سن مین جو تمہارا سن ہے اسی بردۂ قاف مین اکثر بڑے بڑے
سرکشون کو مارا وہ ایسا وقت نازک تھا کہ مین بیمار تھا بھائی میرے سلیمان کوچک طلسم مین پھنسے ہوئے
تھے قاف مین کوئی ایسا نہ تھا کہ حفاظت کر سکتا اور دیوان گلستان عدم نے خروج کیا تھا سکندر
نے طلسم فتح کر کے نیرنگ قاف کو پاک کیا اور اسی کوہ مردار پر آکے دیو اقشار کو مارا دیو اقشار وہ بلائے بد
تھا کہ تمام عرش کو اسنے برباد کیا رؤسائے قاف کو اسی مقام پر پامال کر دیا اگر عادل کیوان شکوہ نہوتے
تو سوا سکندر کے کوئی صاحبقران نہوتا یہ سنکے طیمور نہایت خوش ہوا اور وقعت سکندر کی اسکی
نظر مین ظاہر ہوئی اسی قسم کی باتین طیمور سے ہوا کرتی تھین اب عرس کے تین دن باقی رہگئے ہین
بہت سے رئیسان قاف آگئے ہین کچھ باقی رہگئے ہین تیاری ہو چکی ہے وقت کا انتظار ہے طیمور جب سیر کو
نکلا ہے پریزادون کے جھرمٹ دیکھتا ہے تو اسے شاہور یاد آتا ہے ادھر پریزادین طیمور کو آنکھون

آنکھون مین لیے بیتی مین آپس مین چرچے ہوتے مین کہ یہ ظالم کسکی قسمت کا ہی یہ سیرین دیکھکر آخر طیموس سے ضبط
نہو سکا اسنے سلیمان صاحبقران سے کہا کہ میرا بھائی ہو اسنے بیغعہ عیاری مین کمال پیدا کیا ہی اُسنے کبھی
قاف کی سیر نہین کی ہی مین چاہتا ہون کہ آپ اُسے بھی بلوا لیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ ای طیموس
تم حلیہ اسکا لکھ سکتے ہو طیموس نے کہا کہ جی ہان طیموس نے پورا چہرہ شاہور کا لکھ دیا چونکہ دیو تحسین شہر زرینہ
مین ہو آیا تھا اور نامہ اسنے لاکے دیا تھا سلیمان صاحبقران نے تصویر شاہور کی اُسی کے حوالہ کی اور
کہا جا کے اسکو پردہ دنیا سے اُٹھا لا یہ سُنکے دیو تحسین پھر جانب پردۂ دنیا روانہ ہوا ہر چند کہ طیموس شیر پرور
سیر قاف مین محو تھا کہ دنیا کے غم غلط ہو گئے تھے مگر جب اسے اپنی بہن کا خیال آتا تھا تو پریشان ہو جاتا تھا
کہ خدا جانے وہ کہان ہی محمد والد ماجد نے بھی اسکا حال تحریر نہین کیا ہی الحاصل وہان دیو تحسین پہلے تو
شہر زرینہ مین آیا یہان شاہور کو نہ پایا اب یہ اور مقامات تلاش کرتا ہوا روانہ ہوا شاہور تلاش طیموس
مین دن بھر حیران و سرگردان پھرا کرتا تھا اسوقت بھی اک قلعہ کی طرف بھاگا ہوا چلا جاتا تھا کہ نظر
دیو تحسین کی شاہور پر پڑی اسنے چہرہ ملایا مطابق پایا بس یہ گرا اور پنجے میں اُسکو بھی اُٹھائے
ہوئے جانب قاف روانہ ہوا دوسرے ہی دن لیجا کے سامنے طیموس شیر پرور کے ڈال دیا شاہور
کو ہوش آیا تو اپنے کو عجب مقام دلچسپ مین پایا طیموس شیر پرور کو سامنے دیکھا اور کچھ لوگ عجب عجب وضع
کے دکھائی دیئے یہ گھبرا کے ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ یہ مین کہان آگیا طیموس نے کہا کہ سلام کرو
اور اشارہ سلیمان صاحبقران کی طرف کیا شاہور نے سلام کیا اور بھائی کے گلے لپٹا سلیمان
صاحبقران مسکرائے کہ یہ آئین عمرو کے خاندان کی ہی طیموس نے کہا تم اس وقت پرستان مین ہو چونکہ
یہان اک جلسہ یادگار ہونے والا ہی کہ تمام قاف جمع ہوگا مین نے تمکو بھی بلوا لیا کہ تم بھی یہان کا تماشہ دیکھو
اور سلیمان صاحبقران کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہنر سپہگری مجکو جن بزرگ نے تعلیم فرمائی ہی وہ یہی ہین
انہین کی بدولت مین نے سکندر سے برابر کا مقابلہ کیا ورنہ سکندر سے عالم مین کوئی مقابلہ نہین
کرسکتا ہی شاہور سلیمان صاحبقران کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے بھی تمنا ہے کہ مین بھی فن عیاری مین
اہل اسلام کا مدمقابل ہو جاؤن سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ بعد اس جلسہ کے تمکو اپنے عیار
کا شاگرد کرا دینگے چونکہ طیموس شیر پرور کو خیال ملکہ کا لگا ہوا تھا چپکے سے شاہور سے پوچھا کہ کہین ملکہ کا
بھی پتہ لگا شاہور نے عرض کی کہ ہان خیریت سے لشکر اسلام مین موجود ہی جسوقت آپ کے لشکر
پر تباہی آئی ہی تو اک نقابدار زرد پوش اڑ کر ملکہ کو نکال لے گیا اور اک نقابدار یاقوت پوش نے
برہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان کی جان بچائی ورنہ یہ دونون قریب قتیل زخمون
سے چور چور رہے تھے کفار کا یورش تھا قریب تھا کہ قتل ہو جائین بعد کو معلوم ہوا کہ وہ
نقابدار سہراب بن رستم ہی یہ سُنکے طیموس بہت خوش ہوا کہ واقع مین سہراب دلی دوست ہی
کہ حاضر و غائب یکسان ہی پھر کہا کہ نقابدار زمرد پوش کون تھا شاہور نے کہا بعد کو معلوم ہوا کہ
رفیع البخت بن بدیع الملک تھے لیکن اہل اسلام بڑے باایمان اور باخلاق ہین کہ ملکہ پر
کسی طرح کی دست اندازی نہین کی در نہایت عزت کے ساتھ ملکہ کو رکھا ہی مین جو ملکہ کی تلاش مین گیا
تو مجھے بادشاہ اسلام نے خلعت عنایت فرمایا اور کہا کہ ہمین ملکہ کے بھیج دینے مین کوئی عذر نہین ہی
مگر طیموس یہان موجود نہین ہی ساریق نے بہت سر اُٹھایا ہی اگر راستے مین پھر کوئی پیچ پڑا تو بڑی لڑائی پڑیگی
یہ سُنکے آپ کے والد ماجد نے بھی ملکہ کا بلانا مناسب نجانا اور کہلا بھیجا کہ ہم آپ کے ممنون ہوئے

اگر ہمارے آپکے بعد مقابلہ صاحبقران یکسوئی ہو گئی تو ہم اس کنیز کو آپ ہی کی خدمت مین رہنے دینگے
یہ باتین سنکے طیمور کو نہایت غصہ آیا کہا کہ یہ جب بھاگ کے جاتی ہے خدا پرستون ہی مین جاتی ہے اور
خدا پرست بھی ہمارے شریک تو نہوئے مگر اسکو بچانے لگے ہمین کچھ بھید ضرور ہے تو سہی مرا نام طیمور شیر
پیرور جو یہان سے جاکے اسکو مع بدیع الملک نہ قتل کیا کہ اسنے مجھے رسوائے عالم کیا ہے یہ باتین
بغصہ مین طیمور نے بلند آواز سے کہین تو سلیمان صاحبقران نے سنکر قریب آنکے اور فرمایا کہ اے
طیمور کیا کوئی ایسا راز ہے جو ہمسے بھی پوشیدہ کرنے کا ہے طیمور نے گردن جھکالی سوچا کہ نہین کہتا ہون
تو انھین ملال ہوگا آخر مجبور ہو کر بیان ہی کرنا پڑا عرض کی کہ آپ سے کس بات کو پوشیدہ کر سکتا ہون
اور جو بات مشہور عالم ہے اسکے چھپانے سے کیا فائدہ ہے ہر چند کہ پہلے بسبب حجاب کے مین نے
عرض نہین کیا کہ ساریق سے اور مجھ سے یہ آخری مقابلہ کیون ہوا جسکے بعد مین آپ تک پہونچا
لیکن اب بیان کرتا ہون اصل یہ ہے کہ میری بہن کو ایک مرتبہ ساریق کا ایک سردار چھین لیگیا تھا
اس سے اہل اسلام نے چھینا مین جاکے لے آیا انھون نے بے تکلف سوار کرکے بھیج دیا اس
مرتبہ پھر یہی اتفاق ہوا کہ مین نے اسے سوار کرکے اپنے ملک مین بھیج دینا چاہا تھا کہ کفار نے
چھین لیا آخر مین نے تلوار کھینچی اور یہ قصد کیا کہ قیطول پر چڑھ کے ساریق حرامزادے کی ناک
کاٹ ڈالون مگر اسکی قسمت مین یہ ذلت نہ تھی مین قیطول تک پہونچ چکا تھا کہ نیچہ اٹھانے آیا
صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو ہمین ناک ساریق کی کٹنے کے آجائے اسنے
ایسی ہی نالایق حرکت کی تھی وہ اسی سزا کے قابل تھا طیمور نے کہا کہ ہمین کوئی لطف نہین اگر زندہ
ہون تو پھر قیطول پر چڑھکے اس حرامزادے کی ناک کاٹونگا مگر اتنا تو پہلا معرکہ مسلمانون سے
ہوگا کہ وہ پھر بانکہ کو لے گئے ہین سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور اول تو تمھین انکا ممنون
ہونا چاہیے کہ انھون نے دو مرتبہ تمھاری عزت بچالی علاوہ اسکے اگر انکی نیت بد ہوتی تو سوار کرکے
نہ بھیج دیتے علاوہ اسکے بھی یہ بات ہے کہ مسلمان بے عقد کسی عورت پر دست اندازی نہین کرتے
ہین یہ آئین مذہب کا ہے اسکے خلاف جو کرے وہ مسلمان نہین تم اطمینان رکھو اہل اسلام کبھی ایسی
بے حرکتی نکرینگے طیمور نے کہا میری رسوائی تو ہوئی کہ طیمور کی بہن تھی یہ کہکر عرق شرم مین غرق ہوگیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور ہوش مین آؤ اول تو وہ تمھاری بہن نہین ملکہ ہے خورشید
زرین کمر تمھارا باپ ہے ہان ملکہ خورشید کی دختر ہے اور تم جسکے فرزند ہو ہم خوب جانتے ہین اور اب
وقت قریب ہے کہ یہ راز تمپر بھی ظاہر ہی ہو جائے گا خدا جانے خورشید تمکو کہان سے پا گیا تمنے نہ سنا
ہوگا کہ شیر پیور کا خطاب تمکو کیونکر ملا اور اسکا کیا سبب ہے بادشاہ کا فرزند جسنے کہان سے پایا اور
اسے پرورش کیا تم شہرگان کے شیر ہو اور ملکہ کی بابت تمکو ملال بالکل بیجا ہے اسلیے کہ وحید الملک
اسکا بیٹا ہے جو صاحبقران ثالث تھا اور کیسے خاندان عالی سے ہے اور خود بھی کیسا بہادر ہے ایسے
کہین جڑتے ہین ڈھونڈیے بھی تو ملتے نہین ہین وحید الملک سے بہتر تمھین کون ملیگا
جس سے شادی ملکہ کی کروگے طیمور شیر پیور یہ باتین سن کے کچھ دل مین قایل ہوا کچھ
اسے بلحاظ سلیمان صاحبقران کا مانع تھا خاموش ہو رہا الحاصل حال عرس کا تو بعد کو
بیان کیا جائے گا

لیکن اول چند کلمے داستان لشکر اسلام اور لشکر کفار کے بعد نامہ و پیام

طبل جنگ بجنا اور پہونچنا صاحبقران حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کا اور حال مقابلہ سکندر دیدہ نشین اور محو جادو باقی حالات متعلق داستان ہذا تحریر ہوتے ہین

بیا اے شنوائے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + راوی بیان کرتا ہے کہ جب ساریق بن بقاطرہ پیغمبری
تقسیم کر چکا اور آئینہ پرستون کی بربادی کے بعد جشن سے اسنے فراغت پائی تو خلل دماغ نے زور کیا اسنے
ایک نامہ بنام بادشاہ اسلام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بندہ من تو دیکھ اپنی شوکت وشان کو کہ خداوند نے
تجھے کس رتبہ کو پہونچایا ہے گویا اپنا مد مقابل بنایا ہے تجکو چاہیے کہ ان نعمات خداوندی کا شکریہ ادا کر اور خدمت مین
خداوند کے تمام بندون کو لیکے حاضر ہو خداوند تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے اور تو انتظار مین جسکے بیٹھا ہے یعنے
صاحبقران تو تجھے اسے خداوند نے غارت کر دیا کہ وہ بہت سرکش بندہ تھا اور اگر اسکے خلاف کیا اور اب بھی
تو نادم نہوا تو جس طرح خداوند نے ایک آن مین آئینہ پرستون کو مٹا دیا اسی طرح تجھے بھی غارت کر دینگے کہ
آج کل خداوند کا غیظ وغضب بڑھا ہوا ہے یہ نامہ لکھکر پہلے سخنگان سے کہا کہ تو لیجا اسنے انکار کیا اور کہا کہ مجھمین
جوتیان کھانے کی طاقت نہین ہے اگرچہ اس وقت خواجہ خضران موجود نہین ہین مگر میری گوشمالی کے واسطے
بہت سے مرشدزادے ہین اسوقت ساریق نے اپنے عیار خاص کو کہ جسکا نام پیک قدرت رکھا تھا
نامہ دیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ کیا جس وقت یہ عیار دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا خبر بادشاہ اسلام کو
ہوئی کہ ساریق بن بقا کا نامہ وار آیا ہے فرمایا بلاؤ پیک قدرت اندر آیا اور نامہ خدمت مین بادشاہ لشکر
اسلام کے پیش کیا بادشاہ اسلام نامہ کو پڑھکر بہت برہم ہوے اور قلم دوات منگا کر اپنے ہاتھ سے جواب
تحریر فرمایا کہ او خرس بادیہ ضلالت گرفتار دام حماقت تو وہ ہے جسکی خلقت ایک قطرہ نجس وحرام سے
ہے تجھے اپنے کو خداوند کہتے خوف نہین معلوم ہوتا کہ پیش خداوند حقیقی اسکا کیا جواب دے گا کیا
مجال ہے تیری کہ تو کچھ بھی کر سکے جو کرتا ہے وہ کردگار جہان کرتا ہے گو امیر با توقیر موجود نہین ہین مگر مین تیرے
مقابلہ سے ہرگز قدم پیچھے نہ ہٹاؤنگا جبتک جوانان اسلام مین سے ایک بھی باقی رہیگا وہ کافر کشی
اور جہاد سے باز نہ آئیگا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر یہ مضمون تحریر فرما کے نامہ عیار کو دے دیا پیک قدرت
اڑتا ہوا بالائے فیطول آیا اور نامہ ساریق کو دیا یہ ملعون بھی بہت برہم ہوا کہ اس بندہ بے ادب نے
مجھے اس طرح لکھا ہے بس جوش غیظ وغضب مین کچھ خیال جادو کی مصلحت کا خیال نہ رہا اور اسے طبل جنگ
بجوا دیا ہرکارے یہ خبر لیکے خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے اور عرض کی کہ لشکر کفار مین نقارہ
رزمی بجا ہے فرمایا کچھ پرواہ نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اسی وقت
طبل سکندری اور نقارہ سلیمانی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی تمام لشکر اسلام مین غل ہوا کہ کل پھر کفار سے
مقابلہ ہے لیکن سکندر دیدہ نشین نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور یہ یقین فرمائین کہ کل سحر کی لڑائی ہر
کوئی پہلوان میدان مین نہین نکلیگا لہذا غلام کو اجازت ہو کہ جا کر تیاری کرے فرمایا جاؤ سکندر دیدہ نشین رخصت
ہوکے صحرا مین آیا اسنے رات بھر مین اک قلعہ سحر تیار کیا کہ اس قلعہ کا حال بروقت مقابلہ ظاہر ہوگا چونکہ اس ساحر
چند ملازمان سکندر دیدہ نشین گئے اور کوئی بھی ساحر نہ تھا تو میدان مین سناٹا تھا ہان طلایہ کا گشت پھر رہا تھا
آوازین ہوشیار باش وبیدار باش کی بلند تھین اور اسطرف تمام صحرا لشکر ساحران سے مملو تھا تمام صحرا مین
ہزارہا گیاریان روشن تھین آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند تھین بخورے گوگل لوبان رائی سرسون کالے
دانے وغیرہ کے تمام صحرا دھوان دھار ہو رہا تھا تمام ساحر اپنے اپنے سحر جگانے مین مصروف تھے اور محو جادو

بھی تیاری سحر مین محو تھا اسی عالم مین وہ وقت آیا کہ **مثنوی** سے لگے ہونے نظرون سے تارے نہان
چھپا نور مین جادہ کہکشان + موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
مسیحا نفس تھی نسیم روان + اٹھے لوگ نے لیکے انگڑائیان + راوی بیان کرتا ہے کہ صبح ہوتے ہی
دونون جانب کے اہل لشکر اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت سے فراغ حاصل کر کے
رخ میدان کارزار کا کیا سواری بادشاہ اسلام کی نہایت عظم و شان کے ساتھ میدان مین پہونچی سرداران
لشکر صفین جما کر اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دس دس بیس بیس قدم آگے بڑھکے کھڑے ہوے
تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین قائم ہوا سکندر رستم خو صاحبقران کے مقام پر چالیس قدم لشکر سے
آگے بڑھ کے کھڑا ہوا سکندر دیرہ نشین اپنے چند رفیقون کو لیے ہوے قادہ سے آگے کھڑا ہوا اس وقت
سارلیق بن بقا قیطول پر آکے مبھاد رسیہ دار کیا ایک جانب لنج بے پایان اسکا صفین باندھ کے
کھڑا ہوا لیکن فوج ساحران اس لشکر سے بہ ارادہ رزم و پیکار آگے بڑھ کے کھڑی ہوئی
گیرنگ جادو ہمرتبہ سپہ سالاری اک اژدر سحر پر سوار بہت کہنی سے لیکے غلنے تک بندھے ہوے
گلے مین بجائے زنار مار سیاہ لپٹے ہوے داہنی جانب نیلم جادو اور بائین جانب بربھوت جادو
پشت پر دولاکھ ساحران غدار بلاے بد آفت روزگار گلون مین انگارے کوڑیا لے لپٹے ہوے جھولیان
سحر کی لٹکی ہوئی ہاتھون پر قشقے کھنچے ہوے پیشانیون پر ٹیکے صندل سفید کے دیے ہوے ترسول
برسول چمکاتے ڈفلے ڈیرو بجاتے میدان مین سینہ تنگ صف آرا ہوے ایک جانب حسینہ
زنق جمال جادو لباس نفیس پہنے جوڑا کج باندھے اسکی جادوگرنیان بھی نہایت تکلف کے لباس
پہنے ہوے باز و بط و سرخاب سحر پر سوار ایک سمت قتال جادو بیوریان چڑھائے ہوے ایک
سمت شاہین جادو ایک طرف قہر جادو ایک طرف سنبل جادو تمام ساحران نامی اپنے
اپنے لشکر کو لیے ہوے پرے جما کے کھڑے ہوے اور محو جادو بارہ سو ساحر اپنے ہمراہ لیے
ہوے ان سب سے علیحدہ آکے کھڑا ہوا اور سکندر کی جانب اسنے بقہر و غضب دیکھا سکندر
دیرہ نشین نے کہا کہ مین تیری خدمت گذاری کو موجود ہون اس وقت محو جادو نے کہا کہ کیا کہون
اے سکندر خیال اس بات کا آتا ہے کہ اگر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا تو بہن میری مجھے کیا کہیگی
کہ بھائی نے بیچو راند کیا اور سلطان جادو جو میرا فرزند ہے کہ سن اسکا نو دس برس کا ہے وہ کیا کہیگا
کہ ماموں نے ہمین یتیم کر دیا سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ تجھے یہ سب خیال بیکار ہین کوئی بھی
تجھ سے شکایت نہین کریگا شکایت پیش خدا ہوگی کہ تو نے جان بوجھ کے دین حق سے
انکار کیا اک کافر کی طرف سے خالق حقیقی کے ماننے والے سے مقابلہ کیا فتح و شکست پر کوئی قادر
نہین ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ تجھے بہن کی اتنی شرم ہے اور خدا کی شرم نہین ہے یہی باتین تھین
کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور ایک بیک بچہ پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا
کہ خواجہ خضر ان ہین سردارون نے پوچھا کہ خیریت تو ہے خضر ان نے کہا کہ بڑے استقبال چلو
امیر بانوقیر تشریف لاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ تمام سردارون مین کھلبلی پیدا ہوگئی اور سبکے
سب براے استقبال صاحبقران روانہ ہوے سب سے پہلے سکندر رستم خو پہونچے بعد
اسکے اور سردار مثل طلحہ بن لند حصور ملوک بن مالک قہور بن جمہور گردن بہرام مرز
بن مرزبان فریبرز بن فرامرز شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طاعنت رفیع البخت سہراب

بن رستم شہنشاہ صف شکن وحید الملک داراب ثانی ملقیس بن قہوریہ تمام سردار گئے اور نہایت
اعزاز و اکرام سے صاحبقران عالی شان کو اپنے ہمراہ لیکر آئے چند قدم تخت بادشاہ اسلام کا بھی آگے
بڑھا بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا امیر کشور گیر سے بغل گیر ہوئے نقارۂ شادمانی پر چوب
پڑی امیر کے آجانے سے مقابلہ ملتوی ہو گیا دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بج گیا اُس طرف
ساریق پرست پلٹ گئے ادھر صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اس موقع پر صاحبقران
کا آجانا گویا ہر ایک کے تن بیجان میں جان آگئی ہمراہ صاحبقران کے اسفندیار مکرانی تھا لوگوں نے
پوچھا کہ یا صاحبقران یہ کون شخص ہے فرمایا یہ شاہزادہ ہے شہر مکرانیہ کا میں اسکی رہائی کے واسطے
گیا تھا بادشاہ اسلام نے ساریق کی بابت پوچھا کہ یہ بھی تو گیا تھا اسنے کہا کیا اور کیونکر بچا کے آیا یہ سنکے
امیر کو ہنسی آگئی فرمایا خضران سے اسکی حالت پوچھیے خضران نے سب کیفیت بیان کی سب ہنسا
کیے بادشاہ نے فرمایا کہ اس ملعون نے یہاں یہ مشہور کیا تھا کہ میں نے صاحبقران کو غارت کر دیا ایم
بہت ہنسے دیر تک یہی باتیں رہیں سکندر رستم خو نے مقابلہ طیمور شیر پرور کا حال بیان کر کے طیمور کی
بہت تعریف کی صاحبقران نے فرمایا کہ اب طیمور کہاں ہے سکندر نے طیمور کے لشکر کی تباہی کا حال بیان
کیا امیر با توقیر کو طیمور کے لیے تردد ہوا کہ نہیں معلوم کہاں گیا اور کون اُسے لے گیا شام کو محو جادو
نے خاص اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا خبر لشکر اسلام میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں
جنگ کی ہونے لگیں سکندر دیرہ نشین نے صاحبقران با اقبال سے عرض کی کہ حضور نے ملاحظہ
فرمایا کہ کسقدر ساحر آئے ہوئے ہیں اس طرف یہ غلام آپکا تنہا ہے میدان سے میرا زندہ پھرنا غیر ممکن ہے
لہذا شاید میں مارا جاؤں تو آپکو اپنے اسلام کا شاہد کیے دیتا ہوں کلمہ اس وجہ سے نہیں پڑھ سکتا کہ تمام
سحر کی باطل ہو جائیگی اور سامنا ساحروں سے ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے سکندر دیرہ نشین جسکو
تم بنا ہم نبرد پاتھا سوا اُسکے ایسے سے مقابلہ نکرنا جس ساحر سے تم مقابلہ نکر سکو سکندر
دیرہ نشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران بچپن کے بعد جوانی کی امید ہوتی ہے جوانی کے بعد بڑھاپا
بڑھاپے کے بعد سوا موت کے کس چیز کی امید نہیں ہوتی میری موت آگئی ہے تو بچ نہیں سکتا یہاں سے
جاؤنگا کسی اور حیلہ سے مرونگا اور اگر موت نہیں ہے تو کسی کے مارے نہیں مرسکتا میں بھی وہ شخص
ہوں کہ تمام عالم کے ساحر مجھے جانتے اور مانتے ہیں اگر مقابلہ سے ٹل جاؤنگا تو تمام عالم میں رسوائی
ہوگی ایسی زندگی سے مرجانا بہتر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ صحرا میں قلعہ کسنے بنوایا ہے سکندر
نے عرض کی کہ یہ قلعہ آپکے غلام کا بنوایا ہوا ہے اتنے ساحروں کے مقابلے کو جاتا ہے کوئی جائے امن
نہوگی تو کام کیونکر چلے گا اس سبب سے میں نے یہ قلعہ بنا رکھا ہے اب آپ کل اس قلعہ کا تماشہ دیکھیے گا
الغرض یہ باتیں ہونے کے بعد دربار برخاست ہو گیا ہر ایک سردار اپنے اپنے خوابگاہ میں جا کے
سو رہا جب صبح ہوئی تو سب میدان کارزار میں آئے ساریق آکر فیطول پر بیٹھا لشکر زیر فیطول
صف آرا ہوا ساحر شیر و پلنگ و خرس و گرگ سحر وغیرہ پر سوار ڈفلے اور ڈمرو بجاتے ہوئے میدان
میں آئے اس طرف لشکر اسلام صف آرا ہوا صاحبقران اپنے رتبہ کے موافق لشکر سے چالیس
قدم آگے بڑھ کے کھڑے ہوئے سکندر دیوانی اپنے قلعہ کے آگے کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ نمود جادو
نے زیر فیطول آکر ساریق سے اجازت میدان مانگی ساریق نے کہا جا اے بندہ من تجکو اپنے دست
قدرت کے حوالے کیا محو جادو میدان میں آیا اور پکارا کہ اے سکندر دیرہ نشین آ تو یہ سنکے

سکندر دیرہ نشین سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہے یہ سنکے سکندر میدان مین آیا جسوقت سامنے محو جادو کے پہونچا محو جادو نے دستک دی دیکھا
کہ جانب صحرا سے اک جوگی ہاتھ مین گولہ فولادی پکڑے ہوئے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او سکندر تیری
بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو میرے آقا کے مقابلہ کو نکلا ہے بھلا روک تو اس ضرب کو دیکھون تو کہ تو کیسا ہے
یہ کہتے ہی گولہ کھینچ مارا سکندر نے آمد اس گولے کی دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ قضا کا گولہ ہے یہ وہ سحر ہے کہ توڑ
اسکا سامری و جمشید بنا ہی نہ سکے بس پاؤن مار کر غرق زمین ہوگیا گولے نے جو حریف کو نہ پایا پلٹ
کے اسی جوگی کی طرف آیا ہر چند جوگی نے اُف اُف کی کہ پنجے پیدا ہوئے اور چاہا گولے کو روک
لین مگر یہ کب رکتا ہے سینے پر جوگی کے پڑا کہ جوگی اُلٹ گیا محو جادو نے کہا بڑی چال کی اس
ویرانی نے یہ کہکر اس ارادہ سے بڑھا کہ گولہ بار جادو کو اچھا کرون کہ اکمرتبہ برابر گولہ بار جادو کے
زمین شق ہوئی اور سکندر دیرہ نشین نمودار ہوا بس سکندر نے نعرہ کیا کہ ملعون اپنے سحر کو
آپ نہ روک سکا یہ کہا جو حقہ سحر مارتا ہے تن بدن مین گولہ بار جادو کے آگ لگ گئی دھڑ دھڑ
جلنے لگا بس یہ دیکھکر محو جادو نے زانو پیٹ لیا اور کہا ای سکندر غضب کیا تو نے کہ اسے پھونک دیا
یہ گولے سے مرنے نہ پایا تھا مین اسے اچھا کرلیتا خیر تو کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر اسنے
جھولی پر اسباب سحر کے ہاتھ ڈالا اور دام سامری نکالا یہ وہ دام تھا کہ سامری نے اسکا سحر
پڑھ پڑھ کے اسکا سوت کاتا تھا اور اسی طرح اس جال کو تیار بھی کیا تھا محو جادو کو بڑی تلاش سے
ہاتھ آیا تھا بس اسنے وہی جال نکال کے مارا کہ سکندر اس دام سحر مین اُلجھا بس محو جادو نے نیمچہ سحر
کھینچا کہ اسے قتل کر ڈالون سکندر نے اُف اُف کی کئی شعلے زبان سے نکل کے گل ہوگئے
اور دام نہ جلا اس وقت سکندر نے زانو پر ہاتھ مار کے آواز دی کہ ای شمع افروز قبر سامری تیری
اتنے دنون کی ریاضت کب کے کام آئیگی بس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک نازنین شمع ہاتھ
روشن کیے ہوئے پیدا ہوئی اسنے وہ شمع کی لو دام مین لگا دی دام جلنے لگا اور سکندر جو تڑپتا ہی
تو جیسے گل مین سے بو نکلتی ہے اسطرح اس دام سحر سے نکل کے جانب قلعہ روانہ ہوگیا اسوقت
محو جادو نے سر پیٹ لیا کہ یہ تبرک اسنے پر اجلا دیا غصہ مین آکر اسنے خون پیشانی اپنا چلو
مین لیکر اس نازنین پر چھینٹا مارا اور کہا کہ اس تبرک چیز کو پھونک دیتے تو سر سبز ہونا چاہتی ہے کہ
تو بھی جل جا اسی آگ مین بس خون کا چھینٹا پڑتے ہی شمع افروز جادو گھبرا گئی اور اسی آتش نفس
مین کود پڑی ادھر تو جال جلکے تمام ہوگیا ادھر شمع افروز جادو دھڑ دھڑ کرکے جل گئی بس
محو جادو نے آواز دی کہ او سکندر اب مقابلہ سے بھاگ کر اس قلعہ مین چھپا ہے کیا حقیقت
ہے اسکی یہ کہکر اپنے بارہ سو ساحرون کو ساتھ لیکر قلعہ کی طرف چلا یہان سکندر دیکھتی تو قلعہ مین
بیٹھا ہے لیکن کچھ حالت قلعہ کی سنیے کہ سکندر نے اس قلعہ کے چار پھاٹک قایم کیے ہین ہر
پھاٹک پر ایک تپلہ لباس شاہانہ پہنے کھڑا ہے ایک تپلہ سر پر اسکے چتر لگے ہوئے ہے
اور دونون جانب کی فصیلون پر چھوٹی چھوٹی کھڑکیان تنکون کے تیر کمان ہاتھ مین لیے کھڑی
ہین ایک بادشاہ ناوک انداز دن کا افسر ہے دوسرے دروازے کا بادشاہ سنگ انداز دن کا
افسر ہے یہان بہت سے چھوٹے گڈے گوپھنین ہاتھون مین لیے ہوئے چرخ دے رہے ہین ایک
پھاٹک پر بالشت بالشت بھر کے بہوسے ہاتھون مین گولے فولادی لیے بیٹھے ہین

ادھر حریف کے منتظر ہیں ایک سمت خشت انداز ہیں پس جیسے ہی محو جادو قریب قلعہ پہونچا یہ اُس پھاٹک کے
سامنے تھا جہاں ناوک انداز پتلیاں تھیں اُسے دیکھتے ہی بادشاہ نے آواز دی کہ مارو انکو یہ ادھر کیوں
آئے ہیں پس یہ سننا تھا کہ تمام برجیوں نے تیر مارنا شروع کیے جس ساحر پر تیر پڑا وہ کاغذ کا پتلا بنکے
جلنے لگا بارہ سو کاغذ کے پتلے دم بھر میں جل کے خاک ہوگئے سکندر نے آواز دی کہ اڑے کاغذ کے پتلے
لڑانے لایا ہی یہ کیا لڑینگے پس محو جادو غصہ میں آیا اور ایسے جست کی کہ فصیل قلعہ پر پہونچ گیا۔ پس
بادشاہ نے حکم دیا کہ ارے مار لو اس چور کو یہ کہنا تھا کہ تمام وہ مٹی کے کھلونے دوڑے ایک اُچک کے
گردن سے لپٹ گیا اور کان میں محو جادو کے چکٹ دی دوسرا دوسرے کان میں لپٹ گیا اور کاٹنے لگا
محو جادو اسکے چھڑانے میں محو ہوا دوسرے چکٹ ماری تمام پتلیاں اور پتلے اسطرح لپٹ گئے جیسے
بھڑیں یا سارنگ مکھیاں چھتے کے چھیڑنے سے لپٹ جاتی ہیں اور ان سبنے کاٹنا شروع کیا محو جادو کی
یہ حالت ہی کہ چیخ چیخ اٹھتا ہی آخر یہ حالت ہوئی کہ محو جادو گھبرا گیا لشکر صاحبقران میں محو جادو کی حالت
پر لوگ قہقہے لگا رہے تھے اور لشکر سارلیق کے ساحر بھی ہنس رہے تھے سختگان کہہ رہا تھا کہ واہ اے
سکندر دیہاتی کیا کہنا یہ خدا پرستوں کے شریک ہونے کا اثر ہی کہ تمنے محو جادو سے ساحر کی یہ گت
بنادی اب محو جادو کی یہ نوبت ہوئی کہ تمام جسم سے اسکے لہو بہنے لگا آخر محو جادو نے اپنے کو قلعہ
کے نیچے گرا دیا چونکہ باہر قلعہ کے ان پتلوں کو لڑنے کا حکم نہیں ہی سب محو جادو کو چھوڑ کر پھر اپنے
اپنے مقام پر آکے کھڑے ہوگئے محو جادو کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا بھاگ کے لشکر سارلیق میں تو پہنچا
اور آواز دی کہ پھر اے سکندر کل سمجھا جائیگا یہ کہکر اسنے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا یہاں
اس طرف بادشاہ اسلام میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں آئے سکندر دیرہ نشین بھی قلعہ سے اُتر کر
خدمت بادشاہ میں آیا سرداران اسلام نے سکندر کی نہایت تعریف کی سکندر دیرہ نشین نے عرض
کی کہ مجھے اس حرامزادے کا مطلق خوف نہیں ہی اسکے لیے میں کافی ہوں نہ میں ان ساحروں سے ڈرتا ہوں
جو آئے ہوئے ہیں، ہاں خوف اسکے استاد کا ہی یا صاحبقران وہ بلائے بے درمان ہی اگر اسنے اُس سے
کمک طلب کی تو پھر کچھ میرے بنائے نہ بنیگی نام اسکا فرتوت آتش زبان ہی ساحر بے جفت ہی سارلیق
کی وہ حقیقت ہی کیا سمجھتا ہی اور آج جو محو جادو بھاگ کے اور جی چھوڑ کے گیا ہی تو ضرور اس سے
کمک طلب کریگا صاحبقران نے فرمایا ای سکندر تمہاری لڑائی بس محو جادو تک محدود ہی اسکے
علاوہ اگر کوئی ساحر نکلیگا تو اسکے مقابلے کو میں موجود ہوں تم اکیلے کس کس سے مقابلہ کروگے سکندر نے
عرض کی کہ غلام اپنے سامنے تو حضور کو ایسی تکلیف نہ دیگا ہاں بعد میرے آپ کو اختیار ہی امیر
خاموش ہو رہے وہاں محو جادو جو اپنے مقام پر پہونچا اسنے آب دمیدہ سحر سے غسل کیا خاک قبر جمشید کی
مرہم میں ملا کر زخموں پر لگائی گو زخم اسکے اچھے ہوئے اب اسنے ایک نامہ فرتوت آتش زبان کو تحریر
کیا مضمون یہ تھا کہ ای استاد معظم سکندر دیرہ نشین جو کہ بہنوئی اُس شخص کا تھا اسنے ساتھ ہم لوگوں کا
چھوڑ دیا اور خدا پرستوں کی طرف سے مقابلہ کیا میری وہ حالت کر دی کہ اگر بھاگ کے جان اپنی نہ بچاتا تو
اُسکے ہاتھ سے جانبری دشوار تھی لہذا امیدوار ہوں کہ یا تو آپ خود ہی یہاں تشریف لائیے یا کسی
ایسے کو میری مدد کے واسطے بھیجیے جس سے سکندر مقابلہ میں عاجز آئے یہ نامہ تحریر کرکے طائر سحر
کے گلے میں باندھ دیا طائر اُڑ کر جانب مسکن فرتوت آتش زبان روانہ ہوا جس وقت پاس فرتوت
آتش زبان کے پہونچا چکارا اور نامہ پیش کیا فرتوت آتش زبان نے نامہ اسکے گلے سے

کھولکر پڑھا نہایت برہم ہوا جواب تحریر کیا کہ ای محو جادو تجھے ساریق سے تو کوئی کام نہین ہی اسلیے کہ وہ رنگا
ہوا سیار ہی اگر چاہون تو ایک پل مین ساری خداوندی کو اُسکے درہم برہم کردون مجھے خود ساحران عالم
خداوند ساحران کہتے ہین لیکن تیری وجہ سے کہ تو شاگرد ہی میرا مین ہٹ اُونگا اور تین دن کے اندر تمام
خداپرستون کو غارت کردونگا بالفعل عروس جادو کو بھیج دیا اور عروس جادو کو بلا کے کہا کہ ای محو کی
تیرے بھائی پر وقت سخت آیا ہی کہ وہ سکندر سے سحر مین لپیٹ ہوا ہی تو جاکر سکندر کو غارت کردے
بلکہ تمام خداپرستون کو مٹا دے کہ نہ مجھے تکلیف اٹھانا پڑے نہ تجھے ساریق کے ملک مین جانے سے
کسیقدر عار ہی یہ سنکے عروس جادو نے کہا کہ مین کل صبح کو جاؤنگی یہ کہکر اپنے گھر مین آئی اور شوہر سے
اپنے ذکر کیا شیدا سے جادو نے کہا کہ جہان جاؤگی ہم تمھارے ساتھ ہین عروس جادو نے منع کیا اور کہا کہ
مین بہت جلد اُن سبکو غارت کرکے چلی آؤنگی کہ تمکو تکلیف نہو اور تم استاد کو بیان سے جانا نہ پڑے
لیکن شیدا سے جادو نے نہ مانا اور کہا کہ تم خوب جانتی ہو کہ مجھے ایک دم بغیر تمھارے قرار نہین ہی یہ
کہکر اسنے سامان سفر درست کیا اور دوسرے روز یہ دونون ایک تخت پر بیٹھے اور ابر سحر مین پوشیدہ
ہو کر جانب ملک سارلقیہ روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے اور اول ذکر سنیے ملک سارلقیہ کا
کہ محو جادو نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تھا جب صبح ہوئی تو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے
اُدھر محو جادو نے جاکر وہ حجرہ جو برسون سے بند تھا کھولا اسمین بارہ سو ساحر چلہ کشی مین مصروف
تھے یہ فوج محو جادو نے تیار کی تھی کہ اسکا مثل و نظیر نہ تھا محو جادو نے ایسا انتظام کیا تھا کہ
سوا اپنے ہاتھ کے کسی صورت سے ان ساحرون کی موت معین ہی نہین کی تھی اگر خود محو جادو ہی
انکا مٹانا چاہے تو ہو سکتا تھا بس جیسے ہی حجرہ کھلا وہ سب ساحر حجرے کے باہر آگئے اور
کہا محو جادو سے کہ کیا حکم ہوتا ہی محو جادو نے کہا چلو نوبت تمھاری جنگ کا آگیا سکندر دیرہ نشین
پیلو نشین ہوگیا ہی اُسے مٹا دو بارہ سو ساحر تمتمائے ہوے حجرے سے نکلے اور ساتھ محو جادو
کے میدان مین آگے دیکھا سکندر دیرہ نشین نے کہ آج اسنے وہ فوج نکالی ہی کہ جسکا مٹنا آسان
نہین ہی اس سے بہتر یہی ہی کہ اسی سے مقابلہ کرو اگر اسنے مارلیا تو ان سبکو مار لیا اور اگر قلعہ مین جائیگا
تو یہ فوج بیشک قلعہ کو تخت و تاراج کردیگی یہ قصد کرکے خاموش اپنے قلعہ کے دروازہ پر ٹھہر رہا جب
اُس طرف ساریق نے دریچہ کھولا اور بالاے فیلعل آکے بیٹھا اور اسطرف بادشاہ اسلام کا
تخت آکر قلب لشکر مین قائم ہوا امیر اپنے مقام پر ٹھہرے ہوے نقیب نقابت کرکے نکل گئے
تو محو جادو میدان مین آیا اور للکارا کہ ای سکندر روئین تن کہ تو نے بھی بڑا ریاض کیا ہی لیکن آج مین نے
اُس فوج کو حجرہ سے نکالا ہی جسکو سوا میرے کوئی مٹا ہی نہین سکتا اور تیرے قلعہ کو یہ لشکر دم بھر مین
مٹا دے گا سکندر نے کہا کہ مین یہ سب باتین جانتا ہون محو جادو نے کہا کہ اب بھی اگر خلعت
ساریق کا شریک ہوجا اور ان خداپرستون کی رفاقت سے ہاتھ اٹھا تو کچھ نہین گیا ہی مین تجھ سے
وعدہ کرتا ہون کہ اپنا عہدہ تجھے دیدونگا اور آپ تیری ماتحتی کرونگا اسلیے کہ رشتہ دینے کا ہی مجھے جس
بزرگی نے تو سکندر دیرہ نشین نے کہا کہ ای محو جادو مجھے بھی یہی خیال ہی کہ بی بی کو میری کا بھائی کا
داغ نہ تجھے قتل کرکے دکھاؤنگا لیکن اگر تو خداے حقیقی کو نہ پہچانے گا تو تیرے قتل سے باز رہونگا
تو اگر دین اسلام اختیار کریگا تو جس مرتبہ پر ساریق کے دربار مین ہی صاحبقران اس سے زیادہ
تیری عزت کرینگے اور بہت کچھ عنایت فرماوینگے اور مین اپنا ملک بھی تجھے دیدونگا آپ کسی قریہ کو

آباد کرونگا محو جادو نے کہا ای سکندر دیدہ نشین معلوم ہوا کہ اجل ہی تیری آگئی ہے اگر مین نے تجھے مار لیا
تو کوئی تیرا عوض لینے والا مجھے نہین دکھائی دیتا چراغ گل ہے اور اگر تو نے مجھے مار لیا تو یہ یاد رکھنا کہ مین
میری عروس جادو جو میرے اُستاد کی شاگرد رشید ہے تجھے زندہ نہ چھوڑیگی اور اُستاد میرا ایک پل
مین چاہے تو ان تمام خدا پرستون کو غارت کر دے سکندر دیدہ نشین نے کہا کہ ای محو جادو تو کیا
مسخرا ہے اور تیرا اُستاد کیا ہے اگر ساحران عالم ایک طرف ہون تو صاحبقران کا کچھ نہین کر سکتے مین اسلیے
کہ وہ صاحب اسم اعظم ہین اور حق پر مین خلاف اُنکا شریک ہے جسکا خدا شریک ہے اُسے کون مٹا سکتا
ہے اگر تو مارا گیا اور تیرے اُستاد نے آکے مجھے مٹا دیا تو یہ یاد رکھ کہ جو ہونگے وہ دیکھ ہی لینگے عیاران
لشکر اسلام کتے کی موت اُسے مار ڈالینگے کیا ساحر شمشش سے یہ بڑھ کے ہے اُسے تو بحر قلزم سے نکال
کے مار ہی ڈالا اسکی کیا حقیقت ہے مین تو اک ادنٰے غلام صاحبقران ہون اپنی خوشی سے لڑنے
آیا ہون ورنہ وہ تو مجھے منع فرماتے تھے تو صاحبقران کو کیا سمجھا ہے بس یہ سنکے محو جادو نے کہا
کہ ای سکندر بس اب مجھے تیری سخت کلامی کی تاب نہین ہے کہ تو میرے اُستاد کی نسبت اس طرح کہتا ہے
کوئی ادنے کو بھی نہین کہہ سکتا ہے بس آ اور مقابلہ کر سکندر نے کہا کہ ابتدا تو ہی نے کی تھی مین تیری
خدمتگذاری کے لیے موجود ہون یہ کہکر سکندر دیدہ نشین سامنے محو جادو کے آیا محو جادو نے
زمین پر غلطک ماری اور بصورت اژدر بنکے چلا کہ اسے نگل لون سکندر نے بھی غلطک ماری اور صورت
نہنگ کی پیدا کی دونون لڑنے لگے اسقدر لڑے کہ پست ہو گئے آخر سکندر نے صورت
فیل مست کی بنائی اور چاہا کہ محو جادو کو روند ڈالون محو جادو بھی ایسا ویسا ساحر نہین ہے اسنے بھی
غلطک ماری اور فیل بنکر کلہ بکلہ لڑنے لگا محو جادو کی ٹکر سے سکندر تو چیخ اُٹھتا ہے اور سکندر کی
ٹکر سے محو جادو غرضکہ لڑتے ہوتے لب اب دونون نے پھر صورت بدلی اور خرس بنکے لڑنے
لگے پھر شیر کی صورت پیدا کی اور طمانچہ چلنے لگا اب تمام ساحر تماشہ دیکھ رہے ہین اور ہر ایک اندازہ
کر رہا ہے کہ سکندر مغلوب ہوا چاہتا ہے کہ اکثر تپنچہ محو جادو کا جو پڑتا ہے تو سکندر زخمی ہوا بس
یہ زخمی ہوتے ہی قلعہ کی طرف بھاگا اور محو جادو نے تعاقب کیا سکندر جلدی سے بھاگ کے
صدر قلعہ مین چلا آیا اور کتاب قانون سحر کے ورق اُلٹنے لگا ایک اسم نکلا سکندر نے اُس اسم
پڑھنا شروع کیا محو جادو دروازہ قلعہ کے آکے ٹھہر جا رہا بادشاہ ساحران نے فوج کو حکم دیا محو جادو
پر ہر طرف سے مار ہونے لگی ایکجانب سے تیلیان تیرہ دار ہی تھین ایک سمت سے خشت آرہی تھین
ایک طرف سے پتھر برس رہے تھے ایکجانب سے گولے آرہے تھے محو جادو نے اک اسم
پڑھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ دیوار پیدا ہو گئی سب حربے اُس دیوار پر رُکنے لگے بس محو جادو
نے اپنے ہمراہیون بارہ سو ساحرون کو للکارا کہ آؤ اور اس قلعہ کو مٹا دو بس یہ سنتے ہی وہ بارہ سو
ساحر جھپٹے یہان سکندر دیدہ نشین نے قلعہ کے فصیل پر آکے جال گولہ فولادی دیوار پر
بلا دیوار ارا اسکے گری اتنے مین فوج بھی محو جادو کی آگئی قلعہ پر سے مار ہونے لگی
لیکن کسی حربہ نے اثر نہ کیا اور ساحر یورش کرکے دروازہ قلعہ کی طرف چلے کہ قلعہ مین گھس کے
سکندر کو پکڑ لائین دیکھا سکندر نے کہ حربے اور پاسبان قلعہ کے کام نہین کرتے اب یہ بیباک
قلعہ مین چلے آئینگے بس سکندر نے اک اسم شروع کیا اور انگلی کو گردش دینے لگا قلعہ
پر چرخ مارنے لگا گھن چکر ہو گیا محو جادو کے ساحر گرد قلعہ کے دوڑنے لگے کہ بھاگ تک جائے

بہونچین تو قلعہ مین در آئین جسوقت قلعہ اکتالیس چرخ لگا چکا تو تھم گیا اب ساحران محو جادو کی یہ حالت
ہوئی کہ دوران سر انکو عارض ہوا راستہ نہ سوجھائی دیتا تھا محو جادو نے اک اسم پڑھنا شروع کیا کہ اس
تاثیر کو مٹاوے جبتک یہ اس سحر کا رد پڑھے سکندر نے دوسرا سحر کیا کہ دو پریزادین طبق گل لیے ہوئے پیدا
ہوئین اور انھون نے ان ساحرون پر پھول پھینکنا شروع کیے جسپر پھول پڑا اور خوشبو پھول کی ناک
مین گئی مست و بیخود ہو گیا اور کہنے لگا کہ واہ رے سکندر تیر آ گیا کتنا اس وقت لطف زندگی حاصل
ہو گیا اور پریزاد کی طرف دیکھ دیکھ کے اور اور کی صدا دینے لگی رب پریزادین یکایک کی طرف پھینکتی تھی
مین تو دوسرا منھ تکتا ہے اور کہتا ہے گل پھینکے ہے غیرون کی طرف بلکہ ثمر بھی + اے خانہ برانداز چمن
کچھ تو ادھر بھی + پریزادون نے اپنا شیرا بنا کر آواز دی کہ کیا دیکھتے ہو یہ دشمن سکندر کا کھڑا ہے
اسے مٹا نہین دیتے ہو بس یہ سننا تھا کہ بارہ سو ساحر جو بہارے سحر پکڑ پکڑ کے محو جادو
کی طرف چلے اور شور کرنے لگے کہ مارو اسکو غضب کیا اسنے کہ سکندر ایسے شخص کی عداوت پر
کمر باندھی یہ دیکھکر محو جادو بہت گھبرایا جلدی سے کچھ اسم سحر کے پر پرواز پیدا کیے اور بلند
ہو کے اسنے آواز دی کہ ای سکندر دیرانی سوا تیرے دوسرے کی یہ مجال نہ تھی کہ اسکو پلٹا سکتا
بھلا مٹانا اس سحر کا تو ممکن ہی نہ تھا سوا میرے تو نے تو وہ تدبیر کی کہ مجھے خود اپنا سحر مٹانا پڑا اتنا
وقفہ نہین کہ انھین ہوش مین لاؤن مین سحر اتارونگا تو پھر مٹا تا جائیگا اور یہ سب پل کے مجھی کو مار ڈالینگے
خیر کچھ پرواہ نہین یہ کہکے اسنے اک ڈبیا جھولی سے نکالی اور اسے کھولا اسمین سے اک جانور لال
کے برابر نکال کے ہاتھ پر بٹھایا اور کلائی چاک کر کے خون اسکا چلو مین بھرا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر طائر
پر دم کیا طائر چہکار کر کیا حکم ہوتا ہے محو جادو نے کہا کہ لے خوراک اپنی اور ان نمکحرامون کو سزا دے
بس یہ کہکر جس ہاتھ مین خون تھا جانور کی طرف بڑھا دیا جانور اس خون مین خوب لوٹا اور اڑا ساحر
جل جلا کے محو جادو کو گالیان دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمین نمکحرام کہتا ہے زمین پر آ تو معلوم
ہو گولے ترنج نارنج پکڑے کھڑے تھے کہ وہ طائر ان ساحرون کے سر پر آیا اور پرون کو جھاڑا
جتنے قطرے خون کے ٹپکے برقین بن بن کے گرنے لگین اور ساحر جلنے لگے صدائے گیر و بزن
بلند ہوئی دم بھر مین سب ساحر جل کے خاک ہو گئے اسوقت سکندر نے کہا کیون محو جادو
یہ کتنے دنون کی ریاضت تھی محو جادو نے آہ کھینچی اور پکارا کہ ای سکندر تو نے میرے ہی ہاتھ سے
میرے اکتالیس برس کے ریاض کو خاک مین ملوا دیا اور بارہ سو سامری پرستون کا خون کر دیا خیر تو
جائیگا کہان میرے ہاتھ سے بچ کر یہ کہکے اسنے پھر کلائی دوسری جگہ سے چاک کی اور خون
چلو مین لیکر اسی جانور کو دکھایا جانور تڑپ کے آیا اور خون مین پھر لوٹا سکندر سمجھ گیا کہ اب یہ
حملہ قلعہ پر ہوگا سکندر نے کوئی اسم سحر پڑھ کر دستک دی کہ اسی وقت چار پریزادین بہشتی پوش
پچکاریان ہاتھون مین لیے ہوئے گاتیان باندھے ہوئے پیدا ہوئین اور چارون دروازون پر
قلعہ کے آکر کھڑی ہو گئین اور جانب آسمان دیکھنے لگین جیسے ہی طائر خون مین لوٹ کر بالا سے
قلعہ آیا اور اسنے پر جھاڑے قطرے خون کے برق بنکر تیلیون کی طرف چلی بس پریزادون نے
پچکاریان مارین اس طرح کہ چارون پچکاریون کی دھارین ملین اور اک چادر آب بالائے قلعہ قائم ہو گئی
جو برق گری سرد ہو گئی یہ وار بھی محو جادو کا خالی گیا اسنے سر پیٹ لیا کہ یہ ظالم تو اب میرے ہی ہاتھ
سے میرا خون بھی کیا چاہتا ہے بس پیشانی مین نشتر دیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر خون چلو مین لیا اور ب

طائر کو آواز دی طائر اڑ کر آیا کچھ خون اسنے پیا باقی خون مین پھر یہ لوٹا اور اڑ کر قلعہ کی طرف چلا سکندر نے دیکھا
کہ اب یہ بلاے آسمانی ہو گئی ہے تاہی طائر نے ایکی جو پرون کو حرکت دی تو برقین چمک چمک کے چلین اور
اس جادو آب سے ماہی سرخ رنگ بن کے نکل آئین اور گرتے گرتے پھر برق بنگئین چار دن بہزاد ولن
کو جاکے خاک کر دیا اب نوبت پتلیون کی جلنے کی آئی دو چار پتلیان جلنے پائی ہونگی کہ سکندر نے سحر کی
جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک باز سحر نکال کر اپنی پیشانی کا خون لیکر اس باز کو چٹایا اور اس طائر پر کھینچ مارا
اور آواز دی کہ لے اسے یہ خوراک ہے تیری باز نے آتے ہی طائر کو پنجہ مین دبایا ہر چند طائر چین چین کرتا رہا
باز اسے نگل گیا اور سکندر کی طرف چلا اسوقت محو جادو نے پھر نشتر دیکر خون پیشانی کا لیا اور کچھ اسم
سحر پڑھ کر آواز دی کہ میرا سحر تو ٹوٹے اور تیرا سحر باقی رہے کہان جاتا ہے یہ کہکر چھینٹا خون کا باز پر مارا خون
گیا گرا کہ اک شعلہ چمک کے باز پر گرا باز ہمہ تن جل کے خاک ہو گیا ہنوز طرفین سے کسی اور سحر کی نوبت
نہ آئی تھی کہ جانب آسمان سے ایک ابر طلائی رنگ نمودار ہوا اب محو جادو اس ابر کا انتظار کرنے لگا
اور سکندر دیرہ نشین بھی دیکھنے لگا بلکہ سبکی نظر اس ابر کی جانب تھی کہ عجب طرح کا ابر ہے اس ابر سے
بارش گلہاے طلائی کی ہوتی آتی ہے اور برقین چمک رہی تھین گرج کیچھون کے پار ہوتی جاتی تھی جب
برق چمکتی تھی آنکھین سبکی جھپک جاتی تھین کہ وہ ابر آتے آتے شق ہوا دیکھا کہ اک عورت اور ایک مرد
اس ابر مین سے تخت سحر پر سوار رہا محو جادو براے استقبال آگے بڑھا اور کہا کہ ای بہن عروس جادو
دیکھو میری یہ حالت ہوئی سب سحر ٹوٹ گئے اور کام نہ نکلا اگر تم نہ آجاتین تو اب جان پر کھیل کے مین خود قلعہ
مین گھس جاتا عروس جادو نے کہا کہ بھیا یہ کونسی حالت ہے ایک مرتبہ جاکے اپنے کو لہولہان کرایا
پھر وہی ارادہ کیا تھا اب تم آرام سے بیٹھو کل مین اسے سر میدان اگر نہ پھونک دون تو نام اپنا عروس
جادو نہ رکھون یہ کہکر محو جادو کو ساتھ لیے ہوئے خون پوچھتی ہوئی سامنے قیطول ساریق کے آئی
بعد سلام کیا اسکے آنے سے طبل بازگشت بجگیا جنگ ملتوی ہوئی دونون لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر
آئے صاحبقران سکندر دیرہ نشین کی تعریفین کرتے ہوے سکندر کو لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوے
بدلے لباس رزم اتارا پوشاک بزم پہنکر اپنے اپنے ڈنگلون کرسیون پر بیٹھے اتنے مین ہرکارے دوڑے
ہوے آئے اور عرض کی کہ وہ ساحرہ جو آئی ہے اسنے حکم دیا ہے کہ صحرا مین لکڑیان جمع کی جائین کل مین
پہلے تو سکندر کو پھونک دونگی اسکے بعد تمام اہل اسلام کو اگر نہ پھونک دیا تو نام اپنا عروس جادو
نہ پایا یہ سنکے سکندر کانپنے لگا اور عرض کی کہ یا صاحبقران بیشک یہ ایسی ہی بلا ہے چونکہ مرنا برحق
ہے لہذا مین آپ کو تو شاہد کیے دیتا ہون کہ مین بدل مسلمان ہون اور راہ خدا مین لڑ رہا ہون
مگر زبان سے کلمہ نہین پڑھ سکتا کہ اور بھی بدمست و پا ہو جاؤنگا لہذا غلام کی دو وصیتین حضور
سن رکھین اول تو یہ کہ میری لاش کو اہل اسلام کی طرح دفن کرکے آپ دعاے مغفرت فرمائین
دوسرے یہ کہ غلام آپکا سلطان بن سکندر کہ ابھی نو دس برس کا ہے اسپر نظر رحمت رکھین کہ
بعد میرے سوا حضور کے کوئی اسکے سر پر نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ای سکندر تمہارا
فرزند ہمارا فرزند ہے ان باتون کا تو تم اطمینان رکھو لیکن اگر تمکو عروس جادو کے مقابلے مین ایسا
ہراس ہے تو ہرگز تم اس سے مقابلہ نہ کرو مین اس لکاتہ کے سزا دینے کو موجود ہون مجھے خداوند عالم
نے صاحب اسم اعظم کیا ہے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران جسوقت آپ مجھے مغلوب
دیکھیگا اسوقت اسم اعظم سے کام لیجیے گا آخر جان نثار ہوتے کس دن کے لیے ہین ان

باتوں پر صاحبقران کا دل بھر آیا اور فرمایا خیر ای سکندر قادر مطلق مددگار ہے یہ فرما کے خاموش ہو رہے
کہ یکایک پھر جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق پیدا ہوئی اور آکر بعد دعا و ثنا رسم شاہی بجا
لانے کے عرض کی کہ لشکر ساریق میں پھر طبل جنگ بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں کہدو کہ ہمارے
یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اسیوقت یہاں بھی کوس حربی نوازش میں
آیا ۔ ف زنقارہ آواز آمد برون * کہ دوران است گردون دون * تمام رات تیاری جنگ
میں بسر ہوئی صبح کو حسب معمول دونوں طرف کے لوگ میدان مصاف میں آکر صف آرا ہوے
سکندر نے صاحبقران عالی شان سے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک بات سے میں حضور کو
باخبر کیے جاتا ہوں کہ جبتک یہ قلعہ قایم ہے اس وقت تک آپ سمجھیگا کہ سکندر زندہ ہے اور جب یہ قلعہ
نہ رہے تو جان لیجیے گا کہ سکندر مارا گیا یہ سنکے امیر نے اِدھر اُدھر دیکھ کے پوچھا کہ آج نہ تو خضران
کا پتہ ہے نہ طیفور کا یہ دونوں کہاں غائب ہیں چالاک ثالث نے عرض کی کہ خواجہ تو یہ کہکر شب ہی
کو چل دیے تھے کہ اب رنگ یہاں کا برا ہے اور طیفور کو میں نے دیکھا ہی نہیں صاحبقران
نے فرمایا کہ سچ ہے برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا ہے الحاصل محو جادو ہنوز میدان میں نہ آنے
پایا تھا کہ جانب صحرا سے آواز باجے کی پیدا ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا کہ آگے
آگے ہاتھی نشان اسکے بعد نوبت خانہ بعد اسکے اور جلوس غول کے غول برق برداروں کے اور
باجے والوں کے آخر میں ایک فیل پر نوشاہ سوار اور محافہ میں عروس یہ سبکے سب چلے آتے ہیں
یہ برات دونوں لشکروں کے درمیان سے ہوکر گذرنے لگی سب تماشہ دیکھنے لگے کہ جاتے جاتے
وہ برات تھم گئی باجہ بجنا موقوف ہو گیا نوشاہ نے فیلسوار ساریق کی طرف جھک کے سلام کیا اور
کہا یا خداوند ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ جب عروس کو بیاہ کے لے جاتے ہیں تو کسی خداپرست
کو بھی گرفتار کرکے لے جاتے ہیں اور خون سے اُس خداپرست کے دست و پاے عروس کو
حنائی کرکے اندر مکان کے لے جاتے ہیں لہذا کسی خداپرست کو ہمارے حوالے کیجیے کہ ہم
اپنے یہاں کی خاندانی رسم ادا کریں یہ سنکے ساریق نے کہا کہ ای محو جادو کسی خداپرست کو
گرفتار کرکے اُسکے حوالے کردے یہ سنکے محو جادو نے کہا کہ یا خداوند سکندر دیرہ نشین
کے سامنے بھلا کوئی خداپرستوں کی طرف آنکھ بھر کے بھی دیکھ سکتا ہے یہ سنکے نوشاہ نے کہا
مجھے تمھاری امداد کی ضرورت نہیں ہے میں تو خداوند کی اجازت چاہتا تھا میں آپ جسے چاہونگا
پکڑ لیجاؤنگا دیکھوں تو سکندر رومی میرا کیسا ہے کہ روک لیتا ہے یہ کہکر اُسنے فیل اپنا اُس طرف بڑھایا
تہرا اُٹھا ہوا تھا دیکھا سکندر نے کہ یہ ملعون لشکر صاحبقران کی جانب آتا ہے بس آواز دی
کہ او ملعون یہ تیرے یہاں کی کونسی رسم ہے کہ شادی کرے تو اک بیگناہ کا خون بھی اپنے سر لے
اُسنے کہا کہ اس سے بڑھ کے کوئی شگون نیک ہی نہیں سکندر نے کہا کہ بس خیریت اپنی چاہتا ہے
تو پلٹ جا ورنہ شادی کے بدلے ناشادی ہوجائیگی دولھن تیری گھونگھٹ کے اندر رانڈ ہو جائیگی نوشاہ
نے کہا میں تجھ سے کمزور نہیں ہوں اگر تو ساحر ہے تو میں بھی جادوگر ہوں میں اس رسم کو ادا ضرور
کرونگا تو روکتا ہے تو تیرے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرونگا لے ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ ہوشیار
نہ کیا تھا یہ کہکر اُسنے ایک لڑا اپنے سہرے کی توڑ کر کچھ اسم سحر دم کرکے سکندر دیوانی پر کھینچ مارا
بس وہ مار سیاہ بنکر چلے سکندر نے دستک دی فوراً آگ طاؤس پیدا ہوا اور اُس سانپ کو

نکل گیا اسنے دوسری لڑ کھینچ ماری یہ رسن بنکے طاؤس کی منقار مین اور پنجون مین لپٹ گئی تیسری لڑ
کھینچ ماری یہ پھر سانپ بن کے چلی سکندر نے دستک دی دوسرا طاؤس پیدا ہوا اور اس سانپ
کو بھی نگل گیا اتنے مین اسنے سارا سحر انوج کے اور کچھ اسم سحر پڑھ کر پھول اسکے سکندر پر کھینچ مارے
دیکھا کہ وہ تمام گل آکے بچھو بنگئے اور تن بدن مین سکندر کے لپٹ گئے اور نیش زنی کرنے لگے
سکندر تڑپ تڑپ کے چیخ اٹھا اور دیکھا اسنے کہ یہ جان نچھوڑینگے طاؤسون کی طرف اشارہ
کیا جو طاؤس منقار قریب لایا بچھوے ڈنک مارا طاؤس بھی سے جل گیا دونون طاؤس پھنک
گئے اتنے مین سکندر نے خون ران چپ لیکر اک ترنج سحر کو اس سے آلودہ کیا اور نوشاہ پر کھینچ مارا
اسنے اُف کی کہ تلے اوپر سات ستر تن پیدا ہوئین مگر یہ ترنج سحر ساتون سپرون کو قلم کرکے جو گون
پر گرتا ہی کھٹ سے سر دور جا کے گرا لاش قد آسکی پھڑکنے لگی اور بچھو مردہ ہو ہو کے گر گئے سکندر نے
خاک دمیدہ سحر جسم پر ملی کہ وہ جلن موقوف ہوئی ادھر لاش نوشاہ کی پھڑک رہی تھی بس یہ ماجرا
دیکھکر عروس نے پردہ محافے کا الٹ دیا اور اک تخت پر سوار ہوکے سامنے سکندر کے آئی
اور کہا کہ ارے مجبور راند بنایا ہے تو قتل بھی کر ڈال او ظالم تجھے رحم نہ آیا کہ ابھی مین اسکے ساتھ
اسکے گھر بھی نہ ہو بیٹھنے پائی تھی کہ رانڈ ہو گئی کیا تھا اگر تو ایک خداپرست کو اسے لیجانے دیتا
اپنی رسوم سبھی ادا کرتے ہین بے بس اب مجھے قتل کر ڈال ورنہ لگا سکندر حیران ہے کہ یہ معرکہ کیا ہے
تمام اہل اسلام دیکھ رہے ہین جسکی نظر اسکے چہرہ پر پڑی بیخود ہو گیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پرستان
سے پری چلی آئی ہے یا حور جنت سے نکل آئی ہے اسپر عروسی کا سنگار وہ بھینی بھینی خوشبو ہوا نے
تمام میدان مین پھیلا دی اسنے گھونگھٹ الٹ دیا ہے کہ جسکا سہاگ تھا جب وہ نہ رہا تو پردہ
کیسا اور حجاب کہان کا آنسو آنکھون سے جاری ہین وہ سرمہ جو آنکھون مین دیا ہوا تھا اشکون
کے ساتھ بہہ کے آیا تو عاشق مزاج یہ شعر پڑھ رہے ہین ؎ در ابلق کسے کم دیدہ موجود +
نگر اشک بتان سرمہ آلود + وہ پتلی پتلی انگلیان پر نور چھلے مہندی ہاتھ مین رچی ہوئی چہرہ
غم انگیز پن دیکھنے والون کے دل سے ڈالتا تھا بس اسنے اپنے شوہر کا خون انگلی سے لیکر اپنے
ماتھے پر ٹیکا لگایا اور سکندر سے آنکھ ملا کے پھر کہا کہ او ظالم ہم کیا کہہ رہے ہین کیون نہین قتل کر ڈالتا
مجھے بھی کیا یہ چاہتا ہے کہ بعد ایسے نوشاہ کے مین کسی دوسرے مرد کی صورت دیکھون سکندر
اب مبہوت ہو گیا اور کہا کہ اے نازنین بیشک مین نے تیرے شوہر کو مارا اور بہت بڑا قصور کیا
لیکن عفو تقصیر کا امیدوار ہون اسلیے کہ مین تو بہکا ہوا تھا ارے تجھے ان خداپرستون نے بہکا دیا
تھا جو گذر گئی وہ گذر گئی اب مین تیری غلامی کرنے کو موجود ہون اس رنج کو دل سے دور کر
اور مجھے قبول کر بس جب دیکھ لیا اسنے کہ اب یہ مسحور ہو چکا تو اسنے کہا چل میرے
ساتھ مین ستی ہونے جاتی ہون اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو سامری کے سامنے چل سکندر
گردن جھکائے ہوئے ساتھ ہو گیا اب اسنے آواز دی کہ یا صاحبقران دیکھا آپنے سحر اسکا
نام ہے اب یہ خود چل جائیگا اور اپنے پانون سے قبر مین جائیگا جسے دعوے ہو وہ روک لے
سنو ملکہ عروس جادو بس یہ سننا تھا کہ صاحبقران بیتاب ہو گئے اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر
خود آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا خضران پاے سٹاطری مارتا ہوا اس سن چلا آتا ہے اک شیشہ
پانی سے بھرا ہوا اسکے ہاتھ مین ہے اسنے آتے ہی آواز دی کہ یا صاحبقران جلد اس پانی پر

اسم اعظم پڑھ دیجئے کہ سکندر رہا پا جاتا ہے یہ سکندر کو پھونک دیگی صاحبقران نے فرمایا الاخضر ان
نے جلدی پانی لیا اور سامنے پیش کیا صاحبقران نے فوراً اسم اعظم پڑھ دیا پس اسنے وہ
پانی پھر شیشہ میں بھر لیا اور آواز دی کہ میں کون ہوں فرمایا جلد جا ارے سکندر کی خبر لے اسنے
کہا او نادان میں فرستادہ ملکہ خلخال جادو دیکھو یوں اسم اعظم بند کر لیتے ہیں سوچ تو اب بھی کچھ
یاد ہے یہ کہکر شیشے میں کاگ لگا لیا اور بھاگا مقبول بن مقبل نے تیر مارا اور قصد کیا کہ شیشہ
توڑ دوں اسنے آفت کی کہ تیر جل گیا اور پر پیدا کرکے اڑا اور جانب قیطول روانہ ہوا
شیشہ لیجا کے ساریق کو دیا اور کہا کہ یا خداوند اسے ایسے مقام پر بھیج دیجئے جہاں کوئی جا
نہ سکے یہ اسم اعظم ہے صاحبقران کا اب امیر بہ دست ہو یہاں کچھ بیکا نہیں کر سکتے ہیں
یہ کہکر وہ تو اڑتا ہوا چلا گیا ساریق نے شیشہ لیجا کے سختگان کے حوالے کیا کہ اسے بہشت میں
پہنچا دے سختگان نے وہ شیشہ بھیج دیا یہاں عروس جادو نے قہقہہ مارا اور کہا کہ بس ٹھہیں پڑا
پھر وسا اسی کا تھا کہ اک طرف سے جانب آسمان سے رعد کی گرج اور بجلی کی چمک پیدا ہوئی سب دیکھنے
لگے عروس جادو کو خیال ہوا کہ شاید استاد نہ آئے ہوں یہ بھی ٹھہر گئی ادھر امیر بھی دیکھنے لگے
یکا یک چار گھٹائیں ایک سرخ رنگ ایک سبز رنگ ایک زرد رنگ ایک طوسی رنگ
نہایت تیزی کے ساتھ آتے ہوئے دکھائی دئیے اور قریب پہنچ کر شق ہوئے اور چار
ساحر پیدا ہوئے ہر ایک کے ساتھ چالیس چالیس ہزار ساحر تھے صاحبقران نے پہچانا کہ یہ
طلسم چہار گوشہ کے چاروں سپہ سالار ہیں عروس جادو بھی تھی کہ اس طرف شریک ہونے
کو آگئے ہیں لیکن انھوں نے خدمت صاحبقران میں پہنچکر سلام کیا اور عرض کی کہ ہم حسب
وعدہ حاضر ہوئے ہیں کیا حکم ہوتا ہے امیر تو پریشان اور بیتاب ہی ہو رہے تھے کہ سکندر کی
رہائی کس طرح ہو اسم اعظم بھی بند ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو سکندر
میرے آگے کر دو عروس جادو نے ایسے مسحور کر لیا اور سامنے جو لکڑیاں ڈھیر میں آئیں انکو
کو لیے جاتی ہو ادھر عروس جادو نے جو دیکھا کہ یہ لوگ خدا پرستوں کی طرف آئے
ہیں اسنے آواز دی کہ کیسکو دعوائے سحر ہو وہ چھڑا لیجائے انکو بس یہ سننا تھا کہ چاروں جادو
نے غلغلہ ماری اور اپنی جگہ سے نیچے بن کے فوراً کہا کہ سکندر کو اٹھا لاؤں بس جیسے ہی
بلند ہو کے سکندر پر گرا عروس جادو نے اپنی آرسی سامنے کر دی پھر جادو ہیئت اصلی پر آ گیا
اور زمین پر اس زور سے گرا کہ اٹھنا دشوار ہو گیا یہ دیکھکر برق بار جادو گرجا اور بلند ہوا
آسمان پر سے برق بنکے گرا کہ اسکا خاتمہ کر دوں جب عروس جادو مر جائیگی سکندر
ہوش میں آ جائے گا جیسے ہی قریب سر پہنچتا ہے اسنے آرسی کا عکس ڈالا اسکی
بھی وہی حالت ہوئی بلکہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا جب ان دو ساحروں کی یہ حالت ہوئی تو
شفق تاب جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں یہ
تو ساحرہ زبردست ہے دوسرے پورے سامان سے ہے ہم ابھی تازہ وارد ہیں سحر تک
جگانے کی نوبت نہیں آئی ہے مقام غیر ہے جبتک ایک شب ٹھہر نہ جگا لیا جائے پوری قوت سحر
میں آ نہیں سکتی لیکن میں آپ کی خوشی کے لیے کوشش کرتا ہوں آگے قسمت ہے یہ کہکر
اسنے پاؤں مارے اور غرق زمین ہوا اور اس مقام پر نکلا جہاں سکندر اور عروس جادو

تھی نور اک قمقمہ شہابی رنگ کا نکالکر سینہ پر عروس جادو کے مارا قمقمہ ٹوٹتے ہی ابہری رنگ پھیل گیا اور
شفق سی پیدا ہو گئی قریب تھا کہ عروس جادو محو ہو جائے کہ اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر پھر آرسی چمکائی
تمام شفق اک خیال سرخ ہو کر آرسی مین چمک گئی اب جو یہ آرسی کا عکس ڈالتی ہے تو یہ بھی لہرایا بس یہ حالت
دیکھکر اخضر جادو نے تین پنجے کھینچ مارے ادھر محو جادو نے پیچھے پیچھے عروس جادو کے چلا آتا تھا کہ مین
بھی سکندر کے جلنے کا تماشہ دیکھون عروس جادو نے پلٹ کے آواز دی کہ اے محو جادو اگر مین تمکو
اسیر کرنے کی فکر کرتی ہون تو سکندر ابھی چھوٹ جائیگا لہذا تو ان ساحرون کو بھی لیتا ورنہ یہ بچ گئے
تو بہت پریشان کرینگے یہ سنکے محو جادو پھر جادو کی طرف بڑھا تھا کہ پنجہ کڑک کے گرا اور اٹھا لیگیا
محو جادو منہ دیکھ کے رہگیا دوسرا پنجہ برق بار جادو کو تیسرا پنجہ شفق تاب جادو کو اٹھا لیگیا
عروس جادو نے کہا خیر جانے دو مین ان سبکی یہی حالت کرونگی جو سکندر کی ہونے والی ہے
یہ کہتی ہوئی قریب اس انبار ہیزم کے پہونچ گئی دیکھا کہ اک مکان سا بنا ہوا ہے اور ایک در
اندر جانے کا ہے بس جیسے ہی عروس جادو اندر اس انبار ہیزم کے داخل ہوئی دیکھا کہ اک مرد
جوگی وضع بڑی بڑی جٹین پڑی ہوئی دونون آنکھین مانند ساغر خون کے سرخ ہاتھ مین پھولون کا
طبق لیے ہوئے کھڑا ہے عروس جادو کو دیکھتے ہی پکارا کہ اے کنیز سامری خداوند تجھ سے نہایت
خوش ہین اور بہشت مین تیری تعریفین کر رہے ہین اور یہ پھول تیرے اوپر نثار کرنے کے واسطے
بھیجے ہین اور کہا ہے کہ نعش سکندر کے تمام خدا پرستون کو برباد کر دینا اسلیے کہ یہ لوگ ہمارے
نام کے دشمن ہین یہ کہکر پھول مٹھی بھر کے عروس جادو پر پھینکے عروس جادو نہال ہو گئی سکندر
نے بھی وہ پھول سونگھے دونون چھینکین مار مار کے بیہوش ہوئے بس اس جوگی نے کہا وہ
مارا اور دونون کو دہنہ نقب مین پھینک دیا جو لوگ اس تاک مین کھڑے تھے وہ تو عروس جادو
اور سکندر کو لیکر روانہ ہو گئے اور یہان اس جوگی نے آواز دی کہ لگاؤ آگ یہ کہکر آپ بھی اسی
نقب کے راستہ سے روانہ ہو گیا یہان بڑے بڑے پانڈے گھی اور رال لیے ہوئے کھڑے تھے
چوٹیان انکی ہوا سے پھر پھرا رہی تھین انھون نے رال اور گھی کے چھینٹے ہیزم پر مارے اور آگ
دے دی تمام لکڑیان دھڑ دھڑ جلنے لگین واضح رائے ناظرین ہو کہ جسوقت طیفور بادیہ گرد عیار
صبا جنگ خضران نے یہ خبر سنی تھی کہ ہیزم کا انبار لگایا جا رہا ہے اور سکندر کے پھونکنے کا قصد ہے اور
دیکھا کہ سکندر بھی نا امید چلے تو یہ خندق نقب زن اپنے شاگرد کو لیکر جانب صحرا نکل گیا تھا
اور اسنے اک درخت کی آڑ سے نقب لگانا شروع کر دی تھی شاگردان خندق اس کام مین بہت
مشاق ہین انھون نے سر نقب نکالا کر اس مقام پر پہونچا جہان انبار ہیزم تھا اور وقت کے یہ لوگ
منتظر تھے جسوقت عروس جادو سکندر کو لیکے داخل مکان ہیزم ہوئی تو طیفور نے فرستادہ
سامری بن کے دونون کو پھول سنگھا کے بیہوش کیا اور نقب کے راستے سے لے نکلا اور
یہان خواجہ خضران نے پانڈون کو بیہوش کر کے انبار ہیزم پر اپنا قبضہ کیا انکے ساتھ کے عیار
کچھ ادھر ادھر چھپے ہوئے تھے اور کچھ پانڈون کی صورت بنے ہوئے رال اور گھی بیہوشی آمیز
آگ پر چھڑک رہے تھے جسوقت شعلے اٹھے اور دھوان منتشر ہوا تو محو جادو زیادہ قریب
تھا کوئی دو سو ساحر اسکے ہمراہ تھے یہ تو مع اپنے ہمراہیون کے بیہوش ہوا بس خضران نے
نعرہ کر کے محو جادو کا سر کاٹا اور اسکے ہمراہیون کو قتل کرنا شروع کیا نفیر عیاری بجا دی

اور عیار بھی آگے پیچھے ہٹا کر ملے کے جو گئے تو قتل کرنا شروع کیا انبوہ گیر و دار کی صدائین بلند ہوئین آتش بار
و برف باری ہونے لگی صدائین مہیب ساحرون کے مرنے سے آنے لگین مگر متواتر جو ساحر قتل ہو رہے
تھے تو سمجھ مین نہ آتا تھا کہ یہ کس کسکا نام لے لے کے چلا رہے ہین جہان جہان تک دھوان اُس شعلہ کا
ہوا سے پھیلا وہانتک ساحر بیہوش ہو گئے مرنے سے ساحرون کے تیرگی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ
ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ یہ سکندر کے مرنے کا تلاطم ہوا اسلیے کہ سکندر ساحر
زبردست ہی خضران نے گھنٹہ بھر کے عرصہ مین قریب دو ہزار ساحرون کے واصل جہنم کیے اور
شام کو صحرا کی راہ لی دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا میدان سے پھر کے سپاہ لق و دق زمین
بکھارتا ہوا نہایت خوش بارگاہ مین آکے بیٹھا اور صاحبقران عالیشان نہایت غمگین و پریشان
بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے کہ افسوس سکندر مارا گیا اتنے مین خواجہ خضران سر محو جادو
کلیے ہوے حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ تو مجھ سے ہو سکا کہ سکندر کے خون
کے بدلے مین نے محو جادو کو مارا اور دو ہزار ساحر قتل کیے امیر نے فرمایا ارے کیونکر کہا یا امیر
جسوقت مین یہان سے گیا ہون تو ہزارہا فکرین کین مگر قابو نہ پایا کہ عروس جادو کو قتل کر ڈالون تو
مقابلہ کی نوبت ہی نہ آنے دون لیکن اُس لکاتہ کا کہین پتہ ہی نہ ملا آخر اُس انبار ہیزم کے
قریب سے کہ جسقدر رال اور گھی تھا سب مین بیہوشی ملا دی ہیزمون بیہوشی ملانا بڑی بیکار و بیہ
صرف ہوا مگر نتیجہ یہ نکلا کہ عوض خون سکندر کا لے لیا فرمایا نادانون کو کیون نہ مار ڈالا کہ ہیزم
مین آگ ہی نہ دیجاتی کہا یا امیر اول تو اگر ہیزم مین آگ نہ دیتے عروس جادو باخبر ہو جاتی
جو کچھ کر لیا یہ بھی نہوتا بلکہ خود بھی گرفتار ہو جاتے اسکو غنیمت جانیے اُس وقت صاحبقران نے
فرمایا کہ قاعدے کے موافق ہیزون نے سکندر کا نام بھی لیا تھا خضران نے عرض کی کہ یا امیر
اُس ہنگامہ مین سنائی تو نہین دیا لیکن یہ مین کیونکر کہون کہ سکندر زندہ ہی اسلیے کہ میرے
سامنے عروس جادو اُسے انبار ہیزم مین لے گئی اور اُسی وقت آگ دیدی گئی صاحبقران
نے فرمایا کہ قلعہ سکندر کا باقی ہی سنا گیا ہی کہ جب ساحر مرتا ہی تو چیزین اُسکی ساختہ سحر ہوتی ہین وہ
مٹ جاتی ہین یہ سنکے خضران نے عرض کی کہ ایسا بھی ہوتا ہی کہ مرنے کے بعد بھی باقی رہجاتی ہین آپکو
یاد تو ہوگا سنا ہوگا کہ غضنفر بن اسد غازی نے اسپ باد خوار و باد گشت مہر و ماہ اور تیغ زرین
بعد قتل ساحر شمشس برسون کام لیا اور کوئی چیز خراب نہین ہوئی جب وہ نقش مٹ گئے جو ان چیزون مین
کندہ تھے اُس وقت اثر باطل ہوا تو ممکن ہی کہ سکندر نے یہ قلعہ بھی اسی طرح کا بنایا ہو ان باتون مین
طیفور بادیہ گرد بیٹھا مسکرا رہا تھا جب اُسنے سمجھ لیا کہ اب خضران کو سکندر کے مرنے کا یقین
کامل ہو گیا تو کہا کہ کیون خواجہ صاحب اگر کوئی شخص سکندر کو اُس آگ مین سے نکال لیگیا
تو کچھ کام کیا خضران نے کہا کہ اے طیفور اسمین شک نہین کہ تو بے بدل عیار ہو مگر اسکے ساتھ ہی
یہ بھی سن رکھ کہ مین وہ شخص ہون جسنے شاہ عیاران کا خطاب پایا ایسی ایسی عیاریان کین کہ تمام عالم
مان گیا لیکن میرے ذہن مین نہین آیا کہ کیونکر اُس آگ مین کوئی جا سکتا تھا اور سکندر کو لا سکتا تھا
ہان ساحر کا یہ کام ہو تو مین نہین کہہ سکتا لیکن اگر عیار نے یہ کام کیا تو جو کچھ ہارتا ہون طیفور نے
کہا نام بھی لے دیجیے کہ آپ کیا ہارتے ہین فرمایا گلیم عیاری اور دو جامہ لنبس یہ سنکے طیفور نے
خندق نقب زن سے کہا کہ لاؤ خندق اُسیوقت باہر بارگاہ کے گیا اور سکندر دیرہ نشین اور

عروس جادو کو لیے ہوئے زیاد دونوں بیہوش تھے سامنے صاحبقران کے لاکے ڈال دیا امیر نے
فرمایا انہیں ہوشیار کرو طیفور نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کے ہوشیار کیا چونکہ یہ دونوں بارگاہ
سلیمانی میں تھے اثر سحر انپر سے برطرف ہوگیا عروس جادو حیران تھی کہ یہ میں کہاں ہوں طیفور
نے تکلہ زبان سے کھینچ لیا اور کہا او نکاتہ دیکھا تو نے عیاری اسکا نام ہے کہہ کیا کہتی ہے مذہب
کے بارے میں اور سر محو جادو کا اسکے سامنے ڈال دیا عروس جادو نے کہا کہ اتنا عیار زمانہ
میں نہوئے قیامت کی عیاری کی معلوم ہوا کہ وہ فرستادہ ساری تو ہی تھا یہ کہکر سحر کرنا چاہا سحر
یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ جلد اقرار کر وحدانیت خدا کا ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا یہ سنکے اس نکاتہ نے
جواب دیا کہ او عرب ان دھمکیوں میں تیرے میں نہیں آنے والی ہوں اگر تو مجھے قتل کرے گا تو اس
خون کے عوض میں کوئی خداپرست روئے زمین پر باقی نہ بچ جائے گا فرمایا لیجاؤ اور اس
نکاتہ کو قتل کرو سکندر ابھی تک مبہوت بنا بیٹھا تھا طیفور نے پھر اسکی زبان پر تکلہ سوزنی
کیا زور کھینچتا ہوا باہر بارگاہ سلیمانی کے لایا اور ایک ہاتھ بیچہ عیاری کا مارا کہ سر تن سے اڑ گیا اسکا
قتل دیکھنے تو صاحبقران مع کل سرداران اسلام بارگاہ کے باہر تشریف لے آئے تھے دیکھا
کہ مرتے ہی عروس جادو کے قیامت برپا ہوئی تیرگی چھاگئی صدائیں دار و گیر کی آنے لگیں آتشباری
و برف باری ہونے لگی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من عروس جادو بود حیف مردیم و
جاندادیم بمطلب خود نرسیدیم اب سکندر اپنے ہوش میں آیا اور ادھر سر عروس جادو کا پھٹا
اور ایک طائر اس سے پیدا ہوا اور کلمہ مہات کی آواز دی اور پکارا کہ اے خداپرستو میں اب تم پر
وہ بلا لاتا ہوں کہ جو ایک آن میں سبکو غارت کردیگی خیر تم نے عروس جادو کو مارا اب اسکے
عوض میں دیکھنا کہ تمہارا کیا حال ہوتا ہے یہ کہکر اڑتا ہوا ایک جانب روانہ ہوگیا یہاں امیر باتوقیر
نے لاش عروس جادو کی مع سر ایک درخت بزرگ میں لٹکوادی کہ ساحران لشکر ساریق
دیکھکر عبرت کریں اور آپ بارگاہ سلیمانی میں آکر جلوہ افروز ہوئے ساریق نے اپنے لشکر میں
قتل سکندر کی خوشی کی تھی اسرکارے موڑے ہوئے پہونچے اور کہا یا خداوند یہ تو اب کیسی
گھبرائی ہوئی تقدیریں کرتا ہے ارے سکندر زندہ ہے اور عروس جادو کو خداپرستوں نے
قتل کر ڈالا وہاں قتل عروس جادو کی خوشیاں ہو رہی ہیں اور لاش اسکی اک درخت میں
لٹکی ہوئی ہے سخنگان نے تو درود بھیجا ساریق نے کہا کہ ہمکو اپنے بندۂ خاص وقدیم سکندر پر
رحم آیا اور عروس جادو نے سجدہ نہیں کیا اسکی سزا دی سخنگان گالیاں دیتا تھا کہ کتنا یہ کیفیت
ہے کہیں اسکو شرم نہیں ہے آدھر وہ طائر جو دماغ میں عروس جادو کے اسی دن کے واسطے
رہتا تھا یہ سامنے فرتوت آتش زبان کے پہونچا اور مہات کی صدا بلند کرکے پکارا کہ یا خداوند
ساحران عروس جادو نوشاہ مرگ سے ہمکنار ہوئی شیدا آئے جادو سکندر کے مقابلے
میں مارا گیا اور عروس جادو کو اک عیار آتش خانہ میں سے پکڑ لیگیا خداپرستوں نے اسے
قتل کر ڈالا مجھے آپنے جس کام کے واسطے دماغ میں عروس جادو کے بند کیا تھا آج وہ
دن آگیا اور میں نے عروس جادو کے مرنے کی خبر آپ کو دے دی یہ کہکر اسنے دم میں قلع
کی اور جل کے خاک ہوگیا بس یہ سنتے ہی فرتوت آتش زبان کی نگاہوں میں دنیا
تیرہ و تار ہوگئی ہائے کا نعرہ مارا اور غصہ میں اسی وقت نفیر سحر کو دم دیا دیکھا کہ جہاز سحاب

سے ہزارہا ساحر حاضر حاضر کی آوازین دیتے چلے آتے ہین دم بھر مین چالیس ہزار ساحر جمع ہوگئے
جٹا دھاری بنے ہوئے لنگ گھاردے کے کسے ہوئے جھولیان کاندھون پر پڑی ہوئی اسباب سحر سے
مملو صورتین بھیانک ترسول برسول ہاتھون مین عرض کی کہ ہمین آج کس لیے یاد کیا ہی فرتوت آتش زبان
نے کہا کہ خداپرستون نے پھر سر اٹھایا ہی میری برسون کی ریاضت برباد کردی ایک شاگرد اور ایک چھوکری تھی
عروس جادو ہاتھ سے خداپرستون کے ہلاک ہو کا اب مجکو بغیر نام خداپرستان صفحۂ دنیا سے مٹائے ہوئے
چین نہ آئیگا یہ کہکر اسنے اپنا اژدر سحر طلب کیا اور بیٹھ کر پشت اژدر بجانب سارلقیہ روانہ ہوا ایدھر بعد
قتل عروس جادو جو صاحبقران آکر بارگاہ مین بیٹھے طیفور نے خضران سے کہا کہ آپ کیا لٹکا رہے
ہین خضران نے کہا ابھی مین دیتا ہون اور یہ تو پہلے سے کہہ چکا ہون کہ بعد میرے شاہ عیاران سوا تیرے
کوئی نہین ہوسکتا ہی یہ کہکے دیو جامہ اور گلیم نکال کے سامنے طیفور کے رکھ دی طیفور نے کہا کہ
خواجہ مین ان تبرکات کی حفاظت بغیر زنبیل کے نہین کرسکتا اور زنبیل نہ آپ دینگے نہ مین لونگا
لہذا یہ آپ ابھی اپنے ہی پاس رہنے دین یہ امانت ہماری ہی خضران نے کہا کہ ہمین شک نہین
جو کچھ تمنے کہا صحیح ہی اور مین قسم کھاتا ہون سر شاہزادہ بدیع الملک کی کہ مین مثل امانت
کے ان چیزون کو اپنے پاس رکھونگا اور جس وقت تم مانگوگے اسی وقت دے دونگا اور اب
تم ایسے ہو کہ میری ضرورت نہین باقی ہی طیفور نے کہا کہ خواجہ ابھی ہمین دلیسے تجربہ کہان جو آپکو
ہین علاوہ اسکے مجھ مین علم موسیقی کی خامی ہی مجھے اسکی تعلیم دے لیجیے پھر جانیے گا خضران نے
کہا ضرور اور بہت جلد اور دونون چیزون کو پھر زنبیل مین رکھ لیا اور کہا ای طیفور اب بیان کرو
کہ کیونکر تمنے ان دونون کو اسیر کیا اور اپنے قبضہ مین لائے طیفور نے کہا کہ خواجہ سننے
کی بات تھی مین نے نقب لگائی تھی جسوقت عروس جادو سکندر کو لیے ہوئے پہنچی
مین نے فرستادہ سامری بنکے پھول سنگھائے اور بیہوش کیا اور اسی نقب کے راستہ سے
لے نکلا خضران نے کہا کہ بھئی تم جوان ہو تمہاری عقل جوان ہی بات سامنے کی تھی اور ہزار
دفعہ کی کی ہوئی عیاری تھی مگر اس وقت ذہن مین نہ آئی کیونکہ یہ نیکنامی تو تمہاری قسمت مین
لکھی تھی ہمسے کیا ہوسکتا جب سلسلہ ان باتون کا قطع ہوا تو سکندر دیرہ نشین دوڑ کے
صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ جو کچھ خلاف کلام میرے منہ سے حالت بیخودی
مین نکلے ہون انھین عفو فرمائیے گا یا صاحبقران مین اپنے ہوش ہی مین نہ تھا امیر بانوقیر
نے فرمایا کہ ارے سکندر ایسے وقتون کے گناہ کو خدا بھی نہین محسوب کرتا جو حالت بیخودی مین
ہون اور بیخودی بھی ارادی نہو مثل نشہ شراب کے اسی باعث سے شراب کی حرمت کا حکم جاری
ہوگیا کہ انسان بیخود ہوجاتا ہی اور خلاف عقل و شریعت اُس سے افعال ظہور مین آنے لگتے ہین
یہ فرماکر سکندر کا سر اٹھایا اور سینے سے لگایا سکندر دیرانی اپنے مقام پر جاکے بیٹھا یکایک
دروازہ بارگاہ پر سے اک چوبدار نے آکر عرض کی کہ اک شتر سوار نامہ لیے ہوئے آیا ہی
صاحبقران نے فرمایا نامہ کس کے پاس لایا ہی اور کہان سے لایا ہی اسنے عرض کی کہ تنجانہ
سامری سے آیا ہی سلطان بن سکندر کا فرستادہ ہی اور سکندر دیرہ نشین کے پاس نامہ لایا ہی
فرمایا بلا لو نامہ دار اندر بارگاہ کے آکر بدحواس ہوگیا کبھی ایسا دربار کاہے کو دیکھا تھا
ے عجب بارگاہے عجب گیرودار + تو گوئی کہ یک عرش دیگر ہزار + نامہ دار گھبرا گیا اسکے

چارون طرف سلام کرنے لگا نامہ دار اسکی حالت پر مسکرائے سکندر نے عرض کی کہ بے ادبی معاف ہو یہ
قریہ کا رہنے والا ہی اس مقام پر کیونکر اسکے ہوش بجا رہتے یہ کہکر نامہ دار سے کہا کہ لاؤ نامہ کہان ہی
اب نامہ دار نے نامہ سکندر کو دیا سکندر نے سر نامہ پڑھکے یونہین سربند خدمت صاحبقران
مین حاضر کر دیا امیر نے فرمایا تم پڑھو عرض کی کہ غلام زادے نے کچھ لکھا ہی حضور ہی پڑھین تو
مناسب ہی مجھے آپ سے کسی بات کا پردہ نہین ہی صاحبقران نے لفافہ چاک کیا اور نامہ کو پڑھا
مضمون نامہ یہ تھا کہ ای والد ماجد آپ تو ہمراہ صاحبقران عالی شان کے ملکون کی سیر کرتے پھرتے
مین اور ہم یہان تنہا گھبراتے ہین اور چند روز سے کچھ ایسے ایسے خواب پریشان نظر آتے مین کہ بہت کچھ
وحشت ہوتی ہی لہذا دو چار روز کے واسطے صاحبقران عالی شان سے اجازت لیکے یہان ہو جائیے
پھر چلے جائیےگا یہ مضمون دیکھکر صاحبقران بہت ہی متاثر ہوے سکندر رویراقی سے
ارشاد کیا کہ تم ابھی سے چلے جاؤ تمھارا لڑکا تمھارے لیے بہت پریشان ہی اسنے منحوس خواب
دیکھے مین کیونکہ خواب سچے ہوتے ہین اور محبت کرنے والون کو پہلے سے آگاہی ہو جاتی ہی یہان خدا جانے
کیا پیچ پڑے سکندر نے عرض کی کہ یا صاحبقران مین ایسی حالت مین حضور کی دوری کبھی
گوارا نکرونگا وہ طائر خبر دے گیا ہی کہ قرتوت آلس زبان آئیگا اسکے شر سے خدا بچائے حضور
بھی اسم اعظم سے مجبور ہوگئے ہین اگرچہ مین بھی اسکا کچھ بنا نہین سکتا ہون لیکن اتنا تو ہوگا کہ کچھ
لڑونگا اور یہ لوگ جو بیدست و پا ہین یہ کیا کرینگے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے ہی
باعث سے محو جادو اور عروس جادو گویا قتل ہوے وہ ملعون سب سے بدہی تمھارے لہو کا
پیاسا آئیگا اس وقت مین تمھارا چلے ہی جانا مناسب ہی جب تم اسکا کچھ کر نہین سکتے تو جو آفت
ہمپر آنے والی ہی وہ ہر طرح آئیگی خواہ تمھارے بعد یا تمھارے پہلے اس پس و پیش مین
کچھ نقصان نہین ہی اور اگر تم نہ جاؤگے تو مجھے ملال ہوگا صاحبقران نے یہ کلمہ کچھ ایسے
تیورون سے فرمایا کہ سکندر کو سوا چلے جانے کے کچھ نہ بن آیا امیر کو منظور یہی تھا کہ میری وجہ سے
اسکی جان کیون جائے ابھی ایک ہی آفت سے بمشکل جان اسکی بچی ہی سکندر صاحبقران کے قدمون
پر لپٹ کے رونے لگا امیر نے گلے لگایا اور فرمایا کہ تم پھر چلے آنا مگر دو چار روز کے لیے اپنے فرزند
سے مل آؤ کہ بچہ ہی اُسے تسکین تو ہو جائے مجبور ہو کر سکندر رخصت ہوا مگر صاحبقران سے عرض کرتا گیا
کہ قرتوت تو بلاے بد ہی لیکن اور ساحر کی مجال نہین ہی کہ اس قلعہ کو مٹا سکے اگر ضرورت حفاظت
کی ہو تو جو لوگ بارگاہ سلیمانی مین نہ سما سکین انکو اس قلعہ مین جگہ دیجیےگا یہ کہکر جانب تبت خانہ سامری
روانہ ہوا شام کو اپنے منزل کی یہان طبل جنگ موقوف ہی سارنق کو محو جادو اور عروس جادو
کے مرنے کا کمال صدمہ ہی اور اب پھر اسنے توبہ کی ہی کہ جبتک نامہ خلخال جادو کا نہ آئیگا اس وقت
تک طبل جنگ نہ بجواؤنگا اب دوسرا روز ہی صبح کا وقت ہی سارنق دریچہ قیطول وا کیے ہوے
سیر صحرا مین مصروف ہی اور صاحبقران دروازہ بارگاہ پر کھڑے ہوے وظیفہ پڑھتے جاتے ہین
اور ادھر ادھر ٹہلتے جاتے ہین کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے شور و غل کی صدا پیدا ہوئی طبقہ زمین کا
ہلنے لگا دیکھا کہ شیر و پلنگ و گرگ بھاگے چلے آتے ہین اور بالا سے ہوا چیلین منڈلاتی ہوئی آرہی
ہین اس طرف امیر متوجہ ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھا کہ صحرا سے ایک ساحر مہیب صورت
قوی الجثہ بڑی سی توند نکلی ہوئی سر پہ چوٹی دونون کانون مین بڑے بڑے دو بالے پڑے

ہوئے اک اژدر آتش فشان پر سوار دہن اژدر سے شعلے نکلتے ہوئے پشت پر چالیس ہزار ساحران عدد ربا
آتش کے پرکالے جھولیان سنبھالیان کاندھون پر ڈالے کالے کوڑیالے گلون کے مالے جھولیان سحر کی
گلے مین ڈالے ہرے چیتے اور تیندوے اور شیر و خرس وغیرہ پر سوار ترسول برسول چمکتے ہوئے
نعرے یا خداوند فرتوت کے بلند آمد سے اس ملعون کے طبقہ ہلنے لگا تمام ساحران لشکر کفار
برائے پیشوائی دوڑے اور جا کر ہاتھ پاؤن فرتوت آتش زبان کے آنکھون سے لگانے
لگے فرتوت آتش زبان نے کہا کہ کہان ہے وہ چھوکرا سکندر دیرہ نشین لوگون نے کہا
کہ کل اُسے صاحبقران نے رخصت کر دیا اب وہ اپنے مالک کو گیا ہے یہ سُنکے ہنسا اور کہا صاحبقران
اُسکی جان بچانا چاہتے ہین خیر کہان جائیگا بچ کر میرے ہاتھ سے اگر دو ہزار کوس پر ہوگا تو کھینچ
اسی جگہ آجائے گا لوگون نے کہا کہ آپ ایسے ہی ہین مگر ابھی کیا جلدی ہے ذرا چل کے ساریق
سے تو مل لیجئے فرتوت نے تیوری پر بل ڈال کے کہا کہ مین اُس سے ملنے جاؤن اور وہ آکر
قدمبوس نہو اُسکی کیا حقیقت ہے اُس چھوکری طلخال جادو نے اُسکا دماغ بہت خراب کر دیا ہے
اگر مجھے اپنے شاگرد کے خون کا بدلہ نہ لینا ہوتا تو مین اس طرف آنے کا قصد بھی نکرتا مجھے ساریق
سے کیا کام ہے مین چاہون تو ایسے ایسے دو ہزار خداوند بنا دون لوگ بیچ بیچ کہتے جاتے ہین یکایک
نظر فرتوت آتش زبان کی اُس قلعہ پر پڑی جو سکندر نے بڑی محنت سے تیار کیا تھا پوچھا
یہ کیا چیز ہے لوگون نے عرض کی کہ یہ قلعہ سکندر نے بنایا تھا اسے کوئی نہ مٹا سکا محو جادو کی تو
ان کھلونون نے بوٹیان اُڑادین اور عروس جادو نے باہر ہی باہر ایسا سحر کیا کہ سکندر کو
سٹری کر دیا اگر عیار نہ دھوکا دیتا تو عروس جادو سبکو پھونک دیتی کہا خیر کچھ پروا نہین اب تماشہ
اس قلعہ کا دیکھو یہ کہکے اک ترنج سحر نکالکر زمین پر مارا کہ ترنج شق ہوا اور اسمین سے
دھوان سا پیدا ہوا اور مانند ابر تنک کے جا کر قلعہ پر چھا گیا بس یکمرتبہ فوج قلعہ مین کھلبلی پیدا
ہوئی چارون بادشاہ دروازے قلعہ کے کھول کھول کے باہر نکل آئے اور آپس مین لڑنے
لگے فوجین بھی غت پٹ ہوگئین تیر اور گولے اور پتھر اور خشتین آپس مین چلنے لگین بادشاہ جو
لڑ رہے تھے جب سب حربے تمام ہوگئے تو یہ کھلونے آپس مین دو الجھ پڑے ایک دوسرے
کے چکت مارتے تھے اور لپٹے ہوئے تھے چھوڑتے نہ تھے چین مین کی آوازین بلند تھین دیکھنے والے
ہنس رہے تھے کہ عجب تماشہ ہے آخر کسی نے کسی کی ٹانگ توڑ ڈالی کسی نے کسیکا ہاتھ توڑ ڈالا
کسی نے کسیکا سر کاٹ لیا عجب طرح کا ہنگامہ تھا آخر بادشاہون مین لڑائی ہونے لگی لڑتے لڑتے
جسنے جسکو مارا مقتول شعلہ بنکے قاتل پر گرا اور اُسکو بھی مع فوج جلا کے خاک سیاہ کر دیا آخر یہ سب
جلکے خاک ہوگئے اُسوقت فرتوت آتش زبان نے دوسرا ترنج قلعہ پر کھینچ مارا یہ معلوم ہوا
کہ قلعہ پر بجلی گری اور سارا قلعہ دھوان بنکے فلک کو چلا گیا جہان قلعہ تھا وہان چند سر لنڈے
گڑے ہوئے تھے اور اُسپر پیلا پیلا زرد زنگاری سوت لپٹا ہوا تھا یہ دیکھکر صاحبقران کو کمال
افسوس ہوا کہ اُسنے سکندر کا ریاض خاک کر دیا اب اُسنے اک مقام پر ٹھہر کے اپنے ہمراہیون سے
کہا کہ آہنگرون کو بلا کے اتنا بڑا گڑھا بنواؤ جسمین سو آدمی غرق ہو سکین اُسیوقت گڑھا بننے لگا ہرکارے
نے خبر لیکر خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آئے اور عرض کی اک گڑھا اس ملعون نے تیار
کرایا ہے نہین معلوم کسواسطے صاحبقران نے ارشاد کیا ؏ ہرچہ آید بسر من یا نصیب + جو

منظور خدا ہوگا وہی ہوگا الحاصل دوسرے روز وہ کڑاہ بن کے تیار ہوگیا اور فرتوت آتش زبان سے عرض کیا
گیا کہ کڑاہ تیار ہے اسنے کہا کہ تین گوگون کا چولھا بناکے اسپر چڑھا دو اور تیل منگوا کے کڑاہ کو بھر دو
اور آگ روشن کر دو مین ایک دم بھر مین سکندر دیرہ نشین کو بلا لونگا گر ہزار کوس پر ہی تو دوڑا
ہوا چلا آئیگا اور اسی کڑاہ مین پھاند پڑے گا جس وقت آنچ خوب ہونے لگی اور تیل کھولنے لگا
تو اسنے قریب کڑاہ کے آکر سات ساحرون کو اپنے ساتھ لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اک ترنج
زمین پر مارا ترنج پھٹا اور زمین سے دھوان پیدا ہوگیا اور سامنے فرتوت آتش زبان کے چرخ
مارنے لگا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ جا اور جہان سکندر دیرہ نشین ملے اسکو اسیر
کر لا بس یہ سنتے ہی وہ دھوان مانند تیر شہاب کے اک جانب روانہ ہوا وہان کا حال سنیے کہ
سکندر دیرانی پہنچا یہ ایک منزل طی کر کے دوسری منزل کو طی کر رہا ہی چند رفقا اسکے ساتھ مین
اور کہہ رہے ہین کہ زندگی اسکا نام ہی کہ ایسے اسباب پیدا ہوے کہ صاحبقران نے رہ جبر
آپ کو نہ بھیج دیا ورنہ ہاتھ سے اس ساحر غدار کے بچنا محال تھا سکندر کہتا ہی کہ نہین معلوم اہل اسلام کس خیال
مین ہین مین نے تو چاہا تھا کہ راہ خدا مین جان بحق تسلیم ہوون مگر معلوم ہوا کہ قسمت مین میری
غازی کا مرتبہ تھا شہید کا نہ تھا یہ کہہ رہا تھا کہ اک سناٹا پیدا ہوا اور وہ دھوان آکر سر پر سکندر
دیرانی کے گھوما اسنے آمد دیکھ کر اتنا تو کہا کہ لو بھی قضا سے کوئی بچ نہین سکتا یہ اسی ظالم کا بھیجا ہوا
سحر ہی بچائیو خدا حافظ یہ کہتے کہتے تیور بدل گئے اور دم سے پھرا ساتھیون نے کہا کہ آپ کہان
جاتے ہین جواب دیا کہ ہمین تو خداوند فرتوت آتش زبان نے بلایا ہی ہم تو عذر کرتے جاتے
ہین جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو وہ آئے ان سبنے دیکھا کہ یہ از خود رفتہ ہی اسنے زبردستی پکڑ کر
مکان کو لیچلنا چاہے ان لوگون نے گرفتاری کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا
ملازمون کی کیا حقیقت تھی کہ مالک پر دست اندازی کر سکتے یہ بھی ساتھ ساتھ سکندر کے چلے
وہان فرتوت آتش زبان نے ساتون ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر گرد اس کڑاہ کے چکر
لگانا شروع کیے قاعدہ یہ ہی کہ سات چکر لگائے اور جسکو چاہا وہ آگیا بس ادھر تو ساتوان
چکر تمام ہوا ادھر سکندر دیرانی آگیا ادھر صاحبقران دروازہ بارگاہ پر کھڑے تھے کہ دیکھا
سکندر چلا آتا ہی فرمایا خضران سے کہ خواجہ یہ کیون پلٹ آیا خضران نے کہا کہ یا صاحبقران
یہ اپنے ہوش مین نہین ہی دیکھ لیجیے کہ اس طرف دیکھتا بھی نہین اور اسی طرف چلا جاتا ہی سکندر
امیر کی طرف سے منہ پھیرے ہوے سامنے فرتوت آتش زبان کے پہونچا فرتوت
آتش زبان نے کہا کیون اے سکندر دیرانی تو نے خدا پرستون کی شرکت کی اور سامری پرستون
کو انکی طرف سے قتل کیا اب خداوند سامری کو کیا جواب دیگا سکندر نے گردن جھکا کے ندامت
ظاہر کی اور کہا کہ بیشک مجھ سے بہت بڑا قصور ہوا مجھے صاحبقران نے ایسا بہکایا کہ مجھ سے یہ حرکت ہوئی
فرتوت آتش زبان نے کہا کہ بس عوض اسکا یہ ہی کہ کود پڑ اس کڑاہ مین تا کہ تیرے گناہ کی سزا مل جائے
اور تو گناہون سے پاک ہو کر سامنے خداوند سامری و جمشید کے جا سکندر ایسا بیخود ہو رہا تھا کہ
اپنے پاؤن سے اس کڑاہ مین کود گرتے ہی دھوان اٹھا تلاطم ہوا جل کے خاک ہوگیا
بیرون نے شور کیا کہ گشتی مرا نام من سکندر دیرانی بود حیف مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم
اب ارادہ فرتوت آتش زبان کا یہ تھا کہ عیاران اسلام کو بھی اسی وقت پھونک دون

یہ اس تصبیح کو پورا نکرنے پایا تھا کہ دیکھا ساریق مع ارکین دولت تحایف ساتھ لیے ہوے چلا آتا ہے
فرتوت آتش زبان نے خیال بھی نہ کیا کہ کون آتا ہے ساریق کو سخنگان نے سمجھایا کہ اس
ساحر سے صلح کیجیے اور خداوندی نہ بگھاریے ورنہ ساری خداوندی وہ ایک دم مین اٹھا دے گا جو آپکی
باعث خداوندی ہے اُسکو وہ چھوکری کہتا ہے اور وہ اپنے غرور مین کسیکی حقیقت نہین جانتا ہے ساریق
سمجھانے سے سخنگان کے تحایف لیکے حاضر ہوا اور اسلام کیا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ کیون
تیرا کیا مقصد ہے ساریق نے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ دعوت میری قبول کیجیے آج شام کو باغ بہشت مین
آپ کی دعوت ہے فرتوت آتش زبان نے قبول کیا اور وہ تحایف لیکے رکھ لیے اور کہا اے ساریق
تو اطمینان رکھ مین تین دن کے اندر کل خداپرستون کا خاتمہ کر دونگا جس کڑاہ مین مین نے
سکندر ریزہ نشین کو پھونکا ہے اسی مین سبکو پھونک دونگا ساریق نے کہا بس اب آپہی کی ذات
کا سہارا ہے اور کسیکی توقع نہین ہے سخنگان نے خداپرستون کے ظلم بیان کیے کہ لقا کو یون مارا ساحر
شمش کو دریاے محیط قلزم سے نکالکر اس بیدردی سے مارا فرتوت آتش زبان نے کہا
مجھے سب معلوم ہے اب تو دیکھ لینا کہ مین ان خداپرستون کو کس طرح غارت کرتا ہون ادھر ساریق
رخصت ہوا ادھر ہرکاردن نے تمام باتین جا کر صاحبقران عالی شان کی خدمت مین بیان کین
کہ ساریق خداوندیان بگھارتا بھول گیا فرتوت آتش زبان کی بہت خوشامد کی اور آج باغ
بہشت مین فرتوت آتش زبان کی دعوت کی ہے اور یہ وعدہ کیا ہے کہ بعد دعوت جس طرح
سکندر کو پھونکا ہے اسی طرح کل خداپرستون کو پھونک دونگا اگر ہزار کوس پر بھی کوئی خداپرست
ہوگا تو خود ہی آئے گا اور کڑاہ مین گر کر اپنی جان دے گا یہ سنکے اہل اسلام مین ہلچل پیدا ہو گئی
صاحبقران نے اذن عام دیدیا کہ جس جسکا جی چاہے وہ بارگاہ سلیمانی مین آئے اور
سرداران نامی و گرامی پر تاکید فرمائی کہ خبردار کوئی بارگاہ کے باہر قدم نہ نکالے یہ فرما کر آپ بارگاہ
سے نکلے اور دوسرے خیمہ مین قیام فرمایا تمام سردار بارگاہ سے باہر نکل آئے اور عرض کی کہ یا
صاحبقران اگر آپ بارگاہ سلیمانی مین قیام نہ فرمائینگے تو ہم بھی ہرگز بارگاہ سلیمانی مین نہ
بیٹھینگے صاحبقران نے فرمایا میری بدنامی ہے لوگ کہینگے کہ ساحر کے خوف سے صاحبقران
بارگاہ سلیمانی مین جا کے چھپے سردارون نے عرض کی کہ ہم تو نمکحرام کہلائینگے کہ سردار کو تنہا
چھوڑ دیا اور آپ اپنی جان بچائی خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران آخر تو ہونگے سب ایک ہی
منزل پر جس وقت فرتوت آتش زبان سحر کرے گا تو جو جہان ہوگا وہ کھنچ کے پہونچ ہی
جائے گا پھر ہماری آپکی آخری ملاقات وہین ہو جائیگی ہم تو جاتے ہین یہ کہکر خواجہ خضران نے
چند سردارون کو مثل قران ثالث برق ثالث طیفور بادیہ گرد وغیرہ کے اپنے ساتھ لیا اور
جانب صحرا روانہ ہو گئے یہان بادشاہ اسلام نے جو دیکھا کہ تمام سردار مع امیر بارگاہ سلیمانی سے
نکلکر آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے ہین تو سواری طلب کی اور خود بھی بادشاہ بارگاہ سے
نکلے جب صاحبقران کو معلوم ہوئی کہ ظل اللہ بھی بارگاہ کے باہر نکل آئے صاحبقران دوڑے ہوے
براے استقبال آئے اور عرض کی کہ حضور یہ کیا غضب کیا اس پر آشوب زمانے مین آپ بارگاہ
کے باہر قدم نہ نکالیں اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمنون پر کوئی آفت آ گئی تو بڑا غضب ہو جائیگا
تمام اہل اسلام متفرق ہو جائینگے یہ وقت ہم لوگون کی جانثاری کا ہے یہ سنکے بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ اگر آپ بارگاہ مین نہ چلینگے تو مین بھی نہ جاؤنگا باہر ہی رہونگا صاحبقران نے عرض کی کہ میری بدنامی ہو بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا آپکی بدنامی اسوقت ہو کہ طبل جنگ نہ بجے اور آپ بارگاہ کے باہر نہ نکلین جبتک طبل جنگ نہین بجا ہو اسوقت تک آپ کے واسطے کوئی بدنامی نہین ہو یہ بات صاحبقران نے پسند کی اور ہمراہ بادشاہ اسلام کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے لیکن اب کچھ حال فرتوت آتش زبان کا سنیے کہ یہ بیٹھا ہو گرد خیمہ کے ساحرون کا ہجوم ہو کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے اک رتھ نمودار ہوا اور آتے آتے قریب لشکر کے پہونچے دیکھا کہ اک طوائف ڈیرے دارنی نہایت حسین اُس رتھ پر سوار ہو سازندے ہمراہ مین ایک تانگہ سپید جوڑا پہنے بیٹھی ہو بالون مین خضاب کیا ہوا آنکھین مکروفریب سے بھری ہوئی پان جو کھایا ہو تو بسبب دانت نہونے کے پیک باچھون سے بہی ہوئی ہو کاجل پھیلا ہوا ہو آتے ہی لشکریون سے دریافت کیا کہ سردار لشکر کا خیمہ کونسا ہو کسی ساحر نے کہدیا کہ وہ جو سیاہ خیمہ ہو اُسمین خداوند ساحران رونق افروز ہین یہ سنکے نائکہ نے رتھ کو وہین ٹھہرا دیا اور آپ نوچی کو لیکے رتھ سے اُتری اور خیمہ فرتوت آتش زبان کی طرف چلی جسوقت دروازہ خیمہ پر پہونچی اک ساحر بطور نگہبان کے بیٹھا تھا اُسنے عرض کی کہ اک طوائف کہین سے آئی ہو فرتوت آتش زبان بھی بیکار بیٹھا ہوا گھبرا رہا تھا کہا بلا لو نائکہ نے جاکے سلام کیا اور نوچی کو پیش کرکے عرض کی کہ قربان جاؤن یہ گلاب کا پھول حاضر ہو دیکھیے تو کیا لبھا ہو ادھر اُس پری جمال نے لگاوٹ کی نگاہون سے فرتوت آتش زبان کو دیکھنا شروع وہ وہ ناز و ادا دکھائے کہ فرتوت آتش زبان بھی دیکھکر مائل ہوا کہا کہ تمھارے سازندے کہان ہین عرض کی کہ ڈیرے پر ہین فرتوت آتش زبان نے کہا بلالو اک ساحر گیا اور سازندون سے اطلاع کی کہ تمکو بھی بلایا ہو اسیوقت وہ بھی پانچون آدمی طبلہ سارنگی مجیرے کی جوڑی ایک خدمتگار ایک ہاتھ مین سنگار دان لیے دوسرے ہاتھ مین حقہ پان یہ سب کے سب دعائین دیتے ہوے خیمہ مین داخل ہوے فرتوت آتش زبان نے گانے کا حکم دیا اسیوقت سازندون نے ساز ملائے اور بی زہرہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

تڑپنے کا سبب برق فلک کچھ اور کہتی ہو
شب وعدہ اگر دل کی للک کچھ اور کہتی ہو
چھپا دُلا کچھ ہوے دوستی غیر کیا ہوگا
نقط پہلے تو اس در کی جبین سائی کا سودا تھا
کسی پردہ نشین کا راز الفت ہوگا اب افشا
قسم ملنے کی وقت ترک الفت تمنے کھائی تھی
وہ پھپکے سے جہان تاکید ضبط آہ کرتے مین
بہانہ دور سے آنے کا کرکے لاکھ وہ مائین
اُنھین گو صحبت اغیار سے انکار ہو ابتک
بجھایا تھا لگی کو تا بہ امکان اشک حسرت نے
جیانے پردہ ڈالا گو جوانی کی اُمنگون پر
ہمیشہ یونہی تو جل اُٹھتی ہین آنکھین ضبط گریہ سے
علاج زخم بھی کر دو جو دل سے تیر کھینچا ہو
ادھر اک لگے ادھجے داری مین ہوئے بسمل

ہمارے دید نہان کی چمک کچھ اور کہتی ہو
تو ایا یونہی بھی پیدا کرتے شک کچھ اور کہتی ہو
یہ عطر آلودہ کپڑونکی مہک کچھ اور کہتی ہو
مگر اس وقت ماتھے کی چمک کچھ اور کہتی ہو
کہ آج آنکھون مین اشکون کی جھلک کچھ اور کہتی ہو
مگر چھوٹے تعلق کی للک کچھ اور کہتی ہو
ہماری بیقراری بیدھڑک کچھ اور کہتی ہو
عرق آلودہ کپڑون کی مہک کچھ اور کہتی ہو
مگر شان ادا سے منتک کچھ اور کہتی ہو
پھر اس افسردہ شعلہ کی لپک کچھ اور کہتی ہو
یہ سینے سے ڈوپٹے کی ڈھلک کچھ اور کہتی ہو
مگر آج ان بھبھوکون کی تپک کچھ اور کہتی ہو
ابھی درد محبت کی کھٹک کچھ اور کہتی ہو
ادھر نازک کلائی کی لچک کچھ اور کہتی ہو

اُٹھایا قیس کا بڑا تو اُسنے جی کڑا کرکے — مگر تلوار اُٹھانے مین جھجک کچھ اور کہتی ہی
گمان ہی نیم بسمل چھوٹنے کا دست قاتل سے — کہ تیور مین کڑے لیکن جھجک کچھ اور کہتی ہی
بہار باغ سے ہر چند کچھ صحرا نہین بہتر — جنون افزا ہوا اُن کی سنک کچھ اور کہتی ہی
یہی جان آرزو اُبنک کہ قاتل لااُبالی تھا — جفا مین آج دشمن کی کمک کچھ اور کہتی ہی

وہ نازنین ماہ جبین کچھ اس اس طرح تبا بتا کے ایک ایک شعر کو گائی کہ ہر معاملے کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر گئی فرتوت آتش زبان محو ہوگیا بہت دیر تک زہرہ گایا کی تمام ساحر سمٹ کے گرد خیمے کے جمع ہوگئے جنکی باریابی تھی وہ تو جھوم رہے تھے جو باہر تھے وہ اپنے سر دھن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا دیر تک یہی عالم رہا فرتوت آتش زبان نے بہت کچھ انعام دیا نائکہ نے دعائین دے دے کے سب لینے پاس رکھا فرتوت آتش زبان نے کہا کہ آج سارلیق نے باغ بہشت مین میری دعوت کی ہی اگر تم چلو تو تمھین بھی باغ بہشت کی سیر کرالائین یہ سنکے بڑھیا نے زانو بدلا اور کہا قربان جاؤن ابھی اسکے دن بہشت مین جانے کے نہین ہین مجھے لیتے چلیے مگر اعمال ایسے کہان کہ بہشت مین جاؤن جوانی مین تو کالے سر کا ایک نہین چھوڑا اب بلی کی سی توبہ ہی کہ کوئی پوچھتا ہی نہین اسکی باتون پر فرتوت بہت ہنسا اور کہا یہ وہ بہشت نہین ہی جہان مرکے پہونچتے ہین یہان زندہ پہونچتے ہین اور سلامت آتے ہین اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو تمھین بھی ساتھ لیے چلینگے ساتھ کے سازندون نے عرض کی کہ یہ تو طائفہ پورا سا نا رہین کا خواص رکھتا ہی جہان جاتے ہین سب ساتھ جاتے ہین فرتوت آتش زبان نے سارلیق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمھارا کچھ ہرج نہو تو ایک طوائف کو بھی مین اپنے ساتھ لیتا آؤن ایسے مقام نزہت انضمام مین اور اک دلچسپی ہوگی سارلیق نے اسکے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ جاہے سارے لشکر کو لیکر تشریف لائیے فرتوت آتش زبان نے کہا کہ نہین اسکی ضرورت نہین ہی الحاصل جب وقت آیا تو سارلیق بن لبقا فرتوت آتش زبان کے لینے کو آیا سواریان ساتھ تھین یہ سبکے سب تخت روان پر سوار ہوکر جانب بہشت سارلیق روانہ ہوے جسوقت دروازہ بہشت پر پہونچے تو دیکھا کہ دروازہ مرجان کا ہی کیلین زمردی آہنین نصب ہین اور نگہبان بہشت مرجان جادو کھڑا ہی اسنے جو سارلیق کو آتے دیکھا جھک کے سجدہ کیا اور فرتوت آتش زبان کو بھی سجدہ کیا یہ تو راستہ چھوڑ کے علٰحدہ ہوگیا اور سارلیق فرتوت آتش زبان کو لیے ہوے داخل بہشت ہوا اور ایک روش بڑی دکھاتا ہوا ہر چمن کی سیر کراتا ہوا چلا کسی مقام پر دیکھا کہ سبزہ چہار جانب ہی اور سڑکین سرخ بنی ہین جیسے کسی سبز رنگ کے لبون پان کی تحریر ہوتی ہی لیکن جھرمٹ حوران بہشتی کے اس طرح کہ تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کے سن بال لٹکائے ہوے چہرہ چمکتے ہوے گویا آفتاب پر شب کو پشتہ پر لیے ہوے ہر وہ آپس کی چہلین وہ گرما گرمی لباس پر تکلف کچھ رنگین کچھ شباب دونون کی آمیزش نے قیامت کا اکھاڑا بنا پیدا کردیا ہی کسی مقام پر درختان سرو برابر سے موودب کھڑے ہین کسی جگہ شمشاد اکڑ رہا ہی جب یہ درختان بے فیض گزر چکے تو نہالان بار آور نظر آئے سیبون کی سرخی سرخی عارض معشوقان پر چشمک زنی کر رہی تھی اور انار نارستان کو خجل کر رہے تھے جو انار جوش نمو سے شق ہوگئے تھے اُنسے خندہ دندان نما کا عالم نمودار تھا غرضکہ جو درخت تھا میوے سے لدا ہوا تھا شاخین زمین کو چوم رہی تھین جا بجا نہرین آب مصفا کی جاری تھین مچھلیان سبز و سرخ سنہری و زرد و اودی و کاسنی رنگ

تیرتی پھرتی تھین سر آب حباب چھوڑ کر غرق ہو جاتی تھین گرد نہر کے نادرے چھوٹے چھوٹے پھولون کے
درختون کے لگے ہوے تھے کسی درخت مین گلہاے یاقوت ترشے ہوے لگے تھے کہ گلہاے
اصلی کو شرمندہ کرتے تھے شاخین زمرد کی ایسی سبز کہ سر سبزی کسی درخت کو کہان میسر کسی درخت
مین گلہاے نیلی یاقوت نیلی کے ترشے ہوے کسی مین یاقوت زرد کے ترشے ہوے گل لگے
ہوے تھے اسی طرح کے چھوٹے چھوٹے جانور بھی جواہر کے بنے ہوے اُن درختون پر اسطرح
نصب کیے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیٹھے ہوے ہین اور بولا چاہتے ہین کسیکی منقار زمرد کی پر
یاقوت کے دم الماس کی کسی کی منقار مروارید کی آنکھین یاقوت کا پوٹا زبرجد یاقوت کا پر زمرد سبز
کے اسی طرح مختلف اللون جانور درختون پر نصب تھے فرتوت آتش زبان دل مین
کہتا ہے کہ واقع مین یہ دوسرون کے بھروسے پر ایسی خداوندی کر رہا ہے کہ ہم اپنے بوتے پر بھی
نہین کر سکتے اب جا بجا قصر نظر آنے لگے کوئی الماس نگار کوئی زمرد نگار کوئی یاقوت نگار نگاہین
خیرہ ہوئی جاتی تھین اور ہوش پرواز کرتے تھے ہر قصر کی آرایش بیان سے باہر ہے ساریق نے
تھوڑی تھوڑی دیر ہر قصر مین قیام کیا جو حورین اُس قصر کے متعلق ہین وہ آئین اور خدمت بجالائین
اب ساریق اُس قصر رفیع مین پہونچی جہان فرتوت آتش زبان کو بٹھانا اور اُسکی
دعوت کرنا مدنظر تھی یہ قصر طلائی تھا اور ہر قسم کا جواہر اسمین نصب تھا شیشہ آلات بھی جواہر
کا ساختہ تھا بڑے بڑے آئینے الماس کے ترشے ہوے نصب تھے تمام قصر مین جواہر نگار
فرش تھا صدر مین جو مسند تھی وہ سب الماس نگار تھی ساریق فرتوت آتش زبان کو لیے
ہوے صدر مین بیٹھا ہے اور سامان دعوت مہیا ہونے کا حکم دیا اُس وقت اس طوائف کی نائکہ
گھبرا گھبرا کے ادھر اُدھر دیکھتی تھی اور منھ مین پانی بھر آتا تھا کہ کیونکر یہ مل جاے لیکن سختگان
غور سے طائفے کے لوگون کو دیکھتا تھا مگر کچھ بولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی کہ اگر کچھ کہا تو آئی گئی
تیرے ہی سر ہو جائیگی ورنہ یہ جسکی فکر مین ہین اُسکا انجام جو ہوتا ہے معلوم ہے اتنے مین سلیم جادو
اور اسلم جادو حاضر ہوے سلام کیا سلیم جادو کے سپرد شہنشاہ اسم اعظم تھا اور اسلم جادو
کی حفاظت مین چارون شاہزادیان تھین چنانچہ اسلم جادو نے عرض کی کہ یا خداوند شاہزادیان
اور خداوندزادیان عرض کرتی ہین کہ اگر اجازت ہو تو آج ہم بھی سلام کے واسطے حاضر ہون ساریق
نے کہا کہ اچھا تو آئے اسلم جادو گیا اور چارون شاہزادیون کو سوار کرکے لایا جسوقت یہ محافون
سے اُتر کر داخل قصر ہوئین تو دیکھا کہ چارون کے گلون مین سونے کی پتلی پتلی ہنسلیان سی
پڑی ہوئی ہین ہاتھون مین اُسی قسم کی ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان کمر مین زنجیر طلائی نہایت
نازک جسکا سلسلہ تمام زیر اسیری تک پہونچا ہوا رنگ چہرون کے متغیر اُداسی چھائی ہوئی یہ حالت
دیکھکر ساریق نے اسلم جادو سے کہا کہ مین نے اس قید کا انکے لیے حکم نہین دیا تھا بس انکے
واسطے اتنی ہی قید کافی ہے کہ یہ آزادی سے پھرنے چلنے نہ پائین اسلم جادو نے خوف زدہ ہو کے
توبہ کی اور اسیوقت ہتھکڑیان بیڑیان وغیرہ سب حوران بہشتی سے اُتروا ڈالین فرتوت آتش زبان
نے کہا اے ساریق یہ کس جرم پر تو نے ان ماہوشون کو قید کا حکم دیا تھا ساریق نے کہا کہ اسکا قصہ
طولانی ہے فرتوت نے کہا بیان تو کرو سختگان نے ہاتھ باندھکے عرض کی کہ خداوند اس واقعہ
بیان کرتے ہوے شرمائینگے مجھ سے سُنیے جس عہدے پر اب مین ہون اسی عہدہ پر ایک اور وزیر

تھا کہ نام اپنا اُسنے سودائی مشہور کیا تھا لیکن انتہا کا دزنا تھا اور خداپرست بنا خداوند کو مدت سے احمق بنائے ہوئے تھا جسوقت صاحبقران بہار مغرب مین پہونچے ہین اور بہار مغرب کو انھون نے فتح کیا ہی تو یہان سے ایک عیار گیا تھا اور وہ جاکر چار شاہزادون کو گرفتار کر لایا تھا پہلے تو خداوند نے سیر بہشت کرائی مقامات عمدہ دکھائے کہ شاید خداپرست راہ پر آجائین مگر خداپرست تو کبھی اپنا مذہب ترک نہین کرتے آخر خداوند نے اک گنبد مین بند کرا کے انکو جلوا دیا حکیم سودائی نے لقب دلوا کر قبل اسکے کہ ہیزم مین آگ دیجائے چارون شاہزادون کو رہا کر کے اپنے گھر مین حفاظت سے رکھا انھون نے راتون کو نکل نکل کے شبخون مارنا شروع کیے لوگون نے شور کیا کہ وہ مغضوب خداوند بعد مرنے کے بھی آزار دیتے ہین حکیم سودائی نے خداوند کو ایسا گدھا بنایا کہ سنیئے گا تو بہت ہنسیے گا کہا یا خداوند یہ وہین ہین جم انکو اگر جائے آسائش دیدی جائے تو یہ تکلیف نہ پہونچائینگے خداوند مسخرے نے باغ چار بہشت مین انکو بلا یا اس باغ مین پہلے شاہزادیان رہتی تھین اُسی مقام میں ان چارون نے رہنا پسند کیا وہ در اصل خالی روحین تو نہین تھین بلکہ جسم جسمیت تھین اب سمجھ لیجیے کہ چار خوبصورت نوجوان مرد اور ایسی ہی عورتین ایک جا آزادی سے رہینگی تو کیا ہوگا اس خطا پر حکیم سودائی کو قید کر کے بھیج دیا شاہزادیون کو اسیری کا حکم دیا اُسی دن سے یہ شاہزادیان اسی بہشت مین مقید مین یہ سُنکے فرتوت آتش زبان نے کہا اوسارلیق اپنی حماقت کا غصہ دوسرون پر یہ خطا تیری تھی یا ان لڑکیون کی تجھے اپنے گریبان مین منہ ڈالنا چاہیے تھا جسکے عوض مین انکو مقید کیا اور سپہر آرا مہر آرا انجم آرا اختر آرا کی اطاعت کی تعریف کی اور اسی وقت حکم دیا کہ پہلے انکے لباس بدلوا دُ انکو گلے سے لگاؤ اُسکے بعد جلسہ ہو سارلیق نے اسی وقت حوران بہشتی کو حکم دیا وہ تمام نازنینان آئین اور ان چارون کو لیگئین اور بعد آرایش زیور و لباس اب جو یہ آکر دوبارہ شریک جلسہ ہوئین تو اور ہی صورتین ہو گئین صدر مین تو سارلیق اور فرتوت آتش زبان بیٹھا تھا بائین جانب سات ساحر ہمراہیان فرتوت آتش زبان سے بیٹھے تھے اور داہنی جانب یہ چارون شاہزادیان رونق افروز مین کشت پر حسین و نازک اندام عورتین پرے جمائے کھڑے تھین اور سامنے طائفہ حاضر تھا لیکن زہرہ بھی کچھ ایسے ناز و انداز دکھا رہی تھی کہ حوران بہشتی اُسے دیکھ دیکھ کے شرماتی تھین سارلیق نے پہلے حوران بہشتی کو گانے اور ناچنے کا حکم دیا حوران بہشتی پرا باندھ کر سوسو کے غول ہاتھ سے ہاتھ ملا کے ناچنے لگین یہ سمان بھی قابل دید تھا اسکے بعد ان سب نے مل کے گانا شروع کیا انکے گانے سے بھی سب نہایت محظوظ ہوئے لیکن فرتوت آتش زبان کو اپنے طائفے کے مقابل انین سے کسیکا گانا پسند نہین آیا اُس وقت اسنے سارلیق سے کہا کہ حوران جنت کا گانا تو ہمنے سنا اب ہم تمھین حور دنیا کا گانا سنواتے ہین یہ کہکر زہرہ کی طرف خطاب کر کے کہا کہ ہان ذرا تم بھی اپنا گانا سناؤ یہ سنتے ہی زہرہ پیشواز سنبھال کے سامنے آبیٹھی سازندون نے ساز ملائے اور زہرہ نے لہک لہک کے گانا شروع کیا

غزل

جلاکر خاک کرنا شوق سے استخوان میرا
اسکو لیگئے تم ایکدل تھا رازدان میرا
چمک سی آج اٹھتی ہی مرے سینے میں رہ رہکر
نفس لیجاکے رکھنا تا قریب آشیان میرا

نہ پردہ فاش کرنا طرح کے اہل سخن نہان میرا
تعجب سے جب نظر کرتا ہون دلمین دیکھتا ہی
کسی محفل مین ہوتا ہوگا درد دل بیان میرا
ہنسے دیتے ہین سب لیو کے لطف کی باتین

کہون کس سے سنیگا کون اٹھ تو نکو بیان میرا
خوشی سے تا عیان ملک جلد دین آشیان میرا
اسیر دام ہون اک رز وصیاد دیکھتا ہون
سمجھ ہی مین کسیکے اب نہین آتا بیان میرا

ہر نقش وہ اُلٹا ہے گو شعر کر چکا لیف
خداوندا کسیکو تو نہ کرنا راز دان میرا
کسیجا بیٹھکے بھی چار آنسو نہیں سکتا
کہوں کس سے بچا تو جل بہا ہی آشیان میرا
حکایات چمن صیاد اک خواب پریشان ہے

وہ میرا پوچھنا تم لے سکو گے امتحان میرا
لگاتے ہیں شرر کرتا ہوں جب آہ میں شب فرقت
جب نکلے در سے اُٹھ آیا تھکا ماندہ کہان میرا
یونہیں سینے دے مجکو چارہ گر اب میں قسمت پر
بتا اُگتا نہیں یہ بھی کہاں تھا آشیان میرا

جگر کی طرح دلمیں بھی بڑے سے ہیں آبلے لکھون
کریگا مجکو رسواے جہان سوز نہان میرا
اسیر تازہ ہوں میری زبان صیاد کیا جانے
بڑھیگا کوشش سے رہیگی رو نہان میرا
سخن فہم و سخندان جکو سب بتا کہتے ہیں
نہوگا حضرت ناطق سا بہت قدردان میرا

اب جو زہرہ اپنے سر دن میں اس غزل کو گاتی ہی تو سمان باندہ دیا لوگ جھومنے لگے ساریق نے کہا کہ اگر یہ قبول کرے تو مین اسکو تمام حورون کی افسری دیدون ناگہ نے کہا کہ یا خداوندا ابھی اسکا سن بہشت مین رہنے کا نہین ہی ساریق نے کہا کہ اگر یہان رہیگی تو جوان رہیگی اسکے حسن پر زوال نہ آنے پائیگا اور اسے دنیا مین لیجاؤگی تو یہ تمہاری طرح بڑھیا ہوجائیگی ناگہ نے کہا کہ یہ تو خداوند کے اختیار کی باتین ہین ہر جگہ ممکن ہی کہا ہان مگر طول حیات اور نوجوانی دوامی ہمنے اسی مقام سے مخصوص کردی ہی جو یہان رہیگا یہ باتین اُسے حاصل ہوسکتی ہین ناگہ نے کہا کہ یہان کی شراب مین بھی تو یہی تاثیر سنی گئی ہی کہ جو بوڑھا ہو تو وہ جوان ہوجائے ساریق نے کہا کہ کیا یہان کی شراب پینے کی ناگہ نے کہا کہ اگر خداوند کی مرضی ہوگی تو ہان پیونگی ساریق نے کہا کہ زہرہ کو ساقی گری بھی آتی ہی ناگہ نے کہا کہ اس کام مین تو اسکو کمال حاصل ہی آپ سامان منگوائیے اُسی وقت ساریق نے حکم دیا کشتیان شراب کی آگئین زہرہ اپنے مقام سے اُٹھی اور ناچتی گاتی ہوئی قریب کشتیون کے آئی کشتی پوش ہٹاے ایک ہاتھ مین شیشہ ایک مین جام لیا اور تال پر ناچتی ہوئی رندانہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی

روح کس رند کی پیاسی گئی میخانے سے + مُڑ اُڑی جاتی ہی ساقی ترے پیمانے سے + بادہ خواران گذشتہ کا یہ حق ہی ساقی کچھ جو گر پڑتی ہی چھلکی ہوئی پیمانے سے +

اس طرح کے اشعار گاتی ہوئی سامنے فرتوت آتش زبان کے پہونچی اور جام پیش کیا فرتوت تو اُسکی اداؤن پر پہلے سے مٹا ہوا تھا زہرہ نے جام منہ سے لگا کے پھر ہٹا لیا اور مسکرائی فرتوت اور بھی مر گیا جلدی سے ہاتھ پکڑ کے جام منہ سے لگا لیا اور پی گیا زہرہ نے دوسرا جام لبریز کیا اور اُسی طرح ناچتی گاتی ہوئی سامنے ساریق کے آئی اور جام پیش کیا ساریق نے بھی جام پی لیا اب یہ دورہ کرتی چلی جاتی ہی جب ان سبکو خوب چھکا چکی تو اپنے مونہہ کا شروع کی اور کہا کہ خداوند کی جھوٹی شراب ہی جو پیے گا تو سیر دوزخ کی آنچ حرام ہوجائیگی پھر تو یہ حالت ہوئی کہ خم کے خم لنڈھنے لگے جتنے ساکنان بہشت تھے سبنے وہ شراب خوب پی تمک سرکاری کل شراب مین برابر سے ملا ہوا تھا تھوڑی ہی دیر مین یہ حالت ہوئی کہ فرتوت آتش زبان ناچتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا اُدھر سے ساریق اُٹھا دونون مین لڑائی ہونے لگی اسکی چٹیا اسکے ہاتھ اور اسکے ہاتھ اسکے کان لڑتے لڑتے دونون چھینکین مار مار کے بیہوش ہوے جو اور لوگ موجود تھے وہ اُٹھانے کو چلے ہوا لگی یہ بھی سب نیچے ٹانگین اوپر دھما دھم گرنے لگے غرضکہ جسقدر لوگ یہان تھے سب کے سب بیہوش ہوے اب تو ناگہ نے نعرہ کیا کہ باش ای کفار بدکردار منم خواجہ خضران بن عمر ثانی اور نازنین نے کہا منم مہتر برق ثالث کا نعرہ کیا اور طبیبے نے طیفور کا نعرہ کیا اسی طرح سے سب عیارون نے نعرہ کیے اب خضران نے کہا کہ جلدی جلدی پردے چھوڑ دو اُسیوقت تمام قصر کے پردے چھوڑ دیے گئے اب حکم دیا کہ جسقدر مال و اسباب اس باغ بہشت نظیر مین ہی سب لوٹ لو عیارون نے لوٹ کے ڈھیر لگانا شروع کیے اور خضران نے جال الیاسی مار مار کے سمیٹنا شروع کیا زرش فرش

جھاڑ مرذنگ جھابے لنول سندین لباس سبکے اتار لیے اور برہنہ کرکے ڈال دیا اور صورت ساریق
کی لنگور کی بنائی اک دم پیچھے اسکے لگ کے منھ کالا کیا اور فرتوت آتش زبان کو سور کی صورت
بنایا ساریق کو فرتوت پر بٹھایا اور جتنے مقرب تھے سب کی بُری گت بنائی گرگ یا بندر یا لنگور
ریچھ اور سخنگان کو مادہ گرگ کی صورت بناکے استرے داڑھیاں صاف کین فرتوت آتش زبان
اور ساریق کے منھ پر سوت موت کے ڈاڑھی ان دونوں کی خوب مونڈی اور اک پرچہ لکھ کے
ایک بال فرتوت آتش زبان کی داڑھی مین رہنے دیا تھا اسمین باندھ دیا مضمون یہ تھا او ملعون افسوس کہ تونے اپنے ہی سکندر
دیوانی کو پھونک دیا اگر مین واقف ہوجاتا تیرے لڈے سے تو کیا مجال تیری کہ تو سکندر کو پھونک سکتا اور حکم صاحبقران سے مجبور
ہوں کہ باوجود تیری بیعنوانی کے ہرگز انکا حکم نہیں ہے کہ کسی کا ذکر کرے حجت تمام کیے قتل کر ڈالو ورنہ اسی وقت مین
تجھے مار ڈالتا یہ انھیں کے تصدق مین اسوقت بھی تیری جان بچی ہے احسان مان صاحبقران علیہ السلام
کا یہ پرچہ باندھ کے اک پرچہ اور تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے نگہبان دروازہ بہشت اس طائفہ کے
لوگوں کو تم انکے ڈیرہ پر پہونچوا دے خداوند ابھی کئی روز بہشت مین قیام فرمائینگے اس پرچہ کے اوپر
مہر ساریق کے ہاتھ سے اتار کے ثبت کر دی بعد اسکے شاہ دلیل کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اسکے بعد
اسلم جادو اور سلیم جادو کے مسکن پر جاکے شیشہ اسم اعظم اپنے قبضہ مین کیا اور ان دونوں ساحروں
کو بھی اوندھا سیدھا لٹکاکے یہ سبکے سب وہاں سے دروازہ بہشت پر آئے نگہبان بہشت نے جو وہ
حکم نامہ دیکھا اسی وقت تخت رواں منگا کے ان ساتوں آدمیوں کو سوار کرکے روانہ کر دیا جب یہ اپنے
ڈیرہ پر پہنچے تو اسی وقت کوچ کر دیا راستے مین اک باغ آموں کا ملا وہاں سب کے سب رتھ
سے اترے خضران نے سب سامان کو مع رتھ اٹھا کے نذر زنبیل کر لیا اور اب یہ عیار اپنی
ہیئت اصلی پر آئے خضران نے سب سے پہلے امیر کا شیشہ اسم اعظم توڑ ڈالا اس خیال سے کہ شاید
وہ ملعون آتے ہی فساد برپا کرے تو صاحبقران اپنی حفاظت تو کر سکین بعد اسکے ان عیاروں
نے آم توڑ توڑ کے کھانا شروع کیے وہاں وہ سب کے سب بیہوش پڑے تھے جو خواص پیچ دو
کے باہر تھے پہلے انکو ہوش آیا گھبرائے کہ ہم دن دہاڑے سو گئے تھے ایسا نہو خداوند ناراض
ہوکر غضبناک ہوں تو کہیں ٹھکانا نہ رہیگا یہ خیال کرکے یہ سبکے سب اندر قصر کے آئے یہاں دیکھا
تو بجائے خداوند اور ارکین دولت کے ادر لنگور اور بندر اور سیار پڑے ہوے ہیں ہر وے
اٹھنے سے ہوا جو لگی تو یہ سب بھی ہوشیار ہوے ان خواصوں نے ساریق کو مارنا شروع کیا
کہ ای لنگور تو یہاں کہاں چلا آیا کوئی ساریق کو مار رہا تھا اور نکال رہا تھا اور کسی نے فرتوت آتش زبان کو سور
سمجھ کے قبیلہ شروع کیا جب یہ دونوں ہوش مین آئے تو ساریق نے نعرہ کیا کہ او حرام زادو کیا کرتے ہو
منم ساریق بن لقا ادھر سور چلایا کہ منم فرتوت آتش زبان اب تو یہ لوگ رکے کہ یہ معرکہ ہے کہ لنگور
منم ساریق کی صدا دے رہا ہے اور سور فرتوت آتش زبان کا نام بتا رہا ہے یہ لوگ کہنے لگے کہ یا
خداوند ہم تیرے اسرار نہین سمجھ سکتے کہ کیا ہیں یا تو وہ سامان یا یہ ہیئت کہ جیسے وہ جانور تھے تو انکی
صورت بنا ہوا ہے اور مال و اسباب بھی قصر کا نہیں معلوم ہوتا ساریق نے کہا آئینہ لاؤ اسوقت
خدمتگاروں نے آئینہ لا لاکے دکھائے ہر ایک اپنی اپنی صورت دیکھکر نہایت ذلیل و خفیف
ہوا جب فرتوت نے اپنی ڈاڑھی کے بال مین رقعہ بندھے دیکھا تو اسنے کھول کر پڑھا اس وقت
معلوم ہوا کہ یہ کام خضران کا تھا اور وہ طائفہ جو ساتھ آیا تھا وہ وہی عیار تھے ساریق نے کہا

دیکھو تو یہ سب کہان گئے بغیر میری اجازت کے کوئی بہشت کے باہر قدم نہین رکھتا ہے ابھی ان بندگان
بے ادب کو گرفتار کرو سختگان نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے سمجھ چکے تھے اپنے مرشدون کو مجھ سے
زیادہ کون پہچانے گا مگر مارے ڈر کے بیان نہ کیا کہ اگر کچھ منھ سے نکالا تو ہماری خیریت نہوگی اور جو
ہونے والا ہے وہ تو سر طرح ہوگا بعد اسکے فرتوت آتش زبان کی طرف دیکھ کے کہا کہ یا خداوند ساحران
دیکھا آپنے کہ عیاران اسلام کس بلا کے ہین اب اس سے زیادہ کیا ذلت ہو سکتی ہے کہ خداوندون کو
سور اور لنگور بنایا ڈاڑھیان مونڈین تمام بہشت کا مال و اسباب لوٹ کے اپنے قبضہ مین کیا اب یہ
بہشت نہین بلکہ جنگل ہے سارلیق نے جو قصر کو بھی لٹا ہوا پایا کہا ارے دیکھو تو وہ نالندے جو کنارے
نہرون کے رکھے تھے ہین یا نہین ہین سختگان نے کہا کہ اب کچھ بھی نہوگا لوگ دوڑے گئے کر جو پلٹ
کے آیا خبر یہی سنائی دی کسی نے کہا کہ تمام بہشت مین کسی درخت مین میوہ وغیرہ کچھ باقی نہین ہے
کسی نے کہا کہ جواہر کے نام تو کوئی شی باقی نہین رکھی ناندے وانڈے سب غائب ہوگئے ایک نے
آکے کہا کہ نہر کی مچھلیان تک نہین معلوم ہوتین کسی نے آکے کہا کہ جو حالت اس قصر کی ہے یہی حالت ہر
قصر بہشت کی ہے اب تو سارلیق بدحواس ہوگیا چند ساحر جو ڈھونڈھنے کو نکلے تھے انھون نے آکے
بیان کیا کہ وہ یہان سے چلدیے کچھ پتا بھی نہین سارلیق نے کہا کہ وہ یہان سے بغیر میرے
حکم کے جا ہی نہین سکتے سختگان نے کہا کہ کیا تیری عقل پر پتھر پڑے ہین ارے جانے والے کو
کوئی روک بھی سکتا ہے اور پھر ان لوگون کو جو خواص ہوا کا رکھتے ہین لیکن فرتوت آتش زبان جو
ذلیل ہوا اور سختگان نے میٹھی چھریان بھونک بھونک کے اسکو اور تاؤ دلوایا تو بس یہ اٹھ کھڑا ہوا اور
کہا ارے سارلیق اگر تین دن کے عرصہ مین ایک خدا پرست بھی باقی رہ جائے تو تو مجکو فرتوت آتش زبان
نہ کہنا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا چونکہ یہ سبکے سب برہنہ ہی تھے تو خدمتگارون کے سامنے تک نصیب
نہوے درخت کے پتون سے ستر چھپائے ہوے دروازہ بہشت پر آئے اس وقت سارلیق کو
خیال آیا کہ حورین کہان ہین ایک بھی نظر نہین آتی کہا دیکھو تو حورین کیا ہوئین پھر خدمتگار اور مصاحب
ادھر ادھر دوڑے مگر کوئی حور نہ دکھائی دی آکر بیان کیا کہ کوئی نہین ہے مرد تو مین عورت ایک نہین
بلکہ مرد بھی جو حسین و نوعمر تھے وہ بھی غائب ہین سارلیق نے دروازہ بہشت پر پہونچ کے کہا
کہ ای نگہبان بہشت ہمارے آنے کے بعد اس طرف سے کوئی گیا تھا اسنے پرچہ مہری نکال کے
دکھایا کہ وہ طائفہ جو آپکے ساتھ آیا تھا وہی لوگ یہ فرمان جب ہمارے پاس لائے تو ہمنے راستہ
جانے کا دیا سارلیق نے اپنی مہر دیکھی حیران ہوا سختگان نے کہا کہ قربان اس ہوشیاری و دانائی
کے سارلیق نے کہا کہ اتنا اسباب میری بہشت مین تھا کہ برسون مین بھی بہشت سے نکل نہ سکتا
یہ چند آدمی کیونکر لے گئے سیکڑون چھکڑے بار ہوجاتے میوہ اتنا تھا کہ جسکی حد و انتہا نہین
علاوہ اسکے حورون کو کیونکر لے گئے سختگان نے کہا کہ انھین سب قدرت حاصل ہے یہی شکر کیجیے
کہ آپکو چھوڑ گئے اور زندہ و سالم چھوڑ گئے الغرض بہشت تو اجڑ گیا اور یہ سب بحال خراب
بہشت سے نکلکر روانہ ہوے سارلیق تو اپنے ہیکل کی طرف بھاگا اور فرتوت آتش زبان
اپنے لشکر مین آیا جب سارلیق اپنے مقام پر پہونچا اور لوگون نے اسکو برہنہ دیکھا پوچھا یا خداوند
یہ کیا حالت ہے سارلیق بیچارے نے کہا کہ ہر گستاخ نبد و مصلحت خداوند مین دخل نہ دو تم نہین جانتے
ہم جو ہم جانتے ہین ارے بندون کی ایسی نازبرداری نکرین تو ہم خداوند کاہے کے ہمارے تو

بھی بندے ہین لنگور اور سور اور گدہے لوگ اُنہین چشم حقارت سے دیکھتے ہین اسلیے ہمنے اپنی صورت لنگور
کی بنائی فرتوت ایسے معزز شخص کو سور بنا دیا جو لوگ برہنہ پھرتے ہین اُنکی تسکین کے واسطے برہنہ بھی
ہوگئے سنحگان تو صاف صاف کہتا تھا کہ بے دلیل خدا و تدبیر اکیا کنایہ سبب حرکتین وہی لقا کی ایسی ہین
وہی خرابیان بھی پیش آتی معلوم ہوتی ہین ساریق کو بہشت کے لٹنے کا ایسا صدمہ ہوا کہ قدرتین بُھلا
بھول گیا وہان فرتوت آتش زبان نے سحر کرکے اپنا لباس درست کر لیا تھا اسنے لشکر مین
پہونچتے ہی حکم دیا کہ ابھی کڑاہ گرم کیا جائے تین دن کے اندر تمام اہل اسلام کو اسی کڑاہ مین جلا کے
خاک کر دونگا جو ہزار ہزار دو دو ہزار کوس کے فاصلے پر ہین وہ بھی آ آکر اپنی جانین دینگے یہان تو
کڑاہ گرم ہونے لگا اور سرکار سے یہ خبر وحشت اثر لیکر خدمت مین صاحبقران عالی شان کے روانہ ہوے
اور جاکر سارا ماجرا بیان کیا کہا کہ کل باغ بہشت مین ساریق نے فرتوت آتش زبان کی دعوت
کی تھی نہین معلوم کس طرح سرگروہ عیاران خواجہ خضران بہشت مین پہونچ گئے ساری بہشت کو
لوٹا ساریق اور فرتوت کی ڈاڑھی مونڈی فرتوت آتش زبان نہایت غصہ مین آیا ہے کہتا ہے
کہ مین تین دن مین تمام عالم کے خدا پرستون کو غارت کر دونگا صاحبقران یہ سُنکے بہت خوش ہوے
اور فرمایا کہ خضران نے اُسے مار کیون نہ ڈالا ایسے موذی کو اور قابو پا کے چھوڑ دیا اتنے مین ایک شخص
اور آیا اور عرض کی کہ خضران نے بعد تسلیم عرض کی ہے کہ دستخطی اسم اعظم مین نے توڑ ڈالا اسباب
حضور حفاظت اپنی مع لشکر اچھی طرح سے کرین کہ فرتوت بہت جلا ہوا ہے اور اُسنے کڑاہ گرم کرایا ہے
اور مین تو خانۂ کعبہ کو جاتا ہون جو میرا کام تھا وہ مین کر چلا یہ سُنکے صاحبقران نے جو خیال کیا تو لوح اسم
اعظم کو بادشاہ پایا فرمایا کیا مجال ہے اُس ملعون کی کہ اہل اسلام کو میری موجودگی مین آزار پہونچا سکے خضران
نے گلیم نکال کے طیفور کو دی اور کہا کہ تو اسے اوڑھ کے اپنی جان بچا ہمارا بھی
خدا حافظ ہے جو بچا وہی بہی طیفور نے کہا کہ خواجہ یہ مجھ سے نہ ہوگا کہ مین اپنی جان بچاؤن اور آپکو
چھوڑ دون جو سبکا حال وہ اپنا حال خضران نے پیٹھ ٹھونکی اور کہا کہ نہ گھبراؤ کیا مجال ہے اُسکی جو بال
بیکا کر سکے یہ کہکے بندھی حضرت داؤدی کے نکال کے اُسکے تین ورق قائم کیے اور ہر در مین ایک
کمند آصفاے یا صفا کی نہایت ہا بیک کر کے لگائی اور دیو جامہ ہین کے بیچ مین آپ بیٹھے داہنی جانب
طیفور کو بٹھایا بائین جانب برق ثالث کو اور عیارون کو پشت پر جگہ دی طیفور نے داؤد کو
چھیڑنا شروع کیا اور برق نے ستار کی گتین نکالنا شروع کین آپ بیچ مین تن کے بیٹھے اور
سننے لگے وہان کا حال سنیے کہ جس وقت کڑاہ گرم ہوگیا تو فرتوت آتش زبان نے جھولی پر سحر کے
ہاتھ ڈالا اور اک ترنج نکال کر زمین پر مارا اور آواز دی کہ جا جس مقام پر خضران عیار ہو اُسے گرفتار
کرلا بس یہ کہنا تھا کہ ترنج شق ہوا اور دھوان پیچیدہ ہوکے شن شن کرتا ہوا ایک سمت روانہ ہوا
اور یہان فرتوت آتش زبان نے گرد کڑاہ کے چکر لگانا شروع کیے اور اسم سحر پڑھنے لگا وہان
دھوان لپکتا ہوا سامنے منڈھی کے پہونچا فرتوت تو اپنے سحر کو زور دے ہی رہا تھا دھوین نے
جو خضران کو بیٹھے دیکھا سمٹ کے دروازے سے اندر منڈھی کے جانے کا قصد کیا لیکن کیا
مجال ہے کسیکی کہ بے حکم خضران اندر آسکے دھوان کیسا ہوا کا گذر تو ممکن نہین ہے دھوان اک لکۂ
ابر سیاہ ہو گیا اور چھینٹے طوفان کیسے کہ دھوان با ہوا اجالا پہلے ورمین لٹک گیا خواجہ نے جلدی سے
اس چھینٹے سے کو چھڑا کے داخل زنبیل کر لیا کہ فتیلہ وغیرہ بنانے کے کام آئیگا

وہان ساتون چکر فرتوت آتش زبان کے تمام ہوگئے اور کوئی نہ آیا اُسوقت تو یہ حیران ہوا اور اسنے
دوسرا ترنج جھولی سے نکال کے کھینچ مارا یہ ترنج بھی پھٹا اور اُسی طرح دھوان پیچیدہ ہوکے روانہ ہوا
پھر اسنے سات چکر لگائے مگر کوئی اثر ظاہر نہوا دھوان وہی پھیتہ سا بنکے لٹک رہا اب تو اسے بہت
غصہ آیا بس اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ تم جاکے پکڑ لاؤ ان ساحرون مین سے ایک ساحر بہوت
جادو نام روانہ ہوا جسوقت سامنے منڈھے کے پہونچا آواز دی کہ او دزد باریک معلوم ہوتا ہے تو نے بھی
کیا اسی دقت بیوقت کے لیے دو چار انچھر یاد کر لیے ہین جنھون سے ساحرون کو پریشان کرتا ہے لیکن مجھ
پر اسطرح نہ چلیگا منم مبہوت جادو فرستادہ خداوند ساحران یعنے فرتوت آتش زبان یہ کہکر جو تڑپتا
ہے اور برق بنکے کوندھتا ہے تو یہ قصد کیا کہ اندر گھس کے ان سبکو پکڑ لیجاؤن لیکن جیسے ہی قریب در
کے پہونچا اُلٹا ہوکے لٹک گیا خواجہ نے اسکو بھی پھندے سے چھڑا کے نکالہ زبان پر سوزن کرکے
نذر زنبیل کر لیا اور پھر اسیطرح پھندا لگا دیا وہان دیر جو ہوئی تو فرتوت آتش زبان نے دوسرے
ساحر کو روانہ کیا خلاصہ یہ کہ ساتون آکے اسی طرح پھنس گئے اور کچھ کام نہ نکلا اب تو فرتوت آتش زبان
کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ مین آپ جاتا ہون اور اسے مجرم کو لاتا ہون یہ کہکر زمین پر غلطک
ماری اور اژدرمان بنکے سائین سائین کرتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوا وہان خواجہ اُسی طرح اطمینان
سے بیٹھے ہوئے ستار بجا رہے تھے ہو حق مچی ہوئی تھی کہ دیکھا جانب صحرا سے اک بلائے سیاہ
آتی ہے اور آگے آگے سیاہی کے شعلے کی سی لپک معلوم ہوتی ہے گویا ابر سیاہ مین بجلی چمک رہی ہے یا شفق
پس پشت شب کو لیے چلے آتی ہے خضران نے کہا اب وہ ملعون خود آتا ہے آنے دو دیکھو تو تمہا اُس
حرامزادے کی گت بناتا ہون اتنے مین وہ سیاہی قریب پہونچی تو دیکھا کہ اک اژدہا جوش و خروش
مین چلا آتا ہے اور وہین سے ہر نفس مین شعلے نکلتے ہین کہ گھانس جلتی جاتی ہے کنکر پتھر سیاہ ہو جاتے
ہین اُدھر یہ ملعون جو سامنے منڈھی کے پہونچا اور اسنے دیکھا کہ چار تنکون کی جھونپڑی مین خضران بیٹھا
ہے بس اسنے غصہ مین قصد کیا کہ مع منڈھی پھونک دون بس جیسے ہی غلاف آتشین چھوڑا چادر شعلہ
اوپر منڈھی کے آکے گری آتش افسردہ ہوگئی بس اپنے تڑپ سے ہیئت انسانی پیدا کی اور پکارا کہ او
دزد باریک معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحفہ کسی ساحر سے تجھے ہاتھ آیا ہے خضران نے کہا او ملعون ساحر پر ہم
لعنت کرتے ہین ارے یہ عطیہ بھی خدا کا ہے کیا مجال ہے کسیکی کہ تجھ سے اسکو ٹال سکے اگر سے مٹانا
چاہے تو آپ مٹجائے اور غارت ہوجائے یہ سنکے فرتوت آتش زبان نے ہاتھ بڑھایا اور
چاہا کہ خواجہ کو پکڑ کے باہر کھینچ لون خواجہ پیچھے سرکے جتنا یہ ہاتھ بڑھاتا جاتا ہے اتنا خواجہ پیچھے
سرکتے جاتے مین حتے کہ اسنے جھک کے پانون اندر بڑھایا اور چاہا گھس کے پکڑ لون بس خواجہ نے انگشت
سے اشارہ کیا فوراً حلقہ کمند کا گردن مین پھنس گیا ہر چند اسنے اُف اُف کی کہ کمند کو جلا دون لیکن کچھ نہوا
شعلے منھ سے نکل نکل کے فرو ہو گئے خواجہ نے کہا او ملعون کہو کیا کہتا ہے دیکھا تو نے اعجاز نبی کو اور
فرتوت کو پکڑ کے نکالہ زبان پر سوزن کرکے داخل زنبیل کر لیا اور طیفور سے کہا کہ اب چلو
خدمت صاحبقران مین چلین یہ کہکے رنگ و روغن عیاری اپنے چہرہ پر لگا کے صورت اپنی خواجہ
عمرو ثانی کی بنائی اور طیفور و برق وغیرہ کا اُن عیارون کی صورت بنائی جو خواجہ عمرو ثانی کے ساتھ گئے
تھے اور منڈھی کو اُٹھا کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوئے جسوقت قریب بارگاہ سلیمانی کے
بلکہ دروازہ بارگاہ پر پہونچ گئے اُس وقت منڈھی کو تو زنبیل مین ڈال لیا اور بسم اللہ کہکر داخل

بارگاہ سلیمانی ہوئے یہان بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کو باہر بارگاہ کے اپنی شرط کے موافق نہین
نکلنے دیا تھا کہ جب طبل جنگ نہ بجے اس وقت مین مانع نہین ہون صاحبقران عرض کر رہے تھے
کہ اسکا یہ آئین نہین ہے کہ طبل جنگ بجوایئے دیکھا آپنے کہ سکندر دیہ نشین کو اس ملعون
نے کس طرح جلا دیا کہ اگر سامنے جاتے ہوئے نہ دیکھتے تو خبر بھی نہوتی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
ابتو سردار نہین موجود ہین جو اہل اسلام دوسرے مقامات پر ہین اُنسے کیا تعلق ہے فرتوت
آتش زبان کا پہلا حملہ انھین لوگون پر ہوگا جو یہان موجود ہین صاحبقران نے عرض کی کہ میرا
عیار گیا ہوا ہے مجھے اسکی بڑی فکر ہے اگر اپنی آنکھ سے اُسے بھی فرتوت کی طرف جاتے دیکھونگا
تو حتی الامکان بچانے کی کوشش کرونگا کہ اب اسم اعظم مجکو یاد ہے بادشاہ مجبور ہوکے خاموش
ہورہے تھے اور صاحبقران اپنی جگہ سے اُٹھنے ہی کو تھے کہ دروازۂ بارگاہ پر سے خواجہ عمر و ثانی
نمودار ہوئے اور سلام علیکم کی آواز دی دیکھا سبنے کہ ابتو خواجہ کی اور ہی وضع ہے خاص عربون کا
لباس پہنے بڑی سی تسبیح ہاتھ مین کچھ پڑھتے چلے آتے ہین تمام عیار پیشوائی کو دوڑے اور قدمبوس ہوئے
سب نے کوئی کیسی خیریت پوچھا تھا کوئی کچھ کہتا تھا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا کہ خواجہ اسطرف
کیونکر آنا ہوا اور شاہزادہ بدیع الملک کا مزاج کیسا ہے عمر و ثانی نے عرض کی کہ حضور کے اقبال
سے اچھے ہین میرے حاضر ہونے کا سبب یہ ہوا کہ مین نے حضران کو خواب مین دیکھا کہ آگ کی طرف
کھنچا چلا جاتا ہے یہ خواب دیکھکر مین وہان سے چلا کہ نہین معلوم حضران پر کیا آفت پڑی یہان آکر
فرتوت آتش زبان کو گرفتار کیا کہ وہ ایک ہی کافر ساحر تھا یہ کہکر فرتوت آتش زبان کو
کو طلب کیا ہمراہیون نے لاکر سامنے صاحبقران کے ڈال دیا دیکھا کہ واقع مین زبان پر
نکلہ دیا ہوا فرتوت آتش زبان پڑا ہوا ہے فرمایا خواجہ کارے کردی کہ کسے نکردہ اگر تم نہ آتے
تو اس ملعون کا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا خواجہ نے کہا کہ یہ سب حضور کے اقبال کی یاوری تھی
اب صاحبقران نے عیارون کو حکم دیا کہ جاکر طیفور اور خضران کو تلاش کرو کہ کہان گئے ہین
آئین اور خواجہ کی دستبوسی حاصل عیارون نے جانے کا قصد کیا تھا کہ عمر نقلی نے منھ پر ہاتھ
پھیرا اور جھک کے سلام کیا کہ یہ وہی غلام ہے جسے حضور نے یاد کیا تھا بھلا خواجہ کا ساحرون کو سامنے
سے آنا کہان ممکن تھا طیفور نے بھی منھ دھوکر صورت اصلی دکھائی ابتو تمام اہل دربار کو نہایت
حیرت ہوئی بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام نے خضران کی نہایت تعریف کی اب
امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ باندھ دو اس ملعون کو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو اسکو خواجہ
نے سات ساحر جو ہمراہیان فرتوت آتش زبان سے تھے ان سبکو نکال کر پیش کیا اور
عرض کی کہ یہ بھی حاضر ہین انکو بھی ستون سے بندھوا دیا اور فرمایا کہ ہوشیار کرکے نکلے زبانون سے
انکے کھینچ دو اور خواجہ نے اسیوقت ان سبکو رفع بیہوشی سونگھا کے نکلے زبانون سے کھینچ لیے
اُس وقت فرتوت آتش زبان گھبرا گھبرا کے ادھر اُدھر دیکھنے لگا خواجہ نے کہا او
مغرور دیکھ اپنی حالت کو اور پہچان اس خدائے جبار کو جسنے تجکو تیرے غرور کا یہ پھل دکھایا
فرتوت آتش زبان نے چاہا سحر کرکے پھونک دون سبکو سحر نے تاثیر نہ کی کہ یہ بارگاہ سلیمانی
مین تھا صاحبقران نے ارشاد کیا کہ دیکھ ای فرتوت آتش زبان جان بوجھکے انجان
نہ بن خدائے حقیقی کو نہ بھول اب بھی پہچان اپنے خالق حقیقی کو تو مین تجھ سے وعدہ کرتا ہون

کہ بعد فتح تمام گلستان باختر تجھے دیدونگا ورنہ اس ذلت وخواری سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا
اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے یہ سنکے فرتوت آتش زبان ہنسا اور کہنے لگا کہ اے سردار
خداپرستان کیا تو میرا قتل آسان سمجھا ہے تو اپنے کو صاحب اسم اعظم کہتا ہے تلوار لگا کے دیکھ کہ مین
تیرے قتل کیے سے قتل بھی ہوتا ہون یا نہین تو نے ابھی مجھے پہچانا نہین میری گرفتاری پر خوش ہو گیا
مجال ہے کسیکی کہ مجھے قتل کر سکے اور جو شخص خداوند کہلاتا ہو وہ اپنا خدا اسکو بنائے بس یہ سنکے
صاحبقران نے اسکے ہمراہیون کو نصیحت فرمانا شروع کیا کہ تمکو کسکا بھروسا ہے جو دین اسلام
اختیار نہین کرتے ہو مین اسے بھی بغیر قتل کیے ہرگز نچھوڑونگا تمھاری کیا حقیقت ہے اس وقت
ان ساحرون نے عرض کی کہ یا امیر آپ ہمین مقید رہنے دیجیے اگر آپ انھین قتل کر سکے تو ہم
ایمان لائینگے اور اگر قتل نکر سکے تو ہرگز ایمان نہ لائینگے نہ پھر آپ ہمکو قید رکھیے گا فرمایا کیا مضایقہ ہے
ہو یہ سب ساحر زندان خانہ مین بھیج دیے گئے اور فرتوت آتش زبان کے لیے حکم قتل بلا تاخیر
تیاری میدان خونی کی سامنے بارگاہ سلیمانی کے ہونے لگی چونکہ قتل کرنا کسیکا بارگاہ سلیمانی مین درست نہ تھا
اس وجہ سے میدان کی تیاری ہوئی اور جارچی نے جار پھیر دیا کہ فرتوت آتش زبان قتل ہوگا جسکو
دعوی ہو وہ آکے چھڑا لیجائے یہ سنتے تمام سرشاران ساریق مین ہلچل مچ گئی ساریق نے
کہا اے بندگان مین پریشان ہو مین نے یہ تقدیر ہی نہین کی کہ وہ بند خاص میرا قتل ہو مین نے اسکی اجل ہی
معین نہین کی ہے لیکن ستخنگان نے کہا کہ بس اب خاتمہ ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ یہان سے جانا
پڑیگا کوئی جگہ سوچنا چاہیے ساحرون نے کہا کہ ہم جا کر لڑینگے اور اپنی جانین دینگے مگر جس طرح ممکن
ہوگا فرتوت آتش زبان کو چھڑا کے لائینگے یہان میدان خونی تیار ہوا اور فرتوت آتش زبان کو
صاحبقران نے طلب کیا خضر نے عرض کی یا صاحبقران آپ نے ڈھنڈھورا پٹوا دیا ہے تمام عالم آگاہ
ہو گیا کہ اتنا بڑا ساحر قتل ہوتا ہے ساریق کی طرف دیکھو کون ساحر جمع ہین چالیس ہزار ساحر اسی کے
لشکر کے ہین وہ لوگ آئینگے اور قیامتین برپا کرینگے آپ کی طرف چار ساحر طلسم چہار گوشہ کے کیا کر سکتے ہین
فرمایا کچھ پرواہ نہین کہدو کہ کل لشکر میدان کا محاصرہ کیے رہے اور قیس مقبول و مقبل وفادار کو طلب کیا
جب سب حاضر ہوے تو انکو گرد چبوترہ ریگ کے بیٹھنے کا حکم دیا اور تیرون پر اسم اعظم دم کرکے
انکو عطا کیے اور فرمایا کہ تیر چلہ کمان مین پیوستہ کیے رہو اگر آسمان پر ستارہ بھی چمکے تو تیر مارد ینا تامل
نکرنا یہ سنکے ناوک انداز گرد چبوترہ ریگ کے جمع ہو گئے اور تیر چلہائے کمان مین پیوستہ کر لیے
اب امیر نے مملوک بن مالک سے ارشاد کیا کہ تم چبوترہ ریگ پر اپنے نیزہ بازون سمیت سنانون
سے سنان ملا کے کھڑے ہو جاؤ سنانون پر اسم اعظم دم کر دیا اور ان لوگون کو بھی ہوشیار
کر دیا کہ جھنک بھی معلوم ہو اور نیزہ مار دینا تامل نہ کرنا اور خود بھی قریب آکے کھڑے ہوے
اور ارشاد فرمایا کہ ہان خواجہ اب قتل کر دو دیکھون تو ساحر کیونکر بچتے ہین اس وقت خواجہ خضر
نے فرتوت آتش زبان کو قیدخانہ زیر زمین سے نکالکر چبوترہ ریگ پر بٹھالا گرد اگرد تمام لشکر
تلوارین کھینچے کھڑا تھا لیکن ساریق نے بھی ہرکارون کی ڈاک بٹھادی تھی دمبدم کی خبرین مل رہی
تھین ساحران لشکر کفار نے یورش کر کے چلنے کا قصد کیا تو دیکھا کہ اس طرف سے بھی ساحران طلسم
چہار گوشہ صفین باندھے کھڑے ہین اسنے جنگ ہوگی گذرنا دشوار ہو جائیگا اب چند ساحر بلند
ہوے کوئی ستارہ بنکے فلک پر چمکا کوئی طائر بن کے بالائے آسمان پہونچا سب دفعتہً کے

منتظر ہین کہ اُدھر تلوار بلند ہوا اُدھر ہم گرین اور فرلوت آتش زبان کہے زمین پہ تنہا بڑا ساحر ہے جو اسسے
رہا کر نکا اسکا بڑا نام ہوگا لیکن اب کچھ حال خلخال جادو کا سنیے کہ یہ اپنے مقام پہ بیٹھی ہوئی ستارون
کے اثر سے حالات ملک ساریقیہ کے دریافت کر رہی تھی جب اسنے دیکھا کہ فرلوت آتش زبان
قتل ہوا چاہتا ہی اور بہت بڑا انتظام ہو کر بالاے آسمان سے بھی کوئی شخص جانے کا قصد کریگا تو
کچھ نہین کر سکتا بلکہ خود مارا جائیگا تو اسنے زمین کی طرف خیال کرنا شروع کیا دیکھا کہ راستہ زمین کا
صاف ہی بس وہین سے پاؤن مار کر غرق زمین ہوئی اور چلی یہان جب پورا انتظام ہوا تو صاحبقران
عالی شان نے حکم قتل دیا جلاد نے تلوار ماری تلوار نے اثر نہ کیا اسلیے کہ یہ رویین اور آہنی بدن
تھا اُدھر بالاے آسمان سے قہر جادو برق بنکے گرا کہ فرلوت آتش زبان کو اٹھا لیجاؤن برق
چمکتے ہی ناوک اندازون نے تیر برسائے قہر جادو چھلنی ہوگیا اور لاش زمین پر اسکے گری اُدھر
سنبل جادو جھدکے رہگیا اُدھر خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ سوا حضور کے دوسرے
سے قتل نہوگا اسلیے کہ رویین تن معلوم ہوتا ہی اب حضور اسم اعظم پڑھکے تلوار مارین صاحبقران
اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے تھے کہ تلوار مارون یکایک طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک
بلاے سیاہ نمودار ہوئی اور نعرہ کیا کہ منم ملکہ خلخال جادو دیکھو یون لیجاتے ہین اب جسے روکنا ہو
روک لے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے تو بڑھے ہی تھے جھپٹ کے تلوار ماری مگر
تلوار نے خلخال جادو کے جسم پر بھی اثر نہ کیا یہ ہنسی اور کہا کہ بڑا بھروسہ تمکو اسی پر ہو اور ایک
ہاتھ مارو اُس وقت خواجہ خضران بھی پریشان ہوے کہ یہ ملکہ بھی رویین تن ہی اب یہ لیجائیگی
اور اگر کہین یہ رہا ہوا تو دو رقع مین گرور ہا کو پھونک دے گا بس خواجہ نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا
اور نکالکر جال الیاسی جو مارتے ہین تو خلخال جادو اور فرلوت جادو دونون کو کھینچکر داخل
زنبیل کرلیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یک نشد دو شد یہ بلا خوب پھنسی ورنہ جس درجہ کا
یہ ساحر تھا اسی درجہ کی یہ ساحرہ بھی تھی یہ بھی آتی تو قیامتین برپا کرتی صاحبقران نے فرمایا کہ
خواجہ کارے کردی کہ کسے نکردہ خضران ان دونون کو گرفتار کیے ہوے بارگاہ سلیمانی مین تھے
صاحبقران نے نقارہ شادمانی بجنے کا حکم دیا اور لاش قہر جادو اور سنبل جادو کی ایک
درخت بزرگ مین آویزان کرادی خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور خواجہ خضران سے
ارشاد فرمایا کہ نکالو خلخال جادو کو بھی خضران نے فرلوت جادو اور خلخال جادو دونون کو
نکالکر پھر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور نکلے دونون کی زبانون سے پھر کھینچ لیے صاحبقران عالیشان
نے خلخال جادو سے ارشاد فرمایا کہ اپنے کو کس حال مین پاتی ہی اسکے جواب مین خلخال جادو نے
چین بچبین ہو کے سحر کیا سحر نے تاثیر نہ کی اُس وقت یہ حیران ہوئی امیر نے ارشاد فرمایا کہ تو نے حوصلہ
اپنا پورا کر لیا اب کہہ کیا کہتی ہی اسلام اختیار کریگی یا قتل ہونا قبول کریگی خلخال جادو نے کہا کہ اے
امیر گروہ خدا پرستان تیری گرفتاری پر خوش ہو ہو نے ہر قسم کا اپنا انتظام کر لیا ہی تو مجھے کیونکر
قتل کرے گا مجھے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ مین سحر میرا تاثیر نہین کرتا لیکن یہ یاد رکھ کہ جسوقت
مین رہا ہوئی اُسیوقت تہ و بالا کر دونگی تمام لشکر کو اور طبقہ زمین کا اس بارگاہ سمیت اُلٹ دونگی
نہ تم ہوگے نہ یہ بارگاہ نہ یہ لوگ جو بیٹھے ہین اور مین دین خدا پرستی کیا اختیار کرونگی ایک ایک
خدا پرست کو چن چن کے قتل کرونگی تم نے اسم اعظم پڑھکے مجھپر تلوار ماری تو کیا ہوا اب

اب کیونکر مین قتل ہو سکتی ہون اُس وقت صاحبقران کو بھی سکوت ہوا کہ واقع مین یہ تو سچ کہتی ہے لیکن
خضران نے برہم ہو کے کہا کہ یا امیر مین ان دونون کو کتے کی موت نہ مارون تو آپ مجھے خضران
نہ کہیے گا اور بانہائے عیاری چھین کے بارگاہ سے نکلوا دیجیے گا صاحبقران نے فرتوت آتش زبان
کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا کہ کہہ تو کیا کہتا ہے دیکھا تو نے کہ یہ تیری رہائی کو آئی تھی یہ بھی گرفتار
بلا ہوئی اب تو نتیجۂ اجل مین گرفتار ہے باز آ اپنے کبر و نخوت سے مین تجھکو ذلیل نکرونگا اسلیے کہ تو سرگروہ
ساحران ہے جس طرح لوگ تیری عزت سمجھتے ہین اسی طرح سمجھینگے امر حق کا اختیار کرنا کوئی ذلت
کی بات نہین ہے بہت کچھ سمجھایا مگر فرتوت آتش زبان راہ پر نہ آیا اور کہا کہ آج تو اپنا حوصلہ پورا
کرچکا مگر مین تیرے قتل کیے سے نہ قتل ہوا یہ عیار تیرا کیا قتل کریگا جب تیرا اسم اعظم کام نکرسکا فرمایا
او ملعون اگر جسم تیرا اصلی ایسا ہی ہے تو بیشک اسم اعظم سے کچھ نہو گا کہ اسم اعظم رد سحر کے لیے ہے
مگر معلوم ہوا کہ تو دراصل رد مین تن ہے اسوجہ سے اسم اعظم نے کام نہین دیا اچھا خواجہ ان دونون کو
جس طرح چاہو قتل کرو یہ سیہ دل ہین راہ پر نہ آئینگے اور اگر یہ تجھ سے نہ قتل ہو سکے تو واقع مین بانہائے
عیاری چھین لونگا اور اگر تمنے انکو قتل کر ڈالا تو اسقدر انعام دونگا کہ آج تک نہ صاحبقران ولی
نے عمرو کو دیا ہوگا نہ صاحبقران ثانی نے عمرو ثانی کو دیا ہوگا نہ بدیع الملک صاحبقران ثالث
نے تمھین دیا ہوگا خواجہ خضران نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جواب یہ دونون چھوٹین یہ کہکر دونون کو بیہوش
کر کے زنبیل مین ڈال دیا اور اپنے ساتھ کے عیارون سے کہا کہ لطف تو یہ ہے کہ انھین لیچل کے
انھین کے لشکر مین قتل کرین جس طرح اُس ملعون نے سکندر دیرہ نشین کو جلایا ہے اگر اُسی مین
اس ملعون کو بھی مع خلخال جادو نہ جلایا تو نام اپنا خضران نہ پایا اور صاحبقران سے عرض کی کہ
حضور اپنے یہان یہ بات مشہور کرا دین کہ دونون قیدی چھوٹ گئے اور عیارون کو گرفتار کر لیگئے
فرمایا مین تو جھوٹ نہ بولونگا تم عیارون کے ذریعہ سے یہ خبر مشہور کرو مین دخل نہ دونگا خضران نے
عرض کی کہ بہتر یہ باتین چپکے چپکے ہوا کین بعد اسکے خضران رخصت ہو کر بارگاہ سلیمانی سے باہر
آئے اور اک خیمہ مین گئے صرف طیفور کو ساتھ لے لیا طیفور کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور گلیم
اوڑھ کے دروازہ خیمہ سے باہر نکل آئے عیارون نے اندر خیمہ کے آکے شور کیا کہ خواجہ
اور طیفور بادیہ گرد کو کوئی لے گیا کچھ تو روتے پیٹتے بارگاہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوے اور
کچھ عیار اُدھر چرچے کرنے لگے کہ چلو اور عیاری کر کے خواجہ کی رہائی کی کوشش کرو یہ چرچا اسقدر
ہوا کہ تمام اہل اسلام بھی پریشان ہو گئے اور ہرکارے لشکر کفار کے یہ خبر لیکر جانب ساریق بن
نقار روانہ ہوے اور اطلاع کی کہ ملکہ خلخال جادو و فرتوت جادو کے چھڑانے کو آئی تھی عمر
ثالث نے انکو بھی اسیر کر لیا تھا مگر انھون نے ایسا سحر کیا کہ نہ اسم اعظم نے کام دیا نہ وہ قید رہ سکین
فرتوت آتش زبان کو بھی رہا کیا اپنی قید بھی توڑی اور خضران کو مع عیار صاحبقران اسیر
کر کے نکل گئین یہ سنکے ساریق اُچھل پڑا اور سختگان کے سر پہ ڈھول مار کے کہا کہ دیکھا تو نے
مین نے کیسی تقدیران خدا پرستون کی بنا کے بگاڑ ڈالی سختگان خاموش ہو رہا کہ شاید ایسا ہو مگر دلنے
اسکے گواہی دی تمام لشکر مین شادیانے بجنے لگے متواتر ہرکارے آرہے تھے اور یہی خبرین
لا رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ عیار دوڑتے پھرتے ہین بارگاہ سلیمانی مین سب سردار عمر ثالث کے
لیے افسوس کر رہے ہین بادشاہ کا حکم ہے اب بارگاہ کے باہر کوئی نہ نکلے اس لیے کہ دونون قیدی

چھوٹ گئے مین ایسا نہو کوئی آفت برپا کرین جو بارگاہ کے باہر جاے گا وہ اسیر بلا ہوگا جب متواتر خبرین
پہنچین تو سنجگان کو بھی یقین آچلا ساحران لشکر کفار نہایت خوش ہوے اور ساحران لشکر اسلام
نے عہد کیا کہ اگر ایسا ہی تو ہم جانین دینگے مگر اپنے امکان بھر شاہ عیاران کے چھڑانے کی کوشش کرینگے
یہ صلاح کرکے چارون ساحر آمادہ ہوکے بیٹھے بلکہ تمام اہل اسلام کو سوا امیر عالی مقام کے اس بات
کا افسوس تھا کہ خواجہ نے اتنا بڑا کام کیا کہ سب لشکر کی جان بچائی ورنہ ابتک سب پھنک گئے ہوتے
لیکن تقدیر برگشتہ تھی کہ آخر خواجہ بھی گرفتار ہوگئے بعد خواجہ کے تم سب اسی طرح جلا دیے جائینگے
جس طرح سکندر دیرہ نشین کڑاہ مین کود کے جل گیا یہان تو یہ حالت ہی اور وہان کا حال سنیے کہ
سماریق بالاے تیطول اس انتظار مین بیٹھا ہوا ہی کہ خلخال جادو آتی ہوگی کہ ایکمرتبہ جانب صحرا سے
ایک عیار اور دوڑتا ہوا آیا اسکو سنجگان نے اسلیے بھیجا تھا کہ خلخال جادو نے ایک ستارہ
سحر صحرا مین بنا دیا تھا اور سماریق سے کہدیا تھا کہ جس وقت یہ ستارہ نابود ہوجائے تو سمجھ لینا
کہ مین زندہ نہین ہون یہ عیار سنجگان کے کہنے سے ستارہ کو دیکھنے گیا ہوا تھا اسنے آکے بیان کیا کہ ستارہ
اسی طرح قائم ہی اب سنجگان کو بھی یقین ہوا کہ بیشک ملکہ خلخال جادو نے خضران کو گرفتار
کیا ہوگا اور آپ رہا ہوگئین وہان خضران نے جب اس خبر کو مشہور کرا لیا تو صحرا مین جا کر پھر منڈھی
زمین سے نکالی اور نئی وضع سے تیار کی اور سائبان اور مثل ابر کے قائم کرکے اپنی صورت
تو خلخال جادو کی بنائی اور طیفور نے اپنی شکل قرلوت آتش زبان کی بنائی اور قرلوت
آتش زبان کو طیفور کی شکل بنایا اور خلخال جادو کو خضران کی شکل بنا کے بعد
عیاری کے انکے گلون مین ٹھونس دیے کہ بول نہ سکین اور انکے زبانون سے کھینچ لیے اور یہ دونون
منڈھی مین بیٹھ کر جانب تیطول سماریق بن بقا روانہ ہوے وہان سماریق نے دیکھا کہ جانب
آسمان سے ایک لکہ ابر شفق گون نمودار ہوا اسنے پہلے سے شور کیا کہ ملکہ خلخال جادو تشریف
لاتی مین یہان سے تمام ساحر براے پیشوائی روانہ ہوے یہ خبر لیکر ہرکارے لشکر اسلام کے
جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور سامنے بادشاہ اسلام کے بیان کیا سرداران اسلام نے
صاحبقران عالی مقام سے عرض کی کہ حضور کا کیا قصد ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین اپنی
زبان کا پابند ہون کیون خضران نے ان دونون کے قتل کی ذمہ داری کی اگر خضران میرے
سامنے آئیگا تو بہانے عیاری کے جھوا کر بارگاہ سے نکلوا دونگا مجھے اس سے بحث نہین کہ وہ
قتل ہو یا زندہ رہے یہ سنکے سب نے سر نیچے کر لیے لیکن آخر سردار دل مین کہتے تھے کہ واقع مین
جیسا خواجہ عمرو کہہ گئے ہین امیر مین مروت کا نام نہین ہی تو وہ سچ ہی خضران نے کتنا بڑا نیک کام
کیا اور عوض اسکا یہ ہی کہ کوئی رہائی کی فکر مین بھی نہین جاتا بلکہ حکم قطعی ہی کہ جو خضران کی رہائی کو جانے کا
قصد کرے وہ پھر میرے لشکر مین آنے کا ارادہ نہ رکھے نہ مجکو اپنا دوست جانے بلکہ آج سے مجکو اپنا
دشمن سمجھے سردار بھی ملال کی حالت مین گردنین جھکاے بیٹھے ہین اور عیار بھی جا بجا رو رہے ہین
لیکن یہ ہاتھ پانون ہلانے سے کچھ کام چلتا لیکن افسوس کہ بخوف صاحبقران کچھ نہین کرسکتے ساحرون
نے بھی اپنے ارادے ملتوی کردیے کہ ہمین خوشنودی صاحبقران سے کام جب انہین کی راے و
مرضی نہین تو ہمین کیا ضرورت ہی کہ جا کر لڑین اور اپنی جانین دین مرے تو دنیا سے گئے اور جیتے رہے
تو مورد عتاب صاحبقرانی ہوے عیاران لشکر سماریق یہ خبر بن بجلی لیکے جانب لشکر کفار روانہ

ہوے وہان تمام ساحر پیشوائی کرکے فرتوت اور ا۔ خلخال نقلی کو لشکر مین لائے شادیانے بجنے لگے
عیارون نے جاکے کہا کہ صاحبقران بھی ناراض ہین اور فرماتے ہین کہ خضران کی مدد کو جو جائے گا
وہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب اطمینان ہوگیا کہ کوئی خضران سکتے چھڑانے کو بھی نہ آئیگا کفار بھی
کہرہے تھے کہ امیر بڑے محسن کش ہین الحاصل خلخال جادو نے کہا کہ جلد کڑاہ گرم کرو کہ مین ان دونون کو
جلادون اور اسکے بعد لشکر اسلام کی باری ہی آج ہی سب کو پھونک دونگی ان خدا پرستون نے
بڑا اسر اٹھایا ہی فرتوت ایسے ساحر کو اسیر کرلیا اور مین بڑے رہائی کی تو تجھے بھی گرفتار کرلیا
دیکھو تو اسکا کیسا عوض لیتی ہون ایک خدا پرست کو تو زندہ نہ چھوڑونگی ساحر جلدی جلدی لکڑیان سلگانے
لگے اور تیل گرم ہونے لگا ساریق بھی تیطول سے اترکے آیا اور خلخال جادو سے کہا کہ ای باعث
خداوندی ساریق تیرا مثل و جواب نہین ہی یہ ملعون بھی نہایت خوش ہی اور ساحرون کا گرد کڑاہ کے ہجوم ہی
لیکن باوجود ممانعت کے قران ثالث اک ساحر کی صورت بنا ہوا ساحرون مین ملا کھڑا ہی کہ اگر
خضران جلائے گئے تو جہانتک ہوسکا اس لکاتہ کو بھی ٹانگ پھرا کے کڑاہ مین ڈال دونگا اور اگر
کچھ ممکن نہوا تو اپنی بھی جان دیدونگا اگر صاحبقران ناراض ہونگے تو ہون جب زندگی سے ہاتھ
دھو لیا تو خوف کاہے کا ادھر خندق نقب زن بھی اسی ہیئت سے ساحرون مین ملا ہوا کھڑا تھا کہ جہانتک
ہوسکا اپنے استاد طیفور بادیہ گرد کو بچاؤنگا ورنہ اپنی بھی جان گنواؤنگا اتنے مین تیل گرم ہوکر کھولنے لگا
اور خلخال نقلی نے آواز دی کہ ایہا الناس دیکھو آج وہ شخص جلایا جاتا ہی جسکے خوف سے زمین و آسمان
تھراتے تھے یہ کہکر پہلے تو خلخال جادو کو جو خضران کی شکل بنے ہوے تھے کڑاہ مین ڈال دیا اسکے
بعد فرتوت آتش زبان کو کہ یہ طیفور کی صورت بنا ہوا تھا اٹھا کے کڑاہ مین ڈال دیا یہ دونون
کڑاہ مین گرتے ہی جلنے لگے چراہند پھیلی لاشون کے تڑپنے سے تیل جو اچھلا بہت سے ساحر جل گئے
قران ثالث اور خندق نقب زن نے کچھ نابونہ پایا تو نو ساحرون کو جو نزدیکون مین ہاتھ دے دے کر
کڑاہ مین ڈالنا شروع کیا ساحر گر گر کے جلنے لگے اور مرنے سے فرتوت آتش زبان اور خلخال جادو
کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتش باری و برف باری ہوئی آوازین گیرودار کی
آنے لگین چونکہ تاریکی پھیلی ہوئی تھی کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا خندق نقب زن اور قران ثالث نے
دو سو ساحرون کو کڑاہ مین ڈال دیا اور پھر بھاگنے کا قصد نہ کیا کہ اب جانا بیکار ہی یہین مرجانا بہتر ہی یہان
جا بینگے تو صاحبقران قتل کروا دینگے اس سے اور جتنون کو جلایا جائے جلادو آخر تو تمہارا بھی خاتمہ
ہونا ضرور ہی ادھر آوازین آنا شروع ہوئین کہ کشتی مرا نام من خلخال جادو و فرتوت آتش زبان
خداوند ساحران بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب تو سب حیران ہوے کہ یہ کیا
معاملہ ہی عیارون کے مرنے سے علامات سحر کیون پیدا ہوے اور نام خلخال جادو اور فرتوت
جادو کا کیون لیا گیا سنجکان نے سر پیٹ لیا اور کہا کہ ای ساریق جلد تیطول کی طرف بھاگ ورنہ
تیرا بھی اسیوقت خاتمہ ہی یہ خلخال جادو نہین بلکہ وہی مرشد ہین جنسے مین ڈرتا ہون ادھر خضران نے
نعرہ کیا کہ باش ای گروہ ساحران دیکھا تمنے منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار بیک طرار برق رفتار و تیز زبان یعنے خواجہ خضران دیکھو عیاری اسکا نام ہی کس طرح
یاران حرامزادون کو جنہین تم خداوند ساحران کہتے تھے ادھر طیفور نے نعرہ کیا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند
بشناسد کہ منم طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران عالیشان ای ساحران عالم آگاہ ہو کہ مین نے سات برس

کے سن مین ساحران طلسم ابلق کی جو کوڑی جلادی تھی تب دو رنگ ایسے ساحر زبردست کو وہ دھوکے دیے
مین کہ انسے اپنا منہ پیٹ پیٹ لیا ہے بس یہ کلمات سنکے رنگ ساحرون کے اڑ گئے حواس باختہ ہوگئے
ساریق کو تو لیکے سنخنگان جانب قیطول فرار ہوا اور یہان منڈھی پر گولے اور ترنج اور نارنج
پڑنے لگے ادھر خواجہ خضران نے اور طیفور نے قمقمے آتش بازی مارنا شروع کیے ادھر
قران ثالث اور خندق نقب زن نے بھی ناگہ حقہاے آتش بازی مارنا شروع کیے
ساحرون کے منہ ہاتھ جلنے لگے جس ساحر نے منڈھی مین گھسنے کا قصد کیا الٹا ہو کے لٹک گیا خضران
نے اسے چھڑایا اور بیہوش کرکے کڑاہ مین ڈال دیا گیر نگ جادو نے قران ثالث اور خندق
نقب زن کو سحر کرکے پکڑ لیا اور لیکر چلا کہ مین ان دونون کو پھونک دون جیسے ہی قریب کڑاہ
کے پہونچا خضران نے جال مارا گیر نگ جادو بھی کھنچتا ہوا چلا آیا خضران نے قران ثالث
اور خندق نقب زن کو تو جال سے چھڑا کے پاس اپنے بٹھالیا اور گیر نگ جادو کو بھی اٹھا کے کڑاہ
مین ڈال دیا کہ یہ بھی جل کے خاک ہوا قریب دو ہزار ساحرون کے پھونک دیے گیر نگ جادو کے
مرنے سے ساحر بھاگے کہ یہ بلاے بد ہے اس سے بھاگنا بہتر ہے خضران نے جال ایسا ہی مار مار کے
خوب اسباب ساحرون کا لوٹا اور وہان سے منڈھی کو اڑاتے ہوے جانب لشکر اسلام روانہ ہوے
ہرکارون نے ان تمام واقعات کی خبر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام سے جا کے بیان کی اور تمام
اہل اسلام کو آگاہ کیا امیر تو راز سے واقف ہی تھے بہت ہنسے لیکن تمام اہل اسلام کو تسکین
ہوئی جسقدر غم تھا اتنی ہی خوشی ہوئی بادشاہ نے استقبال خضران کے واسطے شاہان ہفت
ملک کو روانہ کیا جو وقت خضران نے یہ عزت افزائی دیکھی نہایت مسرور ہوا اور آکر پایہ تخت
بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ آج جیسی عزت افزائی اس غلام کی ہوئی ہے کبھی کسی عیار کی نہوئی
تھی خداوند جل شانہ اس تخت کو آباد رکھے اور ترقی اقبال کرے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ
سوا تمھارے دوسرے کا یہ کام نہ تھا کہ اس طرح کی عیاری کرے تم اپنے باپ دادا پر بھی فوق
لے گئے خضران نے عرض کی کہ یہ لڑکا طیفور بادیہ گرد اپنے زمانے مین مجھسے بہتر عیاریان
کرے گا اور اب میری ضرورت نہین باقی جانی طیفور کافی ہے لہذا اب اگر مجھکو اجازت خانہ کعبہ
عنایت ہو تو بہتر ہے کہ نہین معلوم وہان میرے آقا شاہزادہ بدیع الملک کس حالت مین ہین بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمھاری جدائی بھی شاق ہے مگر مجبوری ہے کہ دشمنون سے کوئی مقام خالی نہین ہے
اور وہان بدیع الملک خدا جانے کس حال مین ہین بیشک تمھارا جانا ضرور ہے لیکن تم اپنے سامنے
جسے مناسب جانو اپنا قائم مقام کرتے جاؤ خضران نے عرض کی کہ مین ایک جلسہ بہت بڑا کرونگا
بعد جلسہ کے جاونگا اسی جلسہ مین باتمام عیاری طیفور کے سپرد کرونگا اور اپنا جانشین اسکو مقرر
کرونگا اور ایک بات ایسی کرونگا جو آج تک نہ والد ماجد نے کی ہوگی نہ دادا صاحب نے سب
حیران تھے کہ اب یہ کیا کام کرنے والے ہین بادشاہ اسلام نے بہت بھاری خلعت اور ایک ہزار
اشرفیان بطور انعام کے عطا فرمائین اور امیر باتوقیر نے بھی ایسا خلعت دیا جو آج تک کسیکو نہ دیا تھا
اسکے بعد تمام سردارون نے دینا شروع کیا یہانتک کہ بارگاہ سلیمانی مین ایک طرف جواہر کا ڈھیر
دوسرے جانب اشرفیون کا ڈھیر تیسرے جانب روپیون کا انبار لگ گیا اسکے بعد تمام اہل لشکر
نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم سب بھی ایک ماہ کی تنخواہ خواجہ کے نذر کرنا چاہتے ہین کہ

خواجہ نے ہم سبکی جان بچائی ہے خواجہ نے کہا کہ جو جسکی توفیق ہوئین منع نہین کرتا الغرض سب نے ایک
ایک مہینے کی تنخواہ لاکے داخل کی خواجہ نے یہ رقم بھی بارگاہ سلیمانی مین انبار کرادی یہ رقم اسقدر
جمع ہوئی کہ حساب ممکن نتھا اب خواجہ خضران نے اس تمام رقم کے چار حصہ کیے بڑا حصہ آپ
لیا اور اس سے چھوٹا حصہ طیفور کو عنایت کیا اور ایک حصہ کل عیارون کو تقسیم کردیا اور ایک
حصہ خدمتگارون اور سپاہیون کو تقسیم کردیا اس سخاوت پر خضران کی سب نے آفرین کی اور
کہا کہ واقع مین یہ بات خضران نے ایسی کی ہے کہ نہ کبھی عمر اول نے کی تھی نہ عمر ثانی نے اسکے بعد
خضران نے بڑھ کے عرض کی کہ ظل اللہ نے جہان اتنی عزت اس خانہ زاد کی بڑھائی ہے اگر ایک
بات اور منظور فرمالین تو بعید از بندہ پروری نہوگا اور غلام کی عزت نظر خلایق مین اور زیادہ
ہوگی فرمایا خواجہ بیان کرو خضران نے عرض کی کہ جو جشن آیین کرنے والا ہون اسمین آخر مین
کہ دعوت بھی اس غلام کی منظور فرمایئے بادشاہ نے اقرار کیا اب صاحبقران سے عرض کی حضور
بھی عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے فرمایا کہ جب ظل اللہ نے تمہارا کہنا رد نہین کیا تو مجھے
کب انکار ہوسکتا ہے خضران نے عرض کی کہ یہ دعوت مع لشکر مبذول ہو اس وقت صاحبقران
نے تامل کیا اور فرمایا کہ خواجہ اتنا بار تمپر ڈالنا مجھے گوارا نہین ہے خضران نے عرض کی کہ غلام
آپکا ایسا محتاج نہین ہے کہ ایک دعوت بھی لشکر کی نہ کرسکے آپنے سنا ہوگا کہ ایسی ہی دعوت
دادا صاحب نے کرب غازی کی شادی مین کی تھی یہ تو نئی بات نہین ہے صاحبقران اول نے
بھی دعوت قبول فرمائی اسی طرح حضور بھی میری عزت افزائی فرمائین صاحبقران نے بھی منظور
فرمایا بعد صاحبقران کے خضران صاحبقران اوسط یعنے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف مخاطب
ہوے اور عرض کی حضور کیا ارشاد فرماتے ہین سکندر نے مسکرا کے کہا کہ خواجہ ہمتو اس شرط
پر دعوت تمہاری قبول کرتے ہین کہ کوئی تحفہ بہشت سا لایق ہمارے دینے کا وعدہ کرو خضران
مطلب سکندر کا سمجھ گیا اور کہا کہ آپ اطمینان رکھیے ایسا تحفہ دونگا کہ خوش ہو جایئے گا جب
شہنشاہ صف شکن کی نوبت آئی تو انھون نے بھی یہی کہا اور مظفر غازی اور وحید الملک نے
بھی یہی کہا سکندر کے کہنے سے سبکو اپنی اپنی معشوقہ یاد آگئی اور خضران سے در پردہ اقرار
لیا اور سردارون کی جو نوبت آئی وہ تو یہ نہ سمجھے کہ ان لوگون نے اپنی اپنی معشوقہ کو طلب
کیا ہے بلکہ سمجھے کہ کوئی تحفہ ہوگا سبنے خواجہ سے یہی سوال کیا خواجہ نے سب سے اقرار کر لیا
اب عیارون سے حکم دیا کہ تمام لشکر مین اطلاع کردو کہ فلان تاریخ تم سبکی دعوت خواجہ
خضران کے یہان فلان صحرا مین ہے جسکو آنا ہو وہ پہر دن چڑھے سے پہلے آجاے اور جو نہ آئیگا
اسپر جرمانہ کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران سے اجازت لے کے کل عیارون کو اپنے ہمراہ
لیکر جانب صحرا روانہ ہوگئے اور ایک مقام کو پسند کر کے بارگاہ دانیال زنبیل سے نکال کے
استادہ کی اور درجے قایم کیے باورچی خانہ آبدار خانہ ٹھنڈی خانہ سب مقامات درست
کرنے کے بعد دعوت کا انتظام کیا ایک جانب عرب کے مذاق کے موافق عمدہ اور لطیف غذائین
تیار کرنا شروع کین ایک طرف ہندوستان کے موافق کھانے پکنے لگے کڑھائیان چڑھ
گئین پکوان تیار ہونے لگا مٹھائیان بننے لگین غرضکہ ہر شہر و دیار کے موافق کھانا پکنے لگا اور
سب سے پہلے سواری بادشاہ اسلام کی نمود ہوئی خواجہ تمام عیارون کو لیکر برا سے

استقبال روانہ ہوے اور لاکر صدر بارگاہ مین جگہ دی اسکے بعد سواری صاحبقران کی آئی
یکے بعد دیگرے پانچہزار پانچ سو پچپن سردار آکر جمع ہوے اب لشکر جوق جوق گروہ گروہ آنا شروع
ہوا خواجہ نے تمام لشکر کو بارگاہ مین داخل کرلیا اور بسبب معجزے کے بارگاہ اسقدر وسیع
ہوئی کہ تمام لشکر بارگاہ مین سما گیا اور ایک وقت مین ہر قسم کا کھانا ہر جگہ پہونچ گیا جب
کھانے پینے سے فراغت حاصل ہوئی تو صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے طیفور گایا
اسکے بعد خواجہ خضران گائے کہ ہر ایک کو محو کردیا جب وقت نماز صبح کا آیا تو محفل برخاست
ہوئی خوابگاہین آراستہ تھین سب سردار غازی بڑہ بڑہ کے خواجہ سے رخصت ہونے لگے
خضران نے کہا کہ جس بات کے لیے مین نے یہ جشن منعقد کیا تھا وہ تو رہ گئی ابھی کوئی صاحب
تشریف نہ لیجائین یہین آرام فرمائین خضران کی خاطر سے مع بادشاہ کل سردار یہین فروکش
رہے جب بیدار ہوے پھر دسترخوان بچھا بادشاہ اسلام نے خضران کی عالی ہمتی پر آفرین کی
اور فرمایا کہ خواجہ تمھاری ہی خوش انتظامی ہے کہ مین نے سنا ایک وقت مین تمنے کل لشکر کو
کھانا تقسیم کرادیا جب دسترخوان برخاست ہوا تو خضران نے درمیانی قناتین ہٹوا دین
تمام بارگاہ ایک ہوگئی جس وقت کل لشکر موجود تھا وسعت اس بارگاہ کی دیکھکر سبکے ہوش
اڑے کہ اتنی بڑی بارگاہ تو کسی سردار کے پاس بھی نہین انتہا یہ ہے کہ صاحبقران پاس بھی ہمگی
بارگاہ سلیمانی جو صفت رکھتی ہے وہ اسیقدر ہے کہ اندر اس بارگاہ کے سحر تاثیر نہین کرتا ہے لیکن
یہ بات نہین کہ جتنا چاہو وسیع کرلو اس وقت خضران نے سب عیارون کو ایک جا جمع
کیا اور کہا کہ ایہاالناس مین تو اب تم سب سے رخصت ہوکر خانہ کعبہ جانے کا قصد رکھتا ہون
لہذا اپنا قائم مقام عیار صاحبقران مہتر طیفور بادیہ گرد کو کرتا ہون اور جس وقت یہان سے
جانے لگونگا اس وقت باتہامے عیاری اسکے سپرد کرونگا کہ اس سے بہتر کوئی عیار لشکر اسلام مین
نہین ہے یہ وہ ہے جسنے سکندر ردیہ نشین کو آتش سحر سے بچایا اور ساتھ سکندر کے
عروس جادو کو بھی گرفتار کرلایا یہ ایسی عیاری کی کہ مین بھی اس نے شرطہار اور فرتوت
آتش زبان کی گرفتاری مین بھی یہ میرا شریک رہا اور مین اسکی رائے پر کاربند رہا یہ فرما
کے خواجہ نے سب کے سامنے طیفور بادیہ گرد کے سر پر شملہ باندھا اور بادشاہ اسلام
کی سرکار سے شاہ عیاران کا خطاب عطا ہوا تمام عیارون نے نذرین گذرانین جب ان تمام
امور سے فراغت حاصل ہوچکی تو پھر صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی پہلے طوائفین مجرا کیا کین آخر
مین طیفور اور خضران مل کے گانے لگے اسی اثنا مین سکندر رستم خو نے فرمایا کہ خواجہ ہم سے
جو وعدہ ہوا تھا وہ وفا نہین ہوا خضران نے عرض کی کہ معاف فرمایئے گا اسلیے کہ مین بھول گیا
اب سہی یہ کہکر گانا ختم کیا اور پھر بارگاہ مین قناتین لگا کے درجے قائم کردیے گئے اور
خواجہ نے تمام عزیزان صاحبقران کو ایک جا جمع کرکے پہلے تزنبیل سے مالکہ سپہر آرا کو
نکالا اور شاہزادہ سکندر رستم خو کے سپرد کیا بعد اسکے مہر آرا کو شہنشاہ صف شکن
کے حوالے کردیا اسکے بعد انجم آرا کو واحید الملک کے سپرد کیا اور اختر آرا کو مظفر غازی کو
دے کر صاحبقران سے عرض کیا کہ جب چارون شاہزادے قید ہوکر سہارستان مغرب سے
گلستان باختر مین آئے تھے تو ان شاہزادیون سے عشق ہوے بیٹھے لہذا مین انکو بھی

باغ بہشت سے لیتا آیا تھا صاحبقران نہایت خوش ہوے اس وقت شاہزادہ داراب ثانی نے
نے ہنسکر کہا کہ خواجہ ہم لوگون کا خیال تمکو نہوا خضران نے کہا کہ مجھے تو بھی کا خیال رہتا ہی مگر یہ
خیال آپ صاحبون کو کم ہوتا ہی یہ کہکر زنبیل سے اُن نازنینون کو نکالنا شروع کیا جو دین مقرر کی گئین
تھین اور ہر ایک سردار کے حوالے کرنا شروع کین یہ بھی تو حسین تھین جو لیے بچین وہ رفقا پر
تقسیم کرا دی گئین یہ سب پھٹے پُرانے کپڑے پہنے تھین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ اسی
لباس کے قابل تھین خضران نے عرض کی کہ حضور مین غریب کسکے گھر سے اتنا روپیہ لاتا کہ انکو لباس
نفیس پہناتا امیر نے فرمایا کہ انکا لباس کیا تھا خضران نے کہا وہ بقیمت مل سکتا ہی فرمایا لاؤ قیمت
ملیگی کہا پہلے انکی قیمت تو دیجیے فرمایا سب ایک ہی مرتبہ ملجائیگی اسوقت خواجہ نے لباس
زیور سب نکال کے دیا اور ایک ایک پرچہ پر قیمت سب چیزون کی تحریر کر کے دستخط لے لیے
اور رقعے اپنے پاس رکھ لیے کہ وقت فرصت مین جاکر خزانچیون سے روپیہ وصول کر لیا جائے گا
اب صحبت برخاست ہوئی سب رخصت ہوکر لشکر مین آئے شاہزادیون کو ناموس مین داخل کردیا
خضران نے جاکر روپیہ وصول کیا اور طیفور کو تعلیم کرنا شروع کیا جہان اور فنون عیاری تعلیم
کیے منجملہ اسکے یہ بھی سمجھایا کہ ان لوگون کو مار آستین سمجھنا اولاد صاحبقران مین مروت نہین
ہی یہی سبب تھا کہ مین نے باغ بہشت مین فرتوت آتش زبان کو قتل نہین کیا نہ گرفتار
کر کے لایا کہ ایسا نہو نیکی کا ثمرہ بدی ہو جائے اس وقت مین تمھین ایک نقل سناتا ہون اسے گوش
دل سے سُن رکھو خواجہ جو ہمارے تمھارے دونون کے جد امجد تھے بچپن سے امیر حمزہ صاحبقران
کے ساتھ کھیل کے بڑے ہوے ہر مصیبت و راحت مین ساتھ رہتے جب امیر اسی ملک باختر مین
ہونچے اور لقا کے مقابلے مین فوج کشی شروع ہوئی تو اک فرزند خواجہ عمرو کا آیا نام اُسکا سکندر
غبار انگیز تھا وہ عیاری کر کے لشکر کفار سے اپنے باپ کو چرا لایا آس بن الوس نے تیر مارا کہ سکندر
مارا گیا اور خواجہ عمرو قید سے چھوٹ گئے انکو اپنے فرزند کا ایسا صدمہ ہوا کہ عیاری کر کے آس
بن الوس کی ناک کاٹ لی بختیارک نے آس بن الوس کو سمجھایا کہ تو امیر سے شکایت کر جب
امیر سے اس بات کی شکایت ہوئی تو صاحبقران نے عمرو کی قتل کا حکم دے دیا اور کچھ مروت
نہ کی نہ ساتھ کھیل کے بڑے ہونے کا خیال کیا نہ رفاقت پر نظر کی نہ یہ پاس کیا کہ کافر کے عوض
اک مسلمان کو قتل کر ڈالتا نہ اس بات پر نظر کی کہ پہلے اسنے عمرو کے فرزند کو قتل کیا تھا اور عمرو
نے تو خون کے عوض مین خون نہین کیا بابا صرف ناک کاٹ ڈالی تھی اے طیفور یہ لوگ بڑے
بےمروت ہین انکو اپنی بات کے آگے کسیکا خیال نہین ہوتا یہ سُنکے طیفور کے دل مین عادل
کیوان شکوہ کی جانب سے اک خوف پیدا ہوگیا اور کہا کہ واقع مین نوکری ارنڈ کی جڑ ہی
ان رئیسون کی دوستی پر کبھی بھروسا نہ کرے بعد اسکے خواجہ خضران نے گانے مین جو کچھ
کسر تھی وہ بھی نکال دی اب یہ تو طیفور کی تعلیم و تربیت مین مصروف ہین لیکن صاحبقران
عالی شان نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اس موقع پر ناموس کا ساتھ رکھنا مناسب
وقت نہین ہی ایک مہتاب ہلال ابرو کے باعث سے کتنی لڑائیان ہو چکی ہین یہ وقت
نازک ہی گو کہ دو بڑے بڑے ساحر مارے جا چکے ہین لیکن ابھی بہت سے ساحر جمع ہین
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ نہایت مناسب ہی اور اُسی وقت یہ تجویز ہوا کہ قلعہ بہارین

ان سبکو بھیج دیا جاے اور نیب مغربی کو محافظ قرار دیا غرضکہ اُسی وقت سب شاہزادیون کو محافون مین
سوار کرکے نیب مغربی کی حفاظت مین تمام شاہزادیون کو جانب قلعہ بہار روانہ کردیا جس وقت نیب
مغربی بہارستان مغرب مین پہونچا اور خبر سنجاب شاہ مغربی کو ہوئی کہ فرزند میرا مع صاحبقران
کو ہمراہ لیے ہوے آتا ہی سنجاب شاہ نے اُسی وقت قلعہ بہار کی آراستگی کا حکم دیا اور خود برا ے
استقبال سواری و استقبال روانہ ہوا اور نہایت جاہ و احتشام کے ساتھ شاہزادیون کو لاکر قلعہ بہار
مین اُتارا نیب مغربی ان سب کو پہونچا کر خیریت نامہ لیکر یہان سے روانہ ہوگیا لیکن اب

چند کلمہ داستان شہر کافوریہ کے بیان ہوتے ہین

بیان شنوای ہمدم راستان + کہ باز آمدم برسر داستان + راوی بیان کرتا ہی کہ حاکم شہر
کافوریہ ملک کافورشاہ آئینہ پرست اور خورشید زرین کمر مالک شہر زرینہ سے بسبب ہم مذہب
ہونے کے بہت ارتباط بڑھ گئے تھے جس وقت مین کہ ملکہ مہتاب حور جمال کا پانچ برس کا سن تھا تو
کافورشاہ نے اپنے فرزند کے ساتھ شادی کی درخواست کی تھی خورشید زرین کمر نے
بیان کیا تھا کہ جسوقت یہ دونون ہوشیار ہو جاینگے اُس وقت یہ تذکرہ زیادہ مناسب ہوگا ابھی
مین وعدہ نہین کرتا اسلیے کہ جب تک یہ سن تمیز کو پہونچین نہین معلوم زمانے کی کیا روش ہو کافورشاہ
خاموش ہورہا تھا جب سن مسرورشاہ بن کافورشاہ کا اٹھارہ اُنیس برس کا ہوا تو یہ پہلوان زبردست
نکلا بہت سے پہلوانون کو زیر کرکے اپنا مطیع کیا کافورشاہ کو فرزند کی شادی کا پھر خیال
آیا خورشید زرین کمر کے پاس کہلا بھیجا کہ ای برادر اب وعدہ وفائی کا وقت آگیا لہذا شادی اپنی
دختر کی میرے فرزند سے کردو اسلیے کہ میرا فرزند بھی جوان ہوا اور تمھاری دختر بھی اب نوجوان ہوگئی
لہذا شادی ہوجانا مناسب ہی اس طرح کا مضمون تحریر کرکے اپنے وزیر کو دیا اور مہتر سحرخیز عیار
کو وزیر کے ساتھ کرکے جانب شہر زرینہ روانہ کردیا جس وقت ہوشیار کافوری وزیر کافورشاہ
داخل شہر زرینہ ہوا اور خبر خورشید زرین کمر کو ہوئی کہ وزیر شہر کافوریہ آتا ہی تو خورشید نے
اراکین سلطنت کو استقبال کے واسطے روانہ کیا لوگ عزت کے ساتھ لائے ہوشیار کافوری نے
بعد نذر گزراننے کے نامہ پیش کیا خورشید نے نامہ پڑھا کچھ دیر سکوت کیا کہ اگر حال ملکہ کا
لکھتا ہون باعث توہین ہی لہذا جواب مین تحریر کیا کہ ای برادر چونکہ بھائی ملکہ کا قاف مین ہی
اور اُسکی عدم موجودگی مین شادی کر نہین سکتا لہذا جبتک طیمور شیر پور بربستان سے واپس
ہوکر پردہ دنیا پر نہ آئے گا اُس وقت تک مین ہرگز شادی نہین کر سکتا یہ جواب تحریر کرکے
ہوشیار وزیر کو دے دیا لیکن مہتر سحرخیز جو ہمراہ آیا تھا اُسنے خفیہ طور سے حالات دریافت
کر لیے تو معلوم ہوا کہ ملکہ یہان نہین ہی بلکہ خداپرستون کے لشکر مین ہی ساریق پرست اُسکو چھین
لے گئے تھے مگر اُس سے خداپرستون نے چھین لیا اُسنے یہ سب حالتین وزیر سے بیان کین وزیر
دل مین لیے رہا اور بادشاہ سے رخصت ہوکر اپنے شہر کی جانب روانہ ہوا اور جواب نامہ کافورشاہ
کو دیکر بخ کے حالات سے زبانی مطلع کیا اُس وقت کافورشاہ نے تیاری لشکر کا قصد کیا اور
یہ ارادہ ہوا کہ جاکر خداپرستون سے لڑون اور ملکہ کو چھین لون اُس وقت عیار نے عرض
کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر لشکر اسلام مین دریافت کرون اگر ملکہ ہو تو اُسے چھڑا لاؤن یون

لڑنے مین بہت کشت وخون ہوگا اور پھر کیا معلوم فتح کسکی ہو اسلیے کہ خداپرستون کا چہار دانگ عالم
مین شہرہ ہی کہ انسے لڑکر کوئی سیمبر نہین ہوا ہی بادشاہ نے رائے اسکی پسند کی اور مہتر سحرخیز سے
کہا کہ اگر تو ملکہ کو لے آئیگا تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ مالا مال کردونگا یہ سنکے مہتر سحرخیز نے
چند عیار اپنے ساتھ لیے اور کوچ کرکے جانب ملک سارلقیہ سوادہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو صورت
اپنی اقیت کی بنائی اور پہلے لشکر سارلیق مین پھری لگائی ایک ایک خیمہ ڈیرہ ڈھونڈھ ڈالا جب
کہین ملکہ کا ذکر بھی نہ پایا تو پھر لشکر اسلام مین آیا اور کہا کہ ہمنے بابا خضران کے گانیکا بڑا نام سنا ہی
ہم چاہتے ہین کہ کچھ انکے سنین کچھ انھین سنائین اہل لشکر نے کہا کہ خواجہ اس وقت کوتوالی
چبوترے پر ہونگے وہان جاؤ مہتر سحرخیز اقیت بنا ہوا کوتوالی چبوترے پر آیا دیکھا کہ خواجہ
کرسی پر بیٹھے ہین اور ایک تیار اور یار خواجہ کے کرسی پر بیٹھا ہی باقی عیار کھڑے ہین اقیت نے
جاکے سلام کیا اور کہا کہ مین آپکا نام سنکے بڑی دور سے آیا ہون چاہتا ہون کہ کچھ گانا سنون
اور کچھ سناؤن خواجہ نے فرمایا کیا مضائقہ ہی اقیت کو مہمان کیا اور اک چھوٹی سی صحبت
آراستہ کرکے اقیت کو گوایا مہتر سحرخیز خوب خوب گایا بعد اسکے خضران نے اسکو اپنا گانا
سنایا اور طیفور کو سنایا اقیت نے بیحد تعریف کی اپنے کان پکڑ لیے اور کہا کہ واقع
مین آپ کا مثل نہین ہی یہی باتین ہورہی تھین کہ اک عیار آیا اور اسنے خواجہ خضران سے کہا کہ
نہیب مغزلی پسر نجاب شاہ مغزلی جو ناموس صاحبقران کو پہونچانے قلعہ بہار کی جانب گیا ہوا
تھا وہ آگیا آج سے اسکے خیمہ پر بھی پہرہ قائم ہونا چاہیئے یہ سنکے خواجہ نے چند عیار دون کو
واسطے حفاظت خیمہ نہیب مغزلی کے معین کیا اور طیفور سے کہا کہ صاحبقران نے اچھا
نہ کیا کہ ناموس کو بہارستان مغرب مین بھیج دیا یہان کل سرداران لشکر اسلام موجود تھے اسپر
تو یہ حالت ہوئی کہ ملکہ مہتاب حور جمال دختر خورشید زرین کمر کی بابت کسقدر لڑائیان ہوئین
اب وہ اور شاہزادیان بھی مع مہتاب حور جمال وہان گئی ہوئین ہین اگر کوئی سردار قلعہ پر چڑھ آیا
تو جبتک یہان سے کوئی شخص بڑے مردنہ ہو تھے اس وقت تک نہین معلوم کیا ہو کیا نہو لیکن
ان رئیسون کے معاملہ مین کون دخل دے یہ سب باتین مہتر سحرخیز نے بگوش ہوش سنین اور جس امر
کے دریافت کرنے کو یہ آیا تھا اسے سب معلوم ہوگیا بس اسنے خواجہ سے کہا کہ اب مین رخصت
ہوتا ہون مجھے اپنے گرو سے ملنے جانا ہی تین چار روز مین واپس ہونگا تو پھر آپ سے کچھ حاصل
کرونگا خواجہ نے اقیت کو رخصت کیا اسنے صحرا مین جاکر قیام کیا اور کہا کہ ہمارا آنا بیکار ہوا اب بادشاہ
کے پاس خالی ہاتھ کیا جائین کوئی تحفہ تو یہان کا لیتے چلین بہتر یہ ہی کہ وحید الملک کو اسیر کرکے
لیچلین سنا ہی کہ دختر خورشید زرین کمر پر یہی عاشق ہی اور اسکی وجہ سے ملک لشکر اسلام مین ہی
یہ تجویز کرکے یہ چلا اور صورت فقیر کی بنکر لشکر اسلام مین آیا اور قریب خیمہ وحید الملک
کے اک مقام پر بیٹھ رہا جب دربار برخاست ہوا سب سردار رخصت ہوے وحید الملک
اپنی خوابگاہ مین آکے آرام کیا جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی تو مہتر سحرخیز پشت خیمہ کی
طرف آیا قنات چاک کی بروار نے بیہوشی کے اڑائے وہ شمع برگز کرکے جلے دھوان ام نکلا نشہ
ہوا پاسبان اونگھ گئے بس یہ اندر خیمہ کے آیا اور کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ناک کے
لے گیا جیسے ہی شاہزادہ وحید الملک نے اوپر کی سانس کھینچی بیہوشی دماغ مین چڑھ گئی

وحید الملک چھینک مار کر بیہوش ہوئے بس مہتر سحر خیز نے چادر جلدی کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کر
لے نکلا اور رات ہی کو کوچ کر کے جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا یہان صبح کو جو باری دار ہوش مین آئے
مالک کو نہ پایا تنات چاک دیکھی تو شور کیا کہ ہمارے آقا کو کوئی چرا لیگیا رضوان بن خضران آیا اور
اسنے بہتیرا عیار کا پہچانا اور آکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین عرض کی کہ کوئی نیا عیار آیا تھا وہ چرا لیگیا
اُس وقت بادشاہ اسلام نے خواجہ خضران سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ وحید الملک کا چوری
جانا باعث تشویش ہے جلد وحید الملک کی تلاش کرو خضران نے عرض کی کہ عیار بڑی غفلت
کرتے ہین مین تو پا در رکاب ہون مگر خیر جبتک آب و دانہ روکے گا اُس وقت تک کہان جا سکتا ہون
یہ کہکر بانہایت عیاری سے درست و چست ہو کر نشان قدم دیکھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے
یہان مہتر سحر خیز نے جب یہ خیال کر لیا کہ اب مین بہت دور نکل آیا ہون تو اب اپنے ایک مقام پر
قیام کیا اور سوچا کہ کچھ کھا پی کر آسودہ ہو لو تو چلو یہان خواجہ خضران تو تعاقب مین چلے ہی آتے تھے
دیکھا کہ عیار بہت سے اسکے ہمراہ ہین دقت پڑیگی اب آگے چلکر کچھ فکر کرنا چاہیئے یہ سوچ کے
اور آگے روانہ ہوئے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر گانون ہے راستے پر گانون سے ایک بھڑبھونجے کی دکان
ہے عورت اسکی نہایت حسین ہے بھڑبھونجا ایک درخت کے نیچے بیٹھا پیشاب کر رہا ہے خواجہ نے
پشت کی جانب سے جا کے ناک اُسکی مل دی وہ تو اُسی جگہ بیہوش ہوا آپ اُسکی صورت بن کے
دکان پر آئے بھڑبھونجن سے کہا ارے کچھ لڑکے آنے مین روپیہ پیسا جہان رکھا ہو سب مجھے لا کے دے
کہ مین کسی درخت کے نیچے لیجا کے گاڑ دون اُس نے سنکے کہا کہ روپیہ پیسہ تیری گلک مین رہتا ہے مین
کیا جانون یہ کہکے جلدی جلدی اپنا زیور اُتار کے حوالے کر دیا کہ اسے کہین چھپا دے خضران
نے سب اپنے قبضہ مین کیا اور دیوار کی آڑ مین جا کر سب نذر زنبیل کر لیا اور آ کے بھاڑ جھونکنے لگے
جو اسکا گھٹا بھڑبھونجن بیہوش ہوئی خواجہ نے اسکو تو کسی کونے مین ڈال دیا اور آپ بھڑبھونجن بن کے
بھاڑ جھونکنے لگے اتنے مین وہ سب عیار پشتارہ وحید الملک کا لیے ہوئے آئے دیکھا کہ ایک خوبصورت
سی عورت بیٹھی بھاڑ جھونک رہی ہے ان عیارون کو تمسخر سوجھا دل لگی کرنے لگی مہتر سحر خیز آگے بڑھا
اور کہا کہ تھوڑا سا چبینا بھون دے بھڑبھونجن نے کہا ذرا ٹھہر بھاڑ گرم ہو لے تو چبینا بھونون یہ سنکے
سامنے دوکان کے لوٹ گئے آپ نے بھاڑ جھونکتے جھونکتے ایک مٹھا بھر کے بیہوشی جو پھینکی دھوان
اُسکا منتشر ہوا سب کے سب چھینکین مار مار کے بیہوش ہوئے خضران نے لو نو کیا اور آ کے مہتر
سحر خیز کی مشکین باندھین اور ہوشیار کیا آنکھ جو کھلی تو سرپر خواجہ خضران کو پایا حیران ہوا کہ یہان
سے آ گئے خواجہ نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہان سے آیا تھا اُس وقت مہتر سحر خیز نے سارا واقعہ
بیان کیا کہ اصل یہ ہے کہ مین عیار ہون کافور شاہ کا تلاش مین ملکہ مہتاب حور جمال کے بھیجے آیا تھا یہان
ملکہ کو نہ پایا تو اُسکے عاشق کو اسیر کر لایا کہ اسکی گرفتاری بھی ملکہ کے ملنے سے کم نہین ہے ملکہ کا تیمور شاہ
کے ساتھ بچپن سے نسبت ملکہ کی ٹھہری ہوئی تھی یہ سنکے خواجہ نے کہا کہ کیا کہتا ہے دین اسلام کے
بارے مین دیکھا مہتر سحر خیز نے کہا کہ جان بچایا چاہتا ہے مسلمان ہوا خواجہ نے وحید الملک کو
سفوف دفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا وحید الملک کی آنکھ جو کھلی اپنے کو صحرا مین پایا کہا
خواجہ کسنے اسیر کیا تھا خضران نے کہا اے وحید الملک یہ عیار مکار تمکو گرفتار کر کے شہر کافوریہ
کی طرف لیے جاتا تھا مین نے تمکو آ کے رہا کیا وحید الملک نہایت ممنون ہوئے خضران

وحید الملک کو اپنے ساتھ لیکر اس طرف پھرے اور مہتر سحر خیز جو یہان سے بھاگا پہلے شہر زرینہ مین آیا
خورشید زرین کمر سے ملا اور بیان کیا کہ مین نے ملکہ کے عاشق کو اسیر کر لیا تھا مگر لشکر سے خضر ان
عیار آ کے چھڑا لیگیا واقع مین عیاران لشکر اسلام نہایت چالاک ہین لیکن اب مین جا کے کافور شاہ
سے اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ بہارستان مغرب مین ہے وہ کسی سردار کو بھیجکر قلعہ پر قبضہ کرے گا آپ
اطمینان رکھین خورشید زرین کمر یہ سنکے خاموش ہو رہا کہ چلو یہ بات خوب نکلی اسمین ہماری
بدنامی بھی نہین ہے اور اگر ملکہ کافور شاہ کے قبضہ مین آگئی تو وہ ہم مذہب بھی ہے اسکے ساتھ شادی
کر دینے مین کچھ قباحت نہین ہے یہ خیال کر کے خورشید اپنے مقام پر خاموش ہو رہا اور عیار یہان سے
بھی رخصت ہو کر جانب شہر کافوریہ روانہ ہوا اور اپنے بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی
اُس وقت کافور شاہ نے چوپان چوگان باز سے کہا کہ تو جا کر قلعہ بہار سے جتنی عورتین ملین
سبکو لے آ سنا ہے کہ وہان بہت سی شاہزادیان مقیم ہین جنکے عقد بھی ابھی نہین ہوے ہین یہ
تحفہ خداوند آئینہ نے ہمارے ہی واسطے رکھ چھوڑا تھا اُنمین سے ایک مین تجھے بھی دونگا
یہ سُنکے چوپان چوگان باز کہ پہلوان زبردست ہے اپنے لشکر کو ساتھ لیکر چالیس ہزار سوار
کی جمعیت سے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا جسوقت قریب پہونچا تو ہرکارون نے
خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچائی کہ چوپان چوگان باز بہ ارادہ جنگ آتا ہے یہ سردار نہایت
زبردست ہے ارادہ اسکا یہ ہے کہ ناموس پر دست اندازی کرے یہ سُنکے سنجاب شاہ مغربی نہایت
پریشان ہوا اور اسنے ایک عرضی بخدمت بادشاہ اسلام تحریر کی مضمون یہ تھا کہ آئینہ پرستون نے
میرے ملک پر لشکر کشی کی ہے مقدمہ ناموس کا ہے لہذا جبتک میرے دم مین دم ہے اُس وقت تک
تو مجال کسیکی نہین ہے کہ قلعہ بہار مین قدم بھی رکھ سکے ہان بعد میرے جو کچھ ہو اسمین نہین کہہ سکتا واجب
جانکر عرض کیا یہ عرضی لیکر قاصد تو جانب ملک سارلقیہ روانہ ہوا اور یہان سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ سے لشکر کو نکالا جو دو اک سردار اس مقام پر باقی رہگئے تھے اُنھون نے عزم مقابلہ
کیا دوسرے روز گرد اُٹھی چوپان چوگان باز چالیس ہزار سوار و پیدل کی جمعیت سے پہونچا اور
مقابلہ مین لشکر سنجاب شاہ کے خیمہ بر پا کیا اور ایک نامہ سنجاب شاہ کو تحریر کیا کہ اے سنجاب شاہ
اگر خیریت اپنی چاہتے ہو تو جسقدر عورتین اہل اسلام کی تمہارے قلعہ مین ہین اُنکو ہمارے سپرد کر دو اور
یہ یاد رکھنا کہ تمہارے سردار میرے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکینگے نہ مین اس قلعہ کی کوئی حقیقت سمجھتا ہون دو دن
مین یہ سب کام ختم کر کے ان عورتون کے ساتھ تمہاری عورتون کو بھی اسیر کر لیجاؤنگا آگے تمکو اختیار
ہے جسوقت یہ نامہ سنجاب شاہ مغربی کو پہونچا تو سنجاب شاہ نے جواب مین تحریر کیا کہ او ملعون کیا
خاک مارتا ہے تجھے اس طرح کی باتین تحریر کرتے ہوے شرم بھی نہ آئی کہ پرائے ناموس پر
دست اندازی کرنے کو فخر جانتا ہے نہین جانتا کہ یہ عورتین کسکے ناموس مین داخل ہین آئینہ پرستون کی
صورتین بگڑ جائینگی اور مانند تصویر خیالی کے نظرون سے غائب ہو جائینگے خبردار اب ایسے بیہودہ
الفاظ نہ تحریر کرنا ورنہ منہ توڑ دیا جائے گا یہ دندان شکن جواب جو چوپان چوگان باز کو پہونچا
بس اسنے جوش و خروش مین آکر نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت طبل جنگی پر چوب
لگی اور آواز طبل گونجی یہ خبر سنجاب شاہ مغربی کو پہونچی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین اب انکو در انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمے داستان شوکت بیان شاہزادہ طیمور شیر پر ور کے بیان کیے جاتے ہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ کوہ مرداید پر جلسہ ہونے والا ہے اور مجمع پریزادون کا ہو سلیمان صاحبقران تیاری عرس مین مصروف ہین شاہزادہ طیمور شیر پرور کی سواری جس طرف سے ہو کر گذرتی ہے پریزادین طبق گل نثار کرتی ہین اک عجیب ہنگامہ بر پا ہے لیکن جب پری سے آنکھ چار ہو جاتی ہے اسکا لبسبب خوف کے زہرہ آب ہو جاتا ہے یہ تاثیر نگاہ مین شیر کے دودھ کی تاثیر سے پیدا ہوئی ہے القصہ جب روز عرس آیا تو تمام پریزادین آکر مقبرہ پر جمع ہوئین سامنے مقبرے کے شامیانہ زرتار کھینچا گیا اور فرش بچھایا گیا شامیانہ کے نیچے دستار قاف جمع ہوئے جو آتا تھا پہلے مقبرے مین جاتا تھا فاتحہ پڑھتا تھا بعد اسکے آکر جلسہ مین بیٹھتا تھا یہانتک کہ جب تمام رودستار قاف جمع ہو گئے تو قوال خاص ہوئے اور انھون نے باری باری اشعار عبرت آمیز گانا شروع کیے غزل

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

گلگشت مین دامن منھ پہ نہ لو نرگس سے حیا کیا ہے تمکو
اس آنکھ سے پردہ کرتے ہو جس آنکھ مین پردا کوئی نہین

ہے بغض اس سے نہ غلو اس سے مذہب کی بڑ مین قول اپنے
جو منھ مین آیا کہہ بیٹھے اور دل مین ارادہ کوئی نہین

جو باغ تھا کل پھولون سے بھرا اٹھکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اڑتی ہے اس جا کوئی نہین

آئینہ و ساغر ہے باہم حیرت مین ہے دل آنکھین ہین پر نم
یاد آنے مین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین

ہر ایک نمائش کو دیکھا بجلی جو پلک تھی کچھ بھی نہ تھا
ہستی ہے حباب بحر فنا اس دم کا بھروسا کوئی نہین

جو اونچے مکانون والے تھے سب خاک مین تھے جا کے چھپے
رہتے تھے جہان خرم جلسے اب دیکھو تو اس جا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا حذر رہتا تھا چراغان پیش نظر
اک شمع جلانے تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ نیک انجام ہے بد +
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین +

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب ہے تاج اسکا اسکندر و دارا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد اٹھکے
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

اے آرزو اسکا فخر نکر گو شعر کا فن ہے نازک تر
اس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا نیتجا کوئی نہین

قوالون نے اس اس طرح کے ناپائداری دنیا کے اشعار جو لحن درد انگیز مین سُنائے سننے والون کے دل بھر آئے کوئی دم سرد بھر رہا تھا کوئی اشکون سے منہ تر کر رہا تھا طیمور شیر پرور سلیمان صاحبقران کے پہلو مین بیٹھا ہوا تھا اور گانا سننے مین محو تھا مین روز کامل اسی طرح کا جلسہ رہا چوتھے روز سب پریزادون نے آ آ کر آخری زیارت اُس مرقد منور کی کی اور فاتحہ پڑھ پڑھ کر اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہونے لگے دن بھر مین کوہ مرواریدپر سوا سلیمان صاحبقران اور اُنکے متوسلین کے کوئی باقی نہ تھا طیمور نے سلیمان صاحبقران سے عرض کی کہ دنیا بہت برا مقام ہے اس جلسہ کی شرکت کرنے کی وجہ سے مجھے ناپائداری دنیا کامل طور سے ظاہر ہوگئی ہے مقام عبرت دلانے کو کم نہین ہے کہ ابھی کل اسی جگہ کیسی چہل پہل تھی اور آج کیسا سناٹا ہے لہذا اب مجھے اجازت ہو تو مین پردہ دنیا کی طرف جاؤن سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اور دیو تحسین کو بلاکر ارشاد کیا کہ تو اپنے بال طیمور کو دے کہ یہ بازو پر اپنے باندھ لے جسوقت انکا جی چاہے کہ کوئی پیام بھیجین تو آسانی ہو دیو تحسین نے اپنے بال طیمور کو دیکر عرض کی کہ جب آپ ان بالون کو منہ کی بھاپ دینگے مین اُسی وقت حاضر خدمت ہوجاؤنگا طیمور شیر پرور نے اُن بالون کو لیکر تعویذ بازو بنایا اور سلیمان صاحبقران سے رخصت ہوا سلیمان صاحبقران نے مرہم سلیمانی دیا اور ارشاد کیا کہ خاصیت اس مرہم کی یہ ہے کہ ادھر زخم پر لگایا اور فوراً زخم مندمل ہوگیا چونکہ تم پردۂ دنیا پر جانے والے ہو اور بڑا ایان در پیش رہینگی لہذا یہ مرہم اپنے ساتھ رکھو کہ شاید ضرورت اسکی پڑے اور دیگر تحالیف بھی طیمور شیر پرور کے سپرد کرکے چند دیوون کو ساتھ کرکے طرف پردہ دنیا کے روانہ کیا جسوقت طیمور شہر زرینہ مین پہونچا اور اپنے باپ سے ملا تو تمام شہر مین عجب خوشی ہوئی برہوت رعد آواز اور نہنگ بن طوفان نے آکر ملازمت حاصل کی خورشید زرین کمر نے جشن خوشی منعقد ہونے کا حکم دیا شاہزادہ طیمور نے تحائف پرستان کے پیش کیے لیکن عین جشن مین نامہ کافورشاہ کا حال شاہزادہ طیمور سے بیان کیا اور کہا کہ عیار اُسکا وحید الملک کو اسیر کرلایا تھا لیکن حضران عیار نے چھڑا لیا گیا اب سنا ہے کہ کافورشاہ نے کسی سردار کو قلعہ بہار پر ملکہ کے لینے کو بھیجا ہے بس یہ سنا تھا کہ طیمور کو نہایت غصہ آیا اور اسنے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون ایسا نہو کہ وہان کوئی افتاد پیش آئے تو بڑی بدنامی ہوگی چونکہ کافورشاہ بھی آئینہ پرست ہے لہذا یہی خیال گذرے گا کہ یہ آئینہ پرستون کی باہمی سازش ہے اور وہان اور شاہزادیان بھی ہین اگر اُنکی عزت مین فرق آیا تو گویا اپنی عزت مین فرق آیا یہ کہکر اُسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور وہی چالیس ہزار سرخ پوش اپنے ہمراہ لیکے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا طیمور کے جانے کے بعد خورشید زرین کمر بھی مع کل لشکر اور سکندر آئینہ پرست جانب بہارستان مغرب روانہ ہوا حفاظت ملک کے لیے برہوت رعد آواز کو مین چھوڑا نہنگ بن طوفان دریا موج کو ساتھ لیا اور اب یہ سبکے سب جانب بہارستان مغرب چلتے ہین انکو بھی مصروف رہروی رکھا گیا اور

یہان سے دو کلمے داستان نامہ سنجاب شاہ مغزلی کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہے کہ جیسے خلخال جادو ماری گئی اُس وقت سے سارلیق نے طبل جنگ نہین
بجوایا تمام ملک سیہ پوش ہے صاحبقران کو جشن سے بھی فراغت ہوگئی لیکن ہنوز کوئی
خبر طبل جنگ کی نہین سنی ہے نہیب مغزلی شاہ ہر دیون کو بہارستان مغرب مین پہونچا کے واپس
بھی آگیا خواجہ خضران جانب خانۂ کعبہ جانے کی تیاری کر رہے ہین لیکن سکندر رستم خو
اور شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نے روک دیا ہے کہ خواجہ جسوقت تک عقد ہم لوگون کے نہ ہولین
اُس وقت تک آپ تشریف نہ لیجائیے گا ایک روز صاحبقران عالی شان بارگاہ مین بیٹھے
تھے پردے اُٹھے ہوے تھے سیر صحرا مین مصروف تھے کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی اور آمد
لشکر کے آثار معلوم ہوے ہرکارے واسطے دریافت حال کے روانہ ہوے اور آکر عرض کی
کہ ارقم تتاری ایک جنازہ لیے ہوے چلا آتا ہے صاحبقران نے چند سردارون کو واسطے
استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور استقبال کرکے ارقم تتاری کو لائے صاحبقران
نے خیریت دریافت کی ارقم تتاری نے عرض کی کہ پہلے بیٹے کا داغ اُٹھایا اُسکے بعد یہ صدمہ
فراق ہوا جب مین اپنے ملک مین پہونچا تو مین نے دین اسلام اختیار کرنے کا حال اپنے ہمدمی کو
تحریر کیا اُسنے اپنی دختر کو بلایا میرا فرزند بھی اپنی زوجہ کے ساتھ گیا خدیو مشکباری نے میرے
فرزند کو اسیر کرکے قتل کرنے کا حکم دیا اُسکی زندگی باقی تھی کہ بچہ اُٹھائے گیا لیکن بہو نے میری اُس
غیرت مین خودکشی کری کہ باپ اُسکا دوسرے شخص کے ساتھ اُسکی شادی کیے دیتا تھا فرزند کو میرے
ایک ساحرہ لیگئی تھی بشکل اُسکے ہاتھ سے رہائی پائی اور شہر مین آکر تمام حالت مجھ سے بیان
کی مین نے شہر مشکبار پر فوج کشی کی اُس وقت قلعہ سے جنازہ نکل رہا تھا مین نے جنازے کو
چھین لیا اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ اسکے واسطے بھی دعا فرمایئے یہ کہکر رونے لگا اور
فضیل تتاری آکر قدمون سے لپٹا صاحبقران سکوت کے عالم مین تھے کوئی جواب نہین
دیا ارقم تتاری کی دعوت کا حکم دیا اور جائے قیام معین کی اور فرمایا کہ اے ارقم تتاری اُسوقت
خدا کی مصلحت تھی کہ فرزند تیرا مرنے کے بعد پھر زندہ ہوا ہر مردہ زندہ نہین ہو سکتا اگر ایسی تاثیر
میری زبان مین ہوتی تو مین اپنے عزیزون کو دعائین مانگ کے زندہ کرلیتا اسکے واسطے
تو آپ دعا کر اسلیے کہ دین اسلام سے منحرف ہوچکا ہے یہ سنکے ارقم تتاری مایوس ہوا اور یہ
عرض کی کہ اس وقت مزاج صاحبقران کا دوسرے رنگ پر ہے لہذا آپ بھی خاموش ہو رہیے
کل پرسون تک دیکھا جائیگا ارقم تتاری خاموش ہو رہا جب رات ہوئی اور صحبت برخاست
ہوئی تو صاحبقران عالی شان نے خوابگاہ مین جاکر آرام فرمایا جب آنکھ لگی تو خواب مین
ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ ارشاد فرماتے ہین کہ اے عادل کیوان شکوہ وہ اتنی دور سے
امید لگا کے آیا تم اُسکی بہو کے واسطے دعا کرو اگر دعا نکروگے تو پھر یہ سب برگشتہ ہو جائینگے
اور یہ سمجھینگے کہ فضیل جو بظاہر زندہ ہوا یہ در اصل مردہ نہ تھا جو اسکے لیے دعا کی اور یہ عورت
فی الحقیقت مردہ ہے جو اسکے لیے امیر دعائین کرکے ہین ان لوگون کے ایمان برگشتہ ہو جائینگے
یہ خواب دیکھ کے صاحبقران کی آنکھ کھلی تو نماز صبح کا وقت تھا امیر نے فریضہ سحری
کو ادا کیا اور وظیفہ پڑھتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور ارقم تتاری

کو بلوا بھیجا ارقم حاضر ہوا فرمایا کہ صندوق لیجا کے سامنے قیطول ساریق کے رکھ دو اور اُس سے کہو کہ اگر
تو دعوائے خداوندی رکھتا ہے تو ابھی اسے زندہ کر دے اور جتنے ساحر تیرے لشکر میں ہیں اُنسے کہہ کہ وہ
سحر کے زور سے اسکو زندہ کر دیں اگر تم سب عاجز رہے اور مجھ عاجز کی دعا خدا نے سُن لی تو تجھے چاہیے
کہ دین اسلام اختیار کر ارقم تتاری سمجھ گیا کہ اب صاحبقران اسکے لیے ضرور دعا کرینگے ارقم نے جلدی
سے صندوق منگوایا اور اپنے ساتھ لیے ہوئے سامنے قیطول ساریق کے پہونچا اور پکار کر کہا کہ اے
بادشاہ باختر اگر تجھکو دعوائے خداوندی ہے تو اسے زندہ کر دے یہ سُنکے ساریق نے دریچہ کھولا
صندوق رکھے دیکھا جواب دیا کہ آج کل خداوند غم میں ہیں اسکو بروز نوروز زندہ کر دینگے صندوق
کو لیجا کے دریائے رحمت میں پھینک دے یہ سُنکے ارقم تتاری نے کہا کہ معلوم ہوا کہ بناہوا
خداوند ہے ارے خداوند کو غم کس کا سخنگان نے کہا کہ ای ساریق کسی ساحر سے کہہ کہ وہ سحر کرے
کہ یہ باتیں کرنے لگے اور اُٹھ بیٹھے لوگوں کے دلوں میں تیری طرف سے اعتقاد پیدا ہوگا اور یہ
بادشاہ جو امیر کے پاس غرض لیکے آیا ہے اُنسے برگشتہ ہوکے تیرا شریک ہو جائیگا اُس وقت ساریق
نے چپکے سے ساحروں سے کہا کہ ای بندگان من اسے سحر سے زندہ کرد و ساحروں نے قصد سحر
کیا ہی تھا کہ صاحبقران دوران مع سرداران عالی شان پہونچ گئے اور اسم اعظم پڑھ کر صندوق
پر دم کر دیا ساریق نے امیر باتوقیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اگر میں اس مردے کو زندہ کر دوں
تو تو ایمان لائیگا فرمایا میں ضرور تجھے خداوند کہونگا اور اگر تو زندہ نا کر سکا تو تجھے دین خداپرستی اختیار
کرنا ہوگا ساریق نے کہا کہ خداوند بھلا کسکو سجدہ کرے یہ کہکر ساحروں سے اشارہ کیا ساحر سحر
کرنے لگے لیکن چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ چکے تھے کسیکے سحر نے مطلق تاثیر نہیں کی اب
امیر نے فرمایا کہ ایہا الناس میں قسم کھاتا ہوں اپنے دین و مذہب کی کہ میں سحر و ساحری سے
بالکل ناواقف ہوں لیکن بھروسا رکھتا ہوں اُس پروردگار عالم پر جو کہ قادر مطلق ہے مردہ چاہے تو
مردے کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ کر دے دیکھا تمنے کہ ساحروں نے بھی اپنے حوصلے پورے
کر لیے اور جسے تم خداوند کہتے ہو وہ بھی کچھ نہ کر سکا اب میں ایک بندہ ذلیل اُس پروردگار جلیل
کا اپنے خالق سے التجا کرتا ہوں وہ اس مردہ کو زندہ کر سکتا ہے بلکہ مردہ صد سالہ کو زندہ کر سکتا ہے یہ سُنکے
بہت سے ساریق پرستوں نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر آپکی دعا سے یہ مردہ زندہ ہوگیا
تو ہم آپکا دین ضرور اختیار کرینگے سخنگان نے ساریق سے کہا کہ اب رنگ بُرا ہے یہ مردہ امیر کی دعا
سے زندہ ہوا اور تمام لشکر تیرا تجھ سے پھر جائیگا جلد حکم دیدے کہ جو اس مردے کو زندہ ہوتے
دیکھیگا خداوند اُسپر اپنا غضب نازل کرینگے کہ یہ معتوب خداوند ہے خداوند نے خود ہی اسکو زندہ
نہیں کیا یہ رائے سخنگان کی ساریق نے پسند کی اُدھر تو امیر دست بدعا ہو کر جناب باری
میں عرض کرنے لگے کہ ای کس بیکسان و ای یاور غریبان تو اس اپنے بندۂ عاجز کی دعا قبول کر کے
سامنے ان کفار کے تیرا بندہ گنہگار ذلیل نہو اُدھر ساریق نے حکم دیا کہ ای بندگان من آگاہ ہو کہ یہ
میرا بندہ میرے غضب میں گرفتار ہے جو اسے زندہ ہوتے دیکھیگا وہ بھی راندۂ درگاہ ہوگا یہ سُنکے
لوگ جوق جوق گروہ گروہ علیحدہ ہونے لگے لیکن بہت سے لوگ جو ساریق کی طرف سے بد اعتقاد
ہو چکے تھے وہ کھڑے رہے یہاں ادھر تو دعا صاحبقران عالی شان کی تمام ہوئی اور ادھر صندوق
میں سے آواز پیدا ہوئی کہ ارے مجھکو بھی میرے شوہر کی طرح زندہ درگور کیا ہے بس یہ آواز

سنتے ہی فضل تتاری دوڑا اور جاکر صندوق کھولا تو زوجہ اسکی کلمہ پڑھتی ہوئی صندوق سے باہر آئی اور اپنے شوہر کو دیکھکے نہایت خوش ہوئی فضل تتاری نے اسکو محافے مین سوار کیا یہ دیکھکر لشکر ساریق سے نوساحر اور پندرہ سردار ایک لاکھ جوانون سے علیحدہ ہوکر خدمت صاحبقران مین آئے اور عرض کی کہ ہمین کلمہ طیبہ تلقین فرمایئے کہ ہم دین مبین اسلام سے مشرف ہون اور ہمنے ساریق پر ہزار ہزار لعنت کی صاحبقران عالی شان نے سبکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اور فضل تتاری اور ارقم تتاری کو مع ساتھ لیکر میدان سے پھرے ساریق نے شرمندہ ہوکر دریچہ بند کرلیا فضل تتاری نے صاحبقران سے رخصت طلب کی امیر نے اسکو رخصت کیا ارقم تتاری و فضل تتاری دونون رخصت ہوکر جانب شہر مشکبار روانہ ہوئے اودہر نامہ ارسنجاب شاہ مغربی کا پہونچا سلام کرکے نامہ پیش کیا صاحبقران نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ صاحبقران آئینہ پرستون نے میرے ملک پر یورش کیا ہے مجھسے شاہزادیون کو طلب کرتے ہین مین نے فوج تادیے واسطے مقابلہ کے نکالی ہے لیکن فتح و شکست پر کسیکا اختیار نہین ہے حضور سے اطلاعاً عرض کیا جیسا آپ مناسب جانین ویسا کرین یہ مضمون دیکھکر صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ حضور کی کیا رائے ہے بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی سردار کو بھیجنا چاہیئے اُس وقت وحید الملک نے جانے کا قصد کیا صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ تم نہ جاؤ یہ وقت سہراب کے جانے کا ہے کہ انسے اور طیموریہ سے بہت دوستی ہے سہراب نے عرض کی کہ ابھی مین جاتا ہون یہ کہکر اپنے دنگل سے اُٹھے اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے بعد روانہ ہونے سہراب بن رستم کے سکندر اور وحید الملک اور مظفر غازی اور شہنشاہ صف شکن نے عرض کی کہ حضور ہم لوگ کے ناموس بھی قلعہ بہار مین ہین ہمارا جانا بھی ضرور ہے اس وقت صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ بالفعل یہان طبل جنگ وغیرہ بھی نہین بجا ہے جبتک جنگ معطل ہے اُس وقت تک شادیان الوگون کی ہوجائین اور خواجہ خضران کو ان شاہزادون کے ساتھ کرکے یہ حکم ملا کہ جاکر عقد سبکے کردیے جائین خواجہ خضران نے ان سبکو اپنے ساتھ لیا اور جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے جتنے سردارون کے ہاتھ خضران نے حوران بہشتی کو بیع کیا تھا وہ سب بھی ہمراہ خضران گئے ہوئے انکو بھی راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان بہارستان مغرب کے تحریر ہوتے ہین مخمس

گو مسیحا ہین وہ بن بن کے نکھرنے والے — میٹھی باتون سے ہین زخمون کے بھی بھرنیوالے
جو سکتے بھی ہین کہین جی سے گذرنے والے — گو ترے ناز مین سب زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے

گذرے سر دیکے محبت مین گذرنیوالے — تھے عجب چین مین دن زیست کے بھرنیوالے
قتل ہونے سے بچے عشق مین مرنے والے — مرجا قتل نہین کرکے مکرنے والے
منہ سے کہتے نہین احسان کے کرنیوالے

اسکی ابرو و مژہ سے مین بھلا کیا ڈرتا — یا تو جیتا مین اس امید پر اور یا مرتا
اسی جگہ مرہم کافور اثر کیا کرتا — کون قاتل کی طرف سے مرے دلکو بھرتا
اُسکے تیر دل ہی کے کچھ زخم تھے بھرنیوالے

ہمنے ایسا تو زمانے مین نہ دیکھا جوبن
ہیرے نوخیز کا کیا حسن ہی بکیا جوبن
اری ڈالیگا دو ایک کو اُنکا جوبن
ہی کرتا ہی اشارے کو ئی اٹھتا جوبن

یون اُبھرتے ہین تحمل ہا کیے اُبھرنیوالے

اس نصیحت کو ذرا کان لگاکے سُن لو
بار یہ سر سے اُتر جائے سبکدوشی ہو
قتل کرتا نہین قاتل تو چلو جانے دو
کہتی ہی خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو

جی کو یون مار نہین رکھتے ہین غم ہونے والے

ہی یقین آپکے کہنے کا قسم کھاتا ہون
یہ نہین مانتا جو جور سے سمجھاتا ہون
آپ سے قابو مین مگر دل کو نہین پاتا ہون
بیقرار اور مین آسودہ سوا جاتا ہون

کون تھے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہی اسکا کہ نہین رحم ذرا
دل ہی ہو ہے کا تو پتھر کا کلیجہ ہم سکا +
کوئی جی جائے کہ مرجائے نہین کچھ پروا
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا

اور بھی کتنے ہین اس کام کے کرنیوالے

لگلا لاکھون مین نہ کوئی بھی گنہگار رہا ایسا
اور کچھ بن نہ پڑی ہمکو خموشی کے سوا
جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
لا کہہ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا

ایسا گناہون سے بری ہوگئے ڈرنیوالے

تجھکو سمجھاتے ہین اچھا نہین یہ کام ای شوخ
آسمان نالۂ مظلوم کا ہے بام ای شوخ
شک ہوگا نہ کبھی ظلم کا انجام ای شوخ
خود بھی پائے نہین مثل فلک آرام ای شوخ

آہ سے خاک نشینون کے نہ ڈرنیوالے

امر دلخواہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
کس کڑی راہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
عشق مین چاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین

مجھ سے تو یون تجھے کیا قصد ہی مرنے والے

نیر گیسو ہی کسیکے لیے پھانسی سے سوا
کوئی ابرو یہ گلا کاٹ کے مرجائے گا
زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
ہیرا او کو تری تیلا بیگی انداز قضا

جی نکلے یار اگر جی سے گذرنیوالے

ہم گنہگار دن کے کھوے گئے آئے ہین تجھے ہوش
نہین معلوم یہ کس بات پر آیا تمھین جوش
غل مچانے نے تمھاری کیا ہم سبکو خموش
زاہد و آتے ہی کرنے لگے مسجد مین خروش

یون مین تیغ اُٹھتے ہین اللہ سے ڈرنیوالے

گو نہین جور یہ مائل تری طبع غالی
خیر یہ بات کبھی ہوجائیگی تجھ پر حالی
بے سبب غصہ سے رہتی نہین زنجیر لالی
کچھ ہوا ہو مرے کینہ سے ترا دل خالی

اور بھر دینگے سلامت رہین بھرنیوالے

کب رہی تیری کمر تیغ سے قاتل خالی
نہ رہیگی کبھی مہمان سے یہ منزل خالی
مین نے لیلی سے نہ دیکھا کبھی محمل خالی
کچھ ہوا ہو مرے کینے سے ترا دل خالی

اور بھر دینگے سلامت رہین بھرنے والے

واقعی ہوتا ہو کب لطف و کرم تجھسے فلک | ہان اگر ہی تو ہی امید ستم تجھ سے فلک
جانتے ہین کہ خوشی ملتی ہی کم تجھسے فلک | دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھسے فلک
چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنیوالے

تجھپہ لائیگا قیامت ترا قد دل جو | بعد مرنے کے نہ دے داغ مجھے ای مہرو
چھین لونگا نہ ترے دیکھ کے بکھرے گیسو | اکھو کر بال پریشان نہ کر روح کو تو
او مرے سوگ کے پردے مین تو سونیوالے

باہم اس بات کا چرچا مرے نالے کرین | بام تک یار کے رستہ مرے نالے کرین
میرے ہی قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کرین | پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرین
عرش پر چڑھتے ہین کیا دل سے ترپنیوالے

ہان بتا ہان عجب دبدبہ تھا کچھ روز وصال | ہجر جانان نے دکھلائے آکے ہمین رنج کمال
یاس کو آج کی شب تھا نہ گھٹن یا تون کا خیال | چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال
پھر رہے تھے وہ نگاہون مین نکھرنیوالے

سے بیان شنوای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ چوبان چوگان باز نے طبل جنگ بجوایا ہی اور لشکر سنجاب شاہ مغربی مین اس حربی بجا ہی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہورہی ہی دونون طرف کے لشکری سلاح جنگ درست کر رہے ہین اسی عالم مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہونے لگین بعد آراستگی صفوف حسنا قتال و جدال نقیب شیب دیگر میگے تھے کہ چوبان چوگان باز اپنے مرکب کو جمکا کے میدان مین آیا بعد سلیح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور رزم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای سنجاب شاہ مغربی تم اک وقت مین خداوند باختر کے نمبر تھے اور اب خداپرستون کے مطیع ہو تمکو چاہیے کہ خداوند آئینہ کی پرستش اختیار کرو اسقدر اتنی رعایت مین تمہارے ساتھ کرونگا کہ صرف ماماہ مہتاب حور جمال کو لیکے چلا جاؤنگا اور شاہزادیون سے مجھ سے کچھ تعلق نہین ہی اور اگر اسکے خلاف کروگے تو یہ یاد رکھنا کہ تمام قلعہ بیار کو تاخت و تاراج کرونگا اور کل عورتون کو لیجاؤنگا یہ سن کے سرداران سنجاب کو جوش آیا برا بھلا کہنے لگے اور فرتوت مغربی اک بڈھا سردار تھا اسنے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت سنجاب شاہ مغربی کے آکر پکارا کہ ای بادشاہ زندگی بھر تیرا نمک کھایا اور تیرے ہی وجہ سے دین مبین اسلام سے بین مشرف ہوا اب سوا مر جانے کے کیا باقی ہی لہذا مجکو اجازت ہو تو جا کر اس آئینہ پرست کو دریدہ دہنی کی سزا دون یہ سنکے سنجاب شاہ مغربی نے کہا کہ ای فرتوت اب تمہارا وہ زمانہ ہی کہ یہ چند روزہ زندگی آرام و آسائش سے بسر کرو تم اس لائق نہین ہو کہ تمکو ایسی تکلیف دیجاے فرتوت نے عرض کی کہ بستر خواب پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہی کہ رتبہ شہادت ہاتھ آئیگا سنجاب شاہ نے مجبوری فرتوت کو رخصت کیا فرتوت مغربی بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا اور پکارا کہ او کبر ناہنجار تجھے شرم نہین آتی کہ پرائے ناموس کو طلب کرتا ہی یہ کس مذہب و ملت مین بھی جائز ہی یہ سنکے چوبان چوگان باز نے کہا

او بڈھے کیا کوئی جوان تیرے لشکر مین نہ تھا جو تو مقابلے کو آیا ہی اور یہ عذر تیرا بیجا ہی کہ پرائی ناموس کو مین طلب
کرتا ہون جو میرے شاہزادے کی منگیتر ہی اور خداپرست اُسنے زبردستی چھین لی ہے مین اُسے چاہتا ہون یہ سُن کر
فرتوت نے کہا کہ خداپرست کبھی زبردستی تصرف نہین کرتے بلکہ کسی کے ایکے نکاح مین نہ تھی اور
شاہزادہ وحید الملک سے رضامند تھے اُسکے باپ اور اُسکے بھائی کی رضامندی سے ملکہ بیاہی ہی
چوپان نے کہا کہ اب وہ ملک ہی شاہزادہ مسرور کی جسکی منگیتر ہی باپ بھائی کسی کو حق حاصل
نہین ہی جسکی ملک ہی اُسکو اختیار ہی تجھے سیدھی طرح ملکہ کو ہمارے سپرد کرنا ہو تو سپرد کر ورنہ
یہ یاد رکھ کہ ملک سنجابیہ کے سردار دیکھتے ہی کے ہین تلوار کھینچ ابھی حال معلوم ہوجائے یہ سُنکے
فرتوت نے کہا کہ او ملعون تو اس وقت مین آیا ہی کہ سرداران مغرب موجود نہین ہین سب
ملک سازالقیر پر گئے ہوے ہین ورنہ تیری ٹانگین چیر کے پھینک دیتے ایک پہلوان سست
قبل زور ہی تیری گوشمالی کو کافی تھا اور ہم اہل اسلام مین بیشہ سستی حریف پر نہین کرتے ہین اگر تجھے
دعوے ہی تو اپنا وار کر جسوقت خداوند عالم تیرے حربہ سے بچائیگا اس وقت دیکھا جائیگا یہ سُن کے
چوپان چوگان باز نے کہا کہ معلوم ہوا کہ پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوچلے ہوشیار ہوجا یہ کہکر نیزہ مارا
فرتوت مغربی نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین کوئی شرائی طعن کی نوبت آئی
ہوگی کہ اس پیر جہاندیدہ نے دلیسا بند باندھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے چوپان چوگان باز کے
صاف نکل گیا اہل مغرب نے صداے تحسین و آفرین بلند کی اور آئینہ پرست مکدر ہوے
حیرت مین آگئے کہ یہ کیا ہوا اور چوپان کی نگاہون مین تو زمانہ سیاہ ہوگیا اندھا ہوگیا دعوے
یکتائی باطل ہوا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر پر فرتوت مغربی کے وار کیا فرتوت مغربی نے
سپر کو اُٹھا کے جسکی پناہ کیا لیکن تیغہ چوپان کا لنگر دار تھا سپر کو قلم کرکے خود پر بیٹھا
اور خود و بلغہ کو کاٹ کر کاٹا تھا کہ چوپان نے جھٹکا مارا تیغہ تا جگرگاہ اُتر آیا یہ مرد مومن شہید ہوا
لوگ آکر لاش اُسکی اُٹھا لیگئے چوپان نے پھر مبارز طلب کیا مہران مغربی سنجاب شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا بعد گفتگو کے بسیار نوبت شمشیرزنی کی آئی مہران ہاتھ سے چوپان
کے زخمی ہوا سبیل مغربی نکلا یہ بھی شہید ہوا بلال مغربی نکلا یہ بھی زخمی ہوا شام تک قریب سترہ
سرداران کے زخمی ہوے اور نو سردار مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان
سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے سنجاب شاہ کو اپنے سردارون مین فرتوت کا کمال رنج ہوا
کہ یہ بڑا سردار تھا زمانہ شباب مین اُسنے بڑے بڑے کارنمایان کیے تھے اور سنجاب شاہ
اُسے بہت دوست رکھتا تھا یہان چوپان چوگان باز نے نقارہ رزمی پھر بجوا دیا اور کہا کہ کل قلعہ
لے لونگا یہ خبر جو سنجاب شاہ نے سُنی تو راتکو مع فوج یہ قلعہ مین چلا آیا اور قلعہ کو خوب آراستہ
کیا رات بھر طبل جنگ بجا کیا جب صبح ہوئی تو چوپان نے لشکر کو لیکر میدان مین آیا دیکھا کہ یہان
میدان صاف ہی معلوم ہوا کہ سنجاب شاہ مغربی رات ہی کو بھاگ کر قلعہ مین چلا گیا پس اُسنے
اپنے لشکر سے پانچ سوار منتخب کرکے اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ پر دھاوا کیا وہان سنجاب شاہ مغربی
نے قلعہ کو خوب آراستہ کر رکھا تھا توپین چڑھی ہوئی تھین گولا انداز توپون پر تعین تھے بہار قلعہ دار
فصیل بند دروازے پر بیٹھا تھا ہاتھ مین دُوربین لیے صحرا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے ہی اسنے
دیکھا کہ چوپان قلعہ کی طرف آتا ہی بس جیتے ہی چوپان چوگان باز زد پر پہونچا بہار قلعہ دار نے

تیر کا حکم دیا تمام توپوں کو ایک ہی بار تی دکھادی گئی توپخانہ رعدتا از گرجا طبقہ زمین کا ہلنے لگا تمام صحرا دھوان دھار
ہوگیا درندے اور پرندے صحرا سے کوسون نکل گئے آسمان گولا اس طرح برس رہا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا آسمان
سے اولے پڑ رہے ہین پانچ سو سوار تو دشمن کے رہ گئے جسکے گولہ پڑا وہ الٹ گیا لیکن چوپان چوگان باز
بلا کا آدمی تھا جب اسنے یہ حالت دیکھی کہ اس طرح قلعہ پر سے برابر گولہ باری ہو رہی ہے اور سب ساتھ
والے مارے گئے تو اسنے مرکب کو رانون مین دبایا اور گرز سے گولون کو روکتا ہوا چلا جو گولا داہنے
جانب آیا بائین رکاب پر آکے خالی دیا جو بائین جانب آیا داہنی رکاب پر آکے خالی دیا جو سامنے آیا اسکو
شکم مرکب سے لپٹ کے خالی دیا اور اگر کوئی گولہ سر مرکب کی طرف آیا تو اسے گرز یا سپر سے روک دیا گولے
دھوئین کی تاریکی مین اس طرح آتے تھے جیسے شب تار مین تیر شہاب آتا ہے جب اہل قلعہ نے دیکھا
کہ تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا زمین کا ایک ایک ذرہ ہمنے اڑا دیا ہے تو انھون نے توپون کے منہ پر انگوچھے
رکھ کر رکھ دیے اور منتظر ہوے کہ دھوان ہوا سے منتشر ہو تو دیکھین کہ حریف پر کیا گذری جب دھوان ہوا سے
منتشر ہوا تو دیکھا کہ تمام صحرا مین سوا لاشون کے کچھ نظر نہین آتا کسی کا ہاتھ اڑ گیا ہے کسی کا پاؤن کسی کا
کسی کے سینہ پر گولہ پڑا ہے تو پشت کو توڑ کے پار گذر گیا ہے لیکن چوپان ملعون بر لب خندق کھڑا ہوا
نعرے کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے اہل قلعہ اب بھی خیریت اپنی چاہتے ہو تو ملکہ مہتاب حور جمال کو ہمارے
سپرد کرو ورنہ پھاٹک قلعہ کا توڑ کر سب عورتون کو اسیر کر لیجاؤنگا اہل قلعہ نے گالیان دین اور رانگ کا
متوالا گڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین فصیل قلعہ پر سے پھینکین چوپان نے
ان سب حربون کو بھی خالی دیا اور پھاٹک کی طرف گرز پکڑ کے چلا اس وقت اہل قلعہ مین اضطراب
کی حالت پیدا ہوئی اور سب کے سب دعا کرنے لگے کہ ای کس بیکسان وای دادرس غریبان
اس قلعہ مین وہ عورتین ہین جو اہل اسلام کی عزت ہین انکی آبرو کا تو ہی محافظ ہے ہنوز سخن در دہان
تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا سے تیق گرد شفق گون بلند ہوا یہ آمد آمد دیکھکر چوپان بھی
تھم گیا کہ دیکھنا چاہیے کون آتا ہے دوست ہے یا دشمن کہ اکمرتبہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
دل گرد سے چالیس علمہاے سرخ جنمین پنجے کے مقام پر آئینہ نصب تھے اور چالیس ہزار
یاقوت پوش ایک ایک علم کے سایہ مین ہزار ہزار جوان اور آگے آگے شاہزادہ طیمور
شیر پرور مرکب پر سوار پیدا ہوا اہل قلعہ تو پریشان ہوے کہ اس ایک آئینہ پرست
نے تو دریاے شجر مین غرق کر رکھا تھا اب یہ آیا ہے جو واقع مین حقدار بھی ہے کہ اسکی بہن قلعہ مین
ہے لیکن طیمور نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او چوپان چوگان باز خبردار و ہوشیار کہ
مین آپہونچا چوپان نے باگ مرکب کی پھیری اور سامنے طیمور کے آکر للکارا کہ او طفل تجھے شرم
نہین آتی کہ تو نے بہن کو اپنی خدا پرستون کے حوالے کر دیا اور جسکی بچپن کی منگیتر تھی اسکے
ساتھ شادی نہ کی اب تو آگیا ہے تجھے مناسب ہے کہ ہم مذہبی کا پاس کر اور اپنی بہن کو
خدا پرستون سے چھین کر میرے سپرد کر کہ مین اسکو منصور شاہ کی خدمت مین پہونچا دون
اور اگر تو خدا پرستون سے خوف کرتا ہے تو یہین کھڑے رہکر تماشہ کر کہ مین ابھی چھینے لیتا ہون یہ
سنکے طیمور شیر پرور نے آواز دی کہ بس بیہودہ نہ بک تجھے کیا حق حاصل تھا کہ تو نے
اس قلعہ پر چڑھائی کی یہان نہ مین موجود تھا نہ وہ لوگ موجود تھے ملکہ جنکی امانت تھی لاجرم
اپنا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ سنکے چوپان نے نیزہ مارا شاہزادہ طیمور نے نیزے کو

نیزے پر گا تھا اور نوین طعن مین نیزہ ہاتھ سے چوپان کے نکال دیا چوپان نے تلوار ماری طیمور نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ایک ہی
زور مین قاش زین سے اٹھا کر اچھال دیا اور گرتے وقت کمر کا ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے
لاش زمین پر گری یہ دیکھکر ہمراہیان چوپان دوڑ پڑے کہ ارے مارو اسکو غضب کیا اسنے کہ
سردار کو ہمارے مارا اس طرف سے طیمور کے ہمراہیون نے یورشس کی تلوار چلنے لگی طیمور نے
جو تلوار برسانا شروع کی فوج بے سردار کیا لڑ سکتی تاب نہ لا سکی لاش کو لیکر بھاگ کھڑی
ہوئی یہان طیمور نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا جس وقت سنجاب شاہ نے دیکھا کہ یہ تو
ہماری طرف ہی تو فوج کو لیکر برائے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ مین تشریف لے چلیے
طیمور نے کہا کہ ای سنجاب شاہ مین قلعہ مین ہرگز نجاؤنگا اگر صرف میری بہن ہوتی تو مضائقہ
نہ تھا وہان اور عورتین بھی موجود ہین جو ناموس صاحبقران سے مین ہرچند سنجاب شاہ
نے اصرار کیا کہ آخر ہم لوگ بھی تو اتنی قلعہ مین موجود ہین جو ہمارے قیام کی جگہ ہو وہان ہم مین نا نے
مکانات دور ہین قلعہ مین جانا کچھ بیجا نہین ہے لیکن طیمور نے محض انکار کیا اور اندر قلعہ کے
نہ گیا لیکن وہ لوگ جو لاش چوپان کی لیکر چلے تھے ہنوز شہر کافوریہ تک نہ پہونچنے پائے
تھے کہ راستے ہی مین مسرور شاہ بن کافور شاہ کو مع فوج گران آتے ہوے دیکھا لاش چوپان
چوگان باز کے سامنے مسرور شاہ کے ڈال دی اور عرض کی لقاعہ کو اسنے سر کر لیا تھا لیکن طیمور
شیر بیرور لپسر خورشید نے آکر اسکو مارا اسکی مرضی نہین ہے کہ ملکہ کی شادی آپ کے ساتھ
کی جائے بس یہ سنتے مسرور شاہ کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے اسکی شامتین آئی ہین
جو عقد سے انکار کرتا ہے تم جاؤ اور والد ماجد سے کہہ دینا کہ آپ کل لشکر کو لیکر مع سمند سوئن تن
جلد تشریف لائیے پسر خورشید آمادہ جنگ ہے مین جاکر اس سے مقابلہ کرتا ہون یہ لوگ تو اس
طرف روانہ ہوے جسوقت شہر کافوریہ مین پہونچے اور کافور شاہ کو معلوم ہوا کہ چوپان مارا
گیا اور پیام اپنے فرزند کا بھی سنا بس اسی وقت اسنے کل لشکر کو لیکر کوچ کیا اور یہ بھی
طرف بہارستان مغرب کے روانہ ہوا وہان شاہزادہ طیمور خیمہ مین بیٹھا تھا سنجاب شاہ
منزل لی حاضر تھا کہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا دیکھا کہ آمد لشکر کی معلوم ہوتی ہے
ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا یکایک ہوا نے تمام گرد کو گرد لے مارا ہوا کو دامن
گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے دو سو علم نشانہ دو لاکھ سوار کا پیدا ہوے ہر علم لے پھریرے
پر تعریف خداوند آغینہ کی مرقوم تھی آگے آگے چار سردار زبردست گرگ لندھور پر سوار آکر
پہونچے بمقابلہ لشکر طیمور خیمہ زن ہوے آخر مین سواری مسرور شاہ کی نہایت جاہ و تجمل سے آکے
پہونچی جسوقت مسرور شاہ داخل بارگاہ ہوا دبیر کو طلب کیا اور ایک نامہ اس مضمون کا تحریر
کرایا کہ ای طیمور شیر بیرو اسکا کیا سبب کہ کتنے ملک کو خدا پرستون کے سپرد کیا ایک تو یہ کہ تمکو ملکہ پر
کچھ اختیار نہ تھا ملکہ اب ہماری ہو چکی تھی اسلیے کہ ہماری بچپن کی منگیتر تھی علاوہ اسکے وہ لوگ
غیر مذہب ہین ہم تمھارے ہم مذہب ہین اگر تمکو خدا پرستون سے خوف تھا تو تم علحدہ ہو جاؤ
مین لڑکے چھین لونگا ورنہ یہ یاد رکھنا کہ مین وہ شخص ہون کہ دس سرداران نامی کو مین نے زیر کرکے
اپنا مطیع کیا اور سالار لشکر کافوریہ سمند روئین تن میرا ملازم ہے وہ اکیلا تمام خدا پرستون کے واسطے

ہے اسلیے کہ حربہ اُسکے جسم پر تاثیر نہین کرتا ہے تم ابھی ناتجربہ کار اور نادان ہو اپنے خیالات کو بہت جلد بدلو
ورنہ بہت پچھتاؤ گے جسوقت یہ نامہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کو پہونچا اور طیمور بضمون نامہ سے
آگاہ ہوا تو جواب تحریر کیا کہ اے سرور شاہ اصل یہ ہے کہ مین خداپرستون کا ممنون احسان ہون مجکو
تو نجہ لیگیا تھا اگر خداپرست ہوتے تو عزت مین فرق آجاتا وہی لوگ سابق پرستون سے
لڑکر ملکہ کو چھین لائے اور بحفاظت تمام اپنے پاس رہنے دیا اگر وہ ملکہ کو چھین نہ لاتے تو خدا جانے
ملکہ کا کیا حشر ہوتا اور مجھ سے خداپرستون سے یہ اقرار بھی ہوگیا ہے کہ ہمارا تمھارا فیصلہ ہونے کے
بعد ایک مذہب ہوجائیگا اگر تمنے صاحبقران کو زیر کیا تو سب آئینہ پرست ہوجائینگے اور اگر
صاحبقران نے تمکو زیر کیا تو تمھین دین خداپرستی اختیار کرنا ہوگا خداپرستون نے اُس
عہد کی پابندی کی اور ملکہ کو اپنے سے علیحدہ کر کے جان اور ناموس تمھے دین بھیج دیا اب ملکہ
اُنکی ہوچکی کیا مجال ہے کسیکی کہ ملکہ کی طرف نگاہ اُٹھا کے بھی دیکھ سکے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے
ارادہ سے باز آؤ اگر تمنے سردارون کو زیر کر کے مطیع کیا ہے تو مین نے قاف مین جا کر دیوان
سرکش کو نیست کیا ہے اور بہوت رعدآواز ایسے سردار کو زیر کر کے مطیع کیا ہے جو گلستان باختر
مین ایک سردار تھا اور اگر بڑا غرور سا تمکو سمند روئین تن کا ہے کہ اُس پر حربہ بسبب روئین تن
ہونے کے تاثیر نہین کرتا ہے تو بروقت مقابلہ اُسکے ٹانگین چیر کے نہ پھینک دون تو نام اپنا
طیمور شیر پرور نہ رکھون اور اہل اسلام کیا موم کے بنے ہوئے ہین کہ تو مجھے علیحدہ ہو جانے کو
کہتا ہے اہل اسلام کو ہمین خوب جانتے ہین کیا طاقت ہے کسیکی کہ اہل اسلام سے سر بر ہو سکے خبردار
ایسا قصد نکنا چونکہ تم ہم مذہب ہمارے ہو اسلیے ہم سمجھاتے ہین اگر کہنا ہمارا نمانوگے تو بہت
پچھتاؤ گے ہم تمھارے شریک نہونگے بلکہ بعوض اہل اسلام کے تمسے مقابلہ کرینگے آیندہ
تمکو اختیار ہے جسوقت یہ جواب باصواب سرور شاہ کو پہونچا تو یہ نہایت برہم ہوا اور اپنے
غصہ مین حکم دے دیا کہ بجے طبل جنگی اُسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا ادھر جناب شاہ مغربی
نے قلعہ پر نقارہ نوازی کا حکم دیا تینون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ ہوتی رہی جب صبح ہوئی
تو اس طرف سے شاہزادہ طیمور اپنے چالیس ہزار سرخیدشون سے میدان مین آکر صف
آرا ہوا اور اُس طرف سے سرور شاہ مرکب پر بیٹھ کر اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کر کے نکلا
دو لاکھ سوار اسکے ہمراہ تھے اور مہتر سحرخیز عیار بھی گوشہ زین تھامے ہوئے ساتھ ساتھ تھا
جب دونون لشکر میدان مین پہونچکر صف آرا ہو چکے تو لشکر سرور شاہ سے ابیض آئینہ پرست
میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے باگ مرکب کی
اُٹھائی اور سامنے آکر لگاوٹ ماری کہ ابیض آئینہ پرست کو گرد برد کر دیا اُسنے نیزہ مارا طیمور نے
نیزے کو تلوار سے قلم کیا ابیض نے تلوار ماری طیمور نے وار اُسکا پشت شمشیر پر روک کے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا یا تو تلوار سر پر چلی تھی یا زمین مین ڈوب کے نکلی ابیض آئینہ پرست
دو ہو کے زمین پر گرا موت سے دوچار ہوا نقشہ حیات بدل گیا بس یہ دیکھکر اسود آئینہ پرست
سامنے آیا اور للکارا کہ او طفل نوخیز تیز دست معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بڑے جوان پر تو نے ایسا
ہاتھ مارا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام کر دیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہتے ہی برس پڑا طیمور

نے وار اسکے رد کرتے کرتے جو ہاتھ جنیو کا مارا دو ٹکڑے ہوئے عبود آئینہ پرست نکلا یہ بھی طیمور کے ہاتھ
سے مارا گیا اب غبار آئینہ پرست اور مسرور شاہ باقی رہے اس وقت مسرور شاہ نے گھوڑے
کی باگ لی اور پکارا کہ او طیمور مین تجھے جیسا سنتا تھا ویسا ہی پایا یہ وہ سردار تھے جنکو مین نے تین تین
روز کے مقابلے مین زیر کیا تھا تو نے ایک ایک ہاتھ مین خاتمہ کر دیا طیمور نے کہا کہ ایک ہی ہاتھ کا
تو بھی مہمان ہے دوسرا ہاتھ نہ مارونگا مسرور شاہ نے کہا کہ مین تجھے ایک ہاتھ لگانے کی بھی مہلت
نہ دونگا یہ کہکر نیزہ سینہ طیمور پر مارا طیمور نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین یہ معلوم
ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکالکر گتھ گئے طیمور نے اک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ
کے جو جھٹکا مارا نیزہ فوراً ہی پیچھے سے ٹوٹ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا اہل قلعہ نے تحسنت و مرحبا
کی صدائین بلند کین اور مسرور آئینہ پرست نے خفیف ہو کر تلوار ساری طیمور نے وار اسکا بیب
سپر رد کر کے جو اسی خون آلودہ صمصام کا ہاتھ مارا مسرور نے بھی سپر بلند کی لیکن تلوار نے
طیمور کی سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا خود پر پہنچی اور کاٹتی ہوئی مادہ ابرو تم تر آئی طیمور نے دو نانہ
مارا تلوار چھنا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے باہر آئی طیمور نے آواز دی آئینہ پرستون کو
گرلیجاؤ اسکو لوگ آکر مسرور شاہ کو لے گئے اور طبل بازگشت بجوا دیا طیمور پلٹ کے اپنے
لشکر مین آیا لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنکر بیٹھا مسرور شاہ نے طبل جنگ نہین بجوایا لیکن
مہتر سحر خیز عیار نے عرض کی کہ معلوم ہوا یہ طلسم آئینہ رو نہایت زبردست ہے اس سے لڑکر بر
سر بر نہو سکینگے لہذا آپ اطمینان رکھیے مین جاتا ہون اور اسکو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر اسنے لباس
خبر بری تن پر آراستہ کیا اور قنطورہ زرلفتی پاتابہ سقرلاتی سے چست و درست ہو کے جانب لشکر
طیمور روانہ ہوا اور صورت اپنی اک نامہ بر کی بنائی جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچا کہا اطلاع
کرو کہ اک نامہ بر آیا ہے اور کچھ پیام زبانی بھی لایا ہے جسوقت طیمور کو معلوم ہوا کہا بلا لو مہتر سحر خیز اندر
بارگاہ کے آیا سلام کیا طیمور نے کہا تو کہان سے آیا ہے اور کسکا پیام لایا ہے مہتر سحر خیز نے عرض کی کہ
غلام کچھ راز کی بات کہنے آیا ہے تخلیہ چاہتا ہے فرمایا کہ اچھا تو اس خیمہ کی پشت پر چل کے ٹھہر مین آتا ہون
یہ سنکے مہتر سحر خیز پشت خیمہ کی طرف آکے ٹھہرا اس وقت عیار طیمور بالا دوی مین مصروف تھا موجود
نہ تھا اور پشت بارگاہ کی طرف صحرا تھا طیمور ہجوم سے گھبراتا ہے جہان غصہ اسکے مزاج مین اثر شیر
سے پیدا ہوا ہے وہان اک تھوڑی سی وحشت بھی ہے طیمور نے حاضرین دربار کو وہین چھوڑا
اور آپ تن تنہا پشت بارگاہ پر آیا تو نامہ دار کو موجود پایا فرمایا کیا کہتا ہے بیان کر اسنے اک
نامہ پیش کیا اور کہا کہ اسے پڑھ لیجیے جو کچھ سمجھ مین نہ آئیگا وہ مین زبانی عرض کرونگا طیمور نے
نامہ کو کھولا نامہ گرد آلودہ تھا نامہ کھولنے مین گرد اڑی طیمور چھینک مار کے بیہوش ہوا بس اسنے
باطمینان تمام پشتارہ باندھا اور جانب لشکر مسرور شاہ چل کھڑا ہوا صحرا کی طرف سے ہو کر
خیمہ مین مسرور شاہ کے پہونچ گیا مسرور شاہ کے زخمون مین ٹانکے لگائے جا چکے تھے پٹیان
مرہم کی چڑھ گئی تھین یہ ہوشیار بیٹھا ہوا تھا کہ مہتر سحر خیز پشتارہ بدوش پہونچا اور طیمور کو
سامنے مسرور شاہ کے لیجا کے ڈال دیا مسرور شاہ نہایت مسرور ہوا اور آہنگرون کو بلا کر
ہتھکڑیان بیڑیان ڈلوادین اور کہا کہ اک قفس آہنی لاکر اسمین اسے بند کرو اور قفس دار پر لٹکا کے
گرد انبار ہیزم کا کرو اور ہیزم مین آگ لگادو اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین اسلیے کہ یہ بلا ہے بے

قفس بنے ہوئے اسکے لشکر مین موجود تھے دستور اسکے شہر کا یہ تھا کہ قیدی قفس آہنی مین رکھے جاتے تھے
چنانچہ طیمور کو قفس مین بند کرکے دار پر کھینچ دیا اور لکڑیان گرد جمع ہونے لگین یہان کی یہ تو حالت ہوئی اب
ادھر کا حال سنیے کہ رفقاے طیمور بیٹھے بیٹھے پریشان ہوگئے اور شاہزادہ واپس نہ آیا یہانتک کہ شاہور
شیر دل بھی بالا دوی سے واپس ہو کے آگیا ان لوگون نے شاہور سے کہا کہ بھائی تمھارے آگے
شخص کے ساتھ پشت خیمہ پر کھڑے باتین کر رہے تھے اب آواز نہین آتی دیکھو تو وہین یا نہین ہین
یہ سنکے شاہور پشت خیمہ پر آیا تو طیمور کو نہ پایا پیتر عیار کا دیکھار دیتا ہوا آیا اور کہا کہ کوئی عیار ہم انکو لیگیا
مین دریافت حال کے واسطے لشکر مسرور شاہ مین جاتا ہون یہ کہکر اُسی وقت جانب لشکر مسرور شاہ
روانہ ہوا یہان آکے ہیئت تبدیل کی تو دیکھا کہ طیمور قفس مین بند ہے گرد لکڑیان جمع ہو رہی ہین گرد
عیارون کے پہرے ہین شاہور نے کوئی قابو نہ پایا واپس آیا اور اہل لشکر سے بیان کیا کہ
غضب ہوا شاہزادہ طیمور کے جلانے کا سامان ہو رہا ہے اور اب موقع تیاری کرنے نہین ہے
یہ سنکے اہل لشکر مین ہلچل مچ گئی اور تیاری ہونے لگی سبنے کمر ہمت کو مرنے پر چست باندھا کہ اگر
شاہزادہ جل گیا تو ہم شہر زرینہ مین کیا منہ لیکے جائینگے اپنی بھی جانین دینگے یہان تو کمر بندیان
ہو رہی ہین نماز صبح کے وقت سبنے فریضہ سحری کو ادا کیا اور مرکبون پر سوار ہو ہو کے لشکر مسرور شاہ کی
طرف چلے ابھی سحاب شاہ اس حال سے بالکل بے خبر ہے کہ وہان کیا ہوا ملکہ مہتاب جمال
بھی نہایت خوش ہے کہ بھائی میرا آگیا اور عورتین اسے چھیڑا کرتی ہین کہ تم ایسی ہو کہ تمھاری بابت
ہزارون خون ہو چکے ہین جو آتا ہے وہ تمھارا ہی طلبگار ہو کے آتا ہے تم تو مردون کا کھلونا ہو لیکن یہ
شاہی ہے اور کمسنی ہے کہ خدا نکرے کہ کیسا نام نکلجاے اور کوئی بدنام ہوجاے اب بھائی میرا آگیا ہے کیا
مجال ہے کسیکی کہ قلعہ کا رخ بھی کر سکے یہان اس طرح کی باتین ہوتی ہین لیکن حال لشکر مسرور شاہ
کا سنیے کہ صبح ہوتے ہی لشکر لے آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور مسرور شاہ سامنے دار کے کھڑا ہوا
طیمور کو جو ہوش آیا تو اپنے کو قفس مین بند پایا سمجھا کہ وہ شخص عیار تھا مگر ای طیمور برے پھنسے اتنے
مین مسرور شاہ نے آواز دی کہ کیون ای طیمور اس وقت کی بھی خبر تھی طیمور شیر برور نے جواب
دیا کہ او نامرد تجھے شرم نہین آتی کہ عیار سے کام لیتا ہے اسپر خود افتخار ظاہر کرتا ہے لعنت ہے تیری جرأت
و جوانمردی پر بس یہ سنکے مسرور شاہ نے کہا کہ اب لگاؤ عیارون نے حقہاے آتش بازی
مارے کہ آگ لگ گئی اور لکڑیان جلنے لگین شعلے بلند ہوئے ادھر لشکر طیمور کے چالیس ہزار
سوار آکر تلوارین پکڑ پکڑ کے جو کرتے ہین گھس ڈال دی تاگریان ہیزم مین آگ لگ چکی تھی عادہ
اسکے یہ چالیس ہزار اور سندہ ولاکہ لاکہ کوشش کی مگر آگ تک نہ پہونچ سکے ادھر شاہزادہ طیمور
نے دیکھا کہ آگ بڑھتی ہوئی چلی آتی ہے اور اب کوئی چارہ نہین ہے اہل لشکر دور کھڑے ہین جبتک
یہان پہونچین پہونچین آگ ہمارا کام تمام کر دیگی راکھ بھی نہ ملیگی بس اسی بیتابی کی حالت مین اُسکو اس
دیو کا خیال آیا جسنے بال لیکر بازو پر باندھے تھے بس طیمور نے بازو کے تعویذ کو منہ کی بھاپ دی فوراً
دیو نحسین کو خبر ہوئی یہ ایک کوہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہ رُوئین اسکے بدن کے کھڑے ہوگئے اسے
خیال آیا کہ شاید طیمور نے یاد کیا ہے بس یہ ہوا کی طرح آیا دیکھا کہ یہان طیمور قفس مین بند ہے اور
گرد آگ روشن ہے بس دیو نیچے جھکے گرا اور دار پر سے قفس کو اُٹھا لیگیا یہان شعلے جو بلند ہوئے
تو کچھ محسوس نہوا آئینہ پرستون نے نقارہ شادمانی بجایا اور لشکر طیمور کے جوانون نے کہا کہ بھائیو

بعد ایسے شہریار عالی وقار کے زندگی پر خاک ہی بقول شخصے کہ تک جیے تو کیا اس جینے سے مرنا بہتر ہی جنگ کا
دم مین دم ہی ہاتھ نہ رکے یہ مشورہ کرکے یہ لوگ خیمہ مسرورشاہ کی طرف چلے مسرورشاہ نے مرکب
طلب کیا اور عیار آئینہ پرست کو ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا یہ رنگ دیکھکر اہل قلعہ نے ہرکارون کو واسطے خبر
کے روانہ کیا ہرکارے آئے اور دم بھر مین حال دریافت کرکے گئے سنجاب شاہ مغربی سے سب
کیفیت بیان کی سنجاب شاہ نہایت پریشان ہوا اور فوج کو لیکر قلعہ سے نکلا اور ہی ذرا سے کہلا بھیجا
کہ ملکہ مہتاب حور جمال کا بہت خیال رکھنا بھائی کو اسکے آئینہ پرستون نے جلا دیا ایسا نہو
یہ خبر سنکے وہ خودکشی کرے تو غضب ہو جائیگا ماہ کہ سمن اندام سبز پوش نے بہت بہت اخفاے
واردات کی کوشش کی مگر کسی نے مہتاب حور جمال سے بھی بیان ہی کردیا کہ بھائی کو
تمہارے دشمنون نے جلادیا بس یہ سنکے اسکے دل سے دھوان اٹھا اور قصد کیا کہ خودکشی
کرے سمن اندام نے ہاتھ پکڑلیا اور کہا کہ ابھی مجھے اس خبر کا اعتبار نہین اسلیے کہ فوج تمہارے
بھائی کی لڑ رہی ہی اگر خدانخواستہ ایسا ہوا ہوتا تو فوج قلیل بغیر سردار کے کیا لڑسکتی تھی غرضکہ
تمام شاہزادیون نے آکر ہاتھ پاؤن پکڑلیے اور انگوٹھیان ہیرے کی ہاتھ سے مہتاب حور جمال
کے اتارین سب گھیرکے بیٹھ گئین سمجھانا شروع کیا لیکن ماہ کی یہ حالت ہی کہ آنکھ سے آنسو جاری
ہین اور کہرہی ہی کہ ای طیمور شیرپور بعد تیرے ہماری زندگی پر خاک ہی افسوس مین ایسی
منحوس پیدا ہوئی کہ میرے باعث سے تیری جان بھی گئی یہان تو اک تلاطم برپا ہی اور وہان علمدار
طیمور سے قریب دس ہزار آدمیون کے کام آچکے ہین مگر ابھی تک سب تھمے ہوے لڑ رہے
ہین ایک ایک نے چار چار پانچ پانچ کو مارا ہی اور برابر لڑتے چلے جاتے ہین اتنے مین سنجاب شاہ
مغربی آپہونچا اور ایک لاکھ سوارون سے لشکر مسرورشاہ پر گرا تلوار چلنے لگی سبزپوشون کو
بچانا شروع کیا لیکن انکی یہ حالت ہی کہ اپنے آقا کے غم مین دنیا اندھیر ہی ہر جوان پر کالہ آتش
بنا ہوا ہی کسیکو تن بدن کا ہوش نہین ہی لیکن اب کچھ حال دیوتخمین اور شاہزادہ طیمور شیرپور
کا سنیے کہ دیوتخمین نفس کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا نفس کو توڑکر شاہزادہ کو نفس سے باہر
نکالا اور مزاج پوچھا طیمور نے قید توڑی اور دیوتخمین سے کہا کہ اس وقت تو نے بڑا کام کیا اگر تیرے
آنے مین ذرا بھی دیر ہوتی تو مین جل کے خاک ہو جاتا کہین سے مرکب لا مین جلد ابھی لشکر حریف کو
تاراج کرونگا کہ اسنے مجھ سے بڑی دغا کی تھی دیوتخمین سوچا کہ اس سے بڑھ کر پیٹ بھرنیکا موقع
نہ ملیگا کہا کہ مین جاتا ہون اور ابھی مرکب سواری کے واسطے نہایت شایستہ بھیجتا ہون یہ کہکر
اک درخت کی آڑ مین غلطک ماری اور آپ بصورت مرکب بنکر سامنے شاہزادہ طیمور شیرپور
کے آکھڑا ہوا یہان شاہزادہ طیمور یہ سمجھا کہ دیو لایا مرکب کو بھیجا گیا بس جلدی سے پشت
مرکب پر بیٹھ کے جانب لشکر مسرورشاہ روانہ ہوا بس جیسے ہی قریب پہونچا دیکھا کہ اک قیامت
برپا ہی خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی یاقوت پوش جانین دے رہے ہین اور پکار رہے ہین
کہ بھائیو بعد ایسے آقا کے زندہ رہنا بیکار ہی اور کوئی پندرہ ہزار آدمی کام آچکے ہین لیکن پچیس ہزار
خوب ڈٹے ہوے تلوار کر رہے ہین اور سنجاب شاہ مغربی بھی کہتا ہی کہ ضرور آج یہ آئینہ پرست
جانے نہ پائین بڑی دغا کی انھون نے ایسا آج تک کسی نے نہ کیا تھا اس شخص کو دغا سے جلادیا ہی
جو رستم وقت تھا بس یہ معرکہ دیکھکر طیمور نے ان سبکی تسکین کے واسطے نعرہ کیا اس صورت سے بیری لسیا

ہوتے ہیں دیو خود سر ہیں زعم رہا ہوں طیمور شیر بر و سبہ نعرہ کر کے جو تلوار کھینچ کر لشکر پر گرتا ہے تو
فوج مسرور شاہ کو درہم و برہم کر دیا اور باگ گھوڑے کی اٹھا کو مسرور شاہ کی طرف چلا او
آواز دی کہ او غدار دیکھ صاحب اقبال ایسے ہوتے ہیں نعرہ طیمور کی آواز سنکر لشکر طیمور کے
لوگوں میں تو گویا جان تازہ آ گئی اور منجاب شاہ مغربی بھی خوش ہوا لیکن مسرور آئینہ پرست کے
ہوش اڑ گئے کہ یہ آدمی ہے یا بھوت ہے اس آتش افروختہ میں سے کیونکر نکل گیا کیا برق بہندہ
بنا لیا یا عکس آئینہ ہو گیا اور اپنے اہل لشکر کو آواز دی کہ مار لو اسکو جانے نہ پائے یہ پھر آ گیا
طیمور قتل کرتا چلا جاتا ہے اور دیو تخت میں مرکب بنا ہوا لاشوں کو کھاتا چلا جاتا ہے جو لاش طیمور
نے گرائی دیو نے اسے نگل لیا اور طیمور کو دل میں ہزاروں دعائیں دیتا جاتا ہے کہ اسکی بدولت
آج کیا عمدہ گوشت کھانے میں آیا خدا اسے زندہ رکھے طیمور حیران ہے میں نے سیکڑوں کو
تیغ کیا لیکن لاشیں کم معلوم ہوتی ہیں ادھر آئینہ پرست حیران ہیں کہ طیمور کوئی بلا ہو کے آیا ہے کہ
جو قتل ہوتا ہے اسکی لاش کا بھی پتہ نہیں لگتا ہے یہ کیا معاملہ ہے لیکن سرخپوش تعاقب میں طیمور کے
لڑتے چلے جاتے ہیں اور چلا رہے ہیں کہ ارے شہریار اب اس دغاباز کو زندہ نہ چھوڑیے گا کہ بہت
بڑا صدمہ پہونچایا تھا طیمور لڑتا ہوا مسرور شاہ کی طرف چلا جاتا ہے اور اس طرف سے غبار آئینہ پر
لڑتا چلا آتا ہے کہ اکثر تیغ غبار آئینہ پرست نے تلوار ماری طیمور نے چاہا مرکب سے مرکب اڑ کر
بند دست پکڑ لوں یہاں مرکب لاش کھانے میں مصروف تھا جلد آگے نہ بڑھ سکا تیغ سر پر پہنچا تا وابرو
اکبر آیا طیمور نے جلدی سے دستانہ مارا تیغ تو جھٹکا کر سر سے نکلا مگر چار در خول کی سر سے باہر آئی طیمور
نے اسی عالم زخمداری میں تلوار ماری کہ غبار آئینہ پرست کے دو ٹکڑے ہوئے اب طیمور نے زخم
سر کو باندھا اور پھر لڑنے لگا قریب تھا کہ فوج مسرور آئینہ پرست کی شکست کھا جائے کہ یکایک
از برہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچید
ہوا نے مار گرد کو گردنے مار ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے کافور شاہ تین لاکھ سوار و
پیدل کی جمعیت سے آ کے پہونچا دیکھا اسنے کہ فرزند میرا قتل ہوا چاہتا ہے اور فوج شکست کھایا چاہتی
ہے تب اسنے لشکر کو اشارہ کیا کہ ہاں لینا ان بد عہدوں کو جانے نہ پائیں لڑکی کو ہمارے فرزند سے
منسوب کرکے اب دوسرے کے سپرد کر دیا خبردار انھیں زندہ نہ جانے دینا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار
گھوڑے کڑکا کے آ پڑے طبقہ ہلنے لگا اور سمند رو میں تن تلوار کھینچ کے جو گرتا ہے تو اسنے قیامت
برپا کر دی جس پر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور فوج تازہ نے طیمور کو آ کے گھیر لیا شاہزادہ
طیمور زخمی لڑ رہا ہے مثل شیر گرسنہ کے حملے کر رہا ہے مگر فوج کافور شاہ تازہ دم ہے ادھر چند لوگ
وہ بھی تھکے ہوئے صبح سے لڑ رہے ہیں دوپہر ڈھل چکی ہے اس وقت منجاب شاہ کو امید
فتح ہونے کے بعد پھر مایوسی ہو گئی وہاں قلعہ پر شاہزادیاں پریشان تھیں کہ مہتاب حور جمال رو رو
کے جان دیتی تھی ہرکاروں کی ڈاک بیٹھی ہوئی تھی دمبدم کی خبریں پہونچ رہی تھیں کہ اکثر تبہ معلوم ہو
کہ شاہزادہ طیمور زندہ ہے اور مقابلہ کر رہا ہے ملکہ کو سبنے مبارکباد دی مگر اسکو یقین نہ آیا کہا کہ تم
لوگ میری تسکین کے واسطے کہتی ہو مجھے یقین نہیں بعد اسکے دوسری خبر طیمور کے زخمی ہونے کی
پہونچی اور کافور شاہ کے آنے کی اس وقت ملکہ کو یقین بھی ہوا تو پھر تشویش پیدا ہو گئی اور
اور بلک کے اپنے دعا کی کہ خداوندا اب ہمارا کوئی مددگار باقی نہیں رہا کہ دشمن کی کمک آ گئی

ہماری طرف نہ تو اہل اسلام آگے نہ باب کے لشکر سے کوئی سردار آیا یہ کلمات حسرت آیات اسکے زبان پر
جاری ہوئے تھے کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ اب کون آتا ہے یکایک دامنہ گرد
شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ سہراب بن رستم چالیس ہزار جوانوں سے پیدا ہوا دیکھا کہ طیمو
اور سنجاب شاہ ایک طرف ہیں اور کچھ اور آئینہ پرست ہیں انسے تلوار چلرہی ہے بس سہراب نے باگ
مرکب کی اٹھائی اور آواز دی کہ ای طیمور نہ گھبرانا کہ میں آپہونچا طیمور نے جو سہراب کو دیکھا نہایت
خوش ہوا سہراب نے آتے ہی لشکر کو تہ و بالا کر دیا ہلچل ڈال دی ایک سردار کہ نام اسکا ہبوط آئینہ
پرست تھا طیمور کی طرف چلا آتا تھا سہراب نے للکارا کہ او ملعون تجھے شرم نہیں آتی کہ زخمی شیر کی
طرف جاتا ہے وہ زخمی بھی تیرے واسطے ملک الموت سے کم نہیں ہے ادھر آ اور مجھسے سامنا کر یہ کہتے ہو
لاشوں کو گراتے کشتوں کو پامال کرتے ہوئے قریب ہبوط آئینہ پرست کے جا پہونچے ہبوط آئینہ پرست
نے تلوار ماری سہراب نے پر چھپے ہوئے جو ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ کو قلم کیا طیمور یہ دیکھکر پھر ملک گیا اور
پکارا کہ ای سہراب نئی بات دیکھی ہمیں سلیمان صاحبقران نے تلوار کا قلم کرنا نہیں بتایا تھا ادھر سہراب
نے دوسرا ہاتھ مارا کہ ہبوط آئینہ پرست کی صورت بگڑ گئی مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوئے
بس یہ دیکھا طیمور نے جو بلا کے مرکب کو راتوں میں ملا تو سرور آئینہ پرست پر جا پڑا سرور نے
تلوار ماری طیمور نے بھی اسی طرح تیغہ کو قلم کیا اور دوسرا ہاتھ مارا کہ سر بلند بھی نہونے پائی تھی تیغ
پر بیٹھا سرور آئینہ پرست نے جلدی سے دستانہ مار دیا مگر اسکو تیغ کی دیر میں زخم سر چوپارہ
ہوگیا سہراب نے تعریف کی اور کہا کہ ای طیمور یہ بھی گھائی یاد کر لے طیمور نے کہا کہ ہمتو سلیمان استاد
کے شاگرد ہیں اور سنا ہے کہ سلیمان صاحبقران تمہارے عزیز بھی ہیں سہراب نے کہا کہ تم دل سے
عزیز ہو خدا جلد وہ وقت لائے کہ ہم تم ایک بارگاہ میں بیٹھیں الحاصل لڑتے لڑتے شام ہوگئی تھی طبل بازگشت
بجا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اور اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سنجاب شاہ نے قلعہ کی راہ لی
اور سہراب سے کہا کہ تشریف لیچلئے سہراب نے کہا کہ طیمور کہاں قیام پذیر ہیں سنجاب شاہ نے
کہا کہ صحرا میں خیمہ برپا کیا ہے ہر چند میں نے اصرار کیا کہ قلعہ میں چلیے مگر وہ قلعہ میں نہ آئے اور کہا کہ وہاں اگر
صرف بہن میری ہوتی تو میں چلا آتا چونکہ اور عورتیں بھی ہیں اسوجہ سے میں نہ جاؤنگا یہ سنکے سہراب نے
باگ پھیری اور قریب طیمور کے آکر کہا کہ تمکو قلعہ میں چلنا ہوگا تم کیا ابتک اپنے کو غیر سمجھتے ہو جب تم کو
ہمارا اتنا اعتبار ہے کہ تمنے اپنی بہن کو ہماری نگرانی میں چھوڑ دیا ہے تو ہمیں بھی تمہارا اس سے زیادہ اعتبار
ہے یہ کہکر ہاتھ طیمور کا پکڑ لیا اور قلعہ میں لائے لشکر بیرون قلعہ اترا ادھر ملکہ مہتاب جور جمال کو
خبر ہوئی کہ شاہزادہ سہراب ثانی طیمور کو اپنے ہمراہ لائے ہیں یہ نہایت خوش ہوئی سجدہ شکر
کیا سہراب نے کہلا بھیجا کہ چھپنے والے ہٹ جائیں میں طیمور کو لاتا ہوں کہ وہ اپنی بہن کو دیکھ لے اور
ملکہ اپنی بھائی کو دیکھ لے یہ سنکے سب شاہزادیاں ہٹ گئیں محلدار نے آکر عرض کی کہ تخلیہ ہے شاہزادہ
طیمور کو بھیج دیجئے سہراب نے طیمور سے کہا کہ جاؤ طیمور نے کہا ای سہراب تم مجھسے اسقدر
محبت رکھتے ہو مجھے کیا سمجھتے ہو سہراب نے کہا کہ میں اپنا بھائی جانتا ہوں جسقدر مجھے سکندر کی محبت
ہے اسیقدر تمہاری بھی محبت ہے طیمور نے کہا کہ پھر تم سے کیا پردہ جب میں تمہارا بھائی ہوا تو بہن
میری تمہاری بہن ہوئی تم بھی چلو یہ کہکر ہاتھ سہراب کا پکڑے ہوئے اندر محل کے داخل ہوا
ملکہ نے اٹھکے سلام کیا طیمور نے دست شفقت سر پر پھیرا اور کہا کہ پہلے تمہارے بھائی تھے

اب ایک تیسرے بھائی سب سے بڑے یہین ملکہ پہلے تو سہراب کو دیکھکر حیران ہوئی تھی اس کہنے
سے طیمور کے سہراب کو بھی سلام کیا سہراب نے دعا دی سر پہ ہاتھ رکھا اور مجلدار سے کہا کہ ثریاے
سیمتن سے کہو کہ اپنے دیور کے لیے تصدق لے کے آؤ خدا نے طیمور کی دوبارا زندگی کی ہے مجلدار
گئی اور ثریاے سیمتن سے پیام شاہزادہ سہراب بن رستم کا بیان کیا ثریاے سیمتن اسی وقت
کشتیان تصدق کی لیکر آئی اور طیمور پر سے نثار کین طیمور نے جھک کے سلام کیا اور ایسی
گردن جھکائی کہ آنکھ بھی اونچی نہین کی اور سہراب سے کہا کہ بھائی صاحب آپ نے انتہاے محبت کو
کام دیا کہ بھابی صاحب کو بھی میرے سامنے کر دیا دیر تک طیمور بیٹھا رہا آخر سہراب سے کہا کہ اب
باہر تشریف لے چلیے شاہزادہ سہراب بن رستم طیمور کو لیے ہوے محل سے باہر آئے تھے کہ
آواز طبل جنگ کان مین آئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو اس طرف سے کافور شاہ آئینہ پرست چار لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے میدان
مین آکر صف آرا ہوا اس طرف سے شاہزادہ سہراب بن رستم اور طیمور شیر پرور لشکر کو لیکر میدان
مین آئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکھ رہے تھے کہ سمند روئین تن میدان
مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے مبارز طلب کیا ہنوز اس طرف سے کوئی نہ نکلا تھا کہ جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے
خورشید زرین کمر مع لاجورد شاہ و رمان شاہ و سکندر آئینہ پرست کئی لاکھ سوار و پیدل کی
جمعیت سے نمودار ہوا طیمور برائے استقبال گیا اور خورشید کو لیا دونون لشکر ایک ہو کر کھڑے
ہوے اہرمن کوہی کی رگون مین خون شجاعت نے جوش مارا اسنے باگ گھوڑے کی لی اور شاہزادہ
طیمور سے اجازت لیکر سامنے سمند روئین تن کے آیا سمند نے نیزہ مارا اہرمن نے نیزے کو
نیزے پر روکا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی آخر اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے سمند
روئین تن کے ہوائی کیا اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی آوازین بلند کین سمند روئین تن نے
غصہ مین آکر تلوار کمر سے کھینچ کے آواز دی کہ تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکل ہے سا جہان
کہتے ہین او ولسٹ کے تلوار ماری اہرمن نے مارا سکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی ضرب کی ردو
بدل مین اہرمن ہاتھ سے سمند روئین تن کے زخمی ہوا بس یہ دیکھتے ہی طیمور نے مرکب کو
اٹھایا اور اہرمن کو میدان سے پھیر کر آپ سامنا کیا سمند روئین تن نے وہی خون آلودہ
شمشیر طیمور پر بھی لگائی طیمور نے تھپکی دی کہ تلوار اسٹ پڑی بس طیمور نے ہاتھ تلوار کا چھین
لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اٹھا کر دو رانگردے زمین پر مارا کہ چارون
شانے چت گرا بس طیمور نے گھوڑے سے کود کر ایک پانون ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا
پانون سے دبا کر جو جھکا مارا چیر کے پھینک دیا بس یہ دیکھکر کافور شاہ نے لشکر کو آواز
دی کہ ارے مارو غضب کیا اس سرکش نے کہ سردار کو تمھارے مارا جب وہ روئین تن اسکا
کچھ نہ کر سکا تو اور کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے یہ سنکے تمام لشکر نے باگین اٹھائین اور آکر طیمور کو
چارون طرف سے گھیر لیا طیمور نے جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر تیغہ ضرب دار کمر سے کھینچکر لڑنا
شروع کیا جب ہاتھ تمھارا تیغہ ہاتھ سے بڑھ کے گرا اگر دو دو سوار آگے پیچھے تھے تو دونون کے
چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر اس طرف شاہزادہ سہراب نے گھوڑے کو مہمیز کیا سامنے

سہراب کے سنجاب شاہ مغربی کل لشکر لیکر گرا تلوار چلنے لگی صدائے گیر و دار بلند ہوئی طیمور نے
دیکھا کہ مسرور بن کافور نہایت جوش و خروش سے لڑتا چلا آتا ہے بس مرکب کو رانون مین دبا
اور صفون کو توڑتا ہوا ایرون کو شکست دیتا ہوا سامنے مسرور شاہ کے پہونچا مسرور شاہ نے
تلوار ماری طیمور نے کلائی مروڑ کر تلوار چھین لی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
جو زور کیا تو مسرور کو تاش زین سے اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ مین لیکر لڑتا ہوا کافور شاہ
کی طرف چلا مسرور شاہ نے ہر چند لنگر مارے اور تڑپا مگر ہاتھ سے چھوٹا ادھر شاہزادہ سہراب
ثانی نے دوڑ کر علم لشکر کو قلم کیا علمدار نے تلوار ماری سہراب نے وار اسکا رد کرکے ایسا وار
کیا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر طیمور شیر ببر وار لڑتا ہوا قریب تخت کافور شاہ کے
پہونچ گیا جسنے طیمور پر ہاتھ اٹھایا طیمور نے مسرور شاہ کو سامنے کر دیا اسنے ہاتھ روک لیا
اسی ہنگامہ مین جانب صحرا سے تنق گرد بلند ہوا اور دامنہ گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو
اور وحید الملک اور شہنشاہ صف شکن اور مظفر غازی اور دیگر سرداران اسلام مع خواجہ
خضران پیدا ہوئے اور آکر جو آئینہ پرستون پر گرے تلاطم برپا ہو گیا ادھر طیمور نے کافور شاہ
پر ہاتھ اٹھایا کافور شاہ نے دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا مین بھی قتل ہوا چاہتا ہون بس اسنے
آواز امان بلند کی طیمور نے ہاتھ روکا اور مسرور شاہ سے کہا تو کیا کہتا ہے اسنے بھی اقرار
اطاعت کیا اس وقت طیمور نے ہاتھ روکا اور شاہزادہ سہراب کو آواز دی کہ بس اب
جنگ نہ کیجے کہ ان لوگون نے اطاعت قبول کر لی ادھر کافور شاہ نے اپنے لشکر کو روکا
اسیوقت جنگ موقوف ہوئی لشکر علیحدہ ہوئے طیمور نے مسرور آئینہ پرست کو ہاتھ سے
چھوڑا مسرور نے قدم چوم لیے اور کہا کہ ای طیمور واقع مین کہ مین تمکو ایسا نہ جانتا تھا مین تیری ہمسری
کے قابل نہین ہون آج سے بہن تمھاری میری مخدومہ ہے جو تمھارا ہمسر ہو وہ اسکا شوہر ہو سکتا ہے
طیمور سب کو ساتھ لیے بارگاہ مین آیا شاہزادہ سکندر رستم خو اور وحید الملک وغیرہ سے
ملاقات ہوئی طیمور نے پوچھا کہ آپکا اس طرف تشریف لانا کس ضرورت سے ہوا سکندر نے
سنکے کہا کہ بہت روز سے تحسین و تماشہ تمھاری دیکھنے کو جی چاہتا تھا طیمور نے اور شاہزادون کے
آنے کا سبب دریافت کیا اس وقت خواجہ خضران نے کہا کہ ای جان آئینہ پرستان یہ
سب کے سب عقد کرنے آئے ہین انکی معشوقین قلعہ بہارین مین ہین اسیوقت طیمور نے شاہزادہ
سہراب بن رستم کے کان مین کہی کہ اب میری رائے مین عقد ملکہ کا وحید الملک کے ساتھ کر دیا
جائے تا کہ یورش کم ہو جب ملکہ ناموس مین داخل ہو جائیگی اس وقت پھر کوئی اس طرف
کا قصد نکرے گا سہراب کی تو عین تمنا تھی کہا ای طیمور نہایت مناسب ہے ہم اس وجہ سے
کہہ نہ سکتے تھے کہ مبادا تمھارے خلاف مزاج ہو لیکن خدا کا شکر ہے کہ یہ بات تمھارے بھی ذہن
مین آگئی اور جو بات بعد فیصلہ مذہب کے ہوتی وہ اس وقت بھی حاصل ہے یعنے عقد ملکہ کا دونون
طریقون سے پڑھ دیا جائے اہل اسلام اپنے طور پر پڑھوائین تم اپنے طور پر پڑھو لو اور جس وقت
بعد مقابلہ صاحبقران فیصلہ مذہب کا ہوگا اس وقت یا تم خود دین اسلام اختیار کرو گے یا ہم سب
ہمراہ صاحبقران عالی شان کے آئینہ پرستی اختیار کرینگے جب یہ باتین سہراب اور طیمور
مین ہو گئین تو شاہزادہ سہراب نے تمام شاہزادگان اسلام کو عقد وحید الملک کی مبارکباد دی

اس وقت سب سرداروں نے طیمور کا شکریہ ادا کیا اور اسکی حلم و دانائی کی تعریف کی اب یہ تمام شاہزادے
ملک سنجابیہ مین آ گئے اور طیمور شیر پیکر مع خواجہ خضران و سہراب بن رستم قلعہ بہار مین آ رہا اور
سامان عقد ہونے لگا چونکہ طیمور نے خالی عقد کرنا نہین منظور کیا اس لحاظ سے کہ ہماری موجودگی مین
کاہے کی محتاجی ہے جو خالی عقد کر دیا جائے جب سکندر رستم خو کو معلوم ہوا کہ طیمور شادی کی تیاری
مین سرگرم ہے اسباب خریدا جا رہا ہے تو سکندر نے بھی تیاری شروع کی اس وقت سنجاب شاہ
مغزلی سے آکر سکندر سے کہا کہ گو آپ اس وقت مسافرت کی حالت مین ہیں اگرچہ یہان بھی سب
کچھ ہو سکتا ہے مگر مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال و خزانہ و ملازم سب آپ ہی کے ہین
جیسے شاہزادہ رفیع البخت ویسے آپ لہذا جس شے کی ضرورت ہو تکلف نہ فرمائیے
شاہزادہ سکندر نے یہ کہکر ٹال دیا کہ جب ضرورت ہوگی تو مین لے لونگا بالفعل ضرورت
نہین ہے سنجاب شاہ زیادہ نہ کہہ سکا بس سکندر رستم خو نے سیارہ کوچک کو طرف
گلستان باختر کے روانہ کیا اور جو چیزین تکلفات کی گلستان باختر سے مخصوص تھین انکو وہان سے
منگایا ادھر سنجاب شاہ نے اپنا قاصد خدمت مین شاہزادہ رفیع البخت کے بھیجا کہ یہان اسطرح
کے سامان مین اور سنا ہے کہ آپ لوگون سے اور ان لوگون سے چشمک رہتی ہے لہذا انکا احسان
لینے کی کیا ضرورت ہے میری غرض تو پذیر نہین ہوئی نہ مین زیادہ کہہ سکتا ہون ادھر وحید الملک
نے شہنشاہ گوہر کلاہ کو لکھا یہ تینون قاصد ایک وقت مین پہونچے ادھر چوتھا قاصد شہزادہ
سہراب بن رستم کا پہونچا قاصد سہراب نے سامنے صاحبقران کے نامہ پیش کیا صاحبقران نے
نامہ پڑھا اسمین طیمور کی شادی کرنے کا حال تحریر تھا امیر نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ اسلام
کو بھی مسرت حاصل ہوئی ادھر قاصد وحید الملک نے عریضہ وحید الملک کا خدمت مین شہنشاہ
گوہر کلاہ کے پیش کیا مضمون یہ تھا کہ آپ بجائے والد بزرگوار ہین لہذا یہ وقت سرپرستی ہے مجکو
سکندر رستم خو نے آسمان سے بچائیے کہ وہ میری شادی کا سامان کر رہے ہین اور یہ منصب
حضور کے ہوتے کسیکا نہین ہے طیمور نے شادی مین تکلفات کو بہت دخل دیا ہے اور صاحبقران
اوسط اسکے جواب مین سامان کر رہے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے جواب تحریر کیا کہ مین خود آتا ہون
اول مجھے بادشاہ اور صاحبقران سے اجازت حاصل کرنا ہے کیونکہ بلا اجازت انکی میرا آنا مناسب نہین ہے یہ جواب
وحید الملک کو دیکر روانہ کیا اور صاحبقران سے اجازت مانگی چونکہ خوشی کی بات تھی بادشاہ اسلام
اور امیر عالی مقام نے خوشی سے اجازت دیدی شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ تیاری کر کے
مال و خزانہ اپنے ہمراہ لیکر جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے ادھر نامہ سنجاب شاہ مغزلی کا
رفیع البخت کو پہونچا رفیع البخت نے نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ کے چھوٹے
بھائی کی شادی ہے طیمور شیر پرور رضامند ہو گیا بلکہ خود انتظام شادی مین مصروف ہے اور
بہت تیاری کی ہے اسکے جواب مین صاحبقران اوسط تیاری کر رہے ہین مین نے ہر چند چاہا کہ
مصارف اسکے میرے خزانہ سے ہون مگر صاحبقران اوسط منظور نہین فرماتے مین آپ کو
اطلاعاً تحریر کیا گیا یہ مضمون دیکھکر رفیع البخت نے بھی اجازت حاصل کی اور سامان درست
کر کے جانب بہارستان مغرب روانہ ہوئے سیارہ کوچک ان سب سے پیشتر ہی پہونچ گیا
تھا اسنے اشیاء نادرہ خریدین اور مال و خزانہ و جلوس شاہی وغیرہ اپنے ہمراہ لیکر یہ بھی جانب بہارستان

غرب روانہ ہوا سب سے پہلے شہنشاہ گوہر کلاہ پہونچے خبر آمد شہنشاہ گوہر کلاہ کی سنکر سب سردار
واسطے استقبال کے آئے اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو استقبال کرکے لے گئے سکندر رستم خو سمجھ
گیا کہ یہ اس غرض سے آئے ہین کہ شادی وحید الملک کی ہین [illegible] قبل اسکے کہ شہنشاہ
گوہر کلاہ کچھ کہین سکندر رستم خو نے کہا کہ اس شادی مین آپ کا قبل سے آکر شریک ہونا سب کی
مسرت کا باعث ہوا اور سب سے زیادہ مین آپکا ممنون احسان ہون اسلیے کہ یہ شادی مین کر رہا ہون
اسوقت آپ براتی ہین یہ کہکر سامان دعوت مہیا کردیا اور دینے کے واسطے اک بارگاہ آراستہ کرا دی
جسمین سب انتظام سکندر ہی کی جانب سے تھا شہنشاہ گوہر کلاہ نے اتنا تو کہا کہ یہ منصب
میرا تھا نہ کہ تمھارا سکندر نے کہا مین آپ سے کیا علیحدہ ہون علاوہ اسکے آپ یہان موجود نہ تھے
اگر مین نے یہ سامان کیا تو کسنے کیا شہنشاہ گوہر کلاہ کو سوا خاموش ہو رہنے کے کوئی جواب
بن نہ پڑا اتنے مین خبر آمد شاہزادہ رفیع البخت کی پہونچی پھر سردار برائے استقبال روانہ ہوے
شاہزادہ سکندر رستم خو نے رفیع البخت کے لیے پہلے سے بارگاہ آراستہ کر رکھی تھی جیسے ہی رفیع البخت
پہونچے سکندر نے اُسی بارگاہ مین اُتارا رفیع البخت نے کہا کہ مین قلعہ کی طرف جاتا ہون سکندر
نے کہا کہ اب بغیر میری اجازت کے آپ کہین نہین جاسکتے اسلیے کہ آپ میرے مہمان ہین سکندر نے
کہا کہ نہین تم ہمارے مہمان ہو بجائے چھوٹے بھائی کے شادی سکندر نے اس ہما ہمی سے
کی کہ رفیع البخت کو کچھ نہ بن پڑی جواب دیا کہ اے سکندر ہم تم ملکے اس شادی کو کرین تو
اور زیادہ رونق ہوگی سکندر نے کہا اے رفیع البخت تم بڑے نادان ہو طیمور اپنے دل مین
کیا کہیگا کہ ایک شخص شادی کا رسکار رفیع البخت نے کہا کہ آپ صاحبقران اوسط ہین آپکی
اہانت ہر طیمور کے مقابلے مین شادی کرنا سکندر نے جوابدیا کہ اگر مین لڑکے کی طرف ہوتا تو ہ
تھی علاوہ اسکے طیمور سے مقابلہ بھی مجھی سے ہوا تھا اب مجبور ہین ہر قسم کا ابد طیمور سے
کرونگا آپ تماشا دیکھیے آخر رفیع البخت بھی خاموش ہو رہے جو [illegible] ہمراہ
لائے تھے وہ سب بیکار ہوا آخر مین سیارہ کوچک اتنے بڑے سامان سے پہونچا
کہ نہ شہنشاہ گوہر کلاہ اتنا سامان اپنے ہمراہ لاتے تھے نہ رفیع البخت اس سامان کو
دیکھکر یہ دونون خود بھی اپنی جگہ خجل ہوگئے خاموش ہو رہے لیکن مظفر غازی نے وحید الملک
سے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے بالفعل اسکا موقع نہین ہے کہ سکندر رستم خو سے اس بارہ مین کچھ کہا
جائے جسوقت خدمت امیر بانو قبر مین پہونچینگے اُس وقت دیکھا جائیگا الغرض آٹھ دس روز کے
عرصہ مین طیمور شیر پرور نے بہت کچھ سامان کیا اور دیو تحسین کو بلاکر اک نامہ صاحبقران
زمان کو تحریر کیا اُسمین سب حالات یہان کے تحریر تھے اور آخر مین یہ تھا کہ مین نے آپ کے ارشاد
پر نظر کرکے شادی ملکہ گل نیل فیصا کی وحید الملک کے ساتھ کرنا منظور کرلی اور سامان شادی کا
کر رہا ہون لہذا چند چیزین پرستان کی خرید کے ایسی بھیجیے کہ جو پردہ دنیا پر نا ممکن ہون اور کچھ پریان
ایجانا چننے والی یہ نامہ لیکر دیو تحسین خدمت مین سلیمان صاحبقران کے پہونچا نامہ پیش کیا
سلیمان صاحبقران نے خوش ہوکے بہت سی عمدہ چیزین پرستان کی اور بہت سی پریان ساتھ کرکے
دیو تحسین کو طیمور کے پاس روانہ کیا اور اک نامہ تحریر کیا کہ اے طیمور مین تم سے نہایت خوش
ہوا کہ تمنے میری ہدایت پر عمل کیا یہان طیمور نے بڑی دھوم سے رسم مانجھے کی ادا کی عجب طرح

کی شادی تھی کہ جو رسمین خدا پرستون کے یہان تھین وہ بھی ہوتی ہین اور جو رسوم آئینہ پرستون کے خاص تھے وہ بھی ادا کیے جاتے تھے جب برات کا دن آیا تو قبل عقد کے طیمور نے کہلا بھیجا کہ ہم چاہتے ہین کہ پہلے قلعہ مین ہمارے مذہب کے موافق رسم نکاح ادا ہو اُسکے بعد آپ برات لیکے آئیے اور اپنے طور پر بیاہ لیجائیے جب پیام طیمور شیر پیرور کا پہونچا تو پہلے سکندر کو تامل ہوا اُس وقت شاہزادہ سہراب تشریف لائے اور سمجھایا کہ اسمین آپکا کیا نقصان ہے سبکو سمجھا کر رضامند کیا اب دن معین ہوا اول جلسہ سکندر کا حال سنیے کہ انھون نے بارگاہ یاقوت نگار برپا کرائی یہ وہ بارگاہ ہے جو سکندر کو طلسم نیرنگ قاف سے ہاتھ آئی تھی اور بہت بڑی بارگاہ تھی اُسکو آراستہ کیا تمام براتی جمع ہوے چونکہ یہان سے چند ملک قریب تھے مثلاً سمرقند اور ترکستان یہان کے حاکمون کو بھی بلا کر اس شادی مین شریک کیا آراستگی بارگاہ یاقوت نگار کی بیان سے باہر ہے داروغہ ارباب نشاط خواجہ خضران تھے انھون نے دور دور سے طوائفین بلوائی تھین پہر رات گئے تک دستر خوان بچھا رہا سرداران نامی و گرامی کھانے پینے سے فراغت کرکے بارگاہ مین آئے محفل آراستہ ہوئی سب سردار قرینے سے حسب مراتب آکر بیٹھے وحید الملک کو دولہا بنا کر صدر مین بٹھایا طائفے حاضر ہوے اور گانے بجانے مین مصروف ہوے اور یہ غزل شروع کی غزل

تیغ ادا کا گھائل اسپر بھی وار کوئی
نکلی جو آہ دل سے بے اختیار کوئی
ہوئی خطا کسی سے ہمکو سزا ملیگی
کہتا ہے عطر کوئی مشک تتار کوئی
بلبل مین تنگ سیر گل مین نزاکتی بوہی
کوئی کرے ریاضت لوٹے بہار کوئی
کشتہ کیا صبا نے اک گل کو خندہ سمت گر
در پر کھڑا ہوا ہے امیدوار کوئی

حاضر حضور مین ہے تقصیر وار کوئی
وحشت سے مجھکو کر دین پہنچائے تنگ کر
مجرم ہمین ہین گو سو تقصیر وار کوئی
تھے نشتہ غیر کے گھر دل کو مگر خبر ہی
چھلکے ہزار کوئی مہکے ہزار کوئی
رحمت بڑی ہے تیری بخشنگ تو بخش لگا
روشن نہ رہنے پائی شمع مزار کوئی

اُڑ گئے خود تڑپتے کیون نیتین کرین ہم
آئے مقابلہ کو بلبل ہزار کوئی
رخ کے عرق کو ہر گل اندر زلف عنبرین کو
سمجھتا ہے جاگتے کا صاحب خمار کوئی
محنت تو باغبان کی بلبل نے اڑالے
مجھ سے گنہ جو ہوگا ہے پروردگار کوئی
کہتا ہے پاس آکر صورت دکھا دے دلبر

غرضکہ تمام رات جلسہ رہا صبح کو سلامی سے برات بڑی دھوم دھام سے روانہ ہوئی وہان شاہزادہ طیمور شیر پیرور و سہراب بن رستم نے وہ انتظام کیا تھا کہ تمام قلعہ مانند عروس شب اول کے آراستہ تھا دروازہ قلعہ سے لیکر دو رویہ آئینون کی دیوارین اُٹھی ہوئی تھین راستے سے ایک برات گذر رہی تھی اور دو جانب دو عکسی براتین جاتی ہوئی معلوم ہوتی تھین جس وقت برات دروازہ قلعہ پر پہنچی تو سہراب استقبال کیواسطے آئے جلوس علحدہ ٹھہرایا گیا اور براتی اک بہت بڑے ایوان مین لاکر بٹھائے گئے یہان چھت بھی آئینون کی تھی دیوارون پر بھی چھت سے ملے ہوے آئینے نصب تھے ایک مکان مین ہزارہا محفلون کا لطف حاصل تھا جس وقت یہ برات آکر بیٹھی تو پہلے آئینہ پرستون کے مذہب کے موافق عقد اس طرح ہوا کہ اک حجرہ آراستہ کرکے اسمین عروس کو بٹھایا گیا تھا نوشاہ کو بھی اندر اسی حجلہ کے لے گئے درمیان نوشاہ اور عروس کے اک حجاب تھا اور پہلو کی جانب بہت بڑا آئینہ لگا ہوا تھا اُسپر پردہ پڑا ہوا تھا جب یہ دونون آئینہ کی جانب منھ کرکے بیٹھے تو آئینہ سے پردا اُٹھا دیا گیا اور درمیانی پردہ بھی کھینچ دیا گیا عروس نے نوشاہ کو نوشاہ نے عروس کو پہلے اُس آئینہ مین دیکھا بعد اسکے بطور اہل اسلام کے نکاح پڑھا گیا اور رسمین بھی ادا ہوئین ملکہ ثریا نے یمتن نے ناہید حور جمال کو عروس بنایا تھا اور تمام شاہزادیان جمع تھین وہان ناچ پریون کا شروع ہوا اور پرستان کے بنے ہوے ہار براتیون کو پہنائے گئے سکندر متحیر تھے کہ یہ سامان اس

ظالم نے کیونکر کیا افسوس مجھے یہ خیال نہ آیا ورنہ یہ بات میرے امکان مین بھی تھی اسلیے کہ تمام نیرنگ
فلک میرے اختیار مین ہی غرضکہ جب رسوم سے فراغ حاصل ہوچکا تو نوشاہ عروس کو لیکر برآمد ہوا
عروس محافے مین سوار ہوئی اور برات قلعہ سے شہر سنجابیہ مین واپس آئی دوسرے روز
سکندر کا عقد ملکہ مہر آرا کے ساتھ اور شہنشاہ صف شکن کا سپہر آرا سے اور وحید الملک کا نکاح
انجم آرا سے اور اختر آرا کا عقد مظفر غازی سے ہوا اور باقی عقد سرداران اسلام سے ہوے کہ یہ سب
حاملہ ہوتی مین ذکر انکا دفتر اسلام آباد مین کیا جائیگا جب ان سب عقدون سے فرصت ہوچکی تو اب
سب شاہزادے ایک جگہ آکر بیٹھنے لگے مثل بارگاہ سلیمانی کے بارگاہ یاقوت نگار مین دربار آراستہ
ہونے لگا شاہزادہ سکندر رستم جو بمرتبہ صاحبقرانی بیٹھے تھے اور قریب سکندر کے دنگل طیمور
کا تھا اسی طرح داہنے اور بائین جانب اپنے اپنے قاعدہ کے موافق سرداران دست راست اور سرداران
دست چپ بیٹھے تھے ادھر ادھر کی باتین ہورہی تھین طیمور سے سب سردارون کو محبت ہوگئی ہی
ہر شخص یہ چاہتا ہی کہ کسی طرح طیمور اسلام اختیار کرے اور ہم مین ملکے بیٹھا کرے ایک روز شاہزادہ
سہراب ثانی نے طیمور سے کہا کہ ای طیمور تمکو کچھ آئینہ کی حقیقت معلوم ہی کہ یہ کب سے بنا اور
کیونکر بنا طیمور نے کہا خالق آئینہ کو خداوند آئینہ کو سہراب نے سنکے کہا کہ خداوند وہ ہی جسنے کل کو
پیدا کیا ہو اور آئینہ وہ چیز ہی جو خود ساختہ ہی مجھ سے اسکی حقیقت سنو عہد دولت مہد جناب سلیمان
علیہ السلام مین حضرت کی معشوقہ بلقیس ثانی تھین انکو ناز تھا کہ میرا ثانی خدا نے پیدا ہی نہین کیا جناب
سلیمان نے انکو بہت بہت حسین عورتین دکھائین جو بلقیس سے کسی طرح حسن وجمال مین کم نہ تھین
لیکن بلقیس نے یہی جواب دیا کہ مجھ سے بہتر ہونا ممکن ہی لیکن میرا سا ہونا ناممکن ہی اس وقت جناب
سلیمان نے اپنے وزرا سے کہا کہ کوئی ایسی چیز بنائی جائے کہ جسمین ہر چیز کا عکس نظر آئے حکم سے
اُس بادشاہ جلیل القدر کے حکما نے آئینہ تیار کیا جناب سلیمان نے آئینہ بلقیس کو دکھایا اور فرمایا
کہ تمکو دعوے یکتائی تھا جو سوا خدا کے کسیکو زیبا نہین دیکھو تمہارا ثانی یہ موجود ہی بلقیس نے
جو اپنا ہم شبیہ کو دیکھا خیال ہوا کہ واقع مین یہ کوئی عورت ہی اُس سے کہا کہ مردار تو کہان سے آ گئی
جس طرح اسکے لبون کو حرکت ہوئی اُسی طرح اُسکے لبون کو بھی حرکت ہوئی جو اُنھون نے
کہا وہ اُسنے کہا یہ غصہ مین اُسے مارنے کو چلین وہ بھی مارنے کو بڑھی بس بلقیس نے قریب پہونچکر اگالدان
مارا کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور حقیقت کھل گئی ای طیمور یہ اصلیت آئینہ کی ہی اگر تمھین یقین نہین ہی تو ہم
دکھائے دیتے ہین یہ کہا آئینہ منگوایا اور سامنے طیمور کے آئینہ پر گھونسا مارا کہ شیشے کے ٹکڑے
ہوگئے سہراب نے ہنسکے کہا کہ دیکھئے یہ آپکے خداوند تھے اب انکی گت دیکھئے کہ کیا ہی طیمور کو سکوت
ہوا سہراب نے دوسرا آئینہ منگوایا اُسے بھی توڑ ڈالا اب متواتر آئینے توڑے جارہے ہین اور
تمام سردار ہنس رہے ہین اور طیمور کو سمجھا رہے ہین کہ دیکھیے یہ آپکے خداوند چور ہوکے رہگئے
جبکہ اب طیمور سے رکتہ بھی ہنسنے کا ہوگیا ہی طیمور جز بز ہوکے رہجاتا ہی کچھ جواب نہین بن پڑتا
آخر عاجز آکے کہدیا کہ واقع مین آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہی خود بھی بہت سے آئینے منگا کر توڑ
ڈالے اس وقت سکندر آئینہ پرست صحبت مین موجود نہ تھا یہ خبر سکندر کو پہونچی کہ وہان رنگ
دگرگون ہی اہل اسلام نے طیمور کو اپنے رنگ پر لگالیا ہی آئینے توڑے جارہے ہین اور ہنسی
ہورہی ہی کہ تیرے خداوند چور ہوگئے بس یہ سنتے ہی سکندر اپنے مقام سے اُٹھا اور صحبت مین آیا

طیمور تعظیم کے لیے اُٹھا سکندر آ کے بیٹھا تو سامنے آئینہ دیکھکر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہی سہراب نے
ہنسکے جواب دیا کہ خداوند جلوہ گر ہو گئے ہین بس سکندر کا منہ سرخ ہو گیا اُسنے کہا کہ ابھی آپنے خداوند آئینہ
کو دیکھا نہین ہی یہ سب نقلین ہین جو اصل خداوند ہین وہ ہمارے ساتھ ہین اور اُنھون نے طیمور کو رواج
دین آئینہ پرستی کے واسطے پیدا کیا ہی اگر آپ اُس آئینہ کو توڑ دین تو بیشک ہم دین آپ کا اختیار کرین
ورنہ آپکو ہمارا دین اختیار کرنا ہوگا یہ سنکے سہراب بن رستم نے جواب دیا کہ اے سکندر آئینہ پرست اگر وہ
آئینہ کسی شعبدہ باز کا بنایا ہوا ہی تو بھی کسی نہ کسی وقت مین ٹوٹے گا ضرور لیکن اس طرح بیشک وہ ٹوٹ
نہین سکتا جس طرح یہ آئینے ٹوٹ گئے ایسی شعبدہ بازیون پر کوئی دین کو ہاتھ سے نہین دیتا ہی تم اس آئینہ کو
منگواؤ ہم دیکھین سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ اب آپ لوگون سے سلسلہ قرابت کا بسبب ماکیہ کے
پیدا ہو گیا ہی اس سے مجبور ہون ورنہ اگر مین نور جمال خداوند آئینہ کا آپکو دکھا دیتا تو جتنے محو نظارہ ہوتے جلکے
خاک ہو جاتے کیا تاب ہی کسی کی جو خداوند کے نظارے کی تاب لا سکے سہراب نے کہا کہ مین مشتاق
ہون ضرور دیکھونگا اگر جلجاؤنگا تو جلجاؤن سکندر نے کہا کہ آپ کچھ مجرمون کو جو واجب القتل ہون
بلوا دیجیے اُسی وقت جناب شاہ مغربی نے اپنے یہان سے چند مجرم طلب کیے ان مجرمون نے
ڈاکا مارا تھا اور بہت سے مسافرون کو قتل کرکے مال اُنکا چھین لیا تھا اُنکے لیے سزاے موت
تجویز ہوئی تھی جب وہ مجرم آئے تو سکندر آئینہ پرست نے اپنا آئینہ طلب کیا لوگ گئے اور جاکر
اُس آئینہ کو لائے دیکھا سب نے کہ آئینہ نہایت تکلف سے بنایا گیا ہی پوشش اسپر جواہر نگار
چڑھی ہوئی ہی کلیان طلائی چمک رہی ہین آئینہ ایک مقام پر نصب کیا گیا اور وہ مجرم
سامنے آئینہ کے بٹھا کر پوشش اُٹھا دی گئی بس یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکی اور شعاع آئینہ سے
نکلکر گرا کہ وہ سب مجرم جل کے خاک ہو گئے اب سکندر آئینہ پرست نے اہل اسلام سے کہا
کہ اگر آپ لوگ اس آئینہ کے سامنے ہوتے تو آپکی بھی یہی حالت ہوتی اسی طرح جل کے خاک ہو جاتے
دیکھا آپنے جلوہ خداوندی مگر چونکہ آپ لوگون سے بدی کرنا منظور نہین ہی لہذا ہم آپ کو بھی
جلوہ خداوند دکھائی دیتے مین آپ کی یہ حالت تو نہو گی لیکن مانند کلیم طور بیہوش ہو جائیے گا
اور تاب جمال نلا سکیے گا یہ کہکر ایک ہلکی سی پوشش آئینہ پر چڑھا دی اور روپہلی کلیان
جو لگی ہوئی ہین وہ مثل تنبورے کے کھونٹیون کے تھین انکو اینٹھ دیا اور کہا کہ اب جن صاحب کا
جی چاہے وہ جمال خداوند کو دیکھین تمام سرداران اسلام سامنے آئینہ کے آ بیٹھے ہر چند عیارون
نے منع کیا اور کہا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی اگر یہ مثل مجرمون کے سبکو جلا دیگا تو کیا کر سکتے ہین
شاہزادگان اسلام نے کہا کہ اگر ہم انکار کرینگے تو یہ اپنے دل مین سمجھے گا کہ اہل اسلام ڈر گئے اس
ڈرنے سے مرنا بہتر ہی سب بے خوف و خطر آ بیٹھے اُس وقت طیمور کو خیال ہوا کہ مبادا سکندر لع
سبکو جلا دے تو اس وقت کیا ہوگا بس یہ خود بھی ہمراہ سرداران اسلام کے آئینہ کے سامنے
آ بیٹھا اور کہا کہ مین بھی جمال خداوند کا مشتاق ہون کہ بہت روز سے نہین دیکھا ہی اسوقت سکندر
مجبور ہوا اور چونکہ دغا اسکے دل مین تھی کہ سبکو جلا دونگا اس سے باز رہا اور پوشش آئینہ کی
ہٹائی بس جیسے ہی نظر آئینہ پر پڑی ایک برق سی چمکی اور تمام سرداران اسلام مع طیمور زنبیر پرور
بیہوش ہوکے گر پڑے بس سکندر نے آئینہ پر پوشش چڑھا دی اور کہا کہ لیجاؤ سو زری
خداوندی لوگ آئینہ کو اُٹھا کے لیے چلے گئے یہان کیوڑہ گلاب وغیرہ منگا کے چھڑکا گیا

تو دیر کے بعد سب کو ہوش آیا سکندر نے کہا کہ دیکھا آپنے جمال وجلال خداوندی کو اگر طیمور کا قدم
درمیان مین نہوتا غضب خداوندی سے بچنا دشوار تھا سرداران اسلام نے کہا کہ ای سکندر کسی نہ کسی
روز اس آئینے کی قلعی کھلجاتی ابھی تم اپنے غرور مین اندھے ہو رہے اور ہماری جانب سے مکدر ہو
جوہر اصلی کو نہین پہچانتے سکندر آئینہ پرست نے کہا خیر ہر وقت مقابلۂ صاحبقران نے یکسوئی ہوگی
یہ کہکر طیمور سے کہا کہ اب شہر زرینہ مین جلوہ بیان کے کام سے فرصت ہو چکی طیمور ان تمام سرداران
اسلام سے رخصت ہوا وہ جو برگشتگی اسکو مذہب آئینہ پرستی کی جانب سے پیدا ہوگئی تھی برطرف
ہوئی اسی مصلحت سے سکندر آئینہ پرست نے طیمور کو ان سب سے علحدہ کیا اور دیکر جانب
شہر زرینہ روانہ ہو گیا کہ ایسا ہو یہ خدا پرست اسکو بھی اپنا ہم خیال بنالین الحاصل طیمور سے سب
رخصت ہوے اور تیاری کرکے جانب شہر زرینہ روانہ ہوا یہان جسقدر مہمان تھے وہ سب بھی رخصت
ہوے افغان بن طھوبی سمرقندی جانب سمرقند روانہ ہوا اور زرہ بن خاقان جانب ترکستان
گیا اور توسن بن ترک بھی جانب ترکستان روانہ ہوا سرداران اسلام مین سے بھی چار سردار باقی
رہگئے اور سب خدمت صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوے صرف سکندر رستم خو لور شہنشاہ صف
شکن اور وحید الملک اور مظفر غازی رہگئے رفیع البخت کو ان سبنے مل کے روک لیا تھا لیکن
اول حال طیمور شیر پرور کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ اپنے لشکر کو لیے ہوے طی مراحل وقطع منازل کرتا
چلا جاتا ہی جاتے جاتے لشکر اسکا دوراہہ پر پہونچا طیمور نے ٹھہر کر دریافت کیا کہ شہر زرینہ کو کونسا
راستہ گیا ہی جو لوگ وہان کے رہنے والے تھے انھون نے بیان کیا کہ دونون راستے شہر زرینہ
کو گئے مین مگر ایک راستہ دور کا ہی اور دوسرا قریب کا ہی جو دور کا راستہ ہی وہ صاف ہی صرف پانی
دور دور تک نہین دستیاب ہوتا ہے راستے مین تکلیفین بہوتی ہین علاوہ خرابی راہ اور زحمت
کے کوئی اندیشہ نہین ہی اور جو راستہ قریب کا ہی وہ چند زمانے سے مسدود ہوگیا ہی کوئی اس طرف
سے جاتا نہین ہی اور جو جاتا ہی نہ تو واپس آتا ہی اور نہ منزل مقصود تک پہونچتا ہی طیمور نے
کہا کہ اسکا کیا سبب ہی ان لوگون نے بیان کیا کہ ایک شخص ہی کہ نام اسکا ملا سرکش بیابانی ہی اور
مرد عامل ہی مدت سے آکر سکونت یہان کی اختیار کی اور اپنے علم وعمل سے راستہ مسدود کردیا ہی اسوقت
سے لوگون نے اس راستہ کو ترک کر دیا بعد چند روز کے ملا سرکش نے یہان عقد کیا ایک لڑکا
پیدا ہوا نام اسکا حامد سمدانی رکھا وہ دیوانہ ہوگیا اسی حالت دیوانگی مین اسنے صحرا اور دریا مین
رہنا اختیار کیا اور بہت سے پہلوانون اور سرکشون کو زیر کرکے اپنا مطیع کر لیا حالت اسکی یہ ہی کہ دریا
مین رہتا ہی اور بہر ولی کے غوطے لگایا کرتا ہی کثرت جل بانک وغیرہ کی کیا کرتا ہی جبسے اس دیوانے نے
صحرا نوردی اور رہزنی شروع کی ہی اس وقت سے اور بھی لوگ اس طرف جانے سے احتراز
کرتے ہین یہ سنکے طیمور شیر پرور نے کہا کہ بیشک خیمہ ہمارا اسی طرف ہم اس راستے کو صاف
کرکے اپنے شہر مین جائینگے اس وقت سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ پہلے کسی نامہ دار کو بھیجکر
فہمایش کرنا چاہیے اگر اس طرح کام نہ نکلے تو جھگڑا فساد کرنا چاہیے طیمور نے کہا کہ پھر نامہ لیکر وہان
کون جائیگا راستہ تو مسدود ہی اس وقت شاہور شیر دل نے کہا کہ دیو تحسین کے ہاتھ نامہ بھیجیے
انسان ہر گز نہین پہونچ سکتا اور دیو بلند ہو کے جا سکتا طیمور نے راے اسکی پسند کی اور نامہ
تحریر کرکے دیو تحسین کو دیا اور کہا کہ جلد جواب اسکا ملا سرکش بیابانی سے لے آ تحسین

اسی وقت نامہ لیکر روانہ ہوا چونکہ یہ صحرا سبز و شاداب تھا طیمور نے اسی جگہ قیام کیا اور دیو تحسین جلد نامہ لیکر
اڑا تو اُس مقام پر پہونچا جہاں بارگاہ ملا سرکش بیابانی کی آراستہ تھی اور لوگ جمع تھے حسب اتفاق
حامد ہمدانی دیوانہ بھی بیٹھا تھا کہ دیو پہونچا اور نامہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کا ہاتھ میں ملا سرکش بیابانی
کے دیا ملا سرکش بیابانی نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے غول بیابان ضلالت تو نے یہ کونسا
شیوہ اختیار کیا ہی کہ رہروں کو ایذا پہونچاتا ہی جو آسان راستہ تھا اُسے مسدود کر دیا ہی اور جو مشکل
راستہ تھا اور دشوار گذار تھا اُسے خلق خدا کے واسطے چھوڑ رکھا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ خدمت میں
حاضر ہو کر حال اپنا بیان کر اور عذر خواہ ہو ورنہ تیرے حق میں بہتر نہوگا اور تجھے پہچان لے کہ مین صاحبقران
زمان سرگروہ آئینہ پرستان ہوں مین نے بہت سے ملکوں کو دین آئینہ پرستی سے روشن و منور کیا ہی
تو تو اک جنگلی ہی تیری کیا اصل و حقیقت ہی یہ مضمون دیکھکر چہرہ ملا سرکش بیابانی کا غصہ سے سرخ ہوگیا
اور نامہ کو پھاڑ کے پھینک دیا اور دیو سے کہا کہ جاکے اُس آئینہ پرست سے کہدینا کہ اگر خیریت اپنی
چاہتا ہی تو جدھر سے آیا ہی اُسی طرف پلٹ جا اب ایک دم یہاں ٹھہرنے کا قصد نکرنا ورنہ یہ یاد رہے
کہ ایک دم میں سبکو اسیر کر لونگا وہ تجھے نہیں جانتا کہ مین کون ہوں دیو تحسین ان کلمات کا کب
متحمل تھا اور اس بات کو کب گوارا کر سکتا تھا کہ نامہ اُسکے آقا کا چاک کیا جائے آواز دی کہ او
بڈھے کیوں تیری شامتیں آئی ہیں مین مجبور ہوں کہ میرے آقا کا حکم نہیں ہی ورنہ تجکو مع حاضرین
لقمہ کر جاتا بس یہ کلمہ سُنکر حامد ہمدانی دیوانہ اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دیو کی طرف بڑھا کہ او
جانور ناخلف تجھے تمیز نہیں کہ ایسے بزرگ سے اس طرح کے کلام کرتا ہی اگر زیادہ زبان لڑائے گا
تو دھڑ بدن سے سر کھینچ کے پھینک دونگا یہ سنکے دیو نے گرز مارا حامد ہمدانی نے خالی دیا کہ گرز
گرز کا زمین میں در آیا بس حامد ہمدانی نے دونوں ٹانگیں دیو کے پکڑ کے جو زور کیا تو سر زمین سے
ملا دیا دیو نے چاہا کہ شاخوں پر اسکو اٹھا لوں لیکن دیوانے نے شاخوں کو پکڑ کر دونوں پاؤں کاندھے
میں اڑا دیے اور امیٹھنا شروع کیا تین بل دیکر جو یکبار جھٹکے سے سر کھینچ لیا اور سینہ پر دیو کے مارا لاش
دیو کی تھرتھرا کے سرد ہوگئی ملا سرکش بیابانی نے کچھ اسم پڑھا کہ لاش دیو کی غائب ہوگئی وہاں شاہزادہ
طیمور شیر پرور بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ لاش تحسین دیو کی سامنے آکر گری اور ساتھ اُسکے
ایک پرچہ بھی تھا طیمور کو لاش دیو کی دیکھکر نہایت غصہ آیا پرچہ کو پڑھا لکھا تھا کہ اسنے بے ادبانہ گفتگو
کی تھی اُسکی سزا دی گئی اور تو نے جو گستاخی بذریعہ تحریر کی ہی اُسکی سزا یہ ہی کہ توبہ کر اور یہاں سے
پلٹ کر چلا جا ورنہ بہت خراب ہوگا بس یہ مضمون دیکھکر طیمور آگ ہوگیا اسی وقت تلوار
ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا اور جانے کا قصد کیا سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ آپ وہاں کیونکر ہونگے
کہ راستہ مسدود ہی مین خداوند کو لیکر آگے بڑھتا ہوں آپ میرے تعاقب میں آئیے گا یہ کہکر
سکندر نے تھوڑی سی فوج اپنے ساتھ لی اور آئینہ پرستش ساتھ اپنے لیکر آگے روانہ
ہوا بعد سکندر کے طیمور مع کل لشکر دلاجورد شاہ و دربان شاہ و خورشید زرین کمر کوچ
کر کے طرف مسکن ملا سرکش بیابانی کے روانہ ہوئے لیکن اول حال سکندر کا سُنیے کہ یہ صحرا میں
پہونچا دور سے ایک چار دیواری معلوم ہوئی بیچ میں ایک بہت شاندار دروازہ تھا بس سکندر
نے اسی جگہ قیام کیا اور دو ایک آدمیوں کو اُس چار دیواری کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ چند
قدم آگے بڑھے تو دروازہ اور چار دیواری نظروں سے غائب ہوگئی یہ لوگ پریشان ہوکر واپس آئے

اور سارا ماجرا سکندر سے بیان کیا سکندر خود ان لوگون کے ہمراہ آگے بڑھا جس مقام سے آگے بڑھ کر
عمارت ناپدید ہو جاتی تھی وہان قیام کیا اور سوچنے لگا جو لوگ ہمراہ تھے اُنھون نے ڈھیلے مارنا شروع
کیے جو ڈھیلا پھینکا وہ چار دیواری تک تو جاتے دکھائی دیا اور پھر ہو ٹکرا کر پلٹا تو پھینکنے والے کے
سینے پر پڑا اور ہلاک کر دیا یہ دیکھکر سکندر نے آواز دی کہ لاؤ آئینہ اُسی وقت لوگ آئینہ لیکر حاضر ہوے
سکندر نے چار دیواری کے مقابل مین آئینہ لگا کر پوشش ہٹائی بس پوشش کا ہٹانا تھا کہ آئینہ
مین سے شعلہ سا چمکا اور چہار دیواری پر پڑا کہ مانند دیوار کاغذی کے جلنے لگی دم بھر مین نہ تو دیوار باقی
رہی نہ دروازہ میدان صاف ہو گیا اور بارگاہ ملاسرکش بیابانی کی نظر آنے لگی دیکھا کہ کوئی سو سو
آدمی جمع ہین اور ملا بیٹھا ہوا ہے لیکن دیوانہ اس وقت موجود نہ تھا بس سکندر نے عکس آئینہ کا
اُس صحبت پر ڈالا کہ سب کو جلا کر خاک کر دون عکس جو پڑتا ہے تمام اہل محفل پتلہاے آتش بازی
کی طرح جلنے لگے یہ دیکھکر ملاسرکش پریشان ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے بس اسنے جلدی سے کوئی اسم
پڑھنا شروع کیا جب تمام اہل دربار جل گئے تو ملاسرکش نے چھینٹا پانی کا مارا کہ دھوان پیدا ہوا
اور پیچ و تاب کھا کے بلند ہوا ملاسرکش بیابانی نے کہا کہ اندھا کر دے اس آئینہ کو وہ دھوان بلند
ہوتے رہگیا اتنے مین طیمور بھی آپہونچا ادھر ملاسرکش بیابانی نے آواز دی کہ ای سکندر بس
اسی آئینہ پر تجکو بھروسا تھا یہ کیسا خداوند تھا کہ اندھا ہو گیا اب تیری قوت کا تو خاتمہ ہو گیا کل ہمارے کمال
کا تماشہ دیکھنا سکندر کو تو سکوت تھا لیکن طیمور نے کہا کہ ای سکندر یہ کیسے خداوند تھے کہ اندھے
بھی ہو گئے سکندر نے کہا کہ خداوند کی مرضی آمین بندون کو کیا دخل ہے طیمور نے کہا کہ خدا پرست
سچ کہتے تھے کہ آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہے یہ ایک مصنوعی چیز ہے اگر خداوندی کی قوت اس آئینہ مین
ہوتی تو کبھی اندھا نہوتا یہ کہکر قبضہ شمشیر آئینہ پر مارا کہ آئینہ چھن سے گر کے ٹوٹ گیا طیمور نے کہا
کہ آج سے مین نے تو آئینہ پرستی کو چھوڑا یہ کچھ بھی نہین ہے اور اپنے لشکر مین آکر حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر دیوانہ کو ہوئی کہ جس
شخص نے دیو کو مار کے بھیجا تھا وہ لشکر لے کے آگیا ہے اور تیرے باپ پر ترغہ ہے وہ حصار جو
اپنے قایم کیا تھا ٹوٹ گیا بس یہ سنکر اسنے چیخ ماری کہ تمام صحرا تھرا گیا اور دیوانے چارون طرف
سے شور کرتے ہوے چلے دم بھر مین ایک ہزار دیوانہ جمع ہو گیا حامد ہمدانی اپنے تمام دیوانون
کو ساتھ لیے ہوے روانہ ہوا اور ملاسرکش بیابانی کو سلام کرتے عرض کی کہ کل مین حریف کو
مثل دیو کے پست کرونگا اسکا تو سر دھڑ سے کھینچ لیا تھا اسکے پیچھے کے پھینک دونگا غرضکہ جب
رات گذر کر صبح ہوئی تو طیمور فوج کثیر لیکر میدان مین آیا اُس طرف سے دیوانہ اپنے ایک ہزار
دیوانون سے نمودار ہوا اور میدان مین صف باندھ کر کھڑا ہوا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال
دیوانہ مرکب کو اڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ او آئینہ پرست آ میرے مقابلہ کو اسنے در اصل
تو کا طیمور کو تھا مگر چونکہ نام سے آگاہ نہ تھا صرف آئینہ پرست کہکر پکارا یہان اہرمن کوہی کو غصہ آیا
اور مرکب کو بڑھا کر طیمور سے اجازت لی اور سامنے دیوانے کے ہو کر آواز دی کہ لا ضرب
بہادری کی دیوانہ پکارا کہ تو کیا لڑے گا بھیج اپنے سردار کو اہرمن کوہی نے کہا کہ تیری گوشمالی کے
واسطے مین ہی کافی ہون کیکو بھیجنے کی کیا ضرورت ہے یہ کہکر نیزہ مارا دیوانے نے نیزے کو نیزے
کاٹا طعنین چلنے لگین چونکہ اہرمن کو طیمور نے نیزہ بازی تعلیم کی ہے اہرمن نے نیزہ ہاتھ سے

دیوانہ کے نکال دیا بس نیزہ نکلتے ہی زمانہ نگاہون مین دیوانہ کے تیرہ و تار ہوگیا پکارا کہ نیزہ بازی تو خوب
جانتا ہی لیکن اسے تو روک یہ کہکر چوبدست ماری یہ گیارہ سو من کی ضرب جو پڑی تو ہم مرکب آہن کو ہی
کا مارگیا اور کوہ آہن کا ٹوٹ گیا دیوانہ نے آواز دی کہ لیجاؤ اسے لوگ گئے اور آہن کو اٹھا لائے
یہان دیوانہ نے پھر مبارز طلب کیا نہنگ بن طوفان دریا موج نے نکلنے کا قصد کیا تھا کہ طیمور
نے منع کیا اور خود مرکب کو چھیڑ کر سامنے دیوانہ کے آیا دیوانہ نے کہا کہ تو تو پیار کرنے کے قابل ہی معلوم
ہوتا ہی کہ اتنے لتنے بڑے پہلوانون نے جو تیری اطاعت کی ہی تو تیرے حسن و جمال پر فریفتہ
ہوے ہین تو بھلا کیا مقابلہ کریگا بس یہ سنکے طیمور کو نہایت غصہ آیا پکارا کہ او دیوانے کیا
بکتا ہی آنکھ تو ملا مجھ سے ابھی تجکو معلوم ہوجائیگا کہ کسکی نگاہ چھپ جاتی ہی یہ سنکے دیوانے نے آنکھ مین
آنکھ ڈال دی طیمور نے بھی غصہ کی نگاہ سے دیکھا بس دیوانہ تاب نہ لاسکا آنکھ جھپک گئی طیمور نے
کہا وہ مارا اس وقت دیوانے نے تجل ہوکر وہی چوبدست گران سر پر چرخ دیکر طیمور کے سر پر ماری
طیمور نے ادھم اٹھا کر سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو پڑتی ہی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی تنق گرد و غبار
بلند ہوا دیوانہ سمجھا کہ مین نے اسکو بھی مارا خوش ہو کے پکارا کہ نزدم ولیست کر دم لو خبر اسکی طیمور نے گرد
سے نکلکر آواز دی کہ او سرلی کیا بکتا ہی مین حریف تیرا موجود ہون دیوانے نے دوڑ کر دوسرا وار
کیا طیمور نے پھیر وار اسکا سپر پر روکا ابکی اس سے زیادہ تڑاقہ ہوا اور گرد اڑی پھر اسنے
نزدم ولیست کر دم کا نعرہ کیا طیمور نے پھر گرد سے نکلکر آواز دی کہ تیرے بازو ون مین اتنی قوت
نہین ہی کہ تو مجھے پست کرسکے دیوانے نے جھلا کر تیسرا وار کیا ابکی طیمور نے مرکب کو مرکب سے ملا دیا
اور بجاے سپر دونون ہاتھ بلند کر کے چوبدست پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ دیوانہ اوندھے منھ عیال مرکب پر
آرہا گھوڑا جلو کے بیٹھ گیا دیوانہ گھوڑے سے کود پڑا ادھر طیمور نے زین خالی کیا چوبدست
پر ہاتھ چلنے لگے تیسرے جھٹکے مین طیمور نے چوبدست دیوانے کے ہاتھ سے چھین لی دیوانہ لپٹ گیا طیمور نے
چوبدست پھینک دی اور دیوانہ سے دست و گریبان ہوا یہ رنگ دیکھکر اس طرف سے دیوانے
قریب آگئے اور اس طرف سے سرداران طیمور آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے دیوانہ بھی بلاے بد
تھا لپٹ ہوا تھا دم و پیچ ہو رہے تھے یہانتک کہ لڑتے لڑتے شام ہوگئی اس وقت دیوانہ نے
کہا کہ رات واسطے آرام کے ہی اور دن کاروبار دنیا کے لیے لہذا اب تو بھی جا کر آرام کر اور مین بھی سوؤن صبح
کو پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا طیمور نے کہا مین بغیر معاملہ یکسو کیے میدان سے نہین پھرتا ہون
یہ سنکے دیوانہ نے کہا کہ تو مجکو کیا موم کا سمجھے ہوے ہی جو ایسا کہتا ہی یہ کہکر لڑنے لگا دونون
جانب سے روشنی آگئی تمام رات کشتی رہی اور مطلب حاصل نہوا صبح کو بھی علیحدہ نہوئے خلاصہ
یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے دن دیوانے کا زور گھٹنے لگا اور دم آگیا اب طیمور اسے ریل
کے لیجاتا ہی تو گیارہ بارہ قدم دوڑا لیجاتا ہی اور دیوانہ زور کرتا ہی تو چار پانچ قدم سے زیادہ نہین لیجاسکتا
جب دیکھا دیوانے نے کہ مین ہر طرح عاجز ہون اور اس سرکش سے کسی طرح عہدہ برآ نہونگا تو اسنے
بازو پر طیمور کے چکت ماری طیمور نے تھپڑ دیا دیوانے نے بلبلا کے چھوڑ دیا دیوانے نے سینے پر
چکت رسید کی طیمور نے گلے پر کچا دیا دیوانے نے پھر چھوڑ دیا اب دیوانہ برابر چکتین لگا رہا ہی
اور طیمور منھ پر تھپے لگا رہا ہی یہانتک کہ دیوانہ اسمین بھی عاجز ہوا اب اسنے دونون بازو طیمور کے پکڑ کر
زور کیا کہ سات قدم لے دوڑا اور جھٹکا مارا طیمور نے جگہ نہ چھوڑی بلکہ دیوانہ اپنے زور مین خود ہی

سامنے طیمور کے آرہا اسوقت طیمور نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا اور زور کر کے دیوانے کو
اٹھا لیا اور کہا کیا کہتا ہی اطاعت کے بارے مین دیوانے نے کہا کہ مین بحری لڑائی کو خوب جانتا ہون
اگر دریا مین مجھ سے مقابلہ کرو اور اسی طرح مجھے زیر کرو تو مین اطاعت قبول کر سکتا ہون اور بغیر اسکے نہین
طیمور نے دیوانہ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ چل دریا پر دیو آیا اپنے تمام دیوانون کو لیے دریا مین پھاند پڑا
اور طیمور سے کہا کہ اب یہان آؤ سکندر آئینہ پرست وریان شاہ وغیرہ نے منع کیا کہ ای طیمور
یہ تو پانی کا کیڑا ہی برسون سے دریا مین رہتا ہی تم دریا مین نہ پھاندو یہ بہادری دسیہ کمری مین داخل
نہین ہی لیکن طیمور کسکی سنتا ہی اوسکے سنتے ہی کود پڑا اور دیوانے سے لپٹ ہو گئی اور دیوانے
بھی لپٹنے دوڑے کہ سب مل کے اسے باندھ لین اور ڈبو کے مار ڈالین یہ دیکھکر نہنگ بن
طوفان دریا موج اور اہرمن کوہ زلد اور دیگر افسران فوج کود کود پڑے اور دیوانون سے
لپٹ پڑے ادھر طیمور شیر پرور حامد ہمدانی تے پٹ پڑا کشتی ہونے لگی کبھی دونون ابھرتے
تھے کبھی پھر غرق دریا ہو جاتے تھے ادھر سرداران لشکر طیمور اور دیوانون سے مصروف
تلاش تھے. حل بانک کے داؤن پیچ ہو رہے تھے لڑتے لڑتے بہر کے بعد طیمور نے اسکے لنگوٹ سے
حامد ہمدانی نے مشکین باندھین اور سرداروں نے دیوانون کو انھین کی زنجیرون سے جکڑا اور سبکے
سب اپنے اپنے حریف کو اسیر کیے ہوے دریا سے باہر آئے اس وقت حامد ہمدانی نے کہا کہ تا
زندہ ایم بندہ ایم واقع مین کہ تو مرد میدان ہی اور لیسا بہادر ہی طیمور نے دیوانے کو چھوڑ دیا
دیوانے نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کے کہا کہ اس شہریار کی اطاعت بادشاہی سے بہتر ہی مین نے
تو اسکی غلامی اختیار کی آپ کو اپنے فعل کا اختیار ہی مگر یہ خوب خیال رہے کہ اب میری جان اسکے
قدمون سے وابستہ ہی اگر اسے آزار پہونچانا ہو تو پہلے مجھے قتل کر ڈالیے گا ملا سرکش بیابانی
تو رنجیدہ ہو کے چلا گیا دیوانہ طیمور کے ساتھ لشکر مین آیا اور کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے اگر
باپ اس شخص کا نجومی ہی اطاعت اختیار نکرے گا تو مین ضرور جا کر اسے اسیر کر لاؤنگا طیمور نے
کہا کہ اسکے ساتھ نہ لشکر ہی نہ فوج ایک تن تنہا کے مقابلہ مین طبل جنگ بجوانا ننگ ہی اب
تو ہی جا کے سمجھا اگر قبول کرے گا خیر ورنہ دیکھا جائے گا یہ فرما کر طیمور نے نامہ تحریر کیا کہ ای
ملا سرکش حصار تیرا ٹوٹ گیا بیٹا اسیر ہو کے مطیع ہو گیا اب تجھے کس بات کا گھمنڈ ہی جو اطاعت
سے انکار کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی سرکشی سے باز آ نہ تجھے تیرے ملک و مال سے کوئی بحث نہین ہی صرف
راستہ جو تو نے مسدود کیا تھا آئندہ ایسا نکرنا یہ نامہ لیکر حامد ہمدانی ملا سرکش کے پاس آیا نامہ
دکھایا ملا سرکش ہنسا اور جواب نامہ تحریر کیا کہ او طفل نادان یہ تو ضرور ہی کہ تو بہادر اور زبردستان
روزگار سے ہی لیکن تیری زبردستی میرا کچھ کر نہین سکتی ہی مین وہ ہون کہ تیرے خداوند کو
اندھا کر دیا اور خدا وند تیرے ایسے تھے کہ تو نے خود انھین توڑ کے چورا کر ڈالا ہر چند کہ حصار
میرا ابھی ٹوٹ گیا لیکن مین حصار ٹوٹنے سے عاجز نہین ہون تو طبل جنگ بجوا دیکھنا کہ صبح کو کیا ہوتا ہی یہ
جواب تحریر کر کے حامد ہمدانی کو دیا حامد ہمدانی نے زبانی بہت کچھ سمجھایا لیکن ملا سرکش نے کوئی
جواب نہ دیا آخر مین اتنا کہا کہ تو نے جسکی اطاعت کی ہی اسکی دوستی سے باز نہ آئین مجھے امداد نہین
نہین چاہتا ہون نہ خود تیری مدد کا محتاج ہون حامد ہمدانی بگڑ کے چلا آیا اور جواب نامہ خدمت مین
صاحبقران آئینہ پرستان کے پیش کیا طیمور نامہ پڑھ کر غیظ مین آیا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ

اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی طیمور نے ہرکارون کو روانہ کیا کہ دریافت
کرو ملا نے کیا انتظام جنگ کیا ہی ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ ملا تن تنہا اک
خیمہ مین بیٹھا ہوا ہی دروازون پر غبار کا پردا پڑا ہوا ہی اسکے علاوہ اور کوئی بھی نہین ہی طیمور حیران ہی
کہ صبح کو یہ حاکم کیا کریگا غرضکہ جب زمانہ شب کا برطرف ہوا اور باد بہار کے جھونکے آنے لگے سونے والے
خواب غفلت سے بیدار ہوے طیمور شیر پرور فوج کو لیکر میدان مین آیا لیکن حیران تھا اور پریشان
تھا کہ لوگ مجھے کیا کہینگے کہ طیمور دیوانہ ہوگیا ہی کہ اک مرد منفس کے لیے لشکر کو لیکر آیا ہی یہ اسی سوچ
مین تھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور ایک نقابدار سپید پوش پیدا ہوا ملا اپنے خیمہ سے نکلکر
چند قدم آگے بڑھ کے کھڑا ہوا تھا کہ نقابدار نے سامنے آکر سلام کیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی ہمین کسواسطے
طلب کیا ہی ملا سرکش نے کہا کہ یہ سامنے جو فوج آئینہ پرستون کی پرا باندھے کھڑی ہی اسکے مقابلہ کو
تجھے بلایا ہی جو تجھ سے مقابلہ کرے اُسے اسیر کر لیجا یہ سنکے نقابدار میدان مین آیا اور بعد سلح شوری
بسیار نیزہ زمین پر گاڑھ کے آواز دی کہ باشی اے گروہ آئینہ پرستان کسکو ہوس جنگ ہی وہ آئے اور
سامنا کرے یہ کلمہ سنتے ہی حامد ہمدانی دیوانہ سامنے شاہزادہ طیمور کے آیا اجازت میدان
مانگی طیمور نے کہا کہ اے حامد تو نے کیون جلدی کی حامد ہمدانی نے کہا کہ اے شہریار یہ نقابدار
بلاے بد آفت روزگار ہی اسلیے ڈرکر کوئی عمدہ برآ نہین ہوتا ہی مین اسواسطے پہلے نکلا ہون کہ دیکھون
میرے باپ کو کچھ میری بھی خیال ہی یا نہین طیمور نے کہا کہ اچھا جا خداوند آئینہ تیرا نگہبان ہی حامد ہمدانی
میدان مین آیا نقابدار نے کہا کہ اے حامد ہمدانی یہ کیا دیوانگی تھی کہ تو نے اپنے ایسے باپ کا ساتھ
چھوڑ دیا جو اس وقت یکتاے روزگار ہی اور اک طفل آئینہ پرست پر عاشق ہوگیا حامد ہمدانی
نے کہا کہ تجھے ان امور سے کیا بحث اگر تو مقابلہ کے واسطے آیا ہی مقابلہ کر مین بہادر پرست
ہون طیمور نے مجھے زیر کیا مین نے اُسکی اطاعت اختیار کی یہ سنکے نقابدار نہایت برہم ہوا
اور پلٹ کے ملا سرکش کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہی ملا سرکش نے کہا کہ تو
اُسکو سراپا بیٹا نہ تصور کر اس وقت یہ تیرا حریف ہی تو جس طرح چاہے اُس سے مقابلہ کر بس
یہ سنکے نقابدار نے نیزہ دیوانے کے حوالے کیا حامد ہمدانی نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھا
رد و بدل ہونے لگی کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقابدار نے نیزہ ہاتھ سے دیوانے کے
نکال دیا دیوانے نے طیش مین آکر چوبدست ماری نقابدار نے دونون ہاتھ بابند کر دیے اور چوبدست
پکڑ کے جھٹکا مارا دیوانہ اوندھے منھ آرہا بس نقابدار نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند
پکڑ کر زور کیا دیوانے نے لنگر مارا دونون کے مرکب بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیے اور
مصروف تلاش ہوے شام تک کشتی رہی آخر نقابدار نے دیوانے کی مشکین باندھین اور جانب
صحرا روانہ ہوگیا ملا سرکش نے آواز دی کہ اے طیمور یہ وہی تھا جسے تو نے بڑی مشکل سے
چار روز مین زیر کیا تھا میرے پہلوان نے ایک روز مین زیر کر لیا اور یہ نقابدار تجھے بھی اسی طرح
باندھ لیجائے گا طیمور کو اسیری حامد ہمدانی کا کمال صدمہ ہوا اور طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھرا تمام آئینہ پرست حیران تھے کہ یہ نقابدار کون بلا ہی اور کہان سے آیا تھا شاہپور
شیر دل اسی خیال سے تعاقب مین نقابدار کے گیا تھا جب تھوڑی دور پہونچا تو نقابدار نظرون سے
غائب ہوگیا ناچار شاہپور شیر دل واپس آیا اور طیمور سے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ مین تعاقب

نقابدار مین گیا تھا تھوڑی دور جا کے نقابدار نظرون سے غائب ہوگیا طیمور نے لباس رزم اتارا پوشاک
بزم پہنی دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
پھر کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات طبل جنگ بجتا رہا جب صبح ہوئی تو پھر طیمور شیر پرور
میدان مین آیا اور صفین لشکر کی درست کر کے بانتظار مبارز کھڑا ہوا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اڑی
اور وہی نقابدار سپید پوش پیدا ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلب ہوا آج لشکر طیمور شیر پرور
سے شہیم گرد نکلا اور نقابدار سپید پوش کے سامنے آیا نقابدار نے تلوار ماری شہیم گرد نے
وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی وار کی رد و بدل کی بعد شہیم گرد ہاتھ سے نقابدار سپید پوش
کے مارا گیا یہ سردار خاص شہر زرینہ کا تھا اسکے بعد مرغولہ موے زنجیر حرب نکلا اسنے زنجیر
ماری نقابدار نے زنجیر پکڑ لی مرغولہ زنجیر حرب لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی بھر بھر مین نقابدار نے
اسکو باندھ لیا اور جانب صحرا روانہ ہوا جہانتک نقابدار سپید پوش جاتے نظر آیا وہان تک تو دوسرا
کوئی شخص نظر نہین آیا جب نقابدار سفید پوش نظرون سے پوشیدہ ہوگیا تو نقابدار سپید پوش
نمودار ہوا اور اسنے مبارز طلب کیا لشکر زمان شاہ سے اعظم شیر سوار نکلا بعد رد و بدل کے ضرب
اعظم کا مارا گیا اعظم اس ارادہ سے بڑھا کہ اسکے مرکب کو بھی بے سکر دون مگر ممکن نہوا نقابدار بھی کود
پڑا اور اعظم دست و گریبان ہوا بھر بھر مین اسنے بھی اعظم کو زیر کر کے جنگل کی راہ لی ادھر یہ نظرون
سے غائب ہوا ادھر سپید پوش نمودار ہوا خلاصہ یہ کہ دن بھر مین باری باری یہ دونون نقابدار
چار سردارون کو باندھے لیتے چلے گئے شام کو طبل بازگشت بجا طیمور نہایت پریشان میدان سے پھر کر
داخل بارگاہ ہوا اور پھر طبل جنگ بجوایا آج صبح کو پھر نقابدار پیدا ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے طیمور
آتش پرست ان سوارون کو لڑوا کر کیا حاصل دفع الوقتی کر رہا ہے یا کسی ایسے کو بھیج جو ہمارا ہم نبرد ہو
یا خود نکل بس یہ سننا تھا کہ نہنگ بن طوفان دریا موج نے نعل بنیاد اٹھایا اور سامنے نقابدار
سپید پوش کے آکر پکارا کہ او نقابدار بدکردار تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو ہمارے آقا سے اس طرح
کی گفتگو کرتا ہے لا حربہ اپنا اور دیکھ تماشہ کہ کیا ہوتا ہے ابھی ہم سکے غلام ایسے ایسے موجود ہین کہ تجھ ایسے
نقابدارون کو سر میدان ٹانگین چیر کے پھینک دین نقابدار ہنسا اور کہا کہ دیکھ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے
یہ کہکر نیزہ مارا نہنگ نے نیزے کو نیزے پر کاٹا تھا طعنین چلنے لگین دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب
نہ حاصل ہوا آخر سنانین بنانین نیزون کی بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ڈانڈون کے
پھول کترے اڑ گئے ہاتھون سے پھینک پھینک دیئے نہنگ بن طوفان رستم صفت نے
دوڑکر آکرے سر سے گرز اٹھایا اور سر پر چرخ دیکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے اپنے گرز کو اٹھا کے
چہرے کی پناہ کیا لیکن ضرب جو نہنگ بن طوفان کی پڑتی ہے یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا مرکب
نقابدار غرق زمین ہوگیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین بسبب ہول ہیبت کے شق ہوگیا نہنگ بن طوفان
نے نعرہ کیا کہ زدم ولیست کردم ای ملاہش ضربے نقابدار کی ملاہش نے کہا کہ تھوڑی
دیر مین تجھے خود ہی معلوم ہو جائے گا یہ وہ نقابدار ہے کہ اگر اسپر آسمان بھی پھٹ پڑے تو یہ مرنے کا
نہین تھوڑی دیر مین گرد کو ہوا نے منتشر کیا تو دیکھا کہ نقابدار معہ مرکب غرق زمین ہے بس نقابدار
نے مرکب کو جو اشارہ کیا مرکب بیچ مین سے کئی طبقہ زمین کا لیے ہوئے باہر آیا اگر مرکب آہنی
بھی ہوتا تو اس ضرب سے پست ہو جاتا لیکن اس مرکب کو خبر بھی نہ ہوئی نہ نقابدار پر ضرب کا لنگر کچھ اثر

اگر سکا اب نقابدار نے آواز دی کہ تو ضرب بے زری ضرب ما نوش کن ؛ ہمہ شادی از دل فراموش
کن ؛ یہ نعرہ کرکے اپنے گرز کو سر حریف دیگر پر نہنگ بن طوفان پر وار کیا نہنگ بن طوفان
نے اسکی ضرب بھی اپنے گرز پر روکی تڑاقے کی صدا بلند ہوئی فیل تنے چیخ ماری لمر فیل کی ٹوٹی
ہاتھ نہنگ بن طوفان سے تھر دار کے تھرا گئے مگر بمشکل لنگر ضرب کا سنبھالا اور کود کے
مرکب سے علیحدہ ہوا ساتھ ہی نقابدار سپید پوش بھی مرکب سے کود پڑا اور دست و گریبان ہوا
دونوں مین کشتی ہونے لگی نہنگ بن طوفان نے کیسے کیسے زور کیے کہ نقابدار کو گرد بد کر دیا
مگر نقابدار بھی بلا سے بد ہی لپٹا ہی ہوا ہی جان نہین چھوڑتا خلاصہ یہ کہ شام تک کشتی رہی اور مطلب
حاصل نہوا رات کو بھی دونوں علیحدہ نہوئے مصروف تلاش رہے صبح کو دیکھا تو پھر اُسی طرح
لڑ رہے تھے قریب شام نقابدار نے نہنگ بن طوفان دریا موج کو بھی باندھا اور صحرا کی راہ
لی طیمور نہایت آزردہ اس کمال پریشان میدان سے پھرا سرکش نے آواز دی کہ اے
طیمور کل تیرا بھی یہی حال ہونے والا ہی لیکن حال شاہور شیر دل کا سنیے کہ یہ روز تعاقب مین
نقابداروں کے جاتا تھا اور پتا نہ چلتا تھا کہ نقابدار کہان گئے بے نیل مقصود واپس آتا تھا
آج یہ گیا بھی نہین اور نہایت اُداس تھا کہ کیا تدبیر کرون ملا سرکش پر عیاری کرنے کا حکم
نہین ہی آج چونکہ طیمور کو کمال رنج تھا کہ نہنگ بن طوفان ساسر دار اسیر ہو گیا تھا اسی رنج
مین جو شاہور شیر دل سامنے آیا تو طیمور نے کہا کہ افسوس اہل اسلام کے عیاروں نے
کیسے کیسے کار نمایان کیے فرتوت آتش زبان سے ساحر کو مار خلخال جادو کے تو سحر کی
نوبت بھی نہ آئی کہ پکڑ کے مار ڈالا لیکن تم ایسے عیار ہو کہ تمھارے لیے کچھ نہوسکا سلیمان صاحبقران
کی تعلیم سے ہمنے بڑے بڑے سرداروں سے مقابلہ کیا اور اُنھین زیر کرکے اپنے قابو مین لائے اور تم
باوجودیکہ عیار صاحبقران سے بہت دنوں فن عیاری سیکھا کیے مگر تم سے اس وقت تک کوئی کام نہوسکا
ایک نقابدار کا بھی پتہ نہ لگا یا گیا کہ کہان سے آتا ہی اور کون ہی یہ سنکے شاہور شیر دل کے دل پر
چوٹ سی لگی اور اُسیوقت یہ تہیہ کرکے بارگاہ سے باہر نکل گیا کہ اب اگر ان نقابداروں کا پتہ
لگا تو ہم بارگاہ مین کبھی آئینگے ورنہ بارگاہ مین بھی آنے کا قصد نکرینگے غرضکہ جس وقت باہر
بارگاہ کے نکلا تو اسنے شگون دیکھا کہ کس طرف جاؤن یہ چارون طرف دیکھ رہا تھا کہ جانب
شمال سے اک زاغ کے بولنے کی آواز آئی اور جانب مشرق سے بلبل کے چہکنے کی صدا
گوشزد ہوئی جس طرف سے زاغ کی صدا آرہی تھی شاہور اُسی جانب روانہ ہوا یہ اسنے اپنے
دل مین سمجھ لیا کہ بلبل کا بولنا اسیری کی دلیل ہی اور زاغ کا بولنا شگون نیک تصور کرکے چل کھڑا
ہوا جس وقت قریب تین کوس کے نکل آیا تو دیکھا کہ اک مقام پر اک حجرہ بنا ہی اور حجرے سے مین روشنی
سی ہو رہی ہی شاہور اُس حجرے کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آیا دیکھا کہ دروازہ حجرے کا
کھلا ہی اور اک مرد درویش بیٹھے ہوئے کہہ رہے ہین کہ مجھے تعجب ہی کہ شاہور شیر دل
ابھی تک نہین آیا یہ سنتے ہی شاہور حیران ہوا کہ یہ کون شخص میرے جاننے والے ہین مین
تو انکی شکل سے بھی آگاہ نہین غرضکہ شاہور قریب پہونچا سلام کیا مرد درویش نے کہا کہ اے
شاہور تونے بڑا وقت گزار دیا اگر قبل سے آتا تو اسقدر پریشانی نہوتی کہو تیرے لشکر کی کیا
حالت ہی شاہور نے عرض کی پہلے یہ تو بتائیے کہ آپ ہین کون جو میرے نام و نشان اور

تمام حالات سے واقف ہیں مرد بزرگ ہنسا اور ارشاد فرمایا کہ اس سے تجھے کیا مطلب اگر میرے پاس آیا ہی تو
مطلب اپنا بیان کر اور جس کام کے واسطے آیا ہی اُسے جلد انجام دے ورنہ تیرا بھی آقا گرفتار ہو جائیگا شاہپور
نے کہا آقا میرا کون ہی مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا جسے تو اپنا بھائی سمجھتا ہی یعنے شاہزادہ طیمور شیر برو
وہ دراصل تیرا آقا ہی تیرا بھائی نہیں ہی اور یہ راز چند روز میں فاش ہو جائیگا وہ شاہزادہ ہی اور تو عیار
زادہ ہی شاہپور نے کہا کیا میں خورشید زرین کمر کا بیٹا نہیں ہوں مرد بزرگ نے فرمایا کہ خورشید زرین کمر کا
نہ تو بیٹا ہی اور نہ طیمور ہی یہ تو خداوند نے تم لوگوں کی پرورش کا ذریعہ پیدا کر دیا ہی تمہاری ماں اور طیمور
کی ماں اور ہی تمہارا باپ اور طیمور کا باپ اور ہی شاہپور نے کہا مجھ سے بیان فرمائیے اور نام بھی بتائیے
مرد بزرگ نے کہ ابھی اس راز کے افشا کا وقت دور ہی میں نہیں بیان کر سکتا ہاں اتنا کہے دیتا ہوں
کہ تم دونوں کو اہل اسلام کا ہمیشہ پاس و لحاظ چاہیے تم انھیں میں سے ہو اور ایک وقت ایسا آنیوالا
ہی کہ تم اور تمہارا آقا بھی دونوں ہمراہ سرداران اسلام کے ایک ہی بارگاہ میں بیٹھینگے اور خورشید زرین کمر
پر جب سختی ہوگی تو وہ قبول دیگا کہ تم دونوں کو اُسنے کہاں سے پایا تھا اور اپنا فرزند بنایا تھا اُس وقت
شاہپور شیر دل متعجب ہوا کہا اگر آپ یہ نہیں بیان فرماتے تو میں جس مطلب کے واسطے آیا ہوں اُسکی
تدبیر بتائیے مرد بزرگ نے کہا مطلب بیان کر شاہپور نے کہا جب آپ ایسی ایسی باتوں سے
آگاہ ہیں تو یقین ہی کہ میرا مطلب بھی جانتے ہونگے پھر میرے بیان کی کیا ضرورت ہی مرد بزرگ نے
ارشاد فرمایا کہ ای شاہپور یہ نقابدار جو واسطے مقابلہ کے آیا کرتے ہیں انکی کوئی حقیقت نہیں یہ زور
عمل ہی ملا سرکش بیابانی کا اسکا اک شاگرد ہی کہ نام اسکا ملا مقیم نیرنج ساز ہی مسکن اُسکا صحرا ہی ان
نقابداروں کو اُسنے تیار کیا ہی اور اپنے اُستاد کے حکم سے گرفتاری طیمور و شاہپور کے لیے بھیجا ہی
جب تو انکے تعاقب میں جاتا ہی پتہ نہیں پاتا ہی اور سبب اُسکا یہ ہی کہ وہ مقام جہاں یہ لوگ رہتے ہیں ملا
مقیم بیابانی نے نظر بند کر رکھا ہی اسی خیال سے کہ کوئی عیار اگر آئے تو پتہ نہ پائے شاہپور نے
کہا کہ بیشک آپکا ارشاد درست ہی ایسی صورت میں میں کس طرح عیاری کروں مرد بزرگ نے اک
تعویذ نکالکر دیا اور کہا کہ اسے اپنے بازو پر باندھ لے اور آج تعاقب میں نقابدار کے جانا تو نقابدار
کو دیکھے گا اور نقابدار تجھے نہ دیکھ سکیگا شاہپور نے تعویذ لیکر بازو پر باندھا اور عرض کی کہ اگر آقا
میرا گرفتار ہو گیا تو لڑائی کا خاتمہ ہی مرد بزرگ نے فرمایا کہ اپنے آقا کو منع کر دینا اور جلد جا اب دیر
نکر یہ سُنکے شاہپور نے سلام رخصت کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی اُس وقت پہونچا کہ رات قریب ختم
تھی اور لشکر کے سپاہی میدان میں جانے کی تیاریاں کر رہے تھے اور بعض لوگ پرستش آئینہ میں
مصروف تھے لیکن طیمور نے جس دن سے آئینہ اندھا دیکھا پرستش آئینہ ترک کر دی تھی اور
کہتا تھا کہ سہراب کا قول بہت صحیح تھا کہ آئینہ پرستی خود پرستی ہی اور اپنی پرستش آپ کرنا بالکل
حماقت کا فعل ہی یہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا ہتھیار لگا رہا تھا اور اہرمن کوہزاد حاضر تھا اور عرض کر رہا
تھا کہ آج غلام بھی رخصت ہوگا طیمور تیوروں پر بل ڈالے ہوئے کہہ رہا تھا کہ ای اہرمن کیا نتیجہ
اس سے سارا جھگڑا میری ذات کا ہی جب میں اسیر ہو جاؤنگا اُس وقت میرے لشکر سے کوئی
کوئی تعرض نکریگا جو سردار اسیر ہو چکے ہیں مجھے انھیں کا ملال ہی بس اب آج یا میں نہیں
یا نقابدار نہیں اور دیکھنا کہ کیا حالت کرتا ہوں نقابداروں کی یہ تو معلوم ہو چکا ہی کہ نہ اُنپر حربہ اثر کرتا
ہی اور نہ وہ اسیر ہو سکتے ہیں خدا جانے یہ نقابدار کس قسم کے ہیں مگر مقابلہ کے وقت جی نہ چھوڑا

تو نام اپنا طیمور شیر پور نہ پایا کہ اتنے مین شاہور شیر دل پہونچا اور سلام کرکے عرض کی کہ ای شہریار آج میری
تمنا ہے کہ آپ عزم مقابلہ ملتوی کیجئے کل آپ کو اختیار ہے مجھے کچھ نشان نقابداروں کا مل گیا ہے اگر عیاری
بن پڑی تو خیر ورنہ جب مین اسیر ہو لیا ہوون اوس وقت آپ کو اختیار ہے یہ سنکے طیمور نے تعجب سے
شاہور کی طرف دیکھا اور کہا کہ ای شاہور تم بھائی ہو کر اس طرح گفتگو کرتے ہو جو طریقہ آقا و غلام کا ہوتا
ہے اسکا کیا سبب شاہور نے عرض کی کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ آقا ہین اور مین خادم ہون آج مجھ سے
اور ایک مرد بزرگ سے ملاقات ہوئی اُنھون نے سب گذشتہ حالات اس طرح بیان کیے کہ جیسے وہ
سب دیکھ رہے تھے اُنھین نے مجکو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ طیمور شاہزادہ ہے اور تو غلام زادہ
ہے طیمور نے کہا یہ کیونکر شاہور نے کہا کہ بقول اُن مرد بزرگ کے بادشاہ زرینہ آپ کے باپ
نہین ہین بلکہ اور کوئی شخص اور والدہ آپ کی اور میری زندہ نہین ہین اور باپ ہمارے آپ کے اوسکے
وطن ہین اور یہ بھی تاکید کی ہے کہ مسلمانون سے کسی وقت مین بدی نکرنا ورنہ انجام مین پچھتاؤ گے اسلیے
کہ ایک وہ وقت بہت جلد آنے والا ہے کہ تم بھی مسلمان ہو کر ہمراہ اہل اسلام کے رونق بارگاہ سلیمانی ہو گے طیمور
نے کہا یہ خبر سلیمان صاحبقران نے بھی مجکو دی تھی اور ایسی ہی باتون سے آگاہ کیا تھا جب مین بگڑنے لگا
تو وہ خاموش ہو رہے خدا جانے یہ کیا اسرار ہے مگر یہ بتاؤ کہ آج جو وہ نقابدار آئے گا تو اُس سے مقابلہ
کرنے والا سوا میرے کون ہے ہوشنگ بن طوفان سا سردار تو زیر ہو گیا اور اُس سے کون لڑ سکتا ہے
شاہور نے کہا کہ آپ خود بھی اگر لڑینگے تو زیر ہونگے اسلیے کہ نقابدار کوئی بلا ہے یہ اُسکی ذاتی قوت
نہین ہے جس سے اُسنے تمام سردارون کو زیر کیا ہے کسی طرح آج کی میدانداری ٹلنا چاہیے جب نتیجہ مقابلہ
کا ایسا ہے کہ جو لڑے گا وہ زیر ہوگا تو اورون کو لڑنے دیجئے آج آپ مقابلہ نہ کیجیے طیمور نے کہا
کہ ای شاہور اگر مین نہ نکلونگا تو خلقت مجھے کیا کہیگی بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے شاہور نے عرض کی
کہ جس طرح آپ آجتک مقابلہ سے باز رہے اُسی طرح ایک روز اور ٹال دیجیے اور مین بھی
حاضر ہونگا کل دیکھا جائیگا یہ سنکے طیمور خاموش ہو رہا مگر اتنا کہدیا کہ اگر نقابدار میرا نام لیکر پکارے گا
تو مین ضرور مقابلہ کرونگا اس وقت ہرگز نہ رکونگا شاہور بھی اس کلام پر خاموش ہو رہا مگر دل مین
سوچ لیا کہ اگر یہ نکلنے کا قصد کریگا تو دیکھا جائیگا الحاصل جسوقت آفتاب طلوع ہوا اور تمام فوجین میدان
مین پہونچ گیئن تو طیمور شیر پور بھی مع اہرمن کوہزاد و شاہور شیر دل عازم میدان کارزار
ہوا اُس طرف ملا ہیر کش چند ملازمون کو لیے ہوے خیمہ سے نکلا اور رکابی اسم پڑھ کر دستک
دی بس فوراً صحرا سے گرد اوٹھی اور نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور میدان مین آکر پکارا کہ ای آئینہ
پرستو اب وقت تمھارا آخر ہے دیکھا تمنے کہ بڑے بڑے سرکشون کو مین نے کس ذلت و خواری سے
اسیر کیا ہے اب صرف تمھارا سردار باقی ہے جسکو تم سنر جیل آئینہ پرستان اور صاحبقران زمان کہتے ہو
جسکو تمنے امیری ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ کہنا تھا کہ اہرمن کوہزاد نے جلدی سے
مرکب لینا بڑھا دیا کہ ایسا نہو شاہزادے کو ٹوک بیٹھے یا خود شاہزادہ طیمور شیر پور اسکے مقابلے کو
چل کھڑا ہو اسکے اسیر ہونے سے تمام لشکر پر عبرت چھا جائیگی بس اہرمن کوہزاد سامنے طیمور
کے آیا اور پیادہ ہو کر رکاب سعادت کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ اب اس غلام کو بھی حق نمک سے
ادا ہونے کی اجازت دیجیے طیمور نے کہا ای اہرمن ابھی تم نکل ہی کھڑے ہوے اور مین شاہور
سے وعدہ بھی کرچکا ہون کہ اگر حریف مجکو نہ ٹوکے گا تو مین واسطے مقابلہ کے نہ نکلونگا خیر جاؤ جو قسمت مین ہے

دکھائی وہ دیکھو ہمارے خداوند توانا مرے ہوگئے اب ہم تمھیں کسکے سپرد کریں یہ وہی مثل ہوگئی ہے
جو طبیب اپنا ہی دل اسکا کسی پر زار ہے * مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے * اب تو ہم بے خداوند
کے ہیں اور خداوند حقیقی کی تلاش ہے اب جس وقت خدا ملیگا اُس وقت ہمارے دل میں قوت
پیدا ہوگی اہرمن کوہزاد سلام کرکے رخصت ہوا اور سامنے نقابدار سپید پوش کے آکر آواز دی
کہ او ملعون لاف بہادری کی نقابدار نے کہا کہ کل میں نے جس سردار کو زیر کیا وہ تجھ سے زبردست
تھا یا کمزور تھا اہرمن کوہزاد نے کہا کہ اس سے تجھے کیا تو کونسا زبردست ہے کہ اتنے اتنے بڑے
سرداروں کو باندھ لیگیا جو آج تک سوا شاہزادہ طیمور کے کسی سے زیر بھی نہوے تھے یہ گردش
تقدیر ہے بس لا حربہ اپنا دیر نکر نقابدار نے نیزہ مارا اہرمن نے نیزہ اسکا نیزے پر کاٹا لعین چلنے لگیں
دیر تک رد و بدل رہی اہرمن نے بھی شاہزادہ طیمور کا تایا ہوا ہے کسی گھات پر نہیں آتا ہے
یہانتک کہ جب نیزوں سے مطلب حاصل نہوا تو گرز سنبھالے وہ ضربیں چلیں کہ طبقے ہائے آسمان
لرز گئے زمین تھرا گئی گرد اڑی مرکب اہرمن کوہزاد کا مارا گیا نوبت کشتی کی آئی تمام دن کشتی رہی
قریب شام نقابدار نے لنگر اہرمن کوہزاد کا توڑا اور زور کرکے سر سے بلند کرلیا اور ہوا میں
ہاتھ پر اٹھائے جانب صحرا روانہ ہوگیا اور اتنا کہتا گیا کہ خبردار ہو جاؤ کہ کل مجھ سے کوئی مقابلہ
کرنے والا سوا طیمور کے نہیں ہے اے طیمور اپنے نیک و بد کو سوچ رکھو ورنہ یہی حالت تمھاری
بھی ہوگی جو تمھارے سرداروں کی ہوچکی ہے طیمور نے کہا کہ میں ہر وقت تیری خدمتگذاری
کو تیار ہوں جب تیرا جی چاہے مجھسے مقابلہ کرے اگر تو آج ٹوکتا تو میں آج ہی تیرے
مقابلہ کو نکلتا لیکن شاہپور شیردل ساتھ ساتھ نقابدار کے روانہ ہوا ادھر طیمور طبل بازگشت
بجواکر میدان سے پھرا اور داخل بارگاہ یاقوت نگار ہوا آج تمام آئینہ پرست حیران ہیں کہ کل کیا ہوتا ہے
کہ نقابدار طیمور کو ٹوکے گا اور سیر کرنے والا نہیں ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے غرضکہ عجیب طرح کا اضطراب
آئینہ پرستوں میں تھا وہاں شاہپور شیردل جو نقابدار سپید پوش کی تعاقب میں چلا اور دیکھا نقابدار
نے کہ اے عیار میرے پیچھے پیچھے چلا آتا ہے دل میں ہنسا اور پلٹ کے آواز دی کہ تو کہاں تک
میرے ساتھ آئیگا جب اُس سرحد پر پہونچا کہ جہاں سے صحرا نظر بند تھا تو پھر اسنے پلٹ کے
دیکھا اب عیار اُسکو نہ دکھائی دیا سمجھا کہ پلٹ گیا ہوگا لیکن اثر تعویذ درویش سے شاہپور
شیردل کو آج برابر نقابدار نظر آرہا تھا یہ نشان سم مرکب پر چلا جاتا تھا جاتے جاتے نقابدار
قریب اک مکان کے پہونچا اور اندر دروازے کے داخل ہوا ساتھ ہی شاہپور شیردل بھی اندر
مکان کے گیا دیکھا کہ چند خادم و خدمتگار موجود ہیں اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہے اور ایک نقابدار
اُسکے پاس کھڑا کہتا ہے کہ بھائی میں ایک سردار کو اور گرفتار کر لایا اب صرف افسران لشکر جمیل آئینہ پرستان
باقی ہیں کل اُس سے بھی مقابلہ ہو کر فرصت ہو جائیگی اسی شخص کا نام ملا مقیم ہے اور شاگرد رشید
ہے ملا سرکش بیابانی کا اتنے میں نقابدار سپید پوش نے آکر اہرمن کوہزاد کو سامنے ملا مقیم
بیابانی کے ڈال دیا ملا مقیم نے دیکھا اور کہا کہ اُس آئینہ پرست نے بڑے بڑے سردار
پیدا کیئے تھے خیر لے جاؤ اسے بھی قید کرو لوگ اہرمن کو اسیر غل و زنجیر کرکے زندان کی طرف
لے گئے اب ان دونوں نقابداروں نے نقابیں اپنے اپنے چہرے کی اٹھائیں اور لباس اتارا
اُنکے بازو پر ایک ایک بندھا تھا وہ ملا مقیم نے اُتار لیا اور کہا کہ کل آخری مرحلہ ہے

اگرچہ آج ہی اُستاد کا پیام آیا تھا کہ میرے پاس ہو جاؤ مگر گیا نہین اب کل ہی جاؤنگا جب جنگ کا خاتمہ
کرونگا یہ سنکے ایک شخص نے کہا کہ آپ کو اپنے اُستاد کے خلاف حکم نکرنا چاہیے نہین معلوم اُنھون نے
کس ضرورت سے بلایا ہو یہ باتین شاہور کھڑا سن رہا تھا علیحدہ جاکر صورت اپنی پیامبر کی ایسی
بنائی اور تعویذ بازو کھول ڈالا کہ سب تجھے بھی دیکھین اور اک نامہ لکھکر سامنے مقیم بیابانی کے
آیا اور سلام کرکے نامہ دیا ملا مقیم نے سر سے پانون تک دیکھا اور کہا کسکا نامہ لائے ہو جواب دیا
کہ پڑھ لیجیے ملا مقیم نے پڑھا تو ملا سرکش کی طرف سے تحریر تھا کہ مین نے تمکو بلایا تھا تم نہین
آئے اچھا نہ کیا آج ہی شب کو تیر کوئی نہ کوئی آفت نازل ہوگی لہذا تمھارے تحفظ کے واسطے
بدست حامل رقعہ ایک شیشے کی قلم بھیجی جاتی ہے اُسمین دارو سے شفا ہے اسکا ایک ایک قطرہ سبکو
پلا دینا اور خود بھی پی لینا ایک دشمن آج شب کو تمھین زہر پلائیگا اگر یہ دارو سے شفا نہ پیجیگے
تو ہلاک ہو جاؤگے یہ مضمون پڑھ کر ملا مقیم نے کہا کہ جلدی وہ قلم شیشے کی لاؤ جو اُستاد نے
بھیجی ہے شاہور نے کہا کہ مجھے یہ حکم نہین ہے کہ قلم دے دینا بلکہ ایک ایک قطرہ سبکو پلا دینا
جو مقدار ملا صاحب نے تجویز کی ہے اُسمین کمی بیشی نہونے پائے ملا مقیم نے جام منگوایا اور صراحیان
شراب کی منگوا کر سامنے رکھ دین کہ لو اپنے ہی ہاتھ سے پلا دو شاہور نے جام شراب سے
لبریز کیا اور جوہر بیہوشی کا ایک قطرہ ملا کر پہلا ہی جام ملا مقیم کو دیا اسنے وہ جام بے اندیشہ
انجام پی لیا اب تو تمام ملازمین ملا مقیم کے جمع ہوگئے شاہور نے ایک ایک جام سب کو پلایا
جس وقت دورہ تمام ہوا اور شاہور نے دیکھا کہ اب اثر بیہوشی کا طاری ہو چلا ہے تو نعرہ
کیا کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم شاہور شیر دل عیار شاہزادہ طیمور
شیر پرور اور ملا مقیم دیکھ عیاری اسکا نام اور پہونچنے والے ہر مقام پر پہونچ جاتے ہین تو نے صحرا
کو نظر بند کیا تھا لیکن مین یہان بھی پہونچ ہی گیا بس یہ سنتے ہی ملا مقیم نے کہا ارے پکڑو اس مکار کو
غضب کیا اسنے نہین معلوم ہم لوگون کو کیا شے پلا دی ہے لوگ پکڑنے کو دوڑے جو چلا ہوا اسکی بیہوشی
نے طمانچہ مارا چھینک آئی دھم سے گرا بیہوش ہوا یہانتک کہ جتنے ملازم ملا مقیم کے تھے سب بیہوش
ہوئے بس شاہور نے صورت اپنی ملا مقیم کی بنائی اور ملا مقیم کو اپنی صورت بنا کے سب
ملازمین کو ہوشیار کیا اور کہا کہ اسنے بڑا غضب کیا تھا لیکن مجھ سے بچ کے کہان جا سکتا تھا
مین نے اسکو اسیر کیا اب مین اسے لیکر اُستاد کی خدمت مین جاتا ہون تم سب قیدیون سے
نہایت ہوشیار رہنا یہ کہکر اپنی سواری منگائی اور سوار ہو کر جانب ملا سرکش بیابانی روانہ
ہوا وہان ملا سرکش بیابانی انتظار ہی مین بیٹھا ہوا تھا کہ مین نے بلا بھیجا ملا مقیم آتا ہوگا کہ اک مرتبہ
سواری ملا مقیم کی پہونچی ملا مقیم نقلی نے ملا سرکش کو سلام کیا اور گرفتار پیش کرکے کہا کہ عیار
بدکردار نہین معلوم کیونکر مجھ تک پہونچ گیا تھا مگر آپکے اقبال سے مین نے گرفتار کیا میری رائے مین
اب قیدیون کا رکھنا اچھا نہین ہے اسلیے کہ یا تو ان لوگون کو کوئی مرشد کامل ملگیا ہے جسکی وجہ سے
انکی رسائی وہانتک ہوئی یا یہ اثر میرے عمل کا باطل ہو گیا ہے بہر صورت جو معاملہ ہوا اب ہر طرح کا خدشہ
ہے لہذا قیدیون کے قتل سے فرصت کرنا چاہیے کہ بڑے سرکش ہین اگرچہ زور عمل سے نہ زیر
کیے جاتے تو انکا زیر ہونا محال تھا ملا سرکش نے کہا کہ مجکو بھی اپنے علم و عمل سے معلوم ہوا تھا
کہ آج کی رات بہرام اور تیمور دونون پر سخت ہے ستارے احتراق مین آگئے ہوئے ہین اسیری کا تیہ

بتاتے ہین لہٰذا ہم اور تم ایک ہی مقام پر رہکر ہوشیاری سے اس رات کو گزارین صبح کو سب قیدیون کو
قتل کر ڈالینگے ملا مقیم نے کہا کہ نہایت مناسب ہی لیکن آپنے راستہ مسدود کیا ہی یا نہین ملا سرکش نے
کہا راستے کے مسدود ہونے سے اطمینان ہو جاتا ہی اور غفلت ہوتی ہی لہٰذا راستہ مسدود نہ کرنا چاہیے
اور ہوشیاری سے رات بسر کرنا چاہیے جو آئیگا اُسی کو اسیر بلا کر سکینگے ملا مقیم نے کہا کہ جائے استاد
خالی اور روا ہین کہا کہ جب شامت آتی ہی تو الٹی ہی سوجھتی ہی غرضکہ بستارہ ساکنے بڑا رہنے دیا اور
دونون ایک جگہ بیٹھکر رات بسر کرنے لگے جب وقت کھانے کا آیا تو ملا سرکش نے خادم سے کھانا
طلب کیا جب کھانا سامنے آیا تو یہ دونون کھانا کھانے لگے جسوقت ملا سرکش نے پانی پیا شاہور
نے داروے بیہوشی کھانے پر چھڑک دی الحاصل جب ملا سرکش سیر ہو چکا تو اور پانی پیا اب یہ حالت
ہی کہ پانی پیے چلا جاتا ہی مگر پیاس نہین بجھتی آخر گھبراکے اٹھا اور خادمون پر خفا ہونے لگا کہ آج کھانے
مین کیا شی ملادی ہی کہ اسقدر تشنگی بڑھی ہوئی ہی ملا مقیم سے کہا کہ تمھین تو اسقدر پیاس نہین معلوم
ہوتی ملا مقیم نے عرض کی کہ معلوم ہوتا ہی یہ غذا اسوقت آپکی طبیعت کے خلاف پڑی ذرا اٹھکر ٹہلیے
جیسے ہی ملا سرکش بیابانی اپنے مقام سے اٹھا ہوا الکی چھینک آئی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین
اوپر دہم سے گرا شاہور نے نعرہ کیا کہ منم مہتر شاہور شیر دل ملازم حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہی جب
شاہور بستارہ باندھنے لگا تو ملازم ملا سرکش کے قریب آئے اور کہا کہ تو کیسا شاگرد ہی کہ استاد
سے بے ادبی کرتا ہی شاہور نے حقہ آتشبازی مار کے کپڑے اُن لوگون کے جلنے لگے وہ تو بھاگے
شاہور بستارہ لیکے چلتا ہوا یہان قریب صبح آکے پہونچا تو دیکھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور دروازہ
بارگاہ پر ٹہل رہا ہی نہ تو کوئی رفیق ہی نہ مصاحب مرکب سازو یراق سے آراستہ کھڑا ہی کہ دیکھا طیمور نے
کہ اک شخص بستارہ بدوش آتا ہی طیمور غور سے دیکھنے لگا جب شاہور قریب پہونچا بستارہ سامنے
ڈال دیا اور طیمور سے کہا کہ اقبال تیرا یکایاور ہوا کہ مین نے اس ملا کو گرفتار کیا لیجیے یہ سرکش
حاضر ہی طیمور نے شاہور کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ بڑا کام کیا تمنے اور کہا کہ اسے بڑا رہنے دو تم جاکر
والد ماجد سے اطلاع کرو کہ سر دربار اسکا دیوان سمجھنا چاہیے شاہور نے جاکر خورشید زرین کمر سے اطلاع
کی خورشید زرین کمر آکے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار جمع ہوئے سکندر آئینہ پرست ارمان شاہ
لاجورد شاہ یہ سبکے سب آکے بیٹھے اور جو باقی ماندہ سردار تھے وہ بھی جمع ہوئے اسوقت طیمور
نے شاہور سے کہا کہ باندھ دو اسکو ستون بارگاہ سے اور ہوشیار کرو چونکہ شاہور جانتا تھا
کہ یہ نیرنج ساز اور عامل ہی شاہور نے پہلے ملا سرکش کی زبان پر لکادیا بعد اسکے ستون بارگاہ سے
باندھکر ہوشیار کیا اور لکور ایکر کے کھڑا ہو گیا جسوقت ملا سرکش خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اپنے
ہوش مین آیا ادھر ادھر دیکھکر گھبرایا کہ یہ مین کہان ہون آنکھین بند کرلین شاہور نے کہا او ملا یہ خواب
نہین ہی بلکہ عین بیداری ہی ہوشیار ہو اور آنکھین کھولکر دیکھ کہ تو کہان ہی اور کس حال مین ہی
اُس وقت ملا سرکش بیابانی نے آنکھین کھول کر دیکھا اور گردن جھکالی شاہزادہ طیمور شیر پرور نے
کہا کہ کیون اے ملا سرکش دیکھا تو نے اب کہان ہین وہ تقادار تیرے جو تیری طرف سے مقابلہ کو
آنے تھے کدھر گئی وہ قوت عمل تیری جسکے زور پر تو نے سر اٹھایا تھا اور کیا کہتا ہی اطاعت کے
بارے مین یہ سنکے ملا سرکش نے اشارے سے قلمدوات طلب کیا شاہور نے قلم دوات
سامنے رکھکر ایک ہاتھ سے ہتھکڑی نکال لی ملا سرکش نے تحریر کیا کہ ای ستارہ اقبال

تیر اِبلندی پر ہو کوئی تجھ سے بگڑ کے تیرا کچھ بنا نہین سکتا ہی مجھے اپنے علم سے یہ بات بھی دریافت ہو چکی تھی کہ تو مجھپر غالب آئیگا لیکن عقل نہین قبول کرتی تھی کہ کس طرح غالب آئیگا اب معلوم ہو گیا لہذا مین بدل تیری اطاعت قبول کرتا ہون یہ پرچہ شاہپور نے طیمور کو دکھایا طیمور نے کہا کہ تجھ کو اور نکلا زبان سے کھینچ لو شاہپور نے کہا کہ اگر یہ دغا کرے طیمور نے کہا کہ دغا کریگا تو سزا پائیگا اور اگئی جان سے مار ڈالونگا یہ سنکے شاہپور نے ملا سرکش کو رہا کیا ملا سرکش نے رہا ہوتے ہی طیمور سے کہا کہ بیشک آپ صاحبقران زمان مین اب اگر مین چاہون تو آگ لگا دون مگر قول مرد ان جان دارد جسکے دوست ہو گئے اُسکے دوست ہو گئے اب مین راستہ سے تعرض نکرونگا اور کسی گوشہ صحرا مین اپنی عمر بسر کرونگا اور اپنے فرزند کو مین نے آپ کی غلامی مین دیا طیمور نے کہا کہ ای ملا سرکش تمھارا کیا مذہب ہی ملا سرکش نے جواب دیا کہ مین اس وقت تک لا مذہب ہون مجھے سوا دین خدا پرستی کے کل مذاہب کی تحقیق ہی مگر مین نے تو کسی مذہب کو ٹھیک نہ پایا نہ میری عقل نے قبول کیا اور دین خدا پرستی سے اچھی طرح واقفیت نہین ہی طیمور نے کہا آج سے مین نے بھی طریقہ اختیار کیا مذہب آئینہ پرستی کوئی چیز نہین ہی جس آئینہ کو خداوند سمجھتے تھے وہ اندھا ہو گیا اور مین نے غصہ مین آکر اُسے توڑ ڈالا یہ کیسے خداوند تھے کہ بندے کے توڑنے سے چور ہو گئے الغرض اب شاہپور نے اپنی عیاری کا حال بیان کیا اور ملا مقیم کو ہوشیار کیا اسنے بھی مثل اپنے اُستاد کے اطاعت اختیار کی اور جاکر تمام اسیرون کو رہا کر کے لے آیا طیمور نے جشن خوشی کیا اور دلوانے کو داروغہ بارگاہ مقرر فرمایا اور آگے روانہ ہوا —

چند کلمے داستان شہر کیوانیہ و شہر حسن آباد کے و ذکر عشق شاہزادہ طیمور شیر پرور و باقی حالات متعلق داستان ہذا مخمس

ہم سمجھے تھے محبوب ہی ڈرتا ہی نہین ہی
یہ چین ہی ایسا کہ ٹھہرتا ہی نہین ہی
حد سے مگر اپنے یہ گذرتا ہی نہین ہی
دل دست درازی کہین کرتا ہی نہین ہی
کمبخت ابھارے سے ابھرتا ہی نہین ہی

کیا جانئے والا کوئی مرتا ہی نہین ہی
دل رنج و الم سے کبھی بھرتا ہی نہین ہی
کیا زلف مین شانہ کوئی کرتا ہی نہین ہی
کیا غمزدہ معشوق سنورتا ہی نہین ہی
عاشق کا کبھی خوف اترتا ہی نہین ہی

ہم دیکھتے ہین روز تمھارا ہی تماشا
ہی درد تمھارا ہمین حیران بناتا
خالص اسپہ محبت کی نظر یہ نہین زیبا
جب آئینہ تم دیکھ چکے غیر کو دیکھا
پیار اور کوئی کیا حسین کرتا ہی نہین ہی

کچھ ذہن مین یہ بات سماتی نہین یارب
موت انکو کبھی شکل دکھاتی نہین یارب
جان انکی وہ پتھر ہی کہ جاتی نہین یارب
کیا عشق بتان مین اجل آتی نہین یارب
مرتا ہی جو انپر کبھی مرتا ہی نہین ہی

اچھا نہین ہوتا کسی بیرحم سے یہ گھائل
بستر پہ تڑپتا ہی پڑا صورت بسمل
اس بات کا دیتا ہی پتا عاشقون کا دل
بھرتا ہی جو دم تیغ نگہ کا تری قاتل

اُس زخم کو دیکھا ہی کہ بھرتا ہی نہین ہی

سونے مین جو یہ چاند سی صورت نظر آئی
بیچین مین رہتا ہون نہین دھیان لگی بھی
تڑپا کیا تا صبح یہ نیند اُڑ گئی میری
ہم خواب مین تے آئے ہین اک مجھ سے چھپکی

اسکا تو خیال اُنکو گذرتا ہی نہین ہی

مشتاق شہادت کے ہین بیخوف پر سر رو
اُسکی تو تمنا ہی کہ سینے پہ ہو زانو
دھمکاتے ہو دکھلا کے غضب خنجر ابرو
کیا اُسکو ڈراتے ہو کہ مارا نہ پڑے لو

مرنے سے محبت مین جو ڈرتا ہی نہین ہی

عشاق نے چاہا ہی مگر عوض خون
دے شاید انھین داور محشر عوض خون
ہوتا نہین اس گل سے میسر عوض خون
لیتا ہی کوئی دیکھین تو کیونکر عوض خون

قاتل ہی جو اتنا وہ مکرتا ہی نہین ہی

بید ید کہین بننے تو ایسے نہین دیکھے
قربان حسینون کے لب ہن الٹی سمجھ کے
دریافت کیا تھا یو نہین پر طرح وہ سمجھے
پوچھا کہ کہان جاتے ہو مہمان تو بولے

کیا گھر مین کوئی رہکے ٹھہرتا ہی نہین ہی

یا انہین ہوے تو زیبا کو ہو کچھ دخل
یا شوق دل عاشق شیدا کو ہو کچھ دخل
یا اور کسی قلب کے ایذا کو ہو کچھ دخل
جبتک نہ کسی دست تمنا کو ہو کچھ دخل

یہ یاد رہے سینہ اُبھرتا ہی نہین ہی

معشوق جو ہوتے ہین یہی کام ہی انکا
اچھا ہی جو لب پر رہے نفرت ہی کا کلما
منھ پھیر لیا چاہنے والے کو جو دیکھا
جیتے رہو پھر دیکھ کے عاشق کو یہ کہنا

کیا جان غضب مین ہی کہ مرتا ہی نہین ہی

بوسے کا سوال ایسی یہ تقصیر نہین تھی
بل پڑ گیا ابرو مین نگہ ہو گئی ترچھی
اس بات کے سنتے ہی خفا ہو گیا کوئی
اتنا جو کہا چوم لون منھ چڑھ گئی تیوری

غصہ مرے بانسکا اُترتا ہی نہین ہی

مانا کہ وہی ہین ستم وظلم کے بانی
ایذا تھی وہ قسمت ہی مین ای یاس جو گذری
لکھی تھی جو کچھ ہجر مین تکلیف اٹھائی
کیون شفعل جو شب وصل ہو کوئی

کچھ شکوہ جلال اسکا تو کرتا ہی نہین ہی

ے بزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + کہ پیش خیمہ شاہزادہ طیمور شیر پرور کا یک حامد ہمدانی دیوانہ آگے روانہ ہوا اور زنسنگ بن طوفان دریا موج سپہ سالار بنا ہوا تمام موج کو لیے چلا جاتا ہی جو وقت برہوت رعد آواز موجود نہین ہوتا ہی اس وقت یہی عہدہ سپہ سالاری پاتا ہی اور شاہزادہ طیمور چند رفقا سے سیر کرتا شکار کھیلتا چلا آتا ہی آتے آتے راستے مین داہنی جانب اک عمارت نظر آئی اور آثار شہر کے ایسے معلوم ہوے طیمور نے ہرکارون سے حکم دیا کہ جاؤ اور حالات اس مقام کے دریافت کرو کہ یہ کسکا ملک ہی اور بادشاہ یہان کون ہی ہنوز ہرکارے روانہ ہونے پائے تھے کہ وہ ہرکارے جو پہلے روانہ ہو گئے تھے دوڑے ہوے آئے اور عرض کی کہ ای صاحبقران آئینہ پرستان ہم پہلے ہی سے بہانے دریافت حال

روانہ ہو گئے تھے یہ عجب مقام ہے کہ عقل حیران ہے شہر نہایت عمدہ ہے عمارتین پختہ بنی ہوئی ہین لیکن رہنے والا کوئی نہین دکھائی دیتا چند استخوان جابجا پڑے ہوئے ہین ساز و سامان ہر مکان مین موجود ہے یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے سبکو جمع کیا اور فرمایا کہ تین اس شہر مین جاکر دریافت کرنا چاہتا ہون کہ کون کسی ایسی بلا آئی ہے جسنے اس شہر کو ویران کر دیا لاجورد شاہ اور زمان شاہ وغیرہ نے منع کیا کہ آپ کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے کو زبردستی عذاب مین مبتلا کیجیے بہت سی بستیان ویران ہوتی ہین اور بہت سے ویرانے بس جاتے ہین دنیا کے انقلاب اسی طرح رنگ بدلا کرتے ہین لیکن شاہزادہ طیمور نے کسی کے کہنے کی کچھ سماعت نہ کی اور حامد ہمدانی دیوانے سے حکم دیا کہ اس شہر کی طرف پیش خیمہ چلے یہ دیوانہ پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا اور عقب مین دیوانے کے کل فوج ظفر موج چلی اور خود شاہزادہ طیمور شیر پرور چند رفقا اور اپنے عیار شاہو رشیر دل کو لیکر دوسرے راستے سے اُس عمارت عالی شان کی طرف متوجہ ہوا چونکہ یہ راستہ قریب کا تھا شاہزادہ پہلے پہونچ گیا اور شہر کی سیر مین مصروف ہوا کہنے کو شہر تھا مگر عجب عبرت خیز مقام تھا جس مکان کو دیکھیے جالے لگے گھونسلے گنجشک کے بنے ہوئے اسباب جابجا پھیلا ہوا شاہزادہ دل مین کہتا تھا کہ اگر غنیم آیا ہوتا تو رعایا کے قتل سے فائدہ نہ تھا بادشاہ جو ملک گیری کرتے ہین تو حکومت کے واسطے کرتے ہین رعایا کو نہین قتل کرتے ہین اور جو ایسے گھر مین دخیل ہوگا وہ دولت کو چھوڑے گا اب طیمور ایوان شاہی مین آیا دیکھا کہ ایوان اُسی طرح آراستہ ہے تمام آرایش کا سامان لگا ہوا ہے فرش بچھا ہوا ہے لیکن ہر چیز گرد آلودہ ہے بعض مقام پر چغد نے مسکن کیا ہے طیمور ان حالتون پر عبرت کرتا ہوا ہر طرف چلا یہانتک کہ شہر کے مکانات کو دیکھتا ہوا کنارے دریا کے پہونچا دیکھا کہ اک سنہری گنبد بنا ہوا ہے اسمین بھی سامان شاہانہ ہے طیمور نے اس جگہ کو نہایت پسند کیا اور گنبد کی صفائی و درستی کا حکم دیکر خورشید زرین کمر سے کہلا بھیجا کہ آپ صحرا کی طرف فوج اُتار کر ہوشیاری سے رات بسر کیجیے اور ہین دریا کی نگہبانی مین مصروف ہون اگر اس طرف سے بلا آئیگی تو پہلے مجھی سے سامنا ہوگا اور اگر اس طرف سے بلا آئیگی تو آپ کے ساتھ اتنی بڑی فوج اور کیسے کیسے سردار ہین یہ سمجھ لینگے الغرض خورشید زرین کمر نے تو لشکر اپنا اُس طرف اُتارا اور شاہزادہ طیمور آکر گنبد طلائی مین مقیم ہوا سب سامان آسایش و آرایش تو یہان موجود ہی تھا صرف صفائی کی ضرورت تھی ملازمین نے صاف کر کے ہر چیز بھر قرینے سے لگا دی اور شاہزادہ گنبد مین جلوہ افروز ہو اور سیر دریا مین مصروف ہوا نہنگ بن طوفان دریا موج اور اہرمن کو منزا و شام تک تو شاہزادہ پاس حاضر رہے شام کو شاہزادے نے ان لوگون کو رخصت کر دیا کہ تم لوگ جاکر لشکر مین رہو یہ لوگ جانب لشکر روانہ ہوئے اور یہان شاہزادہ طیمور شیر پرور نے شاہو شیر دل سے فرمایا کہ بھی کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ رات آسایش سے گذرے کیونکہ جاگ کر رات بسر کرتا ہے شاہو نے مین چار ڈونگیان حاضر کین طیمور اس تجویز پر نہایت خوش ہوا کہ واقع مین اب رات بہت اچھی طرح گذریگی ڈونگیان دریا مین پھینک کر ڈوریان چرخی پر چڑھا دین اور شکار ہونے لگا ادھر شاہو نے کباب لگانے کا سامان فراہم کیا اور کشتی شراب کی سامنے طیمور کے رکھی طیمور شکار ماہی مین مصروف ہے جو ماہی صید ہوتا ہے شاہو اُسکے کباب لگاتا ہے پھر آخر یہ شغل بھی کہانتک

طیمور شیر پرور نے بعد بارہ بجنے کے ڈگنین کھینچ لین اور شاہور سے کہا کہ اب تو اس شغل سے جی گھبرا گیا
اب کوئی اور شغل ہو شاہور نے کہا کہ بہت خوب کشتی شراب و کباب کے سامنے رہنے دی اور یکطرفہ
ہٹا دیا اور قصد کیا کہ بانسری بجا کر انکا دل بہلا دوں کہ یکایک سامنے سے کچھ روشنی سی پیدا ہوئی
اور دیکھا کہ موجین اُسی طرف گویا برائے استقبال بڑھین طیمور نے شاہور سے کہا کہ تو بھی
وہ بلا جسنے شہر کو ویران کیا ہر اسی راہ دریا سے آتی ہر ابھی بانسری کو موقوف رکھو اور ہمارے
ہتھیار اسکے یہان رکھدو شاہور نے جلدی سے پہلے تو تیر کمان حاضر کی اور بعد اسکے سپر و شمشیر
نیزہ گرز وغیرہ سب چیزین فراہم کر دین اگرچہ شب ماہ تھی ضرورت روشنی کی نہ تھی لیکن پھر بھی
ایک آدھ شمع کافوری جل رہی تھی اور طیمور شیر پرور کی نگاہ دریا سے لڑی ہوئی تھی کہ دیکھا سامنے
سے اک طاؤس سینہ تانے ہوے چلا آتا ہر طیمور نے تیر کمان مین جوڑا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ جب
یہ طاؤس قریب آئیگا اُس وقت دیکھا جائے گا طاؤس ایسی چیز نہین ہر جو ملکون کو تباہ کر دے اور آدمیون کو
کھا لے جب وہ طاؤس قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ مور پنکھی ہر اور کچھ آواز ساز بھی محسوس ہوئی شاہور
نے کہا لیجئے بابا گاتی بجاتی آتی ہر واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ مور پنکھی شہر حسن آباد سے بہی ہوئی چلی
آتی ہر اسپر ملکہ حسینہ پری جمال سوار ہر ستار ملکہ کے ہاتھ مین ہر اور وزیر زادی بایان چھیڑتی جاتی ہر
دو کنول روشن ہین اُس روشنی مین حسن و جمال ملکہ کا ایسا تابان ہر کہ اک چاند آسمان پر ہر اک چاند زمین پر
ہر حباب گرد کشتی کے آ آ کر سر کو ٹکراتے ہین اور موجین بھی سر پٹک رہی ہین نظر جو شاہزادہ طیمور کی ملکہ پر
پڑی ابھی تک یہ لذت عشق سے کاہے کو آگاہ تھا ملکہ انتہا کی حسین تھی سن طیمور کا اب اٹھارہ برس
کا تھا اور ملکہ بھی بارہ تیرہ برس کی حد مین تھی اگرچہ اس وقت تک کسی عورت کو نظر رغبت سے نہین دیکھا تھا
بہشتاد و نون قاف مین رہا صاحبقران قاف اسکی نیک نیتی کی تعریف کرتے تھے اور زنانے تھے کہ طیمور
باوجود جوان رعنا ہونے کسی پری کی طرف التفات نہین ہوتا اور پریان اسکو گھیرے رہتی ہین لیکن اب
آئینہ پرستی تو ترک ہو چکی ہر اسکے ساتھ خود بینی بھی نابود ہو گئی ہر اب نگاہین دوسرون کو دیکھنے لگی
ہین طیمور ملکہ کو دیکھتے ہی بے اختیار ہو گیا اور کہا اے شاہور ہم تو مبتلاے بلا ہوے معلوم ہوا کہ تمام
شہر اسی کی محبت مین ہلاک ہوا ہر اور یہ مکانات انھین کشتگان حسرت کے معلوم ہوتے ہین جو اس آفت
ہوش کے مارے ہوے ہین مین عشق کے افسانے سن سنکر ہنستا تھا کہ یہ لوگ خوبصورت عورت
کو دیکھکر اسقدر بے اختیار کیون ہو جاتے ہین بقول شاعر ؎ اب ہو ان باتون پہ رغبت
پہلے نفرت جنسے تھی + عشق ہوتے ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا + اتنے مین کشتی بہتی ہوئی گنبد کے مقابل پہونچی
اور نظر شاہزادی کی بھی چہرہ طیمور پر پڑی تب اسنے وہین سے کشتی پلٹانے کا قصد کیا ہی تھا کہ طیمور
نے آواز دی کہ اے آفت جان و ایمان تو جسے مانتی ہو اور اپنا خالق جانتی ہو تجھے اُسی کی قسم ہر کہ ذرا ٹھہر جا
نازنین نے کہا کہ یہ ڈر کو معلوم ہوتا ہی صحرا مین لوٹتے لوٹتے اب دریا مین بھی لوٹنے کا قصد کیا ہر اب وہ
ستار کی چھیڑ چھاڑ تو موقوف ہو گئی اور باتون کی چھیڑ ہونے لگی وزیر زادی نے کہا کہ ملکہ دیکھیے تو یہ کیا کوئی
پریزاد ہر یا انسان ہر اور اس طرح منت کر رہا ہر دل تو یہی کہتا ہر کہ اسکی خاطر شکنی نہ کیجیے لیکن
عقل کا تقتضا نہین ہر ملکہ نے کہا تو بڑی دیدہ دلیل ہر کہ تو نے گھور کے دیکھ بھی لیا اسکے کہنے سے
اب شاہزادی کی نظر بھی پڑی ادھر طیمور برابر فہمین دیر یا ہر کشش حسن کشتی کو روکے لیے ہر اپنی
جگہ سے ہٹنے نہین دیتی ہر شاہور نے اتنے عرصہ مین یہ ہوشیاری کی کہ جلدی جلدی دو مین ڈونگین

اس طرح پھینکین کہ کشتی نہین الجھ گئی آخر مین ملکہ نے اتنا کہا کہ ای شخص اگر تیری یہی خوشی ہی تو خیر ہم پھر
آئینگے آج پہلے دن غیر شخص سے اسقدر بے تکلف نہین ہوسکتے کہ اسکی صحبت مین بے محابا بیٹھین اسی
وقت طیمور نے کہا کہ اگر یون نہ آؤگی تو ہم تمھین زبردستی پا لینگے ملکہ ہنسی اور کہا کہ میری کشتی نہایت
تیز رفتار ہی یہ کہکر ماجھیون سے اشارہ کیا کہ کشتی کو ہٹاؤ ماجھیون نے ہاتھ لگانا شروع کیے لیکن کشتی پیچھے
ہٹنے کے عوض ساحل کی طرف بڑھنے لگی ملکہ نے غصہ کیا کہ حرامزادیو ہم کیا کہتے ہین تم کیا کرتی ہو ماجھیون
نے اور زور سے ڈنڈے تھپیان ماریں ادھر شاہپور نے ڈگنون کو کھینچنا شروع کیا دو چار ہاتھ اور کھینچ لایا طیمور
ہنس پڑا اور کہا کہ ملکہ یہ بیرخی اچھی نہین شاہپور نے کہا ای شہریار بیرخی کیسی زبان سے انکار ہی
مگر دل سے اقرار ہی ظاہر مین کشتی پیچھے ہٹانے کا حکم دیتی ہین اور چپکے سے کہتی ہین کہ ساحل پر
لگا دو ورنہ مجال ہی ماجھیون کی کہ خلاف حکم کرین ملکہ ان باتون پر شرمائی جاتی ہی ماجھیون پر خفا ہوتی ہی
اتنے مین وزیرزادی کی نظر ڈگنون کی ڈوریون پر پڑی ملکہ سے کہا کہ دیکھیے یہ کشتی کس جال مین پھنسی ہی
آپ ماجھیون پر بیکار خفا ہوتی ہین یہ ان مردودون کا جال معلوم ہوتا ہی ملکہ دیکھکے مسکرائی بس
ادھر تو ملکہ مسکرائی شاہپور نے دل مین سمجھ لیا کہ بازی مارتا ہی جلدی جلدی ڈوریان کھینچ کے کشتی ساحل
سے ملا دی طیمور گنبد سے اتر کے خود قریب کشتی کے آیا اور کہا کہ ای آفت جان مجھ سے قسم لے لے
کہ مین کوئی امر تیرے خلاف مرضی نکرونگا لیکن تجھے قسم ہی اپنے دین و ایمان کی کہ دم بھر کے واسطے
چلے جو لطف ستار نوازی کشتی پر تھا وہ کچھ دیر یہان بھی رہے اسکے بعد چلی جانا دل آرام
وزیرزادی نے کہا کہ اگر ملکہ یون نہ چلینگی تو یقین ہی کہ تم بہ جبر لیجاؤگے جس طرح کشتی کو جال مین
پھنسایا اسی طرح ہمین بھی پھندے مین پھانسو گے ارے مچھلیون کا شکار کرتے کرتے عورتون کا
شکار کھیلنے لگے طیمور نے ہزارون قسمین کھائین کہ یہ شرارت اسی شریر بھائی کی تھی کہ اسنے ڈگنون
مین کشتی کو الجھا لیا اگر تمھارے خلاف ہی تو مین کشتی کو ٹھہرا ہی دیتا ہون، تم چلی جاؤ پھر
ملکہ نے دیکھا کہ یہ شخص رخصت باز معلوم ہوتا ہی چپکے سے نیچے کشتی سے اتر آئی وزیرزادی کو
بھی اترنا پڑا شاہپور نے جلدی سے ستار آپ اٹھالیا اور ڈگی وزیرزادی کے ہاتھ مین
دی اور یہ چارون گنبد مین آکر جلوہ افروز ہوے شاہپور نے کشتیان شراب و کباب کی
حاضر کین طیمور نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کے ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ جام لیتی ہوئی
شرمائی طیمور نے اصرار کیا اور قسمین دین کہ اگر اتنی خاطر ہماری منظور کی ہی کہ تم وہان سے
یہانتک آئی ہو تو دعوت بھی قبول کرو ملکہ نے جام لیکر پی لیا یہ عادی کم ہی اور شراب نہایت
عمدہ تھی جام پیتے ہی آنکھین سرخ ہوگئین دل آرام نے کہا ای شہریار ملکہ کو عادت بہت کم ہی اب
نہ دیجیے گا ورنہ طبیعت بدمزہ ہوجائیگی طیمور نے پلیٹ گزک کی سامنے بڑھا دی ادھر طیمور
نے ایک دو جام پیے شاہپور نے جام بھر کے وزیرزادی کو دیا وزیرزادی بگڑنے لگی شاہپور کی
طبیعت اسکی طرف میلان کیے ہوے تھی یہ بھی تو عیار ہی بناوٹ کا انکار سمجھ گیا اور بہت اصرار کیا
جب دل آرام نے جام لینے کو ہاتھ نہ بڑھایا شاہپور نے جام اپنے منھ سے لگا لیا اور آدھا جام پی کر
دل آرام کو دکھایا دل آرام نے غصہ سے ہاتھ مارا کہ جام گر کے ٹوٹ گیا ملکہ اور طیمور اس چھیڑ چھاڑ پر
ہنس رہے تھے شاہزادہ طیمور نے کہا ای دل آرام بے تکلفی مین عجب لطف ہی اپنے ہاتھ سے
جام بھر کے پیو یا مین پلا دون دل آرام نے کہا حضور مالک ہین مین آپ سے پیتی ہون یہ کہکر

اسنے جام کشتی مین رکھا اور صراحی سے لبریز کیا صراحی نے ہنجام پر قہقہہ مارا جام لبریز ہوتے ہی جتبک دل آرام
صراحی رکھکر جام اٹھائے اٹھائے شاہور پہ جام بھی اٹھاکے پی گیا ملکہ بیساختہ اس حرکت پر ہنس پڑی
وزیرزادی نے جھلا کر صراحی شاہور پر کھینچ ماری شاہور نے صراحی ہاتھ سے روک کر جام دل آرام
کے سامنے رکھکر لبریز کیا اور کہا کہ لے اب پیو دل آرام نے کہا تو ہی پی تو بلا نوش معلوم ہوتا
ہی مجھے نہ پینے دیگا ادھر شاہزادے نے اصرار کیا دل آرام بھی ایکہی چلتی ہوئی ہی اسنے
جام اٹھا لیا اور شاہور کے منھ کے پاس لائی اور کہا کہ تم ہمارے ہاتھ سے پی لو تو پھر ہم بھی پین
شاہور اسے ستا چکا تھا اب راضی کرنے کے لیے خاطراً منھ آگے بڑھا دیا دل آرام نے دوسرے
ہاتھ سے اپنے ہاتھ کو ٹھیکی دی کہ شراب اچھل کے منھ پر شاہور کے پڑی یہ رومال سے منھ
پوچھنے لگا دل آرام جام پی گئی سب ہنسنے لگے شاہور نے کہا کہ لطف میخواری یہی ہی کہ ہوشیاری
کے وقت ہوشیاری کی باتین رہین اور نشہ کے وقت بیخودی کی حرکتین ہون غرضکہ جب جام
چل چکا تو شاہزادہ طیمور نے ملکہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا مزے سے تم ستار چھیڑ رہی تھین ملکہ
کو نشہ تو ہو ہی چکا تھا بے تکلف ہو گئی اور کہا کہ سنو گے طیمور نے کہا کہ جی تو چاہتا ہی شاہزادی نے
ستار اٹھایا اور وزیرزادی نے بایان چھیڑنا شروع کیا ملکہ ستار بجانے لگی دو راگ گئین اس
خوبی سے بجائین کہ طیمور نہایت خوش ہوا بعد اسکے ملکہ نے ستار ہاتھ سے رکھ دیا اور دل آرام
سے کہا کہ اب مین بایان چھیڑتی ہون تم کچھ گلے سے کہو دل آرام نے یہ غزل شروع کی غزل

جو کچھ ابکی بار گذر گئی کہین کیا جو یار گذر گئی
نہ ہوے فراق کے کچھ گلے نہ حجاب سے وہ گلے ملے
ہوئی شمع بزم مین کیا خجل وہ گل آکے بیٹھا جو متصل
ہوا زاہد اپنا رقیب بہ اذان کے دینے کا ہی سبب
بڑی سختیان تھین فراق کی پر جس نے خوب سنی مری
جو کسیکی مجھ سے نظر بھری تو گیا نگاہ کا نور بھی
کبھی حال قیس یہ تھا عجب کبھی کوہکن پہ ہوا تعب
نہین کسمین نام کو بھی وفا مین تڑپ تڑپ کے گذر گیا
تری اس طرف جو نظر اٹھی مجھے اپنی جان ہی کی پڑی
وہ جو میرے پاس سے اٹھ گیا مرے ہوش ہی نہ رہے بجا
تری یاد کا جو ہوا گذر نہ رہی کسی کی رہی خبر

غرض ای نگار گذر گئی شب انتظار گذر گئی
رہے دل کے دل ہی مین حوصلے شب وصل یار گذر گئی
یہ پکارا سینے مین داغ دل کہ مری بہار گذر گئی
ہی غل ہی صبح کو سنیے جب شب وصل یار گذر گئی
ہی ناکہ جان نکل گئی وہ بس ایکبار گذر گئی
جو بصارت آنکھ مین تھی مری شب انتظار گذر گئی
مری روح تجھ سے ہو کے جب سوے کوے یار گذر گئی
یہ نہ پوچھا مجھ سے کہ تجھ پہ کیا اسے جانثار گذر گئی
یہ ادا تھی برچھی نگاہ کے کہ جگر کے پار گذر گئی
یہ قرار دے کچھ سے کہ تجھ پہ کیا دل بیقرار گذر گئی
وہ بیان کیا کرے یاس پر جو کچھ ابکی بار گذر گئی

کچھ اس مزے سے دل آرام اس غزل کو گائی کہ طیمور نے بہت تعریف کی اور ملکہ کی طرف خطاب
کر کے فرمایا کہ ہمارے بھائی کا گانا بھی سنو گی ملکہ نے گھبرا کر دیکھا کہ بھائی کون طیمور نے شاہور
کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ بھائی ہمارے یہ ہین ملکہ نے کہا مین تو سمجھی اب اور کسیکو بھی یہان
بلاؤ گے طیمور نے کہا کہ ماما نہ سمجھو اپنی عزت کا بہت پاس ہی مین نہین ہی اور شاہور سے فرمایا
کہ اب تم اپنا بھی گانا سنا دو شاہور سامنے آ بیٹھا اور گانا شروع کیا اور نہایت لہجہ سے یہ غزل گائی

وہی دل مین تری محفل کا سمان ہی کہ جو تھا
قدردانون کو وہی لطف بیان ہی کہ جو تھا

پھر گلشن سے وہی پھر خفقان ہی کہ جو تھا
پھر وہی جوش جنون پھر وہی وحشت کا نشان

یاد کرنے مین اسیطرح مرے سب جواب
پھر وہی تکو ہمارے خفقان ہی کہ جو تھا

پھر نشانہ مراد دل تیر نگہ کا ہوگا
مجھکو سودا یہ اسی طرح گراں ہی کہ جو تھا
کیوں دل آگے بھی یہیں ہوتی تھی کیا بےکلی
کعبۂ دل کو وہی شوق بتاں ہی کہ جو تھا
وہی ہونٹوں کو مزا بوسونکا یاد آتا ہی
اشتیاق اسکا انکے وہ کہاں ہی کہ جو تھا

خم ابروے صنم شکل کماں ہی کہ جو تھا
فاش پردہ ہنوز غیرت یوسف کا مرے
یار اسی طرح ترا مرتبہ دلبر ہی کہ جو تھا
انتظار آنے کا انکے مجھے اب تک ہی وہی
وصل کا تیری اسی طرح سماں ہی کہ جو تھا
پہلے تو مرتے تھے اب نام بھی لیتے نہیں تم

عشق کو مول نہ تو لگا نہ لیا ہی میں نے
حسن یوسف وہی رسوائے جہاں ہی کہ جو تھا
کافر عشق اسی طرح مجھے کہتے ہیں سب
دل اسی طرح سوئے در نگراں ہی کہ جو تھا
آدھی رات آگئی وہ دل کی طلب ہو تو نہیں
یاس کیوں عشق تمہارا وہ گماں ہی کہ جو تھا

اسکے بعد شاہور نے اور بہت سی چیزیں گانیں سماں باندھ دیا دل آرام بھی محو ہوگئی اور ملکہ نے تو بے انتہا تعریف کی اب جو ذرا ہوا سے سرد چلی اور وہ کیفیت برطرف ہوئی تو ملکہ نے کہا کہ اب میں جاتی ہوں بہت عرصہ ہوگیا خدا کرے میں کسی طرح قبل صبح پہونچ جاؤں ورنہ خوف رسوائی ہی طیمور نے کہا کہ اب میں تمھیں روک تو سکتا نہیں مگر اے ملکہ اپنا پتا تو بتائے جاؤ اور وعدہ تو کرتی جاؤ کہ اب کب ملاقات ہوگی ملکہ نے کہا کہ پتا بتانے سے تو کچھ فائدہ نہیں ہی میں ننگ خاندان اپنے خاندان کا نام کیوں بدنام کروں لیکن وعدہ کرتی ہوں کہ کل پھر آؤنگی اور اگر کل کسی وجہ سے نہ آسکی تو پرسوں ضرور آؤنگی اسلیے کہ مجھے اجازت مشکل سے ملتی ہی طیمور نے کہا اے ملکہ پتہ ضرور بتاؤ شاید تم نہ آسکیں تو میں تم تک ہو نکلونگا ملکہ نے دانتوں میں انگلی دبائی اور کہا کہ ہرگز ایسا قصد نکرنا وہاں آؤ گے تو بہت پچھتاؤ گے یہ جو کبھی کبھی کی ملاقات کا سلسلہ ہی یہ بھی تشریف لے جانے کا مجبر بند ابدی ہو جائے گی تمکو اپنی جان بچانا دشوار ہو جائے گی میرا باپ چونکہ بہادر دوست ہی اور بھائی میرا پہلوان تہمتن ہی بڑے بڑے سرکش جمع ہیں تم اپنی اس فوج پر گھمنڈ نکرنا میرے باپ کے یہاں کا ایک ایک پہلوان لشکر شکن ہی طیمور نے کہا آخر میں نام تو سنوں اس وقت ملکہ نے کہ کیا تمنے شہر حسن آباد کا نام نہ سنا ہوگا حسین کج کلاہ میرے باپ کا نام ہی اور معین کج کلاہ بھائی میرا ہی چار لاکھ جوانوں کا لشکر ہی اور پچاس سرداران زبردست رستم وقت ہیں اور یونتو سیکڑوں سردار ہیں تم ہرگز ادھر آنے کا قصد نکرنا طیمور سنکے خاموش ہو رہا ملکہ رخصت ہوکے کشتی پر سوار ہوگئی اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئی طیمور نے شاہور سے کہا ہم تو بری بلا میں پھنسے اے شاہور اگر کل یہ نہ آئی تو میں اپنی جان دیدونگا شاہور نے کہا واہ واہ کیا خوب ابھی سے آپکی یہ حالت ہی تو آگے بڑھ کے کیا ہوگا یہ وہی مثل ہی کہ ع ابتدائے عشق میں روتا ہی کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا دل لگانا آسان ہی آپ کا معشوق تو آپ پر مہربان ہی کہ پھر آنے کا وعدہ کرگیا ہی واسطے بیچارے کے جنکو دیدار ہی نصیب نہیں طیمور نے کہا اے شاہور کیا معلوم کہ وہ آئے یا نہ آئے اور اگر آئے گی بھی تو وہی شب کو بارہ بجے تک اب یہ اتنا زمانہ انتظار کس طرح بسر ہو شاہور نے ایک کتاب عشق کی نکالکر دی کہ اسکو پڑھیے اور دل بہلائیے طیمور نے اس کتاب کو دیکھنا شروع کیا شام تک وہ کتاب تمام ہوئی اب وہ وقت آیا کہ پھر طیمور کی نگاہیں سطح آب سے رنگین موجوں کو دیکھکر بیقراری افزوں ہوئی بھنور کے نظارہ سے دل ڈوبنے لگا حبابوں کو چشم انتظار دلکیے جو دیکھا تو رشک پیدا ہوا جو جو رات بڑھتی تھی طیمور کی امید بڑھتی جاتی تھی جب آدھی رات گذر گئی اور کوئی علامت نہ پیدا ہوئی تو طیمور کی الجھن بڑھی برج سے اتر کر ساحل پر ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا اسی حالت میں صبح ہوگئی ع فرقت کی رات کا تھا دشوار صبح کرنا + کچھ مارے گھر کے کاٹی کچھ کاٹ دی ٹہل کے + اب تو طیمور کی الجھن اور بڑھ گئی شاہور

کو بھی اپنی معشوقہ کا خیال بیچین کیے ہوے ہی لیکن اسکی وہ حالت نہین ہی جو طیمور کی ہی اب شاہور
نے زبانی اک قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ طیمور کا دل لگ گیا جبتک شاہور بیان کرتا رہا اُس وقت
تک تو شغل بیکاری تین جی بہلا رہا جب قصہ تمام ہوا پھر وہی حالت ہو گئی اسی طرح تڑپ تڑپ کے
کئی راتین گذارین مگر نہ ملکہ آئی اور نہ کوئی خبر معلوم ہوئی کوئی پانچوان روز تھا کہ طیمور نے شاہور سے
کہا کہ ای برادر نہین معلوم اُس آفت جان پر کیا گذری کہ وہ نہین آئی اب تو ہم آپ اُسکی تلاش مین
جائینگے شاہور نے کہ آپکا اختیار ہی مین ہمرہ رکاب ہون شاہزادہ طیمور نے اُسیوقت مرکب طلب
کیا اور پشت مرکب پر بیٹھ کر ایک جانب روانہ ہوا شاہور بھی مرکب پر سوار ساتھ تھا کہ اگر چہ
بالاے کوہ کچھ آبادی نظر آئی طیمور اُسی طرف متوجہ ہوا اُدھر اُن لوگون نے جو دیکھا کہ دو
سوار چلے آتے ہین کچھ لوگ کوہ سے اُترکے لینے اور کہا کہ آپ دونون صاحب کہان سے آتے ہین اور کسطرف جانیکا
ارادہ ہی طیمور نے کہا کہ ہم اک شہر مین اُترے ہوے ہین وراستہ تلاش مین شہر حسن آباد کے چلے ہین اُن لوگون
نے کہا کہ کیا آپکے ساتھ قافلہ ہی طیمور نے کہا کہ لئی لاکھ کا لشکر میرا شہر ویران مین الغرض
دریافت حال اُترا ہوا ہی کہ اس شہر کو کسنے میدان کیا باشندگان شہر کیا ہوے سب مر گئے
یا کچھ زندہ بھی ہین یہ سُنکے اُن لوگون نے کہا ای شہریار آپ اپنے ملک کو تشریف لیجائیے اور
جلد اس شہر کو خالی کر دیجیے ہم لوگ اُسی شہر کے باشندے ہین ایک لاکھ کی آبادی مین بارہ ہزار
آدمی بچے جنھون نے شہر سے بارہ کوس کے فاصلے پر آکے قیام کیا تو جانین بچین باقی سب جان بحق
تسلیم ہوے طیمور نے کہا یہ سب کیونکر مرے مفصل حالات بیان کرو اُن لوگون نے کہا کہ بالاے کوہ
تشریف لے چلیے تو بیان کرین طیمور مع شاہور کوہ پر گئے یہان تمام ساکنان کوہ جمع ہوے
جو لوگ اُنکو کوہ پر لیگئے تھے اُنھون نے سبکو باخبر کیا کہ یہ شہریار طیمور شیر دل ہی اور شہر کے حالات
دریافت کرنا چاہتا ہی انجمن جو لوگ سن رسیدہ تھے وہ آکے سلام کیا اور عرض کی کہ ای شہریار شہر
نہایت آباد تھا تمام اس شہر کا شہر کیوانیہ تھا کیوان انجم سپاہ یہان کا فرمانروا نہایت جری وبہادر
تھا اُسکے عہد حکومت مین رعایا نہایت شاد تھی کہ اک مرتبہ ایک اژدہا خدا جانے کہان سے آگیا
اور اُسنے قصبے اور قریے صاف کرنا شروع کر دیے بادشاہ کو یہ سنکر نہایت ملال ہوا اور
فوج کو ہمراہ لیکر اژدہے کے کشتہ کرنے کو چل کھڑا ہوا تھوڑی دور شہر سے نکلا تھا کہ اژدہا مثل
کوہ کے نمودار ہوا بادشاہ بہادر تھا گھوڑا ڈال دیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدہے نے سانس
کھینچی بادشاہ کھنچ کے اژدہے کے منھ مین جا رہا بادشاہ کی محبت مین اہل لشکر بھی تلوارین کھینچ
کھینچ کے جا پڑے لیکن اژدہے نے سیکڑون کو دم کشی کر کے نگل لیا اور ہزارون کو قلابہ
آتشین سے جلا دیا جب شکم بھر گیا تو اپنے مسکن کی طرف چلا گیا دوسرے روز پھر آیا اور
اب شہر مین گھسا اور تستہ اُسکو کرنا شروع کیا تین چار روز کے عرصہ مین اُسنے رعایا پر رعایا سبکو
کھا لیا ہم بارہ ہزار آدمی بھاگ کے اس کوہ پر جاگزین ہوے تیجان بچی اب نہین معلوم کہ وہ
اژدہا شہر مین آیا ہی یا نہین یہ سُنکے شاہزادہ طیمور نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ تمھارے
بادشاہ کی اولاد یا عزیزون مین سے کوئی ہی اُنھون نے کہا کہ کوئی نہین ہی فرمایا کہ اژدہا اب
کس مقام پر رہتا ہی اُن لوگون نے کہا کہ یہان سے پندرہ کوس پر اک صحرا ہی وہی اژدہے
کا مسکن ہی طیمور نے شاہور سے کہا کہ جا کر ہمارے لشکر مین اطلاع کرو کہ ہم اژدہے سے

قتل کرنے کو جاینگے جسکو تماشہ دیکھنا ہو ہمراہ چلے طیمور نے تو اسی کوہ پر قیام کیا اور شاہور شیر دل
وہاں سے لشکر مین آیا بیان خورشید زرین کمر تخت پر بیٹھا تھا ساسان شاہ اور سکندر آئینہ پرست
اور لاجورد شاہ یہ سب بیٹھے تھے کہ شاہور نے بیان کیا کہ شاہزادہ اژدہے کے شکار کو جانے والا
ہے جسکو تماشہ دیکھنا ہو وہ چلے خورشید زرین کمر نے کہا کہ اژدہے کا شکار کیسا شاہور نے
بیان کیا کہ جس اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا ہے اُسی اژدہے کا پتا ملا ہے اُسکے شکار کے واسطے
شاہزادہ طیمور جانے والے ہین لیں یہ سنتے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس اژدہے نے
شہر ویران کر دیا اُسکو کون مار سکتا ہے خورشید نے کہا کہ ہمتو اُس فرزند کے ساتھ ہین جسکا جی چاہے
وہ چلے جسکا نہ جی چاہے وہ نجائے یہ سنتے سکندر آئینہ پرست نے کہا کہ جس سلسلے سے ہم
طیمور کیساتھ ہوئے تھے جب وہ سلسلہ نرہا تو ہمارا رہنا بیکار ہے طیمور نے یہ بے ادبی کی کہ خداوند
کو توڑ ڈالا اب یہ کسی نہ کسی عذاب مین گرفتار ہوگا اجل کے منہ پر چلا ہے غرضکہ سکندر آئینہ پرست
اور ساسان شاہ اور لاجورد شاہ تو اپنا اپنا لشکر لیکر اسیوقت اپنے اپنے ملک کو روانہ ہوگئے اور
خورشید زرین کمر کل فوج کو لیکر مع نہنگ بن طوفان دریا موج دامر من کوہزاد و
حامد ہمدانی دیوانہ کوچ کر کے طرف کوہ کے روانہ ہوا وہاں شاہزادہ منتظر تھا کہ گرد اُٹھی اور
خورشید زرین کمر کل فوج ظفر موج سے پہونچا اہل کوہ نے طیمور کی مع کل فوج کے دعوت کی
اور دوسرے روز صبح کو تمام اہل کوہ ہمراہ رکاب ہوئے اور شاہزادہ طیمور سوار ہوکر جانب مسکن
اژدر روانہ ہوا جس وقت اُس مقام پر پہونچے کہ جہان اژدہا سورہا تھا تمام فوج رُک گئی دیکھا
کہ ایک کوہ بلند معلوم ہوتا ہے جو لوگ پہچاننے والے تھے انھون نے شاہزادہ طیمور شیر پرور سے
عرض کی کہ وہ سامنے اژدہا سورہا ہے لیس شاہزادہ اپنے مقام سے آگے بڑھا اور للکارا کہ او موذی
اُٹھ اپنے مقام سے کہ اجل آپہونچی ہے لیں آواز جو اژدہے کے کان مین پہونچی تو اپنی جگہ سے
اُسنے حرکت کی اور مثل سانپ کے جو کنڈلی مارے بیٹھا تھا پیچ کھلنے لگے اب جو دیکھا تو کوئی
اڑھائی سو گز کی درازی ہے اور سر جو اُسنے بلند کیا تو ایک مینار معلوم ہونے لگا اور اب اژدہا طیمور
کی طرف چلا اُدھر طیمور نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا اور چلہ کمان مین پیوستہ
کیا اُدھر اژدہے نے قابو پر آتشین چھوڑا کہ گھانس تک جلنے لگی طیمور نے ایک سنگ گران
کی آڑ پکڑی اب اژدہے نے دم کشی کی تو کنکر پتھر کھنچ کھنچ کے شکم مین اژدہے کے جانے لگے اور
جس پتھر کی آڑ مین طیمور تھا وہ بھی کھنچ کے جانے لگا اور طیمور بھی کھنچتا ہوا چلا اور سر دلاوران طیمور
بیقرار ہوئے اور دیوانہ دوڑ پڑا اُدھر نہنگ بن طوفان دریا موج کو بھی تاب نرہی یہ بھی دوڑا
اور اُسکے بھی تیر کو چلا کمان مین پیوستہ کیا اُدھر شاہزادہ طیمور کچھ کھنچ گیا تھا کہ لنگر مارا دونون پاؤن
غرق زمین ہوگئے اور زمین سے جو داہنی آنکھ اژدہے کی تاک کر تیر مارا تو پورا تیر آنکھ مین اُتر گیا اور دم
دوسرا تیر نہنگ بن طوفان کا بائین آنکھ پر اژدہے کے پڑا کہ اژدہا تڑپ گیا طیمور نے تلوار
کھینچ کے آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نہنگ بن طوفان دوڑ کے لپٹ گیا اور عرض کی کہ حضور
یہ زہریلا جانور ہے ایسا نہو اسکے مغز سر سے خون اُڑ کر جسم اطہر پر پڑے اور نصیب دشمنان
کچھ اذیت پہونچے طیمور اسکے کہنے سے رکا لیکن دیوانے نے دوڑ کر چوبدست ماری کہ مغز سر
اژدہے کا پاش پاش ہوگیا اور اژدہا تڑپا طیمور نے دوڑ کر دیوانے کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ لیا

اور ادھر اژدہا بھڑک بھڑک کے تمام ہوگیا اتنے جسقدر باشندے شہر کیوانیہ تھے سب آکر قدمون سے لپٹے اور کہاکہ آپ کون اوتار ہین طیمور نے کہاکہ یہ نہ کہو مین بھی مثل تمھارے ہون ابھی تک مجھے یہ تحقیق نہین ہوا ہر کہ مذہب برحق کون ہی جب مین کوئی مذہب اختیار کرونگا تو تمکو بھی ہدایت کرونگا قبل اسکے اک شیطان کے بہکانے سے مین نے آئینہ پرستی اختیار کی تھی لیکن معلوم ہوگیاکہ آئینہ اک مصنوعی چیز ہی مین اُس آئینہ کو توڑ ڈالا اور اس دین کو ترک کیا سب نے کہاکہ جبتک آپ تحقیق مذہب کرین ہم آپ کی پرستش کرینگے طیمور نے منع کیا اور سبکو ساتھ لیکر شہر کیوانیہ مین آیا اور شہر کو آباد کیا جو لوگ اپنے اپنے مکان چھوڑ کے گئے تھے اُنھون نے اُن مکانات کو آباد کیا اور طیمور آکے دیوان شاہی مین بیٹھا اور ملا سرکش بیابانی کو اک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھاکہ ہمنے شہر کیوانیہ کو آباد کیا ہی اک اژدہے نے اس شہر کو ویران کیا تھا اُس اژدہے کو مارا ہم تو اس مقام پر قیام نہین کرسکتے تم اُس صحرا کے بدلے اِس شہر کی آبادی مین مشغول ہو اور یہان کی سلطنت کرو تو ہم آگے روانہ ہون جس وقت یہ نامہ ملا سرکش بیابانی کو پہونچا ملا نہایت خوش ہوا اور اپنے ملازمون کو لیکر تیسرے روز حاضر ہوگیا طیمور نے ملا کو یہان کا بادشاہ کیا اور اور تھوڑی سی فوج دیکر دیوانہ کو افسر فوج معین کرکے اپنے لشکر کو بھی یہین چھوڑا اور شاہور سے کہاکہ اب چلکر اُس آفت ہوش کی بھی خبر لینا چاہیے کہ کس حال مین ہی لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہو یہان سے شکار کے بہانے چلو شاہور نے اُسی وقت مختصر سامان اپنے ہمراہ پوشیدہ طور سے لیا اور مرکب منگوایا طیمور نے خورشید زرین کمر سے عرض کی کہ بالفعل حضور اسی جگہ قیام کرین مین شکار کے واسطے جاتا ہون بعد واپس آنے کے شہر زرینہ کو چلونگا خورشید نے کہاکہ تمکو اختیار ہی خورشید نے تو اسی مقام پر قیام کیا اور طیمور شاہور کو ہمراہ لیکر جانب صحرا روانہ ہوگیا اور ملا سرکش بیابانی نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص سکونت شہر کیوانیہ کی اختیار کریگا اُسکو مکان مع سامان مفت دیا جائے گا جس وقت یہ خبر مشہور ہوئی تو قصبہ اور قریہ جو قریب قریب تھے وہان کے لوگ آنے لگے اور آباد ہونے لگے بلکہ بہت لوگ غریب غرباد دردور سے آکر آباد ہوے لیکن اب کچھ حال ملکہ کا سنیے کہ یہ جو شاہزادہ طیمور سے رخصت ہوکر چلی تو کچھ ایسی ہوا مخالف چلی کہ کشتی کچھ دن چڑھے ساحل مراد پر پہونچی وہان حسین کج کلاہ بادشاہ شہر حسن آباد نے دختر کو یاد کیا مخلد ارجو آتی ہی باغ مین ملکہ کو نہ پایا ملازمین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ شام سے سیر دریا کو گئی ہوئی ہین ابھی تک تشریف نہین لائین بادشاہ کو تردد ہوا جسوقت ملکہ داخل باغ ہوئی اور یہ خبر حسین کج کلاہ کو پہونچی کہ ملکہ آئی تو بیٹی دختر کے پاس آیا اور کہاکہ تم کہان تھین حسینہ پر جمال نے عرض کی کہ چونکہ شب ماہ تھی مین سیر دریا کو گئی تھی واپسی کے وقت ہوا طوفانی ہوئی مین نے کشتی ساحل پر رکوا دی جب اُس طوفان مین کمی ہوئی تو مین آئی حسین کج کلاہ نے کہاکہ اب آئندہ بغیر ہمارے اطلاع کے پورا انتظام کیے بغیر جانے کا قصد نکرنا یہ سنکے ملکہ کے دل پر چوٹ لگی کہ مین تو آج کا وعدہ کر آئی ہون طیمور اپنے دل مین کیا کہے گا ان مجبوریون سے کون آگاہ ہی نام سنعت مین بدنام ہوتا ہی کہ فلان عورت بے وفا ہی اسنے باپ کے ادب سے عرض کردیا کہ آئندہ ایسا نہوگا لیکن دل آرام سے کہا کہ اب کیا تدبیر کیجائے چونکہ دل آرام کا دل بھی شاہور پر مائل ہوچکا تھا کہا اے ملکہ تین چار روز تو سکوت کیجیے اگر بسہولیت اجازت مل گئی تو خیر ورنہ پھر کوئی تدبیر نکالی جاویگی ملکہ بھی خاموش

ہو رہی ادھر دریا پر چوکیان پہرے قائم ہو گئے ملکہ چپکے جانے سے بھی مجبور ہوئی اور تین چار روز اسکو
عجب بےچینی مین گذرے بقول شاعر + نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو + عجب طرح کا آتی عذاب
ہی دل کو + یا یون کہیے ع دن تو رونے مین کٹا اور رات زاری مین کٹی + عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری
مین کٹی + وزیرزادی بھی چوٹ کھائے ہوئے ہی مگر اسکا اضطراب بہ نسبت ملکہ کے کم ہی یہ جی بہلنے
کے بہت سے سامان کرتی ہی کبھی چوسر بچھاتی ہی کبھی گنجفہ لا کے رکھتی مگر کسی شغل مین ملکہ کا دل نہین
بہلتا ہر وقت صحبت لب دریا کی پیش نظر ہی اور تصویر خیالی شاہزادہ طیمور شیر مرد کی آنکھون کے
سامنے پھر رہی ہی وہ طیمور کا منتین کر کے بلانا اور چلتے وقت ساحل تک پہونچانے آنا ہزارون قسمین
دے کر وعدہ لینا اور پھر جہانتک کشتی کا سامنا رہا تھا وہانتک دیکھتے رہنا ان خیالات سے دل
بھر آتا تھا اور رونے لگتی تھی دل آرام کہتی تھی کہ گھبراتی کیون ہو وہ جی تمھارے دام محبت مین پھنس
چکا ہی یہان جانے والا نہین ہی برسون انتظار کرے گا زندگی بھر امید مین دریا کا کنارہ نچھوڑے گا
گھر چھوڑ دے گا مگر دریا کو نچھوڑے گا اسلیے کہ گوہر مراد اسکا اسی ساحل سے حاصل ہوگا کبھی کہانی
کہتی تھی کبھی قصہ پڑھتی تھی جس قصہ کے نتیجہ بر دکر ناکامی ہوتا تھا تو ملکہ کا دل اور گداز ہو جاتا تھا
اور ناامیدی بڑھ جاتی تھی اور جس قصہ مین کامیابی کا ذکر ہوتا تھا تو آہ سرد دل پردرد سے کھینچکر
کہتی تھی کہ ہماری ایسی تقدیر کہان جو مدعائے دلی حاصل ہو الحاصل جب اسی اودھیڑبن مین کئی روز
گذر گئے تو دل آرام کو بھی پریشانی ہوئی بلکہ بعض اوقات یہ بھی چپ ہو جاتی تھی ایک دن ملکہ نے
طعنہ دیا کہ تو تو بڑی چالاک تھی اب کوئی ایسی تدبیر نہین نکالتی کہ والد ماجد خوشی سے اجازت
دے دین یہ سنکے دل آرام نے غور کیا اور کہا کہ کیا کہون ملکہ میری بھی عقل کھوئی ہوئی ہی
پھر آج سوچونگی اسنے سوچتے سوچتے یہ تدبیر نکالی کہ ملکہ کو بیمار مشہور کیا اور اطبا سے طمع کو
کچھ دے دلا کر اس سے سامنے بادشاہ کے کہوا دیا کہ انکو ہوائے دریا مفید ہی اس وقت بادشاہ
نے مجبور ہو کر اجازت دی اور چوکیان دریا پر جابجا جہوتون کی قایم کر دی گئین ہر جگہ ملاحین معین تھین
کہ اگر کسی مقام پر کشتی طوفانی ہو تو مدد دے کر کشتی ساحل تک لائی جا سکے الحاصل ملکہ نے موربکھی
کی تیاری کا حکم دیا اور دل آرام نے کہا کہ ذرا پوشاک بدلو کنگھی کرو وہ اس حال سے دیکھکر کیا خوش
ہوگا ملکہ نے کہا کہ اگر اس حال خراب کو دیکھکر نہ خوش ہوا تو بناؤ دیکھکر بھی نہ خوش ہوگا
اسلیے کہ وہ یہ سمجھیگا کہ اسے ہماری پروا نہ تھی دل آرام نے کہا یہ سچ ہی مگر ان مردون پر محبت
کا جتانا بھی اچھا نہین ہوتا کہ بےپروا ہو جاتے ہین اور قسمین دیکر ملکہ کی پوشاک بدلوائی اور
بھاری جوڑا پہنایا زیور سے آراستہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر جانب شہر کیوانیہ راہ دریا سے
روانہ ہوئی چلتے جاتے قریب پہر رات گئے کے گنبد طلائی نظر آیا مگر آج اس گنبد مین روشنی
نہ تھی پہلے تو ملکہ نہایت بشاش ہوئی لیکن جس وقت قریب پہونچی اور گنبد مین اندھیرا دیکھا دروازہ
بند پایا تو پریشان ہوئی اور دل آرام سے کہا کہ دیکھ آخر وہ انتظار کرتے کرتے چلا گیا
دل آرام نے کہا مین دریافت کرتی ہون یہ کہکر اسنے کشتی کنارے دریا کے ساحل پر
ٹھہرائی اور ایک عورت کو شہر کی طرف روانہ کیا وہ حال دریافت کر کے آئی اور عرض کی
کہ سنا ہی کہ شاہزادہ طیمور نے اژدہے کو مار کر شہر کو آباد کیا اور اب بڑے شکار گیا ہوا
ہوا ہی یہ سنکے ملکہ کو کمال رنج ہوا کہ ہمارا خیال نہوا شکار کی سوجھی سچ ہی کہ ان مردون کی

ذات بڑی بیوفا ہوتی ہے غرضکہ مایوسی کی حالت میں یہ پلٹ گئی بعد دو تین روز کے پھر اسنے کشتی تیاری کا حکم دیا اور یہ خیال کیا کہ اب وہ شکار سے واپس آگئے ہونگے جب گنبد طلائی کے قریب پہونچی اور پھر وہی اندھیرا پایا تو اور زیادہ رنج ہوا اور آج دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ شکار سے مفقود الخبر ہوگیا تمام اہل شہر غمناک ہیں بس یہ سنتے ہی عجیب حالت ہوگئی اور اسیوقت سے اسکو بسبب صدمہ کے بخار ہو آیا دل آرام بھی کمال اندوہناک جلدی جلدی باغ میں واپس آئی اب ملکہ کی علالت زیادہ مشہور ہوئی اور علاج ہونے لگا لیکن اسکو تو مرض غم ہے نسخہ اسکا اور ہی کچھ ہے کوئی دوا فائدہ نہیں کرتی لاغری بڑھتی جاتی ہے حسین کج کلاہ دختر کو بہت چاہتا ہے نہایت پریشان ہے اسکو یہیں چھوڑا

لیکن اب دو کلمہ داستان سرگشتہ دشت الفت و آوارہ وادی محبت شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان ہوتے ہیں۔ مخمس

اُس گلی نے آگے بتخانہ برہمن چھوڑدے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑدے
مسکن اپنا فاختہ بلبل نشیمن چھوڑدے
کوے جاناں دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑدے

نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑدے

ہاتھ میرا کسطرح قاتل کا دامن چھوڑدے
کسطرح سر کشتگی پاے تیغ افگن چھوڑدے
دوست سے ملنا عبث کیوں شکل دشمن چھوڑدے
خنجر سفاک کو کیا تیری گردن چھوڑدے

جو کہ ہو آہن ربا کسطرح آہن چھوڑدے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خودنمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن

صاف گنگا کی بر ہنگی سر برہمن چھوڑدے

کچھ ہمیں پروا ہے مال و دولت عالم نہیں
کرتے ہیں خواہاں نقد جاں تجھی کب ہم نہیں
یادگار اسکا بھی آس رشک پری سے کم نہیں
خاتم جم ہو جو اپنے پاس لیلے غم نہیں

پرشانی کا جو چھلا ہو سو رہزن چھوڑدے

دھیان رہتے ہیں تجھے زلف پریشاں کے عبث
داغ تو کھاتا ہے عشق اردے جاناں کے عبث
پیش چشم اندھیر میں گردون گرداں کے عبث
ظلم سہتا ہے شب تاریک ہجراں کے عبث

بس دل ناداں خیال روے روشن چھوڑدے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں کہ اب خوف خدا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جاے مرا
دام ہے تن اور تن سے جان ہو جا رہا

مرگئے بسمل تجکو اب اے صید افگن چھوڑدے

دفعتہ ہو جاے گلشن سب کا سب بیت الحزن
ہو بجاے خس صفر دل کا ابھی سب انجمن
خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ میں پاس گل کے گر دیکھے چھری زاغ چمن

بیقین اے باغباں شاخ نشیمن چھوڑدے

پاس جو سکے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اسکے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے

اک قیامت جان پر ہے موت ابھی گر دیکھ لے　　گردن ایسی اُس بت میکش کی ہر گر دیکھ لے

ہاتھ سے ساقی ابھی شیشہ کی گردن چھوڑ دے

ہے کسیکی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے　　کوئی مشکل پا تو مشکل ہے کوئی گردش میں ہے
شب کو گردش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے　　رشتہ طول امل سے سر کوئی گردش میں ہے

پاے آسایش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب ہم ہو زور آور دو لسے نیم جانون سے جو ہو　　کام تیرون سے نہ نکلے ان کمانون سے جو ہو
نامور ہو جائیں ہم لیکن نشانون سے جو ہو　　پہلوانون سے نہو ہم ناتوانون سے جو ہو

عشق کا وہ معرکہ ہو جی تہمتن چھوڑ دے

کیونکر اسکی نرگسی آنکھ پہ نظر آجائے نہ پیار　　صاف دکھلاتی ہین یہ نرگس کے غنچے کی بہار
اور نچی ہوتی ہی نہین نظرین لئے کوئی ہزار　　اُس پری کی شرمگین آنکھین ہین کیونکر سینہ چاک

دیکھئے مجکو یہ کیونکر تکتی کی پلکین چھوڑ دے

رنگ دکھلانے مین کیا کیا گنبد دوار نے　　کیا ستایا ہے کسے عشق کے آزار نے
تنگ کر رکھا ہے مجکو اس دل بیمار نے　　اذن تو ن چھوڑا ہے گھر کا جو انا یار نے

تو بھی اے روح روان اب اپنا تن چھوڑ دے

کب ہے پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر　　قصد رکھتا ہے فلک کا یہ بھی مانند نظر
راست بازی آگئی حصہ مین اسکے سر بسر　　ہو گیا اس سرو قامت کی سواری کا اثر

اب الف ہوتا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

ایضاً

ہے روانی مین ہماری اشکباری کا اثر　　بیقراری مین ہے دل کی بیقراری کا اثر
چال مین گلگون کے ہے با دبہاری کا اثر　　ہو گیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر

اب الف ہونا بھلا کیا اسکا توسن چھوڑ دے

جو حذر کی بات ہے کب جانتے ہین عقلمند　　ہے بہت نازک نہین دل کو نہ ہو گے کچھ گزند
کھینچئے یون رہنا نہ اسکا آئیگا مجکو پسند　　میرے سینہ کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

ایضاً

کیون انھین کرتا ہے تو اے بے ہنر جراح بند　　رہ نہین سکتے ہین دم بھر ایسے در جراح بند
رخنہ بڑھ جائیگا یہ ہونگے اگر جراح بند　　میرے سینے کے نہ سب ناسور کر جراح بند

کوئی تو دل کی نظر بازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا سلے مجھ دشمنی کا دم بھرنے لگا　　دیکھکر اندازِ وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
بیتین کرکے سر کو پانون پر دھرنے لگا　　جب مین چاک اپنے گریبان کی طرح کرنے لگا

بس چلا یار کے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ مینا کار کو　　اک غریب آزاری آگئی اس عیب آزار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو　　رحم آگئے غیر کو لیکن نہ آئے یار کو

دوست مجکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

یاس نے موزون کیے سرو قد بالا کے وصف — وصف نرگس کیسین چشم شوخ و بے پروا کے وصف
ہر جگہ باندھے ہین گلزار رخ زیبا کے وصف — یک قلم لکھے ہین ناسخ اُس گل رعنا کے وصف

جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور شکار کے
بہانے جانب صحرا روانہ ہوا شاہور شیر دل بھی مرکب پر سوار ہمراہ ہوکر ساتھ ہولے جس وقت طیمور
صحرا مین پہونچا اک غول آہوان صحرائی کا نمودار ہوا طیمور نے گھوڑا ڈالا آہو بھاگے طیمور تعاقب مین
آہوان کے روانہ ہوا ہمراہی چھوٹ گئے صرف شاہور شیر دل ساتھ تھا جاتے جاتے آہو نظرون
سے غائب ہوگئے طیمور کو اپنے ساتھیون سے علیحدہ ہونا منظور تھا یہ غرض نہ تھی کہ آہو کو صید
کرین بلکہ خود صید محبت ہو چکے تھے جب آہو چلے بھی گئے تو طیمور نے باگ گھوڑے کی نہ روکی
بلکہ اشتیاق شہر حسن آباد کے گھوڑا اڑاتے ہوئے نکلا چلا گیا اور لوگ تو کچھ دور تلاش
مین آکے جب پتہ نہ پایا تو واپس گئے لیکن طیمور مع شاہور باتین کرتا ہوا چلا جاتا ہے شام تک باگ
گھوڑے کی نہ روکی لیکن سلسلہ جنگلون کا تمام نہوا اور شام ہوگئی طیمور نے اک چشمہ آب کے کنارے
قیام کیا گھوڑے کو چھوڑ دیا شاہور نے کچھ میوہ ہمراہ لے لیا تھا نکالکر طیمور کے سامنے رکھا
شاہزادہ نے میوہ نوش کرکے پانی پیا رات اسی چشمہ آب کے کنارے بسر کی جب صبح ہوئی پھر
چل کھڑے ہوئے دھوپ کی تیزی زمین کا جلنا آلات حرب کی گرمی عجب حالت تھی خلاصہ کہ
دو دن کے بعد گھوڑے سخت تھک گئے اب یہ دونون پیادہ ہوئے لیکن رہروی سے باز نہ آئے
اب یہ نوبت ہے کہ کپڑے کانٹون مین پھنس پھنس کے نچے جاتے ہین اس حالت کو بھی دو روز گذرے
اب کچھ کھانے پینے کو بھی نہین ہے بناس پتی پر گذر ہوتی ہے تیسرے روز اک نیستان ملا یہ دونون
اس نیستان کو طے کرتے چلے جاتے ہین زندگی سے تنگ ہین کہ اک مرتبہ جھاڑی سے اک شیر
ببک کے نکلا طیمور جان سے تو عاجز ہی ہو رہا تھا کہا کہ اے تو ہی کھا لے بلا سے تیرا شکم تو سیر
ہو جائیگا یہ کہکے پہلو شیر کی طرف بڑھا دیا شیر نے بو سونگھی اور صورت دیکھنے لگا طیمور نے
آنکھ سے آنکھ ملائی اور کہا کہ تجھ ایسون کی ٹانگین چیر کے پھینک دے سکتا ہون مگر مین محسن کش
نہین ہون تیری ہم قوم نے مثل فرزندون کے مجھے دودھ پلا پلا کے پالا ہے اب شیر شاہور
کی طرف بڑھا اس سے بھی وہی بو آئی جو طیمور سے آئی تھی شیر ان دونون کو چاٹنے لگا اور
محبت کے ساتھ طیمور کے سامنے آکر جھکا اور دم کو مثل سگ خانگی کے ہلانا شروع کیا اور کچھ
اپنی زبان مین کہا اسکے اشارے کو شاہور اتنا سمجھا کہ پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کرتا ہے یہ خیال کرکے اُس
شیر کے پشت پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور طیمور سے کہا کہ اس شیر کی پشت پر سوار ہو جیے یہ منزل
مقصد پر پہونچا دیگا طیمور شیر کی پشت پر سوار ہوا شاہور ساتھ ہو لیا شیر ان جھاڑیون کو
طے کرکے اک میدان مین پہونچا اور ایک طرف چل کھڑا ہوا جاتے جاتے کئی کوس نکل آیا
وہان اک مقام پر خیمہ برپا دیکھا اور کچھ لوگون کو جمع پایا شیر ٹھہر گیا طیمور شیر کی پشت سے
اُترا شیر تو جس طرف سے آیا تھا اس طرف راہی ہوا اور شاہور مع طیمور ٹہلتے ہوے
باحال خراب اس مجمع کے قریب آئے جہان خیمہ برپا تھا یہ قافلہ خواجہ اکوان ظلمانی کا

تھا یہ تاجر نوجوان بہادر دوست رئیس شناس تھا نظر اسکی جو طیمور پر پڑی گو طیمور کا حال خراب
تھا مگر چہرہ کی جلالت و شان کب مٹ سکتی تھی سوداگر اپنے مقام سے برائے تعظیم اٹھا طیمور
نے کہا کہ آپ مجھے بناتے ہیں آخر کس بات کی تعظیم دیتے ہیں نہ میں صاحب کشف و کرامات ہوں
نہ دولت و ثروت رکھتا ہوں سوداگر نے کہا کہ کیا مجال ہے کسیکی کہ حضور کو بنا سکے آپ کوئی
رئیس ہیں نہیں معلوم کس تباہی میں یہانتک آنکلے یہ کہکر اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد آپ
دونوں صاحبوں کو لے جاؤ غسل کراؤ لباس بدلواؤ لوگ سوداگر کے آئے اور طیمور کو لے گئے
غسل کرایا لباس بدلوایا اب جو دیکھا ہر شخص نے تو وہی جمال تھا ہر ایک محو جمال ہو گیا اور سوداگر
بھی اسقدر گرویدہ ہوا کہ کہنے لگا کہ جی چاہتا ہے آپ کو ایک ساعت اپنے سے جدا نکروں طیمور نے
کہا میں آپ کے ساتھ ہوں واقع میں پیشہ سوداگری سے بہتر بھی کوئی پیشہ نہیں ہے جی چاہتا ہے
کہ اب سے ہم بھی یہی پیشہ اختیار کریں اسکے بعد سوداگر نے کہا کہ اب کل میں یہاں سے کوچ کرنیوالا
ہوں آپ کا کیا ارادہ ہے طیمور نے فرمایا کہ آپ کس طرف کا قصد رکھتے ہیں خواجہ اکوان نے کہا
کہ میں پہلے پہل تجارت کو نکلا ہوں اسکے قبل والد ماجد تجارت کرتے تھے اور میں انتظام خانہ میں مصروف
تھا جب والد ماجد کا وقت انتقال قریب پہونچا تو اُنھوں نے حکیم دانشور وزیر شہر حسن آباد
کے نام اک سفارش نامہ تحریر کر کے مجکو دیا اور خود انتقال کر گئے جب اُنکے دفن و کفن سے فراغ
حاصل ہوا تو میرا بھی جی چاہا کہ برائے تجارت نکلوں کہ اس پیشہ میں ملکوں ملکوں کی سیر مفت میں ہوتی
ہے اگرچہ خدا نے گھر میں بھی بہت کچھ دیا ہے مگر انسان کو خالی بیٹھنا نہ چاہیے کچھ نہ کچھ کرتا رہے وہ
سفارش نامہ میرے پاس ہے میرا مقصد شہر حسن آباد جانے کا ہے یہ سنکے طیمور دل میں خوش
ہوا کہ یہ راہبر خوب ملا اور ذریعہ بھی ایسا ہے کہ بادشاہ تک رسائی ہونا بھی آسان ہے طیمور نے کہا
کہ چلئے میں بھی چلونگا مجھے بھی شہر حسن آباد کا نہایت اشتیاق تھا غرضکہ دوسرے روز سوداگر
جہاز پر سوار ہو کر شہر حسن آباد کی جانب روانہ ہوا تیسرے روز جہاز اسکا لنگرگاہ پر پہونچا
سوداگر جہاز سے اتر کر داخل شہر ہوا طیمور بھی ساتھ ہو دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہے لوگ شاد
ہیں دوکاندار نہایت ایماندار خلقت میں عام طور سے حسن لیکن طیمور پر سبکی نگاہیں پڑتی ہیں
ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ دیکھو فلان جوان کیسا حسین ہے اور کیا طرحدار ہے طوائفین کوٹھوں
پر سے اشارے کرتی ہیں مگر طیمور کسیکی طرف توجہ بھی نہیں کرتا سوداگر حکیم دانا وزیر کے مکان پر پہونچا
وزیر کو معلوم ہوا کہ وہ جو سوداگر آیا کرتا تھا اسکا بیٹا آیا ہے وزیر مکان سے باہر
نکلا سوداگر نے سلام کیا اور اپنے باپ کے انتقال کا حال بیان وزیر کو سنکے کمال افسوس ہوا
سوداگر کو بہت کچھ تسکین دی اور اپنے یہاں مہمان کیا مکان نفیس رہنے کو دیا جب وقت دربار
میں بادشاہ کے گیا تو ذکر کیا کہ خواجہ کیوان طمانی سوداگر جو اشیاء نفیس و نادر لیکے آیا کرتے تھے
اور بہت دنوں سے نہیں آئے تھے تو معلوم ہوا کہ اُنھوں نے انتقال کیا اُنکا فرزند خواجہ
اکوان آیا ہے اور کچھ تحائف بھی ہمراہ لایا ہے حضور کی خدمت میں گذرانا چاہتا ہے بادشاہ نے
کہا بلاؤ اسیوقت ہرکارہ روانہ ہوا اور آکر خواجہ اکوان سے کہا کہ چلئے تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہے
خواجہ اکوان ہمراہ ہرکارے کے در دولت پر حاضر ہوا مجرائی نے مجرا کرا کر نذر دلوائی
طیمور اور شاہور بھی ساتھ تھے اُنھوں نے بھی سلام کیا بادشاہ کی نظر جو طیمور پر پڑی

سوداگر سے کہا کہ یہ لڑکا تمھارے ساتھ کون ہے خواجہ اکوان نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ بھائی
ہین سب سے اب بادشاہ نے مال تجارتی طلب کیا خواجہ اکوان نے اشیاء نادر دکھلائین بادشاہ
نے کچھ چیزین پسند کر کے لے لین کہ اتنے مین کہاری آئی اور عرض کی کہ صاحبزادی کی طبیعت
اسوقت زیادہ خراب ہے بادشاہ گھبرا کر محل مین داخل ہوا سوداگر حاضر رہا وزیر سے پوچھا
خیریت تو ہے وزیر نے کہا کہ چند روز سے شاہزادی کو اختلاج کا مرض ہو گیا ہے طبیبون نے
کیسے کیسے علاج کیے مگر کچھ نفع نہین اسوقت شاہور نے کہا کہ مین نے پیشہ طبابت کو
بھی حاصل کیا ہے اگر مناسب ہو تو میرے علاج کی بھی راے دیجیے وزیر نے کہلا بھیجا کہ سوداگر کے
دو بھائی جو ساتھ مین ہین انمین سے ایک طبابت کو بھی خوب جانتا ہے بادشاہ نے پردہ کرا کے
اندر بلا لیا شاہور نے اندر جا کے نبض دیکھی اور کہا کہ اس وقت حرکت قلب کی نسبت بڑھی ہوئی
ہے شاہزادی کو کسی مقام پر تنہا بھجوا دیجیے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھے بلوائیے گا اس وقت
نبض کی اصلی حالت معلوم ہوگی اسوقت تو ہجوم مین بیٹھنے سے طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے
ایسے مریض کے لیے تنہائی مفید ہوتی ہے ملکہ بھی اس کشمکش سے گھبرا رہی تھی چاہتی تھی
کہ تنہائی ہو تو شاہزادے کے تصور مین کچھ دیر بیٹھ کر رو لون کہ دل کی بھڑاس نکلے غرضکہ
جب بادشاہ نے یہ راے سنی تو شاہزادی کو باغ مین بھجوا دیا اور حکم دے دیا کہ سوا وزیر زادی کے
شاہزادی کے قریب کوئی نہ رہے اور ایک گھنٹے کے بعد مجھ سے اطلاع کرنا کہ اب مزاج
کیسا ہے یہ حکم دیکر بادشاہ مع شاہور باہر آیا وہان شاہزادی کو باغ مین پہنچوا دیا تخلیہ
ہو گیا ملکہ یاد مین شاہزادہ طیمور کے روئی جب کچھ آنسو نکلے تو حرارت قلب کی کم ہوئی دل
ٹھہرا ایک محلدار نے آکر عرض کی کہ اب ملکہ کو کسیقدر سکون ہے بادشاہ نے کہا کہ چلو
اب نبض دیکھو شاہور پھر اٹھا بادشاہ نے کہا اگر نبض دیکھنے کے وقت بھی تخلیہ
کی ضرورت ہو تو مین نہ جاؤن شاہور نے کہا کہ حضور تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے
مین ابھی جاتا ہون اور ابھی حاضر ہوتا ہون نفع نقصان تو حضور کو اسی وقت معلوم ہو گیا ہوگا بادشاہ
نے کہا کہ بیشک اسوقت تو تمھاری راے پر عمل کرنے سے بہت جلد نفع ظاہر ہوا خیر
شاہور کو محلدار کے ساتھ کر کے طرف باغ ملکہ کے روانہ کر دیا سوداگر مع طیمور رخصت ہو کر
اپنے قیام گاہ پر آیا وہان شاہور جو پردہ کے پاس پہونچا بیٹھ گیا محلدار بھی بیٹھ گئی اب صرف
شاہزادی اور وزیرزادی ہے شاہور نے نبض دیکھی اور کہا کہ آپ حال بیان کیجیے گا یا مین
بیان کرون وزیرزادی نے کہا کہ تم بیان کر سکتے ہو تو پھر کیون ہو شاہور نے کہا کہ سبب
مرض دریا معلوم ہوتا ہے دریا مین کوئی ایسا سمان دیکھا ہے کہ اسکے دیکھنے کو پھر جی چاہتا ہے اور
اب وہ دکھائی نہین دیتا ہے یہ سنکے ملکہ کے بھی کان کھڑے ہوے اور وزیرزادی نے بھی
کہا کہ کتنا ٹھیک کہا حکیم جی مفصل بیان کرو ابھی ہوئی بات سمجھ مین نہین آئی ہے یہ
سنکے شاہور نے کہا اے ملکہ افسوس مجھکو نہ پہچانا تم جسکے غم مین بیمار ہوئی ہو وہ ٹھوکرین
کھاتا ہوا صحراؤن اور جنگلون کی خاک چھانتا ہوا تمھارے ملک مین آیا ہے اور مین ہون شاہور
شہزادہ اول تمکو علیل سنکر طبیب بنا اور رسائی پیدا کی بس یہ سنتے ہی ملکہ نے بیتاب ہو کے
پردہ الٹ دیا اور کہا اے شاہور شاہزادہ کہان ہے شاہور نے بیان کیا کہ ہمراہ اکوان ظلمانی

سوداگر کے حکیم دانشور وزیر کے مکان مین تشریف فرما ہین اُنکو بھی لاؤنگا مگر ابھی موقع نہین
ہی ملکہ نے کہا تم اسکا خیال نکرو کہ موقع نہین ہی آج سے مین انتظام کرتی ہون کہ میرے باغ مین
سوا میرے پاسدارون کے اور کوئی نہو گا تم شب کے وقت پوشیدہ طور سے اُنکو لے آؤ شاہور نے
کہا اطمینان رکھیے مین آج ہی شب کو لے آؤنگا یہ کہکر شاہور رخصت ہوا اور باہر آکر بادشاہ
سے عرض کی کہ ملکہ کی طبیعت بہت درست ہی اور اسکا انتظام رکھا جائے کہ سوا اُن لوگون
جو ملکہ کے خاص ملازم ہین یا جنکا رہنا ملکہ اپنے پاس منظور کرے سوا اُن لوگون کے اور کوئی
ملکہ کے باغ مین نرہے بادشاہ نے بہت بھاری خلعت شاہور کو عنایت کرکے رخصت
کیا اور شاہور وہان سے خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر دل کے آیا اور ملکہ کی صحت کا حال
بیان کرکے کہا کہ آج شبکو چلیے گا کہ مین ملکہ سے وعدہ کر آیا ہون طیمور نے کہا شب کیسی مجھے
اسی وقت ابھی چلنے مین تامل نہین ہی شاہور نے کہا اسوقت کا چلنا تو خلاف مصلحت ہی اور
شب کو چلنا قباحت نہین رکھتا آپ تن تنہا مین شل مشہور ہی کہ سو رمان جنا بچا طر نہین بچو جتا ہی مطلب
سے مطلب ہی لڑنے جھگڑنے سے کیا فائدہ آپ کے باعث اس سوداگر کی جان پر بھی آ بنیگی
طیمور خاموش ہو رہا مگر اتنا دن تڑپ تڑپ کے گذرا بقول شاعر ؎ شام کیا روز جدائی
کی نہین ہوتی ہی + دھوپ جب دیکھیے موجود ہی دیوارون پر ادھر ملکہ نے اتنا زمانہ انتظام
مین گذارا قصر کی آراستگی کا حکم دیا باغبانون پر تاکید ہی کہ خبردار کوئی کانٹا یا برگ خشک تمام باغ مین
نہ رہنے پائے اسلیے کہ آج وہ رات ہی کہ غنچۂ دل ہمارا شگفتہ ہونیوالا ہی پژمردگی خاطر دفع ہوئی ملکہ
کا دن کسیقدر اس اہتمام و انتظام کے سبب آسانی سے گذرا الغرض جب شام ہوئی تو سوداگر
دربار مین گیا طیمور سے کہا کہ چلیے گا طیمور نے کہا کہ میری طبیعت درست نہین ہی اس بہانے
سے طیمور نے ٹال دیا سوداگر دریا کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ طیمور مرکب پر سوار ہو کے
آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر مع شاہور شیر دل جانب باغ ملکہ روانہ ہوئے وہان
ملکہ انتظار مین بیٹھی ہی تھی کہ شاہزادہ دروازہ باغ سے نمودار ہوا ملکہ ٹہل رہی تھی کہ طیمور نے
آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے ظاہری بے اعتنائی کرکے جواب دیا
کہ سچ کہا ہی مردون کی ذات بے وفا ہوتی ہی ہمنے کئی پھیرے کیے مگر پھر تم گنبد طلائی مین
نظر نہ آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شکار پر سے غائب ہوگئے یہ سنکے اور تشویش
پیدا ہوئی جس سے مین بیمار ہو گئی مگر شکر ہی کہ تم ہمین آ پہونچے طیمور نے کہا اُلٹے الزام
لگانا تو معشوقون کا شیوہ ہی یہ کوئی نئی بات نہین جس سے مجھے بد دلی ہو پہلے تمنے وعدہ خلافی
کی یا ہمنے اگر تم حسب وعدہ آتین تو ہم تمھاری تلاش مین کیون حیران و سرگردان ہوتے یہانتک آگے الحاصل
بعد شکوہ و شکایت ملکہ طیمور کو باغ کی سیر کراتی ہوئی اپنے قصر فلک رفعت مین لائی یہ قصر
کنارے دریا کے واقع ہی ایک طرف سیر باغ کا لطف ہی اور دوسری جانب سیر دریا بخصوص ماہ
کی وجہ سے اس سیر کا دونا لطف تھا قصر کا عکس جو دریا مین پڑتا تھا تو عجب لطف دکھاتا
تھا اُدھر پرتو مہتاب سے موجون کا پیچ و تاب شکم مار کی چمک دکھا رہا تھا ایکطرف حباب آنکھین
کھولے ہوئے ہمہ شب ماہ دیکھ رہے تھے مچھلیان بیتابی کے ساتھ پانی پر اُبھر ابھر کے
حباب منھ سے چھوڑ کے پھر غرق ہوجاتی تھین ایک جانب باغ لہلہا رہا ہی پھولون کی پتیان

آرہی مین بلبلون کی خوشنوائی شاہد گل کی رعنائی بالاخانہ پر چوکا تختون کا لگا ہوا تھا گلدان رکھے تھے لشتیان
شربت وکباب کی حاضر تھین جام مئے ارغوانی کو گردش تھی شاہزادہ قسمین دے دے کے ملکہ کو
جام پلا رہا تھا اور ملکہ شاہزادی کو اپنے ہاتھ سے بھر بھر کے دیتی تھی دل آرام گا رہی تھی اور شاہپور
نے نوازی کر رہا تھا دو بجے رات تک یہ صحبت گرم رہی دو بجے کے بعد شاہزادہ ملکہ سے
رخصت ہوکر روانہ ہوا یہان ملکہ کو وہ بزم خوشی فرقت طیمور سے بزم غم ہوگئی نیند کے بہانے منہ لپیٹ
کے پڑ رہی ہرچند کہ یہ امید تھی کہ کل شام کو شاہزادہ پھر آئے گا لیکن اتنی دیر کی جدائی بھی گوارا نہ تھی
وہان شاہزادہ طیمور جو مکان پر پہونچی سوداگر دربار سے واپس آنے کے بعد پریشان تھا کہ
طیمور کہان گئے جب یہ پہونچے تو پوچھا کہ بھائی صاحب آپ کہان تشریف لے گئے تھے طیمور نے
کہا کہ آج کل مجھے اختلاج کی شکایت زیادہ رہتی ہے صحرا کی جانب نکل جایا کرتا ہون سوداگر
خاموش ہو رہا صبح کو شاہی چوبدار حاضر ہوا کہ شاہزادی کی طبیعت اس وقت پھر سست ہوگئی ہے
حکیم شاہپور کو بلایا ہے شاہپور اسی وقت درباری لباس پہنے ہوے جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہ خبر
ملکہ کو ہوئی کہ حکیم صاحب آتے ہین اسنے ظاہری پردہ کرکے اندر بلا لیا اور شاہپور نے بہت کچھ
سمجھایا اور کہا کہ ملکہ اب ہوشیاری کا وقت ہے ان باتون مین افشاے راز کا خوف ہے شاہپور
کے کہنے سے ملکہ نے اپنے کو سنبھالا اور انتظام مین مصروف ہوئی شاہپور نے آکر طیمور سے
سب حالت بیان کی طیمور نے شام کو پھر صحرا کا رخ کیا اور رات کے وقت باغ مین آموجود ہوے
تمام رات صحبت گرم رہی صبح کے قریب نکلکر چلے تھے کہ قضاے کار و اتفاقات روزگار اس طرف
سے ہام بن ہوم بتزلن کہ سرداران زبردست سے تھا باغ ملکہ کی حفاظت اسکے سپرد تھی یہ
تین چار سو سوارون سے روند پھرتا چلا آتا تھا کہ اسنے طیمور کو باغ سے نکلکر جاتے دیکھا بس
وہین سے للکارا کہ ہاں باش او سرکش تو کون ہے کہ ملکہ کے باغ مین آیا تھا اور کس واسطے آیا تھا یہ
سنکے طیمور نے گھوڑے کو روکا اور جواب دیا کہ او خیرہ سر دور ہو میرے سامنے سے
بس مین ایسا ہون کہ تن تنہا اس باغ مین آتا ہون اور ملکہ میری معشوقہ ہے بس یہ سنکے ہام
بن ہوم تڑپ کر سامنے آیا اور پکارا کہ باغ مین آنے کا یہ نتیجہ ہے کہ تیری نخل حیات کو قطع
کیے دیتا ہون یہ کہکر تیر مارا طیمور نے تیر کو قلم کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو مع مرکب چار ٹکڑے
ہوے ہمراہیون نے حملہ کیا جب دو چار مارے گئے تو لاش لیکر بھاگ کھڑے
ہوے طیمور آکر اپنے مقام پر پہونچا ہتھیار کھولے آرام کیا صبح کو لوگ لاش ہام بن ہوم کی
لیے ہوے سامنے بادشاہ کے پہونچے بادشاہ نے پوچھا کہ اسے کسنے مارا لوگون نے بیان کیا
کہ ایک شخص ملکہ کے باغ سے نکلکر جاتا تھا ہمنے اسے ٹوکا اسکے ہاتھ سے یہ مارا گیا بادشاہ
اسی وقت باغ مین آیا اور ملکہ سے فرمایا کہ تمہارے باغ مین کون آیا تھا ملکہ سہم گئی دل آرام
نے کہا کہ حضور کسکی مجال ہے کہ باغ مین قدم رکھ سکے بادشاہ نے ہام بن ہوم کے مارے
جانے کا حال بیان کیا دل آرام نے کہا کہ کوئی قزاق ہوگا اور چوری کے قصد سے آیا ہوگا
ملکہ بیرون باغ کا حال کیا جانین بادشاہ دل مین قائل ہوکے چلا آیا اور طوفان اژدرگیر
سے حکم دیا کہ آج تم گشت کرو اور دیکھو کہ وہ کونسا ایسا سرکش آتا ہے جسکے ہاتھ سے
میرا اتنا بڑا سردار مارا گیا طوفان اژدرگیر نے دو سو سوار اپنے ساتھ لیے اور شام سے

گشت پھرنے لگا وہان ملکہ کو مایوسی ہوئی کہ اب شاہزادہ نہ آئیگا اور بہتر ہی کہ نہ آئے ورنہ یہ راز
فاش ہونے کے علاوہ اسکی جان کا بھی خوف ہی یہان تو یہ حالت ہی اور وہان شاہزادہ طیمور
شیر پرور سے سوداگر نے کہا کہ بھائی صاحب آپ روز چلے جاتے ہین اور یہان کا رنگ
بے طرح ہی کوئی قزاق آیا ہوا ہی کہ اُسکے ہاتھ سے بہت بڑا سردار مارا گیا ایسا نہو کہ آپ پر کوئی افتاد
پڑے یا یہ بدنامی آپ کے ذمہ ہو تو وقت پڑیگی طیمور نے کہا کہ میری وجہ سے کوئی بدنامی نہوگی
جو آفت آئیگی وہ مجھی تک محدود رہیگی اگر صحرا مین مجھسے اور اُس قزاق سے ملاقات ہوگئی
تو پکڑ کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر کر دونگا تم اطمینان رکھو سوداگر نے کہا کہ مجھے اپنی بدنامی سے
زیادہ آپکی جان کا خوف ہی طیمور نے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو مین موم کا بنا ہوا نہین ہون
کہ مجھے کوئی کھا جائیگا غرضکہ جب شام ہوئی تو پھر شاہزادہ طیمور شیر پرور مرکب پر سوار ہو کر
بجانب صحرا روانہ ہوے ایک مرکب پر شاہپور ساتھ تھا شاہپور نے کہا کہ چلتے وقت
لڑائی کا ہونا اچھا نہین ہی ورنہ ملکہ سے مل بھی نہ سکیگا شاہزادے نے کہا کہ پھر کیا بہتر ہی نگہبان
موجود مین شاہپور نے ایک تنہ درخت کی آڑ مین ٹھہر کر تاک لگائی جس وقت گشت کے
سوار ادھر سے اُدھر چلے گئے تو یہ دونون داخل باغ ہوگئے آج ملکہ کے وہم مین بھی نہ تھا
کہ شاہزادہ آئیگا یہ مایوس پڑی ہوئی سوچ رہی تھی کہ اب صورت ملاقات کیا ہو دل آرام سمجھا رہی
تھی کہ اس وقت تمھارے آنے سے نہ آنا بہتر ہی ہوک تاک مین ہین بادشاہ باخبر ہوگیا ہر چند ابھی یہ نہین
معلوم ہی کہ کون آتا ہی لیکن دشمن تو موجود مین اگر زندگی باقی ہی تو ساتھ خیر و عافیت کے پھر ملجائینگے
یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک خواص نے دوڑ کر عرض کی کہ شاہزادے تشریف لائے ہین
ملکہ سمجھی کہ تحسین صبح کلاہ آتا ہی لیکن وزیرزادی سمجھ گئی جلدی سے قصر کے باہر آئی تو دیکھا
کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور مع شاہپور چلا آتا ان دونون نے گھوڑون کو درخت کے نیچے
چھوڑا اور آپ قصر مین آئے ملکہ نے جو طیمور کو دیکھا سکتا سا ہوگیا اور کہا کہ آپ کیونکر آئے
طیمور نے کہا یہ نپوچھو کہ کیونکر آئے کسی نہ کسی طرح چلے آئے شاہزادی خوش تو ہوئی مگر ساتھ ہی
تشویش پیدا ہوئی کہ جاتے وقت اگر نگہبانون سے سامنا ہوگیا تو ضرور لڑائی ہوگی دیکھیے کیا
ہوتا ہی اس روز جسقدر خوشی تھی اُتنی ہی تشویش بھی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ کچھ سکوت
کی حالت رہی نہ وہ مے چھیچے تھے نہ شغل سرود و ستار تھا جب تھوڑی رات رہی اور شاہزادے
نے چلنے کا قصد کیا تو ملکہ نے دونون ہاتھ گلے مین ڈالدیے اور کہا مین نجانے دونگی اب تم
شب و روز یہین رہو نگہبان اپنا سر ٹپک ٹپک کے چلے جائینگے شاہزادہ طیمور نے فرمایا کہ اے
ملکہ یہ نہین ہوسکتا کہ مین تمھارے باپ کے پہلوانون سے خوف کرون اور یہان چھپ کے
بیٹھون مجھے بھی دیکھنا ہی کہ تمھارے یہان کیسے کیسے سردار ہین ہرچند ملکہ نے منتین کین مگر نہ مانا
دامن چھڑا کے پشت مرکب پر سوار ہوے اور باغ سے نکلکر چلے چند ہی قدم راہ طی کی ہوگی
کہ طوفان اژدر گیر کی نظر پڑی وہین سے اسنے اپنی کرگدن کو جولان کیا اور آواز دی کہ او دزد
خبردار مین آپہونچا شاہزادہ نے گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ مین تیری خدمتگذاری کو موجود
ہون طوفان اژدر گیر سامنے آیا اور للکارا کہ تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی طیمور نے کہا کیا
اندھا ہی تجھے دکھائی نہین دیتا کہ مین گلستان سے آتا ہون طوفان اژدر گیر نے کہا کہ معلوم

ہوتا تو قضا تیری مجھے کھینچ کے اس طرف لائی ہے طیمور نے کہا یا میری قضا لائی ہے یا تیری قضا لائی
ہے دو مین سے ایک کی قضا ضرور ہے طوفان اژدر گیر نے کہا کہ مجھے مثل ہام بن ہوم کے سمجھا ہے
شاید ابھی تو مجھسے آگاہ نہین ہے مین ہون طوفان اژدر گیر طیمور نے نعرہ کیا کہ تو مجھسے بھی آگاہ نہین ہے
مین ہون صاحبقران آئینہ پرستان بس طوفان کے غضب مین آکر نیزہ کا وار کیا طیمور نے نیزے
کو نیزے پر کاٹا اور رد و بدل ہونے لگی چند ضرب کی نوبت آئی ہوگی کہ طیمور نے نیزہ ہاتھ سے طوفان کے
نکال دیا طوفان کی نگاہون مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا کہا او سرکش غضب کیا تو نے کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکال دیا کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو سامنے مردان عالم کے افتخار اپنا ظاہر کرے
یہ کہکر تلوار ماری طیمور نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور
کرتا ہے تو اسے زمین سے اٹھالیا اور اچھال دیا گرنے کے وقت چورنگ ہوا لیکن ٹکڑے ٹکڑے جو اسکی
لاش کے زمین پر گرے طبقہ ہل گیا ہمراہیان طوفان نے کہا کہ مار لو اسکو جانے نہ پائے غضب
کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مار ڈالا یہ کہکر دو سو جوان آپڑے ہر طرف سے کمندین اور تلوارین پڑنا
شروع ہوئین طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا جسپر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے دم بھر
مین سو جوانون کو اور تیغ کیا آخر لاش طوفان کی لیکر سب بھاگ کھڑے ہوئے طیمور اپنے
مقام پر پہونچا اور لباس خون آلودہ اتار کر چھپا دیا اور سو رہا صبح کو بادشاہ آکر دربار مین بیٹھا
تمام ارکین دولت جمع ہوئے حکیم دانش فروز وزیر حسین کلاہ فرزند بادشاہ ہوم تبرزن
بروت کشیدہ ابرو سپہ سالار رحیم بلند بالا قریب چالیس پینتالیس سرداران زبردست کے آکر
جمع ہوئے کہ اک مرتبہ رونے پیٹنے کی آواز کان مین آئی اور لوگ لاش طوفان کی لیے ہوئے
آگئے اور چارون ٹکڑے سامنے رکھکر کہا کہ اُس ظالم نے اتنے بڑے سردار کو چورنگ
کیا اُس وقت بادشاہ نہایت پریشان ہوا کہ جسنے اتنے بڑے سردار کو اس طرح مارا اُس سے
کون لڑ سکتا ہے قریب اس ملک کے اک کوہ ہے کہ اُسکو کوہ دخانی کہتے ہین گھاٹیون سے اس
پہاڑ کے دھوان نکلا کرتا ہے اس کوہ پر اک قزاق رہتا ہے کہ نام اُسکا دخان کوہی ہے قوم حبش سے
ہے اور نہایت زبردست ہے بادشاہ اسکا دباؤ کھاتا ہے جبتک بروت تہمتن ملازم نہوا تھا اس وقت
تک دخان کوہی بادشاہ سے خراج لیا کرتا تھا لیکن جبسے بروت تہمتن کو عہدہ سالاری لشکر
کا سپرد ہوا ہے اُس وقت سے دخان کوہی نے بادشاہ پر دباؤ ڈالنا تو موقوف کر دیا ہے لیکن حسین کلاہ
کی بھی اتنی جرأت نہین ہوئی کہ اُس سے الجھے اب بادشاہ کو اُسکا خیال گذرا کہ سوا دخان
کوہی کے دوسرے کا یہ کام نہین ہے یہ سنکے بروت تہمتن نے موچھون پر بل ڈالے اور کہا کہ آخر
خیر خواہان دولت کس دن کے واسطے ہین اگر حکم ہو تو اس کوہی کا سر لاکر حضور کے قدمون پر
ڈال دون بادشاہ نے کہا کہ ای بروت تہمتن وہان جانے کی ضرورت نہین ہے اسلیے کہ جنگ
دو سردار دو فتح و شکست پر کسیکو اختیار نہین حاصل ہے تمھارا کام جانبازی ہے اُس سے سرکش ہو کے
نہ لڑو اگر تم زخمی ہو لیے تو لشکر کے لیے کون جواب دیسکتا ہے لہذا آج باغ ہمہ کی حفاظت تمھارے
سپرد ہے اگر وہ اس طرف آئے تو اُس سے سمجھ لینا بروت تہمتن اس بات پر رنجیدہ ہوا
اور کہا کہ مین چوکیدار نہین ہون کہ رات بھر باغ کے گرد پھرا کرون یہ امر میری عزت کے خلاف
ہے اگر آپ حکم دین تو جاکر اس کوہی کو کھینچ کے زندہ پکڑ لاؤن لیے سر اُسکا لے آؤن بادشاہ نے

سکوت کیا بروت تہمتن اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ
دخانی روانہ ہوا یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو ہوئی کہ اک قزاق پر شبہہ ہی کہ وہی شبکو
آتا ہی بروت تہمتن اُسکے قتل کے ارادہ سے گیا ہوا ہی طیمور ہنسے اور کہا کہ کیون شاہپور اُس
غریب کی جان بچانا چاہیے ایسا ہو کہ ہمارے باعث سے دخان قزاق مارا جاوے وہ بیچارہ
بے قصور ہی شاہپور نے کہا کہ آپکو تمام دنیا کے جھگڑون سے کیا مطلب اب اس راز کا پوشیدہ
رہنا تو غیر ممکن ہی جبتک بات چھپی ہی چھپی ہی ایک دن ظاہر ہونا ضرور ہی وقت کو غنیمت
جانکر ملکہ سے ملیے طیمور خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو حسب قاعدہ سوار ہو کر صحرا کی طرف
نکل گیا اور چکر لگا کے باغ مین ملکہ کے جا پہونچا وہان ملکہ ان دھڑکون مین آدھی ہوئی جاتی تھی
شاہزادہ کے صحیح وسالم پہونچنے سے ملکہ کو خوشی حاصل ہوئی اور یہ خبر بھی سُنی کہ بادشاہ کو دخان
کوہی قزاق پر شبہہ ہوا ہی سپہ سالار کو اُسنے کوہ دخانی کو بھیجا ہی ملکہ نے شکر کیا کہ آج کی رات
تو خیر وعافیت سے گذرے گی غرضکہ اُسی وقت سامان عیش ونشاط مہیا ہوا آج یہ دونون
باہمی نظارہ بازی مین ایسے محو ہوے کہ رات بہت کم رہگئی شاہپور نے کہا کہ ای شہریار
صبح ہوا چاہتی ہی جلد تشریف لے چلیے طیمور اُٹھ کھڑا ملکہ پھر حسرت سے دیکھا کی طیمور پشت
مرکب پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا فیصلے کا راہ گم کر کے کہین سے کہین نکل گئے
انکو تو گم کردہ راہی کی حالت مین چھوڑا جاتا ہی

اور اول کچھ حال بروت تہمتن اور دخان کوہی کا بیان ہوتا ہی

راوی کہتا ہی کہ جسوقت بروت تہمتن مع فوج سامنے کوہ دخانی کے پہونچا ادھر دخان کوہی
کو معلوم ہوئی کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی سردار میرے مقابلہ کو آتا ہی اسے تعجب ہوا کہ
آجتک بادشاہ نے مجھسے کبھی چھیڑ نہ کی تھی آج اسکا کیا سبب اک سوار کو بروت تہمتن
کے پاس روانہ کیا اور سبب آنے کا دریافت کیا سوار خدمت مین بروت تہمتن کے آیا
اور کہا کہ آپ ادھر کس غرض سے آئے مین بروت تہمتن نے کہا کہ جاکر اُس چوٹے سے
کہدینا کہ اب تونے ان بے ترکیبون پر کمر باندھی ہی کہ ملکہ کے باغ مین جاتا ہی اور دو ملازمان
شاہی کو قتل کر کے نکل گیا مین تیری سرکوبی کے واسطے آیا ہون یہ جواب لیکر وہ سوار
پاس اپنے مالک کے گیا اور دخان کوہی سے بیان کیا دخان کوہی نے جواب مین کہلا
بھیجا کہ ای بروت تہمتن اگر تجکو اپنے زور وبازو پر گھمنڈ ہی تو مین بھی موم کا بنا ہوا نہین ہون لیکن
تجھسے سچ کہتا ہون کہ بسبب تیرے مین نے بادشاہ سے الجھنا موقوف کر دیا مجھے نہین معلوم کہ وہ کون
شخص ہی جو ملکہ کے باغ مین آتا ہی اور جسکے ہاتھ سے دو سردار مارے گئے ملکہ کو مین اپنی دختر کی جگہ سمجھتا
ہون اگر تم اس شبہہ مین آئے ہو تو پلٹ جاؤ دھوکا نہ اُٹھاؤ اگر آزمایش اپنی اور میری منظور ہی
تو مجھے تم سے مقابلہ کرنے مین کچھ عذر وانکار نہین ہی جسوقت یہ پیام بروت تہمتن کو پہونچا یہ ہنسا اور
جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھے تجھسے آزمایش بھی منظور ہی اگر ملکہ کے باغ مین کوئی اور شخص آتا ہو
تو بعد تیرے معاملہ کے اُس سے بھی سمجھ لونگا یہ سُنکے دخان کوہی نے اپنے لشکر کو بھی زیر کوہ اُتارا
اور طبل جنگ بجوادیا ادھر لشکر بروت تہمتن مین بھی کوس حربی بجا دونون طرف تیاریان

جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ادھر تو بروت تہمتن اپنے چالیس ہزار
سوارون سے آگر صف آرا ہوا اور اُدھر دخان قزاق پندرہ ہزار قزاقون سے صفین باندھ کر کھڑا
ہوا بعد آراستگی صفوف قتال وجدال بروت تہمتن نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان مین آکر
سلح شوری کی اور بعد سلح شوری نیزہ زمین پر گاڑ کے دخان قزاق کو ٹوکا دخان قزاق مرکب کو
جمکا کر سامنے بروت تہمتن کے آیا اور بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی دیر تک نیزہ
بازی رہی آخر بروت تہمتن نے نیزہ ہاتھ سے دخان قزاق کے نکال دیا دخان قزاق نے
شرمندہ ہو کے تلوار ماری بروت تہمتن نے وار اُسکا رد کر کے اپنا وار کیا دخان قزاق نے سپر بلند
کی لیکن ضرب گران تھی اور تیغہ بھی بھاری تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوے تلوار خود کو کاٹ کرتا دوزرہ
آتری دخان قزاق نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلی اور چادر خود کی سر سے باہر آئی دخان قزاق
نے اُسی حالت زخمداری مین تلوار ماری بروت تہمتن نے خالی دینا چاہا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن
مرکب کی قلم ہوئی بروت تہمتن کود کے مرکب سے علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچکر پیادہ دخان قزاق کی
طرف چلا قزاقون نے دیکھا کہ مالک ہمارا زخمی ہوا اور حریف برسر کینہ ہے سب کے سب دوڑ پڑے اُدھر
سے فوج بروت تہمتن کی بھی آگئی تلوار چلنے لگی قزاق دخان کوہی کو لیکر کوہ پر چڑھ گئے اور
سنگباری کرنے لگے بروت تہمتن عاجز ہو کے پلٹ آیا اور رکھ یا کہ کل سمجھ لونگا بس اپنے لشکر
مین آکر اسنے حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اور فوج سے کہا کہ کوہ کا محاصرہ کر لو کہ یہ دزد مکار کہین
بھاگ نہ جائے لشکر نے چارون طرف سے کوہ کو گھیر لیا دخان قزاق پریشان ہوا اور بروت
تہمتن پاس کہلا بھیجا کہ یہ کونسی مردانگی ہے کہ تمنے زخمی کو گھیرا ہے اتنا انتظار کرو کہ مین اچھا ہولون پھر
مقابلہ کرنا جسوقت یہ پیام دخان کوہی کا بروت تہمتن کو پہونچا اسنے جواب مین کہلا بھیجا کہ اے دزد
مکار یہ انبان برابر والون سے کی جاتی ہے تجھ ایسے قزاقون سے نہین کی جاتی ہے نہ ہمین اتنی فرصت ہے
بعد تیری گرفتاری کے اُس دزد کی خبر لینا ہے جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے تو اگر مجرم تازہ نہین ہے تو مجرم کہنہ
ہے یہ جواب سنکے دخان کوہی مایوس ہوا لیکن قزاقون نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے جبتک ہمارے
دم مین دم باقی ہے کیا مجال ہے کسی کی کہ آپ کو گرفتار کر کے لیجا سکے تمام رات قزاقون نے پتھر لالا کے
گھاٹیون پر جمع کیے اور گھات سے بیٹھے جب صبح ہوئی تو بروت تہمتن آلات حرب و ضرب تن پر
آراستہ کر کے کوہ کی طرف چلا جسوقت زیر کوہ پہونچا قزاقون نے سنگ باری شروع کی بروت
تہمتن نے ایک ہاتھ مین گرز سنبھالا دوسرے مین سپر لی اور پتھرون کو روکتا ہوا چلا ساتھ
والون کے تو سر پھٹے اور شانے ٹوٹے یہانتک کہ سب کے سب رک رہے لیکن بروت تہمتن گھاٹیون
طے کرتا ہوا بر سر کوہ پہونچ گیا اور تلوار کھینچکر قزاقون کو قتل کرنے لگا قزاق بھی جانون پر کھیل گئے
سینہ سپر ہوے اور دخان کوہی کو بچایا یہان تو جنگ ہو رہی تھی لیکن شاہزادہ طیمور راستہ
بھول کر اسی طرف آنکلا لوگون سے پوچھا کہ یہ بالاے کوہ جنگ کیسی ہو رہی ہے اُنھون نے بیان
کیا کہ کوئی شخص ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہے اُسکے شبہہ مین اس قزاق کے گرفتار کرنے کا حکم دیا
گیا سپہ سالار لشکر حسن آباد نے قزاق کو زخمی کیا اب فکر گرفتاری مین کوہ پر پہونچ گیا ہے قزاقون
سے جنگ ہو رہی ہے بس یہ سنکے طیمور نے شاہور سے کہا کہ یہ تو برا ہوا کہ ہمارے شبہہ مین ایک
بیگناہ گرفتار ہو یا قتل ہو جاے شاہور نے کہا پھر کیا کیجئے ہے آپ تنہا ہین اُسکے ساتھ

چالیس ہزار کا لشکر ہی طیمور نے کہا کہ کثرت فوج کا مجھے خوف نہین جب سردار کو مار لیا تو فوج کیا کر سکتی ہی علاوہ
اسکے جس طرف ہوگے لڑ بیٹے اسکی فوج اپنی فوج ہر ضرر ہماری طرف سے لڑے گی یہ کہکر مرکب کو جولان
کیا اور آوازدی کہ او بروت تہمتن کیون اُف بیاپناہ سے لڑتا ہی یہ ملکہ کے باغ مین نہین جاتا ہی مقابلہ مین جاتا
ہون آ اور مجھ سے مقابلہ کر یہ سُنکے بروت تہمتن کوہ سے اُترا اور کہا کہ اصل مین تو تیری ہی تلاش تھی لا اخر
اپنا طیمور نے کہا کہ مردان عالم پیشہ نیستی کو اچھا نہین سمجھتے بروت تہمتن ہنسا اور کہا کہ ابھی تو تو طفل ہی
لایق مقابلہ بھی نہین اور اسقدر اولوالعزمی کرتا ہی اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دل کی دل مین رہجایگی کچھ بن نہ آیگی طیمور
نے کہا کہ تیرے دل کی حسرت تو نکل جایگی مین چاہتا ہون کہ تیرے دل کی دل مین ترہے بس یہ سنتے ہی
بروت تہمتن نے نیزہ مارا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا ردوبدل ہونے لگی یہ خبر
سُنکر دخان کوہی بھی زخم سر باندھے ہوئے کوہ پر آکے کھڑا ہوا اور تماشاے جنگ دیکھنے لگا یہان
طعنین چل رہی تھین دخان کوہی دل مین کہرہا تھا کہ یہ لڑکا بھی بلاے بد معلوم ہوتا ہی خداوند لات اعلے
نے اسکو میری مدد کے واسطے بھیج دیا ورنہ میرے گرفتار ہونے مین کیا باقی تھا یہان قریب چالیس
پینتالیس طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ طیمور نے خبردار خبردار کہکر نیزہ پر نیزہ مارا اور اپنے نیزے سے نیزہ بروت
تہمتن کو پیچیدہ کرکے ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ بروت تہمتن کے ہاتھ سے صاف نکل گیا دخان کوہی پھڑک گیا
کہ کس پھرتی سے نیزہ نکالا ہی اور بروت تہمتن نیزے کے ساتھ ہاتھ اونچا کرکے رہگیا دخان کوہی نے
تعریف کی اُدھر بروت تہمتن بہت خجل ہوا اور دل مین جلا بس اسنے آوازدی کہ نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین اے طفل غضب کیا تو نے
کہ سامنے میرے حریف اور رانحتون کے مجکو ذلیل کیا کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری
طیمور نے وار اُسکا سپر پر گانٹھ کے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا بروت تہمتن نے سپر بلند کی یہ ضرب
گران طیمور سے بہادر کی ہی بھلا کسکے روکے رُک سکتی ہی سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے
ہوے اور تیغہ خود پر بیٹھا طیمور نے جھٹکا مارا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اُترا آیا بس اُسنے دانے دانستہ
مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے بہا سرآئی یہ دیکھکر چالیس ہزار لشکر بروت تہمتن کے
لینا لینا کہکے دوڑ پڑے اور طیمور پر حملہ کیا طیمور نے بھی لڑنا شروع کیا اُدھر دخان کوہی
نے اپنے قزاقون کو اشارہ کیا کہ جاکر اُس بہادر کے شریک ہو اور لشکر حریف سے لڑو پندرہ
ہزار قزاق آپڑا اور لڑنے لگے دخان کوہی بھی اسی حالت زخمداری مین مصروف جنگ ہوا اُدھر
تو طیمور کے حملے اُدھر دخان کوہی کے نعرے قزاقون کا بوتیغن بجا بجا کر گرنا گھوڑے سوارون
کے بدمزاجی کرنے لگے لشکر مین ابتری پیدا ہوئی آخرکار فوج بروت تہمتن کی اپنے سردار کو
لیکر بھاگ کھڑی ہوئی یہان دخان قزاق خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے حاضر
ہوا اور عرض کی کہ آپکی بدولت اس ظالم کے ہاتھ سے نجات پائی لیکن سبب نہ معلوم ہوا کہ
آپنے میری طرفداری کس بنا پر کی شاہزادے نے فرمایا کہ اے دخان قزاق سبب اسکا
یہ تھا کہ میرے شبہہ مین تجھپر فوج کشی ہوئی تھی گویا میری وجہ سے تو اسیر کیا جاتا تھا جب مجھے
معلوم ہوا تو مین آپڑا اور تیری مدد کی کہ میری وجہ سے کسی پر کیون تکلیف گذرے یہ سُنکے
دخان کوہی نے کہا کہ اگر مین زندہ ہون تو مین بھی آپکی خدمت اور شرکت سے باہر نہین ہون
یہ اتفاقی امر تھا کہ مین ہاتھ سے اس سردار کے زخمی ہو گیا ورنہ مین وہ شخص ہون کہ ہمیشہ بادشاہ

حسن آباد سے خراج لیتا رہا ہون جسوقت میرا زخم سر اچھا ہووے گا تو مین حاضر ہو کر آپ کی طرف سے
شریک جنگ ہونگا مجھے کیا امداد دیجیے یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ اے دخان
کوہی مین تن تنہا اس ملک مین آیا ہون اور پلٹتے وقت جس سردار کا پہرہ ہوتا ہی اُسی سے
مقابلہ کرتا ہون دو سردار میرے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہین آج مین راستہ بھٹک کر اس طرف نکل آیا
تو یہ معرکہ دیکھکر تمھارا شریک ہوا اور اک سوداگر کے ساتھ وزیر کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہون مجھے
اپنا راز فاش کرنا منظور نہین ہی ورنہ سوداگر پر مفت مین آفت آجائیگی دخان کوہی نے کہا اے شہریار
پردیس کا معاملہ ہی اور تنہائی ہی اسپر یہ جرات سوا تیرے دوسرے کا کام نہین ہی اب آپ وہان نہ جایے
اور یہان قیام فرمایے کہ یہان کچھ فوج بھی ہی اور مقام بھی محفوظ ہی طیمور نے کہا اے دخان قزاق
میرے غائب ہونے سے بھی سوداگر سے پرسش ہوگی اور راز فاش ہو جائے گا اور اب مین یہان
ٹھہر نہین سکتا یہ فرما کر رخصت ہوے دخان قزاق مجبور ہو کے رہ گیا لیکن دل سے بندہ بے دام
ہوگیا یہ تو مصروف علاج ہی اور طیمور وہان سے قریب ایک بجے دن کے مکان پر پہونچے
ملکہ نے بغرض دریافت خیریت درد سر کا بہانہ کرکے پھر شاہور کو طلب کیا شاہور حکیم بنکے
پہونچا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اے ملکہ اب راز فاش ہوا چاہتا ہی جو سردار شاہزادے کے
ہاتھ سے آج زخمی ہوکے نکل گیا ہی اُسنے پہچان لیا ہی کہ یہ وہی شخص ہی جو سوداگر کے ساتھ آیا ہی اب
جو وہ بادشاہ کے دربار مین آئیگا تو سب حال بیان کریگا اب زمانہ رنگ بدلا چاہتا ہی اور دیکھا
چاہیے کہ کیا ہوتا ہی یہ باتین کرکے یہ تو رخصت ہوا اور وہان بروت تہمتن زخمی واپس آیا
لیکن بسبب شرمندگی کے خدمت مین بادشاہ کے نہین آیا اور مصروف علاج ہوا لیکن جس وقت
بادشاہ کو خبر ہوئی کہ بروت تہمتن زخمی ہوکے آیا ہی تو اسے تشویش پیدا ہوئی کہ دخان قزاق
اسی کے دباؤ سے خاموش تھا اب اگر وہ شہر پر چڑھ آئے گا تو بڑی مشکل ہوگی اُسیوقت چوبدار کو
روانہ کیا اور بروت تہمتن سے کہلا بھیجا کہ تم پر جو واقعہ گذرا ہو آکے بیان کرو کہ انتظام کیا جائے
بروت تہمتن نے کہلا بھیجا کہ مجھے اُسی ظالم نے زخمی کیا ہی جو ملکہ کے باغ مین آیا کرتا ہی قزاق کو
زخمی کر چکا تھا کہ قریب تھا کہ اُس دزد کمینہ کو گرفتار کرکے حاضر کرون کہ وہ ظالم آگیا اور اُسکے ہاتھ
سے مین زخمی ہوگیا آپ اطمینان رکھیے زخمی ہونا مردان عالم کے لیے عیب کی بات نہین ہی جسوقت
زخم سر میرا اچھا ہو جاویگا تو پھر اُس سے مقابلہ کرونگا اور قزاق کی اتنی مجال نہین ہی کہ اس طرف کا
رخ بھی کر سکے اور نام طیمور کا بروت تہمتن نے اسوجہ سے نہین بتایا کہ ایسا نہو یہ بغیر مقابلہ کے گرفتار
ہو جائے دل کی دل مین رہجائیگی بد عوض نہ لے سکونگا اگر مین خود اسے اسیر کرکے لاؤنگا تو بادشاہ
زیادہ خوش ہوگا الحاصل تین چار روز کے بعد جب بروت تہمتن نے غسل صحت کیا تو بادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا یہان تین چار روز کے عرصے مین اور کئی سردارون کو طیمور نے زخمی کیا
کسی کو جان سے مارا اور صاف نکل گیا جب بروت تہمتن دربار مین آیا اور سب ماجرا سنا تو اس نے
بادشاہ سے عرض کی کہ آج غلام ملکہ کے باغ کی حفاظت کریگا اور چور کو گرفتار کرکے خدمت مین حضور کے حاضر
کریگا اور اگر وہ مجھ سے زیر نہوا تو پھر کسی سے زیر نہوگا بادشاہ نے کہا کہ بہتر ہی آج تم بھی جا کے حوصلہ پورا
کرلو اگر تم بھی اُسے گرفتار نکر سکے تو پھر کوئی اور تدبیر کیجائیگی الغرض جب شام ہوئی تو بروت تہمتن فوج
لیکر پہونچا اور ملکہ کے باغ کی محافظت مین مصروف ہوا وہان شاہزادہ طیمور حسب قاعدہ مسلح ہوکر

جانب باغ روانہ ہوا جس وقت قریب پہونچا تو دیکھا کہ اندر باغ کے پہونچنا نہایت دشوار ہی فوج ہر طرف سے
محاصرہ کیے ہوے ہی شاہپور سے کہا کہ ای برادر آج ملکہ سے ملاقات بھی نہوگی اسلیے کہ راستے اندر
جانے کے مسدود ہین شاہپور نے کہا آپ یہین ٹھہرے مین کسی تدبیر سے جاتا ہون اور کشتی لیکر فلان جانب
آتا ہون آپ راہ دریا سے تشریف لیجائے طیمور تو جانب دریا روانہ ہوا اور شاہپور شیر دل نے
رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر صورت اپنی اک خواجہ سرا کی بنائی اور دروازہ باغ کی جانب متوجہ ہوا
جب قریب پہونچا تو اہل لشکر نے ٹوکا کہ کون جاتا ہی شاہپور نے کہا کہ مین غیر نہین ہون میان
فیروز میرا نام ہی بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہون ملکہ کی خیر و عافیت بھی دریافت کرنا منظور ہی اور یہ
بھی غرض ہی کہ اگر حریف اندر باغ کے موجود ہو تو تمکو اطلاع کر دون یہ سنتے ہی ان لوگون نے راہ دیدی
شاہپور اندر باغ کے داخل ہوا یہان ملکہ بیٹھی ہوئی سوچ رہی تھی کہ دیکھیے اس صحبت کا کیا انجام ہوتا ہی
آج یہ ظالم آیا ہی اور اتنی بڑی فوج لایا ہی کہ سارے باغ کو گھیر لیا ہی کہ اتنے مین شاہپور خواجہ سرا
بنا ہوا پہونچا ملکہ خواجہ سرا کو دیکھکر ادر ڈری کہ اگر کسی تدبیر سے وہ یہانتک پہونچے بھی تو اسکی ذات
سے اور بھی رسوائی ہوگی ابھی تک تو مین یہ کہکر چھوٹ گئی کہ مجھے باغ کے باہر کا حال کیا معلوم
کہ کون آتا ہی چور ہی یا شاہ اور کس ارادہ سے آتا ہی کہ شاہپور نے ملکہ کو سلام کرکے عرض کی کہ
آپنے مجھے پہچانا ملکہ نے کہا کہ تم تو کوئی نئے ملازم معلوم ہوتے ہو مین نے آج ہی تمکو دیکھا شاہپور
ہنسا اور کہا کہ مین ہون شاہپور ملکہ نے کہا ای شاہپور شاہزادہ کہان ہی خدا کو مان کے انھین سمجھا نا کہ اب وہ ادھر
آنیکا قصد نکرین جب یہ شور موقوف ہوجائے اسوقت امن در مجھے نکال لے چلین مین ہولین کھاتے کھاتے مرجاؤنگی انکا
مزاج نہایت تیز ہی ایسا ہو کہ کوئی افتاد پیش آئے تو یہان نہ کوئی حامی ہی نہ مددگار نہ فوج ہی نہ انکے سردار ہین
سب دشمن خونخوار ہین یہ سنکے شاہپور نے کہا ای ملکہ تقدیر تمھاری اس شیر صولت سے لڑی ہی کہ وہ دشمن
سے خوف نہین کرنیوالا ہی اسیوقت مین نے روکا ورنہ وہ حملہ کیا ہی چاہتے تھے مین نے اسے ملنے سے
ٹالا کہ ملکہ سے تو مل آئیے انکو دریا کی طرف بھیجا ہی اور مین راہ دریا سے کشتی لیکر جاتا ہون
انکو ابھی سوار کیے لاتا ہون ملکہ یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور شاہپور کو لیکر آپ کشتی پر سوار ہوئی
اور روانہ ہوگئی یہان شاہزادہ منتظر ہی کھڑا تھا کہ دور سے کشتی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ ملکہ خود
چلی آتی ہی طیمور نہایت خوش ہوا اتنے مین کشتی آکر کنارے پر لگی طیمور مع مرکب کشتی
پر سوار ہوا کشتی ساحل مراد پر پہونچی ملکہ مع شاہزادہ اترکر داخل باغ ہوئی دونون عاشق و معشوق
آکر قصر مین جلوہ افروز ہوے ملکہ نے کہا کہ آج کیا ارادہ ہی فرمایا ای ملکہ جو روز ہوتا ہی وہی آج بھی
ہوگا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور رونے لگی فرمایا کیون روتی ہو ملکہ نے کہا تمکو تو روز کی لڑائی ایک
دل لگی ہی اور ہماری دھڑکے مین جان جاتی ہی لہذا یا تو ہمکو لیکر اسی راہ دریا سے شہر کیوا اپنے کو نکل چلو
کہ وہان تمھارا لشکر بھی ہی یہان تن تنہا رہنا اچھا نہین ہی یا اس جنگ و جدال سے باز رہو
طیمور نے کہا کہ ملکہ تم ان معاملات مین دخل ندو نہین اس وقت صاحبقران مشہور ہون میری شان
کے خلاف ہی کہ حریف سے منہ موڑون بیقرار وہی ہی جسے مین زخمی کرچکا ہون پھر جو وہ کے آیا تو اسکی مغفرت
کھینچ کے لائی ہی یا زیر ہوکر مطیع ہوگا مین اسکے مقابلہ کو ضرور جاؤنگا آتے وقت مین اس خیال
سے نہین آیا تھا کہ تم سے ملاقات ہوگی جنگ دو سردار در کیا معلوم تال جنگ کیا ہو تو تمھارے
دیکھنے کی ہوس نہ باقی رہجائے اب ملکہ کی یہ حالت ہی کہ دامن نہین چھوڑتی ہی آنسو بہ رہے ہین

اب طیمور بدمزاج ہونے لگا اور جھٹکا دیکر دامن چھڑا لیا اُس وقت شاہپور نے ملکہ کے کان مین کہا کہ تم
اطمینان رکھو مین ایسا فقرہ دیتا ہون کہ نگہبانان باغ دور ہٹے جاتے ہین شاہزادہ نکل جاے گا
ملکہ چپ ہو رہی اور شاہزادہ طیمور قصر سے نکلکر قریب اپنے مرکب کے آیا اور پشت مرکب پر سوار
ہوکے دروازہ باغ کی طرف متوجہ ہوا لیکن شاہپور شیردل اُسی طرح خواجہ سرا بنا ہوا طیمور سے پہلے
جا پہونچا اور لشکر کے سپاہیون سے کہا کہ تم یہان کیا کر رہے ہو اور کس خواب خرگوش مین ہو تم جنگل
تک مین ادھر ہو وہ راہ دریا سے آیا تھا یہان ترک سوارون نے تیر مارنا شروع کیے کہ وہ کشتی سے
نہ اتر سکا جلدی جاؤ ابھی کشتی ساحل تک نہ پہونچی ہوگی بس یہ سنتے ہی تمام سوار گھوڑے اُٹھا کر
شور کرتے ہوے چلے کہ جلد پہونچو ایسا نہو دریا عبور کرکے نکل جاے دم بھر مین میدان صاف
ہوگیا اُدھر جو شاہزادہ طیمور دروازہ باغ پر آیا میدان صاف پایا شاہپور سے کہا کہ وہ سب کے سب
کہان گئے شاہپور نے اپنے دھوکا دینے کا حال بیان کیا اور کہا کہ اے شہریار آج ملکہ کی خوشی سے کیجیے
اور نکل چلیے طیمور نے کہا کہ اے شاہپور اگر آج نکل جاؤنگا تو کل پھر یہی سامنا ہے پھر مین بدنامی کیون
مول لون اور شہر حسن آباد مین بھی ایک سردار ہے جسکے زور پر حسین کج کلاہ سلطنت کرتا ہے
اسکے زیر ہوتے ہی حوصلے پست ہوجائینگے یہ کہکر تعاقب مین اُن لوگون کے گھوڑا ڈال دیا اور
قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ اے بیوقوفو کہان جاتے ہو ادھر آؤ کہ مین باغ سے ملکہ کے آتا ہون اور اپنے مکان
کو جاتا ہون کے جسکو روکنا ہو مجھے روک لے بس یہ آواز سنتے ہی ساری فوج پلٹ پڑی اور برروت
تہمتن بھی پلٹا اور کہا کہ واقع مین تو بڑا بہادر ہے کہ تو نے اکیلے اُنکو ٹوکا ہرچند کہ مین ایکبار تیرے
ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون لیکن زخمی ہونا بہادرون کا فخر ہے آج تجھے بغیر مارے یا گرفتار کیے واپس
نہ جاؤنگا لے یہ اپنا طیمور نے کہا کہ مردان عالم پیشدستی کو معیوب جانتے ہین پہلے تو اپنا وار کر
بس برروت تہمتن نے تلوار ماری شاہزادے نے سپر بلند کی تلوار جو پڑی تو چار انگل سپر
مین در آئی ہوگی کہ طیمور نے بلچک دی تلوار برروت تہمتن کی ٹوٹ گئی اسنے ٹکڑا منھ پر
کھینچ مارا طیمور نے خالی دیا اور اپنا وار کیا برروت تہمتن نے بھی سپر اُٹھائی اور تلوار
کو ضامن دیا سپر تو قلم ہوئی لیکن تلوار طیمور کی پشت شمشیر پر رکی پھر برروت نے تلوار ماری
شاہزادے نے بلچک دیکر اس تلوار کو بھی توڑ ڈالا بس برروت تہمتن نے دوڑکر آرابے سے
آرہ پشت نہنگ اُٹھایا اور سر پر طیمور کے وار کیا طیمور نے رات کی تاریکی مین یہ خیال
نہین کیا کہ یہ آرہ ہے سپر سے نہ رکیگی جلدی سے ڈھال بلند کردی لیکن یہ ضرب بے پناہ
ہر سپر کے مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوے آرہ خود پر بیٹھا خود کاٹ کر سر مین در آیا چار انگل
زخم آیا طیمور نے دستانہ مارا آرہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی ہے بیہوشی طاری
ہوگئی دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈال دیے بس یہ دیکھتے ہی برروت تہمتن نے کمند
سنبھالی اور آگے بڑھا کہ طیمور کو گرفتار کرکے لیچلون شاہپور نے جو دیکھا کہ اب طیمور گرفتار
ہوا چاہتا ہے دوڑکر حقہ آتشبازی مارا مرکب برروت تہمتن کا بھڑکا اور لشکر کے لوگ بھی منتشر ہوے
مرکب طیمور کو لے نکلا شاہپور بھی ساتھ ہوا تین چار حقے آتشبازی کے اور مارے کہ مجمع منتشر
ہوا بھیڑ چھٹی یہ دونون صاف نکل گئے یہان بہت تلاش کی لیکن طیمور کو نہ پایا جب صبح ہوئی
تو یہ لوگ بھی خدمت مین بادشاہ کے آئے اور بیان کیا کہ اے شہریار سوداگر کے ساتھ جو اسکا

بھائی آیا ہی ہمین اسی کا شبہہ ہوتا ہی آج وہ زخمی ہوکر نکل گیا ہی اب حضور سوداگر کے مکان پر اسے دریافت کرائین اگر وہ زخمی ملیگا تو گرفتار کرتے لیجیے گا اور اگر نہ ملے تو سوداگر سے حکم دیجیے کہ اُسے لیکر حاضر ہو اگر سوداگر نہ لاے تو سوداگر کو اسیر کیجیے کہ یہ فعل اُسیکا معلوم ہوتا ہی یہ سنکے بادشاہ نے اسیوقت چند سوار دلیکو روانہ کیا کہ سوداگر کو اُسکے بھائی سمیت جاکے لے آؤ یہان خواجہ اخوان مبتجا ہوا تھا کہ شاہی سوار آ کے پہونچے اور سوداگر سے پوچھا کہ بھائی تمہارا کہان ہی سوداگر یہ سنکے گھبرایا کہا کہ وہ کہین سیر کو گیا ہوگا سوارون نے سوداگر کو حراست مین لیا اور خدمت مین بادشاہ کے حاضر کیا حسین تجکلاہ نے پوچھا کہ اے سوداگر سچ بتا کہ جسے تو اپنا بھائی کہتا ہی یہ کون شخص ہی اور کہان گیا سوداگر نے عرض کی کہ حضور فی الحقیقت وہ میرا رشتہ کا بھائی ہی لیکن صبح اٹھ کر براے تفریح وہ روز جایا کرتا ہی مزاج مین اُسکے کسیقدر وحشت ہی نہین معلوم کہان گیا ہی جسوقت وہ حاضر ہوگا مین اُسے لیکر حاضر ہونگا مجھے کس تصور پر اسیر کیا ہی حسین تجکلاہ نے کہا کہ جسوقت وہ گرفتار ہوجائے گا اُس وقت تجھے چھوڑ دینگے ورنہ آج کے آٹھوین روز اُسکے عوض تجھے قتل کرینگے یہ کہکر زندانخانے بھجوادیا اب یہ تو گرفتاری طیمور کی فکر مین ہی اور طیمور ہر کب نیکر نکل گیا ہی شاہ ہوشربا نہ روز ساتھ ساتھ رہتا ہی

لیکن یہان سے چند کلمے داستان ملکہ سارلیقہ کے بیان ہوتے ہین نیرنگ سحرساز جادو و خواہرزادہ خلخال کا چاہ بابل سے براے قصاص خون خلخال جادو آنا اور بگاڑ پڑنا رضوان سحرساز جادو سے علحدہ ہوجانا رضوان سحرساز کا اور آپس مین مقابلہ ہونا باقی حالات متعلق داستان

ہذا مخمس برآغاز داستان

گو مسیحا ہین وہ بن بیٹھے نکھرنے والے — میٹھی باتون سے ہین زخمون کے بھی بھرنے والے
جو کہ تھے بھی ہین کہین جی سے گذرنے والے — اُنکے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے

گذرے مر مٹ کے محبت مین گذرنے والے — تھے عجب رنج مین دن زیست کے بھرنیوالے
قتل ہونے سے نہ چھوٹے عشق مین مرنے والے — مرحبا قتل ہمین کر کے مکرنے والے
منہ سے کہتے ہین احسانکے کرنیوالے

اُسکی ابرو و مژہ سے مین بھلا کب ڈرتا — یا تو جیتا مین اس امید پر اور یا مرتا
اس جگہ مرہم کافور اثر کیا کرتا — کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو بھرتا
اُسکے تیرون ہی کے کچھ زخم تھے بھرنیوالے

ہمنے ایسا تو زمانے مین نہ دیکھا جوبن — ماہی اڑلے گا دو ایک گو انکا جوبن
میرے نوخیز کا کیا حسن ہے لو کیا جوبن — یہی کرتا ہی اشارے کوئی ابھرا جوبن
یون ابھرتے مین محل پائے ابھرنیوالے

اس نصیحت کو ذرا کان لگا کر سن لو — قتل کرتا نہین قاتل تو چلو جانے دو

بلا یہ سر سے اُتر جائے سبکدوشی ہو
کہتی ہے خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
جی کو یون مار نہیں رکھتے ہین مرنیوالے

ہے یقین آپکے کہنے کا قسم کھاتا ہون
یہ نہین مانتا جو جو اسے سمجھاتا ہون
اپنے قابو مین مگر دل کو نہین پاتا ہون
بیقرار اور مین اُس وقت ہوا جاتا ہون
کون سنتے آپ تسلی مری کرنے والے

ایسا دل سخت ہے اُسکا کہ نہین رحم ذرا
دل ہی تو ہے کا تو پتھر کا کلیجا اُسکا
کوئی جی جائے کہ مرجائے نہین کچھ پروا
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
اور بھی کتنے ہین اس کام کے کرنیوالے

لاکھون لاکھون مین نہ کوئی بھی گنہگار ایسا
اور کچھ بن نہ پڑی ہمکو خموشی کے سوا
جسم تھرانے لگا خوف کے مارے اپنا
دیکھ پرسش ہوئی ہم چپ رہے اور پرچا
کیا گناہون سے بری ہو گئے ڈرنیوالے

تجھکو سمجھاتے ہین اچھا نہین یہ کام اے شوخ
آسمان نالۂ مظلوم کا ہے بام اے شوخ
تنگ ہوگا نہ کبھی ظلم کا انجام اے شوخ
خود بھی پائے نہین سنس فلک آرام اے شوخ
آہ سے خاک نشینون کے نہ ڈرنیوالے

ہمدلخواہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
کس کری راہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
عشق مین چاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
مجھ سے تو پوچھتے کیا قصد ہے مرنیوالے

تیرا گیسو ہے کسیکے لیے پھانسی سے سوا
کوئی ابرو پہ گلا کاٹ کے مرجائے گا
زہر دیگا کسی عاشق کو یہ سبزہ رخ کا
مرا وا کو تری تلا منگے انداز قضا
جی بیچے یار اگر دل سے گذرنیوالے

ہم گنہگارون کے کھوئے گئے اُٹھتے ہوے ہوش
نہین معلوم یہ کس بات پر آیا تمھین جوش
غل مچانے نے تمھارے کیا ہم سبکو خموش
زاہد آتے ہی کہنے لگے مسجد مین خروش
یونہین چیخ اُٹھتے ہین اللہ سے ڈرنیوالے

تو نہین جو رپہ مائل تری طبع عالی
خیر یہ بات بھی سوچا ئیگی تجھپر حالی
بے سبب غصہ سے رہتی نہین زنجیر لالی
کچھ ہوا ہی مرے کینہ سے ترا دل خالی
اور پھر بنیگے سلامت رہین پھر نیوالے

واقعی ہوتا ہے کب لطف و کرم تجھ سے فلک
جانتے ہین کہ خوشی ملتی ہے کم تجھ سے فلک
ہان اگر ہے تو ہے امید ستم تجھ سے فلک
دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھ سے فلک
چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے

مجھ پہ لائیگا قیامت ترا قد دل ہے جو
جیتے لونگا نہ ترے دیکھ کے بکھرے گیسو
بعد مرنے کے نہ رہے داغ مجھے اے مہرو
کھولکر بال پریشان نکر روح کو تو
تو مرے سوگ کے پردے مین سنور نیوالے

باہم اس بات کا ہے چارہ مرے نالے کرین
بام تک یار کی رستا مرے نالے کرین

	پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کرین		میرے ہی قلب کو ٹھنڈا مرے نالے کرین	

عرش پر چڑھتے نہین کیا دل سے اتر نیوالے

	ہجر جانان نے دیئے آکے ہمین پیچ کمال چاندنی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال		ماہتابان یہ عجب روپ پہ تھا کچھ روز وصال یاس کو آج کی شب تھا اُٹھنین یا تو نکالا	

پھر رہے تھے نہ لگا ہو مین نکھر نیوالے

راوی بیان کرتا ہی کہ بعد مارے جانے خلخال جادو کے چالیس روز تک سارلیق بن لقا سیہ پوش
رہا اور صاحبقران حق پژدہ مصروف جشن رہے سنحتگان نے سارلیق سے کہا کہ اب وقت گریز
قریب معلوم ہوتا ہی ملکہ خلخال جادو تو جہان جانے والی تھین وہان پہونچ گئین اب اپنی خبر
منایئے جن لوگون پر آپکو بھروسا تھا وہ تو جاچکے بر ہوت رعد آواز نہنگ بن طوفان دریا موج
یہ معلون سردار طیمور آئینہ پرست نے اپنے کر لیے اور زلزال بن زلزلہ کو سکندر نے زیر
کرکے مطیع کرلیا ساحر اس طرح مارے گئے چند ساحر رہگئے ہین انکے کیے کیا ہونا ہی سارلیق یہ
سُنکے خواب غفلت سے بیدار ہوا کہا ای سنحتگان ساحرون کو بلاؤ ان سے دریافت کیا جائے کہ تم
مقابلہ کرسکتے ہو یا ہم مقابلہ کا اور بندوبست کرین یہ سُنکے سنحتگان نے شاہین جادو اور طناز جادو
وغیرہ کو طلب کیا جب یہ چھ جادوگر نیان حاضر دربار ہوئین تو سارلیق نے پوچھا کہ اگر تم اہل اسلام
سے مقابلہ کرسکو تو طبل جنگ بجواؤ ورنہ خداوندگوئی اور بندوبست کرین جادوگرنیون نے جواب
دیا کہ ہم مقابلہ اہل اسلام مین قاصر نہین ہین یہ اور بات ہی کہ ملکہ خلخال جادو اور فرتوت آتش زبان
کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا ورنہ کیا حقیقت ہی ان اہل اسلام کی کہ مقابلہ کرسکین بڑا بھروسا اسم اعظم کا ہی
سو اسے ادنی ساحر بھی بند کرسکتا ہی آپ طبل جنگ بجوائیے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین
سارلیق نے کہا آج شام کو مین طبل جنگ بجواؤنگا یہان تو یہ رنگ ہی اور وہان صاحبقران
عالی نشان کو جب جشن چہل روزہ سے فراغت ہوئی تو خیال ملکہ ناہید ہلال ابرو کا آیا کہ اُن سے
وعدہ ہوچکا ہی کہ بعد مقابلہ سارلیق کے ہم شہر انجم حصار کی طرف آئینگے بس اُنکو الجھن ہوئی
کہ یہ ملعون طبل جنگ نہین بجواتا لہذا کوئی نامہ لکھنا چاہیے بادشاہ اسلام سے صلاح کی انھون
نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ ضرور نامہ لکھیے کہ یا آمادہ جنگ ہو یا اطاعت اختیار کرے منشی سیف
قلم کو نامہ نگاری کا حکم ہوا مضمون زبانی بتا دیا گیا منشی نے نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای
سارلیق تو نے قدرت رب پاک ذات کو دیکھا کہ تیرا سامان خداوندی اس نے کن بے دست و
پا لوگون کے ہاتھ سے لٹوا دیا بس اب خلخال جادو کے غم کو دل سے بھلا اور اپنے نیک و
بد پر غور کرکے مجکو جواب صاف دے کہ اب تجھے دعوت اسلام منظور ہی یا جنگ ہنوز نامہ لیکر
کوئی جانے نہ پایا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گردین آلودہ پسینے مین غرق حاضر ہوئی بعد دعا و ثنائے
شاہی بجالانے کے عرض کی کہ لشکر سارلیق مین طبل جنگ بجا ہی یہ سُنکے صاحبقران نے فرمایا
کہ اب نامہ بھیجنے کی ضرورت نہین ہی اور نامہ کو چاک کرکے پھینک دیا اور فرمایا کہ کچھ پروا نہین
لیکن وہ کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی اُسی وقت کوس
حربی نوازش مین آیا آج بہت دنون کے بعد طبل جنگ بجا ہی دونون لشکرون مین زور شور
کے ساتھ تیاریان جنگ کی ہورہی مین ساحر اپنے اپنے سحر جگا رہے ہین تمام صحرا دھوان دھار

سوار ہوا آواز ین یاسامری یا جمشید کی بلند ہین غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آکر صف آرا ہوے ساریق آکر قیطول پر بیٹھا دریچہ کھول دیا اور سیر کرنے لگا اسطرف سے سواری بادشاہ
اسلام کی میدان نبرد مین پہونچی صفین آراستہ ہوئین سردار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفون سے آگے
بڑھ بڑھ کے کھڑے ہوے صاحبقران لشکر سے چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی قائم ہوے ساحران
لشکر کفار ایک جانب پرے جماے ہوے کھڑے تھے ماتھون پر قشقے کھینچے ہوے بت شانے سے لیکر
کہنی تک بندھے ہوے کوئی فیل سحر پر سوار کوئی شیر کوئی کرگدن کوئی خرس وغیرہ پر جھولیان اسباب سحر
سے مملو گلون مین بجاے زنار مار سیاہ لپٹے ہوے پھنسول پر سول چمکتے ہوے ڈفلے ڈبرو بجتے ہوے
ایک جانب ساحران لشکر اسلام دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے کھڑے تھے ہنوز کوئی واسطے مقابلہ کے
نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ یکایک وہ ابرگرد شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ایک لاکھ ساحر غدار بلاے بدآفت کے پرکالے جھولیان سنجھولیان کاندھون پر ڈالے
پیدا ہوے آگے آگے کرگدن سحر پر اک ساحر سوار اور ہمراہی اسکے نہنگ سحر پر اور اک ساحر نوجوان
اور اک ساحرہ طاؤس سحر پر سوار طاؤس اسکا بال لے ہوا اڑتا چلا آتا تھا دونون جانب کے ہرکارے
واسطے دریافت حال کے روانہ ہوے اور اگر عرض کی کہ نیرنگ سحر ساز جادو خواہرزادہ خلخال جادو
اپنی خالہ کا قصاص خون لینے کو آتا ہے ساحران لشکر کفار تو یہ سنتے ہی براے استقبال روانہ ہوے
اور امیر با توقیر نے دلمین کہا کہ اب یہ اور آفت آئی جو ساحر واسطے استقبال کے گئے تھے وہ نہایت اعزاز
کے ساتھ نیرنگ سحر ساز جادو کو لیکر آئے اسکے آنے سے جنگ موقوف رہی طبل بازگشت
بجا اور دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے ساریق اس سے بہت اچھی طرح پیش
آیا نیرنگ سحر ساز نے پوچھا کہ خالہ امان کا کس طرح انتقال ہوا ساریق نے سب کیفیت بیان کی
نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ خیر اگر ایک دن مین تمام اہل اسلام کو غارت نکر دیا تو اپنا نام نیرنگ سحر ساز
نہ پایا ہوگا اس وقت سخنگان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے آپ بہت بڑے ساحر ہین مگر ہم آپ کو آگاہ کیے
دیتے ہین کہ حمزہ ربع صاحب اسم اعظم ہین ادھر انھون نے اسم اعظم پڑھا اور سحر رد ہو گیا ساحر
سحر بھول جاتا ہے اور انکے ہاتھ سے مارا جاتا ہے اگر قصد مقابلہ ہے تو پہلے اسم اعظم کا انتظام کر لینا
نیرنگ سحر ساز ہنسا اور کہا کہ اے سخنگان اسم اعظم کا بند کر لینا بھی کوئی بات ہے یہ کہکر اپنے پیر بھائی
سے کہا کہ اے رضوان سحر ساز تم جا کر اسم اعظم بند کر لاؤ مین طبل جنگ بجواتا ہون اور کل ایک
خداپرست کو زندہ نچھوڑونگا نیرنگ سحر ساز تو اسی مقام پر بیٹھا رہا اور رضوان سحر ساز اپنے
مقام سے اٹھ کر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا چلتے وقت سخنگان نے رضوان سحر ساز
سے کہا کہ علاوہ اسم اعظم کے صاحبقران پاس حفظ ہیکل بھی ہے تا وقتیکہ حفظ ہیکل امیر کے گلے سے
جدا نہوگی اُس وقت تک امیر پر سحر تاثیر نکریگا رضوان سحر ساز نے پلٹ کے دیکھا اور
کہا کہ مین پہلے حفظ ہیکل کی فکر کرونگا واضح رہے ناظرین با تمکین ہو کہ نیرنگ سحر ساز تو خلخال جادو
کا بھانجا اور ساحر زبردست ہے اور رضوان سحر ساز اسکا پیر بھائی ہے ملکہ میگونہ ساغر چشم
دختر نیرنگ سحر ساز کے نکاح مین ہمیشہ نیرنگ ساز کے ساتھ رہتا ہے یہ میگونہ ساغر چشم پر
عاشق ہے اور میگونہ ساغر چشم بھی اس سے محبت رکھتی ہے چونکہ نیرنگ سحر ساز زبردست
ہے رضوان سحر ساز کی اتنی جرأت نہین ہوتی کہ خواستگاری کرے مبادا نیرنگ سحر ساز

نے انکار کیا تو پھر دیدار بھی نصیب ہوگا لحاصل یہ حکم نیرنگ سحر ساز سے جو اسم اعظم اسیر بند کرنے کی فکر
مین چلا تو راستے مین اسنے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور دروازہ بارگاہ خشاہی پر پہونچا چوبدار سے
کہا کہ جا صاحبقران عالی شان سے عرض کر کہ ایک مرد مسافر واسطے قدمبوسی کے حاضر ہوا ہے اور امیدوار
باریابی ہے چوبدار نے آکر عرض کی کہ یا صاحبقران ایک شخص کہین سے آیا ہے اور حاضر ہونا چاہتا ہے
فرمایا بلاؤ رضوان سحر ساز مسافر بنا ہوا سامنے صاحبقران کے پہونچا سلام کیا صاحبقران نے
کرسی عنایت فرمائی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے کہان کا رہنے والا ہے اور کس غرض سے آیا ہے رضوان
سحر ساز نے کہا کہ مین رہنے والا شہر سمرقند کا ہون میرا بیٹا نہایت حسین نوجوان تھا ایک ساحرہ
اُسپر عاشق ہو کر طالب وصل ہوئی چونکہ وہ بھی مسلمان تھا اور مین بھی مسلمان ہون میرے فرزند
نے وصل سے انکار کیا اُس ساحرہ نے بزور سحر اسکو پتھر کا بنا دیا اور آپ چلی گئی مین تو رو پیٹکر
بیٹھ رہا لیکن بعض لوگون نے یہ رائے دی کہ اگر صاحبقران زمان سے حفظ ہیکل ہاتھ آئے
اور تب دمیدہ اسم اعظم اُسپر چھڑک کر حفظ ہیکل اُسے پہنا دیجاے تو یہ اچھا ہو سکتا ہے ورنہ
صحت پانا اسکا غیر ممکن ہے لہذا اگر حضور ہیکل عنایت فرماینگے تو فرزند میرا بچ جائیگا کہ گشتہ سحر ہے ورنہ
اگر ایسی حالت مین اُسکو ایک عرصہ گذر گیا تو پھر وہ اصلی حالت پر نہ آسکیگا یہ سنکے صاحبقران
نے فوراً گلے سے حفظ ہیکل اُتار کے رضوان سحر ساز کو دے دی اور فرمایا کہ شیشہ لا مین
اسم اعظم پڑھ کر تجھے دے دون رضوان سحر ساز نے شیشہ پانی بھرا ہوا خدمت مین
صاحبقران عالی شان کے پیش کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور رضوان سحر ساز
کو دے دیا اُس وقت رضوان سحر ساز کو خیال پیدا ہوا کہ جو ایسا کریم ہو کہ اونے اونے کے
واسطے ایسے وقت سخت مین ایسی حفاظت کی چیز دے دے اور دریغ نکرے اُس سے دغا کرنا
خلاف انسانیت ہے یہ تصور کرکے اُسنے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین جیسا آپکو سنا تھا ویسا ہی
پایا مگر اصل یہ ہے کہ مین آپکا دوست نہین ہون بلکہ دشمن ہون مین نے مسلمان بنکر اپنی غرض کو
آپ سے حفظ ہیکل لی ہے کہ کسی طرح میرا فرزند اچھا ہو جاے اب چاہیے آپ دین یا نہ دین آپ
مجھے دوست سمجھ کر نہ دین مین دشمن ہون یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ تو دشمن ہو یا دوست
جب تو نے اپنی حاجت ہمارے سامنے بیان کی تو تیری حاجت روائی ہمپر فرض ہوئی جب تو دشمنی
کے ارادے سے آئیگا اُسوقت تیرے ساتھ ویسا برتاؤ کیا جائیگا اس وقت تو عاجز بنکر آیا ہے تیرے
ساتھ دوستانہ برتاؤ کیا گیا وقت آشتی آشتی وقت جنگ جنگ یہ سنکر رضوان سحر ساز وجد کرنے لگا
کہ ایسے ہی پاک نفس ہوتے ہین بس اسنے شیشہ زمین پر دے مارا اور عرض کی کہ یا صاحبقران
اصل یہ ہے کہ مین آپکا اسم اعظم بند کرنے کی غرض سے آیا تھا اور حفظ ہیکل بھی اپنے قبضہ مین کر لی
تھی مجھے نیرنگ سحر ساز نے اس کام کے لیے بھیجا تھا مگر یا امیر مجھ سے نہوا کہ مین ایسے شخص
سے دغا کرتا یہ سب باتین میری فریب آمیز تھین اصل یہ ہے جو کچھ مین نے اس وقت بیان کیا
یا صاحبقران مین نے آپ کو دشمن کی حقیقت سے آگاہ کر دیا اب حضور کو اختیار ہے اور میری
جانب سے اب دغا کی امید نرکھیے گا صاحبقران بہت خوش ہوئے رضوان سحر ساز سے
نام پوچھا اسنے اپنا نام بتایا صاحبقران نے بہت بھاری خلعت دیکر اسکو رخصت کیا رضوان
سحر ساز وہان سے نیرنگ سحر ساز کے پاس آیا نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ کہو کیا خبر ہے رضوان سحر ساز

نے کہا کہ اسم اعظم تو مین نے بند کر لیا مگر صاحبقران نے ہنگل دیا نیرنگ سحر ساز نے پوچھا کہ نسخہ
اسم اعظم کہان ہے رضوان سحر ساز نے کہا اسے مین نے جلا کے پوشیدہ ہر یہ حفاظت رکھ دیا ہے
یہ سنکے نیرنگ سحر ساز خاموش ہو رہا جب صبح ہوئی تو اسنے دربار سارتوق مین آکر کہا کہ دیکھیے
مین یہین بیٹھے بیٹھے کیا کرتا ہون یہ جو چند ساحر طلسم چہار گوشہ کے آئے ہوے ہین اور اُنکو اپنے
سحر و ساحری پر بہت ناز ہے انکو یہین بلائے لیتا ہون سب بندھے ہوے چلے آئینگے انکے خاتمہ
پر طبل جنگ بجوا کر ایک روز مین کل اہل اسلام کو غارت کر دونگا مرا بھروسا اسم اعظم کا تھا
وہ بند ہو چکا ہے یہ کہکر اسنے اک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ گولا پھٹا اور اُسمین سے
دھوان پیدا ہوا پس نیرنگ سحر ساز نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اُس دھوئین کی طرف پھونکا اور آواز دی
کہ جاکر ساحران طلسم چہار گوشہ کو اسیر کر لا پس یہ کہنا تھا کہ دھوان پیچیدہ ہو کر جانب لشکر
اسلام روانہ ہوا یہان چارون سرداران لشکر ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوے تھے اور آپس مین
ذکر کر رہے تھے کہ نیرنگ سحر ساز زبردست ہے ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین افسوس کہ ہمسے یہان
پہونچکر سوا جوتیان کھانے کے کوئی کام نہو سکا کہ اک مرتبہ بارگاہ مین دھوان پیچیدہ ہونے لگا
اور نفس کے ذریعہ سے جو دھوان دماغ مین ان ساحرون کے پہونچا سحر بھول گئے قوت سلب
ہوگئی اب وہ دھوان مثل رسن کے پیچیدہ ہو کر بازوؤن سے ان چارون ساحرون کے لپٹا اور اُنکو
کھینچکر طرف قیطول سارتوق کے لیچلا ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ ساحران
طلسم چہار گوشہ اسیر ہو کر طرف قیطول سارتوق کے کھنچے ہوے چلے جاتے ہین چلکر اُنکی خبر
لیجیے ورنہ نیرنگ سحر ساز کے سحر سے اُنکا رہا ہونا دشوار ہے پس یہ سنتے ہی امیر با توقیر
تیغہ پکڑ کر اپنے مقام سے اُٹھے اور بارگاہ سے باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر جانب میدان روانہ
ہوے ہمراہ صاحبقران کے اور سردار بھی چلے دیکھا امیر نے کہ چارون ساحر اک رسن سیاہ
مین بندھے ہوے چلے جاتے ہین پس امیر نے اسم اعظم کو پڑھ کر شمشیر پر دم کیا اور جاکر اُس
رسن سحر کو دفع کر دیا رسی کٹ کے زمین پر گری اور غائب ہوگئی اب امیر نے اسم اعظم پڑھ کر
ساحرون پر دم کیا کہ یہ سب ہوش مین آگئے لیکن یہ خبر نیرنگ سحر ساز کو ہوئی کہ صاحبقران
عالیشان آکر اپنے اسیرون کو چھڑا لے گئے پس یہ سنتے ہی اسکو غصہ آیا اور نیمچہ سحر پکڑ کر
اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا کہ مین ابھی صاحبقران کو گرفتار کر کے لاتا ہون سختگان نے کہا کہ اے
نیرنگ سحر ساز کیا کرتے ہو اگر مقابلہ کو جاؤ گے تو زندہ پلٹ کے نہ آؤ گے معلوم ہوتا ہے کہ
اسم اعظم صاحبقران بند نہین ہوا ہے سحر تمہارا اثر تاثیر نکرے گا پہلے اپنی حفاظت کر لو اسکے
بعد احتیاط ہو یہ سنکے نیرنگ سحر ساز کو کچھ خیال ہوا کہ واقع مین اگر اسم اعظم بند ہوتا تو صاحبقران ہرگز
ساحرون کو چھڑا نہ سکتے پس اسنے رضوان سحر ساز کی جانب بغیظ و غضب دیکھا اور کہا کہ تو تو کہتا تھا
کہ مین نے اسم اعظم بند کر لیا ہے یہ تو نے دوست بنکر ہمارے قتل کا سامان کیا تھا سچ بتاؤ کہ یہ کیا حرکت
تھی اور اسکی وجہ کیا تھی یہ سنتے ہی رضوان سحر ساز نے جواب دیا کہ اے نیرنگ سحر ساز اصل تو یہ
ہے کہ مین تیرے کہنے کے موافق گیا تو اسی ارادہ سے تھا مگر اخلاق صاحبقرانی نے مجھے اپنے ارادہ
سے باز رکھا مجھ سے نہو سکا کہ مین ایسے بامروت سے دغا کرون اب تو جان اور تیرا کام جانے مین اس
معاملہ مین تیری شرکت نکرونگا یہ سنتے نیرنگ ساز کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا جواب دیا

کہ اگر اسی طرح دشمنون سے مروت کریگا تو تیرے ساتھ مین جان کا خوف ہے تجھے ساتھ رکھنا آستین مین سانپ کا پالنا ہے بہتر یہ ہے کہ تو ابھی چلا جا رضوان سحر ساز نے کہا کہ مجھے بدل منظور ہے مین سمجھ چکا ہون کہ تیری قضا تجھے کھینچ کے لائی ہے جو ایسے لوگون سے بدی کرے گا وہ تازندگی سرسبز نہو گا مین ہرگز تیرے ساتھ محسن کشی کر کے جان اپنی نہ دونگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور دس ہزار ساحر جو اُسکے ملازم تھے اُنکو لیکر علیحدہ ہوگیا اور دور جا کے خیمہ اپنا برپا کیا نہ تو لشکر اسلام کی طرف گیا اور نہ فوج کفار مین رہا اور یہ قصد کیا کہ پہلے تو دخل نہ دونگا ہان اگر صاحبقران پر کوئی وقت سخت پڑا تو امیر کی طرف سے لڑونگا جسوقت یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچی کہ رضوان سحر ساز اور نیرنگ سحر ساز مین بگڑ گئی اور یہ راز افشا ہوگیا کہ رضوان سحر ساز خدا پرستون کا بہت طرفدار ہے اور ہر وقت اپنی جان خدا پرستون پر تصدق کرنے کو تیار رہتا ہے کیا مجال اسکی کہ اسکے روبرو خدا پرستون کو کوئی بات کہے نیرنگ اسکا دشمن ہوگیا بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کی طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ اس وقت مین یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ جاکر رضوان سحر ساز کو لے آیئے کہ آپ ہی کی دوستی مین اسکے دوستا سے بگڑی ہے امیر با توقیر نے عرض کی کہ مجھے ظل اللہ کے ارشاد کی تعمیل واجب ہے مگر اسمین میری بات ہے کفار ہنسینگے اور کہینگے کہ امیر خود مقابلہ کرنے خوف کھاتے ہین جو ایک ایک ساحر کو خوشامد کرکے اپنا شریک کرتے ہین خود جانا تو کیسا میری رائے مین کسیکو بھیجنا بھی مناسب نہین ہے بادشاہ اسلام یہ سنکے خاموش ہو رہے وہان سختگان نے نیرنگ سحر ساز سے کہا کہ دیکھیے اقبال خدا پرستون کا کہ آپ دو ہوگئے آئے تھے اور اب قوت برابر ہوگئی کہ آپ ہی کا دوست آپ سے رنجیدہ ہوکر دشمنون کا شریک ہوگیا اب پہلے اسکی فکر کیجیے پھر خدا پرستون کی فکر کیجیے گا اور اس وقت کو غنیمت جانیے کہ ایک بلا لشکر اسلام مین موجود نہین ہے نیرنگ سحر ساز نے کہا وہ بلا کون سختگان نے کہا نام لیکر نہیے کو مبتلا ہے بلا کون کرے اشارۃ کیے دیتا ہون کہ جس بلا نے ملکہ خلخال جادو کو مارا اور فرتوت آتش زبان سے ساحر کو جلا دیا نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ ملک جی دیکھو مین یہین بیٹھے بیٹھے رضوان سحر ساز کو غارت کیے دیتا ہون اسکی حقیقت کیا ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرسکے اگرچہ پیر بھائی میرا ہے جس اُستاد کا مین شاگرد ہون اسکا وہ بھی شاگرد ہے مگر میرا ریاض اُسکے ریاض سے بڑھا ہوا ہے اور میرے پاس ایسے ایسے حربے تیار ہین کہ اُنکو تمام عالم کے ساحر توڑ نہین کرسکتے تو مین یہین بیٹھے بیٹھے تمکو تماشہ دکھائے دیتا ہون اور رضوان کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر محیط جادو سے اپنا صندوقچہ طلب کیا محیط جادو اُسکا رفیق خاص ہے اسباب سحر کا صندوقچہ اسکے پاس رہتا ہے نیرنگ سحر ساز اسکو ایسا ہی امین سمجھتا ہے جو ایسی ایسی چیزین اسکے سپرد کردی ہین بس جیسے صندوقچہ سحر ساز نے اسکے ہاتھ سے لیا نیرنگ سحر ساز نے کلید سحر لگا کر صندوقچہ کو کھولا اور اُسمین سے چار تیلیان نکالکر سختگان کو دکھائین اور کہا کہ یہ وہ سحر ہے کہ ایک دم مین اگر ہے دریا کا لشکر کو ہو تو فنا ہوجائے میرا ارادہ تھا کہ لشکر اسلام پر ان تیلیون کو بھیجون گا مگر اب اس سے فرصت کرلون اُسکے بعد دیکھا جائیگا سختگان نے کہا یہ تیلیان کیا کرتی ہین نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ یہ تیلیان آپس مین لگکر لڑتی ہین بیشمار ہنون سے انکے شرارے پیدا ہوتے ہین اور بعد تک دیتے ہین تم خبر سن لینا کہ ایک دم مین رضوان سحر ساز مع لشکر جل کے خاک ہوگیا سختگان نے کہا کہ کیا اس

سحر کے روکنے مین رضوان سحرساز قاصر ہی تیز رنگ سحرساز نے کہا کہ اگر وہ ہوشیار ہو جاے اور اسکے
پہلے سے معلوم ہو جاے کہ مجھپر یہ سحر ہونے والا ہی تو رد کر سکتا ہی اور اگر دفعتہً آگاہی ہو تو کچھ نہین کر سکتا
ہی مین حالت غفلت مین یہ سحر کرتا ہون جب سحر ہو جائیگا تو اُسے اتنا وقفہ نہین مل سکتا ہی کہ وہ
رد سحر کر سکے یہ باتین میگونہ ساغر چشم سن رہی تھی یہ تو نیند کا بہانہ کر کے اٹھی اور باپ سے کہا
کہ مین جاتی ہون اسکی انگڑائی لیتے سے سخنگان کا ماتھا ٹھنکا کہ کچھ دال مین کالا معلوم ہوتا ہی خیر جیسا ہی
کھل ہی جاے گا اسوقت کہنا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی ایسا نہو یہ بد دماغ بگڑ جاے تیز رنگ سحر
تو اُن پتلیون پر سحر پڑھنے لگا اور میگونہ ساغر چشم دختر تیز رنگ سحرساز اپنے خیمہ مین آئی اور
اک طائر سحر کے گلے مین پرچہ لکھکر باندھا اور اُڑا دیا طائر زرفیل مار کر اُڑا اور خیمہ رضوان سحرساز کی طرف
روانہ ہوا وہان رضوان سحرساز سونے کے قصد سے پلنگ پر لیٹا تھا کہ طائر پہونچا اور
نامہ منقار سے سینہ پر رضوان کے ڈال دیا اور اُڑکر چلا آیا رضوان سحرساز نے اُس پرچہ کو
پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے رضوان سحرساز تمھاری محبت نے ہمکو باپ کا تشنہ خون بنا دیا اس وقت
اُسکا ارادہ ہی کہ پتلیون کا سحر تمپر بھیجے یہ سحر ایسا نہین ہی جسے تم تو رد کر سکو لہذا ہم تمکو اطلاع دیتے
ہین کہ اپنی فکر کرو بس یہ دیکھتے ہی رضوان سحرساز گھبرا کر اُٹھ بیٹھا معشوق کے نوشتہ کو
آنکھون سے لگایا تعویذ بازو بنایا اور جلدی سے اسنے بھی صندوقچہ سحر کھولا اور اُسمین سے چار
حباب سرخ رنگ کے نکالکر اُنپر کچھ اسم پڑھکر چارون حباب اُڑا دیے یہ حباب مانند ستارون کے
بلند ہو کر چمکنے لگے وہان تیز رنگ سحرساز نے پتلیون پر اسم سحر دم کر کے اُنکو اُچھال دیا اور کہا
کہ جاکر رضوان سحرساز کو مع لشکر غارت کر دو تو تمکو تمھارا بھوگ دیا جاے گا بس یہ سنتے ہی
دو پتلیان چمک کر بلند ہوئین اور جانب لشکر رضوان سحرساز چلین چارون نے آکر چارون
گوشے لشکر کے گھیر لیے اور اسکے بعد دو پتلیان واسطے مقابلے کے بڑھین اور چاہا کہ ٹکر لڑین
کہ اک مرتبہ ایک حباب ستارے کی طرح آسمان سے ٹوٹ کر دونون کے درمیان مین آگیا
پتلیون نے ٹکر ماری حباب درمیان مین تھا ٹوٹ گیا اور اندر سے حباب کے اک شعلہ نکلکر دونون
پتلیون پر گرا کہ جلا کے خاک کر دیا اُدھر وہ دونون پتلیان جو باقی تھین اُنھون نے باہم ٹکرانے کا
قصد کیا اُنکے درمیان بھی حباب آکر ٹوٹا یہ بھی پتلیان جلکر خاک ہو گئین رضوان سحرساز نے
ایک شکریہ کا خط لکھکر طائر سحر کے سپرد کیا کہ وہ طائر اُڑا اور خط ملکہ میگونہ کی گود مین ڈال کر
چلا گیا ملکہ نے اُس تحریر کو دیکھا لکھا تھا کہ اے یار جانی تیری محبت کام آئی تو وہ معشوق وفادار ہی کہ
جسنے اپنے عاشق جانثار کی جان بچائی اگر مین اسکے معاوضہ مین اپنی جان بھی تجھپر سے نثار کر دون
تو کوئی احسان نہین اسلیے کہ یہ وہی جان ہی جو تیری بچائی ہوئی ہی ملکہ نے یہ نامہ دیکھکر شکر کیا کہ
خیر وعافیت معلوم ہوئی اب یہ پھر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھے نیند نہ آئی اس لیے
مین پھر چلی آئی اور اسوقت کچھ خود بخود جی گھبرا رہا ہی کلیجہ منھ کو آ رہا ہی سبب اسکا نہین معلوم ہوتا ہی
اُدھر تیز رنگ سحرساز کو پتلیان بھیجے ہوے دیر ہو چلی تھی پتلیون کے واپس نہ آنے سے اسکو
بھی وحشت تھی کہ میرا سحر اس وقت تک پلٹ کے نہ آیا بس اسنے اک نیلی ہاتھی دانت کی بنی ہوئی
صندوقچے سے نکالی اور کچھ اسم سحر پڑھکر اس سے پوچھا کہ جلد بتا وہ چارون پتلیان جو رضوان
سحرساز کی بربادی کے واسطے گئی تھین وہ کیون نہین آئین اس پتلی نے جواب دیا

کہ وہ جل بھی گئیں آئے تو کون آئے اُنکی راکھ تک اڑ کر تباہ ہوگئی یہ سُنکے نیرنگ سحرساز گھبرایا
اور یہ سخن زبان پر لایا کہ اُنھیں کسنے جلایا اور تباہ کیا تیلی نے جواب دیا کہ جسکے تباہ کرنے کو وہ گئیں
تھیں وہ غافل نہ تھا کہ چوٹ کھا جاتا یہ سنکے نیرنگ سحرساز نے سر پکڑ لیا اور کہا کہ مین نہ جانتا تھا
کہ وہ ایسا ہوشیار ہی ورنہ اپنا سحر خراب نکرتا خیر یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اب وہ
حربہ بھیجتا ہون جو میری عمر بھر کی ریاضت ہی اور جسکا توڑ بنایا ہی نہین گیا ہی یہ کہکر اسنے اک ترنج
نکالا اور اپنے اک رفیق کو دیا کہ جاکر رضوان سحرساز پر کھینچ مارنا اگر ساحران عالم ایک طرف
ہونگے تو اس وار کو نہ رد کر سکینگے نہ بچ سکینگے یہ سُن کے اُس ساحر نے کہ نام اسکا فریب جادو
تھا ترنج ہاتھ مین اُٹھایا اور جانب لشکر رضوان سحرساز روانہ ہوا میگونہ ساغرچشم پریشان
ہوئی اور پھر اسنے دردسر کا بہانہ کیا اور اُٹھ گئی باہر نکلتے ہی پر پرواز پیدا کیے اور اُڑ کر جانب
لشکر رضوان سحرساز روانہ ہوئی زمین زمین فریب جادو جارہا تھا اور بالا بالا ہوا ملکہ میگونہ
ساغرچشم نہایت تیزی سے اُڑتی ہوئی جارہی تھی کہ مین پہلے پہونچکر اطلاع دیدون وہان
رضوان سحرساز مطمئن بیٹھا تھا کہ اک مرتبہ برق چمکی اور ملکہ میگونہ پریشان پریشان گھبراہٹ
چہرہ سے ہویدا نمودار ہوئی رضوان اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای ملکہ خیر تو ہی اس وقت تم اسقدر
پریشان کیون ہو ملکہ نے کہا کہ اب اُسنے وہ آفت بھیجی ہی جسکا روکنا ممکن ہی نہین مین تمھین اطلاع
دینے آئی ہون کہ میرے باپ نے وہ ترنج تمھارے قتل کے لیے فریب جادو کے ہاتھ بھیجا ہی
جسکی تباہی نہین ہی اور مین اب جاتی ہون یہ کہکر میگونہ ساغرچشم وہان سے بالا بالا ہوا
اڑتی ہوئی اپنی آرامگاہ مین آئی لیکن نہایت پریشان تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہ وہ حربہ ہی کہ رد اسکا
ممکن نہین پھر کس طرح جان رضوان سحرساز کی بچیگی بس وہ اس تردد مین تھی اور رضوان بھی
نہایت پریشان تھا کہ کیا کرون اور کیا نکرون آخر یہ سوچا کہ اگر اسی جگہ ٹھہر رہتا ہون تو میرے
ساتھ جتنے ساحر ہین سب مارے جائینگے اس سے بہتر ہی کہ چلکر صحرا مین اپنی جان
دون کہ یہ سب تو محفوظ رہین اور میرا اس ضرب سے بچنا غیرممکن ہی یہ دل سے تجویز کر کے رضوان
سحرساز اپنے مقام سے اُٹھا اور اسباب سحر لیکر چلا چند قدم اپنے خیمے سے نکلکر پہونچا
ہوگا کہ دیکھا سامنے سے فریب جادو چلا آتا ہی بس جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا رضوان
سحرساز اپنے لشکر کی حد سے نکل گیا اور سامنے فریب جادو کے جا پہونچا فریب جادو نے
جو رضوان سحرساز کو اپنی طرف آتے دیکھا پکارا کہ کیون او سرکش تو اور تیرے دونون ساتھ رہا
ایک اُستاد سے علم سیکھا سحر حاصل کیا اور اب وقت سخت مین علیحدگی اختیار کی تو پہلے
مجھ سے تو مقابلہ کرلے پھر میرے آقا سے مقابلہ کرنے کا قصد کرنا یہ سُنکے رضوان سحرساز پکارا
کہ او سحری تو کیا مجھ سے مقابلہ کریگا مین تیرے آقا کی تو حقیقت نہین جانتا ہون کیا اُس سے
یا یہ کمی کا رکھتا ہون نہین معلوم کیا بات تھی کہ مین اُسکے ساتھ تھا اور بجان و مال سے حاضر تھا
اُسنے میری قدر نہ کی اب اُسکی شامت آئی ہی بس یہ سُنکے فریب جادو چاہتا تھا کہ ترنج مارے کہ اک
درخت کے پاس سے اک جوگی پیدا ہوا اور کہا کہ خبردار ابھی لڑنے کا قصد نکرنا تم فرستادہ
خداوند سامری ٹھہرو مین تم دونون کا فیصلہ کرنے اور جھگڑا چکانے کو آیا ہون بس یہ سنتے ہی
فریب جادو ٹھہرا اور رضوان سحرساز بھی رکا اتنے مین جوگی قریب آیا اور آتے ہی

اسنے اک پھول رضوان سحر ساز کو دیا اور کہا کہ اسے سونگھ کر خوش ہو کہ اس پھول کے سونگھنے سے بوے
وفا پیدا ہوتی ہی اور کینہ دل سے نکل جاتا ہی رضوان سحر ساز نے اُس پھول کو سونگھا سونگھتے ہی بیہوش
ہوا تب جوگی نے وہی پھول اُٹھا کر فریب جادو کو سونگھانا چاہا اُسنے سونگھنے سے انکار کیا کہ
رضوان سحر ساز کو آنکھون سے بیہوش ہوتے دیکھ چکا تھا بس جوگی نے غصہ کر کے منھ پر
فریب جادو کے پھول کھینچ مارا فریب جادو بھی چھینک مار کر بیہوش ہوا تب جوگی نے نعرہ کیا
کہ منم خواجہ خضران اور جلدی سے ترنج اپنے قبضہ مین کر کے رضوان سحر ساز کو ہوشیار کیا
اور کہا کہ اے رضوان سحر ساز یہ ترنج لے اور دشمن کا کام تمام کر رضوان سحر ساز حیران تھا کہ یہ
کیا معاملہ ہی جوگی نے کہا تاخیر نکر اگر حریف آگاہ ہو جائیگا تو مشکل پڑیگی رضوان سحر ساز نے
ترنج کو ہاتھ مین لے لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر فریب جادو پر مارا ترنج سے شعلہ نکلا اور فریب جادو
جل کے خاک ہو گیا اسکے مرنے سے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری دیر تک رہی
صدائین گیر ودار کی آیا کین آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من فریب جادو بود حیف مردیم و جادیم
و بمطلب خود نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئی تو رضوان سحر ساز نے پھر پوچھا کہ آپ کون
صاحب ہین اس وقت مین آپنے مجھے دشمن کے ہاتھ سے بچایا خواجہ خضران نے کہا کہ مین صاحبقران
کا ملازم ہون تمنے جو خواجہ خضران سنا ہوگا وہ مین ہی ہون مین بہارستان مغرب سے چلا آتا تھا
کہ مین نے یہ واقعات سنے اور یہان آکر یہ تماشہ دیکھا جب نیرنگ سحر ساز نے یہ ترنج دے کر
فریب جادو کو تمھارے قتل کے واسطے بھیجا تھا تو مین ہیئت بدلے ہوے دربار سارق مین
موجود تھا جسوقت فریب جادو وہان سے چلا ہی تو مین بھی چل کھڑا ہوا تھا راستے مین موقع نپایا
ورنہ مین اسے مار ڈالتا اور تم تک پہونچنے بھی نہ دیتا یہ سُنکے رضوان سحر ساز نہایت خوش ہوا اور
کہا کہ خواجہ اس ظالم کے آنے کی خبر تو مجھے بھی ہوگئی تھی مگر مین اسکا کچھ نہین کر سکتا تھا وہ زبردست
سحر تھا کہ رد اسکا غیر ممکن تھا آپنے جان بچائی اور اب مجھے خوف نہین ہی اسلیے کہ اسکے کا آمنات کا سحر
تو ملگیا اب ایک سحر اور باقی ہی وہ سوا مقابلہ کے اس طرح دھوکے مین نہین ہو سکتا ہی اور میرا بھی ایک
سحر اسکے توڑ کا موجود ہی جس سے وہ باخبر نہین ہی چونکہ ہم دونون ایک ہی استاد کے شاگرد
تھے اور اسنے استاد سے بھی مقابلہ کا دعوے کیا تو استاد نے اسکے تمام سحرون کے جواب سوا اس
ترنج کے پوشیدہ طور پر مجھے تعلیم کر دیے تھے کہ اب اگر یہ کسی وقت سر اُٹھائے تو مین اسکے برابر
والے سے اسے سٹواؤن اور خود مقابلہ نکرون مین اسکا دوست تھا مین نے درمیان مین صلح کرا دی
اس وقت مین وہ تعلیم استاد کی کام آئی ورنہ اسنے تو مٹا دینے مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھی تھی
رضوان نے کہا خیر تم اب اپنے خیمہ مین جاؤ اور مین بھی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ خضران تو لشکر اسلام
کی جانب چلے گئے اور رضوان سحر ساز اپنے لشکر مین آیا وہان ملکہ سنگو نیر سحر ساز تڑپ رہی تھی
کہ نہین معلوم نتیجہ کیا ہوا کہ اسی الجھن مین پھر اُس مقام پر آئی جہان نیرنگ سحر ساز بیٹھا تھا سنگو
نے جو صورت میگونہ سحر ساز کی دیکھی اسکا ماتھا ٹھنکا کہ معلوم ہوتا ہی یہ رضوان سحر ساز سے
محبت رکھتی ہی اور اس معاملہ مین کچھ سازش اسکی ضرور ہی بس اسنے نیرنگ سحر ساز سے
کہا کہ فریب جادو کی خبر تو دریافت کیجیے کہ اُسپر کیا گذری جو ابھی تک واپس نہین آئے
نیرنگ سحر ساز نے کہا کہ ملکہ جی آپ اطمینان رکھیے وہ تمام لشکر کو پھونک کے آئےگا

سحر ایسا نہین ہے جسے رضوان سحرساز رد کر سکے اگر وہ ہوشیار بھی ہو جائے تو کچھ نہین کر سکتا ہے
سخنگان نے کہا کہ خبر دریافت کرنے مین کیا نقصان ہے یہ سنکے نیرنگ سحرساز نے کہا کہ بہتر اگر آپ کی
یہی خوشی ہے تو مین دریافت کیے دیتا ہون یہ کہکر وہی ہاتھی دانت کی پتلی صندوقچہ سے نکالی اور کچھ
اسم سحر پڑھکر پتلی سے کہا کہ بتا تو فریب جادو کیا کر رہا ہے پتلی ترنج کر بولی کہ مردہ کیا کر سکتا ہے صحرا مین
لوٹ رہی ہوئی ہو نیرنگ سحرساز نے کہا کہ تم کیسے حربہ سے حریف بچ ہی نہین سکتا تو تم سے
کیسے مارا پتلی نے کہا وہ ترنج رضوان سحرساز کے ہاتھ آگیا اُسی ترنج سے رضوان سحرساز نے
فریب جادو کو مارا یہ سنکے نیرنگ جھلایا کہ یہ کیا بکتی ہے ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا کیا یہ سٹری ہو گیا تھا کہ اسنے سحر
اپنا دوسرے کے ہاتھ مین دیدیا پتلی نے کہا تیری تو شامت آئی ہوئی ہے عقل پر پتھر پڑے ہین ایسا حربہ کوئی کسیکو دیتا ہے
اگر فریب جادو وہ ترنج تجھی پہ کھینچ مارتا تو کیا کرتا یا رضوان سحرساز فریب جادو کو اس ترنج سے نہ مارتا
بلکہ تیرے مقابلہ کے واسطے رکھ چھوڑتا تو چاہ کنندہ راچاہ درپیش کا مضمون ہوتا یہ کہہ خیر
گذری رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت آئندہ ایسا نہ کرنا اب اپنا ہتیار کیا ہوا حربہ دوسرے
کے سپرد نکرنا جس طرح رضوان سحرساز تجھ سے برگشتہ ہو گیا ممکن ہے کہ کوئی اور بھی اُسی طرح بھر
جائے نیرنگ سحرساز دل مین قائل ہوا کہ واقع مین مین نے حرکت تو نادانی کی زندگی تھی
کہ بچ گیا پتلی سے کہا یہ تو نے نہ بیان کیا کہ ترنج رضوان کے ہاتھ کیونکر آیا پتلی نے کہا کہ رستے
مین حضران عیار پہونچ گیا اُسنے فریب جادو کو بیہوش کرکے ترنج پر قبضہ کیا اور رضوان جادو
کو دے دیا بس یہ سنتے ہی سخنگان نے تو درود پڑھا اور کہا کہ واہ مرشد کیا کہنا ہے کیا وقت پر
پہونچے ہوئے ہیں لیجیے اب آپ تو آدھے رہگئے کائنات کے سحر اس طرح مٹگئے اب برابر کا مقابلہ رہگیا
نیرنگ سحرساز نے غصہ مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور کہا کہ سامری کی مدد سے اسکو
سر میدان نہ مارا تو نام اپنا نیرنگ سحرساز بنایا اور اے ملک جی کل دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے مجھے معلوم
ہوتا ہے کہ آج اسکی اجل نہ تھی بلکہ چار پہر کی زندگی باقی تھی اسی سے یہ افتاد پیش آئی مین اور
مسلمان بھی کل نہ مرینگے انکی قضا پرسون ہے سخنگان نے کہا کہ انکی تو برسون بھی قضا نہین ہے
خدا جانے کتنون کو مار کے مرینگے اور ہمین تو یہ بھی امید نہین کہ رضوان بھی آپ کے ہاتھ سے قتل
ہو سکے آج آپنے کیا کر لیا جو کل کی امید رکھین نیرنگ سحرساز نے کہا کہ بس ملک جی زیادہ
دل نہ جلاؤ اور انکو اُنکی دختر سمیت اپنے خیمہ کی طرف چلا گیا لیکن ملکہ میگونہ ساغر چشم دل
مین نہایت خوش ہوئی کہ اس بلا کے ٹلنے کی امید نہ تھی جیسا اب صبح کو دیکھا جائے گا چونکہ ملکہ رضوان
پر عاشق ہونے کے علاوہ باپ کی دشمن اُس روز سے ہو گئی تھی جس دن اسنے یہ کلمہ کہا تھا
کہ اے میگونہ مین تجھے اپنے سے جدا نہین کر سکتا ہم ساحرون مین دستور ہے کہ اگر بی بی مر جائے
ہے تو پھر دوسری کی شادی نہین کرتے ہین خداوند سامری کا حکم ہے کہ اگر عورت اپنے پاس
ہو تو دوسری عورت کی تلاش نکرو بُرا اچھا نہین کہ بیٹی یا بہن کو دوسرے کے سپرد کرکے
دوسرے کی بیٹی بہن کو خوشامد کرکے اپنی خدمت مین لاؤ اسے بیحد اس فعل سے کراہت
تھی اور اسنے نیرنگ سحرساز سے یہ بات کہی تھی کہ مجھے اسکی خواہش نہین کہ آپ میری
شادی کیجیے لیکن یہ مجھے نہوگا کہ مین مان کے قائم مقام نہون جس روز آپنے ایسا ارادہ کیا
تو سمجھ لیجیے کہ اُسی دن خودکشی کرونگی چونکہ نیرنگ سحرساز دختر کو نہایت دوست رکھتا تھا

اسنے بہت سمجھایا کہ خلاف حکم خداوند کرنا مذہب سامری پرستی سے باہر ہوجاتا ہے میگونہ ساغر چشم نے کہا
کہ اگر ایسے ہی احکام خداوند کے ہین تو ہم سامری پرستی سے باز آئے لیکن وجہ تھی کہ یہ باپ کے کشتہ خون ہو رہی
تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح یہ مارا جائے کہ دل کا کھٹکا مٹے اور مین اسکے ہاتھ سے محفوظ رہون ایسا نہو کسی روز
شراب کے نشہ مین مجھے سحر سے بے بس کر کے درپئے عزت ہو الحاصل طبل جنگ بجنے کی خبر رضوان سحرساز کو پہونچی
اسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا اور مطمئن ہوکے سو رہا کہ اب رات بھر کوئی فتنہ برپا نہوگا ادھر صاحبقران عالیشان
کو ان تمام حالات سے ہرکارون نے مطلع کیا صاحبقران نہایت خوش ہوے جب خواجہ خضر ان سے
امیر باتوقیر کے پہونچے تو صاحبقران نے خضر ان کو بھاری خلعت عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ خواجہ اگر
رضوان مارا جاتا تو مجھے نہایت افسوس ہوتا کہ یہ آفت اسپر میری وجہ سے آئی تھی اتنے مین خبر طبل جنگ
بجنے کی پہونچی صاحبقران نے بھی کوس حربی بجنے کا حکم دیا اور دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے
خیمہ کی طرف روانہ ہوے جب رات گذر کر صبح ہوئی تو امیر باتوقیر نے نماز صبح سے فراغ حاصل کر کے
اسلحہ تن پر آراستہ کیا اور تمام اہل اسلام سے پہلے میدان جنگ مین پہونچ گئے بعد انکے اور لوگ
بھی آنے لگے جسنے خبر پائی کہ امیر باتوقیر میدان مین پہونچ گئے ہین وہ چل کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین سارا
لشکر میدان مین پہونچ گیا تخت بادشاہ اسلام کا قلب لشکر مین قائم ہوا ادھر فوج ساحرون کی صف آرا
ہوئی ایک جانب نیرنگ سحرساز اپنے لشکر کو لیے ہوے کرگدن مست پر سوار سر پر اسکے جانور
سرخ رنگ سایہ فگن تھا اور پندرہ مس مصاحب اسکے اسباب سحر لیے ہوے اسکے ساتھ تھے اور ملکہ
میگونہ ساغر چشم اک طاؤس زرین بال پر سوار لشکر سے الگ آ کے کھڑے ہوے نیرنگ سحرساز
نے اسکو منع کر دیا تھا کہ لشکر سے مل کے کھڑی نہونا آج کا مقابلہ یادگار ہے ایسا نہو کسی سحر کی چھپٹ
مین آجائے تو مشکل ہوگی مین اس وقت تجھے بھی بچا نہ سکونگا ادھر رضوان سحرساز اک نہنگ سحر پر
سوار اپنے دس ہزار ساحرون سے بمقابل لشکر نیرنگ سحرساز آکر قایم ہوا جب دونون لشکر آراستہ
ہو چکے تو صاحبقران عالیشان نے رضوان سحرساز سے کہا کہ اے رضوان اصل جنگ تو مجھ سے ہے
تو کیون واسطے مقابلے کے آیا ہے میری خوشی نہین کہ تو مقابلہ کرے اور میرے عوض اپنی جان کو معرض
ہلاکت مین ڈالے رضوان سحرساز نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا صاحبقران لوہے کو لوہا کاٹتا ہے
سحر کا جواب سحر ہے حضور تامل فرمائین اور میری لڑائی کا تماشہ دیکھین کہ کیا ہوتا ہے بڑا اسکو اپنی ساحری پر
ناز ہے آج مین اسکا سارا بل نکالے دیتا ہون بس یہ سنتے ہی نیرنگ کو غصہ آیا اسنے اپنے مصاحب خاص
کبیر جادو سے کہا کہ جاکر اسکو زبان درازی کی سزا دے اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ ہم سے مقابلہ کرے گا
یہ سنتے ہی کبیر جادو اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے رضوان سحرساز
کیا ذلت آخر تیری قسمت نے برائی کی کیا تو ہمارا آقا تجھے اپنے برابر سمجھتا تھا یا اب اپنے ایک ادنے
ملازم کو تیرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہے اور تو اسپر بھی کچھ نہین کر سکتا رضوان سحرساز اسکے مقابلہ کو آیا
اور پکارا کہ او حماقت زدہ ایک تو احمق دوسرے تیرا آقا بیوقوف ہے کل اس دغاباز کے سحر پیر کیا کر سکے
جو آج تجکو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا ہے دیکھ کہ تیری کیا حالت کرتا ہون لا حربہ اپنا اور دیکھ تماشہ
میری جنگ کا یہ سنکے کبیر جادو نے جھولی پر سحر کے ہاتھ ڈالا اور کچھا پیکانون کا نکالکر کچھ اسم سحر دم کیا
اور رضوان سحرساز پر کھینچ مارا تمام پیکان تیر شہاب بنکر رضوان جادو کی طرف چلے رضوان
جادو نے اک آئینہ نکالکر سامنے کر دیا تمام پیکان اس آئینہ مین جاکے غائب ہوگئے بس

رضوان سحرساز نے کچھ اسم سحر پڑھ کر آئینہ پر دم کیا کہ اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوئی اور کبیر جادو کی طرف
دیکھکر پکاری کہ کیا چاہتا ہے کبیر جادو کی نظر جو اس دلفریب صورت پر پڑی پکارا کہ سوا تیرے کچھ نہین چاہتا ہون
پریزاد نے کہا میرا مطلب اسوقت ممکن ہے کہ جا کر نیرنگ سحرساز کا خون لا اور میرے دست و پا مین بجاے
مہندی کے لگا یہ سنکے مطلب کبیر جادو کا پھر گیا اور یہ خنجر پکڑ کے نیرنگ سحرساز جادو کی طرف چلا یہ رنگ
جو نیرنگ سحرساز نے دیکھا کہ میرا رفیق میرا ہی تشنہ خون ہو کر آتا ہے اسنے رد سحر پڑھنا شروع کیا رضوان
سحرساز نے وہ آئینہ اسکے اور رفیقون کو دکھایا جسنے صورت پری کی دیکھی دیوانہ ہو گیا اور سوال وصل
کیا پری نے ہر ایک سے یہی شرط پیش کی کہ خون نیرنگ سحرساز کا میرا مہر ہے یہ سنکے بیس بائیس
رفیق اسکے حربہاے سحر پکڑ پکڑ کے نیرنگ سحرساز کی طرف چلے اور گولے ترنج نارنج ہر طرف سے
اسپر پڑنے لگے اتنی مہلت ہی ندی کہ نیرنگ سحرساز رد سحر پڑھ سکتا وہ ایسا ساحر تھا کہ سب کے
حربے رد کر رہا تھا مگر انکی بیہوشی نہ دفع کر سکا انکے سحر سے اپنی جان بچائے یا ان بیہوشون کو ہوش
مین لائے کیا کرے اور کیا نکرے اسی ہنگامہ مین ایک ساحر نے پشت پر سے آکر ایک ترنج سحر
مار دیا کہ شانہ نیرنگ سحرساز کا زخمی ہوا بس اسنے دیکھا کہ اب کوئی چارا نہین ہے یہ سب مل کے
مار ہی ڈالینگے زندہ نچھوڑینگے بس نیرنگ سحرساز نے اسی زخمی شانے کا خون چلو مین لیا
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر کبیر جادو پر مارا یہ معلوم ہوا کہ ایک شعلہ لپک کے گرا کبیر جادو دھڑ دھڑ
کر کے جلنے لگا یہ دوڑ کر اور لوگون سے لپٹا جس سے لپٹا اسکے بھی تن بدن مین آگ لگ گئی اور جلنے لگا تمام
رفیقون کو اپنے مجبور ہو کے اسنے آپ جلا دیا انکے مرنے سے قیامت کبری برپا ہوئی صدائین گرد ا
کی پیدا ہوئین آتش باری و برف باری و سنگ باری ہوئی آخر آوازین پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من
فلان بود و فلان بود جسوقت سب انکے شور مچا کے اور خاک اڑا کے چلے گئے تو رضوان سحرساز نے
آواز دی کہ اے مغرور تو نے اپنے غرور کا نتیجہ دیکھا ادھر سخنگان نے کہا کہ تقدیر الٹ گئی ہے کہ ہر تدبیر الٹی
پڑتی ہے اور اہل اسلام نے منھ لگانا شروع کیے سخنگان نے کہا جی یہی ہاتھی ہے جو اپنی فوج
کو مارتا ہے بس یہ سنکے نیرنگ سحرساز غصہ مین آیا اور پکارا کہ او شیطان تو بڑا دریدہ دہن ہے خداوند
ساریق نے تجکو بالکل مطلق العنان کر دیا ہے تو جسکو جو چاہتا ہے کہہ اٹھتا ہے خیر رضوان سحرساز کے
معاملہ کو طے کر لون اسوقت تیری گوشمالی کرونگا سخنگان نے کہا کہ ہمتو خداوند کو اس سے زیادہ زیادہ
کہہ گذرتے ہین تم کس شمار مین ہو اور اس میدان سے تمھارا زندہ پلٹ کے آنا ہی دشوار ہے یہ سنکے
طیش کھا کے نیرنگ سحرساز نے اپنی کرگدن کو اشارہ کیا کہ وہ جھپٹ کر سامنے رضوان سحرساز کے
آیا بس نیرنگ سحرساز نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ فولادی نکالکر اسکو خون پیشانی سے
رنگین کیا اور یا سامری کہکے رضوان سحرساز پر کھینچ مارا رضوان سحرساز نے دیکھا کہ یہ حربہ
بھی بلاے ناگہانی ہے اس سے مفر مشکل ہے بس یہ پانون مار کے غرق زمین ہو گیا گولہ خالی گیا بس اسنے
دوسرے مقام پر نکلکر دستک دی کہ ایک بچہ پیدا ہوا اور اسنے جا کر اس گولے کو پکڑ لیا ساتھ ہی
نیرنگ سحرساز نے دستک دی کہ دوسرا بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی گولے کو پکڑ کے اپنی طرف کھینچنے لگا
تب نیرنگ سحرساز کا بچہ سحر تو چاہتا ہے کہ مین گولہ چھین کر رضوان سحرساز پر کھینچ مارون اور رضوان
سحرساز کا بچہ سحر چاہتا ہے کہ مین اس حربہ کو حریف ہی پر پلٹا دون گولہ تو اس کشمکش مین پھنس گیا
یہان رضوان سحرساز نے اپنی جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج سحر نکالکر نیرنگ سحرساز پر

پر کھینچ مارا نارنج آتے ہی سینہ پر پڑا کہ نیرنگ سحر ساز جل کے خاک ہو گیا اہل اسلام تو خوش ہوئے
مگر رضوان سحر ساز کو تعجب ہوا کہ یہ ایسا نہین تھا جو اس حربہ مین تمام ہو جاتا یہ اسی تعجب مین تھا
کہ اک مرتبہ برابر اسکے زمین شق ہوئی اور نیرنگ سحر ساز ہاتھ مین کمند لیے ہوے پیدا ہوا اور
نعرہ کرکے کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین رضوان سحر ساز کے پڑ گئے بس چاہتا تھا نیرنگ سحر ساز
کہ نیچہ سحر سے کام اسکا تمام کردن کہ رضوان سحر ساز نے آف کی شعلے منھ سے نکلے مگر کمند نہ جلی
بس رضوان سحر ساز تڑپا اور خود شعلہ بن کے حلقون سے نکل گیا نیرنگ سحر ساز منھ
دیکھے رہگیا بس اب جو برق بنکر گرتا ہے تو چاہا کہ نیرنگ سحر ساز کے دو ٹکڑے کردن
نیرنگ سحر ساز نے بھی پانؤن مارے اور غرق زمین ہو گیا اور دور جا کے نکلا اور زمین سے
اسنے بائین ہاتھ مین نشتر دیکر خون چلو مین لیا اور دوڑکر آتشی گولے پر چھینٹا خون کا مارا کہ نیچہ سحر
جو رضوان سحر ساز نے پھینکا تھا وہ تو جل گیا اور نیرنگ سحر ساز کے نیچہ نے وہ گولہ رضوان سحر ساز
پر کھینچ مارا یہ بھی جبتک سنبھلے سنبھلے گولہ سینہ پر پڑا توڑ کے پار گذر گیا رضوان سحر ساز الٹ کے
گرا میگونہ ساغر چشم کی آنکھون سے تو بے اختیار آنسو گر پڑے اور صاحبقران نے بھی افسوس
کیا اور نیرنگ سحر ساز نے نعرہ کیا کہ اے اہل اسلام دیکھا تمنے کہ مین نے کس طرح تمھارے مددگار کو
مارا اب آج ہی تم سبکا خاتمہ کیے دیتا ہون لیکن ملازمان رضوان سحر ساز کو اپنے مالک کا نہایت
غم ہوا اور جوش رنج والم مین حربہاے سحر پکڑ پکڑ کے نیرنگ سحر ساز کی طرف چلے ادھر سے
اسکے لشکر نے بھی بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ نیرنگ سحر ساز نے اشارہ سے منع کیا اور کہا کہ مین ایک
سحر مین ان سبکا خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر اپنے گینڈے کے پاس آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر
اک ترسول پر گینڈے کے مارا کہ سر اسکا شق ہوا اور زخم سر سے مثل مچھڑ دن کے لاکھون کیڑے
پیدا ہوے اور بھن بھن کرتے ہوے بلند ہوے یہ معلوم ہوا کہ اک لاٹ بنگئی اب ان کیڑون نے
ہوا کھاکے جانورون کی شکل پیدا کی لعل کے برابر جانور پیدا ہوے اور لشکر رضوان سحر ساز پر آکے
گرے جسکے سر پر چونچ ماری بھیجا نکال کے کھا گئے ہرچند ساحر جال سحر کا مارتے ہین اور حربہاے
سحر کرتے ہین مگر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا ہے یہ رنگ دیکھکر صاحبقران نے اپنی جگہ سے بڑھنے کا قصد
کیا ہی تھا کہ زمین شق ہوئی اور رضوان سحر ساز اک ڈبہ ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا اور صاحبقران
سے عرض کی کہ حضور نہ قصد فرمائین غلام ابھی زندہ ہے اگر اسنے ایک ہمشبیہ اپنا بنا کر قتل کرا دیا اور میرے
بے پناہ حربے سے جان بچائی تو مین نے بھی اپنا ہمشکل بنا رکھا تھا کہ جو حربہ مجھ سے نہ رکیگا تو اسے
ہمشبیہ کو قتل کرائونگا اب حضور تماشہ دیکھین کہ کیا ہوتا ہے یہ کہکر اسنے ڈبے کا ڈھکنا کھول دیا کھلتے ہی
لاکھون پروانے پیدا ہوے اور اڑکر بلند ہوے جانورون نے جو دیکھا پروانون کا شکار کرکے
کھانے لگے فوج کی ایذا رسانی سے منھ پھیرا نیرنگ سحر ساز حیران ہوا کہ یہ سحر اسنے کب تیار کیا
مگر یہ مطمئن تھا کہ اس سحر سے میرا کیا نقصان ہے سوا اسکے کہ اک ذرا دیر ہو گی جسوقت یہ پروانے
ختم ہو جائینگے پھر یہ جانور اسکے لشکر کا خاتمہ کر دینگے ادھر رضوان سحر ساز نے طائرون کو پروانون
کی طرف متوجہ کر کے اپنے نہنگ کے سر پر گولہ فولادی مارا کہ سر نہنگ کا شق ہوا اور اس مین سے
بھی باریک باریک کیڑے سے نکلنا شروع ہوے اور جو جو ہوا انکو لگی بالیدگی پیدا ہوئی دیکھا
پیرو اریلیان ہین کہ ایک ہاتھ مین انکے جال ہے اور دوسرے ہاتھ مین چھڑیان ہین بس

جانور کو پروانون کے شکار مین مصروف تھے ان تیلیون نے جال بار بار کر جانورون کو پکڑنا شروع
کیا اور نیرنگ سحرساز کے لشکر پر اڑکے ذبح کرنے لگے جب جانور کو ذبح کیا اور خون اسکا اہل
لشکر پر گرا آگ کا کام کیا اب ساحران لشکر نیرنگ جلنے لگے یہ رنگ دیکھکر نیرنگ سحرساز گھبرایا
اور اسنے رد سحر پڑھنا شروع کیا ادھر رضوان سحرساز نے دیکھا کہ اگر اسنے اس سحر کو توڑ دیا تو پھر کیے
بنائے کچھ نہ بنیگی بس اسنے جلدی سے دستک دی کہ اک تیلا اڑتا ہوا پیدا ہوا اسکے بھی ایک
ہاتھ مین جال اور دوسرے ہاتھ مین خنجر تھا اسنے آتے ہی اس جانور پر جال مارا جو سر پر نیرنگ سحرساز
کے سایہ افگن تھا اور دم مین اسکو ذبح کیا کہ خون اسکا سر نیرنگ سحرساز کے پڑا فوراً تمام بدن مین
آگ لگ گئی اور یہ جلنے لگا اس وقت نیرنگ سحرساز نے آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس اس سے
مین بےخبر تھا کہ استاد نے تجھے اس راز سے بھی باخبر کردیا ہے کہ جان نیرنگ سحرساز کی اس جانور
مین ہے اگر خون جانور کا مجھپر نہ گرتا تو مین قیامت تک قتل نہو سکتا یہ کہتے کہتے جل کے خاک ہوگیا
بس اسکا مرنا تھا کہ اک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی آتشبازی و برف باری
دیر تک رہی کہ تمام اہل لشکر نیرنگ کے جل جلکر ہلاک ہونے لگے جب تمام فوج جل کے
خاک ہوگئی اور نیرنگ سحرساز بھی جل کے ختم ہوا تو بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام نیرنگ
سحرساز جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر
برطرف ہوئے تو دیکھا کہ لاش نیرنگ سحرساز کی جلی ہوئی پڑی ہے رضوان سحرساز نے بھی
عمر بھر کے ریاض کا خاتمہ کردیا اور بالکل بے دست و پا ہوکے رہگیا سارلیق نے تو شرمندہ ہوکر
دروازہ مقطول بند کرلیا اور ملکہ میگونہ ساغر چشم اپنے طاؤس کو بڑھاکر قریب لاش نیرنگ
سحرساز کے آئی اور لاش اٹھوا کے لیگئی اور صحرا مین لکڑیان جمع کراکے اس سوختہ سحر
کو بالکل پھونک دیا اور اب جو یہ پلٹی تو حیران تھی کہ کہان جاؤن اسلیے کہ رضوان جادو کے
پاس جاتے حجاب آتا تھا اور لشکر سارلیق مین جانا منظور نہ تھا یہ سوچ کے اسنے اپنی سہیلیون
سے مشورہ کیا انھون نے یہ راے دی کہ اگرچہ رضوان سحرساز آپ کا عاشق ہے مگر خود سے
اسکے پاس جانا اچھا نہین اسکو یہ توفیق نہوئی کہ آکر آپ کو لیجاتا اسکے قبل جو آپ رضوان
سے گاہ گاہ ملا کرتی تھین وہ اور بات تھی اور اس وقت کا ملنا اور ہی خلقت یہی کہیگی کہ بیٹی نے
باپ کو مروا ڈالا کہ رضوان سے لگاؤ رکھتی تھی علاوہ اسکے اس وقت آپ اسکے محتاج نہین
اور اب آپ بے دست و پا ہین یہ سنکے میگونہ ساغر چشم نے راے انکی پسند کی اور اپنے
مال و اسباب کو ساتھ لیکر جانب چاہ بابل روانہ ہوئی چونکہ جی اسکا نہ چاہتا تھا کہ چلے
کچھ دور گئی اور پھر کسی صحرا یا کوہ مین قیام کیا یہان صاحبقران عالی شان عرب کو بڑھا کر
قریب رضوان جادو کے آگے اور فرمایا کہ اے رضوان جادو اب تم ہمارے لشکر مین چلو اور چند
نصیحتین ہماری سنو اور دعوت قبول کرو رضوان سحرساز نے گردن جھکالی کہ آپ کا ارشاد
بسر و چشم منظور ہے اور دم مین سے امیر کے ساتھ ہو لیا صاحبقران اسکو ہمراہ لیے ہوئے داخل
بارگاہ سلیمانی ہوئے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی رضوان سحرساز نے خواجہ خضران کا
بہت کچھ شکریہ ادا کیا کہ یا صاحبقران اگر یہ نہ آجاتے تو رات ہی کو میرا خاتمہ ہوگیا ہوتا آج
مقابلہ کون کرتا اصل یہ ہے کہ انھین نے میری جان بچائی بعد دعوت و ضیافت کے صاحبقران

عالی شان نے ارشاد فرمایا کہ ای رضوان سحرساز دیکھا تمنے قدرت خلاق عالم کو کہ جو تمسے زبردست
تھا اُسپر تمکو خدا نے غالب کیا سبب اسکا یہ تھا کہ تم حق پر تھے اور خداوند عالم حق کا شریک ہوتا ہی ایسے
اسباب ہوئے کہ تمھین کو اُسپر غلبہ حاصل ہوا اور نیرنگ سحرساز تمھارا کچھ نکرسکا یہ سُنکے رضوان سحرساز
نے کہا کہ یہ سب حضور کا اقبال تھا صاحبقران نے دانتون مین اُنگلی دبائی اور ارشاد فرمایا کہ ای رضوان
سحرساز میرا اقبال کیا یہ سب عزت بھی اُسی خالق کی دی ہوئی ہی جسے چاہے وہ عزت دے جسے چاہے
ذلت دے میری غرض یہ ہی کہ سچا نو اپنے پیدا کرنے والے کو چونکہ تمکو خواب غفلت سے چونکہ تم حق پسند
ہو اس سبب مین نے تمکو یہ نصیحت کی کہ دین مبین اسلام کو اختیار کرو اور اب سے سحر و ساحری
کو چھوڑ دو رضوان سحرساز نے عرض کی کہ مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین صرف اتنا
عذر ہی کہ سحر سے توبہ کرنا ہوگی اور بعد کو اگر کوئی دعوے دار خون کا پیدا ہوا تو اُس وقت مین
کیا کرونگا سوا قتل ہو جانے کے کوئی چارہ کار نہوگا یہ سُنکے صاحبقران عالی شان نے ارشاد کیا
کہ ای رضوان سحرساز خدا سے زیادہ کوئی اپنے بندے کا محافظ نہین ہی تم دیکھو کہ ہمارے ساتھ
کتنا بڑا لشکر ہی اور انمین ایک بھی سحر سے آگاہ نہین ہی اور کیسے کیسے ساحران نامی وگرامی سے
سامنا ہوا مگر حافظ حقیقی نے سبکو بچایا اور ان بے دست و پا لوگون کو ہمیشہ اُنپر غالب کیا اُسوقت
رضوان سحرساز نے عرض کی کہ سحر کی اصلیت سے تو یہ خادم آگاہ ہی اور اسم اعظم کی کیفیت سے
حضور آگاہ ہین مجھے حضور حقیقت اسم اعظم کی سمجھا دین اگر میرے ذہن مین آجائیگی تو مسلمان ہونگا
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ای رضوان سحرساز مین سحر کی حقیقت سے بھی آگاہ ہون سحر
وہ چیز ہی جس سے بیدینی حاصل ہوتی ہی اور شیاطین انسان کو جہنم کی راہ بتانے کے واسطے سب
کام کرتے ہین جسقدر زیادہ بیدینی پر کمر باندھے اُسیقدر ساحر زبردست ہوتا ہی اور اسم اعظم مراد اسم باری
تعالے خالق عالم سے ہی جسوقت اسم اعظم پڑھا جاتا ہی تو برکت اسماء الٰہی سے فرشتگان معینہ
شیاطین کی قوت توڑ دیتے ہین اب تمھین سمجھ لو کہ کون سی شی قابل حرمت ہی اور کون لائق ترک
ہی ان باتون نے ایسا اثر رضوان سحرساز کے دل پر کیا کہ بصدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہو گیا اور
عرض کی کہ یا صاحبقران مین اک مدت سے حیران تھا کہ کونسا مذہب اختیار کرنا چاہیے جس
مذہب پر خیال کیا اُسے مصنوعی پایا مذہب حق نہ معلوم ہوا کہ مین اُسے اختیار کرتا مین در اصل
ساحر تو تھا مگر سامری پرست نہ تھا اسلیے کہ مین سامری کی حقیقت سے خوب آگاہ ہون کہ وہ اک
ساحر زبردست تھا اور موجد سحر تھا اور مثل اور لوگون کے اک انسان تھا کہ موت سے اپنے کو نہ بچا سکا
یہ شان بندے کی ہی خداوندی کی نہین ہی شکر ہی اُس پیدا کرنے والے کا کہ آپ ہی کی بدولت یہ
دولت لازوال اور معرفت ایزد متعال حاصل ہوئی جسوقت یہ باتین ہو چکین اور صاحبقران
عالی شان نے فرمایا کہ اب تم کلمہ پڑھو تو مجکو اطمینان ہو اُس وقت رضوان سحرساز نے دست بستہ
عرض کی کہ مجھے کچھ دیر کی اجازت ہو تو ایک بندہ گمراہ اور میرے ساتھ راہ پر آجائیگا مین اُسے بھی
جاکے لے آؤن صاحبقران نے فرمایا وہ کون رضوان سحرساز نے گردن جھکا کے عرض کی کہ ملکہ
میگوہ ساغر چشم دختر نیرنگ سحرساز یہ سُنکے صاحبقران سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہی یہ اُسپر
عاشق ہی فرمایا جاؤ اور اُسے بھی لے آؤ بعد جانے رضوان سحرساز کے خواجہ خضران نے
صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ یا امیر یہ اُسی کے گاؤن مین نیرنگ سحرساز کے ساتھ

رہتا تھا حالانکہ یہ امید نہ تھی کہ وصل معشوق نصیب ہوگا یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن رضوان
سحرساز جو اپنی معشوقہ محبوبہ کی تلاش مین گیا تو سُنا کہ وہ چلی گئی رضوان کو کمال صدمہ ہوا
دل مین سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے وہ مجھ سے ناراض ہو گئی اور ناراض اُسکا ہونا بیجا بھی نہین ہے اسلیے
کہ باپ اُسکا میرے ہاتھ سے مارا گیا ہر چند کہ اُسمین میری خطا نہ تھی خود اُسنے سبقت کی اگر مین
اُسے نہ مار ڈالتا تو اپنی جان سے ہاتھ دھوتا اِس اس طرح کی باتین دل مین سوچ کر اُسنے کچھ اسم
سحر پڑھا اور دستک دی کہ اک طائر سپید پیدا ہوا رضوان سحرساز نے اُس سے کہا کہ اے
پرند سحر بتا کہ ملکہ میگونہ ساغرچشم کہان چلی گئی طائر چہکارا اور بزبان فصیح گویا ہوا کہ میگونہ
ساغرچشم چاہ بابل کی طرف جا رہی ہے مگر ابھی تھوڑی ہی دور پہونچی ہے رضوان سحرساز نے
اُس طائر سے کہا کہ میری رہبری کر اور اس طرف لیچل جدھر وہ دشمن جان گئی ہے یہ سنکے طائر
ایک طرف اُڑتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اُس طائر کے رضوان سحرساز بھی پر پرواز پیدا کر کے اُڑا
جاتے جاتے اُس مقام پر پہونچا جہان ملکہ اپنی سپاہیون سمیت اُتری ہوئی تھی بس رضوان سحرساز
ملکہ کو دیکھتے ہی اُتر پڑا اور قریب آکر تلوار سامنے ملکہ کے رکھدی اور کہا کہ اگر تمکو یہی مرضی منظور ہے
تو کام میرا تمام کرتی جاؤ مین نے خطا تمھاری ایسی ہی کی ہے جسکی سزا یہی ہے کہ تم مجھے قتل کرو یہ سُنکے ملکہ
میگونہ اور سحرساز رونے لگی اور کہا کہ تمنے خطا نہین کی بلکہ مجھپر احسان کیا ایسے باپ کے زندہ رہنے
سے مرجانا بہتر ہے اگر وہ تمھارے ہاتھ سے نہ مارا جاتا تو مجھے کتنی کسی روز اپنے ہاتھ سے اپنا خون
کرنا پڑتا رضوان سحرساز نے کہا کہ پھر مجھ سے تمنے علیحدگی کیون اختیار کی مین نے تمھاری محبت
مین برسون تمھارے باپ کا ساتھ دیا اب تمکو چاہیے کہ میرا ساتھ دو مین تا زندگی تمھاری خدمت
سے باہر نہین ہون یہ سُنکے ملکہ نے سر جھکا لیا اور کہا کہ جب تمنے ہماری خبر نہ لی تو ہمنے اپنے گھر جانے کا
قصد کیا ورنہ میری بھی جہالت تمھارے ساتھ ہے تم خوب جانتے ہو ہمین ایسا خیال تمھارا تھا کہ باپ
کی زندگی مین بھی کسی نہ کسی وقت تم سے مل لیتی تھی صورت دیکھ لیتی تھی اور دکھا دیتی تھی انتہا یہ ہے
کہ ہر نشیب و فراز سے تمکو باخبر کرتی رہتی تھی اس لڑائی مین اگر مین تمکو آگاہ نہ کرتی تو اُسنے
دو سحر تیر ایسے بھیجے تھے جن سے جان بچانا غیر ممکن تھا رضوان نے کہا کہ بیشک تمھین نے میری جان
بچائی اب اگر تم نہ چلوگی تو مین تم پر جان دونگا یہ کہکر ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اور اپنے ساتھ لیکر پھرا یہان
صاحبقران عالی شان انتظار مین رضوان سحرساز کے بیٹھے تھے دیر ہونے سے گھبرائے تھے اور فرماتے
تھے کہ مین یہ تو نہین کہہ سکتا کہ رضوان حیلہ کر کے چلا گیا اور اب نہ آئیگا لیکن خدا جانے کس سبب سے
اُسکو دیر ہوئی ہرکارے واسطے خبر کے گئے تھے یہانتک کہ بہت عرصہ کے بعد امیر کو اطلاع ہوئی کہ
رضوان سحرساز مع دختر نیرنگ جادو آتا ہے امیر نے دو ایک سردارون کو واسطے استقبال کے
بھیجا اور مخلص سردارون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اُدھر رضوان سحرساز اپنی
معشوقہ کو لیے ہوئے پہونچا صاحبقران کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا ملکہ میگونہ ساغرچشم
نے بھی امیر با توقیر کو سلام کیا صاحبقران نے اسکو بھی کرسی عنایت کی اور رضوان سحرساز سے
فرمایا کہ یہ تمھارے دشمن کی دختر ہے رضوان نے عرض کی کہ جی ہان یہ دشمن کی دختر ہے لیکن
باعث حیات ہے اسیکی وجہ سے اس مقابلہ مین سرسبزی نصیب ہوئی اگر یہ مجھے پہلے سے آگاہ
نکردیتین تو اُسنے رات ہی کو میرا خاتمہ کر دیا ہوتا اب مین چاہتا ہون کہ تا حیات انکو اپنے سے

جدا نکرونگا انسے جدا ہون امیر نے فرمایا کہ کیا یہ بھی ساحرہ ہے رضوان سحر ساز نے کہا کہ ہان فرمایا اب تم دونون سحر سے توبہ کرو اسکا خیال نکرو کہ اگر کوئی دشمن پیدا ہوا اور وہ ساحر ہوا تو ہم کیا کرینگے جس خدا نے شکم مادر مین حفاظت کی وہی ہر وقت بچانے والا ہے اسکے بعد دیر تک حقیقت اسلام بیان فرمایا کیے جس سے زنگ کفر دونون کے دلون سے دور ہوا اور یہ دونون از سر صدق کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے صاحبقران نے ان دونون کا عقد پڑھ دیا رضوان وصل معشوق سے کامیاب ہوا اب صاحبقران عالی شان نے فرمایا کہ اے رضوان سحر ساز اب تم اپنے وطن پھر جاو یہانٹھہرنا تمھارا مناسب نہین ہے تم مشہور آدمی ہو اور اتنے بڑے ساحر کو تمنے مارا ہے جو عوے دار خون پیدا ہوگا وہ تمھین پر حملہ کرے گا اور پہلے یہین آئیگا تم اب سحر سے توبہ کر چکے ہو یہ سنکے رضوان سحر ساز نے ہر چند عذر کیا کہ مین ان قدمون سے جدا نہونگا لیکن صاحبقران عالی شان نے قبول نہ فرمایا آخر رضوان رخصت ہو کر اپنی معشوقہ سمیت جانب شہر رضوانیہ روانہ ہوگیا

لیکن اب یہان سے دو کلمے داستان ساریق بن لقا ملعون کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مرنے سے بیرنگ سحر ساز جادو کے اور بھی دل اسکا ٹوٹ گیا مگر ہمت کو مضبوط کر کے اسنے کہا کہ طبل جنگ بجے کل خداوند خود اپنے بندون کو بے ادبی کی سزا دینگے یہ سنکے سختگان نے کہا کہ یا خداوند تقدیر گریز کس طرف ہوگی مجھے پہلے اطلاع دیدیجیے کہ مین اپنا بوریہ بدھنا سنبھال رکھون ساریق ان باتون پر بہت خفا ہوا کہ ہم تقدیر فتح کرنے والے ہین اور تو تقدیر گریز پوچھتا ہے سختگان نے کہا کہ آپکے بڑون نے تو یہی طریقہ اختیار کیا تھا کہ ہر مقابلے کے خاتمہ پر تقدیر گریز کیا کرتے تھے اب یہ مقابلہ بھی آخری ہے مجھے اسی واسطے مین نے تقدیر گریز کا حال پوچھا زلزال بن خلخال ترک یہان موجود تھا اسنے ساریق سے کہا کہ کل مین خود اعوذون سے مقابلہ کرونگا ادھر اقہر روئین شگاف نے عرض کی کہ اگر آپنے مقابلہ کا قصد کیا تو اس بندۂ ناچیز پر نظر توجہ رہے ساریق نے کہا کہ ہمنے تجکو بر ہوت رعد آواز کا قائم مقام کر کے غضب قدرت کا خطاب دیا اور یہ فتح تیری ہی قسمت مین تحریر کر دی اقہر روئین شگاف نہایت خوش ہوا الحاصل یہی باتین ہو رہی تھین کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے اک لکۂ ابر سیاہ نمودار ہوا آگے آگے اس لکہ ابر کے ہزارہا طائر مثل باز جرا عقاب زغن شاہین لشکرے وغیرہ کے پر مارتے ہوا کو کاٹتے چلے آتے تھے اور ایسی ہیبت تھی کہ ابر کو دیکھکر سب لرزنے لگے ساریق بھی بیٹھا دیکھ رہا ہے لیکن دل تھرایا جاتا ہے ہر چند دل کو مضبوط کرتا ہے مگر اندام مین رعشہ پڑا ہوا ہے جتنا وہ ابر قریب ہوتا جاتا ہے اسیقدر ہیبت بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ اب وہ طائر جو قریب پہونچے تو زمین پر سایا ہو گیا ہر ایک طائر فیل کے برابر قد و قامت مین تھا پرون سے انکے ہیبت ناک صدائین پیدا ہوتی تھین ساریق سمجھا کہ یہ کھا ہی لینگے بس جلدی سے تخت سے کود کر نیچے تخت کے گھس گیا اور بختیارک بھی دوڑ کر اک مونڈھے کے نیچے چھپ رہا اور اور لوگ بھی بھاگنے لگے کہ جس بلا سے خداوند ڈر گئے اس سے سبکو ڈرنا چاہیے خواص لیٹین اور خدمتگار کہین بعضے سردار بھی اٹھ اٹھ کے بھاگے لیکن چند سردار بیٹھے رہے

اب وہ طائر زیر و بطول کے بہو بچکر زمین پر اُترے اور غلطیان مار مار کر ہیئت انسانی مین آگئے تو دیکھا کہ شکر
ساحرون کا ہر ایک ایک مہیب صورت ہے مثل جوگیون کے جٹائین پڑی ہوئی ہین جوئیان لگی ہوئی اسکے بعد
وہ لکہ ابر شق ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت گاؤ سحر پر سوار ہاتھ مین ترسول پشت پر ایک مسہری پردے
اُسکے جھوٹے ہوئے چار پریزاد دیو اُس مسہری کو اُٹھائے ہوئے اسنے آتے ہی پوچھا کہ خداوند
کہان ہین ہر ایک اسقدر خوف زدہ تھا کہ کسی نے کچھ جواب ندیا اسنے پھر پوچھا کہ خداوند ساریق
کہان تشریف رکھتے ہین اُس وقت سخنگان کی دہشت برطرف ہوئی کہ یہ کوئی ماننے والا ہے بس اپنے
دل کو سخت کر کے مونڈھا اُلٹ دیا اور باہر نکل کے ککڑون کون کی آواز دی افغان جادو نے
کہا کہ یہ ککڑون کیسا تو کون ہے سخنگان نے جواب دیا کہ خداوند مرغ ہو گئے اور انڈون پر بیٹھے ہین
افغان جادو کو بے اختیار ہنسی آگئی سخنگان نے کہا یا خداوند انڈون پر سے اُٹھئے خوف نہ کیجئے
یہ سُنکے ساریق تخت سے نکلا اور کہا او شیطان اگر ایسی ہی بے ادبی خداوند کے ساتھ کریگا تو ابھی
تجھکو غارت کر دونگا سخنگان نے کہا کہ مین نے تو کوئی گستاخی نہین کی جو آپنے کیا مین نے تم آپکی
پیروی کی افغان جادو نے کہا کہ آپنے مجھے پہچانا ساریق نے جواب دیا کہ اس وقت خداوند
انتظام خداوندی کی فکر مین ہین ای بندہ من حال اپنا بیان کر خداوند نے نہین پہچانا یہ سُنکے افغان جادو
نے کہا کہ نام میرا افغان جادو ہے مین خالہ زاد بھائی ہون طلخال جادو کا مین نے سنا ہے کہ آپکے
ملک مین کوئی طبیب نہایت اچھے ہین ماں میری ملکہ عبرت سرائے جادو کو تپ شدید ہے ہر چند
علاج کئے صحت نہوئی آخر مین ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہان آیا ہون کہ آپکی وجہ سے وہ طبیب اچھی طرح علاج
کر دے گا ساریق نے کہا کہ لاؤ کہان ہین بس افغان جادو نے مسہری سامنے رکھوا کر پردے
اُلٹ دیے دیکھا ساریق اور سخنگان نے کہ کوئی گیارہ سو برس کی بڑھیا بیہوش پڑی ہوئی
ہے جسم سے دھوئین اُٹھ رہے ہین نبض پر ہاتھ رکھا تو برداشت نہو سکی جلدی سے ہاتھ ہٹا لیا
لیکن ہوا جو لگی تو عبرت سرائے جادو ہوش مین آئی گلے مین اسکے سیکڑون گنڈے
تعویذ مور اور بط کے پر پڑے ہوئے تھے کلائیون اور بازون پر بھی جنتر بندھے ہوئے تھے عبرت
سرائے جادو نے جو صورت ساریق کی دیکھی کہا ارے اچھا تو ہے ساریق نے کہا ای کنیز من
قدرت نے ہاتھ لگا دیا اب تو اچھی ہو جائیگی یہ سُنکے اُس بڑھیا کو غصہ آیا پکاری او حرامزادے
تو مجھے کنیز من کہتا ہے تیری خالہ طلخال جادو تو میری تعظیم کرتی ہے جسکی وجہ سے تو خداوند بنا ہوا
ہے اور تو مجھے کنیز من کہتا ہے ابھی اف کر دون تو تو مع فیصل جل کے خاک ہو جائے مگر خیال
یہ ہوتا ہے کہ اُس چھوکری سے شرمندگی ہوگی وہ شکایت کریگی کہ ہمنے جسکو بنایا آپنے اُسے
مٹا دیا یہ سُنکے ساریق تھرا گیا سخنگان نے عذر کیا کہ خداوند نے آپکو پہچانا نہ تھا ورنہ ایسا
کبھی نہوتا معاف فرمایئے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ خداوند کی عقل آج کل زائل ہو گئی ہے ملکہ طلخال جادو
کو خدا پرستون نے مار ڈالا یہ سُنکے عبرت سرائے جادو نے آہ کھینچی اور کہا کہ اس چھوکری نے
اپنی عمر کہان ضایع کی اتنے دنون سحر و ساحری حاصل کی مگر اسے کچھ نہ آیا اور اپنی حفاظت نکر سکی
کہ خدا پرستون نے اُسے مار ڈالا یہ سُنکے سخنگان نے کہا کہ خدا پرست بہت سخت ہین اُنکے
مقابلہ آسان نہین ہے بلکہ طلخال جادو کو کوئی کیا قتل کر سکتا تھا مگر قضا اُنکی آچکی تھی کہ حضرت نے
اُنکو تیل کے کڑاہ مین تل ڈالا عبرت سرائے جادو روئی اور کہا کہ ای ساریق تو نے ہمکو

اطلاع بھی نہ کی ایک یہ لڑکا میرا دم بھر مین تمام خداپرستون کو غارت کر دیتا اسنے بارہ برس کے ریاض مین
اک ایسا سحر تیار کیا ہی کہ اُسکے مثل آجتک پیدا ہی نہین ہوے ذرا طبیعت میری سنبھل لے تو مین ایک پل
مین سبکو غارت کر دونگی اب تو اپنے یہان کے طبیب کو بلا کہ وہ میرا علاج کرے ساریق نے کہا کہ
جبتک آپ قیام کیجیے کچھ دیر آرام اُٹھائیے اسکے بعد مین حکیم صاحب کو بلا ؤنگا دفعتہً اُنکو بلا نہین سکتا
وجہ اُسکی یہ ہی کہ جس روز سے خداپرستون کے قدم میرے ملک مین آئے اُسی دن سے حکیم نے روپوشی
اختیار کی اور مجھ سے کہہ گیا ہی کہ اب جسوقت تک خداپرست اس مقام پر موجود ہین مجھے بلانے کا قصد
نہ کیجیے گا کہ مین خضران سے بہت خوف کرتا ہون ایسا نہو کہ وہ مجھے بھی ذلت دے افغان جادو
اور عبرت سرا سے جادو کے واسطے بہت عمدہ بارگاہ مین استادہ کر دی گئین سامان آرایش
و آسایش مہیا ہوا افغان جادو تو اپنی مان کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوا اور ہرکارے لشکر
اسلام کے جو دریافت حال کے واسطے آئے ہوے تھے اُنھون نے جا کر سب کیفیت پیش
صاحبقران عالی شان بیان کی اُس وقت خواجہ خضران اپنے مقام سے اُٹھے اور بارگاہ سے
نکلکر طرف بارگاہ ساریق کے روانہ ہوے اور دوسرا راوی بیان کرتا ہی کہ خواجہ خضران وہین
موجود تھے جسوقت عبرت سرا سے جادو داخل بارگاہ ہوئی تو یہان ساریق نے کلو خدمتگار سے
کہا کہ جا کر حکیم صاحب سے کہنا کہ اگرچہ مین نے آپ سے وعدہ کر لیا تھا کہ تا وقتیکہ خداپرست
میرے ملک مین ہین آپکو نہ بلاؤنگا لیکن اب مجبور ہون کہ خالہ خلخال جادو کی بیمار ہو کے
آئی ہی اور آپ سے رجوع کرنا چاہتی ہی مین اُس سے کسی طرح انکار نہین کر سکتا اگر وہ مجھ سے
بگڑ گئی تو دم بھر مین ساری خداوندی شاہ دیگی خلخال جادو مر چکی ہی جسکے بھروسے پر تمام کارخانہ
خداوندی چلتا تھا اب اُسے کسکی مروت ہی لہذا آپ آ جائیے اور ملکہ عبرت سرا سے جادو کا علاج
کیجیے بلکہ اک تحریر بھی اِسی مضمون کی کلو خدمتگار کے سپرد کی یہ سب باتین خواجہ خضران کھڑے
سُن رہے تھے اودھر تو کلو نامہ لیکر روانہ ہوا ساتھ ہی خواجہ خضران بھی چل کھڑے ہوے
کلو کچھ دور تک پہونچا ہوگا کہ آپ اک مرد پیر کی صورت بنا کر کلو کو پکارنے لگے کلو نے پلٹ
کے دیکھا اور کہا کہ کیا ہی آپ قریب کلو کے پہونچے اور کہا کہ خداوند نے مجھے اسواسطے بھیجا ہی کہ کلو سے
دریافت کرو کہ تمکو پتہ حکیم کے مکان کا معلوم ہی یا نہین کلو نے کہا مجھے معلوم ہی پہلے حکیم صاحب شہر
مین رہتے تھے اور اب زیر قلعہ رہتے ہین جہان پر مکان کمہارون کے بنے ہین اور تم کیا پوچھا ہی کہ مرد پیر نے کو
پتہ تو دریافت ہی کرنا تھا کہا بس یہی غرض میری تھی اگر تمکو پتہ نہ معلوم ہو تو پلٹ آؤ کسی جاننے والے
کو بھیجا جائے یہ کہکر ڈبیہ کھولکر اک پان کلو کے سامنے نکال کے کھایا کلو نے کہا کہ ہمین بھی اک پان
دیجیے کہ دور جانا ہی آپنے اک پان کلو کو بھی دیا کلو پان کھاتا ہوا چلا پہلی ہی پیک حلق سے
اُترنے پائی تھی کہ کلو بیہوش ہو کے گرا آپنے دوڑ کر کلو کے کپڑے اُتار کے کلو کو برہنہ کر کے
کسی جھاڑی کی آڑ مین ڈال دیا اور آپ اُسی جا بیٹھ کر آئینہ نکالا اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کر
صورت اپنی کلو کی ایسی بنا کر خط کمر مین لگا او جانب مکان حکیم گلستان حکمت کے روانہ
ہوے جسوقت قلعہ کے اُس پار پہونچے تو دیکھا کہ واقعی مین اک بہت بڑی گڑھیا ہی اور کنارے
کنارے کمہارون کے مکان بنے ہوے ہین ایک جانب اک مکان بلند بنا ہوا ہی خواجہ خضران
کلو خدمتگار کی صورت بنے ہوے حکیم گلستان حکمت کے مکان پر پہونچے کنجی ہلائی اندر سے

ہینگا خدمتگار نکلا اور کلو کو پہچانا اندر مکان سکے لے گیا دیکھا کہ حکیم صاحب باہر بیٹھکے مین تشریف رکھتے
ہین چند شاگرد کتابین کھولے سامنے بیٹھے ہین الماریان کتابون سے بھری ہوئی ہین درس ہو رہا ہے
میان کلو نے جاتے ہی سلام کیا اور وہی رقعہ حکیم گلستان حکمت کے ہاتھ مین دیا جو ساریق
نے لکھا تھا حکیم گلستان حکمت مضمون نامہ کا دیکھکر پریشان ہوے شاگردون کو رخصت کردیا اور
کلو سے کہا کہ مین تجکو انعام دونگا کسی صورت سے اس بلا کو ٹال میرا جانا وہان اچھا نہین
ہے کلو نے کہا کہ مین کیونکر ٹال سکتا ہون اگر یہ کہونگا کہ حکیم صاحب علیل ہین تو یقین ہے کہ
اور معززین دیکھنے کو آئینگے اس وقت راز فاش ہوگا مجھپر عتاب نازل ہوگا آپکا چلے جانا
مناسب ہے خلیل جادو کی خالہ بیمار ہو کے آئی ہے اسکے علاج کے واسطے آپ کو بلایا ہے
اتنے دنون آپنے خداوند کا نمک کھایا ہے اسوقت اس مریضہ سے خداوند کی غرض درپیش
ہے آخر آپ کو جانے سے انکار کیون ہے حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ اے کلو تم کیا جانو میرے
جانے مین مجھے اپنی جان کا کھٹکا ہے جب ہمین نہ ہونگے تو علاج کون کرے گا کلو نے کہا آپ کا
کون دشمن ہے حکیم صاحب نے کہا کہ لشکر اسلام کے ساتھ خواجہ عمرو کا پوتا آیا ہوا ہے وہ بلاے
بد ہے اگر اسنے مجھے کسی طرح کی زک دی تو سخت رسوائی ہوگی وہ بیڑا ہے اور جو رہے جو کچھ
آجتک پیدا کیا ہے وہ سب ضایع ہوگا جان سے تو وہ مجکو نہ مارے گا اس خیال سے کہ مین
مسلمان ہون لیکن اگر کہین کتابین میری وہ لیگیا تو مین کہین کا نہ ہونگا کلو نے کہا کہ آپ کو
اس شخص کی کوئی شناخت بھی معلوم ہے حکیم گلستان حکمت نے کہا کہ بڑی پہچان یہ ہے کہ بائین
آنکھ مین تل ضرور ہوگا بس خواجہ نے پتلی پھرا کے کہا کہ دیکھیے یہی تل تو نہین ہے حکیم تم جس
تل کو دیکھتے ہی گھبرا گئے چاہتے تھے کہ اٹھکر بھاگون کہ خواجہ خضران نے جاب مار حکیم کو
بیہوش ہوگئے بس کلو نے دروازے کمرے کے پہلے بند کیے اسکے بعد جسقدر
سامان یہان تھا سب نذر زنبیل کیا اور کتابین بھی حکیم صاحب کی لین اور اک خالی صندوق مین
حکیم صاحب کو بند کر کے لٹا دیا اور اک پرچہ اوپر صندوق کے چسپان کردیا اسپر یہ لکھا تھا
کہ بعد پہر بھر کے صندوق کو کھولنا اس سے زیادہ دیر ہوئی اس سے پیشتر کھولنے کا قصد کرنا یہ پرچہ
چسپان کر کے صورت اپنی حکیم گلستان حکمت کی ایسی بنائی اور زنانے مکان مین آئے حکیم صاحب
کی بی بی سے کہا کہ صاحب آج مجھے ساریق نے بتاکید بلایا ہے جاتا ہون تو خرابی ہے نہین
جاتا ہون تو خرابی ہے مجھے تو کچھ بن نہین پڑتی ہے بی بی نے کہا کہ آفت پڑے تمہارے ڈر پر
ایک ذراسے عیار کا تمہین ایسا خوف سمایا ہوا ہے کہ گھر سے نہین نکلتے ہو گھر مین بیٹھے بیٹھے تو
قارون کا خزانہ بھی صرف ہو جاتا ہے آج جاؤ کچھ فائدہ ہی ہوگا یہ کہکر پچیس اشرفیان لاکر دین
کہ یہ نذر دینا گو تم ہمیشہ پندرہ اشرفی نذر دیتے تھے لیکن آج ایک تو یہ بات ہے کہ
بہت دن بعد جارہے ہو علاوہ اسکے جیسی نذر دوگے ویسا انعام پاؤگے حکیم صاحب نے
اشرفیان خدمتگار کو بلاکے دین اور کہا کہ فنس تیار کرلو کہارون کو بلا ہینگا نے تو گرد ہیانہ جاکے
شور مچایا کہارون کو بلایا کہار بھی دوڑے ہوے آئے کہ آج بہت دن کے بعد بکار ہوئی حکیم صاحب
نے تو جانا ہی چھوڑ دیا تھا انکی روزی کا دروازہ بھی کھلا کہار دوڑے ہوے آئے ہینگا نے
دربان نکالی جنپر منون گرد جمی ہوئی تھی گرد جھاڑ جھاڑ کے کہارون کو دربان دین یہان حکیم صاحب

نے درباری پوشاک پہنی اور فنیس مین سوار ہو کر جانب نیطول سماریق روانہ ہوئے جب تھوڑی راہ طی ہوئی تو اس طرف سے قران ثالث جلے آتے تھے دیکھا اُنھون نے کہ اک فنس چلی آتی ہے خبر تو انکو بھی مل چکی تھی کہ آج حکیم گلستان حکمت علاج ملکہ عبرت سرائے جادو کے واسطے آنے والے ہین یہ سوچے کہ کسی طرح حکیم صاحب کے ساتھ ہونا چاہیے اتفاقاً ہینگا خدمتگار کو پیشاب معلوم ہوا یہ اک جھاڑی کے قریب بیٹھکر موتنے لگا آپ پشت کی جانب سے ہوتے ہوئے اور حلقے کمند کے مارکر جھٹکا دیا جس طرح چپکے سے کبوتر کو پکڑ لیتے ہین اس طرح ہینگا کو پکڑا ہینگا نے غل مچانے کا قصد کیا قران ثالث نے ناک مل دی ہینگا بھی زمین اشتغفیر ہوگئے لباس پہنے ہینگا کی اشرفیان لیکر کمر مین کمین اور کپڑے بھی اُس غریب کے اُتار کر پہن لیے اور صورت اپنی ہینگا کی بناکر ہینگا کو تو اک جھاڑی مین ڈال دیا اور آپ لباس ہینگا کا پہنکر دوڑے ہوئے فنس کے قریب آئے اور جھک جھکے صورت حکیم صاحب کی دیکھنے لگے حکیم صاحب نے بھی دیکھ لیا کہ میان ہینگا مجھے جھک جھک کے دیکھ رہے ہین پوچھا کہ ہینگا کیا ہے ہینگا نے جواب دیا کہ ابھی رستے مین اک پھول مین نے دیکھا درخت سے توڑ لیا آپ سے سونگھیے حکیم صاحب نے بڑھے ہوئے مین جیب مین ہاتھ ڈالا اور اک پھول اُدھر نکال لیا ہینگا کا پھول لیکر سونگھا اور بیہوشی کے آثار پیدا ہوئے جلدی سے اپنا پھول سونگھا ہوش درست ہوئے کہا تو کون ہے ہینگا نے کہا آپ کون ہین حکیم صاحب نے کہا کہ لا میری اشرفیان تو دیدے وہان جاکے نذر کیا دکھاؤ نگا ہینگا نے دور سے اشرفیان دکھائین اور ہنسا حکیم صاحب نے تیور بدل کے کہا کہ مین ابھی گرفتار کرا دونگا جواب دیا کہ مین ابھی غل مچاتا ہون کہ یہ حکیم نہین ہے وہی بائین آنکھ کے تل والا آدمی ہے جب دیکھا خواجہ نے کہ یہ وہ فاش ہوتا ہے اشارہ سے منع کیا پاس بلا کے کہا کہ قران تم ہو قران نے کہا استاد چلیے ہم بھی اسی فکر مین تھے مگر آپ پہلے ہو پہنچ لیے خواجہ نے کہا کہ بھئی ذرا ہوشیاری سے کام کرنا کہارون کی دریان اور بندر کی کشتیان غرضکہ جسقدر مال و اسباب ہاتھ آئے خوب حفاظت سے رکھنا بہت روز ہوگئے کہ کچھ ملا نہین قران نے کہا کہ استاد آپ جانتے ہین کہ میرے باپ نے آپ کے والد ماجد کے ساتھ کوئی دغابازی کی نہ دادا صاحب نے آپکے جد نامدار کی خدمت سے منھ موڑا اسی طرح مجکو بھی سمجھیے خضر ان نے کہا کہ ہان بھتیجے تم بھی اپنے بزرگون کے قدم بقدم ہو اتنے مین فنس قریب پہونچی اور خبر سماریق کو ہوئی کہ حکیم گلستان حکمت آتے ہین اسنے اُسیوقت کچھ لوگون کو حکیم صاحب کے استقبال کے واسطے روانہ کیا اور ایک چوبدار کو افغان جادو پاس بھیجا کہ حکیم صاحب آتے ہین اپنی والدہ کو لیکر آئیے چوبدار نے جاکر افغان جادو سے کہا اُسی وقت افغان جادو سہی سمیت عبرت سرائے جادو کو لیکر آیا اُدھر تو افغان جادو پہونچا اُدھر حکیم گلستان حکمت پہونچے ملاقات ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ مجھے خلاف عہد کیون بلایا سماریق نے کہا کہ ملکہ آفاق علیل ہین انکے علاج کے واسطے تکلیف دی ہے حکیم صاحب گھبرا گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھتے تھے افغان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب آپ اسقدر متوحش کیون ہین حکیم صاحب نے کہا مین اُس شخص کو دیکھ رہا ہون جس کے سبب ڈرتے ہین مین اور آپ دونون سخنگان نے کہا کہ وہ مین ایسے ہی شخص اس کلام پر آپنے بلبٹ کے غیظ کی نظر سے دیکھا افغان جادو نے کہا کہ نام اُنکا کیا ہے سخنگان نے کہا کہ اب ان باتون کو

جانے دیجیے آپ نے جس کام کے واسطے حکیم صاحب کو بلایا ہے وہ کام کیجیے افغان جادو نے کہا
مین نہ مانونگا تم نام بتاؤ مین کہتے ہے ابکا نام این غارت گرد زنگا سخنگان نے کہا کہ اگر نام لیا
تو اسی جگہ وہ موجود ہو جائینگے آپ انھین کیا ہمدرد سمجھے گا مانا خلخال جادو اور فرتوت آتش زبان
سے ساحر کو انھون نے مارا افغان جادو اصرار کرتا جاتا ہے اور سخنگان نام لینے سے انکار
کرتا جاتا ہے آخر سخنگان نے تپے اس طرح دیے کہ افغان جادو سمجھ گیا اسنے سخنگان کی ضد سے
تین چار مرتبہ حضرات حضرات خضرات کہا بس جلدی سے سخنگان نے اپنے مقام سے اٹھکر
چارون کونون کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آ گئے افغان جادو ہنسا کہ تو بھی بڑا مسخرا معلوم
ہوتا ہے حکیم گلستان حکمت نے برطرح سے ایک ٹیپ رسید کی اور کہا کہ اب بے ڈرتے ہے ہم بھی مین
باتیں طرح نہین ڈرتے مین رضوان ابھی یہان کہان ہے اس زور سے ٹیپا پڑی کہ چندیا
سخنگان کی پلپلی ہو گئی اسنے پھر اسکی صورت دیکھی اور سمجھ گیا کہ بڑے حکیم صاحب آ گئے اب
یہ کسی سحر کی نوبت ابھی نہ آنے دینگے خاموش ہو رہا فدا ہی اسکے ہاتھ سے نجات ہمراہے جادو
اور افغان جادو کو بچائے آدمہ سارق نے حسب الحکم حکیم صاحب کی نیکمرحوم تیور
بندھا تھا اس سے مستزاد کشتیان خلعت و انعام کی مرحمت فرمائین اسکے اشارے سے
ہینگا خدمتگار کے سپرد کین اور اشارہ سے کہدیا کہ خبردار کہارون کی وردیان تک
نہ جانے پائین ہینگا سب کشتیان اپنے ساتھ لیے ہوئے آئے اور قفس کے اندر بھروین کہارون
سے کہا کہ قفس اٹھاؤ کہارون نے قفس اٹھائی جسوقت صحرا مین پہونچے تو میان ہینگا نے
اک مقام پر قفس رکھوادی اور کہارون سے کہا کہ جبتک حکیم صاحب کے آنیکا وقت ہو تم جا کر
دریا پر نہاتے آؤ اور چھٹی کرتے آؤ یہ کہکر کہارون کو دو دو پیسے دیے کہار خوشی خوشی وردیان
اتار کر دریا کی طرف روانہ ہوئے یہان میان ہینگا نے تمام کشتیان اک بڑا سا گڑھا کھود کر
اسمین امانت رکھین اوپر سے قفس رکھی اور کچھ لکڑیان منگا کر مٹی ڈال دی اس سب ال کو
چھپا کر وردیان لپیٹ کر اک درخت بلند پر رکھ دین اور آپ پلٹ کے پھر دربار سارق
مین چلے آئے کہ شاید کچھ کام ہو یہان تو یہ ہوا اب حکیم گلستان حکمت کی کیفیت سنیے
کہ انھون نے مال و اسباب ہینگا کے سپرد کیا اور آپ قریب سہری کے آئے نبض دیکھی
اور کہا کہ تپ نہایت شدید ہے لیکن مین آج ہی اچھا کیے دیتا ہون ڈھائی تولہ کا ایک ہیرا
منگایا جائے اور بیضہ مرغ کے برابر فیروزہ نیشاپوری ہو جسمین کوئی جرم یا داغ نہو اور بیضہ کنجشک
کے برابر جسقدر موتی مل سکین اور پانچ پانچ تولے کا ایک یاقوت سرخ ایک زمرد سبز سب
چیزین داغ اور چھالے وغیرہ سے پاک ہون تو جواہر مہرہ تیار کیا جائے تو تپ کم تو بہت گھٹ گئی ہے
اسی وقت سب چیزین حاضر کی گئین فرمایا کہ ایک کھرل یشب انگوری اور ایک کھرل سنگ
سماق کے منگاؤ دونون کھرلین بھی حاضر ہوئین سخنگان نے کہا کہ ہیرا تو قاتل ہے یہ جواہر مہرہ
کیسا ہے جسمین ہیرا پڑتا ہے حکیم صاحب نے پلٹ کے غیظ کی نظر سے دیکھا اور ارشاد فرمایا
کہ او بیوقوف تو کیا جانے ہیرا کھلانے کی ترکیب کوئی نہین جانتا ہے مین ہیرے کا کشتہ بناکر
جواہر مہرے مین شامل کرتا ہون یہ اکسیر کا فائدہ دیتا ہے یہ کہکر ہینگا کو بلایا ہینگا ہاتھ باندھ کر
سامنے حاضر ہوئے کہا کہ جاکر ان سب چیزون کا جواہر مہرہ تیار کر لاؤ اور اشارے سے کہا

کہ ذرا حفاظت سے رکھنا ہینگا نے اُن سب چیزون کو قبضہ مین کیا اور عرض کی کہ آپ ہی جواہر مہرہ ہی ترکیب
سے تیار کرتے ہین اسکی ترکیب بھی لکھ دیجیے حکیم صاحب نے جلدی سے قلم دوات لیکر لکھا کہ یہ سب
چیزین تو حفاظت سے اپنے پاس رکھو اور تولہ بھر سنکھیا سیاہ اور تولہ بھر ہرتال طبقی اور چھ ماشے کف
مار سیاہ اور چار عدد موے ذہن شیر یہ سب پیس کر ایک جام تیار کرلاؤ ہینگا تو روانہ ہوا اور ایک گوشہ مین جاکر
یہ چیزین بھی زمین مین دفن کردین اور تبریدہ حسب ہدایت حکیم صاحب تیار کرکے سامنے لے آئے اسوقت تک
بڑھیا بیہوش تھی جب ہوش آیا تو حکیم صاحب کو دیکھا افغان جادو نے کہا کہ حکیم صاحب نے آپکے
لیے نسخہ تیار کرایا ہی عبرت سرا ہے جادو نے کہا کہ حکیم صاحب مین آپ کا نام سُنکے آئی ہون میرا علاج
ایسا کیجیے کہ مین بہت جلد اچھی ہوجاؤن حکیم صاحب نے کہا کہ مین ایک تبریدہ دیتا ہون اُسمین وحشت
ہوجاتی ہی دوسری تبریدہ کی ضرورت ہی نہین رہتی اگر آپکے علاج مین دیر کرونگا تو مجھے بھی
اپنی جان کا خطرہ ہی وہ ناعیار خضران بلا کا آدمی ہی یہ سُنکے عبرت سرا ہے جادو نے کہا کہ کیا حقیقت
ہی اسکی ایک سحر مین تمام لشکر کو مع خضران غارت اور برباد کردونگی اور اسم اعظم بھی حمزہ کا بند
کرونگی دیکھون تو وہ میرا کیا کرلیتا ہی مگر مجبور ہون کہ ہڈیان بخار سے جلی جاتی ہین اگر مجھے خلخال کے
مرنے کی اطلاع ہوتی تو یہ لڑکا اپنا ابر بھر لیتا آتا اُس ابر کو اسنے بارہ برس کے ریاض مین تیار کیا ہی
صفت اسکی یہ ہی کہ جس ابر کو گرا دیا اگر ہم ہالا لشکر ہی تو ایک متنفس بھی بچ نہین سکتا خضران
دل مین ڈرا کہ اس لڑکا کا جلدی خاتمہ کرنا چاہیے یہ بُری بلا معلوم ہوتی ہی مگر اس سے حجت تمام
کرلینا چاہیے کہ حمزہ کے عتاب کا بھی خوف جاتا رہے پس حکیم صاحب نے کہا کہ اے ملکہ مین
خداپرستون سے زیادہ اس وجہ سے ڈرتا ہون کہ اُنکے فریب مین لوگ جلدی پھنس جاتے ہین
ابھی کل کی بات ہی کہ نیرنگ سحرساز جادو آئے تھے اُنکے ساتھ اُنکا سیر بھائی تھا گیا تھا اسم
اعظم بند کرنے وہان کچھ ایسی پٹی پڑھا دی گئی کہ وہ اپنے بھائی کا دشمن ہوگیا اور مقابلہ ہوا
آخر نیرنگ سحرساز ہاتھ سے رضوان سحرپرداز کے مارا گیا تو اگر آپ بھی خداپرستون کے فریب
مین آگئین تو آپکا اچھا کرنا اپنی زندگی سے دشمنی کرنا ہی یہ سُنکے عبرت سرا ہے جادو نے کہا
کہ اے حکیم تونے ایسی بات کہی ہی کہ اگر تو معزز شخص نہوتا تو بُری طرح پیش آتی مین خداوند ہوکر
مین کس خدا کو سجدہ کرونگی مسلمانون کے تو لہو کی پیاسی ہون اچھی ہوئی اور مین نے ایک سحر
مین سبکو غارت کردیا حکیم صاحب نے کہا کہ یون سب ایسی ہی باتین کرتے ہین اور جب
پھنس جاتے ہین مسلمانون کے قابو مین آجاتے ہین تو پھر جان بچانے کے لیے مسلمان ہوجاتے ہین
لیکن آپکی جانب سے مجھے خود بھی امید ہی کہ جب ملکہ خلخال جادو نے اطاعت نہ کی تو آپ
کب ماننے والی ہین اتنے مین ہینگا خدمتگار جام تیار کرکے لے آیا سنجگان کہ کہا کہ ایسا نہو یہ آج ہی
زہر پلاکے خاتمہ کردے جیسے ہی حکیم صاحب نے جام ہاتھ مین لیا اور ملکہ عبرت سرا ہے
جادو سے کہا کہ لیجیے یہ ایک جام کافی ہی یا اس سرے یا اُس سرے سنجگان نے کہا کہ
اسی سرے ہونا چاہیے اُس سرے نہین عبرت سرا ہے جادو نے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا
تھا کہ سنجگان پکارا حکیم صاحب ملکہ کا مزاج نشگی ہی ذراسی دوا آپ بھی پی لیجیے پھر ملکہ کو دیجیے خضران
نے دل مین کہا کہ یہ اُس حرامزادے نے بڑی رخنہ اندازی کی مگر فوراً جواب دیا کہ او بیوقوف
بھلے ملکہ کو مین مقدار سے زیادہ دیتا اب مقدار کم ہوجائیگی تو دوا فائدے کے بدلے نقصان

کریگی عبرت سمار سے جادو نے کہا اے سخنگان زیدہ ہون کہ دوا میرے سامنے خود بیان کرتی ہے
کہ مین کس واسطے ہون جسقدر اجزا حکیم صاحب نے داخل کیے ہونگے ایک ایک خود بیان کریگا
لاؤ جام یہ کہکر جام اپنے ہاتھ مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ اے جام تجھمین کیا کیا چیز ہے
بیان کر کہ جام سے آواز پیدا ہوئی کہ تولہ بھر سیاہ سنکھیا ہے جسکی ایک رتی آدمی کے
مار ڈالنے کو کافی ہے پوچھا اور کیا ہے کہا تولہ بھر ہرتال طبقی ہے اور رنج کیمیا ہے غرض کہ جسقدر اجزا تھے
سبکا حال بیان کردیا عبرت سمار سے جادو نے کہا کہ یہ حکیم کون ہے جواب دیا کہ یہ خضران
عیار ہے بس اسنے جام ہاتھ سے پھینک کر گیر لینے کا قصد ہی کیا تھا نہ اسکا آدھا لکھا تھا کہ خواجہ نے
زن سے گلیم اوڑھ لی جنکا نکلتے ہی سے غائب ہوگئے تھے افغان جادو نے کہا کہ ارے لینا
اس مکار کو جانے نپاے سخنگان ہشیار ہوا کہ اب مرشد کو کون پاتا ہے وہ لشرلیعت لے گئے شکر
کیجیے کہ آپ کی جان بچ گئی انھون نے تو خاتمہ کردیا ہوتا مگر آپ کے اپنے اقبال سے بچ گئے ساریق
نے کہا کہ ذرے جا کر چاہیے گلستان حکمت کی تو خبر لو کہ تم نے کیا گذری یہان سے لوگ روانہ ہوئے
افغان جادو اپنی مان کو لیکر بارگاہ مین آیا اور اسنے اپنے لشکر کے گرد قمار قائم کردیا کہ سوا
اہل لشکر کے کوئی اندر نہ آسکے اور ساریق سے آ کے کہا کہ مین جاتا ہون اور اپنا سحر لاتا ہون
اگر کل ہی ان سبکا خاتمہ نہ کردیا تو نام اپنا افغان جادو نہ پایا ہوگا یہ کہکر یہ تو جانب کوہ بہار روانہ
ہوا اور یہان جو لوگ کہ حکیم صاحب کی فکر مین گئے تھے انھون نے جا کر حکیم صاحب کے مکان پر خیریت
دریافت کی حکیم صاحب کی بی بی نے کہا کہ وہ تو خدمت مین خداوند کے گئے ہوئے ہین لوگون نے کہا
کہ حکیم صاحب وہان نہین پہونچے انکو یہین تلاش کیجیے اب گرون نے ادھر ادھر ڈھونڈھنا
شروع کیا یہانتک کہ اس صندوق کے قریب پہونچے جسپر پرچہ لگا ہوا تھا جیسے ہی نظر پرچہ پڑی
جلدی سے پرچہ پھاڑ کے صندوق کا پٹ اٹھایا تو دیکھا کہ حکیم صاحب برہنہ صندوق مین لٹے ہوئے
ہین جلدی سے حکیم صاحب کو صندوق سے باہر نکالا اور پانی چھڑک کے ہوشیار کیا ایک پرچہ
اندر سے صندوق کے نکالا اسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ او حکیم خدا ناشناس تو خدا پرست ہوکر خدا پرستون
سے احتراز کرتا ہے اتنا زمانہ صاحبقران کو تشریف لائے ہوئے گذرا اور تو نے حاضر خدمت
ہوکر شرف ملازمت نہ حاصل کیا یہ اسکی سزا تجکو دی گئی کہ تیری یہ صورت بنائی گئی حکیم صاحب
دل مین شرمندہ ہوئے کہ واقع مین یہ مجھسے غلطی ہوئی خیر خود کردہ را علاجے نیست اب جکو
دیکھتے ہین تو لوگ اسباب کے ساتھ جسقدر کتابین تھیین وہ بھی ادہر ادھر ہوگئی حکیم گلستان حکمت
کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے اندر آئے تو بی بی نے کہا تم تو بیس اشرفیان نذر کو لے گئے تھے درباری
پوشاک پہن لئے تھے حکیم صاحب نے کہا کہ وہ مین نہ تھا وہی عیار تھا جسکے ڈر سے مین نے خانہ نشینی
اختیار کی تھی اسنے یہان آکر مجکو ذلیل کیا یہ تقدیری بات تھی بی بی نے کہا خدا کا شکر کرو کہ جان بچ
گئی حکیم صاحب نے کہا جان کی تو خیر پہلے سے معلوم تھی کہ مسلمان مسلمان کو قتل نہین کرتے
جو لوگ ساریق کے یہان سے آئے تھے انھون نے کہا کہ مجھے معاف رکھیے مین ہرگز نجاونگا وہ جو
کلو خدمتگار آیا تھا وہی عیار تھا اسنے میری یہ حالت بنائی لوگ جو یہان سے بیٹھے تو رستے مین دیکھا
کہ منگا خدمتگار ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے چلا آتا ہے اس سے پوچھا کہ تجھپر کیا گذری
اسنے کہا ایک حبشی نے میری ناک مشاب کرنے مین مردہ دی تھی مجھے خبر نہین کہ کیا ہوا حکیم صاحب

کے ساتھ کون گیا انہیں سختگان بھی آ رہا ہوا تھا اسنے کہا کہ وہ مرشد کا کام تھا انکے چیلے کا کام تھا سب ایک چیز نہ اور آگے بڑھے تو میاں کلو آپی صورت سے ملے کلو سے پوچھا کہ تمہیں کیا لذت ہی کلو نے اپنی حالت بیان کی کہ مردے نے پہلے تو کہا کہ تم پتا جانتے ہو پھر ایک پان کھلایا کہ تمہیں دور جانا ہی منہ خشک ہو جائیگا پان کھاتے ہی بیہوش ہو گیا مجھے نہیں معلوم کہ پھر کیا ہوا غرضکہ سب الیس تو نے اور سارا ماجرا سارق نے بیان کیا سارق کے ہوش اڑ گئے لیکن اسنے خاموشی اختیار کی اور انتظار مین افغان جادو کے بیٹھا اب یہاں سے حال خواجہ خضران کا سنیئے کہ یہ جو لوٹ مار کر کے پھرے تو بارگاہ سلیمانی مین آئے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے تعریف کرنے کے بعد فرمایا کہ خواجہ مجھے ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ افغان جادو ابر سحر لینے کو گیا ہی اور وہ ابر ایسی چیز ہی کہ توڑ اسکا نہین ہی ایسا نہو کہ لشکر تباہ ہو جاے خواجہ نے کہا کہ مین نے تو آج ہی خاتمہ کر دیا ہوتا لیکن ابھی قضا ان حرامزادون کی نہ تھی آپ سے آنے تو دیجیے اگر ابر کو سارق ہی کے لشکر پر نہ گرا دیا تو کچھ کام نہ کیا صاحبقران خاموش ہو رہے اب خواجہ اپنے خیمہ مین آئے یہان قران غالث سب مال و اسباب لیے بیٹھے تھے جسوقت خواجہ پہونچے قران نے پہلے تو فرد ہاتھ مین دی اسکے بعد سب چیزون کا جائزہ دیا خضران بہت خوش ہوے اور کچھ مال قران کو دینے لگے قران نے انکار کیا اور عرض کی مجھے آپ کی دعا سے مال کی خواہش نہین بخشش کا خراج میرے لیے کافی ہی مین خدا کی خوشنودی چاہتا ہون خضران نے پشت پر ہاتھ ٹھونکا اور کہا کہ اسی نیت سے تمکو خدا نے سرفراز کیا ہی

لیکن اب دو کلمہ داستان افغان جادو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ اسی غصہ کی حالت مین کوہ سیاہ پہونچا جہان اسکا ساختہ سحر ابر موجود تھا لب اسنے جھولی سے موم نکالا اور اسکا ایک چھوٹا سا جانور ڈال کے برابر بنایا اور بائین ران مین نشتر دے کر خون اپنا نکالکر جانور کو خون سے رنگین کیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دو دانے ماش کے مارے جانور جھنکار اٹھا بس افغان جادو نے جانور کو طرف ابر کے اچھال دیا طائر اڑکر بلند ہوا اور قریب ابر کے پہونچکر اسنے گرد ابر کے چکر لگایا اور ایک مقام پر آکر گوشہ ابر کو پنجہ سے مضبوط پکڑ لیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی افغان جادو نے کہا کہ میرے ساتھ اس ابر کو کھینچ لے چل یہ کہکر گاو سحر پر سوار آگے آگے تو آپ چلا اور پیچھے پیچھے وہ جانور ابر کو کھینچے ہوے ساتھ ہوا اس تیزی کے ساتھ چلا آتا تھا کہ دامن ابر سے فراٹے کی صدا پیدا ہی لیکن بیان حال خواجہ خضران کا سنیئے کہ بیٹھے بیٹھے یہ اپنے مقام سے اٹھے اور خیال کیا کہ وہ ملعون یعنے افغان جادو قسم کھا کے گیا ہی کہ جاتا ہون اور ابر سحر کو لاتا ہون ایک ہی روز مین ابر گرا کر کل خدا پرستون کا خاتمہ کر دونگا ایسا نہو کہ وہ آتے ہی حملہ کر بیٹھے تو پھر کوئی تدبیر نہ بن پڑے گی یہ سوچکر یہ بارگاہ سے نکلے اور صحرا کی طرف روانہ ہوے جب جنگل مین پہونچ گئے اور ادھر ادھر کسیکو نہ دیکھا تو جلدی سے منڈھی نکال کے پر پائی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر ملکر صورت اپنی سارق کی بنائی اور منڈھی مین بیٹھکر منڈھی کو اشارہ کیا منڈھی اڑتی ہوئی چلی کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا سامنے سے افغان جادو آگے آگے چلا آتا ہی اور پشت پر اسکے ابر مہیب ہی ابر سے صدائین ہیبتناک

چلی آتی ہین اودھر افغان جادو نے جو ساریق کو دیکھا حیران ہوا کہ یہ تو عجب شان و شوکت سے
تخت اڑاتا چلا آتا ہی اسنے آتے کے ساتھ ہی آواز دی کہ آپ کہان جاتے ہین چلیے مین آپکے
دشمنون کا خاتمہ کردون ساریق نقلی نے جواب دیا کہ ای بندہ بد اعتقاد مجھے تیری امداد کی ضرورت
نہین ہی مین جسوقت چاہون ان بندگان برخلاف کو تباہ و برباد کردون مجھے خود انکی تباہی منظور نہین ہی
تو اپنے سحر کو رہنے دے یہ سنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہا کہ اگر آپ کو یہ منظور نہ تھا تو پہلے ہی
اپنے مجھے روکا ہوتا اور مین آپ کی حقیقت سے خوب آگاہ ہون مجھ سے خداوندی نہ بگھاریے
اس وقت اگر ان خدا پرستون پر رعایت کیجیے گا تو آیندہ سر پر ہاتھ دھر کے روئیے گا جس طرح
آپکے بڑے بھائی تھا کا انجام خراب ہوا وہی حالت آپکی بھی ہوگی بس یہ سنتے ہی ساریق
نے کہا کہ ای بندہ بے عقل تو اپنے خداوند سے بالکل بد اعتقاد ہی اور جانتا ہی کہ بنا ہوا خداوند
ہی وہ اپنا ابر مجبر گرادے دیکھون تو تیرا ابر میرا کیا کرتا ہی افغان جادو ہنسا اور کہا کہ اس وقت
آپ کیا کہہ رہے ہین یہ سحر وہ چیز ہی کہ خود سامری و جمشید جو موجد اسکے تھے وہ بھی اس سحر کو رد
نکر سکتے ساریق نے کہا کہ کوئی اور ہی سحر کرکے آزمایش کرلے تجھے معلوم تو ہو کہ مین تیرا
کیسا خداوند ہون یہ سنکے افغان جادو کو غصہ آیا کہ اسکی شامتین آگئین ہین بس غصہ مین جیب مین
ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ فولادی اٹھا کر کھینچ مارا گولہ جو آکے منڈی پر پڑتا ہی چھینکا ہو کے گر پڑا اب تو
افغان جادو کے ہوش اڑے اور ساریق نقلی نے نعرہ کیا کہ کیون ای بندہ مین دیدی قدرت
اور افغان جادو نے گردن جھکالی اور پکارا کہ بیشک ہین مجھے ایسا نہ جانتا تھا لیکن اس سحر
کو مین اپنی جگہ سے ہٹا کے لایا ہون اب اسنے پلٹ نہین سکتا اور آپ حریف پر گرانے کو
منع کرتے ہین پھر کیا کیا جائے ساریق نقلی نے کہا تو مجبر گرا دے افغان جادو نے کہا
کہ میری بارہ برس کی محنت مفت برباد ہوگی اگر آپ اس ابر سے بچ گئے اور سحر میرا مٹا دیا
تو بھی کیا حاصل ہی ساریق نے ادھر ادھر دیکھا قضائے کار روا لقا قامت روزگار دیکھیے
کہ اس طرف سے مبوط کرگدن سوار پہلوان دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے واسطے مدد
ساریق کے چلا آتا تھا اسنے جو دیکھا اور نشان وغیرہ سے سمجھا کہ یہ بھی لشکر کفار ہی بس افغان جادو
سے کہا کہ یہ بھی لشکر حریف ہی تو اس لشکر پر ابر کو گرادے افغان جادو مضطر تھا کہ ابر سے
برقین کڑک کڑک کے مجبر آتی ہین ایسا نہو میرا سحر مجھی پر پلٹ پڑے تو رکنا اسکا دشوار ہی
بس اسنے اشارہ پاتے ہی ایک گولہ فولادی نکالا اور اسکو اپنے خون پیشانی سے رنگین کرکے
اور یا سامری کہکے جو اس لشکر پر کھینچ مارا تو ساتھ ہی گولہ کے وہ جانور جو ابر کو پنجہ مین دابے
چلا آتا تھا لشکر کی طرف چلا جس طرح شاہین گنجشک پر آتا ہی بس گولہ قریب لشکر پہونچ کے
پھٹا اور ہزار ہا شرارے پیدا ہوئے تمام ابر مین آگ لگ گئی اور کل ابر ایک شعلہ ہوکر جو
گرتا ہی دو لاکھ جوانون کو مع مبوط کرگدن سوار جلا کے خاک کردیا چونکہ یہ قریب
پہونچ چکا تھا اور استقبال کو آسکے گوزن گاؤ سوار پانچ ہزار سوار سے آیا تھا یہ بھی جا لگکر جلا
ہوا لشکر کافرون نے جو یہ معرکہ دیکھا تو جانب قسطول روانہ ہوئے اور ساریق کو اطلاع دی یہان
ساریق نقلی یعنی خواجہ خضر ان نے جیب پر ہاتھ ڈالا اور افغان جادو سے کہا کہ یہ
گل بہشتی ہی اسے اپنے پاس رکھو اگر سونگھ لوگے تو کسی عیار مکار کے فریب مین نہ پھنسوگے

بیہوشی زندگی مین تم پر تاثیر نکریگی یہ سنکے افغان جادو خوش ہوا اور وہ پھول لیکے سونگھا سونگھتے ہی چھینک
مارکے جھوما یہان خواجہ خضران جست کرکے آئے دوسرے ہاتھ سے کمندار کے منڈھی کو داخل
زمین کر دیا اور آپ افغان جادو کے سینے پر سوار ہوکے خنجر کمر سے کھینچ لیا اور چاہا کہ اسے ذبح کر ڈالین
قضائے کار و اتفاقات روزگار چونکہ ابھی قضا اسکی نہ تھی عقب مین افغان جادو کے محیط جادو کہ چلی
تھی یہان جو پہونچی تو عجب معرکہ دیکھا کہ نیچے افغان جادو اور پر ساریق زمین کی طرف چلے جاتے ہین
ساریق کے ہاتھ مین خنجر ہے ذبح کیا چاہتا ہے بس محیط جادو زمین نیچہ نگر گری اور افغان جادو کو لیکر
راہی ہوئی۔ آپنے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے جسوقت پانو کن زمین سے آشنا ہوے
تو گلیم کی برکت سے چوٹ کھانے سے محفوظ رہے وہان سے بھاگے ہوے خدمت مین امیر با توقیر
کے آئے اور چپکے ہوکے بیٹھ رہے اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کی کہ افغان جادو جو ابر سحر
لیکر آیا تھا اسنے ہبوط گردن سوار کے لشکر کو پھونک دیا اسکا سبب نہ معلوم ہوا کہ ساریق کے
مددگار کو اسی کے مددگار نے کیون جلا دیا وہان ہرکارون نے جاکر ساریق کو اطلاع کی کہ افغان جادو
نے ہبوط گردن سوار کو مع لشکر جلا دیا اور گردن کا سوار جو مین چار سو آدمیون سے واسطے استقبال
کے گیا تھا وہ بھی جلکر خاک ہوا ساریق نے کہا کہ یہ کیا ہوا مین نے تو یہ تقدیر نہ کی تھی سختگان نے کہا
کہ یہ ہمارے مرشد نے تقدیر کی ہوگی آپکی بد تقدیری تو آپ ہی پر پلٹ پڑتی ہے اتنے مین محیط جادو
افغان جادو کو لیے ہوے پہونچی اور یہان بھی ساریق کو دیکھا کہا کہ اپنے عجب طرح کی خداوندی
شروع کی ہے یہان جوتیان کھاتے ہین اور یہان سے الگ ہٹکے زور دکھاتے ہین یہ کس خطا پر
افغان جادو کی جان کی فکر مین تھے ساریق نے کہا کہ مجکو قسم ہے اپنی خداوندی کی جو مین
مین ہرگز افغان جادو کو قتل نہین کر رہا تھا اچھا اسے ہوشیار کرو پوچھین تو کہ اسپر کیا معرکہ
گذرا جسوقت افغان جادو کو ہوشیار کیا تو اسنے ساریق کو سجدہ کیا اور کہا کہ بیشک تو خداوند ہے
جو چاہے سو کر سکتا ہے یہ نہین معلوم تیری کیا مصلحت ہے جو تو نے ان بندگان گردن کش کو سر
چڑھا رکھا ہے اس کلمہ پر افغان جادو کے ساریق بھی حیران تھا لیکن دل مین خوش تھا کہ اسنے
نہ مجھے سجدہ تو کیا یہ وہی ہے جو کہتا تھا کہ میری بہن نے اسکو خداوند بنا رکھا ہے ورنہ اسکی حقیقت کیا ہے
اگر چاہون تو مین آپ ایسے دو سو خداوند بنا دون لیکن محیط جادو نے کہا کہ اے افغان جادو
اگر مین نہ پہونچتی تو خداوند نے تجھے قتل کر ڈالا ہوتا یہ تو خنجر کھینچے ہوے تیری چھاتی پر سوار
تھے اور تجھے قتل ہی کیا چاہتے تھے یہ باتین سنکے سختگان سمجھ گیا کہ سوا مرشد کے یہ دوسرے کا
کام نہین ہے بس اسنے جلکے ملکہ حیرت سرا ے جادو کو بلا بھیجا جسوقت حیرت سرا ے جادو
کو لیکر لوگ آئے تو ساری کیفیت حیرت سرا ے جادو کے سامنے بیان ہوئی حیرت سرا جادو
نے کہا کہ مین ابھی بتائے دیتی ہون بھلا ساریق مین یہ مادہ کہان یہ ایک اسم سحر سے تو آگاہ نہین
ہے اسکے علاوہ کون ایسا ہوگا کہ اسنے لشکر کو آپ جلوا دے اور لشکر حریف کو بچائے یہ کسی
حریف دانا کا کام تھا بس اسنے دستک دی فوراً اک پرندہ پیدا ہوئی اس سے پوچھا کہ جس
ساریق نے افغان جادو کا تولہ رہا وہ کون تھا بتا پرندہ نے کہا کہ وہ عمرو ثالث عیار تھا
جسے خواجہ خضران کہتے ہین بس یہ راز فاش ہوتے ہی افغان جادو کے ہوش اڑ گئے اسنے
کہا کہ ایک بار اسنے زہر پلا کر والدہ صاحبہ کے مار ڈالنے کا قصد کیا تھا یہ ایسی ہوشیار ہوتین

نہ اُسکے جام زہر سے بچتین دوبار ایسا سحر مٹوا دیا واقع مین یہ عیار بلا سے بہ ہی اس سے خوف کرنا چاہیے
یہ کہکر اسنے محیط جادو سے کہا کہ تم تو خداوند کے پاس رہو اور مین والدہ صاحبہ کو لیکر اک مکان طلسمی
مین قیام کرتا ہون کہ وہان کوئی نہ آسکے اور اب سحر تو مٹ چکا لائق مقابلہ بھی نہ رہا اب رفتہ رفتہ اہل اسلام
کو گرفتار کرتا ہون جسدن وہ ناعیار ملگیا اُسی دن سبکو قتل کرڈالونگا مجکو سوا اُسکے کسیکا خوف نہین
ہی یہ کہکر عبرت سحر سے جادو کو لیکر جانب صحرا روانہ ہوا صرف ایک بڑھیا کو اپنی مان کی خدمت
کے واسطے ساتھ لے لیا باقی کل لشکر کو مع محیط جادو سارلیقیہ مین چھوڑ کر جانب صحرا روانہ ہوا
جسوقت صحرا مین پہونچا تو اُسنے نیلا پیلا زرد زنگاری سوت لیکر اُسمین گرہین دین اور کچھ سرکنڈے زمین
مین گاڑ کر اُنپر وہ سوت لپیٹ دیا اُسیوقت اک مکان نفیس و مختصر بنگلے تیار ہوگیا بعد اُسکے سحر کرکے
اُس مکان کو بھی نگاہوں سے پوشیدہ کردیا کہ اگر کوئی اس طرف آبھی جائے تو مکان کا پتہ نہ پائے
صرف ایک عورت کاروبار ضروری کے واسطے ساتھ ہر اور عبرت سحر نے جادو کے بخار مین کسی طرح
تخفیف نہوتی تھی جب رات ہوئی تو اُسنے کچھ پتلے سحر کے تیار کرکے اپنے ساتھ لیے اور آکر لشکر اسلام
پر شبخون مارا لوگون کو قتل کرنا شروع کیا لشکر مین غوغا ہوا کہ کسی نے شبخون مارا ہی لوگ سوتے سے جو
چونکے آپس ہی مین لڑنے لگے صدائے تکبیر و نعرہ بلند ہوئی پتلے اہل اسلام کو قتل کرتے تھے اور انپر
کسیکا حربہ تاثیر نکرتا تھا کچھ آپس مین لڑ کے قتل ہوئے اور پتلون کے ہاتھ سے مارے گئے جب زیادہ
غوغا ہوا تو افسر لشکر طلحہ بن لندھور اپنے خیمہ سے نکلے اور گرز پکڑ کے چلنے نعرہ کیا کہ یہ کس ناکس
نے میرے لشکر پر شبخون مارا ہی بس دیکھا افغان جادو نے کہ سردار لشکر یہی ہی پنجہ بن کے گرا اور
طلحہ کو اٹھا لیگیا یہان لشکر مین تمام رات تلوار چلا کی جب صبح ہوئی تو آپس مین ایک دوسرے کو پہچانا
علیحدہ ہوے حریف کا پتا بھی نہ پایا نہ لشکر حریف کا کوئی کشتہ ملا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہوا کہ
اپنون مین کوئی لاش حریف کی نہین ملی اگرچہ تمام رات کی سرگذشت پیش صاحبقران عالی شان
بیان کی صاحبقران کو طلحہ کے گم ہونے کا نہایت صدمہ ہوا لیکن بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ لوگون کو تلاش مین طلحہ کے بھیجے ایسا نہو وہ تعاقب مین حریف کے چلے گئے ہون لیکن خضر الیاس
سمجھ گئے کہ ہو نہو یہ افغان جادو کا فعل ہی یہ بھی تلاش مین نکلے دن بھر خراب رہے کوئی پتہ
نہ ملا جب رات ہوئی تو پھر افغان جادو نے آکر لشکر سہراب بن رستم پر چھاپا مارا اور سہراب
کو بھی گرفتار کرکے لیگیا یہان اُسی طرح لشکر سہراب کے لوگ آپسمین مصروف جنگ و جدال رہے
جب صبح ہوئی تو انکو بھی مثل لشکر طلحہ کے پریشانی و پشیمانی حاصل ہوئی اسلیے کہ جتنے کشتے تھے سب
اپنے ہی لشکر کے تھے فوج حریف کا ایک کشتہ بھی نپایا تھا بہت حیران ہوے اور روتے پیٹتے خدمت
بادشاہ لشکر اسلام مین حاضر ہوے اور سارا ماجرا بیان کیا اب تو بادشاہ اسلام کو بھی تردد ہوا کہ یہ کیا
معرکہ ہی نہ تو طلحہ کا پتا ہی اور نہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ کون شبخون مارتا ہی آج شاہزادہ سہراب بھی
غائب ہوگئے اُدھر سارلیق کو جو یہ خبرین پہونچین اُسے نہایت خوشی ہوئی سخندان نے کہا
یا خداوند محیط جادو آپکے لشکر مین موجود ہی اس سے کہیے کہ جاکر افغان جادو سے کہ آئے
کہ جس سردار کو گرفتار کرنا اُسے زندہ نہ چھوڑنا سارلیق نے اُسی وقت محیط جادو کو بلا کر اُس سے
کہا کہ ہماری طرف سے افغان جادو سے کہ آؤ کہ کسی دشمن کو اب زندہ نہ رکھنا اسلیے کہ شاید
ہماری مصلحت پلٹ جاے اور ہم اُنھین رہا کرادین تو تمھین بھی افسوس رہجائیگا کہ کاش قتل کیا ہی

کرڈالتے محیط جادو یہ پیام ساریق کا لیکر پاس افغان جادو کے آئی اور کہا کہ خداوند ایسا کچھ حکم
دیتے ہین افغان جادو نے کہا کہ مین تو جبتک اس نا عیار کو گرفتار نکرونگا اُس وقت تک ایک کو
بھی قتل نکرونگا اسمین ساریق دخل ندے اسنے طلحہ اور سہراب کو ایک ہی مقام پر قید کیا اور آپ
رات کو آکر لشکر وحید الملک پر گرا اور سبکو قتل کرنا شروع کیا لشکر مین غوغا ہوا لوگ دوڑے چنانچہ
شہنشاہ گوہر کلاہ کو یہ خیال ہوا کہ بھائی میرا ہے نہین اور لشکر اسکا تباہ ہوا جاتا ہے وہ آئیگا تو کیا کہے گا کہ
بھائی صاحب موجود تھے اور ہمارا لشکر تباہ ہوگیا یہ خیال کرکے یہ اپنے خیمہ سے مسلح ہوکر نکلے کہ آج
اس قزاق کو بے مارے نچھوڑونگا کہ اسنے قیامت برپا کر رکھی ہے یہ سوچکر یہ اپنے خیمہ سے چلے ہی تھے
کہ پنجہ گرا اور انکو بھی لیگیا افغان جادو تو انکو لیکر اپنے مسکن کی طرف آیا اور شہنشاہ گوہر کلاہ کو
زندان مین بھیجکر آپ بخواب مرگ ہوا یہان صبح تک تلوار چلا کی ہزارہا خانیان دیندار مارے گئے
صبح کو جو بادشاہ لشکر اسلام کو شہنشاہ گوہر کلاہ کے گرفتار ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو انھون نے پوچھا
کہ آج گشت کون پھرتا تھا لوگون نے بیان کیا کہ معدول بن عدیل گشت پھر رہے تھے فرمایا
بلاؤ جسوقت معدول بن عدیل سامنے آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھارا پہرا تھا تمھیں معلوم ہوا
ہوگا کہ حریف کس طرف سے آتا ہے اور شبخون مار کر کدھر نکل جاتا ہے انھون نے قسم کھا کے عرض
کی کہ حضور اگر وہ لوگ جو شبخون مارتے ہین آسمان سے آتے ہون یا زمین ہی سے پیدا ہوجاتے ہون
تو مجبوری ہے ورنہ کیا تاب ہے کہ پرندہ پر بھی مار سکے مین نے نہ حریف کو کسی طرف سے آتے دیکھا
نہ جاتے ہوئے دشمن معلوم ہوا سنکے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آج پہرہ قبیل بن مقبول بن مقبل
وفادار کا ہو یہ جس طرف سے حریف کو آتے ہوئے دیکھین بے تامل تیر باران کرین قبیل بن مقبل
حسب الحکم بادشاہ اپنے بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر گشت پھرنے لگے وہان سے حسب عادت
افغان جادو تبلیان سحر کی فوج لیکر اتنا بلند ہوئے آیا کہ کسیکو محسوس بھی نہوا اور آتے ہی اسنے لشکر
مملوک بن مالک پر شبخون مارا مملوک گھبرا کے نیزہ بکف اپنے خیمہ سے باہر نکل آئے یہ تو تاک ہی
مین لگا تھا پنجہ نیچے گرا اور انکو بھی لیگیا ساتھ انکے قبیل بن مقبول کو بھی لیگیا آج بھی ایک گشتہ تک
حریف کا نہ ملا اب تو لشکر اسلام مین تلاطم مچ گیا اور بادشاہ اسلام نے خضران کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ
اب تم بہت راحت طلب ہوگئے ہو یہان لشکر تباہ ہوا جاتا ہے تمام یگانے جدا ہوئے جاتے ہین اور
تم سے کچھ نہین ہوسکتا خضران نے عرض کی کہ مین روز فکر کرتا ہون مگر مجھے کہین پتہ شبخون مارنےوالے
کا نہین ملتا صاحبقران نے فرمایا کہ بڑھاپا بری شے ہے اس سے تو اب تم خانہ کعبہ چلے جاؤ تو بہتر
ہے یہ کلمہ خضران کو ناگوار گذرا اور قصد کیا کہ واقع مین میرا چلے جانا ہی بہتر ہے پھر یہ سوچے کہ اگر
اس وقت مین ساتھ چھوڑا تو زندگی بھر کے واسطے بدنامی ہے یہ سوچتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور
اپنے خیمہ مین چلے آئے لیکن حال قران ثالث کا سنیے کہ انھون نے صورت اپنی نہین تبدیل کی
اور ہیئت اصلی پر تجسس مین افغان جادو کی جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے تمام صحرا چھان مارا
لیکن کہین کچھ پتہ نہ ملا کہ دیکھا ایک جانب سے ایک مالن چلی آتی ہے ڈالی پھولون کی ہاتھ پر لیے
ہوئے ہے اور اس طرح مٹکتی چلی آتی ہے کہ بیساختہ قران متوجہ ہوگئے اور پکارے کہ جانجہان
کہان چلین یہ سنکے وہ مسکرائی اور بولی کہ موئے اپنی شکل تو آئینہ مین دیکھ قران نے کہا کہ اپنی
شکل کیا کرون دیکھ کے اب تو تیری شکل دیکھتا ہون یہ کہکر دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا کہ جاتی کہان ہو

مالن نے کہا کہ کیا غیر ہے یہان یہی ہوتی چلی آئی ہو کہ بندون سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہین یہ سنکے قران کو غصہ
آیا کہا کہ تو بالکل بازاری عورت معلوم ہوتی ہو مالن نے کہا کہ یہ اور غیرت کی بات ہو کہ اپنی بہن کو تو بازاری
کہتا ہو قران نے تھپڑ مارنے کا قصد کیا تھا کہ مالن ہنسی اور کہا کہ ارے مین ہون برق فرنگی قران نہایت
شرمندہ ہوے اور کہا کہ واقع مین عورت کی عیاری کا جا یہ تیرے ہی واسطے خلق ہوا واللہ ہو کہ مین نے
مطلق نہین پہچانا برق نے کہا کہ آپ ادھر کہان آئے تھے قران نے کہا کہ خلیفہ تو خفا ہو کے چلے گئے
اور لشکر پر تباہی پڑی ہوئی ہو برق نے کہا کہ مین بھی دشمن ہی کی تلاش مین نکلا تھا یہ دونون تو کھڑے
باتین کر رہے تھے ادھر افغان جادو کا یہی مشغلہ تھا کہ دن بھر اس مکان محفوظ مین بیٹھا رہتا اور رات کو نکلکر شبخون
مارتا آج قضاے کار و اتفاقات روزگار افغان جادو کو وحشت نے گھیرا اور بیٹھے بیٹھے اسکا جی
گھبرایا یہ اپنے مکان سے نکلکر صحرا مین آیا کہ کوئی جنگلی آدمی ملے تو اسے خدمت کے لیے لیے چلون
کہ کچھ کام ہی نکلے ہاتھ پانون تو دبائیگا جسوقت شبخون مار کے آتا ہون تو تھک جاتا ہون جیسے ہی
صحرا مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک نازنین اک حبشی سے باتین کر رہی ہو اسکو نہایت ناگوار گذرا کہ ایسی
حسین اور حبشی سے لگاوٹ کرتی ہو بس اسنے دم مین سے پنجہ سحر پھینکا اور نازنین کو اٹھا لیگیا قران
پریشان ہو کے رہگئے وہان افغان جادو جو نازنین کو لیکے پہونچا تو کہا اے نازنین یہ تو کس حبشی سے
باتین کر رہی تھی تو بڑی ذلیل طبیعت کی عورت معلوم ہوتی ہو نازنین نے کہا کہ بھلا مین اس موے
حبشی سے کیا لگاوٹ کرونگی مو میرے باپ کے پاس آیا کرتا تھا اس سے مین اسے چچا کہتی ہون اور وہ بھی
مجھے مثل بیٹی کے سمجھتا ہو آپ اسے بلوا لیجیے مین پچھوا دون افغان جادو نے کہا تو یہین بیٹھو
مین اسے بھی اٹھاے لاتا ہون یہ کہکر آیا تو دیکھا کہ ایک اور نازنین کسی ساہوکار کی بیٹی چلی آتی ہو
حسن اسکا اس مالن کے حسن کو بھی مات کرتا ہو اسکو دیکھکر حبشی نے آواز دی کہ اری نازنین اس
صحرا کی ہوا عورتون کے لیے ناموافق ہو ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ اک نازنین کو پنجہ لیگیا یہ سنکے اس نازنین
نے جواب دیا کہ واہ بیٹا سعادتمند ہو کہ امان کو آگاہ کر دیا قران کو غصہ آیا کہ جو نلتی ہو یا بہن بنتی ہو یا ماں
قران نے جواب دیا کہ امان تم تو ایسی حسین اور بیٹا ایسا جیسا نازنین نے جواب دیا کہ بیٹا مین
اسے کیا کرون جیسا باپ ویسا بیٹا مین تو امانت دار تھی نو مہینے پیٹ مین رکھا ادھر جن کے علحدہ
کر دیا قران شرمندہ ہوے اور اس حاضر جوابی پر سمجھ گئے کہ یہ بھی کوئی عیار ہو عورت ہوتی تو شرماتی
ضرور ہو نہو کوئی استاد ہون ادھر افغان جادو کو اس مذاق پر رشک پیدا ہوا اور پنجہ پھینکے
جو رہا ہو دونون کو اٹھا لیگیا جسوقت اپنے مکان مین پہونچا تو قران سے کہا کہ اپنی نازنین تجھکو
مبارک اس سے تو جی بہلا اور اب یہ میرے دل بہلانے کو اس سے بہتر ملگئی ہو یہ کہکر برق
کو قران کے ساتھ علحدہ حجرے مین کر دیا اور آپ دختر ساہوکار سے مصروف اختلاط ہوا نازنین
بھی خبر با خبرہا کے لگاوٹ کی باتین کرنے لگی جب اسنے اور قصد کیا تو کچھ ایسی باتون مین الجھایا کہ
ارادہ اسکا جاتا رہا یہان قران اور برق مین باتین ہو رہی تھین کہ ہو نہو استاد ہون لیکن
اب ہم یہان خالی بیٹھے بیٹھے کیا کرین قران نے کہا ہم تہاتے مین یہ کہکر اسکی چھاتیان پکڑ لین اور کہا
کہ ارے ظالم بالکل اصلی معلوم ہوتی ہین کیا کسی کی کاٹ کے لگالی ہین اسقدر برق کو ستایا کہ یہ
عاجز ہو گیا قران کے پاس سے اٹھ کے برابر ایک اور حجرہ تھا وہان چلا آیا یہان عورت ایک جادو
بستر پر پڑی تھی اور وہ بڑھیا جو اسکی خدمت کیا کرتی تھی پیشاب کرنے گئی ہوئی تھی

برق نے مالش قریب جا کے رومال جھلنے لگا بڑھیا کی ناک مین خوشبو جو گئی آنکھ کھول دی دیکھا کہ ایک
نازنین کھڑی رومال ہلا رہی ہے رومال کی ہوا سے ایسی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے کہ دماغ کو راحت
ملتی ہے تسکین ہوتی ہے عبرت سرائے جادو نے کہا کہ بیٹی تو کون ہے برق نے جواب دیا کہ مین
قوم پیزیلو سے ہون مجھے ایک ساحر لے آیا ہے کہتا ہے کہ میری خدمت بجا لاؤ مین قبول نہین کرتی وہ اور
ایک کو لے آیا مجھے آپکی خدمت پر مقرر کیا مجھے یہ خدمت اُس خدمت سے بہتر معلوم ہوتی ہے عبرت سرائے
جادو نے کہا کہ مین اچھی ہو لون تو تجھے اپنی بہو بناؤنگی اور اُس نازنین کو تیری خدمت پر مامور کرونگی
برق نے کہا کہ مین اُسکی خدمت سے باز آئی وہ مجھے زہر دیدیگی آپ سونا لے کی جلن سے کیا واقف
ہونگی ایسا باتون مین لگایا اور بیہوشی آلودہ رومال ہلایا کہ عبرت سرائے جادو بیہوش ہوگئی برق
نے جلدی سے زبان کھینچکر نکالکر سوزن کر دیا اور پشتارہ باندھ کے سامنے قران کے لا کر ڈال دیا اور
کہا کہ جبتک آپ اس سے شغل کیجیے مین اور فکر کرتا ہون قران نے کہا کہ یہ کون ہے برق نے
کہا وہی کلاتہ عبرت سرائے جادو ہے لیکر وہان سے اسی حجرہ مین پلٹ آیا اور عبرت سرائے جادو
کی صورت بنکر اُسی کی مسہری پر لیٹ رہا لیکن اب حال محیط جادو کا سنیے کہ دور زمین گند مین اور
شبخون کا شور نہین سنا ایک دن تو یہ سمجھی کہ کوئی شبخون مارے افغان جادو تھک کے پڑ رہا
اب یقین ہے کہ کل پھر شبخون مارے گا جب دوسری رات بھی خالی گئی اور وقت شبخون کا گذر گیا تو
محیط جادو پریشان ہوئی اور سنختگان کو بھی تردد ہوا یہ ایک ہی حرامزادہ ہے محیط جادو سے کہا تم
افغان جادو کی کون ہو محیط جادو نے کہا کہ اس سے تمھین کیا کام ہے سنختگان نے کہا کہ مجھے
دال مین کالا معلوم ہوتا ہے محیط جادو بگڑنے لگی کہ تمنے مجھے کیا سمجھا ہے سنختگان نے کہا کہ دو دن سے
شبخون کی صدا نہین سنی ہے ذرا افغان جادو کی خبر لو کہ اُنپر کیا گذری مین اسی واسطے تمسے پوچھ رہا تھا
کہ اگر کوئی محبت کا رشتہ ہو تو اُسے تمام کرو محیط جادو نے اُسیوقت ایک پتلی جھولی سے نکالی
اور کچھ اسم سحر پڑھ کر اُسپر پھونکا پتلی نے پھریری لی اور بولی کہ کہیے کیا حکم ہے محیط جادو نے
کہا کہ افغان جادو کس حال مین ہے کہ شبخون نہین مارا پتلی ہنسی اور کہا کہ عیارون کے جال مین پھنسا ہوا
ہے خضران عیار اُسے قتل کیا چاہتا ہے بس یہ سنتے ہی محیط جادو بیتاب ہوکے روانہ ہوئی
اور اُس مکان پوشیدہ مین پہونچکر کیا دیکھتی ہے کہ ہاتھ مین خضران کے جام ہے اور افغان جادو
جام لیکر پیا چاہتا ہے محیط جادو نے آواز دی کہ ارے کیا کرتا ہے خبردار اُسکے ہاتھ سے جام نہ پینا
ورنہ انجام اچھا نہوگا یہ ناعیار خضران ہے جسکے خوف سے تو یہان چھپا تھا یہ ظالم یہان بھی آپہونچا بس
یہ سنتے ہی افغان جادو بھڑک کے جھپٹے ہٹا خضران نے جلدی سے جام بیہوشی آمیز منہ پر افغان جادو
کے کھینچ مارا یہ تو بیہوش ہوکے گرا لیکن محیط جادو نے دو تھپڑ مارکے تکبیر کا نعرہ کیا زمین نے پانون پکڑ
لیے چاہا تھا انھون نے کہ گلیم اوڑھ لون مگر ممکن نہوا اُسوقت محیط جادو نے خضران سے کہا کہ ٹھہر تو جاموئے
مین تجکو دیکھ تو کیونکر بھاگتی ہون یہ کہکر محیط جادو دوڑ کر جلدی سے اُس حجرے مین آئی جہان عبرت
سرائے جادو بنا ہوا مسہری پر لیٹا ہوا کراہ رہا تھا محیط جادو نے کہا کہ مزاج کیسا ہے جواب دیا کہ
نہ مرتی ہون نہ جیتی ہون تم اسوقت کہان آگئین محیط جادو نے کہا کہ یہان بھی عیار پہونچ گئے
افغان جادو کو بیہوش کیا چاہتے تھے کہ مین پہونچ گئی سرگروہ عیاران کو تو مین نے پکڑ لیا ہے
مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ عیار ابھی اسی مقام پر اور بھی موجود ہین عبرت سرائے جادو

نے اک آہ کھینچی اور کہا کہ افسوس ایک ہمارے بیمار ہونے سے کیا کیا آفتین برپا ہو رہی ہین خدا کی شان
کہ عیار اب ہمارے مکان مین پہونچ جائین اور اس چھوکری کے کیے کچھ نہ ہوسکے محیط جادو نے
کہا کہ یہ کنیز آپکی ہر وقت ہشیار رہتی ہے آپ گھبراتی کیون ہین عبرت سرا ے جادو نے کہا
مجھے بھی تمھین لوگون کا خیال ہے مین تو پا در رکاب ہون چراغ کو قیام ہے اور مجھے قیام نہین اگر
یون نہ مری عیار مار ڈالینگے محیط جادو نے کہا کہ خدا نکرے آپ کی ایسی حالت تو نہین کہ آپ
اس طرح کی باتین کرین مرض آپکا مہلک نہین اور عیارون کی کیا مجال ہے عبرت سرا ے جادو نے
دعا دی اور کہا کہ لوگ تو کہتے ہین کہ اب تم مین سے مردے کی بو آتی ہے ذرا تو بھی تو دیکھ کیا یہ سچ ہے
یہ کہکر ہاتھ سے پسینہ پونچھ کے محیط جادو کی ناک کے پاس بڑھا دیا محیط جادو نے جو سونگھا
سونگھتے ہی چھینک مارکے بیہوش ہوئی بس اسکا بیہوش ہونا تھا کہ برق اپنے مقام سے
اٹھا اور آپ محیط جادو کی صورت بنکے اُس مقام پر آیا جہان افغان جادو بیہوش برابر ہوا تھا
اور خواجہ خضران بند پہنے کھڑے تھے آتے ہی آواز دی کہ کیون اب کیا کہتے ہو خضران نے
منتین کرنا شروع کین کہا ہرگز نہین مین بغیر قتل کیے نہ مانونگی اتنے مین افغان جادو ہوشیار
ہو گیا اور لگا سحر پڑھنے کے خضران کی طرف چلا محیط جادو نے آواز دی کہ اسے کیا کرتے ہو
اگر اسکو مار دیا تو پھر تو لوٹ پلٹ کے تمھین کو ہلاک کر دے گا یہ بلا کا شخص ہے تو یہ سوا اس تلوار کے اور کسی چیز
سے قتل نہوگا یہ کہکر ایک تلوار مع نیام پیش کی افغان جادو نے تلوار جو نیام سے کھینچی تو لخلخہ
اڑا اور افغان جادو چھینک مارکر بیہوش ہوا بس اسنے نعرہ کیا کہ ہمم مہتر برق ثانی یہ کہکر
تلوار ماری کہ سر گردن سے افغان جادو کے کٹ گیا اور وہان سے آکر محیط جادو کو ذبح کیا مرتے
سے ان تینون ساحرون کے قیامت برپا ہوئی صدائین دارو گیر کی بلند ہوئین آتشباری و برف
باری ہونے لگی دیر تک قیامت برپا رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام تھا افغان جادو
و محیط جادو و عبرت سرا ے جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم رہ جو
مکان بنا ہوا تھا دھوان ہوکر نظرون سے غائب ہو گیا میدان نظر آنے لگا اب جو دیکھتے ہین تو
لشکر اسلام سامنے معلوم ہوتا ہے سرداران لشکر اسلام ایک حجرے مین قید تھے دفعتہ زمین کو
زلزلہ الساعۃ ہوا اور مکان غائب ہو گیا ہتکڑیان بیڑیان ہاتھون سے اور پاؤن سے گر کر
غائب ہو گئین سردار حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اتنے مین عیار پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا
یہ سب سردار نہایت خوش ہوے اور مع عیاران لشکر اسلام جانب لشکر روانہ ہوے وہان
ہرکارون نے سارق کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام نے جاکر عبرت سرا ے جادو اور افغان جادو
اور محیط جادو کو مار ڈالا سارق کے جی چھوٹ گئے اسنے کہا کہ ہم کہہ چکے ہین کہ اپنا کام اپنے
سے خوب ہوتا ہے جبتک مین خود ان ہندون کی خبر نہ لونگا اسوقت تک کچھ نہوگا یہ کہکر اسنے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ یہان نقارہ ندی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہان کی تو یہ حالت ہے
لیکن وہان کا حال سنیے کہ عیاران اسلام جو مع سرداران عالی مقام بارگاہ صاحبقران مین پہونچے
نقارہ شادمانی بجا خواجہ خضران نے بیان کیا کہ یہ معرکہ برق ثالث کے ہاتھ رہا ہم اور قران
دونون رہگئے اسی کی عیاری سے فتح نصیب ہوئی بادشاہ اسلام نے برق کو بہت بھاری
خلعت مرحمت فرمایا اور تمام سردارون نے مع صاحبقران عالیشان رقعہ ہزار ہزار روپیہ و دو ہزار

روپیہ کی تحریر کر دے کہ جاکر خزانہ سے وصول کر لو مد تمام رقعے برق نے جیب مین رکھ لیے اور بارگاہ
سے نکلکر چلا کہ خزانچی سے روپیہ وصول کر لون کہ راستے مین خواجہ خضران نے کہا کہ ای برق تونے
ایسا کام کیا ہے کہ جی چاہتا ہے تجھے گلے سے لگا لون برق نے کہا کہ یہ سب حضور ہی کا تصدق ہے خواجہ
نے اک اشرفی جیب سے نکالکر برق کو دی کہ یہ انعام ہم تمکو دیتے ہین برق نے وہ اشرفی لیکر
عذر کیا کہ اسکی کیا ضرورت ہے خضران نے کہا بھئی ہم غریب جو ہین تو ہمسے انکار کرتے ہو برق نے
اشرفی جیب مین رکھ لی ہاتھ مین کھجلی پیدا ہوئی دوسرے ہاتھ سے جو سہلایا اسمین بھی خارشت
سی پیدا ہوئی ہاتھ منہ کے قریب لا کے دیکھنے لگا کہ کیا ہے کچھ خوشبو سی محسوس ہوئی تو چھین
چھونکا سا آگیا اتنے مین خواجہ نے جیب سے سب سندین خزانے کی نکال لین اور برق سے پہلے
ہو نچکر خزانے سے تمام روپیہ وصول کر کے بیٹھ رہے برق بالکل تو بیہوش نہوا تھا یہ جو وہان سے
آیا تو جیب خالی پائی حیران ہوا آکر صاحبقران سے عرض کی کہ میری جیب سے سب رقعہ جاتے
رہے حکم ہوا کہ تلاش کرو خزانچی اتفاق سے آیا ہوا تھا اسنے عرض کی کہ حضور انکے نام کے
رقعے تو خواجہ وصول کر کے لے گئے یہ سنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ بعد خواجہ کو
عیار کے کہین خضران کو نہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی اپنا کام اپنے کیسے خوب ہوتا ہے تمھین
خواجہ کو ڈھونڈھ کے لاؤ اتنے مین دیکھا کہ خواجہ خضران کوڑا ہاتھ مین لیے نہایت برہم خود ہی چلے
آتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے عرض کی کہ کیا کہون اس بیوقوف کی حماقت
مین پھنسا ہوا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بھئی سچ ہے وہ بیوقوف نہوتا تو تم اسکا مال کیونکر ہضم کرتے
خضران نے کہا یا صاحبقران اگر دوسرا یہ رقعہ وصول کر کے راہی ہو جاتا تو یہ کہان سے پاتا مین
شہنشاہ عیاران ہون میرے معاملے مین آپ دخل نہ دین یہ کہکر آپ آکر کرسی پر بیٹھ گئے اور
کہا کہ کیون ای برق یہ بتا کہ تونے جو یہ غفلت کی اسکی کیا سزا دی جائے برق نے کہا کہ اگر مین نے
غفلت کی تو اپنے ساتھ کی مین اس معاملہ مین آپکا مجرم نہین ہون خضران نے کہا کہ اگر اپنے
ساتھ غفلت کی تو ہمین مطلب نہین پھر روپیہ کا دعوے بھی نکرو اور کوئی لیجاتا تو دیدیتا برق نے
کہا کہ اور کوئی ہوتا تو مین اس سے دھوکا کیون کھاتا آپ کو استاد سمجھ کے دھوکا کھایا خضران
نے کہا کہ اگر کوئی میری صورت بنکے دھوکا دیتا یہ سنکے تو برق ثالث چپ ہو رہا خضران
نے کہا کہ بس اب تو قابل سزا ہے یا نہین برق نادم کھڑا کے رہ گیا کچھ کہہ نہ سکا بس خواجہ
خضران نے چہارم رقم کا جرمانہ کر کے تین حصہ روپیہ برق کو دے دیا صاحبقران نے فرمایا کہ تم مین
حکومت کا بھی مادہ ہے کہ رقم بھی لی اور جرم بھی ثابت کر دیا اتنے مین خبر پہونچی کہ ساریق نے جبل
جنگ بجوایا ہے امیر کشورگیر نے بھی کوس جنگی بجنے کا حکم دیا ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب
لگے اور آواز نقارہ کی گرجی جوانان اسلام تیاری جنگ مین مصروف ہوئے انکو تو انتظام
صبح مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان جنگ آور بیٹے
شاہزادہ طیمور شیر رو کے بیان ہوتے ہین ۔ مخمس بر آغاز کلام ؛

جبتک اسکی لوری ہمی دشمن پوشاک تھا
آستین و جیب امان و گریبان چاک تھا

آگئی جب سامنے دم مین سارا قصہ پاک تھا | سوز دل سے نالۂ پر سوز آتشناک تھا
بجھ گئی جب آگ پھر کچھ بھی نہ تھا کیا خاک تھا

اس سے پہلے تو نہین ایسا مین حسرتناک تھا | دل کے جاتے ہی جو دیکھا لاکھ کا گھر خاک تھا
واہ کیا جلاد تھا ای واہ کیا سفاک تھا | لے گیا دل چھین کے ایسا کوئی بیباک تھا
طرۂ طرار تھا یا غمزۂ چالاک تھا

کوئی دامن چاک تھا کوئی گریبان چاک تھا | کوئی تھا پر آرزو اور کوئی حسرتناک تھا
خاک مین ایسے ملے جسکو کہ دیکھا خاک تھا | دادخواہون مین جو وارد آج وہ سفاک تھا
اک نگاہ تیز کے پھرتے ہی قصہ پاک تھا

وصل جسکے عیش و عشرت کو ہوا اک بار گران | دید عاشق جسکی صورت کو ہوا اک بار گران
سرمہ مسی جسکی زینت کو ہوا اک بار گران | رنگ بھی جسکی نزاکت کو ہوا اک بار گران
پیرہن گل کا کب اسکے قابل پوشاک تھا

شام وصلت جا چکی اور آئی بس صبح فراق | آہ بنکر منہ سے نکلا ہر نفس صبح فراق
جب نہ اسپر چل سکا کچھ دسترس صبح فراق | دست وحشت بنگیا دست ہوس صبح فراق
انکا دامن چاک تھا میرا گریبان چاک تھا

ہوگیا سارے زمانے کی دوا دریاے مے | ہر دوا کیا بلکہ ہے آب بقا دریاے مے
بحر رحمت کی دکھاتا ہی ادا دریاے مے | بخش سے پیر مغان کے بہ گیا دریاے مے
کیون نہ بنتے پارسا بھی آب دریا پاک تھا

خون ہوکر آنکھ سے ہر دم بہے یون بدھڑک | مین نہ تڑپون یہ طپان پیہم ہے یون بدھڑک
کیا بلا ہے وصل کو اس سے کہے یون بدھڑک | آفتین جھیلین ستم اسکے سہے یون بدھڑک
دل ہمارا اس ستمگر سے بہت بیباک تھا

سارے عالم مین مری شہرت انھین دونون نے کی | چاہیے جیسی مری خدمت انھین دونون نے کی
وقت جب مجھپر پڑا شرکت انھین دونون نے کی | میری ہمدردی شب فرقت انھین دونون نے کی
یا دل غمناک تھا یا دیدۂ نمناک تھا

کیون نہ ہر اک جان دیتا اسکے روے پاک پر | ہر گھڑی غصہ دھرا رہتا ہی اسکی ناک پر
سیکڑون بسمل تڑپتے تھے خس و خاشاک پر | اور تو خنجر اسکی لوٹتی تھی خاک پر
اس سے جو آزاد تھا وہ بستۂ فتراک تھا

حسن کرتا ہی بسمل عشق ہی خانہ خراب | پھرتا ہون منزل بہ منزل عشق ہی خانہ خراب
تو نہ کامل بن کہ کامل عشق ہی خانہ خراب | ہم کہے دیتے ہین اہل دل عشق ہی خانہ خراب
اسنے جب رکھا قدم پھر لاکھ کا گھر خاک تھا

غور مین نے بھی کیا کر غور تو بھی شہسوار | آسمان بھی پھرتا ہی بے طیش تو بھی شہسوار
جسپہ چاہے کرنے ظلم و جور تو بھی شہسوار | یہ کمان یہ خنجر تیرا اور تو بھی شہسوار
کیا نہین تجھکو کوئی قابل فتراک تھا

جلوۂ محبوب ہوتا ہی عیان مانند برق | دل جلون کے لب پہ ہی آہ و فغان مانند برق

اٹھو آتا ہی نظر سارا جہان مانند برق ۔ دم مین آہو نجا د ہان سے وہ یہان مانند برق

نامہ بر اس شوخ کا کیا تیز و رچالاک تھا

دہر مین یکسان کیسکو بھی خوشی رہتی نہین ۔ بیکسون کی بھی جہان مین بیکسی رہتی نہین
بات جو اس وقت ہی وہ پھر کبھی رہتی نہین ۔ خوبرویون کی بھی حالت ایک سی رہتی نہین

اب مسیحا اسکو دیکھا جو کبھی سفاک تھا

کام اگر میخوار رکھتے جز دگل سے باغ مین ۔ جی نہ لگتا بلبلون کے شور و غل سے باغ مین
بادہ نوشون کی خوشی بھی جام و مل سے باغ مین ۔ کیا غرض تھی میکشون کی سیر گل سے باغ مین

تاک مین انگور کے ہر ایک زیر تاک تھا

ان زمین و آسمان کے ڈھنگ دیکھو تو سہی ۔ اور انکا میل انکی جنگ دیکھو تو سہی
دیکھکر ہو جاؤ گے تم دنگ دیکھو تو سہی ۔ انقلاب دہر کے نیرنگ دیکھو تو سہی

لہلہاتا سبزہ ہی جسجا خس و خاشاک تھا

جان لینا ہی تو کر لے امتحان زندہ ہین ہم ۔ دیکھ اب تک پھر جور ای آسمان زندہ ہین ہم
ای صنم جس وقت تک ہی تن مین جان زندہ ہین ہم ۔ شکل جسمانی کا جب تک ہی نشان زندہ ہین ہم

ملگئی پر خاک مین جب خاک پھر کیا خاک تھا

جی گیا اور اسنے پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ ۔ آبلہ ہر ایک تو ڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ
کر دیا سینے کو پھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ ۔ خون تک دل کا نہ چھوڑا رکھتے ہی سینہ پہ ہاتھ

واہ وہ دزد حنا کیا ہاتھ کا چالاک تھا

مجھ سے ہی اب اس ستم ایجاد کی الفت کا نام ۔ مجھ سے ہو دست جنون آباد کی غربت کا نام
چاک دامن سے ہی مجھ ناشاد کی وحشت کا نام ۔ عشق شیرین سے ہوا فرہاد کی محنت کا نام

ورنہ کوہ بے ستون سبزۂ دل اک داک تھا

ہوش کی تو ای کلیم اسکو نہ کہنا متقی ۔ متقی کہتے ہین کسکو اور کیا متقی
ریا کیون کرنے لگا وحشت کا سودا متقی ۔ گو بظاہر وہ نہ زاہد تھا نہ وہ تھا متقی

عاشق صادق تھا آصف عشق اسکا پاک تھا

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ شاہزادہ دل آور یعنی طیمور شیر پرور ہاتھ سے برزت تہمتن کے زخمی ہو کر نکل گئے ہین شاہور شیر دل ساتھ ہی مرکب انکو لیے چلا جاتا ہی جاتے جاتے اک مقام پر پہونچکر مرکب ٹھہرا اور پھر ہری شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر آیا شاہور جلدی سے قریب آیا سر زانو پر لیا زخم سر مین پٹی باندھی اتفاق سے کچھ قزاق اس طرف آ رہے ہوے تھے انھون نے جا کر دخان قزاق سے اطلاع کی کہ جس جوان نے آپ کی مدد کی تھی اور برزت تہمتن کو زخمی کیا تھا وہ زخمی ہو کر اس صحرا مین آیا ہی رفیق اسکا اسکے ساتھ ہی بس یہ سنتے ہی دخان قزاق نے فرس اپنے ساتھ لی اور جانب صحرا روانہ ہوا یہان طیمور شیر سوار ہو رہے تھے شاہور شیر دل فکر مین تھا کہ مرہم کہان سے لاؤن جو انکا علاج کرون کہ اسکے مین دخان قزاق آیا اور شاہزادہ طیمور سے عرض کی کہ کوہ پر تشریف لے چلیے طیمور کو فرس مین سوار کر کے بالاے کوہ لایا اور علاج مین مصروف ہوا انکا تو علاج ہو رہا ہی اور وہان شاہ

شہر حسن آباد حسین شیخ کلاہ نے حکم دیا کہ سوداگر کو زندان سے لاؤ جس وقت سوداگر حاضر ہوا تو
حسین شیخ کلاہ نے کہا کہ کیون اے نمکحرام تو ہمیشہ سے اس دولت کا نمکخوار تھا اسکا بدلہ یہی
تھا کہ تو اس مکار کو اپنے ساتھ لایا سوداگر نے کہا کہ مجھ سے صحرا مین ملاقات ہوئی تھی مین یہ نجانتا
تھا ورنہ اسکو کیون لاتا بادشاہ نے کہا کہ کچھ ہو تیری ہی ذات سے یہ فسادات برپا ہوئے اسکے
عوض مین تجکو سزاے موت دیجائیگی سوداگر نے عرض کی کہ مین نہ جانتا تھا کہ یہ ہمیشہ بزرگون کو
سزاوار ہو اور مجھے سزاوار ہوگا ورنہ مین اپنے گھر ہی سے کاہیکو نکلتا خدا اسنے کہا بے
بیٹے کو بہت کچھ دیا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اجل ہی تجکو یہان کھینچ کے لائی ہے ایک وزیر حکیم دانشور
سے خار کھاتا تھا اسنے چپکے سے بادشاہ کے کان مین کہا کہ حضور اسمین کیا وزیر کی خطا نہین ہے اگر
وہ سوداگر کو اپنے مکان مین جگہ دیتے نہ یہ فتنہ برپا ہوتا انھین کے گھر سے یہ فساد اٹھا اتنے سر
مارے گئے اور کیونکر اس بات کا یقین ہو کہ انھین کو اسکی خبر نہو گی معلوم ہوتا ہے انکی بھی سازش
اس معاملہ مین تھی یہ بات بادشاہ کے ذہن نشین ہوگئی بادشاہ نے وزیر کو بھی طلب کیا لوگ
وزیر کے لینے کو روانہ ہوئے جسوقت وزیر حاضر دربار ہوا بادشاہ نے بغیر کچھ پوچھے پچھے وزیر
کی گرفتاری کا حکم دے دیا اسوقت جو لوگ حکیم دانشور کے اشارے پر یہ کام کرتے تھے انھون
نے آکر وزیر کو اسیر غل و زنجیر کر لیا کیا انقلاب ہے زمانے کا کہ ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا اب
بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ گھر وزیر کا لوٹ لیا جائے اور اہل و عیال اسکے قید ہو کر حضور مین حاضر
کیے جائین عورتون کو چوٹیان پکڑ کے سر بازار کھینچتے ہوئے لانا اس حکم پر اہل دربار کانپ
گئے اور سب پر اک عبرت چھا گئی کہ بادشاہون کی عنایت کا بھی کوئی اعتبار نہین عمر بھر کی
خیرخواہیان ذراسی بات مین خاک ہو گئین لیکن یہ باتین کوکا ملکہ حسینہ پری جمال کا کھڑا
سن رہا تھا وہان سے بھاگا ہوا خدمت مین ملکہ کے آیا اور ساری روداد بیان کی ملکہ کو خیال
ہوا کہ یہ وزیر وہ ہے جسنے مجھے کو دیوون مین کھلایا ہے علاوہ اسکے بیگناہ قتل ہوتا ہے اور گھر بار لٹتا ہے اسے
کسی تدبیر سے بچانا چاہیے بس اپنے کوکا مہران تیز رفتار عیار سے کہا کہ وہ سردار جو ہماری جیب
خاص سے تنخواہ پاتا ہے اور سرحد ساحل کا محافظ ہے کہ نام اسکا دیلم فیل پیکر ہے اس سے جاکر کہو
کہ بہت جلد جاکر مکان وزیر کا گھیر لے اور مال و اسباب لوٹ لے اور اہل و عیال کو وزیر کے
سوار کر کے محاصرہ مین لاکر خدمت مین ہماری حاضر کرے کہ اسکی ذات سے ہماری بہت رسوائی
ہوئی ہے مہران روانہ ہوا اور دیلم فیل پیکر کو ساتھ لیکر وزیر کے مکان پر گیا مکان وزیر کا لوٹ لیا
اور عورتون بچون کو سوار کر کے اپنے ہمراہ لیکر چلا تھا کہ لوگ بادشاہ کے ملے جو اسی ارادہ
سے جا رہے تھے انھون نے دیلم سے کہا کہ بادشاہ نے توہمین حکم دیا تھا تم نے کسکے حکم سے
جاکر مکان وزیر کا لوٹا دیلم نے کہا جسکے ہم ملازم تھے یعنے دختر بادشاہ اسکے حکم سے ہمنے
مکان وزیر کا لوٹا وہ لوگ یہ سنکے خاموش پلٹے اور جاکر بادشاہ سے عرض کی کہ شاہزادی صاحب
نے ہمارے پہونچنے سے پیشتر ہی مکان تاراج کرا دیا اور اہل و عیال کو وزیر کے قید کر لیا ہے
بادشاہ نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ نہین اور کیونکر اسے جوش نہوا اسلیے کہ اسکی تو بدنامی رسوائی
ہوئی ہے اب بادشاہ نے حکم دیا کہ کل صبح کو وزیر اور سوداگر دونون قتل کیے جائین اسوقت
تو یہ زندان مین بھیج دیے گئے اور شہر مین جارچی نے جارج دیا کہ نمکحرامی سے

یا زرہنا چاہیے یہ ایسا جرم ہی کہ کل وزیر اور سوداگر دونون قتل کیے جائینگے یہان ولیم نے وزیر کا اسباب
اور سوداگر کا مال جو کچھ لٹوایا تھا امانت لاکر خدمت مین ملکہ کی پیش کیا ملکہ نے اس مال کے معاوضہ
مین اپنے سردار کو بہت کچھ دیا اور وہ مال امانت رکھوا دیا اور وزیر کے اہل وعیال کو حفاظت کے
ساتھ اک مکان مین رہنے کو جگہ دی اور بہت کچھ تسلی وتشفی کی کہ تم نہ گھبرانا بادشاہ نے تمھارے
حق مین بہت برا حکم دیا تھا مین نے تمکو بچایا اور وزیر کو بھی قتل سے بچاؤنگی یہ کہکر سوار ہوئی اور
خدمت مین بادشاہ کے روانہ ہوئی خبر بادشاہ کو ہوئی کہ ملکہ آتی ہی بادشاہ نہایت خوش ہوا
جسوقت سواری ملکہ کی پہونچی تو بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اس وقت
تمھارا آنا کس غرض سے ہوا دختر نے عرض کی کہ ایک امر تو مین نے بسبب غصہ کے آپ کے
بغیر حکم کیا وہ یہ کہ گھر وزیر کا لٹوا لیا اور اب بھی میرے دل کی آگ فرو نہین ہوئی ہی لہذا اب
یہ التماس میری قبول ہو کہ وزیر اور سوداگر کو مجھے دیدیجیے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے قتل کرکے
اپنے دل کی بھڑاس نکالون بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی اور اسیوقت دونون قیدیون کو منگواکر
ملکہ کی سواری کے ہمراہ کر دیا ملکہ ان دونون کو لیے ہوے خوشی خوشی واخل باغ ہوئی وزیر کو
اسکے اہل وعیال سے ملایا اور سوداگر کی ہتھکڑیان بیڑیان دور کراکے اپنا مہمان کیا اور تمام
مال واسباب اس کا اسکے حوالے کرکے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو پریشان نہو مین نے تحقیق
تمھاری رہائی کے واسطے کہی تھی قتل کا ارادہ نہ رکھتی تھی سوداگر نے ملکہ کو ہزارہا دعائین دین
یہان یہ تخلیہ کی صحبت ہی کوئی غیر مرد وعورت آنے جانے نہین پاتے مین کہ ایسا نہو کوئی مفسد آکر
افشائے راز کرے کہ اک مرتبہ اک لانبی سی عورت کماری کی وضع مین آئی اور سلام کیا ملکہ نے سکو
سر سے پیر تک دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تو کون ہی اور کیونکر یہان تک آئی کماری نے کہا کہ شاہی
نوکر ہون بادشاہ کے حکم سے آئی ہون کہ یہان کے حالات دریافت کرکے بادشاہ سے بیان کرون
آپنے تو سوداگر اور وزیر کی بڑی حرمت کی ہی اور بادشاہ سے قتل کرنے کے بہانے لیکر آئی تھین اگر
شرط کہ یہ سب باتین جاکر بادشاہ سے بیان کرون یہ سنکے ملکہ گھبرائی کہ واقع مین یہ کہدے گی تو راز
فاش ہوگا بس حکم دیا کہ اس عورت کو گرفتار کرو یہ حکم پاتے ہی ترکنین اور حبشنین تلوارین کھینچ کھینچ
کے آگئین اور کماری کو گھیر لیا اسوقت شاہپور نے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اپنی اصلی صورت ظاہر کرکے
ملکہ پر آفرین کی اور کہا کہ ہوشیاری ودانائی کی یہی بات تھی جو آپنے کی اگر مجھے گرفتار کرنے کا
حکم نہ دیتین تو مین اپنے تئین ظاہر کرکے سمجھاتا کہ جسپر شبہہ بھی ہو کر اس سے افشائے راز کا خوف ہی
اسکے بے قید کر دے ملکہ نے کہا کہ ارے تم عورت بھی بن جاتے ہو تم نے تو ساری صورت بدل
ڈالی تھی ناک لانبی بنائی ہونٹھ موٹے کر لیے تم کہان تھے شاہزادے کی بھی خیر خبر یت کچھ معلوم
ہی یا نہین شاہپور نے کہا آپ اطمینان رکھیے وہ اک قزاق کے یہان مہمان ہین مجھے آپ کی
خیر وعافیت کے لیے بھیجا تھا اب مین جاتا ہون یہ کہکر شاہپور شیر دل تو ملکہ سے رخصت
ہوکر طیمور سے خبر کرنے کو روانہ ہوا اور یہان ملکہ نے مہران عیار سے کہا کہ زندان شاہی
سے کسی طرح دو واجب القتل قیدیون کو لا مہران نے کہا کہ مین جاتا ہون اور لاتا ہون یہ کہکر
یہان سے روانہ ہوا زندان خانہ عقب باغ مین واقع تھا مہران نے زیر دیوار باغ بیٹھکر سرنگ
لگانا شروع کی اور دو پہر رات گئے اندر زندان کے سرنگ پھوڑی اور دو خونیون کو پکڑکے

لے آیا اور نقب پھر بند کر دی صبح سے پہلے لاکر ملکہ کی خدمت مین حاضر کر دیا ملکہ نے کہا ان دونون
کو قتل کرکے چہرون پر رنگ و روغن عیاری مالکر ایک کو سوداگر کی صورت بناؤ اور ایک کو وزیر کی
شکل بنا کر دونون کے سر خوانون مین لگا کر خدمت مین بادشاہ کے بھجوا دو اُسی وقت مہران نے دونون
کو قتل کیا اور صورتین بدل کر سر انکے خوانون مین کسوا کر خدمت بادشاہ مین بھجوا دیے یہان ملکہ نے
سوداگر سے کہا کہ اب تم کیا چاہتے ہو سوداگر نے عرض کی کہ آپنے جان بچائی ہے مین تا زندگی غلامی
سے باہر نہین ہون جو حکم دیجیے اُسے بجا لاؤن ملکہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم اپنی سواری کی کشتیان تمکو
دیتے ہین تم ان کشتیون پر بیٹھ کے جانب مغرب روانہ ہو جاؤ راستے مین جس مقام پر سنہرے گنبد
دیکھین وہان اُتر پڑنا وہ شہر ویران ہو گیا تھا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے اس شہر کو پھر سے آباد کیا ہے
لشکر انکا اُسی مقام پر موجود ہے تم خدمت مین اُنکے والد ماجد کے جانا اور یہان کا سارا حال بیان
کرنا اور کہنا کہ وہ حسن آباد مین بالکل تنہا ہین آپ کو اُنکی کمک کے واسطے چلنا چاہیے جس وقت
بادشاہ اس طرف کا ارادہ کرے تو چاہنا تم بھی ساتھ آنا چاہے اپنے وطن کو چلے جانا یہ سنکے
سوداگر نے عرض کی کہ بھلا اب مین شاہزادے کے قدمون کو چھوڑ کے کہان جاؤنگا اُنھون نے
آپکی محبت مین اپنی وہ حالت بنائی ہے کہ فقیر ہو گئے تھے اُسی حالت مین مجھ سے ملاقات ہوئی اور
بھائی چارہ ہوا اب مین اُنھین شان و شوکت کے ساتھ بھی تو دیکھون مین انشاء اللہ ہمراہ بادشاہ کے
بہت جلد مع فوج حاضر ہوتا ہون اُسی وقت کشتیان لاکر لگا دین سوداگر مع قافلہ بیٹھکر جانب شہر
کیوانیہ روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول حال دربار حسین کج کلاہ کا سنیے کہ جس وقت
خوان پہونچے ہین تو دربار اسکا مملو تھا تمام ارکین دولت حاضر تھے بیٹا اُسکا تمکین کج کلاہ
بھی موجود تھا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ خوان کیسے ہین مہران عیار نے عرض کی کہ یہ خوان ملکہ نے
حضور مین بطور نذر بھیجے ہین خوان سر بمہر تھے بادشاہ نے خوانون کے کھولنے کا حکم دیا اُسی وقت
خوان کھول ڈالے گئے دیکھا تو ایک خوان مین سر سوداگر کا ہے اور ایک خوان مین سر وزیر کا ہے
بادشاہ نہایت خوش ہوا اور ارکین دولت نے بھی ملکہ کی عصمت داری پر آفرین کی لیکن تمکین
کج کلاہ ملکہ کے بھائی کو یہ حرکت نہایت ناگوار گذری اور باپ کی طرف دیکھکر کہا کہ ہر چند ملکہ
میری بہن ہے مگر مین اُسکو مثل دختر کے سمجھتا تھا اور وہ بھی میرا لحاظ و پاس آپ سے زیادہ کرتی تھی
لیکن یہ فعل ملکہ کا میرے ناگوار ہوا اسلیے کہ یہ وہی وزیر ہے جسنے مجھے اور ملکہ کو گودیون مین کھلایا
تھا یہ اس سے کیونکر ہو سکا کہ اسنے کچھ اُس خدمت کا پاس نہ کیا نہ قدامت کا خیال آیا یہ بڑی سنگدل
ہے یہ سنکے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ای فرزند تو خیال تو کر کہ اسکی کتنی بڑی رسوائی ہوئی ہے تمکین کج کلاہ
نے دیکھا کہ اگر مین اس مقام پر رہونگا تو ضرور ملال ہوگا اس سے میرا ٹل جانا بہتر ہے یہ تصور کرکے
اسنے تیاری کی اور برائے شکار جانب صحرا روانہ ہو گیا یہان ملکہ نے بعد روانہ کرنے سوداگر کے
وزیر کو اک مکان پوشیدہ مین اُسکے اہل و عیال کے ساتھ جگہ دی اور پہرہ جشنون کا معین کیا لیکن
دو کلمہ مہتر بجل عیار کے سنیے کہ اسنے دل مین یہ خیال کیا کہ عورتون کو اس قسم کے معاملات مین
کیا دخل ہے یہ معاملہ کچھ پیچیدہ معلوم ہوتا ہے یہ سوچ کے یہ چلا اور کمند مارکر اندر باغ ملکہ کے آیا
اک جشن پہرہ برخاست کیے ہوئے چلی آتی تھی راستے مین مہتر بجل نے جسے آتے دیکھا
اک درخت کی آڑ مین چپ کھڑا ہو رہا اور اک بند ڈبیا راستے مین پھینک دی جشن کی نظر

جو ڈبیا پر پڑی ادھر اُدھر دیکھ کے ڈبیا اُٹھا لی زور کر کے کھولنا چاہا نہ کھلی مُنھ کے پاس لا کے زور
کر کے کھولنا چاہا تھا کہ ڈبیا کھلتے ہی بقہ بیہوشی اُڑا وہ تو چھینک مار کر بیہوش ہوئی مہتر نخل نے
اسکو تو کسی کنج باغ مین ڈال دیا اور آپ اُس حبشن کی صورت بنکے آیا اور چہار جانب پھرنے لگا
پھرتے پھرتے اس مقام پر پہونچی جہان سوداگر کے جانے کا ذکر ہو رہا تھا سب باتین اُسنے سُنین
اب یہان سے اُس طرف پہونچا جس مکان مین وزیر اپنے خیال مین خوش بیٹھا ہوا تھا وزیر کو
اسنے اپنی آنکھ سے دیکھا اب ملکہ کی صحبت مین پہونچا یہان دیکھا تو مصاحبین جمع ہین لوگ کہہ رہی
ہین کہ ای ملکہ آفاق یہ آپ ہی کا کام تھا کہ آپنے سوداگر اور وزیر کی جان بچائی اب یہ لوگ آپکا
ساتھ دینگے یا بادشاہ کا اور یقین ہے کہ شاہزادہ طیمور بھی اس بات پر آپسے نہایت خوش ہونگے
یہ سب باتین سُنکر مہتر نخل باغ سے باہر آیا پہلے تو اسنے یہ قصد کیا کہ چلکر بادشاہ سے اطلاع
کرون پھر یہ خیال ہوا کہ شاہزادے کو وزیر اور سوداگر کے قتل کا صدمہ ہو رہا تھا آپسے اطلاع کرن
یقین ہے کہ کچھ انعام ملیگا یہ سوچکر جانب صحرا روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہونچا کہ جہان تمکین کج کلاہ
ٹھہرا ہوا تھا تو اسنے سب کیفیت سامنے شاہزادہ تمکین کے بیان کی تمکین کج کلاہ پہلے
تو خوش ہوا کہ ہمنے بڑی دانائی سے دو بیگناہون کی جان بچائی لیکن جس وقت نام
طیمور شیر پرور کا سنا تو رنگ اُسکے چہرہ کا متغیر ہوا ماتھے پر پسینہ آگیا اپنے عیار مہتر شمیم سے
کہا کہ اس دریدہ دہن کو قید کر لو اگر قول اسکا صحیح نکلا تو انعام دونگا ورنہ بغیر قتل کیے ہرگز نچھوڑونگا
کہ اسنے میری بہن پر اتنا بڑا الزام لگایا ہے اسی وقت مہتر شمیم نے مہتر نخل کو گرفتار کر کے زندان مین بھیج
دیا اور آپ جانب باغ ملکہ براے تصدیق بیان روانہ ہوا جسوقت قریب باغ پہونچا تو اسنے
صورت اپنی اک فقیر مجذوب کی ایسی بنائی اور بے تکلف باغ مین ملکہ کے چلا آیا چونکہ دروازے
پر پہرہ تھا اور کمندبار کے جانا اس ہیئت کے خلاف تھا یہ جس شکل مین تھا اسی مہری کے راستے سے
باغ مین جا پہونچا اور ڈٹرمارتا ہوا چلا کہ ارے واہ ری شاہزادی ترا کیا کہنا تو نے خوب دو بیگناہون
کی جان بچائی اور صاحبقران آئینہ پرستان سے آنکھ لگالی یہ اس طرف سے بڑبڑاتا چلا جاتا ہے
کہ ادھر سے سواری ملکہ کی آتی تھی اسنے ملکہ کو دیکھتے ہی کچھ مجنونانہ حرکتین کین اور اسکے بعد پکارا کہ تو
بڑی چالاک ہے مجھپر تیرے دل کا سب حال روشن ہے کہہ تو بیان کرون ملکہ نے دیکھا کہ اک بڑی
سودے فقیر وضع آدمی یہ کہتا ہے کہ مین تیرے دل کے حال سے آگاہ ہون ملکہ نے غصہ مین فرمایا
کہ آگاہ ہے تو بیان کر فقیر نے سب حال کہہ دیا کہ تو نے سوداگر اور وزیر کو اس لئے بچایا کہ دونون
تیرے معشوق کی وجہ سے قتل ہوتے تھے یہ سنتے ہی ملکہ گھبرائی اشارہ سے منع کیا کہ یہ نکہہ فقیر نے
کہا مین تو تمام مین مشہور کرونگا کہ اب شاہزادیون نے بھی بازاری عورتون کی ایسی حرکتین اختیار
کین ملکہ نے کہا اسے گرفتار کرو ورنہ یہ بدنام کر دیگا اور راز فاش ہوگا یہ سنتے ہی ترکنون اور
حبشنون نے آکے گھیر لیا اور کہا کہ ہماری ملکہ کو بدنام کرتا ہے فقیر ہنسا اور کہا کہ میرے چالیس
بلکے ہین اور سب اس حال سے آگاہ ہین اگر مجھے ذرا بھی ضرر پہونچا تو وہ تمام عالم مین ملکہ کو
مشہور کرینگے اور اگر ملکہ مجھ سے اچھی طرح پیش آئینگی تو مین انھین منع کر دونگا اور ملکہ
کے واسطے اچھی دعا کرونگا یہ سُنکے ملکہ دل مین ڈری اور کہا کہ اسے چھوڑ دو حبشنین اور
ترکنین علحدہ ہو گئین ملکہ نے کہا کہ جو تیری خواہش ہو مجھسے بیان کر مین تیری خواہش

ری کرونگی لیکن مجھے بدنام نکرنا کہ اسمین میری جان و آبرو دونون کا خوف ہی فقیر نے کہا
بس میری تو خواہش یہی ہی کہ تو جھوٹ بولنا ترک کردے اب بتا کہ مین نے جو کچھ کہا یہ سچ ہی
جھوٹ ملکہ نے کہا کہ بیشک آپ سچے ہین ملکہ نے ہر چند اس فقیر کو روکنا چاہا فقیر نہ رکا اور کہا
مین اگر اپنے باکون کو نہ منع کرونگا تو وہ تجھے بدنام کرینگے اب مجھے جانے دے یہ کہکر فقیر
گیا اور جاکر تمکین کجکلاہ سے بیان کیا کہ جو کچھ مہتر بخل نے آپ سے بیان کیا تھا اسمین سرمو
فرق نہین ہی بس یہ سنکے تمکین کجکلاہ کو نہایت غصہ آیا اور اسنے یہ ارادہ کر لیا کہ ایسی
ملک خاندان کا زندہ رکھنا اچھا نہین ہی یہ سوچ کے تمام لشکر کو اپنے ساتھ لیکر جانب
باغ ملکہ روانہ ہوا قضاے کار جسوقت مہتر شمیم یہ باتین اپنے آقا سے بیان کر رہا تھا اس وقت
میان شاہور شیر دل ہیئت بدلے ہوے موجود تھا یہ بھی جانب کوہ بخدمت شاہزادہ طیمور
شیر پرور روانہ ہوا کہ چلکر اپنے شاہزادہ سے اطلاع کرون ایسا نہو کہ یہ بیدرد جاکر ملکہ سے
بدی پیش آئے لیکن دو کلمہ داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور کے سنیئے کہ یہ دخان
قزاق کا مہمان تھا آٹھوین روز اسنے غسل صحت کیا اور دخان قزاق سے کہا کہ بھائی میرا
شاہور اس وقت تک واپس نہین آیا کہ کچھ خبر شہر حسن آباد کی معلوم ہوتی اور مین نے
آٹھ روز سے ملکہ کو دیکھا نہین مین یہ چاہتا ہون کہ تم دو ایک قزاقون کے تئین واسطے دریافت
حال کے روانہ کرو اور مین بھی شکار کھیلتا ہوا چلتا ہون دخان قزاق نے اسی وقت اپنے ملازمون
کو دریافت حال کے واسطے روانہ کیا اور ادھر شاہزادہ طیمور شیر پرور شکار کھیلتا ہوا چلا دو
چار کوس زمین راستہ بھول کے نکل آیا تو ایک لشکر کو اترے دیکھا کہ خیمے ڈیرے راوٹیان
ندریان چھولداریان برپا ہین طیمور حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی قریب اس لشکر کے آیا اور
اہل لشکر سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہی مالک اسکا کون ہی اہل لشکر نے بتایا کہ مالک
ہمارا ہنر بر شیر دل ہی مرد دلاور و بہادر ہی چند زمانے سے ایسی کیسی مصیبت پڑی کہ اسنے
شہر کو چھوڑا اور اس صحرا مین رہنا اختیار کیا فرمایا کیا مصیبت پڑی ان لوگون نے عرض کی
کہ اسکے بیان کرنے کا حکم نہین ہی اگر سبب دریافت کرنا ہی تو آپ خود بادشاہ سے دریافت کیجیے
یقین ہی کہ وہ بیان کردے گا کسی سے وہ پوشیدہ نہین کرتا ہی فرمایا ہنر بر شیر دل کہان ہی
لوگون نے بتایا کہ وہ جو خیمہ زنگاری رنگ کا معلوم ہوتا ہی وہان ہمارا مالک بیٹھا ہی یہ سنکے
شاہزادہ طیمور شیر پرور قریب اس خیمہ کے آئے دیکھا تو واقع مین ایک مرد نوجوان د
حسین خیمہ مین بلباس فقیری بیٹھا ہی نظر جو ہنر بر شیر دل کی طیمور پر پڑی محو جمال
ہوکر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ آپ کون صاحب ہین اور کس ارادہ سے
اس طرف تشریف لاے ہین شاہزادہ طیمور نے ارشاد فرمایا کہ مین حاکم شہر زرینہ کا فرزند
ہون اس طرف بھی سیر کرتا ہوا آنکلا یہان تمھارا لشکر اترے دیکھا مین نے دریافت کیا
کہ کسکا لشکر ہی لوگون نے پتہ بتایا مین یہانتک آیا لیکن مین سخت حیران ہون کہ تمنے فقیری لباس
کیون اختیار کیا یہ سنکے اسنے ایک آہ سرد کھینچی اور بولا کہ مجھ سے اس واقعہ کو نپوچھو
اسلیے کہ سوا افسوس کے اور کیا ہوگا تمکو بھی رنج ہوگا اور مجھے بھی پھر غم تازہ ہوجانیگا
طیمور نے کہا کہ ہم تیری دادرسی کرینگے یہ سنکے وہ ہنسا اور کہا کہ آپ تن تنہا اس مقام پر

ہین اب بھی صاحب لشکر ہون فوج فراوان رکھتا ہون جب میرے کیئے کچھ نہین ہوسکتا ہی تو آپ کیا کرسکتے ہین طیمور نے کہا کہ تم بیان توکرو ہمشکل ہزبر شیر دل نے اس طرح اپنا واقعہ بیان کیا کہ ای بہادر جب مین بادشاہ تھا اور سن میرا شیدرہ ۵ سولھہ برس کا تھا تو مین عشق کے واقعات پر ہنسا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ لوگ کسیکی محبت مین دیوانے کیون ہوجاتے ہین اگر صاحب اختیار ہی تو اسلیے بیے ایک سے بڑھ کے ایک معشوق ہر چند دن کے بعد میری شادی ہوئی زوجہ میری انتہائی حسین اور پاک دامن اور مطیع تھی میری دل مین اسکی محبت نے گھر کیا اس وقت گردش تقدیر سے خانہ ویرانی کے سامان پیدا ہوے کہ اک دیو آکر اسکو اٹھا لیگیا کہ نام اسکا دلیو ہیکل ہی اور وہ بہت بڑا دیو ہی تجھے خبر معلوم ہوئی کہ اس دیو نے میری بی بی کو لیجا کے اک پہاڑ پر رکھا ہی جو کہ مین سپاہی درست تھا اور میرے یہان بہت بڑے بڑے پہلوان تھے ان لوگون نے دعوے کیا کہ ہم لڑکر دیو سے چھین لینگے مین نے فوج کشی کر دی جس وقت دیو کو خبر ہوئی تو وہ میدان مین آیا جتنے سرداران نامی تھے وہ دیو ہیکل کے ہاتھ سے مارے گئے آخر مین نے کل فوج سے حملہ کیا اس دیو نے میرے لشکر کو پامال کردیا سیکڑون کو کھا گیا آخر لوگ خوف زدہ ہوکے بھاگ کھڑے ہوے اب اس دیو نے روزمرہ میرے شہر مین آکر خلق خدا کو آزار پہنچانا شروع کیے مین نے اس دیو کو پیام بھیجا کہ اب تو خلق خدا کی ایذارسانی سے باز آ مین نے اس عروس سے ہاتھ اٹھایا جسے تو اٹھا لیگیا ہی دیو نے اس بات پر مجھ سے صلح کی کہ اگر روزانہ میری خوراک تم بھیج دیا کرو تو پھر مین تمھین ہرگز نہ ستاؤنگا مین نے مجبور ہوکر منظور کیا اب مین صبح اور شام اسکے واسطے چوپائے بھیج دیا کرتا ہون اور فرقت مین اپنی بی بی کے شبانہ روز رویا کرتا ہون طیمور نے کہا اس واقعہ کو کتنا عرصہ گذرا ہزبر شیر دل نے کہا کہ چھ مہینے کا زمانہ ہوا ہوگا طیمور نے کہا کہ اب تمھاری بی بی تمھارے کس کام کی ہی یہ سنکے ہزبر شیر دل نے کہا کہ میری بی بی بڑی صاحب عصمت ہی مجھے یقین ہی کہ اسنے ہزار حیلون سے اپنی عزت بچائی ہوگی اور اکثر جس وقت دیو نہوا اور مین نے دور سے باتین کین تو اسنے میری تسلی کی کہ تم کسی طرح کا رنج نکرنا جس وقت میری عزت پر آ بنیگی تو مین جان دونگی مگر عزت نہ دونگی جس دن تم یہ سن لینا کہ وہ ستم نصیب مرگئی اس دن تمھین اختیار ہی اور جبتک مین زندہ ہون اسوقت تک یہ سمجھ لو کہ میری عزت مین فرق نہین آیا ہی وہ دیو ہی یہی اسکی اک شرارت تھی کہ اٹھا لے گیا ورنہ آدمزاد اور دیوزاد کا کونسا جوڑ ہی طیمور نے کہا کہ مجھے تم بتا دو اس مقام کا پتا جہان وہ دیو رہتا ہی مین جاکر اسے مارونگا اور تمھاری بی بی کو تم تک لاؤنگا اسلیے کہ مین صاحبقران ہون اور کام میرا یہی ہی کہ ہر فریادی کی دادرسی کرون مین نے پرستان مین جاکر سرکشان قاف کو زیر کرکے مطیع کیا ہی یہ دیو کیا مسخرا ہی دیوان قاف سے زبردست ہوگا جس وقت سن میرا بارہ برس کا تھا اور مین نشیب و فراز دنیا سے بھی اچھی طرح آگاہ نہ تھا اس وقت مین اک دیو نے مجھے اٹھا لیگیا تھا اور وہ اپنے چچا کی دختر پر عاشق تھا چچا اسکا نہایت سنگدل اور بیرحم تھا اسنے بھتیجے کو مار کے نکال دیا تھا مین نے جاکر اسکی بہنجائی کو فہمائش کی اور اسکی دختر سے اس دیو مستغیث کی شادی کردی یہ سنکے ہزبر شیر دل نے کہا کہ ای شخص اول تو مجھے تیری جان لینا منظور نہین ہی اسی طرح میرے افسران فوج بھی

دعوے کرکے آئے تھے مگر دیو ہیکل کے ہاتھ سے سب مارے گئے اور بفرض محال اگر تونے دیو کو
زیر کرکے مطیع بھی کرلیا یا مار کر پست کیا تو تو مجھ سے زیادہ حسین ہی وہ عورت مجھے دیکھکر میری طرف
کاہے کو ملتفت ہوگی یہ سنکے طیمور نے دانتون مین انگلی دبائی اور کہا کہ ای ہزبر شیردل اول تو
ہمارا یہ شیوہ نہین ہی مین پرستان مین مہینون رہا ہون اور کیسی کیسی پریون نے مجھے گھیرا ہی مگر مین نے کسیکی
طرف التفات نہین کی علاوہ اسکے میری معشوقہ وہ ہی جو شہر حسن آباد سے مقام پر اول درجہ کی حسین
اور ایک عورت ہی کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی اسکے آگے میری نظر مین کوئی سماتا ہی نہین مین بھلا کسی
عورت کو کیا پسند کرونگا اس وقت ہزبر شیر دل نے کہا کہ تھوڑی دیر مین یہان سے دیو کے
واسطے کچھ چیتے کچھ گینڈے بھیجے جائینگے جو لوگ یہ جانور لیکر جائینگے انھین کے ساتھ تم بھی چلے جانا زیادہ
بہتر جب وہ وقت آیا کہ دیو کے واسطے یہ سامان جانے لگا تو طیمور نے اپنا مرکب تو وہین چھوڑا
اور آپ پشت کرگدن پر سوار ہو کر اس طرف چلے جہان مسکن دیو کا تھا جب قریب کوہ پہونچے
تو جو لوگ پہونچانے کو گئے تھے وہ تو ٹھہر گئے کہ ہم اس حد سے زیادہ نجائینگے ہماری حد تمام ہوگئی
آپ کو اختیار ہی طیمور نے ان سبکو وہین چھوڑا اور فرمایا کہ مین تمھاری پروا نہین رکھتا ہون بلکہ اپنے
زور بازو کے سہارے پر یہان آیا ہون اور کرگدن کو جولان کرکے زیر کوہ پہونچ گئے اسوقت
دیو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا اپنے ہاتھ سے ملکہ کو میوہ کھلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اسوقت تک کھانا میرا
نہین آیا ہی اب مین جاتا ہون اور تیرے شوہر کے لشکر کو تباہ کرتا ہون ملکہ ٹال رہی تھی اور سمجھا
رہی تھی کہ تم جلدی نکرو ایسا نہین ہی کہ تمھاری دعوت کی چیزین نہ آئین کہ اک مرتبہ گرد اڑی اور
شاہزادہ طیمور کرگدن پر سوار نمودار ہوا اس دیو کی نظر جو طیمور پر پڑی اسکو غصہ آیا پکارا
کہ او طفل آدمزاد اس بیوقوف نے صرف ایک گینڈا بھیجا ہی بھلا اس مین میرا پیٹ بھرے گا اب
یہ بتا کہ جتنی کمی ہی اسکو تجھے کھا کے پورا کرون یا اس بادشاہ کو جا کے کھاؤن طیمور نے کہا کہ آ
مجھے کھالے مگر مین لقمہ سخت ہون نرم نہین ہون بلکہ جبتک تو مجھے نہ کھالیگا اس گینڈے کو بھی نہین
کھا سکتا ہی یہ سنتے ہی دیو تاؤ کھا کے اپنے مقام سے اٹھا اور کوہ سے اتر کر شاہزادہ طیمور کی طرف
چلا بس یہ دیکھکر ملکہ تڑپ گئی اور دعا کرنے لگی کہ خداوندا تو اس چراغ حسن کو باد صرصر سے
بچانا تو جانتا ہی کہ میری نسبت پاک ہی مگر مجھ سے ایسے حسین کو لقمہ دہان گور ہوتے نہ دیکھا جائیگا
وہان دیو جو سامنے طیمور کے پہونچا ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ طیمور کو مع کرگدن اٹھا کے کھاؤن
طیمور نے ہاتھ دیو کا پکڑ لیا اور اپنی طرف کھینچا دیو نے اپنی طرف کھینچی اس کشاکش مین جب
دیو بے قابو ہوا اور ہاتھ اپنا پنجہ طیمور سے نہ چھڑا سکا تو اسنے قصد کیا کہ جھک کر طیمور کو شانہ پر
اٹھاؤن طیمور نے دونون شاخین دیو کی پکڑ لین اور ہاتھ چھوڑ دیا اب دیو سے زور ہونے لگے
جو لوگ دور سے کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انھون نے جا کر ہزبر شیر دل سے اطلاع کی کہ
دیو سے اور اس جوان حسین سے زور ہو رہا ہی امید یہی ہی کہ دیو پر یہ آدمزاد غالب ہوگا یہ سنتے ہی
ہزبر شیر دل اپنے مقام سے اٹھا اور مع فوج آکے چار طرف سے گھیر لیا اور قصد کیا کہ اپنی بی بی کو
لے جاؤن طیمور نے منع کیا اور کہا کہ جبتک میرے اسکے فیصلہ نہوئے اس وقت تک ہرگز
ملکہ کے قریب نہ جانا یہان زور ہوتے ہوتے طیمور نے دیو کو اٹھا کے زمین پر دے مارا اور چھاتی
پر چڑھ کے آواز دی کہ کیا کہتا ہی دیو نے کہا کہ واقع مین تو بڑا زبردست اور بہادر ہی تجھ سا لینے

بہادر کی اطاعت مین کسکو انکار ہوسکتا ہی طیمور نے کہا کہ بس میری اطاعت یہی ہی کہ پرائی ناموس کو دیدے مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہین ہی دیو ہیکل نے کہا کہ ملکہ کیسی تیرے واسطے جان تک حاضر ہی شاہزادہ نے دیو کو چھوڑ دیا دیو نے کہا کہ ملکہ کو مین آپ کے سپرد کیے دیتا ہون آپ جسے چاہین دے دین فرمایا بہتر اور علیحدہ ہو گئے دیو کے دل مین کینہ تھا اور بچارا اسنے اپنی جان بچائی تھی بس ہانسے سیدھا کوہ پر گیا چونکہ اسکے دل مین آلات حرب سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ باقی تھا اسنے کوہ پر آتے ہی وار شمشاد سنبھالی اور قفا کر کے ہزبر شیر دل کے آپڑا جسکا وہ وار ماری وہ پیوند زمین ہو گیا یہ رنگ دیکھا رلشکر مین ہلچل مچگئی لوگ بھاگنے لگے طیمور نے ڈانٹا کہ او بدعہد یہ کیا کرتا ہی دیو ہیکل نے کہا کہ او نادان سپاہی کے چھتیس فن ہین زور مین تجھ سے دبا لیکن میری ضرب سے تو کب بچ سکتا ہی اور تجھ ایسے ظالم کا قتل کرنا ضرور ہی ورنہ تو اور دیون کو بھی اذیت پہونچائے گا یہ کہکے طیمور پر آیا اور وار کا وار کیا طیمور نے وار خالی دی وار زمین پر پڑی دیو ہوشیار تھا سمجھ گیا کہ اسنے ضرب کو خالی دیا ہی پکارا کہ لطف مقابلہ یہ ہی کہ مین تیرے وار کو روکون تو میری ضرب کو رد کر یہ کہکر پھر چوب ماری طیمور نے دونون ہاتھ بلند کرکے چوبدست کو پکڑ لیا اور اس زور سے ہلا مارا کہ چوب ہاتھ سے دیو ہیکل کے چھوٹ گئی بس شاہزادہ طیمور نے وہی چوب دیو ہیکل پر اٹھائی دیو ہیکل بھاگا طیمور نے اسکا تعاقب کیا دیو نے چاہا پہاڑ پر چڑھ جاؤن طیمور نے قریب ہوتے ہی چوبدست کا وار کیا تو دیو پر اٹھا ہو کے رہگیا یہ بھی معلوم نہوا کہ سر کہان گیا پاؤن کس طرف ہی پتھر کی چٹان پر اک گوشت کا چبوترہ بنگیا ہزبر شیر دل دوڑ کے قدمون سے لپٹ گیا اور کہا واقع مین تو صاحبقران زمانہ ہی ادھر ملکہ نہایت خوش ہوئی شاہزادہ نے ہزبر شیر دل سے کہا کہ لیجا کر اپنی بی بی کو لے آؤ ہزبر شیر دل بالائے کوہ گیا اور اپنی بی بی کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیا اور واپس آیا خیمہ مین بیٹھا تھا کہ اک ہرکارے نے آکر عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا جس وزیر کو آپ ناظم سلطنت مقرر کر گئے تھے وہ دفعتہً مرگیا اور شہر مین غدر ہو گیا یہ خبر دوسرے بادشاہ کو پہونچی وہ فوج لیکر شہر پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے چلا ہی یہ سنتے ہی ہزبر شیر دل نے فوج کی تیاری کا حکم دیا ملکہ کو محافہ مین سوار کرکے ساتھ لیا طیمور شیر دل بھی ہمراہ ہوا اور طرف شہر ہزبریہ کے چلے لیکن اول حال بہرام شیر شکار کا شہر بہرامسہ کا سنیے کہ جسوقت اسے یہ خبر پہونچی کہ شہر ہزبریہ مین غدر ہو رہا ہی ناظم سلطنت مرگیا کوئی قائم مقام اسکا نہین ہی اور بادشاہ اپنی بی بی کے فراق مین دیوانہ وار جنگلون مین مارا مارا پھرتا ہی تو اسنے دو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے لشکر کشی کی اور آتے ہی شہر پر قبضہ کر لیا یہ ہنوز مصروف انتظام تھا کہ رستے مین ہزبر شیر دل کو خبر پہونچ گئی طیمور نے تشکے کہا کہ اے ہزبر شیر دل اسوقت مین عقل کی رو سے کیا کرنا چاہیے ہزبر شیر دل نے کہا کہ سوا لڑنے کے کوئی چارہ نہین طیمور نے کہا کہ فتح و شکست اختیاری چیز نہین ہی ہزبر شیر دل نے کہا جو کچھ ہو سوا اسکے اور کوئی پہلو سمجھ مین نہین آتا ہی طیمور نے کہا کہ تمسے سنو اگر لڑو گے تو ہزارہا آدمیون کا کشت و خون ہوگا تم جاکر اسکے شہر پر قبضہ کر لو جسوقت وہ فوج کشی کرکے آئے تو اس سے اس شرط پر صلح کر لو کہ تم اپنا ملک لے لو ہمارا ملک ہمین واپس کرو ہزبر شیر دل یہ سنکے پھڑک گیا اور کہا کہ واقع مین جہان آپ کو خدا نے زور و طاقت دیا ہی وہان

وہان عقل بھی ایسی عنایت کی ہی کہ کوئی آپ سے عقل کی لڑائی مین کبھی پیش نہین پا سکتا فرمایا اب دیر نکرو اور جا کے اُسکے ملک پر قبضہ کرو مین اسی صحرا مین ہون وقت ضرورت پر آپکے مدد کرونگا یہ سنکے ہنر بر شیر دل مع فوج شہر بہرامیہ پر آپڑا اور اُس سے بالکل بے خبر تھے جاتے ہی قبضہ کرلیا اور تخت پر بیٹھ گیا ہرکارون نے یہ خبر بہرام شیر دل کو پہونچائی کہ آپ کے ملک پر ہنر بر نے قبضہ کرلیا یہ سنکے بہرام شیر شکار حیران ہوا اور اُسنے ایک نامہ اس مضمون کا ہنر بر شیر دل کو تحریر کیا کہ ای برادر تم مفقود الخبر تھے شہر مین غدر ہو رہا تھا مین نے انتظام کے واسطے شہر پر قبضہ کیا تھا میری یہ نیت ہرگز نہ تھی کہ مین تمھارا ملک چھین کر اپنے قبضہ مین لاؤن قاصد یہ نامہ لیکر جانب شہر بہرامیہ روانہ ہوا خبر ہنر بر شیر دل کو ہوئی کہ نامہ دار بہرام کا آیا ہی کہا بلاؤ جسوقت بہرام کا قاصد سامنے ہنر بر کے پہونچا سلام کرکے نامہ پیش کیا ہنر بر شیر دل نے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا جواب مین لکھا کہ ای برادر مین نے بھی تمھارے ملک کو بدنیتی سے نہین لیا ہی بابہ مین خانہ بدوشی کی حالت مین تھا اب مالک میرے ہاتھ لگی دیو کو مین نے مارا میرے شہر مین بدامنی تھی تمھارے شہر مین عافیت تھی مین اپنا گھر سمجھ کے یہین چلا آیا مجھکو تمھارے شہر کے واپس کرنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہی جسوقت یہ جواب پہونچا بہرام شیر شکار نے انتظام شہر ہنر بریہ کا اپنے وزیر کے سپرد کیا اور آپ وہان سے اپنے شہر کی طرف چلا یہان ہنر بر شیر دل کو خبر پہونچی کہ بہرام آتا ہی ہنر بر شیر دل واسطے استقبال کے آیا اور بہرام سے ملاقات کی اور رخصت ہونے کا قصد کیا بہرام نے کہا ای برادر ہماری دعوت قبول کرو ہنر بر شیر دل نے کہا کہ مین تو کئی روز سے تمھاری دعوت مین تھا اب تم اپنے ملک کا انتظام کرو اور مین اپنے ملک کا انتظام کرون جب انتظام ممالک سے فرصت ہو لے اُس وقت اختیار ہی مین آپ کی دعوت کرون یا آپ میری دعوت کیجیے بعد اس مشورہ کے بہرام اپنے ملک مین داخل ہوا تمام شہر کو خوشی حاصل ہوئی ادھر ہنر بر شیر دل شہر ہنر بریہ مین آیا تمام اہل شہر خوش ہوے وزیر بہرام نے استقبال کیا اور تاج و تخت ہنر بر شیر دل کے سپرد کرکے رخصت ہوا ہنر بر شیر دل نے خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا اب ہنر بر شیر دل نے اپنی جانب اپنے وزیر مردہ کے فرزند کو خلعت وزارت دیکر خدمت مین شاہزادہ طیمور شیر پرور کے روانہ کیا یہان شاہزادہ طیمور بعد روانہ ہونے ہنر بر شیر دل کے ٹھہرے تھے اُس طرف سے ایک ساحرہ بارادہ بد دستار لیق جاتی تھی کہ نظر اُسکی طیمور پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو کر طیمور کو اُٹھا لے گئی اور ایک باغ مین اُتر پڑی یہ باغ بے نگہبان تھا حالت باغ کی درست نہ تھی مسمومہ جادو نے سحر کرکے باغ کو آراستہ کیا اور طیمور سے طالب وصل ہوئی طیمور نے برا بھلا کہا اُسنے طیمور کو قید کر دیا اور پرا سے دریافت حال جانب ملک سیار لقیہ روانہ ہوئی یہان شاہور شیر دل طیمور کو تلاش کرتا ہوا اسی صحرا مین پہونچا باغ دیکھا داخل باغ ہوا جب اندر بارہ دری کے آیا تو طیمور کو ایک مقام پر بیٹھے ہوے دیکھا پوچھا آپ یہان کہان طیمور نے اپنی سرگذشت شاہور کے سامنے بیان کی شاہور نے کہا کہ اب تو وہ ساحرہ نہین ہی یہان سے نکل چلیے طیمور نے کہا وہ مجھے اسیر سحر کرکے چلی گئی ہی مین اپنی جگہ سے اُٹھ بھی نہین سکتا شاہور نے کہا کہ اگر وہ آپکی عاشق ہی تو پھر آویگی ابکی مرتبہ

آپ اُس سے خلق کے ساتھ پیش آئیے گا تاکہ وہ آپ کو سحر سے رہا کر دے اُسکے بعد آپ اُسکو آغوش
مین لیکر اسی ورد سے دبا دیجیے گا کہ مر جائے طیمور نے کہا مجھ سے اُس کلاتہ کی لجاجت نہو سکیگی نہ مین
اُسے آغوش مین لونگا یہ آغوش ملکہ حسینہ پری جمال کے واسطے ہے شاہور شیر دل نے کہا کہ بغیر
مکر و فریب کے ساحرہ کے پھندے سے نکلنا دشوار ہے خیر دیکھا جائیگا یہی ذکر تھا کہ مسمومہ جادو
آگئی اور شاہور کو دیکھ کر پکاری کہ تو کون ہے شاہور نے کہا کہ مین مسافر ہون مسمومہ جادو نے کہا
کہ ادھر کیون آیا شاہور نے کہا کہ تھکا ماندا تھا اور مفلس بھی ہو گیا ہون مین نے یہ خیال
کیا کہ جس امیر یا رئیس کا باغ ہوگا وہ کچھ سلوک کریگا اور مجھے دیگا مسمومہ جادو نے کہا
کہ خیر اگر تو مسافر ہے تو لے یہ کہکر ایک اشرفی دی اور کہا کہ یہان ہمارے حظ مین فرق آئیگا
تم باغ کے باہر قیام کرو شاہور نے کہا کہ مین کسی درخت کے نیچے پڑا ہونگا لیکن آپ
شوقین ہین میرے ساتھ علحدہ آئیے تو مین اک ایسی شے آپ کو دون کہ آپ بھی زندگی بھر یاد کیجیے
مسمومہ جادو علحدہ آئی شاہور نے اک بوٹی جنگل کی نکال کے دی اور کہا کہ اُسکے سونگھنے
سے مستی اور بیخودی زیادہ ہوتی ہے نام اس بوٹی کا جوش مستی ہے جنگل مین پیدا ہوتی ہے حال اُس
بوٹی کا کوئی نہین جانتا مجھے اک فقیر نے یہ بوٹی تعلیم کی تھی مسمومہ جادو نہایت خوش ہوئی اور
بوٹی لیکر شاہور سے کہا کہ تمسے اب کیا پردا ہے مین اس شخص پر عاشق ہون یہ وصل میرا
قبول نہین کرتا ہے جب وصل ہی نہین میسر ہوتا تو مستی و راحت کیا دیگی یہ سُنکے شاہور نے کہا کہ تم اسے
خود بھی سونگھو اُسے بھی سونگھاؤ دونون پر بیخودی طاری ہوگی سارا انکار تشریف لے جائیگا یہ سُنکے
مسمومہ جادو قریب طیمور کے آئی شاہور پاکھے کی آڑ سے دیکھا کیا مسمومہ جادو لگاوٹ
کی باتین کرنے لگی طیمور نے برا بھلا کہنا شروع کیا مسمومہ جادو نے کہا کہ او ظالم کیون ترساتا ہے
یہ پھول سونگھ طیمور نے کہا کہ مردار اس پھول کو بھی تو ہی سونگھ مین سونگھکے کیا کرون یہ کہکر منہ پر
مسمومہ جادو کے کھینچ مارا پھول منہ پر پڑتے ہی پنکھڑیان الگ ہوئین اک ایسی مہک آئی
کہ مسمومہ جادو جھوم کر بیہوش ہوئی بس شاہور نے کھمبے کی آڑ سے نکلکر نعرہ کیا اور آتے ہی
مسمومہ جادو کو ذبح کر ڈالا اُسکے مرتے ہی اک قیامت برپا ہوئی صدائین ہولناک و ہیبتناک
آنے لگین آتش باری و برف باری ہونے لگی آخر آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام من مسمومہ
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب علامات سحر برطرف ہوئے اور
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک سیہ فام عورت کی پڑی ہے کوئی دو سو برس کا سن ہے
شاہور نے لاش کی تلاشی لی اور جسقدر مال و اسباب اُسکے پاس تھا سب اپنے قبضہ مین کیا
اور دونون باغ سے نکلکر روانہ ہوئے شاہور نے تمام حالات شہر حسن آباد کے شاہزادہ طیمور
شیر سرور سے بیان کیے طیمور نہایت خوش ہوا کہ ملکہ نہایت ہوشمند ہے کہ اُسنے سوداگر اور
وزیر کو بچایا یہ باتین کرتے چلے جاتے تھے اور اُس طرف سے ہوشمند وزیرزادہ فرستادہ ہزبر شیر دل
آتا تھا اُسنے سلام کیا اور پیام ہزبر شیر دل کا بیان کیا طیمور نے شاہور سے کہا کہ چلکر
شہر ہزبریہ مین بھی ایک دو روز قیام کرو یہ کہا ہمراہ ہوشمند کے جانب شہر ہزبریہ روانہ
ہوئے ہزبر شیر دل نے بڑی دھوم سے دعوت کی دوسرے روز دخان قزاق کے بھیجے
لوگ پہونچے اور عرض کی کہ اے شہریار ہمکو خبر ملی ہے کہ تمکین کج کلاہ بھائی ملکہ کا بادشاہ

تاراجی باغ جاتا ہی ہم جان نثارون کو کیا حکم ہوتا ہی یہ سنکے شاہزادہ طیمور نہایت پریشان ہوا کہ ایسا
نہو قبل میرے پہونچنے کے وہ پہونچ جاے اور ملکہ کو اذیت پہونچائے یہ اسی سوچ مین تھا کہ ہزبر
شیردل آپہونچا اور شاہزادے کو پریشان دیکھکر عرض کی کہ خیر باشد مزاج مبارک کیسا ہی شاہزادہ
طیمور نے ارشاد فرمایا کہ جس درد مین تم مبتلا تھے اب اسی درد مین ہم مبتلا مین یعنی شہر حسن آباد
کی شاہزادی جسکی محبت مین ہم تباہ ہوکر اس مقام پر پہونچے اب راز محبت اسکا فاش ہوگیا ہی
اور بھائی اسکا بسبب ننگ ناموس کے لشکر لیکر چلا ہی ایسا نہو وہ ملکہ کو کچھ اذیت پہونچاے یہ سنکے
ہزبر شیردل نے کہا کہ ای صاحبقران آمنہ پرستان غلام و خادم کس دن کے لیے ہوتے
ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ سچ ہی مگر تو ابھی تک خود مبتلاے بلا تھا خدا خدا کرکے
دل کو تیرے مسرت حاصل ہوئی ہی کہ تیرا بچھڑا ہوا معشوق تجھسے ملا ہی تو ایسا ارادہ نکر مثل
مشہور ہی کہ جنگ دو سردار داگر تو مارا گیا تو تیری بی بی زندگی بھر مجھے کیا کہیگی اور تو نہین جانتا ہی
مین آگاہ ہوچکا ہون کہ شہر حسن آباد مین بہت بڑے پہلوان ہین ایک بروت تہمتن اتنا بڑا
سردار ہی کہ اسکا مثل وجواب نہین ہی ایک مرتبہ مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوچکا ہون اور اب
میرا آنا ظاہر ہوگیا ہی مین نے جن لوگون کی جان کے خوف سے اسوقت تک اپنے کو چھپایا تھا اور
ظاہر نہین کیا تھا انکو تو ملکہ نے بچالیا یعنے سوداگر اور وزیر کو اب مجھے کس بات کا خوف ہی مین
ظاہر بظاہر چلونگا اور بہت بڑی لڑائی پڑے گی ہزبر شیردل نے ہر چند اجازت چاہی مگر شاہزادہ
طیمور نے نہ مانا اور یہی ارشاد فرمایا کہ مین ہرگز تمکو ساتھ نہ لیجاؤنگا دیکھا اسنے کہ تیور برے ہین
خاموش ہو رہا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے دخان کو ہی قزاق کے پاس کہلا بھیجا کہ اپنی فوج
کے بہادر لوگ ساتھ لیکر کل تک مابدولت کی خدمت مین پہونچ جاؤ ارادہ ہی کہ کل ہم بھی یہان
سے کوچ کردین چونکہ تم قریب و بعید کے راستون سے واقف ہو ہمین ایسے راستے سے لے چلو
کہ حریف سے پہلے پہونچ جائین قزاق تو اس طرف روانہ ہوے اور جاکر دخان قزاق سے
بیان کیا دخان قزاق نے اپنی فوج کو جمع کرکے کہا کہ مین تو شاہزادہ طیمور کے قدمون پر اپنی
جان نثار کرونگا جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو اپنی جان شیرین عزیز ہو وہ شوق سے
چلا جاے مین خوشی سے اجازت دیتا ہون تمام قزاقون نے عرض کی کہ جو آپ کا آقا وہ
ہمارا پہلے آقا ہوچکا ہم نہ آپکا ساتھ چھوڑ سکتے ہین اور نہ شاہزادے کا ساتھ چھوڑ سکتے ہین
آخر انکا تشریف لانا اور بروت تہمتن کے مظالم سے بچانا ہمین خوب یاد ہی دخان قزاق نے
اپنے ملازمون پر آفرین کی انہین کو ساتھ لیکر طرف شہر ہزبریہ کے روانہ ہوا یہان شام جو ہوئی
تو ہزبر شیردل نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ جس شہریار نے تیرے ساتھ اپنی جان شیرین کو عزیز
نہین کیا حیف ہی تجھپر کہ تو اسکا شریک نہو وہ اگر اجازت نہین دیتا ہی تو تو بے اجازت چلکر اسکا
شریک ہو اگر کام بن آیا تو نام ہوگا اور اسکے بار احسان سے بھی کچھ سبکدوشی ہوگی کہ اسنے تیرا معشوق
تجھسے ملایا تو ایسا ہی تو نے بھی کیا اور اگر شاہزادہ کچھ ناراض ہوا تو جواب واقعی موجود ہی
کہ آپ نے ساتھ لے چلنے سے انکار کیا تھا تنہا جانے کو منع نہین کیا تھا یہ سوچ کے اپنے لشکر مین
آیا اور لشکر سے چالیس جوان اپنی مرضی کے چھانٹ کر انکو ساتھ لیا اور رات ہی کو جانب باغ
چل کھڑا ہوا یہان شاہزادے کو شب کو نیند نہین آئی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی مین راستے سے واقف

نہین ہون دوسرون کی رہبری کا کیا اختیار اگر پہونچنے مین دیر ہوئی اور ملکہ کو چشم زخم پہونچا تو زندگی
بیکار ہوجائیگی ان خیالات مین تڑپ تڑپ کے طیمور نے صبح کی صبح کے ہوتے ہی دخان قزاق
بارہ ہزار قزاقون سے پہونچ گیا اُس وقت طیمور نے پوچھا کہ بربر تیر دل کہان ہے ملازمون نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ وہ شکار کا قصد ظاہر کر کے اور یہ کہکے گئے ہین کہ شاہزادہ مجکو ساتھ نہ لیجا
پھر اُٹھہرنا فضول ہے طیمور نے کہا کہ اُسکو ذرا تہذیب نہین ہے اگر ہم ساتھ بھی لیجاتے تو اُسکو خیمہ
رہنا چاہیے تھا اُس وقت تک کہ ہم یہان سے چلے جاتے یہ ناراضی اپنی ظاہر کر کے مع دخان قزاق
کوچ کر کے جانب باغ ملکہ روانہ ہوے لیکن اب دو کلمہ داستان ملکہ کے سنیے کہ یہ اپنے مقام پر
بیٹھی ہے اور دل آرام سے کہتی ہے کہ کیون دل آرام حرکت تو ہمنے وہ کی ہے کہ چھپ نہین سکتی جب [illegible]
یہ راز فاش ہوا تو کیا ہوگا باپ بھائی میرے ایسے غیرت دار ہین کہ جان لے لینگے اور جان دیدینگے
اور اُنکا ابتک پتہ نہین کہ کہان ہین وزیرزادی نے کہا کہ پھر ابتو جو کچھ ہو جو کیا سو کیا اسنے مین ہرکارون
نے آکر دیلم فیل پیکر کو خبر دی کہ آپ محافظ باغ ہین اور شاہزادہ خود بہ ارادہ تاراجی باغ آتا ہے اس وقت
مین کیا صلاح ہے دیلم نے کہا کہ ہمین ملکہ کے حکم سے کام ہے اگر وہ لڑنے کا حکم دیگی لڑینگے اسلیے کہ ہمتو
ملکہ کے نمک پروردہ ہین ہمین اور کسی سے کچھ سروکار نہین ہے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اور ملکہ
کی خدمت مین آکر عرض کرنے لگا کہ بھائی آپ کے اس طرف بہ ارادہ فاسد تشریف لاتے ہین اُنکو
یہان کے حالات کی کسی طرح اطلاع ہوگئی اب آپ ہمین کیا حکم دیتی ہین اُنھین روکین یا آنے دین
ملکہ نے کہا کہ تم جاکر میری طرف سے معذرت کرو اگر نہ مانین تو لڑو ملکہ مین خود مقابلہ کے لیے تیار ہون
میرا مقابلہ مرد کا مقابلہ سمجھو دیلم نے کہا کہ جب آپ ایسی ہین تو ملازم کیون نہ جانباز ہون مین ابھی
جاکر اُنھین سمجھاتا ہون اگر کہنا مانینگے فہو المراد اور اگر نہ مانینگے تو دیکھا جائیگا یہ کہکر اسنے سلام رخصت
کیا اور اپنی چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اُس طرف سے تمکین کجکلاہ اپنی
فوج کو لیے ہوے جنگ کی تیاری سے چلا آتا تھا کہ دیلم نے سلام کیا شاہزادہ نے
جواب سلام دیکر کہا کہ کیون کیا ارادہ ہے دیلم نے عرض کی کہ ملکہ کے حکم سے حضور کے استقبال
کو حاضر ہوا ہون تمکین کجکلاہ نے کہا کہ اُس گیسو بریدہ کا نام میرے سامنے نہ لینا بلکہ جاکر اُس سے
کہدو کہ وہ استقبال کے بدلے آمادہ مرگ ہو مین اُسکے قتل کرنے کو آتا ہون دیلم یہ سُنکے
بگڑا اور کہا کہ مین دراصل نمکخوار ملکہ کا ہون مجکو جسقدر آپکا پاس و لحاظ ہے وہ ملکہ کی وجہ سے ہے
جب آپ اُنکو اس طرح سخت و سُست کہینگے تو مجکو بھی آپ کا پاس ہرگز نہوگا تمکین کجکلاہ نے
کہا کہ اگر تو پاس نکریگا تو بجبر پاس کرنا ہوگا مین خالی شاہزادہ نہین ہون بلکہ سپاہی بھی ہون
لاحربہ اپنا دیکھون تو کہ تو کیسا ہے دیلم نے کہا کہ مجکو انکار نہین ہے لیکن اتنا پاس آپ کا
اب بھی ہے کہ سبقت نکرونگا یہ سُنکے تمکین کجکلاہ نے نیزہ مارا دیلم نے نیزے کو بنیزہ
لیا بند بند ہلنے لگے اور کہتے لگے ہرکارون نے اس شور و غوغا کی خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے
کہا کہ لاؤ اسلحہ ہمارا ہم خود مقابلہ کرینگے اور حبشی اور داہگنان اور حبشنین اور ترکنین خیمین سب
آکے جمع ہوگئین ملکہ نے لباس سُرخ زیب جسم کیا اور نقاب درست کر کے اسلحہ تن پر آراستہ
کرنے لگی اور دل آرام سے کہا کہ کیون دل آرام خاموشی کے ساتھ مرنے سے یا تون ہلا کے
مرنا بہتر ہے اور بھائی صاحب کو بھی تو معلوم ہو کہ بہن کو جو ہمنے فن سپہگری کی تعلیم کیا تھا وہ یاد کر

یا نہین دل آرام نے کہا کہ نہایت مناسب ہی اور اسنے بھی اسلحہ جنگ لگانا شروع کیے یہ تمام
عورتین مصروف کمر بندی مین ادھر وزیر نے بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کیے اور ہمراہ دیلم کے
فوج کے باغ سے باہر نکلا اور لڑائی دیلم اور تمکین کی دیکھنے لگا لڑتے لڑتے نیزہ دیلم کا
ٹوٹ گیا دیلم نے تلوار کھینچ کے نیزہ تمکین کجکلاہ کا قلم کر دیا تمکین کجکلاہ نے غصہ مین آکر تلوار
ماری دیلم نے سپر بلند کی تلوار چمک کے جو گرتی ہی سپر کو قلم کر کے سر پر بیٹھی چار انگل کا زخم
سر مین دیلم کے آیا اسنے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر سر سے نکلی لوگ بیچ مین آگئے دیلم کو بچا لیگئے
ادھر سے فوج تمکین کج کلاہ کی آپڑی تلوار چلنے لگی وزیر نے ایک بلندی پر کھڑے ہو کر آواز
دی کہ ای شاہزادے تو بڑی غلطی کر رہا ہی ارے ایسی عصمت دار عورتین ہوتی کا ہیکو مین جیسی
بہن خدا نے تجھکو عنایت کی ہی تجھے اب اسکے حالات سے اطلاع ہوئی تو اسے بدنام کر
تمکین کج کلاہ کو چونکہ وزیر نے گودیون مین پالا تھا شاہزادہ اسکا بہت لحاظ کرتا تھا کوئی جواب
نہ دیا اور اسی طرح مصروف جنگ رہا ادھر ملکہ کو دیلم کے زخمی ہونے کی خبر پہونچی اسنے دل آرام
سے کہا کہ خوب ہوا کہ میرا سردار زخمی ہوا اگر بھائی صاحب کو اسکے ہاتھ سے ضرر پہونچتا تو مجھے ضرور
ناگوار گذرتا اچھا ہی کہ بھائی صاحب یا مجھے قتل کر ڈالین یا کسی برابر والے سے زیر ہون دل آرام
نے کہا کہ جسوقت تک شاہزادے داخل باغ نہون اس وقت تک جدال نہ کیجیے لیکن باغ کے
باہر نکل کے لڑنے مین آپ کی رسوائی ہی اور اگر اندر باغ کے لڑ لیگا تو مضائقہ نہین شاہزادی
نے یہ رائے پسند کی اور وزیرزادی نے آتے ہی دروازہ باغ پر اپنا پہرہ قائم کیا اور
شاہزادی اپنے قصر کے سامنے مسلح ہو کر ٹہلنے لگی چونکہ اندر مکان کے نقاب کی ضرورت نہ تھی
نقاب دور کر دی باہر کے شور و غل کی آواز اندر تک آرہی تھی صدا گیرو دار تلوارون کی
جھنکار برابر کان مین خلل ڈال رہی تھی وہان تمکین کج کلاہ لاشون کے انبار لگاتا ہوا چلا ہی آتا تھا کہ یک
مرتبہ جانب صحرا سے تیغ گرد بلند ہوا اور ہژبر شیر دل چالیس جوانون سے پیدا ہوا دیکھا
کہ تمکین کجکلاہ قریب باغ پہونچ چکا ہی بس وہین سے نعرہ کیا کہ خبردار کہان جاتا ہی ہرگز باغ
کے اندر قدم نہ رکھنا کہ مالک باغ کا حکم نہین ہی تمکین کج کلاہ نے پلٹ کے دیکھا کہ یہ کون ہی
اتنے مین ہژبر شیر دل مانند شیر گرسنہ کے مرکب کو دوڑاتے ہوئے قریب پہونچا تمکین کجکلاہ
نے کہا کہ تجھے ان امور مین کیا دخل ہی ملکہ میری بہن ہی تیری کون ہی ہژبر شیر دل نے جواب
دیا کہ میری مخدومہ ہی مالک ہی ولی نعمت ہی جو کچھ وہ ہی اسلیے کہ منظور نظر ہی اس شخص کی جو
اس وقت صاحبقران زمانہ ہی مین اسکا غلام ہون بلکہ بھی تابع فرمان ہون یہ سنکے تمکین کجکلاہ
نے وزیر کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب کہیے یہ ہمارے گھر کی رسوائی کہانتک پہونچی ہی وزیر نے
کہا بابا یہ کوئی رسوائی نہین ہی تمکو خود ہی معلوم ہو جائے گا یہان تمکین کج کلاہ نے غصہ مین
آکر ہژبر شیر دل پر تلوار ماری ہژبر شیر دل نے وار اسکا رد کر کے اپنا وار کیا کئی وار کی رد و
بدل ہوئی تمکین کج کلاہ بھی مرد بہادر ہی اور غیرت کے جوش مین لڑ رہا ہی اور ہژبر شیر دل بھی ایسا
جوانمرد ہی کہ چالیس آدمیون سے اگر کئی لاکھ کی فوج پر گرا ہی لڑتے لڑتے مرتب نے ہژبر
نے سکندری کھائی بس نیچہ تمکین کج کلاہ کا سر پر اسکے بیٹھا یہ بھی زخمی ہوا لوگ بیچ مین آگئے
ہژبر کو علحدہ کیا لیکن چالیسون جوان ہژبر شیر دل کے جانین لڑا رہے ہوئے لڑ رہے تھے

یہ سب وہ لوگ تھے جو ہزبر شیر دل کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے اور چالیس ہزار مین سے چالیس
جوان منتخب کیے تھے مہلت پاکر ہزبر شیر دل نے بھی زخم سر باندھا اور لڑنے لگا لیکن تمکین کجکلاہ
لڑتا ہوا قریب دروازہ باغ کے پہونچ گیا ہی اور فوج ہجوم کیے ہوے ہی کہ راستہ باغ مین جانے
کا نہین اُدھر ترک سوارنیان دروازے مین ڈٹی ہوئی ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد
بلند ہوا گرد مانند آندھی کے چلی آتی تھی کہ آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے نعرہ
شاہزادہ دلاور یعنی طیمور شیر پرور کا ہوا ساتھ ساتھ اسکے دخان کوہی قزاق تھا اور تمام قزاق
جو فین لیے پرے باندھے چلے آتے تھے طیمور نے تمکین کجکلاہ کو دیکھتے ہی آواز دی کہ خبردار
دروازۂ باغ مین قدم رکھنے کا قصد نکرنا ہ جسکو چاہے آنے دے جسکو نہ چاہین وہ نہ آنے +
ہی اجارہ اپنا ای باد صبا گل باغ مین + تمکین کج کلاہ نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہی جو ہمراہ
سوداگر کے آیا تھا لیکن اسکے چہرہ سے اور ہی جاہ و جلالت پیدا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ کہین کا
شاہزادہ ہی خدا جانے کس تباہی مین یہ یہان آ نکلا تھا اتنے مین شاہزادہ طیمور شیر پرور قریب
پہونچے اور آواز دی کہ کیا ارادہ ہی تمکین کج کلاہ نے کہا کہ تجکو بھی قتل کرونگا اور اپنی بہن کو
بھی کہ ان دونون کی ذات سے خاندان کی رسوائی ہوئی ہی طیمور نے ہنسکے جواب دیا کہ یہ تمہاری
جہالت ہی ملکہ سے اس وقت تک کوئی بات ایسی نہین کی ہی جو خلاف عزت ہو نہ مین تمہاری
عزت کا درپی ہوا ہون جو لوگ اس راز سے واقف ہوگئے ہین وہ جانتے ہین بلکہ مجہین نے ملکہ کو
رسوائے عالم کر رکھا ہی تمکین کجکلاہ نے کہا تو کسی طرح کی باتین بنا مین تجھے چھوڑنے والا نہین
ہون یہ کہکر طیمور کی طرف بڑھا اور تلوار ماری طیمور نے وہی سپر بلند کی جس سے پنجہ پیدا ہوکر
تلوار کو پکڑ لیتے ہین اُدھر تو ضرب سپر پر بیٹھی اُدھر پنجے پیدا ہوے اور تلوار کو پکڑ لیا طیمور نے
ہاتھ کو گردش دی تلوار قبضہ کے پاس سے ٹوٹ گئی تمکین کجکلاہ نے دستہ منھ پر کھینچ مارا طیمور
نے خالی دیا اور بڑھ کر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا تمکین کجکلاہ نے بھی کمر زنجیر کے بند مین ہاتھ ڈال دیا
زور ہونے لگے اسی کشمکش مین طیمور نے لنگر تمکین کجکلاہ کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر
مارنے کا قصد کیا تھا کہ ساتھ ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ بھائی ہی ملکہ کا ملکہ بہت شکایت کریگی اہل لشکر
نے یورش کیا جسنے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا طیمور نے تمکین کجکلاہ کو آگے بڑھا دیا اسنے اہل
لشکر بھی رُکے اور رومال چادرین ہلانا شروع کین طیمور نے ان سبکو امان دی اور تمکین کجکلاہ
کو اسی طرح ہاتھ پر بلند کیے ہوے داخل باغ ہوا وزیر زادی مسلح کھڑی تھی سلام کیا طیمور نے
اس ہیئت سے کبھی کاہے کو دیکھا تھا نہ پہچانا لیکن وزیر زادی وہین سے ساتھ ہوگی شاہزادہ اور
آگے جو بڑھتا ہی تو دیکھا کہ تمام ترک سوارنیان اور اہل نگہبان اور جلیسین یہ مسلح موجود ہین اور
چند قدم آگے بڑھا تو دیکھا کہ خود ملکہ خود زرہ بکتر چار آئینہ جوشن و غیرہ آلات حرب لگائے
گویا حریف کے منتظر کھڑی ہی طیمور نے ملکہ کو دیکھتے ہی فرمایا کہ کیون صاحب یہ کیا ملکہ طیمور کو دیکھکر
شرما گئی اور گردن جھکا کے کہا کہ تمنے تو مرنے پر کمر کسی تھی لیکن آپ آ گئے طیمور نے ملکہ کے
بھائی کو سامنے ملکہ کے چھوڑ دیا اور کہا کہ انھون نے تو ہمارے ارڈالنے مین کوتاہی نہین کی تھی لیکن
تم دیکھو کہ انکے کوئی زخم بھی نہین آیا ہی اتنے مین وزیر آ پہونچا اور طیمور کو سلام کرکے کہا
کہ ای شہریار آپ وقت پر پہونچے ورنہ بہن بھائیون کے مقابلہ کا انجام برا ہوتا اگر ملکہ انکے ہاتھ سے

قتل ہوتی تو آپ انکو نہ چھوڑتے اور جب یہ دونون نہوتے تو چراغ سلطنت گل ہوجاتا اور مین نے
ان دونون کو گودون مین کھلایا تھا مین بھی انکے غم مین زندہ نہ رہ سکتا آپ کیا آئے گویا مسیحا
آگئے طیمور نے کہا کہ آخر انکو اپنی بہن پر اسقدر غصہ کیون تھا اسوقت تک اُسنے تو کونسی بے عنوانی
کی اے وزیر تمکو یہان رہنے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ملکہ باعصمت ہے یا بے عصمت اور واللہ ہے کہ اگر
ملکہ کو مین بدافعال پاتا یا اپنی حرمت کا خیال اسے نہوتا تو مین اس سے خود احتراز کرتا کوئی شاہزادہ
ورئیس زادہ کسی اوباش عورت کی محبت مین اس طرح خراب نہوتا سوائے حکیم دانا مین بادشاہ
شہر زرینہ کا فرزند ہون اور صاحبقران زمان ہون گذر میرا شہر کیوانیہ مین ہوا اُس شہر کو مین نے
ویران دیکھا سنا کہ اژدہے نے اہل شہر کو کھالیا اور بادشاہ شہر بڑا بہادر تھا وہ بھی لقمہ اژدہا
مین نے اژدہے کو مار کر اُس ملک کو پھر سے آباد کیا ملاسرکش بیابانی کو وہان کا حاکم کیا کنارے
دریا کے کیوانیہ کے اک گنبد طلائی ہے مین وہان بیٹھا شکار ماہی مین مصروف تھا کہ اتفاقیہ ملکہ کشتی پر
سوار نمودار ہوئی مین بھی دل رکھتا ہون اور انسان ہون مین نے ملکہ کو اپنے پاس بلایا ملکہ نے
آنے سے انکار کیا چونکہ مین شیدا ہوگیا تھا اور پتا بھی نہ معلوم تھا پہلے شکار کی ڈوردن مین کشتی کو جال کے
کھینچ لیا اور نام اور پتہ دریافت کرکے ملکہ کو چھوڑ دیا اسی ملکہ سے قسم دے کر پوچھ لو کہ مین کس طرح
ملکہ سے پیش آیا مین نے اُسکے جسم کو ہاتھ بھی تو نہین لگایا اور نہ ملکہ مجھسے بیحجاب ہوئی آخر شکار کے بہانے
لشکر سے علیحدہ ہوا صحراؤن اور جنگلون کی ٹھوکرین کھاتا ہوا سوداگر بنکے پہونچا اُس سے پتہ لگا کر اُس
مقام پر آیا اور پوشیدہ طور پر ملکہ کے باغ مین آتا تھا یہان بھی سوا دیکھ لینے کے اور کوئی بات
نہ تھی اگر مجھکو ملکہ کی بے حرمتی کا خیال ہوتا تو جب چاہتا ملکہ کو لیجاتا کسیکو خبر بھی نہوتی کہ کون لیگیا
یہ تسودش کرکے انھون نے خود اپنی بہن کو رسوا کیا اور اگر یہ خیال تھا کہ ملکہ کو کوئی دیکھے بھی نہین تو
اتنی آزادی کیون دی کہ وہ کشتی پر سوار ہوکے جہان چاہے پھرے چلے لیکن یہ نیت میری ضرور تھی کہ مین
شادی اسی کے ساتھ کرونگا اگر مجھمین کسی طرح کا نقص ہو تو بتا دو تم شاہزادے ہو تو مین بھی شاہزادہ
ہون بلکہ میری فوج اور دولت تم سے زیادہ ہوگی کم نہوگی یہ سنکے تمکین کجکلاہ نے گردن
جھکالی اور شرمندہ ہوا ملکہ دوڑکر بھائی کے گلے لپٹ گئی اور رونے لگی حکیم دانا وزیر نے
بھی سمجھایا تمکین کجکلاہ نے آخر کہدیا کہ مین ان امور سے واقف ہوتا تو ایسا نکرتا بلکہ خود شادی کا
سامان کردیتا اور خیر جو گذر گئی وہ گذر گئی اب مین جاتا ہون اور بادشاہ کو سمجھا کر رضامند کرتا ہون
تاکہ کشت وخون نہونے پائے طیمور نے کہا کہ اسکو گھمنڈ اپنی فوج کا ہے تمہارے کہنے تو ہرگز
نہ مانیگا ایسا نہو کہ تجھسے بے ادبی پیش آئے تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین ایک ہی وارث
تاج وتخت ہون وہ میرا دشمن نہین ہوسکتا اُسکو چاروناچار میرا کہنا منظور کرنا پڑیگا یہ کہکر
رخصت ہوا طیمور نے کہا کہ تمکو اختیار ہے تمکین کجکلاہ تو اُس طرف رخصت ہوا اور
یہان شاہزادہ طیمور نے زیر باغ فوج اپنی اُتاری جابجا قزاقون کے پہرے معین کیے
اور ہژبر شیر دل سے کہا کہ تمنے یہ کیا حرکت کی کہ بغیر ہماری اجازت کے یہان آکر لڑے
ہژبر شیر دل نے عرض کی کہ خطا تو بیشک ہوئی لیکن جو خیال غلام کو تھا وہی ہوا کہ اگر مین قبل
نہ آیا ہوتا اور ذرا دیر لڑکر جنگ کو نہ روکے رہتا تو یقین ہے کہ حضور سے بیشتر تمکین کجکلاہ ملکہ
کے باغ مین پہونچ جاتا اور خدا جانے کہ پھر کیا انجام ہوتا شاہزادے نے آفرین کی اور دلا

زخم سر مین مصروف ہوا وہان قبل پہونچنے تمکین کج کلاہ کے ہرکارون نے تمام حالات کی اطلاع
حسین کجکلاہ بادشاہ شہر کو کی بادشاہ فرزند کے مطیع ہونے پر نہایت رنجیدہ ہوا اور حکم کیا کہ لشکر
ہمارا تیار رہو باغ کو مع حریف د فرزند و دختر جو نک دونگا اور کسی لڑکے کو فرزند بناکر ولی عہد قرار
دے دونگا یہ اسی غصہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر پھر خبر دی کہ شاہزادے تشریف لاتے ہین بادشاہ
نے کسیکو استقبال کے واسطے بھی نہین بھیجا تمکین کج کلاہ کو ملال ہوا غرضکہ جب سامنے بادشاہ کے
پہونچا سلام کیا بادشاہ نے مُنھ پھیر لیا تمکین کجکلاہ نے کہا کہ مین نے کون سی خطا کی ہے جسپر یہ عتاب
ہے حسین کجکلاہ نے کوئی جواب نہ دیا اُس وقت تمکین کجکلاہ نے خیال کیا کہ جو پہلے سے اسقدر
برہم ہے اسکا سمجھانا بالکل بے سود ہے یہ سوچ کے پلٹا بس بادشاہ نے حکم دیا کہ ابھی اسکو گرفتار
کرو یہ سنکے لوگ دوڑ پڑے اور کمندین ڈالنے لگین تمکین کج کلاہ کو تلوار کھینچنے کی بھی فرصت نہ ملی
اور گرفتار ہوگیا جب یہ اسیر ہوکر سامنے بادشاہ کے آیا تو تمکین کج کلاہ کو یقین ہوا کہ اب یہ بہ بدی
پیش آئے گا حسین معج کلاہ نے کہا کہ اسے لیجاکر قید کرو اور چارچی سے کہو کہ جارج دے کہ کل
بادشاہ اپنے فرزند کو قتل کرے گا جسنے دعوے چھڑانے کا ہو وہ چھڑا لے جاے جسکو تماشہ دیکھنا
ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اُس وقت تمکین کج کلاہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور دل مین کہا کہ
شاہزادہ طیمور نے جو مجھے منع کیا تھا تو بجا تھا نہ مین اس نافہم باپ کے سمجھانے کو آتا نہ قید کر کے
قتل کیا جاتا اور تمام حاضرین دربار کو بھی عبرت ہوئی کہ واقع مین بادشاہ نے نہایت سنگدلی کی کہ
اکلوتے بیٹے کے قتل کا حکم دیا ہے جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ بادشاہ کل اپنے بیٹے کو اس جرم پر قتل
کرے گا کہ اُسنے اطاعت دشمن کی اختیار کر کے اپنے دین کو تبدیل کر ڈالا تمام شہر حسین آباد مین ایک
ہلچل مچ گئی اور ہرکارون نے یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پرور کو دی کہ شاہزادہ کل صبح کو قتل ہوگا
ملکہ تو یہ سنکے چیخین مار مار کر رونے لگی اور طیمور نے کہا کہ ای ملکہ تمام دربار تمھارے باپ کا
خون سے لال کر دونگا مجال ہے اسکی کہ بھائی کو تمھارے قتل کر سکے ملکہ نے کہا کہ تم ایسے ہی بہادر
ہو لیکن اتنی بڑی فوج سے زندہ بچ کے آنا دشوار ہے بیان ملکہ نے تمام رات گریہ وزاری مین
بسر کی اور شاہزادہ طیمور نے پچھلے پہر سے لشکر مین کرنیل کا حکم دیدیا بارہ ہزار قزاق تیار ہوگئے دیلم فوج
اور ہزبر شیر دل بسبب زخمی ہونے کے رہگئے قبل صبح صادق کے طیمور سوار ہوکر جانب شہر
حسن آباد روانہ ہوا وہان بادشاہ نے صبح ہوتے ہی سامنے ایوان شاہی کے میدان مین اریں
استادہ کرا مین چبوترہ نیک کا تیار ہوا اور یہ فلاکت کا اسیر بیچارہ کے داروغہ زندان سے حکم کیا کہ
لاؤ اس ناشدنی کو داروغہ زندان تھراتا ہوا اور کانپتا ہوا قید شاہزادے کی لیکر حاضر ہوا بادشاہ نے
حکم دیا کہ بٹھا دو زیر تیغ شاہزادے نے اُس وقت جانب فلک دیکھا اور انقلاب گردش تقدیر پر اک
آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی آنکھ نیچی کرلی جلادون نے لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ نے حکم قتل دیا فوج
دور دیہ استادہ تھی جلاد نے کہا کہ یہ فرزند کا معاملہ ہے سمجھ بوجھ کے حکم دیجئے مار ڈالنا میرا کام ہے مگر جلانا
میرا کام نہین ہے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے خوب سمجھ لیا ہے تو قتل کر اور تعمیل حکم مین دیر نکر جلاد نے پھر کہا
کہ سمجھ لیجیے ہنوز بسمل کا حکم نہین پایا تھا کہ ایوان شاہی کے پہلو مین اک باغ تھا زیر باغ سے شاہزادہ طیمور
شیر پرور بارہ ہزار قزاقون سے مع دخان قزاق پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ خبردار ہوشیار کہ مین
آپہونچا منم صاحبقران آئینہ پرستان یعنے طیمور شیر پرور یہ کہتا ہوا مانند آفت آسمانی اور بلائے

ناگہانی کے آپہونچا اور تلوار کھینچکر جو گرتا ہی ہلچل برپا کردی بادشاہ گھبرا گیا کہ یہ دفعتہً کہاں سے آپڑا
جلاد حکم ثالث کا منتظر تھا اہل لشکر بالکل غافل تھے طیمور کے دفعتہً آپڑنے سے بارہ ہزار نے
لاکھوں کے لشکر کو درہم وبرہم کردیا اور طیمور سر پر جلاد کے آپہونچا اور آواز دی کہ اے تمکین کجکلاہ
نہ گھبرانا کہ میں آپہونچا جلاد تو بھاگا کہ اس بلا سے کون مقابلہ کرے طیمور نے قید کاٹ دی
تمکین کج کلاہ نے باقی ماندہ زنجیروں کو زور کرکے آپ توڑ ڈالا طیمور نے اک سوار کو
مارکر اسکا مرکب اور ہتھیار دیے تمکین کجکلاہ بھی مرکب پر سوار ہوکر لڑنے لگا اب تو بادشاہ
نے شور کیا کہ ارے مارلو ان دونوں کو جانے نہ پائیں کہ انھوں نے بڑے فساد برپا کر رکھے
ہیں یہ سنتے ہی تمام سردار شہر حسن آباد کے مثل ارژنگ حسن آبادی اور گیرنگ
حسن آبادی اور طول طویل قامت اور طویل منارہ گردن اور مہیب دیو صورت
اور بروت تہمتن سپہ سالار تلواریں کھینچ کھینچ کے آپڑے قزاقوں کو قتل کرنے لگے
ہنگامہ گیرودار برپا ہوا لیکن دو کلمہ داستان سوداگر کے سنیے کہ اسنے جاکر شہر کیوانیہ
میں خورشید زرین کمر کو طیمور کے حالات سے اطلاع دی اور کہا کہ جلد فوج کو لیکر چلیے
کہ اب حال شاہزادہ کا ظاہر ہو گیا ہے اور شاہزادہ تن تنہا ہے ایسا نہو کوئی پیچ پڑے یہ سنکے خورشید
زرین کمر نے کمربندی کا حکم دیا اور جہاز منگا کر مع لشکر جہازوں پر سوار ہوکے جانب شہر حسن آباد
روانہ ہوا تھا چونکہ تمام فوج شہر حسن آباد کی اس معرکہ کی طرف متوجہ تھی جہازوں کے آنے کی
کسیکو خبر بھی نہوئی وہاں فوج خورشید کی اترنا شروع ہوگئی پہلے وہ جہاز پہونچا جسپر پیش خیمہ
بار تھا اور حامد ہمدانی دیوانہ سوار تھا یہ اترا اور تمام فوج کو لیکر چلا راستے میں خبر پائی کہ بادشاہ
شہر حسن آباد سے اور شاہزادہ طیمور سے جنگ ہو رہی ہے یہ سنتے اپنے چالیس ہزار
دیوانوں سے ایوان شاہی کا رخ کیا بعد اسکے نہنگ بن طوفان دریا موج پہونچا اسکے
ساتھ پچاس ہزار سوار تھے یہ بھی اسی طرف روانہ ہوا بعد اسکے اہرمن کوہزاد چالیس قزاقوں
سے پہونچا آخر میں جہاز بادشاہ کا اور باقی ماندہ فوج یہ سبکے سب ساحل پر اترے اور جنگ کی
خبر سنکے یکے بعد دیگرے چل کھڑے ہوئے وہاں ہنگامہ گیرودار گرم تھا شاہزادہ طیمور
مع تمکین کج کلاہ و دخان قزاق کئی لاکھ کی فوج میں گھرا ہوا لڑ رہا تھا بارہ ہزار قزاق لاکھوں
سے لڑکر آدھے کے قریب قتل ہوچکے تھے فوج دشمن یورش کیے ہوئے چلی آتی تھی ان میں
دلیروں نے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے تھے مگر یورش کم نہوتا تھا جب شاہزادہ
طیمور مرکب کو رانوں میں مسلتا تھا اور حملہ کرتا تھا چار چار صفیں توڑ دیتا تھا مگر بادشاہ تک کسی طرح
نہ پہونچ سکتا تھا اک مرتبہ ارژنگ حسن آبادی سے اور دخان قزاق سے سامنا ہوا ارژنگ
نے تلوار ماری دخان قزاق نے وار اسکا رد کرکے جواب دیا وار کیا ارژنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
گیرنگ سے اور تمکین کجکلاہ سے سامنا ہوا اس نمک حرام نے اپنے شاہزادہ پر وار کیا
تمکین کج کلاہ نے بھی وار اسکا رد کرکے جو گرز کا ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوئے مہیب دیو صورت
سے اور شاہزادہ طیمور سے سامنا ہوا مہیب نے ارہ پشت نہنگ مارا شاہزادہ نے
اسکو قلم کرکے تلوار ماری کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے بروت تہمتن ٹھہر گیا کہ مہیب
اسکے برابر کا سردار تھا اور اسپر ایسا رعب چھایا تھا کہ اسنے مقابلہ کا قصد نہ کیا لیکن طول بلند بالا

کہ یہ بھی سردار زبردست ہی اُسنے نعرہ کیا کہ او قزاق تو نے بھی سر اُٹھایا ہی کہان جاے گا بچکر میرے
ہاتھ سے دخان قزاق نے کہا کہ او کم بخت تیرے تنگے جسوقت مین بادشاہ سے خراج لیا کرتا تھا اُس وقت
کبھی تیری جرأت نہوئی کہ آکر سامنا کرتا اُسوقت جو مین لاکھون مین زخمی گھرا ہوا ہون تو تو دعواے
مقابلہ کرتا ہی لاحربہ اپنا دیکھون تو کہ تو کیسا دلاور ہی طوبل بلند بالا نے قریب آکر تلوار ماری
کہ نشانہ دخان قزاق کا نشانہ ہوا دخان قزاق نے بھی ایسا ہاتھ مارا کہ طوبل بلند بالا کو زخمی
کیا اُدھر طویل منارہ گردن نے شاہزادہ تمکین کج کلاہ کو زخمی کیا اب طیمور اکیلا رہ رہا ہی
دن سے اُسکو بچاتا ہی اور ہر مرتبہ یہ قصد کرتا ہی کہ بادشاہ پر جا پڑون مگر ہجوم لشکر سے جگہ نہین پاتا ہی
کہ اک مرتبہ گرد اُڑی اور نعرہ حامد ہمدانی کی آواز گوش زد ہوئی دیکھا کہ دیوانہ جو بدست پکڑے
زنجیر مین کھڑا کھڑاتا ہوا چالیس ہزار دیوانون سے چلا آتا ہی بروت تہمتن کہ سپہ سالار لشکر ہی اُسنے
دیکھا کہ دیوانہ تازہ دم ہو کر آپڑا تو قیامت بپا کریگا یہ جو زخمی اور گھرے ہوے ہین یہ چھوٹ جائینگے
بس اُسنے لات سنگین دل ایک سردار کو حکم دیا کہ تو اپنی فوج لیکر اس دیوانے کو روک لات سنگین دل
نے نعرہ کیا کہ او دیوانے تو کون ہی اور کدھر آتا ہی دیوانے نے اپنا نام بیان کیا اور کہا کہ مین غلام
ہون شاہزادہ طیمور کا ہٹ جا میرے سامنے سے کہ مین اپنے آقا کی مدد کو جا رہا ہون لات سنگین دل
نے کہا کہ آقا تیرا مارڈالا گیا تو ہٹ جا تو بھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ سُنکر دیوانے کی نگاہون
مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی پکار کر او ملعون خاک تیرے منہ مین کسکی مجال ہی کہ میرے آقا کو قتل کر سکے
وہ ایسا بہادر ہی جسنے مجھ ایسے لوگون کی طرح لڑ لڑ کے زیر کر لیا دیکھا لات سنگین دل نے کہ
یہ مانتا ہی نہین اور چلا ہی آتا ہی اس فقرہ سے دل ٹوٹنے کے بدلے اسکا جوش اور بڑھ گیا بس دلیر کر
تلوار ماری حامد ہمدانی نے وار اُسکا رد کر گئے جو اپنا وار کیا لات سنگین دل پر اُٹھا ہو کے
رہگیا بس دیوانہ اُسکو مار کر آپڑا اور لڑنے لگا دیکھا اُسنے کہ آقا میرا صحیح و سالم موجود ہی اور
لڑ رہا ہی بس یہ شیرانہ حملہ کرتا ہوا چلا کہ ساتھ ہی اور گرد اُڑی اور نہنگ بن طوفان دریا موج
نمودار ہوا بروت تہمتن اسکی آمد اور جلالت و شان دیکھکر گھبرایا کہ یہ کون ہی جب نہنگ بن طوفان
نے نعرہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ منم زیر کردہ شاہزادہ طیمور شیر بیدار تو اسکا زہرہ آب ہو گیا کہ یہ تو
جوان بلا سے بہ ہی جسنے ایسے ایسے سردارون کو زیر کر کے مطیع اپنا بنایا ہی یکایک دوسری
گرد اُڑی اور اہرمن کو ہزاد نمودار ہوا آخرش خورشید زرین کمر کئی لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت
سے پہونچا اور یہ بجلی سب آگر لشکر حسن آباد پر گرے تلوار چلنے لگی اب طیمور پر سے وہ یورش
لشکر کا کم ہوا فوج اس انبوہ کثیر کی طرف متوجہ ہوئی بروت تہمتن کے حکم سے تین سردار
ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے اس لشکر کے روکنے کو بڑھے مہر دس ابلق چشم کہ پہلوان
زبردست ہی اسنے آتے ہی نہنگ بن طوفان پر گرز مارا نہنگ بن طوفان نے وار اُسکا
رد کر کے جو گرز مارا برابر اُٹھا کر دیا اور بروت تہمتن کو دیکھکر آواز دی کہ کیا ان سردارون کو
میرے مقابلے کے واسطے بھیجا ہی تو آ تو معلوم ہو جاے کہ مین کون ہون یہ سُنکے بروت تہمتن
نے مرکب کو چھیڑا اور پکارا کہ مین وہ ہون جسکے مقابلہ مین تیرا آقا زخمی ہو چکا ہی بس یہ سنتے ہی
نہنگ بن طوفان دریا موج آگ ہو گیا اور پکارا کہ زخمی ہونے سے بہادر کا وقار کم نہین ہوتا تو
کیا افتخار کرتا ہی کہ مین نے تیرے آقا کو زخمی کیا ہی آ اور مجھسے سامنا کر تجھے ابھی معلوم ہو جاے یہ

یہ سُنکے بروت تہمتن نے نہنگ بن طوفان دریاموج کو نیزہ مارا نہنگ بن طوفان نے
نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین چند طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نہنگ بن طوفان نے نیزہ
ہاتھ سے بروت تہمتن کے ہوائی کیا بس اُسنے جھلا کر تلوار ماری نہنگ بن طوفان نے وار
اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو بانحۂ تیغۂ آبدار کا غصہ مین مارا بروت نے سپر کو اُٹھا کر چہرہ کی
پناہ کیا لیکن تیغۂ نہنگ کا لنگر دار تھا ضرب بھی گران تھی تیغہ نے سپر کو مانند قرص پنیر کے قلم کیا اور
خود کو کاٹ کر سر پر بیٹھا نہنگ بن طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا ابرو اُتر آیا بروت نے
داستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی نہنگ بن طوفان نے
آواز دی کہ دیکھا تو نے جسنے تو نے زخمی کیا تھا اُسی کے غلام نے تیرا کیا حال کیا اُدھر سمندون
کرگدن سوار سے اور اہرمن کوہزاد سے سامنا ہوا سمندون کرگدن سوار نے تلوار ماری
اہرمن نے وار اُسکا رد کر کے سمندون کو زخمی کیا اُدھر شاہزادہ طیمور لڑتا ہوا قریب تخت
پہونچ گیا یہان نہنگ بن طوفان نے دوڑ کر علم لشکر کو سرنگون کیا علمدار کو مارا وہان طیمور نے
قریب تخت پہونچکر آواز دی کہ او حسین کج کلاہ دیکھا تو نے کہ کیا انجام تیرے ظلم کا پیش آیا
کہ کیا کہتا ہے حسین کج کلاہ نے دیکھا کہ یہ سر پر آگیا ہے اب مین اسکا کیا کرسکتا ہون اس سے یہی
بہتر ہے کہ امان مانگون بس اُسنے ہاتھ کے رومال کو گردش دی تمام لشکر مین چادرین ہلنے لگین
طیمور نے ہاتھ روکا پھر اہیان طیمور نے بھی قتل لشکر حریف سے ہاتھ روکا بادشاہ تخت رکھوا
تخت سے نیچے اُترا اور کہا کہ اے طیمور اگر مجھے تیری حقیقت سے آگاہی ہوتی تو مین تجھ سے
نہ لڑتا معلوم ہوا کہ تو بڑا صاحب جاہ و جلال ہے خوشا نصیب اُسکے جسے تجھ ایسا داماد ملے اتنے مین دونو
لشکر ایک ہوگئے جو لوگ لڑ رہے تھے علیحدہ ہوے بادشاہ نے جس فرزند کے قتل کا حکم دیا تھا
اُسکو گلے سے لگایا طیمور کا سر سینے سے لگایا اب تو تمام لشکر مین گلے ملول ہونے لگی اور نقارے
خوشی کے بجنے لگے لیکن حال ملکہ کا سنیئے کہ اُسنے ہرکارون کی ڈاک بٹھا دی تھی دمبدم کی خبرین
پہونچ رہی تھین کہ اب یہ ہوا اور اب یہ ہوا پہلے تو یہ اپنے بھائی کی رہائی کا حال سُنکے نہایت
خوش ہوئی پھر طیمور کے تنہا گھرے ہوے کی خبر پہونچی یہ سُنکے ملکہ نہایت پریشان ہوئی
اور اُسنے آپ چلنے کا ارادہ کیا لیکن دل آرام نے منع کیا اور کہا کہ اگر تم گئین تو یہ حرکت
شاہزادے کے خلاف مزاج ہوگی اور وہ نہایت ناراض ہونگے ملکہ تڑپ تڑپ کے دعا مانگ
رہی تھی اور رو رہی تھی آخر مین معلوم ہوا کہ صلح ہوگئی اور بجنے اطاعت شاہزادہ طیمور کی اختیار کی
یہان خورشید زرین کمر سے اور حسین کج کلاہ سے ملاقات ہوئی حسین کج کلاہ نے
کہا کہ اب اس کنیز کو آپ لیجائیے مین بخوشی آپ کے فرزند کی کنیزی مین دیتا ہون یہ کہکر
رو دیا خورشید کی آنکھون سے بھی آنسو ٹپک پڑے اُس وقت طیمور نے کہا کہ اگر
آپ کو ناگوار ہے اور دباؤ کی وجہ سے راضی ہوے ہین تو مجھے منظور نہین ہے اور اگر مجھ مین
کوئی نقص آپنے تجویز کیا ہے تو اُسے بیان کیجے اگر واقعی مجھ مین کوئی خرابی ہوگی تو مین ہرگز
ملکہ کا خواستگار نہ ہونگا یہ سُنکے حسین کجکلاہ نے کہا کہ تم مجھ سے ہر طرح بہتر ہو لیکن میرے
تمھارے اختلاف مذہب کا ہے یہ بات البتہ میرے ناگوار ہے اور اسی وجہ سے مین نے اپنے
فرزند کے قتل پر کمر باندھی تھی اسکی پرواہ کی تھی کہ چراغ سلطنت بعد اسکے گل ہو جائیگا

یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیرپرور نے کہا کہ اک وقت مین میرے والد ماجد کا بھی یہی مذہب تھا جو آپ کا
ہی لیکن جب تحقیق کیا تو کچھ نہ پایا تم تو یہان بیٹھے ہوے ساریق کو خدا جانے کیا سمجھ رہے ہو اور مین نے
تمھارے خداوند کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی ساریق عجب بیوقوف آدمی ہی اُسنے تمام کارخانہ
اپنی خداوندی کا اپنی حماقت سے خداپرستون کے ہاتھ سے مٹوا دیا ساحرون اور پہلوانون کے زور پر
وہ خداوند بنا ہوا تھا اب چند دن مین سُن لینا کہ ساریق خداپرستون کے ہاتھ سے مارا گیا یا
شکست کھا کے بھاگا خلخال جادو خداپرستون کے ہاتھ سے قتل ہو چکی جس پہلوان کا نام اُسنے
نقیب قدرت رکھا تھا اور تمام فوج کا سالار مقرر کیا تھا اور اپنا نظر کردہ بنایا تھا کہ یہ کسی سے
زیر نہوگا اُسے مین نے سات روز کی کشتی مین لڑکر زیر کیا اور اپنا مطیع بنایا اب وہ میرا سپہ سالار
ہی اور میرے شہر مین ہی اسنے بھی پرستش ساریق کی ترک کی یہ سردار جو میرے ساتھ ہی یعنی
نہنگ بن طوفان دریا موج یہ بھی ساریق کی میسرہ فوج کا افسر تھا اسے بھی مین نے چار روز
کی کشتی مین زیر کیا اسنے بھی میرا دین یعنی مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اگر مذہب ساریق
پرستی اچھا ہوتا تو مین کیون ترک کرتا اور مین نے کسی سے دب کے اس دین کو ترک نہین کیا
بلکہ خود ہی برا جان کے چھوڑ دیا کہ اک بادشاہ کو خداوند بنا لینا سراسر عدالت کے خلاف ہی اور خدائے
حقیقی یہ کیسے ناگوار گذرے گا جب ہمارے پیدا کرنے والے نے ہمکو عقل دی ہی تو ہمکو سمجھ بوجھ کے
اپنے خالق حقیقی کو پہچان کے سجدہ کرنا چاہیے اک شخص سکندر آئینہ پرست ہی اُسنے مجھکو اک
آئینہ حیرت نما دکھا کے آئینہ پرست بنایا آخر مین وہ آئینہ بھی اندھا ہو گیا اور مین نے اس آئینہ کو
توڑ ڈالا اب برائے نام مین آئینہ پرست ہون ورنہ مین نے تو خود حق پرستی اختیار کر لی ہی
اور اس سے مراد یہ رکھی ہی کہ جسنے مجھے بنایا ہی وہ خدا ہی خواہ کوئی ہو جس دن مجھے دین برحق تحقیق ہو جائیگا
اُس روز اپنے ایجادی مذہب کو بھی ترک کر دونگا ان باتون نے ایسا اثر حسین کجکلاہ کے
دل پر کیا کہ اُسنے خوش ہوکے طیمور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ای فرزند تو حق پسند ہی اب مین
بخوشی ملکہ کو تیری کنیزی مین دیتا ہون طیمور نے گردن جھکا لی وہان کے رسم کے موافق کسی شاہزادے
نے ترنج خوشبودار سینے پر طیمور کے مارا کہ ترنج ٹوٹا اور خوشبو پیدا ہوئی صدائین مبارکباد کی
بلند ہوئین خورشید کے رہنے کے واسطے حسین کج کلاہ نے ایوان خاص خالی کر دیا اور آپ
جا کر ملکہ کے باغ مین قیام کیا کہ آپ برات لیکر باغ مین آئیے گا مین وہان سے ملکہ کو رخصت
کر دونگا تاکہ تمام شہر برات دیکھے خورشید نے یہان قیام کیا اور سامان شادی مین مصروف ہوا
اور حسین کجکلاہ سوار ہو کر طرف باغ کے روانہ ہوا ملکہ کو خبر پہونچی کہ آپ کے والد ماجد تشریف لائے
ہین یہ سنکے ملکہ کو نہایت شرم دامنگیر ہوئی کہ برائے استقبال بھی نہ آئی بلکہ سواریان پہلے سے
آگئی تھین وہ تو جا کر اپنی مان کے پاس چھپی مان نے گلے سے لگایا پیار کیا اور حسین کجکلاہ نے
بھی دختر کو گلے لگایا اور انتظام شادی مین مصروف ہوا اگر مفصل اس شادی کا حال بیان کیا جائے گا
تو بہت طول ہوگا لہذا کچھ حال مختصراً لکھا جاتا ہی کہ جب تمام سرداران زخمی اچھے ہوے تو پہلے
ایک صحبت منعقد ہوئی جنھین سبنے مذہب آئینہ پرستی اختیار کیا اسکے بعد خورشید زرین کمر نے
حسین کج کلاہ سے کہا کہ باغ مین اور شہر مین فاصلہ بہت ہی انتظام شادی مین آپ کو دقت
ہوگی لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہی مقام پر ایک مکان کے فاصلہ سے ہم آپ دونون

شادی کا اہتمام کرین تاکہ قریب کے قریب رہین اور ایک دوسرے کا شریک ہو اس سے دونون جانب دونی رونق ہوگی اس رائے کو حسین کج کلاہ نے بدل منظور کیا ایک ایوان مین تو حسین کجکلاہ نے قیام کیا اور ایک مکان مین خورشید زرین کمر رونق افروز ہوا مذہب آئینہ پرستی کے موافق رسوم شادی ادا ہونے لگی جب برات کا دن آیا تو خورشید زرین کمر نے بہت بڑی تیاری کی بارگاہ یاقوت نگار محفل جشن کے واسطے آراستہ ہوئی تمام شہر حسن آباد آئینہ بند ہوا ہر گلی کوچہ مین ٹٹر بندی تھی شہر بھر کے درختون مین قندیلین آویزان تھین ہر مکان سے آواز ساز و سرود آرہی تھی اک عجب طرح کا ہنگامہ برپا تھا کثرت چراغان سے زمین رشک آسمان معلوم ہوتی تھی بارگاہ یاقوت نگار مین تمام رو ساز جمع تھے ایک صف مین افسران فوج اور عزیزان خورشید زرین کمر جمع تھے ایک جانب ارکین دولت کا مجمع تھا حسین کجکلاہ نے تو قطعاً آنے سے انکار کیا لیکن طیمور شیر بیور بجلین کج کلاہ کو جا کے لے آیا اور اپنے عزیزون اور دوستون کو ممانعت کر دی کہ کوئی اُنسے مذاق نہ کرے اسی شرم مین یہ آنے سے انکار کرتے تھے شاہور شیر دل نوشاہ بھی تھا اور ارباب نشاط کا انتظام بھی اُسی کے حوالے تھا شہر کے چیدہ طائفے جمع تھے آواز ساز سے تمام بارگاہ گونج رہی تھی اور پریجمالین مجرا کر رہی تھین انعام پا رہی تھین ہر چند کہ شہر حسن آباد اسم بامسمےٰ ہی جسکو دیکھیے وہ حسن و جمال مین اپنی آپ مثال ہی لیکن طیمور کا حسن ان حسینون کو ستارۂ سحری کی طرح افسردہ کیے دیتا تھا تمام رات عجب طرح کا جلسہ رہا قریب صبح شاہور نے کہا کہ بھائی کی شادی کا جلسہ ادہورا ہی نہ گاؤن یہ کہکر بیچ محفل مین آبیٹھا اور گانا شروع کیا۔ غزل۔

دل دیکھتا ہون اپنا جھکائے ہوئے سر آج
کیا خوب کیا سوز محبت نے اثر آج
جس سمت وہ ظالم ہی مین جاتا ہون اُدھر آج
وحشت رہی دن بھر ترا ڈھونڈھا کیے در آج
بات اُسکی بگڑ جاے نہ اے موت مدد کر
کمبخت رقیبون سے وہ کرتا ہی اشارے
امید لے رکھا نہ کہین کا شب وعدہ
مدت مین تری وصل کی رات آئی ہی ظالم
وحشت کا تقاضا ہی کہ جس دشت جنون مین
محشر کا ہی کیا ذکر قیامت تو یہی ہے
ہم فخر کہ گیتی مین دیا اوج خدا نے
ہی پوچھ جانان کہ ہمارا یہ وطن ہے
اُس وقت ہوا اُنکو بھی کچھ نشۂ الفت
ہوتا نہ وصال اُسکا جو دیوانہ نہ ہوتا
تھا مجھ سے ہم آغوش ابھی خواب مین وہ بت
اب سانس بھی لیتا نہین ڈر سے تر ظالم

گھر بیٹھے ہوئے ڈھونڈہ نکالا ترا گھر آج
رونا یہ پڑا خشک ہوا دیدۂ تر آج
دان جاتا ہون کیا ہی مرا دنیا سے سفر آج
سر پھوڑنے کے واسطے ٹپکا کیے سر آج
مرنے کی مری اُسنے اُڑائی ہی خبر آج
نظرون سے مری گر گئی اُس بت کی نظر آج
نالان ہون کہ جاتا رہا نالون سے اثر آج
پھر شام سمجھونگا اگر ہوگی سحر آج
سمجھتا ہون کیون ہائے گیا تھا مین اُدھر آج
تم آج ہی جس سمت ہو دینا ہو اُدھر آج
مجرم ہون یہ رکھے ہون ترے پاؤن پہ سر آج
آگے قدم اُٹھتا نہین آ نکلے کدھر آج
ہم بے خبرون سے نہین ہوتے وہ خبر آج
سر پھوڑنے سے یار کے زانو پہ ہی سر آج
کیون جاگ اُٹھا شام سے بدتر ہی سحر آج
آہون مین مری ہو گیا کمبخت اثر آج

گریان ہو مین کیا یان ابھی طوفان اُٹھے گا
کیون توبہ ترے کہنے سے کی ناصح نادان
حیرت سے دم بوسہ نہ کس طرح ہنسی آئے
تھمنے کا نہین ابھی گلا ایسا پڑا ہے

رلوائے گا اور رون کو مرا دیدۂ تر آج
پیتے ہین پڑے مے کے عوض خون جگر آج
یہ تب ہے وہی جسپہ فغان کل تھی اثر آج
دیکھا ہے تو دیکھو آ کے پھر ایک نظر آج

شاہیور نے دو ہی ایک جزو ون مین محفل کو سرور کر کے سمان باندھ دیا اتنے مین وقت صبح کا آیا اور برات کے چلنے کی تیاری شروع ہوئی ہر چند کہ مکان عروس کا نوشاہ کے مکان سے ایک مکان درمیان تھا لیکن بخیال اسکے کہ اہل شہر کو آرائش برات کی دکھانا منظور تھی اس وقت سے جلوس کو آراستہ کر کے برات سارے شہر مین پھرائی گئی اور مکان عروس مین واپس آئی دیکھنے والے تعجب کرتے تھے کہ خورشید زرین کمر نے پرائے ملک مین اتنا بڑا سامان کیونکر فراہم کیا خلقت تماشہ دیکھنے کو جمع تھی جس وقت نشان دولھن کے مکان پر پہونچا ارکین دولت استقبال کے واسطے آئے برات اُتری اہل محفل جمع ہوئے موافق مذہب آئینہ پرستان کے عقد ہوا چونکہ ایک رسم یہ بھی تھی کہ یہ لوگ بعد زفاف کے تیسرے روز برات کو رخصت کرتے تھے براتیون کے ٹھہرنے کے واسطے عمدہ عمدہ مکانات آراستہ کیے گئے براتی اُترے تمام سامان راحت مہیا ہوا طیمور کے واسطے اک مکان نفیس نہایت آراستہ کر کے اُسمین ایک چھپر کھٹ شاہزادی کے واسطے اور ایک مسہری تھوڑے فاصلے پر شاہیور کے لیے لگا دی گئی کیونکہ یہ ابھی تک طیمور کا بھائی کہلاتا ہے اور اسکا عقد دل آرام کے ساتھ ہوا ہے اب یہان یہ دونون نوشاہ اپنی اپنی عروس کے اشتیاق مین بیٹھے ہین روشنی کم کر دی گئی ہے دو کنول چھپر کھٹ کے دونون پہلوؤن مین روشن ہین اور طیمور کروٹین بدل رہا ہے انگڑائیان لے رہا ہے آنکھین جانب در لگی ہوئی ہین ذرا سا بھی کھٹکا ہوا اور یہ اُٹھ بیٹھا کہ عروس آئی ہے بقول شاعر ؎ آپ کی باتون کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال + جو کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی یہان تو یہ کیفیت ہے اور وہان براتی تھکے ماندے کھانے سے فراغت پاتے ہی سو رہے اب محل مین سناٹا ہوا حسب دستور سہیلیون نے ملکہ کو ساتھ لیا دو عورتون نے دل آرام کو سنبھالا آگے آگے دو نون کے دو نون کنول روشن کر دیے ہمنشین جھرمٹ کیے ہوے آہستہ آہستہ لیچلین کہ انکو آغوش تمنا مین دے آئین اب یہ محل شاہی سے نکلکر درمیان والے مکان مین پہونچی ہین ابھی اُس مکان مین داخل نہین ہونے پائی ہین جہان طیمور ہمہ تن آغوش بنا بیٹھا ہے اور جانب در دیکھ رہا ہے کہ اک مرتبہ اک سیاہی سی جانب آسمان سے گری دونون کنول جو ملکہ کے سامنے روشن تھے بجھ گئے اور آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو آنکھ کھلتی ہے تو عروس کو نہ پایا بس ان سبنے پریشان ہو کے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا کہ یہ کیا آفت ہوئی دل آرام نے ان لوگون کی یہ حالت جو دیکھی شرم عروسی سے ہاتھ اُٹھایا پوچھا کہ لوگو یہ کیا معاملہ ہے تم کیا ادھر اُدھر دیکھ رہی ہو ملکہ کہان ہین دیکھا تو ملکہ کو نہ پایا بس یہ سر پر ہاتھ دھر کے اُسی جگہ بیٹھ گئی عورتون نے رونا شروع کیا چونکہ دل آرام نہایت ہوشیار ہے اسنے سبکو منع کیا اور کہا کہ ابھی سے شور و غل نکرو ورنہ قیامت ہو جائیگی رات اسی جگہ بیٹھ کے گذار دو صبح کو دیکھا جائے گا یہ سب تو وزیر زادی کے حکم سے بیٹھ کر چپکے چپکے رونے لگین اور یہان خود بخود دل مین شاہزادہ طیمور کے دھڑکن سی پیدا

ہوئی شاہور سے کہا کہ کبھی اتنا تحمل نہین ہوتا بقول شاعر ع وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش
شوق تیز تر گردد + ذرا جاکے خبر تو لاؤ کہ ملکہ کب تک آئینگی شاہور نے کہا کہ ای شہریار محل مین تمام
ملکہ کے عزیز و اقارب جمع ہین وہان میرا جانا مناسب نہین ہی طیمور نے کہا کہ کسی عورت کی صورت
بن کے چلے بھی جاؤ جو ہم ہین وہ تم ہو جیسے ہمنے دیکھا ویسے تمنے دیکھا کچھ معلوم تو ہو کہ آخر ملکہ کے آنے
مین کیا عرصہ ہی شاہور اپنے مقام سے اٹھا اور بیچ کا دروازہ کھولکر جیسے ہی داخل مکان ہوا تو عجب
حالت دیکھی کہ دل آرام گھونگھٹ اٹھائے ہوئے سر پر ہاتھ دھرے بیٹھی رو رہی ہی اور بہت سی
عورتین گرد جمع ہین سب سکوت کے عالم مین رو رہی ہین شاہور نے قریب آکے دل آرام سے
پوچھا کہ خیریت تو ہی یہ کیا معرکہ ہی دل آرام نے کہا کہ غضب ہوا وہ سانحہ گذرا ہی کہ نہ چھپائے بنتی ہی
اور نہ کہتے بنتی ہی شادی کا گھر ماتم کدہ ہوگیا ابھی ابھی عروس کو خدا جانے کون لیگیا اک سیاہی سی تو آسمان
سے گرتے معلوم ہوئی پھر تو یہ نہ چلا کہ عروس کیا ہوئی ہم لوگ سکوت مین بیٹھے ہین کہ کیا کرین اور کیا نکرین
شاہور نے کہا کہ ہرگز شور نہ مچانا کہ کیا ہوا اور کیا نہین ہوا ورنہ اگر طیمور سن لیگا تو ابھی اپنی
جان دیدے گا تم سب اسی جگہ بیٹھو مین طیمور کو ٹال کے لیے جاتا ہون یہ کہکر شاہور وہان سے
الٹے پانون پھرا اور آکر شاہزادہ طیمور سے کہا کہ عجب طرح کا دستور اس شہر کا ہی کہ سالیان بہنوئی کو
ستاتی ہین اور ستانے کا یہ طریقہ رکھا ہی کہ پہلی شب اشتیاق دلاکر عروس کو چھپا رکھتی ہین دوسری
شب وصل نصیب ہوتا ہی کہ اشتیاق زیادہ ہو بس یہ سنتے ہی طیمور کو غصہ آیا اور اسنے سامان
آرائش اٹھا کے پھینک دیا صراحی توڑ ڈالی جام ٹپک ٹپک کے چورا کر دیے اور غصہ مین
اٹھکر اسی وقت اس مکان سے نکلکر اپنے مکان مین چلا آیا اور باقی رات ٹہلکر گذاری یہان
جو صبح ہوئی تو ملکہ کی مان نے حسب دستور عورتون کو بھیجا کہ جاکر عروس کو لے آؤ عورتین جیسے ہی محل سے
دوسرے مکان مین آئین تو عجب سامان دیکھا کہ ایک عروس با حال خراب بیٹھی ہی اور ایک عروس کا
پتہ نہین دل آرام سے کہا کہ ملکہ کہان ہین اس وقت دل آرام نے رات کا سانحہ بیان کیا یہ سنکے
ان عورتون نے رونا اور پیٹنا شروع کیا ملکہ نے کہا کہ ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہی اور خود بھی کلیجہ
پکڑے ہوئے دوڑی یہان دیکھا تو مع دل آرام تمام عورتین اپنے سر کو پیٹ رہی ہین اور کہتی ہین
ملکہ تم کیا ہوئین تمہین کون لیگیا یہ سنکے ملکہ بھی سر پیٹنے لگی اتنے مین تمام عورتین دونون طرف کی آکے
جمع ہوگئین ایک کو دیکھ کر ایک نے پیٹنا شروع کیا یہانتک کہ یہ خبر پھیل گئی اور ملکہ کے
باپ اور بھائی کو بھی معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا انھون نے بھی سر پھوڑنا شروع کیا حکیم دانا حیران تھا
کہ سیاہی کا گرنا اور ملکہ کا غائب ہوجانا یہ کیا معاملہ ہی اسنے اسی وقت اختر شناسون کو طلب کیا
اور اس طرف یہ خبر شاہزادہ طیمور شیر پور کو بھی ہوئی تو گئی کہ ملکہ پر یہ سانحہ گذرا بس اسنے خنجر
کمر سے کھینچکر خودکشی کا قصد کیا تھا کہ نہنگ بن طوفان دوڑ کر ہاتھ سے لپٹ گیا اور چاہا کہ خنجر
طیمور کے ہاتھ سے لیون طیمور کو غصہ آیا کہ یہ میرے ہاتھ سے خنجر لینا چاہتا ہی بس ایسا جھٹکا
مارا کہ نہنگ بن طوفان اوندھے منہ قدمون پر آکے گرا لیکن اسنے بھی ہاتھ نہ چھوڑا کہ ایسا نہو یہ اپنے کو
ہلاک کر ڈالین یہ رنگ دیکھکر حامد ہمدانی دیوانہ اور تمام سردار لپٹ گئے لیکن طیمور کو غصہ زیادہ
ہوا کسیکو ادھر ٹپکا کسیکو ادھر ٹپکا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ ہاتھ چھوٹے تو خنجر مار کر اپنے کو ہلاک کر ڈالون
لیکن یہ سردار بھی جانون پر کھیلے ہوئے ہین لپٹے ہی جاتے ہین یہ خبر حسین کج کلاہ کو ہوئی کہ بیٹی تو

تو ہاتھ سے جا چکی ہے اب داماد بھی اپنے کو ہلاک کیے ڈالتا ہے بس یہ اُسی وقت آیا اور تاج اپنا اُتار کے طیمو
کے سامنے پھینک دیا اور کہا اے فرزند یہ کیا حرکت ہے تمکو چاہیے کہ اُسکی تلاش کرو نہ کہ اپنے کو ہلاک
کرتے ہو لیکن اسکے ہوش اُڑ گئے کہ اتنے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوے ہین اور طیمور سبکو تنکون
کی طرح جھٹک دیتا ہے جب تاج حسین کج کلاہ کا سامنے طیمور کے قریب پاؤن تے آکر گرا تو اسنے
شہر کر خنجر ہاتھ سے پھینکدیا اور گردن نیچی کر لی حسین کج کلاہ نے بہت کچھ سمجھایا اور طیمور کو اپنے ساتھ
لیے ہوے بارگاہ مین آیا منجم حاضر تھے اُنسے سوال کیا کہ یہ سانحہ جو ملکہ پر گذرا اسمین کیا اسرار ہے
بیان کرو منجمین نے اُسی وقت زائچہ بنایا اور بارہ برجون ساتون ستارون کو نظر مین رکھ کر پہلے تو
خانہ حیات پر نظر ڈالی دیکھا کہ خانہ حیات نحوست سے خالی ہے بعد اسکے اور تمام خانون کو دیکھکر
استخراج احکام کر کے سامنے بادشاہ کے دست بستہ عرض کی کہ اقبال حضور کا پابند ہو ملکہ صحیح و سالم
موجود ہین لیکن اجتماع زحل و عطارد سے یہ پایا جاتا ہے کہ ملکہ کو کوئی ساحرہ اُٹھالے گئی ہے اور اُسنے
کسی طلسم مین لے جاکے رکھا ہے بادشاہ نے کہا کہ ساحرہ ملکہ کو کیون لے گئی اگر ساحر ہوتا تو یہ خیال
کیا جا سکتا تھا کہ عاشق ہو گئے اُٹھا کے لیگیا یہ سنکے منجمین نے پھر سکوت کیا اور سبب لے جانے کا
دریافت کرنے لگے بعد بہت سے غور و فکر کے عرض کی کہ اے شہریار عجب طرح کی بات ہے زائچہ ہمارا
بہت صحیح ہے اگر خلاف اسکے ظہور مین آئے تو حضور ہمکو سزاے موت دین جو ساحرہ ملکہ کو لے گئی ہے
وہ لباس سیاہ مین ہے اور ملکہ کو دیکھا کرتی ہے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ کوئی فرزند اُسکا ملکہ پر عاشق تھا
اُسی کے واسطے وہ شاہزادی کو اُٹھالے گئی تھی لیکن یہ حضور کا اقبال کہ قبل پہونچنے ملکہ کے وہ فرزند
ساحرہ کا اپنی موت سے ہلاک ہو گیا اب ملکہ سے ملاقات ہونا دشواری سے خالی نہین ہے اور ملکہ اپنے
شوہر کی کوشش سے مل سکتی ہے اور جو کوئی ملکہ کی تلاش مین جائیگا وہ خود بھی مبتلاے بلا ہوگا
یہ سنکے طیمور نے کہا کہ یہ سب میرے بہلانے کی باتین ہین منجمون نے قسمین کھائین طیمور خاموش
ہو رہا لیکن یقین نہ آیا ہر وقت سرداران طیمور طیمور کو گھیرے رہتے تھے طیمور بشکل دیوانون کے
ہر وقت عجب طرح کی حالت مین تھا نہ دن کا چین تھا نہ رات کا خواب ایسی پریشانی کی حالت مین اور
لوگ کہانتک جاگین طیمور نے ملکہ کے باغ مین رہنا اختیار کیا تھا ایک روز ہواے سرد چلی سب
سو گئے طیمور کی بھی آنکھ لگ گئی خواب مین دیکھا کہ ملکہ باحال پریشان آئی ہے اور کہتی ہے کہ اے شہریار مین
زندہ تو ہون لیکن قید مین ہون اب نہ تم مجھ سے مل سکتے ہو اور نہ مین تم سے مل سکتی ہون یہ کہکر رونے لگی
طیمور نے چاہا دوڑ کر ہاتھ پکڑ لون کہ آنکھ کھل گئی اُس وقت طیمور کی عجب حالت ہوئی اور اُسی حالت
جنون مین یہ خیال پیدا ہوا کہ خواب مین وہ آتا ہے جو مر جاتا ہے لہذا بعد ایسی محبوب جانی کے زندگانی پر خاک
ہے چونکہ شاہزادے تو محو خواب دیکھا سب رفیق بھی سو گئے تھے طیمور نے موقع پا کر خودکشی کا یہ انتظام
کیا کہ جو قصر دریا کے کنارے واقع تھا اُسکے کوٹھے پر چڑھ کر اور دونون ہاتھ پاؤن کمند سے باندھ کر اپنے
کو دریا مین گرا دیا

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان ساریق بن بقا اور لشکر اسلام کے بیان
کیے جاتے ہین طبل جنگ بجوانا ساریق کا اور مع فوج میدان مین آکر صف آرا
ہونا اور بعد مقابلہ بہادرے بسیار ہو پہنچنا شدائد خان بن جدائل خان ہندی کا

مع فوج فیلان اور پامال ہونا لشکر اسلام کا باقی حالات متعلق داستان ہذا

غزل برآغاز کلام

تجکو چاہیے تو کوئی موت کا خواہاں کیون ہو
تیرے ارمان کے سوا اور کا ارمان کیون ہو

غیر کے ساتھ مرے گھر مین وہ مہمان کیون ہو
اور ویران مرا خانۂ ویران کیون ہو

میرے دل مین نظر آسکے تو پریشان کیون ہو
دیکھ تو کون ہی آئینہ مین حیران کیون ہو

ایسی آباد جگہ تیری ہی ویران کیون ہو
حشر مین کوئی مرے حال کا پرسان کیون ہو

ناتوانی کے سبب گھر سے عدو کیا نکلے
غیر کے زیر قدم کوچۂ جانان کیون ہو

وطگریہ جو ہو باعث شوق دیدار
قطرۂ اشک صفت دیدۂ گریان کیون ہو

لیکن ایسا نہو ای چرخ وہ ظالم سن لے
مجھ پہ مشکل جو پڑی ہی تو بھر آسان کیون ہو

وصل مین اور بھی شرمانے لگے تم مجھ سے
شب وعدہ جو نہ آے تو پشیمان کیون ہو

لاکھ دیوانہ ہون لیکن ہی ضرور اتنی سمجھ
خاک اڑانے کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو

ای صبا میری تباہی ہی اسے مد نظر
خاک اڑانے کے لیے خاک بیابان کیون ہو

اب نہین بھی مجھے مرنا ہی تو مر جاؤن گا
دل مین وہ اپنے ستم کرکے پشیمان کیون ہو

مجکو خاک قدم غیر نہ اے چرخ بنا
میری مرقد کے لیے کوچۂ جانان کیون ہو

آنکھ مین دل مین نظر مین مجھے ظالم رکھ تو
مجھسے لاغر کے لیے خانۂ زندان کیون ہو

سر ٹپکتا نہین اسواسطے مین وحشت مین
بخت خفتہ کا مرے خواب پریشان کیون ہو

جوشش گریہ مین ہی جوش جنون کا کیا کام
چاک در آب صفت ریگ بیابان کیون ہو

جو تری یاد مین سوجاے وہ کیون جاگ پڑے
جو تجھے خواب مین دیکھے وہ پریشان کیون ہو

مختصر یہ ہی کہ مجھسا ایسا جوان پیر ہوا
وصل مین پرسش طول شب ہجران کیون ہو

کہتے ہین وہ مجھے دیکھے نہ کبھی میرا اسیر
عکس آئینہ صفت قیدی زندان کیون ہو

ہو فزون بر بھی دو دست دم فصل جنون
دست وحشت سبب چاک گریبان کیون ہو

مین نہین ہون جو دبستان جنون سے غافل
حرف زن پھر الف چاک گریبان کیون ہو

چارہ گر کاش وہ سینے سے مجھے لپٹا لے
درد دل درد جگر کا مرے درمان کیون ہو

کہین ہو جاے نہ دشوار اسیری میری
اسقدر تنگ ترا خانۂ زندان کیون ہو

کسکے باعث سے مرا بخت پڑا سوتا ہی
بیگنہ ہی تو سیہ رو شب ہجران کیون ہو

کہین سر سینہ ہو گشت تماشاے عدو
صفت دید کرم دیدۂ گریان کیون ہو

مجمع حشر مین بھی داد نہ پائی ہم نے
کسی نے بھی نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو

جو نہین غیر لے بوسے لیے عارض کے ترے
آئینہ دیکھ کے ظالم تجھے حیران کیون ہو

پائمالی دل وحشی کی ہی السبب ظالم
اسکے باعث سے تری زلف پریشان کیون ہو

بیقراری نہ کہین اسکو ٹھہرنے دیگی
تیرے دیوانے کو پابندی زندان کیون ہو

موت آجاے تو راحت ہو ہمیشہ کے لیے
آرزو خواب کی ہمکو شب ہجران کیون ہو

غش مین آتے ہو تو دیدار پہ کیون غش ہو کلیم
جو نہین تاب تو نظارۂ جانان کیون ہو

بکہ تازان میدان دلاوری و شہسواران عرصۂ جرأت و صفدری اسپ تیز رفتار قلم کو صفحۂ قرطاس پر یون جولان
کرتے ہین کہ بیابشنو ای ہمدم راستان و کہ باز آمدم بر سر داستان یہ جبتک تیر تنگ ستمو ساز جادو بھی مارا گیا تو تمام ساحرون
کے ہوش ٹھکانے اُڑے اور یہ اپنے اپنے مقام کی طرف راہی ہوے کہ جب ایسے ایسے ساحر ہاتھ سے
مسلمانون کے مارے گئے تو ہماری کیا حقیقت ہے ایسے لڑنا بیکار ہے اور ادھر ساریق نے کہا کہ اب
خداوند خود ان بندون کے مقابلے مین فوج کشی کرینگے کہدو کہ بارگاہ قدرت برپا ہو اب خداوند جبتک
ان مسلمانون کو مٹا نہ لینگے فیطول پر نہ بیٹھینگے یہ سُنکے تمام کفار مین اک ہلچل پڑ گئی کہ تو خداوند خود بندون
کے مقابلے کو آتے ہین فوج نے میدان پکڑا اور بارگاہ زنگاری برپا کی ساریق ملعون تمام سردارون کو
اپنے ساتھ لیے ہوے داخل بارگاہ ہوا اور اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زنی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لیکر خدمت مین صاحبقران عالیشان
کے حاضر ہوے اور بعد دعا و ثنا ے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ فوج کفار مین کوس حربی بجا ہے
فرمایا کچھ پروا نہین کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید سبحانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا دونون طرف تیاریان جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو اہل اسلام فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان مصاف ہوے دو گھڑی دن
چڑھے تک طرفین کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوگئین اُس طرف ساریق سیہ کار اک فیل مست
پر سوار تھا چتر اُسکے سر پر گردش کر رہا تھا افسران فوج اپنے اپنے مرتبہ کے موافق صفون سے
آگے بڑھے ہوے کھڑے تھے اگرچہ مین سردار بھی زبردست ساریق کے زیر ہوکر لشکر ساریق
سے علحدہ ہو چکے ہین لیکن ابھی ہزارہا سردار باقی ہین جنمین ایک ایک کو یہ دعوے ہے کہ ہم
بر ہیوت رعد آواز سے مقابلہ کرینگے منجملہ اُنکے اخرس بن خرلیس رومین تن کہ یہ آہنی بدن ہے
حربہ اسکے جسم پر اثر نہین کرتا ہے ساریق نے اُسکو سالار لشکر کیا ہے ساریق کی فوج دریا موج مثل
سمندر کے سطح زمین کو چھپاے ہوے ہے اس طرف سے لشکر اسلام بھی آمادہ نبرد ہے صاحبقران
زیر علم اژدہا پیکر کھڑے ہوے ہین پھریرا علم کا سر پر لہرا رہا ہے بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہین تخت
قلب لشکر مین استادہ ہے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نقیب دیکر ہٹ گئے
تو لشکر ساریق سے مردان جوشن پوش میدان مین آیا اور لعد تیغ شوری لبسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور
دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنا ے مرگ و آرزو ے قضا
ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ کہنا تھا کہ لشکر اسلام سے شاہزادہ سہراب بن رستم نے یودا
باگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مرکب سے اُترے اور ہاتھ باندھکر اجازت میدان
چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے اور جام کلہ عقربت عنایت فرمایا سہراب نے جام ہونٹون
سے لگا کر نیک خیر مدد کرنید کیا اور سلام رخصت کرکے باردگر مرکب پر سوار ہوکے رخ میدان کارزار کا کیا
جسوقت سامنے مردان جوشن پوش کے ہوپہنچے تو مردان جوشن پوش نے نیزہ سنبھالا اور
سینۂ سہراب پر وار کیا سہراب نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین نبد کھلنے اور
بند چھٹنے لگے دیر تک نیزہ بازی رہی آخر مردان جوشن پوش کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اور نیزہ پھر
بلند ہو کے مانند تیر شہاب کے دور جا گرا لشکر اسلام سے صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی
اور مردان جوشن پوش نیزہ سپر آب خجالت مین غرق ہوگیا اور بجوش غیظ و غضب مین آکر سر پر سہراب

کے تلوار ماری سہراب بن رستم نے تلوار خیال مین رکھ کر دھار کو بچا کے قبضہ پہ ہاتھ ڈال دیا مردان جوشن
پوش نے دوسرا ہاتھ گریبان مین ڈال دیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کی تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون
نے زین خالی لیے اور مصروف تلاش ہوئے تمام دن کشتی رہی جتنا دن ڈھلتا گیا اتنا زور مردان
جوشن پوش کا کم ہوتا گیا قریب شام سہراب نے لنگر مردان جوشن پوش کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور باندھ کر مشکین عیار کے حوالے کیا شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بج گیا دونون لشکر
میدان سے پھرے سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسرے روز صبح کو سیاف جنگجو
میدان مین آیا اور پکارا کہ مین مثل مردان جوشن پوش کے نہین ہون میرے مقابلہ کو وہ نکلے جسکو دعوے
صاحبقرانی ہو اور اپنے کو ہمرتبہ صاحبقران سمجھتا ہو بس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے
مرکب کو اپنے جولان کیا اور صاحبقران کی جانب دیکھکر یہ عذر کیا کہ مجھے آپ سے ہمسری کا
دعوے نہین ہے لیکن اس دریدہ دہن کی سرکوبی کے واسطے نکلا ہون یہ کہکر سامنے تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سُن کے شاہزادہ رفیع البخت
بادشاہ کو سلام رخصت کر کے سامنے سیاف جنگجو کے آئے سیاف جنگجو لگاور زن ہوا
اس طرف سے شاہزادہ رفیع البخت نے لگاور ماری کہ مرکب سیاف جنگجو کا پانچ قدم
اڑ گیا اور مرکب شاہزادہ رفیع البخت کا حسب عادت ڈھائی قدم پیچھے ہٹا سیاف نے نیزہ
مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر لیا اور دو بدل ہونے لگی قریب تھا طعن کے نوبت آئی
ہوگی کہ رفیع البخت نے نیزے سے نیزہ حریف کو اُلجھا کے جو جھٹکا مارا ہاتھ سے سیاف جنگجو
کے نیزہ صاف نکل گیا بس اپنے غصہ مین آ کر تلوار ماری رفیع البخت نے وار اسکا رد کر کے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر قلم ہوئی سیاف نے سر بچایا تلوار سر مرکب پر پڑی گردن مرکب قلم
ہوئی مرکب نے چرخ مارا سیاف جنگجو کود کے مرکب سے علٰحدہ ہوا اور تلوار لیکر چلا کہ مرکب
رفیع البخت کو بھی بیکار کرے رفیع البخت نے ارادہ اسکا فاسد پا کر زین خالی کیا سیاف
نے آتے ہی تلوار ماری رفیع البخت نے سپر بلند کی تلوار سپر مین در آئی رفیع البخت نے
جھٹک دی کہ تلوار سیاف کی ٹوٹ گئی اُسنے قبضہ منہ پر کھینچ مارا رفیع البخت نے خالی
دیا سیاف دوڑ کے لپٹ پڑا رفیع البخت بھی دست وگریبان ہوئے انسے بھی تمام
دن کشتی رہی آخر دو گھڑی رات گئے اُنھون نے بھی لنگر حریف کا توڑا اور سر سے بلند کیے ہوئے
میدان سے پھرے بادشاہ اسلام نہایت خوش نقارہ شادی بجاتے ہوئے میدان سے
پھر کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے وہان سیاریق نے پھر طبل جنگ بجوایا تیسرے روز جب وقت
دونون لشکر میدان مین ہو کر صف آرا ہو چکے تو ارجاسپ گرد میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا
لشکر اسلام سے شاہزادہ بلقیس بن قہرمان اسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی بلقیس نے نیزہ ہاتھ سے ارجاسپ گرد کے نکال دیا اسنے غصہ مین آ کر آرا پشت نہنگ
مارا بلقیس نے بڑی جرأت و دلاوری سے ارہ کو قلم کیا ارجاسپ گرد نے تلوار کمر سے
کھینچ لی اور لپٹ کے وار کیا بلقیس نے پنجہ بلی در اتو کمر کے بند دبست پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکے چلنے
لگے اور زور ہونے لگے بلقیس نے ارجاسپ گرد کو مرکب پر سے کھینچ لیا ارجاسپ گرد
نے سنبھل کے لنگر مارا کہ گھوڑا بلقیس کا نیچے بیٹھ گیا بلقیس نے جست کر کے زین خالی کیا اور

ارجاسپ گرد سے مصروف تلاش ہوے دو پہر مین ارجاسپ گرد کو زیر کرکے عیار کے حوالے
کیا اور آپ میدان مین کھڑے رہے بھائی ارجاسپ کا لہراسپ گرد آیا اس سے بھی بعد شمشیر بازی
نوبت کشتی کی پہونچی شام کو بلقیس نے اسے بھی اسیر کیا اور ریگ میدان سے پھرے کفارون کے
بدن مضمحل اور دل شکستہ ہوتے جاتے ہین چوتھے روز مغرور مردم در میدان مین آیا اور مبارز طلب
ہوا آج شاہزادہ داراب ثانی اسکے مقابلہ کو نکلے اور دو پہر مین باندھ کر عیار کے حوالے کیا مقہور
مردم در آیا اسے بھی باندھ کر میدان سے پھرے یہ رنگ دیکھکر اقہر روئین شگاف نے تمام سرداران
لشکر کفار کو ممانعت کردی کہ خبردار کوئی مقابلہ اہل اسلام کے واسطے نہ نکلے جسے ہم بھیجین وہ میدان مین
جائے یہ ممانعت کرکے طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر اسلام مین نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاری
جنگ ہونے لگی انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہے اور

اوّل کچھ حال شاہزادہ شہنشاہ صف شکن اور صاحبقران اوسط اور وحید الملک اور مظفر غازی کا بیان ہوتا ہے

کہ یہ چارون شاہزادے اپنی اپنی عروس کے ساتھ بہارستان مغرب مین مصروف عیش و عشرت
ہین ایک روز مظفر غازی نے وحید الملک سے کہا کہ آپ کو تو دن عید رات شب برات
ہے دو دو معشوقین بغل مین ہین میری راے مین اب سلح سنجوگ میرے حوالے کیجیے مین سلحخانہ شاہی مین
داخل کردونگا آپ زندگی اپنی عیش و عشرت سے گذرانیے لڑنے بھڑنے مین ہزار خطرے ہین کہین
زخمی ہوتا کہین قید ہوتا اور اگر قضا آگئی تو تلوار کے موت مرنا یہ سب باتین سخت ہین یہ طعن آمیز کلمات
سنکر وحید الملک نے کہا کہ اے مظفر مجھے کیا موقوف ہے جو صاحبقران اوسط کہلاتے ہین تم انکو دیکھو کہ
ایک ہی عورت کے لیے مطیع ہوے ہین کہ دین و دنیا فراموش ہے مظفر غازی نے کہا کہ تمھارا
خاندان کا خاندان عیش پسند ہے اسی بات پر تو دست چپی فخر کرتے ہین وہ تو صاحبقران اوسط بن چکے
اب انھین کیا فکر جسقدر پہلوان انھون نے زیر کیے جیسے جیسے مقامون پر جاکے لڑائیان ہین کہین ہمنے ابھی
ان مقامات کو دیکھا بھی تو نہوگا سکندر وہ ہے جسنے بارہ برس کے سن مین جاکر تمام نیرنگ قاف
کو فتح کیا پرستان اسکے نام سے تھراتا ہے اب اگر وہ مصروف عیش و عشرت ہے تو کچھ نازیبا
نہین ہے آپنے کیا کیا ہے ایسی ایسی باتین کرکے اسقدر ابھارا کہ وحید الملک سے جواب نہ بن پڑا
اور کہا کہ جو تمھاری راے ہو تمھاری لشکر کا حکم دو مظفر نے کہا کہ اگر تیاری کرکے چلوگے تو یہ دونون
بھی چلینگے انکے سامنے تم کیا کروگے بہتر یہ ہو کہ یہان سے بہانہ شکار چلو اور وہین سے گلستان باختر
کی راہ لو اگر بعد فتح گلستان باختر پہونچے تو کچھ نہ کیا وحید الملک نے یہ راے پسند کی اور سامان
شکار کی درستی کرکے جانب صحرا روانہ ہوے اور صحرا سے گلستان باختر کی راہ لی اور اک سوار
کو نامہ دیکر سنجاب شاہ مغربی کے پاس روانہ کیا کہ ہم گلستان باختر کی طرف جاتے ہین اور ناموس کو
آپ کے حوالے کیے جاتے ہین یہ قاصد جسوقت بارگاہ سنجاب شاہ مغربی مین پہونچا اور نامہ دیا سنجاب
شاہ نے نامہ کو باواز بلند پڑھا آخر مین یہ لکھا تھا کہ یہ راز کی بات ہے ظاہر نہو یہ تماشا عیار شہنشاہ صف
شکن کا دیکھ رہا تھا اسنے تمام کیفیت شہنشاہ صف شکن سے بیان کی انھون نے کہا کہ واقع مین
یہ لڑکے بڑا جال کر گئے اب یہان سے چلنا چاہیے انھون نے اپنے عیار سے کہا کہ جا سکندر کو بھی اس

حال سے باخبر کردو عیار جو لشکر سکندر رستم خو مین آیا تو سنا کہ سکندر بھی شکار کو گئے ہوے ہین عیار نے
پیام شہنشاہ صف شکن کا اہل لشکر سے بیان کر دیا کہ جسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو تشریف لائین
تو آپ سے کہدینا کہ اب یہان قیام کرنا مناسب نہین ہی لہذا ہم گلستان باختر کی طرف چلتے ہین تم بھی
جلد آؤ یہ کہکر عیار چلا آیا یہان شہنشاہ صف شکن اپنی معشوقہ ملکہ مہر آرا سے رخصت ہو کر لشکر مین
آئے اور اسیوقت کوچ کر کے جانب گلستان باختر روانہ ہوے بعد انکے روانہ ہونے کے دوسرے
روز شاہزادہ سکندر رستم خو شکار سے واپس آئے اور یہان سناٹا پایا پوچھا کہ وحید الملک
او مظفر اور شہنشاہ صف شکن کہان ہین لوگون نے سارا ماجرا بیان کیا پس سکندر بھی اسی وقت
پشت مرکب پر بیٹھکر جانب گلستان باختر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور بیان سے

چند کلمے داستان مقابلہ لشکر اسلام اور لشکر کفار کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہی کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آ کر صف آرا
ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال جسوقت نقیب نسیب ویکر ہٹ گئے تو اخرس بن خرسا
روئین تن نے یمین لشکر کی طرف دیکھکر بہمن آہن کلاہ سے اشارہ کیا بہمن اپنی کرگدن مست کو
جولان کر کے سامنے تخت ساریق کے آیا اجازت میدان مانگی ساریق نے کہا کہ جا تجھے اپنے ید قدرت
کے حوالے کیا بہمن سجدہ کر کے اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا خوب سلح شوری کی
نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت عرق مین غرق ہوا تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو
آراستہ کر کے آواز دی کہ ہاتھ ای گروہ اسلام تم مین سے جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو
وہ نکلے میرے مقابلہ کو کہ مین مثل دیگران نہین ہون پس یہ سنتے ہی شاہزادہ گرد بن بہرام نے مرکب نیا
صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آ کر مرکب سے کود کے زمین سعادت کو بوسہ دے کر
اجازت خواہ میدان مصاف ہوے بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت فرما کر رخصت میدان جنگ
مرحمت فرمائی گرد بن بہرام سلام رخصت کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر سامنے بہمن آہن کلاہ کے
آئے اور فرمایا کہ لا حربہ اپنا بہمن نے کہا کہ پہلے تو اپنا وار کر کے حوصلہ نکال لے ورنہ میرے ہاتھ سے
مہلت حربہ سنبھالنے کی بھی نہ ملیگی یہ سنکے گرد بن بہرام نے فرمایا کہ کیا تو ہم اہل اسلام کے آئین سے
آگاہ نہین ہی کہ ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے ہین ہان اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا پس
یہ سنکے بہمن آہن کلاہ نے نیزہ سنبھالا اور سینے پر گرد بن بہرام کے وار کیا گرد بن بہرام نے
نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین قریب اسی طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ گرد بن بہرام نے
نیزے کو بہمن کے اپنے نیزے مین پیٹا اور شانے کی قوت شریک کر کے جو جھٹکا مارا نیزہ بہمن کے
ہاتھ سے صاف نکل گیا بہمن نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہو گیا کفار کی گردنین نیچی ہوئین اور لشکر اسلام
سے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند ہوئین بہمن نے خجل ہو کے اردلشت نہنگ مارا گرد بن بہرام نے
سپر بلند کی اور تلوار کو ضامن دیا کہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہو لیکن اتنے نے سپر کو قلم کیا تلوار بر
آ کے بیکار گرد بن بہرام نے اپنا وار کیا بہمن نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغہ گرد نے بھی سپر کو مانند
قرص پنیر کے قلم کیا اور خود مین آ کر الجھا بہمن نے جھٹکا مارا تیغہ ٹوٹ گیا یہی خاصیت اس کلاہ آہنی کی
تھی اور اسی بھروسے پر اخرس نے اسکو میدان مین بھیجا تھا پس بہمن نے دوسرا عمود کیا اب نہ تو

گردبن بہرام کے پاس سپر تھی اور نہ تلوار ارہ خود پر بیٹھا خود کو قلم کرکے سر مین در آیا گردبے جلدی سے
داستان تہ مارا ارہ چھٹا کر سر سے نکلا چادر خون کی جو سر سے باہر آئی گردبن بہرام پر غشی طاری
ہوئی لوگ آکر گردبن بہرام کو اٹھالے گئی مرزنگ بن مرزبان خراسانی نے بادشاہ اسلام سے
اجازت لی اور آگو بہمن آہن کلاہ سے مقابل ہوے انکی تلوار بھی بہمن کی خود مین الجھ کے ٹوٹی
اور یہ بھی وار نہ رد کرسکے زخمی ہوے خلاصہ یہ کہ ہاتھ سے بہمن کے گیارہ سردار زخمی ہوے اب قلیل دن
باقی رہگیا ہی اور ہنوز کوئی سردار مقابلے کے واسطے نہین آنے پایا ہی کہ یکمرتبہ جانب صحرا سے
تتق گرد بلند ہوا اور آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے مظفر غازی بارہ ہزار قزاقون سے
پیدا ہوا وحید الملک قریب پہونچکر خیمہ زن ہوے یہ اُنسے علیحدہ ہوکر جس کھڑا ہوا تھا اُس وقت
پہونچا کہ بہمن لاف زنی کر رہا تھا بس مظفر نے اسکو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ باش او کافر مین تیری سرکوبی
کے واسطے آپہونچا اور آتے ہی بہمن پر برس پڑا دم لینے کی فرصت نہ دی بہمن نے کئی وار رد کرکے
ارہ لبشت نہنگ کا وار کیا مظفر نے زیر بغل آکر لیا ہاتھ مارکر ہاتھ بہمن کا قلم ہوکر مع ارہ زمین پر
گرا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا لوگ آکر بہمن کو اٹھالے گئے لیکن لشکر تک پہونچتے پہونچتے
مرگیا شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا کفار اپنے قیام گاہ پر گئے اور اہل اسلام مظفر کی تعریفین کرتے
ہوے میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ بھیجا اور غیر زخمی آکر بارگاہ مین رونق افروز ہوے مظفر سے
صاحبقران نے خیر و عافیت بہارستان مغرب کی دریافت کی رفیع البخت نے حال وحید الملک
کا پوچھا مظفر نے کہا کہ آنے مین یقین ہی کہ کل وہ بھی پہونچ جاینگے وہان سارلیق سے سختگان نے کہا کیا
خداوندا ب تقدیر لشکر کی منجمون کے ہاتھ مین دیدیجیے جسکے نام فتح نکلے اُسے میدان مین بھیجیے سارلیق
نے اس رائے کو پسند کیا اور منجمون کو طلب کیا اور انسے کہا کہ تم اپنے علم کے موافق بتاؤ
کہ کل کونسا سردار واسطے مقابلہ کے جاے منجمون نے اپنے قاعدہ کے موافق دریافت کرکے
عرض کی کیا خداوندا اصل تو یہ ہی کہ جسکے نام فتح کامل ہی وہ یہان موجود نہین ہی آج کے جو کھے روز وہ
پہونچیگا اور موجودہ سردارون مین سے کل تین پہر دن تک ستارہ زلزال بن خلخال ترک کا اچھا ہی
لیکن بعد تین پہر کے ستارہ اسکا نہایت نحس ہی اسکو مقابل کرنا نہ چاہیے سختگان نے کہا
کہ اسکے بعد جسکے کہ وہ نکلے منجمون نے کہا کہ پھر شام تک اہل اسلام کی فتح ہی سختگان نے کہا کہ تہیا
تو مضائقہ نہین کہ تین پہر اہل اسلام قتل ہون اور پھر کفار قتل ہون تو بھی انجام مین فتح
حاصل ہوسکتی ہی زلزال نے جو سنا کہ کل مین پہر ستارہ میرا اچھا ہی بس اسنے خوشی مین آکر سارلیق
سے کہا کہ یا خداوندا طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے دیکھیے تو مین مسلمانون کا کیا حال کرتا ہون
سارلیق نے زلزال کے نام پر طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی کہ آج زلزال بن خلخال
بن قصاصال بن سمامہ جادو کے نام پہ طبل جنگ بجا ہی فرمایا یہ اُس کافر کا پوتا ہی مدت تک
بھاگ بھاگ کے جان بچایا کیا اور پھر مقابلہ پر آیا جو صاحب اسکے مقابلہ کو جائین وہ اسکی مکاری سے
ہوشیار رہین اور ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے حسب الارشاد بادشاہ جمجاہ یہان بھی کوس حربی
نوادش مین آیا اور تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر
وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نیب
دیکر ہٹ گئے تو لشکر کفار سے زلزال بن خلخال نے پودا باگ کا لیا اور سامنے تخت سارلیق

کے اگر اجازت مانگی ساریق نے کہا ای بندۂ قدیم جا فتح تیرے ہی نام ہی یہ سُنکے زلزال نے سجدہ
کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑکے اور دم
کو آراستہ کرکے پکارا کہ ای گروہ اسلام کون آتا ہی میرے مقابلہ کو منم زلزال بن خلخال بن صلصال
بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بس یہ سنتے ہی شاہزادہ رفیع البخت نے مرکب کو جولان کیا
اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت جنگ مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای فرزند
صاحبقران اگرچہ تمہین سمجھانے کی ضرورت نہین لیکن اتنا خیال رہے کہ یہ خاندانی مکار ہی اسکے
فریب سے بچے رہنا رفیع البخت نے کہا کہ فدوی حضور کے اقبال سے ابھی اسکو باندھے
لاتا ہی یہ وہی ہی جسے بہارستان مغرب مین زک دیچکا ہون اور میرے ہی خوف سے یہ بھاگ کر
اس مقام پر آیا یہ جاتا کہان ہی میرے ہاتھ سے یہ کہکر سلام رخصت کیا اور سامنے زلزال کے آکر
فرمایا کہ او ملعون تجھے شرم نہین آتی کہ تو میرے خوف سے گلستان باختر مین آیا بہارستان مغرب
سے مفرور ہوا اب کیا منہہ لیکر مردان عالم کے سامنے آیا ہی یہ سُنکے زلزال پکارا کہ وہ وقت دوسرا
تھا اب خداوند خود میری پشت پر موجود ہی کوئی مجھے کب زیر کر سکتا ہی آج خداوند نے تم لوگون
کی قوت صلب کردی ہی اور مجھے قوت مقابلہ عنایت فرماکر قصاص تم سبکی میرے ہاتھ سے لکھ دی
ہی یہ سُنکے رفیع البخت ہنسے اور فرمایا کہ لا حربہ اپنا دیکھ تو کیا ہوتا ہی زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت
نے جلد ہی طعن مین نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا بس زلزال نے غصہ مین آکر تلوار ماری رفیع البخت
نے چاہا کہ مرکب سے مرکب کو ملاکر ہاتھ پکڑ لون اور اسے باندھ کر خدمت مین بادشاہ اسلام کے
لے چلون مگر قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ پاؤن مرکب رفیع البخت کا موش خانہ مین جا رہا
گھوڑے نے سکندری کھائی خود گرا تیغ سر پر بیٹھا رفیع البخت زخمی ہوگئے داستانہ مارا
کہ تلوار اچھنا کر سر سے نکلی اور چادر خون کی سر سے پائیر آئی لوگ دوڑ پڑے اور رفیع البخت کو
میدان سے واپس لائے زلزال نے کہا رکھا تنے کہ مین نے کیا حال کیا اس شخص کا جسکے ہاتھ
سے مین خود زخمی ہوچکا تھا اب کسمین تاب ہی جو مجھ سے مقابلہ کرسکے یہ سُنکے شہنشاہ گوہر کلاہ کی نظرون
مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی کہ اسنے میرے بھائی کو زخمی کیا اور لاف زنی کر رہا ہی غرور اسکا مٹانا چاہیے
یہ سوچ کے مرکب صف سے نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آئے اور فرمایا کہ
او ترک تو فخر کس بات کا کرتا ہی زخمی ہونے سے شان دلاوری مین فرق نہین آسکتا وہ کونسا بہادر
ہی جو کبھی زخمی نہین ہوا ہی لا حربہ اور تماشہ دیکھ کہ کیا ہوتا ہی یہ سُنکے زلزال نے وہی شمشیر خون آلود سر
شہنشاہ گوہر کلاہ کے لگائی بس شہنشاہ گوہر کلاہ نے اسکا وار رد کرکے اپنا وار کیا زلزال نے بھی وار
اُنکا رد کردیا کئی حرب کی رد و بدل ہوئی آخرکار گردن مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی قلم ہوئی شہنشاہ گوہر کلاہ
نے جست کرکے زین خالی کرنے کا قصد کیا ہی تھا کہ حسب اتفاق جس رکاب کی طرف سے آنھون نے
اُترنا چاہا تھا اُسی طرف مرکب نے چرخ مارا اور گرا شہنشاہ گوہر کلاہ کا پانون ٹوٹ گیا لوگ انھین
اُٹھانے گئے اور شفاخانہ مین داخل کیا اتنو جھلا جھلا کر سرداران شہنشاہ گوہر کلاہ و رفیع البخت
نکلنے لگے لیکن جو نکلا وہ ہاتھ سے زلزال کے زخمی ہوا تین پہر مین زلزال نے قریب بندرہ
سولہ سرداروں کے زخمی کیے اب اسنے پلٹنے کا قصد کیا ہی تھا کہ جانب صحرا سے غبار گرد بلند
ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی زلزال بھی میدان مین ٹھہر گیا کہ دیکھ لینا چاہیے کون آتا ہی

آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے شاہزادہ وحید الملک پیدا ہوئے انھون نے آتے ہی
سُنا کہ بھائی میرے ہاتھ سے اس ملعون کے زخمی ہوے ہین بس وحید الملک نے لشکر کو تو چھوڑا
اور رہین سے جو مرکب کو رانون مین مسلا تو سامنے زلزال کے جا ہوئے زلزال نے کہا او طفل تیرے
دونون بڑے بھائی میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکے مین تو کیا مقابلہ کریگا وحید الملک نے کہا
او ملعون مین تیری جان کا ملک الموت ہون لا حربہ اپنا زلزال نے مجبور ہو کر نیزہ مارا وحید الملک نے
چند ہی طعن مین نیزہ ہاتھ سے زلزال کے ہوائی کیا زلزال نے تلوار ماری وحید الملک نے
پھرتی سے کلائی پکڑلی اور جھٹکا مارا کہ زلزال اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا بس دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو زلزال کو قاش زین سے اُٹھا لیا اور اُچھال دیا
اور قصد چورنگ ہوائی کا کیا تھا کہ کڑکا ہوا اور اک پنجہ گرگر زلزال کو لیے ہوے چلا گیا وحید الملک
افسوس کر کے رہگئے کہ اگر مین اس آفت آسمانی سے آگاہ ہوتا تو اسے بالاے آسمان نہ اچھالتا
کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گئے ادھر اہل اسلام وحید الملک سے ملے
اور خیریت سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن کی دریافت کی وحید الملک اپنے دونون بھائیون
کی عیادت کو آئے رفیع التخت اور شہنشاہ گوہر کلاہ نہایت خوش ہوے کہ خاتمہ بالخیر ہمارے
بھائی کے ہاتھ سے ہوا وہان آتھر روئین شگاف نے اپنے نام پر نقارہ رزمی بجوایا اس طرف
خبر ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات نقارے گڑگڑایا کیے صبح کو دونون
لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے آج لشکر کفار سے آتھر روئین شگاف کہ بہت بڑا سردار
ہی میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے طلحہ بن لندھور نے فیل اپنا بڑھایا اور
سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی طلحہ اپنے
فیل مست کو جولان کر کے سامنے آتھر کے آئے بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی طلحہ نے
نیزہ آتھر کے ہاتھ سے ہوائی کیا آتھر کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تاریک ہو گئی دو سر گرز اپنا اُٹھا
پر سے لیا اور سر پر طلحہ کے وار کیا طلحہ نے اپنے گرز کو اُٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تڑاقے
کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد غبار بلند ہوا آتھر نے آواز دی کہ زدم و نیست کردم طلحہ
نے تتق گرد سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا نیست کردی مین حریف تیرا موجود ہون سہ تو ضرب نے زدی
ضرب ما نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ آسمان رنگ
ہشت پہلو پرچہ کوہ ستر و سو من کی ضرب کو سر پر جرخ دیگر جو سر پر آتھر روئین شگاف کے
وار کیا تو کلہ گرز سے فنا کی صدا پیدا ہوئی آتھر نے برابر اپنے گرز کو اُٹھا دیا لیکن یہ طمانچہ قضا ہر سردار
کا کام نہین ہی کہ اس ضرب کو روک سکے اور روک سکے گرز پر گرز پڑتے ہی دونون گرز رہتے ہوے
سر پر آتھر کے پڑے کہ گرز سر مین اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب
مین مرکب زمین مین گوشت کا اک چبوترہ بن کے رہگیا طلحہ نے نعرہ کیا کہ زدم و نیست کردم تو خبر
اسکی کہ کوئی ریزہ استخوان بھی باقی ہی یا نہین یہ سنکے عیار آتھر کا دوڑا ہوا قریب آیا چھاگل سے
پانی کے چھینٹے دے دیکر گرد کو بٹھاو دیکھا کہ آتھر کا پتہ بھی نہین مع مرکب پیوند زمین ہو گیا ہی بس
اشقے دہن سے ہاے آقا کا نعرہ کیا سابق نے جو دیکھا کہ آتھر سا سردار اس طرح مارا گیا آواز دی
کہ ارے مارو اس بندۂ بے ادب کو غضب کیا اسنے کہ سامنے خداوند کے یہ بے ادبی کی یہ سنتے ہی

کل لشکر نے گھوڑے سر اُٹھا دیے اس طرف سے امیر باتوقی نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا اور تلوار کھینچ کے جا پڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی طبلچے تے جسپر ہاتھ مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اتنی بڑی دو فوجون کا لڑنا ہر حملہ مین ہزار ہا جانین تلف و برباد ہوتی تھین وہ قیامت کی تلوار چل رہی تھی کہ زمین صحرا کی لالہ گون ہو رہی تھی عکس خون سے آسمان پر شفق پھول رہی تھی اسلحہ کی جھنکار سے گوش گردون دو دون کر ہو گئے تھے جو سوار مارے گئے تھے اُنکے گھوڑے کو تل دوڑے پھر تھے ساریق میل پر سوار اپنی فوج کو للکار رہا تھا کہ ای بندہ گان من مارلو ان خدا پرستون کو جانے نپائین سرداران ساریق جانین لڑا لڑا کے ہوئے لڑ رہے تھے اور سرداران اسلام بھی برابر لاشون پر لاشین گرا رہے تھے شام تک وہ کشت و خون ہوا کہ لاکھون کا رن پڑا آخر طبل بازگشت بج گیا اور دونون لشکر میدان سے پھرے آج طبل جنگ نہین بجا کہ لاشین ہی اُٹھانے مین ایک دن ایک رات صرف ہوا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک لاکھ کا فر اور پچیس ہزار اہل اسلام کام آئے تیسرے روز اخرس بن خرلیس روئین تن نے کہا کہ یا خداوند آج آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے مین کل اہل اسلام کا خاتمہ نکر دون تو نام اپنا اخرس بن خرلیس روئین تن نہ باؤن ساریق نے کہا کہ ای بندہ خاص الخاص تجھے مین نے ایسا ہی بنایا ہے اور اسی واسطے خلق کیا ہے غرضکہ نقارہ رزمی بجا ادھر لشکر اسلام کو معلوم ہوا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہنچکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نشیب دیگر ہٹ گئے تو اخرس بن خرلیس نے پودا باگ کا لیا اور سامنے تخت ساریق کے آکر گھوڑے سے اُترا مجرا کیا اجازت میدان مانگی ساریق نے کہا کہ جا تجکو اپنی ید قدرت کے سپرد کیا اور موت خدا پرستون کی تیرے ہی ہاتھ سے مقدر کر دی یہ سُنکے اخرس بن خرلیس نہایت خوش ہوا اور میدان مین آکر خوب سلح شوری کی جب عرق عرق ہو گیا تو نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ ای گروہ خدا پرستان مین تمھاری جان کے ملک الموت سے کم نہین ہون جسکو اپنی زندگی دشوار ہو وہ میرے مقابلہ کو آئے بس یہ سنتے ہی جزیل عادی نے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر مجرا کیا اور اجازت میدان مانگی فرمایا کہ تمنے کیون قصد کیا تم داروغہ بارگاہ ہو تمھارا منصب حفاظت بارگاہ ہے یہ وقت تمھارے لڑنے کا نہین ہے جزیل بن عادی نے عرض کی کہ غلام سعادت جہاد سے کیون محروم رہے میرے تمام بزرگ نامی و نامور گزرے مین اور بڑے بڑے معرکون مین وہ سینہ سپر رہے مین مجھے بھی اجازت ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ سُنکے جزیل بن عادی بار دگر مرکب پر سوار ہو کے سامنے اخرس کے آئے اور فرمایا کہ لا ضرب بہادری کی اخرس نے جو دیکھا کہ یہ تو مجھ سے زیادہ فربہ ہے بلکہ تمام لشکر اسلام مین اتنا تنومند کوئی نہین ہے پکارا کہ معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام مین تجھ سے زیادہ زبردست کوئی نہین ہے جو تو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ سُنکے جزیل عادی نے کہا کہ یہ خیال تیرا خام ہے مین بھیجا نہین گیا ہون بلکہ خود سے آیا ہون اور میری حقیقت کیا ہے مین تو ایک ادنیٰ سردار ہون لشکر اسلام مین ایک ایک سردار دیو کش ہے اخرس نے کہا کہ پھر تیرا تن و توش میرے مقابلے مین کچھ کام نہ آئے گا اسلیے کہ میری تلوار کی پناہ نہین ہے یہ کہکر نیزہ مارا جزیل عادی نے نیزے کو اسکے نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگی اس تن و توش پر مرکب جزیل عاد کا اشارون پر پھر رہا تھا آخر ستر طعن کے بعد جزیل نے نیزہ ہاتھ سے اخرس بن خرلیس

کے نکال دیا اخرس نے شرمندہ ہو کر تلوار کمر سے کھینچ لی اور پکارا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمائل بازی تیغ بازی راست بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین اور جھپٹ کر سر پر جزیل عاد کے وار کیا جزیل عاد نے سپر بلند کی تیغہ جو پڑتا ہی سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اخرس نے جھٹکا مارا تا دو ابرو اتر گیا جزیل عادی نے دستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور چادر خون کی سر سے باہر آئی لوگ آکر جزیل عاد کو لے گئے اخرس بن خرس نے مبارز طلب کیا ہرمز بن فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور اخرس بن خرس سے سامنا کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی اخرس رو ئین تن ہی تلوار نے جسم پر اثر نکیا آخر ہرمز بھی ہاتھ سے اخرس کے زخمی ہوے قہور بن جمہور نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوے خلاصہ یہ کہ شام تک مین بائیس سرداران نامی و گرامی ہاتھ سے اخرس کے زخمی ہوے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر گئے سارلیق نہایت خوش اخرس پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے پھرا ادھر اہل اسلام نہایت مغموم میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے اخرس ملعون نے پھر طبل جنگ بجوا دیا دوسری میدان داری مین پھر اخرس نے اٹھارہ سردار زخمی کیے اور سات سردارون کو شہید کیا تیسرے روز پھر یہ میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا تھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور شاہزادہ شہنشاہ صف شکن چند کس سے پیدا ہوے اور نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار کہاں جاتا ہی کہ مین آپہونچا اخرس نے جو شہنشاہ صف شکن کو دیکھا پکارا کہ تو کہاں تھا معلوم ہوتا ہی اجل تجھے کھینچکر اس مقام تک لائی ہی فرمایا یا تیری اجل کھینچ لائی ہی یا میری یہ تو حال بعد مقابلہ کے ظاہر ہوگا یہ فرماتے ہوے قریب آئے لگاور ماری کہ اخرس سے سردار کو گرد برد کر دیا اخرس نے جھلا کر تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے وار اُسکا رد کر کے اپنا وار کیا تلوار نے سپر کو کاٹا خود کو کاٹا سر پر جا کے رک گئی شہنشاہ صف شکن نے جھٹکا مارا کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو دو ٹکڑے ہو جاتا مگر اخرس کے سر پر حرکا تیغ آیا اخرس نے پھر وار کیا شہنشاہ صف شکن نے مرکب سے مرکب کو ملا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا مگر اخرس نے تلوار چھوڑی زور کشمکش کے ہونے لگے مرکب لشکرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون نے زین خالی کیے اور دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی دونو طرف کی فوجین ٹہر آئین اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگین یہاں شہنشاہ صف شکن اور اخرس بن خرس سے دو شبانہ روز کشتی رہی علاوہ روئین تن ہونے کے اخرس سردار زبردست بھی تھا تیسرے روز اخرس سست ہوا شہنشاہ صف شکن نے لنگر اسکا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہی شناخت پروردگار عالم مین اخرس نے کہا ہرگز مین ہوں تو نام بخداوند سارلیق کے نثار ہین پس یہ سنتے ہی شہنشاہ صف شکن نے ایک ہاتھ زیر زنخدان رکھا اور دوسرا ہاتھ گدی کے نیچے دیکر زمین بل دے کے جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کھینچ کر سینہ پر مارا کہ لاش اخرس کی تھرتھرا کے رہگئی پس سارلیق نے جو دیکھا کہ سپہ سالار میرا مارا گیا پکارا کہ مار تو اس خدا پرست کو غضب کیا اُسنے کہ ایسے سردار کو مارا تمام فوج تلوارین پکڑ پکڑ کے چلی اُس طرف سے خدا پرست بڑھے شہنشاہ صف شکن جلدی سے مرکب پر سوار ہوے تلوار کھینچ لی دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی سارلیق چلا رہا تھا کہ خبردار اخرس کے قاتل کو زندہ نجانے دینا فوج ہر طرف سے شہنشاہ صف شکن کو گھیرے ہوے ہر قیامت کی تلوار چل رہی ہی صدائے بگیر و بزن

بلند ہی سارلیق ملعون فیل پر سوار چلا رہا ہی کہ ای بندگان من ماریو ان خدا پرستون کو جانے نپائین اس طرف
سے جوانان اسلام تلوار برسا رہے ہین شہنشاہ صف شکن ہر چند کہ تین روز کے بھوکے ہوے ہین
مگر انھون نے وہ تلوار لگائی ہی کہ کفار پناہ مانگ رہے ہین کئی کروڑ کی فوج ادھر ہی اور اس طرف بھی
بہت بڑا لشکر ہی ہر حملہ مین ہزارون کے وارے نیارے ہوتے ہین امیر با توقیر نے بھی تلوار
کھینچی ہی صفین توڑتے پردن کو بچھاتے ہوے چلے جاتے ہین کہ آج ہی جنگ کا خاتمہ کردو سلیق
ملعون کو فیل پر سے کھینچ لون ساتھ ساتھ صاحبقران کی داہنی جانب داراب ثانی باءین جانب
بلقیس بن قمہور لڑتے ہوے چلے جاتے ہین ایک جانب طلحہ بن لند ھور نے جو گرز مارنا شروع کیے ہین
تو زمین پر پیوند لگاتے چلے جاتے ہین ایک جانب مملوک بن مالک نیزہ باز نیزے سے لڑ رہے
ہین اسکو نیزے پر اٹھا لیا دوسرا بڑھا اسپر کھینچ مارا دونون مر کے گرے اسی ہزار نیزہ باز انکے
برابر لڑ رہے ہین کفار کو نیزون پر اٹھا اٹھا کے پھینک رہے ہین اک نیستان کا سمان بندھا
ہوا ہی ایک جانب شہنشاہ گوہر کلاہ لڑ رہے ہین ایک سمت آصف انجم طلعت جنگ
کر رہے ہین برجیس بن اکوان ساتھ ساتھ ہی اسکو ایسا تعلیم کیا ہی کہ پہلوان زبردست ہوا ہی یہ بھی
کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہا ہی عین گرمی جنگ مین مہیب فیل پیکر سے اور صاحبقران
عالی شان سے سامنا ہوا مہیب فیل پیکر جنگھاڑا کہ او خدا پرست ادھر کہان آتا ہی نہین دیکھتا
کہ خداوند جلوہ افروز ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا جھک مارتا ہی اب کافر مرتد کو خداوند کہتا ہی بس یہ
سنتے ہی مہیب فیل پیکر نے ساطور مارا صاحبقران نے دستۂ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارکر ساطور
ہاتھ سے مہیب کے نکل گیا امیر نے وہی ساطور سیدھا کر کے سر پر مہیب فیل پیکر کے
مارا کہ مہیب کے دو ٹکڑے ہو گئے ادھر نعیم شترلب سے اور داراب سے سامنا ہوا
نعیم نے تلوار ماری داراب نے وار اسکا آسیب سپر رد کر کے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمر پر مارا
تو نعیم کے بھی دو ٹکڑے ہوے خباط جنشی سے اور بلقیس بن قمہور سے مقابلہ ہوا خباط
نے مثل آہنی مارا بلقیس نے وار اسکا رد کر دیا اور جنیو کا ہاتھ مارا کہ اوپر کا منڈلا الگ اور نیچے کا منڈلا
الگ ہو کے گرا ادھر شیر بر خون آشام سے اور شہنشاہ صف شکن سے سامنا ہوا شیر بر خون آشام
نے زنگولہ زنجیر بند مارا شہنشاہ صف شکن نے اس خوبصورتی سے ہاتھ مارا کہ دونون ہاتھ کٹ کے
دور گرے شیر بر خون آشام نے زنجیر ماری شہنشاہ صف شکن نے زنجیر چھین لی اور اسی زنجیر سے
مشکین باندھ کے اچھال دیا اور چورنگ ہوائی کاٹا تہدلیس بلتن سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے
مقابلہ ہوا تہدلیس بلتن نے چوب چماق کا وار کیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وہی چوب چھین کر سر پر
تہدلیس بلتن کے لگائی کہ مغز سر پاش پاش ہو گیا آصف انجم طلعت کو منقال شیر سوار نے
ٹوکا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہی ادھر آ اور مردان عالم سے مقابلہ کر آصف انجم طلعت نے
فرمایا کہ او جنگلی تو ہمسے کیا لڑے گا شیر پر سوار ہو کے گیدڑ بھبکیان دکھاتا ہی ہم ضیغم کش
اور اژدر شکار ہین منقال شیر سوار نے غصہ مین آکر تلوار ماری آصف انجم طلعت نے
وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ مارا منقال کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے شاہزادہ
رفیع البخت سے اور مہران مہر طلعت سے مقابلہ ہوا مہران ہاتھ سے رفیع البخت
کے زخمی ہوا اور سہراب بن رستم کے ہاتھ سے عفریت کرگدن سوار مارا گیا اب یہ

یہ نوبت ہی کہ سرداران اسلام کفار کو دبائے ہوئے چلے جاتے ہین اور فوج کفار لڑتی جاتی ہی اور پیچھے ہٹتی جاتی ہی مگر ساریق برابر چلا رہا ہی کہ ای بندگان من ساتھ والون کے مرنے سے بددل نہو مین روز نوروز سبکو زندہ کردونگا کافران بدعقیدت جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے تھے ہر چند کہ اہل اسلام تین روز کے تھکے ہوئے تھے مگر جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے تھے کہ آج ہی گلستان باختر سے ان کفار کو مار کے نکال دو اور کفار بیدل ہوتے جاتے تھے کہ یکا یک از یردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار تھا بقول شاعر کہ ؎ زسم ستوران دران پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ٭ آتے آتے دامنہ گرد شگفتہ ہوا اول گرد سے بارہ ہزار فیلان جنگی ہر فیل پر ایک ایک پہلوان زبردست مسلح سوار اور سونڈون پر ہاتھیون کے بیٹے چڑھے ہوئے اور آگے آگے اک فیل سپید پر اک پہلوان زبردست دیو صورت سوار اسکے فیل کے سونڈ پر بھی بیٹا چڑھا ہوا اسنے جو دیکھا کہ فوج کفار اور لشکر اسلام سے جنگ ہو رہی ہی فوج کفار دبتی چلی جاتی ہی بس اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ لینا ان خدا پرستون کو انھون نے خداوند کو بہت پریشان کیا یہ کہکر اسنے تلوار کھینچی اور پہلوے لشکر سے آکر گرا اور نعرہ کیا کہ ہم شدائد خان بن جدائل خان ہندی بس اسکا پہلوے لشکر سے آکر گرنا تھا کہ اک قیامت برپا ہوئی فیلان جنگی نے لشکر اسلام کو پامال کرنا شروع کیا ایک تو یہ لوگ تین روز کے تھکے ہوئے تھے علاوہ اسکے صبح سے مصروف جنگ بارہ ہزار فیلان جنگی کا ریلا کہانتک رک سکتا ہی صاحبقران عالی شان نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پامال ہوا جاتا ہی اک گھٹا ہی کہ چھائی ہوئی ہی اور سیفین مانند برق کے چمک رہی ہین بس امیر عالی شان نے وہین سے باگ مرکب کی پھیری اور آواز دی کہ او شدائد خان تو سوکر تیرا تمام خاندان مسلمان اور تو کافر ہی تجھے شرم نہین آتی شدائد خان نے کہا کہ وہ لوگ کمزور تھے جو دب کے تمہاری اطاعت اختیار کی اور دین قدیم سے روگردانی کی مین کسی سے کمزور نہین ہون ساتھ امیر کے تمام سرداران اسلام اس کالی گھٹا کی طرف بڑھے اور تلوارین مارتے ہوئے چلے اگرچہ لندھور نے بھی فوج ہاتھیون کی تیار کی تھی مگر کبھی اس فوج کو بڑھایا نہین محض جاہ و جلال کے واسطے ساتھ رہتے تھے اور صرف ہاتھی پرے جمائے ہوئے لڑتے تھے لیکن شدائد خان نے ہر فیل پر ایک ایک سردار کو بھی بٹھایا ہی مع مسلح و مکمل موجود ہی ادھر توفیل کی صف چار چار پانچ پانچ کو تسلیم کرجاتی ہی ادھر جو سردار فیل پر سوار ہی وہ تلوار برسا رہا ہی لشکر اسلام پامال ہوتا چلا جاتا ہی سرداران اسلام متفرق لڑ رہے تھے ہر چند کہ سب نے اس طرف کا رخ کیا ہی اور لڑتے ہوئے چلے آتے ہین مگر جبتک پہونچین پہونچین یہان لاکھون آدمی مارے گئے ہاتھیون نے قیامت برپا کردی سرداران اسلام نے جو اس طرف کا رخ کیا تو ساریق کی جی ہاری ہوئی فوج کا بھی دل بڑھا اور سبکے سب پھر جم کے لڑنے لگے شدائد خان نے تو کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے حسب اتفاق اس طرف سے شدائد خان ہندی لڑتا ہوا چلا آتا تھا اور اس طرف سے چمن زاد یونانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ چمن زاد سے اور شدائد خان سے سامنا ہوا شدائد خان نے اپنے فیل کو للکارا فیل نے آتے ہی بیٹھا مارا چمن زاد یونانی نے سپر بلندکی فیل کی سیف سپر پر کی شدائد خان نے اوپر سے گرز مارا کہ یہ مرد مومن درجۂ شہادت پر فائز ہوا چونکہ فوج پامال ہو رہی

اور لشکر کے بچانے کے واسطے کل سردار پلٹ پڑے تھے تو تھوڑے ہی عرصہ مین تمام سردار راستہ طے کر کے
قریب پہونچ گئے اور فیل سوارون کو للکارے کہ یہ کیا نامردانہ ہے کہ پہلوے لشکر سے تھمنے آ کر حملہ کیا
اب سرگرم ہو کے مردان عالم سے سامنا کرو تو معلوم ہو چنانچہ المست دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر
رستم خو یہ زنجیرین مارتا چلا آتا تھا اور اس طرف سے عنقائے فیل سوار لشکر کو روندتا چلا آتا تھا
دونون کا سامنا ہوا فیل نے پٹا مارا المست دیوانہ نے غرض اسکی ضرب روکنے کے زنجیر ماری کہ
فیل کی مستک پر پڑی ادھر تو فیل چنگھاڑ کے بیٹھ گیا اور ادھر سیف کمر پر المست دیوانہ کے
پڑی یہ نو مسلم بھی شہید ہوا قران فیل سوار رفیق شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ لڑتا چلا آتا تھا جس وقت
یہ قریب پہونچا تو طہماس فیل سوار سے سامنا ہوا طہماس کے فیل نے سیف ماری قران فیل سوار
نے اپنے کو بچانا چاہا فیل تو پیچھے ہٹنے سے بچا مگر ران اسکی زخمی ہوئی بس قران فیل سوار نے
فیل سے فیل کو ملا کر سر پر طہماسپ کے گرز مارا طہماسپ فیل سوار نے گرز کو گرز پر روک کے
اپنا وار کیا ادھر فیلون مین دانت لڑے ٹکرین چلنے لگین قران فیل سوار نے اسکی ضرب بھی
اپنے گرز پر روکی مگر مرکب کے تکان سے ہاتھ تھرائے گرز پرسے گرز پھسل کر سر پر گرا کہ یہ بیچارہ بھی شہید
ہوا شہنشاہ گوہر کلاہ کو اپنے رفیق کا نہایت صدمہ ہوا اور مرکب کو جھکا کر آ پڑے کئی فیل سوار
کو مارا جس فیل نے سونڈ بلند کی ایسا ہاتھ مارا کہ سونڈ قلم ہوئی آخرکار یہ بھی زخمی ہوئے عیار نے دیکھا
کہ آقا میرا گھرا ہوا ہے اور فیل سوارون کا یورش ہے ایسا نہو کہ جان بحق تسلیم ہو بس اسنے حقہ آتشبازی
داغ کے پھینکا فیل چیخ کے بھاگے مرکب اپنے سوار کو لیکر نکل گیا عیار ساتھ ہوا اور راستہ کوہ منصوریہ
کا لیا کہ یہ کوہ نہایت بلند اور یہان سے قریب تھا یہان اسی طرح گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ صاحبقران
عالیشان لڑتے ہوئے قریب پہونچ گئے عفریت فیل سوار نے حملہ کیا صاحبقران نے خرطوم
فیل کو قلم کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ عفریت کے دو ٹکڑے ہوئے عفریت معہ فیل گر کر تڑپنے لگا
مبہوت فیل سوار نے حملہ کیا امیر نے اسکا وار بھی رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ مبہوت کے بھی دو
ٹکڑے ہوئے ارژنگ فیل سوار قریب آیا اور چاہا کہ روند ڈالون صاحبقران نے قریب
پہونچتے ہی ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ فیل کے دونون ہاتھ قلم ہوئے اور فیل اوندھے منہ گرا ارژنگ
فیل سوار نے گرتے گرتے تلوار صاحبقران پر لگائی امیر با توقیر نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے شداد خان نے جو یہ حالت دیکھی کہ امیر تو
فیل سوارون کا تھرا دیئے دیتے ہین بس اسنے وہین سے نعرہ کیا کہ یا صاحبقران مجھ سے
مقابلہ کیجیئے یہ کہکر اپنے فیل سپید کو بڑھا کر قریب آیا اور صاحبقران پر گرز مارا امیر نے سپر
بلند کی گرز آ کر سپر پر بیٹھا تھا کہ کڑاکا ہوا اور اک پنجہ گرا کہ صاحبقران کو لیے ہوئے چلا گیا بس
صاحبقران کا نظرون سے پوشیدہ ہونا تھا کہ فوج مین ہلچل پڑ گئی اہل اسلام دل شکستہ ہونے
لگے لیکن امرا سرداران اسلام جمے ہوئے برابر لڑ رہے تھے خضران پریشان تھا کہ کیا فکر کرون لشکر تباہ
ہوا جاتا ہے لیکن سرداران اسلام باگین اٹھائے ہوئے فوج سے آگے آگے فیل سوارون سے برسر
مقابلہ تھے طلحہ بن لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران کو پنجہ لیگیا اور فوج بد دل ہے شداد خان
کے ہاتھ سے بہت سے سرداران اسلام زخمی اور بہت سے شہید ہوئے ہین بس انھون نے
اپنے فیل کو بڑھایا اور سامنے شداد خان کے آ کر نعرہ کیا کہ او شداد خان تو نے اپنے

باپ کا طریقہ اختیار کیا اور دادا نانا کے چلن کو چھوڑا جو انجام تیرے باپ کا ہوا وہی تیرا بھی ہوگا شدائد خان
نے کہا کہ مجھے اپنے باپ کے خون کا بدلہ تجھ سے لینا ہی اگر لندھور زندہ ہوتے تو اُنسے عوض لیتا
اب اُنکے مقام پر تم ہو بغیر تمہارے قتل کیے آگ میرے دل کی نہ بجھیگی کہ تمہارے باپ نے اک
عرب مجاور کی دوستی مین تو ایسے کو مارا اور کچھ قرابت کا خیال نہ کیا مین نے بھی اس سلسلہ کو قطع کردیا اب
ساتھ رشتہ قرابت کے تمہاری حیات کا رشتہ بھی قطع کرونگا اُس طرف سے شدائد خان بڑھا
اور اس طرف سے طلحہ بن لندھور دونون ہاتھیون مین اس قیامت کی ٹکر چلی کہ دشت تھرّا گیا
شدائد خان کے فیل نے پٹا ہلانے کا قصد کیا سونڈ بلند ہوتے ہی فیل طلحہ نے سونڈ سے سونڈ کو لپیٹ
لیا اور زور ہونے لگے شدائد خان نے گرز مار طلحہ نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا شدائد خان
نے بھی وار طلحہ کا رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی قضاے کار سونڈ فیل شدائد خان کی چھوٹ گئی
بس اسنے وہین سے گردش دیکر جو سیف ماری طلحہ بےخبر تھے کہ اسکی سونڈ چھوٹ گئی ہی سیف آ کر
میر پر بیٹھی لو سر سے کنپٹی فیل کی زخمی کر گئی طلحہ مع فیل زخمی ہوے شدائد خان بڑھا کہ طلحہ
کو قتل کرون یہ رنگ دیکھکر سلمان سندی اک رفیق طلحہ کا تھا دوڑ پڑا اور شدائد خان کے مقابل
ہوا اتنا وقفہ پاکر خضران نے طلحہ کو علیحدہ کرلیا اُدھر سلمان ہندی بیچارہ ہاتھ سے شدائد خان
کے شہید ہوا خواجہ خضران نے نفیر عیاری بجاکر عیارون کو یہ حکم دیا کہ سرداران زخمی کا خیال رکھو
اور انکو بچا بچا کر کوہ منصوریہ کی طرف لے چلو یہان رنگ لڑائی کا بدہی اُدھر لشکر سیاریق نے
پھر یورش کیا اور سیاریق پکارا کہ اے بندۂ خاص الخاص اے شدائد خان مین نے تجھے ناسگ
قدرت مقرر کیا آج کوئی خدا پرست بچنے نپاے بس شدائد خان اور بھی پھول گیا اور اب
اسنے تخت بادشاہ اسلام کا رخ کیا یہ دیکھکر سرداران اسلام اور بھی جانین لڑانے لگے لیکن
جو قریب شدائد خان کے پہونچا یا زخمی ہوا یا مارا گیا فیل سوارون کی یہ حالت ہی کہ ایک وقت
مین دو ضرب مین چلتی ہین ادھر تو فیل پٹا ہلا رہے ہین اُدھر فیل سوار اوپر سے تلوار برسا رہے ہین جو سردار
زور آزمایا وہ ہلاک ہوا بدر فیل سوار قریب تخت پہونچا تھا کہ آصف انجم طلعت نے پکارا
کہ او ملعون کدھر آتا ہی بدر فیل سوار نے کہا کہ مین نام اسلام مٹانے کو آتا ہون بس آصف انجم طلعت
نے دوڑ کر سامنا کیا فیل نے پٹا مارا آصف نے سونڈ قلم کرکے حلقۂ کمان گردن مین بدر کے
ڈالکر کھینچا بدر جھکا اوپر سے تلوار ماری کہ سر بدر کا اُڑ گیا یہ اس ملعون سے مصروف جنگ
تھے کہ مخزاب فیل سوار نے برابر سے آکر ایسی تلوار ماری کہ یہ بھی زخمی ہوگئے عیارون نے انکو
بھی حلقہ مین لیا اور حقہ آتشبازی مارتے ہوے صاف نکل گئے لیکن کس کس کو بچائین بہت سے
سرداران اسلام زخمی گر گر کے پامال ہو ہو گئے اُدھر شدائد خان قریب تخت جا پہونچا اور بادشاہ اسلام
پر حملہ کیا بادشاہ اسلام نے وار اسکا رد کرکے تلوار ماری اسنے بھی وار بادشاہ اسلام کا رد کیا
سرداران اسلام نے جو یہ حالت دیکھی شور کرتے ہوے دوڑے کہ او ملعون ہماری حیات
مین تو ظل اللہ سے لڑتا ہی ادھر آ اور ہمسے سامنا کر یہ دیکھکر فیل سوارون نے بادشاہ کو حلقہ
مین لے لیا ادھر بادشاہ اسلام شدائد خان سے مصروف نبرد تھے کہ اک فیل سوار نے عقب سے
تلوار ماری بادشاہ بھی زخمی ہوے اتنے مین عیار جانون پر کھیل کے آ پڑے اور حقہاے آتشبازی
جو مارنا شروع کیے تو فیل ادھر اُدھر بھاگنے لگے بس یہ عیار بادشاہ اسلام کو لے نکلے لشکر

صاحبقران کے گم ہوتے ہی بد دل ہو چکا تھا بادشاہ جو نظرون سے غائب ہوے تو اور بھی دل ٹوٹا
جسنے جدھر راہ پائی وہ چل کھڑا ہوا جبرئیل عادی کے بھائیون نے بارگاہ سلیمانی اور بارگاہ حشامی کو بار
کرکے راہ کوہ منصوریہ کی لی اور جتنی بارگاہین تھین سب چھوٹ گئین اور کل مال و اسباب اہل اسلام
کا پڑا رہگیا ادھر کفار نے سرداران کشتہ کے سر کاٹ کاٹ کر نیزون پر بلند کرنا شروع کیے تمام لشکر اہل
اسلام تو زخمی ہی ہو چلے تھے فوج کبتک لڑتی آخر پانون اُٹھ گئے اِن لوگون نے تو راہ صحرا کی اختیار کی
اور کفار نے لوٹنا شروع کیا تمام مال و خزانہ شاہی لٹ گیا اور کل بارگاہین سردارون کی کفار
نے اپنے قبضہ مین کین اتنا گھمسان پڑا تھا کہ لاکھون آدمی مارے گئے تھے لاشین بھی میدان سے
نہ اٹھ سکین کفار نے اپنے یہان کی لاشون کو تو جہان تھی دمین گڑھا کھود کے دبا دیا اور پوشیدہ
کر دیا اور لاشین اہل اسلام کی پڑی رہگئین سر کاٹ کاٹ کر ایوان شاریق کے کنگرون پر نصب
کیے گئے جو اس سے بھی بچے وہ درختون مین لٹکائے گئے شاریق نے جشن کا قصد کیا تھا کہ سختگان
نے منع کیا اور کہا کہ جشن اُس وقت کرنا جب امیر اور خضران قتل ہون اس جشن کے عوض
ان خدا پرستون کو چلکر گھیر و اور مہلت اچھے ہونے کی نہ لینے دو ورنہ اگر یہ لوگ صحت پاکر اُٹھے تو ایک
تین سوارون کو زندہ نہ چھوڑینگے اس وقت بہت سے سبب تھے جو وہ زخمی ہو کے شکست کھا گئے اب
اس سے بڑھ کر موقع نہ ہاتھ آئے گا یہ رائے شاریق نے پسند کی اور شدائد خان ہندی سے کہا
کہ اے نائب قدرت جاکر ان خدا پرستون کو گھیرے اور مہلت نہ لینے دے قدرت بھی پیچھے ساتھ
چلینگے یہ سنکے شدائد خان نے کہا کہ اب خدا پرستون مین کیا باقی ہے مین نے روند کے مار ڈالا
اور اب جو باقی ہین انکو مردہ سے بدتر سمجھتا ہون یہ کہکر اسنے اپنی فوج لی اور کوہ منصوریہ کی طرف چلا
بعد اسکے جانے کے شاریق نے بھی کل فوج لی اور چل کھڑا ہوا ہرکارون کے ذریعہ سے یہ خبر
ملگئی تھی کہ تمام اہل اسلام کوہ منصوریہ پر جمع ہین یہ تو چلتے ہین لیکن حال کوہ منصوریہ کا سنیے کہ یہ کوہ
نہایت بلند اور مقام امن ہے گھاٹیان اسکی نہایت دشوار گذار ہین تمام اہل اسلام نے آکر اس
کوہ پر پناہ لی زخمیون کا علاج ہونے لگا ادھر خضران نے سر گھاٹی پر عیار معین کیے عیار تھانے
آتش بازی اور گوپھنین لیکر بیٹھے کیونکہ خضران کو یقین تھا کہ سختگان ملعون کسی مقام پر آرام
نہ لینے دیگا ضرور شدائد خان کو مع تجار کر یہان بھی لائے گا اور ایک خیمہ کو شفاخانہ قرار دیکر تمام سرداران
زخمی کو مع بادشاہ اسلام اس خیمہ مین بھر دیا تھا اور جراحون پر تاکید تھی کہ نہایت توجہ سے علاج کرو
کہ یہ جلد اچھے ہون اور پھر چہار جانب خیمہ کے ناوک انداز اور سنگ انداز بٹھا دیے تھے یہ ہنوز
مصروف اہتمام تھے کہ گرد اڑتی اور دیکھا کہ شدائد خان پوری فوج کو لیے ہوے چلا آتا ہے اور عقب
مین اسکے شاریق بھی کل فوج سے آرہا ہے خضران نے سنگ اندازون اور تیر اندازون پر
تاکید کی کہ نہایت ہوشیاری سے کام لو یہ ملعون اوپر کوہ کے نہ آنے پائین کہ اس مرتبہ شدائد خان
نے آکر تمام کوہ کو گھیر لیا اور خیمہ برپا کیا ادھر اہل کوہ آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوے شدائد خان
نے طبل جنگ بجوا دیا ادھر بالائے کوہ خواجہ خضران نے نقارہ بجوایا بادشاہ اسلام بیہوش
تھے اور تمام سردار زخمی تھے گویا پوری سلطنت اور فرمانروائی خضران کی تھی تمام لشکر اسلام پر تین
عجب طرح کا انتشار تھا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے اور شدائد خان نہایت خوش تھا کہ اتنی بڑی فتح
مجھے میسر آئی ہے کہ دشمن کیسکو نصیب نہوئی تھی اور سختگان بھی خوش تھا کہ اتنے کچھ تقدیر پلٹتے معلوم

ہوتی ہو سارق تقدیرین بگھار رہا تھا خلاصہ یہ کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے
صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے طائران صحرائی مصروف نغمہ سرائی ہوئے گلہائے صحرائی
کی مہک کو ٹیاں کوسون تک پھولا ہوا تھا جس سے زمین سپید معلوم ہوتی تھی اہل اسلام نے
بالائے کوہ آواز اذان بلند کی کفار نے لات ومنات وسارق ولقا وغیرہ کو پکارنا شروع کیا دونون
نے اپنے اپنے طریق کے موافق رسم عبادت کو ادا کیا اور شداللہ خان ہندی نے فیل اپنا طلب کیا اور
پشت فیل پر بیٹھ کے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان مارو ان خداپرستون کو اور مہیب خان اور ہیبت خان
دو سردار رفیق خاص اسکے تھے انکو دو گھاٹیاں بتائین کہ اس طرف سے راستہ کوہ پر جانے کا آسان ہے
تم جاؤ اور اہل کوہ کو قتل کرو خبردار ایک کو زندہ نچھوڑنا اور جو بھاگ کر کوہ کے نیچے آئیگا وہ ہمارا شکار
ہوگا یہ سنکے ایک جانب سے مہیب خان ہندی نے کوہ پر چڑھنا شروع کیا جو لوگ گھاٹیون پر متعین تھے
انھون نے تیر مارنا اور تیر برسانا شروع کیے عیارون نے حقہائے آتش بازی ولغ دارغ کے پھینکنے کہ جو
ہاتھی قریب کوہ آیا وہ چنگھاڑ کے بھاگا ہیبت خان اور مہیب خان بھی پلٹ آئے خواجہ نے خوشی
مین اپنے تمام عیارون کو ایک ایک طرہ تقسیم کیا اس عرصہ مین مہیب خان اور ہیبت خان نے کہا کہ آتش بازی سے ڈرتے
ہین اور مرکب ہمارے نہایت شایستہ ہین ہم اپنی فوج مرکب پر سوار ہو کر کوہ پر جائینگے اسیوقت ان دونون نے مرکب
طلب کیے اور پشت مرکب پر بیٹھ کے راستہ کوہ کا لیا اور تعاقب مین انکی فوج ہے قریب پہونچکر فوج رک گئی
اور یہ دونون بہادر گھاٹیون کو طے کرتے ہوئے چلے اور برسے تیر برسنے لگے انھون نے تلوارین اور سپرین سنبھالین
جو تیر آیا اسے تلوار سے قلم کیا اسی طرح کئی گھاٹیون کو طے کر کے قریب تھا کہ بالائے کوہ جا پہونچین کہ اب خضر ان
نے دعا کی کہ اے کس بیکسان وائے یاور غریبان اب نام اسلام کا خاتمہ ہوا چاہتا ہے اس وقت مشکل
مین سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہین ہے ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر لگا اور جانب صحرا
سے تتق گرد بلند ہوا آتے آتے دامنہ گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے شاہزادہ سکندر رستم خو صاحبقران
اوسط نمودار ہوئے قریب پہونچکر انکو خبر ملی تھی کہ لشکر اسلام تباہ ہو گیا سرداران زخمی کوہ پر پناہ گزین
ہین لیکن کفار وہان بھی آرام سے بیٹھنے نہین دیتے ہین بس انھون نے آتے ہی نعرہ کیا کہ ای کافران
بیحیا تمکو شرم نہین آتی ہے کہ زخمیون کے مقابلہ مین فوج کشی کی ہے اور ای شداللہ خان تو نے دین کے ساتھ
اپنے خاندان کے آئین جرأت بھی بدل دیے تجھکو یہ لازم تھا کہ اگر کوئی اور خلاف شان مردانگی
کوئی بات کرتا تو تو اسے روکتا نہ کہ خود تو نے یہ حرکت اختیار کی شداللہ خان نے کہا کہ تم لوگ
اس قابل نہین ہو کہ مہلت دی جاسے تمھارے مددگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہین سکندر
رستم خو نے فرمایا کہ او بزدل اگر ایسا ہی مددگارون کا خوف غالب تھا تو تو نے راہ میدان کیون اختیار
کی گھر مین چوڑیان پہنکے کیون نہ بیٹھا تو یہ کلمہ مہیب خان ہندی کے ناگوار گذرا اور پکارا او دریدہ دہن
دارائے ہندوستان سے اس طرح کی باتین کرتا ہے آ اور اسکے غلامون سے تو سامنا کر سکندر
نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے مہیب خان کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرا آقا نمکحرام ہے جو مجھسے
برسر مقابلہ ہوتا ہے اور تو اسی نمکحرام کا نمکخوار ہے بس یہ سنکے مہیب خان ہندی نے طیش کھا کے
تلوار ماری صاحبقران اوسط نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا مہیب خان
نے سپر بلند کی بس سپر تو کٹتے معلوم ہوئی لیکن اب جو تلوار چمک کے گرتی ہے یا تو سر پہ چلی تھی یا زمین مین
ڈوب کے نکلی مہیب خان چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا اسکے مرتے ہی ہیبت خان کی نگاہون مین

زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا لکارا کہ غضب کیا تونے کہ میرا بازو توڑ دیا برابر کے بھائی کو مار کر کب چھوڑتا ہون لعین
تجھکو یہ کہتا ہوا سکندر کی طرف چلا سکندر نے بھی مرکب کو بڑھا کر ہیبت خان سے سامنا
کیا اور آواز دی کہ تو کیون گھبراتا ہی تجھے بھی تیرے بھائی سے ملائے دیتا ہون ہیبت خان آتے ہی
برس پڑا سکندر رستم خو نے وار اُسکے رد کرتے کرتے بند دست پہ ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ ہیبت خان
اوندھے منھ عیال مرکب پر آرہا بس دوسرا ہاتھ بڑھا کر اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو ہیبت خان
کو پشت زین سے اُٹھا کر اُچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوے ان دونون کے
مرتے ہی تمام فوج فیل سوارون کی یورش کرکے شاہزادہ سکندر رستم خو کی طرف چلی آدھر
خضران نے چلانا شروع کیا کہ ای صاحبقران اوسط تمام لشکر انھین فیل سوارون کا تباہ کیا ہوا
ہی ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے کا سکندر نے تلوار کھینچکے فیل سوارون پر جا پڑے اور تلوارین مارنا
شروع کین جو فیل سوار سامنے آیا اگر ہاتھی نے سونڈ کمند کی سکندر نے خرطوم کو قلم کیا کسی فیل
کے پانوں قلم کر دیے اس فوج فیلان مین یہ شیر بیشہ صاحبقرانی دھنس گیا اور کشتون کے پشتے لاشون
کے انبار لگانا شروع کیے کچھ مختصر سی فوج سکندر کے ساتھ تھی وہ بھی آ پڑی اب خوب گھمسان
کی لڑائی ہونے لگی عین گرمی جنگ مین شدائد خان سے اور سکندر رستم خو سے سامنا ہوا
شدائد خان نے دیکھا کہ یہ نیزہ دست بہت ہین آواز دی کہ ای جوان میرے فیل کو نہ مارنا کہ یہ
فیل ہندوستان مین ایک فیل ہی لڑائی میری تیری ہی مرکب سے کیا تعلق سکندر نے کہا کہ پھر
اسکی سونڈ پر تیغا کیون باندھا ہی شدائد خان نے کہا کہ مین تیغا کھولے لیتا ہون یہ کہکر تیغا سونڈ پر سے
اتار لیا اور سکندر کے مقابل ہوا نیزہ مارا سکندر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین
جب ہی طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ سکندر نے نیزہ ہاتھ سے شدائد خان کے ہوائی کیا نیزہ
جو بلند ہوکے گرتا ہی تو قریب اک فیل سوار کھڑا تھا اسکے فیل کی گردن پر پڑا بالشت بھر گردن مین
اتر گیا فیل بیچین ہوکے تیغا ہلاتا ہوا بھاگا ادھر شدائد خان نے گرز مارا سکندر نے دونون ہاتھ
کلہ گرز مین ڈال دیے اُدھر وہ فیل برابر سے سکندر کے نکلا سیف آکر سر پر سکندر کے پڑی کہ شاہزادہ
زخمی ہوا بس اُسی حالت زخمداری مین سکندر نے جھٹکا مارا کہ گرز ہاتھ سے شدائد خان کے نکل گیا
لیکن زخم سر سکندر رستم خو کا شق ہوگیا اور بیہوشی طاری ہوئی بس یہ دیکھتے ہی کوہ پر سے تو خضران
نے ٹھہاے آتشبازی برسانا شروع کیے اور سیارہ کو چک نے زیر کوہ مع اپنے شاگردون
کے اسقدر ٹھہاے آتشبازی مارے کہ فیلون کو پراگندہ کر دیا اور اپنے آقا کو نکالے لیے چلا گیا
خضران نے سکندر کو بھی لیجا کے زخمیون مین شامل کیا اور بالاے کوہ سے اسقدر ٹھہاے
آتشبازی مارے کہ فیلون کو آگے نہ بڑھنے دیا شدائد خان نے اپنی فوج کو آواز دی کہ خبر طلب اور
کل دیکھا جائیگا طبل بازگشت بجا لشکر شدائد خان کا واپس آیا چند گھنٹے اٹھا کر دفن کر دیے گئے خضران
نے دیکھا کہ رنگ جنگ برا ہی اگر کوئی مددگار آیا بھی تو جو حال سکندر کا ہوا ہی وہ اسکا بھی ہوگا بس انھون
نے اپنے طور پر بادشاہ اسلام کی جانب سے نامہ تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ او سارق مجھے
معلوم ہوا کہ مشک نو بلا در تھا اور بہت بڑا صاحب اختیار ہی مین تجھ سے آٹھ روز کی مہلت طلب
کرتا ہون کہ ابھی تمام سردار زخمی ہین جسوقت انھین صحت حاصل ہوگی تو مین تمام سردارون کو تیری اطاعت
کی ترغیب دلاؤنگا یقین ہی کہ سب منظور کرینگے اسلیے کہ امیر موجود نہین ہین جنکا خوف ہوتا

اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے تیر مین باندھا اور تیر جانب لشکر سارلق پھینکا تیر جو آکر گرا اہل لشکر دوڑے
کر یہ تیر کیسا آیا دیکھا تو تیر مین نامہ بندھا ہوا ہی لوگ اُس تیر کو نامہ سمیت اُٹھائے ہوئے
سارلق بن بقا کے پاس لائے اور پیش کیا سارلق نے اُس تیر سے نامہ کھولکر پڑھا لکھا تھا
کہ ای سارلق اگر تمام ہیہ داران اسلام تیرے شریک ہوگئے تو تمام عالم مین تیرا ڈنکا بجیگا اور اب
وہ وقت ہی کہ یقین ہی یہ لوگ بخوشی منظور کرینگے اور مین ترغیب دلاؤنگا یہ دیکھتے ہی سارلق خوش
کد ہے سے پھول گیا اور پکارا کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا چہ قدرت کردم سخنگان نے کہا
کہ با خداوند لقد پر حماقت نہ کیجیے اگر آٹھ روز کی مہلت آپنے ان خدا پرستون کو دیدی اور یہ صحت
پاگئے تو آپکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بس اب انکی ایک نہ سنیے اور خاتمہ کر دیجیے یہ سنکے سارلق ہنسا
اور کہا کہ او شیطان تو نے نہ سمجھے رموز قدرت مین کیا دخل ہی ارے فوج گھیرے ہوئے ہی اور یہ لوگ
بے سر و سامان مین اگر آٹھ روز انکو کھانا نہ میسر آیا جب بھی مرجائینگے یہ مصلحت ہی کہ مین انکو مہلت
دیتا ہون لوگ خداوند رحیم کہینگے ظالمون مین محسوب نہونگا فاقون مرینگے تو ضرور یہی راہ راست پر
آجائینگے اور اگر یہ لوگ میرے شریک ہوگئے تو پھر میری خداوندی کو کون مٹا سکتا ہی یہ سنکے
سخنگان تو خاموش ہو رہا سارلق نے جواب تحریر کیا کہ ای معزز بندے مین تیری عرض کو قبول
کرتا ہون مین نے تیرا دل اپنی طرف رجوع کر لیا ہی اب تو ضرور میری اطاعت کریگا اور زبان مین تیری
تاثیر ری ہی کہ جس کسی سے تو میری اطاعت کو کہے گا وہ کہنا تیرا قبول کریگا یہ جواب تحریر کرکے نامہ
تیر مین بندھوا کر وہ پھنکوا دیا یہان خضران تو جواب کے منتظر ہی تھے جواب حسب دلخواہ پا کر انھون
نے قران ثالث کو بلایا اور تنہا خیمہ مین لیجا کر جواب نامہ دکھایا قران نے کہا آپنے غضب کیا بادشاہ اسلام
آپ سے بہت ناراض ہونگے خضران نے کہا کہ اس وقت مین سوا اس تدبیر کے چارہ ہی نہ تھا کہ سب
قتل ہو جاتے تو کون خوش اور ناراض ہونے والا ہوگا اب مین بادشاہ ہون جو مین کہتا ہون وہ کرو قران
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ تو آپ ہی ہین مین نے بھی سنا ہی اور آپنے بھی سنا ہوگا کہ آپکے دادا صاحب
اور میرے دادا مہتر قران اول کے زمانہ مین جب صاحبقران سے اور پیرو مرشد خواجہ عمرو اول سے
بگڑی ہی تو اس غلام کے جد امجد نے بھی آپ کے جد بزرگوار کا ساتھ دیا امیر کا ساتھ نہین دیا ہمین ہر طرح
آپ کی اطاعت سے کام ہی خضران نے کہا کہ اب آٹھ روز کا تو اطمینان ہی اتنے دنون مین سرداران
زخمی اچھے ہو جائینگے مین تلاش صاحبقران مین نکلتا ہون کہ انکو نجانے کیا ہی کیا معلوم دوست لیگیا ہی
یا دشمن اور تم یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرو کہ خضران لشکر مین نہین ہی بلکہ میری صورت بنکر انتظام مین
مصروف ہو اور علاج کی نگرانی رکھو کہ سرداران جلد صحت پائین اور آٹھ روز کے صرف کا غلہ زنبیل سے
نکالکر مین تمھارے سپرد کرتا ہون اسمین اتنے دن گزارو لاکھ لاکھ نفس ہوا ہے کو خضران بتاتا
اور یہ راز ظاہر نہ کرنا قران نے کہا کہ جو ارشاد ہو مجھے تعمیل ارشاد مین کسی طرح کا عذر و انکار
نہین ہی خضران نے غلہ نکالکر مہتر قران کے سپرد کیا اور قران کو اپنی صورت بنا کے آپ
گلیم اوڑھ کے نظرون سے غائب ہوے اور تلاش صاحبقران مین کوہ سے اُترکر جانب صحرا
روانہ ہوے اور جنگل مین پہونچکر سوچنے لگے کہ کس طرف جاؤن اک مرتبہ ایک جانب سے آواز
شیر کے ڈکارنے کی آئی خواجہ نے اُس سے شگون حاصل کیا کہ مشرق مغرب جنوب شمال کنا
شروع کیا مشرق کے نام پر پھر شیر کے ڈکارنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ایک گیدڑ بھی بولا خضران

نے مشرق کا رخ کیا کہ امیر اس طرف کسی دشمن کے قبضہ مین ہین اسلیے کہ خیر صاحبقران کو تصور کیا اور گیدڑ کی آواز سے دشمن کافر کو تجویز کر روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور کچھ احوال صاحبقران کا بیان کیا جاتا ہے

اب چند کلمے داستان اُس پنجہ کے بیان ہوتے ہین جو صاحبقران عالی شان کو اُٹھا لیگیا تھا

راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت خلخال جادو کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی تو اجلال صورت کش کو بھی معلوم ہوا یہ ساحر شاگرد ہے خلخال جادو کا بلکہ اسکو شاگرد رشید کہنا چاہیے کہ سحر و ساحری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہے اسکو اپنے استاد کے مرنے کا کمال صدمہ ہوا اور اس ارادے سے چلا کہ جا کر قاتل خلخال جادو سے قصاص خون کا لون چنانچہ اسنے مع لشکر ساحران کوچ کیا اور قریب سار یقیہ کے پہونچکر اک مقام پر قیام کیا اور اک دیو ہے کہ اس سے اور اجلال روشن ضمیر سے بھائی چارہ ہے نام اسکا دیو ارقم ہے دیو سے کہا کہ اے برادر حریف میرا صاحب اسم اعظم ہے مین اسکے مقابلہ مین قاصر ہون سحر میرا باطل ہو جائے گا دیو نے بات کاٹ کے کہا کہ مین جاکر اس کو کھا لون اجلال صورت کش نے کہا کہ وہ لقمہ نرم نہین ہے بلکہ نہایت سخت ہے اسنے ہزارہا دیوان قاف کو مارا ہے دیو اسکے نام سے تھراتے ہین تم اتنا کام کرو کہ پنجہ بنکر اسے اُٹھا لاؤ اور اسقدر بلند لانا کہ تموج ہوا سے وہ بیہوش ہو جائے دیو ارقم نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے مین ابھی جاتا ہون اور تیرے دشمن کو لیے آتا ہون یہ کہکر دیو ارقم چلا تھا اور اجلال صورت کش نے قیام کیا تھا چنانچہ دیو ارقم اس وقت پہونچا کہ صاحبقران اور راشد اللہ خان ہندی سے مقابلہ ہو رہا تھا دیو ارقم امیر کو اُٹھا کے لیے چلا گیا صاحبقران تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے جب دیو ارقم سامنے اجلال صورت کش کے پہونچا تو اجلال صورت کش نے کہا کہ مین پوشیدہ ہوتا ہون تو اسے ہوشیار کر کے یہ ظاہر کر کہ مین اسیر سحر ہو کر دیوانہ ہو گیا ہون آپ کو اسلیے لایا ہون کہ اسم اعظم پڑھ کر مجھپر دم کیجیے کہ تاثیر سحر باطل ہو اسی واسطے مین نے آپ کو تکلیف دی ہے جس وقت صاحبقران اسم اعظم پڑھینگے مین اسم اعظم سن کر بولونگا بغیر اسکے قتل انکا نہایت دشوار ہے دیو ارقم نے امیر کو ہوشیار کیا اجلال جادو پہلے ہی غائب ہو گیا تھا جس وقت صاحبقران ہوشیار ہوے تو دیو ارقم کو دیکھا فرمایا تو کون ہے اور مجھے کیون اُٹھا لایا ہے دیو ارقم نے وہی سبب بیان کیا کہ مین مسحور ہون چاہتا ہون کہ آپ باطل السحر پڑھ کر مجھپر سے اثر سحر کو دور کرین یہ سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ اسکے واسطے تو جس وقت چاہتا مجھے لاتا یا وہین مجھ سے کہتا مین اسم اعظم پڑھ کر تجھپر دم کر دیتا تو اچھا ہو جاتا تو مجھے اُٹھا کیون لایا اور ایسے نازک وقت مین لایا کہ خدا جانے میرے لشکر پر وہان کیا گذری ہوگی دیو ارقم نے کہا کہ اثر سحر نے عقل بھی میری زائل کر دی ہے میری سمجھ مین نہین آیا ورنہ حضور کو ایسی تکلیف نہ دیتا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے دیو ارقم پر پھونکا اس وقت اجلال صورت کش سامنے آگیا اور بولا کہ او نادان اس دن کی تجھے خبر نہ تھی اب تو خیال کر اسم اعظم یاد ہے یا نہین امیر نے فرمایا تو کون ہے اجلال صورت کش نے اپنا نام بتایا اور

کہا کہ مین تجھ سے قصاص خون جلجال جادو کا لینے آیا ہون یہ سنکے صاحبقران پریشان ہوے
اجلال صورت کش نے صاحبقران کو ایک حباب سحر مین بندکر کے اس حباب کو ہوا پر معلق
کردیا اور دیو ارقم سے کہا کہ ای برادر ابھی ایک شخص اور باقی ہی جو کشندہ ساحران ہی نام اسکا خضران
ہی اگر مین صاحبقران کو قتل کرڈالونگا تو خضران مجھے بھی زندہ نچھوڑیگا مین مرنے سے اسقدر
نہین ڈرتا ہون جسقدر کہ اس سے ڈرتا ہون مجھے میرے علم سحر نے خبر دی ہی کہ قاتل تیرا خضران ہی
بغیر اسکے گرفتار ہوے مین صاحبقران کو نہ قتل کرونگا دونون کو ساتھ ہی قتل کرونگا دیو ارقم نے
کہا کہ مین خضران کو نہین پہچانتا ہون صاحبقران سے تو ایک عالم واقف ہی اس وجہ سے مین
اٹھا لایا اجلال صورت کش نے تصویر خضران کی کھینچ کے دیو ارقم کو دی دیو ارقم وہان سے
پھر اڑ آیا یہان مہتر قران جبتی خضران کی صورت بنے ہوے مصروف اہتمام تھے کہ دیو آیا اور انکو
اٹھا لیے چلا گیا یہان اجلال صورت کش نے اپنے سحر سے دریافت کیا کہ خضران اسیر
ہوگا سحر نے جواب دیا کہ خضران کا گرفتار ہونا غیر ممکن ہی اتنے مین دیو ارقم خضران نقلی کو لیے
ہوے پہونچ گیا اس وقت اجلال صورت کش حیران ہوا کہ سحر گرفتاری خضران کی خبر نہین دیتا
اور دیو ارقم اسے لے آیا یہ کیا معاملہ ہی آیا سحر جھوٹا ہی یا یہ خضران نہین ہی اجلال صورت کش
نے پوچھا کہ تو کون ہی مہتر قران ثالث نے کہا کہ مین خضران ہون اسوقت اجلال
صورت کش نے لالچ دیا کہ تو صاف بیان کر مین خضران کی فکر مین ہون تجھے اور عیارون سے
کوئی سروکار نہین ہی اگر تو خضران نہین ہی تو مین تجھے چھوڑ دونگا مجھے خضران کا قتل کرنا منظور ہی
یہ سنکے مہتر قران نے کہا کہ مین ہی خضران ہون تو قتل کر یا نکر مجھے جھوٹھ بولنے کی عادت نہین کر
قران نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر مین راز افشا کرتا ہون تو یہ ملعون خواجہ کو بھی تلاش کریگا اگر
وہ بھی گرفتار ہوگئے تو پھر کوئی صاحبقران کا رہا کرنے والا نہین ہی بہتر ہی تو شاید خواجہ پہونچ جائین
اور کوئی عیاری بن پڑے اور یہ دشمن مجھے خضران سمجھ کر تلاش سے باز رہیگا وہی ہوا کہ اجلال
صورت کش نے دیو ارقم سے کہا کہ اسے بھی صاحبقران کے پاس قید کرو صبح کو مین ان دونون
کو قتل کرونگا مجھے سابق سے لڑنے کی تو ضرورت نہین ہی مین جس کام کے لیے آیا تھا اسے ختم کرکے
اپنے مکان چلا جاؤنگا دیو ارقم نے مہتر قران کو بھی لاکر اسی حباب مین قید کیا جہان صاحبقران
مقید تھے اور کہرہے تھے کہ خداوندا اب کیا نام اسلام دنیا سے مٹ جائیگا وہان لشکر
کو ہاتھیون نے تباہ کیا یہان ہماری قضا سر پر آ پہونچی ہی یہ امید تھی کہ شاید خضران پہونچ گیا
تو رہائی ممکن ہوگی اب خضران بھی ہمارے ساتھ اسیر بلا ہی سوا قتل ہونے کے رہائی کی
کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بحسرت خضران نقلی کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ تم بھی
اسیر بلا ہوے مہتر قران نے کہا کہ یا صاحبقران مین خضران نہین ہون بلکہ انکا غلام اور آپکا خانہ زاد
قران ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام کا مزاج کیسا ہی اور لشکر کی کیا حالت ہی قران نے کل حالات بیان کیے
اور عرض کی کہ تمام سرداران زخمی آپ کے مع بادشاہ اسلام کوہ منصوریہ پر تقسیم مین اور فوج سابق چارجانب
سے گھیرے ہوے ہی ایک دھاوا ابھی ہوا تھا اس آفت شاہزادہ سکندر رستم جو ہوپہنچے
اور کئی سردار دن کو مارا آخر زخمی ہو کر وہ بھی انھین مجروحان مین داخل ہوے جو کوہ پر تقسیم
تھے لیکن خواجہ خضران نے کسی ترکیب سے آٹھ روز کی مہلت سابق سے لے لی

اور مجکو اپنا ہم شکل بنا کر واسطے انتظام کے چھوڑا اور آپ حضور کی تلاش مین چلے تھے خدا جانے کہان
ہین مین اس راز کو اس وجہ سے پوشیدہ کیے رہا کہ اگر دشمن کو یہ معلوم ہوگیا کہ مین خسر ان نہین
ہون تو وہ خواجہ کی تلاش کرے گا اور اگر خواجہ گرفتار ہوگئے تو پھر کوئی امید رہائی کی نہین ، ہر
یون تو یہ خیال ہر کہ شاید خواجہ پہونچ جائین اور کچھ کام بن آئے لیکن حال خواجہ کا سنیے کہ یہ صحرا
نوردی کرتے ہوے اور سراغ لگاتے ہوے اس مقام پر پہونچے جہان لشکر اجلال صورت کش کا
اترا ہوا تھا پہلے تو انھون نے صورت اپنی اک دہقانی کی بنائی اور ایک لٹھ کاندھے پر رکھ کے لشکر مین
پہونچے اور کہا کہ مین یہان کا زمیندار ہون یہ فوج بغیر میری اجازت کے یہان کس نے اتاری ہر ساحر
ہنسے اور کہا کہ کیون شامتین آئی ہین جا پلٹ جا ورنہ تیرے حق مین برا ہوگا یہ اس شخص کا لشکر ہر
جسکو اجلال صورت کش کہتے ہین غرضکہ خواجہ نے دریافت کرلیا کہ یہ بھی مسلمانون کا قاتل
ہر بس وہان سے علیحدہ ہٹ کر صورت اپنی اک عروس کی بنائی اور زیر درخت بیٹھ کر رونا
شروع کیا اسکے رونے کی آواز جو اہل لشکر کے گوش زد ہوئی کچھ لوگ آئے دیکھا کہ اک عورت
نہایت حسین ماتھے پر افشان چنے ہوے ناک مین نتھ پہنے ہوے سہرے مین لپٹی ہوئی
زیور گل پہنے ہوئے جب ہوا کا جھونکا آتا ہر دماغ جان کو معطر کردیتا ہر انمین سے ایک آدمی نے کہا
آکر کہا کہ چلو ہم تمھین اپنے مالک پاس لے چلین عروس نے کہا کہ اگر میرے قریب آنے کا
قصد کیا تو ہیرے کی انگوٹھی میرے ہاتھ مین ہر ابھی چبا لونگی مین آپ مصیبت کی ماری ہوئی ہون
مجھے ستا کر اچھا پھل نہ پاؤگے انمین سے دو ایک ساحر دوڑے ہوے بعجلت اجلال
صورت کش کے پاس آئے اور بیان کیا کہ اک عورت نہایت حسین بیٹھی رو رہی ہر اجلال
صورت کش نے کہا کہ پھر اسے کیون نہ لائے انھون نے بیان کیا کہ وہ آنے سے انکار کرتی ہر
اجلال صورت کش آدمی تھوڑی تھا اسنے کہا مین آپ جاتا ہون اور اسے ابھی لیے آتا ہون
یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھا اس جگہ آیا جہان وہ عورت بیٹھی ہوئی چلا چلا کر رو رہی تھی اجلال
صورت کش نے کہا کہ تیرا کیا حال ہر بیان کر اس رونے سے کیا فائدہ اگر تو کہین جانا چاہتی
ہر تو تجھے پہونچوا دینگے یہ سنتے ہی اسنے آنسو پونچھے اور کہنے لگی کہ مین اک ساہوکار کی دختر
ہون ملک سناریقیہ کی رہنے والی ہون میرا شوہر مجھے بیاہ کے اپنے گھر لیے جاتا تھا کہ راستے
مین قطاع الطریق آگئے انھون نے ساری برات کو لوٹ لیا مردون کو قتل کیا عورتین تباہ
ہوگئین اس ہنگامہ مین اپنی اپنی جان کی پڑی تھی میری خبر کون لیتا مین اس تلاطم مین اس طرف
آنکلی اجلال صورت کش نے کہا کہ وقت شب کا ہر رات تو جس طرح ہوسکے بسر کرو صبح کو مین
تمکو تمھارے مان باپ کے پاس پہونچوا دونگا عروس یہ سنکے خوش ہوئی اور اپنی جگہ سے اٹھکر
اجلال صورت کش کے ساتھ ہوئی اجلال صورت کش عروس کو اپنے ہمراہ لیے ہوے خیمہ مین
آیا جلوے تخت تکلف پر بٹھایا اور باتین کرنے لگا کہ کیا تمھارا شوہر بھی مار ڈالا گیا عروس نے کہا کہ اس ذکر سے
میرا دل دکھتا ہر اب تو مین یہ سمجھتی ہون کہ میری شادی ہی نہین ہوئی اجلال صورت کش نے کہا کہ اگر
تم مجکو قبول کرو تو تمھارے واسطے سب کچھ ہر اسلیے کہ مین ساحر زبردست ہون اگر چاہون تو تمکو
بادشاہ بنا دون عروس نے گردن جھکا کے نیم رضا ظاہر کی بس اجلال صورت کش نے کشتی
شراب کی منگائی اور کہا کہ اے زن دردرسیدہ دو اک جام پی کر اپنا غم غلط کر رنج کرنے سے

سو انقصان جان کے اور کوئی فائدہ نہین ہی جو مرگیا وہ پھر زندہ نہین ہو سکتا عروس نے جام لبریز کرکے
سامنے اجلال صورت کش کے پیش کیا اجلال صورت کش نے کہا کہ تم تو پیو عروس نے کہا کہ تم پیو
پھر مین بھی پیون گی اجلال صورت کش نے جام ہاتھ سے لیکر پینے کا قصد کیا تھا کہ اک تصویر طوطے کی
گری اور پکاری کہ او نادان کیا کرتا ہی ارے یہ عروس نہین ہی بلکہ تیرا دشمن خضران ہی اسکے ہاتھ کی
شراب تیرے حق مین زہر سے کم نہین اجلال صورت کش جام ہونٹون پاس لا چکا تھا کہ تصویر نے
جو یہ خبر دی جلدی سے جام منھ کے پاس سے ہٹا لیا تصویر تو اتنا کہہ کے جل گئی اور اجلال صورت کش
نے جام پھینک دیا اور عروس کو غور سے دیکھکر کہا کہ تو کون ہی عروس مجھکو دیکھکر رونے لگی اور کہنے
لگی کہ ہاے مین کیسی بد نصیب ہون کہ در و دیوار میرے دشمن ہین اس تصویر مونڈی کاٹی کا مین نے کیا
کیا تھا کہ اسنے مجھ پر خضران کی تہمت رکھی اجلال روشن ضمیر حیران تھا کہ خضران کو تو مین گرفتار کر چکا
ہون جسکی صورت خضران کی ہو وہ تو خضران نہو اور اک عورت خضران ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہی
بھلا اک ادھیڑ مرد بارہ برس کی چھوکری کیونکر بن سکتا ہی معلوم ہوتا ہی کچھ سحر مین خرابی پیدا ہو گئی ہی
عروس سے کہا کہ تم جام دو مجھے اس تصویر کے کہنے کا اعتبار نہین بھلا کہان خضران کہان تم عورت
نے کہا کہ مین اپنے ہاتھ سے شراب نہ دونگی تم آپ پی لو اجلال صورت کش نے دوسری تصویر
کی طرف دیکھا کہ دیکھئے کیا کہتی ہی وہ تصویر بھی گری اور کہا کہ خضران یہی ہی اور جل گئی یا تو عروس نے
جھلا کر گھونگھٹ الٹ دیا اور کہا کہ یہ تصویرین موئی عجب طرح کی ہین کہ آدمیون کی طرح باتین کرتی ہین
مگر جھوٹھ بولتی ہین اجلال صورت کش نے اک ملازم کو طلب کیا اور کہا کہ خضران کو مع قفس
یہان لے آؤ وہ ساحر گیا اور حجاب سحر سے خضران نقلی کو نکال کے قفس آہنی مین بند کیا اور سامنے
اجلال صورت کش کے لا کر رکھ دیا اجلال صورت کش نے کہا کہ سچ بتا تو کون ہی تو مین تجھے چھوڑ
دونگا ورنہ تمام بدن تیرا سیخچے گرم کرکے داغ دونگا یہ سنکے قران ثالث نے کہا کہ کہہ تیری خاطر
سے یہ کہدون کہ مین خضران نہین ہون ورنہ اصل تو یہ ہی کہ خضران مین ہی ہون اجلال صورت کش
نے کہا کہ تو یون نہ بتائے گا اک سیخ کباب سے کھینچکر اسکو منقل آتشین پر گرم کیا اور جسم پر
قران کے رکھدیا کہ کھال جل کے چراہند پیدا ہوئی چربی نکل آئی اجلال صورت کش نے
کہا اب بتا تو کون ہی ورنہ اسی طرح داغ داغ کے مار ڈالونگا قران نے کہا کہ جس طرح
تیرا جی چاہے اس طرح قتل کر مگر خضران مین ہون اس وقت اجلال کو یقین ہوا کہ بیشک
یہی خضران ہی اسلیے کہ کوئی ایسی تکلیف نہین اٹھا سکتا کہا کہ اچھا قفس لیجاؤ اور عروس سے
کہا کہ بیشک تو سچی ہی اور سحر میرا جھوٹا ہی لے اب جام پلا کر اپنے وصل سے دل میرا شاد کر عروس
نے کہا پھر کوئی جانور ٹپک پڑے گا اور تمھین بہکا دیگا تم شک کروگے مجھے ملال ہوگا اس سے
کیا فائدہ جام بھر کے آپ ہی پیو مجھے بھی اپنے ہاتھ سے پلا دینا اجلال نے جام بھرا اور سامنے
عروس کے پیش کیا عروس نے کہا کہ پہلے تم پیو اجلال نے اصرار کیا کہ پہلے تم پیو عروس نے تیور
بدل کے کہا کہ جب تمکو ہمارے ہاتھ سے پینے مین شک ہوا تو ہمین تمھاری شراب مین کیونکر شک
نہو جب تم پی لوگے اس وقت مین بھی پیونگی یہ سنکے اجلال صورت کش نے جام اپنے
ہاتھ سے پینے کا قصد کیا تھا کہ اک مینا کی تصویر گری اور پکاری کہ او غافل اسنے شراب مین بیہوشی
ملا دی ہی اگر پیئے گا تو ہلاک ہوگا یہ کہکر پھر تصویر جل گئی اجلال سوچنے لگا خضران یعنی

عروس نے جام اجلال کے ہاتھ سے لیا اور جلدی سے پی لیا اور اپنے زیور گل کو سونگھنا شروع کیا کہ بیہوشی
کا اثر ہو رفع بیہوشی اس زیور گل مین ملی ہوئی تھی اجلال کو غصہ آیا کہ سحر میرا بالکل جھوٹا ہو گیا اگر بیہوشی اثر ہوتی تو
یہ عورت کیون نہ بیہوش ہوئی ایسے غلط سحر سے غلطیان اٹھانا پڑینگی یہ خیال کر کے اجلال صورت کش نے
چند دانے ماش کے کچھ اسم سحر پڑھ کر ان تصویرون پر مارے کہ سب جل کے خاک ہو گئین عروس نے کہا کہ میری
وجہ سے تمھاری تصویرین مٹ گئین اور نقصان ہوا اجلال صورت کش نے کہا مین پھر بنا لونگا تم افسوس
نکرو اب اپنے ہاتھ سے پلاؤ شک دلانے والون کو مین نے مٹا دیا قصہ جو آنکھ لگی تھی تو آنکھون پر
اجلال صورت کش کے پردے پڑ گئے عروس نے کس نزاکت کے ساتھ جام بھر کے دیا اجلال
صورت کش نے پی لیا چار پانچ جام پیتے ہی اسپر مستی سوار ہوئی عروس کی گردن مین ہاتھ ڈالنے کا
قصد کیا عروس نے ہاتھ جھٹک دیا اور مسکرا کر پیچھے ہٹی اجلال صورت کش نے چاہا کہ دوڑ کر آغوش
تمنا مین لے لون اٹھتے ہی جھوم کے گرا بس گرتے ہی اسکے خضران نے خنجر کمر سے کھینچ کے اجلال کو
ذبح کر ڈالا مرنا تھا اجلال کا کہ اک قیامت برپا ہوئی صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتشباری و برف
باری ہونے لگی جب لاش اجلال کی پھڑک کے سرد ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اجلال صورت
کش جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوتی ہے اور علامات سحر
برطرف ہوئے ہین تو ساحرون نے شور کیا کہ ارے مار تو جانے نپائے ہمارے مالک کو کس ظالم
نے قتل کیا ادھر حجاب سحر ٹوٹا اور صاحبقران رہا ہوئے مہتر قران نے بقدرہ سنبھالا اور مصروف
جنگ ہوئے خضران نے زنبیل سے مرکب نکالکر صاحبقران کی خدمت مین پیش کیا سپر
شمشیر حاضر کی امیر نے اسم اعظم پڑھ کر تلوار کھینچی اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا
ساحر ہر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیرے ہوئے حربہائے سحر کر رہے تھے لیکن برکت
اسم اعظم سے کوئی حربہ کارگر نہوتا تھا ادھر دیوار قم کو خبر ہوئی کہ اجلال صورت کش مارا گیا اسکو
کمال صدمہ ہوا اور تلوار لیکر دوڑا اور آتے ہی صاحبقران پر وار کیا امیر باتوقیر نے وار اسکا خالی دیا
اور پہلو بر آ کے تلوار کمر پر ماری کہ دیوار قم کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی دیوار قم کے ساحرون
کے جی چھوٹ گئے کہ زور مین یہ شخص دیوون سے بڑھا ہوا ہے اور سحر اسپر تاثیر نہین کرتا اس سے
لڑکر جان دینا ہے بس یہ سمجھکے سب بھاگ کھڑے ہوئے خضران نے مال و اسباب
ساحرون کا لوٹکے سامنے صاحبقران کے جمع کیا امیر نے وہ سب مال خضران کو دیدیا
خضران نے چہارم مال مہتر قران کو دیا اور جرأت پر قران کے آفرین کی کہ جسم سیخون سے
داغا گیا اور پھر نہ بتایا کہ مین کون ہون اب خضران نے صاحبقران سے عرض کی کہ مین نے
صرف آٹھ روز کی مہلت طلب کی تھی جسمین سات دن گذر گئے ہین اسکے بعد ساریق ایک
نہ مانے گا جس طرح ہو سکے اپنے کو لشکر تک پہونچایئے صاحبقران باقبال مرکب پر
سوار جانب کوہ منصوریہ روانہ ہوے

لیکن اب چند کلمے داستان کوہ منصوریہ کے بیان ہوتے ہین

راوی کہتا ہے کہ جب مہتر قران کو نیچہ اٹھالے گیا تو اہل لشکر نے جانا کہ خواجہ خضران کو نیچہ
لے گیا کیونکہ قران خضران کی صورت بنے ہوے تھے یہ لوگ نہایت بددل ہوئے اور

اور غلہ بھی تباہ ہو گیا صرف پانچ روز کو غلہ کافی ہوا جب چھٹے روز فاقہ گذرا تو مہتر طیفور بادیہ گرد عیار
صاحبقران نے تمام عیاروں کو جمع کیا اور کہا کہ جب خواجہ خضران نہونگے اس وقت میں
شاہ عیاران ہوں یہ وقت بھی وہی ہے کہ خضران کو نیند لگ گیا ہے اور غلہ تباہ ہو گیا کوئی تدبیر فاقہ شکنی
کی نکالنا چاہیے سب نے عرض کی کہ ہمیں تعمیل ارشاد میں کوئی عذر نہیں ہے جو حکم ہو ہم بجا لائیں
طیفور نے کہا کہ چلکر ساریق کا غلہ لوٹو اور لاکر ان لوگوں کو کھلاؤ کہ آج کے تیسرے روز
ساریق مہلت نہ دے گا اس وقت طاقت مقابلہ تو ہو ورنہ سب کے سب بے موت مرینگے
تمام عیار مع طیفور کوہ سے اترے اور صورتیں بدل بدل کے لشکر کفار میں داخل ہو گئے جس مقام پہ
کہ غلہ رکھا تھا اسکا سراغ لگایا لیکن لانے کا موقع نپایا طیفور مع خندق نقب زن صحرا میں
آیا اور کہا کہ یہاں سے نقب لگاؤ اور رات ہی رات تمام غلہ لاد کر کوہ پر بھیج دو عیاروں نے کہا کہ
غلہ نکال لانا تو آسان ہے کوہ تک پہونچنا بہت دشوار ہے اس لیے کہ لشکر ساریق چہار جانب سے
گھیرے ہوئے ہے طیفور نے کہا جس طرح ایک نقب اس طرف لگائی جائے اسی طرح
دوسری نقب کوہ کی طرف لگائی جائے اس طرف سے غلہ آئے اور اس طرف سے روانہ
کر دیا جائے خندق نے تمام شاگردوں کو اپنے جمع کر کے نقب لگانا شروع کی کوئی پہر رات
باقی ہوگی کہ دونوں نقبیں تیار ہوگئیں جسقدر سامان رسد کا تھا سب ایک خیمہ میں تھا گرد خیمہ کے
پہرا بٹھا دیا ان عیاروں نے سر نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور بوریاں غلہ کی لاد لاد کے روانہ کرنا
شروع کیں ایک لاکھ اسی ہزار یک بچہ طیفور کے اختیار میں تھا صبح ہونے سے پہلے کل غلہ
کوہ پر پہونچ گیا طیفور نے ایک نقب بند کرا دی اور دوسری نقب جو صحرا سے کوہ کی طرف
لگائی گئی تھی اسے رہنے دیا صرف دہنہ ایک پتھر سے بند کر دیا کہ شاید کوہ سے اترنے کی ضرورت
ہو اور صبح ہوتے ہوتے یہ سب کوہ پر پہونچ گئے یہاں اہل اسلام کو ایک وقت کا فاقہ ہو گیا تھا
کہ طیفور نے غلہ تقسیم کرنا شروع کیا ہر سپاہی کو دو دو وقت کا غلہ دے دیا بادشاہ اسلام
پریشان تھے کہ کیا تدبیر ہو قتل ہونے سے مرتے تو بھوکوں مر جائینگے کہ اک مرتبہ لوگوں نے
آکر بیان کیا کہ مہتر طیفور بادیہ گرد غلہ تقسیم کر رہے ہیں شاہی باورچی خانہ میں پہلے ہی سے
سامان پہونچ گیا تھا یہاں تو یہ رنگ تھے اور وہاں جو داروغہ آیا تو اسنے خیمہ کو غلہ سے خالی پایا
سر پیٹ لیا کہ یہ اتنا غلہ کون لے گیا آکر ساریق سے بیان کیا کہ لشکر بھوکوں مرے گا تمام غلہ
غائب ہو گیا تختگان نے تو صلواتہ بھیجی ساریق خفیف ہوا اور کہا کہ جلد ارجاسپ خون آشام کو رقعہ
کی طرف روانہ کرو کہ رسد لیکر آئے اسی وقت ارجاسپ خون آشام کچھ فوج لیکر روانہ ہوا یہاں
بالائے کوہ جب وقت آیا تو دستر خوان بادشاہ کے سامنے بچھایا گیا خاصہ چنا گیا بادشاہ نے طیفور کے
انتظام پر آفرین کی اور فرمایا کہ اگر خضران نے غلہ کا انتظام کیا تھا تو کوئی عجیب بات نہیں اسلیے کہ انکے
پاس زنبیل میں سب کچھ ہے کمال طیفور نے کیا کہ اس بے سامانی میں یہ سامان فراہم کیا یہاں سب نے
کھا پیا آسودہ ہوئے اور ساریق کے لشکر پر فاقہ گذرا اب دوسرا دن ہوا اور غلہ ہو چکا طیفور کو
پھر فکر پیدا ہوئی عیاروں کو ساتھ لیا اور اسی نقب سے نکلکر راہ صحرا اختیار کی وہاں ارجاسپ خون آشام
نے چھکڑے جنس کے بار کرائے اور لیکر چلا یہ خبر طیفور کو ہوئی کہ ارجاسپ خون آشام رسد
لیے ہوئے آتا ہے پس اسنے صورت اپنی لہراسپ خون آشام برادر ارجاسپ کی بنائی

اور عیارون کو سواران لشکر کی صورت بناکر ساتھ لیا اور روانہ ہوا راستے مین دیکھا کہ ارجاسپ
خون آشام رسد لیے ہوے چلا آتا ہے لہراسپ نقلی نے بڑھکر ملاقات کی اور پوچھا کہ کسقدر
چھکڑے ہین ارجاسپ نے کہا کہ پانچ سو چھکڑا جنس کا بار ہے لہراسپ نقلی نے کہا کہ حکم
خداوند کا یہ ہے کہ جو رسد آگئی ہو وہ لیکر ہماری خدمت مین حاضر ہو اور ارجاسپ خون آشام کو پھر
جانب سار لقیہ روانہ کرو کہ رسد کا بند و بست کرے یہ سنکے ارجاسپ نے کل رسد
لہراسپ کے حوالے کی اور آپ جانب سار لقیہ روانہ ہوگیا طیفور نے لہراسپ بن کے
سب رسد پر قبضہ کیا اور سوچا کہ کوہ پر جانے کا تو راستہ مسدود ہے پھر یہ رسد کیونکر پہونچے
جس مقام پر پہلے رسد جمع تھی وہین لاکر رکھی اور دہنہ نقب کا کھولکر بوریان خیمہ مین داخل کرنا
شروع کین عیار نقب کے ذریعہ سے لے لیکر راہی ہونا شروع ہوے لشکر مین خبر ہوئی
کہ رسد آگئی اب سب اس انتظار مین ہین کہ رسد تقسیم ہوگی یہان رسد ختم ہوگئی دو ایک سپاہی
آئے کہ داروغہ سے کہین کہ لشکر بھوکون مر رہا ہے یہان سنا کہ پایا جاکر ساریق سے بیان کیا
کہ رسد آئی تو مگر اب کچھ بھی نہین ہے ساریق نے کہا کہ تم لوگون نے شکم پرستی پر کمر باندھی خداوند
کی رحمت سب پر تمام ہوگئی ہے آخر وہ بھی تو ہمارے ہی بندے تھے ہمین یہ گوارا ہوا کہ بھوکے
رہین اہل لشکر نے جانورون کو ذبح کرکے بسر کی تلاش ہونے لگی کہ رسد کہان سے آئی تھی اور
کون لیگیا جو مزدور چھکڑے لائے تھے وہ چھکڑے کے کرایہ کے واسطے پریشان تھے کہ کس سے
لین قضائے کار لہراسپ خون آشام پر جو نظر ان مزدورون کی پڑی دہائی دینے لگے کہ یہ کونسا
انصاف ہے کہ آپنے محنت لی اور مزدوری نہین دی لہراسپ حیران ہے اتنے مین ہرکارون نے خبر دی
کہ عیاران اسلام لہراسپ کی صورت بنکر رسد لے گئے یہان تو شور و غوغا ہو رہا تھا اور وہان رسد
تقسیم ہو رہی تھی اب تمام سرداران اسلام رو بصحت ہین اور مظفر غازی بالکل اچھا ہو چکا ہے اور عارف
بن معروف بھی اچھا ہے کہ یہ دونون بھائی بہت کم زخمی تھے طیفور سے کہا کہ یہ رسد تم کیونکر لائے
طیفور نے سب حال بیان کیا مظفر غازی نے کہا کہ ارجاسپ پھر رسد لیکر آتا ہوگا طیفور نے کہا
کہ یقین ہے شام تک پہونچے گا مظفر غازی نے طیفور سے کہا کہ مجھے راستہ نقب کا بتا دو طیفور نے
بتا دیا مظفر نے اپنے تمام قزاقون کو جمع کیا اور نقب کے راستے سے صحرا مین نکلے اور جاکر اس
راستہ پر ایک باغ مین پوشیدہ ہو رہے جس طرف سے ارجاسپ خون آشام رسد لیکر چلا آتا تھا
جب رات ہوئی تو دیکھا کہ چند فتیلے روشن ارجاسپ گردبھر رسد لیے ہوے بھاگا بھاگ چلا آتا ہے بس
مظفر نے اپنے چھوٹے بھائی عارف بن معروف سے کہا کہ مین اس سے مقابلہ کرکے الجھاتا ہون اور سے
لڑکر دور لیے جاتا ہون تم رسد چھین کے لے جاؤ عارف نے کہا بہتر مظفر غازی نے چند قزاقون
سے آکر راہ روکی ارجاسپ خون آشام نے ڈانٹا کہ تو کون ہے مظفر غازی نے کہا کہ
ملک الموت ارجاسپ سمجھا کہ یہ کوئی قزاق ہے بڑھکر مقابلہ مین آیا مظفر نے تلوار علم کی جیسے ہی
ارجاسپ قریب پہونچا مظفر نے بوق پھونکی کہ مرکب سکا چرخ پا ہوا اور لیکر صحرا کی طرف بھاگا
مظفر نے بارہ ہزار قزاقون سے اشارہ کیا سب نے بوقین پھونکنا شروع کین اور تعاقب کیا مرکب
ایسا بھڑکا کہ سنبھل نہ سکا قزاقون نے بوقون کو اسقدر پھونکا کہ گھوڑا سرپٹ بھاگا آگے آگے
تو مرکب ارجاسپ کا بھاگا جاتا ہے پیچھے پیچھے قزاق تہور کرتے ہوے ساتھ ہین ادھر عارف

بن معروف آگے گرا نگہبانون کو قتل کرکے جھگڑے اپنے ساتھ لیکر جنگل کی راہ لی وہان بمشکل
ارجاسپ نے مرکب کو سنبھالا اور پلٹ کے آواز دی کہ کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے
منم ارجاسپ خون آشام جیسے ہی ارجاسپ نے قریب ہو بچکر تلوار ماری منظفر غازی نے
خالی دیکر ایسا ہاتھ مارا کہ گردن مرکب کی قلم ہو گئی مرکب نے چیخ مارا اور گرا پاؤن ارجاسپ کا
دب کے ٹوٹ گیا اور بیہوش ہو گیا منظفر نے ہمراہیان ارجاسپ کو مار کے بھگا دیا اور عارف
بن معروف کی تلاش مین چلے طیفور نے جو یہ رنگ دیکھا خندق نقب زن کو ساتھ لیا اور
وہین نقب صحرا کی طرف دور پہونچا کہ دہنہ نقب کا داکیا یہان یہ لوگ پریشان تھے کہ اب کس طرف
نئے کوہ پر جائین کہ طیفور نے کہا وہ سامنے نقب ہے نقب کے ذریعہ سے چلے چلیے یہ سبکے سب
سامان رسد لیکر داخل ہوئے اور دہنہ نقب بند کرتے ہوئے جانب کوہ راہی ہوئے چھکڑے
یوہین چھوڑ دیے یہ تو کوہ پر پہونچ گئے اور وہان ساریق کو خبر ہوئی تھی کہ بھیجے ارجاسپ خون آشام
سامان رسد لیے ہوئے آتے تھے منظفر بن غضنفر نے رسد چھین لی اور ارجاسپ کو زخمی کیا
یہ سنکے شدائد خان نے کہا یا خداوند آپ تو ان بندگان مغضوب کی اسقدر رعایت کرتے مین
کہ بندگان مطیع کی بھی اسقدر رعایت نہین کرتے مین چاہیے یہ تھا کہ وہ بھوکون مرتے ہم اسکے عوض مین
انھون نے ہمارے ہی لشکر کو فاقون پر ڈالتے دے رکھے مین اب مین طبل جنگ بجواتا ہون
سختگان نے کہا کہ فوج گرسنہ کیا لڑے گی شدائد خان نے کہا کہ صرف میری فوج ان
خدا پرستون کے واسطے کافی ہے یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دینے ہی کو تھا کہ ساریق نے
روکا اور ایک نامہ تحریر کیا کہ اے بندہ خاص الخاص تجکو مین نے اسی لیے سرگروہ اسلام پیدا کیا تھا
تو ان سب کو راہ راست بتائے گا اور اسی بنا پر تو نے مہلت بھی طلب کی تھی لہذا آٹھ روز
گذر گئے اب تجکو وعدہ وفا کرنا چاہیے سبکو لیکر حاضر ہو اور خداوند کو اپنے پہچان جس وقت
یہ نامہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچا اور بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے فرمایا مین نہین
جانتا کہ مہلت کسنے طلب کی تھی طیفور نے عرض کی کہ حضرت ان نے اس بہانے سے مہلت
مانگی تھی ورنہ یہ کافر ایک کو زندہ نچھوڑتے بادشاہ اسلام نے جواب مین تحریر کیا کہ او بے حیا
تو کسی طرح دعوائے خداوندی سے باز نہین آتا اسکا نتیجہ تیرے حق مین برا ہوگا اور مین نے
تجھ سے نہ مہلت طلب کی تھی اور نہ اقرار تجھ ایسے کافر کی اطاعت کا کیا تھا جو تجھ سے ہو سکے
قصور نکر ایتوہم سب گھرے ہوئے ہین یہ جواب جب ساریق کو پہونچا تو اسنے طبل جنگ بجوایا
ادھر بادشاہ اسلام نے کوس حربی بجنے کا حکم دیا دونون طرف کمر بندیان ہونے لگین لیکن
جسوقت بادشاہ اسلام کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ لشکر ساریق پر تیسرا فاقہ ہے شام کی رسد بھی منظفر غازی
چھین لائے تو بادشاہ اسلام نے قیس بن مقبل سے حکم دیا کہ تم اس وقت کی کل رسد لیجا کے ساریق
کے سپرد کر دو اور کہدینا کہ اسے لشکر مین تقسیم کرو تا کہ فوج آسودہ حال ہو کر لائق مقابلہ ہو قیس بن مقبول
نے کل سامان ساتھ لیا اور کوہ سے اتر کر لشکر مین پہونچے یہ خبر ساریق کو ہوئی کہ بادشاہ اسلام نے
منظفر سے رسد لیکر بھیجی ہے یہ عدالت بادشاہ آفرین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ دیکھو مین جو اپنے بندگان
منکر کا پاس و لحاظ کرتا ہون اسکا یہی سبب ہے کہ انمین عدل و انصاف کسقدر موجود ہے ساریق
نے قیس بن مقبول کے استقبال کے لیے لوگ بھیجے اور بہت بھاری خلعت پیش کیا قیس بن

مقبول نے کچھ نہین لیا اور رسد کا غلہ سپرد کر کے چلے آئے فوج ساریق اگرچہ گرسنہ نہ تھی گھوڑے
اور بھینسے ذبح کر کر کے کھائے تھے لیکن دو وقت سے اناج کو ترسے ہوئے تھے اسی وقت غلہ تقسیم
ہوا اور سبنے کھایا پیا آسودہ ہوے سیکڑون کافر تو دعائین دیرہے تھے کہ اہل اسلام بڑے رحم دل ہین
غرضکہ طبل بجتے بجتے رات تمام ہوئی اور سپیدہ سحری نمودار ہوا ستارے جھلا جھلا کے غروب ہونے لگے
بالاے کوہ اذان کی آواز بلند ہوئی کفار نے یا خداوند ساریق کا شور کیا شدائدخان نے اپنا فیل طلب کیا
اور اسلحہ تن پر آراستہ کر کے فیل سپید پر سوار ہوا اور رخ کوہ کا کیا اس وقت شاہزادہ سکندر رستم خونے
کوہ پر سے آواز دی کہ او شدائدخان اب ہم تیرے مقابلہ مین عاجز نہین ہین یون تیرا کوہ پر پہونچنا دشوار
ہی تو جگہ دے تو ہم زیر کوہ اتر کر تیرے مقابلہ کو موجود ہین شدائدخان نے میدان دیا اہل اسلام کوہ سے
رفتہ رفتہ اترنے لگے صرف قبیل بن مقبول کو مع ایک لاکھ ناوک اندازون کے حفاظت بادشاہ
کے لیے چھوڑا باقی کل فوج اتر آئی اور بمقابل لشکر کفار صفین باندھ کے کھڑے ہوے جس وقت صف
آرائی ہوچکی اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے تو جانب صحراے تنق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہی
جب گرد قریب پہونچ کے شق ہوئی تو دیکھا کہ صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ مع
خواجہ خضران ومشترقران چلے آتے ہین امیر نے آتے ہی اپنی فوج کو زیر کوہ صف آرا دیکھا
اور اس طرف لشکر ساریق مین صف بندی دیکھی ادھر سردارون نے جو صاحبقران کو آتے
دیکھا نقارہ شادمانی بجایا سردار واسطے استقبال کے آگے بڑھے اور امیر با توقیر کو لا کے صاحبقران
زیر علم اژدہا پیکر لا کے قائم ہوئے پس شدائدخان نے جو دیکھا کہ صاحبقران آگئے آ کے اپنے فیل
سپید کو جولان کیا اور میدان مین آکر پکارا کہ ای امیر عرب آج ہمارے تمھارے خاتمہ کی لڑائی
ہوجائے اور قسم ہوجائے کہ زخمی ہون یا مارے جائین مگر میدان سے منہ نہ موڑین آج امتحان
جرأت ہو صاحبقران نے فرمایا مجھے ہر طرح منظور ہی جسوقت دونون لشکرون مین یہ قسم ہولی
تو خضران عیارون کو لیکر لشکر سے علیحدہ ہوے اور یہ ارادہ کیا کہ اب آج ساریق کو گلستان باختر
مین ٹھہرنے کی جگہ بھی نہ دونگا یہ بھاگے تو تنگ سارلقیہ مین قیام کی جگہ بھی نہ پائے یہ تو تم اس طرف
قیطوون کے پھونکنے کی فکر مین روانہ ہوگے اور یہان شدائدخان ہندی اپنی تمام فوج کو لیکر لشکر
اسلام کی طرف بڑھا یہ معلوم ہوا کہ اک ابر سیاہ جھوم کر چلا بارہ ہزار فیل گھنٹے ہلاتے ہوے اور
پہلوانان ہندی بڑی بڑی پگڑیان باندھے ہوے لنگتے لگائے ہوے فیل سوار اس طرف سے
صاحبقران مع سرداران اسلام بڑھے پہلے شدائدخان اور امیر سے سامنا ہوا شدائدخان
نے گرز مارا صاحبقران نے سر گرشاسپ بلندی گرز جو سر پر ٹھہرا تو پھینکے پیدا ہوئے اور کلہ گرز کو
پکڑ لیا امیر نے جھٹکا مارا کہ شدائدخان رندے منہ گردن فیل پر آرہا امیر نے دوسرا ہاتھ
بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اس زور سے اچھالا کہ تمام اہل لشکر نے دیکھا گرتے وقت دوال
کمر پر ہاتھ تیغ خارہ شگاف کا مارا کہ شدائدخان کے دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا بس اسکا مرنا تھا
کہ تمام فیل سوارون مین اک خروش ہوا کہ ارے مارا اس عرب کو غضب کیا اسنے کہ ہمارے سردار کو مارا
یہی نعرہ بھی کے نکلنے پائے ادھر سے سرداران اسلام نے تلوارین کھینچین اس وقت تک یہ لوگ
فیل سوارون کی جنگ سے بیخبر تھے کہ یہ کس طرح لڑتے ہین اس دھوکے مین زخمی ہوے آج تو
ان لوگون نے بھی ڈھنگ لڑائی کا بدل دیا جب فیل سوار کے سامنے پہونچے کسی نے فیل کی سونڈ

قلم کردی کسی نے اگلے ہاتھ کاٹ دیے بس زخمی نے چرخ مارا جو فیل سوار فیل سے نیچے آیا اُسکو تیغ
کیا خضران نے جاتے جاتے طیفور کے سر چند عیار کر کے صاحبقران اور دیگر سرداروں کی حفاظت
کے لیے چھوڑ دیا تھا طیفور نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بارہ ہزار فیل ہیں سرداران اسلام انکو کہانتک قتل
کرینگے بس اسنے حقہاے آتشبازی کی باڑھ ماری حقے جو فیلوں کے غول میں گر کر دغتے ہیں تو فیل
ڈرے اور پلٹ کے لشکر ساریق پر جا پڑے لشکر کو پامال کرنا شروع کیا ہرچند فیل سوار روکتے
ہیں مگر یہ فیل کب رکتے ہیں طیفور نے ہاتھیوں کا پیچھا کیا اور حقہاے آتشبازی داغ داغ کے مارنا
شروع کیے سخنگان نے ساریق سے کہا کہ اب تقدیر گریز کا موقع ہے ساریق حیران تھا کہ یہ تو دہی شش
ہوگئی کہ کون ہاتھی اپنی فوج کو مارے آخر لشکر ساریق نے ہاتھیوں پر سنگ باری اور تیر باری
شروع کی نیزہ داروں نے بڑھ بڑھ کر روکا لیکن یہ کب رکتے ہیں فوج کو پامال کرتے چلے آتے ہیں
پیچھے انکے عیار ہیں دم لینے کی مہلت نہیں دیتے ہیں فوج ساریق کی دبتی چلی آتی ہے ساریق نے
اپنے قیطولوں کا رخ کیا کہ یکایک دیکھا کہ قیطولوں پر شعلے اٹھ رہے ہیں اور قیطول جل رہے ہیں
ملک سار یقیہ کے لوگ بھاگتے چلے آتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ دہائی ہے خداوند کی ساریق حیران
ہوا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے وہاں خضران نے تمام شہر میں غدر برپا کردیا یہ مکان جلا دیا اُس گھر میں آگ لگا دی
اور لوٹ لیا قیطولوں کے گرد لکڑیاں اور کمل اور کپڑے اور پھونس اور رال اور گھی وغیرہ شہر سے
جو جو چیز ہاتھ آئی قیطولوں کے گرد جمع کر کے آگ لگا دی قیطول جلنے لگے اب ادھر تو تمام گلستان باختر
آتش بہار ہو رہا ہے اُدھر فوج فیلان ہندوستان اُلٹی جو بھری ہے تو فوج کا ستھراؤ کیے دیتی ہے
بہت سے سرداران کفاران ہاتھیوں نے ہلاک کیے اہل اسلام ہنستے چلے آتے ہیں آخر کار کفار نے
پیچھے جگہ دیدی کہ تمام ہاتھی نکلے چلے گئے اب سرداران اسلام آکر لشکر ساریق پر گرے تلواریں
مارنا شروع کیں کفار نے بھی تلواریں کھینچیں جنگ مغلوبہ ہوگئی اُدھر الماس خان ہندی نے
صحرا میں پہونچکر ہاتھیوں کو جمع کیا اور پھر یہ پرے جما کر لشکر اسلام کی طرف چلا سیارہ کوچک نے
شاہزادہ سکندر سے خبر کی کہ وہ ہاتھی پھر آتے ہیں بس سکندر نے زلزال بن زلزلہ اور عنقاشے
کوہ پیکر اور منظہر پریزاد اور دیگر سرداران نامی کو ساتھ لیا اور لشکر اسلام سے علحدہ ہو کر الماس خان
کے سدراہ ہوئے اُدھر تو امیر نے گھوڑے کو رانوں میں مسلا اور تخت ساریق کا رخ کیا فوج
کو مسمار کرتے ہوئے صفیں گراتے پرے بچھاڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں عین گرمی
جنگ میں زرتاش تیر لب سے اور شہنشاہ گوہر کلاہ سے سامنا ہوا زرتاش نے تلوار
ماری شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا سپر پہ روکا تلوار سپر میں در آئی شہنشاہ گوہر کلاہ نے بلچک
دی تلوار زرتاش کی ٹوٹی اُسنے قبضہ منہ پر کھینچ مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے وار اسکا خالی دے کر
پلٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا زرتاش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے غلام نے شہنشاہ گوہر کلاہ
نے بیدی سے سر اسکا کاٹ کر نیزے پر بلند کیا اور ساتھ ساتھ شہنشاہ گوہر کلاہ کے چلا اُدھر
نمرود زحل پیشانی اور آصف انجم طلعت سے سامنا ہوا نمرود نے تبر مارا آصف نے تبر کو قلم
کر کے کمر کا ہاتھ مارا کہ نخل حیات نمرود کے قطع کیا انکے غلام نے بھی سر نمرود کا قلم کر کے نیزے
بلند کیا مریخ تیغزن سے اور محتشم بن ہاشم سے سامنا ہوا مریخ نے تلوار ماری محتشم نے وار
اسکا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ کہرہ کا اس بے بہرہ کو مارا سر گردن سے اڑ گیا اسکے علم دار

بختی نے دوڑ کر سر اُٹھالیا اور پرچم کے مقام پر آویزاں کیا شہنشاہ صف شکن سے اور اہرمن دیوپیکر
سے سامنا ہوا اہرمن نے زنگولہ زنجیر بند مارا شہنشاہ صف شکن نے تلوار سے دونوں زنگولے
قلم کیے اور ایسا ہاتھ مارا کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اسکا سر بھی نیزہ پر بلند کیا گیا بلقیس بن تہمورث نے
عدیل گرگدن سوار کو مار کر اسکا سر کاٹ کر نیزے پر بلند کیا داراب ثانی نے معدول گرگدن سوار
کو مارا شاہزادہ رفیع البخت سے اور طرطوس خشت انداز سے سامنا ہوا طرطوس نے
خشت آہنی ماری رفیع البخت نے خشت کو خالی دیکر اسکو نیزے پر اُٹھالیا اُدھر سہراب سے
اور مرغوب سنگ انداز سے سامنا ہوا مرغوب نے منجنیق میں پتھر تین سو من کا رکھ کر سہراب پر
کے مارا سہراب نے خالی دے کر اسکو بھی نیزے پر اُٹھالیا اور سرداروں کے
ساتھ تو سر حریفوں کے نیزوں پر بلند تھے اور ان دونوں کے ساتھ پوری پوری لاشیں
نیزوں پر پھڑک رہی تھیں اُدھر صاحبقران دوران سے اور اقہر روئین تن شگاف سے
سامنا ہوا اقہر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور دوڑ کر ساطور مارا صاحبقران نے مرکب سے
مرکب کو ملا کر دستہ ساطور پر ہاتھ ڈال دیا اور ہنگا مارا کہ ساطور ہاتھ سے اقہر کے نکل گیا
امیر نے وہی ساطور مارا کہ اقہر کے مع فیل چار ٹکڑے ہوے مرتے ہی اقہر کے فوج
کے جی چھوٹ گئے اُدھر طیفور نے جلدی سے سر اقہر کا قلم کر کے نیزے پر بلند کیا اتو سنگان
نے ساریق سے کہا کہ جلد بھاگو ورنہ آج ہی خاتمہ ہو جائے گا ساریق نے کہا ای بندگان من
تقدیر گریز نیس یہ کہنا تھا کہ فوج نے ساریق کو حلقہ میں لیا اور لیکر راہ فرار اختیار کی اہل اسلام
کوس بھر تک انکو بھگاتے ہوے آئے آخر فوج تو پلٹی مگر سرکار بے تعاقب میں روانہ ہوے
دیکھیں اب یہ کہاں قیام کرتا ہے اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے جرنگر فیلان جنگی پر حملہ
کیا جو فیل سوار آگے بڑھا تلوار ماری کہ سونڈ اُڑ گئی دوسرے ہاتھ میں فیل سوار کو مارا آن واحد میں
ستھراؤ کر دیا آخر فیل سواروں میں آواز امان بلند ہوئی سکندر رستم خو نے کہا کہ امان بشرط ایمان
سبنے قبول کیا اور اطاعت بدل اختیار کی الماس ہندی بھی مسلمان ہوا بارہ ہزار ہاتھیوں
میں سات ہزار ہاتھی باقی رہ گئے اُدھر تو سکندر بافتح و فیروزی میدان سے پھرے کہ اب
چلکر پھر امیر کے شریک جنگ ہوں اُدھر صاحبقران نے جنگ سر کر کے نقارہ شادیانی
بجایا جسقدر ساریق پرست تھے انمیں سے قریب نصف کے مسلمان ہوے اور چہارم قتل
ہوئے اور چہارم ہمراہ ساریق کے فرار ہو گئے صاحبقران اسی طرح سر سرداران کفار اور عزیزان
ساریق کے نیزوں پر بلند کیے ہوے داخل ملک ساریقیہ ہوے یہاں خضران نے اسقدر
لوٹا تھا اور شہر کو تاراج کیا تھا کہ لوگ نام صاحبقران کی دہائی دے رہے تھے ہزاروں
گھر جلے پڑے تھے سیکڑوں گھر جل رہے تھے عیاروں نے اسباب لوٹ لوٹ کے
جمع کیا تھا کہ انبار ہو گیا تھا امیر نے شہر کی یہ حالت دیکھکر تلوار نیام میں کی اسیوقت سے کشت و خون
موقوف ہوا صاحبقران آکر ایوان شاہی میں مع بادشاہ اسلام رونق افروز ہوے اور اسیوقت
بتخانوں کے منہدم ہونے کا حکم دیا تمام بتخانے گرا دیے گئے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے بنیاد مسجد کی
قائم کی سنگ بنیادی نصب کیا گرو ساؤ شہر حاضر ہوے نذریں گذریں نگین سکہ نام پر بادشاہ
جم جاہ کے جاری ہوا لاشیں میدان سے اٹھوائی اور پٹوائی گئیں تو تین شبانہ روز صرف ہوے

لاکھون کا کشت و خون ہوا تھا زمین صحرا کی خون سے لالہ گون ہو رہی تھی ہزارہا کوتل گھوڑے
صحرا مین رواں دواں تھے خضران نے لوٹ کا مال صاحبقران سے معاف کرا کے نذر تزبیل کیا
چہارم مال و اسباب سب عیارون پر تقسیم کر دیا اسکے بعد میدان جنگ کی طرف متوجہ ہوے جسقدر
اسلحہ پڑا تھا سب سمیٹ کے داخل زنبیل کیا بلکہ ٹوٹے ہوے ٹکڑے تلوارون تک کے اٹھا لیے
کہ یہ قصائیون کے ہاتھ بیچ ڈالینگے بعد اسکے صحرا مین جا کر بہت روز تک چھوٹے ہوے گھوڑون کو
پکڑ پکڑ کے جمع کیا اور سوداگرون کے لشکر صاحبقران مین داخل ہوے اور سب گھوڑون کو بیچ
کے نقد ہو رہے اب یہان صاحبقران عالی شان تو مصروف اہتمام و انتظام ملک مین یہ بھی انتظار
ہے کہ مسجد جامع تیار ہو تو نماز با جماعت پڑھین اور ہرکارون سے سارلق کے کوئی خبر ملے تو
تعاقب مین روانہ ہون اور ہنوز کوئی حاکم بھی یہان کا معین نہین ہوا ہے۔

لیکن اب یہان سے چند کلمے داستان راندہ درگاہ خدا یعنی سارلق بن لقا کے بیان کیے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ سارلق ملعون جو شکست کھا کے بھاگتا ہے تو تین شبانہ روز تک اسنے
دم نہ لیا اور پلٹ کے بھی نہ دیکھا کہ کوئی پیچھے آتا ہے یا نہین صاحبقران نے تو اسے تھوڑی ہی
دور بھگا کے چھوڑ دیا تھا لیکن عمر صاحبقران عالی شان نے اسکو تین روز تک پھر کے دیکھنے کی
بھی مہلت نہ لینے دی سارلق نے ایک صحرا مین ہو بجکر قیام کیا ساتھ اسکے چند سردار مین جو کہ باقی
رہگئے ہین اور کوئی تین لاکھ کی فوج ہے اور شکستگان ہے رات بھر ان سبنے دم لیا صبح کو پھر کوچ کر کے
آگے روانہ ہوے جاتے جاتے بعد کئی روز کے کنارے دریاے طوفانی کے پہنچے یہ بہت بڑا تھر
دریا تھا اور دریا کے اس پار ایک شہر وسیع ہے سارلق نے وہان کے لوگون کو بلوا کے دریافت کیا
کہ اس شہر کا حاکم کون ہے اور کیا مذہب رکھتا ہے ان لوگون نے بیان کیا کہ بالفعل افلاک دیو سر یہان کا
حاکم ہے اور مذہب اسکا ابلیس پرستی ہے اور علاوہ ابلیس کے اور خداوند بھی جسقدر گذرے
ہین سبکو مانتا ہے اور نام خدا پرستان کا دشمن ہے انسان کا ہے کو ہے اک بلاے سیاہ ہے
آواز اسکی اسقدر سخت و کرخت ہے کہ جسوقت وہ نعرہ کرتا ہے تو حریف کو فوراً گر دوران سر پیدا ہوتا
ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے سارلق نے کہا کہ اسی شہر مین چلکر پناہ لینا چاہیے ملاح و جہاز رانون کو اسی وقت جہاز
طلب ہوے اور سارلق مع لشکر جہازون پر سوار ہو کے دریا کے اس پار اترا یہ خبر افلاک
دیو سر کو پہونچی کہ خداوند باختر ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر اور پریشان ہو کے
اس طرف آیا ہے اور دامن پناہ چاہتا ہے بس اسیوقت افلاک دیو سر مع ارا کین دولت سوار
ہو کے جانب دریا بڑے استقبال روانہ ہوا جسوقت کنارے دریا کے پہونچا تو سارلق کو
سجدہ کیا اور نہایت عزت کے ساتھ لیکر شہر مین آیا سارلق نے دیکھا کہ انسان کا ہے کو ہے اک
دیو ہے آنکھین زرد ہین سر کے بال نہایت سخت بدن پر مثل خرس کے بال ہین سر پر اک شاخ مانند
کرگدن کے صورت دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا اور جب بات کرتا تھا تو آواز کانون کو ناگوار ہوتی تھی
اب اسنے سارلق کی دعوت و ضیافت کا سامان کیا اور ہرکارے جو کہ تعاقب مین اسکے آئے تھے
بخدمت حمزہ صاحبقران روانہ ہوے کہ جاکر اطلاع کرین اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن یہان سے چند کلمے داستان حسرت نشان جوان رنجور شاہزادہ طیمور کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

ناصحا دور بھی ہو دور تو بکتا کیا ہی
ہمکو وحشت ہی تو ہو پھر تجھے سودا کیا ہی
چشم گریان کا ہماری تجھے رونا کیا ہی
ہمنے مانا کہ ہماری اُنھین پروا کیا ہی
دل جو اسپر بھی نہ مانے تو اجارہ کیا ہی

کیا جتاؤن کہ مری خواہش بیجا کیا ہی
کیا گذارش کرون سر کو مرے سودا کیا ہی
کیا کرون عرض مری چشم کو رونا کیا ہی
کیا بتاے دل بیتاب ارادا کیا ہی
آپ مل جائین تو پھر اور تمنا کیا ہی

اُنکو اغیار کی چاہت پر اگر غرّا ہی
وہ مین نادان اُنھون نے ابھی دیکھا کیا ہی
نہ مجھے اُنسے شکایت نہ مجھے شکوا ہی
چاہنے والا زمانے مین کسے ملتا ہی
وہ سمجھتے ہی نہین عاشق شیدا کیا ہی

رشک کمبخت مرا کرتا ہی مجھکو بیتاب
دیکھو پھر کہتا ہون تمکو نہین زیبا ہی نقاب
نہین چھپنے کا چھپانے سے رخ عالمتاب
میری آنکھون مین رہو شوق سے مثل مردم حجاب
پردہ چشم سے بہتر کوئی پردا کیا ہی

وہ نہین چاہتے کی ہمنے تو چاہت اُنسے
دشمنی اُنکو ہی ہمکو تو ہی اُلفت اُنسے
وہ نہین لیتے ہمین تو ہی محبت اُنسے
اُنکو نفرت ہی سہی یان تو ہی رغبت اُنسے
وہ ہمارے ہین ہم اُنکے ہین کسیکا کیا ہی

جسقدر چاہین ستائین وہ ہمارے دلکو
خاک مین چاہے ملائین وہ ہمارے دلکو
جتنا جی چاہے رُلائین وہ ہمارے دل کو
چاہے جس طرح ستائین وہ ہمارے دل کو
دی ہوئی چیز مین اُنسے ہمین دعوی کیا ہی

نہ تو وہ میری تباہی کا سبب سنتے ہین
ٹال جاتے ہین وہ قصہ مرا جب سنتے ہین
نہ ستم سنتے ہین اپنا نہ غضب سنتے ہین
میرے کہنے سے مرا حال وہ کب سنتے ہین
خود سمجھ لینگے کبھی اُنسے تقاضا کیا ہی

ضعف سے چہرہ مرا زرد تو رہتا ہی ضرور
لب پہ میرے نفس سرد تو رہتا ہی ضرور
دیدہ تر صفت درد تو رہتا ہی ضرور
دونون پہلو مین مرے درد تو رہتا ہی ضرور
دل کے کہنے مین کیا جانون کلیجا کیا ہی

دل لگی چھوڑ دو خدا کے لیے بولو ضابط
جو کلیم اُنکے تو یہ راے نہ تم دو ضابط
یار نے اپنے بہت صدمہ ہی اُسکو ضابط
ہوش مین آؤ ذرا خیر ہی سمجھو ضابط
ایک جانب کی محبت کا نتیجا کیا ہی

غرض کہ الفت و خواہان بحر مودت گوہر مدعاے دل کا اسطرح تلاش کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور تیر بردور نے غم دوری معشوقہ سے تنگ آکر خودکشی پر کمر ہمت کو چست باندھا اور دست و پا کو کمند سے جکڑ کر اپنے کو دریا مین گرایا کہ ڈوبتے وقت ہاتھ پاؤن بھی

نہ ہلا سکون اور اگر نیت بد ہو تو اپنے کو موت سے نہ بچا سکون تو قسمت ہنستی تھی اور کہتی تھی کہ چند روزہ
تکلیف ہے اس سے پریشان نہو اسلیے کہ ستارہ اقبال تیرا اور بلندی پر آیا چاہتا ہے اور تجھ کو
مرتبہ اعلےٰ پر پہونچایا چاہتا ہے چنانچہ شاہزادہ سلیمان صاحبقران کو پردۂ قاف مین بیٹھے بیٹھے یہ خیال
آیا کہ خدا جانے طیمور کس حال مین ہے بہت دن ہو گئے کہ دیو بھی اُسکی خیر و عافیت کی خبر نہ لایا
نہ مژدہ صحت وری سنایا اُنھون نے پریشان ہو کر دیو سلیس کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا
کہ تو طیمور کو اچھی طرح پہچانتا ہے جا پردۂ دنیا پر اور طیمور کو لے آ دیو سلیس یہ سُنتے ہی اڑا اور جانب
پردۂ دنیا روانہ ہوا اول یہ شہر زرینہ مین پہونچا وہان طیمور کو نہ پایا صورت انسان کی بنا کر شہر مین آیا اور
دریافت کیا کہ شاہزادہ کہان گیا ہے معلوم ہوا کہ بہارستان مغرب کی جانب تشریف لے گئے ہین
چنانچہ دیو وہان سے بہارستان مغرب مین آیا جب یہان بھی نہ پایا تو پتہ پوچھتا ہوا شہر لیلونیہ
تک پہونچا اور وہان سے بعد دریافت حال شہر حسن آباد کی راہ لی دیکھا تو واقع مین شاہزادہ
کا لشکر اترا ہوا ہے اب دیو نے یہان بھی اجنبی بن کے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ باغ مین
ہے باغ مین پہونچا اور اُس طرف آیا جدھر دریا تھا تو اس وقت پہونچا کہ طیمور نے یہ شعر پڑھ کر اپنے
کو دریا مین گرایا شعر تمھارے ہاتھ سے تنگ آ گئے ہین خون اپنا کرتے ہین ٭ بمجبوری گلے کو کاٹتے
ہین تہیہ مرنے ہین ٭ بس یہ دیکھتے ہی دیو نیچے جھکے گرا ہنوز شاہزادہ آب دریا سے آشنا ہونے
پایا تھا کہ دیو جا پہونچا اور طیمور کو لیکر جانب پردۂ قاف راہی ہوا طیمور تموج ہوا سے بیہوش
ہو گیا یہان سلیمان صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے تھے یہ وہ وقت تھا کہ پریزادان قاف بجمع تھین
ناچ ہو رہا تھا کہ دیو سلیس اُسی حالت سے طیمور کو لیے ہوے پہونچا اور سامنے صاحبقران
کے ڈال دیا دیکھا سلیمان صاحبقران نے ہاتھ پاؤن کمند سے بندھے ہوئے ہین چہرہ متغیر
ہے گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوے دیو سلیس سے کہا کہ ارے یہ اسکی کیا حالت ہے دیو سلیس نے
بیان کیا کہ مین انکو شہر حسن آباد سے لایا ہون اُس وقت پہونچا کہ اُنھون نے اپنے ہاتھ سے
دست و پا باندھ کے اپنے کو دریا مین غرق کرنے کا قصد کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ مجھ سے اسکی یہ حالت نہین دیکھی جاتی یہ فرما کر کمند کو کاٹ کر دست و پا سے علیحدہ کیا اور پریزادون
سے کہا کہ تم اسے ہوشیار کرو پریزادین آ کر جمع ہو گئین کوئی بازو باندہ رہی تھی کوئی لخلخہ زلف
معنبر کا سنگھا رہی تھی کوئی منہ پر گلاب چھڑک رہی تھی کہ اک مرتبہ طیمور کو ہوش آیا تو گرد اپنے
مجمع پریزادون کا پایا فرمایا کہ ارے ملکہ کہان ہے مین اُنسے کہدو کہ للہ اب نہ ترساؤ صورت دکھاؤ ہم جان
دے کر یہان تک آ گئے ہین دل پر داغ ساتھ لائے ہین تمھارے ہجر مین جسقدر صدمے اُٹھائے
ہین اُسکی سند دیکھ لو یہ سُنتے ہی پریزادون نے کہا کہ اے شہریار کیا آپنے اپنی کنیزون کو نہین پہچانا فرمایا
مجھے اُس وقت ملکہ کی جدائی مین دنیا اندھیری ہے کچھ دکھائی نہین دیتا ہے تم سب میرے سامنے سے ہٹ جاؤ
کیون آڑ کیے کھڑی ہو اب مجھ مین غم فرقت اُٹھانے کی تاب نہین ہے یہ سُنتے ہی وہ سب پریزادین سامنے
سے ہٹ گئین اور نظر طیمور کی سلیمان صاحبقران پر پڑی اُٹھ کر سلام کیا اور کہا کہ مین کیا خواب دیکھتا
ہون صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ اے طیمور یہ بیہوشی نہین ہے بلکہ عین ہوشیاری ہے تم اس وقت
پردۂ قاف مین ہو بہت روز سے تمھاری خیر و عافیت نہ معلوم ہونے سے دل گھبرایا تو مین نے دیو کو
بھیج کر اُٹھوا منگایا اب تم اپنا حال بیان کرو کہ یہ کیا حالت ہے اے طیمور اگر تمکو خدا پرستون سے ایذا

پہونچی ہو تو بھی مین تمھاری طرف سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کو موجود ہون تمھاری یہ حالت مجھ سے نہین
دیکھی جاتی جلد اپنا حال بیان کرو کہ تم پر کیا گذرتی ہی طیمور نے شرما کے گردن جھکالی اور کہا کہ کیا عرض
کرون میرا حال ناگفتنی ہی خصوصاً بزرگون کے سامنے بیان کرنا تو بالکل بے حیائی ہی فرمایا نہین کچھ شرم
کی بات نہین ہی اتنا تو مین سمجھ گیا کہ تم کسی کی محبت کے مارے ہوے ہو اسکے غم فرقت نے تمھارا
یہ حال کر دیا ہی اسلیے کہ دو اک کلمات حالت بیخودی مین تمھاری زبان سے ایسے نکل گئے جنسے
مین یہ سمجھ گیا کہ تم دردرسیدہ ہو لیکن مفصل نہین سنا اے طیمور اگر ضرورت ہو تو مین تیرے لیے
آگ مین پھاندنے کو موجود ہون تجھے دیکھنے سے میرے قلب کو تسکین ہوتی تھی لیکن اس وقت تو
دل دُکھ گیا یہ سنکے طیمور نے بیان کرنا شروع کیا کہ جس وقت مین آپ سے رخصت ہو کر پردہ
دنیا پر گیا ہون تو مین نے پہلے بہارستان مغرب مین جا کر آپ کے ارشاد کے موافق شادی اپنی
ہمشیر کی وحید الملک کے ساتھ کر دی بعد اس کام سے فراغت کرنے کے طلسم گلشن باقی
کی سرحد مین پہونچا وہین دیو مارا گیا جو آپنے میری عافیت دریافت کرنے کے واسطے معین فرمایا تھا بعد اسکے
ملک کیوانیہ مین پہونچا اس ملک کو اک اژدہے نے ویران کر دیا تھا مین نے اس اژدہے کو
مار کر ملک کو پھر سے آباد کیا ایک روز سیر دریا مین مصروف تھا کہ مور نیلمی دختر بادشاہ حسن آباد
کی نمودار ہوئی وہین سے سلسلہ ملاقات و محبت شروع ہوا آخر سوداگر کے ساتھ مین شہر حسن آباد
مین پہونچا اور تنہا پہلوانان حسن آباد کو زیر کیا اور بادشاہ کو شکست دیکر مطیع بنایا اور آئینہ پرست
کیا اُسکے بعد شادی میری ملکہ کے ساتھ ہوئی لیکن شب عروسی کو یہ آفت گذری کہ اک سیاہی
گری اور عروس نظرون سے غائب ہو گئی اگرچہ نجومیون نے خبر بیان کی کہ وہ زندہ ہی لیکن بعد کوشش
بسیار کے اُس سے ملاقات ہو گی لیکن مجھے اُس بیان سے تسکین نہین ہوئی اسلیے کہ ممکن ہی
کہ انھون نے میری تسکین کے لیے یہ کہدیا ہو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیمور تم صدمہ نکرو
اگر عروس تمھاری زندہ ہی تو کسی مقام پر کیون نہو مین آگ مین پھاندونگا تمھاری عروس کو تم سے
ملا دونگا تم اطمینان رکھو اور پریشان نہو یہ فرما کر پریزادون کو ناچنے اور گانے کا حکم دیا پریزادین
ناچنے لگین مگر طیمور کا دل تو اختیار سے باہر تھا اسکی نگاہون مین کوئی بہار اچھی نہ معلوم ہوتی
تھی سلیمان صاحبقران نے اسکا جی بہلنے کے لیے یہ سامان کیا تھا مگر طیمور نے عذر کیا کہ مجھے
معاف رکھیے مین اس راگ رنگ سے پریشان ہوتا ہون سلیمان صاحبقران نے فرمایا
کہ وہ بات کرو جس سے جی بہلے طیمور نے عرض کی کہ سکوت اور تنہائی مجھے زیادہ پسند ہی
صاحبقران قاف نے ارشاد فرمایا کہ اے طیمور ہمارے سر کی قسم اب ایسی جہالت کا
تعہد نکرنا خودکشی دلیل کم ہمتی کی ہی اگر دشمن تمھارے ہلاک ہو جاتے تو ملکہ کی زندگی کیسی خراب
ہوتی یہ چند روزہ گردش زمانے کی ہی جب دن اچھے آئینگے پھر ملکہ ہو گی اور تم ہو گے یہ سنکے
طیمور نے اک آہ سرد کھینچی اور عرض کی کہ اب ملکہ سے ملاقات ہونا کبھی یہ بھی تو نہین معلوم
کہ وہ ہی کہان سلیمان صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہماری اقلیم مین اک بزرگ ہین کہ نام
نامی اُنکا سلیمان روشن ضمیر ہی وہ تمام حالات گذشتہ اس طرح بیان کر دیتے ہین کہ گویا
دیکھ چکے ہین اور حالات آئندہ کی نسبت بھی اُنکے احکام نہایت صحیح ہوتے ہین تم اُنکے پاس
تمکو لے چلونگا یقین ہی کہ وہان مقصد دل تمھارا بر آیا ہوگا اور کوئی راہ وصل معشوق کی پیدا ہوگی

جب معشوق کا نام آتا تھا تو طیمور شرما کے آنکھ نیچی کر لیتا تھا یکایک طیمور کو خورشید زرین کمر کا خیال آیا
صاحبقران قاف سے عرض کی کہ میرے والد ماجد میرے غم میں ہلاک ہو جاوینگے مین چاہتا ہون
کہ مجھے خیر و عافیت شہر حسن آباد کی منگا دیجیے اور میرے بھائی شاہور کو بلوا دیجیے کہ وہ بغیر میرے
زندہ نہین رہ سکتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ مین اپنے دیو کو بھیجتا ہون بس اسی وقت صاحبقران
قاف نے دیو سلیس سے پھر ارشاد فرمایا کہ تو جا اور کوئی نشانی طیمور کی لیے جا اور انکے والد کو
خیر و عافیت سے اطلاع دینا اور شاہور شیر دل کو لیتا آنا یہ سنکے اسی وقت دیو سلیس جانب شہر
حسن آباد روانہ ہوا یہان کی یہ حالت تھی کہ جو لوگ شاہزادہ طیمور کی محافظت کرتے تھے جس وقت
وہ خواب سے بیدار ہوے اور طیمور کو نہ پایا تو نہایت پریشان ہوے ہرچند تلاش کیا مگر طیمور
کہان آخر یہ خبر بادشاہ حسن آباد اور خورشید زرین کمر کو ہوئی ان دونون کی آنکھون مین دنیا تیرہ و
تار ہو گئی اور سینے غم مین طیمور کے بیہوشی اختیار کی تمام شہر حسن آباد ماتم کدہ ہو گیا ایک
تو ملکہ کا غم تھا دوسرا غم شاہزادہ طیمور کا ہوا دونون صدمون نے دنیا اندھیر کر دی ایسی حالت مین
دونون بادشاہ ایک ہی مقام پر بیٹھے تھے رفقا اور ارکین دولت جمع تھے حکیم دانشور وزیر نے
عرض کی کہ اختر شناسون کو طلب کیجیے تا کہ کچھ پتا معلوم ہو حسین کجکلاہ نے کہا کہ یہ لوگ
ظاہری تشفی کر دیتے ہین باطن کا حال کون جانتا ہے ہنوز یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دیو سلیس پہونچا
دیو کی صورت دیکھ کر لوگ اٹھ اٹھ کے بھاگے لیکن نہنگ بن طوفان دریا موج اور
حامد ہمدانی اور تحسین کج کلاہ اور بروت تہمتن یہ لوگ قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈال کر اٹھ کھڑے
ہوے اور قصد مقابلہ کیا خورشید زرین کمر نے حسرت سے دیکھ کر دیو سے ارشاد فرمایا
کہ اے دیو تو اس وقت آیا ہے جب میرا فرزند دلکش موجود نہین ہے مین اسکی فراق مین جینے سے تنگ
ہون آ پہلے مجھی کو کھا لے یہ سنکے دیو نے عرض کی کہ مین قاصد ہون آپ کے فرزند شاہزادہ طیمور
شیر دل کا اور خیر و عافیت کے واسطے آیا ہون اگر آپ کو یقین نہین تو یہ بازو بند دیکھیے اور پہچانیے
کہ کسکا ہے خورشید زرین کمر نے خوش ہو کے پوچھا کہ طیمور کس مقام پر ہے دیو نے کہا کہ بر کوہ
قاف مین سلیمان صاحبقران کے مہمان ہین اور اپنے بھائی کو بلایا ہے یہ سنکے سبکا غم خوشی سے
مبدل ہو گیا اور جو لوگ دیو سے خوف زدہ ہو کے بھاگے تھے وہ بھی پشیمان ہو کر واپس آئے
شاہور جلدی سے اٹھ کر دیو کے قریب آیا اور کہا کہ چل مجکو لے چل کہ مجھے ایک پل بغیر اپنے بھائی
کے قرار نہین ہے دیو نے شاہور کو گردن پر بٹھا لیا اور اڑ کر جانب پرستان روانہ ہوا وہان
سلیمان اعظم اور سلیمان کوہ جگر اور سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس بیٹھے تھے اور باتین
کر کے اسکا دل بہلا رہے تھے کہ دیو شاہور کو لیے ہوے جا پہونچا اور خیر و عافیت بیان کی سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ اے طیمور چلو تمکو مقامات مشہور کی سیر کرا دین خصوصاً ہمارے اقلیم مین چشمۂ
ماہیان عجیب مقام ہے یقین ہے کہ تمنے بھی نام سنا ہوگا طیمور نے کہا کہ ہان مین نے تو نام ضرور سنا ہے
بلکہ یہ بھی سنا ہے کہ اسی چشمۂ ماہیان پر امیر حمزہ عرب سے اور دیو قمار دراز شاخ سے مقابلہ ہوا
تھا مین چاہتا ہون کہ اس قصہ کو سنون یہ سنکے سلیمان اعظم نے فرمایا کہ اے طیمور اگر اس طرح والد
ماجد کا نام کوئی دوسرا شخص لیتا تو جائے شکایت ہوتی اور اسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جاتا کہ وہ
پھر کبھی اس طرح نام نہ لیتا لیکن چونکہ تو بھی در اصل اولاد مین حمزہ عرب کی ہے اس وجہ سے

تجھ سے کیا کہوں اب تو پہلے قصہ حمزہ عرب کا سن اسکے بعد چشمۂ ماہیان کا واقعہ بیان کرونگا اے طیمور سنو جب
مین سن تمیز کو پہونچا تو مجھے میرے ہمجولیون نے طعنہ دیا خصوصاً اُن لڑکون نے جو اولاد جناب سلیمان سے
تھی اور ننہالی قرابت مجھ سے رکھتے تھے کہ اے سلیمان اعظم تم اک حمزۂ عرب کے بیٹے ہو جو مجاور زادہ
مکہ ہے اور ہم اولاد جناب سلیمان ہین کیا نسبت ہے حسب و نسب کے اعتبار سے حمزہ کو سلیمان سے اسی طرح
ہم تم سے حسب و نسب مین بہتر ہین یہ سنکے مجھے کمال رنج ہوا اور مین نے والدہ ماجدہ یعنی ملکہ آسمان پری
سے جا کے پوچھا کہ سچ بتایئے کیونکر عقد آپ کا حمزہ عرب سے ہوا اور کیون ہوا مجھے تمام پریزاد
طعنہ دیتے ہین یہ حرکت آپنے ایسی کی کہ نسل مین داغ لگا دیا مین آپ کو بھی مار ڈالونگا اور اپنی بھی
جان دیدونگا جب والدہ ماجدہ نے میرے تیور بُرے دیکھے تو کہا کہ اسکا جواب مین تجھے کل دونگی
مین خاموش ہو رہا اور اپنے مقام پر چلا آیا اور یہ عہد کر لیا کہ کل انکو ضرور مار ڈالونگا وہان والدہ
معظمہ نے اک دیو کو میرے بھائی حمزہ ثانی کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ بھائی کو تمھارے
اہل پرستان نے بہکا دیا ہے اور وہ مجھ سے برسر پرخاش ہے تم آ کے اُسے سمجھا دو دیو اس وقت
پہونچا کہ بھائی صاحب مقابلہ مین صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے خیمہ زن
تھے اور خوب خوب مقابلے ہو رہے تھے جس وقت دیو نے وہان پہونچ کے پیام والدہ ماجدہ
کا اُنسے بیان کیا وہ اسی وقت چلے آئے کچھ اپنے لشکر کی تباہی کا خیال نہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ والد
ماجد خانہ کعبہ کو جا چکے تھے اور میرے بھائی اُنکے قائم مقام تھے اور صاحبقران ثانی کے لقب
سے مشہور تھے جب وہ پرستان مین تشریف لائے والدہ معظمہ کی مثل اپنی والدہ ملکہ فیروزہ گوہر
تاجدار دختر نوشیروان ملک العادل کسریٰ کی تعظیم کی اور گردن جھکا لی میری والدہ ماجدہ نے
اُنسے میری سرکشی کا حال بیان کیا اور کہا کہ تم اپنے بھائی کو سمجھا دو کہ وہ باپ سے برخلاف ہو گیا
بھائی صاحب وہان سے اُٹھے اور اس مقام پر تشریف لائے جہان مین بیٹھا تھا اور وہی بہکانے
والے جمع تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر تم اولاد حمزہ عرب نہوتے جیسی بھائی تھے ویسے ہی دو بھتیان
تم بھی ہوتے تو اس سے زیادہ شہزور ہوتے اک مرتبہ حمزہ ثانی پہونچے اور اُنھون نے آواز دی کہ
کیون اعظم یہ تم والد ماجد کی شان مین کیا کہتے تھے مین نے جو کچھ والدہ ماجدہ کے سامنے بیان کیا تھا اس سے
زیادہ بے ادبانہ والد ماجد کا نام لیا بس اُنکو غصہ آ گیا اور فرمایا کہ اے اعظم تو نہین جانتا کہ حمزہ صاحبقران
تیرے نانا جناب سلیمان سے زیادہ عالی نسب ہین اسلیے کہ یہ بیٹے جناب عبدالمطلب کے اور
چچا رسول اللہ کے ہین جنکا مرتبہ سلیمان سے کہین زیادہ ہے یہ سنتے ہی مجکو غصہ آیا اور مین نے اُٹھ کے
تلوار ماری اُنھون نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا مین نے تلوار چھوڑ دی اور لپٹ پڑا مین اپنے
دل مین یہ سمجھا تھا کہ انکو پہر بھر مین بلکہ ایک ہی زور مین اُٹھا کر زمین پر مار ونگا کہ بیکر چور ہو جاے گا
مگر اسکے خلاف ظہور مین آیا کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی پانچوین دن اُنھون نے فرمایا کہ اے اعظم
ابتک مین نے تیرے زور روکے اب تو میرا زور روک دیکھ حمزہ عرب کی یہ قوت تھی یہ فرما کر اُنھون
نے میرے بازو پکڑ کے جو زور کیا تو پانچ قدم دوڑا لے گئے اور مین لنگر اپنا قائم نہ کر سکا اور وہان سے
جو ہکا مارا تو دونون کہنی میری زمین سے لگ گئین اور ہاتھ اُنکا کمر زنجیر پر پڑتے تو معلوم ہوا پھر جو خیال
کیا تو اپنے کو سر سے بلند پایا بھائی صاحب نے مجکو مشکین باندہ کر زندانخانے بھجوا دیا اور والدہ ماجدہ سے
رخصت ہو کر مقابلہ صلصال چلے گئے مین ایک مہینہ قید رہا آخر نشہ میرا ہرن ہوا اور خیال ہوا

کہ جسکا بیٹا ایسا ہو وہ خود کیسا ہوگا اور باپ کی مخالفت کرنا سراسر حماقت ہے مین نے اُسی زندان خانہ مین
فی الفور قلم دوات اور کاغذ طلب کرکے ایک عرضی خدمت مین جناب معظمہ والدہ ماجدہ کے تحریر
کی کہ میری تقصیر عفو ہو اب مجھسے ایسی بے ادبی کبھی نہوگی والدہ ماجدہ نے اس عرضی کو پڑھکر میرے حال پر
شفقت فرمائی اور مجھے قید سے نجات دی مین آکر قدمون پر گرا والدہ معظمہ نے فرمایا کہ ای سلیمان اعظم
حمزہ عرب وہ شخص تھا جسنے قاف کو سرکشون سے صاف کردیا دیوان گردنکش کے ہاتھ سے میری
عزت بچائی اُس وقت تمہارے نانا شہپال بن شہرخ نے میرا عقد تمہارے باپ کے ساتھ کیا
اُس وقت مجھے اپنے باپ کی قدر ہوئی اور مین والدہ ماجدہ سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ مین اپنے بھائی سے
معذرت کرونگا اور دیوون کو ساتھ لیکر جانب بردہ دنیا روانہ ہوا ایسے وقت پہونچا کہ جب لڑائی ہورہی
تھی اور خدا پرستون پر وقت تنگ تھا مین خدا پرستون کی جانب سے شریک جنگ ہوا جب جنگ اسیر
ہوئی تو خدمت مین اپنے بھائی کے گیا قدمبوسی حاصل کی حمزہ ثانی نے مجھسے پوچھا کہ مین تو تمہین
قید کرایا تھا تم رہا کیونکر ہوئے مین نے اپنا عرضی بھیجنا اور والدہ ماجدہ کے اشفاق کا حال بیان کیا اور اُسنے
بھی اپنی جہالت کی معذرت کی بھائی صاحب ہنسے اور مجھے گلے سے لگایا اب ای طیمور چشمہ ماہیان
چلو وہان کی سیر بھی کرو اور اک دلچسپ افسانہ چشمۂ ماہیان کا اور سنو طیمور اُٹھ کھڑا ہوا سلیمان اعظم
کی باتون مین کچھ اسکا غم غلط ہوا سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک اور صاحبقران قاف
طیمور کو لیے ہوے چشمۂ ماہیان پر آئے دیکھا طیمور نے کہ عجب با فضا مقام ہے بیچ مین چشمہ نہایت
خوبصورت ہے پانی نہایت مصفا مچھلیان عجب عجب قسم کی تیرتی پھرتی ہین کہ کبھی ایسی مچھلیان نہ دیکھی
تھین پورا چشمہ ایک چشم معلوم ہوتا ہے مگر ڈبڈبائی ہوئی آنکھ کی طرح ناپائداری دنیا پر محزون وگریان
ہے کہ کبھی اس مقام پر کیا کیا جلسے رہتے تھے وہ جناب سلیمان کا تشریف لانا وہ پریون کے غنچے اور
بیحجاب ہو کر نہانا گرد چشمہ کے ایسی عمدہ عمارت سنگ مرمر اور سنگ موسی کی بنی ہوئی تھی کہ دیکھکر
چشم نظارہ کو فرحت حاصل ہوتی تھی نقش ونگار دیوارون پر ایسے بنا دیے گئے تھے کہ دیکھنے
سے روح کو تازگی حاصل ہوتی ہے جس مقام پر جو بیل بنا دی تھی اب تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصلی بیل بوٹے
پر چڑھا دی گئی خوشۂ انگور کی تازگی دھوکہ دیکر طبیعت کو مائل کرتی تھی پھولون کی تازگی پر بے اختیار
سونگھ لینے کا ارادہ ہو جاتا تھا اسی حیرت کی حالت مین طیمور نے سلیمان اعظم سے پوچھا کہ کیون حضور
اس چشمہ کو چشمۂ ماہیان کس وجہ سے کہتے ہین سلیمان اعظم نے فرمایا کہ ای طیمور سبب اسکا یہ ہے کہ یہ
چشمہ ایک ماہی کی آنکھ ہے جسمین برسات کا پانی بھر گیا ہے کسی وقت یہان اس مقام پر دریا تھا جسمین نئی نئی
بڑی مچھلیان پیدا ہوتی ہین کہ اُنکی آنکھ برابر چشمہ کے ہے قدرت خدا سے اس چشمہ مین ایسی مچھلیان پیدا
ہوتی ہین کہ تمام عالم کے کسی چشمہ مین نہین ہین جسوقت جناب سلیمان نے اس چشمہ کو دیکھا نہایت پسند
فرمایا اور اسکو اپنی سیرگاہ قرار دیکر گرد اسکے یہ عمارت بنوائی جسے تم دیکھ رہے ہو کہ ابھی کی بنی
ہوئی معلوم ہوتی ہے طیمور نے کہا اب افسانہ حمزہ صاحبقران کا بیان کیجیے سلیمان اعظم نے فرمایا
کہ ایک روز حمزہ صاحبقران اسی چشمۂ ماہیان کے اندر نہا رہے تھے اور والدہ مہربان بھی نہا
رہی تھین یہ خبر دیو چہار دراز شاخ کو ہوئی کہ تیرا باپ دیو عفریت جس آدمزاد کے ہاتھ سے
مارا گیا تھا وہ اس وقت چشمۂ ماہیان پر نہا رہا ہے اس سے بہتر موقع قصاص لینے کا نہ ہاتھ آئے گا
یہ خبر پاکے دیو چہار دراز شاخ آیا اور اُسنے شاخ ماری کہ صاحبقران کا بازو توڑ کے نکلگئی

دیو نے چاہا شاخ پر امیر کو اٹھا لوں اور امیر نے سنگ مارا شاخ دیو کی ٹوٹی اور بازو میں لگی امیر باتوقیر
نے اسی حالت زخمداری میں دیو کو زیر کر کے مارا بعد اسکے بمشکل شاخ دیو کی بازو سے نکالی گئی پر انہیں
کی جرأت تھی کہ تیور پر بل نہ آیا بعد اسکے مرہم سلیمانی لگایا گیا تو زخم مندمل ہوا ای طیمور میں نے تمہارے
سامنے وہ حالات بیان کیے ہیں جو ناگفتنی تھے غیر کے سامنے بیان کرنے کے لائق ہرگز نہ تھے اگر تم
غیر ہوتے تو میں تم سے ایسی باتیں نہ بیان کرتا مگر چونکہ تم عزیز ہو جو میرے بزرگ ہیں وہ بدرجہ اولے تمہارے
بزرگ ہیں اس وجہ سے میں نے تمہارے سامنے اپنی والدہ ماجدہ تک کا حال اور اپنی جہالت سب
بیان کی طیمور نے کہا کہ بار بار آپ مجھکو اپنا عزیز فرماتے ہیں اگرچہ بات قابل افتخار ہے مگر میری سمجھ
میں نہیں آتا کہ آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں بادشاہ شہر زرینہ کا بیٹا آپ فرزند صاحبقران اور نہال آپکا
پرہیزاو میری آپ کی کیا مناسبت ہے سلیمان اعظم نے فرمایا ای طیمور یاد رکھو کہ تم ہمیں میں سے ہو
اور ہرگز بادشاہ زرینہ کے فرزند نہیں ہو یہ راز تمپر بہت جلد ظاہر ہو جائیگا تم میں نشانیاں ہمارے
خاندان کی موجود ہیں یہ فرما کر آئینہ منگوایا اور طیمور کو خال و خط ابراہیمی اور گیسوان خلیلی اور رگ ہاشمی
دکھا کر ارشاد فرمایا کہ سوا اولاد صاحبقران کے یہ علامتیں کسی میں نہیں ہوتی ہیں طیمور نے دیکھا
تو واقع میں جو نشانیاں مجھمیں پائی جاتی ہیں بھی سلیمان اعظم سلیمان کوچک سلیمان صاحبقران
سب میں موجود ہیں طیمور نے گردن جھکا لی اور اسے یہ فکر ہوئی کہ دیکھوں کسی اور میں بھی یہ علامتیں
ہیں یا نہیں پس اسنے شاہور پر خیال کیا تو شاہور میں بھی یہ نشانیاں پائیں سلیمان اعظم سے کہا
کہ یہ تو میرا حقیقی بھائی ہے اسمیں یہ علامتیں کیوں نہیں ہیں سلیمان اعظم نے ہنس کے فرمایا کہ اگر یہ علامتیں
نہیں ہیں تو ہرگز یہ تمہارا بھائی بھی نہیں ہے طیمور یہ سنکے اور بھی متوحش ہوا جب یہاں کی سیر سے
فراغت ہوئی اور قصر گلستان ارم میں واپس آئے تو سلیمان اعظم نے اک رقعہ درویش
سلیمان روشن ضمیر کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اک سخت ضرورت سے میں چاہتا ہوں کہ کسی وقت آپ سے
ملوں جب یہ رقعہ درویش کو پہونچا تو انھوں نے جواب میں تحریر کیا کہ کل بعد نماز صبح کے تشریف
لایے سلیمان اعظم نے طیمور سے ارشاد فرمایا ای طیمور اب یہ رات تو کسی طرح گزارو صبح کو تمہاری تسکین
خاطر کے سامان ہو جائینگے میں تمکو ان مرد بزرگ کے پاس لے چلونگا جنسے مقصد دلی تمہارا پورا
ہو جائے گا طیمور نے کہا کہ رات ہر طرح گذر جائیگی سوا اسکے کہ بعض زمانہ خوشی سے بسر ہوتا ہے اور
گذر جاتے معلوم نہیں ہوتا بعض زمانہ سختی سے گذرتا ہے الحاصل سلیمان اعظم تو تشریف لے گئے
سلیمان صاحبقران طیمور کے پاس دو پہر رات گئے تک موجود رہے آخر اپنی مسہری بھی وہیں منگالی
اور طیمور سے باتیں کرتے کرتے آرام کر گئے طیمور صبح تک جاگا کیا اسکو نیند نہ آئی جب وقت
موعود آیا تو سلیمان اعظم تشریف لائے اور طیمور کو لیکر طرف مسکن درویش کے روانہ ہوے سلیمان
صاحبقران اور سلیمان کوچک بھی ساتھ تھے جب اس احاطہ میں پہونچے جہاں درویش رہتے تھے
تو دیکھا کہ چمن نہایت آراستہ و پیراستہ ہے درویش روش پر تسبیح لیے ہوے ٹہل رہے ہیں درویش نے
جو سلیمان اعظم کو آتے دیکھا چند قدم استقبال کے واسطے بڑھے سلیمان اعظم وغیرہ نے سلام کیا درویش
نے طیمور کی طرف دیکھکر مسکرائے فرمایا کہ نہ یہ قاف میں آتے نہ ہم آپ کو یاد آتے سلیمان اعظم نے
کہا لیکن اس وجہ سے حاضر نہیں ہوتا ہوں کہ میری وجہ سے آپکی عبادت میں فرق آئیگا اسکا سبب یہی
ہونگا الحاصل درویش سلیمان روشن ضمیر نے سب کو لا کے ساتھ عزت کے بٹھالا طیمور درویش کو

حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ چہرہ کسقدر نورانی ہی ہاتھ مین موتیون کی تسبیح ہی مگر درویش کے دانتون کی
خوشنمائی موتیون کو بے آب کیے دیتی ہی جس وقت سب اطمینان سے بیٹھے تو سلیمان اعظم نے
درویش سے کہا کہ اس وقت ایسی ہی ضرورت تھی کہ مین نے آپ کو تکلیف دی مین چاہتا ہون
کہ آپ طیمور کے حال پر غور فرمائین درویش نے تجاہل کر کے شاہپور کو پوچھا کہ یہ کون ہی طیمور
نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہی درویش مسکرائے اور جانب فلک دیکھکر کہنے لگے کہ کیا تیری قدرت ہی
اپنے بندے کی پرورش کے تو نے کیا کیا ذریعہ نکالے ہین کہ جو دشمن جان وہی پرورش کرنے والا
اون کو پھاڑ کے کھا گیا اور بچون اپنے بچون کی طرح پالا یہ باتین طیمور حیرت سے سُنا کیا مگر کچھ سمجھ مین نہ آیا
کہ درویش کیا فرما رہے ہین بعد اسکے درویش مراقبہ مین گئے اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کے فرمانے
لگے کہ ای صاحبقران اعظم کیا پوچھتے ہو اسکا گذشتہ حال بیان کرون یا آیندہ سلیمان اعظم نے
کہا کہ پہلے حال گذشتہ بیان کیجیے بعد اسکے آیندہ کی نسبت ارشاد فرمائیے جو کچھ آپکو نجوم سے
ثابت ہو بیان فرمائیے مگر میری التجا اسقدر جناب سے ضرور بالضرور ہی کہ جو کچھ حال آیندہ ہو وہ مجھے
ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جائے کیونکہ جو کچھ آپ مجھے بتلائین گے مین اسکو بہت درست مانونگا
اور ذرا بھی اپنے دل مین شک و شبہہ نہ لاؤنگا درویش نے کچھ حساب لگا کے کہا کہ ای طیمور تم مرض فراق
مین مبتلا ہو شب عروسی تمہاری بی بی غائب ہو گئی اور وہ شاہزادی شہر حسن آباد کی ہی یہ سُنکے طیمور
نے کہا کہ آپ تو اس طرح بیان فرماتے ہین کہ گویا دیکھ رہے تھے اب یہ بیان فرمائیے کہ وہ کہان ہی
اور اُسے کون لیگیا طیمور کے اضطراب پر درویش مسکرا رہے تھے فرمایا ای نبیرہ صاحبقران جسوقت
تیری عروس گیارہ برس کی تھی اُس وقت سے شمیم جادو کا بیٹا اُسپر عاشق ہوا تھا اور اُسنے اپنی مان شمیم جادو
سے بیان کیا تھا شمیم جادو نے کہا تھا کہ جب وہ جوان ہو گی تو مین اُسے لا دونگی جب خبر شمیم جادو کو پہونچی کہ
اب اُسکی شادی ہو رہی ہی تو وہ آئی اور بحالت عروسی مین اُسکو اٹھا لیگئی لیکن یہ تیرا اقبال تھا کہ قبل
پہونچنے شمیم جادو کے مکان گرا اور بیٹا شمیم جادو کا دب کے مر گیا شمیم جادو بہت روئی اور عروس کو تیری
اپنے پاس رکھا یہ سمجھکر کہ یہ نشانی میرے فرزند کی ہی اور وہ ساحرہ رہنے والی طلسم عجائب بہار سلیمانی کی
ہی جبتک طلسم فتح نہو گا اُس وقت تک تیری عروس کا ملنا غیر ممکن ہی یہ سُنکے طیمور نے عرض کی کہ
مجھے پتہ معلوم ہو تو مین آپ جاؤن درویش نے کہا کہ فاتح اُس طلسم کا سوا تمہارے کوئی نہین ہی مگر
تم بھی اُس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے ہو جبتک دین اسلام نہ اختیار کرو اسلیے کہ لوح کام دیگی اور
طلسم بغیر اعانت لوح کے فتح نہین ہو سکتا سلیمان صاحبقران نے کہا کہ میرا نام دیکھیے درویش نے
کہا کہ سوا طیمور کے کوئی فاتح اُس طلسم کا نہین ہی اور یہ مسلمان نہین ہی اگرچہ اولاد صاحبقران مین ہی
لیکن بغیر اسلام اختیار کیے فاتح طلسم نہین ہو سکتا یہ سُنکے طیمور نے کہا کہ آپ مجھے گالیان دیتے ہین
مین بادشاہ شہر زرینہ کا فرزند ہون مجھ سے اور صاحبقران سے کیا نسبت ہی درویش نے کہا ای
نادان تو اپنے حال سے واقف نہین ہی مجھ سے سُن باپ تیرا ایرج نوجوان دادا تیرا قاسم شاہزادہ خاور
سیاہ تھا جسکی تلوار سے ہمیشہ خون برسا کیا اور مان تیری بادشاہ طلسم لالہ زار سلیمانی کی دختر ملکہ مہ جبین
گل لالہ پوش تھی واقعہ تیرا یہ ہی کہ جب ایرج نے طلسم لالہ زار کو فتح کیا اور ملکہ مہ جبین گل لالہ پوش سے عقد کیا
تمام ساحرون نے مسلمان ہو کر سحر سے توبہ کی ایرج تو وہان سے چلے آئے مریخ وزیر نکلام نے فوج کشی کی تیرے نانا کو مارا
تو اُس وقت تک پیدا نہوا تھا مان تیری حاملہ تھی اور یہ لڑکا جسے تو بھائی کہتا ہی یہ تیرے باپ کے عیار شاہپور شیر دل کا

فرزند ہی تیری ماں کے وزیرزادی سے اور شاپور سے عقد ہوا تھا وہ بھی حاملہ تھی دیکھو جو علامتیں اولاد
صاحبقران کی ہیں وہ سب تجھ میں موجود ہیں اور شاپور میں ایک بھی نہیں ہی الحاصل ہاں تیری
اور اُسکی وزیرزادی دونوں چھپ کے بھاگیں راستے میں اک سوداگر ملا اُسنے نیت بدکی ان
دونوں نے بددعا کی جہاز اُسکا تباہ ہوا یہ دونوں اک تختہ پر بہتی ہوئیں صحرا میں پہونچیں وہاں تو پیدا
ہوا اور شاپور اک شیر نے تیری ماں اور اُسکی ماں کو مار ڈالا بعد اُسکے اک شیرنی نے اپنا دودھ
پلا پلا کے تم دونوں کو پرورش کیا یہ وہی اثر ہی کہ کسیکی نگاہ تجھ سے چار نہیں ہوسکتی تیری آنکھ میں شیر
کی آنکھ کی تاثیر ہی بادشاہ شہرزرینہ جسے تو اپنا باپ سمجھتا ہی اُسکا تو لڑکا نہیں ہے اُسنے
بادشاہ کو خبر دی کہ اگر آپ شکار کو جائینگے تو دولت لازوال پائینگے بادشاہ شکار کو گیا اور تم دونوں کو
اُٹھا لایا شیرنی سر پھوڑ کے مرگئی بادشاہ نے تم دونوں کو پرورش کیا طیمور نے کہا کوئی میری ایک
بہن بھی ہی درویش نے کہا وہ بھی تیری بہن نہیں ہی بلکہ بادشاہ شہرزرینہ کی دختر ہی اگر تجھے میری
بات کا یقین نہو تو جا کر بادشاہ شہرزرینہ سے پوچھ لے مگر بغیر کسی دباؤ کے وہ سچ سچ نہ بتائے گا یہ سنکے
طیمور نے کہا کہ میں ضرور دریافت کرونگا اگر اُسنے بھی یہی بیان کیا کہ میں تمکو جنگل سے لایا تھا تو میں
آپکے سب قول صحیح سمجھونگا اور اُسی وقت دین اسلام اختیار کرونگا درویش نے کہا تم جاکر
دریافت کرلو طیمور وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا سلیمان اور سلیمان صاحبقران وغیرہ سب درویش
سے رخصت ہوکر گلستان ارم میں آگئے طیمور نے کہا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے شہر
حسن آباد میں بھجوا دیں سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں یہ فرماکر
دیووں کو حکم دیا دیو تخت رواں لیکر حاضر ہوئے ایک تخت پر سلیمان صاحبقران اور طیمور
بیٹھے اور ایک پر سلیمان اعظم اور سلیمان کوچک اور باجاہ وحشم جانب پردہ مینا روانہ ہوئے
شہر حسن آباد میں طیمور کی خیر وعافیت ملنے سے وہ اضطراب برطرف ہوگیا تھا لیکن ملکہ کی جدائی
کا ملال مثل ابر کے دیوں پر چھایا ہوا تھا ایک روز خورشید زرین کمر اور حسین تاجدار مع
ارکین دولت باغ میں بیٹھے تھے اور کاہن جمع تھے حسین کجکلاہ اپنی دختر کی بابت دریافت
کر رہا تھا کہ اک کاہن نے کچھ سوچ کے کہا کہ دختر آپکی اچھی طرح ہی اور بہت جلد شوہر اُسکا
اُسے طلسم سے رہا کرکے لائیگا حسین کجکلاہ نے کہا مجھے کیونکر یقین ہو منجم نے کہا
کہ آپ کا داماد گھڑی بھر کے اندر پردہ قاف سے آجائے گا اگر یہ حکم میرا صحیح ہی تو سب احکام
قابل اعتبار ہیں بادشاہ نے کہا کہ اگر طیمور گھڑی بھر میں نہ آئے تو تیرے لیے کیا سزا معین
کی جائے منجم نے کہا میں خوشی سے سزا ے موت کو قبول کرتا ہوں بلکہ اپنے واسطے خود سزا ے
موت معین کرتا ہوں اِس تقریر کو تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہوگا کہ جانب آسمان سے نقارہ کی صدا پیدا
ہوئی دیکھا کہ آگے آگے ڈنکا ہوتا ہوا جلوس سواری پریزادیں لیے ہوئے طیمور اک شخص جوان
رعنا کے ساتھ تخت پر سوار تختکو دیو اُٹھائے ہوئے چلا آتا ہی اور ایک تخت اور ہی اُسپر اور
اک مرد بزرگ اور ایک نوجوان بیٹھے ہیں انکے رعب سے یہ دونوں بادشاہ براے تعظیم
اُٹھ کھڑے ہوے سواری طیمور کی نہایت جاہ واحتشام سے پہونچی پریزادیں باغ میں جمع ہوگئیں
طیمور نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ تینوں صاحب فرمانروا ے ملک تاج میں سب میں جو کچھ جانتا
ہوں وہ انھیں کا فیض تعلیم ہی اور یہ مجھپر اشفاق بزرگانہ فرماتے ہیں خورشید زرین کمر نے

شکریہ ادا کیا طیمور نے اپنے باپ کی طرف دیکھ کے کہا کہ ای بادشاہ جلیل القدر آج مین گستاخ ہوکر ایک بات پوچھتا ہون اور چاہتا ہون کہ جواب اسکا صحیح صحیح عنایت ہو وہ یہ ہی کہ آپنے مجھکو کہان سے پایا اگر آپ سچ بتا دینگے تو مین زندگی بھر آپ ہی کو اپنا باپ سمجھونگا بھی اور کہونگا بھی اور جو بزرگی آپکی کرتا ہون اس سے زیادہ کرونگا اور اگر غلط بتاینگے تو مین تمام احسانات دل سے بھلا کر عدو جان ہو جاؤنگا طیمور نے اس طرح تیورون پر بل ڈال کے کہا کہ خورشید زرین کمر دل مین خوف زدہ ہوا اور کہا کہ ای فرزند اصل تو یہ ہی کہ مجھے میرے وزیر نے قاعدہ نجوم سے دریافت کر کے خبر دی تھی کہ آپکو صحرا سے دو لڑکے ملینگے جنسے آپکی حکومت کو ترقی ہوگی مین صحرا مین گیا تو شیرنی کے بھٹ سے تمکو پایا جب ہدایت وزیر اٹھا لایا شیرنی بعد کو پہونچی اور ساحل پر سر ٹکرا ٹکرا کے مر گئی مگر اسکے آگے مین نہین جانتا کہ تم کسکے فرزند ہو لیکن یہ سنکے طیمور کو یقین ہوا کہ درویش نے جو کچھ کہا تھا وہ سب صحیح ہی سلیمان صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اب مجھے دین اسلام کے اختیار کرنے مین کوئی عذر نہین ہی مین اس دین کی طرف مایل بھی تھا اور اب یہ بات بھی مجھے معلوم ہو گئی کہ میرے تمام آبا و اجداد مسلمان تھے لہذا جو اس مذہب کو اختیار کرنا چاہے وہ کیا کرے سلیمان صاحبقران نے کلمہ تلقین فرمایا طیمور کلمہ پڑھ کے مع شاہپور از سر صدق مسلمان ہوا اور بادشاہ زرینہ اور بادشاہ حسن آباد کی طرف دیکھ کے کہا کہ آئینہ پرستی تو اک وضعداری تھی اور بات کی پرورش تھی ورنہ آئینہ کیا چیز ہی مین چاہتا ہون کہ جو مذہب مین نے اختیار کیا ہی اسے آپ بھی اختیار کرین کہ یہ مذہب برحق ہی مجھے ہرستان مین درویش حقیقت کیش سیماے روشن ضمیر نے آگاہ کیا ہی کہ ای طیمور طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہو سکتا اور لوح بغیر دین اسلام اختیار کیے ہدایت نکرے گی نیک و بد کی خبر نہ دے گی اور جبتک طلسم فتح نہو گا ملکہ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہی ان دونون بادشاہون نے دین اسلام اختیار کیا اور جسقدر پہلوانان و ارکین سلطنت تھے سب کے سب کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوے اور اسی وقت شہر کے بتخانون اور آئینہ خانون کو مٹوا کر مسجدون کی بنا ڈالی اب طیمور سلیمان صاحبقران کی طرف مخاطب ہوا اور عرض کی کہ آپ کے یہان کیا طریقہ ہی کیونکر طلسم فتح ہوتا ہی فرمایا کہ ہر وقت مشکل مین جب عقل کام نہین دیتی ہی تو ہم لوگ اپنے پیدا کرنے والے سے استغاثہ کرتے ہین جب دعا قبول ہوتی ہی تو عالم رویا مین کوئی راہبر آتا ہی اور وہ طریقہ فتح طلسم کا تعلیم کر جاتا ہی طیمور نے بارگاہ کے برپا ہونے کا حکم دیا سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ تم ابھی ناتجربہ کار ہو کوئی طلسم تمنے فتح نہین کیا ہی مین تمہارے ساتھ چلونگا طیمور نے کہا کہ جب آپنے پہلا طلسم فتح کیا ہی تو کوئی آپکے ہمراہ تھا فرمایا نہ مین تنہا گیا تھا طیمور نے کہا کہ جس خدا کی امداد سے آپنے طلسم فتح کیے ہین مین بھی اسکی امداد چاہتا ہون حضور یہین تشریف رکھین سلیمان صاحبقران نے طیمور کی ہمت پر آفرین کی اور فرمایا کہ ای طیمور اب مین بھی جانب پردہ قاف جاتا ہون اسلیے کہ مین نے سنا ہی کہ دیوان سرکش پھر جمع ہو رہے ہین اور خروج کرنے والے ہین طیمور نے صاحبقران کو رخصت کیا یہ تو اس طرف روانہ ہوتے ہین اور یہان طیمور داخل عبادت خانہ ہو کر مصروف دعا ہوتا ہے لیکن اب یہان سے

چند کلمہ داستان نصرت نشان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین خجستہ آغاز کلام

اپنے صدقے مین چمن کرنے دے آباد مجھے
دے رہائی مجھے کر غنچہ صفت شاد مجھے
خار کیون دیتا ہی کیون کرتا ہی برباد مجھے
فصل گل آئی ہی للہ کر آزاد مجھے
چھوڑ دے کنج قفس سے ارے صیاد مجھے

خاک مین سبکو ملاتی ہی جوانی اُسکی
اب کہانتک مین کہون رام کہانی اُسکی
موت کا آتا ہی پیغام زبانی اُسکی
نہین افسون سے ہی کم سحر بیانی اُسکی
کیون نہ شیشے مین اُتارے وہ پریزاد مجھے

اپنے جانباز کا اب کسلیے غم کرتا ہی
امتحان تو مرا کس واسطے کم کرتا ہی
سر جدا کر دے قلم تو جو قلم کرتا ہی
نیم جان چھوڑ کے جاتا ہی ستم کرتا ہی
ہاتھ اک اور لگا تیغ کا جلاد مجھے

نہ تو رکھا مجھے دنیا کا نہ دین کا رکھا
آسمان کا نہ مجھے رکھا نہ زمین کا رکھا
نہ یہین کا نہ مجھے رکھا نہ وہین کا رکھا
کھل گیا راز محبت نہ کہین کا رکھا
خوب رسوا کیا تو نے دل ناشاد مجھے

دل ہی ملتا ہی نہ وہ بت ہی کہین ملتا ہی
کس سے مین پوچھون ہر اک سے یہ کہین ملتا ہی
نہ مکان ملتا ہی مجھکو نہ مکین ملتا ہی
آج پہلو مین پتہ اُسکا نہین ملتا ہی
بھول آیا ہون کہان دل یہ نہین یاد مجھے

مین نے مشاق کیا تیغ لگانے مین تمھین
کردیا فرد جہان ستانے مین تمھین
میرے باعث سے ہوا دخل ستانے مین تمھین
مجھسا جانباز ملے گا نہ زمانے مین تمھین
خاک اُڑاؤ گے کرو ایسا نہ برباد مجھے

کشش رکھتی ہی یہ جذب محبت تیری
ہمنے کیا ہجر میسر ہوئی وصلت تیری
جسکے باعث سے ہوئی مجھکو زیارت تیری
مین نہ آتا تھا عدم سے مگر الفت تیری
کھینچ لائی ہی سوے عالم ایجاد مجھے

جمع ہین اور بھی ناشاد قفس کے اندر
اتنا کردے مجھے آزاد قفس کے اندر
اپنکے غنچہ و گل یاد قفس کے اندر
بند کرتا ہی جو صیاد قفس کے اندر
آج دل کھول کے کرلینے دے فریاد مجھے

قصد پھر اُسنے کیا میرے ستانے کے لیے
رخ نے مجھے شکل کلیم اپنا دکھانے کے لیے
گر نہ جاؤ لگا تو لکھا ہی خود آنے کے لیے
آدمی بھیج دیا اپنا بلانے کے لیے
آج اس مہ نے تڑپا کیا پھر یاد مجھے

سو بیا بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * بہ داستان اُس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ راندہ درگاہ خدا یعنی ساریق بن لقا ہاتھ سے صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے شکست کھا کر لقمان و خیزران دریا پر پہونچا اور دریا عبور کرکے داخل شہر افلاکیہ ہوا افلاک نے استقبال کرکے لیگیا اور ساریق نے واسطے سامان دعوت مہیا کیا اور کہا کہ آپ اطمینان رکھیے کیا مجال ہی کسیکی کہ یہانتک بغیر ہمارے حکم کے کوئی قدم بھی رکھ سکے اور ایک نامہ بسوت تہمتنگ دیالشین اپنے بھانجے کو تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ تم شہر کے محافظ ہو یہ وقت ہوشیاری

اور نگہبانی کا ہے خداوند باختر میرے یہان مہمان ہوے ہین تعاقب مین انکے خداپرست آتے ہین
انکو ہرگز دریا سے اُترنے نہ دینا جس وقت یہ نامہ نہنگ دریا نشین کو پہونچا اور نہنگ مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا تو اسنے ناوک اندازون کو ساحل کی نگہبانی پر مقرر کیا اور آپ بھی ہوشیاری سے نگہبانی
کرنے لگا یہان کی تو یہ حالت ہے اور وہان صاحبقران عالیشان نے تمام ملک سارلیقیہ کو اسلام آباد کیا
مسجدین بنگئین ہر مقام پر آواز اذان بلند ہوئی جس جگہ کفار سنکھ اور ڈہرو بجایا کرتے تھے ہان آواز
تکبیر کی بلند ہوئین اتنے مین سرکار سے واپس آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی
کہ سارلیق بن یقا بھاگ کے شہر افلاکیہ مین پناہ گزین ہوے اور افلاک دیو سر حاکم افلاکیہ نے
اسکو پناہ دی ہے یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے فاصلہ شہر افلاکیہ کا دریافت کیا اور اچھی تاریخ
دیکھکر جزبیل بن عدیل بن عادی سے پیش خیمہ روانہ ہونے کا حکم دیا اور انتظام ملک سارلیقیہ
کے واسطے یوسف مکرانی کو معین کیا بعد اسکے خود بھی کوچ کرکے مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیمقام
جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوے راوی بیان کرتا ہے کہ آگے آگے تو جزبیل عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوے
اور کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلے جاتے ہین اور بعد عادی کے سلسلہ کے ساتھ تمام سردار یکے بعد دیگرے
چلے جاتے ہین یہانتک کہ جاتے جاتے جزبیل بن عدیل بن عادی کنارے دریا کے پہونچے
اور بارگاہ نصب کی جیسے ہی آمد لشکر دیکھی نگہبانون نے تمام جہاز اور کشتیان کھینچ کے اُس پار
لگائین اور طوفان تیرانداز بارہ ہزار تیراندازون سے محافظت ساحل مین مصروف ہوا زیر قلعہ طوفان
تیرانداز اپنی فوج کو لیے ہوے موجود تھا اور قلعہ مین نہنگ دریا نشین بجا بجا افلاک دیو سر کا
چالیس ہزار سوار کی فوج سے موجود تھا جس وقت آسنے دیکھا کہ امیر کا پیش خیمہ آگیا تو اسنے
طوفان تیرانداز پر اور تاکید کی کہ خبردار کوئی اس پار نہ آنے پائے اسلیے کہ حکم خداوند کا نہین ہے
طوفان تیرانداز نے کہلا بھیجا کہ مین نے کشتیان اور بیلچے سب اس طرف کھنچوا لیے ہین جب
دوسرا دن ہوا تو نہنگ دریا نشین فیل بند دروازے پر آکے بیٹھا اور دوربین لگا کے جانب
صحرا دیکھنے لگا کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد و غبار بلند ہوا جب آتے آتے درمنہ گرد شگافتہ ہوا
تو گرد سے سرداران صاحبقران مثل طلحہ بن لندھور اور مملوک بن یالک اور کرد بن بہرام
اور ہرمز زناگ بن مرزبان اور ہیرمز بن فرامرز عاد مغربی اور قہور بن جمہور شیر زن
اور محتشم بن ہاشم اور بلقیس بن قمہور اور داراب ناقی اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور صف
انجم طلعت اور شہنشاہ صف شکن اور سہراب بن رستم اور رفیع البخت و وحید الملک
اور صاحبقران اوسط سکندر رستم جو کہانتک بیان کیا جائے کہ کئی روز تک برابر لشکر
آیا کیے آخر مین سواری صاحبقران عالیشان کی مع بادشاہ اسلام اس جاہ و حشم کے ساتھ نمودار
ہوئی یہان سے سب سردار گئے اور پیشوائی کرکے لائے صاحبقران اور بادشاہ داخل بارگاہ
ہوے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو کنارے دریا کے تشریف لائے دیکھا کہ دریا نہایت زخار ہے
نہ کوئی پل بنا ہے جس سے ہو کے اس پار جائین نہ پاٹ ایسا ہے جس پر مختصر سا پل بنا لیا جاے کشتیان
اور جہاز جسقدر ہین وہ حریف کے اختیار مین ہین اس وقت صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ
کیا تدبیر کرنا چاہیے خضران نے عرض کی کہ یا امیر دو چار کشتیان نئی تیار ہو سکتی ہین اور جہازون
کے تیار ہونے کے واسطے تو اک زمانہ چاہیے اور پھر ابھی جب سوار ہو کے جائینگے تو لڑائی ضرور

ہوگی صاحبقران نے فرمایا کہ تم صرف ایک کشتی ایسی تیار کرو جسپر خفیہ سات سو آدمی سوار ہوسکین خضران نے اُسی وقت صحرا مین جاکر چند درخت تجویز کیے اور انھین کٹوا کے نجارون کو بلا کر نقشہ کشتی کا بنا کے دیا نجارون نے کشتی بنانا شروع کی جب کشتی تیار ہوئی تو فضل تتاری نے صاحبقران کی خدمت مین آکر عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو یہ غلام جاکر ساحل پر قبضہ کرے اور کشتی روانہ خدمت کرے لشکر انھین کشتیون پر سوار ہوکے اُترآئے صاحبقران نے سر سے پانون تک فضل تتاری کو دیکھا اور فرمایا کہ تمھین معلوم ہو کہ ساحل تک پہونچنے مین کیا کیا آفتین ہین فضل تتاری نے عرض کی کہ ابھی تو کوئی بھی آگاہ نہین ہے جس وقت مین جاؤنگا اُس وقت مجھے بھی معلوم ہوجائے گا بلکہ سب آگاہ ہوجائینگے اور غلام کا مقصد اصلی یہ ہے کہ زندگی بھر بت پرستی مین گذری ہے وقت آخر ہے کوئی ایسا کام ہوجاے کہ جو خدا کو پسند آئے اور جسکے بہانے سے بخشش ہوجائے اگر مین نے دریا عبور کرلیا تو غازیون مین نام لکھا گیا اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت پر فائز ہوا اب مین بھی مرادہ ہے جسمے مرنے کے سوا کوئی امید نہین ملک ومال کا وارث بھی موجود ہے بعد میرے ارقم فرزند میرا سلطنت کرے گا ایسے کچھ ایسی باتین کہین کہ صاحبقران نے مجبور ہوکے اجازت دی اُس وقت کشتی دریا مین ڈالی گئی اور فضل تتاری کشتی پر سوار ہوکے چلا کوئی پانچ سو آدمی مسلح اسکے ساتھ تھے اُس طرف طوفان تیر انداز نے دیکھا کہ ایک کشتی اُس طرف سے آئی ہے بس یہ بھی اپنے ہمراہیون سمیت کشتی پر سوار ہوا اس طرف سے یہ کشتی چلی اور اُس طرف سے وہ کشتی چلی جسوقت سامنا ہوا تو تیر چلنے لگے فضل تتاری کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور طوفان تیر انداز کے ساتھ بارہ سو تیر انداز تھے اور دو کشتیون پر تھے ایک کشتی داہنے جانب ہے اور ایک بائین جانب جس وقت کشتی فضل تتاری کی بیچ مین پہونچی تو طوفان تیر انداز نے تیرون کی بوچھار کی پہلے حملہ مین سو آدمی فضل کے مارے گئے ان لوگون نے بھی دوش سے کمانین لین اور تیر بازی شروع کی جب یہ داہنی جانب رخ کرکے ناوک اندازی کرتے تھے تو بائین جانب سے تیر آتے تھے اور جب یہ بائین جانب رخ کرتے تھے تو داہنی جانب سے تیر اندازی ہوتی تھی ہر حلہ مین سو سو آدمی مارا جاتا تھا آخر جسقدر لوگ فضل تتاری کے ہمراہ تھے مع فضل مارے گئے اور کشتی غرق ہوگئی صاحبقران کو فضل کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور غصہ مین خضران سے فرمایا کہ ایک کشتی اور تیار کرو اب مین آپ جاؤنگا خضران کشتی کی تیاری مین مصروف ہوئے اُدھر طوفان تیر انداز خوشی خوشی واپس ہوکر ساحل پر گیا اور فتح نامہ تحریر کرکے نہنگ دریا نشین کو بھیجا مضمون یہ تھا کہ آپ کے اقبال سے ایک لڑائی مین نے فتح کی ایک کشتی اُس طرف سے آئی مین نے ایسے تیر مارے کہ کل اہل کشتی کو نشانہ کیا اور کشتی غرق کردی نہنگ دریا نشین نے طوفان تیر انداز کو خلعت بھیجا اور کہا کہ خوب نگہبانی کرنا کہ حریف کا بہت بڑا ہے لیکن کوئی ذریعہ دریا عبور کرنے کا نہین ہے جب وہ ایک کشتیان وہ لوگ بنائین اور اس طرف آنے کا قصد کرین تو انکو تیر باران کرکے غرق کردینا مگر آنے نہ دینا یہان جس وقت دوسری کشتی بھی تیار ہوئی تو خضران نے آکر صاحبقران سے عرض کی کہ کشتی تیار ہے صاحبقران تشریف لاے کشتی کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ کشتی کو دریا مین چھوڑ دو مین بادشاہ اسلام سے رخصت ہولون تو سوار ہوکر جاؤن کشتی دریا مین چھوڑ دی گئی صاحبقران عالی شان نے خدمت مین بادشاہ اسلام کے جانے کا قصد ہی کیا تھا کہ مقبول بن مقبل وفادار حاضر ہوے اور عرض کی کہ یہ

مقابلہ خاص ہمارے کرنے کا ہے یہ کام حضور کا نہین ہے آخر ہمنے بھی تو علم تیر افگنی کو برسون حاصل کیا
ہے اور خاندانی ناوک انداز ہین ہمارے جوہر دکھانیکا موقع تو بہت ہی کم آتا ہے اور سردار یونہ ا اسی
کرتے ہین اُس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ ای مقبول اول تو تم نشانی ہو مقبل وفادار کی جو
بچپن کے رفیق حمزہ صاحبقران اول تھے تھے دوسرے یہ کہ تم امین ناموس ہو یہ مرتبہ اور
کسی سردار کو حاصل نہین ہے کہ حفاظت ناموس اُسکے سپرد کی گئی ہو اسکے علاوہ اب سن تمھارا یہ ہے کہ خانہ نشینی
کرکے ساتھ راحت کے بسر کرو اور فرزند تمھارا قبیل جسکا نام ہے وہ تمھارا قائم مقام ہو مقبول نے عرض
کی کہ غلام اب زندگی سے سیر ہے میرے ساتھ والے سب راہی ملک عدم ہوے ہین ایک اکیلا
قافلہ سے چھوٹا ہوا ہون یہ بھی چاہتا ہون کہ حق نمک سے ادا ہون اور کچھ کام بھی وقت آخر
کر جاؤن صاحبقران نے اس بہانے سے ٹالنا چاہا کہ اب تو مین خود بھی قصد کر چکا ہون اسکا جواب مقبول
نے یہ دیا کہ جس وقت جان نثار موجود ہین اُس وقت تک حضور کو ہر کام مین سبقت کرنا مناسب
نہین علاوہ اسکے یہ خادم تو بادشاہ سے رخصت بھی ہو چکا ہے اور حضور نے ابھی قصد ہی فرمایا ہے اس
جواب پر امیر با توقیر خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ اگر تم نہین مانتے تو جاؤ تمھاری لڑائی کا ہم بھی تماشہ
دیکھینگے یہ ارشاد کرکے ساتھ مقبول بن مقبل وفادار کے کنارے دریا کے تشریف لائے
مقبول بن مقبل نے بارہ سو ناوک اندازون مین سے چار سو ناوک انداز منتخب کرکے انکو کشتی پر
سوار کیا جب خود سوار ہونے لگے تو صاحبقران نے گلے سے لگایا اور روئے مقبول بھی رونے
لگے تمام سرداران اسلام آکر ساحل پر جمع ہو گئے مقبول نے عرض کی کہ بعد میرے میرے فرزند
کو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے گا اور میرا قائم مقام بنایئے گا لیکن ادھر ادھر دیکھا تو قبیل بن مقبول کو
نپایا مقبول نے افسوس کے ساتھ عرض کی کہ قسمت مین دیدار اُسکا نہ تھا یہ کہکر کشتی پر سوار ہوے
لیکن قبیل بن مقبول سمجھ چکا تھا کہ مجھے اجازت نہ ملیگی یہ پہلے سے آکر کشتی پر بیٹھ کے ناوک اندازون
کے غول مین چھپ گیا تھا جس وقت مقبول کشتی پر سوار ہوے اور کشتی بہ کر چلی تو آنکھون نے پھر پھر
کے دیکھنا شروع کیا ناوک اندازون نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہین مقبول نے فرمایا کہ اپنے
فرزند کو دیکھتا ہون نہین معلوم اب زندہ پلٹون یا نہ پلٹون اُس وقت قبیل نے سامنے آکر سلام کیا
اور عرض کی کہ غلام پہلے سے کشتی پر آبیٹھا تھا مقبول نے کہا کہ ہم تو مرنے کے ارادے سے جاتے
ہین اگر تم بھی مارے گئے تو چراغ ہی گل ہو گیا قبیل نے عرض کی کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے تو نہ آپ
کچھ کر سکتے ہین نہ مین اور اگر میری زندگی ہے تو کوئی کچھ نہین کر سکتا مین ایسے وقت مین آپ کو تنہا نچھوڑونگا
یہ سنکے مقبول کوئی جواب نہ دے سکے اور رضائے خدا پر شاکر ہوے اب انھون نے ساحل مراد پر
نظر ڈالی دیکھا کہ اس طرف سے پھر ناوک انداز دو کشتیون پر سوار ہوکے چلے ایکجانب مین بڑھنے لگی
اور ایک جانب یسار بس مقبول نے اپنی کشتی پر ناوک اندازون کی دو صفین معین کین ایک صف مین
آپ کھڑے ہوے اور دوسری صف مین اپنے فرزند کو افسر معین کیا اور کہا ای فرزند رخ کشتی حریف
کی طرف رہے پشت ہماری طرف اور اسی طرح خود بھی رخ کشتی حریف کی طرف کیا اور پشت اپنے
فرزند کی طرف کرکے کشتی کو بڑھا کے چلے اور کہا ای فرزند اس وقت کمال نشانہ بازی دکھانیکا وقت ہے
ہلا دار روک لینا جب وار کرنا اب ادھر سے یہ کشتی جارہی ہے اور اُس طرف سے وہ کشتیان گھات
سے بہتی چلی آتی ہین تمام سرداران اسلام کنارے دریا کے صف باندھے کھڑے ہین نگاہین کشتیون سے

لڑی ہوئی ہین کہ دیکھا چاہیے مقبول بن مقبل کیا کرتے ہین یہ سنکے بادشاہ اسلام بھی آگئے ہین کہ
یہ لڑائی معرکہ کی ہے صاحبقران بادشاہ کے پہلو مین کھڑے ہین اور مقبول کی نصرت کی دعا
کر رہے ہین ادھر مقبول بن مقبل نے دعا کی کہ خداوندا یہ مین آج کی فتح کا بھی امیدوار
ہون اسلیے کہ فرزند میرا میرے ساتھ ہی اور اسکا بھی خواستگار ہون کہ مین بستر بیماری پر نہ مرون بلکہ
مجھے مرتبہ شہادت عنایت ہو یہ دعا کرکے اب یہ ہوشیار ہوے اور دیکھنے لگے کہ کشتی حریف کی زد پر
آگئی بس جیسے دونون کشتی دونون جانب آکر رکین مقبول بن مقبل نے آواز دی کہ ہمرچیل ناوک اندازان
لطف یہ ہی کہ آڑ پکڑ کے مقابلہ کرنا یہ جو تختے سینے تک لگائے ہین تم انھین گروا دو اور دیکھو کہ ہم بھی یونہین
تمھارے سامنے موجود ہین بس یہ سنتے ہی طوفان تیرانداز نے سب تختے گروا دیے مقبول نے
مرحبا کی صدا بلند کر فرمایا کہ اب ہمارا انتظار نکرو تم تیر سر کرو اسلیے کہ ہم آئین اسلام کے پابند ہین ابتدا کر نہین
سکتے بس یہ سنتے ہی طوفان تیرانداز نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچ کے تیر کو چلہ
کمان مین پیوستہ کرکے گردن مقبول کی تاکی ساتھ طوفان تیرانداز کے چھ سو کمانین اس طرح سے
کڑکین اور چھ سو کمانین پشت کی جانب سے چلین جس وقت یہ بارہ سو تیر چلے ہین تو دریا پر سایہ ہو گیا
تھا اور اہل اسلام سمجھے کہ اسی ایک حملہ مین مقبول کا خاتمہ ہوا لیکن مقبول بن مقبل نے بھی تیر کمان
مین پیوستہ کرکے اس طرح تیرون پر تیر مارے کہ ہر ایک تیر مین دو دو اور تین تین تیر چھید کر دریا
مین گرے ایک تیر بھی کشتی تک نہ پہونچا یہ کمال دیکھکر اہل اسلام وجد کرنے لگے کہ قادر اندازی
اسکا نام ہی اور کفار کے تو ہوش پرواز کر گئے طوفان تیرانداز نے دیکھا کہ یہ بلا کے ناوک انداز ہین
انکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی بس اسنے پھر ایک باڑھ ماری ابکی مقبول بن مقبل نے ناوکون کو تلوار سے
قلم کر کے اتنی جلد تیر مارے کہ حریف ناوک کی کمانین لگانے بھی نہ پائے کہ ادھر سے تیر سر ہوگئے
ایک ہی باڑھ مین جسقدر ناوک انداز دونون کشتیون پر تھے نشانہ تیر اجل ہوے ایک ایک تیر مین
دو دو اور تین تین چھد گئے اور مانند مچھلیون کے کشتے تڑپنے لگے اور دریا مین گرنے لگے لیکن طوفان
تیرانداز نے مکاری کی کہ یہ مستول کی آڑ مین چھپ گیا تھا بس اسنے جو دیکھا کہ ساتھ والے سب
مارے گئے اور ادھر ہمراہیان مقبول بھی یہ سمجھے کہ اب کوئی حریف زندہ نہین ہی بس نعرہ کرتے ہی
طوفان تیرانداز نے ایسا تیر مارا کہ مقبول بن مقبل کی گردن پر پڑا اور توڑ کر بیٹے کے پاس سے
سنسناتا صدا دیتا ہوا نکل گیا مقبول تو تڑپ کے گر پڑے اور قبیل نے گھبرا کے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کیا ہوا
ادھر طوفان پھر مستول کی آڑ مین چھپا لیکن قبیل نے دیکھ لیا آواز دی کہ او دغاباز بے نعل تیرا تیری
نامردی اور بزدلی پر لعنت ہی مگر کہان جائے گا بچ کر میرے ہاتھ سے باپ کی طرف نظر بھی نہ کی
کہ کیا حال ہی جلدی سے تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے ایسا تیر مارا کہ مستول کو توڑ کر سینے پر طوفان
کے پڑا اور پشت کو توڑ کے پار گزر گیا طوفان الٹ کے دریا مین گرا تمام پانی خون ہی خون ہو گیا
گویا اُن کافرون کا لہو پانی ایک ہو گیا اب قبیل نے دیکھا تو مقبول آخر ہو چکے تھے
اسنے باپ کا غم دوسرے وقت پر اُٹھا رکھا اس وقت چادر اُڑھا دی اور کشتی بانون سے
کہا کہ جلد کشتی اُس پار لیچلو اُدھر غوطہ خورون نے دیکھا کہ ہمارے طرف کے تیرانداز تو مارے
گئے اب حریف ساحل کی طرف آتا ہی انھون نے دریا مین کود کود کے غوطے مارے اور قصد کیا
کہ آکر کشتی کو توڑ کے غرق کردین بس یہ دیکھتے ہی اظلم دیوانہ کہ یہ صاحبقران کے رفقاے قدیم

مین سے ہی حال اسکے زیر ہونیکا طلسم ابلق مین تحریر ہی دریا مین چالیس دیوانون سے پھاند پڑا
اور پیرتا ہوا برائے مدد قبیل بن مقبل چلا وہان قبیل نے ناوک اندازون سے کہا کہ ان غوطہ خورون
سے ہوشیار رہنا کوئی کشتی تک نہ آنے پائے دستور ان غوطہ خورون کا یہ تھا کہ ہاتھون مین انکے
اوزار تھے جنسے کشتی شکستہ کرتے مین اور ایک غوطہ لگا کر قریب کشتی کے ابھرتے تھے اور اندازہ
کرکے دوسرے غوطہ مین کشتی کو آکر توڑ دیتے تھے پس پہلے غوطہ مین تو یہ سب غرق دریا ہو گئے
لیکن جو جس مقام پر ابھرا وہین نشانہ تیر قضا ہوا ان ناوک اندازون نے جہان پانی ہلا وہین تیر مارا
غوطہ خورون کے دھوکے مین بہت سی مچھلیان نشانہ ہوگئین تمام غوطہ خور مارے گئے لاشین انکی
بہتی ہوئی طرف قلعہ کے چلین یہان قبیل نے ساحل پر پہونچ کے نشان نصب کر دیا اور تمام
کشتیان اور جہاز خدمت مین صاحبقران عالی شان کے روانہ کیے وہان نہنگ لجہ دریانشین
فصیل قلعہ پر سے دوربین لگائے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ساحل کے محافظ
مارے گئے اور اب جہاز لشکر حریف کے قبضہ مین آگئے تو اسنے بگل دیا فوراً فوج تیار ہوئی
یہ چالیس ہزار جوانون سے برائے مقابلہ قبیل روانہ ہوا ادھر جہاز اور کشتیان ساحل مراد پر
پہونچ گئین صاحبقران سب سے پہلے اک کشتی پر سوار ہو کر برائے مدد روانہ ہوے بعد صاحبقران
کے اور سردار بھی چلنے لگے لیکن سب سے آگے کشتی امیر کی جا رہی ہی ادھر نہنگ دریانشین
کو معلوم ہوا کہ جس شخص نے دریا عبور کر کے نشان اسلام نصب کیا ہی وہ اک ناوک انداز ہی اور ساتھ
اسکے صرف چار پانچ سو آدمی ہین پس اسکو مقابلے مین آتے شرم آئی اک رفیق اسکا ہی کہ نام اسکا
مضراب تیغزن ہی اس سے کہا کہ تو جا کر اس شخص کا سر کاٹ لا جو دریا عبور کر کے آیا ہی مضراب
تیغزن ایک ہزار سوار ساتھ لیکر جانب ساحل روانہ ہوا یہان قبیل اپنے ناوک اندازون کو
صف آرا کیے ہوئے بیٹھا تھا جیسے ہی گرد اڑی اور سامنے سے مضراب تیغزن ایک ہزار
سوار سے نمودار ہوا ابن قبیل بن مقبول نے تیر دن پر رکھ لیا پہلے ہی حملہ مین پانچ سو سوار مارے گئے
لاشین زمین پر گر کر تڑپنے لگین قبیل بن مقبول کے تیر سے مضراب بھی مارا گیا باقی لوگ بھاگے
اور آکر نہنگ دریانشین سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ وہ لوگ ناوک انداز نہین بلکہ قضا انداز ہین
پس یہ سنکے نہنگ کو تاب نہ رہی اور غصہ مین آ تالیس ہزار آدمیون کو ساتھ لیکر چل کھڑا ہوا ادھر
قبیل نے جب تیر مارنا شروع کیے اتنے مین صاحبقران دوران کی کشتی بھی ساحل مراد پر پہونچ
گئی دیکھا امیر نے کہ سامنے سے اک گبر طویل القامت قوی الجثہ کرگدن پر سوار چلا آتا ہی پس امیر نے
قبیل سے ارشاد فرمایا کہ بس اب تیر نہ مارنا آنے دو اور جلدی سے امیر مرکب پر سوار ہو کے آگے
بڑھے ادھر سے نہنگ دریانشین مرکب کو اڑا کر سامنے صاحبقران کے آیا امیر نے فرمایا
کہ یہ کون سا دستور ہی کہ تم لوگ راہ نہین دیتے ہو اگر دعوے جرأت ہی تو حریف کو جگہ دیکر آپس سے
مقابلہ کرو اس وقت نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ مین خود اسے برا جانتا ہون مگر حکم خداوند
سابق سے مجبور ہون اور اس ساحل کے بادشاہ افلاکیہ کی طرف سے نگہبان بھی ہون فرمایا
خیر اچھا دیکھون تو کیسا ہی یہ سنکے نہنگ دریانشین نے نیزہ مارا صاحبقران نے
نیزے کو نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو مار سیاہ زبانین نکال کر گتھ گئے
نیزہ بازی ہوتے ہوتے صاحبقران نے اک ایسا بند باندھا کہ نہنگ نہ کھول سکا پس امیر نے

بس امیر نے جھٹکا مارا کہ صاف نیزہ ہاتھ سے نہنگ کے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی دنیا اسکی نگاہون
مین تیرہ وتار ہوگئی اسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ او عرب غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرے ہاتھ
سے نکال دیا سامنے مردان تمام عالم کے مجھے خفیف کیا خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی گرز
بازی حمال بازی تیغ بازی رستم بازی جسکو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر لپیٹ کے ہاتھ
تیغ آبدار کا مارا صاحبقران عالی شان نے دھار کو بچا کے بند دست پر ہاتھ رکھ دیا اور اپنی
طرف کھینچا اور دوسرا ہاتھ کمر زنجیر کے بند پر ڈال کے جو زور کیا سر سے بلند کر کے چاہتے تھے کہ
زمین پر مارین کہ نہنگ دریانشین نے چیخ آواز امان کی دی فرمایا امان بشرط ایمان نہنگ نے
عرض کی کہ قبول ہے تا زندہ ہم بندہ ہم یہ سنکے امیر نے نہنگ کو چھوڑ دیا نہنگ نے عرض
کی کہ مین نے تجھسا بہادر نہین دیکھا کہ مجھ ایسے پہلوان زبردست کو تو نے اس طرح زیر کیا جیسے
کوئی برس دن کے بچے کو ایک ہاتھ سے اٹھا لیتا ہے اب جو آپ کے مذہب مین آنا چاہیے وہ
کیا کیجیے امیر نے کلمہ طیبہ تلقین فرمایا نہنگ مع فوج مسلمان ہوا اتنے مین اور سردار بھی آگئے قبیل
بن مقبول نے لاش اپنے باپ کی سامنے صاحبقران کے لا کر رکھ دی امیر لاش مقبول
کی دیکھ کر رونے لگے اور فرمایا کہ آج یہ اسم باسمی ہوگیا یعنی درگاہ خدا مین مقبول ہوگیا نہنگ
بن مواج دریانشین نے پوچھا کہ یا صاحبقران کیا یہ آپ کے کسی عزیز کی لاش ہے فرمایا
کہ ہے تو یہ غیر مگر مجھے عزیزون سے زیادہ ہے اسلیے کہ اسنے میری رفاقت مین اپنی جان دی یہ سنکے
نہنگ کا جوش دونا ہوگیا اور کہنے لگا کہ جب ایسا قدر شناس آقا ہو تو رفیق کیونکر جان اپنی نثار نکرین
صاحبقران نے نہنگ سے ارشاد فرمایا کہ یہان جو عمدہ اور بہتر مقام ہو وہ مجھے بتاؤ تا کہ مین لاش
اسکی دفن کرون نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ قلعہ سے بہتر کونسا مقام ہوگا غرضکہ امیر
ہمراہ نہنگ کے لاش مقبول کی لیے ہوئے قلعہ مین تشریف لائے اور جائے عمدہ پر قبر کھدوا کر
لاش مقبول کی دفن کی اور فاتحہ پڑھ کر بہت روتے بعد اسکے تمام لشکر صاحبقران کا آکر
جمع ہوا امیر دار قلعہ مین رونق افروز ہوئے اس وقت صاحبقران نے نہنگ دریانشین
سے پوچھا کہ حاکم شہر افلاکیہ کا کون ہے نام اسکا کیا ہے نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ یا صاحبقران
قصہ اسکا طولانی ہے اور مختصر یہ ہے کہ افلاک دیو ہمر یہان کا حاکم ہے اور وہ میرا ماموں ہے لیکن بادشاہ
اصلی اس شہر کا کیوان زرین کلاہ ہے کہ وہ اسی قلعہ مین قیم ہے امیر نے فرمایا کہ کیوان زرین کلاہ
سے افلاک دیو ہمر نے کیونکر سلطنت لی اور اسے دیو ہمر کیون کہتے ہین اس وقت نہنگ
نے عرض کی کہ یا صاحبقران نانا میرا دیوانہ تھا اسی حالت دیوانگی مین اسکی شادی ہوئی اور میری
مان پیدا ہوئی اسکے بعد بہرام دیوانہ کا جنون اور زیادہ ہوگیا اور اسنے صحرا مین رہنا اختیار کیا چونکہ
بہرام نہایت حسین آدمی تھا اک دیونی اسپر عاشق ہوئی اور زن جمیلہ بن کے سامنے اسکے آئی
بہرام گھر بار کو تو ترک ہی کیے ہوئے تھا دیونی سے ملوث ہوا اور اس سے یہ افلاک دیو ہمر
پیدا ہوا صورت افلاک دیو ہمر کی یہ ہے کہ کچھ انسان سے مشابہ ہے اور کچھ دیو سے باچھین اسکی
تا بناگوش ہین گردن اسقدر چوڑی ہے کہ کمر اور گردن برابر ہے سر پر مثل کرگدن کے ایک شاخ
ہے دست و بازو نہایت قوی ہین علاوہ ان سب باتون کے اسکی آواز مین خدا نے وہ تاثیر دی ہے کہ
جب وہ نعرہ کرتا ہے تو انسان جھومنے لگتا ہے اور بیہوش ہوجاتا ہے جب اسی صحرا مین یہ پڑا ہوا تو

پہلے اپنے باپ کو مارا اور کباب لگا کے کھا گیا اسکے بعد شہر مین آکر لوگون کو آزار پہونچانے لگا دیونی
بہرام کے غم مین مدقوق ہوئی اور مر گئی جب افلاک دیوسر نے خلق اللہ کو آزار پہونچانا شروع کیے تو
بادشاہ نے گرفتاری کا حکم دیا جو لوگ برائے گرفتاری گئے تھے وہ سب مارے گئے اسلیئے کہ ایک نعرے
مین وہ سب بیہوش ہو گئے افلاک دیوسر نے سبکو قتل کر ڈالا اس وقت بادشاہ متردد ہوا ہنوز کوئی تدبیر
گرفتاری ذہن مین نہ آئی تھی کہ افلاک دیوسر ملک پر چڑھ آیا یہان سے فوج روانہ ہوئی افلاک
اپنی صدائے مہیب سے سبکو بیہوش کرتا ہوا بادشاہ تک آیا اور بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اسی قلعہ مین لا کر
قید کیا اور مجھے اس قید اور اس ساحل کا محافظ قرار دیکر آپ سلطنت کرنے لگا یہ سنکے صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ قید بادشاہ کی منگواؤ اسی وقت نہنگ دریانشین نے قید بادشاہ کی منگوا دی دیکھا
امیر نے کہ کیوان زرین کلاہ مرد معقول معلوم ہوتا ہی فرمایا امیر نے کہ تمہارا کیا مذہب ہی اسنے عرض کی
کہ مین نہین جانتا کہ مذہب کسے کہتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ تعجب ہی تجھ ایسا شخص اور لا مذہب ائی
کیوان زرین کلاہ کوئی شی بغیر بنائے نہین بنتی لہذا دنیا کا بھی کوئی بنانے والا ضرور ہی اور وہی خدا ہی
اسکی پرستش کرنا چاہیے یہ سنکے کیوان نے کہا کہ اب تو ہتھکڑیون بیڑیون کی پرستش کرتے ہین کہ
انہین کے بس مین ہین یہ سنکے دل امیر کا دکھ گیا فرمایا قید اسکی کاٹ دو اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے
اور قید کیوان زرین کلاہ کی کاٹ دی کیوان نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ مین صاحبقران عادل
ہون انشاء اللہ تعالے افلاک دیوسر کو مار کے تیرا ملک تجھے دلا دونگا کیوان نے کہا کہ اسی وقت مین ایمان و لایا
الحاصل صاحبقران نے دو ایک روز قیام کیا جب تمام لشکر دریا کے اس پار آ گیا تو امیر نے اک نامہ بنام
افلاک دیوسر تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای افلاک دیوسر ہمنے سنا ہی کہ دزد ہمارا اساریق بن بقا آکر
تمہارے ملک مین پناہ گزین ہوا ہی لہذا اسکو باندھ کر میرے سپرد کرو اور دین مبین اسلام کے پابند
ہو تو مین تمہارے ملک و مال سے تعرض نکرونگا اور کیوان زرین کلاہ کو اپنے ملکون مین سے
کوئی ملک دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ یاد رکھنا کہ سارا غرور تیرا خاک مین ملا دونگا اور سرکشی
بھلا دونگا اس طرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے جب نامہ
تیار ہوا تو صاحبقران نے فرمایا کہ کون ہی ایسا کہ جو جائے اور اس نامہ کا جواب لیکے آئے یہ سنکے
نہنگ دریانشین نے عرض کی کہ غلام اس خدمت کو بجا لائے گا صاحبقران نے فرمایا کہ تم
ابھی اچھی طرح ہمارے آئین سے آگاہ نہین ہو آداب نامہ کے کیونکر بجا لاؤگے نہنگ نے
عرض کی کہ جو مجھے تعلیم کر دیا جائے گا اسپر عمل کرونگا صاحبقران نے نہنگ کو آئین نامہ داری
تعلیم فرمائے نہنگ دریانشین نے نامہ سر سے باندھا اور جانب شہر افلاکیہ روانہ ہوا خبر افلاک
دیوسر کو ہوئی کہ مسلمانون نے آکر طوفان تیر انداز کو مارا نہنگ کو زیر کرکے مطیع بنایا کیوان
زرین کلاہ کو نہنگ کی قید سے چھڑا لیا اب نہنگ انکا ایلچی بنکے آتا ہی یہ سنکے افلاک ہنسا اور
کہا کہ بھانجے نے میرے مجبور ہو کے اطاعت کی ہوگی خیر جب یہ مرحلہ سر ہو جائے گا پھر وہ اپنا ہی
جائے گا کہان یہ کہکر کچھ لوگون کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ گئے اور پیشوائی کرکے نہنگ
دریانشین کو لائے نہنگ نے آکر بطور خدا پرستان سلام کیا افلاک دیوسر ناراض ہوا اور
کہا کہ تو مجھے اس طرح سلام کرتا ہی شرط یہ ہی کہ دھڑ سے سر کھینچ لون مگر خیال کرتا ہون بہن کا کہ وہ
کیا کہیگی یہ سنکے نہنگ دریانشین نے کہا کہ مجھے اس وقت یگانہ نہ سمجھے مین ایلچی ہون

صاحبقران کا افلاک دیوسر نے کہا کہ اچھا نامہ لا افلاک دیوسر نے کہا کہ نامہ یون نہین ملتا ہی جب
آداب نامہ کے بجا لاؤ گے تو نامہ پاؤ گے افلاک دیوسر کو یہ سنکے اور غصہ آیا کہا آداب نامہ کے کیا
ہین نہنگ نے بیان کیا کہ سات کشتیان نامہ پر سے تصدق کرو اور تین کشتیان مجھ پر سے سات
قدم نامہ کے استقبال کرو مین قدم بیرا افلاک دیوسر نے ڈانٹا کہ لا تا ہی نامہ یا چھین لون بس یہ جو
گرجا آواز اسکے کان مین نہنگ کی پہونچی بس یہ جھوم کے بیہوش ہو گیا افلاک دیو نے اسی عالم بیہوشی
مین نامہ لے لیا اور اسے پڑھا پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اتنے عرصہ مین نہنگ کو ہوش
آیا کہا کہ یہ سب کچھ میدان جنگ کے واسطے رہنے دیجیے اس وقت مین ایلچی کی حیثیت مین ہون
نامہ دیجیے اور مجھے نامہ کا جواب دیجیے یہ سنکے افلاک نے کہا ہمنے نامہ دیکھ لیا اور جواب اسکا جنگ
ہی جا کہدینا صاحبقران سے کہ مجھے مثل دیگران نہ سمجھنا نہنگ دریا نشین خفیف ہوا اور جواب
نامہ کا لیکر خدمت مین صاحبقران عالی شان کے حاضر ہوا اور جواب نامہ پیش کر کے اپنی حالت بیان
کی اور عذر کیا کہ مین حالت بیہوشی مین کیا کرتا حضور میدان مین ملاحظہ ہی فرما لینگے کہ اسکی آواز مین کیا تاثیر
ہی صاحبقران نے فرمایا کہ مین تمسے شکایت تھوڑی کرتا ہون اب میدان ہی مین سمجھ لیا جائیگا
یہ فرما کر حکم دیا کہ لشکر ہمارا قریب شہر افلاکیہ کے خیمہ زن ہو کل ہم بھی آئینگے ادھر سے جرنیل عادین جم
لیکر طرف افلاکیہ کے روانہ ہوئے اور دوسرے روز صاحبقران بھی کوچ کر کے جانب شہر افلاکیہ
پہنچے وہان افلاک دیوسر نے لشکر اپنا شہر کے باہر نکالا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت
نقارہ زرمی پر چوب لگی بعد آواز نقارہ کی گرجی خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین سرہنگان نے ساریق سے کہا کہ بھاگنے کی فکر رکھیے
ایک آواز کا کیا بھروسا نکلی نکلی نہ نکلی یہ اہل اسلام ناطقہ بند کر دیتے ہین ادھر نہنگ دریا نشین
نے صاحبقران عالی شان سے عرض کی کہ کوئی تدبیر مقابلہ بھی حضور نے سوچ لی ہی یا نہین اسلیے
کہ اسکا حربہ دنیا سے نرالا ہی جسکی روک آجتک کسی سے ہو ہی نہین سکی فرمایا خداوند عالم اہل حق کا
پشت و پناہ ہی وہی ہر آفت و بلا سے بچانے والا اور ہر بلا کا رد کرنے والا ہی غرضکہ تمام رات دونون
لشکرون مین تیاریان جنگ کی رہین آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند رہین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نیب دیکر ہٹتے تھے کہ دونون
جانب سے تبردار نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹ میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو
ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا میدان مثل آئینہ کے نظر آنے لگا اس طرف سے
افلاک دیوسر نے کڑکڑا کر گھوڑا باگ کا لیا اور میدان مین آکر پکارا کہ باش اے گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان خبردار و ہوشیار باش کہ منم افلاک دیوسر جسکو بونے دو سو خداوندون نے
انسان اور دیو سے مشورہ کر کے پیدا کیا ہی اسلیے کہ مین تم غدارون کو صفحہ ہستی سے مثل حرف
غلط کے مٹاؤن اور دین قدیم کو رواج دون جسکو تمنائے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ میرے مقابلہ
کو آئے اور جسکو جان عزیز ہو وہ دین خدا پرستی کو جو اک دین جدید ہی ترک کر کے دین قدیم
بت پرستی کو اختیار کرے بس یہ کہنا تھا اسکا کہ اہل اسلام نے اسے بہت برا بھلا کہا اور زلازل
بن زلزلہ اپنے فیل مست کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا فیل سے اترکر اجازت
خواہ میدان نبرد ہوا بادشاہ نے جام کلمہ عفریت عنایت کر کے ارشاد کیا کہ جاؤ خدا کی حفظ و امان مین

تو ہار زلازل نے جام ہونٹون سے لگا کر جرعہ درکشید کیا اور سلام رخصت کر کے بارگاہ سے پہ سوار ہو کے سامنے
افلاک دیوسر کے آیا اور آواز دی کہ او ملعون لا حربہ اپنا افلاک دیوسر نے کہا کہ ای زلازل تجھے شرم
نہین آتی کہ تو نے اپنے خداوند کو چھوڑ کے رفاقت ان ہیچ خداپرستون کی اختیار کی خداوند نے تجھے
کیسی عزت دی تھی کہ میمنہ فوج کا افسر کر دیا تھا اگر تو اب بھی اپنے کردار سے توبہ کر اور کے خداوند
سے عذر کر تو خداوند ایسا رحم دل ہی کہ تیری خطا عفو کر دیگا اور مین تیری سفارش بھی کرونگا
زلازل نے کہا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہی تو کیا ہی اور تیرا خداوند کیا مسخرا ہی اگر ساریق میر کچھ
بھی حس ہوتا تو خداپرستون کے ہاتھ سے تباہ ہو کے نیچے تک نہ آتا وہین سبکو غارت کر دیتا اور میر
اس دین مبین کو کیا ترک کرونگا تو اگر اپنی خیریت چاہتا ہی تو ساریق کو باندھ کے خدمت صاحبقران
مین لے آ تم اور دین اسلام کو اختیار کر امیر ایسے عالی ہمت ہین کہ اس ملک کے علاوہ تجھے اور ملک
بھی عنایت فرمائینگے اور کیوان زرین کلاہ کو بھی اور ملک دیگر اسے راضی کر لینگے ورنہ یہ یاد
رکھنا کہ تجھے چیر پھینکدونگا مین وہ ہون کہ مین نے دیوون کو مارا ہی تو آدھا دیو اور آدھا انسان ہی
افلاک دیوسر پکارا کہ تو میرے نعرہ کی تاب تو لا نہ سکیگا مقابلہ مجھسے کیا کرے گا ارے ہوشیار
ہو جا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا یہ کہکر جو نعرہ کرتا ہی ایسی آواز اسکی کرخت تھی کہ یہ معلوم ہوا کہ کان کے
پردے پھٹ گئے اور دماغ پر ایسا اثر پڑا کہ زلازل کو چکر آیا آنکھون مین اندھیرا سا چھا گیا اور
زلازل بن زلزلہ بیہوش ہوگیا بس افلاک دیوسر نے کمند سے باندھ کے زندانخانہ مین بھجوا دیا اور
پھر مبارز طلب ہوا ابھی لشکر اسلام سے تمغاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت بادشاہ
سے اجازت لیکر سامنے افلاک دیوسر کے آیا اور پکارا کہ او ملعون چلانے سے کیا فائدہ کوئی حربہ
کر افلاک دیوسر نے کہا کہ بس میرا حربہ میری آواز ہی اگر اسکی کوئی سپر تیرے پاس ہو تو روک
یہ کہکر جو نعرہ کیا کہ منم افلاک دیوسر کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر رود بس یہ
کہنا تھا کہ تمغاج زرہ پوش بھی لہرا کر جھوما افلاک دیوسر نے اسکو بھی باندھ کے بھجوا دیا اور پھر
مبارز طلب کیا اب تو تانتا بندھ گیا کہ جو نکلا وہ اسیر ہوا جو نکلا وہ اسیر ہوا میدان مین جاتے دیر لگتی ہی
گرفتار ہونے دیر ہی نہین لگتی افلاک نے ایک آواز دی اور باندھ لیگیا اور اس طرف سے
جان نثاران صاحبقران برابر چلے جا رہے ہین شام تک پچاس سرداران نامی کو افلاک دیوسر
نے اسیر کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ساریق افلاک پر سے زر نثار کرتا ہوا
میدان سے پھرا اور اسی وقت طرہ پیغمبری افلاک کو دیا اب تو دماغ افلاک کا اور بھی آسمان پر
پہونچ گیا سنگخان نے کہا ای پیغمبر قدرت جن سردارون کو اسیر کیا ہی انھین تو قتل کر ڈالو انکا
زندہ رکھنا اچھا نہین ہی اور کل سے یہ شیوہ اختیار کرو کہ جو بیہوش ہو اسکو اسیر نہ کرو بلکہ وہین قتل کر ڈالو
افلاک دیوسر نے کہا مالک جی جب مین سبکو گرفتار کر لاؤنگا اسوقت ایک ہی مرتبہ نمایش
کرونگا اگر اسوقت بھی نہ مانا تو قتل کرونگا انمین سے جتنے سردار اطاعت اختیار کرینگے وہی کافی
ہین جب موت کا سامنا ہوگا تو صاحبقران تک اطاعت منظور کرینگے تم تماشہ دیکھتے جاؤ کہ ہوتا
کیا ہی سنگخان نے ایک آہ سرد کھینچی اور کہا ای افلاک دیوسر تم تو دو ہی ایک روز مین ختم
ہو جاؤگے خدا سلامت رکھے پیر و مرشد کو وہ تمھین سینہ دکھلا کر آوازہ بند کر دینگے اسکے بعد بھی عطر
جو اسوقت قید مین ہین قیدین توڑ توڑ کر ہین اور خداوند کو اتنی جوتیان مارینگے کہ سر پہ ایک بال

تر ہیکا اور بھاگتے رستہ ملیگا افلاک دیو سر ہنسا اور کہا کہ مین سیرون سپند ورخود بھانک گیا ہون مجھ
سپند ور اثر نہین کرتا سخنتگان نے کہا کہ مرشد کو ایسے ایسے نسخے یاد ہین کہ دو دوئی نہ کوئی علاج نکال ہی لینگے
خیر اگر نہین مانتے ہو تو آپ ہی اسکا خمیازہ اٹھاؤگے یہ کہکر خاموش ہو رہا افلاک دیو سر نے لباس رزم
اتار پوشاک بزم پہنکر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا تو بولا کہ
بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زنی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہان اہل اسلام سردارون
کی گرفتاری سے کمال محزون و غمگین تھے کہ اگر مقابلہ ہوتا تو کچھ جوہر کھلتے یہ کونسی لڑائی ہے کہ دل کی دل ہی مین
رہجاتی ہے حربہ اٹھانے کی نوبت بھی نہین آتی جو اسیر ہوگئے وہ تو اسیر ہوے اب جو باقی ہین انکی خیر
منانا چاہیے کل دیکھیے کس کس کی تقدیر مین اسیری ہے یہی ذکر تھا کہ آواز طبل جنگ گوشزد ہوئی یہان بھی
کوس خسروی نوازش مین آیا جب صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا ے میدان نبرد ہوے تو پھر افلاک دیو سر
میدان مین آکر مبارز طلب ہوا آج اظلام دیوانہ اسکے مقابلہ کو گیا اور بعد گفتگو بسیار افلاک نے
چیخ ماری یہ بھی بیہوش ہوا اسکے بعد تہمتن گرد نکلا یہ بھی اسیر ہوا آج کی میدانداری مین بھی ساٹھ ستر
سردار اسیر ہوے صاحبقران نہایت پریشان ہین کہ کیا کیا جاے اور سارلق نہایت خوش ہے
سخنتگان نے آج بھی سمجھایا کہ ای افلاک دیو سر ہمارا کہنا مانو ہم تمھین پھر سمجھاتے ہین کہ اپنے قصد سے باز
آؤ ورنہ بعد کو اپنے دلمین شرمندہ ہوگے کہ ان سردارون کو قتل کرو ورنہ پچھتاؤگے لیکن افلاک دیو سر
نے نہ مانا خلاصہ یہ کہ سات آٹھ روز کی میدانداری مین افلاک دیو سر نے تمام زندان خانے
سرداران اسلام سے بھر دیے اتو صاحبقران نے پریشان ہوکر حکم دے دیا کہ خبردار کل کوئی میدان مین
نکلنے کا قصد نکرے ہم خود اسکے مقابلے کو جائینگے اس وقت نہنگ دریانشین اور کیوان رزین کلاہ
نے پوچھا کہ یا صاحبقران کوئی تدبیر آپنے سوچ لی ہے فرمایا تدبیر اسکی کیا ہے سوا اسکے کہ مجھے اپنے
سردارون کی اسیری اب نہین دیکھی جاتی اگر خدا کو نصرت میری منظور ہے مجھے فتحیاب کرے گا ورنہ
جو کچھ ہوگا وہ میرے بعد ہوگا مین داغ اٹھانے سے تو محفوظ رہونگا یہ سنکے سرداران اسلام نے عرض
کی کہ جبتک ہم جان نثار موجود ہین اس وقت تک حضور کو جانے نہ دینگے ہان جب ہم نہون اس وقت
مین آپ کو اختیار ہے غرضکہ جب صبح ہوئی تو صاحبقران با اقبال نے تمام تبرکات زیب جسم فرماے
اور بعزم مقابلہ میدان مین تشریف لاے اس طرف سے افلاک دیو سر میدان مین آیا ہنوز
صاحبقران اسکے مقابلے کو نکلنے نہین پاے ہین کہ جانب صحرا سے اک بگولا گرد کا اٹھا اور
نقابدار دریدہ لباس خاکی پوش نمایان ہوا اور پکارا کہ او ملعون تو نے بندگان خدا کو بہت آزار پہنچایا ہے
سنکر نقابدار دریدہ لباس افلاک ہنسا اور پکارا کہ تو آپ بتلاے فلاکت ہے کیون اپنی جان سے بیزار
ہوا ہے جا بلٹ جا جہان سے آیا ہے ورنہ میرے ہاتھ سے گرفتار ہوکر تو بھی ان مسلمانون کے ساتھ
قتل ہوگا نقابدار نے کہا کہ مین تیری جان کے واسطے ملک الموت ہون سخنتگان نے جو نقابدار کو
دیکھا پکارا کہ یہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی ہے نقابدار نے جواب دیا کہ او ملعون تیری باتون کی
مجھے برابر خبرین پہنچتی رہتی ہین تو ہر بات مین دخل دیا کرتا ہے اب تیری شامتین آگئی ہین [illegible]
تاے جاتا ہون کہ تجھے کیا مارون مگر تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا ادھر افلاک دیو سر نے کہا
کہ دیکھ مین نعرہ کرتا ہون نقابدار نے کہا جتنا چاہے [illegible]
پریشان ہون مین [illegible]

ہونے لگے دور تک صفین کی صفین جھوم گئین لیکن نقابدار پر کوئی اثر نہوا اب نقابدار نے کہا کہ مین نعرہ ترا ہون
تو ہوشیار ہو جا یہ کہکر جو سفید مہرے کو پھونکا اتنی بڑی آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افلاک کو چکر آگیا
بس نقابدار نے کمند ماری اور آواز دی کہ کہان جاتا ہے ملعون کمند مین دستہ دیا سر گردن افلاک
کی الجھ گئے نقابدار نے جھٹکا دیکر ہاتھ پر بلند کرلیا اور میدان سے پھرا اہل اسلام نے آواز احسنت و مرحبا
بلند کی بادشاہ اسلام نے چند سوارون کو بھیجا کہ لے آؤ نقابدار کو وہان سخنگان نے درود پڑھنا شروع کیا
اور تعریفین کرنے لگا کہ مرشد کا کیا کہنا ہے یہ سوا انکے دوسرے کا کام ہی نہین ہے ساریق نے کہا کہ مرشد
کیسے یہ نقابدار قدرت ہے اسنے غرور کیا تھا خداوند نے غرور اسکا مٹا دیا اب اسکی جگہ بھی نقابدار قدرت
کام کرے گا سخنگان نے کہا کہ اب یہ آپ کا کام تمام کرے گا وہان نقابدار نے سواران لشکر اسلام کی طرف
دیکھکر کہا کہ کل تم لوگون سے مقابلہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمین مقابلہ مین عذر نہین لیکن اے
نقابدار آج دعوت ہماری قبول کرو لوگ نقابدار کو لے گئے نقابدار اتنے بڑے جوان کو ہاتھ پر اٹھائے
ہوئے تھا ساریق نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر
میدان سے پھر گیا یہان بادشاہ اسلام و سرداران عالی مقام داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نقابدار
خاک پوش بھی آکر اک کرسی پر بیٹھا اور نقاب چہرہ سے اٹھا کر بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام کو سلام
کیا دیکھا سب نے کہ خواجہ خضران ہین اُس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ اسکی آواز کے اثر
سے تم کیونکر بچے پھر اتنی بڑی آواز تمنے کہان سے پیدا کی جسکے اثر سے یہ بیہوش ہوا اور اسکے علاوہ
زیادہ حیرت کا امر یہ ہے کہ اتنے بڑے دیوپیکر کو یہانتک سے ہاتھ پر اٹھائے ہوئے لائے ہو خضران
نے عرض کی کہ یا امیر مین نے کانون مین ایسی ٹھیٹھیان لگائی تھین کہ اسکی آواز مجھے محسوس ہی نہین ہوئی اور میری
آواز اتنی بڑی کہان جس سے یہ بیہوش ہوتا مین نے سفید مہرہ پھونکا تھا اسکی آواز جو لشٹھ کوس تک
جاتی ہے اور لنگر اسکا کمند کے اعجاز سے صرف پاؤ بھر کا رہگیا ہے پاؤ بھر کے وزن کا اسطرح اٹھائے
ہوئے لانا کچھ زیادہ دشواری کی بات نہین ہے یہ سنکے امیر با توقیر نے خضران کو بہت بھاری
خلعت عنایت فرمایا لیکن افلاک جو ہوشیار ہوا تو اسنے صاحبقران سے عرض کی کہ یا
امیر مین زیر نہین ہوا ہون یہ اور بات ہے کہ عیار آپ کا تدبیر سے مجھے گرفتار کر لایا اگر آپ مجھ سے
مقابلہ کرکے اسیر کرین یا قتل کرین تو ہوسکتا ہے صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ چھوڑ دو تمام
سرداران تھے کہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا ہے کہ ایسی بلا سے بیرم کو چھوڑے دیتے ہین خضران
نے دیکھا کہ حکم تو امیر کا ٹل نہین سکتا اسی وقت چپکے سے اک رقعہ لکھ کر ساریق کو بھیجا کہ اگر تو
ہمارے سردارون کو چھوڑ دے تو ہم بھی تیرے سردار کو چھوڑ دین اور صاحبقران سے
عرض کی کہ مین ایک گھنٹے کے بعد اسے جانے دونگا امیر نے فرمایا اسکا مضائقہ نہین جسوقت
نامہ خضران کا بساریق کو پہونچا اور ساریق مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسنے اسی وقت تمام
سردارون کو رہا کردیا جب یہ خبر خضران کو معلوم ہوگئی کہ سردار رہا ہوکر آتے ہین تو خضران نے
افلاک دیو سر کو بھی جانے کی اجازت دی افلاک یہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین گیا اور
صاحبقران کی نہایت تعریف کی کہ بڑے بہادر ہین کوئی بھی ایسے دشمن قوی کے ساتھ رعایت
کرے گا کہ مجکو چھوڑ دیا سخنگان نے کہا کہ تجھ ایک کے عوض مین تمام سردار بھی تو اپنے رہا کرالیے
افلاک دیوسر نے کہا کہ یہ تو امیر نے نفیس فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے یہ کارروائی بالا بالا ہوئی تمنے

کیون اُن سرداروں کو رہا کر دیا اُس وقت سختگان نے کہا کہ یہان رقعہ اس مضمون کا آیا تھا کہ ہمارے سرداروں کو رہا کر دو تو ہم افلاک دیوسر کو چھوڑ دین تمھاری جان بچانے کے لیے خداوند نے ایسا کیا یہ سنکے افلاک کو کمال رنج ہوا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا یہ لوگ میرے ہاتھوں سے بچ کے جاتے کہان ہین امیر کو مین نے گرفتار کیا اور گویا سب گرفتار ہو گئے کل مجھسے اور صاحبقران سے مقابلہ ہی سختگان نے ساریق سے کہا کہ اب چلچلاؤ کا وقت قریب ہی ستارہ اہل اسلام کا گردش سے نکل گیا اور افلاک دیوسر کا پیمانہ عمر لبریز ہو اجب عیار اُنکا پکڑ گیا تو وہ تو مارہی ڈالینگے اُنکے اقبال کی ایک یہی علامت ہی کل سردار اُنکے رہا ہو گئے افلاک دیوسر نے کہا کہ حمزہ پاس وہ چیزین نہین ہین جو عمرو پاس ہین حمزہ ربع مجھے کیونکر گرفتار کر سکتا ہی سختگان نے کہا کہ انھون نے ایسی جرأت کی ہی کہ اب اُنکا خدا اُنکی مدد کرے گا یہ اُس شخص کے قائم مقام ہین کہ جسکی آواز کئی فرسنگ جاتی تھی اُنکے لیے بھی وہی بات پیدا ہو جائیگی ساریق نے کہا کہ تجھے یونہین قارورے مین بجالے دکھائی دیا کرتے ہین ہمنے اُسکی آواز بڑی خلق ہی نہین کی نہ یہ تقدیر ہم کرینگے کہ اُنکی آواز بڑی ہو جاے سختگان چپ کے خاموش ہو رہا افلاک دیوسر نے طبل جنگ بجوا دیا اس شب اہل اسلام مین عجب تہلکہ تھا ہر شخص مصروف دعا تھا اور صاحبقران عالی شان بھی اک خیمہ تنہا مین بیٹھے ہوے درگاہ احدیت مین عرض کر رہے تھے کہ بارالہا اگر تو نے مجھے قائم مقام حمزہ صاحبقران کا مقرر کیا ہی تو ویسی ہی آواز بھی عنایت کر کہ مین اپنے دشمن پر غلبہ حاصل کرون ورنہ قسم کھاتا ہون تیرے ہی عزت وجلال کی کہ کل صبح کو میدان مین جاکر اپنے کو ضرور گرفتار ربلا کرا دونگا تجھے قتل ہونا منظور ہی مگر افلاک کو عیار سے اسیر کرانا منظور نہین ہی یہ دعا کرتے کرتے صاحبقران کی آنکھ لگ گئی دیکھا کہ اک مرد بزرگ ارشاد فرماتے ہین کہ ای عادل کیوان شکوہ تم جس صفت کے خواہان ہو یہ تم مین موجود ہی مگر تم اس سے ناواقف ہو جس وقت نعرہ کروگے تو ایسی ہی آواز پیدا ہوگی جو صاحبقران اول کی تھی جسوقت خداوند عالم نے تمکو اسم اعظم مرحمت فرمایا ہی اُسی وقت تمام اوصاف صاحبقرانی مرحمت فرما دیے تھے یہ اور بات ہی کہ تم خود نا واقف ہو کہ تمھارا کیا مرتبہ ہی اور ہم کیا کیا کر سکتے ہین یہ خواب دیکھا صاحبقران کی آنکھ کھل گئی اور وقت نماز صبح کا تھا فریضہ سحری کو ادا کیا خضران نے آکے دیکھا تو چہرہ نہایت بشاشش پایا صاحبقران نے خضران سے خواب بیان فرمایا اور اسلحہ جنگ طلب کیا اُسی وقت داروغہ سلح خانہ کشتیان اسلحہ کی لیکر حاضر ہوا صاحبقران نے تمام تبرکات زیب جسم فرمائے اور مرکب پر سوار ہو کر جانب میدان مرجعت روانہ ہوے گھڑی بھر دن چڑھا ہوگا کہ دونون طرف کی فوجین میدان جنگ مین پہونچکر صف آرا ہو گئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نسیب دے کر ہٹ گئے تو افلاک دیوسر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر بہتر ہی کہ آپ خود میدان مین نکلئے کہ میرے آپکے فیصلہ ہو جاسے جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی اور خضران کی طرف دیکھا خضران نے کلاہ تمندی اچھالکر میدان کو درج کیا کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نکرے کہ سلطان صاحبقران حلقہ بگوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان حق پسند حق پژوہ عادل کیوان شکوہ خود بڑے مقابلہ تشریف لیجانے والے ہین علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملتے ہی تمام لشکر کی علم جلوہ گری پر آئے صاحبقران باقبال نے مرکب کو جیتار سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت زرنگار

زمین پر رکھوا دیا اور صاحبقران کے گلے لپٹ کے فرمانے لگے کہ کیا سمجھ کر آپ نے اس بلا کے منہ پر جانے کا قصد فرمایا ہی ارشاد کیا کہ اپنے خدا پر بھروسا کر کے اگر آپ نے مجھے صاحبقرانی عطا فرمائی ہو تو وہی میری جان و آبرو کا نگہبان ہی حضور تردد نفرمائین اسلیے کہ ہم ہوس دنیا مین جانبازی نہین کر رہے ہین بلکہ راہ خدا مین جہاد کر رہے ہین بڑی دیر مین بادشاہ نے صاحبقران کو رخصت کیا اور حسرت کی نظر سے جانب فلک دیکھکر مصروف دعا ہوے ادھر صاحبقران عالی شان مرکب کو اڑا کر سامنے افلاک دیو سر کے پہونچے افلاک نے نعرہ کیا کہ زمین ہلی گھوڑے چراغ پا ہونے لگے جانوران صحرائی بھاگے ساتھ ہی صاحبقران نے نعرہ کیا کہ امیر کی آواز اسکی آواز پر غالب آگئی اسکی آواز امیر کو نہ سنائی دی اور امیر کی آواز نے افلاک کا دل ہلا دیا سختگان کانون پر ہاتھ رکھنے لگا اور ساریق سے کہا کہ بس اب یہان کا بھی خاتمہ ہی کہین اور کی فکر کیجیے اب یہ صاحبقران کے ہاتھ سے زندہ بچ کے نہ آئیگا ادھر افلاک دیو سر نے پھر نعرہ کیا ادھر صاحبقران نے نعرہ کیا ایکی جو دونون آوازین ملکر صحرا مین گونجین تو گھوڑے بھڑکے الف ہوے جو سوار غافل تھے وہ زمین پر گرے گھوڑے بھاگے پرندار پرندون نے راہ صحرائی افلاک دیو سر سست ہو گیا تیسرے نعرے کیے بعد افلاک کو تیورا آگئے جب یہ سنبھلا تو صاحبقران نے فرمایا ع اگر ہین بے اثر نالے تو چلانے سے کیا حاصل اب تلوار کمر سے کھینچکر سپہگری کے جوہر دکھلا افلاک دیو سر بھی سوچا کہ واقع مین یہ حربہ تو الٹے ہمین کو ذبح کیے ڈالتا ہی صاحبقران پر ہمارے نعرہ کا کوئی اثر نہین اور انکے نعرون سے دل ہلا جاتا ہی بس اپنے تیغہ کمر سے کھینچکر سر صاحبقران کے وار کیا امیر نے ضرب اسکی اپنی شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا افلاک دیو سر نے سپر بلند کی تلوار آیا تو سپر جھکی تھی یا زین مین ڈوب کے نکلی افلاک دیو سر کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے بس یہ دیکھتے ہی ساریق نے لشکر افلاک کو للکارا کہ ارے کیا دیکھتے ہو مار لو اس خدا پرست کو غضب کیا اسنے کہ مارا میرے پیغمبر قدرت کو فوج افلاک دیو سر کی صاحبقران پر آپڑی ادھر سے بادشاہ اسلام کل فوج کو لیکر آپڑے تلوار چلنے لگی صداے بگیر و بزن بلند ہوئی جوانان اسلام نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگانا شروع کیے ساریق نے افلاک کی فوج کو لشکر اسلام سے الجھا کر تدبیر گریز کر دی اور اپنی فوج سمیت بھاگ کر طلسم زلزلہ کی جانب روانہ ہوا یہان صاحبقران و رفیقان صاحبقران نے مارے تلوارون کے میدان خون سے لال کر دیا آخر ہر طرف سے صداے الامان بلند ہوئی اہل اسلام نے کہا کہ امان بشرط ایمان جنھے بدل جان ایمان قبول کیا اسے امان دی ورنہ قتل کر ڈالا اب امیر با توقیر نے ایوان شاہی مین آکر کیوان زرین کلاہ کو تخت پر بٹھایا شہر کو اسلام آباد کیا اور سرکارون کو بلا کے دریافت حال روانہ کیا کہ اب ساریق بھاگ کے کس طرف گیا ہی انکو تو سرکارون کے انتظار مین چھوڑا جاتا ہی اور

یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان دلیر و دلاور یعنی طیمور شیر پرور کے بیان کیے جاتے ہین - غزل بر آغاز داستان

مشکل ہو کبھی آسان تدبیر کو کیا کہیے
[illegible] بیٹھ گلا گیر کو کیا کہیے
[illegible] تقصیر کو کیا کہیے

تدبیر نہین چلتی تقدیر کو کیا کہیے
قسمت کی برائی سے تو یہ بھی کشیدہ ہی
بگڑی تو نہین بنتا تقدیر کو کیا کہیے

جب ظلم کرے قاتل شمشیر کو کیا کہیے
بات آ کی ہو کہنے مین تقصیر کو کیا کہیے
حسرت دم ہماری ہی کینہ دل قاتل کا

جو آگے نہ پھر نکلے اُس کو کیا کہیے
کوچہ مین ہو جو تربت تو کہین کیون نہ
ظاہر ہوئی الٹی ہی تاثیر کو کیا کہیے
اُس کے ناوک سے بچنے کا نہین کوئی
کیا کوسے گردونکو تقدیر کو کیا کہیے
گنبد کی صدا شکوہ خاموشی بت کا ہی
ہو جہ ستم جب یون تقصیر کو کیا کہیے

اقرار زبان سے ہی انکار قلم سے ہی
مانا اسے کاوش تھی رہگیر کو کیا کہیے
منت مین کرون جتنی وہ روٹھتے ہی جاتے ہین
خیر ابہی مناتے ہین نخچیر کو کیا کہیے
زیور کبھی منت کا تمغا کبھی خشت کا
جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کہیے

تقریر سمجھے کیا تحریر کو کیا کہیے
نالے وہ مرے سنکر رنجیدہ نہین خوش ہین
قسمت ہی بڑی تدبیر کو کیا کہیے
دونون کی برائی نے ملکر ہی مجھے مارا
جب لیسے محل آہن زنجیر کو کیا کہیے
ای آرزو ابن بت کا شیوہ ہی جفا کاری

یہ داستان اس مقام پر چھوڑی تھی کہ شاہزادہ طیمور شیر پرورنے بارگہ برپا کرائی ہی اور شام سے داخل عبادت خانہ ہو کر مصروف بندگی و سرافگندگی ہوا دوپہر رات گئے شاہپور اندر آیا اور پوچھا کہ کوئی علامت ظاہر ہوئی طیمور نے کہا کہ تمام عمر تو خود پرستی مین گزاری ہی اگر خدا ہمارے اسلام کو قبول کرلے تو بھی بڑی بات ہی بھلا ہماری زبان جس کی دعا کیا قبول ہوگی شاہپور نے کچھ اور خوشبویات روشن کیے اور طیمور سے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہی کہ تم اس عبادت خانہ سے بے نیل مرام نکلو آج تک تمھارے خاندان مین ایسا ہوا نہین ہی یہ بہت بڑی بدنامی ہوجائیگی طیمور نے کہا ای شاہپور کیا اختیار ہی عبد و معبود مین بڑا فرق ہی کون سے اعمال ہمارے قابل قبول ہین اس وقت بھی اپنی غرض شریک ہی کہ طلسم فتح کرکے ملکہ کی مواصلت حاصل کرین شاہپور نے کہا کہ رجوع قلب ہونا چاہیے یہ کہکر حجرے کے باہر نکل آیا اور خود بھی مصروف دعا ہوا کچھ رات باقی ہوگی کہ دونون کو غنودگی آگئی اور اس وقت بیدار ہوے کہ وقت نماز صبح کا تھا شاہپور پانی لیکر طیمور کے پاس آیا تو طیمور بھی بیدار تھا اور چہرہ نہایت بشاش طیمور نے جلدی سے وضو کرکے نماز پڑھی اور شاہپور سے خواب بیان کیا کہ اک مرد بزرگ تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ نام میرا خضر ہی اور مجکو آگاہ کیا کہ تو فرزند ہوا ایرج نوجوان کا اور تیری نسبت بھی کچھ ارشاد کیا تھا مگر مین بھول گیا شاہپور نے کہا کہ فتاحی طلسم کی بابت کیا ارشاد کیا طیمور نے سرہانے ہاتھ ڈالا تو اک پرچہ نکلا کہا کہ یہ پرچہ عنایت ہوا ہی اور حکم ہوا ہی کہ فلان طرف جاؤ اک درویش ملیگا اسکو یہ پرچہ دے دینا وہ تمکو ایک اور درویش کامل تک پہونچا دے گا نقیر کے ذریعہ سے لوح حاصل ہوگی شاہپور نے کہا کہ بسم اللہ کیجیے اور جاکر بادشاہ زرینہ کو آگاہ کیا کہ فرزند آپ کا برائے فتاحی طلسم جاتا ہی خداوند عالم نے نظر رحمت فرمائی کہ اک بزرگ نے آکر اسے راہ راست بتائی یہ سنکے خورشید زرین کمر اور حسین کجکلاہ مع رفقا شاہزادہ طیمور کے پاس آگئے اور کہا کہ ہم بھی چلتے ہین طیمور نے کہا کہ مجھے تنہا جانے کا حکم ہوا ہی آپ نہین میرے واسطے دعا فرمائیے یہ کہکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوا اور پشت مرکب پر بیٹھکر صحرا کی راہ لی شاہپور نے ہر چند اصرار کیا مگر طیمور نے اسکو بھی ساتھ نہ لیا دونون بادشاہ شہر کے ناکے تک ساتھ آئے آخر طیمور نے ان سبکو رخصت کیا اور تن تنہا روانہ ہوا جاتے جاتے دوپہر دن آگیا آفتاب وسط السما مین پہونچا گرمی کی شدت ہوئی آلات حرب و ضرب جلنے لگے تشنگی غالب ہوئی اب تو طیمور پریشان ہوا اک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو رہا ادھر ادھر دیکھنے لگا یکا یک اک گڈریا بکریان چراتا ہوا نظر آیا طیمور اس گڈریے کے پاس گیا اور کہا کہ یہان سے کوئی چشمہ یا دریا قریب ہو تو بتا کہ مجھے پیاس بہت معلوم ہوتی ہی گڈریے نے جلدی سے اک ظرف مین

دودھ دُہا اور سامنے طیمور کے پیش کیا طیمور نے دودھ پیا اور شکر خدا کر کے آگے روانہ ہوا بعد
طی مراحل وقطع منازل اک کوہ نظر آیا طیمور اُس کوہ کی طرف چلا جس وقت قریب کوہ پہونچا تو اک
آواز آئی کہ ای جوان رعنا کہان جاتا ہی دم بھر یہان قیام کر اور ایذاے گرسنگی کو دفع کر آسودہ ہولے
پھر آگے جانا اسلیے کہ آگے پھر تجھکو کوئی شی ایک شب و روز ممکن نہوگی یہی سمجھ کر مین نے اس راستہ
مین مسکن اپنا اختیار کیا ہی کہ جو اس مقام تک پہونچے گا وہ بھوکا ہوگا کہ گلستان یہان سے بہت
دور ہین اور یہان سے گذرنے کے بعد بھی اٹھ پہر کی بھوک برداشت کرنا ہوگی یہ سُنکے طیمور نے
جو پلٹ کے دیکھا تو اک دُرہ کوہ مین اک مرد فقیر وضع کو پایا طیمور قریب آیا دیکھا کہ کوئلے سلگ
رہے ہین ایک طرف مین کچھ گوشت رکھا ہوا ہی فقیر نے طیمور کو لا کے بٹھالا اور جلدی سے کباب
لگا کے پلیٹ مین سامنے طیمور کے بڑھا دیے طیمور نے وہی پرچہ جو بستر خواب پر سے ملا تھا فقیر کو
دیا فقیر نے پرچہ پڑھتے ہی پلیٹ سامنے سے کھینچ لی اور ہاتھ طیمور کے چوم لیے اور عرض کی کہ
ای شہر یار یہ پرچہ آپنے مجھے ایسے بزرگ کا دیا ہی کہ مجبور ہون طیمور نے کہا ای شخص یا تو تونے سامان
دعوت مہیا کیا تھا یا سفارش نامہ دیکھتے ہی اُس ضیافت سے بھی ہاتھ اُٹھایا مین یہ سمجھا تھا کہ کچھ
تواضع مین زیادتی ہو جائیگی تو نے اور کمی کی اسکا کیا باعث یہ سُنکے درویش نے کہا کہ اے
شہر یار یہ دعوت نہ تھی بلکہ عداوت تھی نام میرا فریب جنی ہی مین نے اس مقام کی سکونت
اس غرض سے اختیار کی ہی کہ جو کافر اس طرف سے نکلتا ہی مین اُسے کباب زہر آلودہ کھلا کے
مار ڈالتا ہون مین نے سیکڑون گڑھے کافرون کی لاشون سے پاٹ دیے مین اگر آپنے یہ سفارش
نامہ نہ دیا ہوتا تو وہی حال آپ کا بھی ہوتا کہ کباب کھاتے ہی مثل ماہی بے آب تڑپ کے پھڑکنے لگتے اور
ابتک ہلاک ہو چکے ہوتے یہ کہکر اُس پلیٹ کو علیحدہ رکھا کر دوسری پلیٹ جسمین بہت عمدہ کباب تھے
سامنے طیمور کے پیش کی اور کہا کہ اب یہ زہر آلودہ کباب کسی اور کے کام آئینگے طیمور نے کباب
کھانا شروع کیے اور فریب جنی نے صحرا کی طرف دیکھنا شروع کیا کہ کوئی اور مستحق نظر آئے
دیکھا کہ اک مسافر لمبا ڈوری لیے ہوے کمر سے چادر باندھے چلا آتا ہی فریب جنی نے اُسے
دیکھتے ہی آواز دی کہ ای بندہ سایق ادھر آ کہ تیرے واسطے خداوند نے ہر جگہ سامان راحت
مہیا کیا ہی بقول شاعر ؎ سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے + ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی + یہ سُنکے
اُس مسافر نے پلٹ کے دیکھا قریب آیا فریب جنی نے کہا کہ کہان سے آتے ہو اور کہان
جانے کا قصد رکھتے ہو مسافر نے کہا کہ سب ازل سے آئے ہین او عدم کو جائینگے فریب جنی
نے کہا کہ بہت جلد پہونچو گے اور پلیٹ زہر آمیز کبابون کی سامنے مسافر کے بڑھا دی مسافر نے
فریب جنی سے کہا کہ آؤ تم بھی تو شریک ہو فریب جنی نے کہا کہ مین کھا چکا ہون اور مثل ہی
کہ کھانے پر کھایا وہ بھی گنوایا مسافر نے کہا کہ مین اکیلے کھانے کا عادی نہین ہون فریب جنی
نے کہا اس تنہائی کے سفر مین ہر جگہ تمہارے ساتھ کھانے کو کون ملتا ہوگا مسافر نے کہا کہ آدمی
نہین تو جانور ہی سہی جو کچھ مین کھاتا ہون دوسرے کو کھلا کے کھاتا ہون طیمور نے کہا دیکھو
ای شخص مین بھی تنہا کھا رہا ہون مسافر نے کہا اگر تم تنہا خور ہو مین ایسا نہین ہون اس بات پر
طیمور کو غصہ آیا خاموش ہو رہا مسافر نے جلدی سے جھولی مین سے چلم نکالی تمباکو جا کر دم
لگایا اور فریب جنی کی طرف بڑھا دیا فریب جنی اُسکے قریب مین آ گیا چلم اُسکے ہاتھ سے

لے لی اُدھر مسافر نے ایک ڈلی مٹھائی کی نکال کے کھالی فریب جنی نے کہا کہ ای شخص ہمین بھی مسافر
نے کہا کہ چلم پی لو اسکے بعد مٹھائی کھانا مٹھاس پر حقہ پینے سے سر مین درد ہوتا ہی فریب جنی نے بھی
دم لگایا دم لگاتے ہی اُدھر تو منہ سے دھوان نکلا اُدھر فریب جنی تڑ سے گرا اور بیہوش ہوا طیمور
نے کہا کہ یہ تو نے کیا کیا مسافر نے کہا کہ نادان اسی منہ پر طلسم کشائی کا دعوے ہی کہ دوست دشمن
کو نہین پہچانتے مین تمھاری طرح نادان نہین ہون اگر کاغذ پاس نہوتا تو یہ زہر آمیز کباب کھاکے سوتے ہی
ہوتے یہ سنکر طیمور نے کہا کہ ارے کون شاہور شاہور نے منہ پر ہاتھ پھرا ہیئت اصلی
پر آیا طیمور نے کہا کہ غضب ہوا تھا مین نے تجھے زہر آلودہ کباب کھلوانے کا قصد کیا تھا مگر خدا نے
بچایا شاہور ہنسا اور کہا کہ جہان دودھ پیا تھا وہان خیال نہ آیا اگر ہم بھی تمھین دودھ مین زہر ملا
دیتے طیمور نے کہا کہ تو کہان تھا شاہور نے کہا وہ گڈریا مین ہی تھا مجھے یقین تھا کہ تم عقل کے
گول ہو طلسم کا معاملہ ہے اسمین ہر قدم پر مکر و فریب کا سامنا ہی ایسا نہو کہ تمھین کوئی زہر پلا کے مار ڈالے
تو مین بھی چل کھڑا ہوا راستے مین گڈریے کو بیہوش کرکے بکریان چراتا ہوا آیا تمھین دودھ پلایا
کچھ نیک و بد نہ سوچے طیمور نے کہا کہ اب فریب جنی کو ہوشیار کر دو یہ مرد مسلم ہی شاہور نے
فریب جنی کو ہوشیار کیا فریب جنی نے جو آنکھ کھولی تو شاہور کو ہیئت اصلی پر پایا نہ پہچانا کہا
وہ مسافر کہان گیا بلا کا آدمی معلوم ہوتا ہی شاہور نے ہنسکے کہا وہ مسافر مین ہی ہون تب فریب جنی
نے دوڑ کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ مین نے اپنے مرشد سے سنا تھا کہ ایک شخص فتاح طلسم کے ہمراہ
آئیگا وہ تجھ ایسے مکار کو دھوکا دیگا تو اسکا شاگرد ہوکر فن عیاری سیکھنا اب آپ میرے استاد
ہین اور مین شاگرد ہون طیمور نے شاہور سے کہا کہ تم تو ایسے چالاک نہ تھے یہ بات تم مین کہان سے
پیدا ہوئی اُس وقت شاہور نے کہا کہ ای شہریار جس شب کو آپ مصروف استغنا تھے اسی شب
مین بھی مصروف دعا ہوا قریب صبح میری آنکھ لگ گئی تو مین نے اپنے باپ شاپور شیر دل کو
خواب مین دیکھا کہ انھون نے مجھکو فنون عیاری تعلیم کیے اور کہا کہ جسے تم اپنا بھائی سمجھتے ہو وہ تمھارا
آقازادہ ہی مین ایرج نوجوان کا عیار ہون تو میرے نطفہ سے ہی اور میرا فرزند ہی اور طیمور ایرج
کا فرزند ہی اور جب وہ فنون عیاری تعلیم کر چکے تو آخر مین یہ نصیحت کی کہ کبھی عورت کی عیاری نکرنا
کہ نہایت معیوب بات ہی اس وقت سے فن عیاری مین کوئی عیار میری نظر مین نہین سماتا
طیمور نے کہا کہ مجھ سے تو تمھین اچھے کہ تمھارے باپ نے تمپر شفقت تو کی اپنی صورت تو
دکھائی ہم تو ابتک دیدار پدر سے بھی محروم ہین اور سنا ہی کہ وہ ہمراہ حمزہ ثالث بدیع الملک
کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے آئندہ بھی ہمکو اُنکے دیدار کی امید نہین فریب جنی نے کہا
کہ ای شہریار مین چاہتا ہون کہ دو ایک روز مین کچھ فنون عیاری سیکھ لون کہ طلسم مین بعض اوقات
بسخت ضرورت ہوگی یہ کہکر دونون کو اپنا مہمان کیا اور فنون عیاری سیکھنے لگا تین روز مین شاہور
شیر دل نے وہ وہ فنون دکھائے اور فریب جنی کو سکھائے کہ طیمور نہایت خوش ہوا
بعد تین روز کے فریب جنی نے کہا کہ اب مین آپکو درویش صادق الوعد کے پاس لیے چلتا ہون
اصل مین یہ سفارشنامہ جو آپ نے مجھے دیا ہی انھین درویش کے نام ہی مین تو ایک راہبر کے طور
ہون انھین کے ذریعہ سے پتہ لوح طلسمی کا لگیگا یہ کہکر شاہور اور طیمور کو ساتھ لیا اور ایک
جانب روانہ ہوا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک حجرہ ہی اور دروازہ پر اسکے

اک تھم نصب ہی فریب جنی نے کہا کہ اگر آپ فتاح طلسم ہین تو اس تھم کو اکھاڑ لیے مجھے مرشد سے اپنے معلوم
ہوا تھا کہ اس تھم کو وہ اکھاڑے گا جو زور صاحبقرانی رکھتا ہوگا طیمور نے ہاتھ پھیلا کے دو گوشتے
تھم کے گرفت مین کر کے جو زور کیا تھم اکھڑ آیا اور در نمودار ہوا طیمور اندر حجرے کے داخل ہوا دیکھا کہ اک
مرد پیر باریش سپید نورانی صورت صندل کی چوکی پر بیٹھے ہین دونون پائون دونا ندون مین پڑے
ہوے ہین ناندے گنگا جمنی نہایت عمدہ ہین اور سامنے اک چھوٹا سا چمن لگا ہوا ہے درویش نے طیمور
کو دیکھتے ہی سلام علیک کی آواز دی اور براے تعظیم اٹھا طیمور نے بڑھ کے مصافحہ کیا شاہ پور نے
کہا کہ ای خدا رسیدہ یہ اس ترک دنیا پر یہ آرایش دنیا درویش نے کہا کہ باگر یہ راہم دل خوش می باید جبتک
دل کو راحت نہو گی اس وقت تک رجوع کامل نہ ہوگا اور جب رجوع نہوگا تو عبادت مقبول نہوگی
اتنے مین فریب جنی نے وہ سفارشنامہ درویش کو دیا درویش نے اس تحریر کو پڑھ کر آنکھون سے
لگایا اور طیمور سے کہا کہ آپ اسی جگہ قیام کرین مین امین لوح کو بلو آتا ہون لیکن جسوقت وہ یہان
آئے تم اسے خالی نہ جانے دینا لوح چھین ہی لینا ورنہ بڑی لڑائی پڑیگی اگرچہ مین عامل ہون تو وہ بھی ساحر
ہے اور ساحر زبردست ہے یہ کہکر اپنے ملازم سے کہا کہ جاکر سیہ قلب جادو کو بلا لاؤ وہ خادم اسی وقت
جانب مکان سیہ قلب جادو روانہ ہوا جسوقت پہونچا تو سیہ قلب جادو سے پیام درویش کا بیان
کیا سیہ قلب جادو اسی وقت ہمراہ اس خادم کے آیا دیکھا طیمور نے کہ لوح گلے مین پڑی ہوئی
ہے آنکھین مثل ساغر خون کے جیٹن مثل جوگیون کے لٹکی ہوئی ہین اور بیت کُنی سے شانے تک بندھے
ہین سیہ قلب جادو نے جو طیمور وغیرہ کو دیکھا کہا ای پیر مرد میرے تمہارے ہمیشہ تنہائی مین ملاقات
ہوا کرتی تھی آج یہ نئی بات کیسی کہ کئی غیر آدمی موجود ہین اسوقت تمنے مجھے کیون بلایا ہے پیر مرد نے کہا کہ
ای سیہ قلب جادو کیا کہون اک ایسی ہی ضرورت تھی کہ تمکو تکلیف دی قریب آؤ تو بیان کرون
سیہ قلب جادو آکر برابر بیٹھ گیا طیمور اپنی جگہ سے اٹھکر برابر سیہ قلب جادو کے بیٹھ گیا سیہ قلب جادو
نے کہا تو کون ہے کہ میرے برابر آکے بیٹھا ہے طیمور نے کہا کہ تو فخر کر کہ مجھ ایسا شخص میرے تیرے برابر بیٹھا
کہ جسکی کفش برداری میرے لیے باعث فخر ہے سیہ قلب جادو نے کہا کہ تو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے
اور میرے مرتبہ سے شاید آگاہ نہین ہے کہ مین کون ہون مین وہ ہون کہ جس سے بادشاہ طلسم دبتا ہے تمام
اہالیان طلسم کی زیست اور موت میرے قبضہ اقتدار مین ہے مین امین لوح طلسم ہون درویش نے آواز دی
کہ ای سیہ قلب جادو یہ فتاح طلسم ہین اور لوح کے خواستگار ہین اسلیے مین نے تمکو بلایا ہے کہ لوح
انکو دے دو جس وقت یہ طلسم فتح کرینگے تو تمکو مرتبہ اعلے دینگے بس یہ سنکے اور بھی آنکھین
سیہ قلب کی سرخ ہو گئین پکارا او بڈھے تو نے میرے ساتھ دغا کی کہ مجھے بلا کے اس ظالم کا سامنا
کرا دیا تو نہین جانتا کہ مین نمکحرام نہین ہون بادشاہ طلسم کا نمکخوار ہون مین ہرگز لوح نہ دونگا یہ کہکر
اپنے مقام سے اٹھا اور چاہا کہ لوح گلے سے اتار کر سحر کرے طیمور نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا
سیہ قلب جادو نے چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے لوح طلسمی اتار کر سحر کرے درویش نے کہا ای شہریار
اگر لوح اسنے گلے سے اتار لی تو پھر کچھ نہ بن پڑیگی یہ ساحر زبردست ہے طیمور نے دوسرا ہاتھ بھی سیہ
قلب جادو کا پکڑ لیا سیہ قلب زور کرنے لگا جب اسکا قابو نہ چلا تو سحر کرنے لگا سحر کے سبب
لوح کے تاثیر نہ تھی بس طیمور نے دونون ہاتھ ایک ہاتھ سے پکڑ کے جو طمانچہ مارا تو کلہ پھٹ گیا
منہ بھر گیا سیہ قلب جادو پھڑکنے لگا طیمور نے جھٹکا دیکر لوح گلے سے اتار لی اور عکس لوح

کاٹ ڈالا سیہ قلب جادو پھڑک کے مر گیا مرتے ہی اسکے قیامت برپا ہوئی آتش باری و برف باری
ہوا کی صدائین گیرودار کی آتی تہین آخر آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من سیہ قلب جادو بود حیف
مردیم وجا ندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو لاش سیہ قلب جادو کی طیمور نے بیرون
حجرہ پھنکوا دی اور لوح کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ حروف لوح مین موجود ہین مگر سمجھ مین نہین آتے درویش
نے کہا کہ ای شہریار اب تمہا جانے کا موقع ہی اسلیئے کہ مرحلہ طلسمی پیش آئے گا چونکہ ابھی تک لوح
بیکار ہی لہذا مین آپ کو آگاہ کرتا ہون کہ یہان سے آپ جانب مشرق تشریف لیجائیے ایک چشمہ آب نظر
آئیگا لوح کو اُس چشمہ مین بسم اللہ کہکر غوطہ دیجیے گا حروف روشن ہو جاینگے اُس وقت جو لوح
ہدایت کرے اُسپر عمل کیجیگا یہ سنکے شاہزادہ طیمور نے لوح کو گلے مین ڈالا اور درویش سے
رخصت ہو کر جانب چشمہ روانہ ہوے جس وقت قریب چشمہ کے پہونچے لوح کو غوطہ دیا حروف
روشن ہوے لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم و سیاراین عجائبات تجھکو چاہیے کہ اسی جگہ انتظار کر کہ یہی
راستہ دربند آئینہ کا ہی تھوڑی دیر مین اک کشتی نمودار ہوگی تم اُس کشتی پر فلان اسم پڑھ کر بیٹھ جانا کشتی
بہکر چلیگی اور زندان طلسمی کی طرف لے جانے کا قصد کریگی جسوقت تم وسط آب مین پہونچنا تو لنگر مار کے
کشتی کو غرق کر دینا طیمور حیران تھا کہ یہ لوح تو الٹی سوجھاتی ہی یہ کونسی عقل ہی کہ اپنے کو خود غرق کر دون
یہ خیال آتے ہی جو لوح پہ نظر پڑی تو لکھا تھا کہ ای نادان یہی لوح تیری راہبر ہی اگر اُسکے خلاف کریگا
تو مبتلاے بلا ہوگا یہ مقابلہ طلسم کا ہی خبردار اُسکے خلاف نکرنا اُس وقت طیمور سوچا کہ واقع مین
اگر خلاف حکم لوح کر کے مبتلاے بلا ہوے تو پھر کوئی رہائی کرنے والا بھی نہین ہی یہ سوچ
کے تہیہ کر لیا کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو بس اسم شروع کیا ادھر تو اسم تمام ہوا ادھر کشتی پیدا ہوئی اور
خود بخود کنارے آ کے لگ گئی طیمور بسم اللہ کہکے کشتی پر سوار ہوا اور کشتی بہکر چلی جیسے ہی وسط آب مین
پہونچی طیمور نے لنگر مار کشتی یونہین بیٹھ گئی آنکھ کھلی تو طیمور نے اپنے کو صحرا مین پایا اور ایک جانب
اک عمارت عالی شان دیکھی طیمور نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم مالک اس مرحلہ کا
کہکشان جادو ہی جسوقت وہ تجھپر تیرباران کرے تو تجھے چاہیے کہ لوح کا ڈورا پکڑ کے گردش دے
کہکشان جادو اور اُسکے ہمراہی لوح کی چمک سے اندھے ہو جاینگے اُس وقت کہکشان جادو
کو قتل کر ڈالنا ہنوز یہ لوح دیکھ رہے تھے کہ شور ریناپکڑنا کا ہوا دیکھا تو اک ساحر لباس پرزر
پہنے ہوے تیرکمان ہاتھ مین لیے پشت پر اُسکے تین سو ساحر سب تیر و کمان ہاتھون مین لیے ہوے
چلے آتے ہین اور کہتے ہین کہ مارلو اس ظالم کو جانے نپاے طیمور نے جلدی سے لوح کو گردش
دینا شروع کیا اور ساحرون نے تیر مارے یہ معلوم ہوا کہ اب طیمور کا جسم غربال ہو جائے گا لیکن
عکس لوح سے تمام پیکان تیر شہاب بنکر پلٹے اور اُن شیطان خصالون پر گرے تمام ساحر
اپنے ہی حربون سے مارے گئے لیکن کہکشان جادو کہ ساحر زبردست تھا اسنے اپنے
کو بچا لیا مگر اندھا ہو گیا طیمور نے قریب پہونچکر آواز دی کہ او ملعون مین آ پہونچا کہکشان جادو
نے چاہا کہ اڑکر نکل جاؤن طیمور نے عکس لوح کا ڈالا اور تلوار ماری کہ کہکشان جادو کے
دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُسکے تلاطم ہوا قیامت کبرے برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی
آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من کہکشان جادو بود حیف مردیم وجا ندادیم و بمطلب خود
نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہوے اور روشنی ہوئی تو اک شخص نے آکر سلام کیا طیمور نے

پوچھا کہ تم کون ہو اس شخص نے کہا کہ مین ناظم عجائبات طلسم ہون نام میرا حکیم یونس ہے مین پوتا حکیم اسقلینوس کا ہون اور مذہب اسلام رکھتا ہون آپ لوح کو دیکھیے اگر لوح میرے اسلام کی شہادت دے تو مانیے ورنہ نمانیے طیمور نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو یہ کہے اسپر عمل کر یہ مرد مسلمان ہے اور تمھارا خیر خواہ ہے اسکے جانب بدی کا خیال نکرنا طیمور اسکے ساتھ ہوئے حکیم یونس طیمور کو لیے ہوے پہلے تو اپنے مکان مین آیا اور سامان دعوت مہیا کر کے عرض کی کہ آج آرام کیجیے کل عجائبات طلسمی کی سیر کیجیے پرسون دربند سکندریہ کی طرف جائیے گا طیمور نے کہا کہ مین چاہتا ہون میر عیار اور فریب جنی بھی آجائے حکیم یونس نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور اسیوقت ایک آدمی کو بھیجکر ان دونون کو بھی بلوالیا رات ان دو کو ن نے وہین بسر کی صبح کو حوائج ضروری سے فراغت حاصل کر کے حکیم یونس نے شاہزادہ طیمور کو اپنے ساتھ لیا اور اسی عمارت عالیشان کی جانب روانہ ہوا جسوقت داخل عمارت ہوا تو دیکھا کہ اک قصر عالیشان بنا ہوا ہے جسمین ہزارہا آئینے نصب ہین اور سب آئینون پر پوشتین پڑی ہوئی ہین اور ایک جانب حجرہ ہے ناگاہ یک دروازہ حجرے کا کھلا اور تخت جناب سلیمان کا نمودار ہوا ایک جانب حکیم اسقلینوس اور دوسری جانب آصف بن برخیا انکو دیکھکر حکیم یونس نے باادب ہوکے سلام کیا تخت صدر ایوان مین لاکے رکھا گیا حکیم یونس نے پوشتین آئینون کی ہٹا دین تمام آئینے مثل در کے ہوگئے اور غول کے غول پریون کے نمودار ہوے سب باادب کھڑے ہوے ہین اور ناچ پریون کا ہونے لگا شام تک یہ جلسہ رہا شام کو تخت اسی حجرہ مین جاکر غائب ہوگیا اور پریان آئینون مین جاکے پنہان ہوگئین حکیم یونس نے پوشتین آئینون پر چڑھا دین اور شاہزادہ طیمور سے کہا کہ آپنے کچھ بات نہ کی طیمور نے کہا کہ مجھے کوئی حاجت نہ تھی مین فقط بزرگ جان کے سلام کر لیا حکیم یونس نے کہا کہ اس دربند مین بارگاہ طلسمی نہایت عمدہ ہے لیکن جس وقت تک آپ اجازت نہ دیجیے تشریف نہ لیجیے اس وقت تک مین بارگاہ حاضر نہین کر سکتا طیمور نے کہا کہ جناب سلیمان کے انتقال کو تو بہت زمانہ ہوا کیا در اصل انتقال نہین کیا بلکہ اس مقام پر پوشیدہ ہین اگر انکو خوف دشمنون کا ہو تو کہدینا کہ میرے لشکر کی بادشاہت قبول کرین مین پھر تمام عالم مین ڈنکا بجا دونگا پرستان تک عمل بٹھا دونگا یونس نے کہا کہ اے شہریار در اصل آپکے انتقال کو بہت زمانہ گذرا لیکن یہ اُنکے دربار کی یادگار طلسمی قاعدے سے بنا دی گئی ہے یہ ہمیشہ قایم رہیگی اب کل صبح کو آپ دربند سکندریہ پر تشریف لیجائیے گا اب یہ تو انتظار صبح مین بیٹھے ہین لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان زلزال بن خلخال ترک کے بیان کیے جاتے ہین

ذرا اسکو بھی دیکھیے کہ جسوقت آنکھ زلزال کی کھلی تو اپنے کو اک صحرا مین پایا اور حمید جادو نے کہا کہ کیون ہمسے روگردانی کرنے کا نتیجہ دیکھا زلزال نے کہا کہ واقع مین مین نے بہت برا کیا جو میں اسی عورت کے خلاف مرضی کیا کہ جو رغی کی جورو اور اشفاق مین مثل مادر مہربان حمید جادو نے کہا کہ لیکن بد حواسی ہوا کہ جو بدکو امان کہنے لگا خیر اب چلکر چندروز غارا فراسیاب مین قیام کر تو مجھے خوش کریگا مین بھی تجھے خوش کرونگی پھر تو خروج کریگا تو کیسے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہکر اپنے ساتھ غار افراسیاب مین لائی اور مصروف عیش ہوئی چند دن کے بعد زلزال نے پھر خواہش کی کہ مجھے

خداپرستون کے مقابلے کو بھیجے حمید جادو نے کہا کہ ابھی وقت اسکا نہین ہے ساعتین بد ہین جب نیک
ساعت آئیگی تو مین تجھے خود بھیج دونگی یہ کہکر مصروف چلہ کشی ہوئی جسوقت چلہ تمام ہوا تو اسنے ایک
جوشن لاکے دیا اور کہا کہ اگر تو اسے پہنکر جنگ کریگا تو کوئی حربہ تجھپر کارگر نہوگا اور قوت بھی تیری
زیادہ ہوجائیگی لیکن خبردار اب کسی عورت کو سوا میرے رغبت کی نظر سے نہ دیکھنا زلزال نے
کہا کیا مجال ہے غرضکہ پھر اسنے کچھ فوج ساتھ لی اور لشکر غار افراسیاب سے روانہ ہوا جاتے جاتے
اک صحرا مین پہونچا اور قیام کیا یہ صحرا مسکن تھا غولان جادو کا غولان جادو ایک ہی کائنہ ہے حالت اسکی
یہ ہے کہ جو مرد نوجوان اس صحرا مین نکل آتا ہے وہ غولان جادو کے دام فریب سے کب بچ سکتا ہے
اسنے کالے سر کا ایک نہین چھوڑا ہے بس اسکو جو خبر ہوئی کہ اک نوجوان دراز قد قوی تن اس صحرا
مین آیا ہے بس غولان جادو نے صورت اپنی اک نازنین مہ جبین کی بنائی اور سامنے زلزال
کے آئی خواصین اور مصاحبین ساتھ تھین زلزال اسے دیکھتے ہی لٹو ہوگیا اظہار عشق کیا ساتھ
والون نے منع کیا کہ دیکھیے اگر ملکہ ناراض ہونگین تو غضب ہوجائیگا کئی مرتبہ انھون نے
آپ کی جان بچائی اگر وہ نہ آجاتین تو آپ مار ڈالے گئے ہوتے یہ سنکے زلزال کو ایسا عشق
چڑھا یا کہ کہنے لگا ملکہ ایسی اسکی پاپوش پر سے دوسو صدقے کی ہین خوشا نصیب اسکے جسے ایسی
نازنین ملے نازنین سے پوچھا کہ مکان آپکا کہان ہے اسنے کہا کہ وہ سامنے باغ میرا ہے چلو اسی
جگہ قیام کرو ٹھیرہوتے صحرا مین قیام کرنے کی کیا ضرورت ہے یہ سنکے زلزال ساتھ ہوا ملکہ مع زلزال
داخل باغ ہوئی لشکر بیرون باغ ٹھہرا زلزال ساتھ غولان جادو کے قصر مین آیا۔ سامان راحت
مہیا پایا قصر نہایت آراستہ مسہری لگی ہوئی ہو کا تختون کا اسپر فرش نہایت پر تکلف بچھا
زلزال بیٹھ گیا دسترخوان بچھا دونون نے کھانا کھایا کشتیان شراب و کباب کی لاکے رکھی گئین
جام چلنے لگا دیر تک شراب جاری رہی آخر دونون نشہ شراب سے بدمست ہوکر بے حجاب
ہوئے جب صبح ہوئی تو پھر کھانا کھایا ادھر ادھر باغ مین ٹہلے پھر دونون نے تخلیہ گاہ آباد
کیا جب کئی روز گذر گئے تو ایک دن غولان جادو نے زلزال سے کہا کہ مین اچھی ہون
یا حمید جادو زلزال نے کہا کیا کہون دیکھنے کی تو تم اس سے ہزار درجے اچھی ہو مگر ڈھنگ کی بری
ہے غولان جادو نے کہا صورت اصلی میری دیکھو گے زلزال نے کہا کیا تم بھی ساحرہ ہو اور
یہ رنگ روغن کیا ہے غولان جادو نے خاک ناری اور ہیئت اصلی پر آئی اب جو دیکھتا ہے
زلزال تو بھوت سی بھیانک تھی جاسی ڈراونی چڑیل کی سی بلا عجیب کریہ منظر عورت ہے دو دو دانت
بڑے بڑے باہر نکلے ہوئے اور چہرہ پر سیتلا کے داغ نہایت گہرے رنگ توے سا کالا کوئی
تیرہ سو برس کی عمر زلزال اسے دیکھکر دلمین پشیمان تھا کہ کس بلا مین تو نے اپنے کو پھنسایا
یہ عورت ہے یا بلا حمید جادو کو مفت اپنے سے برگشتہ کیا دل مین سوچا کہ اب حمید جادو تو مجھے
التفات نکریگی یہ بھی ساحرہ زبردست معلوم ہوتی ہے اگر اسکی اعانت سے کچھ کام نکلے تو خیر
یہی سہی اسلیے کہ کچھ کھانے مین واسطے پیٹ بھرنے کے بس زلزال نے غولان جادو سے
کہا کہ مجھے تو یہ صورت تمھاری اس ہیئت سے بھی بھلی معلوم ہوتی ہے غولان جادو یہ سنکے
خوش ہوئی اور کہا کہ تو جو تمنا رکھتا ہو مین بر لاؤن زلزال نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خداپرستون
سے اپنے باپ دادا کے خون کا بدلہ لون غولان جادو نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ ہون

لیکن ای زلزال ایسا نہو کہ حمید جادو سے کسی موقع پر زک پہونچے تجھے خوب معلوم ہے کہ وہ تجھپر عاشق ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے حمید جادو سے فیصلہ ہو جائے وہ چھوکری ہے اُسسے آتا ہی کیا ہے کہ میرے منھ لگیگی زلزال نے کہا کہ آپ جانیے بس غولان جادو نے ایک شخص راہگیر کو پکڑ کے صورت اسکی بزور سحر زلزال کی سی بنائی اور جا کر غار افراسیاب مین چھوڑ آئی حمید جادو تو زلزال پر عاشق ہی تھی اسنے جو آ کے دیکھا کہ زلزال تنہا چلا آتا ہے یہ سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے یہ پھر شکست کھا کے بیسرو ساماں آیا ہے بس یہ اُٹھا لیگئی سامان راحت مہیا کیا ہنوز اسنے کوئی حال دریافت نہین کیا ہے کہ غولان جادو جا پہونچی اور کہا کیوں ارے او چھوکری اب تجھے باپ کی شرم بھی نہین رہی یہ کون ہے حمید جادو نے کہا کہ خالہ اماں مین آپ کو اپنا بزرگ جانتی ہون اور آپ ایسا کہتی ہین تو دوسرے کیون نہ کہینگے اس سے اور مجھسے تو بچپن کا تعلق ہے غولان جادو نے کہا یہ کون ہے حمید جادو نے کہا زلزال بن خلخال جبتک خلخال زندہ رہا مین اُسکی پابند رہی اب اسکی پابند ہون مین نے اگر خاندان کے خلاف کوئی فعل کیا ہو تو آپ کا ناراض ہونا بیجا ہے بس یہ سنتے ہی غولان جادو نے کچھ پڑھ کر اُسکی طرف پھونکا رنگ روغن بھی اُڑ گیا اور ہیئت اصلی ظاہر ہوئی بس حمید جادو کی طرف دیکھکر کہا کہ تمسے بھی تو دھوکہ کرتی ہے نہین جانتی کہ مین کون ہون میرے معشوق کو اپنے معشوق کی صورت بنا کے لائی ہے اگر اسکا عوض نہ لیا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکر چلی آئی حمید جادو حیران تھی کہ یہ زلزال کی صورت کیونکر بنا جو مین نے دھوکا کھایا سوچی کہ اگر الجھتی ہون تو یہ کافتہ ساحرہ زبردست ہے مین اسکا کچھ کر نہین سکتی سکوت سے کام لیا اور غولان جادو اس راہگیر کو لیے چلی گئی اور جس مقام سے اُٹھا لائی تھی وہین چھوڑ دیا وہ بیچارہ تو سر پر پانون رکھ کے بھاگا کہ یہ عجب طرح کا مقام ہے کہ زبردستی کی گرفتاری اسیر اتہام ادھر غولان جادو اپنے باغ مین آئی اور ساتھ زلزال کے مصروف عیش و راحت ہوئی وہان حمید جادو بیٹھی تھی سوچ کر یہ کیا معاملہ تھا بس اسنے اپنی جھولی سے موم نکالا اور اُسکی ایک پتلی بنائی اور بائین چھنگلیا کے خون سے اسکو رنگین کر کے چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور پوچھا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ تھا پتلی نے قہقہہ مارا اور پکاری کہ باجی آپ کی عقل کہان گئی ہوئی ہے یہ اُسی کافتہ کا فریب تھا اسلیے زلزال کو اپنے دام مکر مین پھنسایا ہے اس لحاظ سے کہ بعد اظہار تجھپر الزام آئے گا اور بدنامی ہوگی ایک شخص اجنبی کو زلزال کی صورت بنا کے غار افراسیاب مین ڈال گئی کہ آپ زلزال کے دھوکے اسے لیجائیے گا اور وہی ہوا اب اسنے یہ جھوٹا الزام رکھ کے کھلم کھلا زلزال کو اپنا شوہر بنایا اس سے باغ مین مصروف عیش و عشرت ہے بس یہ سنتے ہی آتش رشک مشتعل ہوئی اور اسنے سوچنا شروع کیا کہ کیا فکر کرون آخر یہ ذہن مین آئی کہ یا تو مار غولان جادو کو اور یا اپنی جان دیدی یہ تہیہ کر کے اُسی وقت ابر سحر مین پوشیدہ ہو کر روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ رات کے بارہ بجے تھے اور یہ دونون ایک ہی پلنگ پر سو رہے تھے بس حمید جادو برق بنکر غولان جادو پہ گری اور چاہا کہ مٹا دون مگر غولان جادو ساحرہ زبردست ہے اسکے چوٹ تو ضرور آئی مگر بسبب روئین تن ہونے کے بچ گئی اور خواب سے چونکتے ہی اسنے بال اپنا توڑ کر پھینکا کہ وہ بال رسن سحر بنکر بازوون سے حمید جادو کے لپٹ گیا غولان جادو نے چند دانے ماش کے مارے اور حمید جادو کو چیل بنا کے اسنے زاغ کے دروازے پر بٹھا دیا چند بال حمید جادو کے نکلوا لے اپنی چیر کر آستین رکھ لیے نہ یہ بال کوئی پائے گا نہ حمید جادو کو ہیئت اصلی پر لا سکیگا زلزال سے کہا کہ اب مین عقاب بنکر تیرے سر پر سایہ فگن ہوتی ہون تو قتل خدا پرستان

کے واسطے چل زلزال نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غولان جادو نے اپنے باغ کا انتظام اس زغن کے
سپرد کیا یہ مسحور ہونے سے مطیع ہو گئی غولان جادو عقاب بنی اور زلزال کے سر پر سایہ افگن ہوئی
اور زلزال وہان سے روانہ ہوا کوچ اور مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہی کہ جاتے جاتے قریب اک شہر کے
پہونچا ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا کہ یہ شہر کونسا ہی نام اسکے فرمانروا کا کیا ہی ہرکارون
نے بعد دریافت حال آکے بیان کیا کہ اس شہر کو شہر غلطانیہ کہتے ہین غلطان دردرگوش یہان کا بادشاہ
ہی مذہب قمر پرستی رکھتا ہی زلزال نے غلطان شاہ کو نامہ لکھا کہ ای غلطان شاہ مین نے سنا ہی کہ تو
قمر کی پرستش کرتا ہی اور خداوند حقیقی سے اپنے بیخبر ہی یعنی خداوند سماریق کو نہین پہچانتا ہی بہتر یہ ہی
کہ اپنے خیالات کو ترک کر ورنہ ایک دم مین تیرے ملک کو تاخت و تاراج کر دونگا مجھے نہین جانتا
کہ مین کون ہون منم خان اعظم یعنی زلزال بن خلخال بن صلصال جسوقت یہ نامہ غلطان شاہ
کو پہونچا اور غلطان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا ارکین دولت سے ذکر کیا انھون نے کہا کہ مذہب
کا تبدیل کرنا عاقبت کا بگاڑنا ہی ایک سردار اسکا ہی کہ نام اسکا امواج گرد ہی سالار لشکر ہی اسنے
کہا کہ مین مقابلہ کرونگا اگر مین زیر ہوا تو اسکا مذہب اختیار کرونگا اس وقت حضور کو بھی اختیار ہی اور اگر
مین نے زیر کر لیا تو وہ میرا مذہب اختیار کرے گا ورنہ ہم اسکو قتل کر ڈالیگے یہ سنکے بادشاہ نے جواب
جنگ تحریر کر دیا اور لشکر قلعہ سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا جسوقت زلزال کو نامہ کا جواب پہونچا اسنے برہم
ہو کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر غلطان شاہ
کو ہوئی اسنے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آ گئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت
نقیب نشیب وے کر ہٹ گئے تو زلزال میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے امواج
گرد غلطان شاہ سے اجازت لیکر زلزال کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار امواج گرد نے
نیزہ مارا زلزال نے نیزہ کو نیزے پر لیا اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے امواج کے ہوائی کیا امواج
گرد نے تلوار ماری زلزال نے سر پر تلوار امواج کی روکی مگر خط بھی نہ پڑا اب تو امواج گرد حیران
ہوا کہ یہ کیونکر پست ہوگا حربہ اسپر اثر نہین کرتا زلزال نے وار اسکا رد کر کے اپنا حربہ کیا امواج
نے بند دست پہ ہاتھ ڈال دیا اور کھینچا زلزال نے بھی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا زور ہونے لگے عقاب
جو سر پر سایہ فگن تھا اسنے سایہ اپنا امواج گرد پر ڈالا دفعتہً قوت سلب ہو گئی زلزال اسکو باندھے
لیے چلا گیا اور غلطان شاہ سے کہتا گیا اگر اطاعت کرنا ہو کر ورنہ کل تیرے ملک کو پامال کر دونگا اور
امواج کو زندان مین بھجوا دیا یہان غلطان شاہ نہایت حیران و پریشان جو واپس آیا تو اسنے
پھر ارکین دولت سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے ہنوز کوئی راے طے نہ پائی تھی کہ اک برق سی چمکی
اور اک ساحرہ آئی اور آکر غلطان شاہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھیے مین آپ کے سردار کو بھی چھڑا
لاتی ہون اور اس ترک بچے کو ایسی زک دونگی کہ یاد کرے گا یہ جو عقاب اسکے سر پر سایہ کیے ہوئے
ہی یہ اک ساحرہ ہی کہ نام اسکا غولان جادو ہی اگرچہ سن اسکا تیرہ سو برس کا ہی اور میری عمر سولہ سترہ
سال کی ہی مگر آپ دیکھ لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہی یہ ساحرہ ذرا قبول صورت بھی ہی اور سن بھی اسکا [illegible]
کم ہی مگر سحر و ساحری مین اسکا مثل و نظیر نہین ہی اور امواج گرد کی معشوقہ ہی اسکو اسیری کا امواج گرد
کے نہایت ملال ہوا تھا اس طرح کا وعدہ بادشاہ سے کر کے یہ جانب لشکر زلزال روانہ ہوئی

وہان زلزال آکراپنی صحبت مین بیٹھا غولان جادو بھی موجود ہی کہ جمیلہ جادو پہلے زندانخانہ کے قریب پہونچی اور کچھ اسم سحر پڑھ کر غرق زمین ہوئی اور امواج گرد کو لیکر زمین زندان سے باہر آئی امواج گرد نے جو اپنی معشوقہ کو دیکھا کہا تم مجھکو بیکار لے آئین اسلیے کہ آپنے مجھے بمردی زیر کیا ہی مین اُسکی اطاعت کرونگا جمیلہ جادو نے کہا کہ اُسنے تمھارے ساتھ فریب کیا اسیدن کے واسطے ہم تمسے کہتے تھے کہ کچھ تحایف سحر پاس رکھو وہ جو عقاب سحر اُسکے سر پر سایہ فگن ہی وہ اک ساحرہ ہی اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ مین اُسے جا کے سمجھاتی ہون اور صلح کرائے دیتی ہون اگر نہ مانے گی تو پھر پہلے میرے اُسکے مقابلہ ہوے گا اسکے بعد تمکو اختیار ہی چونکہ یہ تو عاشق ہی ہی اور امواج بھی اُسے چاہتا ہی کہنے لگا کہ اگر تم قتل ہوگئین تو میری زندگی بے حلاوت ہو جائیگی جمیلہ جادو نے کہا کہ ابھی تو مین واسطے گفتگو کے جاتی ہون بعد کو دیکھا جائے گا امواج گرد تو جانب لشکر غلطان شاہ روانہ ہوا اور جمیلہ جادو بارگاہ زلزال کیجانب چلی جسوقت دروازہ بارگاہ پر پہونچی تو اسنے اطلاع کرائی چوبدار نے جاکر زلزال سے کہا کہ ایک عورت حاضر ہی اور امیدوار باریابی ہی کہا بلا لو جس وقت جمیلہ جادو اندر بارگاہ کے آئی تو اسنے غولان جادو کی طرف دیکھ کے کہا کہ تجکو بھی ہمنے پہچانا کہ مین کون ہون غولان جادو نے کہا کہ تجھ ایسی چھوکریون کو مین کیا جانون تو زمین سے اُگتے ہی پھلنے پھولنے لگی بس یہ سنکے جمیلہ جادو کو غصہ آیا ایک تصویر نکال کے سامنے غولان جادو کے پیش کی اور کہا کہ اسے تو پہچانتی ہی غولان جادو نے کہا کہ یہ میری تصویر ہی بس جمیلہ جادو نے کہا کہ اگر یہ تصویر تیری ہی تو ہر وقت مجھے تیرے مار ڈالنے کا اختیار ہی اور اگر تجھے یقین نہو تو مین دکھاؤن غولان جادو ہنسی اور کہا کہ کاغذ کی تصویر بنا کر تو بہت خوش ہوئی ہی ہی شرط کہ تجھے پھونک دون یہ سنکے جمیلہ جادو نے کہا کہ بس زیادہ بیہودہ نہ بک ورنہ تجھے اس دربار عام مین ذلت ہوگی یہ سنکے غولان جادو نے چند دانے ناش کے پڑھ کر مارے جمیلہ جادو نے رد سحر پڑھا اور اُسی تصویر کے بالون کی ایک لٹ کاٹ لی اُدھر غولان جادو کے سر سے ایک لٹ بالون کی غائب ہوگئی لیکن غولان جادو نے اسپر بھی نہ مانا اور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکالکر کھینچ مارا جمیلہ جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر اس گولے کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور کہا کہ بس اسی سحر پر تجھے ناز تھا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھا اور وہی جو تصویر اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکے ہاتھ کو موڑا اُدھر غولان جادو کا ہاتھ مُڑ گیا ہر چند اسنے رد سحر پڑھا لیکن کچھ نہوا آخر یہ چلائی کہ واقعی مین ای جمیلہ جادو تیرا سحر بھی بہت تیار ہی اس سن مین تو نے یہ کمال پیدا کیا کہ مجھ تیرہ سو برس کی بڑھیا کو عاجز کر دیا آخر تیرا مطلب کیا ہی جمیلہ جادو نے کہا کہ بہتر و مناسب یہ ہی کہ نہ تم ہمارے دین و مذہب سے تعلق رکھو نہ ہم تمھارے دین و آئین سے مطلب رکھین بلکہ ہم تم ملکر خداپرستون سے مقابلہ کرین اس بات کو دونون نے منظور کیا اور کہا کہ واقع مین یہ خداپرست تو ہر ملت و مذہب کے دشمن ہین اور چاہتے ہین کہ سبکو مٹا دین ہمین ہم باقی رہجائین بعد اس تصفیہ کے جمیلہ جادو پلٹ کے دربار غلطان شاہ مین آئی غلطان شاہ سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ کل صبح کو حضور برائے استقبال آگے بڑھین اور زلزال ترک کی دعوت کرین جب صبح ہوئی تو غلطان شاہ سوار ہو کے برائے استقبال روانہ ہوا اور زلزال ترک کو لیکے آیا سامان دعوت مہیا کیا کہ اکمر تبہ ہرکارون خبر دی کہ خداوند ساریق خداپرستون کے ہاتھ سے تنگ ہوکر اس طرف آتا ہی بس یہ سنکے زلزال مع غلطان شاہ برائے استقبال

روانہ ہوا اور ساریق کو شہر بھیج آیا سامان دعوت کیا سختگان نے زلزال سے کہا کہ ای خان اعظم اب کس بل پر تمنے خداوند کو پناہ دی ہے اور مقابلہ خداپرستان کا قصد کیا ہے زلزال نے کہا کہ اب خداوند نے مجھے آہنی بدن بنا دیا ہے کہ حربہ مجھپر تاثیر نہین کرتا زورمین مین کسی سے کم نہین ہون اب اگر خداپرستون سے سامنا ہوا تو حمزہ کو مع سرداران نامی سرمیدان نہ باندھا تو نام اپنا زلزال نہ پایا سختگان دل مین سمجھا کہ کچھ نہ کچھ بل ہے اب یہ تو سامان دعوت وضیافت مین مصروف ہوتے ہین اور ہرکارے جو ساریق کے تعاقب مین آئے تھے وہ صاحبقران سے خبر دیے جاتے ہین لیکن بیان سے

چند کلمے داستان شاہزادہ طیمور شیر پرور کے بیان ہوتے ہین کہ

کہ یہ حکیم پولس کا مہمان ہے انتظار صبح مین شاہ ہورا ور غریب جنی ہو بچ گئے ہین جب صبح ہوئی تو شاہزادہ خواب سے بیدار ہوا بعد ادا سے فریضہ سحری طیمور نے مسلح ہوکے لوح گلے مین ڈالی اور سب سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا مین پہونچا تو لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم وسیار این عجائبات آگاہ ہو کہ اب مرحلہ دربند سکندریہ کا ہے مالک اس دربند کی بحرین سرخ پوش ہے یہ وہی ساحر ہے جو پری عروس کو اُٹھا لے گئی ہے اسی دربند پر تجھ سے اور ملکہ حسینہ پریجمال سے ملاقات ہوگی تجکو چاہیے کہ بیان سے داہنی جانب روانہ ہو اور جب دوراہہ ملے تو اس راہ کو اختیار کرنا جو بائین ہاتھ کی طرف گئی ہے ایک ساعت کی رہبری مین دربند تک پہونچ جاؤگے طیمور حسب ہدایت لوح روانہ ہوا جب دوراہہ پر پہونچا تو وہی راہ جو بائین ہاتھ کو گئی تھی اختیار کی جاتے جاتے دور سے قلعہ نظر آیا طیمور اس قلعہ کی طرف چلا نگہبانان قلعہ نے جو طیمور کو آتے دیکھا جاکر ہوشیار جادو مالک دربند سے اطلاع کی یہ ساحر بحرین سرخپوش کی طرف سے ناظم دربند ہے اور بحرین جادو وزیر طلسم ہے اس وقت بحرین جادو موجود نہ تھی ہوشیار جادو مع فوج قلعہ سے باہر آیا اور آواز دی کہ او ابن آدم کہان آتا ہے پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا میرے ہاتھ سے طیمور نے کہا کیا بکتا ہے مارتا ہون مین تیری جان کا ملک الموت ہون بس ہوشیار جادو نے ایک گولہ فولادی مارا کہ گولہ پھٹا اور اُسمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوئے اور ان شرارون نے تشکل طاؤس زرین بال کی پیدا کی اور آکر طیمور کو چارون طرف سے گھیرا طیمور نے تلوار سے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا جو طاؤس قتل ہوا شعلہ نکلے طیمور ہی پر گرا لیکن بسبب برکت لوح کے طیمور پر تو کوئی اثر نہوا لیکن تھوڑے عرصہ مین جیسے طاؤس قتل ہوتے وہ سب شعلے نکلے ایک جسم ہوگئے اور گرد طیمور کے وہ آگ چرخ مارنے لگی لیکن طیمور غصہ مین برابر طاؤسون کو قتل کرتا جاتا ہے اور آگ زیادہ ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ اب جو دیکھا تو وہ آتش تا گلو آگئی ہے اس وقت طیمور نے گھبرا کے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جسوقت تو سامنے ہوشیار جادو مالک دربند کے پہونچے اور ہوشیار جادو تجھپر ناریل مارے تو تجھے چاہیے کہ عکس لوح کا ڈال کو دہلیٹ کے ہوشیار جادو پر گرپڑے گا اور کام اسکا تمام کر دے گا اور اگر اسکے خلاف کیا اور گولہ پھٹا اور طاؤسون نے گھیرا اور تو نے طاؤسون کو قتل کرنا شروع کیا تو غضب ہو جائے گا آتش سحر تجکو چار طرف سے گھیر لیگی جس وقت تک کہ آتش تا گلو ہو اس وقت تک

ہوا ممکن ہی اور یہ وہ ہی کہ فلان اسم پڑھ کر پیکان پر دم کر اور تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کر کے وہ ساحر
جو سامنے اک بلندی پر کھڑا لنگوٹی باندھے ہوئے برہنہ سحر کر رہا ہی اسکی ناف تاک کے تیر مار اگر تیر
پڑ گیا تو حریف کے لیے تیر قضا ہی اور اگر خالی گیا تو یہ آتش مشتعلہ بلند ہو کے خانہ آتشی بن جائیگی اور
تو بھی ہمہ تن شعلہ ہو کے قیامت تک اسی مقام پر رہجائیگا بس یہ دیکھتے ہی طیمور نے جلدی
جلدی اسم کو پڑھ کر تمام کیا اور تیر مارا تیر ناف پر پڑا اور توڑ کے پار گذر گیا تمام آتش سحر تو دھوان بن کے
غائب ہو گئی مگر برقین چمک چمک کے گرنے لگین صدائین گیر و دار کی بلند ہوئین آوازین مہیب آنے
لگین کہ کشتی مرا نام ہوشیار جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی
ہوئی تو دیکھا کہ لاش ہوشیار جادو کی پڑی ہی اور اہل قلعہ نے آکر اطاعت کی شاہزادہ نے ان
لوگون کو ہدایت اسلام کی جسنے بدل دین اسلام قبول کیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اب شاہزادہ
نے آگے جانے کا قصد کیا اہل قلعہ نے عرض کی کہ ای شہریار ہر چند کہ دربند آپنے فتح کر لیا لیکن ابھی سخت
مرحلہ باقی ہی اسلیے کہ یہ تو اک ملازم ہی ملکہ بحرین کا ملکہ بحرین جادو وہ عورت ہی کہ جسپر دار و مدار
سلطنت عجائب شاہ ہی یہ رکن اعظم ہی طلسم عجائب سلیمانی کی آگے اسکا باغ ہی میان ہوشیاری
سے کام لیجیے گا ملاحظہ لوح سے غفلت نفرمائیے گا یہ سنکے شاہزادہ نے فرمایا کہ مین خدا کے بھروسے پر
آیا ہون لوح کے بھروسے پر نہین آیا ہون اگر میرے مقدر مین فتح طلسم ہی تو طلسم کو فتح کرونگا
ورنہ مارا جاؤنگا یہ فرما کر قلعہ سے نکلکر آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے صحرا مین پہونچے لوح کو ملاحظہ
فرمایا لکھا تھا کہ وہ سامنے جو دروازہ باغ کا نظر آتا ہی اسمین داخل ہو اور جب اندر باغ کے پہونچنا
تو بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نکرنا طیمور آگے روانہ ہوا جسوقت قریب دروازہ باغ پہونچا تو دیکھا
نصف دروازہ وا ہی اور نصف بند ہی اور ایک عورت گھبرائی ہوئی دروازے سے جھانکی اور اندر
چلی گئی دم بھر مین تین چار عورتین دروازے پر آئین اور کہنے لگین کہ لو اب بھی آئے تو مہربانی کی
ملکہ کا انتظار مین یہ حال ہی کہ نوبت بہ جان ہو رہی ہی بستر سے اٹھنا ناممکن ہی نگاہین جانب در لگی ہوئی ہین
شاہزادہ طیمور نے فرمایا کون ملکہ ان عورتون نے کہا اتنی جلد بھول گئے سچ کہا ہی کہ مرد کی ذات بیوفا
ہوتی ہی آنکھ ہوئی چار دل مین آیا پیار آنکھ ہوئی اوٹ دل مین پڑی کھوٹ یہ وہی ملکہ ہی جسکی محبت
مین خانہ خراب ہوئے تنہا سوداگر کے ساتھ اسکے ملک مین پہونچے کیا کیا تکلیفین اٹھائین سختیان
جھیلین اب آج بھول گئے یہ پتے کی باتین سنکے طیمور کے کان کھڑے ہوئے یہ تو معلوم ہی تھا
کہ ملکہ اس طلسم مین ہی اسی واسطے طلسم کشائی کا قصد کیا تھا یہانتک پہونچے نام سنتے ہی روح بیچین
ہو گئی جلدی سے داخل باغ ہوئے اب لوح دیکھنا کسے یاد وہ عورتین ملکہ کی باتون مین الجھائے ہوئے
قصر تک پہونچین اندر قصر کے دیکھا کہ ملکہ بستر پر پڑی ہی آنکھین چھت کو لگی ہوئی ہین جیسے ہی طیمور
نے ملکہ کو دیکھا ہاتھ پاؤن بے قابو ہو گئے ملکہ بھی بیتاب ہو کر اٹھی تھی کہ چکر آیا بیہوش ہو کے گری
شاہزادے نے دوڑ کر آغوش مین لینا چاہا کہ کنیزون نے کہا میان یہ ہتیار تو جسم سے دور کرو اوچھے
بنے ہوئے ہو بھلا اسکا کونسا محل ہی یہ لڑائی بھڑائی کی چیز ہی یا عورتون کو ذبح کرنا منظور ہی
طیمور نے کہا نہین جلدی جلدی سب اسلحہ اتار کے علحدہ رکھ دیے ایک نے کہا کہ میان یہ لوح
کس کام آئیگی ملکہ کو پہنادو یہ تبرک چیز ہی طیمور نے کہا کہ ملکہ سے جان تک عزیز نہین ہی یہ کہکر جلدی
سے لوح گلے سے اتار کے ملکہ کو پہنادی اور لوٹا نخلخے کا اپنے ہاتھ مین لیکر سنگھانا شروع کیا اک تب

ملکہ نے لوٹ لگائی اور طیمور سے دور ہٹ کے آواز دی کہ او نادان ملکہ کیا اپنے اختیار مین نہی کہ اسطرح
بے تکلف تمکو بلا لیتی ذرا اپنی خبر لو کہ جگہ سے بھی سرک سکتا ہی یا نہین اب جو طیمور نے اُٹھنے کا
قصد کیا تو دیکھا کہ زمین چوتڑون سے لپٹی ہوئی ہی اُس عورت نے آواز دی کہ مین ملکہ بحرین جادو شکر کی
جا ہی کہ آج مجھ سے الزام بربادی طلسم کا برطرف ہوا سب یہی کہتے تھے کہ تم اُس ملکہ کو لاتین نہ فتاح
طلسم اس طرف اُسکی تلاش مین آتا بادشاہ بھی ناراض تھا اور جس واسطے مین ملکہ کو لائی تھی وہ مطلب
بھی نہ حاصل ہوا میرا فرزند جو اُسپر عاشق تھا اور جسکے واسطے ملکہ کو لائی تھی جس اسکے کہ مین اُسکی معشوقہ کو
لیکے پہونچون طلسم مین زلزلہ آیا اور جس مکان مین میرا فرزند لالان جادو تھا چھت اُسکی بیٹھ گئی اور
فرزند میرا مرگیا جسے مین اس ملکہ کو باعث زندگی سمجھتی ہون اور یہ جانتی ہون کہ میرے فرزند کی
نشانی ہی لیکن تو نے اس طلسم مین آکے مجھے بدنام و رسوا کر دیا تھا یہ کہکر طیمور کو قید سحر مین گرفتار
کیا اور اب اُس مقام پر آئی کہ جہان ملکہ اصلی تھی واضح رائے ناظرین ہو کہ جس دن سے ملکہ اس
طلسم مین آئی اور بحرین جادو اس سے بمحبت پیش آئی ملکہ نے اسکو مان کے خطاب سے پکارنا شروع
کیا اور بحرین جادو نے بھی اپنے مردہ فرزند کی نشانی سمجھ لیا لیکن دل کا ملکہ کے خدا ہی حافظ
تھا یاد مین طیمور کے رویا کرتی تھی اور نا امیدی دن بدن افزون ہوتی جاتی تھی اسلیے کہ ملکہ کو
یہ خبر نہ تھی کہ میرا شوہر ہی فتاح طلسم ہوگا اور اُسی کے ہاتھ میری رہائی ہوگی خدا پر شاکر بیٹھی رہتی
تھی بحرین ہر طرح کی راحت دیتی تھی مگر ملکہ دن بدن زرد ہوتی چلی جاتی تھی بحرین جادو نہایت
ہوشیار تھی سمجھتی تھی کہ اسکو اپنے شوہر کا تو کیا ملال ہوگا کہ ابھی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی لیکن فراق والدین
کے سبب سے اسکی یہ حالت ہی بعد چند روز کے بحرین نے تسلی ملکہ کے لیے یہ بھی کہدیا تھا کہ ہم تمکو لیجا کے
تمھارے والدین کو دکھا دینگے بالفعل طلسم کی آمد و رفت موقوف ہی الحاصل اس وقت جو قید
شاہزادہ طیمور کی لیے ہوے بحرین جادو سامنے ملکہ کے پہونچی اور ملکہ نے طیمور کو اسیر غل و زنجیر
دیکھا دل بیتاب ہوگیا مگر ضبط سے کام لیا بحرین نے کہا کہ جسکا خوف تھا مین اُسے گرفتار کر لائی اب مین
اسے خدمت مین بادشاہ طلسم کے روانہ کر دونگی اور تجھکو بھیج کے تیرے مان باپ کو دکھلاؤنگی اُسوقت
ملکہ نے کہا کہ ای والدہ مہربان جس روز سے آپنے مجھکو دختر اور مین نے آپکو مادر جانا اُسوقت سے اسوقت
تک مین نے کوئی خواہش آپ سے ظاہر نہین کی آپ ہی کی رضا پر راضی رہی لیکن اس وقت ایک
التماس کرتی ہون کہ گر قبول افتد زہے عز و شرف + بحرین سرخ پوش نے کہا بیان کر مین
آنکھون سے اس خدمت کو بجا لاؤنگی ملکہ نے کہا اس قیدی کو جسکو اب سوا موت کے کوئی امید نہین
مین چاہتی ہون کہ کچھ دیر کے واسطے میرے پاس چھوڑ جائیے یہ مین نہین کہتی کہ اسے رہا کر کے
چھوڑیے اسی طرح اسیر غل و زنجیر رہنے دیجیے یہ وہ شخص ہی جسکی صورت بعہد اسی مصحف کے مین نے
اُسوقت دیکھی اور یہ چراغ سحری ہو مین چاہتی ہون کہ اور گھڑی بھر دیکھ لون پھر یہ کہان اور مین کہان یہ کہکر
آنکھون مین آنسو بھر لائی بحرین کا دل پسیج گیا اور سوچی کہ حق بجانب ہی جسکا ایسا صاحب جمال شوہر ہو
اور اب قتل ہونے جاتا ہو اُسکی جو حالت ہو وہ بجا ہی بس بحرین جادو وہان سے اُٹھ کر چلی آئی لیکن
قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ باتین کرتے کرتے لوح طلسمی ملکہ کے پاس رکھکر بھول آئی اور دوسرا راوی
کہتا ہی کہ اُسنے اپنے ہی لوح ملکہ کے گلے مین پہنا دی تھی غرضکہ جب یہ علیحدہ چلی آئی تو اسکو خیال آیا کہ مین
لوح ملکہ کو پہنا آئی ہو اور وہ فتاح طلسم کی عروس اور عاشق ہو ایسا نہو کہ لوح دیدے تو غضب ہو جائیگا

یہ سوچ کے پلٹی مگر یہ خیال ہوا کہ ایسا نہو فتاح طلسم لوح پا گیا ہو مین یکبارگی پہونچ جاؤن وہ مجھے مہلت بھی نہ لینے
دے یہ سوچ کے پوشیدہ طور سے آکے دیکھنے لگی یہان ملکہ نے طیمور کی طرف دیکھکے کہا کہ
افسوس ہماری بھی بدنصیب کوئی عورت دنیا مین نہوگی کہ تخت کی رات مبتلائے آفات ہوگئے تم سے
ایسے بچھڑے کہ ہم کہین اور تم کہین اور اب سامنا بھی ہوا ہی تو کس وقت تم مرنے جاتے ہو خیر جو مرضی
خدا کی طیمور نے کہا اے ملکہ مجکو بحرین جادو اگر تمہاری صورت بنکر فریب نہ دیتی تو مین اس دام مصیبت
مین کبھی گرفتار نہوتا مین نے خود لوح گلے سے اُتار کر اسے پہنا دی ملکہ نے کہا کہ تمنے جس دل سے
لوح پہنائی اُسکا ویسا ہی اثر بھی ظاہر ہوا کہ لوح مجھ تک پہونچ گئی شاہزادہ نے کہا کہ اے ملکہ عجب
معاملہ طلسم کا ہوتا ہے کہ ایک لوح سے سارا طلسم تھراتا ہے یہ وہی ہم ہین کہ ساحرون کی روح ہمارے
نام سے کانپتی تھی یا اب کوئی حقیقت نہین ابھی یہ لوح پھر ہاتھ آجائے تو تمام طلسم کا ورق
اُلٹ دون ملکہ نے کہا کہ پھر کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مین لوح تمھین دے دون طیمور نے کہا کہ نہین
ہرگز میری یہ خواہش نہین کہ مین تم سے لوح لیکر طلسم توڑون اگر میری قسمت مین فاتحی طلسم ہے تو
انشاءاللہ بزور شمشیر لوح لونگا اور اگر تم نے لوح مجھے دے دی تو بحرین جادو کو کیا جواب دوگی
مجھے تمہارے شرمندہ ہونے کے مقابل مین اپنا مرنا قبول ہے یہ سنکے ملکہ نے کہا اے شہریار مین بھی لوح کا
دینا ہرگز گوارا نکرونگی یہ ہوسکتا ہے کہ بعد تمہارے مین بھی خود کشی کرلون اور اپنی جان دے دون
لیکن یہ نہین ہوسکتا کہ لوح دے دون بڑے شرم کی بات ہے کہ جو اپنے کو صاحب امانت سمجھے
خود اسکے ساتھ خیانت کرے غرضکہ نہ طیمور نے لوح کا لینا پسند کیا اور نہ ملکہ نے لوح دینا پسند
کیا یہ باتین بحرین سحر خیوش نے سنی اور وجد کرنے لگی کہ یہ دونون بڑی آن بان کے ہین بس سامنے
آکر دونون کی تعریف کی اور کہا کہ مین باتین تمہاری سن رہی تھی بس لوح ملکہ کے گلے سے اُتار کے گلے
مین طیمور کے ڈال دی اور اپنا سر خم کر دیا کہ لے سر کاٹ ڈال اور جا کے طلسم فتح کر لے
طیمور نے بحرین جادو کا منہ دیکھا اور کہا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ مجھپر یہ احسان کرین اور مین آپ کا سر
کاٹون آپ اپنی لوح رہنے دیجیے یہ کہکر لوح گلے سے اُتار کے پھینکدی اور کہا کہ مجھے لوح دیکر اجازت
دو کہ مین جاکر بادشاہ طلسم سے مقابلہ کرون یا لوح بھی لے جاؤ بحرین نے کہا کہ مین ایسا نہین کر سکتی
اسلیے کہ مین بھی بادشاہ کی نمکخوار قدیم ہون تمام سیاہ و سپید طلسم کی مختار رہون ہان بعد میرے جو چاہے
سو ہو جائے اپنی حیات مین مین ہرگز ایسا نہین کر سکتی کہ لوح دیکر بادشاہ کو قتل کراؤن اور آپ زندہ
بیٹھی رہون طیمور نے کہا کہ اگر آپ کو یہ منظور نہین تو مجھے بادشاہ طلسم کے پاس بھیج دیجیے اگر اقبال
میرا یاور ہے تو کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکل ہی آئیگی ورنہ قضا ہے تو مارا جاؤنگا مجھے یہ ننگ ہرگز
نہ گوارا ہوگا کہ اک عورت کو جو اپنی محسن بھی ہو قتل کرون اُس وقت ملکہ بحرین سحر خیوش نے سر
زانوئے تفکر پر جھکایا اتنے مین مہوت جادو جانب بادشاہ طلسم سے حاضر ہوا اور کہا کہ اے ملکہ آفاق
بادشاہ نے قیدی کو طلب کیا ہے بحرین سحر خیوش نے کہا کہ قیدی موجود ہے اور مین بھی چلتی ہون یہ کہکر
اِک تخت منگوایا اور اس تخت پر طیمور کو قیدیون کی شان سے بٹھایا اب سوا قید آہن کے طیمور
پر قید سحر نہین ہے اور ایک محافہ منگا کر ملکہ کو اندر محافہ کے سوار کیا اور مسکین عجائب جادو شاہ طلسم
عجائب بہار کی جانب روانہ ہوئی ہو وہان بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملکہ بحرین سحر خیوش قید فتاح طلسم
کی اپنے ہمراہ لیے چلی آتی ہے بادشاہ نے اراکین دولت کو واسطے استقبال کے روانہ کیا لوگ گئے اور

ملکہ بحرین کو لیکر حاضر ہوے اتنے مین تخت شاہزادہ طیمور کا نمودار ہوا اُس وقت تخت بادشاہ کے پاس
اک دنگل پر ہژبر شیر شکار بیٹھا تھا یہ پہلوان زبردست اور سالار لشکر ہی اسنے جو دیکھا کہ قیدی تخت پر
آتا ہی بس ہژبر شیر شکار غصہ مین اپنے مقام سے اُٹھا اور پکارا کہ او بے ادب سامنے بادشاہ کے تو تخت پر
سوار ہی اُتر تخت سے یہ کہکر قریب تخت طیمور کے آیا اور ہاتھ طیمور کا پکڑ کے جھٹکا مارا کہ تخت سے
کھینچ لون بس طیمور کو اس حرکت پر غصہ آیا دونون ہاتھ بیڑیون مین ڈال کے جو ہٹکا مارا بیڑیون کے منہ
کھل گئے ہژبر نے تلوار ماری طیمور نے دونون ہاتھ بلند کر دیے تلوار ہتکڑی کے قفل پر پڑی
ہتکڑیان بھی کٹ کے علحدہ ہو مین بس طیمور نے کلائی ہژبر کی پکڑ کے دوسرے ہاتھ سے تپھڑ
مارا کہ کلہ پھٹ گیا اور ہژبر نے جرج مارا طیمور نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے سر سے بلند کر کے زمین پر مارا
کہ نقش زمین ہو گیا بلکہ چور ہو گیا تمام بارگاہ تھرائی طیمور نے پھر بیڑیان اُٹھا کر پہن لین اور بحرین جادو
سے کہا کہ آہنگرون کو بلا کر ہتکڑیان بھی درست کرا دیجیے یہ حرکت طیمور کی دیکھکر بادشاہ نے
پوچھا کہ کیون ای شخص تو تو ہمارا دشمن ہی پھر تو نے ہم پر کیون نہ حملہ کیا طیمور نے کہا کہ تمہارا قیدی
ہون اور کوئی خاص سبب میری رہائی کا نہین ہوا ہی اسنے بے وجہ مجھپر حملہ کیا تھا اسکی سزا پائی اب
تمکو میری قتل و جانبخشی کا اختیار ہی یہ ہمت و جرات طیمور کی دیکھکر بادشاہ وجد کرنے لگا اور طیمور سے
کہا کہ جسے تمنے مارا ہی اسیکے دنگل پر بیٹھ جاؤ تو تمہارا دیوان سمجھا جاے طیمور دنگل پر ہژبر شیر شکار
کے بیٹھ گیا بادشاہ نے کہا کہ ای ملکہ بحرین جادو کیا کہون اگر اسکے حسن پر خیال کرتا ہون تو یہ قابل
پرستش ہی اگر اقبال کو دیکھتا ہون تو قابل تعریف پاتا ہون جی یہ چاہتا ہی کہ لوح اسے دیدون
اور کہون کہ تجھے بھی قتل کر ڈال بحرین جادو نے کہا کہ یہ شخص اسے بھی منظور نکرے گا یہ پہلے ہی
ہو چکا ہی واقعہ اسکا یہ ہی کہ جس عروس کو مین شہر حسن آباد سے اپنے فرزند کی معشوقہ سمجھ کر لائی تھی یہ
اسکا شوہر ہی اور اسکی تلاش مین یہانتک آیا ہی سب مرحلے طے کیے مگر چونکہ عشق مین اپنے
عروس کے مبہوت تھا مین نے اُسیکی صورت بن کے فریب دیا اور اسے گرفتار کر لائی چونکہ
عروس اسکی مجھکو مان کہتی ہی اور اُسنے اپنے شوہر سے تخلیہ مین باتین کرنے کی خواہش ظاہر کی
مجھے ترس آیا اور مین نے دونون کو یکجا کر دیا آپ علحدہ ہو گئی حسب اتفاق مین نے لوح اسکی
عروس کو پہنا دی پر اور جب مین وہان سے علحدہ ہوئی ہون تو لوح بھول گئی تھی مین نے چھپ کے
ان دونون کی باتین سنی باوجود اس عشق و محبت کے نہ تو ملکہ نے امانت مین خیانت کی نہ اسنے
لوح کا لینا قبول کیا جب مین نے یہ حالت دیکھی تو مین سامنے گئی اور خود لوح اسے دے دی
اور یہ شرط پیش کی کہ پہلے مجھے قتل کر ڈال بعد اسکے جا کر طلسم کو فتح کر لے اسنے گوارا نہ کیا یہ سامنے
جو محافہ ہی یہ اسکی عروس کا ہی اور اب یہ مجکو فرزند کی جگہ ہی لیکن تابع حکم بادشاہ ہون اسوجہ سے اسکو
قید کر کے لے آئی اب اگر آپ کو اسکا قتل منظور ہی تو اسیکو حکم دیجیے یہ خود گلا اپنا کاٹ کے رکھ
دے گا اور اگر اسکا قتل منظور نہین ہی تو عروس اسکی اسکے سپرد کر کے طلسم سے باہر نکلوا دیجیے
یہ اسی کے واسطے طلسم مین آیا ہی ورنہ ہرگز نہ آتا یہ سنکے بادشاہ نے لوح سامنے طیمور کے ڈال
دی اور کہا کہ ای فتاح طلسم تجھے کیا منظور ہی اگر میرے خون کا پیاسا ہی تو یہ لوح لے کہ بغیر اسکے
مین قتل نہو سکون گا اور اگر صرف عروس کو لینے آیا ہی تو اسے بھی لے جا اور مال طلسمی کی خواہش
ہو تو مین تمام گنج طلسمی تیرے سپرد کرتا ہون طیمور نے کہا کہ مین دوستون کا دشمن نہین ہون جب

آپنے میری جان بخشی کی تو مین ممنون ہوا نہ کہ اسکی عوض مین قائل ہون بادشاہ نے کہا کہ اچھا اسکے علاوہ اگر
کوئی اور خواہش ہو تو اسے بیان کر طیمور نے کہا کہ اسکے علاوہ یہ خواہش ہی کہ اگر عقل آپ کی
دین اسلام کو حق ثابت کرے تو مسلمان ہو سحر سے توبہ کیجیے بادشاہ نے کہا کہ بیشک دین تمھارا
برحق ہی مجھے ہر طرح منظور ہی اور آہنگرون سے کہا کہ قید کاٹ دو طیمور نے کہا کہ یہ وہی قید ہی
کہ ابھی ابھی آپ کے سامنے مین نے اوسکو توڑ کے پھینک دیا تھا اب پھر توڑے ڈالتا ہون وقت کا
انتظار تھا یہ کہکر جو ہاتھ ہتکڑی کے بیڑی مین ڈال کر زور کیا تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ
کر کے پھینک دیا بادشاہ نے کہا کہ ای بحرین جادو ہماراجی چاہتا ہی کہ یہ شادی ہم بھر سے کرین
طیمور کو ہم دولھا بنائین اور مالکہ کو تم دولھن بناؤ کہ یہ اسی لباس عروسی سے ہمکنار و ہم آغوش ہون
بحرین نے منظور کیا اور مالکہ کو لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوئی سامان شادی کا ہونے لگا ہنوز تاریخ
مقررہ نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے طیمور سے کہا کہ ای فرزند با اقبال اس طلسم مین ایک تہ خانہ ہی اسپر
اک قفل ہی کہ آجتک وہ کسی سے نہین کھل سکا ہی کہ اسمین بارگاہ عجائب رنگین بہار ہی اور چالیس
گنج ہین اور بہت سے تحائف طلسمی ہین اگر تم طلسم کشا ہو تو تمھارے ہاتھ سے وہ قفل بغیر کلید کے
کھل جائے گا یہی سننے مین آیا ہی کہ کلید طلسم دست طلسم کشا ہی اگر وہ بارگاہ نکل آئے تو اسی بارگاہ
مین تمھاری شادی کی صحبت منعقد ہو جاکر تقدیر آزمائی کر طیمور نے کہا کہ چلیے عجائب جادو کے ہمراہ
طیمور جانب تہ خانہ طلسمی روانہ ہوا تمام ارکین طلسم ساتھ تھے سنا ہور اور فریب جنی اور حکیم لونیس
کو بھی بلالیا تھا یہ بھی ہمراہ تھے جسوقت دروازہ تہ خانہ پر پہونچے تو دیکھا کہ بہت بڑا قفل دروازے
مین لگا ہوا ہی بس طیمور نے بسم اللہ کہکے قفل پر ہاتھ ڈالا اور کھینچا معلوم ہوا کہ قفل کھلا ہوا تھا طیمور نے
دروازہ کھولا سب اندر تہ خانہ کے گئے اور صندوق نکال نکال کے باہر لائے ہر صندوق مین قفل
تھا اور قفل مین کنجی بھی لگی ہوئی تھی طیمور نے سب قفل کھولے ایک صندوق مین سے چالیس
خفتانین جواہر نگار برآمد ہوئین اور باقی صندوقون مین زر و جواہر بھرا ہوا تھا ایک نقار خانہ نکلا ہوا
تک نقارون نے آواز نہ دی تھی جسنے چوب لگائی نقارہ بند سے ہو کے رہ گیا جب طیمور نے
چوب لگائی تو نقارہ نے یا صاحبقران کی صدا دی بعد اسکے بارگاہ عجائب رنگین جسکے تمام
جز و نکالے گئے اور لا کے بارگاہ کو استادہ کیا یہ بارگاہ قابل دید تھی طیمور نہایت خوش ہوا
اور شکر پروردگار بجا لایا بعد اسکے بادشاہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ جو مرکب اک مدت سے طلسم مین ہی کہ کسی
شہسوار کو سواری نہین دیتا ہی مرکب بے شک ہی اگر رام ہو گیا تو قابل اسی کے سواری کے ہی ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ اگر اسکو گزند پہونچے تو شادی کا گھر ماتم کدہ ہو جائے گا اس بنا پر سکوت اختیار کیا اور طیمور
سے کچھ نہین کہا لیکن جسوقت وہان سے پلٹے پر اصطبل طلسمی کی طرف سے گذرے دیکھا طیمور نے
کہ بہت سے مرکب ہین لیکن ایک گھوڑا ستختی نگیرہ تماہی کے نیچے بندھا ہوا ہی طیمور مرکب کو دیکھتے ہی
بیچین ہو گیا عجائب شاہ سے کہا کہ یہ مرکب کیسا ہی بادشاہ نے بیان کیا کہ سنتا ہون کہ یہ مرکب
اولاد اشقر دیوزاد سے ہی جو صاحبقران اول کا مرکب تھا اور اسکے بھی وہی خواص ہین کہ کسیکو سواری
نہین دیتا ہی اگر آپ اولاد صاحبقران سے ہین تو شاید یہ مرکب آپ کو سواری دے یہ سنکے طیمور نے
کہا کہ مین ضرور اس مرکب کو رام کرونگا یہ کہکر قریب نگیرہ کے آیا مرکب نے جو انسان کی بو پائی چراغ پا
ہوا کنوتیان بدلکر بدمزاج ہوا منہ مین کف بھر آیا آنکھین اٹھنے لگین طیمور نے قریب آکر [illegible]

کہا کہ کھول دو ایسے سائیسوں نے اگاڑیاں پچھاڑیاں کھول دین مرکب طیمور کی طرف چلا طیمور نے جست جو
کی تو پانو مین پر تھے یا پشت مرکب پر پہونچ گئے گھوڑے نے شرارت شروع کی کبھی الف ہوا
کبھی کاوہ سی ماری کبھی سر کے بھاگا جو حرکت کی طیمور نے مارا یہانتک کہ گھوڑے نے جھک کے
گردن ڈال دی اور رام ہوگیا طیمور مرکب سے اتر آیا اور نام اسکا بادبہاری رکھا بعد اسکے عجائب شاہ
سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ شہر حسن آباد مین کوئی شخص جا سے اور نام میرا بادشاہ حسن آباد کردے
مگر بہت جلد عجائب شاہ نے کہا کہ آپ نامہ لکھیے مین ابھی ساحر کو بھیجتا ہون طیمور نے نامہ بنام
خورشید زرین کمر اور ایک نامہ بنام حسین کجکلاہ لکھا مضمون دونون کا یہ تھا کہ مین نے آپکے
اقبال سے طلسم کو فتح کیا بادشاہ طلسم بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہوا اور مجھپر نہایت مہربان ہے ہم
لوگ ساتھ خیر و عافیت کے صحیح و سالم موجود ہین مین چاہتا ہون کہ آپ دونون صاحب یہین تشریف
لے آئین ہم عقدہ مناکحت تو ادا ہی ہوچکی ہے بادشاہ طلسم کی خوشی یہ ہے کہ مین بھی شادی
کرون آپکا شریک ہونا ضرور ہے ساحر یہ نامہ لیکر جانب شہر حسن آباد روانہ ہوا بعد اسکے طیمور نے
ایک نامہ بطور عرضی کے سلیمان صاحبقران کو تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ مین نے آپ کی عنایت و شفقت
سے دنیا بھی پائی اور دین بھی حاصل کیا اب مین طلسم مین موجود ہون اور امیدوار ہون کہ اس
جلسۂ خوشی مین آپ بھی شریک ہون یہ نامہ دوسرا ساحر لیکر جانب پرستان روانہ ہوا یہان تو یہ
انتظام عقد ہوا اور وہان ساحر نامہ لیے ہوئے شہر حسن آباد مین پہونچا اور دونون نامے دونون
بادشاہون کو دیے قریب تھا کہ یہ دونون شادی مرگ ہوجائین اسی وقت تیاری کی اور دونون
بادشاہ جانب طلسم عجائب بہار سلیمانی روانہ ہوئے ادھر دوسرا نامہ سلیمان صاحبقران کو
پہونچا یہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوکے نہایت شاد ہوئے اور انھون نے بھی چند پریزادون کو
ساتھ لیا اور چند تحائف پرستان اپنے ہمراہ لیکر سلیمان اعظم و سلیمان کوچک و سلیمان
صاحبقران جانب طلسم عجائب بہار روانہ ہوئے جس وقت سرحد طلسم پر پہونچے اور
خبر طیمور کو ہوئی یہ تمام ارکین طلسم کو اپنے ہمراہ لیکر برائے پیشوائی روانہ ہوا ادھر حسین کلاہ
اور خورشید زرین کمر بھی فوج فراوان کے آگئے ان سبکے قیام کے واسطے مناسب مقامات معین
ہوئے صاحبقران قاف طیمور کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے گلے لگایا اور فرمایا کہ مذہب حق کے
اختیار کرنے کا ثمرہ دیکھا اب وہ دن آیا کہ سامان جشن ہوا بارگاہ رنگین حصار مین صحبت منعقد ہوئی
طیمور کو دولھا بناکے مسند پر بٹھا دیا داہنی جانب سلیمان اعظم و سلیمان صاحبقران و سلیمان
کوچک بیٹھے بائین جانب عجائب شاہ حسین کج کلاہ خورشید زرین کمر اسکے بعد دو رویہ اور
ارکین دولت اور سرداران لشکر جمع ہوئے طائفے آکر مجرا کرنے لگے ایک پری جمال نے یہ غزل
بے مثال شروع کی

غزل

بہت خوشی سے وہ سنتا ہے داستان میری
زمانے بھر کی زبان بنگئی زبان میری
کرونگا ضعف کا آسمان سے شکوہ
اٹھا ہین جیب گریبان نے دھجیان میری
خدا کرے نہ کبھی انکے کان تک پہنچے

بیان زیست سکی کیسے فغان میری
پسند کرتا ہے ظالم برائیان میری
جو ناگوار تجھین ہوتی ہو فغان میری
خدا کرے کہین لکنت کرے زبان میری
تو ہی بتا نہ ہو کیون ایسے ضعف سے نفرت
بھری ہے درد سے کمبخت داستان میری

قضا سے پہلے ہوئی بند کیون زبان میری
ہر ایک لیے ہے کمبخت داستان میری
تو بوسہ لیتے کبھی کاٹ لو زبان میری
جنون ہوا مجھے اس گل کی جانشینی سے
جلے تو ذکر ترا اور جلے زبان میری
اگر اشارون ہی مین بات کرنی ہو مقصود

کہو تو لب نہ ہلائے کبھی زبان میری
اُسیکے نام کی رٹ اور اسیکا ہر دم ذکر
دہن میں رکھنے کے قابل نہیں زبان میری
جو دیکھے آئینہ میں زلف و رخ غبار آلود
کچھ اور یاد دلاتی ہیں ہچکیاں میری
کچھ ایسا میں وہ الفت میں تیر جاہون
جہان پہ خاک اڑاتا ہی آسمان میری
تمہارا نام دہن میں ہے قیامت تک
چلے تو لاکہیں رکتی نہیں زبان میری
جن انسانون نے پریزادون کا ناچ
وقت دید اللہ دری حیرانی مری
رخ سے ظاہر ہی پریشانی مری
وہ نہ پھر نقشہ لیکا دیکھتے
آئینہ ہوجائے حیرانی مری
میرے دل میں تھا نہ ذرہ بھر غبار
رہ گئی حیرت میں حیرانی مری
ہی یقین مبتیک وہی ہین میری جان
روز اول سے ہی عریانی مری
دشمنون کو کیون کرون بدنام مین
یاد کرتے ہونگے مہمانی مری
گھر مرا آباد کرنے آئے کب
کرتا ہی ہر ایک دربانی مری
خط بلا فصل جنون مین یار کا
بڑھتی جاتی ہی پریشانی مری
وہ نہین کرتے پریشان غیر کو
کام آئیگی پریشانی مری
منتظر ہی اور شوق دیدہ مین
جانہین سکتی ہی حیرانی مری
حشر تک حیرت مین رکھیگی کلیم

نہ غیر حال ہو کس طرح حال کا میرے
نہ جانے کیا مجھے سنو اسکی زبان میری
عیان ہی وصل کا اقرار بوسہ بازی سے
کبھی نہ خاک اڑاے وہ بدگمان میری
کسے جہان مین ہی دشمن سے دوستی کی امید
کہ خاک بھی نہیں پاتے ہیں کاروان میری
نہیں بھی گستی ہی تو برق گر پڑیگی ضرور
دم اخیر اگر بند ہو زبان میری
+ تمام رات عجب طرح کا جلسہ رہا
نہ دیکھا تھا وہ تو نہایت محظوظ ہوے
اُسنے صورت بھی نہ پہچانی مری
آرزو ہی وصل کی شب بھول جاؤن
کھینچتا تصویر گر ثانی مری
روؤن کیا آنکھیں لڑا کر یار سے
خاک اس بت نے عبث چھانی مری
بدگمانی غیر کی دیکھو ذرا
موت کرتی ہی نگہبانی مری
مجھ سے تڑی بود یکھکر چھپتے ہین وہ
دوستی ہی دشمن جانی مری
جامہ زیبی پہ تری دیوانہ ہون
ہو چکی جب خانہ ویرانی مری
جاؤن کیا اس ناسمجھ کی بزم مین
کچھ نہ سمجھا ہاے نادانی مری
ایک دن جامہ دری ہوگی کفن
دیکھ لی شاید پریشانی مری
تنگ کرنا مجکو تھی منظور انھین
جاے کیا منھ لیکے حیرانی مری
مجھ سے ہستی ہی مری تقدیر بھی
ہر سخندان دو سخندانی مری

کہیں کہیں سے وہ سنتا ہی داستان میری
فریب سے ہو کے نہ کمبخت کچھ ہوئی آگاہ
زبان منہ انکی مین لیتا ہون وہ زبان میری
نہ جانے کس سے مراد کرتا ہو ظالم
نکالے آرزو دین کیونکر آسمان میری
زمین ملگئی مٹی میں اس جگہ کے سب
نہ رکھے دل میں کبھی الفت آشیان میری
مرے کلام کے آگے کلیم کیا ہین عدو
قریب صبح پریزادون کا مجرا ہوا
ایک پریزاد نے یہ غزل شروع کی
ہوگئی آئینہ حیرانی مری
داستان غم ہی طولانی مری
وقت رخصت وہ اگر دیکھین مجھے
فخر سمجھینگے پشیمانی مری
مجکو تڑپانے لگے جب وہ بہت
کرتا ہی کمبخت دربانی مری
ہی جنون وقت ولادت سے مجھے
پردہ بنجاتی ہی عریانی مری
دل مرا کیونکر کرین وہ پائمال
چمکی ہی تقدیر عریانی مری
تیرے در پر جبسے ہو آیا ہون مین
کون سمجھے گا پریشانی مری
منع کر دو حسرتون کو اپنی تم +
ہوگئی پردہ پوش عریانی مری
فصل گل مین بھی نہوگا گر جنون
جانے والی ہی پریشانی مری
ہر گھڑی رہتے ہین وہ پیش نظر
خندہ پیشانی ہی پیشانی مری
+ صبح کو جلسہ برخاست ہوا اور

برات جانب قلعہ سکندریہ روانہ ہوے وہان ملکہ بحرین سرخ پوش نے نو لباس عروسی پہنایا تمام رسوم بجر سے ادا ہوئے نوشاہ عروس کو بیاہ کے لایا اور دمشق سے اپنی معشوقہ کے کامیاب ہوا مدتون کی تمنائین برآئین اور جو چلے نکلے شاہ ہو ردل آرام کی وصل سے شادکام ہوا آج ہی یہ دونون حاملہ ہوئی ہین بطن سے انکے لڑکے پیدا ہوے ہین کہ ذکر انکا دفتر اسلام آباد مین آئیگا

بعد اسکے تمام سمان مع سلیمان صاحبقران رخصت ہوے طیمور بھی عجائب شاہ اور ملکہ بحرین سبز چیوش سے رخصت ہوکر مع عروس و اسباب طلسمی جانب شہر زرینہ روانہ ہوا سوا اُس طلسمی مکان کے جسمین دربار جناب سلیمان منعقد ہوتا تھا اور آئینون سے پریزادین نکلتی تھین صرف یہ مکان تو سلیمان صاحبقران کی نذر کیا سلیمان صاحبقران نے یہ نذر اپنی جدمادری کی یادگار سمجھ کر خوشی سے قبول کیا دیو اُس مکان کو اُٹھاکر جانب قاف روانہ ہوے حکیم یونس جونکہ منتظم تھے یہ اُس مکان کے ساتھ جانب پرستان روانہ ہوے اور جو چیزین طیمور اُنکے نذر کرنا چاہا مثل خزانہ و بارگاہ وغیرہ کے انمین سے کوئی چیز صاحبقران قاف نے نہین لی اور طیمور سے رخصت ہوکر جانب قاف روانہ ہوے اب یہان سے

چند کلمے داستان شہر زرینہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ طیمور شیر بر پوش بمقابلہ ارسیہ پوش کو تو انتظام شہر بریانیہ پر مامور کیا تھا اور انتظام اپنے شہر کا برہوت رعد آواز کے سپرد کیا تھا قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ برہوت رعد آواز تپ شدید مین مبتلا ہوا اور لاجورد شاہ جو طیمور سے روگردانی کر کے اپنے ملک مین آیا تو اُسکو فکر ہوئی کہ کسی طرح طیمور کو زک دینا چاہیے یہ اسی فکر مین تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صحرا مین ایک انسان برہنہ آتا ہے کہ شیر کا شکار کرتا ہے قوت مین شیر اُسکا کچھ کر نہین سکتا شیر کی کلائیان پکڑ کے توڑ ڈالتا ہے لاجورد شاہ نے کہا کہ کسی صورت سے اُسکو رام کر کے طیمور کے مقابلہ کو تیار کرنا چاہیے یہ سوچ کے عمدہ عمدہ غذائین اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا جسوقت صحرا مین پہونچا تو قیام کیا حسب قاعدہ اپنے وقت پر وہ برہنہ انسان نمودار ہوا لاجورد شاہ نے کہا کہ اسے گھیر کے پکڑ لو کئی ہزار آدمیون نے اُسکو چارطرف سے گھیر لیا اُس شخص نے جدھر کا رخ کیا ناخن اُسکے بڑے بڑے تھے کہ جسپر چنگل مارا زرہ نوچ لیگیا بعض سوارون نے خوف زدہ ہوکے تلوار ماردی تو جسم پر خط بھی نہ پڑا اب چہار جانب سے کمندین پڑنے لگین وہ شخص اُلجھ کے گرا اُسے باندھ کے لیگئے لاجورد شاہ نے اُسے زندان خانہ مین بھجوا دیا اور لیکر شہر مین آیا غذائین عمدہ عمدہ کھلائین چونکہ ایسی غذائین اُسنے کبھی نہ کھائی تھین نہایت خوش ہوا اور اطاعت کی چند روز مین کچھ بولنے بھی لگا اور سمجھنے بھی لگا اب لاجورد شاہ نے اسے فنون سپہگری تعلیم کرائے چند روز مین وہ نہایت مشاق ہوگیا لاجورد شاہ نے نام اسکا شیرکش نیستانی رکھا اور اپنی فوج کا سالار معین کر کے ایک نامہ برہوت رعد آواز کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای برہوت رعد آواز مین نے سنا ہے کہ بالفعل تم ناظم شہر زرینہ ہو لہٰذا تمکو اطلاع دیجاتی ہے کہ آٹھ روز کے اندر شہر کو خالی کردو اور جس طرف جی چاہے چلے جاؤ ورنہ ایک دم مین آکر چھین لونگا جسوقت یہ نامہ برہوت رعد آواز کو پہونچا تو گو کہ تپ تھی اُسنے جواب مین تحریر کیا کہ ای لاجورد شاہ تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون مین وہ شخص ہون جسکو سارنگ نقیب قدرت کہتا تھا میرے نعرے سے زمین تھرائی ہے دیوون کی ٹانگین مین نے چیر چیر کے پھینک دی ہین اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو دم مین مبتلا رہ ہرچند مین بیمار ہون لیکن تیری فوج کے لیے کافی ہون یہ جواب پہونچتے ہی لاجورد شاہ نے شہر زرینہ پر فوج کشی کی خبر برہوت رعد آواز کو ہوئی اُسنے بھی لشکر کو شہر کے باہر نکالا خیمہ برپا کیا

شام کو دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا تیاری جنگ ہوتی رہی گشت کے سوار دونون جانب بیدار
باش وہوشیار باش کی آوازین لگایا کیے صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے بعد آراستگی
صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو شیرگش نیستانی لاجوردشاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا سر با میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت عرق عرق ہوا
تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باش ای برہوت رعدآواز مین نے سنا ہی
کہ تم بڑے نامی ونامور پہلوان ہو مجھے بھی تمھاری آزمایش منظور ہی آؤ کہ یہی گوی میدان ہی بس یہ سنکے
برہوت رعدآواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور سامنے شیرگش نیستانی کے آکر آواز دی کہ او بزدل
اس وقت مین تو نے سر اٹھایا ہی کہ بادشاہ شہر موجود نہین مین بیمار تھا تیرے لا ضرب بہادری کی مین اب بھی
تیری گوشمالی کو موجود ہون شیرگش نیستانی نے نیزہ مارا برہوت رعدآواز نے نیزہ کو نیزے پر
لیا اور چند طعن مین نیزہ ہاتھ سے شیرگش نیستانی کے ہوائی کیا شیرگش نیستانی نے غیظ وغضب
مین آکر تلوار ماری برہوت رعدآواز نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا سر پر پہنچی تا دو ابرو
اتر آئی برہوت نے داستانہ مارا تلوار جھنا کر سر سے نکلی اسی عالم زخمداری مین برہوت نے بھی
ہاتھ مارا شیرگش نیستانی نے سر بڑھا دیا اس وقت برہوت کو معلوم ہوا کہ یہ روئین تن ہی افسوس
ہوا شیرگش نیستانی نے دوسرا ہاتھ مارا کہ تمام سر چوپارہ ہو گیا فوج نے دیکھا کہ مالک ہمارا زخمی ہوا اور
حریف وار کیے جاتا ہی تمام فوج تلوارین کھینچ کھینچ کے آ پڑی اس طرف سے فوج لاجوردشاہ کی آ پڑی
جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی صدائے گیر وبزن بلند ہوئی لوگون نے جانین دے دے کر مالک کو
اپنے بچایا برہوت رعدآواز کو سامنے سے شیرگش نیستانی کے اٹھا لے گئے لیکن اس روئین تن
نے اسقدر آئینہ پرستون کو قتل کیا کہ آخر انھون نے پیچھے پاؤن ہٹنا شروع کیا اور لاجوردشاہ کی
فوج آگو دبائے ہوے چلی اب یہ لوگ قریب شہر پہونچ گئے ہین اور قریب ہی کہ مجبور ہو کر فراری ہون
کہ جانب صحرا سے یک گرد وغبار بلند ہوا اور آندھی کے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دل گرد سے شاہزادہ
طیمور شیر پرور چالیس جوانان یاقوت پوش سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش او لاجوردشاہ تجھے
میرے ملک پر چڑھائی کرتے خوف نہ آیا مین ہم طیمور شیر پرور نے لاجوردشاہ شیرگش نیستانی کو آواز
دی کہ اصل دشمن یہی ہی خبردار زندہ نہ جانے پائے یہ سنتے ہی شیرگش نیستانی نے باگ مرکب کی موڑی
اور طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور بکالہ آتش بنا ہوا سامنے شیرگش نیستانی کے آیا
برہوت نے آواز دی کہ لڑائی ٹھہر ٹھہر کر ہوشیاری سے مقابلہ کیجیے گا کہ یہ روئین تن ہی مین اسی دھوکے مین
اس سے زخمی ہوا ادھر شیرگش نے آتے ہی شمشیر خونچکان کا وار کیا طیمور نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے زور کیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کہ نقش بن گیا
اور مرکب سے کود کے ٹانگین چیر کے پھینک دیا آگے مرتے ہی بچے جی چھوٹ گئے ادھر تمام فوج
طیمور کی آ پڑی لاجوردشاہ کو مع لشکر چار طرف سے گھیر لیا اور زیر شمشیر رکھ لیا اب تو تمام فوج مین تباہی
مچ گئی ہر طرف سے آواز امان بلند ہوئی طیمور نے کہا کہ امان بشرط ایمان سب نے کہا کہ ہمین بدل آئینہ پرستی
منظور ہی طیمور نے کہا کہ جسے خداپرستی منظور ہو اسکے لیے امان ہی آخر سب نے اطاعت منظور کی مگر
لاجوردشاہ نے انکار کیا کہ مین خداوندزادہ ہون ہرگز خداپرستی اختیار نہ کرونگا طیمور نے اسکو اسیوقت
دار پر کھینچ کے تیرباران کرنے کا حکم دیا ہنوز تیر نہ چلنے پائے تھے کہ برق چمکی اور لاجوردشاہ

دار پر سے غائب ہو گیا طیمور داخل شہر زرینہ ہوا بر بہوت رعدآواز کا علاج ہونے لگا اور طیمور نے تمام شہر زرینہ کو اسلام آباد کیا بت خانہ کھدوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈالی جب انتظام ملک سے فراغت ہوئی تو طیمور نے ہرکارون کو برائے دریافت حال صاحبقران روانہ کیا اور آپ نقابدار یاقوت پوش بنکے بڑے جاہ و تجمل سے مع خورشید زرین کمر و حسین کج کلاہ و بر بہوت رعدآواز و بروت تہمتن وغیرہ کوچ کر کے روانہ ہوا لیکن اب

یہان سے چند کلمے داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران حلقہ فگن گوش گردن کشان حق پسند و حق پژوہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہین مخمس کلیم بر غزل داغ

بے زبان مجکو بنا دیتی ہے قربت تیری
غش مین آجاتا ہون مین دیکھ کے صورت تیری
شکوہ کرنے نہین دیتی ہے زیارت تیری
کہنے دیتی نہین کچھ منہ سے محبت تیری
اب یہ رہجاتی ہے آکے شکایت تیری

کر نہین سکتا ہون مین ایسا سفر خالی ہاتھ
مین بنجاؤنگا نہ جاؤنگا مگر خالی ہاتھ
دہر سے جا نہین سکتا مین ادھر خالی ہاتھ
عدم آباد کو جاتے ہین بشر خالی ہاتھ
مجکو ہمراہ نہ لیجاؤنگا حسرت تیری

ایسی تقدیر کہان مجکو وہ کب پوچھتے ہین
وہی اک ہین جو نہین میرا تعب پوچھتے ہین
وہ نہ اب پوچھتے ہین اور نہ جب پوچھتے ہین
یار و غمخوار مرے حال کو سب پوچھتے ہین
اور پھر پوچھنے سب آتے ہین قسمت تیری

کرون کیونکر نہ مین دن بھر شب غم کا شکوہ
میرے ہی لب پہ نہین درد و الم کا شکوہ
نہین بیوجہ کیا تمسے صنم کا شکوہ
ہے رقیبون کی زبان پر بھی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہے جاتی نہین عادت تیری

نہ رہے عیش کے اسباب خدا حافظ ہے
تو تو ہے ماہی بے آب خدا حافظ ہے
اور آنکھون سے اڑا خواب خدا حافظ ہے
اب ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہے
کر چلے ہمتو محبت مین حفاظت تیری

گایا جاتا ہے محبت کا ترانہ کیا کیا
رنگ لائے گا یہ الفت کا فسانہ کیا کیا
کرتا ہے تیر ملامت کا نشانہ کیا کیا
دیکھیے کرتی ہے رسوا ئے زمانہ کیا کیا
مجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری

پوچھتے ہین مرے عادات تو یون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری ذات تو یون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین مرے اوقات تو یون پوچھتے ہین
پوچھتے ہین وہ مری بات تو یون پوچھتے ہین
کہتے ہین کون ہے تو کیا ہے حقیقت تیری

کیون نہ بڑھ جائین مری جان کسلائے ظالم
نہین ہوتے ہین فراموش وہ تیغے ظالم
مین نے دیکھے نہین عالم مین تجھ ایسے ظالم
یاد سب ہاتھ کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم

بھول جاتا ہون مگر دیکھکے صورت تیری

حال کھلتا نہین کچھ تیرے جنون کا ای داغ
کسپہ تو مرتا ہی اور کسپہ ہی شیدا ای داغ

کچھ تو بتلا دے کلیم اسکا ہی جو پایا ای داغ
کوچۂ یار مین بھی جی نہین لگتا ای داغ

دیکھیے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری

یکہ نازان عرصۂ جرات و دلاوری و شہسواران میدان جلالت و صفدری اشہب تیز رفتار قلم کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین سہ بیا بشنوای ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان یہ داستان حیرت بیان یہانتک تحریر ہو چکی ہی کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ شہر افلاکیہ مین رونق افروز ہین کیوان زرین کلاہ بادشاہ سابق کو تخت نشین کیا ہی اور نہنگ دریا نشین کو سالار لشکر معین فرمایا ہی ہرکارون کا انتظار ہی کہ قیام ساریق بن بقا کی کوئی خبر ملے تو تعاقب مین اوس راندہ درگاہ خدا یعنے ساریق بن بقا کے روانہ ہوتی بعد چند روز کے ہرکارے واپس آئے اور عرض کی کہ ساریق ملعون نے شہر غلطانیہ مین جاکر پناہ لی ہی غلطان شاہ نے ساریق کو پناہ دی ہی اور زلزال بن غلغال ترک بھی آیا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیا شہر غلطانیہ مین کچھ بڑے بڑے سردار ہین ہرکارون نے کہا کہ بظاہر تو کوئی سردار بھی ایسا نہین معلوم ہوتا کہ ایک روز کی میدانداری بھی کر سکے ہان ایک یہ نئی بات بیشک دیکھی کہ سر پر زلزال ترک کے ہر وقت اک عقاب سایہ افگن رہتا ہی صاحبقران نے جزیل عاد کو طلب کیا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف شہر غلطانیہ کے روانہ ہو اور ہم بھی آتے ہین جزیل عاد اثالہ بارگاہ سلیمانی کا بار کرا کے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوے بعد روانہ ہونے جزیل عاد کے صاحبقران عالی شان بھی کوچ کر کے روانہ ہوے لیکن اول حال جزیل بن عاد کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ اثالہ بارگاہ صاحبقرانی کا بار کیے ہوے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلا جاتا ہی پانچوین منزل کے بعد جو کوچ کیا تو راستے مین لشکر نقابدار یاقوت پوش کا اترے ہوے دیکھا اس مقام پر دو راہہ تھا آیندہ روند سے دریافت کیا کہ یہ دونون راستے کہان کہان گئے ہین انھون نے بیان کیا کہ یہ دونون راستے شہر غلطانیہ کے ہین لیکن جس طرف یہ لشکر اترا ہوا ہی یہ راستہ قریب کا ہی اور صاف ہی اور دوسرا راستہ دور کا ہی جزیل عاد نے کہا کہ ہم قریب ہی کے راستے سے جانا پسند کرتے ہین اسلیے کہ ہمین پہلے پہونچکر بارگاہ برپا کرنا ہوگی تاکہ سواری صاحبقران کی آنے تو تکلیف قیام نہو ہمراہیون نے کہا کہ بیچ مین تو لشکر حائل ہی جزیل عاد نے کہا کہ اس لشکر کی حقیقت کیا ہی پامال کرتے ہوے چلے چلینگے اگر بھائیون نے جزیل عاد سے کہا کہ فساد کرنا اچھا نہین ہی یہ زمانہ صاحبقران عادل کا ہی آپ سے ناراض ہونگے ایسا ہی ہی تو لشکر کے کنارے سے دب کے نکل چلیے جزیل عاد نے بکراہت منظور کیا اور چلے لیکن پہیون سے چھکڑون اور ارابون کی گرد جو اڑی تو خیمہ مین نقابدار کے جانے لگی نقابدار نے کہا یہ کون بے ادب جاتا ہی اسے منع کرو اور نہ مانے تو بارگاہ وغیرہ سب چھین لو یہ نقابدار بھی شاہزادہ طیمور شیر پر در ہی بس اتنا اشارہ پاتے ہی بر بہوت علاوہ از اٹھ کھڑا ہوا اسکے چہرہ پر بھی نقاب پڑی ہوئی ہی بیٹھ کر پشت مرکب پر روانہ ہوا جزیل عاد کو ڈانٹا کہ او بے ادب کہان جاتا ہی پلٹ جا جس طرف سے آیا ہی نہین دیکھتا کہ بارگاہ نقابدار یاقوت پوش مین گرد اڑ اڑکے جاتی ہی جزیل عاد نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ یہ بارگاہ کس شخص کی ہی نقابدار نے

کہہ کہ ہٹا لے بارگاہ اپنی مین نے رعایت کی کہ کنارے کنارے چلا ہون ورنہ تیرے نقابدار کی بارگاہ کو پامال
کرکے چلا جاتا بس یہ سنتے ہی برہوت رعد آواز گرجا اور پکارا کہ سنبھال ضرب اپنی دیکھون تو تو
کیونکر آگے بڑھتا ہی اگر پاؤن نہ قلم کر دیے تو نام اپنا غلام نقابدار یاقوت پوش رکھا جرنیل عاد نے زخم
شدادی سنبھالا اور اگر برہوت رعد آواز پر وار کیا پیشدستی مین بھی تامل نہ کیا برہوت رعد آواز نے
سپر بلند کی اور وار جرنیل عاد کا رد کرکے جو بلیتھ تیغہ آبدار کا مارا جرنیل عاد نے بھی سپر بلند
کی لیکن یہ ضرب برہوت رعد آواز کے ہاتھ کی بھلا سپر سے کب رکتی ہی تیغہ پڑتے ہی سپر قلم
ہوئی خود کٹا تلوار سر پر آئی جرنیل عاد نے جلدی سے سر نیچے کھینچا تلوار سر کو زخمی کرتی ہوئی
گردن مرکب پر پڑی کہ گردن مرکب کی قلم ہوئی جرنیل عاد زخمی ہو کے گرے اور مرکب
آتشبازی ہو گیا یہ دیکھ کر تمام عادی آپڑے اس طرف سے ہمراہیان برہوت رعد آواز آگئے
تلوار چلنے لگی برہوت نے کسیکو قتل نہین کیا اس خیال سے کہ یہ سب مسلمان ہین لیکن سیکڑون
کو زخمی کیا آخر یہ لوگ زخمیون کو لیکے بھاگ کھڑے ہوے اور آکر خدمت صاحبقران مین سارا
ماجرا بیان کیا کہ اس طرح رفیق نقابدار یاقوت پوش نے آکر بارگاہ چھین لی اور ہمارے اکثر کو زخمی
کیا امیر کشورگیر نے ارشاد کیا کہ مین دیکھتا ہون ہمیشہ بارگاہ پر تباہی رہتی ہی جب پیش خیمہ روانہ
ہوتا ہی تو کوئی نہ کوئی آفت پیش آتی ہی ہنوز صاحبقران نے کسی سے حکم جانے کا نہین دیا تھا کہ
عارف بن معروف اور مظفر بن غضنفر نے آکر عرض کی کہ بارگاہ ہمیشہ سے ہمارے خاندان کی
حفاظت مین رہی بارگاہ کا چھین جانا ہماری بدنامی کا باعث ہی لہذا ہمین اجازت ہو تو ہم جائین اور
بارگاہ نقابدار یاقوت پوش سے چھین لائین صاحبقران نے اجازت دی یہ دونون بھائی
بارہ بارہ ہزار قزاقون سے جانب لشکر نقابدار یاقوت پوش روانہ ہوے یہان برہوت
رعد آواز بارگاہ کو اپنے آقا کے لیے استادہ کرا رہا تھا کہ گرد اُٹھی اور یہ دونون ضیغم نبرد
پہونچے اور للکارے کہ او نقابدار یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے بارگاہ چھین لی نہین جانتا کہ یہ بارگاہ کسکی
ہی یہ اس شخص کی بارگاہ ہی جسنے نو برس کے سن مین طلسم ابلق کو توڑا اور بارہ برس کے سن مین
صاحبقرانی کا منصب حاصل کیا برہوت رعد آواز نے کہا کہ کسیکی بارگاہ ہو جو شیرون کے بیٹھنے سے
ہوکے گذرے گا وہ شکار ہوگا بس یہ سنکے عارف و مظفر دونون آپڑے اور برہوت رعد آواز
کو مہلت دینا دشوار کر دیا جب برہوت رعد آواز اس طرف متوجہ ہوتا تھا تو اس طرف سے
تلوار پڑتی تھی جب اس طرف پلٹتا تھا تو اس طرف سے وار ہوتا تھا ادھر قزاقون نے توپین پھونک
پھونک کے تلوارین مارنا شروع کین یہ شور وغل طیمور نے سنا شاہور سے کہا کیا معرکہ ہو رہا ہی
نے خیمہ سے نکلکر دیکھا کہا اے شہریار غضب ہوا برہوت رعد آواز زخمی ہو گیا اُس اکیلے کو دو
قزاقون نے گھیر لیا ہی ایک ادھر سے حملہ کرتا ہی ایک آدھر سے اگر جلد نہ چلیے گا تو برہوت رعد آواز
قتل ہو جائے گا طیمور جلدی سے خیمہ سے نکلا پشت مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او
قزاقو یہ کیا حرکت ہی مظفر و عارف نے برہوت کو تو زخمی ہی کر دیا تھا اب یہ دونون اُسی گھات
سے طیمور کی طرف آئے اور توپین پھونکین گھوڑا بدمزاجی کرنے لگا طیمور نے لنگر مارا کہ گھوڑا اپنی
جگہ سے سرک نہ سکا مظفر نے دوڑ کر تلوار ماری دوسری جانب سے عارف بن معروف
نے پینترا وار کیا طیمور نے داہنے ہاتھ سے اسکی کلائی پکڑ لی اور بائین ہاتھ سے آسکی کلائی پکڑ کے

دونون کو سامنے کھینچ لیا اور ہاتھ اس طرح مروڑے کہ تلوارین چھوٹ کے گر گئین اور دونون کی کمر
زنجیر کے بند پکڑ کے اٹھا لیا اور زمین پر دونون کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے اپنے خیمہ مین آیا اور شاہور
کے سپرد کیا شاہور نے آہنگرون کو بلایا ہتھکڑیاں بیڑیاں ڈلوا کر زندان خانے مین بھجوا دیا ہم یہان
مظفر و غضنفر خدمت صاحبقران مین آئے اور سارا ماجرا بیان کیا کہ جس سردار نے بارگاہ چھینی
تھی وہ بھی بہت بڑا سردار تھا لیکن ان دونون تیز دستون نے اسکو دم نہ لینے دیا اور مارے
تلوارون کے زخمی کر کے گھوڑے سے گرا دیا اتنے مین اصل نقابدار جسکے سبب سے ہم مجروح ہوئے آ گیا اور دونون
کو گرفتار کر لے گیا یہ سنکے صاحبقران نے شاہزادہ سہراب ابن رستم کی طرف دیکھا اور ارشاد
فرمایا کہ تم جاؤ مین نے سنا ہے کہ نقابدار مسلمان ہے لہذا جہانتک ہو سکے کشت و خون نہو تو بہتر ہے شاہزادہ
سہراب نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور بارگاہ لیکر آتا ہون یہ کہکے پشت مرکب پر سوار ہوئے
اور چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب لشکر نقابدار یاقوت پوش روانہ ہوئے وہان طیمور
نے پہلے سے ہرکارون کو روانہ کیا تھا کہ دیکھو اب کون آتا ہے تو قبل پہونچنے شاہزادہ سہراب بن رستم
کے ہرکارون نے طیمور کو اطلاع دی طیمور نے اسی وقت نہنگ بن طوفان دریا موج
اور اہرمن کوہزاد اور بیروت تہمتن وغیرہ کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ یہان سے روانہ
ہوئے سہراب نے جو دیکھا کہ چھ سات نقابدار چلے آتے ہین آواز دی کہ تم لوگ کس ارادہ سے
آتے ہو اگر قصد جنگ ہے تو بسم اللہ مین موجود ہون تلوار کھینچو ان سب نے کہا کہ ہم اپنے آقا کے حکم
سے آپکے استقبال کو آئے ہین سہراب ہمراہ ان سبکے روانہ ہوئے دروازہ بارگاہ پر طیمور بھی منتظر
تھا سہراب کو دیکھکر سلام کیا اور ساتھ عزت کے خیمہ مین لیجا کے بٹھایا سہراب نے کہا کہ اے نقابدار
بہادر تمہارے اخلاق و خصائل سے یہ فعل بعید تھا کہ تمنے سردارون کو بھیجکر بارگاہ صاحبقران چھینوالی
نقابدار نے جواب دیا کہ آپ اصل حقیقت سے آگاہ نہین ہین وہ شخص جو بارگاہ لیے جاتا تھا اس سے
کہا کہ اس طرف سے بارگاہ نہ لیجا کہ یہان لشکر ہمارا اترا ہوا ہے اہل لشکر گرد سے پریشان ہوئے ہین
دوسرا راستہ موجود ہے اس طرف سے نکلجا اسنے ایک سماعت نہ کی جو سردار منع کرنے کو گیا تھا اس سے
لڑائی ہوئی آخر وہ عادی زخمی ہوا اسکے بعد دونون قزاق بھیجے ہوئے تھے انھون نے میرے سردار کو
زخمی کیا اور تہذیب کی لڑائی لڑے کہ دونے ملکر ایک کو گھیر لیا ورنہ میرے سردار پر غلبہ پا سکتے
آخر مین نے ان دونون کو گرفتار کیا سہراب نے کہا کہ مین بھی بارگاہ ہی لینے آیا ہون نقابدار نے
سنکے کہا کہ آپکے واسطے وہ بارگاہ کیا میری بارگاہ بھی حاضر ہے لیکن اگر اور کسی شخص کو صاحبقران
بھیجتے تو اسکا بھی یہی انجام ہوتا جو دونون قزاقون کا ہوا ہے سہراب نے کہا کہ مجھ مین کیا ہے جو میرے
حال پر اسقدر مہربانی ہے طیمور نے کہا کہ صاحبقران سے تو بغیر پائے صاحبقرانی لیے ہوئے مین
ہرگز بارگاہ نہ دونگا آپ سے مجبور ہون یہ سنکے سہراب نے کہا ای نقابدار مین پیام تمہارا امیر با توقیر
کو دیتا ہون ابھی بارگاہ نہ لیجاؤنگا یہ کہکر سہراب رخصت ہوئے اور طیمور تا در بارگاہ پہونچانے کو
آیا سہراب خالی ہاتھ بارگاہ صاحبقران مین آئے تمام سردار حیرت سے دیکھنے لگے کہ سہراب
بن رستم کا خالی ہاتھ واپس آنا تعجب سے خالی نہین ہے اسکا کیا سبب امیر نے پوچھا کہ آپ
خالی کیون آئے سہراب نے بیان کیا کہ نقابدار مجھے بارگاہ دیتا تھا لیکن دعوائے صاحبقرانی بھی
کرتا ہے مین بارگاہ کا لانا مناسب نہ سمجھا اگر لڑکر لا سکتا تو لطف تھا اب آپ چلکر مقابلہ پر لشکر

آتا ہے پہلا مقابلہ میرا ہی رہا صاحبقران نے اسی وقت حکم کوچ دیا اور معہ جملہ سرداران اسلام کوچ
کر کے سامنے لشکر نقابدار کے آکر بارگاہ برپا کی یہ خبر نقابدار عالی تبار کو ہوئی کہ صاحبقران برائے
مقابلہ تشریف لائے ہین طیمور نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گونجی خبر صاحبقران کو پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران عالی شان
نے بھی حکم دیا کہ طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی ہونے لگی
مظفر بن غضنفر اور عارف بن معروف کے اسیر ہونے سے تمام سرداران دست راست مین عجیب
طرح کی برہمی پیدا تھی وحید الملک سب سے زیادہ بیچین تھے کہ صبح ہو تو پہلے مین ہی اس نقابدار
سے مقابلہ کرون اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو اپنے مقام پر کہہ رہے تھے کہ ہمارے ہوتے
کسکی مجال ہے کہ صاحبقران سے مقابلہ کرے غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے دیکھا صاحبقران عالی شان نے کہ جسقدر افسران فوج
ہین وہ بھی نقاب پوش ہین اور بادشاہ لشکر بھی نقاب چہرہ پر ڈالے ہوے ہے باقی اہل لشکر
بے نقاب ہین او رعیار نقابدار یاقوت پوش بھی چہرہ پر نقاب ڈالے ہوے گوشہ زین تھامے کھڑا
ہے کوئی پانچ لاکھ کا لشکر نقابدار کے ہمراہ ہے علم سر پر نقابدار کے کھلا ہوا ہے اور ایک بہت بڑا اژدہا
نقابدار کے ساتھ ہے اس اژدہے کی طرف کسب غور سے دیکھنے لگے خود صاحبقران نے
ارشاد فرمایا کہ اتنا بڑا اژدہا ہمنے نہین دیکھا عیار نقابدار نے کہا کہ جو اتنے بڑے اژدہے کو مارنے کا
دعوے رکھتا ہو وہ مقابلہ نقابدار کو آئے بس یہ سنتے ہی تمام سرداران اسلام اس اژدہے کی طرف
دیکھنے لگے نقابدار نے اژدہے کو بیچ میدان مین بھیج دیا اور کہا یہ وہ اژدہا ہے جسنے ایک شہر کو اجاڑ دیا
تھا تمام باشندگان شہر اسکے لقمہ ہو گئے ملک ویران ہو گیا مین نے اس ملک کو پھر سے آباد کیا ہے سرداران
اسلام نے قریب آکے دیکھا رفیع البخت نے اپنے عیار سے کہا کہ واقع مین یہ اژدہا کچھ اس سے
بھی بڑا ہے جسے مین نے مارا تھا جب تمام سردار اس اژدہے کو دیکھکر اپنے اپنے مقام پر آ گئے
تو نقابدار نے جانب لشکر صاحبقران دیکھکر آواز دی کہ مین اپنے سپہ سالار کو بھیجتا ہون
لشکر صاحبقران مین جو سردار عزیزان صاحبقران سے ہو وہ نکلکر اس سے مقابلہ کرے
یہ کہکر برہوت رعد آواز کی طرف اشارہ کیا بس اسنے اپنے مرکب کو بڑھایا اور میدان مین
آکر مبارز طلب کیا لشکر امیر باتوقیر سے عنقاے کوہ پیکر رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو نے
فیل اپنا بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ
نے اجازت دی عنقاے کوہ پیکر میدان مین آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی برہوت
رعد آواز نے نیزہ ہاتھ سے عنقاے کوہ پیکر کے ہوائی کیا بس نیزہ ہاتھ سے نکلتے ہی دنیا
نگاہون مین تیرہ و تار ہو گئی دو چکر گرز اپنا ازا بے برسے لیا اور سر پر چرخ دیکر دو دستی ضرب
لگائی برہوت رعد آواز نے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا اور ضرب عنقاے کوہ پیکر
کی رد کرکے آواز دی سہ تو ضرب بے زدی ضرب تا نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر اپنا وار کیا عنقاے کوہ پیکر نے بھی اپنا گرز بلند کیا لیکن ضرب جو پڑتی ہے تو یہ معلوم ہوا
کہ آسمان پھٹ پڑا الغرض مرکب کی ٹوٹی اور کولہ عنقاے کوہ پیکر کا ٹوٹ گیا تتق گرد بلند ہوا برہوت
رعد آواز نے زدم و پست کردم کی آواز دی جب دیر تک عنقاے کوہ پیکر گرد سے باہر نہ آیا

تو لگ و تکھنے کو آئے عنقائے کوہ پیکر کو بیہوش پایا اور مرکب کو سخت دیکھا عنقائے کوہ پیکر
کو اُٹھا لے گئے اُس وقت طلحہ بن لندھور نے فیل اپنا نکالا اور بادشاہ اسلام سے اجازت
لیکر بہوت رعدآواز سے سامنا کیا طمور نے آواز دی کہ ذرا ہوشیاری سے مقابلہ کرنا یہ وہ
شخص ہی کہ جو لشکر اسلام مین صاحبقران گرز کہلاتا ہی بہوت رعدآواز نے کہا کہ حضور اطمینان رکھین
اگر یہ لشکر صاحبقران مین صاحبقران گرز ہی تو مین آپ کے لشکر مین اسی درجہ پر ہون دیکھیے تو کیا
ہوتا کیا ہی یہان طلحہ بن لندھور نے نیزہ سنبھالا اور کہا کہ ای رفیق نقابدار مین مثل دیگران نہین
ہون مجھے بھی وہ بند تیرا دیکھنا ہی جس سے تو نے نیزہ عنقائے کوہ پیکر کا ہوائی کیا تھا بر بہوت
رعدآواز نے کہا ای پہلوان ہندوستان مین بھی عاجز نہین ہون مجکو بھی میرے آقا نے اسقدر
ضرور تعلیم کر دیا ہی کہ اگر کوئی جانتا ہوگا تو اسیقدر جانتا ہوگا یہ کہکر نیزہ سنبھالا اور سینہ طلحہ
پر وار کیا طلحہ نے وار اسکا خالی دیکر نیزے سے نیزہ کو اُلجھایا طعنین چلنے لگین سنانون سے
چنگاریان اُڑنے لگین جب نوبت اُس بند کی آئی جس سے نیزہ عنقائے کوہ پیکر کے ہاتھ سے
نکال دیا تھا تو طلحہ نے تعریف کی اور اُس بند کو بہ نہایت آسانی سے کھولا اور آپ ایسا بند باندھا
کہ لگی نہ رکھی مگر بہوت رعدآواز نے بھی اُس بند کو کھولا دیر تک نیزہ بازی رہی آخر
سنانین بنامین بیکار ہو گئین نیزون کو پھینک پھینک کر گرز سنبھالی وہ ضربین چلین کہ طبقے ہلے
آخر نوبت کشتی کی آئی سات شبانہ روز کشتی رہی آخر دونون بیہوش ہو گئے صاحبقران طلحہ کو
پالکی مین ڈال کے لے گئے اور طمور اپنے رفیق خاص کو لیگیا بعد ہوشیار ہونے کے دونون نے
اپنے اپنے مقام پر تعریف کی غرضکہ پھر طبل جنگ بجا اور صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ گئے تو خود طمور شیر پرور
میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ یا صاحبقران
اگر آپ کو خدا نے طلحہ سا سردار عنایت کیا تو مجھے بھی ایسا سردار دیا ہی جو طلحہ سے کسی طرح
کم نہین ہی اب مجھے دعویداران صاحبقران سے آزمایش کرنا ہی کہ مین خود بھی دعوائے صاحبقرانی
رکھتا ہون لے جسکو دعوے ہو وہ آئے گوئی گو ہی اور یہی میدان ہی بس ہنوز سخن در دہان تھا کہ شاہزادہ
وحید الملک کے لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور شاہزادہ وحید الملک نے مرکب اپنا
صف سے نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہی مگر ای وحید الملک نقابدار زبردستان روزگار سے ہی ذرا سنبھل کے مقابلہ کرنا وحید الملک
نے عرض کی کہ مین بھی صاحبقران کا فرزند ہون اگر حضور کا اقبال شریک حال ہی تو دیکھ لیجیے گا
باندھ لاؤنگا اسے یہ کہکر جانب نقابدار یاقوت پوش کے آئے نقابدار بعزم لگاورزنی چلا
اس طرف سے وحید الملک نے بھی سپر سنبھالی اور مرکب کو پاشنہ مارا مرکب بلبلا کے
چلا وسط میدان مین لگاور چلی مرکب وحید الملک کا تین قدم پسپا ہوا اور دو قدم طمور کا مرکب
پیچھے ہٹا ایسا فرق تھا کہ سبنے دیکھ لیا سکندر نے کہا کہ نقابدار نہبت زبردست معلوم ہوتا ہی آخر
وحید الملک کا اس سے سر بر ہونا دشوار ہی یہ بات رفیع البخت کو ناگوار گذری کہا ای
صاحبقران اوسطہ یہ اولاد صاحبقران ہی اسپر کسیکو غلبہ نہین ہو سکتا سکندر نے کہا ای
رفیع البخت یہ جبرا ماننے کی بات نہین ہی خدا نے ایک سے ایک زبردست پیدا کیا ہی

علاوہ اسکے اولاد صاحبقران اور صاحبقران کو جس خدا نے عزت دی ہی وہی جسکو چاہے عزت دے
علاوہ اسکے ابھی ممکن ہی کہ نقابدار ابھی ہمین مین سے ہو ابھی کل کی بات ہی کہ ہم تم بھی نقابدار بنکے آرہے
تھے وہان وحید الملک نے نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے لگی طعنین چلنے لگین یہ معلوم ہوا کہ دو
مار سیاہ زبانین نکال کے گتھ گئے دیر تک نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر طیمور نے اس طرح نیزے
سے نیزے کو الجھا کے جھٹکا مارا کہ سنان نیزہ وحید الملک کی نکل گئی وحید الملک نے ڈانڈ
ہاتھ سے پھینک تلوار کھینچ لی اور نقابدار پر وار کیا نقابدار نے سپر بلند کی تلوار سپر پر پڑتے ہی
سپر سے بجلی پیدا ہوئی تلوار کو پکڑ لیا وحید الملک نے جھٹکا دیا کہ تلوار چھوٹے مگر تلوار چھوٹنے
کے بدلے ٹوٹ گئی وحید الملک نے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور مرکب سے کود کر ہتھیار
رکھ دیے نقابدار نے بھی زین خالی کیا اور وحید الملک سے دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے
لگی تمام سرداران اسلام مع صاحبقران عالی مقام قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے پانچ شبانہ
روز کشتی رہی چھٹے روز طیمور نے لنگر وحید الملک کا توڑا اور باندھے لیے چلا گیا یہ غضب کہ
دیکھکر سرداران اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ واقع مین یہ نقابدار بلاے بد معلوم ہوتا ہی نقابدار
نے ایک روز آرام لیا دوسرے روز پھر طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا آج مقابلہ
نقابدار کے واسطے شاہزادہ داراب ثانی نکلے انسے بھی بعد نیزہ بازی و گرز بازی نوبت کشتی
کی آئی پانچوین روز نقابدار انھین بھی باندھے لیے چلا گیا پھر طبل جنگ بجا اور شاہزادہ ملقب بلقیس
سے مقابلہ ہوا نقابدار انھین بھی پانچ روز مین باندھ لیگیا خلاصہ یہ کہ مہینہ بھر کی ہند زادی
مین طیمور سوا چند سرداروں کے سبکو باندھ لے گیا اب صرف شہنشاہ گوہر کلاہ آصف نجم طلعت
شہنشاہ صف شکن رفیع البخت سہراب بن رستم سکندر رستم خو اور خود صاحبقران باقی رہ گئے
اولاد صاحبقران مین سے ان لوگون کے سوا کوئی ایسا باقی نہ تھا کہ جو طیمور کے ہاتھ سے زیر ہو کر
اسیر ہوا ہو اب جو طیمور طبل بجوا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا تو شاہزادہ سہراب بن رستم
نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا حافظ ہی مگر ہان سہراب یہ خیال
کر لو کہ نقابدار نے کن کن لوگون کو زیر کیا ہی اور کس ہماہمی کے ساتھ زیر کیا ہی جسطرح صاحبقران
نے زیر کیا تھا سہراب نے کہا کہ میرا زیر ہونا کچھ باعث توہین نہین ہی اسلیے کہ تمام عزیز میرے نقابدار
کے ہاتھ سے زیر ہو چکے ہین اگر مین بھی زیر ہو گیا تو سوا صاحبقران کے نقابدار کا کوئی ہم نبرد
بھی نہین ہی یہ کہکر رخ میدان کارزار کا کیا طیمور نے جو سہراب کو آتے دیکھا اسیوقت درد سر کا
بہانہ کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر گیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہی شام
عیار نقابدار سہراب کے پاس آیا اور اک رقعہ شوقیہ دیا مضمون یہ تھا کہ مجھ سے کسی وقت
ملجائیے یا اجازت دیجیے تو مین خود آؤن جواب اسکا سہراب نے یہ تحریر کیا کہ آپ کا آنا مناسب
ہی تھی ایک بار آپ کے پاس آ بھی چکا ہون جسوقت یہ جواب طیمور کو پہونچا تو طیمور نے کہلا بھیجا کہ مین تا
ہون لیکن تخلیہ مین ملونگا سہراب دربار مین نہین گئے اپنی بارگاہ مین بانتظار طیمور قیام کیا اتنے
مین خبر پہونچی کہ نقابدار تشریف لاتے ہین یہ سنکے سہراب تا در بارگاہ براے استقبال آئے اور
طیمور کو استقبال کر کے لے گئے خاص اپنے دنگل پر جگہ دی آپ دوسرے دنگل پر بیٹھے
نقابدار خاموش بیٹھا رہا سہراب نے سامان ضیافت مہیا کیا نقابدار نے بے تکلفی قبول کیا

اور پھر خاموش بیٹھا رہا سہراب نے کہا مین آپ کی تشریف لانے کا سبب نہ سمجھا طیمور نے کہا
کہ اگر آپ تشریف لاتے تو سبب معلوم ہوتا یہان مین وہ باتین نہین کر سکتا جسکے واسطے آپ کو
تکلیف دی تھی صرف اس خیال سے چلا آیا کہ آپ کو یہ گمان نہ گذرے کہ نقابدار متکبر ہی یہان
آنے سے انکار رکھتا ہی سہراب نے کہا مین ایسا جانتا تو خود آتا اور اگر کچھ مضایقہ نہو تو اب بھی
چلنے کو موجود ہون نقابدار نے کہا مین ضرور اتنی تکلیف دونگا یہ کہکر نقابدار اُٹھ کھڑا ہوا شاہزادہ
سہراب بن رستم نقابدار کے ہمراہ ہوے جس وقت نقابدار اپنے لشکر مین پہونچا تو اک تنہا
خیمہ مین سہراب کو لے گیا و نقل جواہر نگار پر بٹھایا جام شراب الصالحین پیش کیا سہراب نے پیا
اُس وقت نقابدار نے کہا کہ اگر مجھے آپ سے مقابلہ کرنا ہوتا تو مین اُسی وقت کیون نہ لڑتا جب
اسپ بارگاہ لینے کو آئے تھے در اصل مجھے آپ سے مقابلہ منظور نہ تھا جو مین نے درد سر کا
بہانہ کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اُس وقت سہراب متحیر ہوے کہ میرے مقابلہ سے اسکو
کیون انکار ہی کہا ای نقابدار یاد تجھ بخیر تمھارا لہجہ ہمارے دوست طیمور کے پیر سے بہت ملتا
ہی خدا اُسے صحت سے رکھے بہت روز سے خبر طیمور کی معلوم نہین دل نہایت پریشان ہی اور
تمھارے برتاؤ بھی میرے ساتھ ایسے ہی کچھ ہین جو طیمور کے تھے یہ سُنکے نقابدار نے نقاب اپنے
چہرہ سے اُلٹ دی اور مسکرانے لگا سہراب نے کہا مین طیمور یہ تم مسلمان کب ہوے اور
کیونکر ہوے طیمور نے مجملاً اپنے مسلمان ہونے کا حال بیان کیا سہراب نے طیمور کو گلے سے
لگایا اور کہا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تم ہو تو واللہ مین بھی تمھارے مقابلے کو نہ نکلتا مجھے خود انکار ہی
طیمور نے کہا کہ مین نے آپ پر تو راز اپنا ظاہر کر دیا مگر آپ کسی پر اظہار نہ کیجیے گا سہراب نے
کہا کہ مین ہرگز نہ بیان کرونگا لیکن اب جو آپ طبل بجوائیے گا تو یہ اظہار کرکے کہ یا صاحبقران
برے مقابلہ نکلین یا جو دعویدار صاحبقرانی ہو تاکہ مجکو بھی مقابلہ سے باز رہنے کے لیے کوئی عذر
معقول ہاتھ آئے طیمور نے کہا کہ امین یہ ہوگا کہ جو سردار بھیجے گئے مین اُنکا حوصلہ نہ نکل سکیگا اس سے
بہتر یہ ہی کہ جس طرح مین درد سر کا بہانہ کرکے میدان سے ٹل گیا تھا اُسی طرح آپ بھی کوئی بہانہ
کر دیجیے گا سہراب نے کہا واللہ تمھارے مقابلے پر مجھے امین بھی عذر نہین ہی کہ مین سر میدان
کہدونگا کہ مین نقابدار سے مقابلہ نہین کر سکتا تم اطمینان رکھو بعد اس گفتگو کے سہراب طیمور
سے رخصت ہوے طیمور نے پھر نقاب چہرہ پر ڈال لی اور ہمراہ سہراب کے دور تک پہونچانے
کو آئے آخر سہراب نے قسمین دیکر رخصت کیا جس وقت سہراب داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
تو صاحبقران نے پوچھا کہ تم کہان تھے سہراب نے بیان کیا کہ مجھے نقابدار نے بلا بھیجا تھا
اور کچھ زور اپنے ورزش کرکے دکھائے مین تو نقابدار سے مقابلہ نکرونگا نقابدار وحید زمانہ
ہی یہ سُنکے اور بھی سبکے کان کھڑے ہوے کہ نقابدار ایسا ہی جسکے مقابلہ سے یہ انکار کرتے ہین
وہان نقابدار نے بعد رخصت ہونے سہراب کے پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران کو ہوئی
یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی ہونے لگین جب صبح کو دونون لشکر میدان
مصاف مین آکر صف آرا ہوے تو طیمور اپنے مرکب کو جھکا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا
سہراب نے کہا کہ مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتا نقابدار نے جواب دیا کہ مین آپکے غلامون
سے مقابلہ نہین کر سکتا ان باتون پر سب حیران تھے کہ نقابدار سہراب کا کس وقت کا دوست

نکلا لیکن جب یہ معلوم ہو گیا کہ پھر اسپ مقابلہ کو نہیں جائیگا تو اور سرداروں کو بھی تامل ہوا اُس وقت
شاہزادہ سکندر رستم جو صاحبقران اوسط لیے ہوئے باگ کا لیا اور سامنے تخت بادشاہی
کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت فرماکر سکندر کو رخصت کیا
سکندر بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان کو چلا طیمور نے جو سکندر کو اپنی طرف آتے دیکھا گردہ
سپر کا سنبھالا اور مرکب کو تازیانہ مارا ادھر سکندر نے بھی سپر سنبھالی اور مرکب کو رانوں مین مسلا
دونوں مرکب بیچین ہو کر چلے بیچ میدان مین لگاور چلی سپر سے سپر لڑی دونوں سپروں سے پھول
جھڑے چنگاریاں اُڑین تیرہ آفاق ہوا کہ میدان ٹھہر گیا گویا دو لکہ اَبر بلکر گرجنے لگے دونوں مرکب برابر
سے پیچھے ہٹے ہر چند نظر بازوں نے نگاہین ڈالین مگر بسبب تتق گرد بلند ہونے کے اندازہ
نہوا کہ کسکا مرکب زیادہ پسپا ہوا دونوں نے باگوں کو پھیر پھیر کر نیزے سنبھالے اور ایک نے
دوسرے کا سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی لوگوں کی نگاہین لگی ہوئی تھین جو صاحبقران
عالی شان بھی بہت غور سے دیکھ رہے تھے کہ سکندر کا مقابلہ گویا میرا مقابلہ ہے نقابدار جو بند
باندھتا تھا سکندر اسکو آسانی سے کھول کر اپنا بند باندھ کر جاہتے تھے کہ نیزہ نکال دون
طیمور بھی اُسے پھرتی سے کھول لیتا تھا کہ ہر ایک پر محسوس بھی نہوتا تھا سنا مین اس طرح
آجاتی تھین کہ اک بالہ بندھا ہوا تھا یہانتک کہ سنانین نیزوں کی بیکار ہو گئین ڈنڈون
کو فضول جانکر پھینک دیا اور گرز بلند ہوئے پندرہ پندرہ سو من کی ضربین چلنے لگین ابھی
سکندر نے اپنا چوبیس سو من کا گرز نہیں اُٹھایا ہے کہ برابر کی ضرب سے مقابلہ کرنا چاہیے کہ
حریف پست ہونے کے بعد کوئی عذر نہ رہے تین تین ضربین چلین تیسری ضرب مین
مرکب سکندر کا مارا گیا سکندر تلوار کھینچکر چلا کہ طیمور کے مرکب کو بھی پی کرون مگر طیمو
نے جلدی سے زین خالی کیا اور کہا اے بہادر جانور بیزبان نے کیا خطا کی ہے جب غصہ آتا رتے
ہو سکندر نے تلوار پھینک کر ہاتھ گریبان مین ڈال دیا طیمور بھی دست و گریبان ہوا
کشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالی شان آگئے اور تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے دنگل
بچھ گئے اُس طرف سے سرداران نقابدار آگئے اہل لشکر نے کمرین کھول ڈالین چند سوار
دونوں طرف کے آرائش کے طور پر کھڑے ہو رہے تمام دن کشتی رہی شام کو بھی علٰحدہ نہوئے
رات بھر کشتی رہی کہانتک بیان کیا جائے کہ سات شبانہ روز کشتی رہی ساتوین دن کولا سکندر
کا ٹوٹا اور بیہوش ہو گئے طیمور چھوڑ کے علٰحدہ ہو گیا لوگ سکندر کو اُٹھا لے گئے شفاخانہ
مین داخل کیا علاج ہونے لگا طیمور نے آج طبل جنگ نہین بجوایا اور شبکو سکندر کی عیادت
کے واسطے آیا اور نہایت تعریف کی امیر با توقیر نقابدار کے اس خلق سے نہایت خوش ہوئے
طیمور نے جاکر پھر طبل جنگ بجوا دیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونوں لشکروں مین
تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر طرف چرچا تھا کہ کل آخری مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے نقابدار
بھی کم نہین ہے کیا یہ صاحبقرانی اپنی جلد بدل جائیگی اُدھر عادل کیوان شکوہ اپنے مقام پر کہتے
تھے کہ یہ نقابدار وہی ہے جسنے صاحبقران اوسط کو زخمی کیا اور سات روز تک لڑا بلکہ اصل
یہ ہے کہ سکندر کی لڑائی کا خاتمہ تھا اور نقابدار ابھی تک تازہ دم معلوم ہوتا تھا غرضکہ اسی تلاطم مین
صبح ہوئی امیر با توقیر نے وظیفۂ سحری ادا کیا اور جناب باری مین بصد آہ و زاری عرض کرنے لگے

کہ عزت تیری ہی دی ہوئی ہے اسکا نگہبان بھی تو ہی ہے مجھے مقابلے مین اس نقابدار کے ذلیل نہ کروانا
بعد اُس دعا و سجدہ شکر کے اسلحہ طلب کیا خواجہ خضران نے کشتیان کل اسلحہ کی حاضر کین صاحبقران
عالی شان نے تمام تبرکات صاحبقران اول کے زیب جسم فرمائے اور بزرگون کو یاد کرکے بہت روئے بعد ازان
مرکب پری پیکر پر سوار ہوکے در دولت شاہی پر آئے جس وقت سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی پہلے
سلام صاحبقران کا ہوا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھ کے جواب سلام دیا کہ تمھاری جگہ دل مین ہے بعد ازان
اور سردار برابر سے مجرے کو جھکے سواری بادشاہ کی جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی قلب
لشکر مین تخت شاہی قائم ہوا داہنی جانب سرداران دست راست بائین جانب سرداران دست
چپ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق پرے جماکر کھڑے ہوے ایک جانب سبز پھریرے ہوا مین
لہرا رہے تھے دوسری جانب سرخ پھریرے کھلے ہوے تھے زیر علم اژدہا پیکر صاحبقران
عالی شان صفون سے چالیس قدم آگے بڑھے ہوے کھڑے تھے اُس طرف نقابدار یاقوت پوش
اپنے لشکر سے آگے برتبہ صاحبقرانی کھڑا ہوا تھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت نقیب
دیکر بیٹھ گئے تو تمام لشکر نقابدار کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار نے مرکب کو پاشنہ مارا
مرکب تیجنیان کرتا ہوا میدان مین آیا نقابدار نے گھوڑے کو پھیر کر گبدھریان دکھائین نیزے
کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جس وقت عرق عرق ہوگیا تو نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور اپنے لشکر
کی طرف پلٹ کے دیکھا بس عیار نقابدار نے ایک فیل آہنی لاکر میدان مین نصب کیا اور نقابدار
کی طرف دیکھ کے پکارا کہ ای شہریار سنا ہے کہ امیر اول کے زمانے مین جب ایرج نوجوان اور
صاحبقران عالی شان سے مقابلہ ہوا ہے تو ایرج نوجوان نے قبل مقابلہ کے چند نزاکتین فنون
سپہگری کی دکھائین یعنی اول فیل آہنی کو چور نگ کیا تھا لہذا پہلے آپ بھی فیل کو اُسی طرح
ایک ضرب مین دو کیجیے پھر نشانہ بازی کیجیے گا یہ سنکے نقابدار نے جواب دیا کہ اگر مین نے بھی
اُسی طرح ایک ضرب مین فیل کو دو کیا تو تکلف کیا ہوا خیر جو مجھ سے ہوسکتا ہے وہ مین بھی
کرتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے اُترے اور قریب اُس فیل آہنی کے آکر گرز کو تولا اور ایسی
ضرب لگائی کہ فیل غرق زمین ہوگیا عیار نے آکر زمین کھدوائی اور فیل کو نکالکر پھر نصب کیا اور
کہا کہ یہ تکلف کی بات نہین کہ آپنے ضرب گرز سے فیل کو غرق کردیا جب مین جانون کہ اگلے پاؤن
دھنسین اور پچھلے پاؤن قائم رہین یہ سنکے نقابدار نے پھر ضرب لگائی کہ اگلے پاؤن غرق ہوگئے
اور پچھلے اُسی طرح قائم رہے اب نقابدار نے اُس فیل کے شکم مین ہاتھ دیکر جو زور کیا تو اُٹھا لیا اور
اُچھال دیا گرتے وقت چور نگ ہوائی کیا اس طرح کہ چارون پاؤن فیل کے الگ الگ گرگئے
چہار سمت سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی اب عیار نے ایک گلدستہ لاکر میدان مین قایم کیا جسمین
خوشے جواہر کے لٹک رہے تھے اور نقابدار کی طرف دیکھ کے کہا کہ جب مین جانون کہ ایک خوشہ
گرے اور دوسرے کو خبر نہونے پائے نقابدار نے تیر مارا ایسا ہی ہوا کہ ایک خوشہ اُڑ گیا
عیار نے کہا کہ اب ایک موتی گرے اور دوسرے موتی کو خبر نہونے پائے طیمور نے پھر تیر مارا
جس تی پر عیار نے نشانہ بنایا تھا وہی گرا دوسرے کو خبر نہوئی بعد اسکے عیار نے کہا کہ لطف یہ ہے
کہ نصف موتی اُڑ جائے اور نصف موتی گلدستہ مین لگا رہے نقابدار نے کہا کہ زبان سے کہنا
آسان ہے لوگ کرکے دکھانا مشکل ہے اگر ذرا سی نکان نہ پہونچ گئی تو پورا موتی گر جائیگا عیار نے کہا

کہ تلوار اندازی کے شان کے خلاف ہے کہ ارادہ کے خلاف ظہور مین آئے نقابدار نے کہا کہ خیر تیری خوشی تیر لو
یہ کہکر جو تیر مارا تو پیکان کی دھار سے نصف موتی قلم ہو کے گر گیا اور نصف باقی رہگیا اس کمال کی سبنے
داد دی صاحبقران عالیشان نے بھی بہت مدح فرمائی بعد اسکے طیمور نے سات تیر بالائے
ہوا پھینکے اور نیزہ بنا کے گرایا ایک تیر کا پیکان دوسرے کے سوفار مین پیوست تھا بعد اسکے ایک
تیر رہ گیا اور دوسرا تیر ایسا مارا کہ وہ پہلے تیر کو رد کر کے نکلا چلا گیا اور پہلا تیر پیکان سمیت دور
ہو کے گرا ان کمالات سپہگری پر سب وجد کر رہے تھے بعد اسکے طیمور نے ایک مقام پر گھوڑے
کو روک کے آواز دی کہ یا صاحبقران بہتر یہ ہے کہ باننہا سے صاحبقرانی میرے سپرد کیجیے ورنہ
ذلیل ہو کے دیے تو کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار اسمین کوئی ذلت کی بات نہین ہے
مرد کا میدان سے منہ موڑنا ذلت ہے زیر ہونا ذلت نہین ہے اگر تم مجھے زیر کر لوگے تو مین باننہا سے
صاحبقرانی تمھارے سپرد کر کے اطاعت بھی اختیار کرونگا نقابدار نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو آئیے
یہ سنکے صاحبقران نے خضران کی طرف دیکھا خضران نے کلاہ اچھال کے میدان کو قرق کیا کہ کوئی نہ نکلے خود امیر
بار تیر تشریف لیجاتے تھے علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا بعد اسکے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے صاحبقران نے مرکب کو آگے
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہی کے آکر گھوڑے سے اُتر پڑے ادھر بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران
نے اجازت طلب کی بادشاہ نے گلے لگا کے امیر کو رخصت کیا صاحبقران سلام رخصت کر کے دوبارہ مرکب پر
سوار ہو کے میدان مین تشریف لائے خواجہ خضران سے فرمایا کہ تم موتی اچھالو خضران نے کہا یا
صاحبقران بہت نقصان ہوگا بسبب کنجوسیت کے خواجہ نے چھوٹے چھوٹے موتی اچھالنا شروع
کیے صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیے اور تیر مارنا شروع کیے خضران نے کہا کہ یا صاحبقران
یہ تو کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ آپنے کیا کیا امیر نے نقابدار کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ اپنے عیار کو
بھیجو کہ جتنے تیر مین نے پھینکے ہین وہ سب اٹھا لائے جو شخص تیر مین چسپان ہو وہ گرنے نپائے عیار
نقابدار گیا اور سب تیر اٹھا کے لایا دیکھا تو ہر پیکان کی نوک موتی کے سوراخ مین پیوست تھی نقابدار
اس قادر اندازی پر وجد کرنے لگا اور کہا کہ حق یہ ہے کہ جیسا آپ کا نام سنا تھا اس سے کچھ
زیادہ ہی پایا بعد اسکے صاحبقران نے نیزہ سنبھالا اور دوسرا نیزہ خضران نے اچھال دیا
امیر نے بالائے نیزے سے نیزے کو گانٹھا اور گردش دینا شروع کیا دونون نیزے ایک
ہوگئے ایسی گردش مین نیزے کی سنان الگ جا کے گری بنان الگ گری بعد اسکے ایک ایک
پور نیزے کی جدا ہو کے گر گئی اس کمال پر صاحبقران کے اور حیرت نقابدار کی بلکہ تمام سرداران
اسلام کی زیادہ ہوگئی کہ یہ کمال آجتک صاحبقران نے کسی پر ظاہر نہ کیا تھا نہ اسکے اظہار کا
موقع آیا تھا بعد اسکے خضران نے زمین پر لیمو بچھا دیے اور اوپر سے کپڑا ڈال دیا اور کہا یا
صاحبقران نصف کٹے اور نصف باقی رہے اور کپڑے کو ضرر نہ ہو تب امیر نے تلوار ماری
کپڑا اٹھا کے دیکھا تو نصف لیمو کٹ گئے تھے اور نصف مسلم تھے اور کپڑے پر کوئی اثر نہ تھا
بعد اسکے تلوار سے خضران کی آنکھ مین سرمہ لگایا بعد اظہار کمالات اب نقابدار سامنے امیر کے
آیا اور کہا کہ علحدہ علحدہ اپنی کثرت دکھانا زیادہ کمال کی بات نہین جسکو جس قسم کی مشق تھی
اسنے مشاقی اپنی دکھائی خیال مقابلے کے وقت کھلتا ہے اب میرے ہاتھ مین بھی نیزہ ہے اور
آپکے ہاتھ مین بھی ہے اب معلوم ہو جائے گا یہ کہکر نیزہ دستہ امیر پر مارا صاحبقران نے نیزہ کا

نیزے پرگانتھا ٹھین چلنے لگین سردارون کی نگاہین لڑی ہوئی تھین مگر نبد کھلتے اور بند ہوتے محسوس
نہوتے تھے کہانتک بیان کیاجاے ایسے جھٹکے چلے کہ دونون نیزون کی سنانین نکل گئین بعد
اسکے بنانین بھی نکل گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی پورین ٹوٹ ٹوٹ کے گرنے لگین آخرمین دو پورین
صاحبقران کے ہاتھ مین رہگئین اور ایک طیمور کے ہاتھ مین طیمور نے چاہاکہ ایک پور اور توڑکے
برابر ہوجاؤن پور تو نیزہ صاحبقران کی ٹوٹ گئی مگر ایک پور سے ایک پور کو اس طرح امیر نے
بندش دے کے جھٹکا مارا کہ طیمور کے ہاتھ سے نکل گئی اڑنے کرکے رہگیا لشکر اسلام سے واہ واہ
کی صدا بلند ہوئی طیمور نے جھلا کر گرز اپنا آرابہ پر سے لیا اور سر پر چرخ دیکر سر صاحبقران پر وار
کیا صاحبقران نے گرز سام بن نریمان کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا طیمور
نے آواز دی کہ زدم و لیست کردم خواجہ خضران دوڑے ہوے آئے اور گرد گرد کے چرخ مارکر
اندر گرد کے در آئے دیکھا کہ ہر بن مو سرمو سے پسینا جاری ہے لیکن دونون ہاتھ جو مانند ستون
فولادی کے قائم ہین انمین فرق نہین ہے خضران نے آواز دی کہ یا صاحبقران حریف لاف زنی
کررہا ہے ہوشیار ہوجیے اور جواب دیجے صاحبقران نے دیکھا کہ مرکب غرق زمین ہے کودکے
مرکب سے زیر شکم ہاتھ دیکر جو زور کیا تو گھوڑا زمین سے باہر آیا ایک ہی ضرب مین مرکب بیحال
ہوگیا تھا صاحبقران نے اس گھوڑے کو لشکر مین بھیج دیا اور دوسرا گھوڑا طلب کیا اور پشت
مرکب پر سوار ہوکے آواز دی سے تو ضربے زدی ضرب مانوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن
یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ اٹھارہ سو من کی ضرب کو سر پر چرخ دے کر
سر طیمور پر وار کیا طیمور نے بھی اپنے گرز کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا یہ معلوم
ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑاتڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا
مرکب تلک تنگ غرق زمین ہوگیا طیمور کی زبان پر چھٹی کا دودھ ذائقہ دیگیا صاحبقران
نے بھی آواز دی کہ توجہ نقابدار کی دیکھو کہ اسیر کیا گذری یہ سنکے عیار نقابدار دوڑا ہوا آیا چھاگل
پانی کی ہاتھ مین لیے چھینٹے دے دے کے گرد کو بٹھالا دیکھا کہ طیمور بیہوش کھڑا ہے ہر بن مو
سے سرمو سے پسینہ جاری ہے لیکن دونون ہاتھ جو مانند ستون فولادی کے قائم ہین انمین فرق
نہین ہے عیار نے منہ پر چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ہوشیار ہوجیے طیمور چونکا اور عیار
سے کہا کہ واقع مین صاحبقران سے سر بر ہونا غیر ممکن ہے یہ کہکر چاہا کہ مرکب کو زمین سے
نکالون مگر جب سقط ہوچکا تھا طیمور کو غصہ آیا کہ امیر کا مرکب تو بچ گیا اور میرا مرکب مارا گیا بس
تلوار کھینچ کر جھپٹا کہ مرکب صاحبقران کو بھی ٹکڑے کر ڈالون امیر نے جلدی سے زین خالی کیا طیمور
تلوار پھینک صاحبقران سے لپٹ پڑا امیر بھی دست و گریبان ہوے کشتی ہونے لگی دونو
جانب کے سردار قریب آگئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے فوج نے کمر کھول دی دونون جانب کے
سردارون کی جانین اور نگاہین لڑی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے تمام دن کشتی رہی اور شام کو
بھی علیحدہ نہوے رات بھی اسی حالت مین گذری اور پھر صبح ہوگئی جب دیکھو ایک حالت ہے
جب طیمور بازو پکڑتا ہے سینہ صاحبقران سے ملاکر زور کرتا ہے دس دس قدم دوڑا لیجاتا
ہے اور جب صاحبقران طیمور کولے کے چلتے ہین طیمور بھی دس قدم پیچھے ہٹ کے پھر نگ

قائم کرلیتا ہی دیکھنے والے حیران ہین کہ تقابد ابھی بلد ہے بدمعلوم ہوتا ہی دیکھیے نتیجہ کیا ہوتا ہی خلاصہ
یہ کہ سات روز گذر گئے اور فیصلہ نہوا اتو سکندر رستم خو اور شہنشاہ صف شکن بلکہ تمام سردار متحیر
ہوے کہ اسقدر تو آجتک کوئی سردار نہین لڑا تھا یہانتک کہ آٹھوان دن بھی گذرا اور نوان دن بھی تمام
ہوا اگر فیصلہ نہوا اتو یہ حالت ہی کہ دیکھنے والون کی آنکھین جاگتے جاگتے سوج گئی ہین اور طیمور کو بھی
جھونکے آرہے ہین زور کرتے کرتے غنودگی آجاتی ہی مثل مشہور ہی کہ سولی پر بھی نیند آتی ہی صاحبقران
چونکاتے ہین اور فرماتے ہین کہ ای بہادر یہ میدان مصاف ہی بستر خواب نہین ہی ہوشیار ہو کبھی
صاحبقران کی یہی حالت ہوتی ہی تو طیمور چونکا دیتا ہی آخرکار خضران نے بڑھ کے عرض کی کہ یا
صاحبقران ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہی کہ سات روز کا مقابلہ ہوتا ہی آپ تو نو روز لڑچکے لیکن
فیصلہ نہین ہوا لہذا اب کشتی عزلی پر فیصلہ رکھیے صاحبقران نے طیمور سے ارشاد فرمایا کہ تمھین منظور ہی
طیمور نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہی بس صاحبقران علیحدہ ہوگئے اور دو زانو ہوکے بیٹھ گئے
طیمور نے سامنے آکر دونون ہاتھ بڑھاے اور زانوون کی گرفت کرکے جو زور کیا تا کمر اٹھالایا
چاہتا تھا کہ دوسرے زور مین سینے تک لیجاؤن کہ امیر نے تڑپ کر لنگر مارا گھٹنون تک غرق
زمین ہوگئے طیمور علیحدہ ہوگیا صاحبقران نے فرمایا کہ ابھی دو زور تک تمھین اختیار ہی
اسکے بعد میری باری ہی طیمور خوش ہوا کہ ابکی مین ضرور تم اٹھا لونگا بسم اللہ کہکر پھر طیمور نے زور
کیا بالشت بھر ابکی بھی زمین سے اونچا کر لیا خضران چلایا کہ یا صاحبقران اس سے تو بہتر تھا
صاحبقرانی یونہین دے دیے ہوتے کہ سر میدان یہ ذلت تو نہوتی صاحبقران نے پھر
لنگر مارا کمر تک غرق زمین ہوگئی اور فرمایا کہ ای خضران حریف زبردست ہو تو کیا کیا جاے
تیسرے زور مین طیمور سے کچھ نہو سکا امیر نے زمین چھوڑی اب صاحبقران نے فرمایا کہ تم
بیٹھو طیمور بیٹھ گیا اور امیر نے آستینین چڑھائین دامان زرہ گردانی خضران نے آواز دی
کہ یار دہو شیار ہوجاؤ کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہین طیمور نے ٹھہر کے کہا کہ کیا آپ بہت چیخینگے
صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی ہوشیار ہوجاؤ یہ نہ کہنا کہ آگاہ نکیا تھا یہ فرما کر دونون ہاتھ بڑھا کر
طیمور کو کوے مین لیا اور فرمایا کہ مین نعرہ کرتا ہون طیمور نے کہا جسقدر چاہیے غل مچائیے
بس امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا اور اب جو زور کرتے ہین تو کمر تک اٹھا لاے
طیمور نے تڑپ کے لنگر مارا کہ مین بھی غرق زمین ہوجاؤن ابھی تک تو میرے اور صاحبقران کے
زور مین فرق نہین پیدا ہوا ہی پہلے زور مین مین بھی کمر اٹھالایا تھا لیکن صاحبقران ہوشیار تھے
کہ یہ لنگر مارے گا امیر نے لنگر قایم کیا اور ہرچند طیمور تڑپا کچھ نہوا جہان تھا وہین صاحبقران نے
دوسرا زور کیا کہ سینے تک لے آئے پھر طیمور نے بلبلا کے لنگر مارا مگر تڑپ کے رہگیا جہان
تڑپ کے سمت ہوا امیر نے پھر زور کیا اور تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے چھوڑ دیا
طیمور بہ سبب شرم کے غرق عرق ہوگیا اب امیر با توقیر نے نقاب پر ہاتھ ڈال دیا اور نقاب
کھینچ لی کہ یہ کون شخص ہی دیکھا تو طیمور صاحبقران نے متعجب ہوکر فرمایا کہ ہائین ای طیمور تم مسلمان
کب ہوے اور کیونکر ہوے طیمور نے کہا کہ اسکا قصہ طولانی ہی صاحبقران طیمور کو ساتھ
لیے ہوے بارگاہ مین آئے کچھ غذاے لطیف منگوا کر آپ بھی نوش فرمائی اور طیمور کو بھی
کھلائی بعد اسکے غسل کیے پوشاکین بدلین سرداران طیمور کو بلوایا انکی بھی [illegible]

جو سردار امیر کے طیمور کی قید مین تھے اُنکو بھی بلوا دیا یہ لوگ بسبب شرم کے چار آنکھ نکرتے تھے سر یک
آمادہ خودکشی تھا اُس وقت طیمور نے عرض کی کہ یا صاحبقران اصل یہ ہی کہ باعتبار سن کے آپکو
بزرگی حاصل ہی اور باعتبار رشتہ کے مین بڑا ہون اسلیے کہ آپ ایرج نوجوان کے پوتے ہین اور مین
بیٹا ہون جس زمانے مین والد ماجد طلسم لالہ زار سلیمانی کے فتح کرنے کو گئے تھے اور بادشاہ طلسم کی
دختر سے عقد کیا تھا مین اُسی شاہزادی کے بطن سے ہون میرا افسانہ عجیب عبرت خیز ہی کہ سننے والا
بیتاب ہو جاتا ہی بعد والد ماجد کے تشریف لے آنے کے طلسم پر تباہی آئی میرے والدہ تباہ ہو کر
صحرا نورد ہوئین صحرا مین مین پیدا ہوا ایک خیرلی نے میری والدہ اور اُنکی وزیرزادی کو مار ڈالا اور
اک خیرلی نے مجھے اور شاہپور کو اپنا دودھ پلا کے پرورش کیا شاہپور شاپور خیر دل کا بیٹا
ہی وہان سے بادشاہ زرینہ مجھے لے گیا اور پرورش کیا مین اُسی کو اپنا باپ سمجھتا تھا یہی سبب تھا
کہ دین اسلام سے بھی واقف نہ تھا اک وقت مین اک دیو اپنی غرض سے مجھے پرستان مین اُٹھا لےگیا
وہان سلیمان صاحبقران سے ملاقات ہوئی اُنھون نے میرے حال پر نہایت شفقت فرمائی
اور فنون سپہگری تعلیم کیے مین حیران تھا کہ یہ اسقدر مجھ سے کیون محبت کرتے ہین بعد اسکے اُنکے
وزیر نے بتایا کہ یہ ایرج کا بیٹا ہی اور تمام واقعہ میری مان کی تباہی اور میری ولادت کا بیان کیا مجھے
یقین نہ آیا جب پھر مین پردۂ دنیا مین آیا اور عقد دختر بادشاہ شہر زرینہ کا وحید الملک سے
کر کے واپس ہوا تو جا کر شہر کیوانیہ کو آباد کیا اژدہے کو مارا پھر بادشاہ حسن آباد کی دختر سے
میرا عقد ہوا شب عروسی پنجہ گرا اور میری عروس کو لے گیا مین اُس صدمے مین آمادہ خودکشی
تھا کہ پھر پنجہ گرا اور مجکو پرستان مین لیگیا سلیمان صاحبقران نے میرے حال پر بہت شفقت
فرمائی اور اک مرد فقیر کے پاس لے گئے اُنھون نے کہا کہ عروس تمھاری طلسم عجائب بہار
مین ہی جبتک طلسم نہ فتح ہوگا عروس سے ملاقات ہونا دشوار ہی اور فتاح طلسم مجھی کو بتایا اور
کہا کہ تم جبتک مسلمان نہوگے اُس وقت تک طلسم فتح نہین کر سکتے اور یہ بھی بیان کیا کہ تم خاندان
حمزۂ صاحبقران سے ہو مین نے جا کر بادشاہ شہر زرینہ سے پوچھا اُس وقت اُس نے بیان کیا
کہ بینگ مین نے تمھین صحرا سے پایا تھا اور خیرنی کے بھٹ سے لایا تھا مین نے اُسی وقت دین
اسلام اختیار کیا اور استغاثہ کیا دعا میری قبول ہوئی خواب ہوا مین نے جا کر طلسم فتح کیا
یہ واقعات طیمور کے سُنکر سب سے پہلے سہراب بن رستم اپنے مقام سے اُٹھا اور طیمور سے
بغلگیر ہوا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ یہی سبب تھا جو دل میرا اُنکی طرف کھنچتا تھا
صاحبقران بھی طیمور سے بغلگیر ہوے اور عذر کیا کہ آپ میرے چچا ہین میری گستاخی معاف
ہو طیمور نے شرما کے نگاہ نیچی کرلی کہ یہ رشتہ مین بڑا مگر سن مین سب سے کم تھا بعد اسکے تمام
سرداران اسلام طیمور سے بغلگیر ہوے اور نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نے جشن خوشی
کیا بعد جشن سکندر نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب صاحبقران اوسط کا خطاب انکے لیے زیبا ہی
کہ یہ میرے بزرگ بھی ہین اور لایق بھی اسکے یہی ہین طیمور نے کہا کہ مین تمھارے ماتحت ہونے
رہنا پسند کرتا ہون تم مجھ سے کسی طرح کم نہین ہو تم نے تمھارے اقبال نے پردہ قاف مین
سنتے ہین کہ تم نے بارہ برس کی عمر مین نیرنگ قاف تو فتح کیا طلسم نیرنگ فتح کیا سرکشان قاف
کو مارا دیو نہقن سے زبردست نے تمھاری اطاعت اختیار کی صاحبقران سنکے فرمایا کہ مین

خانہ کعبہ چلاجاؤنگا یا گوشہ نشینی اختیار کرونگا اب صاحبقرانی تم کرو طیمور نے کہا کہ مرتبہ صاحبقرانی کے قابل
کوئی شخص نہین ہوتا یہ بات منجانب اللہ ہی لائق اس عہدہ کے آپ ہی ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میری رای
مین رستم لشکر کا خطاب انکو دیا جاے اور داہنے پایہ تخت کے آگے انکا دنگل اور پائین تخت کے آگے
سکندر کا دنگل بچھے اور سامنے دنگل صاحبقران ہو غرضکہ رستم لشکر کا خطاب اور صندلی رستم طیمور کو ملی
آج اس صندلی کا جھگڑا ختم ہوا سرداران دست راست نے بھی بخوشی منظور کیا کہ طیمور صندلی رستم پر
بیٹھے اسلیے کہ یہ قائم مقام علم شاہ ہی اور اسکا مد مقابل تمام لشکر مین کوئی نہین ہی اسکے بعد طیمور نے
بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ بعمر تو مین تمام عمر حاضر خدمت رہونگا آج ایک تمنا رکھتا ہون فرمایا بیان کرو
طیمور نے عرض کی کہ پہلے دعوت میری قبول ہو بادشاہ اسلام نے قبول فرمایا طیمور بادشاہ سے
رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا بارگاہ عجائب رنگین حصار سلیمانی استادہ کرائی اور سامان دعوت
مین مصروف ہوا جب دوسرا روز ہوا تو بادشاہ اسلام مع جملہ سرداران عالی مقام تشریف لاے کھانا
تناول فرمایا بعد اسکے طیمور سبکو بارگاہ عجائب رنگین حصار مین لایا سبکو حسب مراتب بٹھایا صاحبقران
نے اس بارگاہ کی نہایت درجہ تعریف کی طیمور نے عرض کی کہ ابھی حضور نے اسکے عجائبات نہین ملاحظہ
فرمائے یہ بارگاہ کی بارگاہ اور سیرگاہ کی سیرگاہ ہی یہ کہکے داروغہ بارگاہ سے حکم دیا کہ ہان حجرون کے دروازے
کھلوا دو داروغہ بارگاہ نے ایک دروازہ کھولا دیکھا سب نے کہ اک صحرائے سبزہ زار ہی کہ میوے
گوناگون کے لگے ہوے ہین طائر چہچہا رہے ہین ایک جانب دریا بہ رہا ہی اس منظر کی طرف ایسی
نگاہین متوجہ ہوئین کہ سب محو ہوگئے بعد اسکے دوسرا دروازہ کھول دیا گیا اس طرف جو دیکھا
تو اک کوہ بلند ہوا اور دیکھا کہ بالاے کوہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہین اور اک دیو کھڑا تالیان
بجا رہا ہی اتنے مین وہ نیچے گرے اور دونون ہاتھیون کو اٹھانے لگے دیو اچکنے لگا کہ چھین لون
اتنے مین ایک پنجہ گرا اور اسکو بھی لیگیا اس تماشے پر سب بہت ہنسے اب تیسرا دروازہ کھلا دیکھا
کہ اک اکھاڑا بنا ہی لوگون کا ہجوم ہی دو پہلوان اترے اور لڑنے لگے لڑتے لڑتے دونون معلق
ہوکر نظرون سے غائب ہوگئے اب تیسرے دروازے کے بعد جو تھا دروازہ کھلا دیکھا کہ اک
دربار ہی بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی سامنے ناچ پریون کا ہو رہا ہی آواز ساز آرہی ہی اسکے بعد پانچوان
دروازہ کھلا دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی بارش ہو رہی ہی کوئل کوک رہی ہی اسی طرح بارہ دروازون سے
طرح طرح کے عجائبات ظہور مین آئے طیمور نے صحبت رقص وسرود آراستہ کرنے کا حکم دیا بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ اس بارگاہ مین سب لطف حاصل ہین ای طیمور تم بڑے خوش نصیب ہو آجتک ایسی بارگاہ
کسیکو میسر نہین ہوئی طیمور نے کہا کہ جس حجرہ مین حضور نے جو تماشے دیکھے ہین دوسرے وقت اسکے
خلاف نظر آئینگے اس بات پر اور بھی سبنے تعجب کیا غرضکہ بعد دعوت وضیافت لشکر طیمور لشکر امیر سے
ملحق ہوا طیمور شریک ہوا بعد شریک ہونے طیمور کے صاحبقران نے کوچ فرمایا اور بجانب
شہر غلطانیہ روانہ ہوے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر غلطان شاہ کو ہوئی کہ صاحبقران
مع فوج دلاوران تشریف لاتے ہین تو اسنے بھی لشکر اپنا قلعہ غلطانیہ کے باہر نکالا اور خیمہ برپا کیا لیکن
خبر آمد صاحبقران سنکر سارے لشکر کی یہ حالت تھی کہ ہر شب خطا ہوا جاتا تھا سختکان حیران تھا کہ کیا
سمجھ کر بادشاہ غلطان در درگوش نے پناہ دی ہی نہ اسکے پاس فوج ایسی ہی نہ سوا معوان کرد
کے کوئی پہلوان لائق مقابلہ معلوم ہوتا ہی زلزال ترک دہی ہی جو اہل اسلام کے ہاتھ سے خوب

پٹ چکا ہی بہارستان مغرب سے بھاگ کے گلستان باختر مین آیا یہان اگرچہ نہ لیجاتا تو صاحبقران
کے ہاتھ سے جو رنگ ہو چکا تھا آخر اس سے رہا نہ گیا غاطان شاہ سے کہا کہ فوج تو تمھاری لائق
مقابلہ اہل اسلام ہی نہین پھر تمنے کسکے بھروسے پر قصد مقابلہ کیا ہی اس وقت غاطان شاہ نے کہا کہ
مجھ سے اک ساحرہ سے ملاقات ہی کہ نام اسکا میطیل کج ابرو ہی اور ایک دختر اسکی ہی کہ نام اسکا
ہلال ستارہ پیشانی ہی دونون سحر و ساحری مین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتی ہین انکو مین نے نامہ
لکھا ہی یقین ہی کہ وہ آتی ہی ہونگی دو ایک میدان داریون کے واسطے خان اعظم کافی ہین اور میرا
سردار امواج گرد بھی کم نہین ہی بروقت مقابلہ تمکو حال اسکا معلوم ہوگا سختگان کو یہ سنکے گونہ
تسکین ہوئی دوسرے روز سے آمد لشکر اسلام شروع ہوئی دس گیارہ روز تک برابر آیا
کیا تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا غاطان شاہ ہوش اڑ گئے کہ اتنی بڑی جماعت صاحبقران
کے ساتھ ہی جسوقت طیمور زبیر پرور پہونچا اور اسکی بارگاہ رنگین حصار برپا ہوئی تو سختگان نے
ساریق سے کہا کہ دیکھا آپنے آخر یہ بھی خداپرست ہو گئے انھین کا شریک ہوا یا نہین ساریق بھی
دست و پا مین لرزہ تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی گیارھوین روز سواری صاحبقران عالی شان کی آئی اور
لشکر مین سلامی ہوئی امیر داخل بارگاہ ہوئے ہرکارون سے ارشاد فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ حاکم
شہر غاطانیہ نے کسکے بل پر ساریق کو پناہ دی ہی ہرکارون نے عرض کیا کہ ہمنے بغیر حکم اس بات
کو دریافت کیا لیکن کچھ پتا نہین معلوم ہوتا ہان اتنا تو سنا ہی کہ زلزال کہتا ہی مجکو خداوند لقا نے
خواب مین آکے نظر کردہ کیا ہی اب مین تمام خداپرستون کو غارت کرونگا جو لوگ مجھے زیر کر چکے ہین اگر
انھون کو سر میدان نہ باندھا تو نام اپنا خان اعظم یعنی زلزال نہ پایا صاحبقران نے فرمایا
کہ جھک مارتا ہی لقا کیا مسخرا ہی کہ اسکو نظر کردہ کرے گا وہ آپ تو اپنا علاج کر نہ سکا معلوم ہوتا ہی
کہ در پردہ کسی ساحر کی مدد سے آیا ہی یہان یہی باتین ہو رہی تھین کہ وہان زلزال نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی
فرمایا کچھ پروا نہین ہی دو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
اول نقارہ سلیمانی پر چوب لگی بعد اسکے نقارخانہ طیموری و سکندری تو اور شش مین آئے بعد انکے
تمام لشکرین نقارہ نوازی ہونے لگی اور جوانان لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے طلایہ
کے سوارون نے بیدار باش و ہوشیار باش کی صدائین بلند کین جب صبح ہوئی تو امیر
کشورگیر فریضہ سحری کو ادا کرکے مع لشکر میدان مین آئے فلک لشکر مین تخت بادشاہ اسلام کا قائم ہوا صفین درست ہوئین
اس طرف زلزال مع فوج آکر پہونچا اور غاطان شاہ اپنی فوج کو لایا بعد درستی صفوف جسوقت نقیب بشیب دیکر نکل گئے
تو زلزال نے گھوڑا باگ کا لیا اور میدان مین آکر خوب سلح شوری کی بعد سلح شوری بسیار حریف طلب کے
نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ کرکے پکارا کہ ای رفیع البخت تجھے بہت اپنے زور و بازو پر
گھمنڈ ہی اگر دعوے ہی تو آ اور مجھ سے سامنا کر دیکھ تو کیا ہوتا ہی رفیع البخت نے کہا کہ او ملعون بھول گیا
وہ دن کہ مین نے تجکو کمر زنجیر پکڑ کے اچھال دیا تھا اگر تیری نانی تجکو نہ اٹھا لے جاتی تو اس وقت تک
تیری ہڈیان بھی قبر مین چونا ہو گئی ہوتین زلزال نے کہا وہ وقت دوسرا تھا اور یہ وقت اور ہی
جبتک مجھ مین اصلی زور تھا اور اب نظر کردہ خداوند لقا ہونے سے قوت میری بہت زیادہ ہو گئی
رفیع البخت نے کہا مین ہر وقت تیری خدمتگذاری کے واسطے موجود ہون یہ کہکر مرکب جا کر

سامنے تخت بادشاہ کے آگئے اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ تمنے اسقدر جلدی کیون کی رفیع البخت
نے عرض کی کہ حضور نے سنا ہوگا کہ وہ ہیر میدان مجھے ٹوک رہا ہی پھر مین کیونکر نہ نکلتا فرمایا خیر جاؤ
خدا حافظ رفیع البخت سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور سامنے زلزال کے آگئے
زلزال نے نیزہ مارا رفیع البخت نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا نیزہ بازی ہونے لگی دیر تک
نیزہ بازی رہی کام نہ نکلا آخر نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال نے تلوار ماری رفیع البخت نے بند دست اسپر
ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لون ممکن نہوا زلزال نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال دیا
زور ہونے لگے آخر مرتبہ کچھ سیاہی سی مثل پرچھائین کے رفیع البخت پر پڑی ہاتھ پاؤن بیحس
ہوگئے زلزال نے رفیع البخت کو تا قش زین سے اٹھا لیا اور مشکین باندھکر زندانخانہ مین بھجوا دیا
اور پھر مبارز طلب ہوا یہ معرکہ دیکھکر اہل اسلام کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو ایسا نہ تھا کہ رفیع البخت
کو اس طرح اٹھا لیجاتا اگر صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوتا تو بھی رفیع البخت کم سے کم سات روز
لڑتے یہ تو مثل برگ درخت کے اٹھائے لیے چلا گیا ہمین کچھ نہ کچھ اسرار ضرور ہی صاحبقران بھی پریشان
تھے گرفتاری رفیع البخت کے بعد سرداران رفیع البخت کو تاب نرہی جا جا کر مقابل ہوئے اور
چاہا کہ شمشیر زنی کرکے یا قتل ہون یا اسے قتل کرین مگر حربہ اسکے جسم پر کام نہین کرتا ہی شام تک
اسنے دس بارہ سرداران نامی رفقاے رفیع البخت سے اسیر کیے اور شام کو طبل بازگشت
بجوا کر میدان سے پھر گیا ساریق نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ کیون نہو یہ میرا بندہ قدیم ہی اسکے
باپ دادا نے خداوند لقا کا ایسا ہی ساتھ دیا تھا جس طرح یہ میرا ساتھ دے رہا ہی اسی وجہ سے
بڑے خداوند نے خواب مین اسکی امداد بھی کی ادھر صاحبقران نہایت حیران و پریشان میدان مصاف
سے واپس آئے اور عیارونپر تاکید فرمائی کہ خبر لگاؤ کہ یہ کیا آفت ہی عیار برائے دریافت حال
روانہ ہوئے وہان زلزال اپنی بارگاہ مین بیٹھا لباس رزم اتار پوشاک بزم پہنی دو چار جام
شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو پھر اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت
نقارۂ رزمی پر چوب لگی خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاریان جنگ کی
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئے جس وقت نقیب نقابت
کرکے ہٹ گئے تو زلزال میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے گردن بہرام نے
نکلکر مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی آئی زلزال کے جسم پر تلوارین پڑتین
مگر کچھ اثر نہوا آخر زلزال نے بند دست پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے
اٹھا لیا اور گرفتار کرکے لشکر مین بھیج دیا اور پھر مبارز طلب کیا مرزنگ بن مرزبان خراسانی نے
مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوئے شاہزادہ جمہور بن قمہور نے مقابلہ کیا یہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد ہرمز
بن فرامرز شاہزادۂ بہارستان مغرب نے سامنا کیا یہ بھی گرفتار ہوئے شام تک زلزال
نے چوبیس سرداران نامی وگرامی کو اسیر کرکے طبل بازگشت بجوایا اور میدان سے پھر گیا ساریق
کی یہ حالت ہی کہ پھولے نہین سماتا ہی اور تقدیرین نکھارتا ہی ادھر صاحبقران عالی شان نہایت
پریشان ہین عیارون کو طلب کرکے استفسار فرمایا کہ کچھ دریافت کیا کیا بات ہی کہ زلزال
کی قوت اسقدر بڑھ گئی ہی عیارون نے عرض کی کہ ہر چند ہمنے دریافت کیا کچھ پتہ نہ ملا اگر حکم
دیجیے تو زلزال کو گرفتار کر لائین صاحبقران نے منع فرمایا وہان زلزال نے پھر طبل جنگ

بجوادیا تھا جب صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوے اور زلزال نے
مبارز طلب کیا تو شاہزادہ **مظفر غازی** نے اجازت لی اور سامنے زلزال کے پہونچکر نعرہ
کیا کہ باش او حرامزادے خبردار ہوشیار باش کہ منم **مظفر غازی** کی گذارم کہ از دست من زندہ
وسلامت بدر روی یہ کہتے ہی تلوار کھینچ لی اور آتے ہی برس پڑا اتنی تلوارین مارین کہ زلزال کو
دم نہ لینے دیا چاہا کہ اسے قتل کر ڈالون کہ نوبت گاؤزوری کی نہ آنے پائے زور کا تو اسکے حال
معلوم ہوچکا کہ جب یہ شاہزادہ **رفیع البخت** کو گرفتار کرلیگیا تو دوسرے کی کیا حقیقت ہی
سوا چند سرداروں کے **رفیع البخت** کا مدمقابل یا زیادہ اُس سے کوئی نہین ہی مگر ابتک **مظفر غازی**
اس سے بیخبر تھا کہ اسپر تلوار بھی اثر نہین کرتی ہی جب دیکھا مظفر نے کہ تلوار اسپر اثر نہین کرتی ہی
تو اک ہاتھ ایسا مارا کہ گردن مرکب اڑ گئی مرکب آتشبازی ہوگیا زلزال جلدی سے گھوڑے
سے کود کے علحدہ ہوا اور اس ارادہ سے چلا کہ اسکے مرکب کو بھی پکڑ کر ڈالون **مظفر غازی** نے
جو ارادہ اسکا فاسد دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور زلزال نے آتے ہی گریبان مین ہاتھ ڈال دیا
اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا اور لیے ہوے چلا گیا اور دوسرے مرکب پر
سوار ہوکے میدان مین آیا پھر مبارز طلب کیا **عارف بن معروف** بھائی مظفر کا نکلا یہ بھی
اسیر پنجہ تقدیر ہوگیا بعد اسکے اور سردار نکلے جو نکلا وہ اسیر ہوا شام تک بہت سے سرداران نامی
وگرامی زلزال کے ہاتھ سے گرفتار بلا ہوے آج جو زلزال میدان سے پھرا تو سختگان نے
کہا کہ ای خان اعظم اب جتنے سردار تمہارے قیدی ہین تم انکو قتل کر ڈالو اسکے بعد دوسرون کی فکر
کرو ایسا نہو کہ کوئی عیار پہونچکر رہا کرلے جاے زلزال نے کہا عیار کیا پہونچے گا بندہ پر نہین مار سکتا
ہی ایسے مقام پر مین نے سب کو قید کیا ہی مین تمام خداپرستون کا جبتک خاتمہ نہ کرونگا مجھے قرار
نہ آئیگا اور جس وقت سبکے سب اسیر بلا ہونگے اُس وقت قتل کرونگا سختگان نے کہا کہ پچھتاوگے
زلزال نے آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا لیکن حال خواجہ **خضران** کا بیان کیا جاتا ہی کہ انھون نے
تمام لشکر کو چھان مارا نہین سرداران مقید کا پتہ پایا نہ یہ بھید کھلا کہ زلزال کا دربردہ کون معاون
ہی اسی تجسس مین اب انھون نے صحرا نوردی شروع کی نصف شب گذری ہوگی کہ یہ صحرا مین ایک
درخت کے نیچے پہونچے تو دیکھا کہ اک مکان سا معلوم ہوتا ہی ٹہلتے ہوے قریب اُس مکان کے
گئے ادھر اُدھر ہر چند خیال کیا مگر کہین اور کسی مکان کا نشان سوا اُس مکان تنہا کے نہ پایا حیران اور
مجبور ہوکر انھون نے کمند مار کے دیوار پر چڑھنے کا قصد کیا دیوار سے آواز پیدا ہوئی کہ اے
ملکہ غولان جادو دشمن آگیا ہوشیار ہو جیسے بس یہ آواز پیدا ہوئی ہی در و دیوار کو زلزلہ ہوا
خضران نے گھبرا کر گلیم اوڑھ لی دیکھا کہ اک ساحرہ مکان سے باہر آئی ادھر اُدھر دیکھنے لگی
جب کچھ نظر نہ آیا تو پکاری کہ او دزد مکار مین اچھی طرح تجھے جانتی ہون مین نے وہ بندوبست
کیا ہی کہ کیا تاب ہی تیری جو بچہ تک آسکے لے مین کہے دیتی ہون کہ سب سردار میرے پاس قید
ہین اگر تجھے دعوے ہو تو چھڑا لیجا یہ کہکر پھر اندر مکان کے چلی گئی خضران اسکی شکل مہیب
دیکھکر گھبرا گئے اور ڈر اسکے پاؤن وہان سے بھاگے جب صبح ہوئی تو زلزال سوار ہوا غولان جادو
اس مکان سے آئی اور عقاب بنکر سر پر زلزال کے سایہ افگن ہوئی زلزال میدان کی جانب
روانہ ہوا یہ عقاب نئی ہوئی اسقدر بلند ہوگئی کہ بغیر دوربین لگائے نظر آنا دشوار تھا اُس طرف

صاحبقران عالی شان میدان مصاف مین پہونچے دونون طرف کی فوجین صف آرا ہوئین
بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو زلزال
میدان مین آیا اور پکارا کہ اے گروہ خدا پرستان دیکھا تمنے قدرت خداوند باختر
کو کہ تمہارے ظلم سے آسنے دنیا کو ترک کیا اور عالم بالا سے ایسی قدرت کی کہ مجھ ناچیز
کے ہاتھ سے کس کس کو اسیر کرایا اب بھی اپنے خیالات سے باز آؤ اور خداوند کو سجانو کہ
عاقبت تمھاری بخیر ہو یہ سنکے برہوت رعد آواز کو نہایت غصہ آیا اور کہا او ملعون تو ہمارے
سامنے یہ باتین کرتا ہے جو ہم سارلیق اور لقا کی ہفتاد پشت سے واقف ہین کہ یہ سب ہمیشہ کے
مغرور ہین انھون نے سلطنت کے زور پر خداوندی کی جنھین تو خداوند کہتا ہے یہ رنگے ہوے سیار ہین
زلزال نے کہا کہ تو خداوند سے برگشتہ ہوا جسکا نتیجہ تیرے واسطے یہ ہوا کہ ایک لڑکے سے خداوند
نے تجھے زیر کرا کے ذلیل کروایا ابتک تو اسکی رفاقت مین ہے اور تجھے خداوند نے تیرا قائم مقام
کیا اگر مقابلے پر آجا تو ابھی معلوم ہو جاوے یہ سنکے برہوت رعد آواز نے مرکب اپنا بڑھایا اور
تخت بادشاہ کے آکر اجازت خواہ میدان کارزار ہوا بادشاہ اسلام نے اجازت دی برہوت
سامنے زلزال کے آیا اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ میدان تھرا گیا ادھر خضران نے صاحبقران
سے تمام کیفیت غولان جادو کی بیان کی اور کہا کہ یا امیر تم سے اسقدر ہوشیاری کی ہے
کہ زمین وآسمان در و دیوار اسکو دشمن سے باخبر کرتے مین عیاری ہونا غیر ممکن ہے مگر ہان جو آپ سے
کوئی کوشش ہو سکے تو کیجیے کہ غولان جادو اس وقت عقاب بنی ہوئی نہایت بلند اڑ رہی
ہے اسی کے سحر سے سرداران اسلام مغلوب ہوئے ہین اگر آپ کو نظر آجائے تو تیر سے کام
لیجیے صاحبقران نے دوربین طلب کی اور جانب آسمان ملاحظہ فرمانے لگے دیکھا کہ واقع مین
ایک عقاب قضا اے آسمان مین نہایت بلند اڑ رہا ہے جس وقت دوربین ہٹائی تو نظر نے کام نہ کیا
اس وقت قبیل بن مقبول نے آگے عرض کی کہ یا صاحبقران اس وقت محض اندازہ پر
ناوک لگائیے صاحبقران نے ترکش سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا خضران نے کہا
کہ پیکان پر اسم اعظم دم کر لیجیے کہ وہ ساحرہ ہے صاحبقران نے اسم اعظم دم کیا اور قبیل بن
مقبول سے ارشاد کیا کہ مین ناوک لگاتا ہون تم میرے ناوک کی سیدھ پر ناوک لگاؤ قبیل نے بھی
تیر کمان مین رکھا خضران نے کہا یا صاحبقران دوربین سے دیکھتے رہیے صاحبقران نے
فرمایا کہ اے مرد عزیز اگر ایک ہاتھ سے دوربین لگاؤن تو کمان کیونکر کھینچون خیر تیری خوشی ہے تو یکبار
اور دیکھے لیتا ہون یہ کہکر دوربین لگا کے دیکھا اس وقت عقاب قایم تھا اور سایہ اپنا برہوت رعد آواز پر
ڈال رہا تھا یہ دیکھتے ہی صاحبقران نے دوربین ہاتھ سے رکھ کر تیر سے اندازے پر نشانہ باندھ کے
تیر مارا تیر چوٹ رہا ہوا فنا کی صدا دیکر چلا ساتھ ہی قبیل بن مقبول نے بھی تیر مارا اتنے فاصلہ پر نشانہ ٹھیک بیٹھنا ذرا مشکل
کام دہان ہو چکا کام کرنا یہ بازو صاحبقران کی قوت تھی کہ تیر ہو چکر پہونچے پر عقاب کے پہونچا ساتھ ہی قبیل
بن مقبول کا تیر پہونچا اور یہ بھی برابر ہی پڑا دو تیر پڑتے ہی عقاب چلایا ایک تیر جل گیا اور ایک تیر
بچا آخر ہوا کہ صاحبقران اسم اعظم دم کر چکے تھے تیر ترازو ہو گیا عقاب پھڑک کے سب نے دم ہو گیا
اور چرخ مارتا ہوا زمین کی طرف چلا یہاں زلزال نے برہوت کو بھی باندھ کے لشکر مین اپنے
بھیج دیا تھا برہوت رعد آواز کے اسیر ہونے کا طیمور کو نہایت ملال ہوا لیکن اسنے نکلنے کا

قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے روکا اور کہا کہ دم بھر کا توقف کرو اُسکے بعد تمکو اختیار ہی طیمور ادب
صاحبقران سے رک گیا زلزال مبارز طلبی کر ہی رہا تھا کہ اُسنے مین عقاب بالاے آسمان سے
تاب ادر چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا اور پھڑک کے تمام ہو گیا مرنے سے اسکے قیامت برپا ہوئی
صداے گیر دار کی بلند ہوئی آتشباری و برف باری کے بعد آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی
نام من غولان جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر
برطرف ہوئے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک ساحرہ سیہ فام کی پڑی ہوئی ہی زلزال
کی تو رنگت زرد ہو گئی اور سختکان نے سارلیق سے کہا کہ لیجیے اب خاتمہ ہو چکا بھروسا میان زلزال
کو تھا اُسے صاحبقران نے مار لیا اب جو قیدی اسکے سپرد تھے اُنکی خبر لیجیے ورنہ سب کے
سب رہا ہو کر اسیوقت قیامت برپا کر دینگے آپ کو بھاگنے رستہ نہ ملیگا سارلیق نے غلطان شاہ
سے کہا کہ کسیکو قیدیون کی خبر لینے کو بھیجو غلطان شاہ نے امواج گرد سے حکم دیا امواج گرد
اُس مقام پر گیا کہ جہان قیدی تھے دیکھا کہ سب اسیر غل و زنجیر بیٹھے ہین لیکن وہ جو مکان تھا جسمین
یہ قیدی تھے نیست و نابود ہو گیا سبکے سب میدان مین بیٹھے ہین امواج گرد نے کچھ فوج کے محاصرہ
مین ان سبکو شاہی زندان کی طرف روانہ کر دیا اور یہان طیمور تو غصہ مین بھرا ہی ہوا تھا جیسے ہی
ساحرہ کی لاش دیکھی آواز دی کہ او ملعون کیا یہ لقا کی روح تھی جسکے بھروسے پر تو مردان عالم
کے مقابلہ کا دعوے کرتا تھا اگر سحر کی کمک شریک حال نہوتی تو رفیع البخت ہی تیری ٹانگین
چیر کے پھینک دیتے تو وہی ہی جسے بہارستان مغرب مین رفیع البخت نے رک دی تھی
کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر مرکب کی باگ لی زلزال کو یہ زور تھا کہ وہ جوشن جو حمید جادو نے
دیا تھا وہ میری بر مین موجود ہی تلوار مجھپر اثر نہین کر سکتی طیمور میرا کیا کریگا ادھر شاہزادہ طیمور نے
سامنے زلزال ترک کے پہونچکر نعرہ کیا کہ لاحریہ اپنا زلزال نے نیزہ مارا طیمور نے نیزے کو نیزے
پر لیا طعنین چلنے لگین ستر ہوین طعن مین طیمور نے نیزہ ہاتھ سے زلزال کے نکال دیا زلزال نے
تلوار ماری طیمور نے بند دست پکڑ کے جھٹکا مارا زلزال کو چکر آ گیا بس طیمور نے کمر زنجیر
کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بند
گیا پنجر چور ہو گیا سانس بھی نہ آئی لشکر اسلام سے واہ واہ کی صدا بلند ہوئی لیکن اب حال
حمید جادو کا بیان کیا جاتا ہی کہ اسکو چیل بنا کے غولان جادو اپنے باغ مین بٹھا آئی تھی مرنے ہی
غولان جادو کے حمید جادو بیہوش ہو گئی جب ہوش مین آئی تو اپنے کو حالت اصلی پر پایا سمجھ
گئی کہ معلوم ہوتا ہی غولان جادو ماری گئی بس اُسنے اسباب سحر سنبھالا لیکن خیال ہوا کہ زلزال
کا حال تو دریافت کر لون بس اُسنے اک جانور سحر بنا کے اُس سے پوچھا کہ زلزال کس حال مین ہی
اُسنے مہیات کی آواز دی اور کہا کہ زلزال مارا گیا حمید جادو کو نہایت صدمہ ہوا جانور سے کہا کہ قاتل
اُسکا کون ہی طائر نے نام طیمور کا بتایا اور جل گیا بس نگاہون مین حمید جادو کے زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا اُسنے عہد کیا کہ اگر اسکے قاتل کو بھی نہ مارا تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ تہیہ کر کے زمین پر غلطک ماری اور صورت
اپنی اژدہے کی بنا کے قلابہ آتشین چھوڑتی ہوئی جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوئی اور آن واحد مین پہونچ
گئی دیکھا اسنے کہ ایک جانب لاش زلزال کی پڑی ہی ایک طرف لاش غولان جادو کی ہی اور
دونون جانب فوجین آراستہ کھڑی ہین ہنوز کوئی واسطے مقابلہ کے نہ نکلا تھا طیمور زلزال

مار کے حریف کا منتظر کھڑا ہی تھا کہ جانب صحرا سے اژدہا نمودار ہوا اور طیمور کی طرف چلا آمد اسکی دیکھ کر
صاحبقران نے خضر ان سے کہا کہ مجھے تو یہ اژدر اصلی نہیں معلوم ہوتا یقیناً یہ بھی کوئی ساحرہ یا
ساحر ہی ادھر طیمور نے جو اژدہے کو اپنی جانب آتے دیکھا تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کر کے
مارا تیر اژدہے تک پہونچتے ہی جل گیا پس امیر با توقیر نے طیمور کو آواز دی کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون
یہ اژدہا اصلی نہین ہی یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا اور اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے طیمور نے بھی
ساتھ صاحبقران کے گھوڑا آگے بڑھایا لیکن امیر با توقیر پہلے پہونچ گئے اژدہے نے فلاخۂ آتشین
چھوڑا شعلہ امیر کے قریب پہونچ کے بسبب برکت اسم اعظم کے گل ہو گیا پس صاحبقران نے
ہاتھ تیغہ آبدار کا مار کر قبضہ تک تلوار ڈوب گئی سر سے بجائے خون شعلہ نکلا اور اژدہے پر گرا گم
پس اسکے مرتے ہی تلاطم برپا ہوا صدائین غیب سے آنے لگین آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من جمیلہ دو
بود حیف مردیم و جادہ ادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش اک عورت
کی پڑی ہی اس ہنگامہ مین شام ہو گئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کر اپنی
فرودگاہ پر آئے صاحبقران نے طیمور پر سے تصدق اتروایا ادھر سارلیق نے غلطان شاہ
در درگوش سے کہا کہ اب تمکو کسکا بھروسا ہی غلطان شاہ نے کہا کہ مجھے جسکا بھروسہ ہی وہ یقین ہی
کہ کل تک پہونچ جائیگا غرضکہ آج طبل جنگ نہین بجا جب رات گذر کر دوسرا دن ہوا تو دیکھا
کہ جانب کوہسار سے ابر اٹھا آگے آگے ابر کے کچھ چیلین منڈلاتی ہوئی ابر مین سے شعلے
نکلتے ہوئے بارش شعلہ ہائے آتشین کی ہوتی ہوئی نمودار ہوئین غلطان شاہ نے سارلیق سے کہا کہ لیجیے
میرے مددگار آگئے یہانتک کہ وہ ابر آتے آتے شہر غلطانیہ مین پہونچا اور شق ہوا دیکھا کہ دو جادوبیان
اک تخت پر سوار ہین اور پشت پر چالیس ہزار جادوگر عقاب و بط و باز شتر وغیرہ پر سوار جھولیان
اسباب سحر کی کاندھون پر پڑی ہوئی قشقے ماتھون پر کھینچے ہوئے ترمول پنسول چمکتے ہوئے آ پہونچے
غلطان در درگوش برائے تعظیم اٹھا لشکر ساحرون کا زمین پر اترا اور تخت مہلیل کج ابرو
کا سامنے تخت غلطان شاہ کے اترا ملاقات ہوئی مہلیل کج ابرو نے غلطان در درگوش
سے کہا کہ تمنے مجھے کیون یاد کیا ہی غلطان در درگوش نے کہا ع دوست آن باشد
کہ گیرد دست دوست + در پریشان حالی و درماندگی + مہلیل کج ابرو نے کہا کہ کیا پریشانی
تمکو لاحق ہوئی ہی اسے بیان کرو غلطان در درگوش نے کہا کہ خداوند باختر ہاتھ سے حمزہ کے
شکست کھا کر میرے ملک مین آئے ہین اور تعاقب مین انکے خداپرست یہان بھی آئے ہین
لہذا مین چاہتا ہون کہ آپ ان خداپرستون کا استیصال کر دین خداوند باختر آپ کے نہایت
ممنون ہونگے اور جاودانی تک عالم مین نام ہوگا یہ سنکے مہلیل کج ابرو نے کہا کہ باختر مین
تو بڑے بڑے ساحر تھے خصوصاً ملکہ خلخال جادو کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا وہ سب کیا ہوئے
سختگان نے کہا کہ سبکو خداپرستون نے مار ڈالا یہ سنکے مہلیل کے ہوش اڑ گئے اور
کہنے لگی کہ مین نے تو سنا ہی کہ خداپرست سحر نہین جانتے سختگان نے کہا کہ بیشک وہ سحر تو نہین
جانتے مگر ساحر کی کوئی حقیقت بھی نہین سمجھتے جیسے چیونٹی کو مار ڈالا ویسے ساحر کو ایک تو خود صاحبقران
ہاتھ باطل السحر ہین جب ساحر سے مقابلہ ہوتا ہی وہ رد سحر پڑھ دیتے ہین علاوہ اسکے انکا عیار نہایت
طرار ہی اسکے پاس ایسی ایسی چیزین ہین کہ جب چاہتا ہی وہ نظرون سے پنہان ہو جاتا ہی اور جب

چاہتا ہی ظاہر ہو جاتا ہی مہلیل نے کہا کہ نام اُسکا کیا ہی سختگان نے کہا کہ مین نام ہرگز نہ لونگا مہلیل نے کہا کہ سبب کیا کہا ادھر نام لیا اور وہ یہین موجود ہوگا مہلیل ہنسی اور کہا کہ پھر آئے گا تو کیا بنا لیگا سختگان نے کہا کہ جسے چاہیگا جوتیان لگائے گا مہلیل نے کہا کہ ای سختگان ساحر ہونا کافی نہین ہی جبتک ہوشیار نہو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ خلخال جادو اور اس طرح مار ڈالی جاے کہ دل کی دل ہی مین رہجاے اور کچھ کر نہ سکے سختگان نے کہا زیادہ غرور کے کلمے نہ کہیے ایسا نہو کہ غرور پیش آجاے لیے آپنے ہمارے مرشدزادے کو بہت کچھ برا بھلا کہا ہی اسکا انجام اچھا نہوگا مہلیل نے کہا مرشدزادے کون سختگان نے کہا جنکا مین نام نہین لے سکتا ہون مہلیل نے کہا کہ تم ضرور نام لو سختگان نے کہا کہ مین نے آپ سے ناحق ذکر کیا مجھے یقین ہی کہ اتنی دیر ذکر ہونے سے وہ موجود ہو گئے ہونگے اگر ایک گھنٹہ کے عرصہ مین وہ خود ظاہر نہوے تو پھر مین نام لونگا مہلیل خاموش ہو رہی غلطان شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا بمحبت جشن منعقد کی یہان تو سامان جشن ہی اور وہان خضران کو معلوم ہوا کہ ساحر واسطے مدد غلطان شاہ کے آئے ہین انھون نے خیال کیا کہ چلکر سیر کرنا چاہیے خواجہ اُسیوقت جانب بارگاہ غلطان شاہ روانہ ہوے بعد خواجہ تھے اور عیار بھی گئے بعد دیگرے چل کھڑے ہوے مہتر برق ثالث نے چند عیارون کو ساتھ لیا اور صحرا مین جاکر صورت اپنی اک طوائف کی بنائی اور عیار سازندے بنے اور یہ سب کے سب اک رتھ پر سوار ہو کے جانب لشکر ساحران روانہ ہوے وہان بارگاہ غلطان شاہ مین طائفہ آرہے تھے مجرا کر رہے تھے غلطان شاہ کے برابر مہلیل کج ابرو اور اُسکی دختر ہلال ستارہ پیشانی بیٹھی تھی جام شراب ناب کو گردش تھی اتنے مین اک چوبدار نے آکر عرض کی کہ اک نئی ڈیرہ دارنی شہر حسن آباد سے آئی ہی قیامت کی صورت ہی غلطان شاہ نے کہا کہ اُس سے کہو کہ مجرے کی تیاری سے آئے چوبدار نے آکر اطلاع کی نازنین بائی نے دست بقچہ کھلوایا اور زیور لباس سے آراستہ ہو کر سازندون کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئی نظر جو اہل دربار کی پڑتی ہی محو ہو گئے ساریق کی بھی رال ٹپک پڑی مہلیل کج ابرو بھی محو ہو گئی یا تو سب کے سب ہلال ستارہ پیشانی کے گلشن جمال کی گلچینی مین مصروف تھے یا اس طوائف کو دیکھنے لگے ہر قدم پر کمر لاکھ بل کھاتی تھی ٹوٹی جاتی تھی سختگان نے پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے ادا سے کہا کہ مجھے نازنین بائی کہتے ہین سختگان نے کہا کہ واقعی تم اسم بامسمے ہو اب دیکھا چاہیے کہ گانا کیسا ہی صورت تو پری ہی نازنین نے نازو نخرے سے کہا کہ آپ رئیسون کی قدردانی ہی ورنہ مین کس لائق ہون نہ صورت نہ سیرت غلطان شاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا نازنین سلام کر کے بیٹھ گئی جو طوائف مجرا کر رہی تھی اُسکا مجرا اسکے اشتیاق مین برخاست کر دیا گیا اور نازنین بائی کو حکم ہوا کہ کچھ گاؤ یہ سامنے آ بیٹھی اور سازندون نے ساز ملاے نازنین نے گانا شروع کیا نہایت لہجہ سے یہ غزل گائی

غزل

دو پھول بھی نہیں ہیں باغ کے قرار پر
دیکھا جو چنچل آنکھون کو آس بے نشے ہار پر
نایاب بھول اُسنے چڑھائے مزار پر
آئینہ دیکھتے ہین وہ بھوون کو دیکھ کر
کس کام کے قفس مین اگر مین ہزار پر

کسنے خیالی ہاتھ اٹھائے مزار پر
رکھا جھٹکے ہاتھ دل بیقرار پر
ہوتے ہی صبح منھ سے الٹ دیجیے نقاب
چوری کا ہی گمان نسیم بہار پر
بھولا نہیں ہون جیب و گریبان کو ابھی

کرتے تھے چوٹ جو گل عنابہار پر
اس وقت ہی ہماری خزان بھی بہار پر
ہانس ہانس پڑا وہ غنچہ دہن قبر پر مری
اب رحم کیجیے کسی امیدوار پر
بلبل چمن کی سیر کو کہتے ہیں بیقرار
رکھتے ہیں دونون ہاتھ دل بیقرار پر

ہم جان دیتے ہین ترے غمزہ پہ جانمن
دیتا ہون تازہ جان مین اسکے وار پر
بجلی چمکتی ہے تو سبب اسکو جان کر
رنگ اور ہے خزان ہے نرالی بہار پر
اچھا بتادو اچھی طرح پیار کرکے تم
آتا ہے رحم مجکو دل بیقرار پر

تو اور بوسہ بھی نہین دیتا ہے پیار پر
اس دل لگو چھیڑتا نہین پہلو کو چیر کر
رکھ دیتے ہین وہ ہاتھ دل بیقرار پر
آنکھی نگاہ شوق کو دم بھر نہین قرار
رنجیدہ کسلیے ہو مرے بھونڈے پیار پر
اے آہ رنج و فکر ذرا بھی نہین ہمین

گویا دم مسیح ہے قاتل کی تیغ مین
مین جبر کر رہا ہون بہت اختیار پر
وہ آگئے ہین باغ کی حالت جو دیکھنے
لوٹی ہوئی ہے میرے دل بیقرار پر
وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ بات شوخ
ہر دم نظر ہے رحمت پروردگار پر

نازنین بائی کچھ اس طرح بتا بتا کے اس غزل کو گائی کہ تمام اہل محفل کو بیچین کردیا اسکے بعد نازنین بائی نے خدمتگار سے خاصدان طلب کیا اور ایک پان نکال کے کھایا مہلیل کج ابرو نے کہا کہ تم پان کی بہت عادی ہو عرض کی کہ حضور عادی کیا ہون لت ہے کھانے کو نہو پان ہو خاصدان کھلتے ہی تمام دور مہک اٹھا مہلیل نے کہا کہ تم بڑی نفاست کی طبعیت رکھتی ہو کیا خوشبودار گلوریان بنی ہوئی ہین نازنین بائی نے خاصدان ہاتھ مین لیا اور سامنے مہلیل کے آکر اسنے کہا کہ اگر مضائقہ نہو تو نوش کیجیے یہ آپ کے قابل تو مین نہین مہلیل نے ہاتھ بڑھا کر گلوری لی اور چاہا کہ کھاؤن کہ وہ مینا جو اس نے سحر سے تیار کی ہے اور ساری کائنات سحر اسکی ہی ہے ہر وقت اسکے شانے پر بیٹھی رہتی ہے بولی کہ اے ملکہ گلوری مین بیہوشی ملی ہوئی ہے نوش نہ کیجیے گا مہلیل نے کہا کہ یہ عورت کون ہے مینا بولی کہ یہ عیارہ ہے نام اسکا برق ثالث ہے اور اسکے ساتھ والے سب عیار ہین اور وہ جو ایک چوبدار سامنے ٹہل رہا ہے یہ ان سبکا گرد خضران بن عمرو ہے بس یہ سنتے ہی مہلیل کے ہوش اڑے عیارون نے بھاگنے کا قصد کیا خضران تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے مہلیل نے جوگیر کی آواز دی جو عیار جہان تھا وہین رہگیا مہلیل نے کہا کہ کیون یہ کیا حرکت تھی برق ثالث نے کہا کہ آپ کے آنکی خبر سنکے ہم اپنا کمال دکھانے کو آئے تھے اگر آپکے ساتھ دشمنی کرنا ہوتی تو محض عیاری نکرتے اپنے مین کانٹے پر سے مہلیل کے مینا غائب ہو گئی خواجہ نے گلیم کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر مینا کو پکڑ کے داخل زنبیل کرلیا کہنی بانی فساد ہے سارا کھیل اسی نے بگاڑ دیا ہے اسکو مہلیل حیران ہوئی سخنگان نے صلوات پڑھی اور کہا کہ مرشد یہ آپ ہی کا کام ہے جسکو چاہیے جوتیان لگائیے اور جسکو چاہیے ذلیل کیجیے انکا کوئی کچھ نہین کرسکتا اکمرتبہ خضران گلیم اتار کر سامنے مہلیل کے آئے اور کہا کہ کیون ملکہ دیکھا ہمارا کمال مہلیل نے کہا کہ واقع مین نام سنتے تھے دیکھا نہ تھا آج دیکھ بھی لیا خضران نے کہا کہ تمنے جوان بیچارون کو گرفتار کیا ہے تو اس سے کیا حاصل یہ بیچارے اپنا کمال دکھانے اور انعام لینے آئے تھے یہان آکر اسیر بہ تقدیر ہوے بہتر یہ ہے کہ انھین انعام دے کر رخصت کرو کہ جاکر تمہاری تعریف کرین مہلیل نے اسی وقت سب کو خلعت دیے اور رخصت کیا خواجہ نے اشارہ سے کہا کہ نصف ہمارا رہا یہ لوگ تو چلتے ہوے اب خواجہ نے کہا کہ ہمارا انعام دلوائیے مہلیل نے کہا کہ بیشک تمہارا انعام سب سے زیادہ ہوا کہ تم افسر عیاران ہو یہ کہکر ایک کشتی جواہر خواجہ کو دی اور کہا کہ ممکن تھا کہ مین تمھین گرفتار کرلیتی مگر جب تم خود سے ظاہر ہو گئے تو مجھے بھی شرم آئی خواجہ نے کہا کہ مین بھی چاہتا تو جس طرح مینا کو پکڑ لیا اسی طرح تمکو بھی گرفتار کرلیتا مگر مین نے ایسا نہین کیا مہلیل نے کہا کہ میری مینا مجھے دیدو خواجہ نے کہا کہ تمنے کتنے دنون کے ریاض مین اسے تیار کیا تھا مہلیل کج ابرو نے کہا کہ یہ میرا بارہ برس کا ریاض ہے خواجہ نے کہا

کر بارہ ہزار روپیہ لونگا تو دونگا مہلیل کج ابرو نے قبول کیا اور روپیہ کے توڑے منگا کے سامنے
رکھ دیے خواجہ نے توڑے تو اٹھا کے نذر زنبیل کیے اور اک مینا نکال کے دی مہلیل نے مینا ہاتھ
سے خواجہ کے لیکر اُسے چکارا مینا نے جھرجھری لی پرون سے اُسکے جو ہوا نکلی مہلیل کے دماغ
مین بیہوشی سرایت کر گئی چھینک مار کے بیہوش ہوئی خواجہ نے جال مار کے مہلیل کو داخل
زنبیل کیا اور کہا یون سر دربار گرفتار کر کے لاتے ہین جسکو دعوے ہو مجھ سے چھین لیجے
ہلال ستارہ پیشانی چاہتی تھی کہ سحر کر کے پکڑ لون کہ آپ گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے اور بھاگے
ہوے خدمت مین صاحبقران عالی شان کے آگئے اور مہلیل کج ابرو کو زنبیل سے نکال کر
سامنے صاحبقران کے ڈال دیا اور عرض کی کہ یہ لکاتہ حاضر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ہے
عرض کی یہ وہی ساحرہ ہی جو مقابلے کے واسطے آئی تھی مین نے جاکر عیاری کی اور اسے پکڑ لایا سب
عیار پھنس گئے تھے مین نے جا کے رہا کیا اور اس مردار کو گرفتار کر لایا فرمایا باندھ دو ستون بارگاہ
سے خضران نے ستون سے باندھ دیا وہان ہلال ستارہ پیشانی نے ساریق کی طرف دیکھ کے
کہا کہ مین جاتی ہون اور ابھی اپنی مان کو رہا کر کے لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی یہان خضران نے ستون
سے باندھ کر ہوشیار کیا ہنوز گفتگو کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ اک ساحرہ
دروازہ بارگاہ پر آئی ہی اور اندر آنا چاہتی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ہلال ستارہ پیشانی اندر
آئی صاحبقران نے کرسی عنایت کی ہلال ستارہ پیشانی نے جو اپنی مان کو بندھے دیکھا عرض کی
کہ جسکی مان اس ذلت سے کھڑی ہو وہ کیونکر بیٹھے امیر نے خضران سے فرمایا کہ کھول دو اور ہلال
سے کہا کہ تم آپ نکلہ زبان سے کھینچ لو ہلال نے بڑھ کر نکلہ زبان سے کھینچ لیا خضران نے کھول دیا
اور اسے بیٹھنے کو بھی کرسی عنایت کی مہلیل کج ابرو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ معلوم
ہوتا ہی آپ عیارون کے بل پر ساحرون سے مقابلہ کا دعوے رکھتے ہین لطف یہ تھا کہ میرے آپکے
میدان مقابلہ ہوتا صاحبقران نے فرمایا مجھے عذر نہین جاؤ طبل جنگ بجواؤ جب تم لوگ دغا
کرتے ہو تو ہم بھی ایسا کرتے ہین نہ تم اسم اعظم وغیرہ کے سے بند کرو نہ عیاری تمہین فریب دین
مہلیل نے کہا کہ ابھی تو مین آئی تھی اور دعوت مین تھی فرمایا خیر ابھی مہلیل مع ہلال ستارہ پیشانی
رخصت ہوکر جانب لشکر روانہ ہوئی غلطان در در گوش اسکے آنے سے نہایت خوش ہوا
مہلیل نے آتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ زرین پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی
گرجی خبر صاحبقران عالی شان کو ہوئی یہان سے بھی کوس حربی نوازش مین آیا جوانان لشکر اسلام
نے آلات حرب کو صیقل کرنا شروع کیا اور کفار سحر جگانے مین مصروف ہوے تمام صحرا بخور سے
دھوان دھار ہو گیا آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہوتین ادھر مہلیل نے حجرہ سحر تیار کیا جسکا
کوئی دروازہ نہ تھا اسلیے کہ کوئی عیار بچہ مجھ تک نہ پہونچ سکے اور یہ سحر جگانے مین مصروف ہوئی
اسی عالم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے لشکر
اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی ساحر یا سامری یا جمشید کے نعرے کرتے ہوے اپنے اپنے بستر
سے اٹھے اور رخ میدان کارزار کا کیا اس طرف سے اہل اسلام میدان مین پہونچ کر صف آرا
ہوے بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نیب و یکسو ہٹ گئے تو مہلیل کج ابرو
نے اپنا طاؤس سحر بڑھایا میدان مین آئی اور ایک ترنج جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ ترنج

شق ہوا اور اُس مین سے دھوان پیدا ہوا مہلیل ستارہ پیشانی نے کہا کہ جاؤ اور خضران عیار کو جہان
ہو پکڑ لاؤ بس یہ کہنا تھا کہ دھوان مانند مار سیاہ کے پیچیدہ ہو گیا اور آواز پیدا ہوئی کہ چل
مجھکو ملکہ آفاق بلاتی ہین یہ کہکر کھینچتا ہوا لیچلا خضران حیران تھے کہ یہ کیا آفت آئی اب
نہ گلیم اوڑھ سکتے ہین نہ کچھ کر سکتے ہین آواز دی کہ یا صاحبقران ہمتو جاتے ہین خدا حافظ
امیر نے دیکھا کہ خضران کھنچتا ہوا چلا جاتا ہی صاحبقران حسرت سے دیکھکے رہگئے وہان
مہلیل کج ابرو نے خضران سے کہا کہ بس اسی منہ پر دعوے عیاری تھا تجھے اس دن کی
خبر نہتھی لاؤ قفس یہ کہنا تھا کہ اک ساحر قفس آہنی لیئے ہوے آیا مہلیل نے چند دانے
ماش کے پڑھکر خضران پر مارے دیکھا کہ خضران زمین پر لوٹ کے اک کبوتر کی صورت
ہو گیا مہلیل نے خضران کو پکڑ کے قفس مین بند کر دیا اور ترشول زمین پر گاڑ کے اُسمین آویزان
کر دیا اور دوسرا ترنج زمین پر مارا یہ ترنج بھی اسی طرح شق ہوا اور اس سے بھی دھوان پیدا
ہوا اُسکی یہ آکر برق ثالث کو پکڑ لیگیا مہلیل نے برق کو اک قمری کی صورت بنا کے
قفس مین بند کر دیا غرضکہ جتنے عیارون نے اُسکو دھوکا دیا تھا جب اُسنے اُن سب کو
قیدی قفس بنا لیا تو صاحبقران کی طرف دیکھکر آواز دی کہ یا امیر بس یہ حقیقت ان عیارون
کی تھی اب جس سردار پر آپ کو گھمنڈ ہو اُسے بھیجیے یہ سنتے ہی قبیل بن مقبول کو نہایت غصہ آیا
آواز دی کہ او لکاتہ کیا جھک مارتی ہی تونے ابھی غلامان صاحبقران کو دیکھا نہین کہ کیسے کیسے
ہین تو کیا کر سکتی ہی لے مین آتا ہون یہ کہکر مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت
بادشاہی کے آکر اجازت مانگی بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیون سبقت کر بیٹھے یہ موقع تمھاری
نشانہ بازی کا نہین ہی قبیل بن مقبول نے عرض کی کہ اب تو غلام نکل چکا ہی مجھ سے نہ سنا گیا
کہ یہ سرداران اسلام پر طعن کرے کیا حقیقت ہی اس لکاتہ کی فرمایا خیر جاؤ حافظ حقیقی نگہبان
ہی قبیل نے سلام رخصت کیا اور میدان کی طرف چلے اُدھر مہلیل کج ابرو نے جو قبیل کو اپنی
طرف آتے دیکھا ترنج زمین پر مارا اور آواز دی کہ پکڑ لا اتنے مین ترنج شق ہوا اور اُسمین سے
دھوان نکلکر قبیل کی طرف چلا قبیل نے شانے سے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچا تیر کو چلہ
کمان مین پیوستہ کرکے گلا مہلیل کا تاکا اور ناوک کو رہا کیا تیر چھوٹتے ہی سن سے چلا راہ ہی
مین تھا کہ دھوئین نے تیر کو بھی پیچیدہ کیا اور قبیل پر آکے گرا اسے بھی باندھ لیے چلا گیا
مہلیل نے قبیل کو بھی طائر بنا کر قفس مین بند کر دیا اور وہین میدان مین لٹکا دیا دو پہر
دن چڑھتے چڑھتے دس بارہ سردار امیر کے پکڑ لیے کہ اکمرتبہ جانب آسمان سے اک
قبطول اُڑتا ہوا نظر آیا اور آتے آتے میدان جنگ مین پہونچکر زمین پر نصب ہو گیا دیکھا
کہ بالاے قبطول اک مرد درازقامت صندل پہنے بیٹھا ہی اور اک صندوقچہ سامنے اُسکے
رکھا ہی قبطول نہایت بلند ہی چار ستون شش زنجیر کے گرد قبطول ہین اور ہر زنجیر پر اک شیر بیٹھا
ہی اُسنے آتے ہی نعرہ کیا کہ منم نقاش صورت کش وزیر فرستادہ خداوند شعشاع بن مشمش
پاش اے گروہ خداپرستان تمنے بہت سر اُٹھایا ہی مجھے خداوند نے بھیجا ہی کہ جاکر جو بڑے سرکش ہین
اُنکو پکڑ لاؤ کہ ہم بھی تو ان بندون کو دیکھین کہ ہمنے اُنکو کیسا پر جگر خلق کیا ہی کہ اک
عالم اُنکا فریادی ہو رہا ہی اک نقاب دار کو چارے بھی مار ڈالا اور مہلیل کج ابرو کی طرف آ

کہا کہ او چھوکری یہ تو نے کیا کرشمہ بنا رکھا ہی کہ ایک ایک کو پکڑتی ہی اور قفس مین لٹکاتی ہی انکا گرفتاری
ہی کرنا کیا جو حقیقت تو کہیگی مین سب کو ایک آن مین گرفتار کرکے تیرے سپرد کر دونگا مہلیل نے کہا کہ
مین نے انکو دوپہر مین گرفتار کیا ہی مین نچھوڑونگی نقاش صورت کش نے آنکھین سرخ کرکے
جواب دیا کہ نہ چھوڑیگی مہلیل نے کہا کہ ہرگز نچھوڑونگی بس اسنے ایک قفس کی تصویر کاغذ پر بنا کے
اسکو چاک کر ڈالا جسقدر قفس تھے سب ٹوٹ گئے اور جتنے سردار عیار جانور بنے ہوئے تھے
اُڑکر سامنے نقاش کے آگئے نقاش صورت کش نے جسپر ہاتھ پھیر دیا وہ ہیئت اصلی پر آگیا
کہا جاؤ اپنے لشکر مین تمام عیارون اور سردارون کو رہا کرکے لشکر اسلام مین بھیج دیا مہلیل کو یہ
بات بہت ناراض ہوئی اور اُسی وقت بگڑ کے چلی گئی نقاش صورت کش نے صاحبقران کی طرف
دیکھ کے کہا کہ آپ کو کن کن سردارون کا بھیجنا منظور ہی فرمایا سب میرے زور بازو اور قوت دل
ہین مین کسیکو بھی نہ بھیجونگا ہان خود چلونگا مگر اُسوقت جبکہ ساریق کے جھگڑے سے فراغ حاصل
ہویگا نقاش صورت کش نے کہا کہ خیر اگر آپ خود نہ بھیجینگے تو ہم آپ پکڑے جائینگے ہمین بھی
دیکھنا ہی کہ آپ کیونکر روک لیتے ہین یہ کہکر غلطان وردرگوش سے کہا کہ اے بادشاہ شہر غلطانیہ تیرے
یہان کوئی سردار بھی لائق مقابلہ ہی غلطان وردرگوش نے کہا کہ جی ہان نقاش صورت کش
نے کہا کہ تم طبل جنگ بجواؤ کہ ہمین تماشا سے مقابلہ دکھاؤ ہماری فوج بھی آتی ہوگی یہ سنکے
غلطان شاہ نے کہا کہ بہتر ہی غرضکہ شام قریب تھی اُس وقت تو طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر
میدان سے پھر کر اپنی فرودگاہ پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہ ساحر نہایت زبردست
معلوم ہوتا ہی خضران نے عرض کی کہ اسکی صورت دیکھ کر میرا دل تھراتا ہی اور وہان غلطان
دردرگوش نے طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا
تیاریان جنگ کی ہونے لگین انکو تو انتظار صبح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے

چند کلمے داستان طوفان دریاموج کے بیان کیے جاتے ہین

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ نہنگ بن طوفان جسے طیمور نے زیر کر کے اپنا مطیع کیا ہی باپ
اسکا طوفان دریاموج چند زمانے سے مفقود الخبر ہوگیا تھا یہ واسطے صید و شکار کے گیا تھا پھر
واپس نہ آیا ساریق کو اُسکے گم ہونے کا نہایت ملال ہوا تھا اس وقت سالار لشکر ساریق
ہی تھا اکثر نہنگ بن طوفان اپنے باپ کو یاد کر کے رویا کرتا تھا حسب اتفاق آج بھی نہنگ
کو کچھ اپنے باپ کا خیال آیا بس یہ رونے لگا طیمور کی نظر جو نہنگ بن طوفان کے چہرہ پر پڑی
پوچھا کیون تمھارے رونے کا کیا سبب ہی اسنے عرض کی کہ کیا کہون اس وقت مجھے اپنا باپ
یاد آیا کہ اگر وہ موجود ہوتا تو صاحبقران طلحہ بن کندحور کو تمام سردارون پر فوق نہ دیتے حالانکہ
برہوت رعد آواز بھی طلحہ سے کم نہین مگر چونکہ طلحہ رفیق قدیم ہی یہ رعایت ہی اور اگر طوفان
دریاموج ہوتا تو طلحہ کی شان و شوکت خاک ہو جاتی یہ سنکے برہوت رعد آواز نے بھی طیمور
سے تعریف کی کہ واقع مین وہ ایسا ہی سردار ہی طیمور کو کچھ تو نہنگ کے رونے کا صدمہ ہوا کچھ
طوفان دریاموج کا اشتیاق ہوا فرمایا کہ اس مرحلے کے بعد مین صاحبقران سے رخصت
لونگا اور تمھارے باپ کی تلاش مین جاؤنگا یہ فرما کر اپنے یہان کے منجم کو طلب کیا اور اُس سے

کہا کہ نہنگ بن طوفان کے باپ کی حالت پر غور کرو کہ کہان ہے زندہ ہے یا مر گیا سہیل اختر شناس وزیر
خورشید زرین کمر کہ ہمشیل کاہن ہوا سنے طیمور کی خبر بھی بادشاہ زرینہ سے بیان کی تھی حسب الحکم
طیمور شہ پرور زائچہ کھینچا اور پہلے خانۂ حیات پر نظر ڈالی اور غور کیا حیات کا خانہ برقرار پایا بعد اسکے
ہر شہر و بلاد کی تقسیم کرتے دیکھا کہ شخص مقام پر ہے اور کس حالت مین ہے معلوم ہوا کہ کسی ساحرہ کے پھندے
مین ہے سہیل اختر شناش نے بیان کیا کہ ای شہریار طوفان دریاموج پر کوئی ساحرہ عاشق ہے اور
ایک لڑکی بھی طوفان کی ہے جو اب سولہ سترہ برس کی ہو چکی ہے اور ساحرہ بے عدیل ہے اور یہان سے
جانب جنوب و مغرب اسکا مسکن ہے طیمور نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اس وقت طبل جنگ بج رہا ہے کل
صبح کو مقابلہ ہونے والا ہے میرا جانا کسی طرح مناسب نہین ہے انشاء اللہ بعد اس مقابلے کے سمجھا جائیگا
یہ فرما کر شاہزادہ طیمور جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے لیکن اب حال مہلیل کج ابرو کا سنیئے کہ جب وقت
یہ بگڑ کے اپنے مکان پر پہونچی تو طوفان دریاموج نے دیکھا ابرو ن پر بل پایا کہا کہ کیون تم کہان
گئی تھین اور برہم کیون ہو اُس وقت مہلیل کج ابرو نے سارا واقعہ بیان کیا طوفان دریاموج
نے مہلیل سے کہا کہ مین نے تمھاری محبت مین اپنی عمر برباد کی جس بادشاہ کا عمر بھر نمک کھایا
اُسے چھوڑا لڑکا میرا پندرہ برس کا تھا اُسکی خبر نہین کہ وہ کس حال مین ہے جب مین نے تم سے اجازت
جانے کی مانگی تمنے جانے نہ دیا راستے سحر سے بند کر دیے اب مجھے جانے دو تاکہ مین حق نمک اپنے
بادشاہ مہ لکی کا ادا کرون اور اپنے بیٹے سے ملون نہین معلوم وہ زندہ بھی ہے یا اس لڑائی مین
مارڈالا گیا یہ سُنکے مہلیل کج ابرو نے کہا کہ ای طوفان دریاموج تم تن تنہا کچھ نہین کر سکتے
جتنے پہلوان ساریق کے نامی تھے وہ سب خدا پرستون سے زیر ہو کر مسلمان ہوے اور داب
اُنھین کے شریک ہین طوفان دریاموج نے کہا کہ کیا برہوت رعد آواز بھی زیر ہو گیا
مہلیل نے کہا کہ وہ بھی اک اٹھارہ برس کے لڑکے کا رفیق ہے سُنا ہے کہ اس سے لڑکر سات
روز مین زیر ہوا اب تو طوفان دریاموج کو اور زیادہ اشتیاق پیدا ہوا اور کہا کہ اگر ابھی تم مجھے نجانے
دو گی اور رستے کو سحر سے بند کرو گی تو مین خودکشی کرونگا مہلیل نے ناچار ہو کر فراق طوفان دریاموج
کا منظور کیا طوفان نے آلات حرب کو صاف کر کے اپنے تن پر آراستہ کیا اور پشت مرکب
سوار ہو کے جانب شہر غلطانیہ روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور پھر

داستان نقاش صورت کش کی بیان ہوتی ہے

کہ یہان طبل جنگ بج رہا ہے اہل اسلام مین چرچا ہے کہ دیکھیے کل کیا صورت ہوتی ہے یہ ساحرہ
میدان جنگ مین کیا کرشمے دکھاتا ہے ادھر عیاران اسلام اس فکر مین روانہ ہوے کہ آج ہی
اسے گرفتار کر لینا چاہیے چنانچہ یہ صورتین بدل بدل کے آگئے جس عیار نے زینے پر سے
جانے کا قصد کیا شیر نے جسکی بتائی خواجہ خضران بادھری پاؤن مین باندھ کر آرہے اسکو دیکھ
شیرون نے مثل انسانون کے آواز دی کہ یہ عیار مکار ڈرکے آیا چاہتا ہے ہوشیار رہیے گا یہ
سنتے ہی خواجہ جلدی سے گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے نقاش صورت کش نے چار
پتلیان فیطول کی چارون دروازون پر بٹھا دین ہاتھون مین اُنکے کمندین تھین کہ اگر کوئی
اڑ کے آئے تو اسے بھی گرفتار کرین میری نیند مین خلل واقع ہو جب خواجہ خضران نے

بھی کسی طرح کا قابو نہ پایا تو واپس آگئے آخر کار شب تمام ہوئی اور سپیدۂ سحری نمودار ہوا ہر شخص خواب سے
بیدار ہوا اور فریضۂ سحری کو ادا کر کے رخ میدان مصاف کا کیا گھڑی بھر دن چڑھنے پایا تھا کہ دونون
طرف کی فوجین میدان مین پہونچکر صف آرا ہوگئین ادھر غلطان شاہ اپنے لشکر سمیت کھڑا تھا
ادھر ساریق اور ان دونون سے آگے بڑھا ہوا نقاش صورت کش بالائے فیطول بیٹھا ہوا
تھا اور غرور کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف دیکھ رہا تھا اسنے فوج اسلام سے چند سردار پسند کیے
اور غلطان شاہ سے کہا کہ بھیجو کسیکو غلطان دردرگوش نے اپنی فوج سے اک سردار کو میدان
مین بھیجا اسنے مبارز طلب کیا بس لشکر اسلام سے طلحہ بن لندھور نے اپنے فیل کو گمک مار کے
بڑھایا او سامنے بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ حافظ مطلق نگہبان ہے
طلحہ سلام رخصت کر کے میدان مین آئے ہنوز سامنے حریف کے نہ ہونچے تھے کہ جانب صحرا
سے آواز پیدا ہوئی کہ او ہندی ادھر کہان جاتا ہے ادھر آ اور مجھ سے سامنا کر طلحہ نے جو پلٹ کے
دیکھا تو ایک فیل سوار کو صحرا سے آتے ہوئے پایا اور لوگون نے دیکھا کہ ایک طلحہ میدان
مین کھڑا ہے اور دوسرا صحرا سے چلا آتا ہے سب حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے جو لباس طلحہ کا وہ
لباس اسکا جیسا فیل طلحہ کا ویسا فیل اسکا جیسا وزنی گرز طلحہ کے ہاتھ مین اتنا ہی بڑا گرز اسکے
پاس بھی طلحہ نے کہا تو کون ہے اسنے کہا تو کون ہے طلحہ نے کہا مین بادشاہ ہند ہون اسنے کہا
مین بھی فرمانروائے ہندوستان ہون طلحہ نے کہا مین پسر لندھور ہون اسنے کہا مین بھی
پسر لندھور ہون غرضکہ جو طلحہ کہتے تھے وہی وہ بھی کہتا تھا ان دونون کی باتین آواز گنبد تھین
سب حیرت سے دیکھ رہے تھے اور یہ باتین سن رہے تھے کہ اکمرتبہ طلحہ نے غصہ مین آکر اسکے
سینے پر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر نیزے کو لیا طعنین چلنے لگین دونون کانٹے مین تلے ہوئے بالکہ ایک
سانچے کے ڈھلے ہوئے برابر کے جوان تھے لوگ ہمہ تن محو تھے اور دونون کی لڑائی دیکھ رہے
تھے دیر تک نیزہ بازی ہوئی مگر کام نہ نکلا آخر نیزون کو پھینک دیا اور گرز چلنے لگے جسکی ضرب
سے طبقہ ہل گیا آخر نوبت کشتی کی آئی تمام دن کشتی رہی قریب شام دوسرے طلحہ نے طلحہ بن
لندھور کو اسیر کر لیا اور لیکر سامنے نقاش صورت کش کے آیا نقاش صورت کش نے
فیطول مین چند قندیلین آویزان تھین نقاش نے ایک قندیل اتاری اور طلحہ پر چند دانے ماش کے
پڑھ کر مارے کہ یہ اک شمع کی صورت بن کے رہگئے نقاش نے انکو قندیل مین بند کر دیا
اور وہ جو صحرائی آیا تھا صحرا کی طرف چلا گیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے ساریق
نہایت خوش تھا آج تو سخنگان نے بھی انگڑائی لی اور کہا کہ یہ ساحر کچھ معلوم ہوتا ہے لیکن امیر
لشکر نہایت پریشان میدان سے پھر کر اپنے مقام پر آئے وہان غلطان شاہ نے پھر طبل
جنگ بجوا دیا یہان بھی نقارہ رزمی بجا صبح تک دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو دونون
فوجین وعدہ گاہ مصاف مین پہونچکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب
نہیب دے کر ہٹ گئے تو نقاش صورت کش نے آواز دی کہ یا صاحبقران آج کونسا سردار
واسطے مقابلے کے نکلیگا فرمایا جب حریف آئیگا تو دیکھا جائے گا یا تو جسے ٹوک وہ نکلے نقاش نے
کہا مجھے تو چند سردارون کو لیجا کے خدمت خداوندی مین پیش کرنا ہے چاہتا ہون کہ جو طلحہ کا ہمچشم ہو وہ
نکلے بس یہ سنتے ہی مملوک بن مالک کو غیظ آگیا آواز دی کہ او ملعون مین ہون مجھے بھی گرفتار

کرے یہ کہکر میدان مین آئے نقاش نے صحرا کی طرف دیکھا فورا بگولہ گرد کا اٹھا اور دوسرا سردار مشس
مملوغ گے نیزہ ہاتھ مین پکڑے ہوے پیدا ہوا اور پکارا کہ او عرب تجھے اپنے نیزہ بازی پر بڑا
گھمنڈ ہی مملوک نے کہا مین تو عرب ہون تو کون ہی اسنے کہا مین بھی عرب ہون جو تو ہی وہ مین ہون
فرق اتنا ہی کہ تو بندۂ خدا ہی اور مین محض بندۂ شعشاع بن تمش ہون مملوک کو غصہ آیا اور نیزے
کو گردش دیکر اپنے ہم شبیہ کے سینے پر وار کیا اسنے نیزے کو نیزے پر کانٹا طعن چلنے لگین اسوقت
تمام لشکر کی نگاہین دونون نیزون سے لڑی ہوئی تھین جو گردش اس نیزے کی تھی من وعن وہی
گردش اس نیزے کی تھی جہان مملوغ نیزہ باز چاہتے تھے کہ بند باندھ کے نیزہ نکال دین ممکن نہوتا
آخرکار نیزون کی سنانین بنانین بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی ڈانڈ ونکے پھولکٹرے اڑ گئے
ہاتھون سے پھینک کے تلوارین کھینچ تیغ مین ردوبدل ہونے لگی آخر نوبت کشتی کی آئی
شام کے قریب مملوغ بھی گرفتار ہو کر قندیل مین بند کردیے گئے طبل بازگشت بج گیا تیسرے
روز نقاش صورت کش نے پھر اک سردار کو سرداران لشکر ساریق سے میدان مین بھیجا جب
اسنے مبارز طلب کیا تو یہان سے عظیم خان بن معظم خان نکلا نقاش صورت کش نے پوچھا
کہ یہ اولاد امیر سے ہی یا کوئی اور شخص ہی لوگون نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ چین ہی کہا خیر مین جانتا
بھی یہی ہون کہ ہر ہر ملک کا ایک ایک سردار نامی گرفتار کرکے لیجاؤن عظیم بن معظم خان ابھی
ہنوز اپنے حریف کے سامنے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے دوسرا ہم شبیہ اسکا پیدا ہوا اور بعد مقابلہ گرفتار
کرکے لیے چلا گیا بعد اسکے ارژنگ بن مرزنگ بن مرزبان خراسانی نکلا یہ بھی گرفتار ہوکر
قندیل مین بند ہوا خلاصہ یہ کہ پندرہ بیس شاہزادے مختلف ملکون کے اسیر ہوے آخر مین اسنے
جس سردار کو میدان مین بھیجا اس سے کہا کہ رفیع البخت کو تو کتاب بغیر ٹوکے ہوے یہ لوگ
نہ نکلینگے اک سردار نے میدان مین آکر رفیع البخت کو ٹوکا ساتھ مین دوسرا رفیع البخت صحرا
سے پیدا ہوا دونون مین نیزہ بازی گرزبازی شمشیرزنی ہوئی جب سب جھگڑے تمام ہو چکے تو کشتی کی نوبت
آئی شام کو یہ بھی اسیر ہو کے قندیل مین بند کرآنے گئے اسکے دوسرے دن شاہزادہ سہراب
بن رستم نکلے یہ بھی اسی طرح اسیر ہوے اب نوبت سکندر رستم خو کی آئی نقاش نے سکندر
کو بہت پسند کیا سکندر نے آتے ہی اپنے حریف کو ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوے
اور اب قیطول کی طرف چلا ہی تھا کہ دوسرا سکندر پہونچ گیا اور کہا کہ کیا تو نے اک مبتذل سے
سردار کو مارا آ اور مجھ سے سامنا کر منم سکندر رستم خو یہ کلام سنکے سکندر کو نہایت غصہ آیا کہ
ملعون تو سکندر رستم خو ہی یا مین ہون منم صاحبقران اوسط وہ پکارا کہ منم صاحبقران اوسط سکندر
نے جھلا کر نیزہ مارا اسنے بھی نیزے کو نیزے پر لیا طعنین چلنے لگین پھر سکندر کی لڑائی صاحبقران
کی لڑائی ہی لاکھ سکندر نے کدوکوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے نکال دون ممکن نہوا
آخر سنانین نیزون کی بیکار ہوگئین ہاتھون سے پھینک پھینک کر گرز سنبھالے اور سکندر
نے خبردار کہکر ضرب لگائی تہمتن دیو کا گرز جسکا وزن چوبیس سو من کا ضرب پڑتے ہی یہ معلوم
ہوا کہ اسمان پھٹ پڑا طبقہ زمین کا شق ہوگیا مرکب کمر تک غرق ہوگیا تتق گردوغبار بلند ہوا سکندر نے
ردم وپست گردم کا نعرہ کیا فوراً ہم شبیہ سکندر نے گرد سے نکلکر آواز دی کہ ازدی وگرالست
گردی مین حریف تیرا موجود ہون سہ تو ضربے زدی ضرب مانوش کن ÷ ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر اپنی ضرب لگائی سکندر کام کرنے آگیا سکندر نے گردسے نکلکر اُسکے مرکب کو لیکر ڈالا دونون پہلوان پھر پلٹ پڑے کشتی ہونے لگی شام تک تو برابر کے زور ہوتے رہے شام کو سکندر نقلی نے لنگر توڑکر ہاتھ پر بلند کرلیا اور لیے ہوئے سامنے نقاش صورت کش کے پہونچ اور ڈال دیا نقاش نے سکندر کو بھی قندیل مین بند کیا اور پلٹ گیا ادھر امیر با توقیر سکندر کے اسیر ہوجانے سے کمال رنجیدہ ہوئے جب دوسرا روز ہوا تو شاہزادہ طیمور نے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تم دیکھ چکے ہو کہ یہ لوگ اسیر ہوجانے والے تھے جو اسیر ہوئے مقابلے کو نکلنا اپنے کو آپ مبتلا کرنا ہی طیمور نے عرض کی کہ مین خود یہ چاہتا ہون کہ جہان یہ لوگ اسیر ہوگئے جائین وہین مین بھی جاؤن کہ مجھ سے اب انکے فراق کا صدمہ نہ اُٹھ سکیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای طیمور ایک آنکھ جاتی رہتی ہی تو دوسری آنکھ کو بچاتے ہین ایک کے واسطے دوسری آنکھ کو نہین پھوڑ ڈالتے ہین طیمور نے کہا کہ ابتو مین نکل چکا اگر میدان مین نجاؤنگا تو لوگ یہی کہینگے کہ طیمور ڈر گیا بادشاہ نے کہا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی طیمور سلام رخصت کرکے میدان مین آیا طیمور کے آتے ہی گرد اُڑی اور طیمور ثانی پیدا ہوا ادھر طیمور شیر پرور نے نعرہ کیا کہ ہم شاہزادہ طیمور شیر پرور رستم داستان اور جو اُسنے بھی نعرہ کیا طیمور ہنسا اور کہا کہ تو کون ہی اُسنے کہا جو تم ہو طیمور نے کہا کہ اپنا واقعہ بیان کر اُسنے ابتدا سے وہی حالت بیان کردی جو طیمور پر گذری تھی یعنے صحرا مین پیدا ہونا بادشاہ زرینہ سے یہان پرورش پانا فیل کو مارنا پرستان مین پہونچنا غرضکہ جو حالت اس وقت تک گذری تھی کہہ طیمور نے غصہ مین آکے کہا کہ تو نے مجھے بنا ناہی لاحربہ اپنا اُسنے کہا تو اپنا حربہ لا طیمور نے کہا ہم اہل اسلام سے مین پیشدستی نہین کرتے اُسنے کہا ہم بھی پیشدستی نہین کرتے طیمور کو اور غصہ زیادہ ہوا کہ کہ شاہتین آئی ہین اُسنے بھی یہی کلمہ کہا بس طیمور نے تلوار تو نہ کھینچی دوڑ کے تھپڑ مارا کہ ہم سے اس طرح کی گفتگو اُسنے بھی ہاتھ اُٹھایا تھا کہ تھپڑ مارے ان طیمور نے ہاتھ پکڑ لیا دو پٹے پڑا کشتی ہونے لگی جب طیمور غصہ کرکے لے دوڑتا ہی اور چاہتا ہی کہ اُٹھالون وہ بھی پیترا کاٹ کے طیمور کو اُسی قدر لے دوڑتا ہی دونون مین جھٹکے چل رہے ہین اب دیکھنے والون کو یہ بھی محسوس نہین ہوتا کہ طیمور اصلی کون ہی اور طیمور نقلی کون ہی یہانتک کہ شام ہوتے ہی طیمور نقلی نے طیمور اصلی کو بھی باندھا اور لیکر لشکر اسلام کی طرف چلا اہل اسلام یہ سمجھے کہ ہمارے طیمور نے زیر کیا ہی نعرے خوشی کے بلند ہوئے اس وقت طیمور نقلی ہنستا ہوا پلٹا اور سامنے نقاش صورت کش کے لیجا کر طیمور نقلی نے طیمور اصلی کو ڈال دیا اور آپ جانب صحرا چلا گیا اُسوقت معلوم ہوا کہ طیمور ابھی اسیر ہوگیا اہل اسلام کو کمال صدمہ ہوا نقاش صورت کش نے انکو بھی قندیل مین بند کیا اور کہا کہ یا امیر اب ہم انکو لیے جاتے ہین اگر آپ کو کچھ دعوے ہی تو آکر ہاکر لیجیے گا یہ کہکر اپنے عرشہ کو اُڑایا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا غلطان در در گوش چلایا کہ آتو چلے اور ہمارے مددگار کو بھی رنجیدہ کر گئے اب ہم کیا کرین ان اہل اسلام کو کون روکنے والا ہی نقاش نے جواب دیا کہ تم پھر نامہ لکھو کربلا تو ہمین زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہین ہی یہ کہتا ہوا یہ تو قیطول اُڑاتے ہوئے روانہ ہوگیا صاحبقران مفارقت عزیزان مین دل پکڑ کے رہگئے اور غلطان شاہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور شام کو بھی طبل

جنگ نہ ہوا لیکن سنجگان نے ساریق سے کہا کہ یہان کا معاملہ بیرنگ ہی اب کچھ نہین ہو ایک سردار
کچھ ہو وہ ایک میدانداری کرسکتا ہی بعد اسکے خاتمہ ہی ساریق نے کہا کہ ای سنجگان اب روپیہ کبھی نہین
سنجگان نے کہا کہ اس سردار کو بھی اسیر ہوجانے دیجیے بعد اسکے شب کو غلطان شاہ پر شبخون لے جائیے
خزانہ اسکا لوٹ لیجیے اور اسی طرف چلیے جہان کا اس ساحر نے نام لیا تھا کہ وہ مقام ذرا مستحکم و مضبوط
معلوم ہوتا ہی ساریق نے اس رائے کو پسند کیا غرضکہ دوسرے روز ساریق اور غلطان شاہ
ایک ہی بارگاہ مین بیٹھے ہین سرداران ساریق بھی جمع ہین اور امواج گرد بھی بیٹھا ہی غلطان شاہ نے
کہا کہ تم خداپرستون کے مقابلے مین کچھ ہمت رکھتے ہو امواج گرد نے کہا اصل تو یہ ہی کہ صاحبقران
نے تمام عالم کو مطیع بنایا ہی ایسے ایسے جوان امیر کے لشکر مین ہین کہ کبھی نہ دیکھے ہے یہ تو مین نہین
کہہ سکتا کہ تنہا سب پر غالب آونگا مگر تماشہ دیکھ لیجیے گا یہی باتین ہو رہی تھین کہ جانب صحرا سے
بگولہ گرد کا نمایان ہوا سب دیکھنے لگے گمان ہوا کہ کوئی قاصد آتا ہوگا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ ایک
مرد قوی ہیکل دیو پیکر بڑی بڑی مونچھین کچھ بال مونچھون کے سپید کچھ سیاہ کرگدن پشت پر سوار
آلات حرب وضرب سے آراستہ نمایان ہوا اور قریب آکے پوچھا کہ بارگاہ خداوند باختر کی کہان
ہی لوگون نے بتایا جسوقت وہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو ساریق نے پہچانا کہ یہ طوفان دریاموج
ہی بس بیتاب ہوکے پکارا کہ ای بندہ من تو کہان تھا کیا میری خدائی سے نکل گیا تھا طوفان دریاموج
نے سلام کیا اور کہا کہ ای بادشاہ میرے زمانے مین تو نے دعواے خداوندی نہین کیا تھا بلکہ تو
بادشاہ تھا اور مین تیرا سالار لشکر تھا جبسے مین مہلیل جادو کے دام تذویر مین پھنسا آسوقت سے مجھے
خبر نہین کہ گلستان باختر مین کیا ہوا مین تجھے ہمیشہ سمجھایا کیا کہ شل اپنے بھائی کے دعواے
خداوندی نکرنا ورنہ تباہ ہوگا بادشاہی بھی خدائی سے کم نہین ہی جاہ وجلال عیش وراحت رعب و
داب سب وہی رہتا ہی نہ کچھ کم ہوجاتا ہی نہ زیادہ ہوجاتا ہی تو لیا اپنے کو بھول گیا کہ خداوند کہنے لگا
اگر تو اس دعوے سے باز آ تو مین تیری طرف سے آج بھی جانبازی کرنے کو موجود ہون سنجگان نے
چپکے سے کہا کہ زبانی اقرار کر لیجیے مین کیا نقصان ہی اسکی لڑائی کا بھی تماشہ دیکھ لو پھر تو جو کچھ ہونا ہی
معلوم ہی ساریق نے کہا کہ مین نے اپنی عادت موجودہ کے موافق تمکو بندہ کی لفظ سے یاد کیا
اب مین تمکو اس لفظ کے ساتھ نہ منسوب کرونگا طوفان دریاموج مرکب سے اترا اور آکے
دنگل پر بیٹھ گیا تمام سردار طوفان دریاموج کی طرف محو ہوگئے کہ اس آخری جوانی پر بھی کیا عالم
ہی جبتو مہلیل کج ابروسی ساحرہ اسپر مرتی ہی ہرکارون نے یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچائی کہ
کوئی سردار طوفان دریاموج آیا ہی ہمنے آج تک ایسا سردار نہین دیکھا کسی وقت مین
لشکر ساریق کا سردار تھا یہ سنکے برہوت رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران واقع مین کہ
طوفان دریاموج بے بدل سردار ہی اگرچہ میرے اسکے کبھی مقابلہ نہین ہوا لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ مین نقیب قدرت کہلاتا تھا اور وہ زور سلطنت کہلاتا تھا امیر بھی یہ سنکے طوفان
دریاموج کے مشتاق ہوے اور نہنگ بن طوفان بیتاب ہوکے اپنے مقام سے اٹھا
اور صاحبقران سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو مین جاکے ایک نظر دیکھ آؤن کہ وہ میرا باپ ہی
مین اسکا فرزند ہون جبکہ دس پندرہ برس کا تھا اس وقت سے مین نے اپنے باپ کو نہین دیکھا
ہی صاحبقران نے اجازت دی اس وقت برہوت رعد آواز نے عرض کی کہ مجھے اجازت

ہو تو مین بھی جاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ کچھ مضائقہ نہین ہی اسیوقت نہنگ بن طوفان اور
برہوت رعد آواز تھوڑے سے سوار ساتھ لیکر جانب لشکر ساریق روانہ ہوے یہ
خبر ہرکارون نے ساریق کو دی کہ دو سردار لشکر اسلام سے اس طرف آتے ہین جنمین ایک وہ شخص
ہی جو نقیب قدرت کہلاتا تھا اور ایک سردار کا نام نہنگ ہی یہ سنکے طوفان دریا موج کا دل
بیتاب ہوا ساریق نے اپنے سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا مگر دنگل نہ بچھوایا جسوقت
یہ دونون داخل بارگاہ ہوے تو طوفان دریا موج بھی برہوت رعد آواز کی تعظیم کو اُٹھا
اور نہنگ دوڑ کے اپنے باپ سے لپٹ گیا طوفان دریا موج نے فرزند کو سینے سے لگایا
اور سب سردار آکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھ گئے برہوت رعد آواز نے دیکھا کہ کوئی دنگل خالی
نہین ہی مین کہان بیٹھونگا اور نہنگ کہان بیٹھے گا بس جو دو سردار برابر طوفان دریا موج کے
بیٹھے تھے نام ایک کا سوجان شیر صولت اور دوسرے کا نام ہیجان شیر صولت تھا ان دونون
سے برہوت رعد آواز نے کہا کہ جاکر ہمارے ساتھ کے سوارون سے کہدو کہ ہم ذرا یہان زیادہ
بیٹھینگے تم پلٹ جاؤ یہ دونون سادگی کے ساتھ اُٹھ کر دروازہ بارگاہ کی طرف گئے کہ یہان ایک دنگل پر
برہوت رعد آواز بیٹھ گیا اور دوسرے دنگل پر ہاتھ پکڑ کے نہنگ کو بٹھا لیا طوفان
دریا موج سے ساریق نے شکایت کی کہ یہ دونون مجھ سے برگشتہ ہو کر میرے دشمن کے شریک
ہوے برہوت کو مین نے نقیب قدرت کا خطاب دیا بعد تمھارے فوج کا سالار کیا مگر اسنے
بھی مجھ سے روگردانی کی اور تمھارا فرزند بھی برگشتہ ہو گیا طوفان دریا موج نے کہا کہ بہادرون کا
شیوہ یہی ہی کہ جس سے زیر ہوے اُسکی اطاعت کی اب اگر مین زندہ ہون تو ان سبکو زیر کر کے
پھر اپنا مطیع بناؤنگا جو میرا مطیع ہوا وہ آپکی اطاعت کرے گا بعد اسکے برہوت رعد آواز سے
کہا کہ تم کہان آگئے برہوت رعد آواز نے کہا کہ تمکو اک مدت سے نہ دیکھا تھا تمھاری خبر سن کے دیکھنے
کو جی چاہا اسکے سوا اور کوئی غرض نہ تھی طوفان دریا موج نے کہا کہ اے برہوت رعد آواز
مین نے سنا ہی کہ آج کل لشکر اسلام مین نیچے ہین جسقدر بوڑھے تھے وہ سب خانہ کعبہ کو
چلے گئے کوئی ہمارا ہمسن بھی ہی برہوت رعد آواز نے کہا کہ ہان دو شاہزادے ایک کا نام
آصف انجم طلعت اور دوسرے کا نام شہنشاہ گوہر کلاہ ہی اُنکے علاوہ سب نوجوان ہین
اور صاحبقران انکے نوکر ہین اور مین جسکا غلام ہون وہ تو سب سے کم سن ہی جسوقت اُسنے مجھکو
اور تمھارے فرزند کو زیر کیا ہی تو سن اُسکا بارہ تیرہ برس سے زیادہ نہو گا یہ سنکے طوفان دریا موج
کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ ہم بھی اُس لڑکے کو دیکھنا چاہتے ہین برہوت رعد آواز نے کہا
کہ اُس شہریار کا دیدار اب ممکن نہین اسلیے کہ کل کی میدان داری مین وہ بھی اسیر ہوا ایک ساحر
طلسم زلزلہ سے آیا تھا وہ چند سرداران نامی لشکر اسلام سے گرفتار کر کے چلا گیا اب شاہزادہ
طیمور شیر پرور سے سوا طلسم زلزلہ کے ملاقات نہو گی کہا خیر دیکھا جائے گا بعد کچھ دیر کے نہنگ
بن طوفان اپنے باپ سے رخصت ہوا طوفان دریا موج نے کہا کہ اے فرزند یہ معاملہ جنگ
ہی جنگ دو سردار دشنا یہ مین اس لڑائی مین مارا جاؤن تو مین تجھ سے کہے دیتا ہون کہ ایک
بہن تیری بیاہنے کے قابل ہی اور مہلیس کج ابرو کے بطن سے ہی نام اُسکا ماہیان زرہ پوش
ہی اُسنے سحر و ساحری کو خود بھی پسند نہین کیا اور مین نے بھی اُسے ساحرہ ہونے کی آفت سے

بجا یا یان فن سپہگری کو خوب جانتی ہے اسکا خیال رکھنا نہنگ بن طوفان معہ بر موت
رعد آواز رخصت ہوکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور آکر تمام کیفیت ملاقات صاحبقران
عالی شان سے بیان کی صاحبقران کو اور بھی اشتیاق طوفان دریا موج کا ہوا جب شام ہوگئی
تو ساریق نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوے اب تمام اہل اسلام نے طوفان دریا موج
کو دیکھا اور طوفان دریا موج نے اہل اسلام کو دیکھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جسوقت
نقیب نیب و نکل گئے تو طوفان دریا موج نے مرکب کو اپنے بڑھایا اور سامنے تخت ساریق
کے آکر اجازت مانگی ساریق نے اجازت دی طوفان دریا موج میدان مین آیا سراپا میدان
کا دکھایا نیزے کے ہاتھ اس خوبصورتی سے نکالے کہ دیکھنے والے وجد کرنے لگے کہ اتنے بڑے
تن و توش پر پھرتی سے مرکب پھرتا ہے جب غرق عرق ہو لیا تو نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ یا امیر جب کو میرے مقابلے کے واسطے بھیجے تن کا لحاظ رکھیے اسلیے کہ بچون سے
لڑتے مجھے شرم آتی ہے اس وقت شہنشاہ گوہر کلاہ نے قصد نکلنے کا کیا تھا کہ آصف انجم طلعت نے
مرکب کو بڑھا دیا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت میدان مانگی فرمایا جا تو حافظ حقیقی
نگہبان ہے آصف انجم طلعت سلام رخصت کرکے راہی میدان کارزار ہوے جسوقت طوفان
دریا موج نے آصف انجم طلعت کو دیکھا پوچھا کہ آپ صاحبقران سے کیا قرابت رکھتے ہین فرمایا
کہ مین صاحبقران کا بھائی ہون اور پوتا ہون گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا یہ سنکے طوفان
دریا موج نے کہا کہ آپ ابتدا کیجیے یا مین کرون فرمایا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہین ہے تم اپنا وار کرو
اگر خداوند عالم تمھارے حربہ سے بچائیگا تو خیر دیکھا جائیگا یہ سنکے طوفان دریا موج
نے نیزہ سنبھالا اور آواز دی کہ ہوشیار رہیے گا اور سینے پر وار کیا آصف انجم طلعت نے
نیزہ کو نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین دیر تک رد و بدل رہی کوئی ڈیڑھ سو طعن کے بعد
آصف انجم طلعت نے سنان نیزہ نکال دی طوفان دریا موج نے ڈانڈ پہ ڈانڈ اس
زور سے ماری کہ دونون ڈانڈین ٹوٹ گئین اب اسنے آراب پر سے اپنا گرز لیا اور سر پر چرخ
دیکر سر آصف انجم طلعت کے وار کیا آصف انجم طلعت نے اپنی گرز کو اٹھاکر حیدرد
کی پناہ کیا لیکن گرز پر گرز جو پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا اک تڑاقا ہوا شعلہ فلک کو
نکل گیا جگر زمین ہول سے شق ہو گیا تق گرد و غبار بلند ہوا طوفان دریا موج ضرب لگا کر
الگ ہٹا اس طرف سے صاحبقران نے اپنے عیار کو واسطے خبر کے روانہ کیا طیفور بادیہ گرد
نے آکر گرد کو پانی کے چھینٹے دے کر بٹھا لا آصف انجم طلعت نے مرکب سے نکالنے
کا قصد کیا تھا دیکھا کہ مرکب سخت ہو گیا ہے بس کود کے مرکب سے تلوار کھینچی طوفان نے جلدی
سے زرہ کھالی کی اور کہا کہ کیا ارادہ ہے ابھی آصف انجم طلعت طوفان دریا موج سے دست
وگریبان ہوے کشتی ہونے لگی سرداران لشکر قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے تمام دن کشتی
رہی تمام رات کشتی رہی قضاے کار و اتفاقات روزگار کہ پانون آصف انجم طلعت کا
موش کھانہ مین جاکر کو ٹھو نعثاً ہاتھ پانون مین رعشہ پیدا ہو گیا رنگ زرد ہو گیا پوچھا طوفان

دریاموج نے کہ کیا حالت ہی فرمایا میرا پاؤن ٹوٹ گیا ہی طوفان دریلج چھوڑ کے علیحدہ کھڑا ہو گیا اور
کہا کہ جب آپ کو صحت ہو لیگی اُس وقت مقابلہ کیجیے گا اہل اسلام آصف انجم طلعت کو اُٹھا لے گئے
طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے طوفان دریاموج نے ایک روز آرام لیکر پھر
طبل جنگ بجوا دیا لشکر صاحبقران مین نقارۂ رزمی بجا صبح کو طوفان دریاموج میدان مین
آکر پھر مبارز طلب ہوا آج شاہزادہ شہنشاہ گوہر کلاہ کی فوج علم جلوہ گری پر آئی اور اُنھون
نے مرکب اپنا صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آکر سلام رخصت کیا بادشاہ اسلام نے اجازت دی
شہنشاہ گوہر کلاہ نے سامنے طوفان دریاموج کے آکر اپنا حسب ونسب بیان کیا بعد گفتگو نوبت
نیزہ بازی کی آئی کام نہ نکلا آخر طوفان دریاموج نے گرز مارا انکا بھی مرکب مارا گیا دوسرا مرکب
طلب کر کے انھون نے ضرب لگائی طوفان دریاموج کا کرگدن بھی کام آیا اسنے بھی دوسرا
مرکب منگایا نوبت شمشیر زنی کی آئی طوفان نے تیغہ آبدار کا مارا شہنشاہ گوہر کلاہ نے سپر کو چہرہ
کی پناہ تیغہ لنگر دار تھا سپر کٹی تیغہ خود پر بیٹھا طوفان نے جھٹکا مارا کہ تیغہ تا دابرو اُتر آیا شہنشاہ گوہر کلاہ
نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکلا چادر خون کی سر سے باہر آئی شہنشاہ گوہر کلاہ کو لوگ
اُٹھا کے لے گئے بعد انکے اور سرداروں نے مقابلہ کیا دن بھر بائیس سردار ہاتھ سے طوفان دریاموج
کے زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے سپاریق طوفان
دریاموج پر سے زر نثار کرتا ہوا داخل بارگاہ ہوا اُدھر صاحبقران طوفان دریاموج کی تعریفین
کرتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے وہان طوفان نے لباس رزم اُتار پوشاک بزم
پہنی دو چار جام شراب کے پیے جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا یہان بھی نقارۂ رزمی بجا جب صبح ہوئی تو پھر دونون طرف
کی فوجین میدان مین آکر صف آرا ہوئین بعد آراستگی صفوف قتال وجدال جس وقت نقیب نیب
دے کر میدان سے نکل گئے تو جانب صحرا سے گرد اُڑی اور اک نقابدار صندلی پوش پیدا ہوا
اور میدان مین آکر پکارا کہ ای گروہ خدا پرستان مین تمھارے مقابلہ کو آیا ہون یہ سن کے نہنگ
بن طوفان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لی اور سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگوے بسیار
نوبت نیزہ بازی کی آئی ہرچند نہنگ بن طوفان نے کوشش کی کہ نیزہ ہاتھ سے اسکے
نکال دون ممکن نہوا آخر سنانین نیزون کی بیکار ہو گئین اُس وقت نقابدار نے تلوار ماری نہنگ
نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کھینچ لون نقابدار نے بھی گریبان پکڑ لیا کشتی ہونے لگی
دونون جانب کے سردار قریب آکر تماشہ کشتی کا دیکھنے لگے نقابدار سے تین شبانہ روز کشتی
رہی چوتھے دن نہنگ بن طوفان نے لنگ نقابدار کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر لٹایا اور
نقاب نوچ کے دیکھا کہ اک کمسن عورت ہی مگر نہایت حسین نہنگ بن طوفان محو حیرت ہو گیا
اور طوفان دریاموج بسبب شرم کے غرق عرق ہو گیا کوڑا لیکے اُٹھا کہ او شوخ دیدہ اب تو نے
جہانگیری پر کمر باندھی ہماری زندگی مین تیری یہ حالت ہی جب نہنگ کو معلوم ہوا کہ یہ میری بہن ہی
تو بیچ مین آگیا اُدھر ماہیان زرہ پوش نے نقاب اپنے چہرہ کی درست کی اور بیٹھ کے پشت مرکب
جانب صحرا روانہ ہو گئی یہان طوفان دریاموج میدان سے پھر گیا اور بسبب شرمندگی کے طبل
جنگ نہین بجوایا لیکن جس وقت سے نظر صاحبقران کی ماہیان زرہ پوش پر پڑی ہی عجیب حالت ہی

بس تھا کہ ساتھ ساتھ اُسکے چلے جاتے اور طوفان و دریا موج کو اتفاق سے تپ آگئی یہ سخت بیہوش تھا سختگان نے ساریق سے کہا کہ تجھے جنگا بڑا بھروسا تھا وہ تو بیمار ہین خدا جانے کب اچھے ہون علاوہ اسکے یہ طوفان و دریا موج تجھے بتاتے ہین کہ یہ بھی دین اسلام اختیار کرے گا بیٹا تو اسکا مسلمان ہو ہی چکا ہے بس اب چل چلاؤ کا سامان سمجھے ساریق بھی اسکے بھڑکانے مین آگیا رات کو اپنے سرداروں کو بلا کے کہا کہ آج خزانہ غلطان شاہ کا لوٹ کے قبضہ مین کرو اور طلسم زلزلہ کی راہ لو جب آدھی رات گذری تو سرداران ساریق نے شبخون مارا خزانہ لوٹ کے قبضہ مین کیا اور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوگئے یہان تمام رات آپس مین تلوار چلی جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ نہ ساریق ہے نہ لشکر ساریق ہے خزانہ بھی لٹ گیا بہت سے لوگ غلطان در درگوش کے مارے گئے جس وقت یہ خبر طوفان دریا موج کو معلوم ہوئی تو اسکو ساریق کے نام سے نفرت ہوگئی کہ اسنے یہ کیا حرکت کی اور غلطان در درگوش بھی دل مین بہت پچھتایا کہ مین نے اس بھگوڑے کو کیون پناہ دی یہ تو دغا کو ہو گیا بس رومال سے ہاتھ باندھ کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور ساری واردات بیان کی صاحبقران نے خطا اسکی معاف کی اور فرمایا کہ طوفان دریا موج کہان ہے غلطان شاہ نے عرض کی کہ بیمار ہے فرمایا مین اسکی عیادت کو چلونگا ہمراہ صاحبقران کے بہت سے سردار تھے جس مقام پر طوفان تھا وہان آئے طوفان دریا موج متحیر ہوا صاحبقران سے اپنی حالت بیان کی امیر نے فرمایا کہ اے طوفان دریا موج تم بڑے بہادر تھے جو تمکو اب تجھے بھی تعاقب مین ساریق کے جانا ہے اور تم علیل ہو لہذا جب صحت ہووے تو طلسم زلزلہ پر آنا ہم ہمارے تمہارے مقابلہ ہو جائے گا طوفان نے منظور کیا اور باغ مہلیل برج ابرو کی طرف روانہ ہوا صاحبقران

کوچ کر کے طرف طلسم زلزلہ کے چلتے ہین اور آگے دیکھیے کیا ہو

تمت

خاتمۃ الطبع از کارپردازان مطبع

شکر لاتعد ولاتحصے اُس رب حقیقی و مالک تحقیقی کا جسکے افضال بیحد و عنایات لاتعد سے یہ مجلد سر انجام تم عدم سے عالم شہود مین آیا اور درود نامحدود سرور کائنات افتخار موجودات جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم پر کہ جنکی ہدایت سے بے انتہا مخلوق نے نور ایمان کا شرف پایا۔ بعد حمد و نعت شائقین باتمکین و ناظرین قصص رنگین کی خدمت مین یہ خردہ فرحت افزا شنوا یا جاتا ہے کہ کتاب لاجواب گلستان باختر جلد دوم جسکا سلسلۂ بیان دفتر آفتاب شجاعت جلد پنجم سے ہے جسمین متعدد داستانین رنگین و سوانحات جدید دلنشین مندرج ہین جسکا اشتیاق عرصہ سے ناظرین شائقین قصص عجیب و حکایات لطیفہ کو مکنون خاطر تھا جسکے دریافت حال طبع کی نسبت صدہا خطوط مطبع موصول ہوتے چنانچہ حسب ایمائے مرجع اہل کمال منبع جود و نوال جناب منشی پراگ نراین صاحب مہتمم مطبع منشی نولکشور لکھنؤ کانپور و لاہور و الہ آباد وغیرہ از تالیفات داستان گوئے شیرین بیان و قصہ خوان فصیح البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوئے لکھنوی بہ تصحیح

مولوی محمد اسمعیل صاحب ملازم قدیم مطبع مرتب ہو کر ماہ مئی سنہ ۱۹۰۹ء لباس طبع سے مزین ہو کر سرمۂ چشم انتظار ناظرین باتمکین و شائقین قصص رنگین و نگارین ہوئی بمنہ و کرمہ

اعلان

نام کتاب	قیمت
طلسم نوخیز جمشیدی جلد اول۔	۸/ پ
ایضاً جلد دوم۔	۸/
ایضاً۔ جلد سوم۔	۷/ پ
طلسم زعفران زار۔ جدید التصنیف وجدید الطبع دو جلدین بحسب تفصیل ذیل	۸/ پ
جلد اول۔	۱۲/
جلد دوم۔	۸/
قصہ ٹھگ در سہ حصہ مطبوعہ غیر۔	۸/
ایضاً۔ حصہ چہارم۔ 〃	۱۲/
پیرنا بالغ در دو حصہ۔ 〃	عہ/ پ
سوانح عمری عمرو عیار۔ 〃	۸/ پ
تاج کامیابی۔ 〃	۸/ پ
سوانح عمری شیطان 〃	۸/ پ
الف لیلہ ویناز ادبطرز ناول۔	۱۲/ پ
شبستان حیرت۔	۸/ پ
اخوان الصفا۔ اُردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر ترجمہ اُردو را بن سن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید ہے مطبوعۂ غیر	۸/ پ
ترجمہ داستان امیر حمزہ با تصویر چھاپہ دفتر مسلسل ہند سہ مترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی کردہ مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی۔	۱۱/ پ
بوستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان جنکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوے ان کو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا ان کے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سُننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اُس محفل مین سُنائے لوگون نے	[illegible]

نام کتاب	قیمت
بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیب کے واسطے دیا گیا کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اُردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان جلدون کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۸ جلدین ہین لیکن اُردو مین دو دو جلد کا ترجمہ ایک ایک جلد مین یکجا ہے لہذا اُردو کی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین	
(۱) جلد مہدی نامہ۔	[illegible]
(۲) جلد دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	[illegible]
(۳) جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	۸/ پ
(۴) جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	۸/ پ
(۵) جلد مطلع الانوار۔	۸/ پ
(۶) جلد خزینۃ الاسرار۔	۸/ پ
(۷) جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	۸/ پ
(۸) جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	۸/ پ
(۹) جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ۔	۸/ پ
الف لیلہ با تصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اُردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی	

نام کتاب	قیمت
محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد کاغذ سفید و حنائی۔	عہ پ
فسانۂ عجائب جلی قلم۔ با تصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ۔	۹ر پ
ایضاً [illegible] حنائی گندہ۔	عہ ر پ
الف لیلہ با تصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ سنہ ۱۳۰۶ھ کاغذ سفید۔	۱۴ر پ
قصۂ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ	۳ر پ
کامروپ کا جادو۔ اردو کاغذ سفید	۳ر پ
جادۂ تسخیر۔ قصہ دلچسپ از نواب محمد حیدر علی خان صاحب۔	عہ ر پ
فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ با تصویر از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔	۲ر
ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔	۳ر
سروش سخن۔ با تصویر بجواب فسانۂ عجائب سید فخر الدین حسین مودودی۔	۵ر
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۳ر
طلسم حیرت۔ افسانۂ عجیب از منشی جعفر علی متخلص شیون۔	۵ر
باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر۔	۳ر
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۳ر
لطائف الظرفا۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ مذاق مزاح لطیفے ہیں۔	۳ر پ
تفریح الطلبا۔ مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمیں ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہو کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہو۔	۲ر پ

نام کتاب	قیمت
طلسم فصاحت۔ قصہ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم۔	۶ر
آرائش محفل۔ قصہ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش۔	۲ر
ایضاً۔ بلا تصویر حسب مراتب بالا۔	۵ر
مقتول جفا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین۔	۱ر
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض۔	۱ر
بوستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان گویا۔	عہ ر
سیراب بلاغ۔ از میر محمد علی قلق مرحوم	۳ر
فسانۂ دلپذیر۔ مصنفہ منشی احمد علی خان تائب دلچسپ فصیح بلیغ نو طرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ۔	۶ر
فسانۂ جمیل۔ مترجمہ منشی حامد حسین۔	۳ر
قصہ سیاہ پوش۔ از عنایت احمد متخلص بہ حسین	۹ پائی
فسانۂ معقول۔ از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر
فسانۂ دلفریب۔ از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب	۵ر
سنگھاسن بتیسی۔ قصہ مشہور۔	۳ر
ناٹک نل دمنی مولفہ منشی بینا کشور شاد	۲ر
قصہ موتی و بنولہ۔ ذخیرۂ پند خردمندانہ	۹ پائی
بیتال پچیسی با تصویر قصہ مشہور۔	۳ر
گل بکاولی۔ از منشی نہال چند۔	۳ر
ایک روسی زمیندار کا قصہ مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا۔	۵ر
نورتن۔ قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۵ر
قصہ اگر گل۔ قصہ مشہور۔	۲ر
سیر معقول۔ فسانہ نادر از مولوی سید غلام حیدر خان بہادر۔	۹ر
قصہ گوپی چند بھرتری۔	۹ پائی